طالبان حدیث نبوی کے لیے مستند ترجمہ اور اہم تشریحی فوائد پر مشتمل
ایک علمی تحفہ
تفہیم المسلم
مترجم مع شرح
صحیح مسلم شریف
جلد دوم
ترجمہ و تشریح
مولانا محمد زکریا اقبال صاحب مدظلہم
متخصص فی الحدیث استاذ جامعہ دارالعلوم کراچی
مقدمہ: مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم
صدر جامعہ دارالعلوم کراچی
دارالاشاعت کراچی

تفہیم المسلم

مترجم مع شرح

صحیح مسلم شریف

طالبانِ حدیثِ نبویؐ کے لیے مستند ترجمہ اور اہم تشریحی فوائد پر مشتمل
ایک علمی تحفہ

تفہیم المسلم

مترجم مع شرح

صحیح مسلم شریف

جلد دوم

ترجمہ و تشریح

مولانا محمد زکریا اقبال صاحب مدظلہم
متخصص فی الحدیث استاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

مقدمہ: مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم
صدر جامعہ دارالعلوم کراچی

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : جمادی الاول مطابق علمی گرافکس
ضخامت : 906 صفحات
کمپوزنگ : منظور احمد

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
ادارۃ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K

Azhar Academy Ltd.
At Continental (London) Ltd.
Cooks Road London E15 2PW

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
[illegible]
[illegible] U.S.A

فہرست عنوانات

تفہیم المسلم - حصہ دوم

کتاب الزکوٰة

کتاب الزکوۃ ⓿

زکوۃ کے ابواب

۱ - وحدثني عمرو بن محمد بن بكير الناقد حدثنا سفيان بن عيينة قال سألت عمرو بن يحيى بن عمارة فأخبرني عن أبيه عن أبي سعيد الخدري عن النبي ﷺ قال ليس فيما دون خمسة أوسق صدقة ولا فيما دون خمس ذود صدقة و لا فيما دون خمس أواق صدقة

۱- حضرت ابو سعید الخدریؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"پانچ وسق سے کم میں زکوۃ نہیں ہوتی۔ نہ ہی پانچ اونٹوں سے کم میں زکوۃ ہے، اور نہ پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوۃ ہے"۔

کتاب الزکوۃ

⓿ زکوۃ کے لغوی معنی بڑھنے کے بھی آتے ہیں، اور پاک کرنے کے بھی۔ ذالکم ازکی لکم (القرآن) اس آیت میں پاک کرنے کے معنی پائے جا رہے ہیں، یوں فرمایا فلا تزکوا انفسکم۔ زکوۃ کے ذریعہ چونکہ کل مال کو پاک کیا جاتا ہے گندگی سے کیونکہ زکوۃ یہ مال کا میل ہے اور اخراج زکوۃ سے بقیہ مال کی تطہیر ہو جاتی ہے تو اس نسبت سے اسے زکوۃ کہا جاتا ہے، اور چونکہ زکوۃ کی ادائیگی کی معنوی برکت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے مال میں اضافہ کرتے ہیں جیسے فرمایا ویربی الصدقات: اللہ تعالیٰ صدقات کو بڑھاتا ہے لہٰذا اس معنی کی مناسبت سے بھی اسے زکوۃ کہا جاتا ہے۔

زکوۃ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک ہے نماز کے بعد اسی کا ذکر سب سے زیادہ قرآن کریم میں آیا ہے اور زکوۃ کے ادا کرنے پر قرآن کریم اور احادیث میں آنحضرت ﷺ نے مختلف فضائل اور عدم ادائیگی پر متعدد وعیدیں بیان فرمائی ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: والذین یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم ترجمہ: وہ لوگ جو سونا چاندی جیب سے جمع کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو عذاب الیم کی بشارت (اطلاع) دے دیجئے۔ یہاں کنز یعنی چھپا کر جمع رکھنے کی مذمت کی گئی ہے۔ اس کی وضاحت آنحضرت ﷺ نے ایک حدیث میں فرمائی کہ جس مال کی زکوۃ ادا کر دی جائے وہ کنز میں داخل نہیں (ابوداؤد) اور زکوۃ ادا نہ کرنے پر قرآن نے اس سے اگلی آیت میں فرمایا کہ زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کو یہ عذاب الیم اس دن ہوگا جب کہ ان کے جمع کئے ہوئے سونے چاندی کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اور پھر اس سے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پشتوں پر داغ دیئے جائیں گے اور ان سے زبانی سزا کے طور پر کہا جائے گا کہ یہ وہ چیز ہے جس کو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا سو اپنے جمع کئے ہوئے مال کو چکھو۔

زکوۃ کی فرضیت اوائل اسلام میں مکہ مکرمہ میں ہی ہو چکی تھی۔ امام تفسیر حافظ ابن کثیرؒ نے سورہ مزمل کی آیت واقیموا الصلوة واتوا الزکوة سے استدلال کیا ہے کیونکہ یہ سورت ابتداء وحی کے زمانہ کی سورتوں میں سے ہے۔ البتہ ابتداء میں زکوۃ کے لئے کوئی متعین نصاب مقرر نہ تھا۔ تعیین نصاب ہجرت مدینہ کے بعد ہوئی اور اس کا مکمل نظام فتح مکہ کے بعد ہوا۔ (ملخصاً از معارف القرآن ج ۴ ص ۳۹۲)

اسی طرح اموال ظاہرہ کی زکوۃ حکومت کی طرف سے وصول کرنے کا کوئی انتظام نہ تھا کیونکہ حکومت ہی قائم نہ تھی۔ پھر ہجرت مدینہ کے بعد زکوۃ کے تفصیلی مقادیر نصاب مقرر ہوئے تو واضح رہے کہ آنحضرت ﷺ اور حضرات شیخینؓ کے زمانہ میں ہر قسم کے اموال کی زکوۃ سرکاری سطح پر وصول کی جاتی تھی۔ اس عہد مبارک میں اموال ظاہرہ و باطنہ کی کوئی تفریق نہ تھی۔ (جاری ہے)

۲...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ كِلاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۲...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں نہ ہی پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ ہے اور نہ پانچ اوقیہ چاندی سے کم میں زکوٰۃ ہے منقول ہے۔

۳...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيهِ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ وَأَشَارَ النَّبِيُّ ﷺ بِكَفِّهِ بِخَمْسِ أَصَابِعِهِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

۳...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ وسق، پانچ اونٹ اور پانچ اوقیہ چاندی سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے) اس اضافہ کے ساتھ منقول ہے کہ حضور علیہ السلام نے پانچ انگلیوں سے اشارہ فرما کر بیان کیا۔

٤...... و حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ

۴...... حضرت ابو سعید الخدریؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: "پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے، نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ ہے نہ ہی پانچ اوقیہ چاندی سے کم میں زکوٰۃ ہے"۔

٥ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ مِنْ تَمْرٍ

۵...... حضرت ابو سعید الخدریؓ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "کھجور اور غلہ واناج میں پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ (واجب) نہیں ہے"۔

(گذشتہ سے پیوستہ) لیکن جب حضرت عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں فتوحات بہت دور دراز کے علاقوں تک پھیل گئیں اور قابل زکوٰۃ اموال کی کثرت ہوگئی تو انہوں نے یہ محسوس کیا کہ اگر ہر قسم کے اموال کی زکوٰۃ سرکاری طور پر وصول کی گئی تو لوگوں کے پرائیویٹ مکانات اور دکانوں وغیرہ کی تلاشی لینی پڑے گی اور ان کی املاک کی چھان بین کرنی پڑے گی جس سے لوگوں کو تکلیف ہوگی اور ان کے محفوظ شخصی مقامات کی نجی حیثیت مجروح ہوگی اور اس کے نتیجہ میں فتنے پیدا ہونے کا امکان ہے اس لئے آپؓ نے یہ تفریق قائم کردی کہ حکومت صرف اموال ظاہرہ کی زکوٰۃ وصول کرے گی اور اموال باطنہ کی زکوٰۃ مالکان خود ادا کیا کریں۔

اس وقت اموال ظاہرہ میں مویشی اور زرعی پیداوار کو شامل کیا گیا اور بیشتر اموال مثلاً نقدی 'سونا' چاندی اور سامان تجارت کو اموال باطنہ قرار دیا گیا۔ بعد میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس مال تجارت جسے ایک شہر سے دوسرے شہر لایا جارہا ہو کو بھی اموال ظاہرہ میں شامل کرلیا اور شہر کے ناکوں پر چوکیاں قائم کرکے ایسے اموال کی زکوٰۃ موقع پر ہی وصول کرنے کا انتظام کردیا۔

وَلَا حَبٍّ صَدَقَةٌ

٦۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَيْسَ فِي حَبٍّ وَلَا تَمْرٍ صَدَقَةٌ حَتّٰى يَبْلُغَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ

۶۔ حضرت ابو سعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "غلہ واناج اور کھجور میں زکوٰۃ نہیں ہے یہاں تک کہ پانچ وسق ہو جائے، اسی طرح پانچ اونٹوں سے کم میں (اونٹ میں) اور پانچ اوقیہ سے کم (چاندی میں) زکوٰۃ نہیں ہے"۔

٧۔ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ ابْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ مَهْدِيٍّ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ وَمَعْمَرٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ مَهْدِيٍّ وَيَحْيَى بْنِ آدَمَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ بَدَلَ التَّمْرِ ثَمَرٍ

۷۔ عبدالرزاق کہتے ہیں کہ ہمیں ثوریؒ و معمرؒ نے اسماعیل بن امیہ کے حوالے سے اسی سند سے یہی سابقہ حدیث (کہ پانچ وسق اور پانچ اونٹ سے کم میں زکوٰۃ نہیں الخ) بیان کی ہے البتہ اس (روایت) میں تمر (کھجور) کے بجائے ثمر (پھل) کا لفظ ہے۔

٨۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ

۸۔ حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے (اسی سند کے ساتھ) مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "چاندی میں پانچ اوقیہ سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور اونٹوں میں پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور کھجور میں پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔[1]

---

[1] ان احادیث میں وسق اور اوقیہ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ یہ قدیم اہل عرب کے یہاں مختلف اوزان و پیمانوں کے نام تھے ان کے علاوہ بھی متعدد اوزان آگے آئیں گے۔ بعض مقام پر ان کی تشریح کرائیں گے ان شاء اللہ۔ یہاں وسق اور اوقیہ کی تشریح کی جاتی ہے۔ وسق آج کل کے حساب سے تقریباً پانچ من ڈھائی سیر (١٨ ٢٠٢ سیر) ہوتا ہے۔ فقہاء کی تصریح کے مطابق وسق ۶۰ صاع کا ہے، جب کہ اوقیہ کی مقدار ساڑھے ۱۰ تولہ ہے۔ یعنی چالیس ۴۰ درہم (اوزان شرعیہ) فرمایا کہ اونٹوں میں پانچ سے کم میں اور چاندی میں ۵ اوقیہ سے کم میں اور غلہ واناج میں پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں یعنی ان اشیاء کی یہ مقدار زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہے۔

جہاں تک اونٹوں کی زکوٰۃ کا مسئلہ ہے تو حدیث بالا سے اونٹوں کے نصاب کی کم از کم مقدار معلوم ہوتی لیکن کتنے اونٹوں پر کیا واجب ہے یہ تفصیل دوسری احادیث میں موجود ہے۔ ۵ اونٹ پر ایک بکری، ۱۰ میں دو بکریاں، ۱۵ پر تین بکریاں، ۲۰ پر چار بکریاں، ۲۵ پر ایک عدد ایک سالہ اونٹنی ۳۵ تک، ۳۶ ہو جائیں تو بنت لبون یعنی ایک عدد ۲ سالہ اونٹنی ۴۵ تک، ۴۶ ہو جائیں تو ایک حقہ یعنی ۳ سالہ اونٹنی ۶۰ تک، ۶۱ ہو جائیں تو ۷۵ تک ایک جذعہ یعنی ۴ چار سالہ اونٹنی۔ ۷۶ ہو جائیں تو ۹۰ تک ۲ بنت لبون یعنی ۲ عدد دو سالہ اونٹنی۔ ۹۱ سے لے کر ۱۲۰ اونٹوں تک ۲ حقے یعنی ۲ عدد ۳ سالہ اونٹنیاں واجب ہوتی ہیں۔

چاندی کی زکوٰۃ کا نصاب حدیث بالا میں ۵ اوقیہ قرار دیا ہے اس پر اتفاق ہے کہ چاندی کا نصاب ۲۰۰ درہم ہے۔ یعنی اس سے کم پر زکوٰۃ واجب نہیں، جب دو سو درہم ہو جائیں تو ۵ درہم بطور زکوٰۃ واجب ہیں۔ ۲۴۰ پر ۶ درہم واجب ہوں گے۔

(جاری ہے)

صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ

باب-۱ باب ما فيه العشر او نصف العشر

کن چیزوں میں عشر ہے اور کن چیزوں میں نصف عشر

۹ ..... حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ وَالْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِيمَا سَقَتِ الْأَنْهَارُ وَالْغَيْمُ الْعُشُورُ وَفِيمَا سُقِيَ بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ

۹ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو سنا آپ ﷺ نے فرمایا: "نہری زمین (یعنی وہ زمین جو نہر کے پانی سے سیراب ہو) اور بارانی (بارش سے سیراب ہونے والی) زمین کی پیداوار میں عشر (دسواں حصہ) واجب ہے اور وہ زمین جسے سانیہ کے ذریعہ (اونٹ لگا کر) سینچا جائے اس میں نصف العشر (بیسواں حصہ) واجب ہے"۔

باب-۲ باب لا زكوة على المسلم في عبده و فرسه

مسلمان پر غلام اور گھوڑے کی زکوٰۃ نہیں

۱۰ ..... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ

۱۰ اس سند کے ساتھ یہ روایت حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(گذشتہ سے پیوستہ) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک۔ لیکن صاحبین حضرت امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک ۲۰۱ درہم پر ۵ درہم اور ایک درہم کا ۴۰واں حصہ واجب ہوگا۔

اکثر علماء ہند نے ۲۰۰ درہم کو ۲/۱ ۵۲ تولہ چاندی کے مساوی قرار دیا ہے البتہ علامہ عبدالحی لکھنویؒ کی تحقیق یہ ہے کہ دوسو درہم صرف ۳۶ تولہ ۲/۱ ۵ ماشہ کے برابر ہیں۔ لیکن فتویٰ جمہور علماء ہند کے قول پر ہی ہے۔ اس اختلاف کی تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے رسالہ "اوزان شرعیہ" مصنفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب۔

اناج وغلّہ کی زکوٰۃ..... کے بارے میں فرمایا کہ پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ وسق ۶۰ صاع کے برابر ہوتا ہے۔ اور حنفیہ کے نزدیک احکام شرعیہ میں جو صاع معتبر ہے وہ "صاع عراقی" ہے جو ۸ رطل کا ہوتا ہے۔ درمختار میں ہے کہ: "صاع" جو احکام شرعیہ میں معتبر ہے اس کا پیمانہ یہ ہے کہ اس میں ایک ہزار چالیس درہم کے برابر ماش و مسور سما جائے۔ علامہ ابن عابدین شامیؒ نے اس کی شرح میں فرمایا کہ "صاع ۴ مُد کا ہوتا ہے اور مُد ۲ رطل کا ہوتا ہے اور رطل تقریباً ایک سیر کا ہوتا ہے"۔ اس حساب سے پانچ وسق تقریباً ۲۲ من ۲/۱ ۱۲ سیر کا ہوتا ہے۔ (اوزان شرعیہ)

اس حدیث کی بناء پر ائمہ ثلاثہؒ اور صاحبینؒ اس بات کے قائل ہیں کہ زرعی پیداوار پر ۲۵ من (۵ وسق) سے کم میں عشر واجب نہیں۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک زرعی پیداوار کا کوئی نصاب مقرر نہیں بلکہ اس کی ہر قلیل وکثیر مقدار پر عشر (دسواں حصہ) واجب ہے۔

بْنِ يسارٍ عَنْ عِراكِ ابْنِ مالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلا فَرَسِهِ صَدَقَةٌ

"مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں صدقہ (زکوٰۃ) نہیں ہے"۔ ❶

١١ وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قالا حَدَّثَنا سُفْيانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ سُلَيْمانَ بْنِ يسارٍ عَنْ عِراكِ بْنِ مالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ عَمْرٌو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقالَ زُهَيْرٌ يَبْلُغُ بِهِ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلا فَرَسِهِ صَدَقَةٌ

۱۱ حضرت ابو ہریرہؓ حضور اقدس ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

"مسلمان پر اس کے غلام میں زکوٰۃ واجب نہیں سوائے صدقۂ فطر کے"۔

١٢ حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قالَ أَخْبَرَنا سُلَيْمانُ بْنُ بِلالٍ ح و حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ قالَ حَدَّثَنا حَمّادُ بْنُ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنا حاتِمُ بْنُ إِسْمَعِيلَ كُلُّهُمْ عَنْ خُثَيْمِ بْنِ عِراكِ بْنِ مالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۱۲ اس سند سے بھی مذکورہ روایت (کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان پر اس کے غلام میں زکوٰۃ واجب نہیں لیکن صدقۂ فطر واجب ہے) مروی ہے۔

١٣ و حَدَّثَنِي أَبُو الطّاهِرِ وَهارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قالُوا حَدَّثَنا ابْنُ وَهْبٍ قالَ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عِراكِ بْنِ مالِكٍ قالَ سَمِعْتُ أَبا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قالَ لَيْسَ فِي الْعَبْدِ صَدَقَةٌ إِلا صَدَقَةُ الْفِطْرِ

۱۳ اس سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ غلام کی زکوٰۃ نہیں ہاں صدقۂ فطر واجب ہے۔

١٤ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قالَ حَدَّثَنا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ قالَ حَدَّثَنا وَرْقاءُ عَنْ أَبِي الزِّنادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عُمَرَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَقِيلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِيلٍ وَخالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَالْعَبّاسُ عَمُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ما يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلا أَنَّهُ كانَ فَقِيرًا فَأَغْناهُ اللهُ وَأَمّا خالِدٌ

۱۴ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو وصولی زکوٰۃ کے لئے بھیجا انہوں نے (واپس آکر کہا کہ) ابن جمیل، خالدؓ بن الولید اور حضرت عباسؓ رسول اللہؐ کے چچا نے زکوٰۃ دینے سے منع کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا ابن جمیل تو صرف اس کا بدلہ لیتا ہے کہ وہ قلاش (فقیر) تھا اللہ تعالیٰ نے اسے غنی کر دیا (اب دولت کے نشہ میں آکر اللہ کا حق بھی ادا نہیں کرتا) جہاں تک خالد کا تعلق ہے تو تم اس پر زیادتی

❶ جو گھوڑے ذاتی سواری کے لئے ہوں ان پر باتفاق زکوٰۃ نہیں۔ البتہ جو گھوڑے تجارت کے لئے رکھے ہوں ان پر باتفاق زکوٰۃ واجب ہے جو باعتبار قیمت ادا کی جائے گی۔ البتہ تناسل کے لئے رکھے گئے گھوڑوں پر زکوٰۃ کے بارے میں اختلاف ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ان پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ جبکہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک واجب ہے۔

فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خَالِدًا قَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتَادَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَأَمَّا الْعَبَّاسُ فَهِيَ عَلَيَّ وَمِثْلُهَا مَعَهَا ثُمَّ قَالَ يَا عُمَرُ أَمَا شَعَرْتَ أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ

کرتے ہو کیونکہ خالدؓ نے تو اپنی زرہیں اور اسلحہ تک اللہ کی راہ میں لگا دیئے (زکوٰۃ نہ دینے کا تو کوئی سوال ہی نہیں) اور عباسؓ کے حصہ زکوٰۃ کی ادائیگی میرے اوپر دوہری ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے عمرؓ کیا تمہیں یہ احساس نہیں کہ چچا بھی باپ کے برابر ہوتا ہے۔

باب-۳

زکوۃ الفطر

صدقۃ الفطر کا بیان

۱۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَرَضَ زَكَوةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى مِنَ الْمُسْلِمِينَ

۱۵ حضرت ابن عمرؓ سے (اس مذکورہ سند سے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے بعد لوگوں پر عید الفطر کی زکوٰۃ (صدقہ فطر) ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو مقرر فرمائی کہ ہر مسلمان آزاد، غلام، مرد و عورت پر فرض ہے۔

١٦ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَكَوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ أَوْ حُرٍّ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ

۱۶ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (مذکورہ سند سے) روایت ہے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو ہر غلام و آزاد اور بڑے چھوٹے پر فرض (واجب) فرمایا ہے۔

١٧ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ رَمَضَانَ عَلَى الْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ قَالَ فَعَدَلَ النَّاسُ بِهِ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ

۱۷ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے رمضان کا صدقہ آزاد، غلام مرد، عورت پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو واجب کیا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ لوگوں نے اس کی قیمت کے اعتبار سے نصف صاع گندم مقرر کرلی۔

١٨ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ

۱۸ نافع (مشہور تابعی اور ابن عمرؓ کے شاگرد) سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا:
رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو دیا

صَاعٍ مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعٍ مِنْ شَعِيرٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَجَعَلَ النَّاسُ عِدْلَهُ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ

جائے۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ پھر لوگوں نے دو مُد گندم کے ایک صاع کھجور یا جَو کے برابر قرار دے دیئے۔

۱۹ ــــ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ أَوْ رَجُلٍ أَوِ امْرَأَةٍ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ

۱۹ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے صدقۂ فطر رمضان کے بعد ہر مسلمان پر فرض فرمایا خواہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بڑا، جس کی مقدار ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو (یا اس کی قیمت) رکھی۔

۲۰ ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ

۲۰ ــــ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ صدقۂ فطر نکالتے تھے ایک صاع طعام (اناج وغیرہ) یا ایک صاع جَو یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع کشمش۔

۲۱ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ يَعْنِي ابْنَ قَيْسٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ إِذْ كَانَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ عَنْ كُلِّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ حُرٍّ أَوْ مَمْلُوكٍ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهُ حَتَّى قَدِمَ عَلَيْنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا فَكَلَّمَ النَّاسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَكَانَ فِيمَا كَلَّمَ بِهِ النَّاسَ أَنْ قَالَ إِنِّي أَرَى أَنَّ مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ فَأَخَذَ النَّاسُ بِذَلِكَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَمَّا أَنَا فَلَا أَزَالُ أُخْرِجُهُ كَمَا كُنْتُ أُخْرِجُهُ أَبَدًا مَا عِشْتُ

۲۱ ــــ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے (آپ کی حیات طیبہ میں) تو ہم لوگ ہر چھوٹے بڑے، آزاد وغلام کی طرف سے صدقۂ فطر نکالا کرتے تھے جس کی مقدار ایک صاع طعام (یعنی اناج گندم وغیرہ) یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع جَو یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع کشمش ہوا کرتی تھی۔ ہم ہمیشہ اسی طرح صدقہ فطر نکالتے تھے یہاں تک کہ حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان ہمارے حج یا عمرہ کے سفر پر ہمارے پاس آئے اور منبر پر لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "میرا خیال ہے کہ شامی گندم کے دو مُد، ایک صاع کھجور کے برابر ہیں۔ چنانچہ لوگوں نے اسی کو اختیار کرلیا۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ رہا میں! تو میں اسی طرح صدقۂ فطر نکالا کروں گا زندگی بھر جس طرح کہ پہلے (آنحضرت ﷺ کے دور میں) نکالا کرتا تھا۔

۲۲ ــــ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ أَخْبَرَنِي

۲۲ ــــ حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ہر چھوٹے بڑے اور غلام آزاد کی طرف سے تین قسموں

عِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ فِينَا عَنْ كُلِّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ حُرٍّ وَمَمْلُوكٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهُ كَذٰلِكَ حَتَّى كَانَ مُعَاوِيَةُ فَرَأَى أَنَّ مُدَّيْنِ مِنْ بُرٍّ تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَمَّا أَنَا فَلَا أَزَالُ أُخْرِجُهُ كَذٰلِكَ

سے ایک صاع صدقہ ادا کرتے تھے، جب حضرت معاویہؓ نے نصف صاع گندم کو ایک صاع تمر (کھجور) کے برابر قرار دیا (صدقہ فطر میں) تو انہوں (ابو سعید خدریؓ) نے اس کا انکار کیا اور کہا کہ:

"میں صدقہ فطر میں وہی چیز نکالوں گا جو رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں نکالا کرتا تھا یعنی ایک صاع کھجور، یا ایک صاع کشمش، یا ایک صاع جو یا ایک صاع پنیر۔" ❶

۲۳۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ الْأَقِطِ وَالتَّمْرِ وَالشَّعِيرِ

۲۳۔ اس سند کے ساتھ یہ روایت مروی ہے کہ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم تین اقسام میں صدقہ فطر نکالتے تھے، پنیر، کھجور اور جو میں سے۔

۲٤۔۔۔۔و حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ مُعَاوِيَةَ لَمَّا جَعَلَ نِصْفَ الصَّاعِ مِنَ الْحِنْطَةِ عَدْلَ صَاعٍ مِنْ

۲۴۔۔ حضرت ابو سعید خدریؓ (صحابی رسولؐ) سے روایت ہے مروی ہے کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے گندم کے نصف صاع کو کھجور کے ایک صاع کے برابر قرار دیا تو ابو سعید نے انکار کیا اور فرمایا: میں تو اس میں سے نہیں نکالوں گا مگر میں تو جس سے رسول ﷺ کے دور

---

❶ صدقۃ الفطر سے متعلق پہلی بات تو یہ ہے کہ ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک اس کا کوئی نصاب مقرر نہیں بلکہ ہر وہ شخص جس کے پاس "قوت یوم ولیلۃ" یعنی چوبیس گھنٹے کی غذا موجود ہو اس پر واجب ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک صدقۃ الفطر کا نصاب زکوٰۃ والا نصاب ہی ہے اگرچہ سال گذرنا اور مال نامی ہونا شرط نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن کریم اور احادیث میں صدقہ فطر کو زکوٰۃ کے لفظ ہی سے تعبیر کیا گیا ہے جیسے فرمایا: قد أفلح من تزكّى وذكر اسم ربّه فصلّى۔ اس آیت میں بہت سے مفسرین کے نزدیک صلوۃ سے مراد صلوۃ العید اور تزکی سے مراد صدقہ فطر ہے۔

دوسرا مسئلہ صدقۃ الفطر سے متعلق یہ ہے کہ صدقۃ الفطر میں خواہ گندم دی جائے یا جو یا کھجور یا کشمش سب کا ایک صاع فی کس واجب ہوتا ہے۔ ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک۔ لیکن امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ گندم کی صورت میں نصف صاع (تقریباً پونے دو سیر ۳ ماشہ) واجب ہوتا ہے جب کہ دیگر اجناس میں ایک صاع (۱/۲-۳ سیر چھ ماشہ) واجب ہوتا ہے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ نے جو یہ فرمایا کہ: میں تو وہی نکالوں گا جو حضورؐ کے عہد مبارک میں نکالتا تھا"۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہوں نے حضرت معاویہؓ کے طرز عمل کو غلط قرار دیا بلکہ مقصد یہ ہے کہ حضرت معاویہؓ کے آنے کے بعد لوگوں نے گندم کی شکل میں صدقہ فطر دینا شروع کر دیا جب کہ پہلے وہ گندم کے علاوہ دوسری اجناس نکالا کرتے تھے۔ ابو سعیدؓ نے فرمایا کہ میں تو گندم کے بجائے انہی اجناس میں نکالا کروں گا۔ جہاں تک گندم میں نصف صاع واجب ہونے کا تعلق ہے تو خود حضرت ابو سعید کا بھی یہی مذہب تھا۔

(تفصیل کیلئے دیکھئے درس ترمذی ج ۲ ص ۵۰۱)

تَمْرٍ أَنْكَرَ ذٰلِكَ أَبُو سَعِيدٍ وَقَالَ لَا أُخْرِجُ فِيهَا إِلَّا الَّذِي كُنْتُ أُخْرِجُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ

(حیات طیبہ) میں نکالتا تھا اس میں نکالوں گا کھجور سے ایک صاع یا کشمش یا جو یا پنیر سے ایک صاع۔

باب-۴ باب الامر باخراج زکوة الفطر قبل الصلوة

نماز عید سے پہلے صدقۃ الفطر ادا کرنے کے بیان میں

۲۵.....حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ

۲۵.... حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کے بارے میں یہ حکم فرمایا کہ نماز عید کے لئے نکلنے سے قبل (صدقہ فطر) ادا کر دیا جائے"۔

۲۶.....حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِإِخْرَاجِ زَكَاةِ الْفِطْرِ أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ

۲۶.... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر (لوگوں کے) نماز کے لئے نکلنے سے قبل ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ ●

باب-۵ إثم مانع الزكوة

زکوٰۃ کی عدم ادائیگی کا گناہ

۲۷.....وحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ مَيْسَرَةَ الصَّنْعَانِيَّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ أَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ

۲۷. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: سونے چاندی کا مالک کوئی شخص ایسا نہیں کہ وہ اس کا حق (زکوٰۃ) ادا نہ کرے مگر یہ کہ قیامت کے روز اس کے سیم و زر کے تختے بنائے جائیں گے، انہیں جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اور اس سے اس کے پہلو کو، پیشانی کو، اور پیٹھ کو داغا جائے گا۔ اور جب وہ ٹھنڈے ہو جائیں گے تو ان کو پھر تپایا جائے گا (اور دوبارہ داغا جائے گا) ایسے دن میں کہ اس کی مقدار پچاس ہزار برس ہو گی۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان (جنت و دوزخ) کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور اس کا

● ان احادیث کی بناء پر چاروں ائمہ عظامؒ کے نزدیک ضروری ہے کہ نماز عید سے قبل صدقۃ الفطر ادا کر دیا جائے تاکہ نادار اور غریب لوگ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔ البتہ اگر کسی نے نماز عید سے قبل ادا نہیں کیا تو بعد نماز صدقہ فطر نکالنا واجب ہے اور ادائیگی سے تاخیر کا گناہ ساقط ہو جائے گا۔ واللہ اعلم زکریا عفی عنہ

الْعِبَادِ فَيُرى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ
قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ فَالْإِبِلُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حَلْبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ أَوْفَرَ مَا كَانَتْ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيلًا وَاحِدًا تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا وَتَعَضُّهُ بِأَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ
قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطِحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ
قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ فَالْخَيْلُ قَالَ الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ هِيَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ فَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً وَفَخْرًا وَنِوَاءً عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ لَهُ وِزْرٌ وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللهِ فِي ظُهُورِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فِي مَرْجٍ وَرَوْضَةٍ فَمَا أَكَلَتْ مِنْ ذَلِكَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ لَهُ عَدَدَ مَا أَكَلَتْ حَسَنَاتٌ وَكُتِبَ لَهُ عَدَدَ أَرْوَاثِهَا وَأَبْوَالِهَا حَسَنَاتٌ وَلَا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ عَدَدَ آثَارِهَا وَأَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلَى نَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا يُرِيدُ أَنْ يَسْقِيَهَا إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ عَدَدَ

راستہ دیکھا جائے گا کہ آیا جنت کی طرف جائے گا یا جہنم کی طرف (وزن اعمال کے بعد دیکھا جائے گا کہ اسکے دوسرے اعمال کی بناء پر وہ جنت کا مستحق ہے یا جہنم کا)۔

عرض کیا گیا یا رسول اللہ! اونٹ وغیرہ کے مالکان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ فرمایا: جو اونٹوں کا مالک بھی ان کا حق ادا نہ کرے گا اور ان کا ایک حق یہ ہے کہ جس روز اسے پانی پلائے اس دن اس کا دودھ دوہے تو قیامت کے روز اس کو ایک چٹیل زمین پر اوندھے منہ لٹایا جائے گا اور وہ اونٹ کہ ان میں سے ایک بھی دودھ چھٹا نہ ہوگا نہایت فربہ ہو کر آئیں گے اور اسے اپنے کھروں سے روندیں گے اپنے منہ سے اس کو چیر پھاڑ دیں گے۔ جب بھی ان اونٹوں میں سے پہلا روندتا ہوا چلا جائے گا تو پچھلا لوٹا دیا جائے گا (دوبارہ روندنے کے لئے) اور یہ ایک ایسے دن میں ہوگا کہ اسکی مقدار پچاس ہزار برس کے برابر ہوگی (گویا پچاس ہزار برس عذاب ہوگا) یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا اور اسکی راہ دیکھی جائے گی کہ جہنم کی طرف ہے یا جنت کی طرف۔

عرض کیا گیا یا رسول اللہ! گائے اور بھیڑ بکریوں والے کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا: نہ ہی کوئی گائے بھیڑ بکریوں کا مالک ایسا ہوگا کہ وہ ان کا حق ادا نہ کرے مگر یہ کہ اسے بھی چٹیل میدان میں لٹایا جائے گا اوندھے منہ اور وہ اپنے مویشیوں میں سے کوئی کم نہ پائے گا (یعنی اس کے تمام جانور ہوں گے) نہ ان میں کوئی جانور ایسا ہوگا کہ اس کے سینگ مڑے ہوئے ہوں (سیدھے سینگ والے ہوں گے) نہ کوئی بغیر سینگ کا ہوگا اور نہ ہی کوئی سینگ ٹوٹا ہوا ہوگا اور آکر اس کو اپنے سینگوں سے کچلیں گے، اپنے کھروں سے روندیں گے۔ جب بھی ان کا پہلا جانور گذر جائے گا تو پچھلے کو دوبارہ لوٹا دیا جائے گا (اور یہ عذاب) ایسے دن میں ہوگا کہ جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہوگی، حتی کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کردیا جائے گا اور دیکھا جائے گا کہ اس کی راہ جنت کی ہے یا جہنم کی۔

عرض کیا گیا یا رسول اللہ! گھوڑوں کے مالکان کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: گھوڑے تین طرح کے ہیں ا۔ یا تو گھوڑا انسان کے لئے وبال ہوگا ۲۔ یا اس کے لئے

مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ
قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ فَالْحُمُرُ قَالَ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْءٌ إِلا هٰذِهِ الآيَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾

(مالک کے لئے) ڈھال ہوگا (جہنم کی آگ سے) ۳۔ یا اس مالک کے لئے باعث اجر ہوگا۔
وہ گھوڑا جو اپنے مالک کیلئے وبال جان ہوگا یہ وہ ہے جسے اسکے مالک نے فخر و مباہات اور ریاکاری کے لئے باندھا (تاکہ اس کی شان و شوکت اور امارت کا اظہار ہو) اور (اگر) اہل اسلام سے عداوت و دشمنی کے سبب اسے باندھا تو یہ اپنے مالک کے لئے باعث عذاب ہوگا۔
جو گھوڑا مالک کے لئے ڈھال ہے یہ وہ گھوڑا ہے جسے اسکے مالک نے فی سبیل اللہ رکھا ہے (جہاد کیلئے اور مسلمانوں کی خدمت کیلئے) پھر وہ اس کی پشت اور گردن میں اللہ کا حق نہیں بھولتا (یعنی اس پر سواری کرنے میں بھی اسکے حال کا خیال کرتا ہے اس کے گھاس چارے کا خیال کرتا ہے اور سواری کے لئے کسی کو عاریتاً دے دیتا ہے جب کہ اسکی گردن کا حق یہ ہے کہ اسکی زکوۃ وغیرہ ادا کرتا ہے تو یہ گھوڑا اسکے لئے جہنم کی آگ سے بچاؤ کا سامان ہے۔
اور وہ گھوڑا جو مالک کے لئے باعث اجر ہے تو یہ وہ گھوڑا ہے جسے اس کے مالک نے فی سبیل اللہ وقف کر دیا اہل اسلام کے لئے کسی چراگاہ یا باغ میں، پھر وہ اس چراگاہ یا باغ سے جو کچھ بھی چرتا ہے تو اس کے چارے کی مقدار کے برابر مالک کے لئے نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور گھوڑے کی لید اور پیشاب تک کی مقدار کے برابر حسنات اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔ اور پھر جب وہ گھوڑا اپنی رسی توڑ کر ایک دو چڑھائیوں پر چڑھ جاتا ہے تو بھی اللہ تعالیٰ اسکے قدموں کے نشانات اور اس کی لید کی مقدار کے بقدر نیکیاں مالک کے لئے لکھ لیتے ہیں۔ اور جب وہ مالک گھوڑے کو کسی نہر پر لے جاتا ہے اور گھوڑا اس نہر سے پانی پی لیتا ہے اگرچہ مالک کا پانی پلانے کا ارادہ بھی نہ ہو تب بھی اللہ تعالیٰ اس کے پئے ہوئے قطروں کے بقدر حسنات اس مالک کے لئے لکھ دیتے ہیں۔
عرض کیا گیا یارسول اللہ! گدھوں کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا ان کے بارے میں مجھ پر کوئی حکم سوائے اس جامع اور بے مثل آیت کے نہیں ہوا کہ: **فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره، ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره۔** "جس نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ

برابر برائی کی وہ بھی اسے دیکھ لے گا (قیامت کے روز)۔ ●

۲۸۔ و حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الاعْلَى الصَّدَفِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ إِلَى آخِرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا حَقَّهَا وَذَكَرَ فِيهِ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيلًا وَاحِدًا وَقَالَ يُكْوَى بِهَا جَنْبَاهُ وَجَبْهَتُهُ وَظَهْرُهُ

۲۸۔۔۔۔اس سند کے ساتھ بھی مذکورہ روایت (جو کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے) بیان کی گئی ہے لیکن اس روایت میں الفاظ کا تغیر و تبدل ہے لیکن معنی و مفہوم میں کچھ فرق نہیں (یعنی لفظی فرق ہے معنوی فرق نہیں)۔

۲۹۔۔۔۔و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ قَالَ حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا مِنْ صَاحِبِ كَنْزٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهُ إِلَّا أُحْمِيَ عَلَيْهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُجْعَلُ صَفَائِحَ فَيُكْوَى بِهَا جَنْبَاهُ وَجَبِينُهُ حَتَّى يَحْكُمَ اللهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ثُمَّ يُرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ وَمَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي زَكَوتَهَا إِلَّا بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ كَأَوْفَرِ مَا كَانَتْ تَسْتَنُّ عَلَيْهِ كُلَّمَا مَضَى عَلَيْهِ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتَّى يَحْكُمَ اللهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ثُمَّ يُرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ وَمَا مِنْ صَاحِبِ غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهَا إِلَّا بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ كَأَوْفَرِ مَا كَانَتْ فَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ كُلَّمَا مَضَى عَلَيْهِ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتَّى يَحْكُمَ

۲۹۔۔۔۔حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر وہ شخص جو خزانوں کا مالک ہو اور اس کی زکوٰۃ نہ ادا کرتا ہو تو جہنم کی آگ میں اس کا خزانہ تپایا جائے گا اور اس کے تختے بنائے جائیں گے جس سے اس شخص کے پہلوؤں اور پیشانی کو داغا جائے گا (یہ عذاب اس کو ہوتا رہے گا) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمادے (جنت و جہنم کا) ایک ایسے دن میں کہ اس (دن) کی مقدار پچاس ہزار برس ہے، بعد ازاں اس کا راستہ دیکھا جائے گا کہ جنت کو جاتا ہے کہ جہنم کو۔
اسی طرح جو اونٹ مالکان زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تو انہیں ایک چٹیل و صاف قطعہ زمین پر اوندھے منہ لٹایا جائے گا اور وہ اونٹ دنیا میں زیادہ سے زیادہ جتنے موٹے تھے اسی فربہی کی حالت میں آئیں گے (اور اسے روندیں گے) جب بھی ان میں سے پچھلا اونٹ گذر جائے گا تو اگلے کو دوبارہ لوٹایا جائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان پچاس ہزار برس کے برابر دن میں (جنت و دوزخ کا) فیصلہ فرمادیں یا پھر اس آدمی کی راہ دیکھی جائے گی کہ جنت کو جاتی ہے یا جہنم کو (یعنی اس کے بارے میں جنت کا فیصلہ ہوا یا جہنم کا)۔
اسی طرح جو مویشی مالکان زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تو ایسے شخص کو بھی

● حنفیہ نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے گھوڑوں پر زکوٰۃ واجب قرار دی ہے لیکن تفصیل یہ ہے کہ جو گھوڑے ذاتی سواری کے لئے ہوں ان پر تو زکوٰۃ نہیں اور جو گھوڑے تجارتی مقاصد کے لئے ہوں ان پر بالاجماع زکوٰۃ ہے۔
لیکن جو سائمہ (جنگل وغیرہ میں چرنے والے) گھوڑے ہیں احناف کے نزدیک ان پر بھی زکوٰۃ واجب ہے کیونکہ اس حدیث میں ایسے گھوڑوں کے دو حقوق اللہ بیان کئے گئے ہیں ایک تو ان کی "ظہور" میں کہ کسی کو سواری کے لئے عاریتاً دے دیا جائے۔ دوسرے "رقاب" میں جو سوائے زکوٰۃ کے کچھ نہیں ہو سکتا۔

اللهُ بَيْنَ عِبادِه فِي يَوْمٍ كانَ مِقْدارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ ثُمَّ يَرى سَبِيلَه إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قالَ سُهَيْلٌ فَلا أَدْرِي أَذَكَرَ الْبَقَرَ أَمْ لا

قالُوا فَالْخَيْلُ يا رَسُولَ اللهِ قالَ الْخَيْلُ فِي نَواصِيها أَوْ قالَ الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَواصِيها قالَ سُهَيْلٌ أَنا أَشُكُّ الْخَيْرُ إِلى يَوْمِ الْقِيامَةِ الْخَيْلُ ثَلاثَةٌ فَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَلِرَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُها فِي سَبِيلِ اللهِ وَيُعِدُّها لَهُ فَلا تُغَيِّبُ شَيْئًا فِي بُطُونِها إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ أَجْرًا

وَلَوْ رَعاها فِي مَرْجٍ ما أَكَلَتْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ بِها أَجْرًا وَلَوْ سَقاها مِنْ نَهْرٍ كانَ لَهُ بِكُلِّ قَطْرَةٍ تُغَيِّبُها فِي بُطُونِها أَجْرٌ حَتَّى ذَكَرَ الاجْرَ فِي أَبْوالِها وَأَرْواثِها وَلَوِ اسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ تَخْطُوها أَجْرٌ وَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُها تَكَرُّمًا وَتَجَمُّلًا وَلا يَنْسى حَقَّ ظُهُورِها وَبُطُونِها فِي عُسْرِها وَيُسْرِها وَأَمَّا الَّذِي عَلَيْهِ وِزْرٌ فَالَّذِي يَتَّخِذُها أَشَرًا وَبَطَرًا وَبَذَخًا وَرِياءَ النَّاسِ فَذاكَ الَّذِي هِيَ عَلَيْهِ وِزْرٌ

قالُوا فَالْحُمُرُ يا رَسُولَ اللهِ قالَ ما أَنْزَلَ اللهُ عَلَيَّ فِيها شَيْئًا إِلَّا هٰذِهِ الآيَةَ الْجامِعَةَ الْفاذَّةَ ﴿ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴾

اوندھے منہ لٹایا جائے گا۔ صاف ہموار زمین پر اور اسکی بکریاں اپنی انتہائی فربہی کی حالت میں آکر اسے روندیں گی اپنے کھروں سے اور اپنے سینگوں سے سے چیریں گی۔ نہ ان میں سے کوئی مڑے سینگ والی ہو گی (سیدھے سینگ ہوں گے تاکہ زیادہ تیزی سے گھپ جائیں) نہ بغیر سینگ کے ہوں گی۔ جب بھی ان میں سے پچھلی گذر جائیں گی تو اگلی پھر آجائیں گی اور جب تک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان پچاس ہزار برس کے برابر دن میں فیصلہ نہیں کر دیتے ان پر عذاب ہوتا رہے گا۔
سہیل رحمۃ اللہ علیہ (راوی) کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم آپ ﷺ نے گائے کا بھی ذکر کیا یا نہیں۔
صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! گھوڑوں کا کیا حال ہو گا؟ فرمایا: گھوڑا اس کی پیشانی میں تو خیر رکھ دی گئی ہے (کہ اس پر جہاد ہوتا ہے)۔
سہیل (راوی) کہتے ہیں کہ مجھے شک ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ: "قیامت تک کے لئے ان میں خیر رکھ دی گئی ہے"۔
فرمایا: گھوڑے تین ہیں ا۔ آدمی کیواسطے باعث اجر ۲۔ آدمی کے واسطے ڈھال (جہنم سے) ۳۔ آدمی کے واسطے وبال۔
باعث اجر تو وہ گھوڑا ہے جسے آدمی اللہ کی راہ کے لئے لے اور اسی مقصد کے لئے اسے تیار کرے ایسا گھوڑا اپنے پیٹ میں جو بھی غائب کر دے گا (یعنی ہر وہ غذا جو گھوڑا کھائے گا) اللہ تعالیٰ مالک کے لئے اس پر اجر لکھ دیتا ہے۔ اگر وہ اسے کسی چراگاہ میں چھوڑ دے اور اس میں وہ چرتا رہے تو جو کچھ کھائے گا اس کے عوض بھی اللہ مالک کیلئے اجر لکھ دیتے ہیں۔ اگر اسے کسی نہر سے پانی پلائے تو ہر اس قطرہ کے عوض جسے گھوڑا اپنے پیٹ میں غائب کر دیتا ہے (جو پانی وہ پیتا ہے) اس پر بھی اجر عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ آپ نے اسکی لید، پیشاب وغیرہ میں اجر کا ذکر فرمایا۔ اور آگے مزید ارشاد فرمایا کہ اگر وہ (گھوڑا) ایک یا دو ٹیلوں پر سے کود پڑا تو اس کے ہر اٹھتے قدم پر اجر عطا فرماتا ہے۔
باعث ڈھال وہ گھوڑا ہے جسے مالک اعزاز واکرام کرنے اور ظاہری قریب و زینت حاصل کرنے کے لئے لیتا ہے (اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی وجاہت کے لئے بھی گھوڑا رکھنا جائز ہے اگر اس کا حق ادا کیا جاتا رہے) پھر

اس میں پشت اور پیٹ کے حق کو نہیں بھولتا۔ تنگی ترشی میں اور خوشحالی میں (یعنی خواہ اس پر تنگی کا زمانہ ہو یا خوشحالی کا ہر حال میں وہ اس کے بارے میں کمی کرتا ہے نہ اس کی سواری سے منع کرتا ہے)

باعث وبال وہ گھوڑا ہے جسے انسان فخر و غرور اور بڑھ کر مارنے کیلئے لے ریاکاری اور نام و نمود کیلئے لے تو یہ اس کے لئے وبال کا باعث ہے۔

لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! گدھوں کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: اس کے بارے میں اللہ نے مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں فرمایا سوائے اس بے مثل جامع آیت کے: فمن یعمل مثقال ... الخ

۳۰۔ وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ

و حَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ بَدَلَ عَقْصَاءُ عَضْبَاءُ وَقَالَ فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ وَظَهْرُهُ وَلَمْ يَذْكُرْ جَبِينَهُ

۳۰۔ اس سند سے بھی (حضرت سہیلؒ سے) سابقہ حدیث معمولی فرق (کہ اس روایت میں عقصاء کی بجائے عضباء کا لفظ ہے نیز اس روایت میں پیشانی کا ذکر نہیں ہے) سے منقول ہے۔

۳۱۔ و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِذَا لَمْ يُؤَدِّ الْمَرْءُ حَقَّ اللهِ أَوِ الصَّدَقَةَ فِي إِبِلِهِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

۳۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب آدمی نے اللہ کا حق یا زکوٰۃ اپنے اونٹوں کی ادا نہ کی (تو اسکے لئے وعید ہے) باقی روایت حدیث سہیل عن ابیہ کی طرح ہے۔

۳۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ

۳۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ الانصاری فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ: وہ صاحب اونٹ جو ان کا حق زکوٰۃ ادا نہیں کرتا قیامت کے روز اسکے اونٹ اس انتہائی فربہی کی حالت میں کہ جس پر کبھی دنیا میں تھے آئیں گے اور اس کو ایک پہلو کے بل ہموار زمین پر بٹھایا جائے گا وہ اونٹ اسے اپنی ٹانگوں اور کھروں سے روندیں گے۔

اسی طرح جو گائے والا ان کا حق زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، قیامت کے روز وہ

الْقِيَامَةِ أَكْثَرَ مَا كَانَتْ قَطُّ وَقَعَدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَسْتَنُّ عَلَيْهِ بِقَوَائِمِهَا وَأَخْفَافِهَا وَلَا صَاحِبِ بَقَرٍ لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرَ مَا كَانَتْ وَقَعَدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِقَوَائِمِهَا وَلَا صَاحِبِ غَنَمٍ لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرَ مَا كَانَتْ وَقَعَدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا لَيْسَ فِيهَا جَمَّاءُ وَلَا مُنْكَسِرٌ قَرْنُهَا وَلَا صَاحِبِ كَنْزٍ لَا يَفْعَلُ فِيهِ حَقَّهُ إِلَّا جَاءَ كَنْزُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَتْبَعُهُ فَاتِحًا فَاهُ فَإِذَا أَتَاهُ فَرَّ مِنْهُ فَيُنَادِيهِ خُذْ كَنْزَكَ الَّذِي خَبَأْتَهُ فَأَنَا عَنْهُ غَنِيٌّ فَإِذَا رَأَى أَنْ لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ سَلَكَ يَدَهُ فِي فِيهِ فَيَقْضَمُهَا قَضْمَ الْفَحْلِ

قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ هَذَا الْقَوْلَ ثُمَّ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ

وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا حَقُّ الْإِبِلِ قَالَ حَلَبُهَا عَلَى الْمَاءِ وَإِعَارَةُ دَلْوِهَا وَإِعَارَةُ فَحْلِهَا وَمَنِيحَتُهَا وَحَمْلٌ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

بھی خوب عمدہ حالت میں آئیں گے اسے ہموار زمین پر ایک طرف سے بٹھایا جائے گا وہ گائیں اسے اپنے سینگوں سے کچلیں گی اور ٹانگوں سے روندیں گی۔

اور جو بکریوں والا ان کا حق زکوٰۃ ادا نہیں کرتا قیامت کے روز وہ بھی انتہائی فربہی کی حالت میں آئیں گی، اسے ہموار زمین پر بٹھایا جائے گا، بکریاں اسے سینگوں سے کچل کر اور کھروں سے روند کر رکھ دیں گی، نہ ان میں کوئی بکری بغیر سینگ کے ہوگی نہ ہی ٹوٹے ہوئے سینگ والی ہوگی۔

اسی طرح جو مالدار اپنے خزانہ کا حق ادا نہیں کرے گا تو اس کا خزانہ قیامت کے دن گنجا اژدھا بن کر آئے گا اور جبڑا کھول کر اس کے پیچھے لگ جائے گا جب اپنے مالک کے پاس آئے گا تو وہ مالک اس سے دور بھاگے گا وہ پکارے گا (بھاگتا کہاں ہے) اپنا وہ خزانہ لے لے جسے تو نے چھپا کر رکھا تھا، میں اس سے بے نیاز ہوں (غالباً یہ ندا اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے ہوگی) جب مالک دیکھے گا کہ اس سے بچنے کا کوئی چارہ نہیں تو اپنا ہاتھ اس اژدھے کے منہ میں دے دیگا وہ اسے اونٹ کی طرح چبا ڈالے گا۔

ابوالزبیر کہتے ہیں کہ میں نے عبید بن عمیر سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم نے حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے سوال کیا اس بارے میں تو انہوں نے بھی وہی کہا جو عبید بن عمیر نے کہا تھا۔

ابوالزبیر کہتے ہیں میں نے عبید بن عمیر سے سنا کہتے تھے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! اونٹ کا حق کیا ہے؟ فرمایا: پانی پلاتے وقت اس کا دودھ دوہنا (عرب میں دستور تھا کہ جب بھی اونٹ کو چشمہ وغیرہ پر پانی پلانے لے جاتے تو جو غرباء و مساکین وہاں جمع ہو جاتے تھے اور اونٹوں کا دودھ دوھ کر انہیں پلایا کرتے تھے، یہاں یہی حق مراد ہے جو اگرچہ واجب نہیں لیکن یہ اس کا حق ہے) اور عاریتاً مانگنے پر اس کا ڈول وغیرہ دینا، اس کا نر تناسل کے لئے عاریتاً دینا اور اسے ہدیۃً دینا اور اللہ کی راہ میں اس پر سوار ہونا۔

۳۳...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا

۳۳ حضرت جابرؓ بن عبداللہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: جو اونٹ والا یا گائے والا یا بھیڑ بکریوں والا ان کا حق ادا نہیں کرتا اسے قیامت کے روز ہموار زمین پر بٹھایا جائے گا، کھر والے

مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا أُقْعِدَ لَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَطَؤُهُ ذَاتُ الظِّلْفِ بِظِلْفِهَا وَتَنْطَحُهُ ذَاتُ الْقَرْنِ بِقَرْنِهَا لَيْسَ فِيهَا يَوْمَئِذٍ جَمَّاءُ وَلَا مَكْسُورَةُ الْقَرْنِ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا حَقُّهَا قَالَ إِطْرَاقُ فَحْلِهَا وَإِعَارَةُ دَلْوِهَا وَمَنِيحَتُهَا وَحَلَبُهَا عَلَى الْمَاءِ وَحَمْلٌ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَا مِنْ صَاحِبِ مَالٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهُ إِلَّا تَحَوَّلَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَتْبَعُ صَاحِبَهُ حَيْثُمَا ذَهَبَ وَهُوَ يَفِرُّ مِنْهُ وَيُقَالُ هَذَا مَالُكَ الَّذِي كُنْتَ تَبْخَلُ بِهِ فَإِذَا رَأَى أَنَّهُ لَا بُدَّ مِنْهُ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي فِيهِ فَجَعَلَ يَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ

جانور اسے کھروں سے روندتے جائیں گے، سینگ والے اپنے سینگوں سے اسے کچلتے جائیں گے اور اس دن ان جانوروں میں نہ کوئی مڑے سینگ والا ہوگا نہ ہی ٹوٹے سینگ والا۔
ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان جانوروں کا حق کیا ہے؟ فرمایا: تناسل کے لئے ان کے نر کو دینا (جس کے پاس کسی جانور کا نر ہوتا ہے تو دوسرے مادہ جانور والے تناسل کے لئے اس سے نر لے جاتے ہیں تاکہ جفتی کرائیں) ان کے ڈول وغیرہ کو عاریتاً دینا، پانی پر ان کا دودھ دوہنا اور اللہ کی راہ میں ان پر سواری کرنا اور جو مالدار مال کی زکوۃ ادا نہ کرے تو روز قیامت اس کا مال ایک گنجے اژدھے کی شکل میں بدل جائے گا اور اپنے مالک کے پیچھے پیچھے لگ جائے گا جہاں وہ جائے گا یہ اس کے پیچھے ہوگا وہ اس سے دور بھاگے گا تو اس سے کہا جائے گا یہ تیرا مال ہے جس میں تو بخل و کنجوسی کیا کرتا تھا۔ جب وہ اس سے کوئی جائے فرار نہ دیکھے گا تو اپنا ہاتھ اس کے منہ میں ڈال دے گا اور اژدھا اس کے ہاتھ کو اونٹ کی طرح چبا ڈالے گا۔

باب-۲ اِرْضَاءُ السُّعَاۃِ

تحصیلداران زکوۃ کو خوش رکھنے کا بیان

۳۴ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي إِسْمَعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ هِلَالٍ الْعَبْسِيُّ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالُوا إِنَّ نَاسًا مِنَ الْمُصَدِّقِينَ يَأْتُونَنَا فَيَظْلِمُونَنَا قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ قَالَ جَرِيرٌ مَا صَدَرَ عَنِّي مُصَدِّقٌ مُنْذُ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ

۳۴ حضرت جریرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ کچھ دیہاتی لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کچھ زکوۃ وصول کرنے والے ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم سے زیادتی کرتے ہیں۔
حضور علیہ السلام نے فرمایا: اپنے زکوۃ وصول کرنے والوں کو خوش رکھو۔ جریرؓ فرماتے ہیں کہ جس روز سے میں نے آنحضرت ﷺ سے یہ بات سنی ہے کوئی مصدق (زکوۃ وصول کرنے والا) میرے پاس سے بغیر خوش ہوئے نہیں گیا۔ ❶

❶ سرکاری طور پر زکوۃ کی وصولی کرنے والے عاملین والعطاۃ میں "ساعی" یا "مصدق" کہا جاتا ہے۔ اسلام نے زکوۃ کی ادائیگی اور وصولیابی کے سلسلہ میں عامل اور مالک دونوں کو ہدایات دی ہیں۔ حدیث بالا میں مالک و مستحق زکوۃ دینے والوں کو عاملین کے معاملہ میں یہ ہدایت دی گئی ہے کہ ان سے تعاون کریں اور ادائیگی زکوۃ میں وسعت قلبی کا مظاہرہ کریں۔ یہ نہیں کہ کمتر ادنیٰ اور خراب مال زکوۃ میں دے دیں۔ بلکہ بہر صورت ساعی و مصدق کو راضی رکھیں اگرچہ وہ وصولی زکوۃ میں ارباب اموال کے ساتھ زیادتی کریں تب بھی انہیں خوش رکھنا ارباب اموال کی ذمہ داری ہے جیسے کہ ابوداؤد میں جابر بن عتیک کی روایت سے واضح ہے۔ (جاری ہے)

رَسُولَ اللهِ ﷺ إِلَّا وَهُوَ عَنِّي رَاضٍ

۳۵...... و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي إِسْمَعِيلَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۳۵......اس سند سے (ابو بکر بن ابی شیبہ، عبدالرحیم بن سلیمان، محمد بن بشار، یحییٰ بن سعید الخ) سے بھی سابقہ روایت منقول ہے۔

باب-۷ بَاب تَغْلِيظِ عُقُوبَةِ مَنْ لَا يُؤَدِّي الزَّكَاةَ

زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کی سخت سزا کا ذکر

۳۶......حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَآنِي قَالَ هُمُ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ قَالَ فَجِئْتُ حَتَّى جَلَسْتُ فَلَمْ أَتَقَارَّ أَنْ قُمْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي مَنْ هُمْ قَالَ هُمُ الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ

مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا عَادَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ

۳۶ حضرت ابوذر غفاری فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ (ایک بار) کعبۃ اللہ کے سامنے میں تشریف فرما تھے کہ میں جا پہنچا۔ جب آپؐ نے مجھے دیکھا تو فرمایا رب کعبہ کی قسم! وہ لوگ سخت خسارہ میں ہیں۔ میں آپؐ کے پاس آکر بیٹھ گیا اور سکون سے بیٹھا بھی نہ تھا کہ کھڑا ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: وہ بہت زیادہ مال والے لوگ ہیں (جو خسارہ میں ہیں) سوائے ان لوگوں کے جو اس اس طرح (خرچ) کریں۔ سامنے سے دائیں سے بائیں سے پیچھے سے۔ اور ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں (کہ جو بہت مالدار بھی ہوں اور خوب کثرت سے اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کریں)

جو اونٹ، گائے اور بکریوں والا انکی زکوۃ ادا نہیں کریگا تو قیامت کے روز وہ سارے مویشی نہایت موٹے اور فربہ ہو کر آئیں گے اور اسے اپنے سینگوں سے کچلیں گے، اپنے کھروں سے روندیں گے جب بھی ان میں سے پچھلا جانور گذر جائے گا تو اگلے کو پھر لوٹا دیا جائے گا (اور یہ سلسلہ یونہی چلتا رہے گا) یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے (جنت وجہنم کا)۔

۳۷...... و حَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ

۳۷ اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ حضرت ابوذرؓ سے روایت

(گذشتہ سے پیوستہ)

بال عاملین کی زیادتی پر ایک وعید بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "وصولی زکوۃ میں زیادتی کرنے والا مانع زکوۃ کے حکم میں ہے"۔ یعنی جو گناہ زکوۃ نہ دینے والے کا ہے وہی گناہ وصولی زکوۃ میں زیادتی کرنے والے کا بھی ہے۔
غرض اسلام نے عامل ومالک دونوں کو تعلیمات دی ہیں کہ یہ زیادتی نہ کریں اور وہ بخل نہ کریں۔

حدثنا أبو معاوية عن الاعمش عن المعرور عن أبي ذر قال انتهيت إلى النبي ﷺ وهو جالس في ظل الكعبة فذكر نحو حديث وكيع غير أنه قال والذي نفسي بيده ما على الارض رجل يموت فيدع ابلا أو بقرا أو غنما لم يؤد زكاتها

ہے کہ آپ ﷺ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے) الفاظ کے معمولی تغیر (کہ اس روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو آدمی زمین پر مرتا ہے اور اونٹ یا گائے یا بکری چھوڑتا ہے جس کی زکوٰۃ ادانہ کرتا ہو) کے ساتھ منقول ہے۔

۳۸ حدثنا عبد الرحمن بن سلام الجمحي قال حدثنا الربيع يعني ابن مسلم عن محمد بن زياد عن أبي هريرة أن النبي ﷺ قال ما يسرني أن لي أحدا ذهبا تأتي علي ثالثة وعندي منه دينار إلا دينار أرصده لدين علي

۳۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے اس بات کی خواہش وخوشی نہیں کہ میرے پاس اُحد کے برابر سونا ہو اور تیسرا دن میرے اوپر اس طرح گذرے کہ اس سونے میں سے صرف ایک دینار میرے پاس رہ گیا ہو جسے میں اپنے کسی قرض خواہ کے لئے اٹھا رکھوں۔

۳۹ وحدثنا محمد بن بشار قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن محمد بن زياد قال سمعت أبا هريرة عن النبي ﷺ بمثله

۳۹ اس سند کے ساتھ بھی سابقہ حدیث (کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میرے پاس احد کے برابر سونا ہو اور تیسرے دن صرف ایک دینار قرض کی ادائیگی کیلئے بچے مجھے اس سے خوشی ہے) منقول ہے۔

٤٠ حدثنا يحيى بن يحيى وأبو بكر بن أبي شيبة وابن نمير وأبو كريب كلهم عن أبي معاوية قال يحيى أخبرنا أبو معاوية عن الاعمش عن زيد بن وهب عن أبي ذر

قال كنت أمشي مع النبي ﷺ في حرة المدينة عشاء ونحن ننظر إلى أحد فقال لي رسول الله ﷺ يا أبا ذر قال قلت لبيك يا رسول الله قال ما أحب أن أحدا ذاك عندي ذهب أمسى ثالثة عندي منه دينار إلا دينارا أرصده لدين إلا أن أقول به في عباد الله هكذا حثا بين يديه وهكذا عن يمينه وهكذا عن شماله -

قال ثم مشينا فقال يا أبا ذر قال قلت لبيك يا رسول الله قال إن الاكثرين هم الاقلون يوم القيامة إلا من قال هكذا وهكذا وهكذا مثل ما صنع في المرة الأولى

قال ثم مشينا قال يا أبا ذر كما أنت حتى آتيك قال

۴۰ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ عشاء کے بعد حرۂ مدینہ میں چل رہا تھا، ہم اُحد کی طرف دیکھ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوذر! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ! فرمایا مجھے یہ پسند نہیں کہ اس اُحد کے برابر میرے پاس سونا ہو اور تین روز بھی میرے پاس رہے اس حال میں کہ اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس موجود ہو سوائے اس دینار کے جسے میں کسی قرض خواہ کے لئے اٹھا رکھوں۔ اور اگر یہ میرے لئے سونا بن جائے تو میں اللہ کے بندوں کے درمیان اس طرح تقسیم کردوں۔ آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا دونوں ہاتھوں سے مٹھی بھر کر۔ اور اسی طرح اپنی دائیں جانب سے بائیں جانب سے مٹھی بھر کر اشارہ فرمایا:

بعد ازاں ہم چلتے رہے کہ اچانک آپؐ نے فرمایا: اے ابوذر! میں نے عرض کیا: لبیک یا رسول اللہ! فرمایا: (دنیا کے) بہت زیادہ مالدار لوگ (آخرت میں) قیامت کے روز اجر سے بہت محروم رہنے والے ہوں گے اس شخص کے علاوہ جو اس اس طرح مال لٹائے (راہ خدا میں) آپؐ نے پہلی مرتبہ کی طرح اشارہ فرمایا، پھر ہم کچھ دیر چلتے رہے آپؐ نے فرمایا اے

فَانْطَلَقَ حَتّٰى تَوَارَى عَنِّي قَالَ سَمِعْتُ لَغَطًا وَسَمِعْتُ صَوْتًا قَالَ فَقُلْتُ لَعَلَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عُرِضَ لَهُ قَالَ فَهَمَمْتُ أَنْ أَتْبَعَهُ قَالَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَهُ لَا تَبْرَحْ حَتّٰى آتِيَكَ قَالَ فَانْتَظَرْتُهُ فَلَمَّا جَاءَ ذَكَرْتُ لَهُ الَّذِي سَمِعْتُ قَالَ فَقَالَ ذَاكَ جِبْرِيْلُ أَتَانِي فَقَالَ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قَالَ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ

ابوذر! تم یہیں رہنا جب تک کہ میں نہ آجاؤں۔ آپؐ تشریف لے گئے اور میری نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ کچھ دیر بعد میں نے کچھ شور اور آوازیں سنیں میں نے کہا شاید رسول اللہ ﷺ کی کسی دشمن سے مڈبھیڑ ہوگئی ہو چنانچہ میں نے ارادہ کیا کہ آپؐ کے پیچھے جاؤں، پھر مجھے خیال آیا آپؐ کا ارشاد تھا کہ میرے آنے تک کہیں مت جانا لہٰذا میں آپؐ کے انتظار میں رہا۔ جب حضور علیہ السلام تشریف لائے تو میں نے آپؐ سے اس شور اور آواز کا ذکر کیا۔ فرمایا وہ جبرئیل علیہ السلام تھے میرے پاس آئے اور کہا کہ: "آپکی امت میں سے جو شخص شرک سے بالکل پاک ہو کر مرا تو وہ جنت میں داخل ہوگا"۔ میں نے کہا کہ اگرچہ اس نے زنا اور چوری جیسے اعمال قبیحہ کئے ہوں؟ فرمایا ہاں! اگرچہ زنا اور چوری کئے ہوئے ہو۔

٤١...... وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ رُفَيْعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِي وَحْدَهُ لَيْسَ مَعَهُ إِنْسَانٌ قَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَهُ أَحَدٌ قَالَ فَجَعَلْتُ أَمْشِي فِي ظِلِّ الْقَمَرِ فَالْتَفَتَ فَرَآنِي فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ أَبُو ذَرٍّ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَكَ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ تَعَالَهْ قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ إِنَّ الْمُكْثِرِينَ هُمُ الْمُقِلُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا فَنَفَحَ فِيهِ يَمِينَهُ وَشِمَالَهُ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَاءَهُ وَعَمِلَ فِيهِ خَيْرًا قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ اجْلِسْ هَاهُنَا قَالَ فَأَجْلَسَنِي فِي قَاعٍ حَوْلَهُ حِجَارَةٌ فَقَالَ لِي اجْلِسْ هَاهُنَا حَتّٰى أَرْجِعَ إِلَيْكَ قَالَ فَانْطَلَقَ فِي الْحَرَّةِ حَتّٰى لَا أَرَاهُ فَلَبِثَ عَنِّي فَأَطَالَ اللُّبْثَ ثُمَّ إِنِّي سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُقْبِلٌ وَهُوَ يَقُوْلُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى

قَالَ فَلَمَّا جَاءَ لَمْ أَصْبِرْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَكَ مَنْ تُكَلِّمُ فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَرْجِعُ إِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ ذَاكَ جِبْرِيْلُ عَرَضَ لِي

۴۱...... حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نکلا، اچانک کیا دیکھا کہ آنحضرت ﷺ تنہا چل رہے ہیں کوئی شخص آپؐ کے ساتھ نہیں ہے۔ مجھے یہ گمان ہوا کہ شاید آپ کو کسی کا ساتھ چلنا ناگوار ہو (اس لئے آپ تنہا ہی چل رہے ہوں) یہ سوچ کر میں چاندنی میں چلنے لگا۔ آپؐ میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے دیکھا تو فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کیا ابوذر۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کردے۔ آپؐ نے فرمایا: اے ابوذر! یہاں آجاؤ۔ چنانچہ میں کچھ دیر تک آپؐ کے ساتھ چلتا رہا۔ ارشاد فرمایا: "بہت مال والے لوگ روز قیامت بہت کم اجر والے ہوں گے سوائے اس کے جسے اللہ تعالیٰ مال عطا فرمائے اور وہ اسے دائیں، بائیں، سامنے، پیچھے پھونک مار کر اڑا دے (خوب بے دریغ راہِ خدا میں خرچ کرے) اور اس مال میں اعمال صالحہ کرے (تو وہ ان محرومین اجر میں سے نہ ہوگا)۔

میں کچھ دیر مزید ساتھ چلتا رہا، آپؐ نے فرمایا: یہاں بیٹھ جاؤ، آپؐ نے مجھے ایک صاف زمین پر جس کے ارد گرد پتھر پڑے ہوئے تھے بٹھلادیا۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا: جب تک میں لوٹ کر نہ آجاؤں یہاں بیٹھے رہو۔ اس کے بعد آپ پتھریلی زمین پر چلتے رہے یہاں تک کہ نظروں سے اوجھل ہوگئے اور کافی دیر تک ٹھہرے رہے (غائب رہے) پھر میں نے اچانک آپ کو سامنے سے آتے دیکھا اور آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگرچہ زنا اور چوری کرے۔ جب آپؐ تشریف لے آئے تو میں صبر نہ

فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ فَقَالَ بَشِّرْ أُمَّتَكَ أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنَى قَالَ نَعَمْ وَإِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ

کر سکا اور عرض کیا اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر وار دے یہ آپ پتھر یلی زمین پر کس سے گفتگو فرمارہے تھے؟ میں نے تو کسی کو نہیں دیکھا جو آپ کو جواب دیتا۔ فرمایا: وہ جبرئیل تھے حرہ (سیاہ پتھروں والی زمین) کی ایک طرف مجھے ملے اور فرمایا: اپنی امت کو بشارت دے دیجئے کہ جو شخص بھی اللہ کے ساتھ شرک کے بغیر مر گیا وہ جنت میں داخل ہو گیا"۔ میں نے کہا اے جبرئیل! اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے (تب بھی جنت میں جائے گا؟) فرمایا ہاں! میں نے کہا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے؟ فرمایا ہاں! میں نے کہا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے؟ فرمایا ہاں! اگرچہ شراب بھی پئے (تب بھی جنت میں داخل ہو گا)۔

٤٢ - وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَبَيْنَا أَنَا فِي حَلْقَةٍ فِيهَا مَلَأٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ أَخْشَنُ الثِّيَابِ أَخْشَنُ الْجَسَدِ أَخْشَنُ الْوَجْهِ فَقَامَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَشِّرِ الْكَانِزِينَ بِرَضْفٍ يُحْمَى عَلَيْهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُوضَعُ عَلَى حَلَمَةِ ثَدْيِ أَحَدِهِمْ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ نُغْضِ كَتِفَيْهِ وَيُوضَعُ عَلَى نُغْضِ كَتِفَيْهِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ حَلَمَةِ ثَدْيَيْهِ يَتَزَلْزَلُ قَالَ فَوَضَعَ الْقَوْمُ رُءُوسَهُمْ فَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ رَجَعَ إِلَيْهِ شَيْئًا قَالَ فَأَدْبَرَ وَاتَّبَعْتُهُ حَتَّى جَلَسَ إِلَى سَارِيَةٍ فَقُلْتُ مَا رَأَيْتُ هَؤُلَاءِ إِلَّا كَرِهُوا مَا قُلْتَ لَهُمْ قَالَ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا إِنَّ خَلِيلِي أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ دَعَانِي فَأَجَبْتُهُ فَقَالَ أَتَرَى أُحُدًا فَنَظَرْتُ مَا عَلَيَّ مِنَ الشَّمْسِ وَأَنَا أَظُنُّ أَنَّهُ يَبْعَثُنِي فِي حَاجَةٍ لَهُ فَقُلْتُ أَرَاهُ فَقَالَ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي مِثْلَهُ ذَهَبًا أُنْفِقُهُ كُلَّهُ إِلَّا ثَلَاثَةَ دَنَانِيرَ ثُمَّ هَؤُلَاءِ يَجْمَعُونَ الدُّنْيَا لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا قَالَ قُلْتُ مَا لَكَ وَلِإِخْوَتِكَ مِنْ قُرَيْشٍ لَا تَعْتَرِيهِمْ وَتُصِيبُ مِنْهُمْ قَالَ لَا وَرَبِّكَ لَا أَسْأَلُهُمْ عَنْ دُنْيَا وَلَا

۴۲ ... حضرت احنف بن قیس فرماتے ہیں کہ میں (ایک بار) مدینہ منورہ آیا، اس دوران میں سرداران قریش کے ایک حلقہ میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص جو کھردرے کپڑے پہنے تھا اور خود بھی سخت جسم وجان والا تھا، چہرہ پر خشونت تھی آیا اور ان سرداران قریش کے پاس کھڑا ہو کر کہنے لگا "خوشخبری دے دو مالداروں کو ایک تپے ہوئے پتھر کی جسے جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اور ان مالداروں میں سے کسی کی چھاتی کی گھنڈی پر اسے رکھا جائے گا یہاں تک کہ وہ پتھر (جسم کو چیرتا ہوا) اس کے کندھوں کی ہڈی سے نکل جائے گا اور پھر کندھے کی ہڈی پر رکھا جائے گا تو اس کی چھاتیوں کی گھنڈی سے برآمد ہو گا اور یونہی آر پار ہوتا رہے گا"۔
لوگوں نے اس کی بات سن کر اپنے سر جھکا لئے اور میں نے تو کسی کو نہیں دیکھا کہ ان میں سے کسی نے اس شخص کو کوئی جواب دیا ہو۔ وہ صاحب پلٹ کر چل دیئے تو میں ان کے پیچھے ہو لیا، وہ ایک ستون کے پاس بیٹھ گئے تو میں نے ان سے کہا: مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی بات انہیں ناگوار گذری ہے۔ وہ کہنے لگے کہ یہ کچھ عقل نہیں رکھتے۔ میرے دوست ابوالقاسم ﷺ نے مجھے ایک بار بلایا۔ میں حاضر ہوا تو فرمایا: کیا تم احد کو دیکھ چکے ہو؟ میں نے اپنے اوپر چمکتے ہوئے سورج کو دیکھا، اور مجھے خیال ہوا کہ شاید آپ اپنی کسی ضرورت کی غرض سے مجھے وہاں بھیجنا چاہ رہے ہیں۔ میں نے کہا ہاں! دیکھا ہے۔ فرمایا: "مجھے اس بات کی کوئی خوشی نہیں کہ میرے پاس اس کے برابر سونا ہو اور وہ سارا کا سارا سونا اللہ کی راہ میں

اَسْتَفْتِيهِمْ عَنْ دِينٍ حَتَّى أَلْحَقَ بِاللهِ وَرَسُولِهِ

خرچ کر دوں سوائے تین دیناروں کے"۔

پھر اس کے باوجود یہ لوگ دنیا کو جمع کرنے میں لگے رہتے ہیں اور کچھ نہیں سمجھتے۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ یہ آپ کا اور آپ کے قریشی بھائیوں کا کیا حال ہے کہ آپ نہ ان کے پاس جاتے ہیں کسی ضرورت کے لئے کہ ان سے آپ کو کچھ مال مل جائے۔

انہوں نے کہا کہ مجھے تمہارے رب کی قسم ہے میں ان سے نہ دنیا کا سوال کروں گا اور نہ ہی دین کے بارے میں کچھ پوچھوں گا یہاں تک کہ اللہ اور اس کے رسول سے جاملوں۔ ❶

۴۳...... وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الاشْهَبِ قَالَ حَدَّثَنَا خُلَيْدٌ الْعَصَرِيُّ

عَنِ الاحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَمَرَّ أَبُو ذَرٍّ وَهُوَ يَقُولُ بَشِّرِ الْكَانِزِينَ بِكَيٍّ فِي ظُهُورِهِمْ يَخْرُجُ مِنْ جُنُوبِهِمْ وَبِكَيٍّ مِنْ قِبَلِ أَقْفَائِهِمْ يَخْرُجُ مِنْ جِبَاهِهِمْ قَالَ ثُمَّ تَنَحَّى فَقَعَدَ

قَالَ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا أَبُو ذَرٍّ قَالَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ مَا شَيْءٌ سَمِعْتُكَ تَقُولُ قُبَيْلُ قَالَ مَا قُلْتُ إِلَّا شَيْئًا قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّهِمْ ﷺ قَالَ قُلْتُ مَا تَقُولُ فِي هَذَا الْعَطَاءِ قَالَ خُذْهُ فَإِنَّ فِيهِ الْيَوْمَ مَعُونَةً فَإِذَا كَانَ ثَمَنًا لِدِينِكَ فَدَعْهُ

۴۳...... حضرت احنفؒ بن قیس فرماتے ہیں کہ میں قریش کی ایک جماعت کے ساتھ تھا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے یہ کہتے ہوئے گذرے کہ: مالداران قوم کو بشارت دے دو کہ ان کی پشتوں کو داغا جائے گا اور داغنے والا پتھر ان کے پہلوؤں سے نکلے گا اور ان کی گدیوں کو داغا جائے گا تو ان کی پیشانیوں سے نکلے گا"۔ پھر ابوذرؓ کچھ دور ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ ابوذرؓ ہیں۔ میں ان کی طرف کھڑا ہوا اور کہا کہ: میں نے ابھی تھوڑی دیر قبل آپ کو کیا کہتے سنا تھا؟ کہنے لگے میں نے کچھ نہیں کہا سوائے اسی بات کے جو میں نے ان کے نبی ﷺ سے سنی تھی۔ میں نے پوچھا کہ پھر اس بخشش کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے (جو امراء غریب مسلمانوں کو دیا کرتے ہیں؟) فرمایا کہ تم اسے تو لیتے رہو کہ وہ آج ایک مدد ہے (تمہارے ساتھ) لیکن جب یہ عطاد بخشش تمہارے دین کی قیمت بن جائے تو اسے لینا چھوڑ دو۔ ❷

---

❶ یہ حضرت ابوذر غفاریؓ تھے جو مال و دولت سے انتہائی دور رہنے والے شخص تھے۔ ساری زندگی نہ خود مال جمع کیا اور نہ ہی کسی کو مال جمع کرتے دیکھنا پسند کرتے تھے اور ہمیشہ مالداروں سے بیزاری کا اظہار کرتے رہتے تھے۔ اور ان کے آخری قول کا مقصد یہ ہے کہ مجھے دنیا کے مال و دولت کی ضرورت نہیں کہ ان سے مانگوں اور دین کے بارے میں صحبت نبوی کی وجہ سے مجھے ان سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں خود اتنا علم رکھتا ہوں کہ زندگی احکام خداوندی کے مطابق گذارلوں اور اللہ، رسول اللہ ﷺ سے جاملوں)۔

❷ یعنی اگر تمہیں ضرورت ہو تو ان مالداروں کی دی ہوئی بخشش کو لیتے رہو لیکن اگر وہ اس مال کے بدلہ میں تم سے دین میں مداہنت یا اپنے فوائد کے لئے احکامات دین میں کچھ نرمی چاہیں تو ان کا مال لینا چھوڑ دو۔

باب-۸ اَلْحَثُّ عَلَى النَّفَقَةِ وَتَبْشِيرُ الْمُنْفِقِ بِالْخَلَفِ

راہِ خدا میں خرچ کی ترغیب اور اس کے نعم البدل کی بشارت کا بیان

٤٤..... حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَا ابْنَ آدَمَ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ يَمِينُ اللهِ مَلْأَى وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ مَلْآنُ سَحَّاءُ لَا يَغِيضُهَا شَيْءٌ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

۴۴..... حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: اے ابن آدم! تو (میری راہ میں) مال خرچ کر، میں تیرے اوپر خرچ کروں گا اور حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ (ملآن ہے) ابن نمیر نے اپنی روایت میں فرمایا کہ حضورؐ نے فرمایا ایسا بھرا ہوا کہ دن رات خرچ کرنے سے بھی کوئی کمی اس میں واقع نہیں ہوتی۔

٤٥ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَخِي وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ اللهَ قَالَ لِي أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَمِينُ اللهِ مَلْأَى لَا يَغِيضُهَا سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُذْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَمِينِهِ قَالَ وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْقَبْضُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ

۴۵..... ہمام بن منبہ فرماتے ہیں کہ یہ صحیفہ وہ ہے جسے حضرت ابوہریرہؓ نے حضور علیہ السلام سے روایت کرکے ہم سے بیان کیا ہے پھر ان میں سے بعض احادیث ذکر کرکے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:
"اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: آپ لوگوں پر خرچ کیجئے میں آپ پر خرچ کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، دن رات کا خرچ بھی اس میں کوئی کمی نہیں کرتا۔ کیا تم نے غور کیا کہ زمین و آسمان کی تخلیق سے لے کر اب تک کیا کچھ اس نے خرچ کیا ہے مگر پھر بھی اس کے ہاتھ میں (خزانہ میں) کوئی کمی نہیں آئی۔
اور فرمایا کہ اس کا عرش پانی پر ہے، اس کے دوسرے ہاتھ میں موت ہے اور جسے چاہتا ہے بلند کردیتا ہے، جسے چاہتا ہے ذلت کی پستیوں میں گرادیتا ہے"۔

باب-۹ بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الْعِيَالِ وَالْمَمْلُوكِ وَإِثْمِ مَنْ ضَيَّعَهُمْ أَوْ حَبَسَ نَفَقَتَهُمْ عَنْهُمْ

اہل و عیال پر خرچ کرنے کی فضیلت اور ان کے نفقہ کو روکنے کے گناہ کا بیان

٤٦..... حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَفْضَلُ دِينَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى عِيَالِهِ وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى دَابَّتِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدِينَارٌ

۴۶ حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب سے بہتر دینار (یا پیسہ) وہ ہے جو آدمی اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے اور وہ دینار (یا پیسہ) جو آدمی اپنے جانور (سواری) پر خرچ کرتا ہے اللہ کی راہ میں (جہاد یا دین کی نشرواشاعت کے کام میں) اور وہ دینار جو آدمی اپنے ساتھیوں پر اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ ابوقلابہ (جو راوی ہیں) فرماتے ہیں کہ آپ نے پہلے اہل و عیال سے ابتدا کی۔

يُنْفِقُهُ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ وَبَدَأَ بِالْعِيَالِ
ثُمَّ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ وَأَيُّ رَجُلٍ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنْ رَجُلٍ يُنْفِقُ عَلَى عِيَالٍ صِغَارٍ يُعِفُّهُمْ أَوْ يَنْفَعُهُمُ اللهُ بِهِ وَيُغْنِيهِمْ

اور فرمایا حضور ﷺ نے کہ: اس آدمی سے زیادہ عظیم اجر رکھنے والا شخص کون ہوگا جو اپنے چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کے سبب سے اسے نفع عطا فرمائے یا اسے معاف کردے اور ان کے سبب سے (دوسروں سے) بے نیاز کردے"۔

۴۷......حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُزَاحِمِ بْنِ زُفَرَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ وَدِينَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِينٍ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ

۴۷...... حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک وہ دینار ہے جسے تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور ایک وہ دینار ہے جسے تم کسی غلام پر خرچ کرو اور ایک وہ دینار ہے جو تم کسی مسکین پر خرچ کرو اور ایک وہ دینار ہے جو اپنے گھر والوں پر خرچ کرو ان میں سے سب سے زیادہ اجر والا دینار وہ ہے جو اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے ہو"۔

۴۸......حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبْجَرَ الْكِنَانِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ خَيْثَمَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو إِذْ جَاءَهُ قَهْرَمَانٌ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ أَعْطَيْتَ الرَّقِيقَ قُوتَهُمْ قَالَ لَا قَالَ فَانْطَلِقْ فَأَعْطِهِمْ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يَحْبِسَ عَمَّنْ يَمْلِكُ قُوتَهُ

۴۸...... حضرت خیثمہؒ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ ان کا دربان اندر داخل ہوا انہوں نے کہا کہ کیا تم نے غلاموں کو ان کا خرچہ وغیرہ دے دیا؟ اس نے کہا نہیں! فرمایا: جاؤ اور ان کا خرچہ دے کر آؤ۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"انسان کے گناہ گار ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جن کا خرچ اس کے ذمہ ہے ان کا خرچ روک لے"۔

باب-۱۰ بَابُ الِابْتِدَاءِ فِي النَّفَقَةِ بِالنَّفْسِ ثُمَّ أَهْلِهِ ثُمَّ الْقَرَابَةِ

خرچ کی ابتدا اپنی ذات سے کرنے اس کے بعد گھر والوں پر کرنے اس کے بعد قرابت داروں پر کرنے کا بیان

۴۹......حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عُذْرَةَ عَبْدًا

۴۹...... حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے جو بنو عذرہ سے تعلق رکھتا تھا ایک غلام آزاد کیا مدبر[1] بنا کر۔ حضور اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع پہنچی تو آپؐ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس اس کے علاوہ بھی کوئی مال

[1] مدبر اس غلام کو کہتے ہیں جسے اس کا مالک اس شرط پر آزاد کرے کہ تم اتنا مال کما کر مجھے دو تو تم آزاد ہو اگر غلام مقررہ مال یا جس پر طرفین متفق ہوں ادا کردے تو وہ غلام از خود آزاد ہو جاتا ہے۔

لَهُ عَنْ دُبُرٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَلَكَ مَالٌ غَيْرُهُ فَقَالَ لَا فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَجَاءَ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ابْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِأَهْلِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ أَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِي قَرَابَتِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ ذِي قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَقُوْلُ فَبَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ و حَدَّثَنِي يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ۔

ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں! آپؐ نے فرمایا: اس غلام کو مجھ سے کون خرید تا ہے؟ نعیم بن عبداللہ العدوی نے آٹھ سو درھم میں اسے خرید لیا اور پیسے آنحضرت ﷺ کے سامنے لے کر آ گئے آپ نے وہ پیسے اس مالک غلام کو دے دیے اور فرمایا خرچ کی ابتدا اپنے آپ سے کرو (سب سے پہلے اپنے اوپر خرچ کرو) پھر اگر بچ جائے تو اپنے گھر والوں پر خرچ کرو اور پھر بھی اگر بچ جائے گھر والوں پر خرچ کر کے تو رشتہ داروں پر خرچ کرو، اور رشتہ داروں سے بھی زائد ہو تو پھر اس طرح اور اس طرح خرچ کرو (آپؐ دائیں بائیں اور سامنے و پیچھے ہاتھوں سے اشارہ فرما رہے تھے)۔❶

۵۰۔ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُوْ مَذْكُوْرٍ أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ يُقَالُ لَهُ يَعْقُوْبُ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ اللَّيْثِ

۵۰۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک انصاری شخص نے جسے ابومذکور کہا جاتا تھا اپنے غلام جسے یعقوب کہا جاتا تھا کو مدبر بنا کر آزاد کیا۔ آگے سابقہ حدیث لیثؒ ہی کی مانند بیان کیا۔

باب-۱۱ بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ وَالصَّدَقَةِ عَلَى الْأَقْرَبِيْنَ وَالزَّوْجِ وَالْأَوْلَادِ وَالْوَالِدَيْنِ وَلَوْ كَانُوْا مُشْرِكِيْنَ

رشتہ داروں، اہل و عیال اور والدین پر خرچ کرنے کی فضیلت کا بیان اگرچہ مشرک ہوں

۵۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ
قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ

۵۱۔ حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں حضرت ابوطلحہ انصاریؓ تمام انصار میں سب سے زیادہ مالدار تھے اور ان کو اپنے تمام اموال میں سب سے زیادہ محبوب "بیرحاء" نامی کنواں تھا، جو مسجد نبویؐ کے سامنے تھا، آنحضرت ﷺ عموماً وہاں تشریف لے جاتے اور اس کا پاکیزہ پانی نوش فرماتے تھے۔
حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب آیت کریمہ "لن تنالوا البر الخ"❷ نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہؓ کھڑے ہوئے اور آنحضرت ﷺ سے فرمایا

---

❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان کے مال پر پہلا حق خود اس کی ذات کا ہے۔ پھر اس کے گھر والوں کا اور پھر اس کے عزیز و اقرباء کا۔ اور جو سب کی ضرورت سے زائد ہو تو پھر اسے راہ خدا میں خرچ کرنا چاہیے۔ اس حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے ایک ایسی عجیب و غریب اور قیمتی نصیحت یہ فرمائی کہ اپنا مال خرچ کرنے میں ضرورت سے زائد سخاوت کا مظاہرہ نہ کرو۔ کہ اپنا تو سارا مال قربان کر کے دوسروں کی ضرورت پوری کر دو اور بعد ازاں خود محتاج بن جاؤ اور دوسروں سے سوال کرتے پھرو یہ طریقہ صحیح نہیں۔ پہلے اپنی اور اہل و عیال کی ضروریات کا بندوبست کر لو اس کے بعد اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔

❷ سورۃ آل عمران پ ۳ رکوع ۱۰ آیت ۹۲

حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهٖ "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِيْ إِلَيَّ بَيْرُحَاءُ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ أَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ شِئْتَ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيْهَا وَإِنِّيْ أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِيْ أَقَارِبِهٖ وَبَنِيْ عَمِّهٖ۔

کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "تم ہرگز ہرگز نیکی حاصل نہ کر سکو گے یہاں تک کہ اپنا محبوب مال اللہ کی راہ میں خرچ کرو" اور مجھے اپنے تمام اموال میں بیر حاء (کنواں) سب سے زیادہ محبوب ہے وہ اللہ کے لئے صدقہ ہے میں اس کی نیکی کی اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے میرے لئے ذخیرۂ آخرت بنادیں گے لہٰذا یا رسول اللہ! آپ اسے جہاں چاہیں استعمال کریں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "خوب یہ تو بہت ہی نفع کا مال ہے، یہ تو بہت ہی نفع کا مال ہے۔ میں نے تمہاری بات سن لی ہے میری رائے ہے کہ تم اسے اپنے اقارب میں خرچ کردو"۔ چنانچہ ابو طلحہؓ نے اسے اپنے اقارب اور عم زادوں (چچازادوں) پر تقسیم کردیا۔

۵۲...... حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" قَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَرٰى رَبَّنَا يَسْأَلُنَا مِنْ أَمْوَالِنَا فَأُشْهِدُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنِّيْ قَدْ جَعَلْتُ أَرْضِيْ بَرِيْحَا لِلّٰهِ

قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اجْعَلْهَا فِيْ قَرَابَتِكَ قَالَ فَجَعَلَهَا فِيْ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

۵۲۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آیت مبارکہ "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہؓ نے فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ ہمارا رب ہم سے ہمارے اموال کا مطالبہ کرتا ہے (اور یہ بات ہمارے لئے باعث فخر ہے کہ مالک ارض و سما ہم سے کچھ مانگے۔ پھر اس کے مطالبہ پر اگر ہم نہ دیں تو ہماری بدنصیبی ہے) لہٰذا یا رسول اللہ! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنی بیر حاء والی زمین اللہ کی راہ میں دے دی۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اسے اپنے قرابت داروں میں تقسیم کردو" چنانچہ انہوں نے اسے حضرت حسانؓ بن ثابت اور حضرت اُبیؓ بن کعب میں تقسیم کردیا۔

۵۳...... حَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ

۵۳...... حضرت میمونہؓ بنت الحارث سے مروی ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ایک باندی آزاد کی اور حضور علیہ السلام سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا:

"اگر تم یہ باندی اپنے ماموں کو دے دیتیں تو یہ تمہارے لئے زیادہ باعث اجر ہوتی"۔

۵۴...... حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ

۵۴...... حضرت عبد اللہؓ کی زوجہ حضرت زینبؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اے عورتوں کے گروہ! تم اللہ کی راہ میں صدقہ دیا کرو خواہ تمہارے

عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ قَالَتْ فَرَجَعْتُ إِلَى عَبْدِ اللهِ فَقُلْتُ إِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيفُ ذَاتِ الْيَدِ وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَأْتِهِ فَاسْأَلْهُ فَإِنْ كَانَ ذَلِكَ يَجْزِي عَنِّي وَإِلَّا صَرَفْتُهَا إِلَى غَيْرِكُمْ قَالَتْ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللهِ بَلِ ائْتِيهِ أَنْتِ قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِبَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَاجَتِي حَاجَتُهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَدْ أُلْقِيَتْ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ

زیورات ہی میں سے کیوں نہ ہو۔ فرماتی ہیں کہ یہ سن کر میں (اپنے شوہر) عبداللہ کے پاس واپس آئی اور ان سے کہا کہ تم ایک خالی خولی مفلس انسان ہو، اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کا حکم دیا ہے لہٰذا حضورؐ کے پاس جاؤ اور پوچھو (کہ کیا میں تمہیں صدقہ دے سکتی ہوں؟) اگر یہ میرے لئے جائز ہو تو بہتر ہے ورنہ میں تمہارے علاوہ کسی اور کو یہ صدقہ دوں"۔ فرماتی ہیں کہ میرے شوہر عبداللہ نے مجھ سے کہا کہ نہیں بلکہ تم ہی خود جاؤ۔ چنانچہ میں چلی (جب وہاں پہنچی تو دیکھا کہ) ایک انصاری عورت کھڑی ہے آنحضرت ﷺ کے دروازہ پر اور اس کی بھی وہی ضرورت تھی جو میری ضرورت تھی (یعنی دونوں کو ایک ہی بات دریافت کرنی تھی) اس کے ساتھ حضور علیہ السلام کا رعب اور ہیبت بھی بہت تھی۔

قَالَتْ فَخَرَجَ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا لَهُ ائْتِ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَخْبِرْهُ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْأَلَانِكَ أَتُجْزِئُ الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلَى أَزْوَاجِهِمَا وَعَلَى أَيْتَامٍ فِي حُجُورِهِمَا وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَحْنُ قَالَتْ فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَأَلَهُ

حضرت بلالؓ باہر تشریف لائے تو ہم نے ان سے عرض کیا کہ آپ آنحضرت ﷺ کے پاس جائیں اور ان سے کہیں کہ دو عورتیں آپ کے دروازہ پر کھڑی ہیں اس مسئلہ کو معلوم کرنے کے لئے کہ کیا وہ اپنے شوہروں کو صدقہ دے سکتی ہیں؟ اور جو یتیم بچے ان کی گود میں (زیر تربیت) ہیں ان کو دے سکتی ہیں؟ اور ساتھ ہی ہم نے یہ بھی کہا کہ آپ حضور علیہ السلام کو یہ نہ بتلایئے کہ ہم کون ہیں؟

فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ هُمَا فَقَالَ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَزَيْنَبُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَيُّ الزَّيَانِبِ قَالَ امْرَأَةُ عَبْدِ اللهِ

فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَهُمَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ

چنانچہ حضرت بلالؓ اندر تشریف لے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ وہ دونوں عورتیں کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ایک تو انصاری خاتون ہیں جب کہ دوسری زینب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کونسی زینب؟ فرمایا: عبداللہ کی زوجہ۔ فرمایا: ان عورتوں کیلئے دوہرا اجر ہے ایک تو صدقہ کرنے کا اجر دوسرے قرابت داری کا خیال کرنے پر اجر۔

۵۵ ...... حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ قَالَ فَذَكَرْتُ لِإِبْرَاهِيمَ فَحَدَّثَنِي عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ بِمِثْلِهِ سَوَاءً قَالَ قَالَتْ كُنْتُ فِي

۵۵ ...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ حضرتؓ فرماتی ہیں کہ میں مسجد میں تھی کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: صدقہ کرو اگرچہ اپنے زیورات ہی سے ہو (باقی حدیث حسب سابق ہے)۔

الْمَسْجِدِ فَرَآنِي النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَـــدِيثِ أَبِي الاحْـــوَصِ

۵۶...... حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ لِي أَجْرٌ فِي بَنِي أَبِي سَلَمَةَ أُنْفِقُ عَلَيْهِمْ وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هَكَذَا وَهَكَذَا إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ فَقَالَ نَعَمْ لَكِ فِيهِمْ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ

۵۶...... حضرت زینب بنت ام سلمہؓ، حضرت ام سلمہؓ سے روایت کرتی ہیں کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میرے لئے ابو سلمہ (شوہر) کی اولاد پر مال خرچ کرنے میں اجر ہے؟ اور میں ان کو چھوڑ نہیں سکتی کہ ادھر اُدھر مارے مارے پھریں کہ آخر کو میری ہی اولاد ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! جو تم ان پر مال خرچ کرو گی اس پر تمہارے لئے اجر ہے۔[1]

۵۷...... وحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح و حَدَّثَنَاه إِسْحَقُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ

۵۷...... اس سند کے ساتھ بھی سابقہ روایت (کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو مال تم اولاد پر خرچ کرو گی اس پر تمہارے لئے اجر ہے) منقول ہے۔

۵۸...... حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا أَنْفَقَ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً

۵۸...... حضرت ابو مسعودؓ البدری، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:
"جب مسلمان اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے اور اس پر اجر کی نیت رکھتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ ہوتا ہے"۔

۵۹...... و حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ ح و حَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ

۵۹...... اس سند کے ساتھ بھی سابقہ روایت (کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب مسلمان اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے اور اس پر اجر کی نیت رکھتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ ہے) مروی ہے۔

۶۰...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَوْ رَاهِبَةٌ أَفَأَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ

۶۰...... حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میری ماں جو دین بیزار اور مشرکہ ہے میرے پاس آئی ہے کیا میں اس کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ فرمایا کہ ہاں!

---

[1] یہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ام المؤمنین ہیں۔ آنحضرت ﷺ سے نکاح سے قبل ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے شوہر تھے جن سے انکی اولاد تھی۔ حضرت ابو سلمہؓ کا انتقال ہو گیا تو ان کے بچے یتیم ہو گئے۔ یہ واقعہ حضور علیہ السلام سے نکاح سے قبل کا ہے۔ بعد میں حضور علیہ السلام نے ان سے نکاح فرمایا تھا۔

٦١..... و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ إِذْ عَاهَدَهُمْ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُ أُمِّي قَالَ نَعَمْ صِلِي أُمَّكِ

٦١..... حضرت اسماءؓ بنت ابو بکرؓ فرماتی ہیں کہ جس زمانہ میں آنحضرت ﷺ نے قریش مکہ سے صلح کا معاہدہ فرمایا تھا اس زمانہ میں میری ماں جو مشرکہ تھیں میرے پاس آئی تھیں۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے مسئلہ پوچھا کہ میری ماں دین بیزار اور مشرکہ ہیں کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ فرمایا: ہاں! اپنی ماں سے صلہ رحمی کرو"۔

باب-۱۲ بَابُ وُصُولِ ثَوَابِ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ إِلَيْهِ

مُردہ کی طرف سے صدقہ کا ثواب اُسے پہنچتا ہے

٦٢..... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّيَ افْتُلِتَتْ نَفْسَهَا وَلَمْ تُوصِ وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ أَفَلَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ

۶۲..... حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! میری ماں اچانک بغیر وصیت کے انتقال کر گئی اور میرا خیال ہے کہ اگر انہیں بات کرنے کی مہلت ملتی تو صدقہ دینے کا حکم کرتیں۔ اب اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں اجر ملے گا؟ فرمایا کہ ہاں!

٦٣..... وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح و حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح و حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَقَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ وَلَمْ تُوصِ كَمَا قَالَ ابْنُ بِشْرٍ وَلَمْ يَقُلْ ذَلِكَ الْبَاقُونَ

۶۳..... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے اور حضرت حضرت ابو اسامہؓ کی روایت میں یہ بات ہے کہ انہوں نے (والدہ نے) وصیت نہیں کی جیسے ابن بشر کی روایت میں ہے اور راویوں نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

باب-۱۳ بَابُ بَيَانِ أَنَّ اسْمَ الصَّدَقَةِ يَقَعُ عَلَى كُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْمَعْرُوفِ

ہر نیکی کے کام پر صدقہ کا اطلاق ہوتا ہے

٦٤..... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ فِي حَدِيثِ قُتَيْبَةَ قَالَ قَالَ نَبِيُّكُمْ ﷺ وَقَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كُلُّ

۶۴..... (اس سند کے ساتھ مروی ہے کہ صحابی رسول) حضرت حذیفہؓ بن یمان فرماتے ہیں کہ تمہارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ: "ہر نیکی صدقہ ہے"۔

مَعْرُوفٍ صَدَقَةً

۶۵...... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ مَوْلَى أَبِي عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى ابْنِ عُقَيْلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ أَبِي الأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ

قَالُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ يَا رَسُولَ اللهِ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالأُجُورِ يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ وَيَتَصَدَّقُونَ بِفُضُولِ أَمْوَالِهِمْ قَالَ أَوَ لَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُونَ إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةً وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ وَفِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ

قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَيَأتِي أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ

قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهَا وِزْرٌ فَكَذَلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ

۶۵...... حضرت ابوالاسود الدولی حضرت ابوذرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہؓ نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! مالدار لوگ تو سارا کا سارا اجر وثواب سمیٹ لے گئے ہیں۔ جس طرح ہم نمازیں پڑھتے ہیں وہ بھی نمازیں پڑھتے ہیں، جیسے ہم روزہ رکھتے ہیں وہ بھی رکھتے ہیں اور علاوہ ازیں اپنے زائد اموال کو راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں (جس کی وجہ سے وہ ثواب میں ہم سے آگے بڑھ جاتے ہیں؟) آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ (اس میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں) تمہارے لئے بھی تو اللہ تعالیٰ نے (اجر وثواب کے حصول کو آسان کردیا ہے کہ) ہر تسبیح تمہارے لئے صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے، اور ہر تحمید (الحمد للہ کہنا) صدقہ ہے اور ہر بار لا الٰہ الا اللہ پڑھنا صدقہ ہے اور امر بالمعروف صدقہ ہے، نہی عن المنکر صدقہ ہے حتیٰ کہ (بیوی سے) جماع کرنا بھی صدقہ ہے تمہارے واسطے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ایک شخص اپنی شہوت پوری کرتا ہے تو اس میں کیسے اس کے لئے اجر ہوسکتا ہے؟ (وہ تو درحقیقت اپنی خواہش پوری کررہا ہے کوئی نیکی کا کام تو کر نہیں رہا پھر کیوں اجر ہے؟) فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر وہ یہ شہوت رانی حرام طریقہ سے پوری کرتا تو کیا اس پر وبال اور گناہ ہوتا؟ (یقیناً ہوتا) تو اسی طرح جب وہ جائز اور حلال مقام پر اپنی شہوت پوری کرتا ہے تو اس پر اسے اجر ملے گا۔

۶۶...... حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ عَنْ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ فَرُّوخَ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِنَّهُ خُلِقَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْ بَنِي آدَمَ عَلَى سِتِّينَ وَثَلَاثِ مِائَةِ مَفْصِلٍ فَمَنْ كَبَّرَ اللهَ وَحَمِدَ اللهَ وَهَلَّلَ اللهَ وَسَبَّحَ اللهَ وَاسْتَغْفَرَ اللهَ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ شَوْكَةً أَوْ عَظْمًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ وَأَمَرَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ نَهَى عَنْ مُنْكَرٍ عَدَدَ تِلْكَ السِّتِّينَ

۶۶...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"ہر بنی آدم کے جسم میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) جوڑ پیدا کئے گئے ہیں، لہٰذا جس شخص نے بھی اللہ اکبر کہا یا الحمد للہ کہا اور سبحان اللہ کہا اور استغفر اللہ کہا اور راستے سے پتھر یا کانٹے یا ہڈی (یا کوئی اور تکلیف دہ چیز) کو ہٹادیا اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کیا تین سو ساٹھ جوڑوں کے برابر تو اس دن وہ اپنی جان کو جہنم سے آزاد کراکر چل رہا ہے۔ حضرت ابوتوبہ کی روایت ہے کہ وہ شام کو سب گناہوں سے پاک وصاف ہوگا۔

وَالثَّلاثِ مِائَةِ السُّلامي فَإِنَّهُ يَمْشِي يَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهُ عَنِ النَّارِ قَالَ أَبُو تَوْبَةَ وَرُبَّمَا قَالَ يُمْسِي

٦٧...... وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَخِي زَيْدٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَوْ أَمَرَ بِمَعْرُوفٍ وَقَالَ فَإِنَّهُ يُمْسِي يَوْمَئِذٍ

۶۷ اس سند سے بھی سابقہ حدیث معمولی تغیر و تبدل کے ساتھ (کہ اس روایت میں او امر بمعروف کہا یعنی واؤ عطف کی جگہ او کہا) (کہ وہ اس دن شام کرتا ہے) منقول ہے۔

٦٨...... وحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ زَيْدِ بْنِ سَلَّامٍ عَنْ جَدِّهِ أَبِي سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ فَرُّوخَ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خُلِقَ كُلُّ إِنْسَانٍ بِنَحْوِ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ عَنْ زَيْدٍ وَقَالَ فَإِنَّهُ يَمْشِي يَوْمَئِذٍ

۶۸ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ (کہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔ بقیہ حدیث معاویہ عن زید کی روایت کی طرح ہے کہ اس روایت میں ہے کہ وہ اس دن شام کرتا ہے)۔

٦٩...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

قَالَ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قِيلَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَجِدْ قَالَ يَعْتَمِلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ قَالَ قِيلَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ قَالَ يُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ قَالَ قِيلَ لَهُ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ قَالَ يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ أَوِ الْخَيْرِ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ

۶۹ حضرت سعید بن ابی بردہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"ہر مسلمان پر صدقہ کرنا واجب ہے عرض کیا گیا کہ اگر صدقہ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو کیا کرے؟ فرمایا: "اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے خود بھی نفع کمائے اور صدقہ بھی کرے"۔ عرض کیا گیا کہ اگر اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو کیا کرے؟ فرمایا کہ ایسے شخص کی مدد ہی کر دے جو حاجت مند ہے اور حسرت و آرزو رکھتا ہے۔ عرض کیا گیا اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو کیا کرے؟ فرمایا: کوئی نیکی کی بات ہی کسی کو بتلادے یا خیر کی بات بتلادے۔ عرض کیا گیا کہ اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو؟ فرمایا کہ برائی سے باز رہے یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے (اگر کسی صدقہ اور انفاق کی استطاعت نہیں رکھتا تو کم از کم برائی سے ہی باز رہے یہ بھی اس کے لئے صدقہ کا قائم مقام ہو جائے گی)۔

٧٠...... وحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

۷۰ ... مذکورہ روایت اس سند (محمد بن المثنی، عبد الرحمن بن مهدی الخ) کے ساتھ بعینہٖ مروی ہے۔

٧١...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ

۷۱ ... حضرت ہمام بن منبہ سے روایت ہے کہ یہ وہ احادیث ہیں جو حضرت ابوہریرہؓ نے آنحضرت ﷺ سے روایت کیں پھر ان میں سے چند

مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ قَالَ تَعْدِلُ بَيْنَ الِاثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ قَالَ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَتُمِيطُ الأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ

روایات ذکر کیں اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"روزانہ جب بھی سورج طلوع ہوتا ہے تو انسان پر (اپنے جسم کے) ہر ہر جوڑ کے بدلہ صدقہ واجب ہوتا ہے اور دو افراد کے درمیان صلح واتفاق کرادینا بھی صدقہ ہے، کسی کو سواری پر سوار ہونے میں مدد کردینا یا اس کے سامان کو اٹھا کر لادینا بھی صدقہ ہے۔ پاکیزہ اور عمدہ بات کرنا بھی صدقہ ہے اور نماز کے لئے ایک ایک قدم اٹھانا بھی صدقہ ہے اور راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹادینا بھی صدقہ ہے"۔

۷۲...... وحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ۔
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا اللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُولُ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا

۷۲..... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"روزانہ بندے جب صبح کو اٹھتے ہیں تو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ! انفاق اور خرچ کرنے والے کو عطا فرمایئے اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! بخیل اور مال خرچ نہ کرنے والے کے مال کو تباہ کردے"۔

۷۳...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ تَصَدَّقُوا فَيُوشِكُ الرَّجُلُ يَمْشِي بِصَدَقَتِهِ فَيَقُولُ الَّذِي أُعْطِيَهَا لَوْ جِئْتَنَا بِهَا بِالْأَمْسِ قَبِلْتُهَا فَأَمَّا الْآنَ فَلَا حَاجَةَ لِي بِهَا فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا

۷۳..... حضرت حارثہؓ بن وہب فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:
"صدقہ (دینے میں جلدی) کرو قریب ہے کہ ایسا وقت آجائے کہ انسان اپنا صدقہ لے کر نکلے گا اور کسی کو دینے لگے گا تو وہ کہے گا کہ اگر تم کل لاتے تو میں اسے لے لیتا لیکن اب مجھے اس کی حاجت نہیں چنانچہ کوئی بھی ایسا شخص نہیں ملے گا جو صدقہ قبول کرلے"۔

۷۴...... و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ ثُمَّ لَا يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا مِنْهُ

۷۴...... حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا: ایک زمانہ لوگوں پر ایسا بھی آئے گا کہ سونا صدقہ کرنے کیلئے لیکر نکلے گا اور پھرتا رہے گا لیکن ایسا شخص نہیں پائے گا جو اسکے صدقہ کو قبول کرلے اور آدمی کو دیکھا جائے گا کہ ایک ایک مرد کے پیچھے چالیس چالیس عورتیں لگی ہوں گی اور اس کی پناہ میں آئیں

وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتْبَعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً يَلُذْنَ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ بَرَّادٍ وَتَرَى الرَّجُلَ

گی کیونکہ مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت ہو جائے گی۔ ❶

۷۵۔۔۔ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيُّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ الْمَالُ وَيَفِيضَ حَتَّى يَخْرُجَ الرَّجُلُ بِزَكَاةِ مَالِهِ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهَا مِنْهُ وَحَتَّى تَعُودَ أَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوجًا وَأَنْهَارًا

۷۵۔۔۔ حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی یہاں تک کہ مال بہت ہو جائے گا اور لوگوں میں پھیل جائے گا اور حال یہ ہو جائے گا کہ آدمی اپنی زکوٰۃ لے کر نکلے گا تو کوئی لینے والا نہیں ملے گا۔ یہاں تک کہ عرب کی زمینیں چراگاہوں اور نہروں میں تبدیل ہو جائیں گی۔

۷۶۔۔۔ وحَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي يُونُسَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضَ حَتَّى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ صَدَقَةً وَيُدْعَى إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُولُ لَا أَرَبَ لِي فِيهِ

۷۶۔۔۔ حضرت ابوہریرۃؓ نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم میں مال بہت کثرت سے پھیل جائے گا حتیٰ کہ صاحب مال یہ ارادہ کرے گا کہ کوئی اس کا صدقہ قبول کرلے اور صدقہ لینے کے لئے بلائے گا تو وہ کہے گا مجھے اس کی حاجت نہیں"۔

۷۷۔۔۔ وحَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَأَبُو كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الرِّفَاعِيُّ وَاللَّفْظُ لِوَاصِلٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَقِيءُ الْأَرْضُ أَفْلَاذَ كَبِدِهَا أَمْثَالَ الْأُسْطُوَانِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَيَجِيءُ الْقَاتِلُ فَيَقُولُ فِي هَذَا قَتَلْتُ وَيَجِيءُ الْقَاطِعُ فَيَقُولُ فِي هَذَا قَطَعْتُ رَحِمِي وَيَجِيءُ السَّارِقُ فَيَقُولُ فِي هَذَا قُطِعَتْ يَدِي ثُمَّ يَدَعُونَهُ فَلَا يَأْخُذُونَ مِنْهُ شَيْئًا

۷۷۔۔۔ حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "زمین اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اگل دے گی جیسے سونے چاندی کے ستون ہوں۔ قاتل آئے گا اور کہے گا کہ اسی کی خاطر میں نے قتل کیے، قطع رحمی کرنے والا آئے گا اور کہے گا اسی کی خاطر میں نے رشتے ناطے توڑے، چور آئے گا اور کہے گا اسی کی وجہ سے میرے ہاتھ کٹے پھر سب کے سب اس مال کو چھوڑ دیں گے اور کچھ نہ لیں گے۔ ❷

۷۸۔۔۔ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ

۷۸۔۔۔ حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی بھی پاکیزہ مال سے صدقہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سوائے پاکیزہ مال کے کوئی اور

---

❶ اس حدیث میں بڑی بڑی جنگوں اور لڑائیوں کی طرف اشارہ ہے کہ مرد جنگوں میں قتل ہو جائیں گے اور عورتیں ہی رہ جائیں گی اور یہاں مرد عورتوں کے پیچھے لگنے سے مراد یہ ہے کہ ایک ایک مرد کی کفالت میں کئی کئی عورتیں ہوں گی۔ واللہ اعلم

❷ یہ قرب قیامت میں ہوگا کہ زمین اپنے خزانے اگل دے گی لیکن اسے لینے والا کوئی نہ ہوگا اور قاتل جس نے مال کی خاطر قتل کیا ہوگا وہ چور جس نے مال کے لئے چوری کی ہوگی اور رشتے توڑنے والا جس نے مال کی خاطر رشتے توڑے ہوں گے۔

أبا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا تَصَدَّقَ أَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللهُ إِلَّا الطَّيِّبَ إِلَّا أَخَذَهَا الرَّحْمٰنُ بِيَمِينِهِ وَإِنْ كَانَتْ تَمْرَةً فَتَرْبُو فِي كَفِّ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى تَكُونَ أَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ أَوْ فَصِيلَهُ

صدقہ قبول بھی نہیں کرتے تو اس صدقہ کو اللہ تعالیٰ اپنے دائیں ہاتھ سے لیتے ہیں اگرچہ وہ ایک کھجور ہی کیوں نہ ہو۔ پھر وہ صدقہ رحمان سبحانہ وتعالیٰ کے ہاتھ میں بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ پہاڑ سے بھی زیادہ ہو جاتا ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنے اونٹ یا گھوڑے کے بچے کو پال (کر بڑا کر دیتا ہے اسی طرح وہ صدقہ بھی بڑھتا رہتا ہے)۔

۷۹ ... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا يَتَصَدَّقُ أَحَدٌ بِتَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ إِلَّا أَخَذَهَا اللهُ بِيَمِينِهِ فَيُرَبِّيهَا كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ أَوْ قَلُوصَهُ حَتّٰى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ أَوْ أَعْظَمَ

۷۹ ... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایک کھجور کا دانہ بھی صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لیتے ہیں اور وہ صدقہ (اجر وثواب میں یا مقدار میں) بڑھتا رہتا ہے جیسے کہ تمہاری اونٹنی یا گھوڑے کا بچہ بڑھتا رہتا ہے اور نشوونما حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ پہاڑ کے برابر ہے کہ اس سے بھی بڑا ہو جاتا ہے۔

۸۰ ... وحَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ ح و حَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ الْأَوْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ كِلَاهُمَا عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فِي حَدِيثِ رَوْحٍ مِنَ الْكَسْبِ الطَّيِّبِ فَيَضَعُهَا فِي حَقِّهَا وَفِي حَدِيثِ سُلَيْمَانَ فَيَضَعُهَا فِي مَوْضِعِهَا

۸۰ اس سند (امیہ بن بسطام، یزید، روح بن قاسم، احمد بن عثمان الخ) سے بھی سابقہ حدیث (آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس صدقہ کو اپنے دائیں ہاتھ میں لیتے ہیں الخ) منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ پاکیزہ کمائی سے صدقہ کرے اور یہ صدقہ حق کی جگہ پر خرچ کرے۔

۸۱ ... وحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ يَعْقُوبَ عَنْ سُهَيْلٍ

۸۱ ... اسی مذکورہ سند سے بھی حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے یہ حدیث (حدیث یعقوب بن سہیل) مروی ہے۔

۸۲ وحَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ

۸۲ ... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور سوائے پاکیزہ مال کے کچھ قبول نہیں فرماتے۔ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو وہی حکم دیا ہے جو مرسلین اور پیغمبروں کو دیا۔ فرمایا: اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو، جو کچھ تم کرتے ہو میں اسے جانتا ہوں۔ [1]"

---

[1] سورۃ المؤمنون پ ۱۸ رکوع ۳۔

الْمُرْسَلِينَ فَقَالَ: "يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ" وَقَالَ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ" ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ

اور مومنین کو فرمایا: اے ایمان والو! جو ہم نے تمہیں پاکیزہ رزق عطا کئے ہیں ان میں سے کھاؤ"۔ [1]

پھر آپ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا جو طول طویل سفر کرتا پراگندہ حال، گرد و غبار میں اَٹا ہوا آتا ہے اور آسمان کی طرف ہاتھ پھیلا کر یارب یارب کہتا ہے حالانکہ اس کی غذا اور کھانا پینا حرام ہوتا ہے اس کا لباس حرام کا ہوتا ہے اور اس کے جسم کو حرام سے غذا دی گئی ہوتی ہے تو کہاں سے اس کی دعا قبول ہوگی؟ [2]

باب-۱۴ باب الحث على الصدقة ولو بشق تمرة أو كلمة طيبة وأنها حجاب من النار
صدقہ کی ترغیب کا بیان

۸۳۔۔۔۔ حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ سَلَّامٍ الْكُوفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُعْفِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَتِرَ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ

۸۳۔۔۔۔ حضرت عدیؓ بن حاتم فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: "تم میں سے جو کوئی بھی جہنم کی آگ سے ایک کھجور صدقہ کر کے بھی بچنے کی قدرت رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ ایسا کرلے"۔ [3]

۸۴۔۔۔۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ ابْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ اللَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ زَادَ ابْنُ حُجْرٍ قَالَ

۸۴۔۔۔۔ حضرت عدیؓ بن حاتم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(قیامت کے روز) اللہ تعالیٰ تم میں سے ہر ایک سے (بالمشافہ) اس طرح گفتگو فرمائیں گے کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا، بندہ اپنے دائیں جانب دیکھے گا تو اسے اپنے کئے ہوئے اعمال نظر آئیں گے، بائیں جانب نظر کرے گا تو وہاں بھی یہی نظر آئیں گے۔ سامنے دیکھے گا تو چہرہ کے آگے جہنم نظر آئے گی، لہٰذا جہنم کی آگ سے بچو خواہ ایک دانہ کھجور کے ذریعہ ہی ہو"۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اگرچہ ایک عمدہ بات ہی ہو۔

---

[1] سورۃ البقرہ پ ۲ رکوع ۲۱۔

[2] معلوم ہوا کہ حرام غذا کھانے والے اور حرام کمانے والے کی دعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت نہیں پاتی۔ آج کل ہمارے دور میں عوام کی اکثریت حرام کماتی اور اپنی اولاد کو حرام ہی کھلاتی ہے پھر ان کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں تو کہتے ہیں کہ اللہ ہماری دعا نہیں سنتا۔ اللہ تو سب کی سنتا ہے لیکن سننے کی جو شرائط ہیں انہیں بھی تو پورا کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حرام سے بچائے۔ آمین

[3] حضرت عدیؓ حاتم طائی (جو عرب کا مشہور سخی انسان تھا) کے بیٹے ہیں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔

الاعمش وحدثني عمرو بن مرة عن خيثمة مثله وزاد فيه ولو بكلمة طيبة و قال إسحق قال الاعمش عن عمرو بن مرة عن خيثمة

۸۵۔۔۔ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب قالا حدثنا أبو معاوية عن الاعمش عن عمرو بن مرة عن خيثمة عن عدي بن حاتم قال ذكر رسول الله ﷺ النار فأعرض وأشاح ثم قال اتقوا النار ثم أعرض وأشاح حتى ظننا أنه كأنما ينظر إليها ثم قال اتقوا النار ولو بشق تمرة فمن لم يجد فبكلمة طيبة ولم يذكر أبو كريب كأنما وقال حدثنا أبو معاوية قال حدثنا الاعمش

۸۵۔۔۔ حضرت عدی بن حاتم فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے جہنم کا ذکر فرماتے ہوئے اپنا چہرۂ مبارک موڑ لیا اور بہت زیادہ منہ پھیرا۔ بعد ازاں فرمایا: جہنم کی آگ سے بچو اور ساتھ ہی آپ نے رخ موڑ کر منہ پھیر لیا حتی کہ ہمیں یہ خیال ہوا کہ شاید آپ جہنم کو دیکھ رہے ہیں۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا: آگ سے بچو اگرچہ ایک کھجور کے دانہ کے ذریعے ہی کیوں نہ ہو اور اگر کھجور دینے کے لئے نہ ملے تو کوئی عمدہ بات ہی کہہ دو[1] (جس سے دوسرے کو کوئی فائدہ حاصل ہو جائے)۔

۸۶۔۔۔ و حدثنا محمد بن المثنى وابن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن خيثمة عن عدي بن حاتم عن رسول الله ﷺ أنه ذكر النار فتعوذ منها وأشاح بوجهه ثلاث مرار ثم قال اتقوا النار ولو بشق تمرة فإن لم تجدوا فبكلمة طيبة

۸۶۔۔۔ حضرت عدی بن حاتم رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک بار جہنم کا تذکرہ فرمایا تو اس سے پناہ مانگی اور تین بار اس کے ذکر پر منہ پھیر لیا۔

بعد ازاں فرمایا: "جہنم کی آگ سے بچو خواہ کھجور کے ایک دانہ کے ذریعہ ہی کیوں نہ ہو اور اگر کھجور نہ پاؤ تو اچھی بات کہہ کر جہنم سے بچو"۔

۸۷۔۔۔ حدثنا محمد بن المثنى العنزي قال أخبرنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن عون بن أبي جحيفة

عن المنذر بن جرير عن أبيه قال كنا عند رسول الله ﷺ في صدر النهار قال فجاءه قوم حفاة عراة مجتابي النمار أو العباء متقلدي السيوف عامتهم من مضر بل كلهم من مضر فتمعر وجه رسول الله

۸۷۔۔۔ حضرت منذر بن جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد (حضرت جریرؓ) سے نقل کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک بار دن کے ابتدائی حصہ میں حضور اکرم ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ کچھ لوگ ننگے پیر ننگے بدن چمڑے کی عبائیں یا چادریں لٹکائے ہوئے آئے ان کی تلواریں لٹکی ہوئی تھیں اور ان کی اکثریت بلکہ سب کے سب قبیلہ مضر سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے فقر و فاقہ اور خستہ حالت کو دیکھ کر حضور اقدس ﷺ کا چہرۂ مبارک متغیر ہو گیا، آپ ﷺ گھر میں تشریف لے گئے، پھر باہر تشریف لائے اور

[1] ان احادیث بالا سے یہ معلوم ہوا کہ بعض اوقات ایک ذرا سا صدقہ یا کوئی خیر کی بات بھی انسان کے لئے جہنم سے نجات کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اسی مضمون کو ایک دوسری حدیث میں یوں فرمایا کہ: لا تحقرن من المعروف شيئا ولو أن تلقى أخاك بوجه طلق ۔ کہ نیکی کی کسی بات کو حقیر مت خیال کرو خواہ اپنے مسلمان بھائی سے مسکرا کر ملو (تو یہ بھی صدقہ ہے) لہٰذا انسان کو بظاہر معمولی نیکیوں سے بے توجہی نہیں برتنی چاہئے۔ بہت سے اعمال دیکھنے میں تو بہت ادنیٰ معلوم ہوتے ہیں لیکن فی الواقع اللہ رب العالمین کے نزدیک بڑی قدر و قیمت والے ہوتے ہیں۔

ﷺ لِمَا رَأَى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَأَمَرَ بِلالا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ "يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ" إِلَى آخِرِ الآيَةِ "إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا" وَالآيَةَ الَّتِي فِي الْحَشْرِ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللهَ" تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِينَارِهِ مِنْ دِرْهَمِهِ مِنْ ثَوْبِهِ مِنْ صَاعِ بُرِّهِ مِنْ صَاعِ تَمْرِهِ

حتَّى قَالَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهُ تَعْجِزُ عَنْهَا بَلْ قَدْ عَجَزَتْ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتَّى رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَثِيَابٍ حَتَّى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَتَهَلَّلُ كَأَنَّهُ مُذْهَبَةٌ

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ

حضرت بلالؓ کو اذان کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے اذان دی اور اقامت کہی آپؐ نے نماز پڑھائی بعد ازاں خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! اللہ سے جو تمہارا رب ہے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔ آخر تک اسی آیت کو پڑھا۔ اس کے بعد سورۃ الحشر کی آیت پڑھی: اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور چاہیئے کہ ہر شخص اس بات کو دیکھے کہ اس نے آئندہ کل (آخرت) کے لئے آگے کیا روانہ کیا ہے۔ انسان دینار سے صدقہ دے درہم سے صدقہ دے، کپڑے صدقہ کرے، گندم اور کھجور صدقہ دے حتی کہ آپؐ نے فرمایا: ایک کھجور ہو تو وہی صدقہ میں لے آئے۔

چنانچہ ایک انصاری جوان ایک تھیلی لے کر آیا جو اتنی بھاری تھی کہ اسکے ہاتھ اسے اٹھانے سے عاجز ہو رہے تھے بلکہ عاجز ہو چکے تھے، پھر تو لوگوں نے صدقات کا تانتا باندھ دیا یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ غلہ اناج اور کپڑے کے دو ڈھیر لگ گئے ہیں اور حضور اقدس ﷺ کا چہرۂ مبارک سونے کی طرح کندن بن کر چمکنے لگا (خوشی سے)۔

پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا: جس شخص نے اسلام میں کوئی عمدہ اور اچھا طریقہ جاری کیا تو اسے اپنے عمل کا بھی اجر ملے گا اور اس کے بعد جو بھی اس پر عمل کرے گا اس کا اجر بھی اسے ملے گا اور ان کرنے والوں کے اجر میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی اور جس نے اسلام میں کوئی غلط طریقہ جاری کیا تو اسے اپنے عمل کا بھی گناہ ہوگا اور اس کے بعد جو بھی اس طریقہ پر عمل کرے گا ان کا بھی وبال اسی کی گردن پر ہوگا اور ان کرنے والوں کے گناہ میں کمی نہیں ہوگی"۔

۸۸۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُنْذِرَ بْنَ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَدْرَ النَّهَارِ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ مُعَاذٍ مِنَ الزِّيَادَةِ قَالَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ خَطَبَ

۸۸۔ ۔۔۔ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے کہ حضرت منذر بن جریرؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے، پھر آپ ﷺ نے ظہر کی نماز ادا کی اور خطبہ دیا۔ (بقیہ حدیث حسب سابق ہے)

۸۹۔۔۔۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَأَبُو

۸۹۔۔۔۔ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے لیکن اس اضافہ کے

كَامِلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَاهُ قَوْمٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ وَسَاقُوا الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَفِيهِ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ صَعِدَ مِنْبَرًا صَغِيرًا فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللهَ أَنْزَلَ فِي كِتَابِهِ "يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ" الْآيَةَ

ساتھ کہ: میں حضور علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا کہ آپ کے پاس کچھ لوگ چادریں لٹکائے آئے، اور آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی، بعد ازاں چھوٹے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے ہوئے اللہ کی تعریف اور حمد وثنا بیان کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا یا ایھا الناس اتقوا ربکم... الآیۃ۔

۹۰ و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ ابْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ وَأَبِي الضُّحَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هِلَالٍ الْعَبْسِيِّ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَيْهِمُ الصُّوفُ فَرَأَى سُوءَ حَالِهِمْ قَدْ أَصَابَتْهُمْ حَاجَةٌ فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِهِمْ

۹۰ حضرت جریرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں چند دیہاتی لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے جسموں پر اون تھا۔ آپؐ نے ان کی بُری اور خستہ حالت دیکھی (اور خیال فرمایا کہ وہ) محتاج اور ضرورت مند ہیں۔ آگے سابقہ حدیث ہی کی مانند بیان کیا۔

باب-۱۵ باب الحمل بأجرة يتصدق بها والنهي الشديد عن تنقيص المتصدق بقليل

مزدور کو بھی صدقہ کرنا چاہیے اور اس کے صدقہ کی قلیل مقدار کی تنقیص کرنا سخت منع ہے

۹۱ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنِيهِ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ أُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ قَالَ كُنَّا نُحَامِلُ قَالَ فَتَصَدَّقَ أَبُو عَقِيلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ قَالَ وَجَاءَ إِنْسَانٌ بِشَيْءٍ أَكْثَرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ إِنَّ اللهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هَذَا وَمَا فَعَلَ هَذَا الْآخَرُ إِلَّا رِيَاءً فَنَزَلَتْ "الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ" وَلَمْ يَلْفِظْ بِشْرٌ بِالْمُطَّوِّعِينَ

۹۱ حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں صدقہ دینے کا حکم دیا گیا، ہم بوجھ اٹھایا کرتے تھے (اور اس طرح مزدوری کر کے رزق حاصل کیا کرتے تھے) ابو عقیل نے نصف صاع صدقہ دیا اور ایک شخص نے اس سے کچھ زائد صدقہ دیا تو (ان مزدوروں کی تھوڑی مقدار کو دیکھ کر) منافقین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان جیسوں کے صدقہ سے بالکل بے نیاز ہیں اور اس دوسرے نے تو صرف ریاکاری کے لئے صدقہ دیا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

"وہ لوگ (منافقین) ایسے ہیں کہ نفل صدقہ کرنے والے مسلمانوں پر صدقات کے بارے میں طعن کرتے ہیں اور بالخصوص ان لوگوں پر اور زیادہ جنہیں بجز مزدوری کی آمدن کے اور کچھ میسر نہیں ہوتا (پھر بھی وہ ہمت کر کے حاضر کر دیتے ہیں) یہ منافقین ان سے مذاق کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اس تمسخر کا خاص بدلہ دے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب

ہے"۔[1] (بشر کی روایت میں لفظ مطوعین نہیں ہے)۔

۹۲—وحدثناه محمد بن بشار قال حدثني سعيد بن الربيع ح و حدثنيه إسحق بن منصور قال أخبرنا أبو داود كلاهما عن شعبة بهذا الإسناد وفي حديث سعيد بن الربيع قال كنا نحامل على ظهورنا

۹۲ .... اس اسناد سے بھی حسب سابق روایت مروی ہے لیکن اس سعید بن ربیع والی روایت میں یہ ہے کہ مزدوری پر اپنی پیٹھوں پر بوجھ اٹھایا کرتے تھے۔

باب-۱۶ باب فضل المنيحة

عطیہ دینے کی فضیلت کا بیان

۹۳—حدثنا زهير بن حرب قال حدثنا سفيان بن عيينة عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة يبلغ به ألا رجل يمنح أهل بيت ناقة تغدو بعس وتروح بعس إن أجرها لعظيم

۹۳ .... حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ: جس شخص نے گھر والوں کو ایسی اونٹنی ہدیہ دی جو صبح شام ایک گھڑا بھر کر دودھ دیتی ہو تو بلاشبہ اس کا اجر بہت عظیم ہے"۔

۹۴—حدثني محمد بن أحمد بن أبي خلف قال حدثنا زكريا بن عدي قال أخبرنا عبيد الله بن عمرو عن زيد عن عدي بن ثابت عن أبي حازم۔ عن أبي هريرة عن النبي ﷺ أنه نهى فذكر خصالا وقال من منح منحة غدت بصدقة وراحت بصدقة صبوحها وغبوقها

۹۴ .... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے چند باتوں سے منع فرمایا اور مزید فرمایا کہ جس شخص نے کوئی دودھ دینے والا جانور ہدیہ دیا کسی کو تو اس کے صبح اور شام کے دودھ دینے کے اوقات اس کے لئے صدقہ ہیں۔

باب-۱۷ باب مثل المنفق والبخيل

سخی اور بخیل کی مثال

۹۵—حدثنا عمرو الناقد قال حدثنا سفيان بن عيينة عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال عمرو وحدثنا سفيان بن عيينة قال وقال ابن جريج عن الحسن بن مسلم عن طاوس عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال مثل المنفق والمتصدق كمثل رجل عليه جبتان أو جنتان من لدن ثديهما

۹۵ .... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور صدقہ دینے والے کی مثال اس شخص کی ہے جس کے اوپر دو زرہیں یا دو کرتے ہوں اس کی چھاتی سے لے کر حلق (حلقوم) تک جب خرچ کرنے والا شخص یا صدقہ دینے والا شخص صدقہ یا خرچ کا ارادہ کرتا ہے تو وہ زرہ کشادہ ہو جاتی ہے اور لمبی ہو جاتی ہے

[1] سورۃ التوبۃ ۷۹:۱۰:۹

إِلَى تَرَاقِيهِمَا فَإِذَا أَرَادَ الْمُنْفِقُ وَقَالَ الْآخَرُ فَإِذَا أَرَادَ الْمُتَصَدِّقُ أَنْ يَتَصَدَّقَ سَبَغَتْ عَلَيْهِ أَوْ مَرَّتْ وَإِذَا أَرَادَ الْبَخِيلُ أَنْ يُنْفِقَ قَلَصَتْ عَلَيْهِ وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا حَتَّى تُجِنَّ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ قَالَ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَ يُوَسِّعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ

۹۶..... حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ أَبُو أَيُّوبَ الْغَيْلَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ يَعْنِي الْعَقَدِيَّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُم عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلَ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ أَيْدِيهِمَا إِلَى ثُدِيِّهِمَا وَتَرَاقِيهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتَّى تُغَشِّيَ أَنَامِلَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ وَجَعَلَ الْبَخِيلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا قَالَ فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُم عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِإِصْبَعِهِ فِي جَيْبِهِ فَلَوْ رَأَيْتَهُ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَوَسَّعُ

۹۷..... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَقَ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ وُهَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ إِذَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَةٍ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتَّى تُعَفِّيَ أَثَرَهُ وَإِذَا هَمَّ الْبَخِيلُ بِصَدَقَةٍ تَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ يَدَاهُ إِلَى تَرَاقِيهِ وَانْقَبَضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ إِلَى صَاحِبَتِهَا قَالَ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فَيَجْهَدُ أَنْ يُوَسِّعَهَا فَلَا يَسْتَطِيعُ

اور جب بخیل خرچ کا ارادہ کرتا ہے تو وہ زرہ اس پر تنگ ہو جاتی ہے اور اس کا ہر حلقہ (کڑی) کس جاتی ہے اپنی جگہ پر یہاں تک کہ اس کے پوروں تک کو ڈھانپ لیتی ہے اور اس کے نشانات کو مٹا ڈالتی ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ وہ اسے کشادہ کرنا چاہتا ہے لیکن وہ کشادہ نہیں ہوتی۔

۹۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بخیل اور صدقہ کرنے والے شخص کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جیسے دو آدمی ہوں اور ان کے جسموں پر لوہے کی زرہیں ہوں جنہوں نے ان کے ہاتھوں سے لے کر چھاتیوں تک اور گلے تک کے حصہ کو جکڑا ہوا ہو۔ اب جب صدقہ دینے والا صدقہ دیتا ہے تو اس کی زرہ کشادہ ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کے پوروں کو ڈھانپ لیتی ہے اور اس کے نشانات قدم کو مٹا دیتی ہے۔

اور جب بخیل صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو وہ زرہ تنگ ہو جاتی ہے اور اس کی ہر کڑی اپنی جگہ کس جاتی ہے۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام اپنی انگلیوں سے اپنے گریبان کی طرف اشارہ کر رہے ہیں اگر تم حضور کو دیکھتے تو یہی کہتے کہ گویا آپ یہ کہہ رہے ہوں کہ بخیل اپنی زرہ کو کشادہ کرنا چاہتا ہے لیکن وہ کشادہ نہیں ہوتی۔

۹۷۔ حضرت ابوہریرہؓ سے یہی حدیث الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ اس طرح منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بخیل اور صدقہ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں جیسی ہے جن پر لوہے کی دو زرہیں ہوں جب صدقہ دینے والا صدقہ دینے کا ارادہ کرے تو وہ زرہ اس پر کشادہ ہو جائے یہاں تک کہ اس کے قدموں کے نشانات کو مٹا دے اور جب بخیل صدقہ کا ارادہ کرے تو وہ زرہ اس پر تنگ ہو جائے اور اس کے ہاتھ اس کے گلے میں پھنس جائیں اور ہر حلقہ دوسرے حلقہ میں گھس جائے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ اس زرہ کو کشادہ کرنے کی کوشش کرے لیکن طاقت نہیں رکھتا۔

باب-۱۸ باب ثبوت أجر المتصدق وإن وقعت الصدقة في يد غير أهلها

صدقہ اگرلاعلمی میں کسی فاسق کو بھی دے دیا تو اجر ضائع نہیں ہوگا

۹۸ حدثني سويد بن سعيد قال حدثني حفص بن ميسرة عن موسى بن عقبة عن أبي الزناد عن الاعرج عن أبي هريرة عن النبي ﷺ

قال قال رجل لأتصدقن الليلة بصدقة فخرج بصدقته فوضعها في يد زانية فأصبحوا يتحدثون تصدق الليلة على زانية قال اللهم لك الحمد على زانية لأتصدقن بصدقة فخرج بصدقته فوضعها في يد غني فأصبحوا يتحدثون تصدق على غني

قال اللهم لك الحمد على غني لأتصدقن بصدقة فخرج بصدقته فوضعها في يد سارق فأصبحوا يتحدثون تصدق على سارق فقال اللهم لك الحمد على زانية وعلى غني وعلى سارق فأتي فقيل له أما صدقتك فقد قبلت أما الزانية فلعلها تستعف بها عن زناها ولعل الغني يعتبر فينفق مما أعطاه الله ولعل السارق يستعف بها عن سرقته

۹۸ حضرت ابو ہریرہؓ نبی مکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "ایک شخص نے یہ کہا کہ میں آج رات کچھ صدقہ ضرور دوں گا، چنانچہ وہ رات میں صدقہ لے کر نکلا تو اندھیرے میں ایک زانیہ عورت کے ہاتھ میں دے دیا۔ صبح ہوئی تو لوگوں میں خوب چرچا ہوا اور باتیں کرنے لگے کہ زانیہ عورت کو صدقہ دے دیا گیا۔ اس شخص نے کہا کہ: اے اللہ تمام تعریف آپ ہی کے لئے ہے میرا صدقہ زانیہ کو چلا گیا (افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ) میں آج رات پھر صدقہ دوں گا۔ چنانچہ رات کو صدقہ لیکر نکلا تو لاعلمی میں کسی مالدار کو تھما دیا۔ صبح ہوئی تو لوگ باتیں بنانے لگے کہ رات مالدار آدمی کو صدقہ دے دیا گیا۔ اس شخص نے سنا تو کہنے لگا: یا اللہ! مالدار کو صدقہ دیا تب بھی آپ ہی کی تعریف ہے۔ میں آج رات پھر صدقہ نکالوں گا۔ رات آئی تو پھر صدقہ لے کر نکلا اب کی بار ایک چور کو جا پکڑایا۔ صبح کو پھر لوگ باتیں بنانے لگے کہ چور کو صدقہ دے دیا۔ اس نے کہا اے اللہ! آپ ہی کی تعریف ہے اس پر کہ صدقہ زانیہ، مالدار اور چور کو چلا گیا (حالانکہ میری نیت ان کو دینے کی نہ تھی) اس شخص کے پاس کوئی فرشتہ آیا اور اس سے کہا گیا کہ تمہارے صدقات قبول کر لئے گئے جہاں تک زانیہ کو صدقہ ملنے کا تعلق ہے تو بہت ممکن ہے کہ اس صدقہ کی رقم کی بناء پر اس روز زنا سے محفوظ رہی ہو۔ اور مالدار کو صدقہ ملنے سے ممکن ہے اسے احساس ہوا ہو کہ میں بھی اللہ کی راہ میں خرچ کروں اور چور بھی ممکن ہے صدقہ کی رقم کی بناء پر چوری سے باز رہ گیا ہو۔ ❶

---

❶ تو گویا کہ ان کو صدقہ ملنے میں بھی یقیناً اللہ کی حکمت ہوگی اور تمہارا صدقہ قبول ہو گیا لہذا تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اللہ کی حکمتیں اور مصالح وہی بہتر سمجھتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اگر کسی فاسق کو بھی صدقہ دے دیا تو وہ قبول ہو جاتا ہے۔

باب-۱۹ باب أجر الخازن الامين والمرأة إذا تصدّقت من بيت زوجها غير مفسدة بإذنه الصّريح أو العرفيّ

امانتدار خزانچی اور عورت اگر شوہر کی واضح یا عرفاً اجازت سے صدقہ دے تو اسے پورا ثواب ملے گا

۹۹ - حدّثنا أبو بكر بن أبي شيبة وأبو عامر الاشعريّ وابن نمير وأبو كريب كلّهم عن أبي أسامة قال أبو عامر حدّثنا أبو أسامة قال حدّثني بريد عن جدّه أبي بردة عن أبي موسى عن النّبيّ ﷺ قال إنّ الخازن المسلم الامين الّذي ينفذ وربّما قال يعطي ما أمر به فيعطيه كاملا موفّرا طيّبة به نفسه فيدفعه إلى الّذي أمر له به أحد المتصدّقين

۹۹ - حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

"بے شک مسلمان دیانتدار خزانچی جو حکم کو نافذ کرنے والا ہو اور حکم کے مطابق مستحقین کو دینے والا ہو کہ پورے طور پر دل کی خوشی و رغبت کے ساتھ جو حکم اسے دیا جائے کسی کو مال دینے کا تو اسے پورا پورا ادا کرے تو وہ بھی صدقہ دینے والوں میں سے ایک ہے۔"[1]

۱۰۰ - حدّثنا يحيى بن يحيى وزهير بن حرب وإسحق بن إبراهيم جميعا عن جرير قال يحيى أخبرنا جرير عن منصور عن شقيق عن مسروق عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ إذا أنفقت المرأة من طعام بيتها غير مفسدة كان لها أجرها بما أنفقت ولزوجها أجره بما كسب وللخازن مثل ذلك لا ينقص بعضهم أجر بعض شيئا

۱۰۰ - حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جب عورت اپنے گھر سے اناج وغیرہ بے بغیر فساد کی نیت[2] کے خرچ کرے تو اس سے خرچ کرنے کا اجر اسے ملے گا اور اس کے شوہر کو کمانے کا اجر ملے گا، اور اسی طرح خازن کو دینے کا اجر ملے گا، اور ایک کا اجر دوسرے کے اجر میں کمی نہیں کرے گا۔"

۱۰۱ - وحدّثناه ابن أبي عمر قال حدّثنا فضيل بن عياض عن منصور بهذا الإسناد وقال من طعام زوجها

۱۰۱ - اس اسناد سے بھی حسب سابق روایت منقول ہے لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ اپنے خاوند کے کھانے سے صدقہ کرے۔

۱۰۲ - حدّثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدّثنا أبو معاوية عن الاعمش عن شقيق عن مسروق عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ إذا أنفقت المرأة من بيت زوجها غير مفسدة كان لها أجرها وله مثله بما

۱۰۲ - حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب عورت اپنے شوہر کے گھر سے بغیر نیت فساد کے کچھ خرچ کرے تو اسے خرچ کرنے کا اجر ملے گا اور اتنا ہی اجر شوہر کو کمانے کا ملے گا جب کہ بیوی کو خرچ کرنے کا ملے گا۔

---

[1] مقصد یہ ہے کہ سرکاری خزانہ کا خزانچی تو خزانہ کا مالک نہیں ہوتا اور وہ شرعاً اس بات کا پابند ہے کہ جو اسے حکم دیا جائے اسے پورا کرے۔ لیکن اگر وہ دیانتداری سے حکم کے مطابق مستحقین کو مال دے تو اسے بھی صدقہ کا ثواب اللہ جل شانہٗ عطا فرماتے ہیں۔

[2] نیت فساد کے بغیر کا مطلب یہ ہے کہ اس خرچ کرنے سے اس کا مقصد شوہر کو نقصان پہنچانا نہ ہو بلکہ سائل کو نفع پہنچانے کی نیت ہو۔

اكْتَسَبَ وَلَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا

اسی طرح خزانچی کو خرچ کرنے کا اجر ملے گا جب کہ ان میں سے ایک کا ثواب دوسرے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔ ❶

۱۰۳...... و حَدَّثَنَاه ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَاه أَبِي وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۱۰۳...... اس سند سے بھی حسب سابق روایت مروی ہے۔

۱۰٤...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَاه حَفْصٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ قَالَ كُنْتُ مَمْلُوكًا فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَأَتَصَدَّقُ مِنْ مَالِ مَوَالِيَّ بِشَيْءٍ قَالَ نَعَمْ وَالْأَجْرُ بَيْنَكُمَا نِصْفَانِ

۱۰۴...... حضرت عمیرؒ جو آزاد کردہ ہیں ابی اللحم ❷ کے فرماتے ہیں کہ میں جب غلام تھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کیا میں اپنے مالکان کے مال میں سے کچھ صدقہ کر سکتا ہوں؟ فرمایا کہ ہاں! اور اجر تم دونوں کے درمیان آدھا آدھا ہے۔

۱۰٥...... و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمٰعِيلَ عَنْ يَزِيدَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ قَالَ أَمَرَنِي مَوْلَايَ أَنْ أُقَدِّدَ لَحْمًا فَجَاءَنِي مِسْكِينٌ فَأَطْعَمْتُهُ مِنْهُ فَعَلِمَ بِذٰلِكَ مَوْلَايَ فَضَرَبَنِي فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَدَعَاهُ فَقَالَ لِمَ ضَرَبْتَهُ فَقَالَ يُعْطِي طَعَامِي بِغَيْرِ أَنْ آمُرَهُ فَقَالَ الْأَجْرُ بَيْنَكُمَا

۱۰۵ حضرت عمیرؒ مولیٰ ابی اللحمؓ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے آقا نے حکم دیا کہ گوشت سکھاؤں، اسی دوران ایک مسکین میرے پاس آگیا، میں نے اسے اس گوشت میں سے کھلا دیا۔ میرے آقا کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے مجھے مارا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا قصہ ذکر کیا۔ آپؐ نے میرے مالک کو بلایا اور پوچھا کہ تم نے اسے کیوں مارا؟ اس نے کہا کہ یہ میری اجازت اور حکم کے بغیر دوسروں کو دے دیتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تو اس دینے کا اجر تم دونوں کو ملے گا (لہٰذا اس بنیاد پر اسے مارنا جائز نہیں)۔

۱۰٦...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تَصُمِ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تَأْذَنْ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ كَسْبِهِ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّ نِصْفَ أَجْرِهِ لَهُ

۱۰۶ حضرت ہمامؒ بن منبہ فرماتے ہیں کہ یہ وہ احادیث ہیں جو ہم سے حضرت ابوہریرہؓ نے آنحضرت ﷺ کے حوالے سے نقل کیں۔ پھر ان میں سے بعض احادیث ذکر کیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب عورت کا شوہر موجود ہو تو بغیر اس کی اجازت کے (نفل) روزہ رکھنا عورت کے لئے جائز نہیں (کیونکہ ممکن ہے وہ صحبت کرنا چاہتا ہو)

❶ بیوی اگر شوہر کے مال میں اس طرح سے خرچ کرے تو اسے بھی خرچ کرنے کا اجر ملے گا حالانکہ مال تو اس کی ملکیت نہیں ہے لیکن چونکہ اس نے نیت صحیح کے ساتھ خرچ کیا لہٰذا خرچ کرنے کا اجر اسے ملے گا جب کہ شوہر کو بھی اجر ملے گا کیونکہ اس نے کمایا تھا۔

❷ ابی اللحم کے لفظی معنی ہیں "گوشت کا انکار کرنے والا"۔ یہ صحابی رسولؐ ہیں ان کا نام روایات میں مختلف نقل کیا گیا ہے کسی نے عبداللہ کسی نے حویرث اور کسی نے خلف ذکر کیا ہے۔ ان کا یہ لقب اس وجہ سے پڑا کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں ہی بتوں کے نام پر ذبح کیے جانے والے جانوروں کا گوشت کھانا چھوڑ دیا تھا۔

اسی طرح شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر کسی (نامحرم) کو گھر میں نہ آنے دے اور عورت جو کچھ مرد کی کمائی میں سے اس کے حکم کے بغیر خرچ کرتی ہے تو اس کا نصف ثواب مرد کو ملتا ہے"۔ ❶

باب—۴۰ **باب فضل من ضم الی الصدقة غیرها من انواع البرّ**

صدقہ کے ساتھ دوسری نیکیاں ملانے کی فضیلت کا بیان

۱۰۷... حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي الطَّاهِرِ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللهِ هَذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ

قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا عَلَى أَحَدٍ يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ

۱۰۷... حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے دو جوڑے اللہ کی راہ میں خرچ کئے (مثلاً دو روپے یا دو کپڑے یا دو چادریں وغیرہ) تو اسے جنت میں پکارا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے! یہ تیرے لئے خیر ہی خیر ہے، پھر جو اہل نماز میں سے ہوگا تو اسے باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا اور جو اہل جہاد میں سے ہوگا تو اسے باب الجہاد سے بلایا جائے گا اور جو اہل صدقہ میں سے ہوگا اسے باب الصدقہ سے بلایا جائے گا اور جو اہل روزہ میں سے ہوگا اسے باب الریان (سیرابی کا دروازہ) سے بلایا جائے گا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! وہ شخص جسے ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا اسکے لئے کیا کرنا ضروری ہے؟ اور کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جسے ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہاں! اور مجھے اللہ کے کرم سے امید ہے کہ تم انہی میں ہو گے"۔

۱۰۸... حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَالْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ ح و

۱۰۸... ان اسناد کے ساتھ بھی سابقہ روایت (کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ صاحب صدقہ، صاحب نماز، صاحب جہاد اور روزہ داروں کو جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا) مروی ہے۔

---

❶ اس حدیث میں ایک حکم تو یہ ہے کہ بغیر اجازت شوہر کے نفلی روزہ رکھنا یا کوئی اور ایسی نفلی عبادت کرنا جس میں شوہر کا حق فوت ہوتا ہو بیوی کے لئے جائز نہیں۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ جب شوہر کی موجودگی میں کسی نامحرم کو گھر میں نہ آنے دینا اس کی ذمہ داری ہے تو شوہر کی غیر موجودگی میں بطریق اولیٰ واجب ہوگا کہ نامحرم کو گھر میں نہ آنے دے۔

تیسرا حکم اس حدیث میں یہ دیا گیا کہ بیوی کو شوہر کے مال میں سے تھوڑا بہت خرچ کرنے کی اجازت ہے۔ خواہ شوہر نے اسے خرچ کرنے کی صریح اجازت نہ دی ہو لیکن عرفاً اجازت ہو مثلاً گھر کے خرچ کے لئے شوہر جو پیسے دیتا ہو اس میں سے بیوی کچھ نہ کچھ صدقہ کر سکتی ہے۔ اور ایسے خرچ کے لئے صریح اجازت کی ضرورت نہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ يُونُسَ وَمَعْنَى حَدِيثِهِ

۱۰۹ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنِي شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ كُلُّ خَزَنَةِ بَابٍ أَيْ فُلُ هَلُمَّ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللهِ ذٰلِكَ الَّذِي لَا تَوَى عَلَيْهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ

۱۰۹ حضرت ابوہریرۃ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اللہ کی راہ میں دو جوڑے خرچ کئے (کسی بھی چیز کے) اسے جنت کے دربان ہر دروازہ سے پکاریں گے اور کہیں گے کہ اے فلاں آؤ آؤ" یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! ایسے شخص کو تو جنت میں داخل ہونے میں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔
حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ: مجھے اللہ کے فضل سے امید ہے کہ تم بھی ان میں سے ہوگے۔

۱۱۰ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَا قَالَ فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَا قَالَ فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَا قَالَ فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِئٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ

۱۱۰ حضرت ابوہریرۃ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک بار فرمایا: تم میں سے کس نے روزہ کی حالت میں صبح کی؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: میں نے۔ پھر آپ نے فرمایا:
تم میں سے آج کون جنازہ کے ساتھ گیا؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: میں! پھر آپ نے پوچھا:
تم میں سے کس نے مسکین کو آج کھانا کھلایا؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: میں نے۔ پھر آپ نے فرمایا:
تم میں سے کس نے آج مریض کی عیادت کی؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: میں نے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے اندر یہ ساری باتیں جمع ہو جاتی ہیں تو وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا۔

باب-۲۱ باب الحثّ علی الإنفاق وکراهة الإحصاء

راہِ خدا میں خرچ کی فضیلت اور گن گن کر رکھنے کی کراہت کا بیان

۱۱۱ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

۱۱۱ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "خرچ کیا کرو اور گن گن کر نہ رکھ اللہ تعالیٰ بھی تجھے گن گن کر عطا کریں گے"۔

قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْفِقِي أَوِ انْضَحِي أَوِ انْفَحِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللهُ عَلَيْكِ

۱۱۲...... وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ خَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ حَمْزَةَ وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ انْفَحِي أَوِ انْضَحِي أَوْ أَنْفِقِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللهُ عَلَيْكِ

۱۱۲...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اس اضافہ کے ساتھ کہ آپؐ نے فرمایا:
"جینت جینت کر (شمار کر کے) اور جمع کر کر کے مت رکھ اللہ تعالیٰ بھی جینت جینت کر (شمار کر کے) عطا فرمائیں گے"۔

۱۱۳...... وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عَبَّادِ بْنِ حَمْزَةَ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا نَحْوَ حَدِيثِهِمْ

۱۱۳...... ان اسناد سے بھی حسب سابق روایت مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: شمار کر کے اور گن گن کر جمع کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی اپنی نعمتیں گن گن کر عطاء فرمائیں گے۔

۱۱۴...... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَبَّادَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللهِ لَيْسَ لِي شَيْءٌ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ أَرْضَخَ مِمَّا يُدْخِلُ عَلَيَّ فَقَالَ ارْضَخِي مَا اسْتَطَعْتِ وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللهُ عَلَيْكِ

۱۱۴...... حضرت اسماء بنت ابی بکر فرماتی ہیں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! میرے پاس تو کچھ مال ہے نہیں سوائے اس کے جو حضرت زبیرؓ (شوہر) مجھے دیتے ہیں تو اگر میں ان کے دیئے ہوئے میں سے کچھ خرچ کروں تو مجھے کوئی گناہ تو نہ ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کیا کرو اور حفاظت سے مت جمع کیا کر اللہ تعالیٰ بھی اپنے پاس محفوظ رکھ لے گا (اور تجھے نہیں دے گا، مال کا جمع کرنا اللہ کو پسند نہیں جو مال اللہ دے اسے اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق خرچ کر دینا چاہئے)۔

باب-۴۲ باب الحثّ على الصّدقة ولو بالقليل ولا تمتنعُ من القليل لاحتقاره

صدقہ خواہ مقدار میں تھوڑا ہو خرچ کرنا چاہئے

۱۱۵...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

۱۱۵...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے: اے مسلمان عورتو! تم میں سے کوئی ہرگز اپنی پڑوسن (کے ہدیہ کو) حقیر مت خیال کرے خواہ وہ بکری کا ایک کھر ہی کیوں نہ ہو"۔ ❶

❶ عموماً ہمسایہ میں خواتین کچھ نہ کچھ بھجواتی رہتی ہیں ایک دوسرے کے یہاں تو اگر کوئی ادنیٰ چیز بھی بھیجے تو اسے حقیر نہیں سمجھنا چاہئے اور اسی طرح اگر کسی کے ہاں کچھ بھیجنے کا دل چاہ رہا ہے تو اس بات کو نہیں سوچنا چاہئے کہ یہ تو بہت حقیر سی چیز ہے اسے کیا بھیجوں۔

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ

باب-۴۳

باب فضل إخفاء الصدقة

صدقہ مخفی طور پر کرنا چاہیئے

۱۱۶ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ يَمِينُهُ مَا تُنْفِقُ شِمَالُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ

۱۱۶۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "سات قسم کے آدمی وہ ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ سایہ عطا فرمائیں گے ایسے دن جب کہ اس کے سایہ کے علاوہ دوسرا سایہ نہ ہوگا۔ پہلا عادل حکمران (جو انصاف کا بول بالا کرے اور کسی کے ساتھ زیادتی نہ کرے) دوسرا وہ نوجوان کہ اللہ کی عبادت میں اس کی نشوونما ہوئی ہو (نوجوانی سے ہی بندگی اور عبادت میں لگا رہتا ہے) تیسرا وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے (کہ کب نماز کا وقت ہو تو جا کر نماز ادا کروں) چوتھے وہ دو شخص جو اللہ کے لئے محبت کرتے ہوں اور اللہ کی خاطر ملتے ہوں اور اسی کی خاطر جدا ہوتے ہوں (یعنی ان کی محبت و نفرت ذاتی اغراض کے بجائے اللہ اور دین کی بنیاد پر ہو) پانچویں وہ شخص جسے کوئی حسب و نسب اور حسن والی عورت بدکاری کی دعوت دے اور وہ کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں (اس کے خوف کی وجہ سے تمام حالات سازگار ہونے کے باوجود زنا نہ کرے) چھٹے وہ شخص جو اس طرح خفیہ طریقہ سے صدقہ دے کہ اس کے دائیں ہاتھ کو بھی یہ معلوم نہ ہو کہ بائیں نے کیا خرچ کیا ہے۔ ساتویں وہ شخص جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور اس کی آنکھوں (سے آنسو) بہنے لگیں۔

۱۱۷ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَوْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَقَالَ وَرَجُلٌ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُودَ إِلَيْهِ۔

۱۱۷۔ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ایک وہ آدمی ہے جس کا دل مسجد میں معلق ہو جب اس سے نکلے جب اس سے نکلے یہاں تک کہ اس کی طرف لوٹ آئے۔ (بقیہ حسب سابق روایت ہے)

باب-۲۴

باب بيان أن أفضل الصدقة صدقةُ الصحيح الشحيح

خوشحالی اور صحت کی حالت کا صدقہ سب سے افضل صدقہ ہے

۱۱۸...... حدَّثنا زُهَيرُ بنُ حَرْبٍ قَالَ حدَّثنا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بنِ القَعْقَاعِ عَنْ أبي زُرْعَةَ عَنْ أبي هُرَيْرَةَ قَالَ أتى رَسُولَ اللهِ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أيُّ الصَّدَقَةِ أعْظَمُ فَقَالَ أنْ تَصَدَّقَ وَأنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأمُلُ الْغِنى وَلا تُمْهِلَ حَتّى إذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ قُلْتَ لِفُلانٍ كَذَا وَلِفُلانٍ كَذَا ألا وَقَدْ كَانَ لِفُلانٍ

۱۱۸...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ! کونسا صدقہ سب سے عظیم ہے؟ فرمایا یہ کہ تو خوشحالی اور تندرستی کی حالت میں صدقہ دے کہ تجھے فقر و تنگدستی کا اندیشہ بھی دامن گیر ہو اور مالداری کی امید بھی ہو (کیونکہ ایسے حالات میں انسان کو پیسے کی محبت زیادہ ہوتی ہے اور پیسے کے بہت سے مصارف اس کے سامنے ہوتے ہیں لیکن پھر بھی صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ افضل ہوتا ہے) اور تو صدقہ دینے میں اتنی تاخیر مت کر کہ جان حلقوم میں اٹک جائے اور پھر اس وقت تو کہے کہ اتنا فلاں کا ہے اتنا فلاں کا اور اتنا فلاں کا۔ (1)

۱۱۹...... وحدَّثنا أبو بَكْرِ بنُ أبي شَيْبَةَ وَابنُ نُمَيْرٍ قَالا حدَّثنا ابنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أبي زُرْعَةَ عَنْ أبي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أيُّ الصَّدَقَةِ أعْظَمُ أجْرًا فَقَالَ أمَا وَأبِيكَ لَتُنَبَّأنَّهُ أنْ تَصَدَّقَ وَأنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأمُلُ الْبَقَاءَ وَلا تُمْهِلَ حَتّى إذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ قُلْتَ لِفُلانٍ كَذَا وَلِفُلانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلانٍ

۱۱۹...... حضرت ابوہریرہؓ سے یہی حدیث ذرا سے فرق کے ساتھ منقول ہے۔ اس روایت میں فرمایا کہ ایک شخص نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! کون سے صدقہ کا ثواب بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا سن تیرے باپ کی قسم! تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ اس صدقہ کا دینا افضل ہے جب تو تندرست ہو اور ایسی حالت میں ہو جس میں لوگ بخل کرتے ہیں اور تو فقر و فاقہ کا خوف کرے اور مال کے باقی رکھنے کا امیدوار ہو تو تو تاخیر نہ کر یہاں تک کہ سانس گلے میں آجائے اور تو کہے فلاں کیلئے اتنا اور فلاں کو اتنا دے دو حالانکہ وہ تو فلاں کا ہو چکا۔

۱۲۰...... حدَّثنا أبو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ حدَّثنا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حدَّثنا عُمَارَةُ بنُ القَعْقَاعِ بِهَذَا الإسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ جَرِيرٍ غَيْرَ أنَّهُ قَالَ أيُّ الصَّدَقَةِ أفْضَلُ

۱۲۰...... ان اسناد سے بھی سابقہ روایت مروی ہے لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ اس نے پوچھا کون سا صدقہ افضل ہے؟

---

(1) تو بالکل قریب المرگ اور لب گور ہونے کے بعد صدقہ دینا کوئی کمال نہیں کیونکہ اسوقت تو انسان سوچتا ہے کہ اب تو مر رہا ہوں یہ پیسہ میرے تو ساتھ جائے گا نہیں تو اب صدقہ کرنے لگتا ہے تو یہ تو مجبوری اور مارے باندھے کا صدقہ ہوا کیونکہ اب تو وہ صدقہ کرے یا نہ کرے مال تو اب دوسروں کے ہاتھ میں چلا ہی گیا اصل تو یہ ہے کہ جب قویٰ مضبوط اور امیدیں طویل ہوں اسوقت راہ خدا میں خرچ کرے۔

باب-۴۵ باب بيان أن اليد العُليا خيرٌ من اليد السُّفلى وأن اليد العُليا هي المُنفقةُ وأن السُّفلى هي الآخذةُ

دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے

۱۲۱......حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَالْيَدُ الْعُلْيَا الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلَى السَّائِلَةُ

۱۲۱...... حضرت عبداللہؓ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے منقول ہے کہ ایک بار آنحضرت ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے اور صدقہ اور سوال کرنے سے بچنے کا ذکر کر رہے تھے آپؐ نے فرمایا:

"اونچا ہاتھ (دینے والا ہاتھ) بہتر ہے نیچے (لینے والے) ہاتھ سے اور اونچا ہاتھ خرچ کرنے والا ہوتا ہے جب کہ نیچا ہاتھ مانگنے والا ہوتا ہے"۔

۱۲۲......حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ أَوْ خَيْرُ الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ

۱۲۲..... حضرت حکیمؓ بن حزام بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"بہترین صدقہ وہ ہے جو مالداری کے ساتھ دیا جائے (یعنی جسے دینے کے بعد انسان غنی رہے یہ نہ ہو کہ آپ سب مال لٹاکر خود محتاج ہو کر بیٹھ گیا کہ مانگنے کی نوبت آگئی) اور بلند ہاتھ نچلے ہاتھ سے زیادہ بہتر ہے، اور خرچ کی ابتدا اہل و عیال سے کرنی چاہیے (وہ لوگ جن کا نفقہ انسان کی ذمہ داری ہے، ان پر خرچ کرنا پہلے ضروری ہے)۔

۱۲۳... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدٍ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِطِيبِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى

۱۲۳..... حضرت حکیمؓ بن حزام فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا تو آپؐ نے مجھے عطا فرمادیا، میں نے دوبارہ مانگا تو آپؐ نے پھر دے دیا، سہ بارہ مانگا تو پھر دے دیا اور فرمایا:

"یہ مال (دولت) بڑا سرسبز اور میٹھا معلوم ہوتا ہے (کہ انسان ہر طرح سے اسے لینے کے لئے تیار ہوتا ہے) لیکن جو اسے نفس کے غناء سے لیتا ہے (زبردستی مانگ کر نہیں لیتا) تو اس کے مال میں برکت دی جاتی ہے اور جو اشراف نفس اور ذلت کے ساتھ مال لیتا ہے اس کے مال میں برکت نہیں ہوتی۔ اس کا حال ایسے ہی ہوتا ہے جیسے کوئی شخص کھانا کھائے لیکن پیٹ نہ بھرے، اور اونچا (دینے) والا ہاتھ نیچے (لینے) والے ہاتھ سے بہتر ہے"۔ [1]

---

[1] آنحضرت ﷺ نے حضرت حکیمؓ کے بار بار سوال کرنے سے یہ محسوس کیا کہ مال کی محبت اور کسی قدر حرص موجود ہے تو اس کے ازالہ کے لئے یہ باتیں ارشاد فرمائیں۔ سبحان اللہ! کتنے عمدہ اور نفسیاتی طریقہ سے حضور علیہ السلام نے دل سے مال کی محبت کو کم ... (جاری ہے)

۱۲۴......حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَدَّادٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ أَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ وَأَنْ تُمْسِكَهُ شَرٌّ لَكَ وَلَا تُلَامُ عَلَى كَفَافٍ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى

۱۲۴...... حضرت ابوامامہ باھلیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"اے ابن آدم! تو زائد از ضرورت مال کو خرچ کردے (دین اور اللہ کی راہ میں یا اپنی ضروریات میں) اور اگر تو اسے روکے رکھے تو یہ تیرے لئے برا ہے البتہ ضرورت کے مطابق روکنے، اور جمع رکھنے میں تجھ پر کوئی ملامت نہیں، خرچ کی ابتداء اپنے عیال سے کر، اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے۔

باب-۲۶

باب النهي عن المسألة
مانگنے کی ممانعت کا بیان

۱۲۵......حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرٍ الْيَحْصَبِيِّ
قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَقُولُ إِيَّاكُمْ وَأَحَادِيثَ إِلَّا حَدِيثًا كَانَ فِي عَهْدِ عُمَرَ فَإِنَّ عُمَرَ كَانَ يُخِيفُ النَّاسَ فِي اللهِ عَزَّ وَجَلَّ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ
إِنَّمَا أَنَا خَازِنٌ فَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَنْ طِيبِ نَفْسٍ فَيُبَارَكُ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَنْ مَسْأَلَةٍ وَشَرَهٍ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ

۱۲۵...... حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ تم لوگ احادیث کی کثرت روایت سے اجتناب کیا کرو سوائے ان احادیث کے جو حضرت عمرؓ کے عہد میں روایت کی گئیں ہیں کیونکہ حضرت عمرؓ اللہ تعالیٰ کے بارے میں لوگوں کو خوف دلایا کرتے تھے (کہ حضور اقدس ﷺ سے غلط بات منسوب کرنا سخت گناہ ہے) (اس کے بعد حضرت معاویہؓ نے حدیث بیان کی کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپؐ نے فرمایا:
"اللہ تعالیٰ جس کی بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی فقاہت وفہم عطا فرماتے ہیں"۔
اور میں نے حضور علیہ السلام سے سنا آپؐ فرماتے تھے کہ: "میں تو صرف ایک خزانچی ہوں لہٰذا میں جس کو اپنے دل کی رغبت وخوشی سے دوں تو اس کے مال میں برکت ہوتی ہے اور جسے مانگنے اور اس کے تنگ کرنے کی بناء پر دوں تو اس کی حالت اس شخص کی سی ہے جو کھاتا تو (خوب) ہے لیکن سیر نہیں ہوتا"۔

۱۲۶......حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَخِيهِ هَمَّامٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تُلْحِفُوا فِي

۱۲۶...... حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"تم لوگ مانگنے میں اصرار وضد مت کیا کرو، خدا کی قسم! تم میں سے جو بھی مجھ سے مانگتا ہے اور میں اس کے سوال پر اسے مال نکال کر دیتا ہوں

(گذشتہ سے پیوستہ) فرمایا۔ یہی طریقہ تربیت وتعلیم تھا حضور اکرم ﷺ کا جس سے آپ نے صحابہ کی تربیت فرمائی کہ جہاں کوئی اسلام کے مزاج کے خلاف کوئی بات دیکھی فوراً اس کی اصلاح فرمائی۔

الْمَسْأَلَةِ فَوَاللهِ لَا يَسْأَلُنِي أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا فَتُخْرِجَ لَهُ مَسْأَلَتُهُ مِنِّي شَيْئًا وَأَنَا لَهُ كَارِهٌ فَيُبَارَكَ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتُهُ

حالانکہ میری طبیعت میں ناگواری ہوتی ہے تو کیسے اس کے مال میں برکت ہوگی جو میں نے اسے دیا ہو۔

۱۲۷..... حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ وَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فِي دَارِهِ بِصَنْعَاءَ فَأَطْعَمَنِي مِنْ جَوْزَةٍ فِي دَارِهِ عَنْ أَخِيهِ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ

۱۲۷..... حضرت عمروؒ بن دینار (مشہور تابعی) کہتے ہیں کہ میں حضرت وھبؒ بن منبہ کے گھر جو کہ صنعاء میں تھا گیا انہوں نے مجھے اپنے گھر کے اخروٹ کھلائے اور اپنے بھائی ھمام بن منبہ سے یہی حدیث والا (بعینہ من وعن) بیان کی۔

۱۲۸ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ يَخْطُبُ يَقُولُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَيُعْطِي اللهُ

۱۲۸..... حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتے ہیں اسے دین کی فہم و فقاہت نصیب فرماتے ہیں۔ اور فرمایا کہ "میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں (سرکاری خزانہ کو) دینے والے تو اللہ تعالیٰ ہیں"۔

۱۲۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ الْمِسْكِينُ بِهَذَا الطَّوَّافِ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ فَتَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ قَالُوا فَمَا الْمِسْكِينُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ وَلَا يُفْطَنُ لَهُ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ وَلَا يَسْأَلُ النَّاسَ شَيْئًا

۱۲۹..... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مسکین یہ در در مانگنے والا شخص نہیں ہے جو لوگوں کے گرد منڈلاتا رہتا ہے اور ایک دو لقمے اور ایک دو کھجوریں اسے لوٹا دیتی ہیں (یعنی ایک دو لقموں یا کھجوروں سے ہی ٹل جاتا ہے) صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! پھر مسکین کون ہے؟ فرمایا: جو اتنا خرچ نہ پاسکے کہ ضروریات کے بارے میں بے نیاز ہو جائے اور نہ ہی لوگ (عام طور پر) اسے مسکین سمجھتے ہوں کہ اسے (مسکین سمجھ کر ہی) صدقہ دے دیا کریں اور وہ خود بھی لوگوں سے مانگتا نہ ہو"۔

۱۳۰..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي شَرِيكٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ الْمِسْكِينُ بِالَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَا اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ إِنَّمَا الْمِسْكِينُ الْمُتَعَفِّفُ اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ "لَا

۱۳۰..... حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسکین وہ شخص نہیں ہے جسے ایک یا دو کھجوریں اور ایک دو لقمے ٹال دیں، بلکہ مسکین وہ ہے جو (ضرورت کے باوجود) سوال سے اجتناب کرتا ہے اور یہاں پر اگر تم چاہو تو یہ آیت کریمہ پڑھ سکتے ہو: لایسألون الناس الحافا (وہ مساکین جو لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے)۔

يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا"

۱۳۱...... وحَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي شَرِيكٌ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ إِسْمٰعِيلَ

۱۳۱ اس سند سے بھی سابقہ روایت مروی ہے کہ مسکین وہ شخص نہیں ہے جسے ایک دو کھجوریں اور ایک دو لقمے ٹال دیں بلکہ مسکین وہ ہے جو (ضرورت کے باوجود) سوال نہ کرے... الخ

۱۳۲...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمٍ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا تَزَالُ الْمَسْأَلَةُ بِأَحَدِكُمْ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ وَلَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ

۱۳۲ ... حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی آدمی میں ہمیشہ مانگنے کی عادت موجود رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ اس کے چہرہ پر گوشت کا ٹکڑا تک نہ ہوگا (بھیک مانگنے کی نحوست کی وجہ سے)۔

۱۳۳...... وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَخِي الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ مُزْعَةُ

۱۳۳ ان راویوں سے سابقہ حدیث منقول ہے لیکن اس روایت میں مزعۃ (ٹکڑا) کا لفظ نہیں ہے۔

۱۳۴ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتّٰى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ

۱۳۴ حضرت حمزہ بن عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد (ابن عمرؓ) سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"آدمی ہمیشہ لوگوں سے مانگتا رہے گا یہاں تک کہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرہ پر ذرا بھی گوشت نہیں ہوگا"۔

۱۳۵...... حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَوَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ

۱۳۵... حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنا مال بڑھانے کے لئے (نہ کہ کسی ضرورت وحاجت کی وجہ سے) دوسروں سے مانگتا پھرتا ہے تو وہ درحقیقت انگارے مانگ رہا ہے لہٰذا چاہے تو (ان انگاروں کو کم کردے) اور چاہے تو (انگاروں میں اضافہ کردے) زیادہ لے کر۔

۱۳۶ حَدَّثَنِي هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ بَيَانٍ أَبِي بِشْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَأَنْ يَغْدُوَ أَحَدُكُمْ فَيَحْطِبَ عَلٰى ظَهْرِهِ فَيَتَصَدَّقَ بِهِ

۱۳۶ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا:
"تم میں سے کوئی صبح کو اپنی پیٹھ پر لکڑیاں لادے اور (اسے فروخت کرے) خود بھی لوگوں سے مانگنے سے بچے اور صدقہ بھی دے یہ بہتر ہے

ويستغني به من الناس خيرٌ لهُ من أنْ يسأل رجلا أعطاهُ أوْ منعهُ ذلك فإنّ اليد العُليا أفضلُ من اليد السُّفلى وابْدأْ بمنْ تعولُ

اس بات سے کہ (اللہ کے نام پر بھیک) مانگے پھر اسے دے دی جائے یا اسے منع کر دیا جائے (یہ اس کا نصیب) کیونکہ اونچا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور خرچ کی ابتداء اہل و عیال سے کرنا ضروری ہے۔

۱۲۷ وحدّثني مُحمّدُ بْنُ حاتمٍ قال حدّثنا يحْيى بْنُ سعيدٍ عنْ إسْمعيل قال حدّثني قيْسُ بْنُ أبي حازمٍ قال أتيْنا أبا هُريْرة فقال قال النّبيُّ ﷺ والله لأنْ يغْدُو أحدُكُمْ فيحْطب على ظهْرِه فيبيعهُ ثُمّ ذكر بمثْلِ حديثِ بيانٍ

۱۲۷ حضرت قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابوہریرہ کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا:

"نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے "خدا کی قسم! تم میں سے کوئی صبح کو اپنی پیٹھ پر لکڑیاں لاد کر اسے بیچے تو یہ اس کیلئے بہتر ہے"۔ آگے سابقہ حدیث کے مثل بیان کیا۔

۱۲۸ حدّثني أبُو الطّاهِرِ ويُونُسُ بْنُ عبْدِ الأعْلى قالا أخْبرنا ابْنُ وهْبٍ قال أخْبرني عمْرُو بْنُ الْحارِثِ عن ابْنِ شِهابٍ عنْ أبي عُبيْدٍ مولى عبْدِ الرّحْمنِ بْنِ عوْفٍ أنّهُ سمِع أبا هُريْرة يقُولُ قال رسُولُ الله ﷺ لأنْ يحْتزِم أحدُكُمْ حُزْمةً منْ حطبٍ فيحْمِلها على ظهْرِهِ فيبيعها خيْرٌ لهُ منْ أنْ يسْأل رجُلًا يُعْطيهِ أوْ يمْنعُهُ

۱۲۸ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر اسے بیچے (اور اس سے نفع کمائے) یہ بہتر ہے اس بات سے کہ وہ کسی آدمی سے سوال کرے پھر وہ اسے دے یا منع کر دے (اور یہ بھی معلوم نہیں کہ ملے گا یا نہیں لیکن نفس کی تذلیل تو ہو ہی گئی)۔

۱۳۹ حدّثني عبْدُ الله بْنُ عبْدِ الرّحْمنِ الدّارِميُّ وسلمةُ بْنُ شبيبٍ قال سلمةُ حدّثنا وقال الدّارِميُّ أخْبرنا مرْوانُ وهُو ابْنُ مُحمّدٍ الدّمشْقيُّ قال حدّثنا سعيدٌ وهُو ابْنُ عبْدِ الْعزيزِ عنْ ربيعة بْنِ يزيد عنْ أبي إدْريس الْخوْلانيِّ عنْ أبي مُسْلمٍ الْخوْلانيِّ قال حدّثني الْحبيبُ الأمينُ أمّا هُو فحبيبٌ إليّ وأمّا هُو عنْدي فأمينٌ عوْفُ بْنُ مالكٍ الأشْجعيُّ قال كُنّا عنْد رسُولِ الله ﷺ تسْعةً أوْ ثمانيةً أوْ سبْعةً فقال ألا تُبايعُون رسُول الله وكُنّا حديث عهْدٍ ببيْعةٍ فقُلْنا قدْ بايعْناك يا رسُول الله ثُمّ قال ألا تُبايعُون رسُول الله فقُلْنا قدْ بايعْناك يا رسُول الله ثُمّ قال ألا تُبايعُون رسُول الله قال فبسطْنا أيْدينا وقُلْنا قدْ بايعْناك يا رسُول الله فعلام نُبايعُك قال على أنْ

۱۳۹ حضرت ابو ادریس الخولانی، ابو مسلم الخولانی سے روایت کرتے ہیں، ابو مسلم فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک حبیب اور امانتدار شخص نے کہ مجھے وہ بہت محبوب اور میرے نزدیک امانت دار ہے بیان کیا اور وہ ہیں عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وہ فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم تقریباً ۹ یا ۸ یا سات افراد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا:

تم رسول اللہ ﷺ سے بیعت نہیں کرتے؟ ہم نے چند ہی روز قبل بیعت کی تھی لہٰذا عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم آپ ﷺ سے بیعت کر چکے ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا: تم رسول اللہ ﷺ سے بیعت نہیں کرتے؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ سے بیعت کر چکے ہیں۔

آپ نے پھر فرمایا: تم رسول اللہ ﷺ سے بیعت نہیں کرتے؟ ہم نے (پہلے تو) اپنے ہاتھ (بیعت کے واسطے) پھیلا دیے اور پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم تو آپ سے بیعت کر چکے ہیں اب کس چیز پر آپ سے

تَعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَتُطِيعُوا وَأَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيَّةً وَلَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا فَلَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ أُولَئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُ أَحَدِهِمْ فَمَا يَسْأَلُ أَحَدًا يُنَاوِلُهُ إِيَّاهُ

بیعت کریں؟ فرمایا اس بات پر کہ اللہ کی بندگی کروگے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروگے، اور پانچوں نمازوں پر (کہ نماز نہ ضائع کروگے) اور اللہ کی اطاعت کروگے، اور ایک بات چپکے سے کہی اور فرمایا: لوگوں سے کچھ نہ مانگوگے۔

عوف بن مالک کہتے ہیں کہ پھر میں نے ان حاضرین مجلس میں سے بعض کو دیکھا کہ ان کا کوڑا بھی گر جاتا تھا (سواری پر سے) تو اسے اٹھانے کے لئے بھی کسی کو نہ کہتے (کہ کہیں یہ بھی سوال میں داخل نہ ہو جائے)۔

باب-۲۷ باب مَنْ تَحِلُّ لَهُ الْمَسْأَلَةُ

کس شخص کے لئے سوال جائز ہے؟

۱۴۰ ... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هَارُونَ بْنِ رِيَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي كِنَانَةُ بْنُ نُعَيْمٍ الْعَدَوِيُّ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ الْهِلَالِيِّ قَالَ تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَسْأَلُهُ فِيهَا فَقَالَ أَقِمْ حَتَّى تَأْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَأْمُرَ لَكَ بِهَا قَالَ ثُمَّ قَالَ يَا قَبِيصَةُ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدِ ثَلَاثَةٍ رَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَاحَتْ مَالَهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتَّى يَقُومَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجَا مِنْ قَوْمِهِ لَقَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ يَا قَبِيصَةُ سُحْتًا يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا

۱۴۰۔ حضرت قبیصہ بن المخارق الہلالی فرماتے ہیں کہ میں ایک بڑے قرضہ کا بوجھ اٹھا بیٹھا تھا (ادائیگی کے اسباب نہ تھے) لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ آپ سے کچھ قرض کے بارے میں سوال کروں۔ آپ نے فرمایا: جب تک ہمارے پاس صدقہ کا مال نہیں آجاتا اس وقت تک تم ٹھہر جاؤ تاکہ ہم اس میں سے تمہیں کچھ دیں۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا:

اے قبیصہ! سوال کرنا اور مانگنا جائز نہیں ہے سوائے تین میں سے ایک کیلئے، ایک اس شخص کیلئے جو قرضہ کے بوجھ تلے دبا ہو تو اس کے لئے سوال کرنا جائز ہوتا ہے اس وقت تک کہ اسے اتنا مال مل جائے جس سے وہ قرض ادا کر سکے، اس کے بعد مانگنے سے رک جانا چاہیے۔

اور ایک اس شخص کے لئے جس کے مال میں کوئی ناگہانی آفت آگئی ہو جس سے اس کا سارا مال ضائع ہو گیا ہو تو اس کے لئے بھی سوال جائز ہو جاتا ہے، پھر جب اسے گذر اوقات کے مطابق مل جائے تو سوال سے رک جانا ضروری ہے۔

تیسرے وہ شخص کہ جو فاقہ زدہ ہو اور اسکی قوم کے تین اہل دانش اسکے فاقہ زدہ ہونے کی شہادت دیں تو اسکے لیے بھی گذر اوقات کے درست ہونے تک مانگنا جائز ہے۔ ان تین باتوں کے علاوہ سوال کرنا اے قبیصہ! حرام ہے (اور جو ان باتوں کے بغیر مانگ کر) کھاتا ہے تو وہ حرام کھاتا ہے۔

باب-۲۸ باب جواز الاخذ بغير سوال ولا تطلع

بغیر مانگے اور اشراف کے جو مال آئے اسے لینا جائز ہے

۱۴۱......وحدثنا هارون بن معروف قال حدثنا عبد الله بن وهب ح و حدثني حرملة بن يحيى قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني يونس عن ابن شهاب عن سالم بن عبد الله بن عمر عن أبيه قال سمعت عمر بن الخطاب رضي الله عنه يقول قد كان رسول الله ﷺ يعطيني العطاء فأقول أعطه أفقر إليه مني حتى أعطاني مرة مالا فقلت أعطه أفقر إليه مني

فقال رسول الله ﷺ خذه وما جاءك من هذا المال وأنت غير مشرف ولا سائل فخذه وما لا فلا تتبعه نفسك

۱۴۱...... حضرت سالمؒ بن عبد اللہ بن عمرؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: رسول اللہ ﷺ (بعض اوقات) مجھے کچھ مال عطا فرمایا کرتے تھے تو میں عرض کرتا: مجھ سے زیادہ ضرورت مند کو دے دیجئے۔ ایک بار مجھے کچھ مال عنایت فرمایا تو میں نے (حسب سابق) عرض کیا کہ جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو اسے عطا فرمایئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسے لے لو، جو مال تمہارے پاس بغیر اشراف (دل کی خواہش) اور سوال کے آئے اسے لے لیا کرو، اور اس مال کی خواہش مت کرو۔

۱۴۲......وحدثني أبو الطاهر قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني عمرو بن الحارث عن ابن شهاب عن سالم بن عبد الله عن أبيه أن رسول الله ﷺ كان يعطي عمر بن الخطاب رضي الله عنه العطاء فيقول له عمر أعطه يا رسول الله أفقر إليه مني فقال له رسول الله ﷺ خذه فتموله أو تصدق به وما جاءك من هذا المال وأنت غير مشرف ولا سائل فخذه وما لا فلا تتبعه نفسك قال سالم فمن أجل ذلك كان ابن عمر لا يسأل أحدا شيئا ولا يرد شيئا أعطيه

۱۴۲...... حضرت سالمؒ بن عبد اللہؒ اپنے والد حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ بن الخطاب کو مال عطا فرمایا کرتے تھے، حضرت عمرؓ ان سے کہتے کہ یا رسول اللہ! جو مجھ سے زیادہ حاجت مند ہو اسے عنایت فرمایئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسے لے لو چاہے استعمال کرو چاہے صدقہ دے دو، جو مال تمہارے پاس بغیر اشراف نفس اور سوال کے آئے تو اسے لے لیا کرو البتہ اس مال کے پیچھے مت لگا کرو۔

حضرت سالمؒ فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے ابن عمرؓ کسی سے کچھ مانگا نہ کرتے تھے اور جب کوئی کچھ دے کر لینا چاہتا تو اسے واپس نہ دیتے تھے۔

۱۴۳ ......وحدثني أبو الطاهر قال أخبرنا ابن وهب قال عمرو وحدثني ابن شهاب بمثل ذلك عن السائب بن يزيد عن عبد الله بن السعدي عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه عن رسول الله ﷺ

۱۴۳ ...... ان راویوں سے بھی مذکورہ حدیث منقول ہے کہ آپ ﷺ حضرت عمرؓ کو مال عطا فرمایا کرتے تھے، حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! جو مجھ سے زیادہ حاجت مند ہو اس کو یہ مال عنایت فرمایئے آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو لے لو اور جہاں چاہے خرچ کرو جو مال تمہارے پاس بغیر سوال کے آئے اس کو لے لیا کرو...... الخ۔

١٤٤......حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ السَّاعِدِيِّ الْمَالِكِيِّ أَنَّهُ قَالَ اسْتَعْمَلَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْهَا وَأَدَّيْتُهَا إِلَيْهِ أَمَرَ لِي بِعُمَالَةٍ فَقُلْتُ إِنَّمَا عَمِلْتُ لِلَّهِ وَأَجْرِي عَلَى اللهِ فَقَالَ خُذْ مَا أُعْطِيتَ فَإِنِّي عَمِلْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَعَمَّلَنِي فَقُلْتُ مِثْلَ قَوْلِكَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أُعْطِيتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ أَنْ تَسْأَلَ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ

۱۴۴..... حضرت ابن الساعدی المالکیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عمرؓ بن الخطاب نے صدقہ (وصول کرنے) کا عامل مقرر فرمایا۔ جب میں صدقات (زکوٰۃ وغیرہ) وصول کرکے فراغت حاصل کر چکا اور تمام مال انہیں (حضرت عمرؓ) کو ادا کر چکا تو انہوں نے میرے لئے عمالہ کا حکم دیا (کہ مجھے دے دیا جائے) میں نے عرض کیا کہ میں نے تو یہ کام اللہ کے لئے کیا ہے اور میرا اجر تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ انہوں نے فرمایا: جو تمہیں دیا جارہا ہے اسے لے لو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں صدقات وصول کئے تھے تو آپؐ نے مجھے اجرت عطا فرمائی تھی۔ میں نے وہی بات عرض کی تھی جو تم نے کہی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا:

"جب تمہیں کوئی چیز بغیر تمہارے مانگے دی جائے تو پھر اسے کھاؤ (استعمال کرو) اور صدقہ بھی دو"۔

١٤٥......وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الأَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ السَّعْدِيِّ أَنَّهُ قَالَ اسْتَعْمَلَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ

۱۴۵..... اس سند سے بھی سابقہ حدیث بعینہٖ منقول ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک صحابی کو آپ ﷺ کا یہ فرمان بیان فرمایا: جب تمہیں کوئی چیز بغیر تمہارے مانگے دی جائے تو پھر اسے کھاؤ اور صدقہ بھی دو۔ (لیکن اس روایت میں صحابی کا نام ابن ساعدی کی بجائے ابن سعدی ہے)۔

باب-۴۹ باب كراهة الحرص على الدُّنيا

حرصِ دنیا کی مذمت

١٤٦......حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلَى حُبِّ اثْنَتَيْنِ حُبِّ الْعَيْشِ وَالْمَالِ

۱۴۶..... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"بوڑھے کا دل دو چیزوں کی محبت کے معاملہ میں جوان ہوتا ہے۔ زندگی اور جینے کی محبت اور مال کی محبت میں"۔

١٤٧......وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلَى حُبِّ اثْنَتَيْنِ طُولُ الْحَيَاةِ

۱۴۷..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بوڑھے آدمی کا دل زندگی کے لمبے ہونے اور مال کی محبت میں جوان رہتا ہے۔

وَحُبُّ الْمَالِ

١٤٨ ... وحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَتَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ

۱۴۸...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابن آدم بوڑھا ہوتا ہے اس میں دو چیزیں جوان ہوتی رہتی ہیں مال اور عمر پر حرص۔

١٤٩ ... و حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ بِمِثْلِهِ

۱۴۹...... حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا پھر وہی حدیث جو اوپر گزری بیان فرمائی۔

١٥٠ ... و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ

۱۵۰...... اس سند کے ساتھ بھی سابقہ حدیث مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن دو چیزیں جوان رہتی ہیں مال اور عمر پر حرص۔

١٥١ ... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى وَادِيًا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ تَابَ

۱۵۱...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر ابن آدم کے پاس مال (و دولت دنیا) کی دو وادیاں ہوں تو بھی وہ تیسری کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے اور ابن آدم کے پیٹ کو صرف (قبر کی) مٹی ہی بھرتی ہے۔ سوائے اس کے کہ جو توبہ کرے اللہ تعالیٰ سے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے"۔

١٥٢ ... وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ فَلَا أَدْرِي أَشَيْءٌ أُنْزِلَ أَمْ شَيْءٌ كَانَ يَقُولُهُ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ

۱۵۲...... حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے اور میں نہیں جانتا تھا یہ بات اتری تھی یا آپ ﷺ خود فرماتے تھے۔ (بقیہ حدیث روایت ابو عوانہ کی طرح ہے)۔

١٥٣ ... وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادٍ مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنَّ لَهُ وَادِيًا آخَرَ وَلَنْ يَمْلَأَ فَاهُ

۱۵۳...... حضرت انسؓ بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اگر ابن آدم کی سونے کی وادی ہو تو وہ یہ چاہتا ہے کہ ایک اور بھی وادی اس کے پاس ہو اور اس کا منہ سوائے (قبر کی) مٹی کے اور کوئی چیز ہرگز نہیں بھرے گی۔ اور اللہ توبہ کرنے والے کی توبہ کو قبول فرماتے ہیں"۔

إلا التُّرابُ واللهُ يتُوبُ علی منْ تاب

۱۵٤ وحدّثني زُهيْرُ بْنُ حرْبٍ وهارُونُ بْنُ عبْدِ الله قالا حدّثنا حجّاجُ بْنُ مُحمّدٍ عنِ ابْنِ جُريْجٍ قال سمِعْتُ عطاءً يقُولُ سمِعْتُ ابْن عبّاسٍ يقُولُ سمِعْتُ رسُول الله ﷺ يقُولُ لوْ أنّ لابْنِ آدم مِلْءُ وادٍ مالا لأحبّ أنْ يكُون إليْهِ مِثْلُهُ ولا يمْلأُ نفْس ابْنِ آدم إلا التُّرابُ واللهُ يتُوبُ علی منْ تاب

قال ابْنُ عبّاسٍ فلا أدْري أمِن الْقُرْآنِ هُو أمْ لا وفي روايةِ زُهيْرٍ قال فلا أدْري أمِن الْقُرْآنِ لمْ يذْكُرِ ابْن عبّاسٍ

۱۵٤ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے:

"اگر ابن آدم کے پاس مال کی ایک وادی ہو تو وہ چاہتا ہے کہ اس جیسی ایک اور وادی اس کے پاس ہو، ابن آدم کے نفس کو سوائے مٹی کے کوئی نہیں بھرے گا اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ کو قبول فرماتے ہیں"۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں مجھے نہیں معلوم کہ یہ بات (مذکورہ) قرآن کریم میں سے ہے یا نہیں؟ اور زہیر کی روایت میں ابن عباس کا نام ذکر نہیں کیا گیا۔

۱۵۵ حدّثني سُويْدُ بْنُ سعِيدٍ قال حدّثنا عليُّ بْنُ مُسْهِرٍ عنْ داوُد عنْ أبي حرْبِ بْنِ أبي الأسْودِ عنْ أبِيهِ قال بعث أبُو مُوسی الأشْعريُّ إلی قُرّاءِ أهْلِ الْبصْرةِ فدخل عليْهِ ثلاثُ مِائةِ رجُلٍ قدْ قرءُوا الْقُرْآن فقال أنْتُمْ خِيارُ أهْلِ الْبصْرةِ وقُرّاؤُهُمْ فاتْلُوهُ ولا يطُولنّ عليْكُمُ الأمدُ فتقْسُو قُلُوبُكُمْ كما قستْ قُلُوبُ منْ كان قبْلكُمْ وإنّا كُنّا نقْرأُ سُورةً كُنّا نُشبِّهُها في الطُّولِ والشِّدّةِ بِبراءة فأُنْسِيتُها غيْر أنّي قدْ حفِظْتُ مِنْها لوْ كان لابْنِ آدم واديانِ منْ مالٍ لابْتغی وادِيًا ثالِثًا ولا يمْلأُ جوْف ابْنِ آدم إلا التُّرابُ وكُنّا نقْرأُ سُورةً كُنّا نُشبِّهُها بِإحْدی الْمُسبِّحاتِ فأُنْسِيتُها غيْر أنّي حفِظْتُ مِنْها يا أيُّها الّذِين آمنُوا لِم تقُولُون ما لا تفْعلُون فتُكْتبُ شهادةً في أعْناقِكُمْ فتُسْألُون عنْها يوْم الْقِيامةِ

۱۵۵ حضرت ابو الاسود فرماتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ الاشعری نے اہل بصرہ کے قراء کو بلا بھیجا وہ سب کے سب تین سو قراء ان کے پاس آگئے اور ان کے سامنے قرآن کریم پڑھنا شروع کیا۔ ابو موسیٰ نے فرمایا: تم لوگ بصرہ کے بہترین لوگ اور ان کے قراء ہو۔ لہٰذا قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہو اور تم پر زیادہ مدت گذر جانے کی وجہ سے سستی نہ طاری ہو جائے کہ تمہارے دل سخت ہو جائیں جس طرح تم سے پہلی امتوں کے قلوب سخت ہو گئے تھے۔ ہم ایک سورت جو اپنی طوالت اور سخت وعیدوں کی بناء پر سورۂ توبہ سے مشابہ تھی پھر وہ مجھ سے بھلا دی گئی۔ سوائے اس ایک بات کے جو مجھے یاد ہے کہ اگر ابن آدم کی مال و دولت کی دو وادیاں ہوں تو ایک اور وادی کی تلاش کرتا پھرے اور ابن آدم کا پیٹ مٹی ہی بھرے گی۔

اور اسی طرح ہم ایک اور سورت جو مسبحات[1] میں سے کسی کے مشابہ تھی پڑھا کرتے تھے، پھر وہ مجھ سے بھلا دی گئی سوائے ایک بات کے جو مجھے یاد ہے کہ اے ایمان والو! وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں، اور ایسی بات تمہاری گردنوں میں گواہی کے طور پر لکھ دی جائے گی اور قیامت کے روز تم سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

---

[1] مسبحات سے مراد وہ سورتیں ہیں جو سبّح یا یسبّح سے شروع ہوتی ہیں۔

باب-۳۰ باب فضل القناعة والحث عليها

قناعت کی فضیلت وترغیب کا بیان

۱۵۶- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ

۱۵۶ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"مالداری اور غنا یہ نہیں کہ سامان بہت زیادہ ہو بلکہ غنا و مالداری تو نفس کی ہوتی ہے"۔

باب-۳۱ باب التحذير من الاغترار بزينة الدنيا وما يبسط منها

کثرت دنیا سے دھوکہ نہ کھانا چاہیئے

۱۵۷- وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ
قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ لَا وَاللهِ مَا أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ إِلَّا مَا يُخْرِجُ اللهُ لَكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَصَمَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ
فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ أَوْ خَيْرٌ هُوَ إِنَّ كُلَّ مَا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَلَأَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ ثَلَطَتْ أَوْ بَالَتْ ثُمَّ اجْتَرَّتْ فَعَادَتْ فَأَكَلَتْ فَمَنْ يَأْخُذْ مَالًا بِحَقِّهِ يُبَارَكْ لَهُ

۱۵۷ حضرت ابوسعید الخدریؓ فرماتے ہیں کہ (ایک بار) آنحضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیتے ہوئے لوگوں سے فرمایا: نہیں! خدا کی قسم اے لوگو! مجھے تمہارے بارے میں کسی چیز کا ڈر نہیں سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ دنیا کی زینت و رونق کے سامان تمہیں عطا فرمائیں گے (ان سے ڈرتا ہوں کہ کہیں تم ان میں پڑھ کر آخرت سے غافل نہ ہو جاؤ) ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا خیر بھی شر کی آمد کا باعث بن جاتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے کچھ سکوت فرمایا، پھر ارشاد فرمایا تم نے کیا کہا؟ وہ شخص کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! کیا خیر کا نتیجہ شر کی صورت میں بھی برآمد ہوتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"خیر کا نتیجہ تو خیر ہی ہوتا ہے لیکن اتنی بات ہے کہ موسم بہار میں سبزہ اُگتا ہے وہ تو ہیضہ سے مارتا ہے اور نہ ہی قریب المرگ کرتا ہے سوائے اس کے کہ جو سبزہ کھاتا ہے (اور کھاتا رہتا ہے) یہاں تک کہ اس کی کوکھیں پھول جاتی ہیں اور سورج کے سامنے ہوتا ہے تو گوبر موتنے لگتا ہے، اس سے فارغ ہو کر پھر جگالی کرنے لگتا ہے، پھر دوبارہ گوبر موتنے میں لگ جاتا ہے بعدازاں پھر کھانے کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔[1]

---

[1] مقصد یہ ہے کہ بہار کے موسم میں پیدا ہونے والا سبزہ بھی تمہارے نزدیک خیر اور بھلائی ہے اور حقیقتاً وہ خیر ہی کا ذریعہ ہے کہ تم اس سے نفع حاصل کرتے ہو اور نہ ہی اسے کھانے سے کسی کو ہیضہ ہوتا ہے نہ ہی کوئی مرتا ہے لیکن ایک جانور اگر مستقل اسے کھاتا رہے، پھر جب خوب پیٹ بھر جائے تو گوبر موتنے میں لگ جائے۔ جب اس سے فارغ ہو جائے تو پھر دوبارہ کھانے میں لگ جائے اور یہی کرتا رہے تو وہ تو بہت جلد مر جائے گا۔ اسی طرح یہ مال دنیا بھی تمہارے لئے خیر ہے لیکن اگر اسی میں لگے رہو گے شب و روز اسی میں اپنی توانائیاں لگاؤ گے تو تمہیں بھی دنیا کی بدہضمی ہو جائے گی اور یہ خیر تمہارے لئے دنیا و آخرت میں شر کا ذریعہ بن جائے گی لہٰذا معلوم۔ (جاری ہے)

فِيهِ وَمَنْ يَأْخُذُ مَالًا بِغَيْرِ حَقِّهِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ

لہٰذا جو شخص مال کو اپنے حق کے ساتھ لیتا ہے تو اسے اس کے مال میں برکت کردی جاتی ہے، اور جو بغیر حق کے وصول کرتا ہے تو اس کی مثال اس شخص کی ہے جو کھاتا رہتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔

۱۵۸......حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ أَخْوَفُ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللهُ لَكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا قَالُوا وَمَا زَهْرَةُ الدُّنْيَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ بَرَكَاتُ الْأَرْضِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَهَلْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ قَالَ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ إِلَّا بِالْخَيْرِ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ إِلَّا بِالْخَيْرِ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ إِلَّا بِالْخَيْرِ إِنَّ كُلَّ مَا أَنْبَتَ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ فَإِنَّهَا تَأْكُلُ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ ثُمَّ اجْتَرَّتْ وَبَالَتْ وَثَلَطَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَأَكَلَتْ إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُونَةُ هُوَ وَمَنْ أَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ

۱۵۸......اس سند سے بھی سابقہ مضمون ہی کی حدیث مروی ہے معمولی تغیرات کے ساتھ وہ یہ کہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد مبارک فرمایا کہ خیر کا نتیجہ خیر ہی ہوتا ہے اور اخیر میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اس کو (یعنی مال کو حق کی راہ سے لیا اور راہ حق میں رکھا (خرچ کیا) تو کیا خوب اس سے مدد ملتی ہے (یعنی برکت) (بقیہ حدیث حسب سابق ہے)۔

۱۵۹ ......حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هِشَامٍ صَاحِبِ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ إِنَّ مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِينَتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ أَوَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقِيلَ لَهُ مَا شَأْنُكَ تُكَلِّمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَلَا يُكَلِّمُكَ قَالَ وَرَأَيْنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ

۱۵۹... حضرت ابو سعید الخدریؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار آنحضرت ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہم لوگ آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے، آپؐ نے فرمایا اپنے بعد مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خوف اس چیز کا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے جو دنیا کی زینت و رونق (کے اسباب و سامان) کھول دیں گے (اور مال و اسباب کی فراوانی ہوگی تو کہیں تم اس میں کھو نہ جاؤ اور اللہ و آخرت سے غافل نہ ہو جاؤ)۔

ایک شخص کہنے لگا یا رسول اللہ! کیا خیر کا نتیجہ کبھی کبھی شر کی صورت میں بھی برآمد ہوتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے سکوت فرمایا اس سے کہا گیا کہ: تمہارا کیا عجیب حال

(گذشتہ سے پیوستہ)...... ہوا کہ خیر کا نتیجہ تو خیر ہی ہوتا ہے مگر اس وقت جب کہ اسے حد کے اندر استعمال کیا جائے۔ حد سے تجاوز کر جائے تو وہ شر کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔

عَلَيْهِ فَأَفَاقَ يَمْسَحُ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ وَقَـــالَ إِنَّ هٰذَا السَّائِلَ وَكَأَنَّهُ حَمِدَهُ فَقَالَ إِنَّـــــهُ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَإِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الـــرَّبِيعُ يَقْتُلُ أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ فَإِنَّهَا أَكَلَتْ حَتّٰى إِذَا امْتَلَأَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ رَتَعَتْ وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ وَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ هُوَ لِمَنْ أَعْطٰى مِنْهُ الْمِسْكِينَ وَالْيَتِيمَ وَابْنَ السَّبِيلِ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَإِنَّهُ مَنْ يَأْخُذُهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّـــــذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُونُ عَلَيْهِ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَـــــةِ

ہے کہ تم تو رسول اللہ ﷺ سے بات کرتے ہو اور آپ علیہ السلام تم سے بات نہیں کرتے (اس شخص کو لعن طعن کی)۔
حضرت ابو سعیدؓ کہتے ہیں ہم نے دیکھا کہ شاید آپ پر وحی کا نزول ہو رہا ہے، جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو آپ نے پیشانی سے پسینہ پونچھا اور فرمایا وہ سوال کرنے والا کہاں ہے؟ گویا آپ نے اس کی تعریف فرمائی۔ اور فرمایا: خیر کا نتیجہ شر کی صورت میں ظاہر نہیں ہوتا پھر وہی سبزہ والی مثال (جو کہ گذشتہ حدیث میں ہے) بیان فرمائی اور فرمایا کہ یہ مال بہت سرسبز اور میٹھا ہے۔ بہترین مسلمان مالدار وہ ہے جو اس مال سے مسکین، یتیم اور مسافروں کو دے اور جو پھر رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا اور فرمایا کہ جو شخص بغیر حق کے مال لے لے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کھاتا ہو لیکن پیٹ نہ بھرے اور ایسا مال قیامت کے روز اس کے اوپر گواہ بن جائے گا"۔

باب-۳۲ باب فضل التعفف والصبر والقناعة والحث على كل ذلك

صبر و قناعت اور ہر حال میں سوال سے بچنے کی فضیلت و ترغیب

۱۶۰ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَـــنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَـــــنْ عَطَاءِ بْنِ يَـــزِيدَ اللَّيْثِيِّ
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ حَتّٰى إِذَا نَفِدَ مَا عِنْدَهُ قَالَ مَا يَكُنْ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ يَصْبِرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ مِنْ عَطَاءٍ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ

۱۶۰ حضرت ابو سعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول کریم ﷺ سے کچھ سوال کیا (مانگا) آپ نے انہیں دے دیا، انہوں نے پھر مانگا آپ نے پھر دے دیا (آپ مسلسل دیتے رہے) یہاں تک کہ جو کچھ مال آپ کے پاس تھا ختم ہو گیا، آپ نے ارشاد فرمایا میرے پاس جو بھی مال ہوتا ہے میں اسے تم سے بچا کر ذخیرہ کر کے ہرگز نہیں رکھتا، اور جو سوال سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سوال سے بچا ہی لیتا ہے، اور جو مخلوق سے بے نیاز ہونا چاہے تو اللہ اسے بے نیاز کر دیتا ہے اور جو صبر کرنے کی کوشش کرے اللہ اسے صبر دے دیتا ہے اور کسی کو صبر سے زیادہ بہترین اور وسعت والی عطاء نہیں دی گئی"۔

۱۶۱ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَـــالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَـــــنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْـــوَهُ

۱۶۱ ان راویوں سے بھی سابقہ حدیث والا مضمون بعینہٖ منقول ہے۔

۱۶۲ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو

۱۶۲ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِئُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي شُرَحْبِيلُ وَهُوَ ابْنُ شَرِيكٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
بے شک جو شخص اسلام لایا اور اسے کفایت کے مطابق رزق دے دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اسے دیا ہے اس پر قناعت نصیب کردی تو وہ کامیاب و فلاح یاب ہو گیا''۔

۱۶۳۔۔۔۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَأَبُو سَعِيدٍ الاشَجُّ قَالُوا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا الاعْمَشُ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ كِلَاهُمَا عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوتًا

۱۶۳ حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہوئے) فرماتے تھے: اے اللہ! محمدؐ کی آل و اولاد کا رزق ضرورت کے مطابق رکھئے''۔ (اتنا کہ غذائی اور دوسری انسانی و بشری ضروریات پوری ہوتی رہیں اور کسی کا محتاج نہ ہونا پڑے اس سے زائد نہ دیجئے کہ اس کو سنبھالنا، جمع رکھنا اور آخرت میں حساب کتاب دینا بڑا سخت معاملہ ہے)۔

باب-۳۳ باب اعطاء المؤلفة ومن يخاف على ايمانه ان لم يعط واحتمال من سأل بجفاء لجهله وبيان الخوارج واحكامهم

مؤلفۃ القلوب کو مال دینے اور خوارج کے احکام کا بیان

۱٦٤۔۔۔۔حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الآخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الاعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَسْمًا فَقُلْتُ وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَغَيْرُ هٰؤُلَاءِ كَانَ أَحَقَّ بِهِ مِنْهُمْ قَالَ إِنَّهُمْ خَيَّرُونِي أَنْ يَسْأَلُونِي بِالْفُحْشِ أَوْ يُبَخِّلُونِي فَلَسْتُ بِبَاخِلٍ

۱۶۴۔۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) کچھ مال تقسیم فرمایا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جن لوگوں کو آپ دے رہے ہیں ان سے زیادہ دوسرے لوگ اس مال کے مستحق و ضرورت مند تھے، آپؐ نے ارشاد فرمایا:
ان لوگوں نے مجھے مجبور کیا کہ یا تو مجھ سے بے حیائی چاہیں یا مجھے بخیل بنادیں تو میں بخل کرنے والا نہیں ہوں''۔

١٦٥ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا ح و حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الاعْلٰى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهِ رِدَاءٌ

۱۶۵۔۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار آنحضرت ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا، آپؐ کے اوپر ایک موٹے کنارے والی نجرانی چادر تھی، راہ میں ایک دیہاتی ملا اور اس نے آپ کی چادر پکڑ کر آپ کو سخت زور سے کھینچا۔
میں نے حضور علیہ السلام کی گردن کے مہرہ کو دیکھا تو سختی سے چادر کھینچنے کی وجہ سے اس پر چادر کے کنارے کے نشانات پڑ گئے تھے۔

نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيدَةً نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عُنُقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَقَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ

پھر اس نے کہا اے محمد! جو اللہ کا مال آپ کے پاس ہے اس میں سے مجھے دینے کا حکم کیجئے۔ رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور ہنس پڑے اور پھر اسے دینے کے لئے حکم فرمایا۔

۱۶۶ ۔۔۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ ح و حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَفِي حَدِيثِ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ مِنَ الزِّيَادَةِ قَالَ ثُمَّ جَبَذَهُ إِلَيْهِ جَبْذَةً رَجَعَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ فِي نَحْرِ الأَعْرَابِيِّ وَفِي حَدِيثِ هَمَّامٍ فَجَاذَبَهُ حَتَّى انْشَقَّ الْبُرْدُ وَحَتَّى بَقِيَتْ حَاشِيَتُهُ فِي عُنُقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۱۶۶ ۔۔۔ اس سند سے بھی سابقہ حدیث روایات کے معمولی تغیر سے منقول ہے۔ وہ یہ کہ عکرمہ بن عمار کی حدیث میں یہ زیادتی ہے پھر اس شخص نے آپ کو اتنا کھینچا کہ نبی کریم اس شخص (اعرابی) سے گلے جا لگے۔ اور ہمام کی روایت میں ہے کہ اس اعرابی نے آپ ﷺ کو اس طرح کھینچا کہ آپ کی چادر مبارک اس قدر پھٹ گئی کہ اس کا کنارہ رسول اللہ ﷺ کی گردن میں رہ گیا۔

۱۶۷ ۔۔۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ قَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي قَالَ فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ خَبَأْتُ هَذَا لَكَ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَضِيَ مَخْرَمَةُ

۱۶۷ حضرت مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چند قبائیں تقسیم فرمائیں اور مخرمہ کو کوئی قبا نہیں دی۔ مخرمہ نے (مجھ سے) کہا اے میرے بیٹے! میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو، چنانچہ میں ان کے ساتھ چلا گیا۔ آپ ﷺ کے در پر (پہنچ کر) انہوں نے مجھ سے کہا اندر جاؤ اور حضور علیہ السلام کو بلا لاؤ، میں نے آپ کو بلایا تو آپ باہر تشریف لائے تو انہی قباؤں میں سے ایک قبا آپ کے جسم پر تھی آپ نے فرمایا یہ قبا میں نے تمہارے لئے رکھ چھوڑی تھی، پھر آپ نے ان کی طرف دیکھا حضرت مسور فرماتے ہیں کہ مخرمہ خوش ہو گئے"۔

۱۶۸ ۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْحَسَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ أَبُو صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَقْبِيَةٌ

۱۶۸ حضرت مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس کچھ قبائیں آئیں میرے والد مخرمہ نے مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ چلو ممکن ہے حضور علیہ السلام ہمیں بھی کچھ دے دیں۔
فرماتے ہیں کہ میرے والد در رسول پر کھڑے ہو گئے اور باتیں کرنے

فَقَالَ لِي أَبِي مَخْرَمَةُ انْطَلِقْ بِنَا إِلَيْهِ عَسَى أَنْ يُعْطِيَنَا مِنْهَا شَيْئًا قَالَ فَقَامَ أَبِي عَلَى الْبَابِ فَتَكَلَّمَ فَعَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ صَوْتَهُ فَخَرَجَ وَمَعَهُ قَبَاءٌ وَهُوَ يُرِيهِ مَحَاسِنَهُ وَهُوَ يَقُولُ خَبَأْتُ هَذَا لَكَ خَبَأْتُ هَذَا لَكَ

لگے، حضور علیہ السلام نے ان کی آواز پہچان لی اور باہر تشریف لائے، ایک قبا آپ ساتھ لائے اور اس کی خوبیاں دکھانے لگے اور فرماتے جاتے کہ یہ میں نے تمہارے ہی لئے رکھی ہوئی تھی، تمہارے لئے ہی رکھی ہوئی تھی۔

۱۶۹ ...حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ أَنَّهُ أَعْطَى رَسُولُ اللهِ ﷺ رَهْطًا وَأَنَا جَالِسٌ فِيهِمْ قَالَ فَتَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْهُمْ رَجُلًا لَمْ يُعْطِهِ وَهُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ فَقُمْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ وَاللهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا قَالَ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يُكَبَّ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ وَفِي حَدِيثِ الْحُلْوَانِيِّ تَكْرِيرُ الْقَوْلِ مَرَّتَيْنِ

۱۶۹..... حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے کچھ لوگوں کو مال عطا فرمایا۔ میں بھی ان میں ہی بیٹھا ہوا تھا، آپ نے ان میں سے ایک شخص کو جو میرے نزدیک ان سب سے اچھا تھا کچھ نہیں دیا۔

میں کھڑا ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر چپکے سے عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے فلاں کو کیوں نہیں دیا؟ واللہ! میں تو اسے مؤمن (خالص) سمجھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: شاید مسلمان ہو۔ میں کچھ دیر کو خاموش ہو گیا، ذرا دیر میں مجھے پھر اسی بات کا غلبہ ہوا جو میں اس شخص کی خوبی جانتا تھا۔ لہٰذا میں نے پھر عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے فلاں کو کیوں نہیں دیا واللہ! میں تو اسے مومن (کامل) سمجھتا ہوں؟ آپ نے فرمایا شاید مسلمان ہو۔ میں پھر کچھ دیر خاموش رہا، پھر تھوڑی دیر میں میرے اوپر اس کی خوبی کا جو میں جانتا تھا احساس اور غلبہ ہوا لہٰذا میں نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو فلاں شخص کے دینے سے کیا مانع ہے؟ خدا کی قسم! میں تو اسے مؤمن خیال کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: یا مسلمان۔ اور فرمایا: میں کسی کو مال عطا کرتا ہوں حالانکہ اس کے علاوہ دوسرے لوگ مجھے پسند ہوتے ہیں لیکن اس خیال سے دیتا ہوں کہ کہیں وہ منہ کے بل جہنم میں نہ جا گرے۔ اور حلوانی کی روایت میں حضرت سعد کے قول کا تکرار دو مرتبہ ہے۔

۱۷۰.....حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ ح و حَدَّثَنَاه إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَلَى مَعْنَى حَدِيثِ صَالِحٍ عَنِ

۱۷۰..... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ لیکن اس اضافہ کے ساتھ کہ حضور علیہ السلام نے (میرے (حضرت سعدؓ) بار بار پوچھنے پر) میری گردن اور کندھے کے درمیان اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اے سعد! کیا ہم سے لڑنا چاہ رہے ہو؟

(یعنی تمہارا بار بار اصرار اور سوال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ تم ہم سے اس موضوع پر لڑ پڑو گے حالانکہ حضرت سعدؓ کی کیا مجال کہ حضور علیہ

الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ يَعْنِي حَدِيثَ الزُّهْرِيِّ الَّذِي ذَكَرْنَا فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ فَضَرَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ بَيْنَ عُنُقِي وَكَتِفِي ثُمَّ قَالَ أَقِتَالًا أَيْ سَعْدُ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ

السلام سے لڑنے کا تصور بھی کریں۔ اس میں انہیں اس پر حیرت بہت تھی کہ ایک شخص کو بہت زیادہ دیندار ہونے کے باوجود آپؐ عطا نہیں فرما رہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟)۔

۱۷۱- حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ أُنَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالُوا يَوْمَ حُنَيْنٍ حِينَ أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا أَفَاءَ فَطَفِقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعْطِي رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ فَقَالُوا يَغْفِرُ اللهُ لِرَسُولِ اللهِ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ

۱۷۱- حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے حنین کے روز جب کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو بنو ہوازن سے مال غنیمت عطا فرمایا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اس مال میں سے قریش کے چند لوگوں کو سو اونٹ عطا فرمائے تھے تو انصار کے لوگوں نے کہا کہ: قریش کو تو دیتے ہیں جب کہ ہمیں چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ ہماری تلواریں خون ٹپکا رہی ہیں۔

قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَحُدِّثَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ قَوْلِهِمْ فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا جَاءَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ فَقَالَ لَهُ فُقَهَاءُ الْأَنْصَارِ أَمَّا ذَوُو رَأْيِنَا يَا رَسُولَ اللهِ فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا وَأَمَّا أُنَاسٌ مِنَّا حَدِيثَةٌ أَسْنَانُهُمْ قَالُوا يَغْفِرُ اللهُ لِرَسُولِهِ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ان کی یہ بات رسول اکرم ﷺ سے بیان کی گئی۔ آپؐ نے انصار کو بلا بھیجا اور چمڑے کے ایک خیمہ میں انہیں جمع کیا، جب وہ جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ کیا اطلاع مجھے تمہاری جانب سے پہنچی ہے؟ انصار کے ذی فہم اور دانشوروں نے کہا کہ: یا رسول اللہ! ہم میں جو صاحب فہم و دانش ہیں انہوں نے تو کچھ نہیں کہا البتہ جو ہمارے نوجوان ہیں انہوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی مغفرت فرمائے کہ قریش کو دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ ہماری تلواریں خون ٹپکا رہی ہیں۔

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَإِنِّي أُعْطِي رِجَالًا حَدِيثِي عَهْدٍ بِكُفْرٍ أَتَأَلَّفُهُمْ أَفَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَرْجِعُونَ إِلَى رِحَالِكُمْ بِرَسُولِ اللهِ فَوَاللهِ لَمَا تَنْقَلِبُونَ بِهِ خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُونَ بِهِ فَقَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ رَضِينَا قَالَ فَإِنَّكُمْ سَتَجِدُونَ أَثَرَةً شَدِيدَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوُا اللهَ وَرَسُولَهُ فَإِنِّي عَلَى

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: میں ان لوگوں کو مال دیتا ہوں جو نئے نئے کفر کی راہ چھوڑ کر اسلام لائے ہیں ان کے دلوں کو مانوس کرنے کے لئے۔ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ اور لوگ تو مال و دولت لے جائیں اور تم اللہ کے رسول کو اپنے گھر کو لے جاؤ؟ خدا کی قسم! جسے تم لے کر واپس جاؤ گے وہ اس سے بہت بہتر ہے جسے دوسرے لوگ لے کر جائیں گے انہوں نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! ہم راضی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آئندہ بھی تم اپنے اوپر بہت سے مقامات میں ترجیح پاؤ گے (تمہیں چھوڑ کر

الْحَوْضِ قَالُوا سَنَصْبِرُ

دوسروں کو مال دیا جائے گا) لیکن تم صبر سے کام لیتے رہنا یہاں تک کہ اللہ اور اس کے رسول سے جاملو کہ میں حوض (کوثر) پر تمہارا استقبال کروں گا۔ انہوں نے کہا: ہم صبر کریں گے۔

۱۷۲..... حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ مَا أَفَاءَ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَنَسٌ فَلَمْ نَصْبِرْ وَقَالَ فَأَمَّا أُنَاسٌ حَدِيثَةٌ أَسْنَانُهُمْ

۱۷۲۔ حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے بنو ہوازن کے اموال میں رسول اللہ ﷺ کو مال بطور غنیمت کے عطا فرمایا: آگے سابقہ حدیث کی مانند ہی ذکر کیا بعض معمولی تغیرات کے ساتھ، وہ یہ کہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ ہم نے صبر نہ کیا۔

۱۷۳..... وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَنَسٌ قَالُوا نَصْبِرُ كَرِوَايَةِ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ

۱۷۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی حدیث اس سند سے بھی مذکور ہے معنی و مفہوم میں کوئی فرق نہیں۔ اور یہی روایت یونس کی زہری سے ہے۔

۱۷۴..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَمَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْأَنْصَارَ فَقَالَ أَفِيكُمْ أَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ فَقَالُوا لَا إِلَّا ابْنُ أُخْتٍ لَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ ابْنَ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ فَقَالَ إِنَّ قُرَيْشًا حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيبَةٍ وَإِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أَجْبُرَهُمْ وَأَتَأَلَّفَهُمْ

۱۷۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کو جمع فرمایا اور ان سے کہا کہ کیا تم میں تمہارے علاوہ بھی کوئی شخص موجود ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں! سوائے ایک بھانجے کے۔ (یعنی وہ ہماری قوم کا نہیں ہے کیونکہ ہماری بہن کا لڑکا ہے) حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: کسی قوم کا بھانجا اسی قوم کا فرد ہوتا ہے۔ پھر فرمایا: قریش نئے نئے جاہلیت سے اور مصائب سے نجات پائیں ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ان کی داد رسی اور دلجوئی کروں۔

أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللهِ إِلَى بُيُوتِكُمْ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ

کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ تو (مال و دولت) دنیا لے کر لوٹیں اور تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے گھر کو لوٹو۔ اگر سارے لوگ ایک وادی کو راہ گذر بنائیں اور انصار دوسری گھاٹی کو اپنی راہ گذر بنائیں تو میں انصار کی راہ گذر کو اپناؤں گا"۔

۱۷۵..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ

۱۷۵۔ حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ جب فتح مکہ ہوئی تو غنائم (مال غنیمت) تقسیم کئے گئے قریش میں۔ انصار نے کہا: یہ بڑی ہی عجیب

سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ مَكَّةُ قَسَمَ الْغَنَائِمَ فِي قُرَيْشٍ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْعَجَبُ إِنَّ سُيُوفَنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ وَإِنَّ غَنَائِمَنَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَجَمَعَهُمْ فَقَالَ مَا الَّذِي بَلَغَنِي عَنْكُمْ قَالُوا هُوَ الَّذِي بَلَغَكَ وَكَانُوا لَا يَكْذِبُونَ قَالَ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا إِلَى بُيُوتِهِمْ وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللهِ إِلَى بُيُوتِكُمْ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَ الْأَنْصَارِ

بات ہے کہ تلواریں تو ہماری خون ٹپکائیں اور ہمارے غنائم ان کو (قریش کو) دے دیئے جائیں"۔
حضور علیہ السلام کو اس کی اطلاع ملی تو آپؐ نے انصار کو جمع فرما کر کہا: مجھے یہ کیا اطلاع ملی ہے تمہاری جانب سے؟ انہوں نے کہا کہ آپ کو جو اطلاع ملی ہے صحیح ملی ہے، اور انصار جھوٹ نہیں بولا کرتے تھے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ لوگ تو اپنے گھروں کو دنیا (کا مال و دولت) لے کر واپس ہوں اور تم رسول اللہ ﷺ کو لے کر اپنے گھروں کو لوٹو، اگر سارے لوگ ایک وادی میں چل رہے ہوں اور انصار دوسری وادی یا گھاٹی میں چل رہے ہوں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی کو اختیار کروں گا"۔

۱۷۶۔۔۔۔۔۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَرْعَرَةَ يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ الْحَرْفَ بَعْدَ الْحَرْفِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ أَقْبَلَتْ هَوَازِنُ وَغَطَفَانُ وَغَيْرُهُمْ بِذَرَارِيِّهِمْ وَنَعَمِهِمْ وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَئِذٍ عَشَرَةُ آلَافٍ وَمَعَهُ الطُّلَقَاءُ فَأَدْبَرُوا عَنْهُ حَتَّى بَقِيَ وَحْدَهُ قَالَ فَنَادَى يَوْمَئِذٍ نِدَاءَيْنِ لَمْ يَخْلِطْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا قَالَ فَالْتَفَتَ عَنْ يَمِينِهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ فَقَالُوا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ الْتَفَتَ عَنْ يَسَارِهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ قَالَ وَهُوَ عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ فَنَزَلَ فَقَالَ أَنَا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ
فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُونَ وَأَصَابَ رَسُولُ اللهِ ﷺ غَنَائِمَ كَثِيرَةً فَقَسَمَ فِي الْمُهَاجِرِينَ وَالطُّلَقَاءِ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا كَانَتِ الشِّدَّةُ فَنَحْنُ نُدْعَى وَتُعْطَى الْغَنَائِمُ غَيْرَنَا فَبَلَغَهُ ذَلِكَ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ

۱۷۶۔۔۔۔۔۔حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے روز جو ھوازن، غطفان اور دیگر قبائل عرب اپنی اولادوں اور جانوروں کو لے کر (مقابلہ کو) نکلے جب کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس روز دس ہزار مجاہد تھے اور مکہ کے قریش بھی تھے جنہیں طُلقاء کہتے ہیں۔ وہ سب (جنگ کی ہولناکی میں) پیٹھ پھیر کر بھاگے اور حضور اقدس ﷺ تنہا رہ گئے۔ حضورؐ نے اس روز دو آوازیں لگائیں ایسی کہ ان دونوں کے درمیان کچھ نہیں کہا۔ ایک بار اپنی دائیں طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے انصار کی جماعت! انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم حاضر ہیں۔ آپ خوش ہو جائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر آپؐ بائیں طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے انصار کی جماعت! انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم حاضر ہیں۔ آپ خوش ہو جائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپؐ ایک سفید خچر پر سوار تھے، اس سے نیچے اترے پھر فرمایا: میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔
اس کے بعد مشرکین کو شکست ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کو بہت سا مال غنیمت ملا۔ آپؐ نے اسے مہاجرین اور مکہ کے قریشی لوگوں میں بانٹ دیا جبکہ انصار کو کچھ نہ دیا انصار (کے چند جوشیلے نوجوانوں) نے کہا کہ کٹھن حالات ہوتے ہیں تو ہم بلائے جاتے ہیں اور غنیمت دوسروں کو دے دی جاتی ہے۔ یہ بات حضور علیہ السلام کو معلوم ہوئی تو آپؐ نے سب کو ایک خیمہ میں جمع فرمایا اور فرمایا: اے انصار کی جماعت! مجھے تمہارے بارے میں

فَسَكَتُوا فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَذْهَبُونَ بِمُحَمَّدٍ تَحُوزُونَهُ إِلَى بُيُوتِكُمْ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ رَضِينَا قَالَ فَقَالَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ شِعْبًا لَأَخَذْتُ شِعْبَ الْاَنْصَارِ

قَالَ هِشَامٌ فَقُلْتُ يَا أَبَا حَمْزَةَ أَنْتَ شَاهِدٌ ذَاكَ قَالَ وَأَيْنَ أَغِيبُ عَنْهُ

کیا اطلاع ملی ہے؟ وہ خاموش رہے تو آپؐ نے فرمایا: اے انصار کی جماعت! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ لوگ تو دنیا لے جائیں اور تم محمد کو اپنے گھروں میں لے جاکر محفوظ رکھو گے۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! ہم راضی ہیں۔

پھر آپؐ نے فرمایا: اگر سارے لوگ ایک وادی میں چلیں جبکہ انصار دوسری وادی میں چلیں تو میں انصار کی وادی میں چلوں۔

ھشام کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے ابوحمزہ (انسؓ کی کنیت) کیا آپ اس وقت حاضر تھے؟ کہنے لگے میں آپؐ کے پاس سے کہاں غائب ہوتا؟

۱۷۷۔۔۔۔۔۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى قَالَ ابْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنِي السُّمَيْطُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ افْتَتَحْنَا مَكَّةَ ثُمَّ إِنَّا غَزَوْنَا حُنَيْنًا فَجَاءَ الْمُشْرِكُونَ بِأَحْسَنِ صُفُوفٍ رَأَيْتُ قَالَ فَصُفَّتِ الْخَيْلُ ثُمَّ صُفَّتِ الْمُقَاتِلَةُ ثُمَّ صُفَّتِ النِّسَاءُ مِنْ وَرَاءِ ذَلِكَ ثُمَّ صُفَّتِ الْغَنَمُ ثُمَّ صُفَّتِ النَّعَمُ قَالَ وَنَحْنُ بَشَرٌ كَثِيرٌ قَدْ بَلَغْنَا سِتَّةَ آلَافٍ وَعَلَى مُجَنِّبَةِ خَيْلِنَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ فَجَعَلَتْ خَيْلُنَا تَلْوِي خَلْفَ ظُهُورِنَا فَلَمْ نَلْبَثْ أَنِ انْكَشَفَتْ خَيْلُنَا وَفَرَّتِ الْاَعْرَابُ وَمَنْ نَعْلَمُ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَنَادَى رَسُولُ اللهِ ﷺ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ ثُمَّ قَالَ يَا لَلْاَنْصَارِ يَا لَلْاَنْصَارِ قَالَ قَالَ أَنَسٌ هَذَا حَدِيثُ عِمِّيَّةٍ قَالَ قُلْنَا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ فَايْمُ اللهِ مَا أَتَيْنَاهُمْ حَتَّى هَزَمَهُمُ اللهُ قَالَ فَقَبَضْنَا ذَلِكَ الْمَالَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا إِلَى الطَّائِفِ فَحَاصَرْنَاهُمْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَى مَكَّةَ فَنَزَلْنَا قَالَ فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعْطِي الرَّجُلَ الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ ثُمَّ ذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيثِ كَنَحْوِ حَدِيثِ قَتَادَةَ وَأَبِي التَّيَّاحِ وَهِشَامِ ابْنِ زَيْدٍ

۱۷۷۔۔۔۔۔۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے مکہ کو فتح کیا بعد ازاں غزوۂ حنین میں جہاد کیا۔ اس غزوہ میں مشرکین اپنی بہترین صفیں (تیر اندازوں اور شہسواروں کی) لے کر آئے جہاں تک میں نے دیکھا پہلے گھوڑ سواروں کی صفیں تھیں، بعد ازاں لڑائی کے ماہر لوگوں کی صفیں تھیں ان کے پیچھے عورتوں کی صفیں تھیں۔ پھر بھیڑ بکریوں کی صفیں تھیں پھر چوپایوں کی صفیں تھیں۔

ہم (مسلمان) بھی بڑی تعداد میں تھے ہماری تعداد چھ ہزار کو پہنچ چکی تھی (اغلب یہ ہے کہ راوی نے غلط بیان کیا کیونکہ سابقہ روایت اور دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دس سے بارہ ہزار تعداد تھی)۔

ہمارے گھڑ سواری دستوں کے کمانڈر حضرت خالدؓ بن ولید تھے۔ اچانک (جنگ کے دوران) ہمارے گھوڑے ہماری پیٹھوں کی طرف جھکنے لگے اور ذرا سی دیر میں ہمارے گھوڑے ننگے (ہو کر ہمارے بوجھ سے آزاد) ہو چکے تھے اور ہمارے دیہاتی لوگ اور جان پہچان والے لوگ بھاگ کھڑے ہوئے (کفار کے سخت حملہ میں پسپائی ہوئی) اس دوران حضور علیہ السلام کی صدائے حق بلند ہوئی: اے مہاجرین کی جماعت! اے مہاجرین۔ پھر فرمایا: اے انصار کی جماعت! اے انصار! انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم حاضر ہیں۔ حضور علیہ السلام (انصار کی آواز سن کر) آگے بڑھے (پیش قدمی کی) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ابھی ہم آپ تک پہنچے بھی نہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست دے دی۔ ہم نے ان کے اموال پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد ہم طائف کو روانہ ہوئے، چالیس روز تک اس کا محاصرہ کئے رہے، اس کے بعد ہم مکہ مکرمہ لوٹ آئے اور سواریوں سے اتر آئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے سو سو اونٹ عطا فرمائے۔ آگے سابقہ حدیث وغیرہ کی مانند ہی بیان کی۔

١٧٨ حدّثنا مُحمّدُ بنُ أبي عُمرَ الْمكّيُّ قال حدّثنا سُفْيانُ عنْ عُمرَ بْنِ سعيدِ بْنِ مسْرُوقٍ عنْ أبيه عنْ عبايةَ بْنِ رِفاعةَ عنْ رافِعِ بْنِ خديجٍ قال أعْطى رسُولُ الله ﷺ أبا سُفْيان بْن حرْبٍ وصفْوان بْن أُميّة وعُيينة بْن حِصْنٍ والأقْرع بْن حابِسٍ كُلّ إنْسانٍ منْهُمْ مائةً من الإبِلِ وأعْطى عبّاس بْن مرْداسٍ دُون ذلك فقال عبّاسُ بْنُ مرْداسٍ أتجْعلُ نهْبي ونهْب الْعُبيْدِ بيْن عُيينة والأقْرعِ فما كان بدْرٌ ولا حابِسٌ يفُوقانِ مرْداس في الْمجْمعِ وما كُنْتُ دُون امْرِئٍ منْهُما ومنْ تخْفِضِ الْيوْم لا يُرْفعِ قال فأتمّ لهُ رسُولُ الله ﷺ مائةً

١٧٨ حضرت رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ابوسفیان بن حرب، صفوان بن امیہ، عیینہ ابن حصن الفزاری اور اقرع بن حابس سب کو سو سو اونٹ عطا فرمائے جبکہ عباس بن مرداس کو کچھ کم دیئے تو عباس بن مرداس نے یہ اشعار کہے:

"کیا آپ میرے اور میرے گھوڑے کے حصہ کو عیینہ اور اقرع کے درمیان رکھتے ہیں حالانکہ عیینہ اور اقرع مرداس پر کسی مجمع میں فوقیت نہیں رکھتے اور میں ان دونوں سے بالکل کچھ کم نہیں ہوں اور آج جس کی بات نیچے ہوگی وہ کبھی بلند نہیں ہوسکتی"۔

رسول اکرم ﷺ نے یہ سن کر اسے بھی سو پورے کر دیئے۔ [1]

١٧٩ وحدّثنا أحْمدُ بْنُ عبْدة الضّبّيُّ قال أخْبرنا ابْنُ عُيينة عنْ عُمر بْنِ سعيدِ بْنِ مسْرُوقٍ بهذا الإسْنادِ أنّ النّبيّ ﷺ قسم غنائم حُنيْنٍ فأعْطى أبا سُفْيان بْن حرْبٍ مائةً من الإبِلِ وساق الْحديث بنحْوِه وزاد وأعْطى علْقمة بْن عُلاثة مائةً

١٧٩ ان راویوں کی سند سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حنین کی غنیمت تقسیم فرمائی تو ابوسفیان بن حرب کو سو اونٹ اور علقمہ بن علاثہ کو بھی سو اونٹ دیئے (بقیہ حدیث حسب سابق ہے)۔

١٨٠ وحدّثنا مخْلدُ بْنُ خالدٍ الشّعيريُّ قال حدّثنا سُفْيانُ قال حدّثني عُمرُ ابْنُ سعيدٍ بهذا الإسْنادِ ولمْ يذْكُرْ في الْحديثِ علْقمة بْن عُلاثة ولا صفْوان بْن

١٨٠ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے لیکن اس روایت میں علقمہ بن علاثہ اور صفوان بن امیہ کا ذکر ہے اور اسی طرح نہ ہی اس حدیث میں شعر ہیں۔

---

[1] حضور اکرم ﷺ کے دور میں مال آنے کی کئی صورتیں ہوا کرتی تھیں جن میں سے ایک مال غنیمت کی صورت تھی کہ جنگ میں دشمن پر غلبہ اور فتح کی صورت میں ان کا مال مسلمانوں کے قبضہ میں آجاتا تھا، آپ اس مال کو اپنی صوابدید کے مطابق بعض اوقات نومسلم لوگوں میں تقسیم فرمایا کرتے تھے تاکہ ان کے دل اسلام سے مانوس ہو جائیں۔ انہی کو قرآن کی اصطلاح میں "مؤلفۃ القلوب" کہا جاتا ہے۔ مؤلفۃ القلوب کے اندر چھ قسم کے افراد شامل تھے جن میں دو قسم کے افراد کا تعلق کفار سے اور چار قسموں کا تعلق مسلمانوں سے ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک زکوٰۃ کا یہ مصرف اب ختم ہو گیا ہے جبکہ امام شافعی کے نزدیک صرف دو قسم کے مسلمان افراد میں اب بھی یہ حکم مشروع ہے۔ پھر علماء نے اس کے نسخ کے متعدد دلائل قرآن وحدیث اور اجماع امت سے بیان کئے ہیں تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے۔

أُمَيَّةَ وَلَمْ يَذْكُرِ الشِّعْرَ فِي حَدِيثِهِ

۱۸۱ ــــ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَــــنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ عَــــنْ عَبَّادِ بْــــنِ تَمِيمٍ

عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا فَتَحَ حُنَيْنًا قَسَمَ الْغَنَائِمَ فَأَعْطَى الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ فَبَلَغَهُ أَنَّ الْأَنْصَارَ يُحِبُّونَ أَنْ يُصِيبُوا مَا أَصَابَ النَّاسُ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَخَطَبَهُمْ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللهُ بِي وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللهُ بِي وَمُتَفَرِّقِينَ فَجَمَعَكُمُ اللهُ بِي وَيَقُولُونَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ فَقَالَ أَلَا تُجِيبُونِي فَقَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ فَقَالَ أَمَا إِنَّكُمْ لَوْ شِئْتُمْ أَنْ تَقُولُوا كَذَا وَكَذَا وَكَانَ مِنَ الْأَمْرِ كَذَا وَكَذَا لِأَشْيَاءَ عَدَّدَهَا زَعَمَ عَمْرٌو أَنْ لَا يَحْفَظُهَا

فَقَالَ أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاءِ وَالْإِبِلِ وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللهِ إِلَى رِحَالِكُمْ الْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهُمْ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ

۱۸۱ ــ حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ حنین میں فتح کے بعد حضور اکرم ﷺ نے غنائم (مال غنیمت) تقسیم فرمائی تو مؤلفۃ القلوب کو مال عطا فرمایا۔

آنحضرت ﷺ کو اطلاع ملی کہ انصار بھی چاہتے ہیں کہ انہیں بھی مال ملے جس طرح دوسرے لوگوں کو ملا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا، اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا: اے انصار کے گروہ! کیا میں نے تمہیں گمراہی کی حالت میں نہیں پایا تھا؟ پھر اللہ نے میرے ذریعہ تمہیں راہِ ہدایت پر گامزن فرمایا اور تمہیں میں نے محتاج اور افلاس کی حالت میں نہیں پایا تھا؟ پھر اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمہیں غنا عطا فرمایا اور میں نے تمہیں گروہوں میں بٹا ہوا نہیں پایا تھا؟ پھر اللہ نے میرے ذریعہ تم سب کو مجتمع کر کے ایک کر دیا۔ (اشارہ ہے اوس و خزرج کے ایک ہونے کی طرف کہ قبل از اسلام صدیوں سے ان دونوں قبائل میں باہمی جنگ جاری تھی) انصار ان باتوں پر یہی کہتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر احسان ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟ وہ کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر بہت احسان ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو ایسا ایسا کہہ سکتے تھے جب کہ معاملہ ایسا ایسا تھا اور آپؐ نے کئی چیزیں شمار کیں عمرو (راوی) انہیں یاد نہ رکھ سکے۔

(یعنی حضور ﷺ نے چند اشیاء ذکر کیں جو راوی کو یاد نہیں رہیں ان کے بارے میں فرمایا کہ تم چاہتے ہو یہ تمہیں مل جائیں تو ایسا نہیں ہوا) پھر فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ تو بکریاں اور اونٹ لے کر جائیں جب کہ تم اللہ کے رسول کو لے کر اپنے گھروں کو جاؤ۔ انصار شعار (وہ کپڑا جو جسم سے متصل ہوتا ہے اندرونی کپڑا) اور استر کی مانند ہیں (یعنی ہمارے سینے سے لگے ہوئے ہیں) جب کہ بقیہ تمام لوگ دثار (اوپر کے کپڑے) کی مانند ہیں (جس طرح وہ کپڑا جسم سے دور ہوتا ہے بہ نسبت جسم سے ملے ہوئے کپڑے کے اسی طرح دوسرے لوگ بھی انصار کی بہ نسبت ہم سے دور ہیں)۔

اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار ہی کا ایک فرد ہوتا[1]۔ اگر سارے لوگ ایک وادی و گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی میں چلوں گا۔ تم میرے بعد بھی تکلیف سے دو چار ہو گے (کہ تمہارے اوپر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی مال کے معاملہ میں) لہٰذا صبر کرنا، یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے مل جاؤ۔

۱۸۲ ...... حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا وَ قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَاسًا فِي الْقِسْمَةِ فَأَعْطَى الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذَلِكَ وَأَعْطَى أُنَاسًا مِنْ أَشْرَافِ الْعَرَبِ وَآثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ فَقَالَ رَجُلٌ وَاللهِ إِنَّ هَذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا عُدِلَ فِيهَا وَمَا أُرِيدَ فِيهَا وَجْهُ اللهِ قَالَ فَقُلْتُ وَاللهِ لَأُخْبِرَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ قَالَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ حَتَّى كَانَ كَالصِّرْفِ

ثُمَّ قَالَ فَمَنْ يَعْدِلُ إِنْ لَمْ يَعْدِلِ اللهُ وَرَسُولُهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ يَرْحَمُ اللهُ مُوسَى قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ قَالَ قُلْتُ لَا جَرَمَ لَا أَرْفَعُ إِلَيْهِ بَعْدَهَا حَدِيثًا

۱۸۲ ...... حضرت عبد اللہ بن یزید فرماتے ہیں کہ حنین کے روز آنحضرت ﷺ نے مال غنیمت کی تقسیم میں چند لوگوں کو ترجیح دی۔ چنانچہ اقرع بن حابس کو سو اونٹ اور عیینہ کو بھی اتنے ہی اونٹ عطا فرمائے۔ اس طرح بعض دوسرے اشراف عرب کو بھی مال عطا فرماتے ہوئے اس روز تقسیم میں انہیں ترجیح دی۔

ایک شخص نے کہا کہ اللہ کی قسم! اس تقسیم میں انصاف کے تقاضے پورے نہیں کیے گئے۔ اور اس میں اللہ کی رضا کو پیش نظر نہیں رکھا گیا''۔ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں ضرور رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر دوں گا۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ساری بات سے انہیں مطلع کیا۔ یہ سن کر آپ کا چہرہ مبارک کا رنگ خون کی مانند (سرخ) ہو گیا پھر فرمایا:

''جب اللہ اور اس کا رسول انصاف نہیں کرے گا تو پھر کون ہے جو انصاف کرے۔ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے انہیں اس سے زیادہ اذیتیں پہنچائی گئیں انہوں نے صبر سے کام لیا''۔

عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا کہ آج کے بعد کوئی بات آپ کو نہیں بتلاؤں گا (تاکہ آپ کو اذیت نہ ہو)۔

۱۸۳ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّهَا لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللهِ قَالَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ

۱۸۳ حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مال تقسیم فرمایا۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ ایسی تقسیم ہے کہ اس میں اللہ کی رضا مقصد نہیں ہے۔ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے چپکے سے کہہ دی یہ بات۔ آپ کو شدید غصہ آگیا اور چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور میں تمنا

[1] مقصد یہ ہے کہ چونکہ ہجرت دین کے اہم احکامات میں سے ہے اور مزاج دین میں شامل ہے اس لئے اللہ نے اس پر عمل بھی اپنے حبیب ﷺ سے کروانا تھا یہی وجہ ہے کہ مجھے انصار مدینہ کے بجائے مہاجرین مکہ میں شامل فرمایا لیکن اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار ہی کا ایک فرد ہوتا۔ ان ارشادات میں اللہ کے رسول نے انصار کی بڑی فضیلت اور اسلام کے لئے ان کی عظیم خدمات و قربانیوں کا بہترین صلہ بیان فرمایا ہے جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی خاطر اپنے وطن کے دروازے کھول دیئے اپنے گھربار کاروبار بیوی بچے اور سب سے بڑھ کر اپنے قلوب مہاجرین صحابہ کے لئے فرش راہ کردیئے۔ اللھم اغفر لھم وارحمھم

فَسَارَرْتُهُ فَغَضِبَ مِنْ ذٰلِكَ غَضَبًا شَدِيدًا وَاحْمَرَّ وَجْهُهُ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَذْكُرْهُ لَهُ

قَالَ ثُمَّ قَالَ قَدْ أُوذِيَ مُوسٰى بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ

کرنے لگا کہ کاش میں آپؐ سے ذکر نہ کرتا۔

آپؐ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام کو اس سے زیادہ اذیت دی گئی مگر انہوں نے صبر سے کام لیا۔

۱۸۴...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ أَتٰى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِالْجِعْرَانَةِ مُنْصَرَفَهُ مِنْ حُنَيْنٍ وَفِي ثَوْبِ بِلَالٍ فِضَّةٌ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْبِضُ مِنْهَا يُعْطِي النَّاسَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اعْدِلْ قَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ لَقَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ

فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللهِ فَأَقْتُلَ هٰذَا الْمُنَافِقَ۔

فَقَالَ مَعَاذَ اللهِ أَنْ يَتَحَدَّثَ النَّاسُ أَنِّي أَقْتُلُ أَصْحَابِي إِنَّ هٰذَا وَأَصْحَابَهُ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنْهُ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ

۱۸۴...... حضرت جابرؓ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ حنین سے واپسی میں جعرانہ کے مقام پر ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا۔ حضرت بلالؓ کے کپڑے میں کچھ چاندی تھی۔ حضور علیہ السلام اس میں مٹھی بھر بھر کر لوگوں کو دے رہے تھے۔ اس شخص نے کہا اے محمد! عدل و انصاف سے کام لو۔

آپؐ نے فرمایا: تیری بربادی ہو، جب میں ہی انصاف نہ کروں تو پھر کون ہے جو انصاف کرے؟ اگر میں انصاف کے تقاضے پورے نہ کروں تو میں تو ناکام و نامراد ہو گیا۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن مار دوں۔

حضورؐ نے فرمایا: (کیا تم چاہتے ہو کہ) لوگوں کو باتیں بنانے کا موقع دوں کہ میں اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہوں اور فرمایا: بے شک یہ اور اس کے ساتھی (خوارج) قرآن تو پڑھتے ہیں لیکن قرآن ان کے حلق سے تجاوز نہیں کرتا (یعنی اندر میں قرآن نہیں اترتا صرف ظاہری پڑھنے سے کچھ نہیں ہوتا) یہ اسلام سے ایسے خارج ہو جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔

۱۸۵...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى ابْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ حَدَّثَنِي قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْسِمُ مَغَانِمَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ

۱۸۵...... ان راویوں سے بھی سابقہ حدیث والا مضمون بعینہٖ منقول ہے کہ صحابی رسول حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ مالِ غنیمت تقسیم کیا کرتے تھے۔ بقیہ حدیث حسب سابق ہے۔

۱۸۶...... حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۱۸۶...... حضرت ابوسعید الخدریؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے یمن سے کچھ مٹی میں ملا سونا حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔

بْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ بِالْيَمَنِ بِذَهَبَةٍ فِي تُرْبَتِهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ وَعُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ أَحَدُ بَنِي كِلَابٍ وَزَيْدُ الْخَيْرِ الطَّائِيِّ ثُمَّ أَحَدُ بَنِي نَبْهَانَ قَالَ فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ فَقَالُوا أَتُعْطِي صَنَادِيدَ نَجْدٍ وَتَدَعُنَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنِّي إِنَّمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ لِأَتَأَلَّفَهُمْ فَجَاءَ رَجُلٌ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِينِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ اتَّقِ اللهَ يَا مُحَمَّدُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَمَنْ يُطِعِ اللهَ إِنْ عَصَيْتُهُ أَيَأْمَنُنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي قَالَ ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ فَاسْتَأْذَنَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فِي قَتْلِهِ يُرَوْنَ أَنَّهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ

حضور علیہ السلام نے اسے چار افراد اقرع بن حابس الحنظلی، عیینہ بن بدر الفزاری، علقمہ بن علاثۃ العامری بنو کلاب کے ایک فرد اور زید بن الخیر الطائی، بنی نبہان کے ایک فرد میں تقسیم فرمادیا۔ قریش یہ دیکھ کر غضبناک ہوگئے اور کہنے لگے کہ نجد کے سرداروں کو تو دیا جاتا ہے اور ہمیں (سرداران قریش کو) چھوڑ دیتے ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا: میں تالیف قلوب کے لئے انہیں دیتا ہوں۔

اس اثناء میں ایک شخص گھنی ڈاڑھی والا، جس کے گال پھولے ہوئے، آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی، پیشانی ابھری ہوئی سر سے گنجا آیا اور کہنے لگا اے محمد! اللہ سے ڈر۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اگر میں ہی اللہ کی نافرمانی کرنے لگوں تو کون ہے جو اسکی اطاعت کرے؟ مجھے اس نے تو اہل زمین پر امین بنایا ہے لیکن تم مجھے امانتدار نہیں مانتے۔ وہ آدمی پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ قوم کے ایک شخص غالباً حضرت خالدؓ بن ولید نے اجازت طلب کی کہ اسے قتل کردیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اس کی اصل سے ایک قوم نکلے گی کہ قرآن تو پڑھتے ہوں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے، اگر میں ان کو پاتا تو قوم عاد کی طرح انہیں قتل کردیتا (جس طرح قوم عاد کو ہمیشہ کے لئے ختم کردیا گیا اسی طرح انہیں بھی ختم کردیتا۔ اس سے مراد خوارج ہیں)۔

۱۸۷ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْيَمَنِ بِذَهَبَةٍ فِي أَدِيمٍ مَقْرُوظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا قَالَ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنٍ وَالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ وَزَيْدِ الْخَيْلِ وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهَذَا مِنْ هَؤُلَاءِ

۱۸۷۔ حضرت ابوسعید الخدریؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے یمن سے کچھ سونا رنگے ہوئے چمڑے میں بھیجا جس کی مٹی ابھی جدا نہیں کی گئی تھی۔ حضورؐ نے اسے چار افراد عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید الخیل اور چوتھے یا تو علقمہ بن علاثہ تھے یا عامر بن الطفیل ان کے درمیان تقسیم کردیا۔

آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے کہہ دیا کہ ان سے زیادہ تو اس سونے کے ہم مستحق تھے، اس کی اطلاع حضور اقدس ﷺ کو ہوئی تو فرمایا: کیا تم مجھے امانت دار نہیں سمجھتے؟ میں تو اس ذات کا (مقرر کردہ) امین ہوں جو آسمان میں ہے (اللہ تعالیٰ کا) صبح شام مجھے آسمان کی خبریں

قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ أَلَا تَأْمَنُونِي وَأَنَا أَمِينُ مَنْ فِي السَّمَاءِ يَأْتِينِي خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ مُشَمَّرُ الْإِزَارِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ فَقَالَ وَيْلَكَ أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللّٰهَ قَالَ ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ فَقَالَ لَا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ يُصَلِّي قَالَ خَالِدٌ وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُولُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِي قَلْبِهِ.

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي لَمْ أُومَرْ أَنْ أَنْقُبَ عَنْ قُلُوبِ النَّاسِ وَلَا أَشُقَّ بُطُونَهُمْ قَالَ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ فَقَالَ إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ رَطْبًا لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ قَالَ أَظُنُّهُ قَالَ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ

آتی ہیں۔
ایک شخص جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی، گال پھولے ہوئے اور پیشانی ابھری ہوئی تھی گھنی ڈاڑھی اور گنجے سر والا تھا، تہبند اٹھائے ہوئے آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول اللہ سے ڈرو۔
آپ ﷺ نے فرمایا: تیری بربادی ہو، اہل زمین میں کیا تو ہی سب سے زیادہ اس بات کا مستحق نہیں کہ اللہ سے ڈرے۔
یہ سن کر وہ شخص واپس چلا گیا۔ حضرت خالدؓ بن الولید نے فرمایا: یا رسول اللہ! میں اس کی گردن نہ ماردوں؟ فرمایا نہیں! شاید وہ نماز پڑھتا ہو (سبحان اللہ! کیا شان ہے رحمت اللعالمین ﷺ کی کہ دربار عالی میں گستاخی کرنے والے کو بھی اس وجہ سے کہ شاید نماز پڑھتا ہو معاف فرمادیتے ہیں)۔
حضرت خالدؓ نے فرمایا: کتنے ہی ایسے نمازی بھی ہیں جو زبان سے جو کہتے ہیں وہ ان کے دل میں نہیں ہوتا (منافق ہوتے ہیں اور منافق اللہ کے اور اس کے رسول کے دشمن ہیں)۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ لوگوں کے قلوب میں نقب لگا کر دیکھوں یا ان کے پیٹ پھاڑ کر دیکھوں (کہ کون مخلص ہے کون نہیں)۔
پھر آپ نے اس شخص کو دیکھا تو وہ پیٹھ موڑے جارہا تھا۔ فرمایا: اس شخص کی اصل سے ایک قوم نکلے گی جو اللہ کی کتاب کی تلاوت با سانی کیا کریں گے لیکن قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا۔ دین سے ایسے خارج ہوجائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے اور غالباً یہ بھی فرمایا: کہ اگر میں انہیں پاتا تو قوم ثمود کی طرح انہیں صفحۂ ہستی سے نابود کردیتا۔

۱۸۸ ــــ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ وَعَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ عَامِرَ بْنَ الطُّفَيْلِ وَقَالَ نَاتِئُ الْجَبْهَةِ وَلَمْ يَقُلْ نَاشِزُ وَزَادَ فَقَامَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا قَالَ ثُمَّ أَدْبَرَ فَقَامَ إِلَيْهِ خَالِدٌ سَيْفُ اللّٰهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا فَقَالَ إِنَّهُ سَيَخْرُجُ

۱۸۸ حضرت عمارہ بن قعقاعؓ نے بھی یہ اسی سند کے ساتھ ذکر کی ہے لیکن علقمہ بن علاثہ کہا ہے اور عامر بن طفیل ذکر نہیں کیا اور ناتی الجبهة کہا ناشز الجبهة نہیں کہا اور اس میں یہ زیادہ ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ کھڑے ہوئے۔ عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں اس کی گردن نہ ماردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں! اور فرمایا عنقریب اس آدمی کی نسل سے ایک قوم نکلے گی جو کتاب اللہ عمدہ اور آسانی سے کے ساتھ تلاوت کرے گی۔ حضرت عمارہ کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں

مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللهِ لَيِّنًا رَطْبًا وَقَالَ قَالَ عُمَارَةُ حَسِبْتُهُ قَالَ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ

ان کو پالوں تو قوم ثمود کی طرح انہیں قتل کروں۔

۱۸۹...... وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ زَيْدُ الْخَيْرِ وَالْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ وَعُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ وَعَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ أَوْ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ وَقَالَ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَرِوَايَةِ عَبْدِ الْوَاحِدِ وَقَالَ إِنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ وَلَمْ يَذْكُرْ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ

۱۸۹ .. حضرت عمارہ بن قعقاعؒ سے اس سند سے یہ روایت اس طرح ہے کہ آپ ﷺ نے چار آدمیوں (زید الخیر، اقرع بن حابس، عیینہ بن حصین، علقمہ بن علاثہ یا عامر بن طفیل) کے درمیان مال تقسیم کیا۔ اور عبدالواحد کی روایت کی طرح ناشز الجبھۃ کہا اور فرمایا کہ اس کی نسل سے عنقریب ایک قوم نکلے گی اور اس میں آخری جملہ اگر میں ان کو پالوں تو قوم ثمود کی طرح انہیں قتل کردوں مذکور نہیں ہے۔

۱۹۰...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا أَتَيَا أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَسَأَلَاهُ عَنِ الْحَرُورِيَّةِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَذْكُرُهَا

قَالَ لَا أَدْرِي مَنِ الْحَرُورِيَّةُ وَلٰكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ يَخْرُجُ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ فَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ أَوْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَنْظُرُ الرَّامِي إِلٰى سَهْمِهِ إِلٰى نَصْلِهِ إِلٰى رِصَافِهِ فَيَتَمَارٰى فِي الْفُوقَةِ هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْءٌ

۱۹۰ .. حضرت ابو سلمہؓ اور عطاء بن ابی یسار سے روایت ہے کہ وہ دونوں حضرت ابو سعید خدریؓ کے پاس حاضر ہوئے اور ان سے حروریہ (خوارج) کے بارے میں پوچھا کہ کیا آپ نے حضور اکرم ﷺ سے ان کا تذکرہ سنا ہے؟ فرمایا کہ میں نہیں جانتا حروریہ کیا ہے؟ میں نے تو رسول اللہ ﷺ سے اتنا سنا ہے کہ اس امت میں ایک قوم ہوگی۔ یہ نہیں فرمایا کہ اس امت سے نکلے گی کہ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے سامنے حقیر سمجھو گے (اتنے خشوع و خضوع سے نمازیں پڑھیں گے) وہ قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا، دین سے ایسے خارج ہو جائیں گے جس طرح تیر شکار کے خارج ہو جاتا ہے (شکار کے جسم سے بعض اوقات تیر آرپار ہو جاتا ہے تو شکاری تیر کو دیکھتا ہے اچھی طرح سے کہ کہیں اس میں خون تو نہیں لگا) شکاری دیکھتا ہے تیر کو اس کی لکڑی کو، اس کے پھل اور پر کو اور اس کے نوکیلے اوپری حصہ کو کیا اس میں کچھ خون لگا ہے (اسی طرح یہ دین میں داخل ہو کر دین سے خارج ہو جائیں گے اور ان کے اوپر بھی دین کا کوئی اثر نہیں آئے گا)۔ اس سے مراد خوارج ہیں جو ابتداء میں اسلام کے اکثر عقائد میں تشدد اور سختی کے قائل تھے اور بالاتفاق فاسق و فاجر تھے، البتہ ان کی تکفیر میں علماء کا اختلاف ہے۔ مقام حرور کے رہنے والے تھے اسی لئے ان کو حروری بھی کہا جاتا ہے جیسے کہ حدیث بالا سے معلوم ہوتا ہے)۔

١٩١ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ح و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْفِهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالضَّحَّاكُ الْهَمْدَانِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اعْدِلْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ قَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللهِ ائْذَنْ لِي فِيهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ وَهُوَ الْقِدْحُ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ يَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ

قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ فَأَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَوُجِدَ فَأُتِيَ بِهِ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ الَّذِي نَعَتَ۔

۱۹۱ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ ہم ایک بار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ مال تقسیم فرما رہے تھے، بنو تمیم کا ایک شخص ذوالخویصرہ آپ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ! انصاف سے کام لیجئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو پھر کون ہے جو انصاف کرے اگر میں ہی انصاف نہ کروں؟ اگر میں انصاف نہ کروں تو میں تو ناکام و نامراد ہو جاؤں۔ حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن اڑادوں؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، اس کے کچھ ساتھی ہوں گے جن کی نماز کے سامنے تم اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے آگے اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے نرخروں سے نیچے وہ قرآن نہ اترے گا۔ اسلام سے ایسے خارج ہو جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ شکاری اس کے پھل کو دیکھتا ہے تو اس پر خون کا کوئی نشان نہیں دیکھتا۔ پھر اس کی جڑ کو دیکھتا ہے تو وہاں بھی کوئی اثر نہیں دیکھتا پھر اس کی لکڑی کو دیکھتا ہے تو وہاں بھی کچھ نہیں دیکھتا۔ پھر اس کے پر کو دیکھتا ہے تو اس میں بھی کچھ نہیں پاتا، تیر اس شکار اور خون کے درمیان سے نکل گیا (ایسے ہی یہ لوگ اسلام کے اندر داخل ہو کر اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے وہ تیر شکار کے اندر داخل ہو کر بغیر کوئی اثر قبول کئے نکل گیا) ان کی نشانی یہ ہے کہ ایک شخص سیاہ رنگ والا جس کا ایک بازو عورت کے پستان کا سا ہوگا یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہلتا ہوگا ایسے وقت نکلے گا جب لوگوں میں انتشار ہوگا۔

ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بات میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور یہ بھی گواہی دیتا ہو کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کیا ہے۔ میں ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے اس شخص کے ڈھونڈنے کا حکم دیا تو اسے تلاش کیا گیا چنانچہ وہ مل گیا تو اسے لایا گیا میں نے جب اسے دیکھا تو اسے رسول اللہ ﷺ کے بیان کردہ حلیہ

کے مطابق پایا۔

۱۹۲ ..... و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرَ قَوْمًا يَكُونُونَ فِي أُمَّتِهِ يَخْرُجُونَ فِي فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ سِيمَاهُمُ التَّحَالُقُ قَالَ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ أَوْ مِنْ أَشَرِّ الْخَلْقِ يَقْتُلُهُمْ أَدْنَى الطَّائِفَتَيْنِ إِلَى الْحَقِّ

قَالَ فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُمْ مَثَلًا أَوْ قَالَ قَوْلًا الرَّجُلُ يَرْمِي الرَّمِيَّةَ أَوْ قَالَ الْغَرَضَ فَيَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرَى بَصِيرَةً وَيَنْظُرُ فِي النَّضِيِّ فَلَا يَرَى بَصِيرَةً وَيَنْظُرُ فِي الْفُوقِ فَلَا يَرَى بَصِيرَةً

قَالَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَأَنْتُمْ قَتَلْتُمُوهُمْ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ۔

۱۹۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک قوم کا ذکر کیا جو آپ کی امت میں سے ہوگی، لوگوں میں انتشار و افتراق کے وقت ظاہر ہوگی اور ان کی خاص علامت یہ ہوگی کہ سر سے گنجے ہوں گے۔ وہ بدترین مخلوق ہوں گے اور انہیں وہ لوگ قتل کریں گے جو دونوں گروہوں میں سے حق کے زیادہ قریب ہوں گے (مراد اس سے حضرت علیؓ کی جماعت ہے جنہوں نے خوارج کو قتل کیا)۔

پھر ان کی ایک مثال رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی کہ ایک شخص تیر اندازی کرتا ہے شکار پر یا ہدف پر، پھر تیر کو دیکھتا ہے تو اس میں کوئی اثر شکار کا یا ہدف پر لگنے کا نہیں دیکھتا۔ پھر وہ تیر کی لکڑی کو دیکھتا ہے تو اس میں بھی کوئی اثر نہیں پاتا۔ پھر تیر کی لکڑی کے دستہ میں دیکھتا ہے تو اس پر بھی کوئی اثر نہیں دیکھتا"۔ (مقصد یہ ہے کہ وہ قوم خوارج کے افراد تیر کی مانند اسلام سے خارج ہو جائیں گے)۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے تھے کہ اے اہل عراق! تم ہی نے تو خوارج کو (حضرت علیؓ کے ساتھ مل کر) قتل کیا ہے۔

۱۹۳ ..... حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ وَهُوَ ابْنُ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَمْرُقُ مَارِقَةٌ عِنْدَ فُرْقَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَقْتُلُهَا أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ

۱۹۳۔ حضرت ابو سعید الخدری فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں میں افتراق و انتشار کے وقت ایک گروہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اور اسے مسلمانوں کے دونوں گروہوں میں سے جو گروہ حق کے زیادہ قریب ہوگا وہ قتل کرے گا۔[1]

۱۹٤ ..... حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَكُونُ فِي أُمَّتِي فِرْقَتَانِ فَتَخْرُجُ مِنْ بَيْنِهِمَا مَارِقَةٌ يَلِي قَتْلَهُمْ أَوْلَاهُمْ بِالْحَقِّ

۱۹۴۔ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"میری امت میں دو گروہ ہو جائیں گے ان میں سے ایک گروہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اور اسے مسلمانوں میں جو حق سے زیادہ قریب ہوگا وہ قتل کرے گا۔

---

[1] یعنی حضرت علیؓ کا گروہ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے صدر اول میں حضرت عائشہؓ و حضرت علیؓ اور جنگ صفین میں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان جنگوں میں حضرت علیؓ برحق تھے جب کہ حضرت عائشہؓ و حضرت معاویہؓ اجتہادی خطا پر تھے جس سے ان کی شان میں کوئی کمی یا تنقیص کا پہلو نہیں نکلتا۔

۱۹۵　حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ تَمْرُقُ مَارِقَةٌ فِي فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ فَيَلِي قَتْلَهُمْ أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ

۱۹۵　حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کے اختلاف کی وجہ سے ان میں ایک فرقہ مارقہ نکلے گا اور دو گروہوں میں سے ان کو وہ قتل کرے گا جو حق کے زیادہ قریب ہوگا۔

۱۹۶　حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنِ الضَّحَّاكِ الْمِشْرَقِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَدِيثٍ ذَكَرَ فِيهِ قَوْمًا يَخْرُجُونَ عَلَى فُرْقَةٍ مُخْتَلِفَةٍ يَقْتُلُهُمْ أَقْرَبُ الطَّائِفَتَيْنِ مِنَ الْحَقِّ

۱۹۶　حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک حدیث میں ایسی قوم کا ذکر فرمایا جو اختلاف کے وقت نکلے گی اور ان کو دو گروہوں میں سے جو حق کے زیادہ قریب ہوگا وہ گروہ قتل کرے گا۔

۱۹۷　حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ الأَشَجُّ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُولَ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَقُلْ وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خَدْعَةٌ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ
سَيَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الأَحْلاَمِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۱۹۷　حضرت سویدؒ بن غفلہ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا:
"جب میں تم سے آنحضرت ﷺ کی کوئی حدیث بیان کروں تو میرے لئے آسمان سے گر پڑنا زیادہ پسندیدہ ہے۔ مجھے اس بات سے کہ میں حضورؐ سے منسوب ایسی بات کہوں جو آپؐ نے نہیں کہی۔
اور جب میں اپنی اور تمہارے درمیان کی باتیں کروں (آپس کی گفتگو کروں) تو جان رکھو کہ جنگ تو ایک دھوکہ ہے (یعنی جنگ میں دشمن کو زیر کرنے اور زک پہنچانے کے لئے دھوکہ دینا جائز ہے)۔
میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا آخیر زمانہ میں ایک قوم کا ظہور ہوگا جن کی عمریں بھی کم اور عقل بھی کم ہوں گی۔ باتیں تو تمام مخلوقات سے بہتر کہیں گے اور قرآن کریم کی تلاوت بھی کریں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ دین سے ایسے خارج ہو جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ جب تمہارا ان سے سامنا ہو جائے تو انہیں قتل کردو کیونکہ ان کے قتل سے تمہیں اللہ کے یہاں قیامت کے روز اجر ملے گا۔

۱۹۸　حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالاَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلاَهُمَا عَنِ الأَعْمَشِ بِهَذَا

۱۹۸... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ آخیر زمانہ میں کم عمر اور کم عقل قوم کا ظہور ہوگا دین سے خارج ہوں گے اگر ان سے سامنا ہو تو ان کو قتل کردو الخ) منقول ہے۔

الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۹۹ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ

۱۹۹ اس سند سے بھی حضرت اعمشؒ سے سابقہ روایت منقول ہے لیکن اس روایت میں یہ بات نہیں ہے کہ وہ دین سے اس طرح خارج ہو جاتے ہیں جس طرح تیر نشانہ (شکار، ہدف) سے نکل جاتا ہے۔

۲۰۰ و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ ذَكَرَ الْخَوَارِجَ فَقَالَ فِيهِمْ رَجُلٌ مُخْدَجُ الْيَدِ أَوْ مُودَنُ الْيَدِ أَوْ مَثْدُونُ الْيَدِ لَوْلَا أَنْ تَبْطَرُوا لَحَدَّثْتُكُمْ بِمَا وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ يَقْتُلُونَهُمْ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ قُلْتُ آنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ

۲۰۰ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان میں ایک شخص ایسا ہوگا کہ اس کا ایک ہاتھ ناقص، یا عورت کے پستان جیسا ہوگا (گوشت کے لوتھڑے کی مانند) اگر تمہارے غرور و بڑائی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تم سے بیان کرتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کی زبان پر ان کے قتل کرنے والوں کے لئے کیا (اجر و ثواب کا) وعدہ فرمایا ہے۔
راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا کیا آپ نے خود محمد ﷺ سے سنا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
ہاں رب کعبہ کی قسم! ہاں رب کعبہ کی قسم! ہاں رب کعبہ کی قسم!

۲۰۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيدَةَ قَالَ لَا أُحَدِّثُكُمْ إِلَّا مَا سَمِعْتُ مِنْهُ فَذَكَرَ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَ حَدِيثِ أَيُّوبَ مَرْفُوعًا

۲۰۱ اس سند سے بھی حضرت علیؓ سے سابقہ حدیث کا مضمون و مفہوم بعینہ منقول ہے۔

۲۰۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ الْجُهَنِيُّ أَنَّهُ كَانَ فِي الْجَيْشِ الَّذِينَ كَانُوا مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الَّذِينَ سَارُوا إِلَى الْخَوَارِجِ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَقْرَءُونَ

۲۰۲ حضرت زید بن وہب الجہنی فرماتے ہیں کہ وہ اس لشکر میں شامل تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خوارج کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (لشکر سے خطاب کرتے ہوئے) فرمایا: اے لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ: میری امت میں ایک قوم ایسی نکلے گی کہ وہ قرآن ایسا پڑھے گی کہ تمہاری قرأت ان کی قرأت کے مقابلہ میں کچھ نہ ہوگی۔ نہ تمہاری نمازان کی نماز کے مقابلہ میں کچھ ہوگی

الْقُرْآنَ لَيْسَ قِرَاءَتُكُمْ إِلَى قِرَاءَتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صَلَاتُكُمْ إِلَى صَلَاتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صِيَامُكُمْ إِلَى صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ يَحْسِبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَوْ يَعْلَمُ الْجَيْشُ الَّذِينَ يُصِيبُونَهُمْ مَا قُضِيَ لَهُمْ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ ﷺ لَاتَّكَلُوا عَنِ الْعَمَلِ وَآيَةُ ذَلِكَ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلًا لَهُ عَضُدٌ وَلَيْسَ لَهُ ذِرَاعٌ عَلَى رَأْسِ عَضُدِهِ مِثْلُ حَلَمَةِ الثَّدْيِ عَلَيْهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ فَتَذْهَبُونَ إِلَى مُعَاوِيَةَ وَأَهْلِ الشَّامِ وَتَتْرُكُونَ هَؤُلَاءِ يَخْلُفُونَكُمْ فِي ذَرَارِيِّكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونُوا هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَإِنَّهُمْ قَدْ سَفَكُوا الدَّمَ الْحَرَامَ وَأَغَارُوا فِي سَرْحِ النَّاسِ فَسِيرُوا عَلَى اسْمِ اللَّهِ

قَالَ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ فَنَزَّلَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ مَنْزِلًا حَتَّى قَالَ مَرَرْنَا عَلَى قَنْطَرَةٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا وَعَلَى الْخَوَارِجِ يَوْمَئِذٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ الرَّاسِبِيُّ فَقَالَ لَهُمْ أَلْقُوا الرِّمَاحَ وَسُلُّوا سُيُوفَكُمْ مِنْ جُفُونِهَا فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُنَاشِدُوكُمْ كَمَا نَاشَدُوكُمْ يَوْمَ حَرُورَاءَ فَرَجَعُوا فَوَحَّشُوا بِرِمَاحِهِمْ وَسَلُّوا السُّيُوفَ وَشَجَرَهُمُ النَّاسُ بِرِمَاحِهِمْ قَالَ وَقُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَمَا أُصِيبَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ إِلَّا رَجُلَانِ

فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْتَمِسُوا فِيهِمُ الْمُخْدَجَ فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَقَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِنَفْسِهِ حَتَّى أَتَى نَاسًا قَدْ قُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ قَالَ أَخِّرُوهُمْ فَوَجَدُوهُ مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ فَكَبَّرَ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللَّهُ وَبَلَّغَ رَسُولُهُ

قَالَ فَقَامَ إِلَيْهِ عَبِيدَةُ السَّلْمَانِيُّ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَسَمِعْتَ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ

نہ تمہارے روزے ان کے روزوں کے مقابلہ میں کچھ ہوں گے (عبادات میں غایت درجہ کا خشوع و خضوع ہوگا) وہ یہ سمجھتے ہوئے قرآن کی تلاوت کریں گے کہ یہ ان کیلئے باعث نجات ہے لیکن وہ ان کے اوپر باعث وبال ہوگا۔ ان کی نمازیں ان کے گلوں سے نیچے نہ اتریں گی۔ اسلام سے ایسے خارج ہو جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

اگر اس لشکر کو معلوم ہو جائے کہ ان کے نبی کی زبان پر اس لشکر کے لئے کیا بشارت مقدر کی گئی ہے تو یہ عمل سے (رک جائیں اور اسی ایک عمل پر) تکیہ کرکے مطمئن ہو جائیں (کہ اب نجات کے لئے مزید کسی عمل کی ضرورت نہیں۔ اور نشانی اس کی یہ ہے کہ ان میں ایک شخص کے بازو پر ہاتھ نہ ہوگا اور بازو کے اوپری حصہ پر عورت کے پستان کی مانند گھنڈی ہوگی اس پر سفید بال ہوں گے۔

تم معاویہ اور اہل شام کی طرف تو پیش قدمی کر رہے ہو اور ان لوگوں کو اپنے پیچھے یونہی چھوڑے جا رہے ہو اپنی اولاد و اموال کے درمیان۔

خدا کی قسم! مجھے یہی امید (قوی) ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں (جن کا ابھی ذکر کیا گیا) انہوں نے ناحق اور حرام خون بہائے (خونریزی کی) لوگوں کے مال مویشی پر غارت گری کرتے ہیں لہذا اللہ کے نام پر ان کی طرف پیش قدمی کرو۔

سلمہ بن کہیل کہتے ہیں کہ زید بن وہب نے مجھے ایک منزل کا حال بیان کیا اور کہا کہ ہم ایک پل پر سے گذرے تو دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہو گیا۔ ان دنوں خوارج کا سردار عبداللہ بن وہب راسبی تھا اس نے اپنی قوم سے کہا کہ نیزے پھینک دو، تلواریں کھینچ لو نیاموں سے، کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ یہ لوگ تم پر اسی طرح حملہ کریں جس طرح حروراء کے دن کیا تھا (اس سے اشارہ ہے حروراء کی جنگ کی طرف جہاں پہلے بھی مسلمانوں اور خوارج کا ٹکراؤ ہو چکا تھا) چنانچہ وہ چلے اور اپنے نیزے نکال دیئے، تلواریں کھینچ لیں اور ادھر مسلمانوں نے ان میں مل کر اپنے نیزوں سے انہیں کاٹ کر رکھ دیا حتی کہ وہ یکے بعد دیگرے قتل ہوتے رہے جب کہ لشکر اسلامی میں اس روز صرف دو افراد مقام شہادت پر فائز ہوئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تلاش کرو ان میں ناقص شخص کو،

رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ إِيْ وَاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ حَتّٰى اسْتَحْلَفَهُ ثَلَاثًا وَهُوَ يَحْلِفُ لَهُ

اسے ڈھونڈا گیا تو نہ ملا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بذات خود اٹھ کھڑے ہوئے (اسے تلاش کرنے کے لئے) اور کچھ مقتولین کے پاس آئے جن کی لاشیں ایک دوسرے کے اوپر پڑی تھیں فرمایا۔ ان کو ہٹاؤ (جب ہٹایا گیا) تو اسے زمین پر لگا پایا۔ حضرت علیؓ نے فوراً نعرۂ تکبیر بلند کیا اور فرمایا: اللہ نے سچ فرمایا اور اس کے رسول نے حق پہنچایا۔
راوی کہتے ہیں کہ حضرت عبیدۃ السلمانی کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی قسم! کیا آپ نے یہ حدیث خود حضور اقدس ﷺ سے سنی ہے؟ فرمایا ہاں اللہ کی قسم! جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور عبیدہ نے تین بار انہیں قسم دی اور تین بار حضرت علیؓ نے قسم کھائی۔

۲۰۳ — حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ مَوْلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّ الْحَرُورِيَّةَ لَمَّا خَرَجَتْ وَهُوَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالُوا لَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ قَالَ عَلِيٌّ كَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيدَ بِهَا بَاطِلٌ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَصَفَ نَاسًا إِنِّي لَأَعْرِفُ صِفَتَهُمْ فِي هٰؤُلَاءِ يَقُولُونَ الْحَقَّ بِأَلْسِنَتِهِمْ لَا يَجُوزُ هٰذَا مِنْهُمْ وَأَشَارَ إِلٰى حَلْقِهِ مِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللهِ إِلَيْهِ مِنْهُمْ أَسْوَدُ إِحْدٰى يَدَيْهِ طُبْيُ شَاةٍ أَوْ حَلَمَةُ ثَدْيٍ
فَلَمَّا قَتَلَهُمْ عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ انْظُرُوا فَنَظَرُوا فَلَمْ يَجِدُوا شَيْئًا فَقَالَ ارْجِعُوا فَوَاللهِ مَا كَذَبْتُ وَلَا كُذِبْتُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ وَجَدُوهُ فِي خَرِبَةٍ فَأَتَوْا بِهِ حَتّٰى وَضَعُوهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ وَأَنَا حَاضِرُ ذٰلِكَ مِنْ أَمْرِهِمْ

۲۰۳ حضرت عبیداللہ بن ابی رافع، جو حضور علیہ السلام کے آزاد کردہ غلام تھے روایت کرتے ہیں کہ جس زمانہ میں خوارج کا ظہور ہوا تو وہ حضرت علیؓ کے ساتھ تھے، انہوں نے کہا کہ "لا حکم إلا للہ"۔ اللہ کے علاوہ کسی کا حکم نہیں چلے گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا یہ کلمہ تو صحیح اور حق ہے لیکن اس سے باطل مقصد کا ارادہ کیا گیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے کچھ لوگوں کا وصف و حلیہ بیان فرمایا تھا اور میں انکی نشانیاں ان لوگوں میں واضح طور پر محسوس کرتا ہوں۔ یہ لوگ زبانوں سے تو حق بات کہتے ہیں اور وہ حق بات انکے حلق سے نیچے نہیں اترتی۔ راوی نے ہاتھ سے حلق کی طرف اشارہ کیا (عمل قول کے مطابق نہیں ہے) یہ اللہ کی مبغوض ترین مخلوق میں سے ہیں۔ ان میں ایک سیاہ شخص جس کا ایک ہاتھ بکری کے اوپری حصہ کی طرح یا عورت کے پستان کی گھنڈی کی طرح ہوگا ہے۔
جب حضرت علیؓ نے انہیں قتل کیا تو لوگوں سے کہا کہ اس شخص کو دیکھو، جب اسے دیکھا اور تلاش کیا گیا تو وہ نہ ملا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: جاؤ واپس جاؤ (اور پھر اسے تلاش کرو وہ ضرور ملے گا کیونکہ) میں نے تم سے جھوٹ نہیں کہا اور نہ ہی مجھ سے جھوٹ بیان کیا گیا ہے (نبی ﷺ نے مجھ سے جھوٹ نہیں فرمایا لہٰذا وہ ضرور ہوگا) دو تین مرتبہ انہوں نے یہی کہا۔ چنانچہ (دوبارہ تلاش میں) اسے ایک ویرانہ میں پڑا ہوا پایا۔ لوگ اسے اٹھا کر لائے اور حضرت علیؓ کے روبرو ڈال دیا۔

وَقَوْلَ عَلِيٍّ فِيهِمْ زَادَ يُونُسُ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ بُكَيْرٌ وَحَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنْ ابْنِ حُنَيْنٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ ذَلِكَ الأَسْوَدَ

عبید اللہ بن ابی رافع کہتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ نے یہ بات کہی اور ان کے ساتھ یہ معاملہ ہوا میں وہاں حاضر تھا (حضرت علیؓ نے ان کے حق میں یہ فرمایا یونس نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کہا ہے کہ مجھے؟ انھوں نے کہا مجھے ایک شخص نے ابن حنین سے روایت بیان کی کہ اس نے کہا کہ میں نے اس اسود (سیاہ) کو دیکھا۔

۲۰۴...... حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي أَوْ سَيَكُونُ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَلَاقِيمَهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَخْرُجُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ

۲۰۴...... حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"میرے بعد میری امت میں ایک قوم ایسی ہوگی کہ وہ قرآن کی تلاوت کرتے ہوں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے تجاوز نہ کرے گا۔ دین سے ایسے خارج ہو جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے اور پھر دوبارہ دین میں نہ آئیں گے۔ اور وہ بدترین خلائق ہوں گے۔

فَقَالَ ابْنُ الصَّامِتِ فَلَقِيتُ رَافِعَ بْنَ عَمْرٍو الْغِفَارِيَّ أَخَا الْحَكَمِ الْغِفَارِيِّ قُلْتُ مَا حَدِيثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي ذَرٍّ كَذَا وَكَذَا فَذَكَرْتُ لَهُ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ وَأَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

ابن الصامتؒ کہتے ہیں کہ پھر میں رافعؓ بن عمرو الغفاری سے جو حکمؓ الغفاری کے بھائی ہیں سے ملا اور کہا کہ وہ کیا حدیث ہے جو میں نے ابوذرؓ سے اس اس طرح سنی ہے اور یہ حدیث ان سے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا: میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

۲۰۵...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ يُسَيْرِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَأَلْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ فَقَالَ سَمِعْتُهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ بِأَلْسِنَتِهِمْ لَا يَعْدُو تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ

۲۰۵...... حضرت سہلؓ بن حنیف فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو خوارج کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا۔ آپ نے مشرق کی طرف ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ ایک قوم جو قرآن پڑھتے ہوں گے زبان سے اور وہ ان کے نرخروں سے نیچے نہ اترے گا، دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

۲۰۶...... وَحَدَّثَنَاه أَبُو كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ يَخْرُجُ مِنْهُ أَقْوَامٌ

۲۰۶...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث کا مضمون منقول ہے لیکن اس روایت ہے کہ اس سے قومیں نکلیں گی۔

۲۰۷...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ جَمِيعًا عَنْ يَزِيدَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَقَ

۲۰۷...... حضرت سہلؓ بن حنیف، روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"ایک قوم مشرق کی طرف سے نکلے گی وہ سر منڈائے ہوئے ہوں

الشَّيْبَانِيُّ عَنْ أُسَيْرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَتِيهُ قَوْمٌ قِبَلَ الْمَشْرِقِ مُحَلَّقَةٌ رُءُوسُهُمْ

گے۔(خوارج)

باب-۳۴ باب تحريم الزكاة على رسول الله ﷺ وعلى آله وهم بنو هاشم وبنو المطلب دون غيرهم

حضور اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کی اولاد جو بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب ہیں پر زکوۃ حرام ہے

۲۰۸.... حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كِخْ كِخْ ارْمِ بِهَا أَمَا عَلِمْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ

۲۰۸ ... حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار نواسۂ رسول حضرت حسنؓ بن علیؓ نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لے لی اور اسے اپنے منہ میں ڈال لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تھو تھو۔ نکال کر پھینک دو، کیا تجھے علم نہیں کہ ہم (آل رسول) صدقہ نہیں کھاتے۔

۲۰۹... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ

۲۰۹ ....اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے ان الفاظ کے ساتھ کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: "ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں ہے"۔

۲۱۰ ... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ كَمَا قَالَ ابْنُ مُعَاذٍ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ

۲۱۰ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اور جیسا کہ حضرت ابن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہم صدقہ نہیں کھاتے"۔

۲۱۱ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ أَبَا يُونُسَ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِنِّي لَأَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِي فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي ثُمَّ أَرْفَعُهَا لِآكُلَهَا ثُمَّ أَخْشَى أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً فَأُلْقِيهَا

۲۱۱ حضرت ابوہریرہؓ، رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:
"میں اپنے گھر لوٹتا ہوں تو اپنے بستر پر (بعض اوقات) کھجوریں پڑی ہوئی پاتا ہوں تو انہیں کھانے کے لئے اٹھا لیتا ہوں پھر اس اندیشہ سے کہ (وہ کھجوریں) کہیں صدقہ کی نہ ہوں یونہی ڈال دیتا ہوں"۔

۲۱۲ و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ

۲۱۲ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں اپنے اہل کی طرف لوٹتا ہوں تو اپنے بستر پر ایک گری ہوئی کھجور پاتا ہوں یا اپنے گھر میں تو اس کو کھانے کے لئے اٹھاتا ہوں

ﷺ فذكر أحاديث منها وقال رسول الله ﷺ والله إني لأنقلب إلى أهلي فأجد التمرة ساقطة على فراشي أو في بيتي فأرفعها لآكلها ثم أخشى أن تكون صدقة أو من الصدقة فألقيها

پھر میں ڈرتا ہوں کہ وہ صدقہ کی نہ ہو تو میں اس کو پھینک دیتا ہوں۔

٢١٣......حدثنا يحيى بن يحيى قال أخبرنا وكيع عن سفيان عن منصور عن طلحة بن مصرف عن أنس بن مالك أن النبي ﷺ وجد تمرة فقال لولا أن تكون من الصدقة لأكلتها

۲۱۳ حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو ایک کھجور پڑی ملی، آپ نے فرمایا:
"اگر صدقہ کی نہ ہوتی تو اسے کھالیتا"۔

٢١٤......وحدثنا أبو كريب قال حدثنا أبو أسامة عن زائدة عن منصور عن طلحة بن مصرف قال حدثنا أنس بن مالك أن رسول الله ﷺ مر بتمرة بالطريق فقال لولا أن تكون من الصدقة لأكلتها

۲۱۴...حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ راستہ میں پڑی ہوئی ایک کھجور کے پاس سے گذرے تو فرمایا اگر یہ صدقہ کی نہ ہوتی تو میں اسے کھالیتا۔

٢١٥ ...حدثنا محمد بن المثنى وابن بشار قالا حدثنا معاذ بن هشام قال حدثني أبي عن قتادة عن أنس أن النبي ﷺ وجد تمرة فقال لولا أن تكون صدقة لأكلتها

۲۱۵ ....حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک کھجور پائی تو فرمایا اگر یہ صدقہ کی نہ ہوتی تو میں اس کو کھالیتا۔

٢١٦......حدثني عبد الله بن محمد بن أسماء الضبعي قال حدثنا جويرية عن مالك عن الزهري أن عبد الله بن عبد الله ابن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب حدثه أن عبد المطلب بن ربيعة بن الحارث حدثه قال اجتمع ربيعة بن الحارث والعباس بن عبد المطلب فقالا والله لو بعثنا هذين الغلامين قالا لي وللفضل بن عباس إلى رسول الله ﷺ فكلماه فأمرهما على هذه الصدقات فأديا ما يؤدي الناس وأصابا مما يصيب الناس قال فبينما هما في ذلك جاء علي بن أبي طالب فوقف عليهما فذكرا له ذلك فقال علي بن أبي طالب لا تفعلا فوالله ما هو بفاعل فانتحاه ربيعة بن الحارث

۲۱۶ عبدالمطلب بن ربیعہ بن الحارث کہتے ہیں کہ ربیعہ بن الحارث (میرے والد) اور حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب (حضورؐ کے چچا) دونوں جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر ہم ان دونوں لڑکوں یعنی مجھے اور فضل بن عباسؓ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجیں اور یہ دونوں آپؐ سے بات کریں کہ آپؐ انہیں ان صدقات وغیرہ کی تحصیل کا ذمہ دار بنادیں اور یہ دونوں آنحضرت ﷺ کو لا کر ادا کردیں جیسے دوسرے لوگ ادا کرتے ہیں اور جس طرح دوسروں کو کچھ مل جاتا ہے انہیں بھی مل جایا کرے۔ دونوں اسی گفتگو میں مصروف تھے کہ اس اثناء میں حضرت علیؓ ابن ابی طالب آگئے اور انکے پاس کھڑے ہوگئے۔ دونوں نے مذکورہ بات ان سے کہہ دی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تم دونوں یہ مت کرنا، کیونکہ اللہ کی قسم! حضور علیہ السلام ایسا نہ کریں گے۔ ربیعہ بن الحارث نے یہ سن کر حضرت علیؓ پر نکتہ چینی شروع کردی اور کہا کہ یہ تم ہمارے ساتھ جو ایسا کررہے ہو تو خدا کی

فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا تَصْنَعُ هٰذَا إِلَّا نَفَاسَةً مِنْكَ عَلَيْنَا فَوَاللّٰهِ لَقَدْ نِلْتَ صِهْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَا نَفِسْنَاهُ عَلَيْكَ قَالَ عَلِيٌّ أَرْسِلُوْهُمَا فَانْطَلَقَا وَاضْطَجَعَ عَلِيٌّ قَالَ فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ سَبَقْنَاهُ إِلَى الْحُجْرَةِ فَقُمْنَا عِنْدَهَا حَتّٰى جَاءَ فَأَخَذَ بِآذَانِنَا ثُمَّ قَالَ أَخْرِجَا مَا تُصَرِّرَانِ ثُمَّ دَخَلَ وَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَ فَتَوَاكَلْنَا الْكَلَامَ ثُمَّ تَكَلَّمَ أَحَدُنَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْتَ أَبَرُّ النَّاسِ وَأَوْصَلُ النَّاسِ وَقَدْ بَلَغْنَا النِّكَاحَ فَجِئْنَا لِتُؤَمِّرَنَا عَلٰى بَعْضِ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ فَنُؤَدِّيَ إِلَيْكَ كَمَا يُؤَدِّي النَّاسُ وَنُصِيْبَ كَمَا يُصِيْبُوْنَ قَالَ فَسَكَتَ طَوِيْلًا حَتّٰى أَرَدْنَا أَنْ نُكَلِّمَهُ قَالَ وَجَعَلَتْ زَيْنَبُ تُلْمِعُ عَلَيْنَا مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ أَنْ لَا تُكَلِّمَاهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَنْبَغِي لِآلِ مُحَمَّدٍ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ ادْعُوَا لِي مَحْمِيَةَ وَكَانَ عَلَى الْخُمُسِ وَنَوْفَلَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ فَجَاءَاهُ فَقَالَ لِمَحْمِيَةَ أَنْكِحْ هٰذَا الْغُلَامَ ابْنَتَكَ لِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ فَأَنْكَحَهُ وَقَالَ لِنَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ أَنْكِحْ هٰذَا الْغُلَامَ ابْنَتَكَ لِي فَأَنْكَحَنِي وَقَالَ لِمَحْمِيَةَ أَصْدِقْ عَنْهُمَا مِنَ الْخُمُسِ كَذَا وَكَذَا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَمْ يُسَمِّهِ لِي

تم صرف ہم سے حسد کی وجہ سے کر رہے ہو اور تم نے جو رسول اللہ ﷺ کی دامادی کا جو شرف و اعزاز حاصل کیا ہے اس پر ہم نے تو تم سے کچھ حسد نہیں کیا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: اچھا ٹھیک ہے دونوں کو بھیج دو، چنانچہ دونوں چلے، حضرت علیؓ لیٹ گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھ لی تو آپؐ نے آکر ہمارے کان پکڑ لئے (بطور شفقت) اور فرمایا: جو تم دونوں دل میں سوچ کر آئے ہو اسے ظاہر کرو، پھر آپ حجرہ میں داخل ہوئے اور ہم بھی داخل ہوئے، اس روز آنحضرت ﷺ ام المومنین زینب بنت جحش کے گھر میں تھے، ہم دونوں ایک دوسرے کو کہتے رہے کہ تم بولو، پھر ہم میں سے ایک نے گفتگو کی اور کہا کہ یا رسول اللہ! آپؐ لوگوں میں سے سب سے زیادہ نیک اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں، ہم دونوں نکاح کی عمر کو پہنچ چکے ہیں۔ آپؐ کے پاس اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپؐ ہمیں بعض صدقات کی وصولی کا عامل بنا دیں، جو ہم آپ کو لا کر ادا کردیں جس طرح اور لوگ ادا کرتے اور جو کچھ (اس خدمت کا معاوضہ) انہیں ملتا ہے ہمیں بھی مل جائے۔

آنحضرت ﷺ یہ سن کر کافی دیر خاموش رہے حتی کہ ہم نے ارادہ کیا کہ ہم کچھ بولیں لیکن حضرت زینبؓ نے پردہ کے پیچھے سے ہمیں اشارہ کیا کہ اب کچھ بات نہ کرنا۔

بعد ازاں آپؐ نے فرمایا: آل محمدؐ کے لئے صدقہ وغیرہ صحیح نہیں کیونکہ یہ لوگوں کا میل کچیل ہے۔ میرے پاس محمیہ کو جو خمس کے مال کے نگران تھے کو بلاؤ، اور نوفل بن الحارث بن عبد المطلب کو بھی بلاؤ۔ جب وہ دونوں آگئے تو آپؐ نے محمیہ سے فرمایا: اس لڑکے فضل بن عباس کا اپنی لڑکی سے نکاح کردو۔ چنانچہ انہوں نے اس سے فضل کا نکاح کردیا۔

اور نوفل بن الحارث سے کہا کہ اپنی بیٹی کا نکاح اس لڑکے (یعنی مجھ سے) کردو، تو انہوں نے مجھ سے اپنی بیٹی کا نکاح کردیا۔ پھر آپؐ نے محمیہ سے فرمایا: ان دونوں کا مہر خمس میں سے اتنا اتنا ادا کردو۔ امام زہری کہتے ہیں کہ میرے شیخ نے مہر کی رقم معین نہیں کی۔

۲۱۷..... حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ

۲۱۷..... عبد المطلب بن ربیعہ بن الحارث بن عبد المطلب بتلاتے ہیں کہ

وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ الْهَاشِمِيِّ أَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ بْنَ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ رَبِيعَةَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَالْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَا لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ وَلِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ ائْتِيَا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَقَالَ فِيهِ فَأَلْقَى عَلِيٌّ رِدَاءَهُ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهِ وَقَالَ أَنَا أَبُو حَسَنٍ الْقَرْمُ وَاللهِ لَا أَرِيمُ مَكَانِي حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْكُمَا ابْنَاكُمَا بِحَوْرِ مَا بَعَثْتُمَا بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ ثُمَّ قَالَ لَنَا إِنَّ هَذِهِ الصَّدَقَاتِ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ وَقَالَ أَيْضًا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ادْعُوا لِي مَحْمِيَةَ بْنَ جَزْءٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الْأَخْمَاسِ

ان کے والد ربیعہ بن الحارث اور عباسؓ بن عبد المطلب نے عبد المطلب بن ربیعہ سے (مجھ سے) اور فضل بن عباس سے کہا کہ تم دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ۔ آگے سابقہ حدیث کی مانند بیان کیا۔ مزید فرمایا کہ حضرت علیؓ نے ساری گفتگو کے بعد اپنی چادر بچھائی اور لیٹ گئے، اور کہا کہ میں حسن کا جو سید ہے، باپ ہوں۔ جب تک تمہارے بیٹے تمہارے پاس اس بات کا جواب لے کر نہیں لوٹ جاتے جس کی وجہ سے تم نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا ہے میں اپنے جگہ سے نہیں ہٹوں گا۔ اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: یہ زکوٰۃ صدقات لوگوں کا میل کچیل ہے اور محمد ﷺ اور ان کی آل اولاد کے لئے جائز نہیں ہے۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا: میرے پاس محمیہ بن جزء کو جو بنو اسد کے ایک فرد تھے ان کو بلاؤ۔ حضور نے انہیں خمس کے مال پر نگران اور اس کی وصولی کا عامل مقرر کیا تھا۔❶

باب-۳۵ باب إباحة الهدية للنبي ﷺ ولبني هاشم وبني المطلب وإن كان المهدي ملكها بطريق الصدقة وبيان أن الصدقة إذا قبضها المتصدق عليه زال عنها وصف الصدقة وحلت لكل أحد ممن كانت الصدقة محرمة عليه

حضور علیہ السلام اور بنی ہاشم کے لئے ہدیہ مباح اور حلال ہے

۲۱۸...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ بْنَ السَّبَّاقِ قَالَ إِنَّ جُوَيْرِيَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ مِنْ طَعَامٍ قَالَتْ لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ مَا عِنْدَنَا طَعَامٌ إِلَّا عَظْمٌ مِنْ شَاةٍ أُعْطِيَتْهُ مَوْلَاتِي مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ قَرِّبِيهِ فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا

۲۱۸ ... حضرت جویریہؓ زوجہ مطہرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بار ان کے پاس داخل ہوئے اور فرمایا کہ کیا کچھ کھانا موجود ہے؟ فرمایا نہیں۔ اللہ کی قسم یا رسول اللہ! ہمارے پاس کچھ کھانا نہیں ہے سوائے بکری کی چند ہڈیوں کے جو میری آزاد کردہ باندی کو صدقہ میں ملی ہیں۔ فرمایا کہ وہی لے آؤ کیونکہ صدقہ تو اپنی جگہ پہنچ گیا ہے (یعنی صدقہ تو باندی کو ہوا تھا اس نے تمہیں دے دیا تو یہ تمہارے لئے ہدیہ ہو گیا، جب کہ صدقہ بھی صحیح ہو گیا)۔

❶ چنانچہ ائمہ اربعہ کے نزدیک بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب جو آنحضرت ﷺ کی اولاد میں سے ہیں اور سید کہلاتے ہیں انہیں زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

۲۱۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۲۱۹ - اس سند سے بھی حضرت زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سابقہ حدیث کا مضمون منقول ہے۔

۲۲۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ أَهْدَتْ بَرِيرَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لَحْمًا تُصُدِّقَ بِهِ عَلَيْهَا فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ

۲۲۰ - حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ حضرت بریرۃ (زوجہ النبی) نے رسول اللہ ﷺ کو کچھ گوشت جو انہیں صدقہ میں ملا تھا ہدیۃً بھیجا، آپؐ نے فرمایا یہ ان کے لئے (بریرہ کے لئے) تو صدقہ ہے اور ہمارے واسطے ہدیہ ہے (یہیں سے یہ فقہی قاعدہ نکلا کہ تبدیلئ ملک سے حکم میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے)۔ [1]

۲۲۱ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ وَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقِيلَ هٰذَا مَا تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ

۲۲۱ - حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کے سامنے گائے کا کچھ گوشت لایا گیا تو آپؐ سے کہا گیا کہ یہ تو وہ گوشت ہے جو بریرہ کو صدقہ میں دیا گیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:
ان کے واسطے صدقہ ہے ہمارے لئے ہدیہ۔

۲۲۲ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَتْ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ قَضِيَّاتٍ كَانَ النَّاسُ يَتَصَدَّقُونَ عَلَيْهَا وَتُهْدِي لَنَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَكُمْ هَدِيَّةٌ فَكُلُوهُ

۲۲۲ - حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت بریرہ کے معاملہ سے تین شرعی فیصلے سامنے آئے (ایک یہ کہ) لوگ انہیں صدقہ دیا کرتے تھے اور وہ ہمیں ہدیہ کر دیا کرتی تھیں، میں نے اس کا ذکر حضور اکرم ﷺ سے کیا تو آپؐ نے فرمایا:
وہ بریرہ کے لئے تو صدقہ ہے تمہارے لئے ہدیہ ہے لہذا اسے کھاؤ۔

۲۲۳ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا

۲۲۳ - اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ آپ ﷺ نے فرمایا بریرہ

---

[1] مقصد یہ ہے کہ اگر کسی کی ملکیت میں تبدیلی آ جائے تو تبدیلی ملک کی بناء پر اس چیز یا مال کے حکم شرعی میں تبدیلی آ جاتی ہے جیسا کہ حضرت بریرہ کے واقعہ میں ہے کہ وہ مستحق زکوٰۃ و صدقات تھیں اور وہ اپنے صدقہ کا مال حضور علیہ السلام کو ہدیہ دے دیا کرتی تھیں تو صدقہ کی ملکیت تبدیل ہو گئی تو وہ پاک ہو گیا اور غیر مستحق زکوٰۃ کے لئے بھی جائز ہو گیا۔

حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ ذَلِكَ

کیلئے تو صدقہ ہے تمہارے لئے ہدیہ ہے لہذا اسے کھاؤ) حضرت عائشہؓ سے منقول ہے۔

۲۲۴ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ رَبِيعَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ ذَلِكَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَهُوَ لَنَا مِنْهَا هَدِيَّةٌ

۲۲۴ حضرت عائشہؓ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث مروی ہے لیکن اس روایت میں یہ بات نہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اور وہ ہمارے لئے اس کی طرف سے ہدیہ ہے۔

۲۲۵ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَعَثَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِشَاةٍ مِنَ الصَّدَقَةِ فَبَعَثْتُ إِلَى عَائِشَةَ مِنْهَا بِشَيْءٍ فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى عَائِشَةَ قَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ قَالَتْ لَا إِلَّا أَنَّ نُسَيْبَةَ بَعَثَتْ إِلَيْنَا مِنَ الشَّاةِ الَّتِي بَعَثْتُمْ بِهَا إِلَيْهَا قَالَ إِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا

۲۲۵ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک صدقہ کی بکری میرے پاس بھیجی، میں نے حضرت عائشہؓ کو اس میں سے کچھ (گوشت) بھیج دیا، جب رسول اکرم ﷺ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے تو دریافت فرمایا: تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں سوائے اس کے کچھ گوشت جو نسیبہ (ام عطیہ) نے اس بکری کا بھیجا ہے جو آپؐ نے انہیں بھیجی تھی۔
حضور علیہ السلام نے فرمایا: صدقہ تو اپنی جگہ پہنچ چکا ہے (اب ہمارے لئے حلال ہے)۔

۲۲۶ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ فَإِنْ قِيلَ هَدِيَّةٌ أَكَلَ مِنْهَا وَإِنْ قِيلَ صَدَقَةٌ لَمْ يَأْكُلْ مِنْهَا

۲۲۶ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے جب کھانا لایا جاتا تو اس کے بارے میں دریافت فرماتے، اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو اس میں سے کھالیتے اور اگر کہا جاتا صدقہ ہے تو تناول فرماتے تھے۔

باب-۳۶ باب الدعاء لمن أتى بصدقة

صدقہ لانے والے کے لئے دعا کا بیان

۲۲۷ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ يَحْيَى

۲۲۷ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی قوم یا لوگ آنحضرت ﷺ کے پاس اپنے صدقات وغیرہ لاتے (اور

أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ مُرَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ فَأَتَاهُ أَبِي أَبُو أَوْفَى بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى

جمع کراتے) تو آپ فرماتے: اے اللہ! ان پر اپنی رحمت نازل فرمائیے، ایک بار والد ابواوفی (عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا) اپنا صدقہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا: اے اللہ! ابی اوفی کے آل اولاد پر اپنی رحمت نازل فرمائیے"۔

۲۲۸ و حَدَّثَنَاه ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ صَلِّ عَلَيْهِمْ

۲۲۸... حضرت شعبہؒ سے بھی اس سند کے ساتھ سابقہ روایت منقول ہے لیکن اس روایت میں صل علیھم کے الفاظ نہیں ہیں۔

باب-۳۷ باب إرضاء الساعي ما لم يطلب حرامًا

عاملِ صدقہ کو خوش رکھنا واجب ہے جب تک کہ حرام طلب نہ کرے

۲۲۹ .... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَأَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَعَبْدُ الْأَعْلَى كُلُّهُمْ عَنْ دَاوُدَ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَتَاكُمُ الْمُصَدِّقُ فَلْيَصْدُرْ عَنْكُمْ وَهُوَ عَنْكُمْ رَاضٍ

۲۲۹.... حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جب تمہارے پاس صدقہ لینے والا تحصیلدار زکوٰۃ آئے تو تم سے راضی ہو کر جائے"۔

(مقصد یہ ہے کہ زکوٰۃ وصول کرنے والے کو حتی الوسع خوش رکھنا ضروری ہے۔ مالِ زکوٰۃ کے اعتبار سے بھی اور ہر دوسرے اعتبار سے بھی، خواہ کسی معاملہ میں اس کی طرف سے زیادتی بھی ہو تب بھی اسے راضی رکھنا ضروری ہے۔ البتہ اگر مال حرام طلب کرے یا تمہارے اوپر کوئی ظلم کرے تو پھر تمہارے لئے یہ حکم نہیں ہے)۔

كتاب الصيام

كتاب الصيام

روزہ کے مسائل

۲۳۰۔۔۔۔۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ

۲۳۰۔۔۔۔۔حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، اسی طرح شیاطین کو بھی قید کر دیا جاتا ہے"۔

۲۳۱۔۔۔۔۔وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا كَانَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ

۲۳۱۔۔۔۔۔حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب رمضان کا مہینہ ہوتا ہے تو رحمت (جنت) کے دروازے کھل جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے"۔

۲۳۲۔۔۔۔۔وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَالْحُلْوَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي نَافِعُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ بِمِثْلِهِ

۲۳۲۔۔۔۔۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ جب رمضان المبارک (کا مہینہ) آتا ہے تو رحمت کا دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں الخ۔

باب-۳۸ باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال والفطر لرؤية الهلال وأنه إذا غم في أوله أو آخره أكملت عدة الشهر ثلاثين يومًا

رمضان کا روزہ رؤیتِ ہلال سے واجب ہوتا ہے

۲۳۳۔۔۔۔۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ

۲۳۳۔۔۔۔۔حضرت ابنِ عمرؓ، نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے رمضان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ مت رکھو، (رمضان کا چاند نہ دیکھ لو) اور نہ ہی بغیر چاند دیکھے افطار کرو (عید بھی چاند سے مشروط ہے) پھر اگر آسمان پر ابر چھایا ہوا ہو تو تین دن پورے کرو۔ (یعنی اگر شعبان کی ۲۹ کو چاند نظر نہ آئے تو ۳۰ شعبان کو

روزہ نہ رکھنا چاہئے اور اسی طرح ۲۹ رمضان کو بھی چاند نظر نہ آئے تو ۳۰ روزے پورے کرنے چاہئیں)

۲۳۴ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَضَرَبَ بِيَدَيْهِ فَقَالَ الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا ثُمَّ عَقَدَ إِبْهَامَهُ فِي الثَّالِثَةِ فَصُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ ثَلَاثِينَ

۲۳۴۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا (دس انگلیوں کا) اور فرمایا کہ: مہینہ اتنے اور اتنے اور اتنے دن کا ہوتا ہے۔ پھر تیسری بار میں آپ نے انگوٹھے کو بند کر لیا اور فرمایا کہ اس کا (۳۰ تاریخ کا) روزہ چاند دیکھنے سے مشروط ہے۔ چاند دیکھ کر روزہ رکھو، چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر ابر کا موسم ہو تو تیس روز پورے کرو۔

۲۳۵ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ الشهر هكذا وهكذا وهكذا وَقَالَ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا ثَلَاثِينَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ

۲۳۵۔ اس سند سے سابقہ حدیث (کہ آپ ﷺ نے فرمایا: چاند دیکھ روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر موسم ابر آلود ہو تو تیس روزے پورے کرو) منقول ہے۔

۲۳۶ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَمَضَانَ فَقَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا وَقَالَ فَاقْدِرُوا لَهُ وَلَمْ يَقُلْ ثَلَاثِينَ

۲۳۶۔ حضرت عبیداللہ سے اس سند کے ساتھ روایت منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کا ذکر کیا تو فرمایا مہینہ انتیس (دن کا بھی) ہوتا ہے (اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے) فرمایا اس طرح اور اس طرح سے ہو تو تم اس کی تعداد پوری کرلو اور تیس کا لفظ ذکر نہیں فرمایا۔

۲۳۷ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّمَا الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ فَلَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ

۲۳۷۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہینہ ۲۹ کا بھی ہوتا ہے، تو تم روزہ نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور افطار (عید) نہ کرو جب تک کہ چاند نہ دیکھ لو اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو روزوں کی تعداد تم پر پوری کرنا لازمی ہے۔

۲۳۸ وَحَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ

۲۳۸۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس (دن کا بھی) ہوتا ہے تو جب تم نے چاند دیکھ لیا تو تم روزہ رکھو اور جب تم چاند دیکھ لو تو افطار کرو اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو روزوں کی تعداد پوری (یعنی تیس روزے) کرو۔

۲۳۹..... حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ

۲۳۹..... حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جب تم (چاند) دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم (چاند) دیکھو تو افطار (عید) کرو اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو تم پر اس کی تعداد پوری کرنا لازم ہے۔

۲۴۰..... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا و قَالَ الآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً لا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ وَلا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ إِلا أَنْ يُغَمَّ عَلَيْكُمْ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ

۲۴۰..... حضرت عبداللہ بن دینارؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے سنا کہ حضرت ابن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس رات کا بھی ہوتا ہے تم روزہ نہ رکھو جب تک کہ (چاند) نہ دیکھ لو اور افطار (عید) نہ کرو جب تک کہ تم (چاند) نہ دیکھ لو سوائے اس کے کہ اگر (آسمان) ابر آلود ہو تو تم پر اتنی مقدار میں روزے لازم ہیں۔

۲۴۱..... حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا وَقَبَضَ إِبْهَامَهُ فِي الثَّالِثَةِ

۲۴۱..... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ مہینہ ایسا ایسا ہے، اور تیسری مرتبہ میں آپ نے اپنے انگوٹھے کو دبالیا (یعنی ۲۹)۔

۲۴۲..... وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا حَسَنٌ الأَشْيَبُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى قَالَ وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ

۲۴۲..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا کہ آپ فرمارہے تھے، مہینہ ۲۹ تاریخ کا بھی ہو جاتا ہے۔

۲۴۳..... و حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَكَّائِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا عَشْرًا وَعَشْرًا وَتِسْعًا

۲۴۳..... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ آپ ﷺ نے فرمایا، مہینہ اس طرح اس طرح اس طرح ہے، دس، دس، اور نو (یعنی ۲۹ روز کا)۔

۲۴۴..... وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا

۲۴۴..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الشَّهْرُ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا وَصَفَّقَ بِيَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ بِكُلِّ أَصَابِعِهِمَا وَنَقَصَ فِي الصَّفْقَةِ الثَّالِثَةِ إِبْهَامَ الْيُمْنَى أَوِ الْيُسْرَى

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ مہینہ ایسا ایسا ایسا ہے، اور آپ ﷺ نے دو مرتبہ اپنے دونوں ہاتھوں کو مارا، اور سب انگلیاں کھلی رکھیں اور تیسری مرتبہ اشارہ کرنے میں دلیاں یا بایاں انگوٹھا کم کرلیا۔

۲۴۵...... و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُقْبَةَ وَهُوَ ابْنُ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ وَطَبَّقَ شُعْبَةُ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ وَكَسَرَ الْإِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ قَالَ عُقْبَةُ وَأَحْسِبُهُ قَالَ الشَّهْرُ ثَلَاثُونَ وَطَبَّقَ كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ

۲۴۵...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہو جاتا ہے اور شعبہ نے پانے دونوں ہاتھوں سے تین مرتبہ اشارہ کر کے بتلایا۔ اور تیسری مرتبہ میں انگوٹھے کو موڑ لیا اور عقبہ کہتے ہیں کہ میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا، مہینہ تیس روز کا ہوتا ہے، اور اپنے ہاتھوں کو تین مرتبہ ملایا۔

۲۴۶...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا وَعَقَدَ الْإِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ وَالشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا يَعْنِي تَمَامَ ثَلَاثِينَ

۲۴۶ ۔ حضرت ابن عمرؓ، آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ہم امی لوگ ہیں نہ لکھتے ہیں اور نہ ہی حساب کتاب رکھتے ہیں۔ مہینہ اس طرح، اس طرح اور اس طرح ہوتا ہے، تیسری بار میں انگوٹھے کو بند کرلیا۔ اور اس طرح، اس طرح اور اس طرح بھی ہوتا ہے۔ پوری انگلیوں کے ساتھ تین بار اشارہ فرمایا۔ (یعنی ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے اور ۳۰ کا بھی ہوتا ہے)۔

۲۴۷...... وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ لِلشَّهْرِ الثَّانِي ثَلَاثِينَ

۲۴۷ ... اس سند کے ساتھ یہ روایت بھی حسب سابق نقل کی گئی ہے لیکن اس روایت میں الشهر الثاني الثلاثين کا ذکر نہیں ہے۔

۲۴۸...... حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا رَجُلًا يَقُولُ اللَّيْلَةَ لَيْلَةُ النِّصْفِ فَقَالَ لَهُ مَا يُدْرِيكَ أَنَّ اللَّيْلَةَ النِّصْفُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ الْعَشْرِ مَرَّتَيْنِ وَهَكَذَا فِي الثَّالِثَةِ وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ كُلِّهَا

۲۴۸...... حضرت سعد بن عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو سنا کہہ رہا تھا کہ آج کی رات آدھا مہینہ ہوگیا۔ ابن عمرؓ نے اس سے کہا کہ تمہیں کیسے علم کہ آدھا مہینہ ہوگیا۔ کہنے لگا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: مہینہ اس طرح، اس طرح اور اس طرح ہوتا ہے۔ اور آپ ﷺ نے دوبار دس انگلیوں سے اشارہ فرمایا اور تیسری بار انگوٹھے کو روک لیا۔

وَحَبَسَ أَوْ خَنَسَ إِبْهَامَهُ

۲۴۹ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا

۲۴۹۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور چاند دیکھو تو افطار کرو، اگر ابر چھایا ہوا ہو تو تیس روزے پورے کرو"۔

۲۵۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُمِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعَدَدَ

۲۵۰ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم (چاند) دیکھ کر روزہ رکھو اور (چاند) دیکھ کر افطار (عید) کرو اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو تم (روزوں) کی تعداد پوری کرو۔

۲۵۱ ..... وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُمِّيَ عَلَيْكُمُ الشَّهْرُ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ

۲۵۱ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تم (چاند) دیکھ کر روزہ رکھو اور (چاند) دیکھ کر افطار (عید) کرو اور اگر تم پر مہینہ پوشیدہ رہے تو تم تیس (روزوں) کی تعداد پوری کرو۔

۲۵۲ ..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْهِلَالَ فَقَالَ إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ

۲۵۲ ..... حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے چاند کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: جب تم چاند دیکھو تو افطار کرو اور اگر مطلع صاف نہ ہو تو تم تیس (روزوں) کی تعداد پوری کرو۔

۲۵۳ ..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُبَارَكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تَقَدَّمُوا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمًا فَلْيَصُمْهُ

۲۵۳۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "رمضان سے قبل ایک دو دن روزہ مت رکھو، سوائے اس کے کہ کوئی شخص مسلسل روزے رکھتا تھا (یا مقرر دونوں میں روزے رکھتا تھا اور وہ مقررہ مخصوص دن ۲۹ اور ۳۰ تاریخ کو آگئے) تو وہ رکھ سکتا ہے (یہ حکم اس لئے ہے تاکہ رمضان کے روزوں میں کوئی شک وشبہ نہ رہے)۔

٢٥٤ و حَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ الْحَرِيرِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۲۵۴..... حضرت یحیٰ بن ابی کثیرؒ سے اس سند کے ساتھ بھی سابقہ روایت کا مضمون منقول ہے معنی و مفہوم میں کوئی فرق نہیں۔

٢٥٥..... حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْسَمَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى أَزْوَاجِهِ شَهْرًا قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً أَعُدُّهُنَّ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَتْ بَدَأَ بِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّكَ دَخَلْتَ مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ أَعُدُّهُنَّ

فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ

۲۵۵..... زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: نبی اکرم ﷺ نے ایک بار قسم کھائی تھی کہ ایک ماہ تک اپنی ازواج کے پاس تشریف لے جائیں گے۔ مجھے (زہری کو) عروہؓ نے حضرت عائشہؓ کے حوالہ سے بیان کیا کہ "جب اس مہینہ کی ۲۹ راتیں گذر گئیں اور میں ایک ایک رات گن کر گزارتی تھی، تو حضور ﷺ سب سے پہلے میرے پاس تشریف لائے (کسی اور زوجہ کے پاس نہیں گئے) میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے تو قسم کھائی تھی کہ ایک ماہ تک ہمارے پاس نہیں آئیں گے جب کہ آپ تو ۲۹ کو تشریف لے آئے، میں تو ایک ایک دن شمار کر رہی ہوں۔ فرمایا کہ مہینہ ۲۹ کا بھی ہوتا ہے۔

٢٥٦ ..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اعْتَزَلَ نِسَاءَهُ شَهْرًا فَخَرَجَ إِلَيْنَا فِي تِسْعٍ وَعِشْرِينَ فَقُلْنَا إِنَّمَا الْيَوْمُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ فَقَالَ إِنَّمَا الشَّهْرُ وَصَفَّقَ بِيَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَحَبَسَ إِصْبَعًا وَاحِدَةً فِي الْآخِرَةِ

۲۵۶..... حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ ایک ماہ تک اپنی ازواج سے الگ رہے پھر ۲۹ تاریخ کو ہماری طرف تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا کہ آج تو ۲۹واں دن ہے۔ آپؐ نے فرمایا مہینہ اس طرح ہوتا ہے۔ تین بار دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا اور آخری بار میں ایک انگلی روک لی۔

٢٥٧ ..... حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ اعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ شَهْرًا فَخَرَجَ إِلَيْنَا صَبَاحَ

۲۵۷ ..... حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج مطہراتؓ سے ایک ماہ تک علیحدگی رکھی۔ ۲۹ویں دن کی صبح کو آپ ہمارے پاس آئے تو بعض لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہماری تو آج ۲۹ویں صبح ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: مہینہ ۲۹ کا بھی ہوتا ہے۔ پھر آپؐ نے دونوں ہاتھوں سے تین بار اشارہ فرمایا: دوبار تو تمام انگلیوں

تِسْعٍ وَعِشْرِيْنَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّمَا أَصْبَحْنَا لِتِسْعٍ وَعِشْرِيْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ ثُمَّ طَبَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ ثَلَاثًا مَرَّتَيْنِ بِأَصَابِعِ يَدَيْهِ كُلِّهَا وَالثَّالِثَةَ بِتِسْعٍ مِنْهَا

سے اور تیسری بار ۱۹ انگلیوں سے۔

۲۵۸...... حَدَّثَنِي هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ صَيْفِيٍّ أَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَلَفَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ شَهْرًا فَلَمَّا مَضَى تِسْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدَا عَلَيْهِمْ أَوْ رَاحَ فَقِيْلَ لَهُ حَلَفْتَ يَا نَبِيَّ اللهِ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا قَالَ إِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعَةً وَعِشْرِيْنَ يَوْمًا

۲۵۸...... حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خبر دیتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے قسم اٹھائی کہ اپنی کچھ ازواج مطہرات کے پاس ایک ماہ تک نہ جائیں گے تو جب ۲۹ دن گزر گئے تو آپ ﷺ صبح یا شام ان کی طرف تشریف لے گئے تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے نبی (ﷺ)! آپ ﷺ نے تو قسم اٹھائی تھی کہ آپ ﷺ ایک ماہ تک ہمارے یہاں تشریف نہیں لائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مہینہ انتیس دنوں کا بھی ہوتا ہے۔

۲۵۹...... حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي أَبَا عَاصِمٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

۲۵۹...... حضرت ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ بھی سابقہ روایت کا مضمون نقل ہے۔

۲۶۰...... حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ ضَرَبَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ عَلَى الْأُخْرٰى فَقَالَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ثُمَّ نَقَصَ فِي الثَّالِثَةِ إِصْبَعًا

۲۶۰...... حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا کہ مہینہ اس طرح اور اس طرح ہوتا ہے پھر آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ ایک انگلی کم فرمائی۔

۲۶۱...... و حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ إِسْمٰعِيْلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا عَشْرًا وَعَشْرًا وَتِسْعًا مَرَّةً

۲۶۱...... حضرت محمد بن سعدؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مہینہ اس طرح اور اس طرح اور اس طرح سے ہوتا ہے دس اور دس اور نو مرتبہ۔

۲۶۲...... وحَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُهْزَاذَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيْقٍ وَسَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَا

۲۶۲...... ان راویوں کو اسناد کے ساتھ یہ روایت بھی گذشتہ حدیثوں کی طرح نقل کی گئی ہے۔

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيثِهِمَا

باب-۳۹ باب بيان أن لكل بلد رؤيتهم وأنهم إذا رأوا الهلال ببلد لا يثبت حكمه لما بعد عنهم

ہر شہر کی رؤیت وہیں کے لئے معتبر ہے دوسرے بلاد کے لئے نہیں

۲۶۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ قَالَ فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا وَاسْتُهِلَّ عَلَيَّ رَمَضَانُ وَأَنَا بِالشَّامِ فَرَأَيْتُ الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ فَسَأَلَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ مَتَى رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَقُلْتُ رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ أَنْتَ رَأَيْتَهُ فَقُلْتُ نَعَمْ وَرَآهُ النَّاسُ وَصَامُوا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ لَكِنَّا رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ فَلَا نَزَالُ نَصُومُ حَتَّى نُكْمِلَ ثَلَاثِينَ أَوْ نَرَاهُ فَقُلْتُ أَوَ لَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ فَقَالَ لَا هٰكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَشَكَّ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى فِي نَكْتَفِي أَوْ تَكْتَفِي

۲۶۳..... حضرت کریبؒ ام الفضل بنت الحارث سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں ام الفضل نے حضرت معاویہؓ کے پاس ملک شام بھیجا، جب میں شام آیا تو ام الفضل کے جس کام سے آیا تھا وہ پورا کیا، میں شام ہی میں تھا کہ رمضان کا چاند مجھ پر طلوع ہوگیا تو میں نے شب جمعہ میں رمضان کا چاند دیکھا۔ پھر میں مدینہ منورہ آگیا مہینہ کے آخر میں۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے مجھ سے پوچھا کہ تم لوگوں نے چاند کب دیکھا؟ میں نے کہا ہم نے شب جمعہ کو دیکھا۔ پوچھا کہ تم نے خود بھی دیکھا؟ میں نے کہا ہاں! اور لوگوں نے بھی دیکھا، اور انہوں نے روزہ بھی رکھا، حضرت معاویہؓ نے بھی روزہ رکھا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ لیکن ہم نے تو ہفتہ کی رات (جمعہ کا دن گذر کے رات) کو دیکھا۔ ہم یا تو پورے تیس روزے مکمل کریں گے یا اگر ۲۹ کو چاند دیکھ لیا تو افطار کریں گے۔ میں نے کہا کہ کیا آپ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رؤیت وصیام کو کافی نہیں سمجھتے؟ فرمایا کہ نہیں! ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح حکم فرمایا ہے۔[1]

---

[1] یہ مسئلہ اختلاف مطالع کا ہے یعنی ہر شہر کا مطلع الگ الگ ہے۔ اس حدیث کی بناء پر ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے نزدیک شرعی احکام رمضان وحج وغیرہ میں اختلاف مطالع معتبر ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ شہر کی رؤیت دوسرے بلد (شہر) والوں کے لئے معتبر نہیں ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اختلاف مطالع معتبر نہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر ایک شہر میں شرعی طریقہ سے رؤیت ہلال کا ثبوت ہو جائے تو اس رؤیت کی بنیاد پر دوسرے شہر والے بھی روزہ وعید میں عمل کر سکتے ہیں۔ مثلاً موجودہ آلات ابلاغ ومواصلات کے ذریعہ تار، ٹیلی فون، ٹیلکس اور جدید ترین مواصلاتی نظام کے ذریعہ اگر کسی شہر کی رؤیت کی خبر دوسرے شہر میں پہنچ جائے تو اس پر عمل کیا جائے گا۔
متاخرین حنفیہ نے یہ فرمایا کہ بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع ہمارے نزدیک بھی معتبر ہے لہٰذا بلاد بعیدہ کی رؤیت کافی نہیں ہوگی۔ اب بلاد بعیدہ وقریبہ کا فرق کیسے ہو؟ علامہ عثمانی صاحب فتح الملہم نے فرمایا کہ اس کا معیار یہ ہے کہ جو بلاد اتنی دور ہوں کہ ان کے مطالع کا اعتبار نہ کرنے سے دو دن کا فرق پڑ جائے مثلاً دو دن آگے یا دو دن پیچھے ہو جائیں تو اتنے بعید بلاد کی رؤیت معتبر نہ ہوگی خواہ کتنے ہی ذرائع سے معلوم ہو جائے کیونکہ مہینہ ۲۸ یا ۳۱ دن کا نہیں ہو سکتا۔ شریعت میں اس کی کوئی مثال ونظیر نہیں ہے۔

عنهما يسأله فقال ابنُ عبّاس رضي الله عنهما قال رسُولُ الله ﷺ إنّ الله قد أمدّهُ لرؤيته فإنْ أُغمي عليكُمْ فأكْملُوا العدّة

باب-۴۱ باب بيان معنى قوله ﷺ شهرا عيدٍ لا ينقُصان

حضور علیہ السلام کے فرمان "عید کے دو ماہ ناقص نہیں ہوتے" کا مطلب و تشریح

۲۶۶ حدّثنا يحْيى بْنُ يحْيى قال أخْبرنا يزيدُ بْنُ زُريْع عنْ خالد عنْ عبْد الرّحْمن بْن أبي بكْرة عنْ أبيه رضي الله عنْه عن النّبيّ ﷺ قال شهْرا عيد لا ينْقُصان رمضانُ وذُو الْحجّة

۲۶۶ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرۃ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "عید کے دو ماہ ناقص نہیں ہوتے۔ ایک رمضان اور دوسرا ذوالحجہ۔

۲۶۷ حدّثنا أبُو بكْر بْنُ أبي شيْبة قال حدّثنا مُعْتمرُ بْنُ سُليْمان عنْ إسْحق بْن سُويْد وخالد عنْ عبْد الرّحْمن بْن أبي بكْرة عنْ أبي بكْرة أنّ نبيّ الله ﷺ قال شهْرا عيد لا ينْقُصان في حديث خالد شهْرا عيد رمضانُ وذُو الْحجّة

۲۶۷ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرۃ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو مہینے ناقص نہیں ہوتے۔ خالد کی روایت میں ہے کہ عید کے دو مہینے رمضان اور ذی الحجہ کے ہیں۔

باب-۴۲ باب بيان أنّ الدّخول في الصّوم يحصل بطلوع الفجر وأنّ له الأكل وغيره حتى يطلع الفجر وبيان صفة الفجر الّذي تتعلّق به الأحكام من الدّخول في الصّوم ودخول وقت صلاة الصّبح وغير ذلك

روزہ طلوع فجر سے ہی شروع ہو جاتا ہے

۲۶۸ حدّثنا أبُو بكْر بْنُ أبي شيْبة حدّثنا عبْدُ الله بْنُ إدْريس عنْ حُصيْن عن الشّعْبيّ عنْ عديّ بْن حاتم رضي الله عنْه قال لمّا نزلتْ "حتّى يتبيّن

۲۶۸ حضرت عدی بن حاتم فرماتے ہیں کہ جب قرآن کریم کی آیت حتّٰى يتبيّن لكُمُ الْخيْطُ... الآية [1] نازل ہوئی تو عدیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے تکیہ کے نیچے دو دھاگے ایک سفید اور

---

[1] یہ سورۃ البقرہ کی پ ۲ رکوع ۲۳ کی آیت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے لئے کھانا پینا جائز ہے اس وقت تک کہ تمہارے سامنے خط سفید یعنی سپیدہ سحر نمایاں ہو جائے۔ خط سیاہ یعنی صبح کاذب سے"۔ قرآن کریم کی اس آیت میں خیط (دھاگہ) کا لفظ سپیدہ سحر اور صبح کاذب کے لئے استعمال کیا گیا ہے اور دراصل یہ ایک محاورہ ہے لیکن حضرت عدیؓ اور دوسرے بعض صحابہ کرام خیط سے حقیقی دھاگہ سمجھے اور انہوں نے تکیہ کے نیچے دو دھاگے رکھ لئے کہ جب اتنی روشنی ہو جائے گی کہ سفید و سیاہ میں امتیاز ہو جائے تب کھانا بند کریں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آگے من الفجر کہہ کر غلط فہمی دور فرما دی کہ اس سے مراد در حقیقت صبح صادق اور سپیدہ سحر کا نمودار ہونا ہے جب وہ نمودار ہو جائے تو اب کھانا پینا حرام ہو جائے گا۔ واللہ اعلم۔ زکریا عفی عنہ

لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ" قَالَ لَهُ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَجْعَلُ تَحْتَ وِسَادَتِي عِقَالَيْنِ عِقَالًا أَبْيَضَ وَعِقَالًا أَسْوَدَ أَعْرِفُ اللَّيْلَ مِنَ النَّهَارِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ وِسَادَتَكَ لَعَرِيضٌ إِنَّمَا هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ

ایک سیاہ رکھتا ہوں تاکہ رات سے دن کا امتیاز ہو جائے (یعنی روشنی ہو جائے تو سفید اور سیاہ میں امتیاز کر کے صبح صادق کا پتہ لگالوں) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تمہارا تکیہ تو بہت چوڑا ہے (بطور مزاح کے فرمایا کہ تمہارا تکیہ اتنا عریض ہے کہ جو صادق و صبح کاذب کو محیط ہے) آیت میں خیط الأبیض من الأسود سے مراد) رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔

۲۶۹...... حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ "وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ" قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَأْخُذُ خَيْطًا أَبْيَضَ وَخَيْطًا أَسْوَدَ فَيَأْكُلُ حَتَّى يَسْتَبِينَهُمَا حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ "مِنَ الْفَجْرِ" فَبَيَّنَ ذٰلِكَ

۲۶۹...... حضرت سہلؓ بن سعد فرماتے ہیں کہ جب آیت کریمہ کلوا واشربوا ...... الآیۃ نازل ہوئی تو اس وقت انسان ایک سفید دھاگہ اور ایک سیاہ دھاگہ رکھ لیتا، پھر کھاتا رہتا یہاں تک کہ امتیاز ہو جاتا (صبح روشن ہو جاتی) پھر اللہ تعالیٰ نے من الفجر کے الفاظ نازل فرمائے تو بات واضح ہو گئی۔

۲۷۰...... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا أَبُو غَسَّانَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ "وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ" قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَرَادَ الصَّوْمَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِي رِجْلَيْهِ الْخَيْطَ الْأَسْوَدَ وَالْخَيْطَ الْأَبْيَضَ فَلَا يَزَالُ يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُ رِئْيُهُمَا فَأَنْزَلَ اللهُ بَعْدَ ذٰلِكَ "مِنَ الْفَجْرِ" فَعَلِمُوا أَنَّمَا يَعْنِي بِذٰلِكَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

۲۷۰... حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آیت و کلوا واشربوا ...... الآیۃ نازل ہوئی تو اس وقت آدمی جب روزہ کا ارادہ کرتا تو اپنی ٹانگ میں ایک سفید اور ایک سیاہ دھاگہ باندھ لیتا اور کھانا پینا جاری رکھتا اس وقت تک کہ (اتنی روشنی ہو جاتی) کہ دونوں کا فرق نمایاں ہو جاتا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے من الفجر کے الفاظ کی قید نازل فرمائی تو صحابہ نے جانا کہ (خیط ابیض واسود سے) رات اور دن مراد ہے۔

۲۷۱...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى تَسْمَعُوا تَأْذِينَ ابْنِ

۲۷۱ حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلالؓ رات کو اذان دیتے ہیں لہٰذا کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتومؓ کی اذان سن لو"۔

أمّ مكتوم

۲۷۲ حدّثني حرملة بن يحيى أخبرنا ابن وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب عن سالم بن عبد الله عن عبد الله ابن عمر رضي الله عنهما قال سمعت رسول الله ﷺ يقول إنّ بلالا يؤذّن بليل فكلوا واشربوا حتى تسمعوا أذان ابن أمّ مكتوم

۲۷۲ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: حضرت بلالؓ رات کے وقت ہی اذان دے دیتے ہیں لہذا تم کھاتے اور پیتے رہو یہاں تک کہ تم حضرت ابن مکتومؓ کی اذان سنو۔

۲۷۳ حدّثنا ابن نمير حدّثنا أبي حدّثنا عبيد الله عن نافع

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال كان لرسول الله ﷺ مؤذّنان بلال وابن أمّ مكتوم الأعمى فقال رسول الله ﷺ إنّ بلالا يؤذّن بليل فكلوا واشربوا حتى يؤذّن ابن أمّ مكتوم

قال ولم يكن بينهما إلا أن ينزل هذا ويرقى هذا -

۲۷۳ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے دو مؤذن تھے۔ حضرت بلالؓ اور ابن ام مکتومؓ جو نابینا تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بلالؓ تو رات میں اذان دیتے ہیں (یعنی تہجد کے وقت تاکہ سونے والے جاگ جائیں اور تہجد کی نماز پڑھ لیں اور جاگنے والے کچھ دیر کے لئے آرام کر لیں) لہذا کھاتے پیتے رہو (اور ان کی اذان سن کر کھانا پینا بند مت کرو کیونکہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی ہوتی) یہاں تک کہ ابن ام مکتومؓ اذان دیں (جو فجر کی اذان دیا کرتے تھے) راوی کہتے ہیں کہ دونوں کی اذان میں کچھ زیادہ وقفہ نہ تھا کہ سوائے اس کے ایک اترتا (اذان کی جگہ سے) اور دوسرا چڑھتا۔

۲۷۴ وحدّثنا ابن نمير حدّثنا أبي حدّثنا عبيد الله حدّثنا القاسم عن عائشة رضي الله عنها عن النبيّ ﷺ بمثله

۲۷۴ حضرت عائشہؓ نے نبی کریم ﷺ سے گذشتہ حدیث کی طرح روایت کی ہے۔

۲۷۵ وحدّثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدّثنا أبو أسامة ح و حدّثنا إسحق أخبرنا عبدة ح و حدّثنا ابن المثنّى حدّثنا حمّاد بن مسعدة كلّهم عن عبيد الله بالإسنادين كليهما نحو حديث ابن نمير

۲۷۵ اس سند کے ساتھ بھی سابقہ روایت ابن نمیر کا مضمون منقول ہے۔

۲۷۶ حدّثنا زهير بن حرب حدّثنا إسمعيل بن إبراهيم عن سليمان التيمي عن أبي عثمان عن ابن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لا يمنعنّ أحدا منكم أذان بلال أو قال نداء بلال من سحوره فإنّه يؤذّن أو قال ينادي بليل ليرجع قائمكم

۲۷۶ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کو بلالؓ کی اذان سحری کھانے سے مانع نہ بنے وہ تو رات کے اذان دیتے ہیں تاکہ تم میں جو لوگ عبادت کے لئے قیام میں مصروف ہیں وہ لوٹ جائیں (اور کچھ آرام کر لیں) اور جو سو رہے ہیں وہ جاگ جائیں (اور کچھ عبادت کر لیں) اور فرمایا کہ صبح صادق وہ نہیں ہے

حَتَّى يَسْتَطِيرَ هَكَذَا

یہاں تک کہ چوڑی ہو کر پھیل جائے (عرضاً پھیل جائے تو وہ صبح صادق ہے جو سحری کے آخر ہے)۔

۲۸۱ وَحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَوَادَةَ الْقُشَيْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَغُرَّنَّكُمْ مِنْ سَحُورِكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ وَلَا بَيَاضُ الْأُفُقِ الْمُسْتَطِيلُ هَكَذَا حَتَّى يَسْتَطِيرَ هَكَذَا وَحَكَاهُ حَمَّادٌ بِيَدَيْهِ قَالَ يَعْنِي مُعْتَرِضًا

۲۸۱۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی حضرت بلال کی اذان سے اپنی سحری سے دھوکہ نہ کھائے اور نہ ہی افق کی لمبی سفیدی سے یہاں تک کہ وہ پھیل جائے۔

۲۸۲ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَوَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ يَخْطُبُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ وَلَا هَذَا الْبَيَاضُ حَتَّى يَبْدُوَ الْفَجْرُ أَوْ قَالَ حَتَّى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ

۲۸۲۔ حضرت سمرہ بن جندبؓ خطبہ دیتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی (حضرت) بلال کی اذان سے دھوکہ نہ کھائے اور نہ اس سفیدی سے یہاں تک کہ فجر ظاہر ہو جائے۔

۲۸۳ وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي سَوَادَةُ بْنُ حَنْظَلَةَ الْقُشَيْرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ هَذَا

۲۸۳۔ حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (کوئی شخص بلال کی اذان اور سفیدی سے دھوکہ نہ کھائے یہاں تک کہ فجر ظاہر ہو جائے)

باب-۳۳۰ باب فضل السُّحُور وتأكيد استحبابه واستحباب تأخيره وتعجيل الفطر

سحری کی فضیلت

۲۸۴ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي

۲۸۴۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”سحری کھاؤ، کیونکہ سحری کے اندر برکت ہوتی ہے“۔

المسحور برکـــــة

۲۸۵ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَـــنْ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فَصْلُ مَـــا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ

۲۸۵ حضرت عمروؓ بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہمارے اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے روزوں میں مابہ الامتیاز چیز فرق سحری کا کھانا ہے (وہ سحری نہیں کھاتے اور مسلمان سحری کھاتے ہیں)۔

۲۸۶ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ ح و حَـــدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ كِلَاهُمَا عَنْ مُوسَى بْـــنِ عَلِيٍّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۲۸۶ ...اس سند کے ساتھ حضرت موسیٰ بن علیؒ سے روایت منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہمارے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان سحری کھانے کا فرق ہے۔

۲۸۷ ...حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْـــنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَـــنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُـــمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ قُلْتُ كَمْ كَانَ قَدْرُ مَا بَيْنَهُمَا قَـــالَ خَمْسِينَ آيَةً

۲۸۷ ... حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر نماز کے لئے کھڑے ہوگئے، پوچھا کہ دونوں کے درمیان کتنی دیر کا وقفہ تھا؟ فرمایا: پچاس آیات کے بقدر (جتنی دیر میں ۵۰ آیات پڑھی جاتی ہیں اتنی دیر سحری کھا کر انتظار کرنا ضروری ہے)۔

۲۸۸ ...وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَـــدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَامِرٍ كِلَاهُمَا عَـــنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۲۸۸ حضرت قتادہؒ سے اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث کا مضمون منقول ہے۔

۲۸۹ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْـــنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ

۲۸۹ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے (بلاضرورت تاخیر نہ کریں گے) خیر پر باقی رہیں گے"۔

۲۹۰ ...وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ح و حَـــدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۲۹۰ حضرت سہل بن سعدؓ نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث مبارکہ کی طرح روایت نقل فرمائی ہے۔

۲۹۱ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ

۲۹۱ حضرت ابوعطیہؒ فرماتے ہیں کہ میں اور مسروقؒ (مشہور تابعی)

بْنُ الْعَلاءِ قالا أخْبرنا أبُو مُعاوية عن الأعْمش عن عُمارة بْنِ عُمَيْر عنْ أبي عطيّة قال دخلْتُ أنا ومسْرُوقٌ على عائشة فقُلْنا يا أُمَّ الْمُؤْمنين رجُلان منْ أصْحاب مُحمّد ﷺ أحدُهُما يُعجّلُ الْإفْطار ويُعجّلُ الصّلاة والآخرُ يُؤخّرُ الْإفْطار ويُؤخّرُ الصّلاة قالتْ أيُّهُما الّذي يُعجّلُ الْإفْطار ويُعجّلُ الصّلاة قال قُلْنا عبْدُ الله يعْني ابْن مسْعُود قالتْ كذلك كان يصْنعُ رسُولُ الله ﷺ

زاد أبُو كُريْب والآخرُ أبُو مُوسى

حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے ام المؤمنین! رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے دو افراد ہیں ان میں سے ایک تو جلدی افطار کرتے ہیں اور نماز میں بھی جلدی کرتے ہیں (یعنی افطار میں تعجیل کرتے ہیں اور نماز اوّل وقت میں پڑھتے ہیں) اور دوسرے افطار بھی مؤخر کرتے ہیں اور نماز بھی مؤخر کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ نے دریافت فرمایا: دونوں میں افطار اور نماز کے لئے جلدی کرنے والے کون صاحب ہیں؟ ہم نے عرض کیا کہ عبداللہ بن مسعود! حضرت عائشہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول یہی تھا۔

ابو کریب کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ دوسرے ساتھی حضرت ابو موسیٰ ہیں۔

۲۹۲ وحدّثنا أبُو كُريْب أخْبرنا ابْنُ أبي زائدة عن الأعْمش عن عُمارة عنْ أبي عطيّة قال دخلْتُ أنا ومسْرُوقٌ على عائشة رضي الله عنْها فقال لها مسْرُوقٌ رجُلان منْ أصْحاب مُحمّد ﷺ كلاهُما لا يألُو عن الْخيْر أحدُهُما يُعجّلُ الْمغْرب والْإفْطار والآخرُ يُؤخّرُ الْمغْرب والْإفْطار فقالتْ منْ يُعجّلُ الْمغْرب والْإفْطار قال عبْدُ الله فقالتْ هكذا كان رسُولُ الله ﷺ يصْنعُ

۲۹۲ حضرت ابو عطیہ فرماتے ہیں کہ میں اور مسروق حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسروق نے عرض کیا کہ محمد ﷺ کے صحابہ میں سے دو آدمی ایسے ہیں کہ دونوں ہی خیر کی بات سے پیچھے نہیں رہتے (خیر کے کاموں میں ہمیشہ آگے رہتے ہیں) ان میں سے ایک نماز مغرب اور افطار میں تاخیر کرتا ہے اور دوسرا نماز مغرب اور افطار میں جلدی کرتا ہے؟ مسروق نے عرض کیا عبداللہ! تو حضرت عائشہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

باب-۴۳ باب بيان وقت انقضاء الصّوم وخروج النّهار

روزہ کی تکمیل اور دن ختم ہونے کا بیان

۲۹۳ حدّثنا يحْيى بْنُ يحْيى وأبُو كُريْب وابْنُ نُميْر واتّفقُوا في اللّفْظ قال يحْيى أخْبرنا أبُو مُعاوية و قال ابْنُ نُميْر حدّثنا أبي و قال أبُو كُريْب حدّثنا أبُو أُسامة جميعا عنْ هشام بْن عُرْوة عنْ أبيه عنْ عاصم بْن عُمر عنْ عُمر رضي الله عنه قال قال رسُولُ الله ﷺ إذا أقْبل اللّيْلُ وأدْبر النّهارُ وغابت الشّمْسُ فقدْ أفْطر الصّائمُ لمْ يذْكُرْ ابْنُ نُميْر فقدْ

۲۹۳ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب رات آ جائے اور دن چلا جائے، سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار افطار کرے"۔ حضرت ابن نمیر کی روایت میں فقد کا لفظ مذکور نہیں ہے۔

۲۹۴ و حدّثنا يحْيى بْنُ يحْيى أخْبرنا هُشيْمٌ عنْ

۲۹۴ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک بار

أبي إسحٰق الشيباني عن عبد الله بن أبي أوفى رضي الله عنه قال كنا مع رسول الله ﷺ في سفر في شهر رمضان فلما غابت الشمس قال يا فلان انزل فاجدح لنا قال يا رسول الله إن عليك نهارا قال انزل فاجدح لنا قال فنزل فجدح فأتاه به فشرب النبي ﷺ ثم قال بيده إذا غابت الشمس من ههنا وجاء الليل من ههنا فقد أفطر الصائم

رمضان کے مہینہ میں حضور ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، جب سورج چھپ گیا تو آپ نے آواز دی کہ اے فلاں! اترو اور ہمارے لئے ستو گھولو۔ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! ابھی تو آپ کے اوپر دن نکلا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اترو اور ہمارے لئے ستو گھولو۔ چنانچہ وہ اترے اور ستو گھولا اور حضور کے پاس لائے تو آپ نے نوش جاں فرمایا، پھر ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا کہ جب سورج اس جانب (مغرب) سے غائب ہو جائے اور رات اس طرف (مشرق) سے آ جائے تو روزہ دار کا روزہ کھل گیا۔

۲۹۵ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا علي بن مسهر وعباد بن العوام عن الشيباني عن ابن أبي أوفى رضي الله عنه قال كنا مع رسول الله ﷺ في سفر فلما غابت الشمس قال لرجل انزل فاجدح لنا فقال يا رسول الله لو أمسيت قال انزل فاجدح لنا قال إن علينا نهارا فنزل فجدح له فشرب ثم قال إذا رأيتم الليل قد أقبل من ههنا وأشار بيده نحو المشرق فقد أفطر الصائم

۲۹۵ حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، جب سورج غائب ہو گیا تو آپ نے ایک آدمی سے فرمایا اترو اور ہمارے لئے ستو گھول کر تیار کرو۔ اس آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ ﷺ شام ہونے دیں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا اترو اور ہمارے لئے ستو ملاؤ۔ اس نے عرض کیا ابھی تو دن ہے (یہ عرض کرنے والا شخص) اترا اور اس نے ستو ملایا، آپ ﷺ نے پی لیا۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ رات اس طرف سے آ گئی ہے اور آپ ﷺ نے مشرق کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا تو روزہ دار کو روزہ افطار کر لینا چاہئے۔

۲۹۶ وحدثنا أبو كامل حدثنا عبد الواحد حدثنا سليمان الشيباني قال سمعت عبد الله بن أبي أوفى رضي الله عنه يقول سرنا مع رسول الله ﷺ وهو صائم فلما غربت الشمس قال يا فلان انزل فاجدح لنا مثل حديث ابن مسهر وعباد بن العوام

۲۹۶ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور آپ ﷺ روزہ کی حالت میں تھے تو جب سورج غروب ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے فلاں! اترو اور ہمارے لئے ستو گھول کر لا۔ باقی حدیث حسب سابق ہے۔

۲۹۷ وحدثنا ابن أبي عمر أخبرنا سفيان ح و حدثنا إسحٰق أخبرنا جرير كلاهما عن الشيباني عن ابن أبي أوفى ح و حدثنا عبيد الله بن معاذ حدثنا أبي ح و حدثنا ابن المثنى حدثنا محمد بن جعفر قالا حدثنا شعبة عن الشيباني عن ابن أبي أوفى رضي الله عنه عن النبي ﷺ بمعنى حديث ابن مسهر وعباد وعبد الواحد وليس في حديث

۲۹۷ حضرت شیبانیؒ نے ابن ابی اوفیٰ سے وہی روایت بیان کی ہے جیسے ابن مسہر، عباد اور عبد الواحد کی روایتیں مذکور ہوئیں۔ امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے ایک طریق کے علاوہ کسی دوسرے طریق میں رمضان کے مہینہ کا ذکر نہیں ہے اور (اسی طرح) سوائے ہشیمؒ کی روایت کے کسی اور روایت میں (اس طرف سے رات آنے) کا ذکر نہیں۔

أَحَدٍ مِنْهُمْ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَلَا قَوْلُهُ وَجَدَهُ اللَّيْلُ مِنْ هَا هُنَا إِلَّا فِي رِوَايَةِ هُشَيْمٍ وَحْدَهُ

باب-۴۵ باب النهي عن الوصال في الصوم

صوم وصال کی ممانعت

۲۹۸.....حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْوِصَالِ قَالُوا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى

۲۹۸ ... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے صوم ● وصال سے منع فرمایا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: آپؐ تو صوم وصال رکھتے ہیں؟ فرمایا: میری حالت تمہاری حالت کی طرح نہیں ہے، مجھے کھلا پلا دیا جاتا ہے۔

۲۹۹.....و حَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَاصَلَ فِي رَمَضَانَ فَوَاصَلَ النَّاسُ فَنَهَاهُمْ قِيلَ لَهُ أَنْتَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى

۲۹۹ ... حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں صوم وصال فرمایا لہٰذا صحابہ نے بھی وصال شروع کر دیا تو آپ ﷺ نے ان کو منع فرمادیا آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ ﷺ بھی تو وصال کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہاری طرح نہیں ہوں کیونکہ مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔

۳۰۰.....و حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَقُلْ فِي رَمَضَانَ

۳۰۰ ... اس سند سے بھی سابقہ حدیث حضرت ابن عمرؓ سے منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں رمضان کا لفظ نہیں ہے۔

۳۰۱.....حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ

۳۰۱ ... حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے صوم وصال سے منع فرمایا، مسلمانوں میں سے ایک شخص کہنے لگا۔ یارسول اللہ! آپؐ تو وصال فرماتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون مجھ جیسا

● دو یا زیادہ دن تک بغیر افطار کئے مسلسل روزہ رکھنا صوم وصال کہا جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ بعض اوقات وصال فرمایا کرتے تھے کیونکہ آپؐ کا تعلق مستقل عالم بالا سے رہا کرتا تھا اس لئے حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے آپ کو ایسی قوت دے دی جاتی تھی جس سے آپ کو مسلسل روزہ رکھنے سے ضعف واضمحلال پیدا نہ ہوتا تھا' علماء ومحدثین نے حضورؐ کے ارشاد کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے کا مطلب یہی بتلایا ہے کہ آپ کو غیبی قوت عطا فرمائی جاتی تھی۔ لیکن امت کو بطور شفقت آپؐ نے منع فرمایا کیونکہ کوئی بھی حضورؐ کی برابری نہیں کرسکتا۔ اسی بناء پر امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک صوم وصال مکروہ ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک ممنوع اور حرام ہے۔ جن حضرات کے نزدیک مکروہ ہے حضرت ابوہریرہؓ کی مذکورہ روایت ان کی دلیل ہے کیونکہ اگر حرام ہوتا تو حضورؐ سختی سے منع فرمادیتے اور صحابہؓ کی مجال نہ تھی کہ حضورؐ کی بات سے انکار کرتے۔ (خلاصہ از درس ترمذی)۔

نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَإِنَّكَ يَا رَسُولَ اللهِ تُوَاصِلُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَيُّكُمْ مِثْلِي إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ الْهِلَالُ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ حِينَ أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا

ہے؟ میں رات اس حال میں گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے لیکن لوگ باز نہ آئے اور وصال کرتے رہے تو حضور اقدس ﷺ نے ایک رات ان کے ساتھ وصال کیا پھر دوسرے دن پھر تیسرے دن، پھر لوگوں نے چاند دیکھ لیا تو آپؐ نے فرمایا: اگر ہلال میں اور تاخیر ہوتی تو میں مزید وصال کرتا، اور یہ آپؐ نے گویا بطور ڈانٹ کے فرمایا، جب انہوں نے باز آنے سے انکار کر دیا۔

۳۰۲...... وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ قَالُوا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ إِنَّكُمْ لَسْتُمْ فِي ذٰلِكَ مِثْلِي إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي فَاكْلَفُوا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ

۳۰۲...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم وصال کے روزے رکھنے سے بچو۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ بھی تو وصال فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس معاملہ میں میری طرح نہیں ہو کیونکہ میں اس حالت میں رات گذارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے تو تم وہ کام کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو۔

۳۰۳...... وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَاكْلَفُوا مَا لَكُمْ بِهِ طَاقَةٌ

۳۰۳ ...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سابقہ حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے لیکن اس روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کام کی تم طاقت رکھو وہی کام کرو۔

۳۰۴...... وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الْوِصَالِ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ

۳۰۴...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے صوم وصال سے منع فرمایا۔ بقیہ حدیث کا وہی مضمون ہے جو حضرت عمارہ نے ابو زرعہ سے روایت کیا ہے۔

۳۰۵...... حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ وَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَامَ أَيْضًا حَتَّى كُنَّا رَهْطًا فَلَمَّا حَسَّ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّا خَلْفَهُ جَعَلَ يَتَجَوَّزُ فِي الصَّلَاةِ ثُمَّ دَخَلَ رَحْلَهُ فَصَلَّى صَلَاةً لَا يُصَلِّيهَا عِنْدَنَا قَالَ قُلْنَا لَهُ حِينَ أَصْبَحْنَا أَفَطِنْتَ لَنَا اللَّيْلَةَ قَالَ فَقَالَ نَعَمْ ذَاكَ الَّذِي حَمَلَنِي عَلَى الَّذِي

۳۰۵...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ایک بار رمضان میں نماز پڑھ رہے تھے، میں آیا اور آکر آپؐ کے پہلو میں (نیت باندھ کر) کھڑا ہو گیا، ایک شخص آیا اور وہ بھی کھڑا ہو گیا، (دیکھا دیکھی لوگ اتنے ہو گئے کہ) ایک جماعت بن گئی (جس کی تعداد دس سے کم تھی) جب حضور علیہ السلام کو ہماری موجودگی کا احساس ہوا (کہ ہم بھی نماز میں شریک ہیں) تو مختصر نماز پڑھنے لگے (فراغت کے بعد) آپ گھر تشریف لے گئے اور ایسی (طویل) نماز پڑھی کہ ہمارے ساتھ ایسی نہ پڑھتے تھے۔

قالت كان رسول الله ﷺ يقبل إحدى نسائه وهو صائم ثم تضحك.

حضرت عائشہ یہ کہہ کر ہنس پڑتی تھیں (کسی وجہ سے مراد خود وہ ہوتی تھیں لیکن حیاء کی وجہ سے اشارہ کرتی تھیں لیکن چونکہ مسئلہ شرعی کا تھا اس لئے خاموش بھی نہیں رہ سکتی تھیں بتانا ضروری تھا)۔

۳۰۹ حدثني علي بن حجر السعدي وابن أبي عمر قالا حدثنا سفيان قال قلت لعبد الرحمن بن القاسم أسمعت أباك يحدث عن عائشة رضي الله عنها أن النبي ﷺ كان يقبلها وهو صائم فسكت ساعة ثم قال نعم.

۳۰۹ سفیان کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمان بن القاسم سے کہا کہ کیا تم نے اپنے والد سے سنا ہے کہ وہ حضرت عائشہؓ سے حدیث بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ ان سے بوس و کنار فرماتے تھے روزہ کی حالت میں؟ وہ (عبدالرحمان) تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا ہاں!

۳۱۰ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا علي بن مسهر عن عبيد الله بن عمر عن القاسم عن عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله ﷺ يقبلني وهو صائم وأيكم يملك إربه كما كان رسول الله ﷺ يملك إربه.

۳۱۰ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں مجھ سے بوس و کنار فرمایا کرتے تھے اور تم میں سے کون ہے جو آپ سے زیادہ اپنی خواہش نفس پر قابو رکھتا ہو جیسی کہ آپ اپنی خواہش نفس پر قابو رکھتے تھے۔

۳۱۱ حدثنا يحيى بن يحيى وأبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب قال يحيى أخبرنا وقال الآخران حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن إبراهيم عن الأسود وعلقمة عن عائشة رضي الله عنها ح وحدثنا شجاع بن مخلد حدثنا يحيى بن أبي زائدة حدثنا الأعمش عن مسلم عن مسروق عن عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله ﷺ يقبل وهو صائم ويباشر وهو صائم ولكنه أملككم لإربه.

۳۱۱ ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں بوسہ بھی لیتے تھے اور مباشرت (بدن سے بدن ملانا، لپٹنا) بھی کرتے تھے روزہ کی حالت میں لیکن وہ تم میں سب سے زیادہ اپنی خواہش پر قابو رکھنے والے تھے (یہ نہیں تھا کہ آپ شہوت سے مغلوب ہو کر جماع کر بیٹھیں)۔

۳۱۲ حدثنا علي بن حجر وزهير بن حرب قالا حدثنا سفيان عن منصور عن إبراهيم عن علقمة عن عائشة رضي الله عنها أن رسول الله ﷺ كان يقبل وهو صائم وكان أملككم لإربه.

۳۱۲ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں (اپنی کسی بیوی کا) بوسہ لیا کرتے تھے لیکن آپ تم میں سے سب سے زیادہ اپنی خواہش کو قابو میں رکھنے والے تھے۔

۳۱۳ وحدثنا محمد بن المثنى وابن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن منصور عن

۳۱۳ ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام روزہ کی حالت میں مباشرت (لپٹنا چمٹنا) فرمایا کرتے تھے۔

إبراهيم عن علقمة عن عائشة رضي الله عنها أن رسول الله ﷺ كان يباشر وهو صائم

٣٦٤ وحدثنا محمد بن المثنى حدثنا أبو عاصم قال سمعت ابن عون عن إبراهيم عن الأسود قال انطلقت أنا ومسروق إلى عائشة رضي الله عنها فقلنا لها أكان رسول الله ﷺ يباشر وهو صائم قالت نعم ولكنه كان أملككم لإربه أو من أملككم لإربه شك أبو عاصم

٣١٤ حضرت اسود کہتے ہیں کہ میں اور مسروق حضرت عائشہؓ کے پاس حاضر خدمت ہوئے اور ان سے عرض کیا کہ: کیا رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں مباشرت فرمایا کرتے تھے؟ فرمانے لگیں کہ ہاں! لیکن وہ تم میں سب سے زیادہ اپنی خواہش پر قابو کرنے والے تھے۔ یا فرمایا کہ تم میں کون ہے جو آپ ﷺ کی طرح اپنی خواہش کو قابو میں رکھ سکے۔ ابو عاصم راوی کو شک ہے۔

٣٦٥ وحدثنيه يعقوب الدورقي حدثنا إسمعيل عن ابن عون عن إبراهيم عن الأسود ومسروق أنهما دخلا على أم المؤمنين ليسألانها فذكر نحوه

٣١٥ حضرت ابراہیمؒ سے حضرت اسود اور حضرت مسروق کے بارے میں روایت ہے کہ وہ دونوں ام المؤمنینؓ کے پاس تشریف لائے اور آپ سے دریافت کیا بقیہ حدیث حسب سابق ہے۔

٣٦٦ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا الحسن بن موسى حدثنا شيبان عن يحيى بن أبي كثير عن أبي سلمة أن عمر بن عبد العزيز أخبره أن عروة بن الزبير أخبره أن عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها أخبرته أن رسول الله ﷺ كان يقبلها وهو صائم

٣١٦ حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ انہیں ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے بتایا کہ حضور اقدس ﷺ روزہ کی حالت میں ان کا بوسہ لیا کرتے تھے۔

٣٦٧ وحدثنا يحيى بن بشر الحريري حدثنا معاوية يعني ابن سلام عن يحيى ابن أبي كثير بهذا الإسناد مثله

٣١٧ حضرت یحییٰ بن ابی کثیر سے اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث (کہ آپ حالت روزہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بوسہ لیا کرتے تھے) منقول ہے۔

٣٦٨ حدثنا يحيى بن يحيى وقتيبة بن سعيد وأبو بكر بن أبي شيبة قال يحيى أخبرنا وقال الآخران حدثنا أبو الأحوص عن زياد بن علاقة عن عمرو بن ميمون عن عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله ﷺ يقبل في شهر الصوم

٣١٨ حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے مہینہ میں تقبیل (بوسہ) فرمایا کرتے تھے۔

٣٦٩ وحدثني محمد بن حاتم حدثنا بهز بن أسد حدثنا أبو بكر النهشلي حدثنا زياد بن علاقة عن عمرو بن ميمون عن عائشة رضي الله عنها قالت

٣١٩ حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ ارشاد فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ روزہ کی حالت میں (اپنی بیوی کا) بوسہ لیا کرتے تھے۔

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُ فِي رَمَضَانَ وَهُوَ صَائِمٌ

۳۲۰ ..... و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ

۳۲۰ ..... ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ (اپنی بیوی کا) روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیا کرتے تھے۔

۳۲۱ ..... و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ

۳۲۱ ..... حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ روزہ کی حالت میں (اپنی بیوی کا) بوسہ لے لیا کرتے تھے۔

۳۲۲ ..... وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ جَرِيرٍ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۳۲۲ ..... حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث (کہ آپ ﷺ روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیا کرتے تھے) منقول ہے۔

۳۲۳ ..... حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَيُقَبِّلُ الصَّائِمُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَلْ هَذِهِ لِأُمِّ سَلَمَةَ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ ذَلِكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَمَا وَاللهِ إِنِّي لَأَتْقَاكُمْ لِلَّهِ وَأَخْشَاكُمْ لَهُ

۳۲۳ ..... حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا روزہ دار تقبیل (بوسہ) کر سکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بات ام سلمہؓ (ام المؤمنین) سے پوچھو، ام سلمہؓ نے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ ایسا کیا کرتے تھے۔ عمر بن ابو سلمہ نے کہا کہ یارسول اللہ! آپ کے تو اللہ نے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیے ہیں (لہٰذا اگر آپ روزہ میں تقبیل فرماتے ہیں تو آپؐ کے لئے تو مسئلہ نہیں لیکن ہمارے تو گناہ نہیں بخشے گئے، ہم تو تقبیل نہیں کر سکتے) حضور علیہ السلام نے فرمایا: خبردار میں تم میں سب سے زیادہ اللہ کا خوف رکھنے والا اور اس سے ڈرنے والا ہوں''۔

(یعنی یہ بات نہیں کہ چونکہ میری خطائیں معاف ہیں اس لئے تقبیل کرتا ہوں، بلکہ میرے اندر جو خوفِ خدا ہے اس کی بناء پر میں باوجود مغفرت کے اعلان کے گناہ کی جرأت نہیں کر سکتا، جہاں تک تقبیل کا تعلق ہے تو یہ چونکہ جائز ہے روزہ کی حالت میں اس لئے میں بھی اس پر

نقل کرتا ہوں)۔ ❶

باب-٤٧ باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب
جنابت کی حالت میں طلوع فجر ہو جائے تو بھی روزہ صحیح ہے

٣٢٤- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُصُّ يَقُولُ فِي قَصَصِهِ مَنْ أَدْرَكَهُ الْفَجْرُ جُنُبًا فَلَا يَصُمْ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ لِأَبِيهِ فَأَنْكَرَ ذَلِكَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَسَأَلَهُمَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ ذَلِكَ قَالَ فَكِلْتَاهُمَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ ثُمَّ يَصُومُ قَالَ فَانْطَلَقْنَا حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى مَرْوَانَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقَالَ مَرْوَانُ عَزَمْتُ عَلَيْكَ إِلَّا مَا ذَهَبْتَ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَرَدَدْتَ عَلَيْهِ مَا يَقُولُ قَالَ فَجِئْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَبُو بَكْرٍ حَاضِرُ ذَلِكَ كُلِّهِ قَالَ فَذَكَرَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَهُمَا قَالَتَاهُ لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ هُمَا أَعْلَمُ ثُمَّ رَدَّ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا كَانَ يَقُولُ فِي ذَلِكَ إِلَى الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ ذَلِكَ مِنَ الْفَضْلِ وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فَرَجَعَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَمَّا كَانَ يَقُولُ فِي ذَلِكَ قُلْتُ لِعَبْدِ الْمَلِكِ أَقَالَتَا فِي رَمَضَانَ قَالَ كَذَلِكَ كَانَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ ثُمَّ يَصُومُ

٣٢٤ حضرت ابوبکر بن عبدالرحمان کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ اپنی روایت میں یہ کہتے تھے کہ جسے جنابت کی حالت میں فجر ہو جائے تو وہ روزہ نہ رکھے۔ میں نے اس کا تذکرہ اپنے والد حضرت عبدالرحمان سے کیا تو انہوں نے اس کا انکار کیا۔ پھر وہ اور میں حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوئے اور عبدالرحمانؒ نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو دونوں نے فرمایا: "حضور اقدس ﷺ جنابت کی حالت میں صبح کو بیدار ہوتے تھے اور جنابت بھی احتلام سے نہیں ہوتی تھی (بلکہ جماع کی بناء پر ہوتی تھی) پھر آپ روزہ رکھتے تھے"۔

پھر ہم وہاں سے چلے اور مروان بن حکم (حاکم مدینہ) کے پاس پہنچے۔ عبدالرحمن نے ان سے یہ بات ذکر کی تو مروان نے کہا: میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ حضرت ابوہریرہؓ کے پاس جاؤ اور ان کی بات کا جواب دو۔ پھر ہم ابوہریرہؓ کے پاس آئے اور ابوبکر (میں) ان سب باتوں میں موجود تھا۔ ان سے عبدالرحمانؒ نے ساری بات ذکر کی تو ابوہریرہؓ نے پوچھا کہ: کیا ان دونوں ازواج نے یہ فرمایا؟ انہوں نے کہا ہاں! ابوہریرہؓ نے فرمایا: وہ زیادہ بہتر اور عالم ہیں۔

اس کے بعد حضرت ابوہریرہؓ نے اپنے قول کو فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا اور کہا کہ میں نے یہ بات فضل بن عباس سے سنی تھی، حضور اقدس ﷺ سے نہیں سنی تھی، بہر کیف حضرت ابوہریرہؓ نے اس مسئلہ میں اپنی بات سے رجوع فرما لیا۔

ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عبدالملک سے پوچھا کہ کیا ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے "رمضان" کی بھی قید لگائی تھی؟ تو انہوں نے تو اس طرح فرمایا کہ آپ جنابت کی حالت میں جو احتلام سے

---

❶ امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور دیگر کا مسلک یہی ہے کہ روزہ کی حالت میں تقبیل بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ روزہ دار کو اپنے نفس پر قابو ہو [illegible] نفس [illegible] کی طرح مباشرت کا بھی یہی حکم ہے [illegible] مباشرت فاحشہ [illegible]
[illegible] علماء کے نزدیک [illegible]

نہ ہوتی تھی صبح کرتے تھے پھر روزہ رکھ لیتے تھے اسی حالت میں۔

۳۲۵...... و حدثني حرملة بن يحيى أخبرنا ابن وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب عن عروة بن الزبير وأبي بكر بن عبد الرحمن أن عائشة زوج النبي ﷺ قالت قد كان رسول الله ﷺ يدركه الفجر في رمضان وهو جنب من غير حلم فيغتسل ويصوم

۳۲۵...... حضرت عائشہؓ زوجہ مطہرہ نبی ﷺ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فجر ہو جاتی تھی رمضان میں جنابت کی حالت میں اور جنابت احتلام سے نہ ہوتی تھی (جماع سے ہوتی تھی) آپؐ غسل فرما کر روزہ رکھ لیتے)۔

۳۲۶...... حدثني هارون بن سعيد الأيلي حدثنا ابن وهب أخبرني عمرو وهو ابن الحارث عن عبد ربه عن عبد الله ابن كعب الحميري أن أبا بكر حدثه أن مروان أرسله إلى أم سلمة رضي الله عنها يسأل عن الرجل يصبح جنبا أيصوم فقالت كان رسول الله ﷺ يصبح جنبا من جماع لا من حلم ثم لا يفطر ولا يقضي

۳۲۶...... حضرت عبداللہ بن کعب الحمیریؒ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ بن عبدالرحمن نے ان سے بیان کیا کہ مروان (حاکم مدینہ) نے انہیں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا، جنابت کی حالت میں روزہ رکھنے سے متعلق مسئلہ معلوم کرنے کیلئے کہ ایسی حالت میں کیا روزہ رکھے؟ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ جنابت کی حالت میں جو جماع کی وجہ سے ہوتی تھی احتلام کی وجہ سے نہیں صبح کرتے تھے اور پھر نہ تو افطار کرتے تھے اور نہ قضا فرماتے تھے (یعنی نہ تو روزہ توڑتے تھے اور نہ ہی بعد میں اس روزہ کی قضا کرتے تھے، جس سے معلوم ہوا کہ اس حالت میں روزہ صحیح ہے)۔

۳۲۷...... حدثنا يحيى بن يحيى قال قرأت على مالك عن عبد ربه بن سعيد عن أبي بكر بن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام عن عائشة وأم سلمة زوجي النبي ﷺ أنهما قالتا إن كان رسول الله ﷺ ليصبح جنبا من جماع غير احتلام في رمضان ثم يصوم

۳۲۷...... حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما ازواج نبی ﷺ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ رمضان میں جنابت کی حالت میں صبح بیدار ہوتے اور وہ جنابت جماع کی وجہ سے ہوتی تھی نہ کہ احتلام کی وجہ سے، پھر آپؐ روزہ رکھ لیتے۔

۳۲۸...... حدثنا يحيى بن أيوب وقتيبة وابن حجر قال ابن أيوب حدثنا إسمعيل بن جعفر أخبرني عبد الله بن عبد الرحمن وهو ابن معمر بن حزم الأنصاري أبو طوالة أن أبا يونس مولى عائشة أخبره عن عائشة رضي الله عنها أن رجلا جاء إلى النبي ﷺ يستفتيه وهي تسمع من وراء الباب فقال يا

۳۲۸...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس فتویٰ لینے آیا وہ دروازے کی اوٹ میں سے سن رہی تھیں اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! مجھے فجر کی نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور میں جنابت سے ہوتا ہوں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے بھی جنابت کی حالت میں فجر کی نماز کا وقت ہو جاتا ہے میں تو روزہ رکھ لیتا ہوں۔ اس نے کہا یا رسول اللہ آپ ہماری طرح تو ہیں نہیں، آپ کے تو

رَسُولَ اللهِ تُدْرِكُنِي الصَّلَاةُ وَأَنَا جُنُبٌ أَفَأَصُومُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا تُدْرِكُنِي الصَّلَاةُ وَأَنَا جُنُبٌ فَأَصُومُ فَقَالَ لَسْتَ مِثْلَنَا يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ وَاللهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَعْلَمَكُمْ بِمَا أَتَّقِي

اگلے پچھلے سب گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیئے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے یہ امید ہے کہ میں تم سب میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور سب سے زیادہ ان چیزوں کا جاننے والا ہوں جن سے بچنا ضروری ہے۔
(سائل کو یہ اندیشہ تھا کہ یہ حکم صرف آپؐ کی خصوصیت نہ ہو لیکن حضورؐ کے جواب نے بتلا دیا کہ یہ حکم سب کے لئے عام ہے۔

۳۲۹ ..... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ الرَّجُلِ يُصْبِحُ جُنُبًا أَيَصُومُ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُومُ

۳۲۹ ..... حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ سے پوچھا کہ ایک شخص کو جنابت کی حالت میں صبح ہو جائے تو کیا وہ روزہ رکھے؟ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جماع سے جنبی ہوتے اور صبح کو روزہ رکھ لیتے۔

باب-۴۸ باب تغليظ تحريم الجماع في نهار رمضان على الصائم ووجوب الكفارة الكبرى فيه وبيانها وأنها تجب على الموسر والمعسر وتثبت في ذمة المعسر حتى يستطيع

رمضان میں روزہ دار کے لئے جماع کی سخت حرمت کا بیان

۳۳۰ ..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ هَلَكْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ وَمَا أَهْلَكَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ قَالَ هَلْ تَجِدُ مَا تُعْتِقُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَجِدُ مَا تُطْعِمُ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ ثُمَّ جَلَسَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ فَقَالَ تَصَدَّقْ بِهَذَا قَالَ أَفْقَرَ مِنَّا فَمَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ إِلَيْهِ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ

۳۳۰ ..... حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ! میں تو تباہ و برباد ہو گیا۔ حضورؐ نے پوچھا کہ کس نے تجھے ہلاک کیا؟ کہنے لگا کہ میں نے رمضان میں بیوی سے جماع کر لیا۔ فرمایا کیا تیرے پاس غلام آزاد کرنے کے لئے ہے؟ کہنے لگا نہیں! فرمایا: پھر کیا تو دو ماہ متواتر روزہ رکھنے کی استطاعت رکھتا ہے؟ کہنے لگا نہیں! پھر فرمایا: کیا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ کہنے لگا نہیں! پھر وہ بیٹھا رہا کچھ دیر میں نبی ﷺ کی خدمت میں کھجور کا ٹوکرا لایا گیا۔ آپؐ نے اس سے فرمایا کہ (ان کھجوروں کو ہی) صدقہ کر دے۔ اس نے عرض کیا کہ مدینہ کے دونوں سنگلاخ کناروں کے درمیان کوئی گھر والے ایسے نہیں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہوں۔ حضور اقدس ﷺ یہ سن کر ہنس پڑے (کھلکھلا کر) یہاں تک کہ آپؐ کے نواجذ (ڈاڑھیں) ظاہر ہو گئیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: جا اسے لے جا اور اپنے گھر والوں کو کھلا۔

۳۳۱ ..... حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ

۳۳۱ ..... حضرت محمد بن مسلم زہریؒ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت

مَنْصُورٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ رِوَايَةِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَقَالَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ وَهُوَ الزِّنْبِيلُ وَلَمْ يَذْكُرْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُـــــهُ

منقول ہے۔راوی نے کہا کہ اس روایت میں اس ٹوکرے کا ذکر نہیں ہے جس میں کھجوریں تھیں یعنی زنبیل اور وہ یہ بھی ذکر نہیں کرتے کہ نبی کریم ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں۔

۲۳۲۔۔۔۔۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ فِي رَمَضَانَ فَاسْتَفْتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُم عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ صِيَامَ شَهْرَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا

۲۳۲۔۔۔۔۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا، پھر اس نے رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھا اس بارے میں تو آپؐ نے فرمایا: کیا غلام آزاد کرنے کی وسعت ہے؟ کہا نہیں! فرمایا: دو ماہ کے (متواتر) روزے رکھ سکتا ہے؟ کہا نہیں! فرمایا: پھر ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا۔[1]

۲۳۳۔۔۔۔۔وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عِيسٰى أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ رَجُلًا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُم عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُكَفِّرَ بِعِتْقِ رَقَبَةٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

۲۳۳۔۔۔۔۔ حضرت زہریؒ سے اس سند کے ساتھ روایت ہے کہ ایک آدمی نے رمضان میں روزہ افطار کیا (توڑ لیا) تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو حکم فرمایا کہ ایک غلام آزاد کر کے کفارہ ادا کر پھر ابن عیینہ کی حدیث کی طرح حدیث بیان فرمائی۔

۲۳۴۔۔۔۔۔حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ رَجُلًا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ أَنْ يُعْتِقَ رَقَبَةً أَوْ يَصُومَ شَهْرَيْنِ أَوْ يُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا

۲۳۴۔۔۔۔۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو جس نے رمضان میں روزہ افطار کر لیا تھا (توڑ دیا تھا) حکم دیا کہ ایک غلام آزاد کرے، یا دو ماہ کے متواتر روزے رکھے یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے۔

۲۳۵۔۔۔۔۔حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

۲۳۵۔۔۔۔۔ حضرت زہریؒ سے اس سند کے ساتھ حدیث ابن عیینہ کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

---

[1] بعض حضرات نے ان صاحب کا نام سلمہ بن صخر البیاضی بتلایا ہے لیکن حافظ ابن حجرؒ نے اسے رد کر دیا ہے۔ بعض نے ان کا نام اوس بن الصامت بتلایا ہے۔ بہر کیف! رمضان کے دن میں روزہ کی حالت میں جماع حرام ہے اور اگر کر لیا تو قضاء و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ پھر احناف کے نزدیک کفارہ کی تینوں قسموں میں ترتیب ضروری ہے۔ لہٰذا پہلے عتق رقبہ ضروری ہے اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو پھر ۶۰ ساٹھ روزے متواتر ضروری ہیں۔ اور اگر ان کی بھی استطاعت نہ ہو تو ۶۰ مساکین کو کھانا کھلانا ضروری ہے جب کہ امام مالکؒ کے نزدیک تینوں صورتوں میں اختیار ہے جس پر چاہے عمل کر لے۔

۳۳۶ ..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ احْتَرَقْتُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِمَ قَالَ وَطِئْتُ امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ نَهَارًا قَالَ تَصَدَّقْ تَصَدَّقْ قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ فَأَمَرَهُ أَنْ يَجْلِسَ فَجَاءَهُ عَرَقَانِ فِيهِمَا طَعَامٌ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِهِ

۳۳۶ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا میں تو جل گیا (جہنم کی آگ میں) حضور علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ کیوں؟ کہنے لگا کہ میں نے رمضان کے دن میں بیوی سے وطی کر لی، آپؐ نے فرمایا کہ صدقہ دو صدقہ دو۔ کہنے لگا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے، آپؐ نے اسے حکم فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ کچھ دیر میں آپؐ کے پاس دو ٹوکرے غلہ اناج کے آئے، آپ نے اسے فرمایا کہ اسے صدقہ کر دو۔

۳۳۷ و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبَّادَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُولُ أَتَى رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَلَيْسَ فِي أَوَّلِ الْحَدِيثِ تَصَدَّقْ تَصَدَّقْ وَلَا قَوْلُهُ نَهَارًا

۳۳۷ اس سند سے بھی حضرت عائشہؓ سابقہ حدیث (کہ ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے رمضان میں بیوی سے وطی کر لی) منقول ہے۔ البتہ اس روایت میں (دن) کا ذکر نہیں ہے اور اسی طرح دوبارہ صدقہ دینے کا ذکر نہیں ہے۔

۳۳۸ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ أَنَّ مُحَمَّدَ ابْنَ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبَّادَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ أَتَى رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ احْتَرَقْتُ احْتَرَقْتُ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا شَأْنُهُ فَقَالَ أَصَبْتُ أَهْلِي قَالَ تَصَدَّقْ فَقَالَ وَاللهِ يَا نَبِيَّ اللهِ مَالِي شَيْءٌ وَمَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ قَالَ اجْلِسْ فَجَلَسَ فَبَيْنَا هُوَ عَلَى ذَلِكَ أَقْبَلَ رَجُلٌ يَسُوقُ حِمَارًا عَلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ آنِفًا فَقَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَصَدَّقْ بِهَذَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَغَيْرَنَا فَوَاللهِ إِنَّا

۳۳۸ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ نبی ﷺ فرماتی ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رمضان میں مسجد میں حاضر ہوا اور کہنے لگا یارسول اللہ! میں تو جل گیا (جہنم کی آگ میں) میں تو جل گیا۔ حضور علیہ السلام نے اس سے اس کا معاملہ دریافت فرمایا تو کہنے لگا: میں نے اپنی اہلیہ سے جماع کر لیا۔ فرمایا کہ صدقہ دو۔ اس نے کہا اے اللہ کے نبی! واللہ میرے پاس کچھ نہیں اور نہ میں صدقہ دینے پر قادر ہوں۔ فرمایا کہ اچھا بیٹھ جاؤ۔ وہ وہیں اسی طرح بیٹھا تھا کہ کچھ دیر میں ایک شخص ایک گدھے کو جس پر کھانا لدا ہوا تھا ہانکتا ہوا لایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہاں ہے وہ جلنے والا؟ جو ابھی آیا تھا۔ وہ آدمی کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے لے جا کر صدقہ کر دو۔ اس نے کہا کہ کیا کسی اور کو دے دوں (اپنے آپ کو چھوڑ کر) اللہ کی قسم! ہم بھوک کے مارے ہوئے ہیں ہمارے پاس کچھ نہیں۔ فرمایا کہ اچھا تم ہی کھالو۔

لِجِيَاعٌ مَا لَنَا شَيْءٌ قَالَ فَكُلُوهُ

(علماء نے لکھا ہے کہ یہ ان صاحب کی خصوصیت تھی ورنہ عمومی حکم وہی ہے جو ما قبل میں گذر چکا ہے کہ تینوں صورتوں میں علی الترتیب عمل کیا جائے)۔

باب-۴۹ باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية إذا كان سفره مرحلتين فأكثر وأن الأفضل لمن أطاقه بلا ضرر أن يصوم ولمن يشق عليه أن يفطر

مسافر کے لئے رمضان کا روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا بیان

۲۳۹...... حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيدَ ثُمَّ أَفْطَرَ قَالَ وَكَانَ صَحَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَتَّبِعُونَ الْأَحْدَثَ فَالْأَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ

۲۳۹...... حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال رمضان میں سفر کو نکلے، اور روزہ رکھ لیا۔ جب مقام "کدید" میں پہنچے تو افطار کر لیا (روزہ توڑ دیا) اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا معمول تھا کہ آپ کی نئی سے نئی بات کا اتباع کرتے تھے (یعنی جو آپ کا آخیر عمل ہوتا تھا اس کی اتباع کرتے تھے)۔ ❶

۲۴۰...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ قَالَ يَحْيَى قَالَ سُفْيَانُ لَا أَدْرِي مِنْ قَوْلِ مَنْ هُوَ يَعْنِي وَكَانَ يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

۲۴۰...... حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ حضرت سفیان نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ کس کا قول ہے اور رسول اللہ ﷺ کے آخری قول کو لیا جاتا تھا۔

۲۴۱...... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ

۲۴۱...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے حضرت زہریؒ نے کہا کہ

❶ اس بات پر تو علماء کا اتفاق ہے کہ شرعی سفر کی حالت میں مسافر کے لئے روزہ رکھنا بھی جائز ہے اور نہ رکھنا بھی۔ رسول اللہ ﷺ سے دونوں عمل ثابت ہیں۔ لیکن اختلاف اس بات میں ہے کہ دونوں صورتوں میں سے افضل صورت کون سی ہے؟ امام ابو حنیفہؒ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک روزہ رکھنا افضل ہے، لیکن اگر شدید مشقت کا اندیشہ ہو تو پھر افطار افضل ہے۔ لیکن اگر غیر معمولی مشقت نہ ہو یا آرام دہ سفر ہو جیسے آج کل ہوائی جہازوں، بحری جہازوں اور ٹرینوں کے آرام دہ سفر ہوتے ہیں جس میں مشقت کا احتمال بھی نہیں ہوتا تو روزہ رکھنا افضل ہے۔ بہت سے لوگ چند گھنٹوں کے سفر کی وجہ سے روزہ چھوڑ دیتے ہیں۔ احنافؒ کے نزدیک یہ صحیح نہیں۔ البتہ امام احمدؒ کے نزدیک سفر میں مطلقاً روزہ نہ رکھنا اور افطار کرنا افضل ہے رخصت کے حکم پر عمل کرتے ہوئے۔
یہاں دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے روزہ رکھ کر سفر شروع کیا تو اب درمیان میں اس کے لئے روزہ توڑنا جائز ہے یا نہیں؟ احناف کے نزدیک حالت سفر میں بغیر کسی عذر شرعی کے روزہ توڑنا جائز نہیں، ہاں اگر حالت اضطرار اور ناقابل برداشت تکلیف کی ہو تو جائز ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک علی الاطلاق جائز ہے۔

أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَ الْفِطْرُ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْآخِرِ فَالْآخِرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَصَبَّحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَكَّةَ لِثَلَاثَ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ۔

اس روایت میں ہے کہ دونوں باتوں (روزہ رکھنے اور نہ رکھنے میں) آپ کا آخری عمل نہ رکھنے کا تھا (افطار کا تھا) جب کہ رسول اللہ ﷺ کے آخری عمل کو لیا جاتا تھا۔ زہریؒ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے رمضان کی تیرھویں تاریخ کی صبح مکہ میں فرمائی۔

۲۴۲...... وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ اللَّيْثِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانُوا يَتَّبِعُونَ الْأَحْدَثَ فَالْأَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ وَيَرَوْنَهُ النَّاسِخَ الْمُحْكَمَ

۳۴۲...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث لیث منقول ہے۔
ابن شہابؒ زہری کہتے ہیں کہ صحابہؓ حضورؐ کے جدید عمل کی اتباع کرتے تھے (عمل قدیم کو منسوخ سمجھتے تھے اور) روزہ نہ رکھنے کو ناسخ سمجھتے تھے۔

۲۴۳...... و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَافَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ فِيهِ شَرَابٌ فَشَرِبَهُ نَهَارًا لِيَرَاهُ النَّاسُ ثُمَّ أَفْطَرَ حَتَّى دَخَلَ مَكَّةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَصَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ

۳۴۳...... حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں سفر کیا اور روزہ رکھ لیا۔ جب مقام "عسفان" میں پہنچے تو شربت کا برتن منگولیا، اور دن میں اسے پی لیا تاکہ لوگ دیکھ لیں پھر افطار کرتے رہے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے تک۔
ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مکہ میں داخل ہونے کے بعد حضور علیہ السلام نے تو روزہ رکھا اور صحابہ میں سے جس نے چاہا روزہ رکھا اور جس نے چاہا افطار کر لیا۔

۲۴۴...... و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَا تَعِبْ عَلَى مَنْ صَامَ وَلَا عَلَى مَنْ أَفْطَرَ قَدْ صَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي السَّفَرِ وَأَفْطَرَ

۳۴۴ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہم (سفر میں) روزہ رکھنے والے اور نہ رکھنے والے دونوں کو برا بھلا نہیں کہتے۔
رسول اللہ ﷺ نے افطار بھی فرمایا اور روزہ بھی رکھا۔

۲۴۵...... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ إِلَى مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيمِ فَصَامَ النَّاسُ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ فَرَفَعَهُ حَتَّى نَظَرَ النَّاسُ إِلَيْهِ ثُمَّ شَرِبَ فَقِيلَ لَهُ بَعْدَ ذَلِكَ إِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ فَقَالَ

۳۴۵...... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ فتح مکہ والے سال رمضان میں روزہ رکھ کر سفر میں نکلے، جب "کراع الغمیم" کے مقام پر پہنچے، لوگوں نے بھی روزہ رکھا ہوا تھا، اس مقام پر آپؐ نے پانی کا پیالہ منگولیا اور اسے اتنا اوپر اٹھایا کہ لوگوں نے دیکھ لیا۔ پھر آپؐ نے وہ پانی پی لیا، اس کے بعد آپ سے کہا گیا کہ کچھ لوگوں نے ابھی تک روزہ رکھا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ نافرمان لوگ ہیں، وہ نافرمان لوگ ہیں۔

أُولَئِكَ الْعُصَاةُ أُولَئِكَ الْعُصَاةُ

۲۴۶... وحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ جَعْفَرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِمُ الصِّيَامُ وَإِنَّمَا يَنْظُرُونَ فِيمَا فَعَلْتَ فَدَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ بَعْدَ الْعَصْرِ

۳۴۶... حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اور اس روایت میں یہ بات زائد ہے کہ آپؐ سے کہا گیا کہ لوگوں پر روزہ بڑا بھاری اور شاق ہو گیا ہے اور وہ آپ کے عمل کے منتظر ہیں۔ تو آپ ﷺ نے عصر کے بعد پانی کا ایک پیالہ منگوایا۔

۲۴۷... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَرَأَى رَجُلًا قَدِ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَقَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا لَهُ قَالُوا رَجُلٌ صَائِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ أَنْ تَصُومُوا فِي السَّفَرِ

۳۴۷... حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے، آپؐ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ لوگ اس پر جمع ہیں، اس پر بے ہوشی طاری تھی، آپؐ نے فرمایا: اسے کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا کہ یہ روزہ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفر میں تمہارا روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے (جب کہ اتنی مشقت اور بدحالی کا اندیشہ ہو)۔

۲۴۸... حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُا رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلًا بِمِثْلِهِ

۳۴۸... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اس میں یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا: تمہارے لئے ضروری ہے کہ اللہ کی دی ہوئی رخصت پر جو اس نے تمہیں دی ہے عمل کرو۔ (یہ یحییٰ ابن کثیر کا اضافہ ہے)۔
راوی نے کہا کہ جب میں نے ان سوال کیا تو ان کو یاد نہیں تھا۔

۲۴۹... وحَدَّثَنَاهُ أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَزَادَ قَالَ شُعْبَةُ وَكَانَ يَبْلُغُنِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّهُ كَانَ يَزِيدُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَفِي هَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّهُ قَالَ عَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ اللهِ الَّذِي رَخَّصَ لَكُمْ
قَالَ فَلَمَّا سَأَلْتُهُ لَمْ يَحْفَظْهُ۔

۳۴۹... حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا (اس پر بیہوشی طاری ہے آپ ﷺ نے فرمایا: سفر میں روزہ رکھنا تمہارے لئے نیکی نہیں ہے)۔

۲۵۰... حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۳۵۰... حضرت ابوسعید الخدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سولہ رمضان تک جہاد کیا۔ ہم میں سے بعض لوگ روزہ رکھتے تھے اور بعض افطار کرتے تھے، نہ روزہ دار، افطار کرنے والے کو برا کہتے

لِستَّ عشرةَ مضتْ منْ رمضانَ فمنّا منْ صامَ ومنّا منْ أفطرَ فلمْ يعبِ الصائمُ على المُفطرِ ولا المُفطرُ على الصائمِ

تھے اور افطار کرنے والے روزہ داروں پر عیب زنی کرتے تھے (معلوم ہوا دونوں جائز ہیں)۔

٣٥١ حدّثنا محمّدُ بنُ أبي بكرٍ المُقدَّميُّ حدّثنا يحيى بنُ سعيدٍ عنِ التّيميّ ح و حدّثنَاه محمّدُ بنُ المُثنّى حدّثنا ابنُ مهديٍّ حدّثنا شعبةُ ح وقالَ ابنُ المُثنّى حدّثنا أبو عامرٍ حدّثنا هشامٌ وقالَ ابنُ المُثنّى حدّثنا سالمُ بنُ نوحٍ حدّثنا عمرُ يعني ابنَ عامرٍ ح و حدّثنا أبو بكرِ بنُ أبي شيبةَ حدّثنا محمّدُ بنُ بشرٍ عنْ سعيدٍ كلُّهمْ عنْ قتادةَ بهذا الإسنادِ نحوَ حديثِ همّامٍ غيرَ أنّ في حديثِ التّيميّ وعمرَ بنِ عامرٍ وهشامٍ لثمانِ عشرةَ خلتْ وفي حديثِ سعيدٍ في ثنتي عشرةَ وشعبةَ لسبعَ عشرةَ أو تسعَ عشرةَ

٣٥١ اس سند کے ساتھ صحابی رسول ﷺ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہمام کی حدیث کی طرح حدیث روایت کی گئی ہے۔
لیکن سوائے اس کے کہ تیمی، عمر بن عامر اور ہشام کی روایت میں اٹھارہ تاریخ اور سعید کی حدیث میں بارہ تاریخ اور حضرت شعبہ کی حدیث میں سترہ یا انیس تاریخ ذکر کی گئی ہے۔

٣٥٢ حدّثنا نصرُ بنُ عليٍّ الجهضميُّ حدّثنا بشرٌ يعني ابنَ مفضّلٍ عنْ أبي مسلمةَ عنْ أبي نضرةَ عنْ أبي سعيدٍ رضيَ اللهُ عنهُ قالَ كنّا نسافرُ مع رسولِ اللهِ ﷺ في رمضانَ فما يُعابُ على الصائمِ صومُهُ ولا على المُفطرِ إفطارُهُ

٣٥٢ ... حضرت ابوسعید الخدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان میں سفر کرتے تھے تو صائم (روزہ دار) کے روزہ پر کوئی عیب لگاتا تھا نہ مفطر (روزہ نہ رکھنے والا) کے افطار پر۔

٣٥٣ حدّثني عمرٌو النّاقدُ حدّثنا إسمعيلُ بنُ إبراهيمَ عنِ الجُريريِّ عنْ أبي نضرةَ عنْ أبي سعيدٍ الخدريِّ رضيَ اللهُ عنهُ قالَ كنّا نغزو مع رسولِ اللهِ ﷺ في رمضانَ فمنّا الصائمُ ومنّا المُفطرُ فلا يجدُ الصائمُ على المُفطرِ ولا المُفطرُ على الصائمِ يرونَ أنّ منْ وجدَ قوّةً فصامَ فإنّ ذلكَ حسنٌ ويرونَ أنّ منْ وجدَ ضعفًا فأفطرَ فإنّ ذلكَ حسنٌ

٣٥٣ . حضرت ابوسعید الخدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں ہوتے تھے، ہم میں روزہ دار بھی ہوتے تھے اور افطار کرنے والے بھی۔ نہ صائم، مفطر پر ناراض ہوتا نہ مفطر صائم پر ناراض ہوتا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ جو قوی اور طاقت مند ہو وہ روزہ رکھے۔ یہ بہتر بات ہے اور جو کمزور ہو وہ افطار کرلے اس کے لیے یہی بہتر ہے۔

٣٥٤ حدّثنا سعيدُ بنُ عمرٍو الأشعثيُّ وسهلُ بنُ عثمانَ وسويدُ بنُ سعيدٍ وحسينُ بنُ حريثٍ كلُّهمْ عنْ مروانَ قالَ سعيدٌ أخبرَنا مروانُ بنُ معاويةَ

٣٥٤ ... حضرت ابوسعید الخدریؓ اور حضرت جابرؓ بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا۔
روزہ رکھنے والا روزہ رکھتا اور جسے افطار کرنا ہوتا وہ افطار کرتا کوئی دوسرے

عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا نَضْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَا سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَيَصُومُ الصَّائِمُ وَيُفْطِرُ الْمُفْطِرُ فَلَا يَعِيبُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ

پر عیب زنی نہیں کرتا تھا۔

۳۵۵۔۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ صَوْمِ رَمَضَانَ فِي السَّفَرِ فَقَالَ سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ

۳۵۵۔۔۔ حمیدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ سے سفر کی حالت میں رمضان کے روزہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا تو صائم، روزہ نہ رکھنے والے پر کوئی عیب زنی نہیں کرتا تھا اور نہ ہی مُفطر (روزہ نہ رکھنے والا) صائم کو برا کہتا تھا۔

۳۵۶۔۔۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ خَرَجْتُ فَصُمْتُ فَقَالُوا لِي أَعِدْ قَالَ فَقُلْتُ إِنَّ أَنَسًا أَخْبَرَنِي أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَانُوا يُسَافِرُونَ فَلَا يَعِيبُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ فَلَقِيتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ فَأَخْبَرَنِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِمِثْلِهِ

۳۵۶ حمید کہتے ہیں کہ میں ایک بار سفر میں نکلا تو میں نے روزہ رکھ لیا، مجھے لوگوں نے کہا کہ اسے لوٹاؤ (قضا کرو) میں نے کہا کہ حضرت انسؓ نے مجھے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ جب سفر کرتے تھے تو نہ صائم، مفطر پر عیب زنی کرتا تھا نہ مفطر، صائم کو برا کہتا تھا۔
پھر میں ابن ابی مُلَیکہؒ سے ملا تو انہوں نے مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالہ سے بالکل یہی بات بتلائی۔

۳۵۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ مُوَرِّقٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي السَّفَرِ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ قَالَ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فِي يَوْمٍ حَارٍّ أَكْثَرُنَا ظِلًّا صَاحِبُ الْكِسَاءِ وَمِنَّا مَنْ يَتَّقِي الشَّمْسَ بِيَدِهِ قَالَ فَسَقَطَ الصُّوَّامُ وَقَامَ الْمُفْطِرُونَ فَضَرَبُوا الْأَبْنِيَةَ وَسَقَوُا الرِّكَابَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ

۳۵۷ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہمارے درمیان روزہ دار بھی تھے اور غیر روزہ دار بھی۔ ایک گرم دن میں ہم نے ایک منزل پر پڑاؤ کیا، (اور حالت یہ تھی کہ) ہم میں سے سب سے زیادہ سائے میں وہ شخص تھا جس کے پاس چادر تھی، اور کئی تو ایسے تھے جنہوں نے ہاتھوں سے ہی دھوپ روکنے کی سعی کی تھی۔ جو روزہ دار تھے وہ (گرمی کی شدت سے نڈھال ہو کر) گر پڑے اور غیر روزہ دار کھڑے ہوئے، خیمے گاڑے، سواریوں کو پانی پلایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج تو غیر روزہ دار بہت سا ثواب لوٹ گئے"۔

۳۵۸۔۔۔ وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ مُوَرِّقٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَصَامَ بَعْضٌ وَأَفْطَرَ بَعْضٌ فَتَحَزَّمَ الْمُفْطِرُونَ وَعَمِلُوا وَضَعُفَ الصُّوَّامُ

۳۵۸۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے، بعض لوگوں نے روزہ رکھا اور بعض نے افطار کیا۔ جنہوں نے افطار کیا وہ کمربستہ ہو کر خدمت میں لگ گئے اور خوب کام کیا، جب کہ روزہ دار کمزوری کی وجہ سے کام نہ کر سکے۔ حضور علیہ

عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ قَالَ فَقَالَ فِي ذٰلِكَ ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ

السلام نے اس بارے میں فرمایا:
"غیر روزہ دار آج تو بہت اجر لے گئے"۔

۳۵۹ ...... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ

قَالَ حَدَّثَنِي قَزَعَةُ قَالَ أَتَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ مَكْثُورٌ عَلَيْهِ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْهُ قُلْتُ إِنِّي لَا أَسْأَلُكَ عَمَّا يَسْأَلُكَ هٰؤُلَاءِ عَنْهُ سَأَلْتُهُ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلٰى مَكَّةَ وَنَحْنُ صِيَامٌ قَالَ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّكُمْ قَدْ دَنَوْتُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَالْفِطْرُ أَقْوٰى لَكُمْ فَكَانَتْ رُخْصَةً فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ أَفْطَرَ ثُمَّ نَزَلْنَا مَنْزِلًا آخَرَ فَقَالَ إِنَّكُمْ مُصَبِّحُو عَدُوِّكُمْ وَالْفِطْرُ أَقْوٰى لَكُمْ فَأَفْطِرُوا وَكَانَتْ عَزْمَةً فَأَفْطَرْنَا

ثُمَّ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنَا نَصُومُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ

۳۵۹ ... قزعہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو سعید الخدریؓ کے پاس آیا، ان کے پاس لوگوں کا ہجوم لگا ہوا تھا، جب لوگ منتشر ہوگئے تو میں نے کہا: میں آپ سے اس بارے میں سوال نہیں کروں گا جس بارے میں لوگ پوچھ رہے ہیں۔ میں تو سفر میں روزہ کے بارے میں سوال کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: ہم نے حضور اقدس ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف سفر کیا، ہمارا روزہ تھا، ایک منزل پر ہمارا پڑاؤ ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا: تم دشمن سے بہت قریب ہو چکے ہو (فتح مکہ کے موقع پر) اور اب افطار کرنا تمہارے لئے زیادہ باعث تقویت ہے چنانچہ افطار کی رخصت (اجازت) ہوگئی (جو چاہے افطار کرے جو چاہے روزہ رکھے) پھر ہم میں سے بعض تو روزہ سے رہے اور بعض نے افطار کرلیا۔ پھر ہم دوبارہ ایک اگلی منزل پر اترے تو آپؐ نے فرمایا: تم صبح کو اپنے دشمن سے ملنے والے ہو لہٰذا افطار کرنا تمہارے لئے زیادہ باعث تقویت ہے تو افطار کرلو۔ چنانچہ اب قطعی حکم ہوگیا (افطار کا) لہٰذا ہم سب نے افطار کرلیا۔ پھر ابو سعیدؓ نے فرمایا کہ: "ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس کے بعد بھی سفر میں روزہ رکھا"۔

۳۶۰ ...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ سَأَلَ حَمْزَةُ ابْنُ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيُّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ

۳۶۰ ... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حمزہ بن عمرو الاسلمیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سفر میں روزہ کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا: چاہو تو روزہ رکھ لو چاہو تو افطار کرلو"۔

۳۶۱ ...... وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي رَجُلٌ أَسْرُدُ الصَّوْمَ أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ قَالَ صُمْ إِنْ شِئْتَ وَأَفْطِرْ إِنْ شِئْتَ

۳۶۱ ... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ سیدہ عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت حمزہ بن عمر وؓ نے کہا: یا رسول اللہ! میں پے در پے مسلسل روزہ رکھنے والا شخص ہوں تو کیا میں سفر میں بھی روزہ رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر چاہے تو افطار کرلے۔

۳۶۲ و حدثناه يحيى بن يحيى أخبرنا أبو معاوية عن هشام بهذا الإسناد مثل حديث حماد بن زيد إني رجل أسرد الصوم

۳۶۲..... حضرت ہشام سے اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث حماد بن زید کہ میں مسلسل روزہ رکھنے والا آدمی ہوں۔ نقل کی گئی ہے۔

۳۶۳..... و حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب قالا حدثنا ابن نمير وقال أبو بكر حدثنا عبد الرحيم بن سليمان كلاهما عن هشام بهذا الإسناد أن حمزة قال إني رجل أصوم أفأصوم في السفر

۳۶۳..... حضرت ہشامؒ سے اسی سند کے ساتھ روایت ہے کہ حضرت حمزہؓ نے کہا کہ میں ایک روزے دار آدمی ہوں تو کیا میں سفر میں بھی روزہ رکھوں؟

۳۶٤..... و حدثني أبو الطاهر وهارون بن سعيد الأيلي قال هارون حدثنا وقال أبو الطاهر أخبرنا ابن وهب أخبرني عمرو بن الحارث عن أبي الأسود عن عروة بن الزبير عن أبي مراوح عن حمزة بن عمرو الأسلمي رضي الله عنه أنه قال يا رسول الله أجد بي قوة على الصيام في السفر فهل علي جناح فقال رسول الله ﷺ هي رخصة من الله فمن أخذ بها فحسن ومن أحب أن يصوم فلا جناح عليه

۳۶۴..... حضرت حمزہؓ بن عمرو الاسلمی فرماتے ہیں کہ انہوں نے (بارگاہ نبویؐ میں) عرض کیا یا رسول اللہ! میں سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں، اگر میں روزہ رکھوں تو کیا مجھے گناہ ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تو رخصت اللہ عزوجل کی طرف سے۔ اگر کوئی اس پر عمل کرے تو یہ اچھی بات ہے اور جو روزہ رکھنا پسند کرتا ہے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔

قال هارون في حديثه هي رخصة ولم يذكر من الله

حضرت ہارون نے اپنی روایت میں رخصة کا لفظ ذکر کیا ہے اور من اللّٰه کا ذکر نہیں کیا۔

۳٦٥..... حدثنا داود بن رشيد حدثنا الوليد بن مسلم عن سعيد بن عبد العزيز عن إسمعيل بن عبيد الله عن أم الدرداء عن أبي الدرداء رضي الله عنه قال خرجنا مع رسول الله ﷺ في شهر رمضان في حر شديد حتى إن كان أحدنا ليضع يده على رأسه من شدة الحر وما فينا صائم إلا رسول الله ﷺ وعبد الله ابن رواحة

۳۶۵ حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک بار رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شدید گرمی میں رمضان کے مہینے میں سفر کو نکلے، اور گرمی کا عالم یہ تھا کہ ہم میں کوئی اپنا ہاتھ سر پر رکھے ہوئے تھا (سر میں تپش کی وجہ سے) اور رسول اللہ ﷺ اور عبد اللہؓ بن رواحہ کے علاوہ کوئی اور شخص روزہ سے نہ تھا۔

۳٦٦..... حدثنا عبد الله بن مسلمة القعنبي حدثنا هشام بن سعد عن عثمان بن حيان الدمشقي عن أم الدرداء قالت قال أبو الدرداء لقد رأيتنا مع رسول

۳۶۶..... حضرت ام درداءؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے سخت گرمیوں کے دنوں میں بعض سفروں میں دیکھا کہ لوگ سخت گرمی کی وجہ سے اپنے ہاتھوں کو اپنے سروں پر

اللہ ﷺ في بعض أسفاره في يوم شديد الحر حتى إن الرجل ليضع يده على رأسه من شدة الحر وما منا أحد صائم إلا رسول اللہ ﷺ وعبد الله بن رواحة

رکھ لیتے ہیں اور ہمارے درمیان رسول اللہ ﷺ اور عبد اللہ بن رواحہ کے علاوہ کوئی بھی روزہ دار نہ تھا۔

باب-۵۰ باب استحباب الفطر للحاج بعرفات يوم عرفة

حاجی کے لئے عرفہ کے دن روزہ نہ رکھنا مستحب ہے

۲۶۷ .. حدثنا يحيى بن يحيى قال قرأت على مالك عن أبي النضر عن عمير مولى عبد الله بن عباس عن أم الفضل بنت الحارث أن ناسا تماروا عندها يوم عرفة في صيام رسول اللہ ﷺ فقال بعضهم هو صائم وقال بعضهم ليس بصائم فأرسلت إليه بقدح لبن وهو واقف على بعيره بعرفة فشربه

۲۶۷ ۔ حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ کچھ افراد نے ان کے پاس جھگڑا کیا اس بارے میں کہ حضور ﷺ نے عرفہ کے دن روزہ رکھا ہے کہ نہیں۔ بعض نے کہا کہ آپ ﷺ روزہ سے ہیں اور بعض نے کہا نہیں۔ ام الفضل نے آپ ﷺ کو ایک دودھ کا پیالہ بھیجا، آپ ﷺ اپنے اونٹ پر وقوف فرمائے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے اسے تناول فرمالیا۔

۲۶۸ ... حدثنا إسحق بن إبراهيم وابن أبي عمر عن سفيان عن أبي النضر بهذا الإسناد ولم يذكر وهو واقف على بعيره

۲۶۸ حضرت ابی النضرؒ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ لیکن معمولی فرق کے ساتھ کہ اس روایت حضور اکرم ﷺ کا اونٹ پر سوار ہونے کا ذکر نہیں ہے۔

۲۶۹ .... وقال عن عمير مولى أم الفضل حدثني زهير بن حرب حدثنا عبد الرحمن بن مهدي عن سفيان عن سالم أبي النضر بهذا الإسناد نحو حديث ابن عيينة وقال عن عمير مولى أم الفضل

۲۶۹ حضرت سالم بن ابی النضر سے اس سند کے ساتھ بھی سابقہ روایت کا مضمون منقول ہے۔ لیکن سند میں یہ ہے کہ روایت ہے عمیر سے جو مولیٰ ہیں ام الفضل کے۔

۲۷۰ ..... وحدثني هارون بن سعيد الأيلي حدثنا ابن وهب أخبرني عمرو أن أبا النضر حدثه أن عميرا مولى ابن عباس رضي الله عنهما حدثه أنه سمع أم الفضل رضي الله عنها تقول شك ناس من أصحاب رسول اللہ ﷺ في صيام يوم عرفة ونحن بها مع رسول اللہ ﷺ فأرسلت إليه بقعب فيه لبن وهو بعرفة فشربه

۲۷۰ ... حضرت ابن عباسؓ کے آزاد کردہ غلام عمیر بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ام الفضلؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ:
"رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے بعض کو شک ہوا کہ آپ ﷺ نے عرفہ کے دن روزہ رکھا ہے یا نہیں؟ ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہی تھیں، ام الفضل کہتی ہیں کہ انہوں نے دودھ کا پیالہ آپ ﷺ کو بھیجا، آپ ﷺ عرفات میں تھے، آپ ﷺ نے وہ دودھ پی لیا۔

۲۷۱ .... وحدثني هارون بن سعيد الأيلي حدثنا ابن وهب أخبرني عمرو عن بكير بن الأشج عن

۲۷۱ .... حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ نبی فرماتی ہیں کہ لوگوں کو شک ہوا رسول اللہ ﷺ کے عرفہ کے روزہ میں۔ حضرت میمونہ رضی

كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ النَّاسَ شَكُّوا فِي صِيَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ مَيْمُونَةُ بِحِلَابِ اللَّبَنِ وَهُوَ وَاقِفٌ فِي الْمَوْقِفِ فَشَرِبَ مِنْهُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ

اللہ تعالیٰ عنہا نے دودھ کا برتن آپ ﷺ کو بھیجا، آپ ﷺ موقف میں وقوف عرفہ فرما رہے تھے، آپ ﷺ نے وہ دودھ تناول فرمایا جب کہ لوگ دیکھ رہے تھے۔

باب-۵۱

باب صوم يوم عاشوراء
عاشوراء کے روزے کا بیان

۲۷۲......حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصُومُ عَاشُورَاءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُهُ فَلَمَّا هَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ شَهْرُ رَمَضَانَ قَالَ مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ

۲۷۲......حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ قریش جاہلیت میں عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے، اور حضور اقدس ﷺ بھی رکھتے تھے، جب آپ ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو اس روز، روزہ رکھا اور رکھنے کا حکم بھی فرمایا۔ پھر جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو فرمایا: جو چاہے روزہ رکھے عاشورہ کا اور جو چاہے نہ رکھے۔ ❶

۲۷۳......و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي أَوَّلِ الْحَدِيثِ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُهُ وَقَالَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ وَتَرَكَ عَاشُورَاءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ وَلَمْ يَجْعَلْهُ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ كَرِوَايَةِ جَرِيرٍ

۲۷۳......اس سند سے بھی سابقہ حدیث معمولی تغیرات کے ساتھ منقول ہے کہ حدیث کے شروع میں ذکر نہیں کیا کہ آپ ﷺ عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے اور حدیث کے آخر میں ہے کہ آپ ﷺ نے عاشورہ کا روزہ چھوڑ دیا (اور فرمایا) جو چاہے اس کا روزہ رکھے اور جو چاہے چھوڑ دے۔ اور اس بات کو رسول اللہ ﷺ کا قول نہیں ٹھہرایا جیسے جریر کی روایت میں تھا۔

۲۷۴ حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ يَوْمَ عَاشُورَاءَ كَانَ يُصَامُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ

۲۷۴......حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جاہلیت کے دور میں عاشوراء کا روزہ رکھا جاتا تھا، پھر اسلام (دین حنیف بن کر) آ گیا تو اب جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے چھوڑ دے۔

---

❶ اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ نزول فرضیت رمضان سے قبل حضور علیہ السلام اور صحابہ کرامؓ عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے البتہ رمضان کی فرضیت کے بعد یہ حکم استحبابا باقی رہ گیا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صوم عاشورہ نزول رمضان سے قبل فرض تھا۔ جب کہ شافعیہؒ کے نزدیک سنت تھا۔

صوم عاشورہ میں مسنون یہ ہے کہ ۹ یا ۱۱ تاریخ کا روزہ بھی ساتھ ملا کر دو روزے رکھے جائیں تاکہ یہودیوں سے مشابہت نہ ہو کیونکہ یہودی اس دن روزہ رکھتے تھے جیسا کہ روایت ابن عباسؓ سے معلوم ہوتا ہے جسے ترمذی نے تخریج کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

٢٧٥..... حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُ بِصِيَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ رَمَضَانُ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَاءَ صَامَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ

٣٧٥..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے روزوں کی فرضیت سے قبل عاشوراء کے روزہ کا حکم فرمایا کرتے تھے، جب رمضان کے روزے فرض ہوگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اب جس کا دل چاہتا روزہ رکھتا عاشورہ کا اور جو چاہتا چھوڑ دیتا۔

٢٧٦..... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ جَمِيعًا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ عِرَاكًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ قُرَيْشًا كَانَتْ تَصُومُ عَاشُورَاءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِصِيَامِهِ حَتَّى فُرِضَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُفْطِرْهُ

٣٧٦..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ قریش زمانہ جاہلیت میں یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے، پھر رسول اللہ ﷺ نے بھی اس روزہ کا حکم فرمایا۔ حتیٰ کہ رمضان کے روزے فرض کیے گئے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا:
اب جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے عاشورہ کا نہ رکھے (دونوں باتیں جائز ہیں)۔

٢٧٧..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَامَهُ وَالْمُسْلِمُونَ قَبْلَ أَنْ يُفْتَرَضَ رَمَضَانُ فَلَمَّا افْتُرِضَ رَمَضَانُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ عَاشُورَاءَ يَوْمٌ مِنْ أَيَّامِ اللهِ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ

٣٧٧..... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اہل جاہلیت عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے بھی اس دن روزہ رکھا رمضان کے روزوں کی فرضیت سے قبل۔ پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"عاشورہ اللہ کے ایام میں سے ایک یوم ہے، جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے چھوڑ دے۔

٢٧٨ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كِلَاهُمَا عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بِمِثْلِهِ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ

٣٧٨..... حضرت عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت (عاشورہ اللہ کے ایام میں سے ایک یوم ہے جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے چھوڑ دے) منقول ہے۔

٢٧٩ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمُ

٣٧٩..... حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے عاشوراء کا ذکر کیا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"عاشوراء ایک دن ہے جس دن کہ اہل جاہلیت روزہ رکھتے ہیں۔

عَاشُورَاءَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَانَ يَوْمًا يَصُومُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَرِهَ فَلْيَدَعْهُ

لہٰذا تم میں سے جسے پسند ہو تو اس روز، روزہ رکھ لے اور جسے ناپسند ہو تو چھوڑ دے"۔

۲۸۰ ..... حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي يَوْمِ عَاشُورَاءَ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ كَانَ يَصُومُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَتْرُكَهُ فَلْيَتْرُكْهُ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَا يَصُومُهُ إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ صِيَامَهُ

۳۸۰ ..... حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو عاشورہ کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا:
"اس دن اہل جاہلیت روزہ رکھتے تھے تو جس کا دل چاہے وہ روزہ رکھ لے اور جو ناپسند کرے تو چھوڑ دے"۔ اور حضرت عبداللہؓ عاشورہ کا روزہ نہیں رکھتے تھے اِلّا یہ کہ ان کے معمولات کا روزہ اس کے موافق ہو جائے (یعنی جن ایام میں ہر ماہ روزہ رکھنے کا معمول تھا انہی ایام میں عاشورہ آجائے تو روزہ رکھتے تھے)۔

۲۸۱ ..... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْأَخْنَسِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ صَوْمُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ سَوَاءً

۳۸۱ ..... حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس عاشوراء کے دن روزہ کا ذکر کیا گیا۔ پھر باقی روایت حدیث لیث بن سعد کی طرح بیان کی۔

۲۸۲ ..... وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ الْعَسْقَلَانِيُّ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمُ عَاشُورَاءَ فَقَالَ ذَاكَ يَوْمٌ كَانَ يَصُومُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ

۳۸۲ ..... حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس عاشورہ کے دن ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ دن ہے کہ جس دن جاہلیت کے لوگ روزہ رکھتے تھے تو جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے روزہ چھوڑ دے۔

۲۸۳ ..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ دَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ عَلَى عَبْدِ اللهِ وَهُوَ يَتَغَدَّى فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ ادْنُ إِلَى الْغَدَاءِ فَقَالَ أَوَلَيْسَ الْيَوْمُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ قَالَ وَهَلْ تَدْرِي مَا يَوْمُ عَاشُورَاءَ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَ إِنَّمَا هُوَ يَوْمٌ كَانَ رَسُولُ اللهِ

۳۸۳ ..... حضرت عبدالرحمانؒ بن یزید کہتے ہیں کہ اشعثؓ بن قیس، حضرت عبداللہؓ ابن مسعودؓ کے پاس حاضر ہوئے تو وہ ناشتہ میں مشغول تھے، انہوں نے اشعث سے کہا اے ابو محمد! آؤ ناشتہ کر لو۔ اشعثؓ نے کہا کیا آج عاشوراء کا دن نہیں ہے؟ عبداللہؓ نے پوچھا: کیا تمہیں معلوم بھی ہے عاشورہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کیا ہے؟ فرمایا کہ اس دن رسول اللہ ﷺ رمضان کے روزوں کی فرضیت سے قبل روزہ رکھا کرتے تھے، اور ابو کریب کی روایت میں ہے کہ اس کو چھوڑ دیا۔ لیکن جب رمضان کی

ﷺ يَصُومُهُ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فَلَمَّا نَزَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ تَرَكَ وَ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ تَرَكَهُ

فرضیت (کے احکام) نازل ہوئے تو اس دن روزہ چھوڑ دیا۔

۳۸۴ ... و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تَرَكَهُ

۳۸۴۔ حضرت اعمش سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت منقول ہے۔ (اور فرمایا جب رمضان کے روزے نازل ہوئے تو عاشورہ کا روزہ چھوڑ دیا)۔

۳۸۵ و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ سُفْيَانَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي زُبَيْدٌ الْيَامِيُّ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَكَنٍ أَنَّ الْأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ دَخَلَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَهُوَ يَأْكُلُ فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ ادْنُ فَكُلْ قَالَ إِنِّي صَائِمٌ قَالَ كُنَّا نَصُومُهُ ثُمَّ تُرِكَ

۳۸۵۔ قیس بن سکن کہتے ہیں کہ اشعثؓ بن قیس، حضرت عبداللہ بن مسعود کے پاس گئے عاشورہ کے دن۔ وہ کھانا کھا رہے تھے، انہوں نے فرمایا اے ابو محمد! قریب آؤ اور کھاؤ۔ اشعث نے کہا: میں روزہ سے ہوں۔ عبداللہ نے فرمایا: ہم بھی یہ روزہ رکھتے تھے پھر چھوڑ دیا گیا۔

۳۸۶ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ دَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ عَلَى ابْنِ مَسْعُودٍ وَهُوَ يَأْكُلُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ فَقَالَ قَدْ كَانَ يُصَامُ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ رَمَضَانُ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تُرِكَ فَإِنْ كُنْتَ مُفْطِرًا فَاطْعَمْ

۳۸۶۔ علقمہ کہتے ہیں کہ اشعث بن قیس ایک بار حضرت ابن مسعودؓ کے پاس حاضر خدمت ہوئے عاشورہ کے روز تو وہ کھا رہے تھے، اشعث نے کہا اے ابو عبدالرحمان! آج تو عاشورہ کا دن ہے، فرمایا کہ اس دن رمضان کی فرضیت کے نزول سے قبل روزہ رکھا جاتا تھا، نزول رمضان کے بعد متروک ہو گیا، اگر تمہارا روزہ نہ ہو تو کھاؤ۔

۳۸۷ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ وَيَحُثُّنَا عَلَيْهِ وَيَتَعَاهَدُنَا عِنْدَهُ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ لَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا وَلَمْ يَتَعَاهَدْنَا عِنْدَهُ

۳۸۷ ... حضرت جابرؓ بن سمرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عاشوراء کا روزہ رکھنے کا حکم فرماتے اور ہمیں اس کی ترغیب دیتے تھے اور جب اس کے قریب ہونے کے دن ہوتے تو ہمیں یاد دلاتے، جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو پھر ہمیں نہ حکم دیا نہ منع کیا اور نہ ہی کبھی یاد دلایا۔

۳۸۸ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ

۳۸۸۔ حضرت حمید بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے ان کی مدینہ آمد میں خطبہ دیتے

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ خَطِيبًا بِالْمَدِينَةِ يَعْنِي فِي قَدْمَةٍ قَدِمَهَا خَطَبَهُمْ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لِهٰذَا الْيَوْمِ هٰذَا يَوْمُ عَاشُورَاءَ وَلَمْ يَكْتُبِ اللهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ وَأَنَا صَائِمٌ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَصُومَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُفْطِرَ فَلْيُفْطِرْ

ہوئے انہیں سنا۔ انہوں نے عاشورہ کے روز خطاب فرمایا اور کہا:
"اے اہل مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے اس روز کے بارے میں حضور اکرم ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے اس دن کا روزہ تمہارے اوپر فرض نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے، البتہ میں روزے سے ہوں۔ اب تم میں سے جس کا دل چاہے روزہ رکھ لے اور جو نہ رکھنا چاہے وہ نہ رکھے۔

۳۸۹ ۔۔۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ

۳۸۹ حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند سے سابقہ حدیث کی طرح حدیث منقول ہے۔

۳۹۰ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي مِثْلِ هٰذَا الْيَوْمِ إِنِّي صَائِمٌ فَمَنْ شَاءَ أَنْ يَصُومَ فَلْيَصُمْ وَلَمْ يَذْكُرْ بَاقِي حَدِيثِ مَالِكٍ وَيُونُسَ

۳۹۰ حضرت زہری سے اس سند کے ساتھ مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس دن (عاشورہ) کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا کہ میں روزے سے ہوں تو جو چاہتا ہے کہ روزہ رکھے وہ رکھ لے اور مالک بن انس اور یونس کی حدیث کا باقی حصہ ذکر نہیں فرمایا۔

۳۹۱ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَسُئِلُوا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالُوا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي أَظْهَرَ اللهُ فِيهِ مُوسَى وَبَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى فِرْعَوْنَ فَنَحْنُ نَصُومُهُ تَعْظِيمًا لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ فَأَمَرَ بِصَوْمِهِ

۳۹۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ جب مدینہ تشریف لائے (ہجرت کرکے) تو یہود کو عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے پایا (کہ وہ اس دن روزہ رکھتے ہیں) ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو وہ کہنے لگے، اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنو اسرائیل کو فرعون پر غالب فرمایا تھا، لہٰذا ہم اس دن تعظیماً روزہ رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم تمہاری نسبت موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب اور ان کے حقدار ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس دن روزہ کا حکم فرمادیا۔

۳۹۲ وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَسَأَلَهُمْ عَنْ ذٰلِكَ

۳۹۲ حضرت ابی بشرؒ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث کی طرح روایت منقول ہے اور اس روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ان (یہودیوں) سے اس کی وجہ دریافت کی۔

۳۹۳ وَحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ صِيَامًا يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ لَهُمْ

۳۹۳ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے یہودیوں کو عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے ہوئے پایا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اس دن کی کیا وجہ ہے تو وہ کہنے لگے کہ یہ وہ عظیم دن ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے

رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا هَذَا الْيَوْمُ الَّذِي تَصُومُونَهُ فَقَالُوا هَذَا يَوْمٌ عَظِيمٌ أَنْجَى اللهُ فِيهِ مُوسَى وَقَوْمَهُ وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهُ فَصَامَهُ مُوسَى شُكْرًا فَنَحْنُ نَصُومُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَنَحْنُ أَحَقُّ وَأَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ فَصَامَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ

موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات عطا فرمائی فرعون اور اس کی قوم کو غرق فرمایا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مشکرانہ کا روزہ رکھا اس لئے ہم بھی روزہ رکھتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم زیادہ حقدار ہیں اور تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کے قریب ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے بھی عاشورہ کے دن روزہ رکھا اور اپنے صحابہؓ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

٣٩٤...... وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ عَنِ ابْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ لَمْ يُسَمِّهِ

۳۹۴...... حضرت ایوبؒ اس سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی گئی ہے لیکن اس روایت میں ابن سعید ابن جبیر ہے نام ذکر نہیں کیا گیا۔

٣٩٥...... و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ يَوْمًا تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَتَتَّخِذُهُ عِيدًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صُومُوهُ أَنْتُمْ

۳۹۵...... حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ عاشورہ کے دن کو یہود نے عید کا دن بنالیا تھا اس کی تعظیم کرتے ہوئے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
تم (مسلمان) اس (دن) کا روزہ رکھو۔

٣٩٦...... و حَدَّثَنَاهُ أَحْمَدُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ أَخْبَرَنِي قَيْسٌ فَذَكَرَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ قَالَ أَبُو أُسَامَةَ فَحَدَّثَنِي صَدَقَةُ بْنُ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَهْلُ خَيْبَرَ يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ يَتَّخِذُونَهُ عِيدًا وَيُلْبِسُونَ نِسَاءَهُمْ فِيهِ حُلِيَّهُمْ وَشَارَتَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصُومُوهُ أَنْتُمْ

۳۹۶...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اس اضافہ کے ساتھ کہ ابواسامہ نے فرمایا مجھ سے صدقہ بن ابی عمران نے قیس بن مسلم عن طارق بن شہاب عن ابی موسیٰؓ کے حوالہ سے بیان کیا کہ اہل خیبر عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اور اسے عید کا دن بنالیا تھا، اس روز اپنی عورتوں کو زیورات پہناتے اور بناؤ سنگھار کراتے تھے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تم اس دن روزہ رکھو۔

٣٩٧...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَسُئِلَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَقَالَ مَا عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَامَ يَوْمًا يَطْلُبُ فَضْلَهُ عَلَى الْأَيَّامِ إِلَّا هَذَا الْيَوْمَ وَلَا شَهْرًا إِلَّا هَذَا الشَّهْرَ

۳۹۷...... حضرت ابن عباسؓ سے عاشورہ کے روزے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ میرے علم میں کوئی ایسا دن نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن کی فضیلت کو دوسرے ایام کے مقابلہ میں حاصل کرنے کے لئے روزہ رکھا ہو سوائے اس (عاشورہ) کے دن کے۔ اور سوائے اس مہینہ کے یعنی رمضان کے۔

یعنی رمضان

۳۹۸..... وحدثني محمد بن رافع حدثنا عبد الرزاق أخبرنا ابن جريج أخبرني عبيد الله بن أبي يزيد في هذا الإسناد بمثله

۳۹۸..... اس سند کے ساتھ بھی سابقہ حدیث کے مثل مضمون نقل کیا گیا ہے۔

۳۹۹..... وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا وكيع بن الجراح عن حاجب بن عمر عن الحكم بن الأعرج قال انتهيت إلى ابن عباس رضي الله عنهما وهو متوسد رداءه في زمزم فقلت له أخبرني عن صوم عاشوراء فقال إذا رأيت هلال المحرم فاعدد وأصبح يوم التاسع صائما قلت هكذا كان رسول الله ﷺ يصومه قال نعم

۳۹۹..... حضرت حکم ابن اعرج فرماتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا پہنچا وہ چادر سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے زمزم کے کنارہ۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ عاشورہ کے روزہ کے بارے میں مجھے بتلایئے؟

فرمایا: جب تو محرم کا چاند دیکھ لے تو شمار کرتا رہ اور نویں تاریخ کی صبح کو روزہ کی حالت میں کرنا۔ میں نے کہا کہ محمد ﷺ اسی طرح اس دن روزہ رکھتے تھے؟ فرمانے لگے ہاں! [1]

۴۰۰..... وحدثني محمد بن حاتم حدثنا يحيى بن سعيد القطان عن معاوية بن عمرو حدثني الحكم بن الأعرج قال سألت ابن عباس رضي الله عنهما وهو متوسد رداءه عند زمزم عن صوم عاشوراء بمثل حديث حاجب بن عمر

۴۰۰..... حکم بن اعرج کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا وہ اپنی چادر سے ٹیک لگائے زمزم کے کنارے تشریف فرماتے تھے عاشورہ کے روزہ سے متعلق۔ آگے سابقہ حدیث حاجب بن عمر کی مانند ذکر کیا۔

۴۰۱..... وحدثنا الحسن بن علي الحلواني حدثنا ابن أبي مريم حدثنا يحيى بن أيوب حدثني إسمعيل بن أمية أنه سمع أبا غطفان بن طريف المري يقول سمعت عبد الله بن عباس رضي الله عنهما يقول حين صام رسول الله ﷺ يوم عاشوراء وأمر بصيامه قالوا يا رسول الله إنه يوم تعظمه اليهود والنصارى فقال رسول الله ﷺ فإذا كان العام المقبل إن شاء الله صمنا اليوم التاسع قال فلم يأت العام المقبل حتى توفي رسول الله ﷺ

۴۰۱..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رسول ﷺ نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور اس کا حکم بھی فرمایا تو صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس دن کی تعظیم تو یہود و نصاریٰ کرتے ہیں؟ رسول اللہ نے فرمایا: جب اگلا سال آئے گا تو انشاء اللہ ہم نویں تاریخ کا روزہ بھی رکھیں گے (تاکہ یہود و نصاریٰ سے مشابہت نہ رہے) لیکن وہ اگلا برس نہ آیا اور حضور اقدس ﷺ رخصت فرما گئے۔

۴۰۲..... وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب

۴۰۲..... حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] اس حدیث کی بناء پر بعض حضرات نے کہہ دیا کہ عاشورا ۹ محرم کو ہوتا ہے۔ اور اسے ابن عباسؓ کی طرف منسوب کر دیا حالانکہ یہ غلط ہے۔ ابن عباسؓ کا مقصد یہ تھا کہ ۹ اور ۱۰ دونوں تاریخوں میں روزہ رکھا جائے۔ جس کی تائید اگلی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَيْرٍ لَعَلَّهُ قَالَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَئِنْ بَقِيتُ إِلَى قَابِلٍ لَأَصُومَنَّ التَّاسِعَ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ يَعْنِي يَوْمَ عَاشُورَاءَ

"اگر میں آئندہ سال بھی زندہ رہا تو ضرور نویں تاریخ کو روزہ رکھوں گا۔ ابو بکر کی روایت میں ہے کہ اس سے آپ ﷺ کی مراد عاشوراء تھی (کہ آئندہ برس محرم کی ۹ اور دس تاریخ دونوں کو روزہ رکھوں گا)۔

۴۰۳ ...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمٰعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ فِي النَّاسِ مَنْ كَانَ لَمْ يَصُمْ فَلْيَصُمْ وَمَنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ صِيَامَهُ إِلَى اللَّيْلِ

۴۰۳ ...... حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو اسلم کے ایک شخص کو عاشورہ کے روز بھیجا تاکہ لوگوں میں یہ اعلان کر دے کہ: جس نے روزہ نہیں رکھا ہو وہ رکھ لے اور جو کھا پی چکا ہو وہ رات (افطار) تک اپنا روزہ پورا کرلے (یعنی اب افطار تک کچھ نہ کھائے پیئے)۔

۴۰۴ ... وحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ بْنِ لَاحِقٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ أَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ غَدَاةَ عَاشُورَاءَ إِلَى قُرَى الْأَنْصَارِ الَّتِي حَوْلَ الْمَدِينَةِ مَنْ كَانَ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ وَمَنْ كَانَ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ فَكُنَّا بَعْدَ ذَلِكَ نَصُومُهُ وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا الصِّغَارَ مِنْهُمْ إِنْ شَاءَ اللهُ وَنَذْهَبُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهَا إِيَّاهُ عِنْدَ الْإِفْطَارِ

۴۰۴ ...... حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشورہ کی صبح کو انصار کی بستیوں میں جو مدینہ کے اردگرد تھیں یہ پیغام بھیجا کہ: "جس نے روزہ دار کی طرح صبح کی (صبح سے اٹھ کر کچھ کھایا پیا نہیں) تو اسے چاہیئے کہ اپنے روزہ کو پورا کرلے، اور جس نے صبح کو کچھ کھا پی لیا (یا مفسد صوم کچھ کام کرلیا) وہ بھی باقی دن (بغیر کچھ کھائے پئے گذار کر) روزہ پورا کرے"۔

چنانچہ اس کے بعد ہم عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اور اپنے چھوٹے بچوں کو بھی اللہ کی مشیت و توفیق سے روزہ رکھواتے تھے، اور (انہیں لیکر) مسجد جاتے تھے تو بچوں کے لئے روئی کے کھلونے بناتے تھے۔ جب بچوں میں سے کوئی روتا تو وہ کھلونا اسے دے دیتے افطار تک (وہ اس سے دل بہلاتا رہتا اور کھانے سے غافل ہو جاتا)۔

۴۰۵ وحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ الْعَطَّارُ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ قَالَ سَأَلْتُ الرُّبَيِّعَ بِنْتَ مُعَوِّذٍ عَنْ صَوْمِ عَاشُورَاءَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رُسُلَهُ فِي قُرَى الْأَنْصَارِ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ بِشْرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَنَصْنَعُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَنَذْهَبُ بِهِ مَعَنَا فَإِذَا سَأَلُونَا الطَّعَامَ أَعْطَيْنَاهُمُ اللُّعْبَةَ تُلْهِيهِمْ

۴۰۵ ...... حضرت خالد بن ذکوان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ربیع معوذ سے عاشورہ کے روزہ کے بارے میں پوچھا تو فرمایا، آگے سابقہ حدیث کی مانند ذکر کیا اور فرمایا کہ ہم ان بچوں کے لئے روئی کے کھلونے بناتے اور اپنے ساتھ بچوں کو مسجد لے جاتے۔

جب وہ کھانا مانگتے تو انہیں کھلونے دے کر بہلاتے تھے یہاں تک کہ روزہ پورا کر لیتے تھے۔

حَتّٰى يُتِمُّوا صَوْمَهُمْ

باب-۵۲ باب النَّهي عن صوم يوم الفطر ويوم الأضحى
عیدین کے روز حرمت صوم کا بیان

۴۰۶ ... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ أَنَّهُ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَجَاءَ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ هَذَيْنِ يَوْمَانِ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَالْآخَرُ يَوْمٌ تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ نُسُكِكُمْ

۴۰۶ ... ابو عبیدؒ مولیٰ ابن ازہر کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن الخطابؓ کے ساتھ عید میں حاضر ہوا، وہ تشریف لائے اور نماز پڑھی، بعد از فراغت نماز لوگوں کی جانب مڑے اور خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:
"ان دونوں دنوں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) میں رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے، ایک تو رمضان کے روزوں کے بعد عید الفطر کا دن ہے، اور دوسرا وہ دن جس دن کہ تم اپنی قربانیوں کا گوشت کھاتے ہو (عید الاضحیٰ)۔

۴۰۷ ... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْأَضْحَى وَيَوْمِ الْفِطْرِ

۴۰۷ ... حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر کے روزہ سے منع فرمایا ہے۔

۴۰۸ ... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ وَهُوَ ابْنُ عُمَيْرٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ مِنْهُ حَدِيثًا فَأَعْجَبَنِي فَقُلْتُ لَهُ آنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ فَأَقُولُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا لَمْ أَسْمَعْ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ لَا يَصْلُحُ الصِّيَامُ فِي يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْأَضْحَى وَيَوْمِ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ

۴۰۸ ... قزعہؒ، حضرت ابوسعیدؓ خدری سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے ایک حدیث سنی جو مجھے بہت پسند آئی، میں نے ابوسعیدؓ سے کہا: کیا آپؓ نے یہ حدیث خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا تو (تمہارا خیال ہے) میں حضور علیہ السلام سے منسوب ایسی بات کہوں گا جو میں نے آپ ﷺ سے نہیں سنی؟۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: "دو دن روزہ رکھنا صحیح نہیں۔ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن"۔

۴۰۹ ... وحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ النَّحْرِ

۴۰۹ ... حضرت ابوسعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یوم الفطر اور یوم النحر (قربانی کے دن) روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

۴۱۰ ... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ

۴۱۰ ... حضرت زیادؒ بن جبیر فرماتے ہیں کہ ابن عمرؓ کے پاس ایک شخص

عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَ إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَصُومَ يَوْمًا فَوَافَقَ يَوْمَ أَضْحًى أَوْ فِطْرٍ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَمَرَ اللهُ تَعَالَى بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ هَذَا الْيَوْمِ

آیا اور کہنے لگا کہ میں نے ایک دن کے روزہ کی نذر مانی تھی، وہ دن عیدالاضحیٰ یا عیدالفطر یا عیدالفطر کے موافق پڑ گیا (اب کیا حکم ہے؟) ابن عمرؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نذر پوری کرنے کا حکم فرمایا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس دن کے روزہ سے منع فرمایا ہے۔

۴۱۱ ... وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ صَوْمَيْنِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الأَضْحَى

۴۱۱ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ کے روزہ سے منع فرمایا ہے"۔ ❶

باب-۵۳ باب تحريم صوم أيام التشريق
ایام تشریق میں بھی روزہ حرام ہے

۴۱۲ ... وحَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ

۴۱۲ حضرت نبیشہ ہذلیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ایام تشریق تو کھانے پینے کے دن ہیں"۔

۴۱۳ ... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ نُبَيْشَةَ قَالَ خَالِدٌ فَلَقِيتُ أَبَا الْمَلِيحِ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِي بِهِ فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ هُشَيْمٍ وَزَادَ فِيهِ وَذِكْرٍ لِلّٰهِ

۴۱۳ اس سند کے ساتھ بھی نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث ہی کی طرح روایت منقول ہے لیکن اس روایت میں صرف ذکر اللہ کے الفاظ زائد ہیں۔

۴۱۴ ... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنِ ابْنِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ

۴۱۴ حضرت ابن کعب بن مالک اپنے والد کعبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں (کعب کو) اور اوس بن حدثان کو رسول اللہ ﷺ نے ایام تشریق میں یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا کہ آواز لگائیں: "جنت میں

---

❶ عیدین کے دنوں میں بلا جماع روزہ حرام ہے کیونکہ یہ دن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی خوشی اور افطار کے بنائے ہیں۔ اسی طرح ایام تشریق یعنی ۱۱ذی الحجہ سے ۱۳ذی الحجہ تک کے ایام میں بھی روزہ رکھنا حرام ہے۔ ایام تشریق میں روزہ کے بارے میں علماء کے متعدد اقوال مذکور ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کا مسلک یہ ہے کہ ان ایام میں روزہ رکھنا مطلقاً منع ہے۔ اکثر شافعیہؒ کے نزدیک بھی مفتی بہ قول یہی ہے۔ امام مالکؒ وغیرہم کے نزدیک اس شخص کے لئے جائز ہے جس نے حج تمتع کا احرام باندھا ہوا اور اسے ہدی (قربانی کا جانور) میسر نہ ہو۔ دوسروں کے لئے جائز نہیں۔ ان حضرات کا استدلال حضرت عائشہؓ کے عمل سے ہے کہ وہ منیٰ کے ایام میں روزے رکھتی ہیں جب کہ احناف کی دلیل ان احادیث سے ہے جن میں روزہ سے منع کیا گیا ہے ان میں متمتع کی کوئی قید نہیں ہے۔ واللہ اعلم

رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَهُ وَأَوْسَ بْنَ الْحَدَثَانِ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ فَنَادَى أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَأَيَّامُ مِنًى أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ

سوائے مؤمن کے کوئی نہ داخل ہوگا اور منیٰ (کی حاضری) کے ایام تو کھانے پینے کے ایام ہیں"۔

٤١٥..... وحَدَّثَنَاه عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَنَادَيَا

۴۱۵..... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے (ان دونوں صحابیوں سے) فرمایا کہ تم دونوں جا کر اعلان کر دو۔

باب-۵۴ باب كراهة صيام يوم الجمعة منفردًا
تنہا جمعہ کے روزہ کی ممانعت

٤١٦..... حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ أَنَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ نَعَمْ وَرَبِّ هَذَا الْبَيْتِ

۴۱۶..... محمد بن عباد بن جعفر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ سے جب وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے یوم الجمعہ کے روزہ سے منع فرمایا ہے؟ کہا کہ ہاں! اس بیت اللہ کے رب کی قسم۔

٤١٧..... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ سَأَلَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بِمِثْلِهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۴۱۷..... اس سند میں بھی حضرت محمد بن عباد بن جعفر خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے حضرت جابرؓ سے دریافت کیا حضرت جابرؓ نے نبی کریم ﷺ سے (سابقہ حدیث کی طرح) نقل فرمایا۔

٤١٨..... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ ح حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَصُمْ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا أَنْ يَصُومَ قَبْلَهُ أَوْ يَصُومَ بَعْدَهُ

۴۱۸..... حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی (صرف) جمعہ کو روزہ نہ رکھے۔ اِلّا یہ کہ اس سے قبل یا بعد بھی روزہ رکھے"۔

٤١٩..... وحَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ يَعْنِي الْجُعْفِيَّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا

۴۱۹..... حضرت ابوہریرہؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جمعہ کی شب کو دوسری راتوں سے الگ مخصوص مت کرو۔ قیام

تخصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي وَلَا تَخُصُّوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ

(عبادت گذاری) کے ساتھ اور نہ ہی جمعہ کے دن کو دوسرے ایام کے درمیان روزہ سے خاص کرو الا یہ کہ جمعہ ان دنوں میں آجائے جس میں وہ روزہ رکھتا ہو"۔ (معمول کے مطابق) ❶

باب-۵۵ باب بيان نسخ قوله تعالى "وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ" بقوله "فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ"

آیت مبارکہ وعلى الذين يطيقونه کے حکماً منسوخ ہونے کا بیان

۴۲۰ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى سَلَمَةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ "وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ" كَانَ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا

۴۲۰ - ... حضرت سلمہ بن الاکوع فرماتے ہیں: جب یہ آیت وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين نازل ہوئی تو اس وقت حکم یہ تھا کہ جو شخص بھی روزہ نہ رکھنا چاہتا وہ فدیہ دے کر روزہ نہ رکھتا۔ لیکن جب بعد والی آیت نازل ہوگئی تو یہ حکم ختم ہو گیا۔

۴۲۱ - حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا فِي رَمَضَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ

۴۲۱ - ... حضرت سلمہ بن الاکوع فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ہم لوگ رمضان میں یہ کرتے تھے کہ جو چاہتا روزہ رکھ لیتا اور جو چاہتا افطار کر لیتا (روزہ نہ رکھتا) اور ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے دیا کرتا تھا، پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ: ❷
فمن شهد منكم الشهر فليصمه

---

❶ نوویؒ نے فرمایا کہ جمہور اصحاب شافعیؒ کا مذہب یہی ہے کہ جمعہ کا روزہ مکروہ ہے' جب کہ حنابلہ کا مذہب بھی یہی ہے۔ ہاں اگر کسی شخص کا کسی مخصوص تاریخ کو ہمیشہ روزہ رکھنے کا معمول تھا اور پھر وہ تاریخ جمعہ کے روز پڑ گئی تو اب اس خاص فرد کے لئے کراہت نہیں یا کوئی جمعرات یا ہفتہ کا بھی روزہ رکھ لے جمعہ کے ساتھ تو اس میں بھی کراہت نہیں۔
احناف کے نزدیک صوم یوم الجمعۃ بلا کراہت جائز ہے اور دلیل ان کی ترمذی کی ابن مسعودؓ کی روایت ہے جس میں فرمایا کہ:
"رسول اللہ ﷺ ہر ماہ کے چاند کے بعد ابتدائی تین روزہ رکھتے تھے اور بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ آپ جمعہ کو افطار کرتے ہوں (روزہ نہ رکھتے ہوں)"۔ جب کہ ان مذکورہ بالا احادیث کے بارے میں احناف فرماتے ہیں کہ یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا بعد میں ختم کر دیا گیا اور وجہ اس کی یہ تھی کہ ابتداء اسلام میں چونکہ عقائد راسخ اور احکام اسلامی میں مضبوطی نہ تھی تو خطرہ تھا کہ یہود کے یوم السبت (ہفتہ) کی طرح مسلمان بھی یوم الجمعہ کو صرف عبادت کے لئے ہی مخصوص نہ کر دیں۔ لیکن جب اسلامی عقائد راسخ ہوگئے تو یہ حکم ختم کر دیا گیا۔ واللہ اعلم

❷ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ ابتداء میں فرضیت صوم کے بعد یہ حکم تھا کہ اگر کوئی باوجود روزہ کی طاقت کے روزہ نہ رکھنا چاہے تو فدیہ ادا کرے کیونکہ لوگ روزہ کے عادی نہ تھے' لیکن جب ان کی عادت پڑ گئی تو حکم ہوا کہ اب روزہ ہی رکھنا ضروری ہے۔ جب تک استطاعت ہے فدیہ نہیں دے سکتے' جہاں تک آیت کے منسوخ ہونے کا تعلق ہے تو بعض مفسرین نے فرمایا کہ وہ آیت حکماً اب بھی باقی ہے ضعیف اور ایسا مریض جس کی صحت کی امید نہ ہو اس کے لئے یہی حکم ہے۔ واللہ اعلم زکریا عفی عنہ۔

شاء أفطر فافتدى بطعام مسكين حتى أنزلت هذه الآية "فمن شهد منكم الشهر فليصمه"

"تم میں سے جو مہینہ (رمضان) دیکھ لے (پالے) اسے چاہئے کہ روزہ رکھے"۔

باب-۵۶ باب جواز تاخير قضاء رمضان مالم يجيء رمضان اخر لمن افطر بعذر كمرض وسفر وحيض ونحو ذلك

ایک رمضان کی قضا میں اگلے رمضان تک تاخیر جائز ہے

٤٢٢ حدثنا أحمد بن عبد الله بن يونس حدثنا زهير حدثنا يحيى بن سعيد عن أبي سلمة قال سمعت عائشة رضي الله عنها تقول كان يكون علي الصوم من رمضان فما أستطيع أن أقضيه إلا في شعبان الشغل من رسول الله ﷺ أو برسول الله ﷺ

۴۲۲ حضرت ابو سلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: مجھ پر رمضان کے ایک روزہ کی قضا واجب تھی، لیکن میں قضا کی استطاعت نہ رکھتی تھی سوائے ماہ شعبان کے، جس کی وجہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مشغولیت تھی، (یعنی اگر رمضان میں روزے قضا ہو جاتے تو پھر سارا سال اس کی قضا کرنا ممکن نہ ہوتا میرے لئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کے باعث روزہ رکھنا میری استطاعت سے باہر تھا البتہ ماہ شعبان میں جب خود حضور علیہ السلام بھی کثرت سے روزے رکھتے تھے تو میں بھی روزہ کی قضا کر لیتی تھی، جس سے معلوم ہوا کہ قضا رمضان میں اتنی تاخیر جائز ہے البتہ بلا کسی عذر کے تاخیر مکروہ ہے)۔

٤٢٣ وحدثنا إسحق بن إبراهيم أخبرنا بشر بن عمر الزهراني حدثني سليمان بن بلال حدثنا يحيى بن سعيد بهذا الإسناد غير أنه قال وذلك لمكان رسول الله ﷺ

۴۲۳ حضرت یحیٰ بن سعید سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں ہے کہ میں (حضرت عائشہؓ) رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے مشغول رہتی تھی۔

٤٢٤ وحدثنيه محمد بن رافع حدثنا عبد الرزاق أخبرنا ابن جريج حدثني يحيى بن سعيد بهذا الإسناد وقال فظننت أن ذلك لمكانها من النبي ﷺ يحيى يقوله

۴۲۴ یحیٰ بن سعید سے یہی حدیث منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرا گمان یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تاخیر کا سبب آنحضرت ﷺ کی خدمت ہوگی"۔

٤٢٥ وحدثنا محمد بن المثنى حدثنا عبد الوهاب ح وحدثنا عمرو الناقد حدثنا سفيان كلاهما عن يحيى بهذا الإسناد ولم يذكرا في الحديث الشغل برسول الله ﷺ

۴۲۵ حضرت یحیٰ بن سعید سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں یہ ذکر نہیں کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے قضا میں تاخیر ہوتی تھی۔

٤٢٦ ..... و حدثني محمد بن أبي عمر المكي حدثنا عبد العزيز بن محمد الدراوردي عن يزيد بن عبد الله بن الهاد عن محمد بن إبراهيم عن أبي سلمة بن عبد الرحمن عن عائشة رضي الله عنها أنها قالت إن كانت إحدانا لتفطر في زمان رسول الله ﷺ فما تقدر على أن تقضيه مع رسول الله ﷺ حتى يأتي شعبان

۴۲۶ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم (ازواج نبی ﷺ) میں سے کوئی، رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں روزہ نہ رکھتی تھی (فطری عذر کی وجہ سے) تو وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے ہوئے ان روزوں کی قضاء نہ کرپاتی تھی یہاں تک کہ شعبان آجاتا (حضور ﷺ کی خدمت میں مشغولیت کی بناء پر تاخیر ہوتی تھی)۔

باب-۵۸ باب قضاء الصيام عن الميت

میت کی طرف سے روزوں کی قضاء کا بیان

٤٢٧ ..... و حدثني هارون بن سعيد الأيلي وأحمد بن عيسى قالا حدثنا ابن وهب أخبرنا عمرو بن الحارث عن عبيد الله بن أبي جعفر عن محمد بن جعفر بن الزبير عن عروة عن عائشة رضي الله عنها أن رسول الله ﷺ قال من مات وعليه صيام صام عنه وليه

۴۲۷..... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص مرجائے اور اس پر روزے قضاء ہوں تو اس کا ولی وارث اس کی طرف سے روزوں کی قضا کرے"۔

٤٢٨ ..... و حدثنا إسحق بن إبراهيم أخبرنا عيسى بن يونس حدثنا الأعمش عن مسلم البطين عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما أن امرأة أتت رسول الله ﷺ فقالت إن أمي ماتت وعليها صوم شهر فقال أرأيت لو كان عليها دين أكنت تقضينه قالت نعم قال فدين الله أحق بالقضاء

۴۲۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک عورت آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ: میری ماں فوت ہوگئی ہے، اس کے ذمہ ایک ماہ کے روزے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس کے اوپر کوئی قرض دین وغیرہ ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتی؟ وہ کہنے لگی ہاں!
فرمایا کہ: "پھر اللہ تعالیٰ کا دین (قرض) زیادہ مستحق ہے کہ اسے ادا کیا جائے"۔

٤٢٩ ..... وحدثني أحمد بن عمر الوكيعي حدثنا حسين بن علي عن زائدة عن سليمان عن مسلم البطين عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما قال جاء رجل إلى النبي ﷺ فقال يا رسول الله إن أمي ماتت وعليها صوم شهر أفأقضيه

۴۲۹ .. حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! میری ماں مرگئی ہے اور اس کے ذمہ ایک ماہ کے روزے ہیں۔ کیا میں اس کی طرف سے قضا کرسکتا ہوں؟
اگر تیری ماں پر کوئی قرضہ ہوتا تو کیا اسے بھی تو ادا کرتا؟ حضور ﷺ نے پوچھا۔

عنها فقال لو كان على أمك دين أكنت قاضيه عنها قال نعم قال فدين الله أحق أن يقضى قال سليمان فقال الحكم وسلمة بن كهيل جميعا ونحن جلوس حين حدث مسلم بهذا الحديث فقالا سمعنا مجاهدا يذكر هذا عن ابن عباس

جی ہاں! اس نے جواب دیا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کا قرض اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔
حضرت سلیمان نے کہا کہ حکم اور سلمہ بن کہیل دونوں نے کہا کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے جب مسلم نے یہ حدیث بیان کی تو ان دونوں نے کہا: ہم نے مجاہد سے وہ بیان کرتے یہی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔

٤٣٠۔۔۔وحدثنا أبو سعيد الأشج حدثنا أبو خالد الأحمر حدثنا الأعمش عن سلمة ابن كهيل والحكم بن عتيبة ومسلم البطين عن سعيد بن جبير ومجاهد وعطاء عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي ﷺ بهذا الحديث

۴۳۰۔۔۔ اس سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث کی طرح روایت بیان کی ہے۔

٤٣١۔۔۔وحدثنا إسحق بن منصور وابن أبي خلف وعبد بن حميد جميعا عن زكريا بن عدي قال عبد حدثني زكريا بن عدي أخبرنا عبيد الله بن عمرو عن زيد بن أبي أنيسة حدثنا الحكم بن عتيبة عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما قال جاءت امرأة إلى رسول الله ﷺ فقالت يا رسول الله إن أمي ماتت وعليها صوم نذر أفأصوم عنها قال أرأيت لو كان على أمك دين فقضيتيه أكان يؤدي ذلك عنها قالت نعم قال فصومي عن أمك

۴۳۱۔۔۔ حضرت سعیدؒ بن جبیر (مشہور تابعی) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر خدمت ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میری والدہ انتقال کر گئی ہیں، ان کے ذمہ نذر کا روزہ تھا، تو کیا میں ان کی طرف سے روزہ رکھ سکتی ہوں؟ اگر تمہاری والدہ کے ذمہ کوئی قرض ہوتا تو کیا اسے بھی ادا کرتی یا نہیں؟ حضور علیہ السلام نے دریافت کیا۔ جی ہاں! اس نے جواب دیا۔ تو پھر اللہ کا دین زیادہ حقدار ہے کہ اس کی قضا کی جائے، لہٰذا اپنی والدہ کی طرف سے روزہ رکھو"۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

٤٣٢۔۔۔و حدثني علي بن حجر السعدي حدثنا علي بن مسهر أبو الحسن عن عبد الله بن عطاء عن عبد الله بن بريدة عن أبيه رضي الله عنه قال بينا أنا جالس عند رسول الله ﷺ إذ أتته امرأة فقالت إني تصدقت على أمي بجارية وإنها ماتت قال فقال وجب أجرك وردها عليك الميراث قالت يا رسول الله إنه كان عليها صوم شهر أفأصوم عنها قال صومي عنها قالت إنها لم تحج قط أفأحج عنها قال حجي عنها۔

۴۳۲۔۔۔ حضرت عبد اللہ بن بریدہؓ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک بار میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی: میں نے اپنی ماں کو ایک باندی صدقہ میں دی تھی اور اب میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے (اب باندی کا کیا حکم ہے؟) فرمایا: تمہارا اجر (صدقہ کا) واجب ہو گیا اور میراث کی وجہ سے باندی پھر تمہارے پاس آجائے گی۔ وہ کہنے لگی یا رسول اللہ! میری ماں پر مہینہ بھر روزے فرض تھے کیا میں ان کی طرف سے روزہ رکھ سکتی ہوں؟ فرمایا: ہاں! روزے رکھو ان کی طرف سے۔
وہ کہنے لگی کہ انہوں نے حج بھی نہیں کیا تھا کیا میں ان کی جانب سے

حج کر سکتی ہوں؟ فرمایا: ہاں! ان کی طرف سے حج کر لو۔

۴۳۳ــــ و حَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ صَوْمُ شَهْرَيْنِ

۴۳۳ــــ حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا پھر آگے حدیث ابن مسہر کی طرح روایت بیان فرمائی اور اس دو ماہ کے روزوں کا ذکر فرمایا۔

۴۳۴ــــ و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ وَقَالَ صَوْمُ شَهْرٍ

۴۳۴ــــ حضرت بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی (اور سابقہ حدیث کی طرح ذکر فرمایا) اور اس روایت میں ایک ماہ کے روزوں کا ذکر فرمایا۔

۴۳۵ــــ و حَدَّثَنِيهِ إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ صَوْمُ شَهْرَيْنِ

۴۳۵ــــ حضرت سفیانؒ اس سند کے ساتھ سابقہ روایت مذکور ہے لیکن اس روایت میں دو ماہ کے روزوں کا ذکر ہے۔

۴۳۶ــــ وحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَطَاءٍ الْمَكِّيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ وَقَالَ صَوْمُ شَهْرٍ

۴۳۶ــــ حضرت سلیمان بن بریدہؓ اپنے والد سے اس روایت کی طرح روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی طرف ایک عورت آئی آگے سابقہ حدیث کی طرح ہے اور ایک ماہ کے روزوں کا کہا۔

باب-۵۸ باب ندب الصائم اذا دعی الی الطعام ولم یرد الافطار او شوتم او قوتل ان یقول انی صائم وانه ینزه صومه عن الرفث والجهل ونحوه

بعض مواقع پر روزہ دار کو اپنا روزہ بتلانا جائز ہے

۴۳۷ــــ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ رِوَايَةً و قَالَ عَمْرٌو يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ و قَالَ زُهَيْرٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ

۴۳۷ــــ حضرت ابوہریرہؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم میں سے کسی کو دعوت طعام دی جائے اور وہ روزہ سے ہو تو کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں"۔

٤٣٨..... حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رِوَايَةً قَالَ إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ يَوْمًا صَائِمًا فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ فَإِنِ امْرُؤٌ شَاتَمَهُ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ إِنِّي صَائِمٌ

۴۳۸..... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ: جب تم میں سے کوئی شخص صبح کو روزے سے ہو تو فحش گوئی اور بے حیائی نہ کرے نہ ہی جہالت کی باتیں کرے اور اگر کوئی اس کو گالی گلوچ دے یا لڑے تو کہہ دے کہ میں تو روزہ دار ہوں میں روزہ دار ہوں (اس لئے روزہ کی حالت میں لڑائی، گالم گلوچ نہیں کروں گا)۔

باب-۵۹

بَاب فَضْلِ الصِّيَامِ

روزہ کی فضیلت کا بیان

٤٣٩..... وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ هُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخِلْفَةُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ

۴۳۹..... حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

"ہر عمل ابن آدم کا اس کی اپنی ذات کے فائدہ کے لئے ہوتا ہے مگر روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا"۔

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے، روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

٤٤٠..... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ وَهُوَ الْحِزَامِيُّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الصِّيَامُ جُنَّةٌ

۴۴۰..... حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: "روزہ ڈھال ہے (جہنم کی آگ اور عذاب سے)

٤٤١..... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الزَّيَّاتِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَسْخَبْ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ

۴۴۱..... ابو صالح الزیات کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ کو سنا فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ شانہ کا فرمان ہے "ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزہ کے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی بہترین جزا دوں گا اور روزہ ڈھال ہے، پھر جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو اس روزہ تو کوئی بے حیائی و فحاشی کا کام کرے نہ ہی چیخ پکار کرے اگر کوئی اسے گالی دے یا اسے مارے (اس سے لڑے) تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں، میں روزہ دار ہوں۔

جس ذات کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے اس کی قسم! روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے روز مشک سے زیادہ پاکیزہ اور

وللصائم فرحتان يفرحهما إذا أفطر فرح بفطره وإذا لقي ربه فرح بصومه

عمدہ ہوگی۔ روزہ دار کو دو خوشیاں اور فرحتیں نصیب ہوتی ہیں جن سے وہ فرحت حاصل کرتا ہے۔ ایک تو افطار کی فرحت و خوشی اور دوسرے جب اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو روزہ کی خوشی حاصل ہوگی۔

٤٤٢ وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا أبو معاوية ووكيع عن الأعمش ح و حدثنا زهير بن حرب حدثنا جرير عن الأعمش ح و حدثنا أبو سعيد الأشج واللفظ له حدثنا وكيع حدثنا الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ كل عمل ابن آدم يضاعف الحسنة عشر أمثالها إلى سبعمائة ضعف قال الله عز وجل إلا الصوم فإنه لي وأنا أجزي به يدع شهوته وطعامه من أجلي للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه ولخلوف فيه أطيب عند الله من ريح المسك

۴۴۲ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابن آدم کا ہر عمل بڑھتا رہتا ہے (اجر و ثواب میں) ایک نیکی دس سے لے کر سات سو گنا تک بڑھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: سوائے صوم کے وہ تو خاص میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا (جو دس سے سات سو تک محدود نہ ہوگی بلکہ بے حد و حساب اجر عطا کروں گا) کہ روزہ دار میری وجہ سے اپنی خواہشات نفسانی کو ترک کرتا ہے، اور کھانے کو میری وجہ سے چھوڑتا ہے"۔

روزہ دار کو دو فرحتیں ملتی ہیں۔ ایک خوشی افطار کی، دوسری رب سے لقاء کے وقت ملے گی۔ اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ اچھی ہے"۔

٤٤٣ وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا محمد بن فضيل عن أبي سنان عن أبي صالح عن أبي هريرة وأبي سعيد رضي الله عنهما قالا قال رسول الله ﷺ إن الله عز وجل يقول إن الصوم لي وأنا أجزي به إن للصائم فرحتين إذا أفطر فرح وإذا لقي الله فرح والذي نفس محمد بيده لخلوف فم الصائم أطيب عند الله من ريح المسك

۴۴۳ حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ بے شک روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ روزہ دار کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں، جب افطار کرتا ہے اس وقت فرحت ملتی ہے اور جب اللہ عزوجل سے ملاقات ہوگی اس وقت خوشی ملے گی۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ جل شانہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ اور پاکیزہ ہے"۔

٤٤٤ وحدثنيه إسحق بن عمر بن سليط الهذلي حدثنا عبد العزيز يعني ابن مسلم حدثنا ضرار بن مرة وهو أبو سنان بهذا الإسناد قال وقال إذا لقي الله فجزاه فرح

۴۴۴ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے، ضرار بن مرہ ابوسنان کہتے ہیں کہ: "جب اللہ سے ملاقات ہوگی اور وہ جزا دے گا روزہ کی تو خوشی حاصل ہوگی"۔

٤٤٥ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا خالد بن مخلد وهو القطواني عن سليمان بن بلال حدثني أبو حازم عن سهل بن سعد رضي الله عنه قال قال

۴۴۵ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جنت میں ایک دروازہ ہے، اسے "ریان" کہا جاتا ہے اس سے قیامت

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مَعَهُمْ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُونَ فَيَدْخُلُونَ مِنْهُ فَإِذَا دَخَلَ آخِرُهُمْ أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ

کے روز صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے اُن کے ساتھ کوئی دوسرا داخل نہیں ہوگا، پکارا جائے گا روزہ دار کہاں ہیں؟ تو وہ اس میں سے داخل ہوں گے اور جب آخری روزہ دار داخل ہو جائے گا تو پھر وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی اس سے داخل نہیں ہوگا"۔

باب-۶۰　باب فضل الصّيام في سبيل الله لمنْ يطيقه بلا ضرر ولا تفويت حقّ

اللہ کی راہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت

٤٤٦ ــ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذَلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا

۴۴۶..... سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جو بندہ بھی اللہ کی راہ (جہاد، تبلیغ، تعلیم، تزکیۂ نفس وغیرہ) میں روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو ایک دن کے روزہ کے بدلہ میں جہنم سے ستر برس کی مسافت تک دور کر دیتے ہیں"۔

٤٤٧ ــ وحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۴۴۷..... حضرت سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔

٤٤٨ ــ وحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَسُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بَاعَدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا

۴۴۸..... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس آدمی نے ایک دن اللہ تعالیٰ کے راستے میں روزہ رکھا اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ کو اس کے منہ سے ستر سال کی مسافت تک دور کر دے گا۔

باب-۶۱　باب جواز صوم النافلة بنيةٍ من النهار قبل الزوال وجواز فطر الصائم نفلا من غير عذر

نفلی روزہ کی نیت زوال سے قبل تک ہو سکتی ہے

٤٤٩ ــ وحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ

۴۴۹..... حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! کیا تمہارے پاس کچھ (کھانے کو) ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ!

الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ يَا عَائِشَةُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ قَالَ فَإِنِّي صَائِمٌ قَالَتْ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ أَوْ جَاءَنَا زَوْرٌ قَالَتْ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ أَوْ جَاءَنَا زَوْرٌ وَقَدْ خَبَأْتُ لَكَ شَيْئًا قَالَ مَا هُوَ قُلْتُ حَيْسٌ قَالَ هَاتِيهِ فَجِئْتُ بِهِ فَأَكَلَ ثُمَّ قَالَ قَدْ كُنْتُ أَصْبَحْتُ صَائِمًا

قَالَ طَلْحَةُ فَحَدَّثْتُ مُجَاهِدًا بِهَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ ذَاكَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يُخْرِجُ الصَّدَقَةَ مِنْ مَالِهِ فَإِنْ شَاءَ أَمْضَاهَا وَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا

ہمارے پاس کچھ بھی نہیں۔ فرمایا کہ: اچھا تو پھر میں روزہ سے ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے، کچھ ہی دیر میں ہمارے لئے کچھ ہدیہ آیا یا مہمان آگیا (یعنی یہ ہدیہ اللہ کی طرف سے مہمانی ہے)۔

جب رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے لئے کچھ ہدیہ کیا گیا ہے یا مہمان آگیا ہے ہمارے پاس۔ اور میں نے وہ آپ ﷺ کے واسطے چھپا کر رکھ دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا وہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا حیس ہے (کھجور اور پنیر و گھی سے تیار شدہ ملیدہ) فرمایا کہ اسے لے آؤ، میں وہ لائی تو آپ ﷺ نے اس کو تناول فرمایا۔ اور فرمایا میں نے صبح تو روزہ کی حالت میں کی تھی (لیکن اب توڑ دیا کیونکہ نفلی روزہ تھا)۔ طلحہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث مجاہدؒ سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا: یہ تو اسی طرح ہے کہ کوئی شخص صدقہ نکالے مال میں سے پھر چاہے تو اسے دے دے اور چاہے تو روک لے نہ دے (اگر دے گا تو ثواب ہے نہیں دے گا تو کوئی مواخذہ نہیں اسی طرح نفلی روزہ اگر رکھ لیا تو ثواب اگر نہیں رکھا تو کوئی حرج اور گناہ نہیں)۔

٤٥٠ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَمَّتِهِ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقُلْنَا لَا قَالَ فَإِنِّي إِذًا صَائِمٌ ثُمَّ أَتَانَا يَوْمًا آخَرَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَقَالَ أَرِينِيهِ فَلَقَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا فَأَكَلَ

۴۵۰۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز، رسول اللہ ﷺ میرے حجرہ میں داخل ہوئے اور فرمایا: تمہارے پاس کچھ ہے (کھانے کو) ہم نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر میں روزہ سے ہوں۔

پھر ایک دوسرے دن تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے لئے "حیس" ہدیہ آیا ہے فرمایا کہ مجھے دکھاؤ۔ میں صبح روزہ سے تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔ ❶

باب-٦٢ باب أَكْلِ النَّاسِي وَشُرْبِهِ وَجِمَاعِهِ لَا يُفْطِرُ

بھول کر کھانے پینے اور جماع سے روزہ نہیں ٹوٹتا

٤٥١ وحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هِشَامٍ الْقُرْدُوسِيِّ عَنْ

۴۵۱۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس روزہ دار نے بھول کر کھالیا، پی لیا تو اسے چاہئے کہ اپنا روزہ پورا

❶ ان احادیث کی بناء پر جمہور کا مذہب یہ ہے کہ نفلی روزہ توڑنا جائز ہے اور نفلی روزہ کی نیت دن میں زوال سے پہلے پہلے کی جاسکتی ہے۔ البتہ احناف کے نزدیک بلاعذر نفلی روزہ نہیں توڑنا چاہئے۔ لیکن احنافؒ کے نزدیک اعذار کی فہرست اتنی طویل ہے کہ ہر شخص معمولی بات پر روزہ توڑ سکتا ہے۔ پھر احنافؒ کے نزدیک نفلی روزہ اگر توڑ دیا تو اس کی قضا ہوگی جب کہ شوافعؒ کے نزدیک اس کی قضا نہیں ہے۔ واللہ اعلم

مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللهُ وَسَقَاهُ

کر لے کیونکہ اسے تو اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے۔ ❶

باب-۶۳ باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان واستحباب أن لا يخلي شهراً عن صوم

رمضان کے علاوہ حضور علیہ السلام کے روزوں کی تفصیل

٤٥٢ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا هَلْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ شَهْرًا مَعْلُومًا سِوَى رَمَضَانَ قَالَتْ وَاللهِ إِنْ صَامَ شَهْرًا مَعْلُومًا سِوَى رَمَضَانَ حَتَّى مَضَى لِوَجْهِهِ وَلَا أَفْطَرَهُ حَتَّى يُصِيبَ مِنْهُ

۴۵۲ عبداللہ بن شقیقؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہؓ سے پوچھا کیا نبی ﷺ رمضان کے علاوہ کسی اور مخصوص و متعین مہینہ کے پورے روزے رکھتے تھے؟
فرمایا کہ اللہ کی قسم! آپ ﷺ نے نہ کسی دوسرے مخصوص ماہ میں پورا ماہ روزے رکھے سوائے رمضان کے یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہوگئے اور نہ ہی کوئی مہینہ ایسا گذارا کہ پورے ماہ روزہ نہ رکھا ہو"۔

٤٥٣ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ شَهْرًا كُلَّهُ قَالَتْ مَا عَلِمْتُهُ صَامَ شَهْرًا كُلَّهُ إِلَّا رَمَضَانَ وَلَا أَفْطَرَهُ كُلَّهُ حَتَّى يَصُومَ مِنْهُ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ ﷺ

۴۵۳ حضرت عبداللہ بن شقیقؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے عرض کیا کہ کیا نبی کریم ﷺ نے (رمضان کے علاوہ) پورا مہینہ روزے رکھے ہیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نہیں جانتی کہ آپ ﷺ نے رمضان کے علاوہ کسی مہینہ میں پورا مہینہ روزے رکھے ہوں اور نہ ہی کسی مہینہ میں روزے چھوڑے ہوں آپ ﷺ ہر ماہ کچھ نہ کچھ روزے رکھتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ اس دار فانی سے کوچ فرماگئے۔

٤٥٤ وَحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ وَهِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ حَمَّادٌ وَأَظُنُّ أَيُّوبَ قَدْ سَمِعَهُ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنْ صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ قَدْ صَامَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ قَدْ أَفْطَرَ قَدْ أَفْطَرَ قَالَتْ وَمَا رَأَيْتُهُ صَامَ شَهْرًا كَامِلًا مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَمَضَانَ

۴۵۴ حضرت عبداللہ بن شقیقؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا نبی ﷺ کے (نفلی) روزوں کے بارے میں تو فرمایا:
"آپ ﷺ کبھی تو اتنے روزے رکھتے کہ ہم کہتے آپ ﷺ نے بہت روزے رکھ لئے، بہت روزے رکھ لئے۔ اور کبھی مسلسل افطار فرماتے (یعنی روزہ نہ رکھتے) کہ ہم کہتے آپ ﷺ نے بہت دنوں سے روزہ نہیں رکھا، بہت روز سے روزہ نہیں رکھا اور جب سے آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے میں نے سوائے رمضان کے کسی اور ماہ میں نہیں دیکھا کہ پورے ماہ کے آپ ﷺ نے روزے رکھے ہوں"۔

٤٥٥ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ

۴۵۵ حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

---

❶ نسیانا کھانے پینے سے اور جماع بھی اسی کے حکم میں ہے روزہ نہیں باطل ہوتا ائمہ اربعہ اور جمہور کا یہی مذہب ہے۔

اللہ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللہُ عَنْهَا بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْإِسْنَادِ هِشَامًا وَلَا مُحَمَّدًا

میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا پھر حسب سابق روایت بیان کی۔ لیکن اس سند میں ہشام اور محمد کا ذکر نہیں ہے۔

۴۵۶ ...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللہِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللہُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللہِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ لَا يَصُومُ وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللہِ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْهُ صِيَامًا فِي شَعْبَانَ

۴۵۶ ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (پے درپے) اتنے روزے رکھتے کہ ہم کہتے کہ شاید اب آپ افطار نہ کریں گے (بلکہ ہمیشہ روزے ہی رکھیں گے) اور کبھی مسلسل افطار کرتے حتیٰ کہ ہم کہہ اٹھتے کہ اب آپ روزہ نہ رکھیں گے (نفلی روزہ نہ رکھیں گے) اور میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے علاوہ کسی ماہ کے پورے روزے رکھے ہوں۔ اور شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزے رکھتے نہیں دیکھا (سب سے زیادہ شعبان میں روزے رکھتے تھے)۔

۴۵۷ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَبِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللہُ عَنْهَا عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللہِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ قَدْ أَفْطَرَ وَلَمْ أَرَهُ صَائِمًا مِنْ شَهْرٍ قَطُّ أَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهِ مِنْ شَعْبَانَ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا

۴۵۷ حضرت ابوسلمہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ ﷺ کے روزوں کے بارے میں دریافت کیا تو فرمانے لگیں:
"کبھی آپ ﷺ اتنے روزے رکھتے کہ ہم کہتے بہت روزے ہو گئے اور کبھی اتنا افطار کرتے (روزہ نہ رکھتے) کہ ہم کہتے شاید آپ ﷺ نے افطار ہی کرنا (مستقل) اور میں نے آپ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ شعبان سے زیادہ کسی ماہ میں روزے رکھتے ہوں۔ آپ ﷺ شعبان کے (تقریباً) پورے ماہ روزے رکھتے، آپ ﷺ شعبان کے چند ایام کے علاوہ پورے ماہ روزے رکھتے۔

۴۵۸ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللہُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللہِ ﷺ فِي الشَّهْرِ مِنَ السَّنَةِ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ وَكَانَ يَقُولُ خُذُوا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللہَ لَنْ يَمَلَّ حَتَّى تَمَلُّوا وَكَانَ يَقُولُ أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى اللہِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ وَإِنْ قَلَّ

۴۵۸ حضرت ابوسلمہؓ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ سال کے کسی مہینہ میں شعبان سے زیادہ روزے نہ رکھتے تھے، اور آپ ﷺ فرماتے تھے کہ:
"اتنے اعمال اختیار کرو جتنی تمہاری طاقت ہے (اس سے زائد نہ کرو کہ کہیں اکتا جاؤ) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اجر دیتے دیتے نہیں اکتائے گا حتیٰ کہ تم اکتا جاؤ گے (عبادت کرتے کرتے) اور آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:
"اللہ کے نزدیک وہ عمل زیادہ محبوب ہے جس پر بندہ پابندی کرے اگرچہ وہ (مقدار میں) تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔"

۴۵۹ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

۴۵۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رمضان کے علاوہ حضور اکرم ﷺ نے کبھی پورے کسی ماہ کے روزے نہیں رکھے

رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا صَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ وَكَانَ يَصُومُ إِذَا صَامَ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ لَا وَاللهِ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ إِذَا أَفْطَرَ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ لَا وَاللهِ لَا يَصُومُ

اور جب آپ ﷺ (نفلی) روزے شروع کرتے تو اتنے رکھتے کہ کہنے والا کہہ اٹھتا کہ واللہ آپ ﷺ اب افطار کریں گے ہی نہیں۔ اور جب روزہ نہ رکھتے تو اتنے دن تک نہ رکھتے کہ کہنے والا کہہ اٹھتا کہ واللہ! اب آپ ﷺ روزہ رکھیں گے ہی نہیں۔

۴۶۰ ...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ غُنْدَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ

۴۶۰ ...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے مدینہ تشریف آوری کے بعد سے مسلسل ایک پورے ماہ کے روزے نہیں رکھے۔

۴۶۱ ...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ صَوْمِ رَجَبٍ وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ فِي رَجَبٍ فَقَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ لَا يَصُومُ

۴۶۱ ...... حضرت عثمان بن حکیم الانصاریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعیدؒ بن جبیر سے رجب کے روزہ کے بارے میں رجب کے مہینہ میں دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ:

"حضور اقدس ﷺ اتنے روزے رکھتے تھے کہ ہم کہتے تھے اب آپ افطار کریں گے ہی نہیں۔ اور اتنے روز روزہ نہ رکھتے کہ ہم کہتے آپ ﷺ روزہ رکھیں گے ہی نہیں۔

۴۶۲ ...... وحَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح و حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كِلَاهُمَا عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ

۴۶۲ ...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث متن ہی تقریباً منقول ہے۔

۴۶۳ ...... وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ قَالَا حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ح و حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ حَتَّى يُقَالَ قَدْ صَامَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتَّى يُقَالَ قَدْ أَفْطَرَ قَدْ أَفْطَرَ

۴۶۳ ...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ کہا جانے لگتا کہ آپ ﷺ روزے ہی رکھتے رہیں گے اور آپ ﷺ افطار کرتے یہاں تک کہ کہا جانے لگا کہ اب آپ ﷺ افطار ہی کرتے رہیں گے۔

باب-٦٣ باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به أو فوت به حقا أو لم يفطر العيدين والتشريق وبيان تفضيل صوم يوم وإفطار يوم

صوم دھر کی ممانعت

٤٦٤ ـــ حدثني أبو الطاهر قال سمعت عبد الله بن وهب يحدث عن يونس عن ابن شهاب ح و حدثني حرملة بن يحيى أخبرنا ابن وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب أخبرني سعيد بن المسيب وأبو سلمة بن عبد الرحمن أن عبد الله بن عمرو بن العاص قال أخبر رسول الله ﷺ أنه يقول لأقومن الليل ولأصومن النهار ما عشت فقال رسول الله ﷺ آنت الذي تقول ذلك فقلت له قد قلته يا رسول الله فقال رسول الله ﷺ فإنك لا تستطيع ذلك فصم وأفطر ونم وقم وصم من الشهر ثلاثة أيام فإن الحسنة بعشر أمثالها وذلك مثل صيام الدهر قال قلت فإني أطيق أفضل من ذلك قال صم يوما وأفطر يومين قال قلت فإني أطيق أفضل من ذلك يا رسول الله قال صم يوما وأفطر يوما وذلك صيام داود عليه السلام وهو أعدل الصيام قال قلت فإني أطيق أفضل من ذلك قال رسول الله ﷺ لا أفضل من ذلك

قال عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما لأن أكون قبلت الثلاثة الأيام التي قال رسول الله ﷺ أحب إلي من أهلي ومالي

۴۶۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کو یہ خبر دی گئی کہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں ضرور بالضرور رات بھر جاگ کر عبادت کیا کروں گا اور زندگی بھر دن میں روزہ رکھوں گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے یہ بات کہی ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے یہ بات کہی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اس کی طاقت نہیں رکھتے، اس لئے کبھی روزہ رکھو اور کبھی کسی دن افطار کرو (احادیث میں لفظ افطار جہاں بھی آیا ہے اس سے مراد روزہ نہ رکھنا ہے) اسی طرح رات کو سویا بھی کرو اور قیام بھی کرو، مہینہ بھر میں تین روزے رکھا کرو، کہ ایک نیکی اس کے برابر ہے اس طرح یہ صیام دھر کی ہو جائے گا (اور تم صائم الدھر بن جاؤ گے)۔

میں نے عرض کیا: میں اس سے زائد کی طاقت رکھتا ہوں، فرمایا کہ پھر ایک دن روزہ رکھو اور دو دن افطار کرو۔ میں نے عرض کیا میں اس سے بھی زائد کرنے کی طاقت رکھتا ہوں یا رسول اللہ! فرمایا کہ پھر یوں کرو کہ ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کیا کرو اور یہ صوم داؤد علیہ السلام ہے۔ اور یہ سب سے بہترین اور متوازن روزہ ہے۔ میں نے عرض کیا میں اس سے بھی زائد کی طاقت رکھتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس سے زائد نہیں۔

عبداللہ فرماتے ہیں کہ کاش میں تین روزوں والی بات قبول کر لیتا جو رسول اللہ ﷺ نے کہی تھی (کہ ہر ماہ میں تین روزے رکھ لیا کرو) تو یہ میرے نزدیک میرے اہل وعیال اور مال سے زیادہ مجھے پسند تھی (کیونکہ جب ضعف اور بڑھاپا آ گیا تو زیادہ عبادت کی طاقت نہیں رہی، اس وقت جوانی میں خیال تھا کہ زیادہ سے زیادہ عبادت کر سکتے ہیں)۔

٤٦٥ وحدثنا عبد الله بن محمد ابن الرومي حدثنا النضر بن محمد حدثنا عكرمة وهو ابن عمار حدثنا يحيى قال انطلقت أنا وعبد الله بن

۴۶۵ یحییٰ کہتے ہیں کہ میں اور عبداللہ بن یزید، حضرت ابو سلمہ کے پاس آنے کے لئے چلے ایک آدمی کو ان کے پاس بھیج دیا (کہ پیغام دے کہ ہم آ رہے ہیں) چنانچہ وہ ہمارے استقبال کے لئے باہر نکلے، ان کے

يَزِيدَ حَتَّى نَأْتِيَ أَبَا سَلَمَةَ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِ رَسُولًا فَخَرَجَ عَلَيْنَا وَإِذَا عِنْدَ بَابِ دَارِهِ مَسْجِدٌ قَالَ فَكُنَّا فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى خَرَجَ إِلَيْنَا فَقَالَ إِنْ تَشَاءُوا أَنْ تَدْخُلُوا وَإِنْ تَشَاءُوا أَنْ تَقْعُدُوا هَا هُنَا قَالَ فَقُلْنَا لَا بَلْ نَقْعُدُ هَا هُنَا فَحَدِّثْنَا قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ أَصُومُ الدَّهْرَ وَأَقْرَأُ الْقُرْآنَ كُلَّ لَيْلَةٍ قَالَ فَإِمَّا ذُكِرْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَإِمَّا أَرْسَلَ إِلَيَّ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ لِي أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ الدَّهْرَ وَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ كُلَّ لَيْلَةٍ فَقُلْتُ بَلَى يَا نَبِيَّ اللهِ وَلَمْ أُرِدْ بِذَلِكَ إِلَّا الْخَيْرَ قَالَ فَإِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ فَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ نَبِيِّ اللهِ ﷺ فَإِنَّهُ كَانَ أَعْبَدَ النَّاسِ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ وَمَا صَوْمُ دَاوُدَ قَالَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ وَاقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ عِشْرِينَ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ عَشْرٍ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلَى ذَلِكَ فَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا

قَالَ فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ قَالَ وَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ إِنَّكَ لَا تَدْرِي لَعَلَّكَ يَطُولُ بِكَ عُمْرٌ قَالَ فَصِرْتُ إِلَى الَّذِي قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا كَبِرْتُ وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ قَبِلْتُ رُخْصَةَ نَبِيِّ اللهِ ﷺ

دروازہ پر ایک مسجد تھی، ہم مسجد میں تھے کہ وہ ہمارے پاس آئے اور کہا کہ اگر تم چاہو تو اندر (گھر میں) آجاؤ اور چاہو تو یہیں بیٹھ جاؤ، ہم نے کہا کہ نہیں بس یہیں بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں ہمیشہ دائما روزے رکھتا اور روزانہ ساری رات قرآن پڑھتا تھا، نبی اکرم ﷺ کے سامنے یا تو میرا تذکرہ کیا گیا یا پھر آپ ﷺ نے مجھے بلایا، خیر میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھ سے فرمایا: کیا مجھے یہ اطلاع نہیں ملی کہ تم دائما روزے رکھتے اور ساری رات قرآن پڑھتے ہو؟ (کیا یہ بات ٹھیک ہے؟) میں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ! اور میں صرف نیکی کا ارادہ رکھتا ہوں (اس عبادت سے میرا مقصد اپنی بزرگی کا اظہار نہیں صرف خیر اور نیکی ہی مقصد ہے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ: تمہارے لئے اتنا کافی ہے کہ ہر ماہ تین دن روزے رکھ لیا کرو، میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! میں اس سے زائد کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا کہ: تمہارے اوپر تمہاری بیوی کا بھی حق ہے، تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے، اور تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، لہٰذا اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام والا روزہ رکھا کرو کہ وہ سب سے زیادہ عبادت گذار تھے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! داؤد علیہ السلام کا روزہ کیا تھا؟ فرمایا کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ اور ہر ماہ میں ایک بار قرآن کریم مکمل کیا کرو۔ میں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں اے اللہ کے نبی! فرمایا کہ اچھا پھر بیس راتوں میں ایک بار مکمل کر لیا کرو۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! مجھے اس سے مزید کی قدرت ہے فرمایا کہ پھر دس دن میں ایک ختم کیا کرو، میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! مجھے اس سے زائد کی بھی استطاعت ہے، فرمایا کہ اچھا سات دن میں ایک بار ختم کر لیا کرو اور اس سے زائد نہیں کرنا کیونکہ تم پر تمہاری بیوی تمہارے مہمان اور ملاقاتی اور تمہارے جسم کا بھی حق ہے۔

عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت سختی کی تھی (کہ بار بار حضور علیہ السلام سے مزید کی اجازت مانگی) لہٰذا مجھ پر بھی سختی ہوئی، اور مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: تم نہیں جانتے شاید تمہاری عمر طویل ہو (جس

کی وجہ سے بڑھاپے میں اتنی عبادت اور مجاہدہ کرنا تمہارے لئے باعث مشقت اور بار ہو جائے) اور پھر میرا وہی حال ہوا جس کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ اور مجھے یہی خواہش ہوئی کہ میں نبی اکرم ﷺ کی عطا کردہ رخصت کو قبول کر لیتا۔ ❶

۴۶۶...... وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِيهِ بَعْدَ قَوْلِهِ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا فَذَلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ قُلْتُ وَمَا صَوْمُ نَبِيِّ اللَّهِ دَاوُدَ

۴۶۶...... حضرت یحییٰ بن ابی کثیرؒ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث تھوڑے سے فرق کے ساتھ منقول ہے۔

اس روایت میں یہ زائد ہے کہ ہر ماہ تین روزے کے بعد ہے کیونکہ ہر نیکی کا دس گنا اجر ہے اور یہ سارے زمانہ کے برابر ہے اور اس حدیث میں ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کے روزے کیا

---

❶ آنحضرت ﷺ کی اپنی امت پر شفقت وہمدردی کی یہ انتہا ہے کہ عبادت وریاضت تک میں امتی کو کمی کا مشورہ دے رہے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ یہ پوری حدیث اسلام کے نبوی ﷺ مزاج ومذاق کی حقیقی آئینہ دار ہے۔ اس میں سب سے اہم بات تو معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کو ہر کام میں اعتدال پسند ہے۔ عبادت میں بھی توازن اور درمیانی راہ پسند ہے، جس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ متوازن اور معتدل کام کو انسان مستقل مزاجی اور استقامت کے ساتھ جاری رکھ سکتا ہے بخلاف اس کے کہ ابتداء میں جوش وجذبہ سے مغلوب ہو کر ساری ساری رات عبادت کرتا ہے لیکن چونکہ یہ انسانی بساط سے باہر ہے اس لئے چند ہی دنوں میں اکتا جائے اور سب کچھ چھوڑ بیٹھے یہ اللہ کو پسند نہیں۔ اسی لئے حدیث میں فرمایا یہ ماقبل میں گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب وہ عمل ہے جو خواہ مقدار میں تھوڑا ہو لیکن مستقل اور دائمی ہو۔

دوسرا اہم فائدہ...... یہ ہوا کہ حدیث میں فرمایا: **إِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا**...... الخ۔ اس سے یہ بتلادیا کہ اسلام دراصل حق اللہ وحق العبد کے درمیان تقسیم اوقات کرتا ہے حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا اہتمام بھی ضروری ہے یہ نہیں کہ عبادت ہی میں لگا رہے اور بیوی بچوں کے حقوق ادا نہ کرے یہ جان بوجھ کر بلاوجہ اپنے جسم کو مشقتوں میں ڈالے جیسے کہ ہندوؤں اور بدھسٹوں میں ہوتا ہے کہ سادھو اپنے آپ کو شدید اذیتوں میں مبتلا کرنے کو سمجھتے ہیں کہ اس سے بھگوان کی کرپا حاصل ہوگی جسے تپسیا کا نام دیتے ہیں۔
اسلام نے بتلایا کہ عبادت وبندگی حق اللہ ہے اس میں اتنے لگو جتنی تمہاری طاقت ہے جیسے کہ فرمایا: **خذوا من الأعمال ما تطيقون**۔ اور اس کے ساتھ بیوی بچوں، عزیز واقارب، مہمان وملاقاتی سب کی دلداری اور رعایت بھی ضروری ہے۔ کتنا فطرت انسانی سے قریب ترین دین اللہ نے مسلمانوں کو عطا فرمایا۔ کتنی باریک بینی سے سب کے حقوق اور حدود نبی مکرم ﷺ نے متعین فرمادی ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ یہی منہج نبویؐ اور اسلام کا نبوی مزاج ومذاق ہے جو اسلام کو کل ادیانِ عالم خواہ ارضی ہوں یا سماوی سب پر فوقیت دیتا اور سب میں ممتاز کرتا ہے۔
نبی کریم ﷺ کی صحبت کی برکت یہ تھی کہ ہر صحابی یہ چاہتا تھا کہ میں زیادہ سے زیدہ عمل کرلوں اسی لئے حضرت عبد اللہؓ بن عمروؓ بن العاص نے بار بار کہا کہ مجھے مزید کی طاقت ہے۔ مجھے مزید کی طاقت ہے۔ لیکن چونکہ یہ جوانی کا زمانہ تھا اور حضور علیہ السلام جانتے تھے کہ بعد میں اتنی مشقت اور مجاہدہ کرنا ان کے لئے گراں ہوگا اس لئے آسان سے آسان صورتیں بتلائیں۔ فرمایا کہ قرآن کریم سات روز میں ختم کرو۔ یہ جو ہمارے دور میں مصاحف پر سات منازل ہوتی ہیں یہ علماء نے اسی حدیث سے نکالی ہیں کہ قرآن کو سات حصوں میں تقسیم کر کے سات دنوں پر منطبق کر لیا۔
غرض اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اسلام کے معتدل اور متوازن منہج ومذاق کو مکمل وضاحت سے بیان کر دیا۔ یہیں سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ اپنی ذات کو راحت پہنچانا صرف یہ کہ جائز بلکہ بعض حالات میں ضروری ہے۔

قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ شَيْئًا وَلَمْ يَقُلْ وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلَكِنْ قَالَ وَإِنَّ لِوَلَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا

تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا آدھا زمانہ۔ اور اس حدیث میں قرآن مجید پڑھنے کے بارے میں کچھ ذکر نہیں ہے اور اس میں یہ بھی نہیں کہا کہ تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے اور لیکن اس میں ہے کہ تیرے بیٹے کا بھی تجھ پر حق ہے۔

٤٦٧ ۔۔۔ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى بَنِي زُهْرَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ وَأَحْسَبُنِي قَدْ سَمِعْتُهُ أَنَا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ قَالَ قُلْتُ إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً قَالَ فَاقْرَأْهُ فِي عِشْرِينَ لَيْلَةً قَالَ قُلْتُ إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً قَالَ فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلَى ذَلِكَ

٤٦٧۔ ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن کریم ہر ایک ماہ میں (مکمل) پڑھا کرو۔ میں نے (عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) عرض کیا کہ میں قوت و طاقت رکھتا ہوں (لہٰذا کچھ اور اضافہ فرمایئے) فرمایا کہ اچھا پھر بیس روز میں مکمل کر لیا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ میں مزید کی بھی قوت رکھتا ہوں۔ فرمایا کہ اچھا سات یوم میں مکمل کر لو، لیکن اس سے زائد نہیں۔

٤٦٨ ۔۔۔ وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قِرَاءَةً قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنِ ابْنِ الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَا عَبْدَ اللهِ لَا تَكُنْ بِمِثْلِ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ

٤٦٨۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالرحمان، عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلاں کی طرح مت ہونا وہ پہلے رات کو قیام کرتا تھا پھر اس نے ترک کر دیا (عمل میں دوام ضروری ہے، کبھی کبھی کا عمل پسندیدہ نہیں)۔

٤٦٩ ۔۔۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً يَزْعُمُ أَنَّ أَبَا الْعَبَّاسِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ بَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ أَنِّي أَصُومُ أَسْرُدُ وَأُصَلِّي اللَّيْلَ فَإِمَّا أَرْسَلَ إِلَيَّ وَإِمَّا لَقِيتُهُ فَقَالَ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ وَلَا تُفْطِرُ وَتُصَلِّي اللَّيْلَ فَلَا تَفْعَلْ فَإِنَّ لِعَيْنِكَ حَظًّا وَلِنَفْسِكَ حَظًّا وَلِأَهْلِكَ حَظًّا فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَصَلِّ وَنَمْ وَصُمْ مِنْ كُلِّ عَشَرَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ تِسْعَةٍ

٤٦٩۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ میں پے در پے مسلسل روزے رکھتا ہوں اور پھر رات بھر نماز پڑھتا ہوں، تو آپ ﷺ نے یا تو مجھے بلا بھیجا یا میں از خود آپ ﷺ سے ملا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا مجھے یہ اطلاع نہیں ملی کہ تم بغیر چھوڑے مسلسل روزے رکھتے ہو اور رات بھر نماز پڑھتے ہو؟ ایسا مت کیا کرو، کیونکہ تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری ذات کا تم پر حق ہے تمہارے گھر والوں کا تم پر حق ہے لہٰذا روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو، نماز بھی پڑھو (تہجد کی) اور سویا بھی کرو، ہر دس دن میں ایک روزہ رکھو تو تمہیں ۹ مزید روزوں کا اجر ملے گا۔

قَالَ إِنِّي أَجِدُنِي أَقْوَى مِنْ ذَٰلِكَ يَا نَبِيَّ اللهِ قَالَ فَصُمْ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامِ قَالَ وَكَيْفَ كَانَ دَاوُدُ يَصُومُ يَا نَبِيَّ اللهِ قَالَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى قَالَ مَنْ لِي بِهَٰذِهِ يَا نَبِيَّ اللهِ

قَالَ عَطَاءٌ فَلَا أَدْرِي كَيْفَ ذَكَرَ صِيَامَ الْأَبَدِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ

میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! میں اس سے زائد کے لئے بھی اپنے آپ کو طاقتور پاتا ہوں۔ فرمایا کہ اچھا تو پھر داؤدی روزہ رکھو (حضرت داؤد علیہ السلام جس ترتیب سے روزے رکھتے تھے اس ترتیب سے رکھو) میں نے کہا یا نبی اللہ! داؤد علیہ السلام کس طرح روزے رکھتے تھے؟ فرمایا کہ وہ ایک روز روزہ رکھتے اور ایک روز افطار کرتے، اور جب دشمن سے ملاقات ہوتی تو راہِ فرار اختیار نہ کرتے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! میں کہاں اس مرتبہ کو پہنچ سکتا ہوں؟

عطاءؒ (راوی) کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ دائمی روزوں کا ذکر کس طرح آیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمیشہ روزے رکھے (بغیر کوئی روزہ چھوڑے) تو دراصل اس نے روزہ رکھا ہی نہیں۔

جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس کا روزہ ہی نہیں، جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس کا روزہ ہی نہیں۔

۴۷۰ ..... وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهَٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ إِنَّ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ أَخْبَرَهُ قَالَ مُسْلِمٌ أَبُو الْعَبَّاسِ السَّائِبُ بْنُ فَرُّوخٍ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ ثِقَةٌ عَدْلٌ

۴۷۰ اس سند کے ساتھ بھی سابقہ روایت نقل کی گئی ہے لیکن اس روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوالعباس سائب بن فروخ مکہ والوں میں سے ہیں اور ثقہ وعادل ہیں۔

۴۷۱ ..... وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبٍ سَمِعَ أَبَا الْعَبَّاسِ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو إِنَّكَ لَتَصُومُ الدَّهْرَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ وَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَٰلِكَ هَجَمَتْ لَهُ الْعَيْنُ وَنَهِكَتْ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ صَوْمُ الشَّهْرِ كُلِّهِ قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَٰلِكَ قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى

۴۷۱ حبیبؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالعباس سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عبداللہ بن عمرو! تم صائم الدھر اور قائم اللیل ہو (کہ ہمیشہ روزہ رکھتے اور رات بھر نماز پڑھتے ہو) اور اگر تم یونہی کرتے رہو گے تو تمہاری آنکھیں متورم اور کمزور ہو جائیں گی، جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے درحقیقت روزہ رکھا ہی نہیں۔ ہر ماہ تین روزے ہیں (نفلی) جو پورے ماہ کے روزوں کے برابر ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زائد کی قدرت رکھتا ہوں۔ فرمایا کہ پھر داؤد علیہ السلام والا روزہ رکھو کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور دشمن سے مڈبھیڑ ہوتی تو راہِ فرار نہ اختیار کرتے تھے۔

۴۷۲ ..... وحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ بِهَٰذَا الْإِسْنَادِ

۴۷۲ اس سند کے ساتھ حضرت حبیب بن ابی ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں بیان فرمایا اور کہا کہ وہ خود کمزور ہو جائیں گے۔

وَقَالَ وَنَفِهَتِ النَّفْسُ

۴۷۳ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ قُلْتُ إِنِّي أَفْعَلُ ذٰلِكَ قَالَ فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ عَيْنَاكَ وَنَفِهَتْ نَفْسُكَ لِعَيْنِكَ حَقٌّ وَلِنَفْسِكَ حَقٌّ وَلِأَهْلِكَ حَقٌّ قُمْ وَنَمْ وَصُمْ وَأَفْطِرْ

۴۷۳ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کیا مجھے یہ اطلاع نہیں ملی کہ تم رات بھر نوافل پڑھتے اور دن میں (مسلسل) روزہ رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں! ایسی کرتا ہوں۔ فرمایا کہ جب تم یونہی کرو گے تو تمہاری آنکھیں بھرا جائیں گی اور جان نڈھال ہو جائیگی تمہاری آنکھ کا بھی حق ہے، اپنی جان کا بھی حق ہے، گھر والوں کا بھی حق ہے، قیام بھی کرو اور نوم (نیند) بھی کرو، روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو (سب کام اعتدال و توازن سے کرو)۔

۴۷۴ ..... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ أَحَبَّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ وَأَحَبَّ الصَّلَاةِ إِلَى اللهِ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ وَكَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا

۴۷۴ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ روزہ (ترتیب کے اعتبار سے) داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے اور بہترین و پسندیدہ نماز (تہجد) داؤد علیہ السلام کی نماز (تہجد) ہے۔ ان کا معمول تھا کہ آدھی رات آرام فرماتے اور ایک تہائی رات قیام اللیل میں مصروف رہتے اور پھر ایک چھٹے حصے میں سو جاتے تھے جب کہ ایک دن روزہ رکھا کرتے اور دوسرے دن افطار کیا کرتے تھے۔

۴۷۵ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ كَانَ يَصُومُ نِصْفَ الدَّهْرِ وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَرْقُدُ شَطْرَ اللَّيْلِ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْقُدُ آخِرَهُ يَقُومُ ثُلُثَ اللَّيْلِ بَعْدَ شَطْرِهِ

قَالَ قُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَعَمْرُو بْنُ أَوْسٍ كَانَ يَقُولُ يَقُومُ ثُلُثَ اللَّيْلِ بَعْدَ شَطْرِهِ قَالَ نَعَمْ

۴۷۵ ... حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے کہ وہ آدھے زمانہ میں روزہ رکھتے تھے اور بہترین پسندیدہ نماز بھی تمام نمازوں میں (مراد تہجد کی نماز ہے) حضرت داؤد علیہ السلام ہی کی نماز ہے کہ وہ رات کا آدھا حصہ سوتے تھے، پھر اٹھ کر (قیام و نماز میں مشغول ہو جاتے) پھر سو جاتے تھے آخری حصہ رات میں۔ اور پہلی مرتبہ اٹھنے کے بعد ایک تہائی رات قیام فرماتے۔

ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عمرو بن دینار سے پوچھا کہ کیا عمرو بن اوس یہ بات کہتے تھے کہ: حضرت داؤدؑ آدھی رات سونے کے بعد ایک تہائی رات قیام کرتے تھے؟ کہا کہ ہاں!

۴۷۶...... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الْمَلِيحِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِيكَ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذُكِرَ لَهُ صَوْمِي فَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَقَالَ لِي أَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ خَمْسًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ سَبْعًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ تِسْعًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ أَحَدَ عَشَرَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ شَطْرَ الدَّهْرِ صِيَامُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ

۴۷۶...... ابوقلابہؒ کہتے ہیں کہ مجھے ابوالملیح نے بتلایا کہ میں تمہارے والد کے ساتھ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے میرے روزوں کا ذکر کیا گیا تو ایک روز آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، میں نے آپ ﷺ کے لئے چمڑے کا ایک تکیہ جس میں پتے بھرے تھے رکھا، آپ ﷺ زمین پر بیٹھ گئے اور تکیہ میرے اور آپ ﷺ کے درمیان ہوگیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہارے لئے ہر ماہ میں تین روزے کافی نہیں ہیں؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! (میرے اندر اس سے زیادہ کی قوت ہے یہاں یہ جملہ محذوف ہے چونکہ مخاطب کے سامنے واضح ہے اس لئے محذوف کیا) فرمایا کہ اچھا ۵ روزے کافی ہیں؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! (میں اس سے زائد کی قدرت رکھتا ہوں) فرمایا کہ اچھا سات رکھ لو، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! فرمایا کہ اچھا ۹ روزے رکھ لو، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! فرمایا کہ اچھا گیارہ روزے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! (مزید کی اجازت عطا ہو) فرمایا کہ: داؤد علیہ السلام کے روزہ سے بڑھ کر کوئی روزہ نہیں۔ وہ روزہ آدھے زمانہ کا ہوتا تھا کہ ایک دن روزہ ہوتا اور دوسرے دن افطار۔

۴۷۷...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زِيَادِ بْنِ فَيَّاضٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهُ صُمْ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ صُمْ يَوْمَيْنِ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ صُمْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ صُمْ أَفْضَلَ الصِّيَامِ عِنْدَ اللهِ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا

۴۷۷...... حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ایک دن روزہ رکھو تمہیں باقی دنوں کے بھی روزے کا اجر ملے گا، میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زائد کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا کہ: دو روزے رکھو اور باقی دنوں کا اجر تمہیں ملے گا۔ میں نے پھر عرض کیا کہ میں اس سے بھی زائد کی طاقت رکھتا ہوں فرمایا کہ: تین دن روزہ رکھو اور باقی دنوں کا اجر تمہیں ملے گا۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس سے بھی زیادہ کی استطاعت رکھتا ہوں فرمایا کہ: چار دن روزہ رکھو باقی دنوں کا اجر تمہیں ملے گا۔

میں نے عرض کیا کہ اس سے بھی زیادہ کی قدرت رکھتا ہوں فرمایا کہ پھر تم سب سے افضل روزہ رکھو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل روزہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

۴۷۸......وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو بَلَغَنِي أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ فَلَا تَفْعَلْ فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَظًّا وَلِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَظًّا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَظًّا صُمْ وَأَفْطِرْ صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَذَلِكَ صَوْمُ الدَّهْرِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ بِي قُوَّةً قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا فَكَانَ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي أَخَذْتُ بِالرُّخْصَةِ

۴۷۸...... حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے عبداللہ بن عمرو! مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم (روزانہ) دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات بھر قیام کرتے ہو، ایسا مت کیا کرو، کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری آنکھ کا بھی حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ بس روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو۔ ہر ماہ تین روزے رکھا کرو تو یہ سارے زمانہ کے روزوں کے برابر ہوگا۔

میں نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے قوت حاصل ہے فرمایا کہ اچھا پھر داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھو، کہ ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کیا کرو۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اے کاش میں حضور علیہ السلام کی دی ہوئی رخصت پر عمل کر لیتا (اس کا احساس اب بڑھاپے میں آکر ہو رہا ہے)۔

باب-۶۵ باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر وصوم يوم عرفة وعاشوراء والاثنين والخميس

ہر ماہ تین روزے رکھنے اور عرفہ، عاشوراء، پیر و بدھ کو روزے کا بیان

۴۷۹......حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ قَالَ حَدَّثَتْنِي مُعَاذَةُ الْعَدَوِيَّةُ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ لَهَا مِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ كَانَ يَصُومُ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ يُبَالِي مِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ يَصُومُ

۴۷۹...... حضرت معاذۃ العدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے زوجہ مطہرہ نبی ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ہر ماہ تین روزے رکھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں! میں نے پھر عرض کیا کہ مہینے کے کون سے ایام میں روزے رکھتے تھے؟ فرمایا کہ ایام کی پرواہ کئے بغیر آپ ﷺ روزے رکھتے تھے، (مہینہ کے کسی بھی دن روزہ رکھ لیتے تھے تعین و تخصیص نہیں فرماتے تھے)۔

۴۸۰......وحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ وَهُوَ ابْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ أَوْ قَالَ لِرَجُلٍ وَهُوَ يَسْمَعُ يَا فُلَانُ أَصُمْتَ مِنْ سُرَّةِ هَذَا الشَّهْرِ قَالَ لَا قَالَ فَإِذَا أَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ

۴۸۰...... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا یا کسی آدمی سے فرمایا اور وہ سن رہے تھے کہ: اے فلاں! کیا تم نے اس ماہ کے درمیان میں روزے رکھے؟ اس نے کہا کہ نہیں! فرمایا کہ اچھا پھر جب تم افطار کرو تو دو دن روزہ رکھو۔

٤٨١ ـ وحدّثنا يحيى بن يحيى التميمي وقتيبة بن سعيد جميعا عن حماد قال يحيى أخبرنا حماد بن زيد عن غيلان عن عبد الله بن معبد الزماني عن أبي قتادة رجل أتى النبي ﷺ فقال كيف تصوم فغضب رسول الله ﷺ فلما رأى عمر رضي الله عنه غضبه قال رضينا بالله ربا وبالإسلام دينا وبمحمد نبيا نعوذ بالله من غضب الله وغضب رسوله فجعل عمر رضي الله عنه يردد هذا الكلام حتى سكن غضبه فقال عمر يا رسول الله كيف بمن يصوم الدهر كله قال لا صام ولا أفطر أو قال لم يصم ولم يفطر قال كيف من يصوم يومين ويفطر يوما قال ويطيق ذلك أحد قال كيف من يصوم يوما ويفطر يوما قال ذاك صوم داود عليه السلام قال كيف من يصوم يوما ويفطر يومين قال وددت أني طوقت ذلك ثم قال رسول الله ﷺ ثلاث من كل شهر ورمضان إلى رمضان فهذا صيام الدهر كله صيام يوم عرفة أحتسب على الله أن يكفر السنة التي قبله والسنة التي بعده وصيام يوم عاشوراء أحتسب على الله أن يكفر السنة التي قبله

۴۸۱ ـ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آپ ﷺ کس طرح روزہ رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ کو شدید غصہ آگیا اس کی بات سے (کہ یہ سوال بے تکا تھا اسے چاہئے تھا کہ یوں پوچھتا: میں کس طرح روزہ رکھوں؟) جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ آپ ﷺ پر غضب کی حالت طاری ہے تو فرمانے لگے: "ہم اللہ کی ربوبیت پر اور اسلام کے دین برحق ہونے پر اور محمد ﷺ کی نبوت پر راضی ہیں، ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اس کے اور اس کے رسول ﷺ کے غضب سے"۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بار بار یہی کلمات دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہ! جو شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہو تو کیسا ہے؟ فرمایا کہ اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ ہی افطار کیا (یعنی ثواب کچھ نہیں بس بھوکا رہا) پھر پوچھا کہ اگر کوئی دو دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے تو یہ کیسا ہے؟ فرمایا کہ ایسی بھی طاقت کسی کو ہے؟ پھر پوچھا کہ جو ایک دن روزہ اور دوسرے دن افطار کرے تو کیا ہے؟ فرمایا کہ وہ تو داؤدی روزہ ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ اچھا اگر کوئی دو دن افطار اور ایک دن روزہ رکھے تو؟ فرمایا کہ مجھے یہ پسند ہے کہ مجھے اس کی طاقت ہوتی (تو میں اس طرح روزے رکھتا)۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر ماہ تین روزے اور رمضان کے روزے رکھا کرو، تو یہ دائمی اور ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہے، اور عرفہ کے دن کے روزہ کے بارے میں میرا اللہ تعالیٰ سے گمان یہ ہے کہ وہ سال گزشتہ اور سال آئندہ کے گناہوں کیلئے کفارہ ہوگا اور عاشوراء کے روزہ کے بارے میں مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے سال گزشتہ کے گناہوں کا کفارہ بنادیں گے"۔

٤٨٢ ـ حدثنا محمد بن المثنى ومحمد بن بشار واللفظ لابن المثنى قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن غيلان بن جرير سمع عبد الله بن معبد الزماني عن أبي قتادة الأنصاري رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ سئل عن صومه قال فغضب

۴۸۲ ـ حضرت ابو قتادہ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ کے روزوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ پر غضب کی حالت طاری ہوگئی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً یہ کلمات کہے:

"ہم اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، اسلام کے دین حق ہونے اور محمد ﷺ کی

رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِبَيْعَتِنَا بَيْعَةً قَالَ فَسُئِلَ عَنْ صِيَامِ الدَّهْرِ فَقَالَ لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ أَوْ مَا صَامَ وَمَا أَفْطَرَ قَالَ فَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمَيْنِ وَإِفْطَارِ يَوْمٍ قَالَ وَمَنْ يُطِيقُ ذَلِكَ قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمَيْنِ قَالَ لَيْتَ أَنَّ اللهَ قَوَّانَا لِذَلِكَ قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمٍ قَالَ ذَاكَ صَوْمُ أَخِي دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ قَالَ ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ وَيَوْمٌ بُعِثْتُ أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ قَالَ فَقَالَ صَوْمُ ثَلَاثَةٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَمَضَانَ إِلَى رَمَضَانَ صَوْمُ الدَّهْرِ

قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ فَقَالَ يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَقَالَ يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ

وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ مِنْ رِوَايَةِ شُعْبَةَ قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَسَكَتْنَا عَنْ ذِكْرِ الْخَمِيسِ لَمَّا نُرَاهُ وَهْمًا

رسالت پر راضی ہیں اپنی بیعت سے کہ وہی بیعت (حقیقی بیعت ہے) پھر آپ ﷺ سے صوم الدھر کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے گویا نہ روزہ رکھا نہ افطار کیا۔ نہ روزہ رکھا نہ افطار کیا، پھر آپ ﷺ سے دو دن روزہ اور ایک دن افطار کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: کون ہے جو اس کی طاقت رکھے؟ پھر آپ سے ایک دن کے روزہ اور دو دن افطار کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: کاش اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے لئے قوت عطا فرمائے (یعنی یہ ترتیب اچھی ہے اگر کوئی طاقت رکھتا ہو تو) پھر آپ ﷺ سے ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا: یہ تو میرے بھائی داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے، پھر پیر کے دن کے روزہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا یہ تو وہ دن ہے جس میں میری ولادت (باسعادت) ہوئی اور اسی دن میں مبعوث کیا گیا (نبوت کے ساتھ) یا اسی روز مجھ پر نزول قرآن کریم کا آغاز ہوا۔
پھر ارشاد فرمایا: "ہر ماہ میں تین روزے اور رمضان، رمضان کے روزے (ثواب میں) ہمیشہ روزوں کے برابر ہیں"۔
پھر آپ ﷺ سے عرفہ کے روزہ سے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا یہ گذرے ہوئے اور آئندہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ پھر عاشوراء کے روزہ کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا کہ یہ روزہ گذرے سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔
امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے شعبہ کے طریق میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ سے پیر اور جمعرات کے روزہ کے متعلق سوال ہوا۔ لیکن ہم نے اسے ذکر نہیں کیا کیونکہ ہمارے نزدیک اس بارے میں راوی کو وہم ہوا ہے۔

۴۸۳ وحَدَّثَنَاه عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۴۸۳ حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سابقہ روایت کی طرح اس سند کے ساتھ حدیث منقول ہے۔

۴۸۴ وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا أَبَانُ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ

۴۸۴ اس سند کے ساتھ بھی سابقہ حدیث نقل کی گئی ہے لیکن اس روایت میں سوموار کا ذکر ہے اور جمعرات کا ذکر نہیں۔

جَرِيرٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ فِيهِ الِاثْنَيْنِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْخَمِيسَ

۴۸۵ ... وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ غَيْلَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ الِاثْنَيْنِ فَقَالَ فِيهِ وُلِدْتُ وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ

۴۸۵.... حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پیر کے روزہ سے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا: اس دن تو میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر نزول قرآن کا آغاز ہوا (یعنی نبوت ووحی کا اعزاز ملا لہٰذا اس دن روزہ رکھنا بہتر ہے۔ ❶

باب-۶۶ باب صوم سُرَرِ شعبان

شعبان کے روزوں کا بیان

۴۸۶ ... حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ مُطَرِّفٍ وَلَمْ أَفْهَمْ مُطَرِّفًا مِنْ هَدَّابٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُ أَوْ لِآخَرَ أَصُمْتَ مِنْ سُرَرِ شَعْبَانَ قَالَ لَا قَالَ فَإِذَا أَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ

۴۸۶.... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے یا کسی دوسرے سے فرمایا: کیا تم نے اول شعبان میں روزے رکھے؟ اس نے کہا نہیں! فرمایا کہ جب تم افطار کرلو (یعنی روزہ نہ رکھنے کے دن پورے ہو جائیں تو) دو روزے رکھ لو"۔

۴۸۷ و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ هَلْ صُمْتَ مِنْ سُرَرِ هَذَا الشَّهْرِ شَيْئًا قَالَ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا أَفْطَرْتَ مِنْ رَمَضَانَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ مَكَانَهُ

۴۸۷ ..اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم رمضان کے روزوں سے فراغت حاصل کرلو تو دو روزے رکھ لو شعبان کے روزوں کے عوض میں۔

۴۸۸ ... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ أَخِي مُطَرِّفِ بْنِ

۴۸۸.. حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی سے ارشاد فرمایا: کیا تو اس مہینے یعنی (شعبان)

---

❶ ان تمام احادیث سے یہ بات واضح ہے کہ نفلی روزوں میں چند روزے تو ایسے ہیں جو مخصوص اور متعین ایام میں رکھے جاتے ہیں مثلاً عرفہ کے دن، عاشورۂ محرم کے دن یا شش عید کے روزے یہ روزے احادیث سے ثابت ہیں اس لئے ان کے رکھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ باقی سارا سال آدمی کسی بھی دن نفل روزہ رکھ سکتا ہے اس کے لئے کوئی مخصوص دن نہیں ہے۔ البتہ پیر اور بعض روایات سے جمعرات کے دن بھی روزہ رکھنا بہتر ہے۔ لیکن کسی دن کو روزہ کے ساتھ خاص کرکے تزوم کے ساتھ اس دن روزہ رکھنا اور اسے ضروری و لازم سمجھنا یا عملاً اس کا اظہار کرنا بدعت کے زمرہ میں شامل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہودیوں اور نصاریٰ کے ایسے دنوں اور تہواروں میں روزہ رکھنا جن میں وہ بھی روزہ رکھتے ہیں ان کی مشابہت کی وجہ سے بہتر نہیں مثلاً نوروز یا مہرجان وغیرہ۔

الشِّخِّيرِ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفًا يُحَدِّثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ هَلْ صُمْتَ مِنْ سُرَرِ هَذَا الشَّهْرِ شَيْئًا يَعْنِي شَعْبَانَ قَالَ لَا قَالَ فَقَالَ لَهُ إِذَا أَفْطَرْتَ رَمَضَانَ فَصُمْ يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ شُعْبَةُ الَّذِي شَكَّ فِيهِ قَالَ وَأَظُنُّهُ قَالَ يَوْمَيْنِ

کے درمیان میں کچھ روزے رکھے ہیں؟ اس نے عرض کیا نہیں! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان کے روزے افطار کرلے تو ایک دن یا دو دن کے روزے رکھ۔ شعبہ راوی نے اس میں شک کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے آپ ﷺ نے دو دن فرمایا۔

۴۸۹ ۔۔۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ وَيَحْيَى اللُّؤْلُؤِيُّ قَالَا أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ هَانِئٍ ابْنِ أَخِي مُطَرِّفٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ

۴۸۹ ۔۔۔ اس سند کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

باب-۶۷ باب فضل صوم المُحرَّم

محرم کے روزہ کی فضیلت

۴۹۰ ۔۔۔ حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللهِ الْمُحَرَّمُ وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ

۴۹۰ ۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"رمضان کے بعد سب سے افضل روزہ اللہ کے مہینہ محرم کا روزہ ہے اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل (نفل) نماز تہجد کی نماز ہے"۔

۴۹۱ ۔۔۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَرْفَعُهُ قَالَ سُئِلَ أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ وَأَيُّ الصِّيَامِ أَفْضَلُ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ الصَّلَاةُ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ وَأَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ صِيَامُ

۴۹۱ ۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: فرض نماز کے بعد کونسی نماز سب سے افضل ہے؟ فرمایا کہ فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز وہ نماز ہے جو رات کے درمیان ادا کی جائے اور رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینہ محرم کے ہیں"۔ [1]

---

[1] عاشوراء محرم کا روزہ مستحب اور نفل ہے۔ اس کی نہایت فضیلتیں ہیں۔ فرضیت صوم سے قبل بھی مسلمان اس دن روزہ رکھتے تھے جبکہ اس دن کے احترام میں یہودی بھی روزہ رکھتے تھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہودیوں کی مشابہت سے بچنے کے لئے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد میں بھی روزہ رکھو کیونکہ جب آنحضرت ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہودی اس دن روزہ رکھتے ہیں آپ نے اس کے متعلق دریافت فرمایا تو وہ کہنے لگے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات دی تھی اور فرعون کو غرقاب فرمایا تھا اس دن کی یاد منانے کے لئے ہم روزہ رکھتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم موسیٰ کے زیادہ قریب واحق ہیں اس لئے مسلمانوں کو فرمایا کہ تم بھی اس دن روزہ رکھو اور یہود کی مشابہت سے بچنے کے لئے ایک دن اس کے ساتھ اور روزہ رکھو تاکہ ان کی مخالفت ہو جائے۔

شهر الله المحرم

٤٩٢ وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا حسين بن علي عن زائدة عن عبد الملك بن عمير بهذا الإسناد في ذكر الصيام عن النبي ﷺ بمثله

۴۹۲ حضرت عبدالملک بن عمیر سے بھی اس سند کے ساتھ روایت ہے کہ اس میں نبی کریم ﷺ کے روزوں کا اسی طرح ذکر کیا ہے۔

باب-٦٨ باب استحباب صوم ستة أيام من شوال إتباعا لرمضان

شش عید کے روزے مستحب ہیں

٤٩٣ حدثنا يحيى بن أيوب وقتيبة بن سعيد وعلي بن حجر جميعا عن إسمعيل قال ابن أيوب حدثنا إسمعيل بن جعفر أخبرني سعد بن سعيد بن قيس عن عمر بن ثابت بن الحارث الخزرجي عن أبي أيوب الأنصاري رضي الله عنه أنه حدثه أن رسول الله ﷺ قال من صام رمضان ثم أتبعه ستا من شوال كان كصيام الدهر

۴۹۳ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جس نے رمضان کے مہینے بھر روزے رکھے اور اس کے فوراً بعد ہی شوال کے بھی چھ روزے رکھے تو گویا اس نے ہمیشہ زمانہ بھر روزے رکھ لئے"۔

٤٩٤ وحدثنا ابن نمير حدثنا أبي حدثنا سعد بن سعيد أخو يحيى بن سعيد أخبرنا عمر بن ثابت أخبرنا أبو أيوب الأنصاري رضي الله عنه قال سمعت رسول الله ﷺ يقول بمثله

۴۹۴ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح (سابقہ حدیث کی طرح) فرماتے ہوئے سنا۔

٤٩٥ وحدثناه أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا عبد الله بن المبارك عن سعد بن سعيد قال سمعت عمر بن ثابت قال سمعت أبا أيوب رضي الله عنه يقول قال رسول الله ﷺ بمثله

۴۹۵ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اسی طرح (سابقہ روایت کی طرح) فرمایا ہے۔

باب-٦٩ باب فضل ليلة القدر والحث على طلبها وبيان محلها وأرجى أوقات طلبها

لیلۃ القدر کی فضیلت

٤٩٦ وحدثنا يحيى بن يحيى قال قرأت على مالك عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رجالا من أصحاب النبي ﷺ أروا ليلة القدر في المنام في السبع الأواخر فقال رسول الله ﷺ أرى

۴۹۶ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے بعض صحابہ کو خواب میں شب قدر اخیر کی سات راتوں میں دکھلائی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا خیال یہ ہے کہ تمہارا خواب اخیر کی سات راتوں ہی کے مطابق ہو گیا ہے لہٰذا اگر کوئی ان راتوں کی فضیلت

رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ

کا طالب ہو تو اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

۴۹۷ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ

۴۹۷ اس سند سے بھی سابقہ حدیث کا آخری جملہ (کہ آپ ﷺ نے فرمایا لیلۃ القدر کو آخری سات راتوں میں تلاش کیا کرو) منقول ہے۔

۴۹۸ وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَأَى رَجُلٌ أَنَّ لَيْلَةَ الْقَدْرِ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَرَى رُؤْيَاكُمْ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَاطْلُبُوهَا فِي الْوِتْرِ مِنْهَا

۴۹۸ حضرت سالمؒ اپنے والد (حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "ایک شخص نے لیلۃ القدر کو ستائیسویں رات دیکھا (خواب میں کہ ۲۷ ویں لیلۃ القدر ہے) نبی ﷺ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ تمہارا خواب آخری دس راتوں میں واقع ہوا ہے لہٰذا آخری دس راتوں کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو" (اس کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے کوشش کرو)۔

۴۹۹ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لِلَيْلَةِ الْقَدْرِ إِنَّ نَاسًا مِنْكُمْ قَدْ أُرُوا أَنَّهَا فِي السَّبْعِ الْأُوَلِ وَأُرِيَ نَاسٌ مِنْكُمْ أَنَّهَا فِي السَّبْعِ الْغَوَابِرِ فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ

۴۹۹ سالم اپنے والد (ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ تم میں سے چند لوگوں کو خواب میں دکھایا گیا کہ لیلۃ القدر ابتدائی (آخری عشرہ کی ابتدائی) سات راتوں میں ہے جب کہ چند لوگوں کو آخری سات راتوں میں دکھلایا گیا ہے۔ لہٰذا (ان دونوں کو جمع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ) لیلۃ القدر کو آخری دس راتوں میں تلاش کرو"۔

۵۰۰ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُقْبَةَ وَهُوَ ابْنُ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَإِنْ ضَعُفَ أَحَدُكُمْ أَوْ عَجَزَ فَلَا يُغْلَبَنَّ عَلَى السَّبْعِ الْبَوَاقِي

۵۰۰ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "لیلۃ القدر کو آخری دس راتوں میں تلاش کرو، پھر اگر کوئی (ان راتوں میں عبادت سے) کمزوری و سستی اور عاجز پنے کا مظاہرہ کرے تو پھر (کم از کم) بقیہ سات میں وہ کمزوری اس پر غالب نہ آئے (جس کی وجہ سے اتنی بڑی خیر سے محروم ہو جائے)۔

۵۰۱ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ مَنْ

۵۰۱ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
"جو شخص لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہے (حصول فضیلت کے لئے) تو اسے

كَانَ مُلْتَمِسَهَا فَلْيَلْتَمِسْهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ

چاہیے کہ آخری دس راتوں میں تلاش کرے"۔

۵۰۲ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ جَبَلَةَ وَمُحَارِبٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَحَيَّنُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ أَوْ قَالَ فِي التِّسْعِ الْأَوَاخِرِ

۵۰۲۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لیلۃ القدر کو آخری دس راتوں میں یا سات راتوں میں تلاش کرو"۔

۵۰۳۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ أَيْقَظَنِي بَعْضُ أَهْلِي فَنُسِّيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ وَ قَالَ حَرْمَلَةُ فَنَسِيتُهَا

۵۰۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مجھے لیلۃ القدر دکھلائی گئی (خواب میں کہ کس رات میں ہوتی ہے) مجھے (اسی دوران) میرے گھر والوں نے جگادیا تو مجھ سے اس کو بھلادیا گیا اور ایک روایت میں ہے کہ میں بھول گیا۔ سو تم اس کو آخری دس راتوں میں ڈھونڈو"۔

۵۰۴۔۔۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَكْرٌ وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الَّتِي فِي وَسَطِ الشَّهْرِ فَإِذَا كَانَ مِنْ حِينِ تَمْضِي عِشْرُونَ لَيْلَةً وَيَسْتَقْبِلُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ يَرْجِعُ إِلَى مَسْكَنِهِ وَرَجَعَ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَهُ ثُمَّ إِنَّهُ أَقَامَ فِي شَهْرٍ جَاوَرَ فِيهِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ الَّتِي كَانَ يَرْجِعُ فِيهَا فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَمَرَهُمْ بِمَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ إِنِّي كُنْتُ أُجَاوِرُ هَذِهِ الْعَشْرَ ثُمَّ بَدَا لِي أَنْ أُجَاوِرَ هَذِهِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَبِتْ فِي مُعْتَكَفِهِ وَقَدْ رَأَيْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ فَأُنْسِيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي كُلِّ وِتْرٍ وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ

۵۰۴۔۔ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ رمضان کے درمیان عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور جب بیس راتیں گذر جاتیں اور ۲۱ ویں رات آنے لگتی تو گھر لوٹ جاتے اور آپ ﷺ کے ساتھ دوسرے معتکفین بھی لوٹ جاتے۔

ایک بار آپ ﷺ نے (حسب معمول) متعینہ رات تک اعتکاف فرمایا اور پھر لوگوں سے اتنی دیر خطاب فرمایا جتنا اللہ تعالیٰ کو منظور تھا۔ بعد ازاں فرمایا: میں اس عشرۂ وسطیٰ میں اعتکاف کرتا تھا، پھر مجھ پر یہ بات ظاہر ہوئی (دل میں داعیہ پیدا ہوا) کہ اس آخری عشرہ میں بھی اعتکاف کروں، لہٰذا جو میرے ساتھ اعتکاف میں تھے وہ اپنے معتکف (جگہ اعتکاف) میں ہی رہے، اور میں نے اس لیلۃ القدر کو دیکھا ہے لیکن مجھ سے وہ بھلادی گئی ہے لہٰذا آخری دس راتوں میں سے ہر طاق رات میں اسے تلاش کرو، اور میں نے دیکھا (خواب میں) کہ میں پانی اور مٹی (کیچڑ) میں سجدہ کر رہا ہوں (یعنی یہ لیلۃ القدر کی علامت ہے اور میں نے یہ خواب میں دیکھی)۔

قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ مُطِرْنَا لَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فِي مُصَلَّى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَنَظَرْتُ

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اکیسویں شب میں ہم پر تیز مینہ برسا کہ مسجد بھی رسول اللہ ﷺ کے مصلیٰ جائے نماز پر ٹپکنے لگی،

إِلَيْهِ وَقَدِ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَوَجْهُهُ مُبْتَلٌّ طِينًا وَمَاءً

میں نے آپ ﷺ کو دیکھا اس وقت جب آپ ﷺ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر مڑے تو چہرۂ مبارک پانی اور کیچڑ سے گیلا ہو رہا تھا (کیونکہ کچی مساجد تھیں پانی پڑا تو مٹی کیچڑ میں تبدیل ہو گئی اس سے معلوم ہوا وہی رات لیلۃ القدر تھی)۔

۵۰۵ــــ وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي رَمَضَانَ الْعَشْرَ الَّتِي فِي وَسَطِ الشَّهْرِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلْيَثْبُتْ فِي مُعْتَكَفِهِ وَقَالَ وَجَبِينُهُ مُمْتَلِئًا طِينًا وَمَاءً

۵۰۵ــــ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے مہینے کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور اس کے بعد حسب سابق روایت بیان کی سوائے اس بات کے کہ اس روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا (جس نے اعتکاف کیا) وہ اپنی اعتکاف والی جگہ میں ٹھہرے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس حال میں کہ آپ ﷺ کی پیشانی پانی اور مٹی سے آلودہ تھی۔

۵۰۶ــــ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ فِي قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ عَلَى سُدَّتِهَا حَصِيرٌ قَالَ فَأَخَذَ الْحَصِيرَ بِيَدِهِ فَنَحَّاهَا فِي نَاحِيَةِ الْقُبَّةِ ثُمَّ أَطْلَعَ رَأْسَهُ فَكَلَّمَ النَّاسَ فَدَنَوْا مِنْهُ فَقَالَ إِنِّي اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ أَلْتَمِسُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ ثُمَّ أُتِيتُ فَقِيلَ لِي إِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَعْتَكِفَ فَلْيَعْتَكِفْ فَاعْتَكَفَ النَّاسُ مَعَهُ قَالَ وَإِنِّي أُرِيتُهَا لَيْلَةَ وِتْرٍ وَإِنِّي أَسْجُدُ صَبِيحَتَهَا فِي طِينٍ وَمَاءٍ فَأَصْبَحَ مِنْ لَيْلَةِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ وَقَدْ قَامَ إِلَى الصُّبْحِ فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فَأَبْصَرْتُ الطِّينَ وَالْمَاءَ فَخَرَجَ حِينَ فَرَغَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَجَبِينُهُ وَرَوْثَةُ أَنْفِهِ فِيهِمَا الطِّينُ وَالْمَاءُ وَإِذَا هِيَ لَيْلَةُ

۵۰۶ــــ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے پہلے عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے، پھر آپ ﷺ نے درمیانی عشرہ کا اعتکاف فرمایا ایک ترکی خیمہ میں جس کے دروازہ پر چٹائی پڑی ہوئی تھی (پردہ کے طور پر) آپ ﷺ نے چٹائی اپنے دست مبارک سے اٹھائی اور خیمہ کے ایک کونے میں کر دی، سر مبارک باہر نکالا اور لوگوں سے بات کرنے لگے، لوگ آپ ﷺ کے قریب ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں نے لیلۃ القدر کی تلاش میں عشرۂ اول کا اعتکاف کیا، پھر عشرۂ اوسط کا اعتکاف کیا، پھر اس دوران میرے سامنے کوئی (فرشتہ) لایا گیا اور مجھ سے کہا گیا کہ: "وہ تو آخری عشرہ میں ہے"۔ لہٰذا اب تم میں سے جسے پسند ہو کر اعتکاف کرے تو وہ کر سکتا ہے، چنانچہ لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف فرمایا:

اور آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے لیلۃ القدر، طاق میں دکھلائی گئی اور میں نے دیکھا کہ میں اس کی صبح کو مٹی و پانی (کے کیچڑ) میں سجدہ کر رہا ہوں"۔

(ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ) جب ۲۱ ویں شب ہوئی تو آپ ﷺ نے صبح تک ساری رات قیام فرمایا، آسمان سے بارش برستی رہی اور مسجد ٹپکنے لگی، میں نے دیکھا کہ مٹی اور پانی کا کیچڑ سا ہو گیا ہے، جب

إحدى وعشرين من العشر الأواخر

آپ ﷺ فجر کی نماز سے فراغت کے بعد نکلے تو آپ ﷺ کی پیشانی اور ناک مبارک کے بانسے پر کیچڑ سا لگا ہوا ہے، اور وہ آخری عشرہ کی ۲۱ ویں رات تھی۔

٥٠٧ حدثنا محمد بن المثنى حدثنا أبو عامر حدثنا هشام عن يحيى عن أبي سلمة قال تذاكرنا ليلة القدر فأتيت أبا سعيد الخدري رضي الله عنه وكان لي صديقا فقلت ألا تخرج بنا إلى النخل فخرج وعليه خميصة فقلت له سمعت رسول الله ﷺ يذكر ليلة القدر فقال نعم اعتكفنا مع رسول الله ﷺ العشر الوسطى من رمضان فخرجنا صبيحة عشرين فخطبنا رسول الله ﷺ فقال إني أريت ليلة القدر وإني نسيتها أو أنسيتها فالتمسوها في العشر الأواخر من كل وتر وإني أريت أني أسجد في ماء وطين فمن كان اعتكف مع رسول الله ﷺ فليرجع قال فرجعنا وما نرى في السماء قزعة قال وجاءت سحابة فمطرنا حتى سال سقف المسجد وكان من جريد النخل وأقيمت الصلاة فرأيت رسول الله ﷺ يسجد في الماء والطين قال حتى رأيت أثر الطين في جبهته

٥٠٧ ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے آپس میں لیلۃ القدر کا تذکرہ کیا، میں ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا کہ وہ میرے دوست تھے، میں نے ان سے کہا کہ ارے کھجور کے باغات تک ہمارے ساتھ تو چلو گے، چنانچہ وہ جسم پر ایک چادر ڈالے ہوئے نکلے، میں نے ان سے کہا کہ کیا آپ نے رسول ﷺ سے لیلۃ القدر کا تذکرہ سنا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے درمیانی عشرہ کا اعتکاف کیا ۲۰ ویں کی صبح کو ہم اعتکاف سے نکلے، رسول اللہ ﷺ نے ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "مجھے لیلۃ القدر دکھلائی گئی لیکن میں اسے بھول گیا یا بھلا دیا گیا، سو تم اسے آخری دس راتوں کی طاق راتوں میں، تلاش کرو، اور میں نے دیکھا کہ میں (لیلۃ القدر میں) پانی و مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں جو میرے ساتھ اعتکاف میں شریک تھا وہ واپس اعتکاف میں لوٹ جائے۔ چنانچہ ہم واپس معتکف میں لوٹ گئے، آسمان پر اس وقت ہم نے کچھ بھی بادل یا ابر نہ دیکھا تھا، اچانک بادل گھر گھر آئے اور بارش (اتنی تیز) ہونے لگی کہ مسجد کی چھت تک بہہ گئی، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مٹی و پانی میں سجدہ فرمایا جس کا نشان آپ ﷺ کی پیشانی پر تھا۔

٥٠٨ وحدثنا عبد بن حميد أخبرنا عبد الرزاق أخبرنا معمر ح و حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي أخبرنا أبو المغيرة حدثنا الأوزاعي كلاهما عن يحيى بن أبي كثير بهذا الإسناد نحوه وفي حديثهما رأيت رسول الله ﷺ حين انصرف وعلى جبهته وأرنبته أثر الطين

٥٠٨ حضرت یحییٰ بن ابی کثیر سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے لیکن ان دونوں حدیثوں میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کی پیشانی اور ناک مبارک پر مٹی کے نشان ہوتے تھے۔

٥٠٩ حدثنا محمد بن المثنى وأبو بكر بن خلاد قالا حدثنا عبد الأعلى حدثنا سعيد عن أبي نضرة عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال

٥٠٩ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شب قدر کی تلاش کے لئے رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف فرمایا اور ابھی لیلۃ القدر کا معاملہ آپ ﷺ کے سامنے واضح

اعْتَكَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ يَلْتَمِسُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ قَبْلَ أَنْ تُبَانَ لَهُ فَلَمَّا انْقَضَيْنَ أَمَرَ بِالْبِنَاءِ فَقُوِّضَ ثُمَّ أُبِينَتْ لَهُ أَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَأَمَرَ بِالْبِنَاءِ فَأُعِيدَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهَا كَانَتْ أُبِينَتْ لِي لَيْلَةُ الْقَدْرِ وَإِنِّي خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِهَا فَجَاءَ رَجُلَانِ يَحْتَقَّانِ مَعَهُمَا الشَّيْطَانُ فَنُسِّيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ الْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ قَالَ قُلْتُ يَا أَبَا سَعِيدٍ إِنَّكُمْ أَعْلَمُ بِالْعَدَدِ مِنَّا قَالَ أَجَلْ نَحْنُ أَحَقُّ بِذَلِكَ مِنْكُمْ قَالَ قُلْتُ مَا التَّاسِعَةُ وَالسَّابِعَةُ وَالْخَامِسَةُ قَالَ إِذَا مَضَتْ وَاحِدَةٌ وَعِشْرُونَ فَالَّتِي تَلِيهَا ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِينَ وَهِيَ التَّاسِعَةُ فَإِذَا مَضَتْ ثَلَاثٌ وَعِشْرُونَ فَالَّتِي تَلِيهَا السَّابِعَةُ فَإِذَا مَضَى خَمْسٌ وَعِشْرُونَ فَالَّتِي تَلِيهَا الْخَامِسَةُ

وَقَالَ ابْنُ خَلَّادٍ مَكَانَ يَحْتَقَّانِ يَخْتَصِمَانِ

نہیں تھا، جب عشرۂ اوسطہ کی راتیں گذر چکیں تو خیمہ کھولنے کا حکم فرمایا، چنانچہ وہ کھول ڈالا گیا، پھر آپ ﷺ کے سامنے یہ بات واضح ہوئی کہ لیلۃ القدر اخیر عشرہ میں ہے چنانچہ پھر دوبارہ نصب کرنے کا حکم فرمایا تو دوبارہ نصب کیا گیا۔ پھر آپ لوگوں کے سامنے تشریف لائے اور فرمایا:

اے لوگو! میرے سامنے لیلۃ القدر (کی تعیین) کی وضاحت کردی گئی تھی اور میں تمہیں بتلانے کے لئے نکلا تھا کہ دو آدمی جھگڑا کرتے ہوئے آئے ان کے ساتھ شیطان بھی تھا تو (اس جھگڑے کی وجہ سے) میں بھول گیا (کہ لیلۃ القدر کونسی رات میں ہے) اب تم اسے ۹ویں ساتویں اور پانچویں رات (یعنی ۲۹ویں، ۲۷ویں اور ۲۵ویں شب) میں تلاش کرو۔

(راوی کہتے ہیں کہ) میں نے ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: تم لوگ ہماری بہ نسبت اعداد کا زیادہ علم رکھتے ہو۔ کہنے لگے ہاں! ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں تم سے۔ میں نے کہا کہ ۹ویں، ساتویں اور پانچویں کا کیا مقصد ہے؟ فرمایا جب ۲۱ویں رات گذر جائے تو اس سے ملی ہوئی ۲۲ویں رات ہے، اور نویں سے وہی مراد ہے، پھر جب ۲۳ویں گذر جائے تو اس سے متصل ساتویں رات ہے، جب ۲۵ویں گذر جائے تو اس سے متصل پانچویں رات ہے راوی خلاد نے یحتقان کی جگہ یختصمان کہا ہے۔

۵۱۰ ..... وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَهْلِ بْنِ إِسْحَقَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ الْكِنْدِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ وَقَالَ ابْنُ خَشْرَمٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُنَيْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا وَأُرَانِي صُبْحَهَا أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ قَالَ فَمُطِرْنَا لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ فَصَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَانْصَرَفَ وَإِنَّ أَثَرَ الْمَاءِ وَالطِّينِ عَلَى جَبْهَتِهِ وَأَنْفِهِ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُنَيْسٍ يَقُولُ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ۔

۵۱۰ ..... حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مجھے لیلۃ القدر دکھلائی گئی پھر بھلادی گئی (میرے ذہن سے) اور میں نے اس کی صبح کو دیکھا کہ میں پانی و مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں"۔

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ۲۳ویں رات ہمارے اوپر بارش برسی، ہم کو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ جب آپ ﷺ نے رخ پھیرا (سلام سے فراغت کے بعد) تو آپ ﷺ کی پیشانی اور ناک پر پانی و مٹی کا نشان تھا اور عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بناء پر ۲۳ویں شب کو ہی لیلۃ القدر کہتے تھے۔

٥٦١ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَوَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ الْتَمِسُوا وَقَالَ وَكِيعٌ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

۵۶۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری دس راتوں میں تلاش کرو"۔

٥٦٢ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدَةَ وَعَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ سَمِعَا زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ يَقُولُ سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقُلْتُ إِنَّ أَخَاكَ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ مَنْ يَقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللهُ أَرَادَ أَنْ لَا يَتَّكِلَ النَّاسُ أَمَا إِنَّهُ قَدْ عَلِمَ أَنَّهَا فِي رَمَضَانَ وَأَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ وَأَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ ثُمَّ حَلَفَ لَا يَسْتَثْنِي أَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ فَقُلْتُ بِأَيِّ شَيْءٍ تَقُولُ ذَلِكَ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ قَالَ بِالْعَلَامَةِ أَوْ بِالْآيَةِ الَّتِي أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّهَا تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا

۵۶۲۔ حضرت زر بن حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے بھائی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ جو شخص سارا سال شب کو قیام کرتا رہے وہ شب قدر کی سعادت حاصل کرے گا"۔ ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ ان پر رحم فرمائے، انہوں نے یہ اس لئے کہا کہ لوگ بس صرف ایک لیلۃ القدر پر ہی تکیہ کر کے نہ بیٹھ جائیں (اور سارا سال بداعمالیوں میں گزار دیں کہ لیلۃ القدر میں عبادت کریں گے) ورنہ وہ بھی (ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی جانتے ہیں کہ لیلۃ القدر آخری عشرہ کی ۲۷ ویں شب میں ہوتی ہے۔ پھر ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغیر انشاء اللہ قسم اٹھائی (جس کا مقصد یہ ہے کہ انہیں اپنی قسم کے سچا ہونے پر اتنا یقین تھا کہ انشاء اللہ کہنے کی بھی ضرورت محسوس نہ کی) اور کہا کہ ۲۷ ویں رات ہی لیلۃ القدر ہے، میں نے کہا کہ اے ابوالمنذر! آپ کس چیز کی بنیاد پر یہ بات کہہ رہے ہیں؟ فرمایا کہ اس علامت و نشانی کی بناء پر جس سے آنحضرت ﷺ نے ہمیں مطلع فرمایا تھا کہ لیلۃ القدر کی اگلی صبح کا سورج بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے (اس سورج کی کرنیں اور شعاعیں نہیں ہوتیں)۔

٥٦٣ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَةَ بْنَ أَبِي لُبَابَةَ يُحَدِّثُ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أُبَيٌّ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَاللهِ إِنِّي لَأَعْلَمُهَا قَالَ شُعْبَةُ وَأَكْبَرُ عِلْمِي هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقِيَامِهَا هِيَ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَإِنَّمَا شَكَّ شُعْبَةُ فِي هَذَا الْحَرْفِ هِيَ اللَّيْلَةُ

۵۶۳۔ حضرت زر بن حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں (کہ لیلۃ القدر کونسی رات ہوتی ہے) اور مجھے بہت اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ وہ رات ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں قیام کا حکم دیا (کہ اس رات میں کثرت سے نماز و نوافل وغیرہ کیا کرو) اور وہ ستائیسویں رات ہے۔

اس حدیث کے ایک راوی شعبہ نے اس بات میں شک کیا ہے کہ انہوں

الَّتِي أَمَرَنَا بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ وَحَدَّثَنِي بِهَا صَاحِبٌ لِي عَنْهُ

نے یہ بھی فرمایا" کہ ہمیں اس رات میں قیام کا حکم حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے"۔

٥١٤...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ وَهُوَ الْفَزَارِيُّ عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ تَذَاكَرْنَا لَيْلَةَ الْقَدْرِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ أَيُّكُمْ يَذْكُرُ حِينَ طَلَعَ الْقَمَرُ وَهُوَ مِثْلُ شِقِّ جَفْنَةٍ

۵۱۴...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک بار رسول اللہ ﷺ کے سامنے لیلۃ القدر کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کون یاد رکھتا ہے اس کو جب کہ چاند ایک تھالی کے ٹکڑے کی مانند طلوع ہوتا ہے"۔ [1]

---

[1] لیلۃ القدر جسے اردو میں شب قدر کہا جاتا ہے' اللہ تعالیٰ کے خاص ترین انعامات میں سے ہے جو اس نے اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ و سلام کو عنایت فرمائی۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم میں ایک پوری سورت اسی نام سے نازل فرمائی۔ احادیث طیبہ میں بھی لیلۃ القدر کی خاص اہمیت بیان کی گئی ہے اور اس رات کی عبادت بڑی خیر و برکت اور سعادت کی علامت ہے جب کہ اس رات کی عبادت سے محرومی بہت بڑی محرومی بتلائی گئی ہے' جب کہ احادیث سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اس رات کی حتمی تعیین بیان نہیں کی گئی' البتہ یہ صراحتاً بیان کر دیا کہ عشرۂ اخیر کی ۵ طاق راتوں میں سے کسی میں ہوتی ہے البتہ ان پانچ میں بھی ۲۷ ویں کو ہونے کا زیادہ امکان ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک ترجیح اسی کو ہے اس کی تعیین میں اتنا شدید اختلاف ہے کہ تقریباً ۵۰ اقوال منقول ہیں۔ بہر کیف! اس کے اخفاء میں حکمت و مصلحت یہی ہے کہ کسی ایک رات میں عبادت کر کے مطمئن ہو جانے کے بجائے انسان کو چاہیے کہ اکثر راتوں میں عبادت کرے اور اکثر راتوں کو بیداری کا اہتمام کر کے لیلۃ القدر کی برکات حاصل کرنے کی سعی کرے۔
لیلۃ القدر کو لیلۃ القدر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ "تقدر فیها الأرزاق والاٰجال" یعنی اس رات میں سال بھر کے رزق وغیرہ ہر انسان کے مقدر کر دیے جاتے ہیں اور بعض نے فرمایا کہ: "لیلة ذات قدر عظیم" بڑی قدر و قیمت والی رات ہے۔ اس وجہ سے اسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے۔

كتاب الاعتكاف

کتاب الاعتکاف

اعتکاف کے مسائل

۵۱۵..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَعِيلَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

۵۱۵..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

۵۱۶..... وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ قَالَ نَافِعٌ وَقَدْ أَرَانِي عَبْدُ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْمَكَانَ الَّذِي كَانَ يَعْتَكِفُ فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْمَسْجِدِ

۵۱۶..... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے عشرۂ اخیر میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔
نافع کہتے ہیں کہ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے وہ جگہ دکھلائی جہاں مسجد میں حضور علیہ السلام اعتکاف فرماتے تھے۔

۵۱۷..... وحَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ السَّكُونِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ

۵۱۷..... ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

۵۱۸..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ جَمِيعًا عَنْ هِشَامٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ

۵۱۸..... سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

۵۱۹..... وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ

۵۱۹..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی وفات تک رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں اعتکاف فرماتے تھے، پھر

الله عنها أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ

آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن اعتکاف فرماتی رہیں۔

۵۲۰ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ مُعْتَكَفَهُ وَإِنَّهُ أَمَرَ بِخِبَائِهِ فَضُرِبَ أَرَادَ الِاعْتِكَافَ فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَأَمَرَتْ زَيْنَبُ بِخِبَائِهَا فَضُرِبَ وَأَمَرَ غَيْرُهَا مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ بِخِبَائِهِ فَضُرِبَ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الْفَجْرَ نَظَرَ فَإِذَا الأَخْبِيَةُ فَقَالَ آلْبِرَّ تُرِدْنَ فَأَمَرَ بِخِبَائِهِ فَقُوِّضَ وَتَرَكَ الِاعْتِكَافَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حَتَّى اعْتَكَفَ فِي الْعَشْرِ الأَوَّلِ مِنْ شَوَّالٍ

۵۲۰ ... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کرنے کا ارادہ فرماتے تو فجر کی نماز پڑھ کر اپنے معتکف میں داخل ہوتے۔ آپ ﷺ خیمہ لگانے کا حکم دیتے چنانچہ وہ لگا دیا جاتا۔ پھر جب آپ ﷺ نے رمضان کے اخیر عشرہ میں اعتکاف کا ارادہ فرمایا تو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا (زوجہ مطہرہ) نے بھی چادر لگانے کا حکم دیا، چنانچہ وہ لگا دی گئی (ان کے اعتکاف کے لئے) اسی طرح اور بھی دوسری ازواج النبی ﷺ نے اپنے اپنے خیمے لگانے کا حکم دیا توان کے لئے بھی خیمے لگا دیئے گئے۔

جب رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز سے فارغ ہوگئے تو خیمے لگے دیکھے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ نیکی کے حصول کا ارادہ کررہی ہیں؟ پھر آپ ﷺ نے ان کے خیموں کو کھولنے کا حکم دیا چنانچہ وہ کھول ڈالے گئے، پھر آپ ﷺ نے رمضان کے عشرہ میں اعتکاف چھوڑ کر شوال کے پہلے عشرہ تک اعتکاف فرمایا۔

۵۲۱..... وحَدَّثَنَاه ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَقَ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَعَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ وَابْنِ إِسْحَقَ ذِكْرُ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُنَّ أَنَّهُنَّ ضَرَبْنَ الأَخْبِيَةَ لِلِاعْتِكَافِ.

۵۲۱ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث ہی منقول ہے، اس روایت کے اکثر طرق میں حضرت عائشہ، حفصہ و زینب رضی اللہ عنہن کے خیموں کا تذکرہ ہے کہ انہوں نے اعتکاف کے لئے خیمے لگوائے۔

باب-۷۰ باب الاجتهاد في العشر الأواخر من شهر رمضان

عشرۂ اخیر میں کثرتِ عبادت کا اہتمام کرنا چاہیے

۵۲۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ أَحْيَا اللَّيْلَ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ

۵۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب آخری عشرہ شروع ہوتا تو راتوں کو زندہ کرتے اور گھر والوں کو بھی جگاتے اور کمر کس کر خوب کوشش کرتے عبادت میں۔

۵۲۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ يَقُولُ سَمِعْتُ الْأَسْوَدَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ

۵۲۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عبادت میں جس قدر محنت و کوشش آخری عشرہ میں کرتے اور دوسرے دنوں عشروں میں اتنی نہ کرتے تھے۔

باب-۷۱ باب صوم عشر ذي الحجة

عشرۂ ذی الحجہ کے روزوں کا بیان

۵۲۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحَقُ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَائِمًا فِي الْعَشْرِ قَطُّ

۵۲۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی عشرۂ ذی الحجہ میں روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

۵۲۵۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

۵۲۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ذی الحجہ کے عشرہ میں روزہ نہیں رکھتے تھے۔ [1]

---

[1] اعتکاف نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور اہل ایمان واہل تقویٰ وصلاح کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ایک انعام ہے۔ اعتکاف تین طرح کا ہوتا ہے۔ نفلی، سنت، واجب۔ نفلی اعتکاف تو یہ ہے کہ انسان جب مسجد میں جائے تو اعتکاف کی نیت کر لے اس نیت کے بعد جتنی دیر انسان مسجد میں رہے گا اعتکاف کا اجر وثواب ملتا رہے گا۔

سنت اعتکاف یہ ہے کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ۲۱ ویں شب سے یعنی ۲۰ ویں روزہ کے غروب سے لے کر عید کا چاند نظر آنے تک مسجد کی حدود شرعی میں رہے اور بلا کسی ضرورت شرعی یا طبعی کے باہر نہ نکلے اور یہ اعتکاف مسنون نہایت (جاری ہے)

عن الأسود عن عائشة رضي الله عنها أن النبي ﷺ
لم يصم العشر

(گذشتہ سے پیوستہ) اجر وثواب کا باعث ہے۔احادیث میں اس کی بہت سی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد نبوی ہے "معتکف کے لئے تمام نیکیاں جاری ہوجاتی ہیں (ان کا اجر وثواب جاری ہوجاتا ہے) جس طرح تمام ان نیکیوں پر عمل کرنے والے کو اجر وثواب جاری ہوتا ہے"۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ بہت سے وہ اعمال صالح اور حسنات جو معتکف اعتکاف میں ہونے کی بناء پر نہیں انجام دے سکتا مثلاً عیادت مریض اتباع جنازہ وغیرہ ان کا ثواب اسے بیٹھے بیٹھے ہی مل جاتا ہے (بشرطیکہ اعتکاف کے اندر ہوتے ہوئے اسے ان اعمال سے نہ کرنے کا افسوس وحسرت ہو) اور واجب اعتکاف یہ ہے کہ انسان کوئی منت یا نذر مان لے کہ فلاں کام ہوگیا تو اعتکاف کروں گا تو یہ واجب اعتکاف ہوگا اور اسے پورا کرنا ضروری ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک واجب اعتکاف کے لئے روزہ بھی شرط ہے کہ روزہ کے بغیر اعتکاف نہیں ہوگا۔

اور جس طرح مرد مسجد میں اعتکاف کرتے ہیں خواتین بھی گھروں میں اپنی نماز کی مخصوص جگہ پر اعتکاف کر سکتی ہیں۔

رمضان کے روزوں کے علاوہ جو روزے مشروع ہیں ان میں عاشورہ محرم کا روزہ یوم عرفہ کا روزہ شوال کے چھ روزے مخصوص ایام میں مشروع ہیں اور ان کے فضائل احادیث میں وارد ہیں ان کے علاوہ کوئی اور روزہ کسی مخصوص دن میں مشروع نہیں ہے۔

واللہ اعلم زکریا اقبال عفی عنہ

كتاب الحج

كتاب الحج

حج کے ابواب

باب-۷۲　بَابُ مَا يُبَاحُ لِلْمُحْرِمِ بِحَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ وَمَا لَا يُبَاحُ وَبَيَانُ تَحْرِيمِ الطِّيبِ عَلَيْهِ

حالتِ احرام میں کس لباس کا پہننا محرم کے لئے جائز ہے

۵۲۶　حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ

۵۲۶　حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ محرم حالت احرام میں کون سے کپڑے پہنے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"نہ قمیص پہنو نہ عمامے اور شلواریں نہ ہی ترکی ٹوپیاں اور موزے پہنو، البتہ کسی کو جوتے میسر نہ ہوں تو وہ موزے پہن سکتا ہے البتہ موزوں کے ٹخنوں سے نیچے حصے کو کاٹ ڈالے۔ اسی طرح کوئی ایسا کپڑا بھی مت پہنو جو زعفران کی خوشبو و ورس کی خوشبو میں رنگا ہوا ہو۔"

۵۲۷　وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ قَالَ لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَنْ لَا يَجِدَ نَعْلَيْنِ فَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ

۵۲۷　حضرت سالمؒ اپنے والد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ احرام باندھنے والا (حالت احرام میں) کیا پہن سکتا ہے؟

فرمایا: محرم قمیص، عمامہ، ترکی ٹوپی (یا کوئی بھی ٹوپی) شلوار وغیرہ نہیں پہن سکتا، اسی طرح وہ کپڑا جو ورس یا زعفران کی خوشبو سے رنگا ہوا ہو وہ بھی نہیں پہن سکتا، اور موزے بھی نہیں پہن سکتا، ہاں اگر کسی کو جوتے میسر نہ ہوں تو پہن سکتا ہے مگر اسے چاہئے کہ ٹخنوں سے نچلے حصے کو وہ کاٹ ڈالے (موزے کے)۔

۵۲۸　وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ وَقَالَ مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ

۵۲۸　حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا: "اس بات سے کہ محرم کوئی ایسا کپڑا پہنے جو زعفران یا ورس (ایک مخصوص بوٹی جو خوشبودار ہوتی ہے) سے رنگا ہوا ہو اور فرمایا کہ جس شخص کو جوتے میسر نہ ہوں تو اسے چاہئے کہ موزے پہن لے البتہ ان کے ٹخنوں سے نچلے حصہ کو کاٹ دے۔"

عن الْكَعْبَيْن

۵۲۹ حدَّثنا يحْيى بْـن يحْيى وأبو الرَّبيع الزَّهْرانيُّ وقتيبة بْنُ سعيد جميعا عـن حمَّاد قال يحْيى أخْبرنا حمَّادُ ابْنُ زيْد عنْ عمْرو عـن جابر بْن زيْد عن ابْن عبَّاس رضي الله عنْهما قـال سمعْتُ رسُول الله ﷺ وهُو يخْطُبُ يقُولُ السَّراويلُ لمنْ لمْ يجد الْإزار والْخُفَّان لمنْ لمْ يجد النَّعْليْن يعْني الْمُحْرم

۵۲۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ: "جسے ازار (تہبند) میسر نہ ہو وہ شلوار پہن سکتا ہے (حالت احرام میں) اور جو چپل اور نعلین سے محروم ہو وہ موزے پہن سکتا ہے۔

۵۳۰ حدَّثنا مُحمَّدُ بْـن بشَّار حـدَّثنا مُحمَّدٌ يعْني ابْن جعْفر ح و حدَّثني أبـو غسَّان الرَّازيُّ حدَّثنا بهْزٌ قالا جميعا حدَّثنا شُعْبةُ عـنْ عمْرو بْن دينار بهذا الْإسْناد أنَّهُ سمع النَّبيَّ ﷺ يخْطُبُ بعرفات فذكر هذا الْحديث

۵۳۰ حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ مروی ہے کہ انہوں نے (راوی) نبی کریم ﷺ کو عرفات میں خطبہ دیتے ہوئے سنا پھر یہ حدیث (جسے ازار میسر نہ ہو وہ شلوار اور جو چپل وغیرہ سے محروم ہو وہ موزے پہن سکتا ہے) ذکر فرمائی۔

۵۳۱ و حدَّثنا أبُو بكْر بْنُ أبي شيْبة حدَّثنا سُفْيانُ بْنُ عُييْنة ح و حدَّثنا يحْيى بْنُ يحْيى أخْبرنا هُشيْمٌ ح و حدَّثنا أبُو كُريْب حدَّثنا وكيعٌ عنْ سُفْيان ح و حدَّثنا عليُّ بْنُ خشْرم أخْبرنا عيسى بْنُ يُونُس عن ابْن جُريْج ح و حدَّثني عليُّ بْـنُ حُجْر حـدَّثنا إسْمعيلُ عنْ أيُّوب كُلُّ هؤُلاء عنْ عمْرو بْـن دينار بهذا الْإسْناد ولمْ يذْكُرْ أحدٌ منْهُمْ يخْطُبُ بعرفات غيْرُ شُعْبة وحْده

۵۳۱ صحابی رسول حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طریق سے سابقہ روایت نقل کی گئی ہے لیکن ان راویوں میں سے کسی نے بھی عرفات کے خطبہ کا ذکر نہیں کیا سوائے اکیلے حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

۵۳۲ وحدَّثنا أحْمدُ بْنُ عبْد الله بْن يُونُس حدَّثنا زُهيْرٌ حدَّثنا أبُو الزُّبيْر عنْ جـابر رضي الله عنْه قال قال رسُولُ الله ﷺ منْ لمْ يجدْ نعْليْن فلْيلْبسْ خُفَّيْن ومنْ لمْ يجدْ إزارا فلْيلْبسْ سراويل

۵۳۲ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جو شخص نعلین سے محروم ہو اسے چاہئے کہ موزے پہن لے اور جسے تہبند میسر نہ ہو وہ شلوار پہن لے"۔

۵۳۳ حدَّثنا شيْبانُ بْنُ فرُّوخ حدَّثنا همَّامٌ حدَّثنا عطاءُ بْنُ أبي رباح عنْ صفْوان بْـن يعْلى بن مُنْية عـنْ أبيه قال جاء رجُلٌ إلى النَّبيِّ صلَّى اللهُ عليْه

۵۳۳ صفوان بن یعلیٰ اپنے والد حضرت یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا اس وقت آپ ﷺ "جعرانہ" میں قیام فرما تھے اور وہ آدمی (ایک جبہ پہنے

وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ عَلَيْهِ جُبَّةٌ وَعَلَيْهَا خَلُوقٌ أَوْ قَالَ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ كَيْفَ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ فِي عُمْرَتِي قَالَ وَأُنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ فَسُتِرَ بِثَوْبٍ وَكَانَ يَعْلَى يَقُولُ وَدِدْتُ أَنِّي أَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ قَالَ فَقَالَ أَيَسُرُّكَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ قَالَ فَرَفَعَ عُمَرُ طَرَفَ الثَّوْبِ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ لَهُ غَطِيطٌ قَالَ وَأَحْسَبُهُ قَالَ كَغَطِيطِ الْبَكْرِ قَالَ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ اغْسِلْ عَنْكَ أَثَرَ الصُّفْرَةِ أَوْ قَالَ أَثَرَ الْخَلُوقِ وَاخْلَعْ عَنْكَ جُبَّتَكَ وَاصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ مَا أَنْتَ صَانِعٌ فِي حَجِّكَ

ہوئے تھا اس شخص نے کہا کہ آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں کہ میں کس طرح اپنے عمرہ میں (افعالِ عمرہ) کروں۔
نبی کریم ﷺ پر اس وقت وحی نازل ہونی شروع ہو گئی تو آپ ﷺ کو کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا۔ حضرت یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں چاہتا تھا کہ نزولِ وحی کے وقت میں آنحضرت ﷺ کو دیکھوں (کہ کیا کیفیت ہوتی ہے) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ کیا تم حضور اکرم ﷺ کو نزولِ وحی کے وقت دیکھنا پسند کرتے ہو؟ (اثبات میں جواب پاکر) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ پر سے کپڑے کا ایک کنارہ اٹھا دیا تو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ ہانپ رہے ہیں اور میرا خیال ہے کہ اس طرح ہانپ رہے تھے جیسے جوان اونٹ ہانپتے ہیں۔ پھر جب وحی کا نزول موقوف ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ عمرہ کے بارے میں پوچھنے والا سائل کہاں ہے؟ پھر اس سے فرمایا: کپڑے پر سے زردی یا خوشبو کا اثر زائل کرو اور اپنا جبہ اتار دو اور جو حج میں کرتے ہو وہی عمرہ میں بھی کرو (کہ جس طرح حج میں احرام کی حالت میں سلے ہوئے لباس اور خوشبو سے بچتے ہو اسی طرح عمرہ میں بھی بچو)

٥٣٤...... وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ وَأَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَعَلَيْهِ مُقَطَّعَاتٌ يَعْنِي جُبَّةً وَهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلُوقِ فَقَالَ إِنِّي أَحْرَمْتُ بِالْعُمْرَةِ وَعَلَيَّ هَذَا وَأَنَا مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلُوقِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ مَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ قَالَ أَنْزِعُ عَنِّي هَذِهِ الثِّيَابَ وَأَغْسِلُ عَنِّي هَذَا الْخَلُوقَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ مَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ فَاصْنَعْهُ فِي عُمْرَتِكَ

۵۳۴ حضرت یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جعرانہ کے مقام پر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ میں بھی اس وقت آپ ﷺ کے پاس موجود تھا۔ وہ شخص ایک جبہ جو خلوق خوشبو میں بسا ہوا تھا پہنے تھا، اس نے عرض کیا کہ میں نے عمرہ کا احرام باندھا ہے (یعنی نیت کرلی ہے) اور میرے جسم پر یہ جبہ ہے اور خوشبو بھی لگی ہوئی ہے۔
نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: تم حج میں کیا کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ اپنے یہ کپڑے (سلے ہوئے) اتار دیتا ہوں، خوشبو دھو کر ختم کر دیتا ہوں، نبی علیہ السلام نے فرمایا: تو تم جو حج میں کرتے ہو وہی عمرہ میں بھی کرو۔

٥٣٥...... حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ

۵۳۵ حضرت صفوان بن یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عموماً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں آنحضرت ﷺ کا اس وقت دیدار کروں جب آپ ﷺ پر نزولِ وحی کا عالم ہو، چنانچہ نبی کریم ﷺ جب "جعرانہ" کے

أخبرني عطاء أن صفوان بن يعلى بن أمية أخبره أن يعلى كان يقول لعمر بن الخطاب رضي الله عنه ليتني أرى نبي الله ﷺ حين ينزل عليه فلما كان النبي ﷺ بالجعرانة وعلى النبي ﷺ ثوب قد أظل به عليه معه ناس من أصحابه فيهم عمر إذ جاءه رجل عليه جبة صوف متضمخ بطيب فقال يا رسول الله كيف ترى في رجل أحرم بعمرة في جبة بعد ما تضمخ بطيب فنظر إليه النبي ﷺ ساعة ثم سكت فجاءه الوحي فأشار عمر بيده إلى يعلى بن أمية تعال فجاء يعلى فأدخل رأسه فإذا النبي ﷺ محمر الوجه يغط ساعة ثم سري عنه فقال أين الذي سألني عن العمرة آنفا فالتمس الرجل فجيء به فقال النبي ﷺ أما الطيب الذي بك فاغسله ثلاث مرات وأما الجبة فانزعها ثم اصنع في عمرتك ما تصنع في حجك

مقام پر تھے اور آپ ﷺ کے اوپر ایک کپڑے کا سایہ کر دیا گیا تھا، اصحاب کرام میں سے چند صحابہ بھی ساتھ تھے کہ اس دوران ایک شخص آیا جو خوشبو میں لتھڑا ہوا جبہ پہنے ہوئے تھا، اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! اس شخص کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جس نے ایک خوشبو میں بسے ہوئے جبہ کو پہن کر عمرہ کا احرام باندھ لیا ہو؟

نبی کریم ﷺ نے دم بھر کر اس کی طرف دیکھا پھر خاموش ہو گئے، اسی دوران آپ ﷺ پر وحی آگئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امیہ کو اشارہ کیا کہ آجاؤ۔ حضرت یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے اور سر اندر (خیمہ) میں داخل کیا تو دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا ہے اور آپ ﷺ لمبے لمبے سانس لے رہے ہیں۔ پھر آپ ﷺ کو سکون ہو گیا تو فرمایا: وہ آدمی کہاں ہے جس نے ابھی عمرہ کے بارے میں سوال کیا تھا؟ اسے ڈھونڈ کر لایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو خوشبو تم نے لگائی ہے اسے تین بار دھو ڈالو اور جبہ اتار دو پھر عمرہ میں وہی افعال کرو جو تم حج میں کرتے ہو۔

٥٣٦ - وحدثنا عقبة بن مكرم العمي ومحمد بن رافع واللفظ لابن رافع قالا حدثنا وهب بن جرير بن حازم حدثنا أبي قال سمعت قيسا يحدث عن عطاء عن صفوان بن يعلى بن أمية عن أبيه رضي الله عنه أن رجلا أتى النبي ﷺ وهو بالجعرانة قد أهل بالعمرة وهو مصفر لحيته ورأسه وعليه جبة فقال يا رسول الله إني أحرمت بعمرة وأنا كما ترى فقال انزع عنك الجبة واغسل عنك الصفرة وما كنت صانعا في حجك فاصنعه في عمرتك

۵۳۶ حضرت صفوان بن یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد (یعلیٰ) سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جعرانہ کے مقام پر ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آگے بھی سابقہ حدیث آپ ﷺ مقام جعرانہ میں تھے اور اس آدمی نے عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا اور اس کی ڈاڑھی اور اس کی ڈاڑھی اور سر (کے بال) زرد آلود اور اس کے (جسم پر) ایک جبہ تھا۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے عمرہ کا احرام باندھا ہے اور جیسا کہ آپ ﷺ (مجھے) دیکھ رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: جبہ اتار دو اور اپنے (سر اور ڈاڑھی کے بالوں سے) زرد رنگ کو دھو ڈالو اور جو تو حج میں کرتا تھا اپنے عمرہ میں بھی اسی طرح کر۔ کی مانند مختصراً بیان کیا ہے۔ ❶

---

❶ حج اسلام کے ارکان اور بنیادی عبادات میں سے ہے جو مالی و بدنی دونوں عبادتوں کو جامع ہے۔ فرضیت حج کے بعد اسے بلا ضرورت مؤخر کرنا جائز نہیں ہے۔ حج کب فرض ہوتا ہے؟ کس پر ہوتا ہے؟ یہ سب تفاصیل کتب فقہ میں موجود ہیں۔
حج کا پہلا مرحلہ احرام ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ انسان حج کی نیت کرکے مناسک حج کی ادائیگی میں مشغول ہو جائے۔ (جاری ہے)

٥٣٧..... وحدّثنا إسحٰق بن منصور أخبرنا أبو علي عُبَيْدُ الله بْنُ عَبْدِ الْمَجِيد حدّثنا رَبَاحُ بْنُ أَبِي مَعْرُوفٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً قَالَ أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ الله عَنْه قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ فَأَتَاهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةٌ بِهَا أَثَرٌ مِنْ خَلُوقٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ الله إِنِّي أَحْرَمْتُ بِعُمْرَةٍ فَكَيْفَ أَفْعَلُ فَسَكَتَ عَنْهُ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ وَكَانَ عُمَرُ يَسْتُرُهُ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ يُظِلُّهُ فَقُلْتُ لِعُمَرَ رَضِيَ الله عَنْه إِنِّي أُحِبُّ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ أَنْ أُدْخِلَ رَأْسِي مَعَهُ فِي الثَّوْبِ فَلَمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ خَمَّرَهُ عُمَرُ رَضِيَ الله عَنْه بِالثَّوْبِ فَجِئْتُهُ فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي مَعَهُ فِي الثَّوْبِ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ آنِفًا عَنِ الْعُمْرَةِ فَقَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ انْزِعْ عَنْكَ جُبَّتَكَ وَاغْسِلْ أَثَرَ الْخَلُوقِ الَّذِي بِكَ وَافْعَلْ فِي عُمْرَتِكَ مَا كُنْتَ فَاعِلًا فِي حَجِّكَ.

٥٣٧ حضرت صفوان بن یعلی اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھے ایک آدمی خلوق (خوشبو) سے آلودہ جبہ پہنے ہوئے آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے عمرہ کا احرام باندھا ہے تو میں کس طرح ادا کروں؟ آپ ﷺ خاموش رہے اور اس کو کوئی جواب نہ فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو خود ایک کپڑے سے آڑ فرما لیتے تھے اور میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (پہلے ہی) کہہ رکھا تھا کہ جب آپ ﷺ پر نزول وحی ہو تو میں کپڑے میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہتا ہوں تو آپ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہوا تو معمول کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کو کپڑے سے چھپا لیا اور میں بھی گیا اور کپڑے کے اندر سر ڈال کر آپ ﷺ کو دیکھ لیا اور جب وحی کی کیفیت جاتی رہی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ عمرہ کے بارے میں مجھ سے پوچھنے والا کہاں ہے؟ تو وہ آدمی کھڑا ہو گیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ جبہ اتار دو اور تیرے ساتھ جو خوشبو کا نشان لگا ہے اسے دھو ڈال اور پھر عمرہ میں وہی اعمال کر جو تو اپنے حج میں کرتا ہے۔

باب-٧٣ باب مواقيت الحجّ والعُمرة

میقات حج کا بیان

٥٣٨.. حدّثنا يحيى بن يحيى وخلف بن هشام وأبو الربيع وقتيبة جميعا عن حمّاد قال يحيى أخبرنا حمّاد بن زيد عن عمرو بن دينار عن

٥٣٨ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کی میقات "ذوالحلیفہ" کو متعین فرمایا، اہل شام کے لئے "جحفہ" اور اہل نجد کے لئے "قرن" اور اہل یمن کے لئے "یلملم" کو

(گذشتہ سے پیوستہ) بعض حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ سلا ہوا لباس اتار کر چادریں ڈال لینے سے احرام شروع ہو جاتا ہے اور وہ اسی کو احرام سمجھتے ہیں۔ درحقیقت احرام ایک حالت ہے جو نیت حج کے بعد شروع ہوتی ہے اور اس حالت میں انسان کے لئے سلا ہوا کپڑا پہننا، خوشبو لگانا، بال کاٹنا یا توڑنا، خوشبو سونگھنا، کوئی بھی جانور یا ذی روح کو مارنا، شکار کرنا، شکار میں معاونت کرنا، شکار کی طرف اشارہ کرنا وغیرہ سب حرام ہیں۔ اسی طرح خواہش نفسانی یعنی جماع کرنا بھی حرام ہے۔ بدن سے میل کچیل دور کرنا اور ناخن کاٹنا بھی حرام ہے۔ احرام کے اندر بہت سی پابندیاں لاگو ہو جاتی ہیں جن کی خلاف ورزی پر جنایت واجب ہوتی ہے اور بعض صورتوں میں بدنہ (اونٹ) کی قربانی دینی پڑتی ہے بعض میں دم یعنی کسی جانور بکرا یا گائے کی قربانی دینی پڑتی ہے بعض میں دوسرے قسم کے کفارات ہیں۔ ان تمام مسائل کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔

طاؤس عن ابن عباس رضي الله عنهما قال وقت رسول الله ﷺ لأهل المدينة ذا الحليفة ولأهل الشام الجحفة ولأهل نجد قرن المنازل ولأهل اليمن يلملم قال فهن لهن و لمن أتى عليهن من غير أهلهن ممن أراد الحج والعمرة فمن كان دونهن فمن أهله وكذا فكذلك حتى أهل مكة يهلون منها

میقات کے طور پر متعین فرمایا۔[1] یہ تمام مواقیت ان ممالک والوں کے لیے بھی ہیں اور ان لوگوں کے لئے بھی دوسرے علاقوں سے ان ممالک کے راستے آئیں، حج یا عمرہ کے ارادہ سے، اور جو ان علاقوں کے اندر رہنے والے ہیں (یعنی حدود حرم میں یا میقات اور مکہ کے درمیان میں رہنے والے ہیں) وہ وہیں سے احرام باندھیں گے یہاں تک کہ اہل مکہ، مکہ ہی سے احرام باندھ کر تلبیہ کہیں گے۔

۵۳۹..... حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا يحيى بن آدم حدثنا وهيب حدثنا عبد الله بن طاوس عن أبيه عن ابن عباس رضي الله عنهما أن رسول الله ﷺ وقت لأهل المدينة ذا الحليفة ولأهل الشام الجحفة ولأهل نجد قرن المنازل ولأهل اليمن يلملم وقال هن لهم ولكل آت أتى عليهن من غيرهن ممن أراد الحج والعمرة ومن كان دون ذلك فمن حيث أنشأ حتى أهل مكة من مكة

۵۳۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے مدینہ والوں کیلئے ذوالحلیفہ اور شام والوں کیلئے جحفہ اور نجد والوں کیلئے قرن المنازل اور یمن والوں کیلئے یلملم کو میقات مقرر فرمایا اور آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ میقات ان علاقوں میں رہنے والوں اور ان لوگوں کیلئے بھی ہیں جو حج اور عمرہ کے ارادے سے دوسرے علاقوں سے ان میقات والے علاقوں میں آئیں اور جو لوگ ان میقات والی جگہ کے اندر ہوں تو وہ اسی جگہ سے (احرام باندھیں) یہاں تک کہ مکہ والے مکہ مکرمہ ہی سے احرام باندھ لیں۔

۵۴۰ ... وحدثنا يحيى بن يحيى قال قرأت على مالك عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله ﷺ قال يهل أهل المدينة من ذي الحليفة وأهل الشام من الجحفة وأهل نجد من قرن قال عبد الله وبلغني أن رسول الله ﷺ قال ويهل أهل اليمن من يلملم

۵۴۰ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے، اہل شام جحفہ سے اور اہل نجد قرن سے (احرام باندھ کر) تلبیہ کہیں۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ: اہل یمن یلملم سے تلبیہ پڑھیں۔

۵۴۱..... وحدثني حرملة بن يحيى أخبرنا ابن

۵۴۱..... حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ

---

[1] میقات اس مقام کو کہا جاتا ہے جہاں سے آگے بغیر احرام کے جانا جائز نہیں۔ وہ شخص جو حج یا عمرہ کی نیت سے حدود حرم میں جارہا ہو اس کے لئے حدود حرم میں بغیر احرام کے داخل ہونا جائز نہیں۔ اگر بغیر احرام کے داخل ہو گیا تو جنایۃً دم واجب ہوگا۔ ذوالحلیفہ اہل مدینہ کی میقات ہے جو مکہ مکرمہ سے کافی فاصلہ پر واقع ہے اور ان مواقیت کے اندر آکر شکار کرنا بھی منع ہے کیونکہ یہ حرم کی حدود ہیں اور حرم کی حدود میں شکار کرنا جائز نہیں ہے خواہ وہ کسی بھی قسم کا ہو۔
یہ تمام مواقیت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعین کردہ ہیں اور ان کو بغیر احرام کے عبور کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔

وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مُهَلُّ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ذُو الْحُلَيْفَةِ وَمُهَلُّ أَهْلِ الشَّامِ مَهْيَعَةُ وَهِيَ الْجُحْفَةُ وَمُهَلُّ أَهْلِ نَجْدٍ قَرْنٌ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَزَعَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَلَمْ أَسْمَعْ ذَلِكَ مِنْهُ قَالَ وَمُهَلُّ أَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ

کے لئے میقات ذوالحلیفہ اور اہل شام کی میقات مہیعہ یعنی جحفہ ہے جب کہ اہل نجد کی میقات قرن ہے۔
عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں کا خیال ہے کہ حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ اہلِ یمن کی میقات یلملم ہے لیکن میں نے آپ ﷺ سے یہ بات نہیں سنی۔ حالانکہ یہ بات میں نے نہیں سنی۔

٥٤٢...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَنْ يُهِلُّوا مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَأَهْلَ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَأَهْلَ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَأُخْبِرْتُ أَنَّهُ قَالَ وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ

۵۴۲...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مدینہ کے رہنے والوں کو حکم فرمایا کہ ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں اور شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن سے احرام باندھیں اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مجھے اس بات کی خبر دی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اہل یمن یلملم سے احرام باندھیں۔

٥٤٣...... حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُسْأَلُ عَنِ الْمُهَلِّ فَقَالَ سَمِعْتُ ثُمَّ انْتَهَى فَقَالَ أُرَاهُ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ

۵۴۳...... حضرت ابوالزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خبر دیتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے احرام باندھنے کی جگہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے (پھر آخر تک حسب سابق بیان فرمایا) راوی حضرت ابوزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔

٥٤٤...... وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَيُهِلُّ أَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَيُهِلُّ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَذُكِرَ لِي وَلَمْ أَسْمَعْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ

۵۴۴...... حضرت سالم اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اہل مدینہ کیلئے میقات ذوالحلیفہ ہے اور اہل شام کیلئے جحفہ اور اہل نجد کیلئے قرن میقات ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے ذکر کیا گیا ہے اور میں نے خود نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل یمن کیلئے میقات یلملم ہے۔

٥٤٥...... ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ حَاتِمٍ وَعَبْدُ بْنُ

۵۴۵...... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میقات کے

حُمَيْدٍ كِلاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُسْأَلُ عَنِ الْمُهَلِّ فَقَالَ سَمِعْتُ أَحْسَبُهُ رَفَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ مُهَلُّ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَالطَّرِيقُ الْآخَرُ الْجُحْفَةُ وَمُهَلُّ أَهْلِ الْعِرَاقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ وَمُهَلُّ أَهْلِ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ وَمُهَلُّ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ

بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اہل مدینہ کیلئے میقات ذوالحلیفہ اور دوسرا راستہ جحفہ ہے اہل عراق کیلئے ذات عرق اور اہل نجد کیلئے میقات قرن ہے جبکہ اہل یمن کیلئے یلملم میقات (احرام باندھنے کی جگہ) ہے۔

باب-۷۴ باب التلبية وصفتها ووقتها

تلبیہ اور اس سے متعلقہ تفصیل

۵۴۶ .... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ

قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَزِيدُ فِيهَا لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ

۵۴۶ ... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ یہ تھا لبیک اللھم لبیک ... الخ میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ آپ کا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، تمام تعریف اور نعمت کے سزاوار آپ ہی ہیں تمام قدرت آپ کی ہی ہے آپ کا کوئی شریک نہیں"۔

اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں ان الفاظ کا مزید اضافہ فرماتے تھے: لبیک وسعدیک الخ میں حاضر ہو تیری باسعادت جناب میں اور ہر طرح کی خیر آپ ہی کے ہاتھ میں ہے میں حاضر ہوں ہر عمل کی رغبت آپ ہی کی طرف کرتا ہوں"۔

۵۴۷ .... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَعِيلَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَنَافِعٍ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ وَحَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ أَهَلَّ فَقَالَ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ قَالُوا وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ هَذِهِ تَلْبِيَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۵۴۷ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس آپ ﷺ کی اونٹنی سوار کرا کر کھڑی ہوگئی تو آپ ﷺ نے تلبیہ پڑھتے ہوئے فرمایا:

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ ہے۔

حضرت نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا تلبیہ کے ساتھ ان کلمات کا اضافہ کرتے تھے: لبيك لبيك و سعديك

قال نافعٌ كانَ عبْدُ الله رضي الله عنْه يزيدُ مع هذا لبَّيْك لبَّيْك وسعْديْك والْخيْرُ بيديْك لبَّيْك والرَّغْباءُ إليْك والْعملُ

والخیر بیدیک لبیک والرغباء الیک والعمل۔

٥٤٨ ...... و حدَّثنا مُحمَّدُ بْنُ الْمُثنّى حدَّثنا يحْيى يعْني ابْن سعيدٍ عنْ عُبيْد الله أخْبرني نافعٌ عن ابْن عُمر رضي الله عنْهما قال تلقَّفْتُ التَّلْبية منْ في رسُول الله ﷺ فذكر بمثْل حديثهمْ

۵۴۸ ... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ سے اس طرح تلبیہ سیکھا ہے۔ پھر حسب سابق حدیث بیان کی۔

٥٤٩ و حدَّثني حرْملةُ بْنُ يحْيى أخْبرنا ابْنُ وهْبٍ أخْبرني يُونُسُ عن ابْن شهابٍ قال فإنَّ سالم بْن عبْد الله بْن عُمر أخْبرني عنْ أبيه رضي الله عنْه قال سمعْتُ رسُول الله ﷺ يُهلُّ مُلبِّدًا يقُولُ "لبَّيْك اللَّهُمَّ لبَّيْك لبَّيْك لا شريك لك لبَّيْك إنَّ الْحمْد والنِّعْمة لك والْمُلْك لا شريك لك" لا يزيدُ على هؤُلاء الْكلمات

۵۴۹ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا آپ ﷺ سر کے بالوں کو کسی چیز یا کھلی وغیرہ سے باندھے ہوئے تلبیہ کہہ رہے تھے لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک اور ان کلمات میں کوئی اضافہ نہیں کرتے تھے۔

وإنَّ عبْد الله بْن عُمر رضي الله عنْهما كان يقُولُ كان رسُولُ الله ﷺ يرْكعُ بذي الْحُليْفة ركْعتيْن ثُمَّ إذا اسْتوتْ به النَّاقةُ قائمةً عنْد مسْجد ذي الْحُليْفة أهلَّ بهؤُلاء الْكلمات

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحلیفہ میں دو رکعات پڑھا کرتے تھے، پھر جب اونٹنی پر سوار ہو جاتے ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس تو مذکورہ کلمات تلبیہ کہتے۔

وكان عبْدُ الله بْنُ عُمر رضي الله عنْهما يقُولُ كان عُمرُ بْنُ الْخطَّاب رضي الله عنْه يُهلُّ بإهْلال رسُول الله ﷺ منْ هؤُلاء الْكلمات ويقُولُ "لبَّيْك اللَّهُمَّ لبَّيْك لبَّيْك" وسعْديْك والْخيْرُ في يديْك لبَّيْك والرَّغْباءُ إليْك والْعملُ

جب کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس روایت میں یہ بھی فرماتے تھے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے مذکورہ بالا کلمات ہی سے تلبیہ کہتے تھے، اور پھر فرماتے تھے لبیک اللھم لبیک لبیک وسعدیک والخیر یدک لبیک والرغبة الیک العمل۔

٥٥٠ وحدَّثني عبَّاسُ بْنُ عبْد الْعظيم الْعنْبريُّ حدَّثنا النَّضْرُ بْنُ مُحمَّدٍ الْيماميُّ حدَّثنا عكْرمةُ يعْني ابْن عمَّارٍ حدَّثنا أبُو زُميْلٍ عن ابْن عبَّاسٍ رضي الله عنْهما قال كان الْمُشْركُون يقُولُون لبَّيْك لا شريك لك قال فيقُولُ رسُولُ الله ﷺ ويْلكُمْ قدْ قدْ

۵۵۰ ... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مشرکین مکہ (طواف کے دوران) تلبیہ کے یہ الفاظ کہتے لبیک لا شریک لک۔ تو رسول اللہ ﷺ ان سے کہتے کہ تمہاری بربادی ہو بس اس سے زیادہ کچھ مت کہنا، لیکن وہ مزید کہتے: الا شریکا ھو لک تملکه، وماملک۔ یعنی کہ صرف ایک تیرا شریک ہے اور تو اس کا مالک ہے وہ کسی کا مالک نہیں۔

فَيَقُولُونَ إِلا شَرِيكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ يَقُولُونَ هَذَا وَهُمْ يَطُوفُونَ بِالْبَيْتِ

یہ کہتے جاتے اور بیت اللہ کا طواف کرتے جاتے تھے۔

باب-۷۵ باب أمر أهل المدينة بالإحرام من عند مسجد ذي الحُلَيفة

اہل مدینہ کے لئے مسجد ذوالحلیفہ سے احرام باندھنے کا حکم ہے

۵۵۱ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ بَيْدَاؤُكُمْ هَذِهِ الَّتِي تَكْذِبُونَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فِيهَا مَا أَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ يَعْنِي ذَا الْحُلَيْفَةِ

۵۵۱ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: بیداء تمہارا وہی مقام ہے جہاں کے بارے میں تم لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہو (کہ آپ ﷺ نے یہاں پر تلبیہ کہا) حالانکہ آپ نے تلبیہ مسجد ذوالحلیفہ ہی سے کہا تھا۔

۵۵۲ ..... و حَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَعِيلَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِذَا قِيلَ لَهُ الْإِحْرَامُ مِنَ الْبَيْدَاءِ قَالَ الْبَيْدَاءُ الَّتِي تَكْذِبُونَ فِيهَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا أَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلا مِنْ عِنْدِ الشَّجَرَةِ حِينَ قَامَ بِهِ بَعِيرُهُ

۵۵۲ سالم کہتے ہیں کہ جب (ان کے والد) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا جاتا کہ احرام بیداء سے باندھنا ہے تو فرماتے کہ بیداء وہ مقام ہے جس کے بارے میں تم رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرتے ہو، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اس درخت کے پاس تلبیہ کہا تھا جہاں آپ ﷺ کا اونٹ کھڑا ہوا تھا۔

باب-۷۶ باب بيان الافضل ان يحرم حين تنبعث به راحلته متوجها الى مكة لا عقب الركعتين

افضل یہ ہے کہ جب اونٹ وسواری، مکہ کی طرف رخ کرکے اٹھ جائے اس وقت احرام باندھے (نیت کرے اور تلبیہ پڑھے)

۵۵۳ ..... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ مَا هُنَّ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَأَيْتُكَ لا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلا الْيَمَانِيَيْنِ وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا

۵۵۳ عبدالرحمٰن بن جریج کہتے ہیں کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! آپ چار کام ایسے کرتے ہیں کہ میں نے آپ کے ساتھیوں میں سے کسی کو وہ کرتے نہیں دیکھا۔ انہوں نے پوچھا کہ اے ابن جریج وہ کیا؟ میں نے کہا کہ ایک تو یہ کہ آپ طواف کے دوران کعبہ کے چاروں کونوں میں سے سوائے رکن یمانی کے کسی کو نہیں چھوتے۔ دوسرے یہ کہ سبتی جوتے پہنتے ہیں، تیسرے یہ کہ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ زرد رنگ استعمال کرتے ہیں چوتھے یہ کہ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ مکہ مکرمہ میں اور لوگ تو چاند دیکھنے کے بعد سے ہی

الْهِلاَلَ وَلَمْ تُهْلِلْ أَنْتَ حَتَّى يَكُونَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ ۔ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ أَمَّا الأَرْكَانُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَمَسُّ إِلاَّ الْيَمَانِيَيْنِ وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَصْبُغُ بِهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا وَأَمَّا الإِهْلاَلُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُهِلُّ حَتَّى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ

تلبیہ شروع کر دیتے ہیں اور آپ تلبیہ نہیں کہتے یہاں تک کہ یوم ترویہ آ جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جہاں تک کعبہ کے ارکان کو ہاتھ نہ لگانے کا تعلق ہے تو میں نے حضور ﷺ کو رکن یمانی کے علاوہ کسی رکن کو ہاتھ لگاتے نہیں دیکھا۔ اور جوتوں کا جو مسئلہ ہے تو میں نے دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ وہ جوتے پہنتے تھے کہ ان میں بال لگے ہوئے تھے اور انہی جوتوں میں وضو بھی فرماتے چنانچہ میں بھی ایسے جوتے پہننا پسند کرتا ہوں۔ اسی طرح زرد رنگ کا مسئلہ ہے تو میں نے رسول ﷺ کو اس رنگ سے رنگتے ہوئے دیکھا ہے لہذا میں بھی اسی رنگ میں رنگنا پسند کرتا ہوں اور جہاں تک تلبیہ کہنے کا تعلق ہے تو میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے سواری کے چلنے سے قبل تلبیہ کہا ہو۔

۵۵۴ ـــ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي أَبُو صَخْرٍ عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَجَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ مَرَّةً فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَقَدْ رَأَيْتُ مِنْكَ أَرْبَعَ خِصَالٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِهٰذَا الْمَعْنَى إِلاَّ فِي قِصَّةِ الإِهْلاَلِ فَإِنَّهُ خَالَفَ رِوَايَةَ الْمَقْبُرِيِّ فَذَكَرَهُ بِمَعْنًى سِوَى ذِكْرِهِ إِيَّاهُ

۵۵۴۔ حضرت عبید بن جریج کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ حج کیا اور حج و عمرہ کے درمیان ۱۲ مرتبہ ان کا ساتھ رہا۔ میں نے ان سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمن! میں نے آپ کے اندر چار باتیں دیکھی ہیں۔ آگے سابقہ حدیث ہی کی طرح منقول ہے۔ سوائے اہلال کے واقعہ کے (یعنی اہلال کے بارے میں انہوں نے مقبری کے خلاف روایت کی) اور مضمون روایت کیا سوا اس مضمون کے جو اوپر گذرا تھا۔

۵۵۵ ـــ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ وَانْبَعَثَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً أَهَلَّ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ

۵۵۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب رکاب میں پیر رکھے اور اونٹنی آپ ﷺ کو لے کر اٹھی اور کھڑی ہو گئی تو آپ ﷺ نے ذوالحلیفہ سے تلبیہ کہا۔

۵۵۶ ـــ وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهَلَّ حِينَ اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ قَائِمَةً

۵۵۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس وقت تلبیہ پڑھا جب اونٹنی آپ ﷺ کو لے کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

۵۵۷ ... و حدثني حرملة بن يحيى أخبرنا ابن وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب أن سالم بن عبد الله أخبره أن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال رأيت رسول الله ﷺ ركب راحلته بذي الحليفة ثم يهل حين تستوي به قائمة

۵۵۷ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ذی الحلیفہ میں اپنی سواری پر سوار دیکھا پھر جس وقت وہ سواری آپ ﷺ کو لے کر کھڑی ہو گئی تو آپ ﷺ نے تلبیہ پڑھا۔

۵۵۸ وحدثني حرملة بن يحيى وأحمد بن عيسى قال أحمد حدثنا وقال حرملة أخبرنا ابن وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب أن عبيد الله بن عبد الله بن عمر أخبره عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما أنه قال بات رسول الله ﷺ بذي الحليفة مبدأه وصلى في مسجدها

۵۵۸ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابتداء حج میں ذوالحلیفہ میں رات گذاری اور وہیں کی مسجد میں نماز پڑھی۔

باب ـ ۷۷ باب استحباب الطيب قبيل الاحرام في البدن واستجابه بالمسك وانه لا باس ببقله وبيصه وهو بريقه ولمعانه

احرام سے کچھ دیر قبل بھی بدن پر خوشبو لگانا جائز ہے

۵۵۹ حدثنا محمد بن عباد أخبرنا سفيان عن الزهري عن عروة عن عائشة رضي الله عنها قالت طيبت رسول الله ﷺ لحرمه حين أحرم ولحله قبل أن يطوف بالبيت

۵۵۹ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے احرام کے لئے خوشبو لگائی جب آپ ﷺ نے احرام باندھا۔ اور احرام سے نکلنے اور حلال ہونے کے لئے بھی خوشبو لگائی طواف افاضہ سے قبل۔

۵۶۰ وحدثنا عبد الله بن مسلمة بن قعنب حدثنا أفلح بن حميد عن القاسم بن محمد عن عائشة رضي الله عنها زوج النبي ﷺ قالت طيبت رسول الله ﷺ بيدي لحرمه حين أحرم ولحله حين أحل قبل أن يطوف بالبيت

۵۶۰ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے جس وقت احرام باندھا تو میں نے احرام کی وجہ سے اپنے ہاتھ سے آپ ﷺ کو خوشبو لگائی اور جس وقت آپ ﷺ نے بیت اللہ کے طواف سے پہلے احرام کھولا تو اس وقت بھی خوشبو لگائی۔

۵۶۱ وحدثنا يحيى بن يحيى قال قرأت على مالك عن عبد الرحمن بن القاسم عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها أنها قالت كنت أطيب رسول الله ﷺ لإحرامه قبل أن يحرم ولحله قبل أن

۵۶۱ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو ان کے احرام کی وجہ سے اس سے پہلے کہ آپ ﷺ احرام باندھیں خوشبو لگایا کرتی تھی (اور اس وقت) جب آپ ﷺ طواف سے پہلے حلال ہوتے (احرام کھولتے)

يَطُوفَ بِالْبَيْتِ

۵٦٢..... و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِحِلِّهِ وَلِحُرْمِهِ۔

۵٦٢..... ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے احرام کے لئے اور حلال ہونے کے لئے خوشبو لگائی۔

۵٦٣..... و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا و قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ وَالْقَاسِمَ يُخْبِرَانِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِيَدِي بِذَرِيرَةٍ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلْحِلِّ وَالْإِحْرَامِ

۵٦٣..... ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ ﷺ کے احرام باندھنے اور اس سے حلال ہونے کے لئے حجۃ الوداع میں ذریرہ کی خوشبو لگائی۔

۵٦٤..... و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِأَيِّ شَيْءٍ طَيَّبْتِ رَسُولَ اللهِ ﷺ عِنْدَ حُرْمِهِ قَالَتْ بِأَطْيَبِ الطِّيبِ

۵٦٤..... صحابی رسول ﷺ حضرت عروہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا کہ آپ کس چیز سے آنحضرت ﷺ کے احرام کے لئے خوشبو لگایا کرتی تھیں؟
فرمایا کہ سب سے عمدہ خوشبو سے (یعنی مشک سے یا جو عمدہ ترین میسر ہوتی اس سے)۔

۵٦٥..... و حَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِأَطْيَبِ مَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ ثُمَّ يُحْرِمُ۔

۵٦۵..... ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے احرام باندھنے سے قبل اپنے پاس میسر شدہ سب سے عمدہ خوشبو آپ ﷺ کے لگایا کرتی تھی پھر آپ ﷺ احرام باندھتے (نیت کر لیتے)۔

۵٦٦..... و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ عَنْ أَبِي الرِّجَالِ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِحُرْمِهِ حِينَ أَحْرَمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ بِأَطْيَبِ مَا وَجَدْتُ

۵٦٦..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے احرام باندھنے سے قبل اور احرام سے نکلنے اور حلال ہونے کیلئے طواف افاضہ سے قبل اپنے پاس موجود سب سے عمدہ خوشبو لگاتی تھی۔

۵٦٧..... و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ

۵٦٧..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ گویا میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک تکی دیکھ رہی ہوں اور آپ ﷺ اس وقت احرام باندھے ہوئے تھے، جب کہ حضرت خلف (راوی) نے یہ نہیں کہا کہ آپ ﷺ احرام باندھے ہوئے تھے بلکہ انہوں نے یہ کہا کہ یہ

عائشة رضي الله عنها قالت كأني أنظر إلى وبيص الطيب في مفرق رسول الله ﷺ وهو محرم ولم يقل خلف وهو محرم ولكنه قال وذاك طيب إحرامه۔

آپ کے احرام کی خوشبو تھی۔

٥٦٨ و حدثنا يحيى بن يحيى وأبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب قال يحيى أخبرنا و قال الآخران حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن إبراهيم عن الأسود عن عائشة رضي الله عنها قالت لكأني أنظر إلى وبيص الطيب في مفارق رسول الله ﷺ وهو يهل

۵۶۸ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ گویا میں (آج بھی چشم تصور سے) رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں بھری خوشبو کی چمک کو دیکھ رہی ہوں اور آپ ﷺ تلبیہ پڑھ رہے ہیں۔

٥٦٩ و حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وزهير بن حرب وأبو سعيد الأشج قالوا حدثنا وكيع حدثنا الأعمش عن أبي الضحى عن مسروق عن عائشة رضي الله عنها قالت كأني أنظر إلى وبيص الطيب في مفارق رسول الله ﷺ وهو يلبي

۵۶۹ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ فرماتی ہیں کہ گویا کہ میں آپ ﷺ کی طرف دیکھ رہی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں خوشبو مہک رہی تھی اور آپ علیہ السلام تلبیہ پڑھ رہے ہیں۔

٥٧٠ حدثنا أحمد بن يونس حدثنا زهير حدثنا الأعمش عن إبراهيم عن الأسود وعن مسلم عن مسروق عن عائشة رضي الله عنها قالت لكأني أنظر بمثل حديث وكيع

۵۷۰ اس سند کے ساتھ بھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث وکیع کی مثل (کہ آپ ﷺ کی مانگ میں خوشبو مہک رہی تھی اور آپ ﷺ تلبیہ پڑھ رہے تھے) روایت منقول ہے۔

٥٧١ و حدثنا محمد بن المثنى وابن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن الحكم قال سمعت إبراهيم يحدث عن الأسود عن عائشة رضي الله عنها أنها قالت كأنما أنظر إلى وبيص الطيب في مفارق رسول الله ﷺ وهو محرم

۵۷۱ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں خوشبو مہکتی ہوئی دیکھ رہی ہوں اس حال میں کہ آپ علیہ السلام محرم تھے۔

٥٧٢ و حدثنا ابن نمير حدثنا أبي حدثنا مالك بن مغول عن عبد الرحمن بن الأسود عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها قالت إن كنت لأنظر إلى وبيص الطيب في مفارق رسول الله ﷺ وهو محرم

۵۷۲ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں خوشبو مہکتی ہوئی دیکھتی تھی اس حال میں کہ آپ علیہ السلام احرام میں تھے۔

٥٧٣ و حدثني محمد بن حاتم حدثني إسحق

۵۷۳ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں

بْنُ مَنْصُورٍ وَهُوَ السَّلُولِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ وَهُوَ ابْنُ إِسْحَقَ ابْنِ أَبِي إِسْحَقَ السَّبِيعِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ سَمِعَ ابْنَ الْأَسْوَدِ يَذْكُرُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ يَتَطَيَّبُ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُ ثُمَّ أَرَى وَبِيصَ الدُّهْنِ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ بَعْدَ ذَلِكَ

کہ حضور اکرم ﷺ جب احرام باندھنے کا ارادہ فرماتے تو اپنے پاس میسر شدہ سب سے عمدہ خوشبو استعمال کرتے، بعد ازاں میں آپ ﷺ کے سر اور ڈاڑھی میں تیل کی چمک دیکھتی (گویا آپ ﷺ تیل بھی لگاتے تھے نیت احرام سے قبل)۔

۵۷۴..... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الْمِسْكِ فِي مَفْرِقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ

۵۷۴..... ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ: گویا میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں مشک کی چمک دیکھ رہی ہوں اور آپ ﷺ احرام میں ہیں۔

۵۷۵..... وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۵۷۵..... حضرت حسن بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سابقہ حدیث (آپ ﷺ کی مانگ میں مشک کی چمک دیکھ رہی ہو اور آپ ﷺ احرام میں ہیں) اس سند کے ساتھ منقول ہے۔

۵۷۶..... وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ ﷺ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَيَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ بِطِيبٍ فِيهِ مِسْكٌ

۵۷۶..... ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ میں احرام سے قبل آنحضرت ﷺ کے خوشبو لگایا کرتی تھی اور یوم النحر (دسویں تاریخ) کو طواف زیارت سے قبل بھی مشک کی خوشبو لگایا کرتی تھی۔

۵۷۷..... حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو كَامِلٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ سَعِيدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ الرَّجُلِ يَتَطَيَّبُ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا فَقَالَ مَا أُحِبُّ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيبًا لَأَنْ أَطَّلِيَ بِقَطِرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَفْعَلَ ذَلِكَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَأَخْبَرْتُهَا أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ مَا أُحِبُّ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيبًا لَأَنْ أَطَّلِيَ بِقَطِرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَفْعَلَ ذَلِكَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَنَا طَيَّبْتُ

۵۷۷..... حضرت ابراہیم بن محمد بن منتشر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں پوچھا کہ جو خوشبو لگائے پھر احرام کی حالت اختیار کرلے (تو کیا حکم ہے؟) فرمایا: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ جب صبح کو احرام باندھوں تو خوشبو جھاڑتا ہوں (یعنی ادھر میں احرام باندھ رہا ہوں اور ادھر بدن سے خوشبو جھڑ رہی ہو یہ پسند نہیں۔ عرب میں عام طور پر خوشبو عطر کی شکل میں نہیں ہوتی تھی بلکہ خوشبو کی جڑی بوٹیاں ہی استعمال ہوتی تھیں۔ لوگ کبھی کسی خوشبو کی بوٹی کو مسل کر جسم پر مل لیتے تھے کبھی اس کا لیس بنا کر استعمال کرتے تھے اس لئے فرمایا کہ میرے بدن سے خوشبو جھڑ رہی ہو) اور یہ کہ میں اپنے بدن پر تارکول کا لیپ

رَسُولَ اللهِ ﷺ عِنْدَ إِحْرَامِهِ ثُمَّ طَافَ فِي نِسَائِهِ ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا

کرلوں میرے نزدیک یہ زیادہ بہتر ہے خوشبو لگانے سے۔
محمدؒ بن منتشر کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا اور انہیں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات سے آگاہ کیا کہ وہ کہتے ہیں میرے نزدیک اپنے بدن پر تارکول کا لیپ کرنا بہتر ہے اس بات سے کہ صبح کو احرام باندھتے وقت میرے بدن سے خوشبو جھڑ رہی ہو۔
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے احرام کے وقت خوشبو لگائی، اس کے بعد آپ ﷺ اپنی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے، (ایک ہی رات میں تمام ازواج سے فارغ ہونے) اور صبح کو احرام باندھ لیا۔

٥٧٨ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ثُمَّ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا يَنْضَخُ طِيبًا

۵۷۸ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے خوشبو لگایا کرتی تھی، پھر آپ ﷺ (ایک رات میں ہی) تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے فارغ ہوتے تھے اور صبح کو احرام باندھ کر خوشبو جھاڑ لیتے تھے۔

٥٧٩ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ وَسُفْيَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ لَأَنْ أُصْبِحَ مُطَّلِيًا بِقَطِرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيبًا قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَأَخْبَرْتُهَا بِقَوْلِهِ فَقَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَطَافَ فِي نِسَائِهِ ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا

۵۷۹ حضرت ابراہیم بن محمد بن منتشر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ تارکول کے دو قطروں کو مل کر صبح کروں اس بات سے کہ میں صبح کو احرام باندھوں اور میرے جسم سے خوشبو پھوٹ رہی ہو۔
حضرت ابراہیم بن محمد کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں گیا اور آپ کو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کی خبر دی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگائی پھر آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے اور پھر صبح کو احرام باندھ لیا۔

باب-۷۸ بَابُ تَحْرِيمِ الصَّيْدِ الماكول ابوى او ما اصله ذلك على المحرم بحج او عمرة و بهما

محرم کے لئے جنگلی شکار کھانے کی ممانعت ہے

۵۸۰ ... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللهِ ﷺ حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُوَ بِالأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ فَلَمَّا أَنْ رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا فِي وَجْهِي قَالَ إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ

۵۸۰ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو وادی ابواء یا ودان میں ایک وحشی (جنگلی) گدھا ہدیہ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے لوٹا دیا (مجھے فطری طور پر صدمہ ہوا) جس کا اثر حضور علیہ السلام نے میرے چہرہ پر دیکھا تو (دلجوئی کیلئے) فرمایا چونکہ ہم محرم تھے صرف اس لئے تمہارا ہدیہ لوٹا دیا ہے (اور کوئی وجہ نہیں تھی)۔

۵۸۱ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ وَقُتَيْبَةُ جَمِيعًا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الإِسْنَادِ أَهْدَيْتُ لَهُ حِمَارَ وَحْشٍ كَمَا قَالَ مَالِكٌ وَفِي حَدِيثِ اللَّيْثِ وَصَالِحٍ أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ أَخْبَرَهُ

۵۸۱ اس طریق سے حضرت زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صعب بن جثامہ نے خبر دی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک جنگلی گدھا بطور ہدیہ پیش کیا۔
آگے بقیہ حدیث اسی طرح ہے جیسے کہ (پچھلی) گذری۔

۵۸۲ ... وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الإِسْنَادِ وَقَالَ أَهْدَيْتُ لَهُ مِنْ لَحْمِ حِمَارِ وَحْشٍ

۵۸۲ حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اس سند کے ساتھ مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے آپ ﷺ کو جنگلی گدھے کا گوشت ہدیہ کے طور پر پیش کیا۔

۵۸۳ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَهْدَى الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ حِمَارَ وَحْشٍ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ وَقَالَ لَوْلَا أَنَّا مُحْرِمُونَ لَقَبِلْنَاهُ مِنْكَ

۵۸۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو جنگلی گدھے کا ہدیہ پیش کیا اس حال میں کہ آپ ﷺ احرام میں تھے تو آپ ﷺ نے اس کو انہیں پر واپس کر دیا اور فرمایا کہ اگر احرام میں نہ ہوتے تو ہم تجھ سے اس کو قبول کر لیتے۔

۵۸۴ وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مَنْصُورًا يُحَدِّثُ عَنِ

۵۸۴ حکم سے مروی ہے کہ صعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جثامہ نے نبی اکرم ﷺ کو ایک جنگلی گدھے کی ٹانگ ہدیہ دی اور شعبہ کی روایت میں

الْحَكَمِ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ جَمِيعًا عَنْ حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي رِوَايَةِ مَنْصُورٍ عَنِ الْحَكَمِ أَهْدَى الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ رِجْلَ حِمَارِ وَحْشٍ وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَجُزَ حِمَارِ وَحْشٍ يَقْطُرُ دَمًا وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيبٍ أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ ﷺ شِقُّ حِمَارِ وَحْشٍ فَرَدَّهُ

حضرت حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو جنگلی گدھے کا پچھلا دھڑ جس سے خون ٹپک رہا تھا ہدیہ دیا اور شعبہ کی ایک روایت پر حضرت حبیب سے ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو جنگلی گدھے کا ایک حصہ ہدیہ دیا تو آپ ﷺ نے اس کو واپس کر دیا۔

۵۸۵ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَسْتَذْكِرُهُ كَيْفَ أَخْبَرْتَنِي عَنْ لَحْمِ صَيْدٍ أُهْدِيَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ حَرَامٌ قَالَ قَالَ أُهْدِيَ لَهُ عُضْوٌ مِنْ لَحْمِ صَيْدٍ فَرَدَّهُ فَقَالَ إِنَّا لَا نَأْكُلُهُ إِنَّا حُرُمٌ

۵۸۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے (ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) انہیں یاد دلاتے ہوئے کہا کہ آپ نے مجھے کیسے یہ بتلا دیا کہ رسول اللہ ﷺ کو جو شکار کا گوشت ہدیہ کیا گیا تھا وہ حرام تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضور علیہ السلام کو شکار کے گوشت کا ایک ٹکڑا ہدیہ دیا گیا تو آپ ﷺ نے اسے لوٹا کر فرمایا: ہم چونکہ احرام میں ہیں اس لئے نہیں کھاتے"۔ ❶

۵۸۶ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْقَاحَةِ فَمِنَّا الْمُحْرِمُ وَمِنَّا غَيْرُ الْمُحْرِمِ إِذْ بَصُرْتُ بِأَصْحَابِي

۵۸۶ ابو محمد مولیٰ ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ:

"ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (سفر میں نکلے) جب ہم "قاحہ" کی وادی میں پہنچے تو ہمارے بعض ساتھی احرام میں تھے اور بعض احرام میں نہ تھے۔ اچانک میں نے دیکھا کہ میرے ساتھی کسی چیز کو دیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں، میں نے دیکھا تو ایک جنگلی گدھا تھا، میں نے اپنے گھوڑے پر زین

---

❶ محرم کیلئے حالت احرام میں شکار کرنا بالکل حرام ہے باتفاق علماء جب کہ امام شافعی کے نزدیک اگر کسی محرم نے شکار خرید لیا یا اسے ہبہ کیا گیا تو بھی حرام ہے۔

جہاں تک شکار کے گوشت کا تعلق ہے تو امام شافعی و مالک کے نزدیک اگر اس نے خود شکار کیا یا اس کے لئے کسی دوسرے نے شکار کیا تو حرام ہے۔ البتہ اگر کسی حلال آدمی نے شکار کیا اور اپنے لئے کیا تھا محرم کے لئے نہیں پھر اس میں سے محرم کو دے دیا تو اس کے لئے جائز ہوگا۔

امام ابو حنیفہ کے نزدیک جو شکار بغیر معاونت محرم کے ہوا ہو اس کا گوشت اگر محرم کو ہدیہ کیا جائے تو جائز ہے۔

بعض علماء کے نزدیک محرم کے لئے کسی بھی طرح شکار کا گوشت حلال نہیں خواہ خود اس نے کیا ہو یا دوسرے نے کیا ہو اس کی اعانت ہو یا نہ ہو کسی صورت میں جائز نہیں۔ واللہ اعلم

يَتَرَاءَوْنَ شَيْئًا فَنَظَرْتُ فَإِذَا حِمَارُ وَحْشٍ فَأَسْرَجْتُ فَرَسِي وَأَخَذْتُ رُمْحِي ثُمَّ رَكِبْتُ فَسَقَطَ مِنِّي سَوْطِي فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي وَكَانُوا مُحْرِمِينَ نَاوِلُونِي السَّوْطَ فَقَالُوا وَاللَّهِ لَا نُعِينُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَنَزَلْتُ فَتَنَاوَلْتُهُ ثُمَّ رَكِبْتُ فَأَدْرَكْتُ الْحِمَارَ مِنْ خَلْفِهِ وَهُوَ وَرَاءَ أَكَمَةٍ فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي فَعَقَرْتُهُ فَأَتَيْتُ بِهِ أَصْحَابِي فَقَالَ بَعْضُهُمْ كُلُوهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَأْكُلُوهُ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَمَامَنَا فَحَرَّكْتُ فَرَسِي فَأَدْرَكْتُهُ فَقَالَ هُوَ حَلَالٌ فَكُلُوهُ

رکھی، نیزہ اٹھایا اور سوار ہو گیا اس دوران میرا کوڑا گر گیا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے جو احرام میں تھے کہا کہ مجھے کوڑا اٹھا دو، انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہم تیری ذرا بھی معاونت نہ کریں گے، چنانچہ میں خود ہی اترا کوڑا اٹھایا پھر سوار ہو گیا، اور پیچھے جا کر گدھے کو جا لیا وہ ایک ٹیلے کے پار تھا میں نے اسے نیزہ مارا اور اس کے پاؤں کاٹ ڈالے اور اسے لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا، بعض کہنے لگے کہ اسے کھا لیا جائے، بعض نے کہا نہیں کھاؤ۔ نبی اکرم ﷺ ہمارے سامنے ہی تھے، لہٰذا میں نے گھوڑے کو حرکت دی اور آپ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ حلال ہے اسے کھا لو۔[1]

کن مع الناس کالشجر
ترمیہ الحجر یعطیك الثمر

۵۸۷ ...... وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ مُحْرِمِينَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأَى حِمَارًا وَحْشِيًّا فَاسْتَوَى عَلَى

۵۸۷ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے جب مکہ کے کسی راستہ میں پہنچے تو وہ (ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے بعض ساتھیوں کے ہمراہ جو احرام میں تھے حضور ﷺ سے پیچھے رہ گئے جب کہ وہ خود (ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) احرام میں نہیں تھے۔ انہوں نے ایک جنگلی گدھا دیکھا تو گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ان کا کوڑا دے دیں۔

---

[1] محرم کے لئے شکار کے سلسلہ میں یہ تفصیل یاد رکھنی چاہئے کہ امام ابو حنیفہؒ کے مسلک پر حالتِ احرام میں کسی جانور کا شکار جائز نہیں حرام ہے بقیہ ائمہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ البتہ بحری جانور کا شکار حلال ہے قرآنِ کریم کی آیت: اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ الخ کی بناء پر البتہ خشکی کے شکار میں تفصیل ہے۔ جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہو مثلاً ہرن، خرگوش، وحشی گدھا، جنگلی گائے اور تمام پرندے خواہ بری ہوں یا آبی دونوں قسم کے سب کا شکار حرام ہے۔ ان تمام جانوروں اور پرندوں کے شکار کی طرح ان کے شکار میں کسی طرح بھی معاونت اور اس کی طرف اشارہ کرنا بھی حرام ہے۔

جہاں تک ان جانوروں کا تعلق ہے جن کا گوشت حلال نہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جانور ہیں جو موذی ہیں مثلاً: شیر، چیتا، بھیڑیا وغیرہ یا سانپ بچھو وغیرہ ان جانوروں کو مارنا حالتِ احرام میں اور حرم میں بھی جائز ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا مارنا مباح قرار دیا ہے محرم کے لئے۔

جب کہ دوسری قسم وہ ہے جو از خود موذی نہیں ہیں جب تک انہیں چھیڑا نہ جائے وہ اذیت نہیں پہنچاتے مثلاً لومڑی، کوہ وغیرہ ان کو مارنا جائز نہیں الا یہ کہ وہ از خود نقصان پہنچانے لگیں تو پھر ان کا شکار جائز ہے۔

پھر ممنوعہ جانوروں کے شکار پر جنایات واجب ہوتی ہیں یعنی کسی صورت میں بدنہ واجب ہوتا ہے اور کسی صورت میں دم واجب ہوتا ہے۔

ان تمام جنایات کی تفصیل کتبِ فقہ میں تمام صورتوں اور ممکنہ احتمالات کے ساتھ موجود ہے۔ وہاں انہیں دیکھ لیا جائے۔ واللہ اعلم (خلاصہ از بدائع الصنائع لملک العلماء کاسانی الحنفی الجزء الاول)۔

فرسه فسأل أصحابه أن يناولوه سوطه فأبوا عليه فسألهم رمحه فأبوا عليه فأخذه ثم شد على الحمار فقتله فأكل منه بعض أصحاب النبي ﷺ وأبى بعضهم فأدركوا رسول الله ﷺ فسألوه عن ذلك فقال إنما هي طعمة أطعمكموها الله

ان ساتھیوں نے انکار کیا۔ انہوں نے اپنا نیزہ مانگا تو ساتھیوں نے انکار کر دیا چنانچہ انہوں نے خود لے لیا، پھر گدھا کا نشانہ باندھ کر اسے قتل کر دیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے بعض نے تو اس میں سے کھالیا اور بعض نے انکار کر دیا کھانے سے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "یہ تو اللہ عزوجل کی جانب سے ایک کھانا تھا جو اس نے تمہیں کھلایا"۔

۵۸۸ و حدثنا قتيبة عن مالك عن زيد بن أسلم عن عطاء بن يسار عن أبي قتادة رضي الله عنه في حمار الوحش مثل حديث أبي النضر غير أن في حديث زيد بن أسلم أن رسول الله ﷺ قال هل معكم من لحمه شيء۔

۵۸۸ عطاء بن ابی یسار، ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وحشی گدھے کے بارے میں سابقہ حدیث کی مانند روایت کرتے ہیں۔ اس روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کچھ موجود ہے؟

۵۸۹ وحدثنا صالح بن مسمار السلمي حدثنا معاذ بن هشام حدثني أبي عن يحيى بن أبي كثير حدثني عبد الله ابن أبي قتادة قال انطلق أبي مع رسول الله ﷺ عام الحديبية فأحرم أصحابه ولم يحرم وحدث رسول الله ﷺ أن عدوا بغيقة فانطلق رسول الله ﷺ قال فبينما أنا مع أصحابه يضحك بعضهم إلى بعض إذ نظرت فإذا أنا بحمار وحش فحملت عليه فطعنته فأثبته فاستعنتهم فأبوا أن يعينوني فأكلنا من لحمه وخشينا أن نقتطع فانطلقت أطلب رسول الله ﷺ أرفع فرسي شأوا وأسير شأوا فلقيت رجلا من بني غفار في جوف الليل فقلت أين لقيت رسول الله ﷺ قال تركته بتعهن وهو قائل السقيا فلحقته فقلت يا رسول الله إن أصحابك يقرءون عليك السلام ورحمة الله وإنهم قد خشوا أن يقتطعوا دونك انتظرهم فانتظرهم فقلت يا رسول الله إني أصدت ومعي منه فاضلة فقال النبي

۵۸۹ حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد (ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلح حدیبیہ والے سال چلے، ان کے ساتھیوں نے احرام باندھا تھا اور خود وہ احرام میں نہ تھے اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ دشمن "غیقہ" میں ہے، چنانچہ حضور علیہ السلام اسی طرح چل پڑے، ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ تھا کہ وہ میری طرف دیکھ کر ہنسنے لگے، اچانک میں نے ایک وحشی گدھا دیکھا۔ میں نے اس پر حملہ کیا اور نیزہ مار کر اسے روک دیا اور اپنے ساتھیوں سے اس معاملہ میں مدد چاہی تو انہوں نے انکار کر دیا میری مدد سے۔ ہم نے اس کے گوشت میں سے کچھ تو کھایا، پھر ہمیں یہ اندیشہ دامن گیر ہوا کہ ہم کہیں آپ ﷺ کے قافلہ سے بچھڑ نہ جائیں، چنانچہ میں حضور علیہ السلام کو ڈھونڈتا ہوا چلا، کبھی میں گھوڑا دوڑاتا تھا تو کبھی آہستہ خرامی سے چلتا، اسی دوران رات کی تاریکی میں ایک بنو غفار کا آدمی ملا، میں نے کہا۔ تم رسول اللہ ﷺ سے کہاں ملے تھے؟ اس نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو تعہن میں چھوڑا تھا، اور وہ سقیا (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک بستی ہے) کے مقام پر نہر تھی۔ چنانچہ میں آپ ﷺ سے جا ملا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے ساتھی

ﷺ لِلْقَوْمِ كُلُوا وَهُمْ مُحْرِمُونَ

آپ ﷺ کو السلام علیک ورحمۃ اللہ کہتے ہیں، انہیں یہ اندیشہ ہے کہ کہیں آپ سے بچھڑ نہ جائیں لہٰذا آپ ان کا انتظار فرمائیے، چنانچہ آپ ﷺ نے ان کا انتظار فرمایا۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے ایک شکار کیا تھا اور اب بھی میرے پاس فاضل گوشت موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے قوم سے فرمایا: کھاؤ، حالانکہ وہ سب احرام میں تھے۔

۵۹۰...... حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَاجًّا وَخَرَجْنَا مَعَهُ قَالَ فَصَرَفَ مِنْ أَصْحَابِهِ فِيهِمْ أَبُو قَتَادَةَ فَقَالَ خُذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ حَتَّى تَلْقَوْنِي قَالَ فَأَخَذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ فَلَمَّا انْصَرَفُوا قِبَلَ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَحْرَمُوا كُلُّهُمْ إِلَّا أَبَا قَتَادَةَ فَإِنَّهُ لَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَمَا هُمْ يَسِيرُونَ إِذْ رَأَوْا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَيْهَا أَبُو قَتَادَةَ فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا فَنَزَلُوا فَأَكَلُوا مِنْ لَحْمِهَا قَالَ فَقَالُوا أَكَلْنَا لَحْمًا وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ قَالَ فَحَمَلُوا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ الْأَتَانِ فَلَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا كُنَّا أَحْرَمْنَا وَكَانَ أَبُو قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَرَأَيْنَا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَيْهَا أَبُو قَتَادَةَ فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا فَنَزَلْنَا فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهَا فَقُلْنَا نَأْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا فَقَالَ هَلْ مِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَوْ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ قَالَ قَالُوا لَا قَالَ فَكُلُوا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا

۵۹۰...... حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حج کی نیت کر کے (احرام باندھ کر) نکلے تو ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ نکلے، ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بعض ساتھی راستہ بدل گئے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم سمندر کے ساتھ ساتھ چلے چلو یہاں تک کہ مجھ سے آملو۔ چنانچہ ان لوگوں نے ساحل سمندر کو اختیار کیا، جب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مڑے تو سب نے احرام باندھا ہوا تھا سوائے ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ وہ احرام میں نہ تھے، وہ چل ہی رہے تھے کہ اسی اثناء میں انہوں نے چند وحشی گدھے دیکھ لئے، ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان پر حملہ کر کے ان میں سے ایک گدھی کے پاؤں کاٹ ڈالے، لوگ اپنی سواریوں سے اترے اور اس کا گوشت کھایا۔ پھر وہ کہنے لگے کہ ہم نے اس کا گوشت کھالیا حالانکہ ہم تو احرام میں ہیں، پھر انہوں نے گدھی کا بچا کھچا گوشت اٹھایا (اور چل پڑے) جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو کہنے لگے یا رسول اللہ! ہم نے احرام باندھ لیا تھا، ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احرام نہیں باندھا تھا، ہم نے کچھ جنگلی گدھے دیکھے تو ابو قتادہ نے ان پر حملہ کر کے ایک گدھی کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور ہم نے سواری سے اتر کر اس کا گوشت کھایا (لیکن گوشت کھانے کے بعد خیال آیا تو آپس میں) ہم نے کہا کہ ہم نے احرام میں ہونے کے باوجود اس کا گوشت کھالیا۔ پھر بقیہ گوشت ہم نے اٹھایا (اور آگئے) حضور علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم میں سے کسی نے اسے شکار کرنے کا حکم دیا تھا یا کسی نے اس کی طرف اشارہ کیا تھا؟ وہ کہنے لگے نہیں۔ فرمایا کہ: پھر کھا سکتے ہو اس کا گوشت جو بچ گیا ہے۔

۵۹۱...... وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا

۵۹۱ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ حضرت شیبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ شَيْبَانَ جَمِيعًا عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ فِي رِوَايَةِ شَيْبَانَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَمِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ قَالَ أَشَرْتُمْ أَوْ أَعَنْتُمْ أَوْ أَصَدْتُمْ قَالَ شُعْبَةُ لَا أَدْرِي قَالَ أَعَنْتُمْ أَوْ أَصَدْتُمْ

میں سے کسی نے یہ حکم دیا تھا کہ وہ (ابو قتادہ) جنگلی گدھوں پر حملہ کریں یا اس کی طرف کسی نے اشارہ کیا تھا؟ اور شعبہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اشارہ کیا تھا یا تم نے شکار کرنے میں تعاون کیا تھا یا خود تم نے شکار کیا تھا؟ حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے اعنتم فرمایا یا اصدتم فرمایا۔

۵۹۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَزْوَةَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ فَأَهَلُّوا بِعُمْرَةٍ غَيْرِي قَالَ فَاصْطَدْتُ حِمَارَ وَحْشٍ فَأَطْعَمْتُ أَصْحَابِي وَهُمْ مُحْرِمُونَ ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَنْبَأْتُهُ أَنَّ عِنْدَنَا مِنْ لَحْمِهِ فَاضِلَةً فَقَالَ كُلُوهُ وَهُمْ مُحْرِمُونَ

۵۹۲ حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتلایا کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ غزوۂ حدیبیہ میں جہاد کیا، سب لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھ کر تلبیہ کہا سوائے میرے، میں نے ایک جنگلی گدھا شکار کیا اور اپنے محرم ساتھیوں کو کھلایا، پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو بتلایا کہ (ہم نے اس طرح شکار کر کے کھایا ہے) اور ہمارے پاس اس کا فالتو گوشت موجود ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کھاؤ خواہ احرام کی حالت میں بھی ہوں۔

۵۹۳ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُمْ مُحْرِمُونَ وَأَبُو قَتَادَةَ مُحِلٌّ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ فَقَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ قَالُوا مَعَنَا رِجْلُهُ قَالَ فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَكَلَهَا

۵۹۳ حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ سفر میں نکلے، وہ سب احرام کی حالت میں تھے جب کہ ابو قتادہ حلال تھے۔ آگے سابقہ حدیث کا مضمون بیان کیا اس روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے پاس اس کا کچھ گوشت بچا ہوا ہے؟ ہم نے کہا کہ اس کی ٹانگ ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسے نوش فرمایا۔

۵۹٤ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَإِسْحَقُ عَنْ جَرِيرٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ كَانَ أَبُو قَتَادَةَ فِي نَفَرٍ مُحْرِمِينَ وَأَبُو قَتَادَةَ مُحِلٌّ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَفِيهِ قَالَ هَلْ أَشَارَ إِلَيْهِ إِنْسَانٌ مِنْكُمْ أَوْ أَمَرَهُ بِشَيْءٍ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَكُلُوا

۵۹۴ حضرت عبداللہ بن قتادہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حالت احرام میں نہ تھے جبکہ باقی تمام لوگ احرام میں تھے (آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون بیان کیا) اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ کیا تم میں سے کسی انسان نے اس شکار کی طرف اشارہ کیا تھا یا اس کو کوئی چیز سے حکم دیا تھا؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر تم اسے کھالو۔

۵۹٥ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

۵۹۵ عبدالرحمن بن عثمان التیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم

سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا مَعَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَنَحْنُ حُرُمٌ فَأُهْدِيَ لَهُ طَيْرٌ وَطَلْحَةُ رَاقِدٌ فَمِنَّا مَنْ أَكَلَ وَمِنَّا مَنْ تَوَرَّعَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ طَلْحَةُ وَفَّقَ مَنْ أَكَلَهُ وَقَالَ أَكَلْنَاهُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے احرام کی حالت میں۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کچھ پرندے (شکار کئے ہوئے) ہدیہ کئے گئے اس وقت وہ سو رہے تھے تو ہم میں سے بعض نے تو کھالیا اور بعض نے پرہیز کیا۔ جب طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے تو انہوں نے کھانے والوں کی موافقت فرمائی اور کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھی اسے (شکار کے گوشت کو) کھایا ہے۔

باب-۷۹ باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل والحرم

محرم اور دوسروں کو کن جانوروں کا مارنا مستحب ہے؟

۵۹۶...... حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ مِقْسَمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ أَرْبَعٌ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحِدَأَةُ وَالْغُرَابُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ قَالَ فَقُلْتُ لِلْقَاسِمِ أَفَرَأَيْتَ الْحَيَّةَ قَالَ تُقْتَلُ بِصُغْرٍ لَهَا

۵۹۶...... زوجہ مطہرہ نبی ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: چار موذی اور شریر جانور ہیں جنہیں حل (حدود حرم کے علاوہ پوری زمین) اور حرم (حدود حرم کا اندرونی علاقہ) دونوں جگہ مارا جائے گا: چیل، کوا، چوہا اور کاٹ کھانے والا کتا"۔

راوی (عبیداللہ) کہتے ہیں کہ میں نے قاسمؒ بن محمد سے کہا کہ سانپ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ فرمایا: اسے تو ذلت سے مار دیا جائے گا۔

۵۹۷...... وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحَيَّةُ وَالْغُرَابُ الْأَبْقَعُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْحُدَيَّا

۵۹۷...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"پانچ موذی جانور حل و حرم (ہر جگہ) قتل کئے جائیں گے، سانپ، چتکبرا (سانپ)، کوا، چوہا، کٹکھنا کتا اور چیل"۔

۵۹۸...... وَحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْحُدَيَّا

۵۹۸...... ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ موذی جانور ہیں جن کو حرم میں بھی قتل کیا جا سکتا ہے۔ بچھو، چوہا، چیل، کوا اور کٹکھنا کتا۔

وَالْغُرَابُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ

۵۹۹۔۔۔ وحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

۵۹۹۔۔۔ حضرت ہشام نے اس طریق کے ساتھ سابقہ روایت کی طرح روایت نقل کی ہے۔

۶۰۰۔۔۔ وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْفَأْرَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحُدَيَّا وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ

۶۰۰۔۔۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا پانچ جانور موذی ہیں جن کو حرم میں قتل کیا جاسکتا ہے۔ چوہا، بچھو، چیل، کوا اور کٹکھنا کتا۔

۶۰۱۔۔۔ وحَدَّثَنَاه عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَتْ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقَتْلِ خَمْسِ فَوَاسِقَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ

۶۰۱۔ حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اس سند کے ساتھ مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے پانچ موذی جانوروں کو حرم اور غیر حرم (ہر جگہ) میں قتل کرنے کا حکم فرمایا پھر یزید بن زریع کی حدیث کی طرح ذکر فرمایا۔

۶۰۲۔۔۔ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلُّهَا فَوَاسِقُ تُقْتَلُ فِي الْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ

۶۰۲۔۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد مبارک فرمایا کہ تمام جانوروں میں پانچ جانور موذی ہیں جن کو حرم میں بھی قتل کیا جاسکتا ہے کوا، چیل، کٹکھنا کتا، بچھو اور چوہا۔

۶۰۳۔۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ خَمْسٌ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي الْحَرَمِ وَالْإِحْرَامِ الْفَأْرَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ

وَقَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي رِوَايَتِهِ فِي الْحُرُمِ وَالْإِحْرَامِ۔

۶۰۳۔۔ حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد (حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا پانچ (جانور ایسے ہیں) کہ ان کو حرم میں اور احرام کی حالت میں قتل کرنا کوئی گناہ نہیں۔ چوہا، بچھو، کوا، چیل اور کٹکھنا کتا۔

۶۰۴۔۔۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

۶۰۴۔۔۔ حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سالم بن عبداللہ نے مجھے خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت حفصہ

قَالَ قَالَتْ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلُّهَا فَاسِقٌ لَا حَرَجَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ الْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جانوروں میں سے پانچ جانور ایسے ہیں کہ جو کلی طور پر موذی ہیں ان کے قتل کرنے والوں پر کوئی گناہ نہیں۔ بچھو، کوا، چیل، چوہا اور کٹکھنا کتا۔

۶۰۵ ..... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ فَقَالَ أَخْبَرَتْنِي إِحْدٰى نِسْوَةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ أَمَرَ أَوْ أُمِرَ أَنْ يَقْتُلَ الْفَأْرَةَ وَالْعَقْرَبَ وَالْحِدَأَةَ وَالْكَلْبَ الْعَقُوْرَ وَالْغُرَابَ

۶۰۵ حضرت زید بن جبیر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ محرم کن چوپایوں کو قتل کر سکتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے ازواج رسول اللہ ﷺ میں کسی زوجہ نے بتلایا کہ آپ ﷺ نے حکم فرمایا یا حکم دیا گیا کہ چوہا، بچھو، چیل، کاٹ کھانے والا کتا اور کوا مار دیئے جائیں (کیونکہ یہ ایذاء پہنچانے والے جانور ہیں)۔

۶۰۶ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ مَا يَقْتُلُ الرَّجُلُ مِنَ الدَّوَابِّ وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ حَدَّثَتْنِي إِحْدٰى نِسْوَةِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْكَلْبِ الْعَقُوْرِ وَالْفَأْرَةِ وَالْعَقْرَبِ وَالْحُدَيَّا وَالْغُرَابِ وَالْحَيَّةِ قَالَ وَفِي الصَّلَاةِ أَيْضًا

۶۰۶ حضرت زید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ حالت احرام میں کن جانوروں کو قتل کیا جا سکتا ہے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کی کسی زوجہ مطہرہ نے مجھ کو بیان کیا کہ آپ ﷺ کٹکھنے کتے، چوہے، کوا اور سانپ کے قتل کرنے کا حکم فرماتے تھے اور فرمایا کہ نماز میں بھی انہیں قتل کر دیا جائے۔

۶۰۷ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ

۶۰۷ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا پانچ جانور ایسے ہیں جن کو قتل کرنے میں احرام والے پر کوئی گناہ نہیں ہے کوا، چیل، بچھو، چوہا اور کٹکھنا کتا۔

۶۰۸ وَحَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِنَافِعٍ مَاذَا سَمِعْتَ ابْنَ عُمَرَ يُحِلُّ لِلْحَرَامِ قَتْلَهُ مِنَ الدَّوَابِّ فَقَالَ لِي نَافِعٌ قَالَ عَبْدُ اللهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي قَتْلِهِنَّ الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ

۶۰۸ حضرت ابن جریج فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نافع سے کہا کہ آپ نے احرام والے کیلئے جانوروں کے قتل کرنے کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا سنا ہے؟ حضرت نافع نے فرمایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ پانچ ایسے جانور ہیں کہ حرم میں ان کا قتل کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ کوا، چیل، بچھو، چوہا اور کٹکھنا کتا۔

۶۰۹ ..... وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ يَعْنِي

۶۰۹ ان تمام سندوں کے ساتھ حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن

ابْنَ حَازِمٍ جَمِيعًا عَنْ نَافِعٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي جَمِيعًا عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ح و حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَابْنِ جُرَيْجٍ وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ إِلَّا ابْنُ جُرَيْجٍ وَحْدَهُ وَقَدْ تَابَعَ ابْنَ جُرَيْجٍ عَلَى ذَلِكَ ابْنُ إِسْحَقَ۔

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پانچ جانور ایسے ہیں کہ جنہیں محرم نے بھی قتل کیا تو اس پر کوئی گناہ و حرج نہیں، بچھو، چوہا، کاٹنے والا کتا، کوا اور چیل"۔ [1]

۶۱۰ ... وحَدَّثَنِيهِ فَضْلُ بْنُ سَهْلٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَقَ عَنْ نَافِعٍ وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ خَمْسٌ لَا جُنَاحَ فِي قَتْلِ مَا قُتِلَ مِنْهُنَّ فِي الْحَرَمِ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ

۶۱۰ ... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ پانچ (جانور) ایسے ہیں کہ جن کے قتل کرنے میں کوئی گناہ نہیں (وہ جانور کہ) جن کو حرم میں قتل کیا جائے پھر اسی طرح حدیث ذکر کی یعنی کوا، چیل، بچھو، چوہا اور کٹکھنا کتا۔

۶۱۱ ... و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَمْسٌ مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ حَرَامٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيهِنَّ الْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْغُرَابُ وَالْحُدَيَّا وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى بْنِ يَحْيَى

۶۱۱ ... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا پانچ (جانور ایسے ہیں) کہ جو ان کو حالت احرام میں قتل کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ان جانوروں میں بچھو، چوہا، کٹکھنا کتا، کوا اور چیل ہے۔

[1] مذکورہ بالا احادیث میں بعض جانوروں کے تو تمام مشترک ہیں اور بعض میں مختلف ہیں۔ در حقیقت وجہ اس کی یہ ہے کہ مدار ان کے قتل کا "ایذاء رسانی" ہے تو یہ علت جس جانور میں پائی جائے گی اس کا قتل جائز ہوگا۔ مثلاً شیر، چیتا، بھیڑیا وغیرہ۔ اور ایسے جانوروں کا جس طرح عام حالات اور عام جگہوں میں مارنا مستحب ہے اسی طرح احرام اور حدود حرم میں بھی مارنا درست بلکہ مستحب ہے۔

باب-۸۰　باب جواز حلق الرأس للمحرم إذا كان به أذى ووجوب الفدية لحلقه وبيان قدرها

سر میں تکلیف کی بناء پر محرم حلق کرا سکتا ہے

٦١٢　و حدثني عبيد الله بن عمر القواريري حدثنا حماد يعني ابن زيد عن أيوب ح و حدثني أبو الربيع حدثنا حماد حدثنا أيوب قال سمعت مجاهدا يحدث عن عبد الرحمن بن أبي ليلى عن كعب بن عجرة رضي الله عنه قال أتى علي رسول الله ﷺ زمن الحديبية وأنا أوقد تحت قال القواريري قدر لي و قال أبو الربيع برمة لي والقمل يتناثر على وجهي فقال أيؤذيك هوام رأسك قال قلت نعم قال فاحلق وصم ثلاثة أيام أو أطعم ستة مساكين أو انسك نسيكة قال أيوب فلا أدري بأي ذلك بدأ

۶۱۲ ...... حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے زمانہ میں رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں اپنی ایک ہانڈی یا دیگ کے نیچے آگ سلگا رہا تھا، میرے چہرے پر جوئیں چل رہی تھیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے سر کے کیڑوں سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا کہ اچھا حلق کرالو (سر منڈوا دو) اور تین دن کے روزے (بطور کفارہ) رکھ لینا یا چھ مساکین کو کھانا کھلا دینا یا کوئی جانور ذبح کر دینا۔

ایوب (راوی) کہتے ہیں کہ مجھے علم نہیں کہ پھر انہوں نے کس پر عمل کیا۔

٦١٣ ...... حدثني علي بن حجر السعدي وزهير بن حرب ويعقوب بن إبراهيم جميعا عن ابن علية عن أيوب في هذا الإسناد بمثله

۶۱۳　حضرت ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی طریق کے ساتھ مذکورہ روایت کی طرح حدیث مبارکہ نقل کی گئی ہے۔

٦١٤ ...... و حدثنا محمد بن المثنى حدثنا ابن أبي عدي عن ابن عون عن مجاهد عن عبد الرحمن بن أبي ليلى عن كعب بن عجرة رضي الله عنه قال في أنزلت هذه الآية "فمن كان منكم مريضا أو به أذى من رأسه ففدية من صيام أو صدقة أو نسك" قال فأتيته فقال ادنه فدنوت فقال ادنه فدنوت فقال ﷺ أيؤذيك هوامك قال ابن عون وأظنه قال نعم قال فأمرني بفدية من صيام أو صدقة أو نسك ما تيسر

۶۱۴　حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (سورۃ البقرہ کی) یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی:

فمن كان منكم مريضا　الآیۃ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا قریب آؤ، میں قریب ہو گیا تو فرمایا: کیا تمہاری جوئیں تمہیں تکلیف دیتی ہیں (ابن عون جو راوی ہیں کہتے ہیں کہ میرا خیال یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا ہاں!) پھر آپ ﷺ نے مجھے روزہ رکھنے یا صدقہ دینے یا سہولت کے مطابق قربانی کرنے کا حکم دیا۔

٦١٥ ...... وحدثنا ابن نمير حدثنا أبي حدثنا سيف قال سمعت مجاهدا يقول حدثني عبد الرحمن بن أبي ليلى حدثني كعب بن عجرة رضي الله عنه أن

۶۱۵　حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس کھڑے ہوئے اور ان کے سر سے جوئیں گر رہی تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہاری جوئیں تمہیں تکلیف دے رہی

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَفَ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ يَتَهَافَتُ قَمْلًا فَقَالَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَأْسَكَ قَالَ فَفِيَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ "فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ" فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ تَصَدَّقْ بِفَرَقٍ بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ أَوِ انْسُكْ مَا تَيَسَّرَ

ہیں؟ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم حلق کرالو۔ چنانچہ میرے بارے میں ہی یہ آیت نازل ہوئی: فمن کان منکم مریضاً... الآیۃ۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تین روزے رکھو، یا چھ مساکین کو تو کرا بھر کر خیرات کرو یا جو میسر ہو اس کی قربانی کرو"۔

٦١٦ ..... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ وَأَيُّوبَ وَحُمَيْدٍ وَعَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَهُوَ يُوقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ وَالْقَمْلُ يَتَهَافَتُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ هٰذِهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَأْسَكَ وَأَطْعِمْ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ وَالْفَرَقُ ثَلَاثَةُ آصُعٍ أَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوِ انْسُكْ نَسِيكَةً قَالَ ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ أَوِ اذْبَحْ شَاةً

۶۱۶۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے موقع پر مکہ میں داخل ہونے سے پہلے آنحضرت ﷺ میرے پاس سے گذرے اور میں حالت احرام ہانڈی نیچے آگ جلا رہا تھا اور جوئیں میرے چہرے پر سے جھڑ رہی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھ کو جوئیں بہت تکلیف دے رہی ہیں؟ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنا سر منڈا دے اور چھ مسکینوں کے درمیان ایک فرق کا کھانا تقسیم کر اور فرق تین صاع کا ہوتا ہے یا تین روزے رکھ یا قربانی کر۔ ابن ابی نجیح کہتے ہیں کہ (آپ ﷺ نے فرمایا) کہ یا ایک بکری ذبح کر۔

٦١٧ ..... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِهِ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فَقَالَ لَهُ آذَاكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ احْلِقْ رَأْسَكَ ثُمَّ اذْبَحْ شَاةً نُسُكًا أَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ ثَلَاثَةَ آصُعٍ مِنْ تَمْرٍ عَلَى سِتَّةِ مَسَاكِينَ

۶۱۷۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ والے سال ان کے پاس سے گذرے اور فرمایا کہ کیا تجھے جوئیں بہت تکلیف دے رہی ہیں؟ حضرت کعب نے عرض کیا کہ جی ہاں! تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اپنا سر منڈا دو پھر ایک بکری ذبح کر کے قربانی کر یا تین دنوں کے روزے رکھو یا کھجوروں میں سے تین صاع چھ مسکینوں کو کھلاوے۔

٦١٨ ..... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ قَعَدْتُ إِلَى كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ "فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ" فَقَالَ كَعْبٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَزَلَتْ

۶۱۸ ... عبداللہ بن معقل کہتے ہیں کہ میں مسجد میں کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا تھا، ان سے آیت کریمہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسك کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی تھی، میرے سر میں تکلیف تھی جوؤں کی وجہ سے، مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جایا گیا، جوئیں میرے چہرے پر گرتی چلی آرہی تھیں، حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ: جہاں تک میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری تکلیف کی

فِيَّ كَانَ بِي أَذًى مِنْ رَأْسِي فَحُمِلْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرَى أَنَّ الْجَهْدَ بَلَغَ مِنْكَ مَا أَرَى أَتَجِدُ شَاةً فَقُلْتُ لَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ "فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ" قَالَ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَوْ إِطْعَامُ سِتَّةِ مَسَاكِينَ نِصْفُ صَاعٍ طَعَامًا لِكُلِّ مِسْكِينٍ قَالَ فَنَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَهِيَ لَكُمْ عَامَّةً

انتہا ہو گئی ہے۔ کیا تمہارے پاس بکری ہے؟ میں نے کہا نہیں، پھر یہ آیت نازل ہوئی: ففدية من صيام أو صدقة أو نسك یا تین دن کے روزے، یا چھ مساکین کو کھانا کھلانا، ہر ایک مسکین کا کھانا نصف صاع ہے۔ تو یہ آیت خاص میرے لئے نازل ہوئی لیکن عمومی طور پر تم سب کو اس کا حکم شامل ہے۔

۶۱۹ ...... وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مَعْقِلٍ حَدَّثَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مُحْرِمًا فَقَمِلَ رَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَدَعَا الْحَلَّاقَ فَحَلَقَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ هَلْ عِنْدَكَ نُسُكٌ قَالَ مَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ فَأَمَرَهُ أَنْ يَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ يُطْعِمَ سِتَّةَ مَسَاكِينَ لِكُلِّ مِسْكِينَيْنِ صَاعٌ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ خَاصَّةً "فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ" ثُمَّ كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ عَامَّةً

۶۱۹۔ ... حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں نکلے تو ان کے سر اور ڈاڑھی میں جوئیں پڑ گئیں۔ یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے اس کی طرف پیغام بھیج کر اس کو بلالیا اور ایک حجام کو بلوا کر اس کا سر منڈوادیا، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیرے پاس قربانی ہے؟ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میں اس کی قدرت نہیں رکھتا تو آپ ﷺ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ تین روزے رکھیں یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائیں ہر دو مسکینوں کیلئے ایک صاع کا کھانا ہو تو اللہ تعالیٰ نے خاص ایسے وقت یہ آیت نازل فرمائی "فمن كان منكم مريضا او به اذى من راسه" پھر اس آیت کا حکم مسلمانوں کیلئے عام ہو گیا۔

باب-۸۱ باب جواز الحجامة للمحرم
مُحرم کے لئے پچھنے کی اجازت ہے

۶۲۰ ...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ وَعَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ

۶۲۰۔ ... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے احرام کی حالت میں حجامت کروائی (پچھنے لگوائے)۔

۶۲۱ ...... وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ

۶۲۱ حضرت ابن بحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مکہ کے راستہ میں حالت احرام میں سر کے درمیان پچھنے

أَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَسْطَ رَأْسِهِ

لگوائے۔ [1]

باب-۸۲ باب جواز مداواة المحرم عينيه

محرم کو آنکھوں کا علاج جائز ہے

٦٢٢ — حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِمَلَلٍ اشْتَكَى عُمَرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَيْنَيْهِ فَلَمَّا كُنَّا بِالرَّوْحَاءِ اشْتَدَّ وَجَعُهُ فَأَرْسَلَ إِلَى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ يَسْأَلُهُ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنِ اضْمِدْهُمَا بِالصَّبِرِ فَإِنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الرَّجُلِ إِذَا اشْتَكَى عَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ ضَمَّدَهُمَا بِالصَّبِرِ

۶۲۲ — نبیہ بن وھب فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ابان بن عثمان کے ساتھ سفر میں نکلے، جب مقام "ملل" میں پہنچے تو عمر بن عبیداللہ کی آنکھوں میں تکلیف ہوگئی، جب ہم "روحاء" پہنچے تو ان کی تکلیف میں شدت پیدا ہوگئی۔ انہوں نے ابان بن عثمان سے کسی کے ذریعہ معلوم کروایا (کہ اس میں کیا حکم ہے؟) انہوں نے پیغام بھیجا کہ ایلوے کا لیپ کرلو، کیونکہ عثمان رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں ایسے شخص کے بارے میں جس کی آنکھیں دکھنے لگی ہوں اور وہ احرام میں ہو تو ایلوے کا لیپ کرے۔

٦٢٣ — وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنِي نُبَيْهُ بْنُ وَهْبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْمَرٍ رَمِدَتْ عَيْنُهُ فَأَرَادَ أَنْ يَكْحُلَهَا فَنَهَاهُ أَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ وَأَمَرَهُ أَنْ يُضَمِّدَهَا بِالصَّبِرِ وَحَدَّثَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ فَعَلَ ذٰلِكَ

۶۲۳ — نبیہ بن وھب کہتے ہیں کہ عمر بن عبیداللہ بن معمر کی آنکھیں (تکلیف سے) سرخ ہوگئیں تو انہوں نے سرمہ لگانا چاہا، ابان بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں منع کردیا اور کہا کہ ایلوے کا لیپ کریں اور بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ السلام سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے ایسا ہی فرمایا، یعنی کیا تھا۔

---

[1] پچھنے لگوانا یا احتجام کروانا اس کا مطلب یہ ہے کہ جسم سے فاسد اور گندا خون نکلوایا جائے۔ پچھلے زمانہ میں عموماً لوگوں کی صحت اچھی ہوا کرتی تھی تو جسم میں بہت سا فاسد خون جمع ہو جاتا تھا جسے لوگ جسم سے نکلوانے کے لئے پچھنے لگواتے تھے جونک کے ذریعہ سے، حالت احرام میں اگر ضرورت ہو تو اس کی اجازت ہے۔ امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ وغیرہ کے نزدیک۔ البتہ اگر اس کے لئے بال کاٹے گئے تو اس کا فدیہ دینا لازمی ہوگا۔ جب کہ امام مالکؒ کے نزدیک بغیر شدید ضرورت کے پچھنے لگوانا جائز نہیں ہے۔

باب-۸۳ باب جواز غسل المحرم بدنه ورأسه

محرم کے لئے بدن اور سر دھونے کی اجازت ہے

۶۲۴......وحدّثنا أبو بكر بنُ أبي شيبة وعمرو النّاقد وزهير بنُ حرب وقُتيبةُ بنُ سعيد قالوا حدّثنا سفيانُ بنُ عُيينة عن زيد بن أسلم ح و حدّثنا قُتيبةُ بنُ سعيد وهذا حديثُه عن مالك بن أنس فيما قُرئ عليه عن زيد بن أسلم عن إبراهيم بن عبد الله بن حُنين عن أبيه عن عبد الله بن عبّاس والمسوَر بن مخرمة أنّهما اختلفا بالأبواء فقال عبدُ الله بنُ عبّاس يغسلُ المُحرمُ رأسَه وقال المسوَرُ لا يغسلُ المُحرمُ رأسَه فأرسلني ابنُ عبّاس إلى أبي أيّوب الأنصاري أسألُه عن ذلك فوجدتُه يغتسلُ بين القرنين وهو يستترُ بثوب قال فسلّمتُ عليه فقال من هذا فقلتُ أنا عبدُ الله بنُ حُنين أرسلني إليك عبدُ الله بنُ عبّاس أسألُك كيف كان رسولُ الله ﷺ يغسلُ رأسَه وهو مُحرمٌ فوضع أبو أيّوب رضي الله عنه يدَه على الثّوب فطأطأه حتّى بدا لي رأسُه ثمّ قال لإنسان يصبُّ اصبُبْ فصبّ على رأسه ثمّ حرّك رأسَه بيديه فأقبل بهما وأدبر ثمّ قال هكذا رأيتُه ﷺ يفعلُ

۶۲۴......ابراھیم بن عبداللہ بن حنین اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہم میں ابواء کے مقام پر اختلاف رائے ہوگیا، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ محرم سر دھو سکتا ہے جب کہ مسور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نہیں دھو سکتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے حضرت ابوایوب الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے، میں نے ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو لکڑیوں کے درمیان کپڑے سے پردہ کئے ہوئے غسل کرتے پایا، میں نے سلام کیا تو پوچھا کہ کون ہے؟ میں نے کہا عبداللہ بن حنین! مجھے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے پاس یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ احرام کی حالت میں کس طرح سر دھویا کرتے تھے؟ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھا اور اسے جھکایا اور (پردہ کے پیچھے سے) ظاہر کیا میرے سامنے پھر کسی سے کہا کہ پانی بہاؤ، اس نے پانی بہایا سر پر وہ ہاتھوں سے سر کو آگے پیچھے حرکت دیتے اور ملتے تھے، اس کے بعد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح غسل کرتے دیکھا۔

۶۲۵......و حدّثناه إسحٰق بنُ إبراهيم وعليُّ بنُ خشرم قالا أخبرنا عيسى بنُ يونس حدّثنا ابنُ جُريج أخبرني زيدُ بنُ أسلم بهذا الإسناد وقال فأمرّ أبو أيّوب بيديه على رأسه جميعًا على جميع رأسه فأقبل بهما وأدبر فقال المسوَرُ لابن عبّاس لا أُماريك أبدًا

۶۲۵......اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اس اضافہ کے ساتھ کہ ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ آگے پیچھے پورے سر پر پھیرے۔ پھر مسور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ: میں آئندہ کبھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بحث و تکرار (حجت) نہ کروں گا۔

باب-۸۴

باب ما يفعل بالمحرم إذا مات
محرم کی موت کی صورت میں کیا حکم ہے

٦٢٦ - حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا سفيان بن عيينة عن عمرو عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي ﷺ خر رجل بن بعيره فوقص فمات فقال اغسلوه بماء وسدر وكفنوه في ثوبيه ولا تخمروا رأسه فإن الله يبعثه يوم القيامة ملبيا

۶۲۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنے اونٹ سے گر کر گردن تڑوا بیٹھا اور مر گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پانی اور بیری کے پتوں سے اسے غسل دے کر انہی دو کپڑوں (احرام کی چادروں) میں کفن دو اور اس کے سر کو مت ڈھکو کیونکہ اللہ عزوجل قیامت کے روز اسے اسی طرح تلبیہ کہتے ہوئے اٹھائیں گے۔

٦٢٧ - وحدثنا أبو الربيع الزهراني حدثنا حماد عن عمرو بن دينار وأيوب عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما قال بينما رجل واقف مع رسول الله ﷺ بعرفة إذ وقع من راحلته قال أيوب فأوقصته أو قال فأقعصته وقال عمرو فوقصته فذكر ذلك للنبي ﷺ فقال اغسلوه بماء وسدر وكفنوه في ثوبين ولا تحنطوه ولا تخمروا رأسه قال أيوب فإن الله يبعثه يوم القيامة ملبيا وقال عمرو فإن الله يبعثه يوم القيامة يلبي

۶۲۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عرفات میں ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھڑا تھا، اسی دوران وہ گر اپنی سواری پر سے جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی (اور انتقال ہو گیا) رسول اللہ ﷺ کو بتلایا گیا تو فرمایا:

"اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر دو کپڑوں میں کفن پہناؤ اور نہ اس کے خوشبو لگاؤ نہ ہی سر ڈھانپو کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے تلبیہ کہتے ہوئے اٹھائیں گے۔

٦٢٨ - وحدثنيه عمرو الناقد حدثنا إسمعيل بن إبراهيم عن أيوب قال نبئت عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما أن رجلا كان واقفا مع النبي ﷺ وهو محرم فذكر نحو ما ذكر حماد عن أيوب

۶۲۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں کھڑا تھا۔ پھر آگے اس طرح روایت بیان فرمائی جس طرح حماد نے ایوب سے روایت کی ہے۔

٦٢٩ - وحدثنا علي بن خشرم أخبرنا عيسى يعني ابن يونس عن ابن جريج أخبرني عمرو بن دينار عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما قال أقبل رجل حراما مع النبي ﷺ فخر من بعيره فوقص وقصا فمات فقال رسول الله ﷺ اغسلوه بماء وسدر وألبسوه ثوبيه ولا تخمروا رأسه فإنه يأتي

۶۲۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا کہ ایک آدمی احرام باندھے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آیا اور وہ اپنے اونٹ سے گر گیا تو اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے بیری کے پتوں کے پانی سے غسل دو اور اسے دو کپڑوں میں کفن دو اور اس کا سر نہ ڈھانپو کیونکہ قیامت کے دن وہ تلبیہ کہتا ہوا آئے گا۔

يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلَبِّي

٦٣٠...... و حَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقْبَلَ رَجُلٌ حَرَامٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا وَزَادَ لَمْ يُسَمِّ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ حَيْثُ خَرَّ

۶۳۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں آیا آگے سابقہ حدیث ہی طرح مذکور ہے سوائے اس بات کے کہ اس روایت میں ہے کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ وہ تلبیہ پڑھ رہا ہو گا۔

٦٣١...... وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا أَوْقَصَتْهُ رَاحِلَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ وَلَا وَجْهَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا

۶۳۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حالت احرام میں تھا اس کی سواری نے اس کی گردن توڑ دی اور وہ مر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو بیری کے پتوں کے پانی سے غسل دو اور اس کو اس کے کپڑوں میں کفن دو اور اس کا چہرہ اور اس کا سر نہ ڈھانپو کیونکہ یہ قیامت کے دن لبیک لبیک پکارتا ہوا اٹھے گا۔

٦٣٢...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُحْرِمًا فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تَمَسُّوهُ بِطِيبٍ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّدًا

۶۳۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں تھا۔ اس کی اونٹنی نے اسے گرا کر گردن توڑ ڈالی وہ مر گیا۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے پانی و بیری سے غسل دے کر کپڑوں میں تکفین کر دو اور اس کے نہ تو خوشبو لگاؤ نہ ہی اس کا سر ڈھانپو کیونکہ وہ قیامت میں جمے جمائے بالوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

٦٣٣...... وحَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا وَقَصَهُ بَعِيرُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُغْسَلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَلَا يُمَسَّ طِيبًا وَلَا يُخَمَّرَ رَأْسُهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّدًا

۶۳۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ایک آدمی حالت احرام میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اس کے اونٹ نے اس کی گردن توڑ دی (جس کی وجہ سے وہ مر گیا) تو رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ اس کو بیری کے پتوں کے پانی سے غسل دو اور اس کو خوشبو نہ لگاؤ اور اس کا سر بھی نہ ڈھانکو کیونکہ قیامت کے دن بال جمے ہونے کی حالت میں اٹھے گا۔

٦٣٤......وحدَّثنا محمَّدُ بنُ بشَّارٍ وأبو بكرِ بنُ نافعٍ قالَ ابنُ نافعٍ أخبرَنا غُندرٌ حدَّثنا شعبةُ قالَ سمعتُ أبا بشرٍ يُحدِّثُ عن سعيدِ بنِ جُبيرٍ أنَّهُ سمعَ ابنَ عبَّاسٍ رضيَ اللهُ عنهما يُحدِّثُ أنَّ رجلًا أتى النبيَّ ﷺ وهوَ مُحرمٌ فوقعَ من ناقتِهِ فأقعصَتْهُ فأمرَ النبيُّ ﷺ أن يُغسلَ بماءٍ وسدرٍ وأن يُكفَّنَ في ثوبينِ ولا يُمسَّ طيبًا خارجَ رأسُهُ قالَ شعبةُ ثمَّ حدَّثني بهِ بعدَ ذلكَ خارجَ رأسِهِ ووجهِهِ فإنَّهُ يُبعثُ يومَ القيامةِ مُلبِّدًا

۶۳۴..... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس حالتِ احرام میں آیا۔ وہ اپنی اونٹنی سے گر پڑا اور گردن تڑوا بیٹھا (جس سے موت واقع ہو گئی) نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر دو کپڑوں میں کفن دیا جائے اور نہ ہی کوئی خوشبو لگائی جائے اور سر کفن سے باہر رہے۔
شعبہؒ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میرے شیخ نے دوبارہ حدیث بیان کی تو یہ بھی فرمایا کہ اس کا سر اور چہرہ دونوں کھلے رہیں کیونکہ وہ قیامت میں تلبیہ کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

٦٣٥......حدَّثنا هارونُ بنُ عبدِ اللهِ حدَّثنا الأسودُ بنُ عامرٍ عن زهيرٍ عن أبي الزُّبيرِ قالَ سمعتُ سعيدَ بنَ جُبيرٍ يقولُ قالَ ابنُ عبَّاسٍ رضيَ اللهُ عنهما وقصَتْ رجلًا راحلتُهُ وهوَ معَ رسولِ اللهِ ﷺ فأمرَهم رسولُ اللهِ ﷺ أن يغسِلوهُ بماءٍ وسدرٍ وأن يكشِفوا وجهَهُ حسِبتُهُ قالَ ورأسَهُ فإنَّهُ يُبعثُ يومَ القيامةِ وهوَ يُهِلُّ

۶۳۵ ... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اس کی سواری نے اس کی گردن توڑ ڈالی (وہ مر گیا) تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ اسے بیری کے پتوں کے پانی سے غسل دو اور اس کا چہرہ کھلا رکھو۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: اس کا سر کھلا رکھو کیونکہ قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا۔

٦٣٦ ...وحدَّثنا عبدُ بنُ حُميدٍ أخبرَنا عُبيدُ اللهِ بنُ موسى حدَّثنا إسرائيلُ عن منصورٍ عن سعيدِ بنِ جُبيرٍ عن ابنِ عبَّاسٍ رضيَ اللهُ عنهما قالَ كانَ معَ رسولِ اللهِ ﷺ رجلٌ فوقصَتْهُ ناقتُهُ فماتَ فقالَ النبيُّ ﷺ اغسِلوهُ ولا تُقرِّبوهُ طيبًا ولا تُغطُّوا وجهَهُ فإنَّهُ يُبعثُ يُلبِّي

۶۳۶ ... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک آدمی تھا اونٹنی نے اس کی گردن توڑ دی اور وہ مر گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کو غسل دو اور خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ہی چہرہ ڈھانپو کیونکہ (قیامت کے دن) تلبیہ پڑھتا ہوا اٹھے گا۔

باب-۸۵ باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعذر المرض ونحوه

باب ۸۱ محرم کے لئے کسی عذر کی بناء پر احرام کھولنے کی شرط لگانے کا بیان

٦٣٧ حدَّثنا أبو كُريبٍ محمَّدُ بنُ العلاءِ الهمْدانيُّ حدَّثنا أبو أسامةَ عن هشامٍ عن أبيهِ عن عائشةَ رضيَ اللهُ عنها قالَتْ دخلَ رسولُ اللهِ ﷺ على ضُباعةَ بنتِ الزُّبيرِ فقالَ لها أردتِ الحجَّ قالَتْ واللهِ ما

۶۳۷ ... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ حضرت ضباعہ بنت الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے اور ان سے فرمایا کہ کیا تم نے حج کا ارادہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا (ہاں) لیکن اللہ کی قسم! مجھے درد بہت زیادہ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم حج کرلو اور (احرام

أجدُنِي إلا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّي وَاشْتَرِطِي وَقُولِي اللَّهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ.

باندھتے وقت) شرط کرلو کہ اے اللہ! جہاں میں رک جاؤں (یعنی بیماری کی بناء پر مزید مناسک ادائہ کر سکوں) تو میں وہیں حلال ہو جاؤں گی۔ اور وہ حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بن الاسود) کے نکاح میں تھیں۔

٦٣٨ ــــ وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ وَأَنَا شَاكِيَةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ حُجِّي وَاشْتَرِطِي أَنَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي

۶۳۸ ...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ حضرت ضباعہ بنت الزبیر بن عبدالمطلب (یعنی اپنی بنت عم چچازاد بہن) کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے کہا یارسول اللہ! "میں تکلیف میں ہوں" نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: حج کرو اور یہ شرط باندھ لو جہاں میں (آگے بڑھنے سے) رک جاؤں گی وہیں حلال ہو جاؤں گی۔

٦٣٩ ــــ وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مِثْلَهُ

۶۳۹ ...... ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔

٦٤٠ ــــ و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ وَأَبُو عَاصِمٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا وَعِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ضُبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ إِنِّي امْرَأَةٌ ثَقِيلَةٌ وَإِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ فَمَا تَأْمُرُنِي قَالَ أَهِلِّي بِالْحَجِّ وَاشْتَرِطِي أَنَّ مَحِلِّي حَيْثُ تَحْبِسُنِي قَالَ فَأَدْرَكَتْ

۶۴۰ ...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ضباعہ بنت الزبیر بن عبدالمطلب، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ: میں بھاری بھرکم عورت ہو اور میں نے حج کا ارادہ کر رکھا ہے آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ "فرمایا کہ تم حج کی نیت کرلو اور شرط رکھ لو کہ جہاں رک گئی (بیماری کی وجہ سے) وہیں حلال ہو جاؤں گی۔ چنانچہ انہوں نے حج پالیا (اور احرام کھولنے کی ضرورت نہیں پڑی)۔

٦٤١ ــــ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ

۶۴۱ ...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ضباعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت الزبیر نے حج کا ارادہ کیا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں شرط باندھنے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ایسا ہی کیا۔ [1]

---

[1] اس حدیث کی بناء پر امام شافعیؒ کے نزدیک محرم کے لئے کسی متوقع عذر کی بناء پر ابتداء میں حلال ہونے کی شرط لگانا جائز ہے جب کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔
امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت ضباعہؓ کے ساتھ مخصوص معاملہ تھا اس میں عموم نہیں ہے۔ امام مالکؒ کا بھی یہی مسلک ہے۔ واللہ اعلم

عبّاس رضي الله عنهما أنّ ضُبَاعةَ أرادت الْحجَّ فأمَرَهَا النّبيُّ ﷺ أنْ تشترِطَ ففعلتْ ذلكَ عنْ أمْرِ رسُولِ الله ﷺ

٦٤٢ وحدّثنا إسْحٰقُ بْنُ إبْراهيم وأبُو أيُّوب الْغَيْلانيُّ وأحْمدُ بْنُ خِراشٍ قال إسْحٰقُ أخبرنا وقال الآخران حدّثنا أبُو عامرٍ وهُو عبْدُ الْملِك بْنُ عمْرٍو حدّثنا رباحٌ وهُو ابْنُ أبي مَعْرُوفٍ عنْ عطاءٍ عن ابْن عبّاسٍ رضي الله عنْهما أنّ النّبيَّ ﷺ قال لضُبَاعة حُجّي واشْترطي أنّ محِلّي حيْثُ تحْبِسُني وفي روايةِ إسْحٰق أمر ضُبَاعة

۶۴۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ضباعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حج کا ارادہ فرمایا تو نبی کریم ﷺ نے ان کو شرط لگانے کا حکم فرمایا تو حضرت ضباعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ایسا ہی کیا۔

باب-۸۶ باب إحرام النّفساء واستحباب اغتسالها للإحرام وكذا الحائض

حیض و نفاس والی کے لئے احرام کا بیان

٦٤٣ حدّثنا هنّادُ بْنُ السّريّ وزُهيْرُ بْنُ حرْبٍ وعُثْمانُ بْنُ أبي شيْبة كُلُّهُمْ عنْ عبْدة قال زُهيْرٌ حدّثنا عبْدةُ بْنُ سُليْمان عنْ عُبيْد الله بْن عُمر عنْ عبْد الرّحْمن بْن الْقاسم عنْ أبيه عنْ عائشة رضي الله عنها قالتْ نُفِستْ أسْماءُ بنْتُ عُميْسٍ بمُحمّد بْن أبي بكْرٍ بالشّجرة فأمر رسُولُ الله ﷺ أبا بكْرٍ يأمُرُها أنْ تغْتسل وتُهلّ۔

۶۴۳ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو محمد بن ابوبکر کے پیدا ہونے پر نفاس جاری ہو گیا شجرہ کے مقام پر (ذوالحلیفہ میں) رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (جو اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر تھے) حکم فرمایا کہ وہ غسل کر کے تلبیہ کہہ دیں۔ ❶

٦٤٤ حدّثنا أبُو غسّان مُحمّدُ بْنُ عمْرٍو حدّثنا جريرُ بْنُ عبْد الْحميد عنْ يحْيى بْن سعيدٍ عنْ جعْفر بْن مُحمّدٍ عنْ أبيه عنْ جابر بْن عبْد الله رضي الله عنهما في حديث أسْماء بنْت عُميْسٍ حين نُفستْ بذي الْحُليْفة أنّ رسُول الله ﷺ أمر أبا بكْرٍ رضي الله عنه فأمرها أنْ تغْتسل وتُهلّ

۶۴۴ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جس وقت ذوالحلیفہ کے مقام پر نفاس شروع ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ حضرت اسماء کو حکم دیں وہ غسل کریں اور تلبیہ کہیں۔

❶ حیض و نفاس والی عورت کے لئے احرام کا غسل مستحب ہے۔ امام ابوحنیفہ اور جمہور علماء کا یہی مسلک ہے اور اسی طرح حائضہ اور نفاس والی خواتین تمام مناسک حج ادا کر سکتی ہیں سوائے طواف اور اس کی رکعتوں کے۔ اور اسی بناء پر مسجد حرام میں بھی داخل نہیں ہو سکتیں۔

باب-۸۷ باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران وجواز إدخال الحج على العمرة ومتى يحل القارن من نسكه .

احرام کی اقسام کا بیان

۶۴۵۔ حدثنا يحيى بن يحيى التميمي قال قرأت على مالك عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة رضي الله عنها أنها قالت خرجنا مع رسول الله ﷺ عام حجة الوداع فأهللنا بعمرة ثم قال رسول الله ﷺ من كان معه هدي فليهل بالحج مع العمرة ثم لا يحل حتى يحل منهما جميعا قالت فقدمت مكة وأنا حائض لم أطف بالبيت ولا بين الصفا والمروة فشكوت ذلك إلى رسول الله ﷺ فقال انقضي رأسك وامتشطي وأهلي بالحج ودعي العمرة قالت ففعلت فلما قضينا الحج أرسلني رسول الله ﷺ مع عبد الرحمن بن أبي بكر إلى التنعيم فاعتمرت فقال هذه مكان عمرتك فطاف الذين أهلوا بالعمرة بالبيت وبالصفا والمروة ثم حلوا ثم طافوا طوافا آخر بعد أن رجعوا من منى لحجهم وأما الذين كانوا جمعوا الحج والعمرة فإنما طافوا طوافا واحدا

۶۴۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ہم حجۃ الوداع والے سال رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے، عمرہ کا احرام باندھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے ساتھ ہدی (وہ جانور جسے حج میں قربان کرنے کے لئے ساتھ لے جایا جائے) ہو حج کی نیت کرے عمرہ کے ساتھ (یعنی حج و عمرہ دونوں کی نیت کرے) اور جب تک دونوں سے (حج اور عمرہ سے) حلال نہ ہوجائے وہ حلال نہ ہو (یعنی قران کرے) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں جب مکہ مکرمہ آئی تو حیض کی حالت میں تھی۔ چنانچہ نہ بیت اللہ کا طواف کیا نہ ہی صفا مروہ کی سعی کی۔ میں نے اس (محرومی کی) شکایت آنحضرت ﷺ سے کی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ تم اپنا سر کھول لو اور کنگھی چوٹی کرلو، عمرہ کو چھوڑو اور حج کا احرام باندھ لینا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب ہم حج سے فارغ ہوگئے تو حضور علیہ السلام نے مجھے عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی) کے ساتھ تنعیم بھیجا، میں نے وہاں سے عمرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تمہارے عمرہ کی جگہ ہے۔ لہٰذا جن لوگوں نے عمرہ کی نیت سے تلبیہ کہا تھا انہوں نے تو بیت اللہ کا طواف کیا، صفا مروہ کی سعی کی پھر حلال ہوگئے، بعد ازاں ایک اور طواف کیا اس وقت جب وہ منیٰ سے لوٹ آئے اپنے حج کا طواف (جو طواف زیارت تھا) کیا۔ البتہ جن لوگوں نے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا تو انہوں نے ایک ہی طواف کیا۔

۶۴۶۔ وحدثنا عبد الملك بن شعيب بن الليث حدثني أبي عن جدي حدثني عقيل بن خالد عن ابن شهاب عن عروة ابن الزبير عن عائشة زوج النبي ﷺ أنها قالت خرجنا مع رسول الله ﷺ عام حجة الوداع فمنا من أهل بعمرة ومنا من أهل بحج حتى

۶۴۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلیں۔ ہم میں سے کچھ لوگ وہ تھے جنہوں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا اور کچھ وہ تھے جنہوں نے حج کا احرام باندھا تھا۔

بہرکیف! جب ہم مکہ مکرمہ آئے تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس

قَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ مَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدَى فَلَا يَحِلُّ حَتَّى يَنْحَرَ هَدْيَهُ وَمَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَحِضْتُ فَلَمْ أَزَلْ حَائِضًا حَتَّى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ أُهْلِلْ إِلَّا بِعُمْرَةٍ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَنْقُضَ رَأْسِي وَأَمْتَشِطَ وَأُهِلَّ بِحَجٍّ وَأَتْرُكَ الْعُمْرَةَ قَالَتْ فَفَعَلْتُ ذَلِكَ حَتَّى إِذَا قَضَيْتُ حَجَّتِي بَعَثَ مَعِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ وَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَمِرَ مِنَ التَّنْعِيمِ مَكَانَ عُمْرَتِي الَّتِي أَدْرَكَنِي الْحَجُّ وَلَمْ أَحْلِلْ مِنْهَا

نے عمرہ کا احرام باندھا ہے اور ھدی (وہ جانور جسے دم حج کے طور پر قربانی کے لئے اپنے ساتھ لے جایا جائے) نہیں لایا وہ حلال ہو جائے اور جو عمرہ کا احرام باندھ کر ھدی لایا ہے، ہدی کے ذبح سے پہلے احرام نہ کھولے۔ اور جس نے حج کی نیت کی ہے وہ حج پورا کرے (پھر احرام کھولے)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میری ماہواری شروع ہو گئی اور عرفہ کے دن تک اسی حالت میں رہی جب کہ میں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں سر کی چوٹی کھول لوں اور کنگھی کرلوں اور عمرہ کو چھوڑ کر حج کا احرام باندھ لوں چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب میں حج کے مناسک سے فارغ ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی بکر (میرے بھائی) کو میرے ساتھ بھیجا اور مجھے حکم فرمایا کہ میں تنعیم سے عمرہ کروں اس عمرہ کی جگہ جو میں حج کی بناء پر نہ کر سکی تھی اور اس سے حلال نہیں ہوئی تھی۔

٦٤٧ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ أَكُنْ سُقْتُ الْهَدْيَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ عُمْرَتِهِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا

قَالَتْ فَحِضْتُ فَلَمَّا دَخَلَتْ لَيْلَةُ عَرَفَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي كُنْتُ أَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَكَيْفَ أَصْنَعُ بِحَجَّتِي قَالَ انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَمْسِكِي عَنِ الْعُمْرَةِ وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ قَالَتْ فَلَمَّا قَضَيْتُ حَجَّتِي أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْدَفَنِي فَأَعْمَرَنِي مِنَ التَّنْعِيمِ مَكَانَ عُمْرَتِي الَّتِي أَمْسَكْتُ عَنْهَا

۶۴۷ ..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے سال نکلے تو میں نے عمرہ کا احرام باندھا لیکن ھدی نہیں لے کر چلی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جس کے ساتھ ھدی ہے وہ عمرہ کے ساتھ حج کا احرام بھی باندھ لے (حج کی بھی نیت کرلے) اور حلال نہ ہو یہاں تک کہ دونوں سے (حج وعمرہ سے) حلال ہو جائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میری ماہواری شروع ہو گئی۔ جب عرفہ کی رات ہوئی تو میں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا تو اب حج کیسے کروں؟ فرمایا کہ اپنی چوٹی کھول کر کنگھی کرلو (یعنی تیل وغیرہ لگالو جو احرام میں منع تھا تاکہ مکمل طور پر حلال ہو جاؤ) اور عمرہ کو روک دو۔ اس کے بعد حج کی نیت کرلو۔

فرماتی ہیں کہ جب میں حج سے فارغ ہوئی تو آپ ﷺ نے (میرے بھائی) عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حکم دیا (کہ مجھے تنعیم لے جائیں) انہوں نے مجھے اپنے پیچھے بٹھایا اور تنعیم سے مجھے عمرہ کروایا۔ اس عمرہ کے بدلے جس میں میں رک گئی تھی۔

٦٤٨..... حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

۶۴۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ

الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ مَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يُهِلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُهِلَّ بِحَجٍّ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَأَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِحَجٍّ وَأَهَلَّ بِهِ نَاسٌ مَعَهُ وَأَهَلَّ نَاسٌ بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ وَأَهَلَّ نَاسٌ بِعُمْرَةٍ وَكُنْتُ فِيمَنْ أَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ

ﷺ کے ساتھ (سفر حج میں) نکلے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے جو حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھنا چاہے تو کرلے اور جو صرف حج کا احرام باندھنا چاہے تو وہ ایسا کرلے۔ جو صرف عمرہ کا احرام باندھنا چاہے تو وہ بھی کرلے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ خود حضور اقدس ﷺ نے حج کا احرام باندھا تو کچھ لوگوں نے بھی حج کا احرام باندھ لیا جب کہ کچھ لوگوں نے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھا اور کچھ نے صرف عمرہ کی نیت کی۔ اور میں بھی انہی (تیسری قسم کے) لوگوں میں تھی۔

۶۴۹ ...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ مُوَافِينَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ فَلَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ قَالَتْ فَكَانَ مِنَ الْقَوْمِ مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ قَالَتْ فَكُنْتُ أَنَا مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَخَرَجْنَا حَتَّى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَأَدْرَكَنِي يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ لَمْ أَحِلَّ مِنْ عُمْرَتِي فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ دَعِي عُمْرَتَكِ وَانْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ وَقَدْ قَضَى اللهُ حَجَّنَا أَرْسَلَ مَعِي عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْدَفَنِي وَخَرَجَ بِي إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَقَضَى اللهُ حَجَّنَا وَعُمْرَتَنَا۔ وَلَمْ يَكُنْ فِي ذَلِكَ هَدْيٌ وَلَا صَدَقَةٌ وَلَا صَوْمٌ

۶۴۹ ...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم حجۃ الوداع کے موقع پر ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (حج کے لئے) نکلے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم میں سے جو عمرہ کا احرام باندھنا چاہے وہ یونہی کرلے اگر میں نے ھدی نہ لی ہوتی تو میں بھی عمرہ کا ہی احرام باندھتا"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ کچھ لوگ تو قوم میں وہ تھے جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اور کچھ وہ تھے جنہوں نے حج کی نیت سے احرام باندھا تھا۔ میں ان لوگوں میں سے تھی جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ ہم مدینہ سے نکلے اور مکہ مکرمہ آئے۔ جب عرفہ کا دن ہوا تو مجھے حیض شروع ہوگیا اور ابھی میں نے عمرہ کا احرام بھی نہیں کھولا تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس (محرومی) کی شکایت کی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: تم عمرہ ترک کردو، سر کھول کر کنگھی وغیرہ کرلو پھر حج کے احرام کی نیت کرلو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب محصب کی رات ہوئی (منیٰ سے روانگی کے بعد راہ میں جس وادی میں پڑاؤ کیا وہ وادی محصب تھی وہاں رات گذاری اس بناء پر اس رات کو محصب کی رات فرمایا) اور اللہ تعالیٰ نے ہمارا حج پورا کروادیا۔ تو میرے ساتھ آپ ﷺ نے عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (میرے بھائی) کو بھیج دیا۔ چنانچہ انہوں نے مجھے اپنے پیچھے (سواری پر) بٹھایا اور مجھے لے کر "تنعیم" کو نکلے، میں نے تنعیم سے عمرہ کے احرام کی نیت کی۔ سو اللہ تعالیٰ نے ہمارے حج کو بھی پورا کردیا اور عمرہ کو بھی اس طرح کہ نہ تو کوئی قربانی واجب ہوئی نہ ہی صدقہ اور نہ

کی روزہ۔ [1]

٦٥٠ وحدّثنا أبو كُريب حدّثنا ابنُ نُمير حدّثنا هشامٌ عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها قالت خرجنا مُوافين مع رسول الله ﷺ لهلال ذي الحجّة لا نرى إلا الحجّ فقال رسولُ الله ﷺ من أحبّ منكم أن يُهلّ بعمرة فليُهلّ بعمرة وساق الحديث بمثل حديث عبدة

۶۵۰ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم ذی الحج کا چاند دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے ہم حج کرنے کے سوا کچھ نہیں چاہتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو پسند کرتا ہو کہ وہ عمرہ کا احرام باندھے تو وہ عمرہ کا احرام باندھ لے (آگے حسب سابق روایت بیان کی)۔

٦٥١ وحدّثنا أبو كُريب حدّثنا وكيع حدّثنا هشامٌ عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها قالت خرجنا مع رسول الله ﷺ موافين لهلال ذي الحجّة منّا من أهلّ بعمرة ومنّا من أهلّ بحجّة وعمرة ومنّا من أهلّ بحجّة فكنتُ فيمن أهلّ بعمرة وساق الحديث بنحو حديثهما

و قال فيه قال عُروة في ذلك إنّه قضى الله حجّها وعمرتها قال هشامٌ ولم يكن في ذلك هديٌ ولا صيامٌ ولا صدقةٌ

۶۵۱ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ذی الحجہ کے چاند کے مطابق نکلے ہم میں سے کچھ نے صرف عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا اور کچھ نے حج کا اور عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا (پھر حسب سابق روایت بیان کی) اس سلسلہ میں حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حج اور عمرہ دونوں کو پورا فرمادیا حضرت ہشام نے کہا کہ اس میں قربانی واجب ہوئی نہ روزہ اور نہ صدقہ واجب ہوا۔

٦٥٢ حدّثنا يحيى بن يحيى قال قرأتُ على مالك عن أبي الأسود محمّد بن عبد الرّحمن بن نوفل عن عُروة عن عائشة رضي الله عنها أنّها قالت خرجنا مع رسول الله ﷺ عام حجّة الوداع فمنّا من أهلّ بعمرة ومنّا من أهلّ بحجّ وعمرة ومنّا من أهلّ بالحجّ وأهلّ رسولُ الله ﷺ بالحجّ فأمّا من أهلّ بعمرة فحلّ وأمّا من أهلّ بحجّ أو جمع الحجّ والعمرة فلم يحلّوا حتّى كان يومُ النّحر

۶۵۲ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے سال نکلے تو ہم میں سے کچھ نے عمرہ کا احرام باندھا اور کچھ نے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھا اور کچھ نے صرف حج کا احرام باندھا تھا تو جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا وہ تو حلال ہو گئے اور جنہوں نے حج کا احرام باندھا تھا یا حج و عمرہ دونوں کا اکٹھا احرام باندھا تو وہ یوم النحر سے پہلے حلال نہیں ہوئے۔

٦٥٣ حدّثنا أبو بكر بن أبي شيبة وعمرو النّاقد وزهير بن حرب جميعا عن ابن عُيينة قال عمرو

۶۵۳ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے اور ہمارا خیال صرف حج ہی کا تھا (عمرہ کا خیال یوں نہیں

[1] چونکہ جنایات حج میں یہی تین کفارات لازم ہوتے ہیں اس لئے تینوں کا تذکرہ فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ پورے سفر حج اور عمرہ کے دوران کوئی جنایت نہیں ہوئی کہ کسی قسم کا کفارہ لازم ہوتا۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا نَرَى إِلَّا الْحَجَّ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِسَرِفَ أَوْ قَرِيبًا مِنْهَا حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ أَنَفِسْتِ يَعْنِي الْحَيْضَةَ قَالَتْ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَغْتَسِلِي قَالَتْ وَضَحَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ

٦٥٤...... حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ أَبُو أَيُّوبَ الْغَيْلَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ حَتَّى جِئْنَا سَرِفَ فَطَمِثْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيكِ فَقُلْتُ وَاللهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ خَرَجْتُ الْعَامَ

قَالَ مَا لَكِ لَعَلَّكِ نَفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ افْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي قَالَتْ فَلَمَّا قَدِمْتُ مَكَّةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ اجْعَلُوهَا عُمْرَةً فَأَحَلَّ النَّاسُ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ قَالَتْ فَكَانَ الْهَدْيُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَذَوِي الْيَسَارَةِ ثُمَّ أَهَلُّوا حِينَ رَاحُوا قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ طَهُرْتُ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَفَضْتُ قَالَتْ فَأُتِيَنَا بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقَالُوا أَهْدَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ الْبَقَرَ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْمُحَصَّبَةِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِحَجَّةٍ

تھا کہ ایام حج میں جاہلیت کے دور میں عمرہ کرنا ناپسندیدہ تصور کیا جاتا تھا لیکن حضور علیہ السلام نے اس جاہلی تصور کو ختم فرمایا)۔

جب ہم "سرف" کے مقام پر یا اس کے قریب پہنچے تو مجھے حیض شروع ہو گیا، نبی اکرم ﷺ میرے پاس داخل ہوئے تو میں رو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں حیض شروع ہو گیا؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا کہ یہ تو ایسی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر یہ مقرر کر دی ہے۔ بس تم وہی سارے مناسک کرو جو حاجی کرتا ہے سوائے اس کے بیت اللہ کا طواف مت کرنا غسل طہارت کرنے تک (یعنی جب تک پاک نہ ہو) فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کی طرف سے گائے کی قربانی دی۔

۶۵۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے سفر میں نکلے اور ہم صرف حج ہی کا تذکرہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب ہم "سرف" میں پہنچے تو میری ماہواری شروع ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس داخل ہوئے تو میں رو رہی تھیں (کہ اب حج نہیں کر سکوں گی) آپ ﷺ نے پوچھا کہ کس وجہ سے رو رہی ہو؟ میں نے عرض کیا۔ واللہ مجھے یہ خواہش ہو رہی ہے کہ میں اس سال سفر حج کو نہ نکلتی۔ فرمایا کہ کیا ہوا؟ شاید حیض آ گیا۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو وہ چیز ہے جسے اللہ عزوجل نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹیوں کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ تم دوسرے حاجیوں کی طرح تمام افعال کرتی رہو بس بیت اللہ کا طواف مت کرنا پاک ہونے تک۔

جب ہم مکہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ اس احرام کو عمرہ کا کر لو (یعنی عمرہ کی نیت کر لو) چنانچہ سب نے عمرہ کی نیت کر لی سوائے اس کے جس کے ساتھ ہدی کا جانور تھا۔ چنانچہ ہدی کا جانور حضور اقدس ﷺ، حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور خوشحال لوگوں کے پاس تھا۔

پھر جب وہ روانہ ہوئے (حج کے لئے) تو سب نے احرام باندھا۔ یوم النحر (دس ذی الحجہ) کو میں (ماہواری سے) پاک ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ کے حکم پر میں نے طواف افاضہ (طواف زیارت) کیا۔ ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا تو میں نے کہا یہ کیا؟ (یعنی یہ گائے کا گوشت یہاں کہاں سے

وَعُمْرَةٍ وَأَرْجِعُ بِحَجَّةٍ قَالَتْ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْدَفَنِي عَلَى جَمَلِهِ قَالَتْ فَإِنِّي لَأَذْكُرُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ أَنْعَسُ فَيُصِيبُ وَجْهِي مُؤْخِرَةَ الرَّحْلِ حَتَّى جِئْنَا إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلَلْتُ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ جَزَاءً بِعُمْرَةِ النَّاسِ الَّتِي اعْتَمَرُوا

آگیا؟) لوگوں نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی طرف سے ایک گائے قربان کی تھی۔ فرماتی ہیں پھر جب شب محصب ہوئی (جس رات وادی محصب میں قیام کیا) تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور لوگ تو حج و عمرہ دونوں (کی سعادتوں) کے ساتھ واپس لوٹ رہے ہیں جب کہ میں صرف حج کے ساتھ لوٹ رہی ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے مجھے اپنے اونٹ پر پیچھے بٹھایا۔

فرماتی ہیں کہ مجھے خوب یاد ہے کہ میں اسوقت نو عمر لڑکی تھی، (اونٹ پر بیٹھے بیٹھے) مجھے اونگھ آجاتی اور میرے چہرہ پر کجاوہ (پالان) کی لکڑی لگ جاتی تھی یہاں تک کہ ہم تنعیم آگئے، وہاں سے میں نے عمرہ کا احرام باندھا اس عمرہ کے بدلہ جو دوسرے معتمرین نے کیا تھا۔

۶۵۵ ... وحَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ الْغَيْلَانِيُّ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَبَّيْنَا بِالْحَجِّ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ الْمَاجِشُونِ غَيْرَ أَنَّ حَمَّادًا لَيْسَ فِي حَدِيثِهِ فَكَانَ الْهَدْيُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَذَوِي الْيَسَارَةِ ثُمَّ أَهَلُّوا حِينَ رَاحُوا وَلَا قَوْلُهَا وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ أَنْعَسُ فَيُصِيبُ وَجْهِي مُؤْخِرَةَ الرَّحْلِ

۶۵۵ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے حج کے لئے تلبیہ کہا۔ جب ہم "سرف" میں پہنچے تو میرے ایام شروع ہوگئے، رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی۔ آگے سابقہ حدیث والا مضمون ہی نقل کیا ہے۔ سوائے اس کے کہ حماد کی حدیث میں یہ نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صاحب ثروت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس قربانی کا جانور تھا اور نہ ہی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول ہے کہ میں کم عمر لڑکی تھی اور اونگھنے لگتی تھی جس کی وجہ سے میرے چہرہ پر کجاوہ کی لکڑی لگ جاتی تھی۔

۶۵۶ ... حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ حَدَّثَنِي خَالِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ ح وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَفْرَدَ الْحَجَّ

۶۵۶ ... حضرت عبدالرحمن بن قاسم اپنے والد سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے حج افراد کیا تھا"۔

۶۵۷ ... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَفْلَحَ بْنِ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ

۶۵۷ ... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کا احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں، حج کی حرمتوں (پابندیوں) میں رہتے ہوئے (یا حج کے مقامات میں) حج کی راتوں میں،

اللهِ ﷺ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَفِي حُرُمِ الْحَجِّ وَلَيَالِي الْحَجِّ حَتَّى نَزَلْنَا بِسَرِفَ فَخَرَجَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ مِنْكُمْ هَدْيٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَا فَمِنْهُمُ الْآخِذُ بِهَا وَالتَّارِكُ لَهَا مِمَّنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَأَمَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ وَمَعَ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِهِ لَهُمْ قُوَّةٌ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيكِ قُلْتُ سَمِعْتُ كَلَامَكَ مَعَ أَصْحَابِكَ فَسَمِعْتُ بِالْعُمْرَةِ قَالَ وَمَا لَكِ قُلْتُ لَا أُصَلِّي قَالَ فَلَا يَضُرُّكِ فَكُونِي فِي حَجِّكِ فَعَسَى اللهُ أَنْ يَرْزُقَكِيهَا وَإِنَّمَا أَنْتِ مِنْ بَنَاتِ آدَمَ كَتَبَ اللهُ عَلَيْكِ مَا كَتَبَ عَلَيْهِنَّ

قَالَتْ فَخَرَجْتُ فِي حَجَّتِي حَتَّى نَزَلْنَا مِنًى فَتَطَهَّرْتُ ثُمَّ طُفْنَا بِالْبَيْتِ وَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُحَصَّبَ فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ اخْرُجْ بِأُخْتِكَ مِنَ الْحَرَمِ فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ لِتَطُفْ بِالْبَيْتِ فَإِنِّي أَنْتَظِرُكُمَا هَاهُنَا

قَالَتْ فَخَرَجْنَا فَأَهْلَلْتُ ثُمَّ طُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَجِئْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ فِي مَنْزِلِهِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَقَالَ هَلْ فَرَغْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَآذَنَ فِي أَصْحَابِهِ بِالرَّحِيلِ فَخَرَجَ فَمَرَّ بِالْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَدِينَةِ

نکلے، جب ہم نے "سَرِف" میں پڑاؤ ڈالا تو آپ اپنے ساتھیوں کی طرف نکل گئے اور ان سے فرمایا:

"تم میں سے جس کے پاس ھدی کا جانور نہیں تو میرے نزدیک پسندیدہ بات یہ ہے کہ وہ اس احرام کو عمرہ کا احرام کرلے اور جس کے پاس ھدی ہو تو وہ ایسا نہ کرے تو بعض نے تو ان میں سے اس پر عمل کیا اور بعض نے اس پر عمل نہیں کیا ان لوگوں میں سے جن کے پاس ہدی نہیں تھی (یعنی اس صورت میں حضور علیہ السلام کے حکم بالا کے مطابق تو انہیں عمرہ کے احرام میں تبدیل کر دینا چاہیے تھا لیکن بعض نے تو عمرہ کی نیت کرلی اور بعض حج ہی کا احرام باندھے رہے جس سے یہ معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا یہ حکم استحباب پر محمول تھا)۔

جہاں تک رسول اللہ ﷺ کا تعلق ہے تو آپ ﷺ کے پاس ھدی تھی اور آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کے ساتھ بھی ھدی تھی جو (مالی اعتبار سے) طاقت رکھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی۔ فرمایا کیوں روتی ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے آپ کی وہ بات سنی تھی جو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کی تھی۔ میں نے عمرہ سے متعلق آپ ﷺ کی گفتگو سنی (اور میں عمرہ سے مجبور ہوگئی ہوں بہ سبب ماہواری کے) آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ میں نماز نہیں پڑھ رہی ہوں[1] (جس کا مطلب یہ ہے کہ ناپاکی شروع ہوگئی ہے) فرمایا: کوئی نقصان نہیں۔ تم اس احرام کو حج کا کرلو۔ بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں حج نصیب فرمادے۔ اور (جہاں تک ناپاکی کی بات ہے تو اس میں گھبرانے کی بات نہیں) کیونکہ تم بھی آدم کی بیٹیوں میں ہی سے ہو اور اللہ نے ان پر جو (قانون) مقرر کردیا ہے (کہ ہر ماہ ناپاکی ہوا کرے گی) تو وہ تم پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں حج کے ارادہ سے نکلی، جب ہم منیٰ میں اترے تو میں پاک ہوگئی بعد ازاں ہم نے بیت اللہ کا

---

[1] نماز نہ پڑھنے کی وجہ یہی ہے کہ ناپاکی کے ایام شروع ہوگئے ہیں اور یہ کنایہ ہے۔ صدیقہ عائشہؓ نے غایت حیا کے سبب واضح لفظوں میں بات نہیں بیان کی اور یہ تعلیم دی کہ خواتین کو ان معاملات میں شوہر سے بھی زیادہ کھل کر بات نہیں کرنی چاہیے اور حیا و تہذیب کے ساتھ ان معاملات کے بارے میں گفتگو کرنی چاہیے۔

طواف کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے وادیٔ محصب میں پڑاؤ کیا اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلا کر فرمایا کہ اپنی بہن کو (یعنی مجھے) لے کر حرم سے نکلو اور وہ عمرہ کا احرام باندھے پھر بیت اللہ کا طواف کرے۔ میں تم دونوں کا یہاں پر منتظر ہوں۔

فرماتی ہیں کہ ہم وہاں سے نکلے، میں نے عمرہ کا احرام باندھا، بیت اللہ کا طواف کیا، صفا و مروہ کی سعی کی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئے رات کے کسی پہر تو آپ ﷺ اپنی جگہ پر ہی تھے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم فارغ ہو گئی ہو عمرہ سے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں!

چنانچہ پھر آپ ﷺ نے اپنے صحابہ میں کوچ کا اعلان کر دیا، چنانچہ ہم وہاں سے نکلے، بیت اللہ پر سے گذر ہوا تو اس کا طواف کیا فجر کی نماز سے قبل پھر مدینہ کی طرف نکل پڑے۔

۶۵۸ ...... حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْـــنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَـنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَـائِشَـةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَـالَتْ مِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ مُفْرِدًا وَمِنَّا مَنْ قَرَنَ وَمِنَّا مَـــنْ تَمَتَّعَ

۶۵۸ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم میں (قافلۂ صحابہ میں) بعض تو وہ تھے جنہوں نے حج افراد کے لئے تلبیہ پڑھا تھا بعض وہ تھے کہ انہوں نے قران کے لئے تلبیہ کہا تھا اور بعض نے تمتع کا احرام باندھا تھا۔ ❶

۶۵۹ ...... حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْـنُ بَكْرٍ

۶۵۹ حضرت قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ

---

❶ حج کی تین قسمیں ہیں ۱۔ افراد ۲۔ قران ۳۔ تمتع۔ افراد یہ ہے کہ صرف حج کی نیت کرے اور اسی کا احرام باندھے عمرہ کو حج کے ساتھ جمع نہ کرے ایسا حج کرنے والے کو مفرد کہتے ہیں۔ اور اس کی نیت ان الفاظ سے کی جاتی ہے: اللّٰهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِي وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي "اے اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں آپ اسے میرے لئے آسان فرمایئے اور قبول فرمایئے"۔
قران یہ ہے کہ حج کے ساتھ عمرہ بھی کرے اور احرام بھی دونوں کا ایک ساتھ ایک نیت سے باندھے۔ ایسا کرنے والے کا قارن کہا جاتا ہے جس کی نیت یہ ہے: اللّٰهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهُمَا لِي وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّي۔
تمتع یہ ہے کہ حج کے ساتھ عمرہ کو اس طرح جمع کرے کہ میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھے اور اس احرام میں حج کو شریک نہ کرے' پھر مکہ مکرمہ پہنچ کر شوال یا ذی الحجہ کسی بھی تاریخ میں حج سے پہلے افعال عمرہ سے فارغ ہو کر سر منڈوا کر احرام کھول دے پھر ۸ ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھے۔ ایسا کرنے والے کو متمتع کہتے ہیں۔ حج کی ان تینوں قسموں میں سے کونسا حج افضل ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔
امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک سب سے افضل قران ہے پھر تمتع پھر افراد۔ امام شافعیؒ و مالکؒ کے نزدیک سب سے افضل افراد ہے پھر تمتع پھر قران۔ امام احمدؒ کے نزدیک وہ تمتع سب سے افضل ہے جس میں ھدی ساتھ نہ لائی جائے۔ پھر افراد پھر قران۔
اور اس معاملہ میں احناف کے وجوہ و دلائل دوسرے تمام مذاہب سے زیادہ 'قوی' اور واضح ہیں اور تمام روایات کے مجموعہ کو سامنے رکھنے سے بھی یہ بات ثابت ہو جاتی ہے۔ ان تمام دلائل کی تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں فتح الملہم ج، از علامہ عثمانی یا درس ترمذی جلد ثالث مرتبہ مولانا رشید اشرف افادات مولانا محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم۔

أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ جَاءَتْ عَائِشَةُ حَاجَّةً

عنہا حج کا احرام باندھ کر آئی تھیں۔

٦٦٠ - وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نَرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ حَتَّى إِذَا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَحِلَّ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هَذَا فَقِيلَ ذَبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَزْوَاجِهِ

قَالَ يَحْيَى فَذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيثَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ أَتَتْكَ وَاللهِ بِالْحَدِيثِ عَلَى وَجْهِهِ

۶۶۰۔ عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

"ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب ذی القعدہ کی پانچ تاریخیں باقی رہ گئیں تھیں (۲۵ ذی قعدہ) کو صرف حج کا ارادہ کر کے نکلے، جب ہم مکہ کے قریب ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ جس کے ساتھ ہدی کا جانور نہیں ہے وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کر کے (یعنی عمرہ کر کے) حلال ہو جائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ یوم النحر (دس ذی الحجہ کو) ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا۔ میں نے کہا یہ کیا؟ کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی جانب سے گائے ذبح فرمائی۔ حضرت یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کو قاسم بن محمد سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! تو نے یہ حدیث بالکل اسی طرح بیان کی ہے۔

٦٦١ ..... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ح وحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۶۶۱..... حضرت یحییٰ بن سعید سے اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث بعینہ منقول ہے۔

٦٦٢ ..... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ ح وَعَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ وَأَصْدُرُ بِنُسُكٍ وَاحِدٍ قَالَ انْتَظِرِي فَإِذَا طَهُرْتِ فَاخْرُجِي إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهِلِّي مِنْهُ ثُمَّ الْقَيْنَا عِنْدَ كَذَا وَكَذَا قَالَ أَظُنُّهُ قَالَ غَدًا وَلَكِنَّهَا عَلَى قَدْرِ نَصَبِكِ أَوْ قَالَ نَفَقَتِكِ

۶۶۲۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ!

"لوگ تو دونوں عبادتوں (مناسک حج اور عمرہ) کے ساتھ لوٹتے ہیں جب کہ میں صرف ایک ہی عبادت (یعنی حج) کے ساتھ لوٹ رہی ہوں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "انتظار کرو اور جب پاک ہو جاؤ تو تنعیم چلی جانا وہاں سے عمرہ کے لئے احرام باندھنا (پھر عمرہ سے فارغ ہو کر) فلاں فلاں جگہ پر ہم سے مل جانا"۔

راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ کل ملنا

لیکن تمہاری اپنی تکلیف ومشقت اور خرچ کے بقدر (عمرہ کا اجر) ہوگا۔

٦٦٣ ۔۔۔ وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ وَإِبْرَاهِيمَ قَالَ لَا أَعْرِفُ حَدِيثَ أَحَدِهِمَا مِنَ الْآخَرِ أَنَّ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ

۶۶۳۔ ۔۔۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ! دوسرے لوگ تو دو عبادتیں کر کے واپس لوٹیں گے (پھر حسب سابق حدیث بیان کی)۔

٦٦٤ ۔۔۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا وَقَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَا نُرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ تَطَوَّفْنَا بِالْبَيْتِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ أَنْ يَحِلَّ قَالَتْ فَحَلَّ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ وَنِسَاؤُهُ لَمْ يَسُقْنَ الْهَدْيَ فَأَحْلَلْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَحِضْتُ فَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ وَأَرْجِعُ أَنَا بِحَجَّةٍ قَالَ أَوَ مَا كُنْتِ طُفْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَتْ قُلْتُ لَا قَالَ فَاذْهَبِي مَعَ أَخِيكِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهِلِّي بِعُمْرَةٍ ثُمَّ مَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ صَفِيَّةُ مَا أُرَانِي إِلَّا حَابِسَتَكُمْ قَالَ عَقْرَى حَلْقَى أَوَ مَا كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ بَلَى قَالَ لَا بَأْسَ انْفِرِي قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَقِيَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُصْعِدٌ مِنْ مَكَّةَ وَأَنَا مُنْهَبِطَةٌ عَلَيْهَا أَوْ أَنَا مُصْعِدَةٌ وَهُوَ مُنْهَبِطٌ مِنْهَا وَقَالَ إِسْحَقُ مُتَهَبِّطَةٌ وَمُتَهَبِّطٌ

۶۶۴۔ ۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف حج ہی کے ارادہ سے نکلے، مکہ مکرمہ آئے اور بیت اللہ کا طواف کیا۔ اس کے بعد حضور اقدس ﷺ نے حکم فرمایا کہ جو ہدی ساتھ نہیں لایا ہے تو وہ حلال ہو جائے۔ چنانچہ جو ہدی نہیں لائے تھے وہ حلال ہو گئے (اور احرام کھول دیا) حضور علیہ السلام کی ازواج بھی ہدی نہیں لائی تھیں لہٰذا وہ بھی احرام سے حلال ہو گئیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے ماہواری شروع ہو گئی اور میں بیت اللہ کا طواف نہ کر سکی۔ جب شب محصب آئی (شب محصب کی وضاحت گذر چکی ہے) تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور لوگ تو حج و عمرہ دونوں کے ساتھ لوٹ رہے ہیں جب کہ میں صرف حج کے ساتھ واپس ہو رہی ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جب ہم مکہ آئے تھے تو تم نے طواف نہیں کیا تھا؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا کہ اچھا اپنے بھائی کے ساتھ "تنعیم" چلی جاؤ۔ وہاں سے عمرہ کے لئے تلبیہ کہو۔ پھر (عمرہ سے فراغت کے بعد) تمہارا "موعد" (وہ مقام جہاں ملنا طے ہو جائے) فلاں فلاں مقام ہے اس موقع پر صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ام المؤمنین) نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ میں بھی آپ سب کو روکوں گی (کیونکہ مجھے بھی ماہواری شروع ہو گئی ہے اور طواف وداع کے انتظار میں سب کو میری وجہ سے ٹھہرنا پڑ جائے) حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ارے ٹکوڑی ماری گنجی کیا تو نے یوم النحر کو طواف نہیں کیا تھا؟! انہوں نے کہا کہ ہاں! فرمایا کہ چلے چلو، کوئی حرج نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں رسول اللہ ﷺ سے ملی ہوں اس طرح کہ آپ ﷺ مکہ کی طرف چڑھ رہے تھے اور میں اتر رہی

تھی یا آپ ﷺ اتر رہے تھے میں چڑھ رہی تھی۔
(مکہ مکرمہ پہاڑ کے اوپر واقع ہے اس مناسبت سے فرمایا کہ میں اتر رہی تھی اور آپ ﷺ چڑھ رہے تھے، گویا راہ میں ملاقات ہوئی)۔

٦٦٥ ۔۔۔۔ وحَدَّثَنَاه سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ نُلَبِّي لا نَذْكُرُ حَجًّا وَلا عُمْرَةً وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَنْصُورٍ

٦٦٥۔ ۔۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تلبیہ پڑھتے ہوئے نکلے نہ ہم نے حج کا ذکر کیا اور نہ ہی عمرہ کا ذکر کیا۔ (بقیہ حدیث روایت منصور کی طرح ذکر کی)

٦٦٦ ۔۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ غُنْدَرٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ ذَكْوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لأَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ أَوْ خَمْسٍ فَدَخَلَ عَلَيَّ وَهُوَ غَضْبَانُ فَقُلْتُ مَنْ أَغْضَبَكَ يَا رَسُولَ اللهِ أَدْخَلَهُ اللهُ النَّارَ قَالَ أَوَمَا شَعَرْتِ أَنِّي أَمَرْتُ النَّاسَ بِأَمْرٍ فَإِذَا هُمْ يَتَرَدَّدُونَ قَالَ الْحَكَمُ كَأَنَّهُمْ يَتَرَدَّدُونَ أَحْسِبُ وَلَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سُقْتُ الْهَدْيَ مَعِي حَتَّى أَشْتَرِيَهُ ثُمَّ أَحِلُّ كَمَا حَلُّوا

٦٦٦ ۔۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کی ۴ یا ۵ تاریخ کو میرے پاس شدید غصہ کے عالم میں تشریف لائے، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کس نے آپ کو غصہ دلایا ہے؟ اللہ اسے جہنم میں داخل کرے۔ فرمایا: کیا تمہیں نہیں معلوم کہ میں نے لوگوں کو ایک حکم دیا ہے اور وہ اس پر عملدر آمد میں پس و پیش کر رہے ہیں۔ اگر مجھے پہلے سے معلوم ہوتا اس معاملہ کا تو میں ھدی ساتھ نہ لاتا۔ اور یہاں پر ہی خرید لیتا۔ پھر میں بھی ان سب کی طرح حلال ہو جاتا۔ ❶

٦٦٧ ۔۔۔۔ وحَدَّثَنَاه عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ عَنْ

٦٦٧ ۔۔۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت مروی ہے کہ فرماتی ہیں کہ ذی الحجہ کی چار یا پانچ تاریخ کو نبی

---

❶ یہ اشارہ ہے اس واقعہ کی طرف کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ لوگوں میں جاہلیت کا یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ اشہر حج (حج کے مہینوں) میں عمرہ مکروہ اور ناپسندیدہ خیال کرتے ہیں کیونکہ زمانہ جاہلیت میں یہ عقیدہ تھا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا سخت ناپسندیدہ خیال کرتے تھے اور ان میں یہ مقولہ مشہور تھا کہ إذا برئ الدبر و عفا الأثر و انسلخ صفر حلّت العمرة لمن اعتمد چنانچہ اس عقیدۂ جاہلیت کی تردید کے لئے آپ علیہ السلام نے لوگوں کو عمرہ کے بعد احرام کھولنے کا حکم دیا جو فسخ الحج الی العمرہ کی صورت تھی بہت سے لوگوں نے قدیم رسم کی بناء پر اسے مکروہ سمجھا اور انہیں اس حکم پر عمل میں تردد ہوا، جس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ خود حضور علیہ السلام احرام نہیں کھول رہے تھے کیونکہ آپؐ حج کی قربانی ساتھ لائے تھے۔ جب حضور علیہ السلام نے دیکھا کہ آپؐ کے حکم پر پوری طرح عمل نہیں ہو رہا تو آپ کو شدید انقباض ہوا اور غصہ کی حالت طاری ہو گئی۔ اس موقع پر مذکورہ جملہ ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے اس معاملہ کا علم ہوتا تو میں ھدی نہیں لاتا۔ یہیں سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ حضور علیہ السلام کو غیب کا علم نہ تھا۔

ذكوان عن عائشة رضي الله عنها قالت قدم النبي ﷺ لأربع أو خمس مضين من ذي الحجة بمثل حديث غندر ولم يذكر الشك من الحكم في قوله يترددون

کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے (آگے سابقہ حدیث غندر کی طرح بیان فرمائی)۔

۶۶۸ حدثني محمد بن حاتم حدثنا بهز حدثنا وهيب حدثنا عبد الله بن طاوس عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها أنها أهلت بعمرة فقدمت ولم تطف بالبيت حتى حاضت فنسكت المناسك كلها وقد أهلت بالحج فقال لها النبي ﷺ يوم النفر يسعك طوافك لحجك وعمرتك فأبت فبعث بها مع عبد الرحمن إلى التنعيم فاعتمرت بعد الحج

۶۶۸ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا، مکہ مکرمہ آئیں اور ابھی بیت اللہ کا طواف نہ کیا تھا کہ ایام حیض شروع ہوگئے۔ انہوں نے تمام مناسک ادا کئے وہ حج کا احرام پہلے ہی باندھ چکی تھیں۔
نبی اکرم ﷺ نے ان سے منیٰ سے روانگی کے دن فرمایا: تمہارا حج کا طواف حج و عمرہ دونوں کو کافی ہو جائے گا۔ انہوں نے اس پر انکار (کرکے عمرہ دوبارہ کرنے کی خواہش کا اظہار) کیا تو آپ ﷺ نے انہیں عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تنعیم بھیج دیا چنانچہ انہوں نے حج کے بعد عمرہ کرلیا۔

۶۶۹ وحدثني حسن بن علي الحلواني حدثنا زيد بن الحباب حدثني إبراهيم بن نافع حدثني عبد الله بن أبي نجيح عن مجاهد عن عائشة رضي الله عنها أنها حاضت بسرف فتطهرت بعرفة فقال لها رسول الله ﷺ يجزئ عنك طوافك بالصفا والمروة عن حجك وعمرتك

۶۶۹ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ "سرف" میں ایام سے ہوگئیں اور عرفہ کے دن پاک ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا صفا و مروہ کا طواف (سعی) تمہارے حج و عمرہ دونوں کے لئے کافی ہو جائے گا۔

۶۷۰ وحدثنا يحيى بن حبيب الحارثي حدثنا خالد بن الحارث حدثنا قرة حدثنا عبد الحميد بن جبير بن شيبة حدثتنا صفية بنت شيبة قالت قالت عائشة رضي الله عنها يا رسول الله أيرجع الناس بأجرين وأرجع بأجر فأمر عبد الرحمن بن أبي بكر أن ينطلق بها إلى التنعيم قالت فأردفني خلفه على جمل له قالت فجعلت أرفع خماري أحسره عن عنقي فيضرب رجلي بعلة الراحلة قلت له وهل ترى من أحد قالت فأهللت بعمرة ثم أقبلنا

۶۷۰ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! سب لوگ تو دوہرا اجر لے کر واپس ہوں (حج و عمرہ کا) اور میں صرف اکہرا ثواب (صرف حج کا) لے کر لوٹوں (یہ میرے لئے بڑی محرومی کی بات ہے) تو آپ ﷺ نے عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ انہیں (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو) لے کر تنعیم جائیں۔ فرماتی ہیں کہ انہوں نے مجھے اپنے اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھایا (بھائی ہونے کے ناطے) میں اپنی گردن سے دوپٹا ہٹایا کرتی تھی (غالباً گرمی کی شدت کی وجہ سے) تو عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری ٹانگ پر اس طرح مارتے تھے کہ گویا سواری کو مار رہے ہوں (یعنی ٹھوکا دیا

حَتّٰى انْتَهَيْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِالْحَصْبَةِ

کرتے تھے کہ تم دوپٹہ اور چادر کیوں گردن سے ہٹاتی ہو) میں نے ان سے کہا کہ کیا تم یہاں پر کسی کو دیکھتے بھی ہو؟ (یہاں تو کوئی آدم زاد ہے ہی نہیں اس لئے چادر ہٹاتی ہوں)۔

فرماتی ہیں کہ پھر میں نے عمرہ کی نیت کی پھر واپس آئے (عمرہ سے فارغ ہوئے) پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو آپ "مقام حصب" میں تھے۔

۶۷۱ ...... حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو أَخْبَرَهُ عَمْرُو بْنُ أَوْسٍ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُرْدِفَ عَائِشَةَ فَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ

۶۷۱ حضرت عبدالرحمن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیچھے بٹھا کر تنعیم سے عمرہ کرالائیں۔

۶۷۲ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ جَمِيْعًا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ أَقْبَلْنَا مُهِلِّيْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِحَجٍّ مُفْرَدٍ وَأَقْبَلَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِعُمْرَةٍ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِسَرِفَ عَرَكَتْ حَتّٰى إِذَا قَدِمْنَا طُفْنَا بِالْكَعْبَةِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَحِلَّ مِنَّا مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ قَالَ فَقُلْنَا حِلُّ مَاذَا قَالَ الْحِلُّ كُلُّهُ فَوَاقَعْنَا النِّسَاءَ وَتَطَيَّبْنَا بِالطِّيْبِ وَلَبِسْنَا ثِيَابَنَا وَلَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا أَرْبَعُ لَيَالٍ ثُمَّ أَهْلَلْنَا يَوْمَ التَّرْوِيَةِ ثُمَّ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَوَجَدَهَا تَبْكِيْ فَقَالَ مَا شَأْنُكِ قَالَتْ شَأْنِيْ أَنِّيْ قَدْ حِضْتُ وَقَدْ حَلَّ النَّاسُ وَلَمْ أَحْلِلْ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَالنَّاسُ يَذْهَبُوْنَ إِلَى الْحَجِّ الْآنَ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ فَاغْتَسِلِيْ ثُمَّ أَهِلِّيْ بِالْحَجِّ فَفَعَلَتْ وَوَقَفَتِ الْمَوَاقِفَ حَتّٰى إِذَا طَهُرَتْ طَافَتْ بِالْكَعْبَةِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ قَالَ قَدْ حَلَلْتِ مِنْ حَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ جَمِيْعًا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

۶۷۲ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج افراد کا احرام باندھ کر (مکہ) آئے جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عمرہ کا احرام باندھ کر تشریف لائیں۔ جب ہم "مقام سرف" پہنچے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حیض جاری ہو گیا۔

جب ہم مکہ پہنچے تو کعبۃ اللہ کا طواف کیا، صفا مروہ کے درمیان سعی کی، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ جو شخص ہم میں سے ھدی ساتھ نہیں لایا ہے وہ احرام کھول کر حلال ہو جائے۔ ہم نے کہا کہ کیسا حلال ہونا؟ فرمایا پوری طرح حلال ہو جاؤ (احرام کی کسی بھی طرح کی پابندی نہ رہے) چنانچہ ہم نے (احرام کھول کر) اپنی عورتوں سے صحبت کی، خوشبو لگائی اور اپنے کپڑے پہن لئے، ابھی عرفہ کا دن آنے میں چار راتوں کا فاصلہ تھا۔ پھر یوم الترویہ (۸ ذی الحجہ) کو ہم نے پھر احرام باندھا (حج کا) رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے تو انہیں روتا ہوا پایا فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا؟ فرمانے لگیں میرا حال یہ ہے کہ میں حیض سے ہوں جب کہ لوگ احرام سے فارغ ہو چکے ہیں میں ابھی تک احرام سے فارغ نہیں ہوئی نہ ہی بیت اللہ کا طواف کیا ہے، اب سب لوگ حج کو جارہے ہیں۔

فرمایا کہ یہ تو ایسا معاملہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بنات آدم پر مقرر کردیا

إِنِّي أَجِدُ فِي نَفْسِي أَنِّي لَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ حَتَّى حَجَجْتُ قَالَ فَاذْهَبْ بِهَا يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَأَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيمِ وَذَلِكَ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ

ہے، تم غسل کر کے حج کا احرام باندھ لو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ مقامات وقوف میں وقوف کیا (یعنی عرفات اور مزدلفہ میں) پھر جب پاک ہو گئیں تو کعبۃ اللہ کا طواف کیا، صفا و مروہ کے درمیان شوط (چکر) پورے کئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: بے شک تم اپنے حج اور عمرہ دونوں سے فارغ ہو گئی ہو۔ وہ کہنے لگیں یارسول اللہ! میرے دل میں یہی کھٹک ہے کہ میں نے حج سے پہلے طواف نہیں کیا (مقصد عمرہ ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: اے عبدالرحمن! اسے اپنے ساتھ لے جاؤ اور تنعیم سے عمرہ کرالاؤ، اور یہ شب حصبہ کا واقعہ ہے۔

٦٧٣ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَهِيَ تَبْكِي فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ إِلَى آخِرِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا قَبْلَ هَذَا مِنْ حَدِيثِ اللَّيْثِ

۶۷۳ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی حدیث کچھ اضافہ کے ساتھ منقول ہے۔ وہ اضافہ یہ ہے کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نرم طبیعت کے آدمی تھے، جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کسی چیز کا ارادہ یا فرمائش کرتیں (تو جب تک دین و شریعت کے خلاف نہ ہوتا) آپ ﷺ ان کی فرمائش پوری فرماتے (یہ تعلیم ہے سید المومنین ﷺ کی اور آپ کے اعلیٰ اخلاق کا نمونہ کہ ازواج رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے ساتھ بھی نرمی و دلجوئی اور خاطر داری فرمایا کرتے تھے) چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھیجا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھا۔

٦٧٤ وحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ يَعْنِي ابْنَ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ مَطَرٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ أَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ اللَّيْثِ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا سَهْلًا إِذَا هَوِيَتِ الشَّيْءَ تَابَعَهَا عَلَيْهِ فَأَرْسَلَهَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ فَأَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ مِنَ التَّنْعِيمِ قَالَ مَطَرٌ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ فَكَانَتْ عَائِشَةُ إِذَا حَجَّتْ صَنَعَتْ كَمَا صَنَعَتْ مَعَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ

۶۷۴ ... مطر (راوی) کہتے ہیں کہ ابوالزبیر (راوی) فرماتے تھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب بھی حج کرتی تھیں تو اسی طرح کرتی تھیں جس طرح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں کیا تھا۔

٦٧٥ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا

۶۷۵ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے

أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ مَعَنَا النِّسَاءُ وَالْوِلْدَانُ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ طُفْنَا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ قَالَ قُلْنَا أَيُّ الْحِلِّ قَالَ الْحِلُّ كُلُّهُ قَالَ فَأَتَيْنَا النِّسَاءَ وَلَبِسْنَا الثِّيَابَ وَمَسِسْنَا الطِّيبَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ أَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ وَكَفَانَا الطَّوَافُ الْأَوَّلُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَشْتَرِكَ فِي الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ كُلُّ سَبْعَةٍ مِنَّا فِي بَدَنَةٍ

ساتھ حج کے لئے تلبیہ پڑھ کر نکلے، عورتیں اور بچے [1] بھی ہمارے ساتھ تھے، جب ہم مکہ پہنچے تو بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کی، بعدازاں رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: جو ھدی ساتھ نہیں لایا وہ احرام کھول دے، ہم نے کہا کہ کونسا حلال ہونا؟ فرمایا کہ مکمل حلال ہو جاؤ (کہ کوئی پابندی برقرار نہ رہے) چنانچہ ہم اپنی اپنی عورتوں کے پاس آئے (ان سے صحبت کی) کپڑے پہنے، خوشبو لگائی۔
یوم الترویہ (۸ ذی الحجہ) کو ہم نے حج کا احرام باندھا اور صفا مروہ کے درمیان کی پہلی سعی (جو ہم نے کی تھی) وہی ہمارے لئے کافی ہو گئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ اونٹ، گائے اور ہر بدنہ (بڑے جانور مثلاً بیل، بھینس، بھینسا) میں سات آدمی مشترک ہو جائیں۔

۶۷۶ ...... و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ لَمَّا أَحْلَلْنَا أَنْ نُحْرِمَ إِذَا تَوَجَّهْنَا إِلَى مِنًى قَالَ فَأَهْلَلْنَا مِنَ الْأَبْطَحِ

۶۷۶ ...... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جب ہم نے احرام کھولا (عمرہ سے فارغ ہو کر) حکم دیا کہ جب ہم منیٰ روانہ ہوں (۸ ذی الحجہ یعنی یوم الترویہ کو) تو اس وقت احرام باندھیں، چنانچہ ہم نے وادی ابطح سے احرام کی نیت کی تلبیہ کہہ کر۔

---

[1] اس سے استدلال کرتے ہوئے علماء نے فرمایا کہ بچہ اور نابالغ لڑکے کا حج درست اور صحیح ہے۔ اس پر ائمہ کا اتفاق ہے کہ بچے پر حج فرض نہیں۔ اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ بچہ اگر حج کرے تو درست ہو جاتا ہے۔ البتہ علامہ نوویؒ نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بچہ کا حج درست نہیں اور اس کا حج کرنا صرف ایک طرح کی مشق و تمرین ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی طرف مذکورہ بالا نسبت درست نہیں۔ اور ان کا مذہب بھی یہی ہے کہ بچہ کا حج صحیح اور جائز ہے اس پر اسے اجر ملتا ہے اور احرام صحیح ہوتا ہے۔ ہاں اگر اس سے احرام کی پابندیوں کی خلاف ورزی ہو جائے تو کوئی دم یا فدیہ یا صدقہ اس پر یا اس کے ولی پر واجب نہیں ہوتا (کما صرح بہ فی معارف السنن للشیخ البنوریؒ) پھر تمام ائمہ کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ بچہ کا یہ حج نفلی ہوگا اور اس سے فرض حج ساقط نہیں ہوگا۔ (خلاصہ از درس ترمذی جلد ثالث)
فائدہ: علامہ وحید الزمان خانؒ مشہور غیر مقلد عالم اور صحاح کے مترجم نے اس موقع پر مذکورہ بالا مسئلہ میں امام ابو حنیفہؒ پر سخت تنقید کرتے ہوئے ان کی شان میں نہایت غیر شائستہ کلمات کہے ہیں 'جو قطعاً نادرست اور غیر اخلاقی طرز عمل ہے چنانچہ انہوں نے اس موقع پر لکھا کہ "غرض معلوم ہوا اس قول سے اور اکثر مسائل ابو حنیفہؒ سے کم مائیگی ان کی علم حدیث میں" اور آگے چل کر لکھتے ہیں۔
"پھر مخالف حدیث کے جو مذہب ہو یا قول یا فعل جو مردود، مطرود، دور از سعی مقصود و سراسر نا بہبود، خلاف مرضی معبود ہے"۔ امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں اکثر غیر مقلد حضرات یہ طعنہ زنی اور گستاخی کرتے رہتے ہیں لیکن اس سے کہیں یہ لازم نہیں آتا کہ امام صاحب کو علم حدیث میں کامل درک نہیں تھا۔ یہ مقام اس تفصیل کا نہیں لیکن علمائے احناف نے غیر مقلدین کے اس دعوائے باطل اور قول مرفوعہ بلا دلیل کس سکتا اور مدلل جواب دیتے ہوئے مستقل کتب تصنیف فرمائی ہیں جن کی تفصیل تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ "السیوطی" اور دیگر کتب میں دیکھی جا سکتی ہے۔

٦٧٧ — وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ ﷺ وَلا أَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ إِلا طَوَافًا وَاحِدًا زَادَ فِي حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ طَوَافَهُ الأَوَّلَ

٦٧٧ — حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے صفا و مروہ کے درمیان صرف ایک طواف (سعی) کیا (یعنی پہلی سعی جو عمرہ کے وقت کی تھی)۔ محمد بن بکر کی روایت میں یہ بات زائد ہے کہ پہلے والا طواف کیا۔

٦٧٨ — و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي نَاسٍ مَعِي قَالَ أَهْلَلْنَا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ بِالْحَجِّ خَالِصًا وَحْدَهُ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَأَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ

قَالَ عَطَاءٌ قَالَ حِلُّوا وَأَصِيبُوا النِّسَاءَ قَالَ عَطَاءٌ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ فَقُلْنَا لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلا خَمْسٌ أَمَرَنَا أَنْ نُفْضِيَ إِلَى نِسَائِنَا فَنَأْتِيَ عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاكِيرُنَا الْمَنِيَّ

قَالَ يَقُولُ جَابِرٌ بِيَدِهِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى قَوْلِهِ بِيَدِهِ يُحَرِّكُهَا قَالَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِينَا فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي أَتْقَاكُمْ لِلَّهِ وَأَصْدَقُكُمْ وَأَبَرُّكُمْ وَلَوْلا هَدْيِي لَحَلَلْتُ كَمَا تَحِلُّونَ وَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ فَحِلُّوا فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَأَطَعْنَا

قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنْ سِعَايَتِهِ فَقَالَ بِمَ أَهْلَلْتَ قَالَ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا

قَالَ وَأَهْدَى لَهُ عَلِيٌّ هَدْيًا فَقَالَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ يَا رَسُولَ اللهِ أَلِعَامِنَا هَذَا أَمْ لِأَبَدٍ فَقَالَ لِأَبَدٍ

٦٧٨ — عطاءؒ کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا میرے ساتھ اور لوگ بھی تھے وہ فرماتے تھے کہ ہم اصحاب محمد ﷺ نے صرف تنہا حج ہی کے لئے احرام باندھا۔ ذی الحجہ کی ۴ تاریخ کی صبح کو حضور اکرم ﷺ مکہ تشریف لائے اور ہمیں حلال ہونے کا حکم فرمایا۔ عطاءؒ نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حلال ہو جاؤ اور عورتوں کے پاس جاؤ (جماع کے لئے)۔

عطاءؒ کہتے ہیں کہ یہ حکم وجوبی نہیں تھا بلکہ ان کے لئے حلال ہونا جائز قرار دیا تھا۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ ہمارے اور یوم عرفہ کے درمیان اب صرف پانچ دن رہ گئے ہیں اب ہمیں حکم فرمایا ہے کہ ہم اپنی عورتوں سے صحبت کریں اور عرفہ کو اس حال میں جائیں کہ ہمارے آلات تناسل سے منی ٹپک رہی ہو۔

عطاءؒ کہتے ہیں کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہتے وقت ہاتھ سے اشارہ کیا گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں جس طرح وہ اپنے ہاتھ کو حرکت دے رہے تھے (گویا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہ حکم گراں گذرا)۔

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر نبی اکرم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور سب سے زیادہ راست گو اور نیک ہوں۔ اگر میرے ساتھ ھدی نہیں ہوتی تو میں بھی تمہاری طرح حلال ہو جاتا۔ اور اگر مجھے یہ علم ہوتا (کہ تم کو یہ بات گراں ہوگی) جو مجھے بعد میں معلوم ہوئی تو میں ھدی نہ لاتا لہذا حلال ہو جاؤ"۔ اس بات کو سن کر ہم نے احرام کھول دیئے اور ہم نے سن کر اطاعت کی۔

عطاء کہتے ہیں کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاصل شدہ اموال صدقہ لے کر آئے تو حضور علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم نے کس نیت سے تلبیہ کہا؟ فرمایا کہ جس نیت سے آپ ﷺ نے تلبیہ کہا (وہی میری بھی نیت ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قربانی کرو اور احرام ہی کی حالت میں رہو۔

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے لئے ہدی لائے تو سراقہ بن مالک بن جعشم نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہ (فسخ الحج الی العمرہ) کا حکم صرف ہمارے اس سال کے لئے مخصوص ہے یا ہمیشہ کے لئے ہے؟ فرمایا ہمیشہ کے لئے۔ [1]

۶۷۹ ..... حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَهْلَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالْحَجِّ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ أَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ وَنَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَكَبُرَ ذَلِكَ عَلَيْنَا وَضَاقَتْ بِهِ صُدُورُنَا فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَمَا نَدْرِي أَشَيْءٌ بَلَغَهُ مِنَ السَّمَاءِ أَمْ شَيْءٌ مِنْ قِبَلِ النَّاسِ

فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ أَحِلُّوا فَلَوْلَا الْهَدْيُ الَّذِي مَعِي فَعَلْتُ كَمَا فَعَلْتُمْ قَالَ فَأَحْلَلْنَا حَتَّى وَطِئْنَا النِّسَاءَ وَفَعَلْنَا مَا يَفْعَلُ الْحَلَالُ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَجَعَلْنَا مَكَّةَ بِظَهْرٍ أَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ

۶۷۹ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لئے تلبیہ کہا (احرام باندھا) جب ہم مکہ آئے تو آپ ﷺ نے ہمیں حلال ہونے کا حکم دیا اور یہ کہ ہم اسے عمرہ میں تبدیل کرلیں (یعنی اس احرام کو جسے حج کی نیت سے شروع کیا تھا عمرہ کی نیت سے بدل دیں) ہمیں اس حکم سے دلی تنگی ہوئی (کہ ہم نے احرام تو حج کا شروع کیا ہے پھر بغیر حج کے صرف عمرہ پر اکتفا کر کے کیوں کھول دیں؟ دوسرے یہ کہ تصور جاہلیت کا اثر بھی موجود تھا)۔

رسول اللہ ﷺ کو جب (ہمارے ناگوار ہونے کی) اطلاع پہنچی۔ مجھے معلوم نہیں کہ آسمانی وحی کے ذریعہ سے اطلاع ملی یا لوگوں میں سے کچھ کہا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے لوگو! احرام کھول دو، اگر میرے ساتھ جانور نہ ہوتا قربانی کا (جسے میں لایا ہوں) تو میں بھی احرام کھول دیتا جیسے تم نے کیا ہے۔

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر ہم نے احرام کھول دیا، حتی کہ عورتوں سے صحبت تک کی، اور جو سارے کام غیر محرم کرتا ہے وہ ہم نے بھی کئے، پھر جب ۸ ذی الحجہ کو یوم الترویہ تھا اور ہم نے (منی روانگی

---

[1] کیونکہ اس سفر میں حضور اقدس ﷺ نے عقیدہ جاہلیت کی عملی تردید کے لئے حج کے احرام میں عمرہ بھی ادا فرمایا تو صحابہ کرام کے لئے سابقہ تصور کی بنیاد پر یہ نئی بات تھی اس لئے سراقہ بن مالک نے مذکورہ سوال کیا کہ کیا یہ ہمارے اس سال ہی کی خصوصیت تھی یا ہمیشہ کے لئے حج کے احرام میں عمرہ کرنا جائز اور بہتر ہے؟ فرمایا کہ یہ ہمیشہ کے لئے ہے۔
بعض حضرات نے ان کے دوسرے معنی بھی بیان کئے ہیں ان کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور و موجود ہے۔ واللہ اعلم

کے لئے) مکہ سے پیچھے موڑی تو تلبیہ کہا (اور احرام باندھا) حج کے لئے۔

٦٨٠ و حدثنا ابن نمير حدثنا أبو نعيم حدثنا موسى بن نافع قال قدمت مكة متمتعا بعمرة قبل التروية بأربعة أيام فقال الناس تصير حجتك الآن مكية فدخلت على عطاء بن أبي رباح فاستفتيته فقال عطاء حدثني جابر بن عبد الله الأنصاري رضي الله عنهما أنه حج مع رسول الله ﷺ عام ساق الهدي معه وقد أهلوا بالحج مفردا فقال رسول الله ﷺ أحلوا من إحرامكم فطوفوا بالبيت وبين الصفا والمروة وقصروا وأقيموا حلالا حتى إذا كان يوم التروية فأهلوا بالحج واجعلوا التي قدمتم بها متعة قالوا كيف نجعلها متعة وقد سمينا الحج قال افعلوا ما أمرتكم به فإني لولا أني سقت الهدي لفعلت مثل الذي أمرتكم به ولكن لا يحل مني حرام "حتى يبلغ الهدي محله" ففعلوا

٦٨٠ـ حضرت موسیٰ بن نافع کہتے ہیں کہ میں عمرہ کے احرام سے تمتع کا احرام کر کے یوم ترویہ سے چار دن پہلے مکہ آیا تو لوگوں نے کہا کہ اب تمہارا حج مکہ والوں کے حج کی طرح ہو جائے گا۔ میں حضرت عطاء بن ابی رباح کے پاس گیا اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس سال حج کیا جس سال آپ ﷺ ہدی ساتھ لائے تھے، (حجۃ الوداع میں) تمام لوگوں نے حج افراد کا احرام باندھا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اپنے احرام (کھول کر) حلال ہو جاؤ اور بیت اللہ کا طواف و صفا و مروہ کی سعی کر لو، بال چھوٹے کرا لو پھر حلال ہو کر (مکہ میں) قیام کرو، پھر یوم الترویہ (٨ ذی الحجہ) کو حج کا احرام باندھ لو اور جو احرام تم باندھ کر آئے ہو اسے تمتع کا کر لو"۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا کہ ہم کیسے اسے تمتع کریں؟ جب کہ ہم نے (احرام باندھتے وقت) حج کا نام لیا ہے (اور اسی کی نیت کی ہے) فرمایا جو میں حکم دے رہا ہوں وہ کرو، (اور میں خود ایسا اس لئے نہیں کر رہا کیونکہ میں ہدی ساتھ لایا ہوں) اگر میں ہدی ساتھ نہ لاتا تو میں بھی وہی کرتا جو تمہیں حکم دے رہا ہوں۔ لیکن چونکہ میری ہدی جب تک اپنے مقام (منیٰ) تک نہ پہنچے (اور ذبح نہ ہو جائے) میرا احرام کھل نہیں سکتا چنانچہ پھر سب نے ایسا ہی کیا۔

٦٨١ و حدثنا محمد بن معمر بن ربعي القيسي حدثنا أبو هشام المغيرة بن سلمة المخزومي عن أبي عوانة عن أبي بشر عن عطاء بن أبي رباح عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال قدمنا مع رسول الله ﷺ مهلين بالحج فأمرنا رسول الله ﷺ أن نجعلها عمرة ونحل قال وكان معه الهدي فلم يستطع أن يجعلها عمرة

٦٨١ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کی نیت سے تلبیہ کہہ کر (مکہ) آئے، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم اس احرام کو عمرہ کا کر کے حلال ہو جائیں جب کہ آپ ﷺ کے ساتھ ہدی تھی لہٰذا آپ ﷺ کے لئے (اس احرام کو) عمرہ میں بدلنے کی گنجائش نہ تھی۔

٦٨٢ حدثنا محمد بن المثنى وابن بشار قال ابن المثنى حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة قال

٦٨٢ ابو نضرہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں تمتع کا حکم دیتے تھے جب کہ ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں تمتع سے منع

سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَأْمُرُ بِالْمُتْعَةِ وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْهَى عَنْهَا قَالَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فَقَالَ عَلَى يَدَيَّ دَارَ الْحَدِيثُ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَمَّا قَامَ عُمَرُ قَالَ إِنَّ اللهَ كَانَ يُحِلُّ لِرَسُولِهِ مَا شَاءَ بِمَا شَاءَ وَإِنَّ الْقُرْآنَ قَدْ نَزَلَ مَنَازِلَهُ فَ "أَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ" كَمَا أَمَرَكُمُ اللهُ وَأَبِتُّوا نِكَاحَ هَذِهِ النِّسَاءِ فَلَنْ أُوتَى بِرَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةً إِلَى أَجَلٍ إِلَّا رَجَمْتُهُ بِالْحِجَارَةِ

کرتے تھے، میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا ذکر کیا تو فرمانے لگے کہ یہ حدیث تو میرے ہی ہاتھ سے (سب لوگوں میں) پھیلی ہے۔

ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمتع کیا تھا، پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت پر متمکن ہوئے تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے لئے جو چاہا جیسا چاہا حلال کر دیا، اور بے شک قرآن اپنی جگہ پر نازل ہوا ہے پس تم حج و عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو جیسے کہ اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے اور ان عورتوں سے نکاح کو دائمی اور مستقل کرلو (جن سے نکاح متعہ کیا ہے) آئندہ کوئی بھی شخص میرے پاس لایا گیا جس نے متعین مدت تک کسی عورت سے نکاح کیا ہو تو میں اسے ضرور سنگسار کروں گا۔ [1]

۶۸۳..... وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَافْصِلُوا حَجَّكُمْ مِنْ عُمْرَتِكُمْ فَإِنَّهُ أَتَمُّ لِحَجِّكُمْ وَأَتَمُّ لِعُمْرَتِكُمْ

۶۸۳ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اس اضافہ کے ساتھ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اپنے حج کو عمرہ سے جدا کرو، یہ تمہارے حج اور تمہارے عمرہ کی تکمیل اور پورا ہونے کا باعث ہے۔

۶۸۴ و حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ وَقُتَيْبَةُ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادٍ قَالَ خَلَفٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرٍ

۶۸۴ ... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مکہ) آئے اور ہم حج کی نیت سے تلبیہ کہہ رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم (اس احرام کو) عمرہ کے

---

[1] حضرت عمرؓ کے بارے میں اس حدیث اور دیگر احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تمتع سے منع کرتے تھے، علامہ نوویؒ نے تو اس نہی کو نہی تنزیہی قرار دیا ہے اور فرمایا کہ چونکہ ان کے نزدیک افراد افضل تھا اس لئے تمتع اور قران دونوں سے منع فرمایا کرتے تھے، لیکن احناف نے حضرت عمرؓ کی اس نہی کی متعدد توجیہات کی ہیں۔ ایک یہ کہ دراصل حضرت عمرؓ سال میں حج و عمرہ دونوں کے لئے مستقل اور الگ سفر کرنے کو افضل قرار دیتے تھے تمتع اور قران کے مقابلہ میں (کہ اس میں ایک ہی سفر میں حج و عمرہ دونوں ادا کئے جاتے ہیں) اس کی تائید روایت ۵۲۹ سے ہوتی ہے جس میں فرمایا کہ افصلوا حجکم من عمر تکم فإنه أتم لحجکم وأتم لعمرتکم اور یہ صورت احناف کے نزدیک بھی افضل ہے اس شخص کے لئے جسے وسعت و قدرت میسر ہو۔ لیکن جسے قدرت و وسعت میسر نہ ہو اس کے لئے ان کے نزدیک بھی تمتع اور قران میں کوئی کراہت نہ تھی اور تمتع سے منع کرنے کی مشہور وجہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ مکہ مکرمہ میں حلال ہونے کے بعد عین حج کے موقع پر احرام باندھنے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے، یہ ایسا ہی تھا جیسے بعض صحابہ کرامؓ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اس کی کراہیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ انطلق إلى منى و مذاكيرنا تقطر (جس کی تفصیل حضرت جابرؓ کی حدیث میں پیچھے گذر چکی ہے) لیکن اس پر اشکال ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ محض اپنے رائے سے کیسے تمتع کو مکروہ سمجھتے تھے حالانکہ ان کے علم میں یہ بات تھی کہ حضور علیہ السلام نے تمتع کا حکم دیا تھا؟ لہٰذا اس کی بہتر توجیہ وہ ہے جو علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے "اعلاء السنن" میں بیان فرمائی کہ درحقیقت حضرت عمرؓ تمتع اصطلاحی سے منع نہیں فرماتے تھے بلکہ "فسخ الحج الی العمرہ" سے روکتے تھے، جس کی تفصیل گذر چکی ہے۔

بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نَقُولُ لَبَّيْكَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً

احرام میں تبدیل کردیں۔

باب-۸۸

بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ
نبی اکرم ﷺ کے حج کی کیفیت

۶۵ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ حَاتِمٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ الْمَدَنِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فَسَأَلَ عَنِ الْقَوْمِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيَّ فَقُلْتُ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى رَأْسِي فَنَزَعَ زِرِّي الْأَعْلَى ثُمَّ نَزَعَ زِرِّي الْأَسْفَلَ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ شَابٌّ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ أَخِي سَلْ عَمَّا شِئْتَ فَسَأَلْتُهُ وَهُوَ أَعْمَى وَحَضَرَ وَقْتُ الصَّلَاةِ فَقَامَ فِي نِسَاجَةٍ مُلْتَحِفًا بِهَا كُلَّمَا وَضَعَهَا عَلَى مَنْكِبِهِ رَجَعَ طَرَفَاهَا إِلَيْهِ مِنْ صِغَرِهَا وَرِدَاؤُهُ إِلَى جَنْبِهِ عَلَى الْمِشْجَبِ فَصَلَّى بِنَا فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ حَجَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ بِيَدِهِ فَعَقَدَ تِسْعًا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَكَثَ تِسْعَ سِنِينَ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ أَذَّنَ فِي النَّاسِ فِي الْعَاشِرَةِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَاجٌّ فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ بَشَرٌ كَثِيرٌ كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ أَنْ يَأْتَمَّ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَيَعْمَلَ مِثْلَ عَمَلِهِ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى أَتَيْنَا ذَا الْحُلَيْفَةِ فَوَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ كَيْفَ أَصْنَعُ قَالَ اغْتَسِلِي وَاسْتَثْفِرِي بِثَوْبٍ وَأَحْرِمِي فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتَّى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ عَلَى الْبَيْدَاءِ نَظَرْتُ إِلَى مَدِّ بَصَرِي بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ رَاكِبٍ وَمَاشٍ

۲۸۵ جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس داخل ہوئے تو انہوں نے سب لوگوں سے سب کے بارے میں پوچھا، جب میری باری آئی تو میں نے کہا میں محمد بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں تو انہوں نے اپنا ہاتھ میرے سر کی طرف بڑھایا (اور دست شفقت پھیرا) پھر میرے (کرتے کی) اوپری گھنڈی (بٹن) کھول دی پھر، نیچے کی گھنڈی کھولی پھر اپنا ہاتھ میری (چھاتیوں کے درمیان رکھا، میں تب نوجوان لڑکا تھا، فرمایا خوش آمدید مرحبا اے بھتیجے، پوچھو جو پوچھنا چاہتے ہو، وہ نابینا تھے اس دوران نماز کا وقت ہوگیا تو جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک چادر سی اوڑھ کر کھڑے ہوگئے، جب بھی اسے اپنے کندھے پر رکھتے تو اس کے دونوں کنارے چھوٹے ہونے کی وجہ سے پھر سے لوٹ آتے، جب کہ ان کی (بڑی) چادر تپائی پر رکھی تھی۔

پھر انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی۔ میں نے (نماز کے بعد) ان سے کہا کہ مجھے نبی اکرم ﷺ کے حج کی تفصیل بتایئے؟ انہوں نے اپنے ہاتھ سے نو تک گنتی کی اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ۹ برس تک (مدینہ منورہ میں) قیام پذیر رہے اور اس عرصہ میں حج نہیں فرمایا۔ دسویں برس لوگوں میں اعلان کردیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ (اس سال) حج کرنے والے ہیں۔ مدینہ طیبہ میں کثیر خلقت جمع ہوگئی سب یہی چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں (حج کریں) اور جس طرح آپ ﷺ (مناسکِ حج) کریں اسی طرح وہ بھی کریں۔

چنانچہ ہم آپ ﷺ کے ہمراہ (مدینہ سے) نکلے جب ذوالحلیفہ پہنچے تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا (اہلیہ صدیق اکبر رضی اللہ

وَعَنْ يَمِينِهِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَعَنْ يَسَارِهِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَمِنْ خَلْفِهِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَعَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرْآنُ وَهُوَ يَعْرِفُ تَأْوِيلَهُ وَمَا عَمِلَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا بِهِ فَأَهَلَّ بِالتَّوْحِيدِ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ وَأَهَلَّ النَّاسُ بِهٰذَا الَّذِي يُهِلُّونَ بِهِ فَلَمْ يَرُدَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَيْهِمْ شَيْئًا مِنْهُ وَلَزِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَلْبِيَتَهُ

قَالَ جَابِرٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَسْنَا نَنْوِي إِلَّا الْحَجَّ لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ حَتّٰى إِذَا أَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشٰى أَرْبَعًا ثُمَّ نَفَذَ إِلٰى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَرَأَ "وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى" فَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَكَانَ أَبِي يَقُولُ وَلَا أَعْلَمُهُ ذَكَرَهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ إِلَى الصَّفَا فَلَمَّا دَنَا مِنَ الصَّفَا قَرَأَ "إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ" أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ فَبَدَأَ بِالصَّفَا فَرَقِيَ عَلَيْهِ حَتّٰى رَأَى الْبَيْتَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَوَحَّدَ اللهَ وَكَبَّرَهُ وَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذٰلِكَ

قَالَ مِثْلَ هٰذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ نَزَلَ إِلَى الْمَرْوَةِ حَتّٰى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ الْوَادِي سَعٰى حَتّٰى إِذَا صَعِدَتَا مَشٰى حَتّٰى أَتَى الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا حَتّٰى إِذَا كَانَ آخِرُ طَوَافِهِ عَلَى الْمَرْوَةِ فَقَالَ لَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا

تعالیٰ عنہ) نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جنم دیا۔ پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پچھوایا کہ میں کیا کروں؟ غسل کرلو اور کسی کپڑے کا لنگوٹ باندھ لو، پھر احرام باندھ لو۔

بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھی (احرام کی دو رکعات پڑھیں) پھر قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے۔ جب اونٹنی آپ ﷺ کو لے کر سیدھی ہوئی بیداء پر تو میں نے اپنے سامنے نگاہ دوڑائی حد نگاہ تک سوار اور پاپیادہ لوگ نظر آرہے تھے، آپ ﷺ کے دائیں اور بائیں دونوں طرف یہی صورتحال تھی۔ پیچھے بھی یہی صورت تھی۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے، قرآن آپ پر نازل ہو رہا تھا اور آپ ﷺ اس کے مطالب و مفاہیم خوب جانتے تھے، اور جو کام آپ ﷺ کرتے ہم بھی اس پر عمل کرتے تھے۔

آپ ﷺ نے توحید کے ساتھ تلبیہ کہا لبیک اللہم لبیک الخ، میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں، بے شک تمام تعریف اور نعمتیں تیری ہیں اور ملک تیرا ہی ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں"۔

لوگ بھی اسی طرح تلبیہ پکارتے رہے آپ ﷺ نے کسی کو اس سے منع نہیں کیا، پھر آپ ﷺ نے تلبیہ کو مستقل جاری رکھا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے صرف حج ہی کی نیت کی تھی۔ عمرہ کو ہم جانتے ہی نہ تھے (یعنی ہمارے ذہنوں میں ایام حج میں عمرہ کا کوئی تصور ہی نہ تھا) جب ہم بیت اللہ پر آئے آپ ﷺ کے ساتھ تو آپ ﷺ نے رکن (حجر اسود) کا استلام فرمایا تین (چکروں) میں رمل فرمایا (یعنی اکڑ کر سینہ تان کر چلے) جب کہ چار چکروں میں (عام طریقے سے) چلے۔ پھر (طواف سے فارغ ہوکر) مقام ابراہیم پر تشریف لائے اور یہ آیت پڑھی:

وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى! (تم مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالو) آپ ﷺ نے مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان کیا (یعنی اس طرح کھڑے ہوئے کہ مقام ابراہیم آپ ﷺ کے اور بیت اللہ کے درمیان میں ہوگیا) میرے والد (عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَلِعَامِنَا هَذَا أَمْ لِأَبَدٍ فَشَبَّكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَصَابِعَهُ وَاحِدَةً فِي الْأُخْرَى وَقَالَ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ مَرَّتَيْنِ لَا بَلْ لِأَبَدِ أَبَدٍ وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ بِبُدْنِ النَّبِيِّ ﷺ فَوَجَدَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مِمَّنْ حَلَّ وَلَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَاكْتَحَلَتْ فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ إِنَّ أَبِي أَمَرَنِي بِهَذَا قَالَ فَكَانَ عَلِيٌّ يَقُولُ بِالْعِرَاقِ فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مُحَرِّشًا عَلَى فَاطِمَةَ لِلَّذِي صَنَعَتْ مُسْتَفْتِيًا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فِيمَا ذَكَرَتْ عَنْهُ فَأَخْبَرْتُهُ أَنِّي أَنْكَرْتُ ذَلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَ صَدَقَتْ صَدَقَتْ مَاذَا قُلْتَ حِينَ فَرَضْتَ الْحَجَّ قَالَ قُلْتُ اللَّهُمَّ إِنِّي أُهِلُّ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُكَ

قَالَ فَإِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ فَلَا تَحِلُّ قَالَ فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِي قَدِمَ بِهِ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ وَالَّذِي أَتَى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ مِائَةً قَالَ فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوا إِلَّا النَّبِيَّ ﷺ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ تَوَجَّهُوا إِلَى مِنًى فَأَهَلُّوا بِالْحَجِّ وَرَكِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَلَّى بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ ثُمَّ مَكَثَ قَلِيلًا حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ مِنْ شَعَرٍ تُضْرَبُ لَهُ بِنَمِرَةَ فَسَارَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَلَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ إِلَّا أَنَّهُ وَاقِفٌ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَجَازَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى أَتَى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتَّى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهُ فَأَتَى بَطْنَ الْوَادِي فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ

فرمایا کرتے تھے اور میں نہیں سمجھتا کہ انہوں نے حضور ﷺ کے علاوہ کسی سے ذکر کیا ہوگا (یقیناً حضور ﷺ ہی سے نقل کیا) کہ آپ ﷺ نے (دو رکعات پڑھیں تو) ان میں قل ھو اللہ احد اور قل یا ایھا الکافرون پڑھیں۔

پھر آپ ﷺ دوبارہ حجر اسود کے پاس تشریف لائے، استلام کیا، پھر دروازہ سے صفا کی طرف نکل گئے، جب صفا سے قریب ہوئے تو یہ آیت پڑھی: إنّ الصفا والمروۃ من شعائر اللہ" (یعنی صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں اور شعائر میں سے ہیں) میں بھی وہیں سے شروع کرتا ہوں جس سے اللہ نے شروع کیا (مقصد یہ کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں میں سے پہلے صفا کا ذکر کیا ہے لہٰذا میں بھی صفا ہی سے شروع کرتا ہوں) چنانچہ آپ ﷺ نے صفا سے (سعی) شروع فرمائی اور اس پر اتنا چڑھ گئے کہ بیت اللہ کو دیکھ لیا۔ چنانچہ قبلہ رخ ہو کر اوّلاً اللہ کی توحید و کبریائی بیان فرمائی اور فرمایا: لاالٰہ إلاّ اللہ وحدہ، لاشریک لہ، لہ الملک ولہ، الحمد وھو علی کلّ شیءٍ قدیر۔ لاالٰہ إلاّ اللہ وحدہ، الخ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، جس نے اپنے بندے (محمد ﷺ) کی نصرت کی اور تمام (باطل) جماعتوں کو تنہا شکست دی۔ پھر آپ ﷺ نے اس درمیان دعا فرمائی اور یہی کلمات پہلی بار کی طرح تین بار ارشاد فرمائے۔ پھر مروہ کی طرف اترے، جب وادی کے درمیان میں آپ ﷺ کے قدم چلنے تو دوڑنے لگے۔ پھر جب چڑھائی پر آئے تو چلنے لگے یہاں تک کہ مروہ پر آگئے۔ مروہ پر بھی اسی طرح کیا جس طرح صفا پر کیا تھا (یعنی دعا وغیرہ) پھر جب آخری چکر پر مروہ پہنچے تو فرمایا: "اگر مجھے پہلے ہی علم ہوتا جو بعد میں علم میں آیا تو میں ھدی نہ ساتھ لاتا اور اس احرام (حج) کو عمرہ کا کر لیتا، لہٰذا تم میں سے جس کے پاس ھدی نہیں ہے وہ احرام کھول دے اور اس احرام کو عمرہ کا کرلے۔

یہ سن کر سراقہ بن جعشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! کیا یہ حکم ہمارے اسی سال کے ساتھ مخصوص ہے یا ہمیشہ کے لئے ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنی (دونوں ہاتھوں کی) انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسایا اور دوبارہ فرمایا: "عمرہ، حج میں داخل ہوگیا، نہیں بلکہ یہ

كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابَ اللّٰهِ وَأَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ قَالُوا نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَأَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ فَقَالَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَتَى الْمَوْقِفَ فَجَعَلَ بَطْنَ نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ إِلَى الصَّخَرَاتِ وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيلًا حَتّٰى غَابَ الْقُرْصُ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ خَلْفَهُ وَدَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ شَنَقَ لِلْقَصْوَاءِ الزِّمَامَ حَتّٰى إِنَّ رَأْسَهَا لَيُصِيبُ مَوْرِكَ رَحْلِهِ وَيَقُولُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى أَيُّهَا النَّاسُ السَّكِينَةَ السَّكِينَةَ كُلَّمَا أَتَى حَبْلًا مِنَ الْحِبَالِ أَرْخٰى لَهَا قَلِيلًا حَتّٰى تَصْعَدَ حَتّٰى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَتَيْنِ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا

ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے"۔ ❶

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یمن سے نبی اکرم ﷺ کے "بدنہ" (قربانی کے اونٹ) لے کر آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا کہ وہ بھی انہی لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے احرام کھول دیا تھا، فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے تھیں اور سرمہ بھی لگائے ہوئے تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر ناگواری کا اظہار کیا ان سے تو فرمانے لگیں:

"میرے والد (رسول اللہ ﷺ) نے مجھے اس کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عراق میں جب تھے تو فرماتے تھے کہ میں (حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ جواب سن کر) رسول اللہ ﷺ کے پاس فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر غصہ کرتا ہوا گیا اس بات کی وجہ سے جو انہوں نے کی تھی (احرام کھولنے کی) پوچھنے کو وہ بات جو انہوں نے مجھ سے ذکر کی (کہ حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا تو یہ معلوم کرنے کو کہ کیا آپ ﷺ ہی نے انہیں احرام کھولنے کا حکم فرمایا ہے؟) چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتلادیا کہ میں نے اس وجہ سے ان پر ناگواری کا اظہار کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے (فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے) سچ کہا اس نے سچ کہا۔ جب تم نے حج کی نیت کی تھی تو کیا کہا تھا؟ میں نے کہا کہ میں نے یہ نیت کی تھی: اے اللہ! میں اسی نیت سے تلبیہ کہتا ہوں جس نیت سے رسول اللہ ﷺ نے تلبیہ کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے ساتھ تو ہدی ہے (اس لئے میں تو حلال نہیں ہو سکتا اور چونکہ تم نے بھی اپنی نیت کو میری نیت کے تابع کردیا ہے) لہٰذا تم بھی حلال نہیں ہوگے۔

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ اونٹ جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن سے لے کر آئے تھے اور وہ اونٹ جو حضور علیہ السلام ساتھ لائے تھے مل کر سو ہوگئے تھے، پھر سب لوگ تو حلال ہوگئے اور انہوں نے "قصر" کرلیا، سوائے نبی اکرم ﷺ اور ان لوگوں کے جن کے پاس ہدی تھی۔

یوم الترویہ (یعنی ۸ ذی الحجہ) کو سب نے منیٰ کا رخ کیا اور حج کا احرام باندھا۔ رسول اللہ ﷺ بھی سوار ہوئے (اور منیٰ پہنچے) اور وہاں ظہر، عصر،

❶ مقصد یہ ہے کہ فسخ الحج الی العمرہ کی ہمیشہ کے لئے اجازت ہے۔

ثُمَّ اضْطَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ وَصَلَّى الْفَجْرَ حِينَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتَّى أَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَاهُ وَكَبَّرَهُ وَهَلَّلَهُ وَوَحَّدَهُ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتَّى أَسْفَرَ جِدًّا فَدَفَعَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ وَكَانَ رَجُلًا حَسَنَ الشَّعْرِ أَبْيَضَ وَسِيمًا فَلَمَّا دَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَرَّتْ بِهِ ظُعُنٌ يَجْرِينَ فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِنَّ فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ عَلَى وَجْهِ الْفَضْلِ فَحَوَّلَ الْفَضْلُ وَجْهَهُ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ يَنْظُرُ فَحَوَّلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ عَلَى وَجْهِ الْفَضْلِ يَصْرِفُ وَجْهَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ يَنْظُرُ حَتَّى أَتَى بَطْنَ مُحَسِّرٍ فَحَرَّكَ قَلِيلًا ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيقَ الْوُسْطَى الَّتِي تَخْرُجُ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرَى حَتَّى أَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا مِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ رَمَى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ ثَلَاثًا وَسِتِّينَ بِيَدِهِ ثُمَّ أَعْطَى عَلِيًّا فَنَحَرَ مَا غَبَرَ وَأَشْرَكَهُ فِي هَدْيِهِ ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَجُعِلَتْ فِي قِدْرٍ فَطُبِخَتْ فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَفَاضَ إِلَى الْبَيْتِ فَصَلَّى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ فَأَتَى بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَسْقُونَ عَلَى زَمْزَمَ

فَقَالَ انْزِعُوا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَوْلَا أَنْ يَغْلِبَكُمُ النَّاسُ عَلَى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ فَنَاوَلُوهُ دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ

مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھیں۔ (اگلے روز فجر کی نماز پڑھنے کے بعد) کچھ دیر مزید ٹھہرے رہے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا۔

پھر آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ بالوں کا بنا ہوا ایک قبہ (خیمہ) نمرہ (ایک مقام ہے میدانِ عرفات میں جہاں آج کل مسجد نمرہ ہے) میں لگا دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے، قریش کو اس بات میں کوئی شک نہیں تھا کہ آپ مشعر الحرام کے پاس ہی وقوف کریں گے (اس سے مراد وقوف عرفہ ہے) جیسے کہ جاہلیت میں قریش کیا کرتے تھے، لیکن رسول اللہ ﷺ اسے عبور کر کے عرفات تک آگئے، وہاں اترے اور جب آفتاب ڈھل گیا تو آپ ﷺ کے حکم پر قصواء (اونٹنی) کا کجاوہ کسا گیا، پھر آپ وادیٔ عرفات کے درمیان میں تشریف لائے اور لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"بے شک تمہارے خون اور اموال ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے آج کے دن کی حرمت، اس ماہ (ذی الحجہ) کی حرمت اور اس شہر (حرام) کی حرمت۔ خبردار! جاہلیت کا ہر کام میرے ان قدموں کے تلے روندا جا چکا، جاہلیت میں کئے گئے خون بھی ضائع اور بے کار ہو گئے، اور سب سے پہلا خون جو میں معاف کرتا ہوں وہ ربیعہ بن الحارث کا خون ہے جو بنو سعد میں رضاعت پا رہا تھا اور ہذیل نے اسے قتل کر دیا تھا، جاہلیت کا سود بھی ضائع کر دیا گیا۔ سب سے پہلا سود جو میں ختم کرتا ہوں اپنے خاندان کے سود میں وہ عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سود ہے کہ وہ سب کا سب ختم کر دیا گیا (یعنی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو سود دوسروں کے ذمہ تھا وہ سب معاف کر دیا گیا)۔

اللہ سے ڈرو خواتین کے بارے میں کہ تم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی امان اور پناہ سے لیا ہے (یعنی ان کی نگہداشت اور تحفظ یہ تمہاری ذمہ داری ہے) اور اللہ کے کلمہ کی بنیاد پر تم نے اپنے لئے ان کے ستر کو حلال کیا ہے، تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ تمہارے بستروں کو تمہارے ناپسندیدہ لوگوں سے بچائیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں تم مار سکتے ہو، ایسی مار جو تکلیف دہ نہ ہو، اور تمہارے اوپر ان کا حق یہ ہے کہ انہیں نان نفقہ، کپڑے دستور کے مطابق دیتے رہو، اور میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں

کہ اگر تم اسے مضبوطی سے تھامے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ وہ کتاب اللہ ہے، اور تم سے (آخرت میں) میرے بارے میں پوچھا جائے گا تو کیا کہو گے؟ سب نے عرض کیا: ہم یہ گواہی دیں گے کہ بے شک آپ نے (اللہ کا) پیغام پہنچادیا، رسالت کا حق ادا کردیا، اور امت کی خیرخواہی (کا حق ادا کردیا)۔ آپ ﷺ نے انگشتِ شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا اور لوگوں کی طرف جھکا کر اشارہ فرماتے ہوئے تین بار فرمایا: اے اللہ! گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا"۔ پھر اذان و اقامت ہوئی، آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی، پھر اقامت کہہ کر عصر کی نماز پڑھی، دونوں کے درمیان کچھ نہیں پڑھا (سنتیں وغیرہ) پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور "موقف" پر تشریف لائے (وہ مقام جہاں آپ ﷺ نے وقوف فرمایا) قصواء اونٹنی کا پیٹ چٹانوں کی طرف کردیا اور راہ گذر (پگڈنڈی) کو اپنے سامنے کرلیا اور قبلہ رخ ہو کر مسلسل کھڑے رہے یہاں تک کہ غروب آفتاب (قریب) ہوگیا زردی بھی تھوڑی تھوڑی جاتی رہی حتی کہ سورج کی ٹکیا غائب ہوگئی۔ آپ ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے اور قصواء پر اس کی مہار اتنی تنی ہوئی تھی کہ اس کا سر کجاوہ کی "مورک" سے لگ گیا تھا۔ اور آپ ﷺ ہاتھ کے اشارہ سے کہہ رہے تھے: اے لوگو! سکون سے رہو، سکون اختیار کرو، جب بھی کوئی ریت کا ٹیلا راہ میں آتا تو کچھ دیر کو مہار ڈھیلی چھوڑ دیتے، یہاں تک کہ وہ ٹیلہ پر چڑھ جاتی (اسی طرح سفر کرتے کرتے) آپ ﷺ مزدلفہ تشریف لائے، وہاں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھیں۔ دونوں کے درمیان کچھ تسبیح وغیرہ بھی نہیں پڑھی۔ پھر طلوع فجر تک رسول اللہ ﷺ نے آرام فرمایا، فجر کے وقت جب صبح خوب روشن ہوگئی تو نماز پڑھی اذان و اقامت کے ساتھ۔ اس کے بعد پھر قصواء (اونٹنی) پر سوار ہوئے، مشعر حرام آئے اور قبلہ رو ہو کر وہاں دعا، تکبیر و تہلیل و بیان توحید میں مشغول رہے، اور خوب اچھی طرح روشنی ہونے تک وہاں ٹھہرے رہے، بعد ازاں وہاں سے طلوع آفتاب سے قبل روانہ ہوئے تو فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھالیا، فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت خوب صورت

بالوں والے، گورے چٹے اور خوبرو مرد تھے، جب رسول اللہ ﷺ وہاں سے چلے تو وہاں سے اونٹوں پر سوار عورتوں کا ایک گروہ گزرا۔ فضل ان کی طرف دیکھنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک فضل کے چہرہ پر رکھ دیا (تاکہ نامحرم کو نہ دیکھیں) لیکن فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا اور دیکھنے لگے (انہی عورتوں کی طرف) رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ فضل کے چہرہ پر دوسری طرف سے کر دیا تو فضل منہ پھیر کر دوسری طرف دیکھنے لگے۔ [1]

یہاں تک کہ آپ ﷺ وادی محسر کے درمیان آگئے، تھوڑی دیر چلے پھر درمیانی راستہ پر گامزن ہو گئے جو جمرۂ کبریٰ (بڑے شیطان) کی طرف نکلتا تھا، جمرۂ کبریٰ پر آکر درخت کے پاس سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے تھے، ہر کنکری ٹھیکری کی مانند تھی۔ آپ ﷺ نے وادی کے درمیان سے رمی فرمائی۔ پھر قربان گاہ (منحر) کو لوٹے، جہاں اپنے دست مبارک سے ۶۳ اونٹ نحر (قربانی) فرمائے، باقی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائے تو بقیہ (۳۷) اونٹ انہوں نے قربان کئے۔ اور آپ ﷺ نے انہیں اپنی ہدی میں شریک کیا۔ پھر آپ ﷺ نے ہر اونٹ کا گوشت لینے کا حکم فرمایا چنانچہ ہر ایک کا گوشت کا ٹکڑا لیا گیا، ایک دیگ میں ڈال کر اسے پکایا گیا تو آپ ﷺ نے اس کا گوشت کھایا، شوربہ پیا، پھر رسول اللہ ﷺ (سواری پر) سوار ہوئے اور بیت اللہ جا کر طواف افاضہ (طواف زیارت) کیا۔ ظہر کی نماز مکہ مکرمہ میں پڑھی، پھر بنو عبد المطلب کے پاس آئے کہ وہ زمزم پر سقایہ کر رہے تھے (یعنی لوگوں کو زمزم پلا رہے تھے) آپ ﷺ نے فرمایا: اے بنو عبد المطلب! پانی کا ڈول بھر کر نکالو اور اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ تمہارے پلانے اور سقایہ پر ہجوم کر دیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ مل کر پانی نکالتا، چنانچہ انہوں نے ایک ڈول بھر کر نکالا تو آپ ﷺ نے اس میں سے نوش جاں فرمایا۔ [2]

---

[1] یہ نبی اکرم ﷺ کا ایک خاص طرز تعلیم تھا چونکہ فضل آپ کے ابن عم اور آپ سے بے تکلف تھے اس لئے آپ نے اپنے ہاتھ سے انہیں روک دیا لیکن نہ جھڑکا نہ ڈانٹا بلکہ شفقت اور بے تکلفی کا اظہار کرتے ہوئے عملاً انہیں روک دیا۔

[2] نبی مکرم ﷺ کے حجۃ الوداع کی کیفیت پر مشتمل یہ طویل حدیث بے شمار فوائد کو جامع ہے، متعدد مسائل کے شرعی احکام جو متعلق ہیں حج سے اس حدیث سے معلوم ہوتے ہیں حتیٰ کہ ابو بکرؒ بن منذر نے اس حدیث سے حاصل شدہ فوائد پر ایک کتاب لکھی ہے۔ ان میں سے چند ضروری فوائد و مسائل ذیل میں ذکر کئے جاتے ہیں: (جاری ہے)

۶۸۶۔۔۔وحَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ أَتَيْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَجَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ حَاتِمِ بْنِ إِسْمٰعِيلَ

۶۸۶۔۔۔۔ اس سند سے بھی سابقہ حدیث ہی کا مضمون منقول ہے اس اضافہ کے ساتھ کہ (جاہلیت کے زمانہ میں) عربوں میں دستور تھا کہ ایک شخص ابوسیارہ انہیں ایک ننگے گدھے پر بیٹھا مزدلفہ ہی سے لوٹا کر لے جاتا تھا (اور عرفات نہ جانے دیتا تھا) جب رسول اللہ ﷺ مزدلفہ کو

(گذشتہ سے پیوستہ)

پہلا فائدہ تو یہ حاصل ہوا کہ اہل بیت کرام کی تعظیم و تکریم ضروری ہے۔ حضرت جابرؓ نے حسین بن علیؓ کے پوتے کی بھی تعظیم کی ان کے سر پر دست شفقت پھیرا۔

دوسرا فائدہ یہ کہ اپنے ملاقاتیوں اور ملنے والوں سے محبت اور تکریم سے پیش آنا اور ان سے کسی قدر بے تکلف ہو تاکہ وہ کوئی بات بلا جھجک پوچھ سکیں جیسے حضرت جابرؓ نے محمدؒ بن علی کے ساتھ کیا۔

تیسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ اعمیٰ (نابینا) کی امامت جائز ہے۔ کہ جابرؓ نابینا تھے انہوں نے امامت کی۔ اور امام ابو حنیفہؒ کا یہی مسلک ہے۔ الا یہ کہ اگر نابینا کے بارے میں یہ معلوم ہوا کہ وہ عدم بصارت کی بناء پر حصول پاکیزگی میں غفلت یالا پروائی برتتا ہے تو پھر اس کی امامت مکروہ ہے۔

چوتھا فائدہ یہ کہ حائضہ عورت کے لئے یا نفاس والی خاتون کے لئے احرام باندھنے سے قبل غسل کرنا مستحب ہے۔

پانچویں یہ کہ رکعتیں عندالاحرام یعنی احرام باندھتے وقت دو رکعات پڑھنا مستحب ہے۔ اکثر علماء کا یہی مسلک ہے۔

ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ جو بات حضور اقدس ﷺ کی لائی ہوئی ہے اور آپ کا اس پر عمل ہے اسی کو اختیار کرنا ضروری ہے کہ دین درحقیقت وہی ہے کیونکہ جابرؓ نے فرمایا کہ آپؐ پر قرآن نازل ہوتا تھا اور آپ اس کے معنی و مطالب خوب بہتر جانتے تھے۔ لہٰذا آپ کی تعلیمات کے برخلاف کوئی شخص اگر خالص عقل کی بنیاد پر یا اپنی رائے سے کوئی بات لائے گا تو وہ ہرگز قابل قبول نہیں۔

رمل کے معنی اکڑ کر چلنا ہر وہ طواف جس کے بعد سعی ہو اس کے ابتدائی تین چکروں میں اکڑ کر چلنا یعنی رمل کرنا مسنون ہے' اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے طواف فرمایا تھا تو کفار پر اپنی طاقت و قوت کا اظہار کرنے کے لئے اکڑ کر چلے تھے لہٰذا یہ عمل مسنون قرار دیا گیا۔

اس حدیث میں نبی علیہ السلام کے خطبہ کا بھی ذکر ہے۔ یہاں اس خطبہ کی چند باتیں مذکور ہیں پورا خطبہ احادیث کی دوسری کتب میں مذکور ہے۔ یہ خطبہ حجۃ الوداع درحقیقت ایک مسلمان کو اس کی پوری زندگی کا نظام حیات عطا کرتا ہے۔ اس میں پہلی بات تو یہ فرمائی کہ تمہارے خون' اموال اور عزت و آبرو ایک دوسرے پر حرام کردی گئیں' جس طرح کہ اس دن (یوم عرفہ) کی حرمت' اس شہر (مکہ مکرمہ) کی حرمت اور اس ماہ ذی الحجہ کی حرمت ہے۔ چونکہ اہل عرب میں باہمی لڑائیاں اور معمولی باتوں پر ایک دوسرے کی جان لے لینا' مال لوٹ لینا' عزت و آبرو پر حملہ کردینا کوئی بڑی بات نہ تھی اسلام نے آکر اسے روکا تھا لیکن اس موقع پر حضور علیہ السلام نے انہیں وضاحت سے بتلادیا کہ یہ سب تمہارے لئے حرام ہے۔ ان کے نزدیک شہر حرام (مکہ کی بھی بڑی حرمت تھی' اسی طرح اشہر حج کی اور عرفہ کے دن کی بھی بے حد حرمت مسلّم تھی لہٰذا آپؐ نے فرمایا کہ جس طرح تم ان کا احترام کرتے ہو اسی طرح مسلمان کی جان' مال اور عزت و آبرو کا احترام بھی تمہارے اوپر فرض ہے۔

اور فرمایا کہ "جاہلیت کی ہر بات اور ہر طریقہ میرے قدموں تلے روند اگیا اب جاہلی رسوم و رواج کا زمانہ ختم ہوگیا۔ جس سے مراد یہ ہے کہ جاہلیت کی جتنی باتیں اس عرب معاشرہ میں رائج تھیں اور اسلام کے احکامات کے خلاف تھیں سب منع کردی گئیں' مثلاً غیر انسانی معاشرت' غیر اخلاقی عادتیں' ظالمانہ لین دین وغیرہ۔

اسی خطبہ میں آپ نے خواتین کے حقوق سے متعلق بے حد اہم باتیں بیان فرمائیں چونکہ اسلام سے قبل خواتین کو عرب معاشرہ میں ایک "معاشرتی جانور" سے زیادہ اہمیت نہ تھی اور حضور علیہ السلام نے خود دیکھا تھا کہ کس طرح ان کے یہاں عورت۔۔۔۔۔۔ (جاری ہے)

وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ وَكَانَتِ الْعَرَبُ يَدْفَعُ بِهِمْ أَبُو سَيَّارَةَ عَلَى حِمَارٍ عُرْيٍ فَلَمَّا أَجَازَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ بِالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ لَمْ تَشُكَّ قُرَيْشٌ أَنَّهُ سَيَقْتَصِرُ عَلَيْهِ وَيَكُونُ مَنْزِلُهُ ثَمَّ فَأَجَازَ وَلَمْ يَعْرِضْ لَهُ حَتَّى أَتَى عَرَفَاتٍ فَنَزَلَ

عبور کر کے آگے بڑھے مشعر حرام کی طرف تو قریش کو یقین تھا کہ آپ ﷺ کی منزل مشعر حرام ہی ہے۔ آپ ﷺ اس سے آگے نہ بڑھیں گے لیکن آپ ﷺ مشعر حرام سے بھی آگے بڑھ گئے اور ان کے اس یقین سے کوئی تعرض نہ کیا اور عرفات پہنچ کر سواری سے نزول فرمایا۔

۶۸۷ ..... حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَابِرٍ فِي حَدِيثِهِ ذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَحَرْتُ هَاهُنَا وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ فَانْحَرُوا فِي رِحَالِكُمْ وَوَقَفْتُ هَاهُنَا وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَوَقَفْتُ هَاهُنَا وَجَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ

۶۸۷ ..... اس سند سے بھی یہی حدیث کا مضمون مروی ہے اس روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے یہاں پر قربانی کی ہے اور پورا منیٰ قربان گاہ ہے (یعنی پورے منیٰ میں کہیں بھی قربانی ہو سکتی ہے) لہٰذا اپنے اپنے پڑاؤ میں قربانی کرو، اور میں نے تو اس جگہ (جبلِ رحمت کے دامن میں) وقوف کیا ہے لیکن پورا عرفات وقوف کی جگہ ہے (کہیں بھی کر سکتے ہو) اس طرح میں نے (مشعر حرام پر مزدلفہ میں) وقوف کیا لیکن پورا مزدلفہ وقوف کی جگہ ہے۔

۶۸۸ ..... وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ

۶۸۸ ..... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو حجر اسود کے پاس آ کر اس کا استلام فرمایا پھر اپنی داہیں طرف کو چلے (طواف کا آغاز فرمایا) تین چکر میں رمل

(گذشتہ سے پیوستہ) ..... کے حقوق کی پامالی اور غیر انسانی مظالم اس پر ہو رہے ہیں لہٰذا آپ ﷺ نے خصوصیت کے ساتھ انھیں اپنی عورتوں کے متعلق بہترین رویہ اختیار کرنے، ان کے حقوق کی پاسداری کرنے اور انھیں معاشرہ میں باعزت مقام عطا کرنے کی نہایت تاکید فرمائی۔

اس کے علاوہ مسلمانوں کی اجتماعی اخروی فلاح کے لئے ایک تیر بہدف اور مکمل نسخہ بتلادیا کہ اگر تم ہدایت پر رہنا چاہتے ہو تو اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے تھامے رکھو، گمراہی و ضلالت سے بچنا چاہتے ہو تو قرآن کی رسی کو تھام کر چلو جس میں شعبہ ہائے حیات کے ہر پہلو سے متعلق تعلیمات ہیں۔

ایک مسئلہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفہ کے دن آپ ﷺ نے ظہر و عصر ملا کر پڑھی اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ یوم عرفہ میں حجاج کے لئے ظہر و عصر ملا کر پڑھنا ضروری ہے۔ البتہ اس کے سبب میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس جمع کا سبب "حج و نسک" ہے جب کہ شوافع کے نزدیک اس کا سبب "سفر" ہے۔

امام ابو حنیفہ کے نزدیک عرفات میں ظہر و عصر کے جمع کرنے کے لئے چھ شرائط ہیں: ۱۔ حج کا احرام ہو ۲۔ ظہر کو پہلے اور عصر کو بعد میں پڑھا جائے ۳۔ یوم عرفہ ہو زوال کے بعد کا وقت ہو ۴۔ وادی عرفات ہو ۵۔ دونوں نمازیں باجماعت ہوں ۶۔ امام اعظم ہو یا اس کا نائب ہو جب کہ دیگر ائمہ کے نزدیک صرف پہلی چار شرائط ضروری ہیں آخری دو نہیں۔ اور یہ دونوں نمازیں ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ ہوں گی۔

یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ عرفات میں بعد نماز عصر وقوف یعنی کھڑے رہنا غروب تک افضل ہے۔

یہ حدیث سینکڑوں مسائل اور فوائد پر مشتمل ہے جن کی تصریح و وضاحت کا یہ موقع نہیں کتب فقہ میں اس کی تفصیلات دیکھی جا سکتی ہیں۔

ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ مَشَى عَلَى يَمِينِهِ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا

(اکڑ کر چلنا) فرمایا اور چار میں معمول کی رفتار پر چلے۔

۶۸۹...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِينَهَا يَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَكَانُوا يُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُونَ بِعَرَفَةَ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ ﷺ أَنْ يَأْتِيَ عَرَفَاتٍ فَيَقِفَ بِهَا ثُمَّ يُفِيضَ مِنْهَا فَذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ "ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ"

۶۸۹...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ قریش اور ان کے دین پر چلنے والوں کا طریقہ یہ تھا کہ مزدلفہ میں وقوف کرتے تھے (عرفات نہ جاتے تھے) اور ان کا نام حُمس رکھا جاتا تھا، جب کہ تمام قبائلِ عرب عرفات میں وقوف کرتے تھے۔

جب اسلام کا ظہور ہوا تو اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم فرمایا کہ عرفات میں آئیں اور وہاں وقوف فرمائیں۔ پھر وہاں سے (وقوف سے فارغ ہو کر غروب آفتاب کے بعد) لوٹیں (مشعر حرام کی طرف) چنانچہ اللہ عزوجل کے ارشاد "ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ الآية" کا یہی مطلب ہے کہ "تم لوٹو اس جگہ جہاں سے سب لوگ یعنی دوسرے قبائل عرب لوٹتے ہیں۔[1]

۶۹۰...... وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَتِ الْعَرَبُ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرَاةً إِلَّا الْحُمْسَ وَالْحُمْسُ قُرَيْشٌ وَمَا وَلَدَتْ كَانُوا يَطُوفُونَ عُرَاةً إِلَّا أَنْ تُعْطِيَهُمُ الْحُمْسُ ثِيَابًا فَيُعْطِي الرِّجَالُ الرِّجَالَ وَالنِّسَاءُ النِّسَاءَ وَكَانَتِ الْحُمْسُ لَا يَخْرُجُونَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ وَكَانَ النَّاسُ كُلُّهُمْ يَبْلُغُونَ عَرَفَاتٍ

۶۹۰...... ہشام اپنے والد (عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: اہلِ عرب بیت اللہ کا طواف برہنہ ہو کر کرتے تھے، سوائے حُمس کے اور حُمس سے مراد قریش اور ان کی اولادیں تھیں چنانچہ لوگ برہنہ طواف کیا کرتے تھے سوائے ان کے جنہیں حُمس کپڑے دے دیا کرتے تھے تو مرد مردوں کو اور عورتیں عورتوں کو کپڑے دیا کرتی تھیں۔

اور حُمس مزدلفہ سے نہ نکلتے تھے جب کہ تمام لوگ عرفات تک پہنچتے تھے۔

قَالَ هِشَامٌ فَحَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتِ الْحُمْسُ هُمُ الَّذِينَ أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِمْ "ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ" قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يُفِيضُونَ مِنْ عَرَفَاتٍ وَكَانَ الْحُمْسُ يُفِيضُونَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ يَقُولُونَ لَا نُفِيضُ إِلَّا مِنَ

ہشامؒ کہتے ہیں کہ میرے والد نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حُمس وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے آیت نازل فرمائی: ثُمَّ أَفِيضُوا الخ۔ لوگ عرفات سے واپس ہوتے تھے جب کہ حُمس مزدلفہ ہی سے واپس ہو جاتے تھے کہتے تھے کہ ہم حرم سے باہر نہ نکلیں گے لیکن پھر جب یہ آیت (افیضوا من

---

[1] قریش کی عادت تھی کہ جب حج کے لئے آئے تو عرفات کے بجائے مزدلفہ میں وقوف کرتے جب کہ دوسرے تمام عرب قبائل عرفات میں وقوف کرتے تھے۔ اور وجہ اس کی یہ تھی کہ قریش کہتے تھے ہم اہلِ حرم ہیں اور ہم حرم کی حدود سے باہر نہ نکلیں گے کیونکہ مزدلفہ حرم میں ہے اور عرفات خارج حرم ہے اس لئے وہ مزدلفہ میں وقوف کرتے تھے اور اسی بناء پر اہلِ عرب قریش کو حُمس کہتے تھے یعنی متشدد اور سختی کرنے والے۔ اسلام نے آکر اس روایت کو توڑا اور حضور علیہ السلام نے عرفات میں وقوف فرمایا۔

الْحَرَمِ فَلَمَّا نَزَلَتْ "أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ" رَجَعُوا إِلَى عَرَفَاتٍ

حیث افاض الناس) نازل ہوگئی تو وہ عرفات ہی تک لوٹ آئے۔

۶۹۱..... و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ أَضْلَلْتُ بَعِيرًا لِي فَذَهَبْتُ أَطْلُبُهُ يَوْمَ عَرَفَةَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَاقِفًا مَعَ النَّاسِ بِعَرَفَةَ فَقُلْتُ وَاللهِ إِنَّ هَذَا لَمِنَ الْحُمْسِ فَمَا شَأْنُهُ هَاهُنَا وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تُعَدُّ مِنَ الْحُمْسِ

۶۹۱ ..... محمدؒ بن جبیرؒ بن مطعم اپنے والد (حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں اپنے ایک اونٹ کی جستجو میں گم کر بیٹھا تھا تلاش میں عرفہ کے دن نکلا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو لوگوں کے ساتھ دیکھا کہ عرفہ میں وقوف فرمارہے ہیں۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! یہ تو حُمس والے ہیں (کیونکہ حضور ﷺ بھی قریش میں سے تھے) ان کو کیا ہوا کہ یہاں آگئے۔ جب کہ قریش حُمس میں سے شمار ہوتے تھے۔

باب-۸۹ باب جواز تعليق الاحرام وهو ان يحرم باحرام كاحرام فلان فيصير محرما باحرام مثل احرام فلان في نسخ التحلل من الإحرام والأمر بالتمام

احرام میں یہ نیت کرنا کہ "جو فلاں کا احرام ہے وہی میرا بھی" جائز ہے

۶۹۲..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُنِيخٌ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ لِي أَحَجَجْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ بِمَ أَهْلَلْتَ قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فَقَدْ أَحْسَنْتَ طُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَحِلَّ قَالَ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ بَنِي قَيْسٍ فَفَلَتْ رَأْسِي ثُمَّ أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ قَالَ فَكُنْتُ أُفْتِي بِهِ النَّاسَ حَتَّى كَانَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ رُوَيْدَكَ بَعْضَ فُتْيَاكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي النُّسُكِ بَعْدَكَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كُنَّا أَفْتَيْنَاهُ فُتْيَا فَلْيَتَّئِدْ فَإِنَّ أَمِيرَ

۶۹۲ ..... ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس وادیٔ بطحا (مکہ) میں آیا تو آپ اونٹ بٹھائے تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کیا تو نے حج کی نیت کرلی؟ میں نے کہا جی ہاں! فرمایا: تم نے کیا نیت کی تھی؟ (احرام باندھتے وقت) میں نے کہا کہ میں نے یہ نیت کی لبیك بالإ هلال کإ هلال النبی ﷺ یعنی جو نیت نبی ﷺ کی وہی میری بھی (میں بھی اسی نیت سے تلبیہ کہتا ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا: بہت اچھے۔ بیت اللہ کا طواف کرو، صفا مروہ کے چکر لگاؤ، اور پھر حلال ہو جاؤ۔ چنانچہ میں نے بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کی۔ اور بنی قیس کی ایک عورت کے پاس آیا اس نے میرے سر کی جوئیں نکال دیں۔ پھر (یوم الترویہ ۸ ذی الحجہ) کو میں نے حج کی نیت کی۔ چنانچہ میں لوگوں کو بھی یہی فتویٰ دیا کرتا تھا کہ (بغیر ھدی کے جو مکہ آئے وہ عمرہ کرکے احرام کھول ڈالے پھر (۸ ذی الحجہ کو) دوبارہ حج کا احرام باندھے، یہاں تک کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا تو ایک شخص نے مجھ سے کہا اے ابو موسیٰ یا کہا کہ اے عبد اللہ بن قیس! اپنے بعض فتووں سے ذرا

الْمُؤْمِنِيْنَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فَبِهِ فَأْتَمُّوْا قَالَ فَقَدِمَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنْ نَأْخُذْ بِكِتَابِ اللهِ فَإِنَّ كِتَابَ اللهِ يَأْمُرُ بِالتَّمَامِ وَإِنْ نَأْخُذْ بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى بَلَغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ

رک جاؤ کیونکہ تمہیں نہیں معلوم کہ امیر المؤمنین نے مناسکِ حج کے بارے میں ایک نئی بات کہی ہے تمہارے بعد۔ چنانچہ میں نے لوگوں سے کہہ دیا کہ اے لوگو! جنہیں میں نے فتویٰ دیا ہے (احرام کھولنے کا) وہ ذرا ٹھہر جائیں کیونکہ امیر المؤمنین تمہارے پاس آنے والے ہیں، لہٰذا جو وہ کہیں انہی کی اقتدا کرو۔

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو میں نے ان سے یہ بات ذکر کی تو انہوں نے فرمایا:

"اگر ہم اللہ کی کتاب پر چلیں تو وہ ہمیں حج و عمرہ کی تکمیل کا حکم دیتی ہے واتموا الحج والعمرة لله اور اگر ہم اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کو لیں تو رسول اللہ ﷺ کا عمل تو یہ ہے کہ آپ ﷺ اس وقت تک حلال نہیں ہوئے جب تک کہ ھدی اپنے مقام پر نہ پہنچ گئی۔ ❶

۶۹۳ وحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۶۹۳ ... حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ اسی طرح یہ حدیث نقل کی گئی ہے۔

۶۹۴..... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُنِيْخٌ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ بِمَ أَهْلَلْتَ قَالَ قُلْتُ أَهْلَلْتُ بِإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ

۶۹۴ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ بطحاء میں اونٹ کو بٹھائے تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے کیا نیت کی؟ میں نے عرض کیا میں نے وہی نیت کی جو اللہ کے نبی ﷺ نے کی ہے؟ فرمایا: تو کیا تم ہدی لائے ہو؟ میں نے عرض کیا نہیں! فرمایا کہ اچھا تو پھر بیت اللہ کا طواف اور صفا

---

❶ فائدہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس کلام سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ آپ فسخ الحج إلى العمرة کا انکار کر رہے تھے۔ لیکن قاضی عیاض مالکیؒ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ کا تمتع سے روکنا بسبب انکار کے نہ تھا بلکہ یہ آپ کو اس وجہ سے پسند نہ تھا جیسے آگے حدیث میں ذکر کیا ہے کہ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ لوگ عورتوں سے جماع کریں درختوں کے سائے میں اور پھر تمتع کو احرام باندھ کر حج کے لئے نکلیں تو ان کے سروں سے پانی ٹپک رہا ہو۔ لہٰذا تمتع یا فسخ الحج إلى العمرہ کو حضرت عمرؓ بھی مشروع جانتے تھے لیکن بایں وجہ پسند نہ فرماتے تھے جیسے کہ آپؓ نے فرمایا: قد علمت ان النبي قد فعله .... الخ، لیکن اس پر اشکال ہوتا ہے کہ جب ایک عمل کو حضور علیہ السلام نے کیا ہے تو حضرت عمرؓ محض اپنے رائے سے کیسے اس سے منع کرتے تھے؟ علامہ عثمانیؒ صاحب اعلاء السنن نے اس کا جواب دیا ہے کہ اصل میں حضرت عمرؓ تمتع اصطلاحی سے منع نہ فرماتے تھے بلکہ "فسخ الحج إلى العمرة" سے منع فرماتے تھے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ جاہلیت میں عربوں میں یہ عقیدہ تھا کہ ایام حج میں عمرہ نہیں کر سکتے۔ نبی ﷺ نے اس کی تردید کرتے ہوئے حکم فرمایا کہ جو ھدی ساتھ نہیں لایا وہ عمرہ کر لے۔ لیکن یہ صرف صحابہ کرامؓ کے ساتھ صرف اسی سال کے لئے خاص تھی۔ لیکن بعض لوگ یہ سمجھتے تھے کہ سب کے لئے ہمیشہ جائز ہے چنانچہ حضرت عمرؓ اس سے منع فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ سب کے لئے جائز نہیں بلکہ مخصوص تھا صحابہ کرامؓ کے ساتھ اسی سال۔ واللہ اعلم (درس ترمذی ۹۷ ص ۸۰ ج ۳)

قَالَ هَلْ سُقْتَ مِنْ هَدْيٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَوْمِي فَمَشَطَتْنِي وَغَسَلَتْ رَأْسِي فَكُنْتُ أُفْتِي النَّاسَ بِذَلِكَ فِي إِمَارَةِ أَبِي بَكْرٍ وَإِمَارَةِ عُمَرَ فَإِنِّي لَقَائِمٌ بِالْمَوْسِمِ إِذْ جَاءَنِي رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي شَأْنِ النُّسُكِ فَقُلْتُ أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كُنَّا أَفْتَيْنَاهُ بِشَيْءٍ فَلْيَتَّئِدْ فَهَذَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فَبِهِ فَأْتَمُّوا فَلَمَّا قَدِمَ قُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا هَذَا الَّذِي أَحْدَثْتَ فِي شَأْنِ النُّسُكِ

قَالَ إِنْ نَأْخُذْ بِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ "وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ" وَإِنْ نَأْخُذْ بِسُنَّةِ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى نَحَرَ الْهَدْيَ

مروہ کی سعی کر کے حلال ہو جاؤ۔ چنانچہ میں نے بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کی۔ پھر اپنی قوم کی ایک عورت کے پاس آیا اس نے میرے سر میں کنگھا کر دیا اور میرا سر دھو دیا۔ چنانچہ میں لوگوں کو اس کے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ادوار میں یہی فتویٰ دیا کرتا تھا کہ (جو لوگ ہدی کا جانور ساتھ نہ لائے ہوں وہ عمرہ کر کے احرام کھول دیں اور یوم الترویہ کو دوبارہ احرام باندھیں حج کا) تو میں حج کے موسم میں کھڑا ہوا تھا تو ایک آدمی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ نہیں جانتے کہ حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کے احکام کے بارے میں کیا حکم فرمایا ہے میں نے کہا اے لوگو! جن کو میں نے کسی چیز کے بارے میں فتویٰ دیا ہے وہ لوگ باز رہیں کیونکہ امیر المؤمنین تمہاری طرح آنے والے ہیں تم انہیں کی اقتداء کرو۔ پھر جب حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ آپ نے حج کے بارے میں کیا حکم نافذ کیا ہے؟ حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا کہ اگر ہم اللہ کی کتاب پر چلیں تو وہ ہم کو حج و عمرہ کی تکمیل کا حکم دیتی ہے واتموا الحج و العمرۃ للّٰہ اور اگر ہم سنت رسول اللہ ﷺ کو لیں تو رسول اللہ ﷺ کا عمل یہ ہے کہ آپ ﷺ حلال نہیں ہوئے جب تک کہ آپ ﷺ نے قربانی کو نحر نہیں فرمالیا۔

٦٩٥ وَحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَيْسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعَثَنِي إِلَى الْيَمَنِ قَالَ فَوَافَقْتُهُ فِي الْعَامِ الَّذِي حَجَّ فِيهِ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا أَبَا مُوسَى كَيْفَ قُلْتَ حِينَ أَحْرَمْتَ قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ إِهْلَالًا كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ هَلْ سُقْتَ هَدْيًا فَقُلْتُ لَا قَالَ فَانْطَلِقْ فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَحِلَّ ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ

۶۹۵ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اس میں یہ ہے کہ حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا:

"مجھے نبی کریم ﷺ نے یمن بھیجا تھا (وہاں کا حاکم بنا کر) میں وہاں سے اس سال واپس آیا جس سال آپ ﷺ نے حج کا ارادہ فرمایا"۔ تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو موسیٰ! تو نے کیا کہا تھا؟ جس وقت تو نے احرام باندھا؟ حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا تھا کہ میں نبی کریم ﷺ کی طرح تلبیہ پڑھتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو ہدی لایا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا پھر تو چل اور بیت اللہ کا طواف کر، صفا مروہ کے درمیان سعی کر پھر حلال ہو جا (پھر آگے شعبہ اور سفیان کی روایت کی طرح مضمون بیان کیا)

٦٩٦ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ

۶۹۶ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ تمتع کا

ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّهُ كَانَ يُفْتِي بِالْمُتْعَةِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ رُوَيْدَكَ بِبَعْضِ فُتْيَاكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي النُّسُكِ بَعْدُ حَتَّى لَقِيَهُ بَعْدُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ فَعَلَهُ وَأَصْحَابُهُ وَلَكِنْ كَرِهْتُ أَنْ يَظَلُّوا مُعْرِسِينَ بِهِنَّ فِي الْأَرَاكِ ثُمَّ يَرُوحُونَ فِي الْحَجِّ تَقْطُرُ رُءُوسُهُمْ

فتویٰ دیا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا ذرا ٹھہر جاؤ۔ کیونکہ تم کو نہیں معلوم امیر المومنین نے تمہارے بعد مناسک میں کیا نئی بات کی ہے حتیٰ کہ ان سے ملاقات کرلو تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں پوچھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایسا کیا ہے۔ لیکن مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ لوگ پیلو کے درختوں کے سائے میں اپنی عورتوں کے ساتھ شب بسری کریں اور پھر حج کو جائیں اس حال میں کہ ان کے سر ٹپک رہے ہوں پانی سے (جماع کرکے صبح غسل کریں اور فوراً ہی حج کیلئے نکل کھڑے ہوں یہ بات مجھے ناپسند ہے۔

باب—۹۰

باب جواز التمتع
تمتع کے جواز کا بیان

۶۹۷...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَقِيقٍ كَانَ عُثْمَانُ يَنْهَى عَنِ الْمُتْعَةِ وَكَانَ عَلِيٌّ يَأْمُرُ بِهَا فَقَالَ عُثْمَانُ لِعَلِيٍّ كَلِمَةً ثُمَّ قَالَ عَلِيٌّ لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّا قَدْ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَجَلْ وَلَكِنَّا كُنَّا خَائِفِينَ

۶۹۷...... حضرت عبد اللہ بن شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمتع سے منع فرماتے تھے جبکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمتع کا حکم فرمایا کرتے تھے۔
حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک بات کہی (جس کا علم راوی کو نہ ہوسکا) جواب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ جانتے ہیں ہم نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تمتع کیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہاں ٹھیک ہے لیکن اس وقت ہم خوف میں ہوتے تھے۔

۶۹۸...... وحَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۶۹۸...... حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ ہی کی طرح مضمون منقول ہے۔

۶۹۹...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ اجْتَمَعَ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِعُسْفَانَ فَكَانَ عُثْمَانُ يَنْهَى عَنِ الْمُتْعَةِ أَوِ الْعُمْرَةِ فَقَالَ عَلِيٌّ مَا تُرِيدُ إِلَى

۶۹۹...... حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں "عسفان" کے مقام پر جمع ہوئے۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمتع سے ایام حج میں عمرہ سے منع فرماتے تھے۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا: آپ ایک ایسے معاملہ کے متعلق جو آنحضرت ﷺ نے کیا ہے اسے منع کرنا چاہتے ہیں؟ عثمان

أمر فعله رسول الله ﷺ تنهى عنه فقال عثمان دعنا منك فقال إني لا أستطيع أن أدعك فلما أن رأى علي ذلك أهل بهما جميعا

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں تم چھوڑ دو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تو آپ کو چھوڑ نہیں سکتا۔ اس کے بعد جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھا تو حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھا۔ (یعنی قران کا احرام باندھا)۔

۷۰۰ و حدثنا سعيد بن منصور وأبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب قالوا حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن إبراهيم التيمي عن أبيه عن أبي ذر رضي الله عنه

قال كانت المتعة في الحج لأصحاب محمد ﷺ خاصة

۷۰۰..... صحابی رسول حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حج کے دوران تمتع محمد ﷺ کے صحابہ کے ساتھ خاص تھا۔

۷۰۱..... و حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا عبد الرحمن بن مهدي عن سفيان عن عياش العامري عن إبراهيم التيمي عن أبيه عن أبي ذر رضي الله عنه قال كانت لنا رخصة يعني المتعة في الحج

۷۰۱ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے حج میں تمتع کی رخصت تھی۔

۷۰۲ و حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا جرير عن فضيل عن زبيد عن إبراهيم التيمي عن أبيه قال قال أبو ذر رضي الله عنه لا تصلح المتعتان إلا لنا خاصة يعني متعة النساء ومتعة الحج

۷۰۲.... حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دو تمتع کسی کیلئے جائز نہیں تھے سوائے ہمارے یعنی عورتوں سے متعہ کرنا اور حج میں تمتع کرنا۔

۷۰۳ حدثنا قتيبة حدثنا جرير عن بيان عن عبد الرحمن بن أبي الشعثاء قال أتيت إبراهيم النخعي وإبراهيم التيمي فقلت إني أهم أن أجمع العمرة والحج العام فقال إبراهيم النخعي لكن أبوك لم يكن ليهم بذلك

قال قتيبة حدثنا جرير عن بيان عن إبراهيم التيمي عن أبيه أنه مر بأبي ذر رضي الله عنه بالربذة فذكر له ذلك فقال إنما كانت لنا خاصة دونكم

۷۰۳..... حضرت ابوعبدالرحمٰن بن ابی الشعثاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ابراہیم النخعی اور ابراہیم التیمی کے پاس آیا اور ان سے کہا میں نے اس حج و عمرہ دونوں کو جمع کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ ابراہیم النخعی نے کہا کہ لیکن تمہارے والد نے تو کبھی ایسا ارادہ نہیں کیا۔

قتیبہ کہتے ہیں کہ جریر نے ہم سے بیان عن ابراہیم التیمی عن ابیہ کے حوالہ سے بیان کیا کہ وہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے ربذہ کے مقام پر گزرے تو ان سے اس بات یعنی حج و عمرہ کے جمع کرنے کے بارے میں ان سے سوال کیا انہوں نے فرمایا کہ وہ تو ہمارے لئے خاص تھا تمہارے لئے نہیں۔

۷۰۴ وحدثنا سعيد بن منصور وابن أبي عمر

۷۰۴..... مروان بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سلیمان التیمی

جميعا عن الفزاري قال سعيد حدثنا مروان بن معاوية أخبرنا سليمان التيمي عن غنيم بن قيس قال سألت سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه عن المتعة فقال فعلناها وهذا يومئذ كافر بالعرش يعني بيوت مكة

نے غُنیم بن قیس کے حوالہ سے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے (غنیم نے) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تمتع کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: ہم نے تو ایسا کیا ہے جب کہ اس دن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ کے گھروں میں تھے حالت کفر پر (یعنی ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے)۔

٧٠٥ ... وحدثناه أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا يحيى بن سعيد عن سليمان التيمي بهذا الإسناد وقال في روايته يعني معاوية

٧٠٥ حضرت سلیمان تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث منقول ہے اور ایک روایت میں انہوں نے فرمایا یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

٧٠٦ ... وحدثني عمرو الناقد حدثنا أبو أحمد الزبيري حدثنا سفيان ح و حدثني محمد بن أبي خلف حدثنا روح بن عبادة حدثنا شعبة جميعا عن سليمان التيمي بهذا الإسناد مثل حديثهما وفي حديث سفيان المتعة في الحج

٧٠٦ ... حضرت سلیمان تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طریق کے ساتھ سابقہ دونوں حدیثوں کی طرح مضمون منقول ہے اور سفیان کی حدیث میں حج میں تمتع کے الفاظ ہیں۔

٧٠٧ ... وحدثنا زهير بن حرب حدثنا إسمعيل بن إبراهيم حدثنا الجريري عن أبي العلاء عن مطرف قال قال لي عمران بن حصين إني لأحدثك بالحديث اليوم ينفعك الله به بعد اليوم واعلم أن رسول الله ﷺ قد أعمر طائفة من أهله في العشر فلم تنزل آية تنسخ ذلك ولم ينه عنه حتى مضى لوجهه ارتأى كل امرئ بعد ما شاء أن يرتئي

٧٠٧ ... حضرت مطرف کہتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے ایک روز فرمایا کہ میں آج تم سے ایک ایسی حدیث بیان کروں گا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آج کے بعد بھی اس سے نفع دے۔ جان لو کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر والوں کی ایک جماعت کو عشرہ ذی الحج میں عمرہ کروایا۔ پھر کوئی آیت اس کے منسوخ ہونے کے بارے میں نازل نہیں ہوئی نہ ہی آپ ﷺ نے ﷺ سے منع فرمایا یہاں تک کہ آپ ﷺ اس جہانِ فانی سے گذر گئے۔

آپ ﷺ کے بعد جس کا دل چاہے اپنی رائے سے جو چاہے کہے (لیکن اس کا تعلق حضور علیہ السلام سے کچھ نہ ہوگا)۔

٧٠٨ و حدثناه إسحق بن إبراهيم ومحمد بن حاتم كلاهما عن وكيع حدثنا سفيان عن الجريري في هذا الإسناد و قال ابن حاتم في روايته ارتأى رجل برأيه ما شاء يعني عمر

٧٠٨ ... حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے اور ابن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی روایت میں فرمایا: پھر ایک آدمی نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

٧٠٩ ... و حدثني عبيد الله بن معاذ حدثنا أبي حدثنا شعبة عن حميد بن هلال عن مطرف قال

٧٠٩ ... مطرفؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے کہا کہ میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں ممکن

قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا عَسَى اللهُ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهِ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ حَتَّى مَاتَ وَلَمْ يَنْزِلْ فِيهِ قُرْآنٌ يُحَرِّمُهُ وَقَدْ كَانَ يُسَلَّمُ عَلَيَّ حَتَّى اكْتَوَيْتُ فَتُرِكْتُ ثُمَّ تَرَكْتُ الْكَيَّ فَعَادَ

ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے نفع دیں۔ وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ کے درمیان جمع فرمایا پھر اپنی وفات تک ان سے منع نہیں فرمایا، نہ ہی اسے حرام قرار دینے کے بارے میں قرآن (کی کوئی آیت) نازل ہوئی۔ عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر سلام کیا جاتا تھا یہاں تک کہ جب میں نے داغ لیا (زخم کو) تو سلام کرنا چھوڑ دیا گیا۔ پھر میں نے داغنا چھوڑ دیا تو دوبارہ سلام کیا جانے لگا۔[1]

۷۱۰..... وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفًا قَالَ قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَاذٍ

۷۱۰۔ حضرت حمید بن ہلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت مطرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا انہوں نے فرمایا: مجھے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی طرح مضمون بیان فرمایا۔

۷۱۱ ۔ و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ بَعَثَ إِلَيَّ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ مُحَدِّثَكَ بِأَحَادِيثَ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهَا بَعْدِي فَإِنْ عِشْتُ فَاكْتُمْ عَنِّي وَإِنْ مُتُّ فَحَدِّثْ بِهَا إِنْ شِئْتَ إِنَّهُ قَدْ سُلِّمَ عَلَيَّ وَاعْلَمْ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَدْ جَمَعَ بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ فِيهَا كِتَابُ اللهِ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا نَبِيُّ اللهِ ﷺ قَالَ رَجُلٌ فِيهَا بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ

۷۱۱۔ ... مطرفؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرض الموت میں انہیں بلا بھیجا۔ اور کہا کہ میں تم سے چند احادیث بیان کرتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ تمہیں ان سے نفع عطا فرمائے، میرے بعد۔ اگر میں زندہ رہا (اور اس مرض سے صحت یاب ہو گیا) تو میرے نام سے یہ احادیث بیان مت کرنا اور اگر میں مر گیا تو تم چاہو تو بیان کر دینا۔ بے شک مجھ پر سلام کیا گیا ہے (فرشتوں کی طرف سے) اور بے شک اللہ کے نبی ﷺ نے حج اور عمرہ کو جمع فرمایا، پھر نہ ہی (اس کے منع کرنے کے بارے میں) کتاب اللہ نازل ہوئی نہ ہی نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا، اور اس شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا (حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ ہے)۔

۷۱۲..... وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ فِيهَا

۷۱۲۔ ... مطرفؒ کہتے ہیں کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمتع کیا پھر اس کے (منع کرنے کے بارے میں) قرآن بھی نازل نہیں ہوا۔ اس شخص نے (فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنی طرف سے جو چاہا کہہ دیا۔

---

[1] نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح مسلم نے لکھا ہے کہ حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بواسیر کا مرض تھا اور شدید تکلیف کے باوجود صبر کرتے تھے تو ان کے صبر کی بناء پر ملائکہ ان کو سلام کیا کرتے تھے، پھر انہوں نے علاج کے طور پر زخم کو داغنا شروع کر دیا تو فرشتوں کی طرف سے سلام کیا جانا بند ہو گیا تھا لیکن جب انہوں نے داغنا بند کر دیا تو پھر سے دوبارہ سلام ہونے لگا۔

كِتَابٌ وَلَمْ يَنْهَنَا عَنْهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ فِيهَا رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ

۷۱۳..... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَمْ يَنْزِلْ فِيهِ الْقُرْآنُ قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ

۷۱۳..... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج تمتع کیا اور اس بارے میں قرآن بھی نازل نہیں ہوا تو ایک آدمی نے اس بارے میں اپنی رائے سے جو چاہا کہ دیا۔

۷۱٤..... وحَدَّثَنِيهِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ عَنْ مُطَرِّفِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ تَمَتَّعَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ وَتَمَتَّعْنَا مَعَهُ

۷۱۴..... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کے ساتھ روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے (حج) تمتع فرمایا اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ (حج) تمتع فرمایا۔

۷۱۵..... حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ قَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ نَزَلَتْ آيَةُ الْمُتْعَةِ فِي كِتَابِ اللهِ يَعْنِي مُتْعَةَ الْحَجِّ وَأَمَرَنَا بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ لَمْ تَنْزِلْ آيَةٌ تَنْسَخُ آيَةَ مُتْعَةِ الْحَجِّ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى مَاتَ قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ بَعْدُ مَا شَاءَ

۷۱۵..... ابو رجاء کہتے ہیں کہ حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حصین نے فرمایا:
"حج (تمتع) کی آیت کتاب اللہ میں نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تمتع کا حکم فرمایا۔ پھر کوئی آیت بھی نازل نہیں ہوئی جو تمتع کی آیت کو منسوخ کر دیتی اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا اپنی وفات تک۔ اس شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا۔

۷۱٦..... وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عِمْرَانَ الْقَصِيرِ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ وَأَمَرَنَا بِهَا

۷۱۶..... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طریق سے سابقہ حدیث ہی کا مضمون منقول ہے لیکن سوائے اس بات کے کہ انہوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس (حج متعہ) کو کیا اور یہ نہیں کہا کہ حکم کیا ہم کو رسول خدا ﷺ نے اس کا (یعنی جیسے اوپر کی روایت میں حکم کا ذکر تھا ویسا اس روایت میں ذکر نہیں)۔

باب-۹۱ باب وجوب الدم على المتمتع وأنه إذا عدمه لزمه صوم ثلاثة أيام في الحج وسبعة إذا رجع إلى أهله

تمتع کرنے والے پر قربانی واجب ہے

۷۱۷..... حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

قَالَ تَمَتَّعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ وَأَهْدَى فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَبَدَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدَى فَسَاقَ الْهَدْيَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدَى فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ وَلْيُهْدِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ وَطَافَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ وَمَشَى أَرْبَعَةَ أَطْوَافٍ ثُمَّ رَكَعَ حِينَ قَضَى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ فَأَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى قَضَى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ أَهْدَى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ

۷۱۷۔ حضرت سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے تمتع فرمایا حجۃ الوداع کے موقع پر کہ عمرہ کو حج میں ملادیا اور قربانی کی کہ آپ ﷺ ذوالحلیفہ سے ھدی کو ساتھ لے کر گئے تھے۔

ابتداء میں آپ ﷺ نے عمرہ کی نیت سے تلبیہ کہا پھر حج کی نیت سے تلبیہ کہا اور لوگوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تمتع کیا عمرہ اور حج کو ملا کر۔ لوگوں میں سے بعض تو وہ تھے جو ھدی ساتھ لائے تھے، انہوں نے قربانی کی اور بعض وہ تھے جنہوں نے قربانی نہیں کی۔

جب رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو لوگوں سے فرمایا: تم میں سے جو ھدی لایا ہے اس کے لئے کوئی وہ چیز حلال نہیں جو (احرام کی وجہ سے) حرام ہو گئی ہے اس وقت تک جب تک کہ اپنے حج سے فارغ ہو جائے۔ اور جو لوگ تم میں سے ھدی نہیں لائے انہیں چاہئے کہ وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی سے فارغ ہو کر قصر کرالے (بال چھوٹے کرالے) اور حلال ہو جائے۔ پھر (۸ ذی الحجہ کو) حج کا الگ سے احرام باندھے اور قربانی کرے اور جسے ھدی کا جانور نہ ملے (نہ میسر ہو) تو ایام حج میں تین روزے رکھے اور سات روزے گھر لوٹنے کے بعد رکھے۔

رسول اللہ ﷺ جب مکہ تشریف لائے تو بیت اللہ کا طواف کیا۔ پہلے حجر اسود کا استلام کیا۔ پھر سات میں سے پہلے تین چکر اچھل کر (اکڑ کر) کئے (رمل کیا) جب کہ چار چکروں میں عام چال سے چلے۔ طواف سے فارغ ہو کر بیت اللہ کے پاس مقام ابراہیم کے نزدیک دو رکعت پڑھیں۔ سلام پھیر کر آپ ﷺ مڑے اور صفا پر تشریف لائے۔ صفا و مروہ کے درمیان سات چکر لگائے پھر کوئی چیز اپنے اوپر حلال نہیں کی جس کو (احرام کی وجہ سے) حرام کر لیا تھا یہاں تک کہ اپنے حج سے فارغ ہو گئے اور ھدی کو قربان کر دیا یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ کو) اور مشعر حرام سے لوٹنے کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا (طواف زیارت) پھر ہر وہ چیز حلال کر لی جو

اپنے اوپر حرام کرلی تھی۔

اور ہر وہ شخص جس کے پاس بھی ھدی تھی اور وہ ھدی لایا تھا اس نے وہی کیا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔

۷۱۸ــــ وحدثنيه عبد الملك بن شعيب حدثني أبي عن جدي حدثني عقيل عن ابن شهاب عن عروة بن الزبير أن عائشة زوج النبي ﷺ أخبرته عن رسول الله ﷺ في تمتعه بالحج إلى العمرة وتمتع الناس معه بمثل الذي أخبرني سالم بن عبد الله عن عبد الله رضي الله عنه عن رسول الله ﷺ

۷۱۸ــــ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ خبر دیتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ کے تمتع بالحج اور آپ ﷺ کے ساتھ لوگوں کے تمتع بالحج کی روایت اسی طرح نقل فرمائی جس طرح کہ حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے۔

باب-۹۴ باب بيان أن القارن لا يتحلل إلا في وقت تحلل الحاج المفرد

باب ۸۸ جس وقت مُفرِد احرام کھولے گا اسی وقت قارن بھی احرام کھولے گا

۷۱۹ــــ حدثنا يحيى بن يحيى قال قرأت على مالك عن نافع عن عبد الله بن عمر أن حفصة زوج النبي ﷺ قالت يا رسول الله ما شأن الناس حلوا ولم تحلل أنت من عمرتك قال إني لبدت رأسي وقلدت هديي فلا أحل حتى أنحر

۷۱۹ــــ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ زوجہ مطہرہ رسول ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: یارسول اللہ! کیا حال ہے لوگوں کا کہ وہ احرام کھول چکے ہیں جب کہ آپ ﷺ نے عمرہ سے فارغ ہو کر احرام نہیں کھولا؟ فرمایا کہ میں نے سر کے بالوں کو لیپ دیا ہے اور ھدی کے قلادہ ڈال دیا ہے لہٰذا جب تک قربانی نہ کرلوں حلال نہیں ہوں گا۔

۷۲۰ــــ وحدثناه ابن نمير حدثنا خالد بن مخلد عن مالك عن نافع عن ابن عمر عن حفصة رضي الله عنهم قالت قلت يا رسول الله ما لك لم تحل بنحوه

۷۲۰ــــ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو کیا ہوا کہ آپ ﷺ حلال نہیں ہوئے (آپ ﷺ نے فرمایا: میں ھدی ساتھ لایا ہوں جب تک قربانی نہ کرلوں حلال نہیں ہوں گا)۔

۷۲۱ــــ حدثنا محمد بن المثنى حدثنا يحيى بن سعيد عن عبيد الله قال أخبرني نافع عن ابن عمر عن حفصة رضي الله عنهم قالت قلت للنبي ﷺ ما شأن الناس حلوا ولم تحل من عمرتك قال إني قلدت هديي ولبدت رأسي فلا أحل حتى

۷۲۱ــــ حضرت ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ حلال ہوگئے ہیں جب کہ آپ ﷺ ابھی تک اپنے عمرہ سے حلال نہیں ہوئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے اپنی ھدی کے قلادہ ڈال دیا ہے جب کہ اپنا سر بھی لیپ چکا ہوں لہٰذا جب تک حج کی قربانی نہ کرلوں حلال نہ ہوں گا۔[1]

[1] حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ کریں۔

أحِلُّ مِنَ الْحَجِّ

۷۲۲۔۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ فَلا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ.

۷۲۲۔۔۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! (پھر آگے) مالک کی حدیث کی طرح روایت نقل کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں حلال نہیں ہوں گا جب تک کہ قربانی نہ کرلوں۔

۷۲۳۔۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَخْزُومِيُّ وَعَبْدُ الْمَجِيدِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يَحْلِلْنَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَتْ حَفْصَةُ فَقُلْتُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَحِلَّ قَالَ إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ هَدْيِي

۷۲۳۔۔۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے سال اپنی ازواج کو حکم دیا کہ حلال ہوجائیں، تو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا، آپ ﷺ کو حلال ہونے سے کیا مانع ہے؟ فرمایا کہ میں سر کو خطمی سے لیپ چکا ہوں اور ھدی کے قلادہ ڈال چکا ہوں لہٰذا جب تک ھدی کی قربانی نہ کرلوں حلال نہیں ہوں گا۔

باب-۹۳ باب بيان جواز التحلل بالإحصار وجواز القران

محصر کے لئے حلال ہونا جائز ہے

۷۲٤۔۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا خَرَجَ فِي الْفِتْنَةِ مُعْتَمِرًا وَقَالَ إِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَخَرَجَ فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَسَارَ حَتَّى إِذَا ظَهَرَ عَلَى الْبَيْدَاءِ الْتَفَتَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ فَخَرَجَ حَتَّى إِذَا جَاءَ

۷۲٤۔۔۔ نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فتنہ کے زمانہ میں عمرہ کی نیت سے نکلے، اور انہوں نے فرمایا کہ اگر میں روک دیا گیا بیت اللہ میں داخل ہونے سے تو ہم وہی کریں گے جو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کیا تھا۔

چنانچہ وہ نکلے، عمرہ کی نیت سے تلبیہ کہا اور چل پڑے۔ جب بیداء کے مقام پر پہنچے تو اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ حج اور عمرہ دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر

(حاشیہ صفحہ گزشتہ)

❶ سر کو لیپنے سے مراد یہ ہے کہ سر کے بالوں پر کوئی لیس دار چیز مثلاً خطمی وغیرہ لگایا کرتے تھے جس سے بال جم جاتے تھے گرتے نہ تھے۔ چونکہ حالتِ احرام میں بالوں کا گرنا جنایت ہے لہٰذا اس سے بچنے کے لئے سر پر لیپ کیا کرتے تھے تاکہ بال جھڑیں نہیں۔

جب کہ ھدی کے قلادہ سے مراد یہ ہے کہ اہل عرب میں دستور تھا کہ حج میں قربانی کے لئے جانور اپنے ساتھ لے جاتے تھے اور ایک قافلہ میں کئی کئی جانور ھدی کے ہوتے تھے۔ عربوں میں چونکہ لوٹ مار کا رواج تھا اور رہزن قافلوں کو لوٹ لیا کرتے تھے لیکن وہ بھی حرم کے جانور یعنی حرم میں قربانی کے لئے لائے جانے والے جانوروں کو کچھ نہیں کہتے تھے احترامِ حرم کی بناء پر لہٰذا لوگ اس بات کی علامت کے طور پر کہ یہ جانور حرم کی ھدی ہے اس کے گلے میں مختلف اشیاء کا ہار ڈال دیتے تھے۔

الْبَيْتَ طَافَ بِهِ سَبْعًا وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا لَمْ يَزِدْ عَلَيْهِ وَرَاَى أَنَّهُ مُجْزِئٌ عَنْهُ وَاَهْدٰى

حج کو بھی عمرہ کے ساتھ واجب کر لیا ہے۔ پھر وہ نکلے یہاں تک کہ بیت اللہ میں آئے اور سات چکر لگا کر صفا و مروہ کے درمیان سعی کی سات چکر لگا کر۔ اس سے زائد کچھ نہیں کیا اور یہی خیال کیا کہ یہی کافی ہے اور اس کے بعد قربانی کی۔

۷۲۵......وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ كَلَّمَا عَبْدَ اللهِ حِينَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ لِقِتَالِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَا لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَا تَحُجَّ الْعَامَ فَإِنَّا نَخْشٰى أَنْ يَكُونَ بَيْنَ النَّاسِ قِتَالٌ يُحَالُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْبَيْتِ

۷۲۵......نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور سالم بن عبداللہ دونوں نے اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس زمانہ میں جب حجاج بن یوسف (ظالم الامت) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جنگ کے لئے مکہ آچکا تھا کہ اس سال اگر آپ حج نہ کریں تو آپ کا کوئی نقصان نہ ہوگا ہمیں اندیشہ ہے کہ لوگوں کے درمیان جنگ و قتال آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل نہ ہو جائے (کہ آپ بیت اللہ نہ جا سکیں لڑائی کی وجہ سے)۔

فَقَالَ فَإِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ حِينَ حَالَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میرے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہوگئے تو میں ویسا ہی کروں گا جیسا رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا اس وقت جب کفار قریش آپ ﷺ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے تھے (صلح حدیبیہ کے موقع پر) اور میں آپ ﷺ کے ہمراہ تھا۔

أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً فَانْطَلَقَ حَتّٰى أَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ فَلَبّٰى بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ قَالَ إِنْ خُلِّيَ سَبِيلِي قَضَيْتُ عُمْرَتِي وَإِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ ثُمَّ تَلَا "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" ثُمَّ سَارَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِظَهْرِ الْبَيْدَاءِ

پھر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر عمرہ واجب کر لیا ہے، چنانچہ وہ چل پڑے اور ذوالحلیفہ تک پہنچ گئے۔ ذوالحلیفہ میں عمرہ کی نیت سے تلبیہ کہا پھر فرمایا: اگر میرا راستہ چھوڑ دیا گیا تو میں اپنا عمرہ پورا کر لوں گا اور اگر میرے اور بیت اللہ کے درمیان کوئی حائل ہو گیا تو میں وہی کروں گا جیسا رسول اللہ نے کیا تھا اور میں بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ پھر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت پڑھی: لقد کان لکم الخ "بے شک تمہارے واسطے رسول اللہ ﷺ کے عمل میں بہترین نمونہ ہے" پھر چلے یہاں تک کہ جب بیداء کی پشت پر پہنچے تو فرمایا کہ

قَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ إِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْعُمْرَةِ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْحَجِّ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَةٍ فَانْطَلَقَ حَتّٰى ابْتَاعَ بِقُدَيْدٍ هَدْيًا ثُمَّ طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ لَمْ يَحِلَّ مِنْهُمَا حَتّٰى حَلَّ مِنْهُمَا بِحَجَّةٍ يَوْمَ النَّحْرِ

حج و عمرہ دونوں کا ایک ہی معاملہ ہے۔ (کہ دونوں ہی کی نیت سے تلبیہ پڑھ سکتے ہیں) اگر میرے اور عمرہ کے درمیان (جنگ وغیرہ) حائل ہوگئی تو پھر میرے اور حج کے درمیان بھی رکاوٹ ہو جائے گی۔ میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر اپنے عمرہ کے ساتھ حج بھی واجب کر لیا ہے۔ پھر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے اور "قدید" کے

مقام پر ھدی کا جانور خریدا، پھر حج و عمرہ دونوں کی نیت سے ایک ہی طواف کیا بیت اللہ کا اور ایک ہی بار صفا و مروہ کی سعی کی۔ پھر دونوں سے حلال نہ ہوئے بلکہ حج سے فارغ ہو کر یوم النحر (قربانی کے دن) دونوں کا احرام کھولا۔

۷۲۶..... و حدّثناه ابنُ نُمَيرٍ حدّثنا أبي حدّثنا عُبَيدُ اللهِ عن نافعٍ قال أراد ابنُ عُمَرَ الحجَّ حينَ نزلَ الحجّاجُ بابنِ الزُّبَيرِ واقتصَّ الحديثَ بمثلِ هذه القصّةِ وقال في آخرِ الحديثِ وكان يقولُ من جمعَ بينَ الحجِّ والعُمرةِ كفاهُ طوافٌ واحدٌ ولم يحِلَّ حتّى يحِلَّ منهما جميعًا

۷۲۶..... نافعؒ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس سال حجاج بن یوسف، ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کے لئے آیا اس سال حج کا ارادہ کیا۔ آگے سابقہ حدیث ہی کا مضمون بیان کیا۔ آخر میں یہ اضافہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: جس نے حج و عمرہ کو اکٹھا کیا اس کے واسطے ایک ہی طواف (دونوں کے لئے) کافی ہے۔ اور جب تک دونوں سے (حج و عمرہ سے) فارغ نہ ہو جائے حلال نہ ہو"۔

۷۲۷..... وحدّثنا محمّدُ بنُ رُمحٍ أخبرنا اللّيثُ ح و حدّثنا قُتَيبةُ واللّفظُ له حدّثنا ليثٌ عن نافعٍ أنّ ابنَ عُمَرَ أرادَ الحجَّ عامَ نزلَ الحجّاجُ بابنِ الزُّبَيرِ فقيلَ له إنّ النّاسَ كائنٌ بينهم قتالٌ وإنّا نخافُ أن يصُدّوكَ فقال "لقد كان لكم في رسولِ اللهِ أُسوةٌ حسنةٌ" أصنعُ كما صنعَ رسولُ اللهِ ﷺ إنّي أُشهِدُكم أنّي قد أوجبتُ عُمرةً
ثمّ خرجَ حتّى إذا كان بظاهرِ البيداءِ قال ما شأنُ الحجِّ والعُمرةِ إلّا واحدٌ اشهدوا قال ابنُ رُمحٍ أُشهِدُكم أنّي قد أوجبتُ حجًّا مع عُمرتي وأهدى هديًا اشتراهُ بقُدَيدٍ ثمّ انطلقَ يُهِلُّ بهما جميعًا حتّى قدِمَ مكّةَ فطافَ بالبيتِ وبالصّفا والمروةِ ولم يزِدْ على ذلك ولم ينحَرْ ولم يحلِقْ ولم يُقصِّرْ ولم يحلِلْ من شيءٍ حرُمَ منه حتّى كان يومُ النّحرِ فنحرَ وحلقَ ورأى أن قد قضى طوافَ الحجِّ والعُمرةِ بطوافِه الأوّلِ وقال ابنُ عُمَرَ كذلك فعلَ رسولُ اللهِ ﷺ

۷۲۷..... نافعؒ کہتے ہیں کہ جس سال حجاج بن یوسف، حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کے لئے مکہ مکرمہ آیا، اس سال ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کا ارادہ کیا۔ ان سے کہا گیا کہ لوگوں کے درمیان جنگ ہونے والی ہے اور ہمیں اندیشہ یہ دامن گیر ہے کہ آپ کو روک لیا جائے گا (حرم جانے سے) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: "تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ کے عمل میں بہترین نمونہ ہے"۔ لہٰذا میں (روکے جانے کی صورت میں) وہی کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر عمرہ واجب کر لیا ہے۔
پھر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے، جب "بیداء" کی پشت پر پہنچے تو فرمایا: "حج و عمرہ دونوں کا ایک ہی معاملہ ہے (طواف و سعی عمرہ میں بھی ہے اور حج میں بھی) لہٰذا گواہ رہو میں نے اپنے عمرہ کے ساتھ حج بھی واجب کر لیا ہے (نیت کر کے) اور ھدی کا جانور جسے قدید سے خریدا تھا ساتھ لیا پھر چل پڑے دونوں ہی کی نیت سے تلبیہ پڑھتے ہوئے یہاں تک کہ مکہ آئے، بیت اللہ کا طواف، صفا مروہ کی سعی کی۔ اس سے زائد کچھ نہیں کیا، نہ قربانی کی، نہ حلق نہ قصر کرایا، اور نہ ہی کسی چیز کو حلال کیا اپنے اوپر جسے (احرام باندھ کر) حرام کر لیا تھا۔ یہاں تک کہ یوم النحر جب آیا تو قربانی بھی کی اور حلق کروایا اور اپنے پہلے طواف ہی کو حج و عمرہ کے لئے کافی خیال کیا۔

اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔ ❶

۷۲۸ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي إِسْمٰعِيلُ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ ﷺ إِلَّا فِي أَوَّلِ الْحَدِيثِ حِينَ قِيلَ لَهُ يَصُدُّوكَ عَنِ الْبَيْتِ قَالَ إِذَنْ أَفْعَلَ كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ هٰكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كَمَا ذَكَرَهُ اللَّيْثُ

۷۲۸.... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی واقعہ نقل کیا گیا ہے اور نبی کریم ﷺ کا ذکر نہیں کیا پہلی حدیث کے علاوہ میں جس وقت ان سے کہا گیا کہ لوگ آپ کو بیت اللہ سے روک دینگے انہوں نے فرمایا: میں وہی کرونگا جیسے رسول اللہ ﷺ نے کیا۔ اور حدیث کے آخر میں یہ ذکر نہیں کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کیا ہے جس طرح کہ لیث نے اس سے ذکر کیا ہے۔

باب-۹۴ باب فِي الإفراد والقران بالحج والعُمرة

افراد اور قران کا بیان

۷۲۹.... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ الْهِلَالِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِي رِوَايَةِ يَحْيَى قَالَ أَهْلَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَوْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَهَلَّ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا

۷۲۹.... حضرت نافعؒ، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حج افراد کی نیت سے تلبیہ کہا۔
ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے افراد کی نیت سے تلبیہ کہا۔

۷۳۰.... وحَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ بَكْرٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُلَبِّي بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِيعًا
قَالَ بَكْرٌ فَحَدَّثْتُ بِذٰلِكَ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ لَبَّى بِالْحَجِّ وَحْدَهُ فَلَقِيتُ أَنَسًا فَحَدَّثْتُهُ بِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ أَنَسٌ مَا تَعُدُّونَنَا إِلَّا صِبْيَانًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا

۷۳۰.... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو حج و عمرہ دونوں کی ایک ساتھ لبیک کہتے سنا۔
حضرت بکرؒ (راوی) کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے صرف حج کے لئے تلبیہ کہا تھا۔ میں پھر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور ان سے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا تو انہوں نے فرمایا کہ: تم تو شاید ہمیں بچہ سمجھتے ہو۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ الفاظ کہتے سنا:

لبیک عمرۃ و حجا

---

❶ مذکورہ بالا روایات سے عنوان الباب بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ محصر یعنی اس شخص کے لئے جسے حدود حرم میں داخل ہونے سے یا مناسک کی ادائیگی سے روک دیا جائے تو اس کے لئے بغیر عمرہ و حج کی ادائیگی کئے حلال ہونا اور احرام کھولنا جائز ہے۔ یہی بات ابن عمرؓ نے بیان کی کہ ایسی صورت میں ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ کا اسوہ موجود ہے کہ آپ صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار کی رکاوٹ و بندش کی وجہ سے حرم میں داخل نہ ہو سکے اور حدیبیہ میں ہی حلق کرا کر احرام کھول دیا۔ لہٰذا مذکورہ روایات کی بناء پر محصر کے لئے یہی حکم ہے۔ واللہ اعلم

۷۳۱ وحدثني أمية بن بسطام العيشي حدثنا يزيد يعني ابن زريع حدثنا حبيب بن الشهيد عن بكر بن عبد الله حدثنا أنس رضي الله عنه أنه رأى النبي ﷺ جمع بينهما بين الحج والعمرة قال فسألت ابن عمر فقال أهللنا بالحج فرجعت إلى أنس فأخبرته ما قال ابن عمر فقال كأنما كنا صبيانا

۷۳۱۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے حج اور عمرہ دونوں کو جمع کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: ہم نے حج کا احرام باندھا تھا راوی کہتے ہیں کہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لوٹا اور میں نے ان کو خبر دی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا کہتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ گویا ہم بچے تھے۔

باب-۹۵ باب ما يلزم من أحرم بالحج ثم قدم مكة من الطواف والسعي

حاجی کے لئے طواف قدوم اور اس کے بعد سعی مستحب ہے

۷۳۲۔۔۔ حدثنا يحيى بن يحيى أخبرنا عبثر عن إسمعيل بن أبي خالد عن وبرة قال كنت جالسا عند ابن عمر فجاءه رجل فقال أيصلح لي أن أطوف بالبيت قبل أن آتي الموقف فقال نعم فقال فإن ابن عباس يقول لا تطف بالبيت حتى تأتي الموقف فقال ابن عمر فقد حج رسول الله ﷺ فطاف بالبيت قبل أن يأتي الموقف فبقول رسول الله ﷺ أحق أن تأخذ أو بقول ابن عباس إن كنت صادقا

۷۳۲۔۔۔ وبرۃ کہتے ہیں کہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ کیا میرے لئے عرفات میں وقوف سے قبل بیت اللہ کا طواف کرنا درست ہے؟ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں! اس نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو کہتے ہیں کہ موقف عرفات آنے سے قبل بیت اللہ کا طواف مت کرو۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے حج فرمایا تو وقوف عرفات سے قبل بیت اللہ کا طواف کیا۔

لہٰذا اگر تم سچے ہو تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کو اختیار کرنے کے بجائے رسول اللہ ﷺ کی بات کو اختیار کرنا زیادہ اولیٰ ہے۔

۷۳۳۔۔۔ وحدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا جرير عن بيان عن وبرة قال سأل رجل ابن عمر رضي الله عنهما أطوف بالبيت وقد أحرمت بالحج فقال وما يمنعك قال إني رأيت ابن فلان يكرهه وأنت أحب إلينا منه رأيناه قد فتنته الدنيا

فقال وأينا أو أيكم لم تفتنه الدنيا ثم قال رأينا رسول الله ﷺ أحرم بالحج وطاف بالبيت وسعى بين الصفا والمروة فسنة الله وسنة رسوله ﷺ أحق أن تتبع من سنة فلان إن كنت صادقا

۷۳۳۔۔۔ وبرۃ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ میں نے حج کا احرام باندھا ہے کیا میں بیت اللہ کا طواف کر سکتا ہوں؟ انہوں نے پوچھا کہ طواف سے کیا مانع ہے؟ (یعنی ضرور کرو کوئی مانع نہیں ہے) اس نے کہا کہ میں نے ابن فلاں (ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھا ہے کہ وہ اس کو ناپسند کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک آپ زیادہ محبوب ہیں ان کی بہ نسبت، ہم نے انہیں دیکھا کہ انہیں دنیا نے مبتلا کر دیا آزمائش میں۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم میں سے یا تم میں سے کون ہے جسے دنیا نے آزمائش میں نہ مبتلا کیا ہو۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو ہم نے

دیکھا کہ آپ ﷺ نے حج کا احرام باندھا اور بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ لہٰذا اللہ اور رسول اللہ کی سنت زیادہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، فلاں کی سنت کی پیروی سے اگر تم سچے ہو (اس بات میں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا کہتے ہیں)۔

باب-۹۶ باب بيان المحرم بعمرة لا يتحلل بالطواف قبل السعي وان المحرم بحج لا يتحلل بطواف القدوم وكذلك لقارن

عمرہ کا احرام صرف طواف قبل سعی سے اور حاجی و قارن کا احرام صرف طواف قدوم سے نہیں کھل سکتا

۷۳۴۔۔۔۔حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ قَدِمَ بِعُمْرَةٍ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَيَأْتِي امْرَأَتَهُ فَقَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

۷۳۴۔۔۔۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں سوال کیا جو عمرہ کے لئے آیا اور بیت اللہ کا طواف کیا لیکن صفا و مروہ کی سعی نہیں کی تو کیا وہ اپنی بیوی سے صحبت کر سکتا ہے؟

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب تشریف لائے (عمرہ کے لئے) تو بیت اللہ کے سات چکر لگائے، پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعات پڑھیں، صفا و مروہ کے درمیان سات چکر لگائے اور "تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کے عمل میں ہی بہترین نمونہ ہے"۔

۷۳۵۔۔۔۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ جَمِيعًا عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

۷۳۵۔۔۔۔ اس سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث ابن عیینہ کی طرح حدیث بیان کی ہے۔

۷۳۶۔۔۔۔ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ لَهُ سَلْ لِي عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ رَجُلٍ يُهِلُّ بِالْحَجِّ فَإِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ أَيَحِلُّ أَمْ لَا فَإِنْ قَالَ لَكَ لَا يَحِلُّ فَقُلْ لَهُ إِنَّ رَجُلًا يَقُولُ ذَلِكَ قَالَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَا يَحِلُّ مَنْ

۷۳۶۔۔۔۔ محمد بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ اہل عراق میں سے ایک آدمی نے ان سے کہا کہ میرے لئے عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زبیر سے یہ پوچھ لیجئے کہ ایک شخص نے جس نے حج کی نیت سے تلبیہ کہا تو کیا وہ صرف بیت اللہ کا طواف کر کے حلال ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ کہیں کہ حلال نہیں ہو سکتا تو ان سے کہنا کہ ایک شخص اس کا قائل ہے (کہ حلال ہو سکتا ہے)۔

أَهَلَّ بِالْحَجِّ إِلَّا بِالْحَجِّ قُلْتُ فَإِنَّ رَجُلًا كَانَ يَقُولُ ذَلِكَ قَالَ بِئْسَ مَا قَالَ فَتَصَدَّانِي الرَّجُلُ فَسَأَلَنِي فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ فَقُلْ لَهُ فَإِنَّ رَجُلًا كَانَ يُخْبِرُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ فَعَلَ ذَلِكَ وَمَا شَأْنُ أَسْمَاءَ وَالزُّبَيْرِ قَدْ فَعَلَا ذَلِكَ قَالَ فَجِئْتُهُ فَذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقُلْتُ لَا أَدْرِي قَالَ فَمَا بَالُهُ لَا يَأْتِينِي بِنَفْسِهِ يَسْأَلُنِي أَظُنُّهُ عِرَاقِيًّا قُلْتُ لَا أَدْرِي قَالَ فَإِنَّهُ قَدْ كَذَبَ قَدْ حَجَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَجَّ أَبُو بَكْرٍ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ عُمَرُ مِثْلُ ذَلِكَ ثُمَّ حَجَّ عُثْمَانُ فَرَأَيْتُهُ أَوَّلُ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ مُعَاوِيَةُ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ أَبِي الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ رَأَيْتُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ يَفْعَلُونَ ذَلِكَ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ آخِرُ مَنْ رَأَيْتُ فَعَلَ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُضْهَا بِعُمْرَةٍ وَهَذَا ابْنُ عُمَرَ عِنْدَهُمْ أَفَلَا يَسْأَلُونَهُ وَلَا أَحَدٌ مِمَّنْ مَضَى مَا كَانُوا يَبْدَءُونَ بِشَيْءٍ حِينَ يَضَعُونَ أَقْدَامَهُمْ أَوَّلَ مِنَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَا يَحِلُّونَ وَقَدْ رَأَيْتُ أُمِّي وَخَالَتِي حِينَ تَقْدَمَانِ لَا تَبْدَآنِ بِشَيْءٍ أَوَّلَ مِنَ الْبَيْتِ تَطُوفَانِ بِهِ ثُمَّ لَا تَحِلَّانِ وَقَدْ أَخْبَرَتْنِي أُمِّي أَنَّهَا أَقْبَلَتْ هِيَ وَأُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ بِعُمْرَةٍ قَطُّ فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ حَلُّوا وَقَدْ كَذَبَ فِيمَا ذَكَرَ مِنْ ذَلِكَ

محمدؒ کہتے ہیں کہ میں نے عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جس نے حج کی نیت سے تلبیہ پڑھا ہے وہ صرف حج ہی سے حلال ہوگا۔

میں نے کہا کہ ایک شخص اسی کا قائل ہے۔ فرمایا کہ بہت ہی بری بات کہتا ہے۔

پھر اس شخص سے میرا سامنا ہوا تو اس نے مجھ سے پوچھا تو میں نے ساری بات اسے بتادی، اس نے کہا کہ ان سے یہ کہو کہ وہ شخص یہ بتلاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے، اور اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں نے بھی ایسا ہی کیوں کیا ہے۔ (حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والدین ہیں)

محمد بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں پھر عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور ان سے یہ بات ذکر کی تو انہوں نے فرمایا یہ کون شخص ہے؟ میں نے کہا میں اسے نہیں جانتا۔ فرمایا کہ پھر وہ خود میرے پاس آکر کیوں نہیں پوچھ لیتا؟ میرا خیال ہے کہ وہ عراقی ہے۔ میں نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ فرمایا کہ بے شک اس نے جھوٹ بولا۔ رسول اللہ ﷺ نے حج فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے بتلایا کہ آپ ﷺ نے سب سے پہلے مکہ آنے کے بعد وضو فرمایا، پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر آپ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کیا تو انہوں نے بھی ابتداء طواف سے کی اور پھر اسے عمرہ نہیں بنایا۔ (متن میں لم یکن غیرہ، کے الفاظ پر قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ لفظ تصحیف ہے یعنی کاتب کی غلطی ہے اور اصل میں لفظ یہاں پر عمرہ تھا۔ لیکن نعدیؒ نے فرمایا کہ لم یکن غیرہ، کے الفاظ ہی صحیح ہیں جس کا مطلب ہے کہ انہوں نے حج میں کوئی تبدیلی و تغیر نہیں کیا کہ احرام کھول دیا ہو طواف کر کے) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج فرمایا تو اسی طرح کیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کیا تو میں نے انہیں دیکھا کہ انہوں نے سب سے پہلے طواف سے ابتداء کی، اس کے بعد اسے کسی نے تبدیل نہیں کیا۔ پھر

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں نے ایسا کیا، پھر میں نے اپنے والد حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حج کیا تو انہوں نے بھی ابتداء سب سے پہلے طواف کیا بیت اللہ کا، پھر اس کو تبدیل نہیں کیا (عمرہ میں) پھر میں نے مہاجرین و انصار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا انہوں نے ایسا کیا اور پھر اسے تبدیل نہیں کیا۔ سب سے آخر میں جسے میں نے دیکھا وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے کہ انہوں نے صرف عمرہ کر کے اسے ناقص نہیں کیا۔ اور یہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ان کے پاس ہی موجود ہیں ان سے کیوں نہیں پوچھ لیتے۔ اور ان سے پہلے جتنے لوگ گذر چکے ہیں جنہوں نے مکہ میں قدم رکھا تو سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا پھر وہ حلال نہیں ہوئے، اور میں نے اپنی والدہ (حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو اور اپنی خالہ (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو دیکھا کہ وہ دونوں جب مکہ تشریف لاتیں تو بیت اللہ کا طواف کرتیں پھر احرام نہ کھولتیں اور مجھے میری والدہ نے بتایا کہ وہ اور ان کی بہن (عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فلاں فلاں عمرہ کی نیت سے آئے اور جب حجر اسود کو چھوا تو سب حلال ہوئے (طواف و سعی سے فارغ ہو کر) اور اس عراقی نے جو کہا جھوٹ بولا۔

۷۲۷۔۔۔۔۔حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ خَرَجْنَا مُحْرِمِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَقُمْ عَلَى إِحْرَامِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ فَلَمْ يَكُنْ مَعِي هَدْيٌ فَحَلَلْتُ وَكَانَ مَعَ الزُّبَيْرِ هَدْيٌ فَلَمْ يَحْلِلْ قَالَتْ فَلَبِسْتُ ثِيَابِي ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَلَسْتُ إِلَى الزُّبَيْرِ فَقَالَ قُومِي عَنِّي فَقُلْتُ أَتَخْشَى أَنْ أَثِبَ عَلَيْكَ

۷۲۷۔۔۔۔۔حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ ہم احرام باندھ کر نکلے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے ساتھ ھدی ہے وہ احرام ہی میں رہے اور جس کے ساتھ ہدی نہیں وہ حلال ہو جائے۔ میرے ساتھ ہدی نہ تھی تو میں حلال ہو گئی، جب کہ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ھدی تھی تو وہ حلال نہیں ہوئے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے کپڑے پہنے اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو ان کے شوہر تھے) کے پاس جا بیٹھی تو انہوں نے فرمایا:

میرے پاس سے اٹھ جاؤ (کیونکہ وہ احرام میں تھے بطور احتیاط کہ کہیں شہوت سے میلان نہ ہو جائے اس لئے فرمایا) میں نے کہا کہ کیا تمہیں ڈر ہے کہ میں تم پر کود پڑوں گی۔

۷۳۸ وحدثني عباس بن عبد العظيم العنبري حدثنا أبو هشام المغيرة بن سلمة المخزومي حدثنا وهيب حدثنا منصور بن عبد الرحمن عن أمه عن أسماء بنت أبي بكر رضي الله عنهما قالت قدمنا مع رسول الله ﷺ مهلين بالحج ثم ذكر بمثل حديث ابن جريج غير أنه قال فقال استرخي عني استرخي عني فقلت أتخشى أن أثب عليك

۷۳۸۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ حج کا احرام باندھے ہوئے آئے (پھر ابن جریج کی حدیث کی طرح حدیث ذکر کی) لیکن اس میں یہ ہے کہ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھ سے دور ہو جاؤ، مجھ سے دور ہو جاؤ۔ میں نے کہا کہ مجھ سے ایسے ڈرتے ہو کہ میں آپ پر کود پڑوں گی۔

۷۳۹ وحدثني هارون بن سعيد الأيلي وأحمد بن عيسى قالا حدثنا ابن وهب أخبرني عمرو عن أبي الأسود أن عبد الله مولى أسماء بنت أبي بكر رضي الله عنهما حدثه أنه كان يسمع أسماء كلما مرت بالحجون تقول صلى الله على رسوله وسلم لقد نزلنا معه هاهنا ونحن يومئذ خفاف الحقائب قليل ظهرنا قليلة أزوادنا فاعتمرت أنا وأختي عائشة والزبير وفلان وفلان فلما مسحنا البيت أحللنا ثم أهللنا من العشي بالحج

قال هارون في روايته أن مولى أسماء ولم يسم عبد الله

۷۳۹۔ حضرت ابوالاسود سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ نے جو حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے آزاد کردہ غلام تھے بیان کیا کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب بھی "حجون" کے مقام سے گذرتیں تو وہاں سے یہ کلمات کہتے کہ: اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ پر رحمتیں نازل فرمائے۔ ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ اس مقام پر پڑاؤ کیا تھا اس زمانہ میں ہمارے بوجھ ہلکے سواریاں تھوڑی اور ہمارے توشے کم تھے۔ میں نے اور میری بہن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فلاں فلاں صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرہ کیا تھا۔
جب ہم نے بیت اللہ کو چھوا (طواف و سعی سے فارغ ہو کر) تو ہم نے احرام کھول دیا۔ پھر شام کو حج کی نیت سے تلبیہ کہا۔
ہارون نے اپنی روایت میں عبداللہ کا نام نہیں لیا بلکہ صرف یہ کہا کہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ۔

۷۴۰ حدثنا محمد بن حاتم حدثنا روح بن عبادة حدثنا شعبة عن مسلم القري قال سألت ابن عباس رضي الله عنهما عن متعة الحج فرخص فيها وكان ابن الزبير ينهى عنها فقال هذه أم ابن الزبير تحدث أن رسول الله ﷺ رخص فيها فادخلوا عليها فاسألوها قال فدخلنا عليها فإذا امرأة ضخمة عمياء فقالت قد رخص رسول الله ﷺ فيها

۷۴۰۔ حضرت مسلم القری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تمتع حج کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے اجازت دی۔ جب کہ ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمتع سے منع کیا کرتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ موجود ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے اس کی اجازت عطا فرمائی۔ لہٰذا ان کے پاس جا کر ان سے اس بارے میں پوچھو پھر ہم ان کے پاس حاضر ہوئے تو وہ تو ایک جسیم نابینا خاتون تھیں۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی اجازت فرمائی۔

۷۴۱ ـ ـ وحَدَّثَنَاه ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ح و حَدَّثَنَاه ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ فَأَمَّا عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَفِي حَدِيثِهِ الْمُتْعَةُ وَلَمْ يَقُلْ مُتْعَةُ الْحَجِّ وَأَمَّا ابْنُ جَعْفَرٍ فَقَالَ قَالَ شُعْبَةُ قَالَ مُسْلِمٌ لَا أَدْرِي مُتْعَةُ الْحَجِّ أَوْ مُتْعَةُ النِّسَاءِ

۷۴۱ ـ حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اس روایت کے عبدالرحمن کے طریق میں صرف متعہ (تمتع) کا ذکر ہے۔ متعۃ الحج کا لفظ نہیں ہے۔ اور ابن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ شعبہ نے کہا ہے کہ حضرت مسلم قری نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ متعۃ الحج یا متعۃ النساء کہا۔

۷۴۲ ـ و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ الْقُرِّيُّ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَهَلَّ النَّبِيُّ ﷺ بِعُمْرَةٍ وَأَهَلَّ أَصْحَابُهُ بِحَجٍّ فَلَمْ يَحِلَّ النَّبِيُّ ﷺ وَلَا مَنْ سَاقَ الْهَدْيَ مِنْ أَصْحَابِهِ وَحَلَّ بَقِيَّتُهُمْ فَكَانَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ فِيمَنْ سَاقَ الْهَدْيَ فَلَمْ يَحِلَّ

۷۴۲ ـ حضرت مسلم القری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے بہ نیت عمرہ تلبیہ کہا، جب کہ آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بہ نیت حج تلبیہ کہا، پھر آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے وہ صحابہ جنہوں نے سوق ھدی کیا تھا انہوں نے احرام نہیں کھولا باقی سب نے احرام کھول دیا۔ حضرت عبیداللہ بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان میں سے تھے جو ہدی لائے تھے لہٰذا انہوں نے احرام نہیں کھولا۔

۷۴۳ ـ ـ وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَكَانَ مِمَّنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ وَرَجُلٌ آخَرُ فَأَحَلَّا

۷۴۳ ـ اس سند کے ساتھ بھی سابقہ روایت کی طرح نقل کی گئی ہے لیکن اس روایت میں ہے کہ جن لوگوں کے پاس قربانی نہیں تھی وہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور ایک دوسرے آدمی تھے تو وہ دونوں حلال ہو گئے۔

باب ۹۷ ـ باب جواز العُمرة في أشهُر الحجّ
حج کے مہینوں میں عمرہ کے جواز کا بیان

۷۴۴ ـ ـ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنْ أَفْجَرِ الْفُجُورِ فِي الْأَرْضِ وَيَجْعَلُونَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَيَقُولُونَ إِذَا بَرَأَ الدَّبَرْ وَعَفَا الْأَثَرْ وَانْسَلَخَ صَفَرْ حَلَّتْ الْعُمْرَةُ لِمَنْ اعْتَمَرْ

۷۴۴ ـ ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جاہلیت کے دور میں اہل عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا روئے زمین کے تمام گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے اور وہ محرم کو صفر بنا ڈالتے تھے اور کہتے تھے کہ: جب (اونٹوں کی) پشتیں ٹھیک ہو جائیں، راہ سے نشانات قدم (حجاج کے) مٹ جائیں اور صفر کا مہینہ گذر جائے تو پھر عمرہ کرنے والے کیلئے عمرہ کرنا جائز ہے۔" [1]

---

[1] محرم کے صفر بنانے کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ محرم اشہر حج میں سے ہے اور اشہر حج کا احترام دور جاہلیت میں بھی تھا تو وہ اشہر حج میں جنگ نہیں کرتے تھے۔ لیکن چونکہ ذی قعدہ ذی الحجہ اور محرم مسلسل تین ماہ حرمت والے آتے ہیں تو یہ ان سے برداشت نہ ہوتا تھا اور انہوں نے اسی سے بچنے کا بزعم خود یہ طریقہ نکالا تھا کہ "نسیئی" کیا کرتے تھے جس کے لفظی معنی مؤخر کرنے کے ہیں مقصد یہ (جاری ہے)

فَقَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً فَتَعَاظَمَ ذَلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الْحِلِّ قَالَ الْحِلُّ كُلُّهُ

نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم چار ذی الحجہ کی صبح کو مکہ تشریف لائے حج کی نیت سے احرام باندھ کر۔ (مکہ پہنچ کر) آپ ﷺ نے صحابہ کو حکم فرمایا کہ اس احرام کو عمرہ کا کر لیں (یعنی اس میں حج کے بجائے عمرہ کی نیت کر لیں) یہ حکم صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بڑا بھاری محسوس ہوا (کیونکہ ان کے ذہنوں میں وہی عقیدۂ جاہلیت کا تصور تھا)۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کونسا حلال ہوتا؟ فرمایا مکمل حلال ہو جانا (کہ احرام کی کوئی پابندی برقرار نہ رہے)۔

۷۴۵ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْحَجِّ فَقَدِمَ لِأَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَصَلَّى الصُّبْحَ وَقَالَ لَمَّا صَلَّى الصُّبْحَ مَنْ شَاءَ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً

۷۴۵ ۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بہ نیت حج تلبیہ کہا اور چار ذی الحجہ گذرنے کے بعد مکہ تشریف لائے۔ وہاں صبح کی نماز ادا فرمائی اور نماز سے فراغت کے بعد فرمایا: جس کا دل چاہے کہ اپنے سفر کو عمرہ کا کر دے تو وہ اسے عمرہ کا کر دے"۔

۷۴۶ ۔۔۔ و حَدَّثَنَاه إِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْمُبَارَكِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ
أَمَّا رَوْحٌ وَيَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ فَقَالَا كَمَا قَالَ نَصْرٌ أَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْحَجِّ وَأَمَّا أَبُو شِهَابٍ فَفِي رِوَايَتِهِ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ نُهِلُّ بِالْحَجِّ وَفِي حَدِيثِهِمْ جَمِيعًا فَصَلَّى الصُّبْحَ بِالْبَطْحَاءِ خَلَا الْجَهْضَمِيَّ فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْهُ

۷۴۶ ۔۔۔ حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کی روایت میں مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کا احرام باندھ کر چلے اور تمام روایتوں میں ہے کہ آپ ﷺ نے بطحاء میں پہنچ کر فجر کی نماز پڑھی سوائے جہضمی کی روایت کے کہ اس میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

۷۴۷ ۔۔۔ وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ السَّدُوسِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ

۷۴۷ ۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم دس میں سے چار دن

(گذشتہ سے پیوستہ) ہے کہ اگر محرم میں جنگ کرنی ہے تو وہ اعلان کر دیتے تھے کہ یہ محرم کا مہینہ صفر میں بدل گیا ہے لہٰذا اس میں جنگ جائز ہے اور صفر آتا تو کہتے یہ محرم ہے اور قرآن میں اسے شدید کفر قرار دیا گیا ہے۔ انما النسیء زیادۃ فی الکفر الآیۃ۔
اونٹوں کی پشتوں کے ٹھیک ہونے سے مراد یہ ہے کہ اونٹ اتنے لمبے سفر اور مسلسل سواری کا بوجھ اٹھانے سے زخمی ہو جاتے تھے تو اہل عرب کہتے تھے کہ جب حج کو اتنا وقت گذر جائے کہ اونٹوں کی پشتیں ٹھیک ہو جائیں اور حجاج کے نقوش قدم اور آثار مٹ جائیں یا زخموں کے نشانات مٹ جائیں اور صفر کا مہینہ ختم ہو جائے یعنی وہ محرم جسے انہوں نے صفر بنا دیا تھا اور اصل صفر شروع ہو جائے تو عمرہ جائز ہوتا ہے۔

أبي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ لِأَرْبَعٍ خَلَوْنَ مِنَ الْعَشْرِ وَهُمْ يُلَبُّونَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً

گذرنے کے بعد (مکہ) تشریف لائے، حج کے لئے تلبیہ پڑھتے ہوئے، آپ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ اسے عمرہ کرلو۔

۷۴۸ ..... وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الصُّبْحَ بِذِي طَوًى وَقَدِمَ لِأَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُحَوِّلُوا إِحْرَامَهُمْ بِعُمْرَةٍ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ

۷۴۸ ..... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز "ذی طوی"[1] کے مقام پر پڑھی اور چار تاریخیں ذی الحجہ کی گذرنے کے بعد تشریف لائے اور اپنے صحابہ کو حکم فرمایا کہ وہ اپنے احراموں کو عمرہ میں بدل دیں۔ الا یہ کہ جس کے ساتھ ھدی ہو (وہ نہ کرے)۔

۷۴۹ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هَذِهِ عُمْرَةٌ اسْتَمْتَعْنَا بِهَا فَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ الْهَدْيُ فَلْيَحِلَّ الْحِلَّ كُلَّهُ فَإِنَّ الْعُمْرَةَ قَدْ دَخَلَتْ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

۷۴۹ ... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "یہ عمرہ ہے جس کے ذریعہ ہم نے تمتع کرلیا ہے (یعنی اس سے فائدہ اٹھایا ہے کہ ایک سفر میں ہی حج و عمرہ دونوں کرلیئے) سو جس کے ساتھ ھدی نہ ہو تو وہ پورے طور پر حلال ہو جائے کیونکہ عمرہ، حج میں داخل ہوگیا قیامت کے دن تک کے لئے۔[2]

۷۵۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَمْرَةَ الضُّبَعِيَّ قَالَ تَمَتَّعْتُ فَنَهَانِي نَاسٌ عَنْ ذَلِكَ فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَأَمَرَنِي بِهَا قَالَ ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى الْبَيْتِ فَنِمْتُ فَأَتَانِي آتٍ فِي مَنَامِي فَقَالَ عُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ وَحَجٌّ مَبْرُورٌ قَالَ فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ

۷۵۰ ... حضرت شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو جمرہ الضبعی سے سنا انہوں نے فرمایا کہ: میں نے تمتع کیا تو مجھے لوگوں نے اس سے منع کیا۔ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے اس کے کرنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ میں چلا، بیت اللہ آیا، (اور حرم میں) سوگیا۔ خواب میں (دیکھا) کوئی میرے پاس آیا اور اس نے کہا "عمرہ مقبولہ اور حج مبرور (مقبول)"۔ میں پھر ابن عباس رضی اللہ

---

[1] نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر احرام کہاں سے باندھا تھا اور تلبیہ کہاں سے پڑھنا شروع کیا؟ اس بارے میں روایات مختلف ہیں۔ ظاہرا تو آپ نے ذوالحلیفہ میں احرام باندھا تھا جب کہ تلبیہ کے بارے میں ایک روایت یہ ہے کہ مسجد ذی الحلیفہ سے نکلتے ہی تلبیہ پڑھا "بعض روایات میں ہے کہ مسجد میں ہی پڑھ لیا" بعض روایات میں ہے کہ "بیداء" کے مقام پر پڑھا۔ ابن عباسؓ کی روایت سے تمام روایات میں تطبیق یوں پیدا ہو جاتی ہے کہ آپ نے مذکورہ تمام مقامات پر تلبیہ پڑھا۔ جس نے جہاں سنا وہیں کے بارے میں روایت کر دیا۔ واللہ اعلم (درس)

[2] اس جملہ کا مطلب کہ "عمرہ حج میں داخل ہوگیا قیامت تک کے لئے" جمہور محدثین کے نزدیک یہی ہے کہ چونکہ اہل جاہلیت اشہر حج میں عمرہ کرنا گناہ سمجھتے تھے اس کی تردید کے لئے آپ نے فرمایا کہ حج کے افعال کے ساتھ عمرہ ادا کیا جا سکتا ہے۔ بعض حضرات نے اس کے معنی یہ بیان کئے کہ قران کی طرف اشارہ ہے کہ افعال عمرہ افعال حج میں داخل ہوگئے۔ واللہ اعلم

فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي رَأَيْتُ فَقَالَ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ

تعالیٰ عنہ کے پاس اور ان سے جو دیکھا تھا بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: "اللہ اکبر، اللہ اکبر، یہ تو ابوالقاسم ﷺ کی سنت ہے"۔

باب ۹۸ — باب إشعار البدن وتقليده عند الإحرام
قربانی کے جانور کے "اشعار" اور "تقلید" کا بیان

۷۵۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي حَسَّانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الظُّهْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِهِ فَأَشْعَرَهَا فِي صَفْحَةِ سَنَامِهَا الْأَيْمَنِ وَسَلَتَ الدَّمَ وَقَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ بِالْحَجِّ

۷۵۱ — حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز "ذوالحلیفہ" میں ادا فرمائی، پھر اپنی اونٹنی کو منگوایا اور اس کے کوہان کے داہنی جانب حصہ پر زخم لگایا اور خون صاف کر دیا اور اس کے گلے میں جوتی کا ہار ڈال دیا، پھر اپنی سواری پر سوار ہوئے پھر جب اچھی طرح اس پر بیٹھ گئے بیداء کے مقام پر تو حج کے لئے تلبیہ کہنا شروع کر دیا۔ [1]

۷۵۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ شُعْبَةَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ لَمَّا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلَمْ يَقُلْ صَلَّى بِهَا الظُّهْرَ

۷۵۲ — حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان سندوں میں اسی طرح روایت نقل کی گئی ہے سوائے اس بات کے کہ اس روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا پھر آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار ہوئے جب آپ ﷺ بیداء کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ نے حج کا احرام باندھا۔

باب ۹۹ — باب قوله لابن عباس ما هذا الفتيا التي تشغفت او تشغبت بالناس
ابن عباسؓ سے لوگوں کا کہنا کہ آپ کا یہ کیا فتویٰ ہے، جس میں لوگ مصروف ہیں

۷۵۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَسَّانَ الْأَعْرَجِ قَالَ قَالَ رَجُلٌ

۷۵۳ — حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوحسان اعرج سے سنا انہوں نے فرمایا کہ بنو ہجیم کے ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ یہ آپ کا کیسا فتویٰ ہے جو لوگوں کو مشغول کر چکا ہے یا

---

[1] اشعار کے معنی زخم لگانا ہے اور تقلید کے معنی جانور کے گلے میں ہار ڈالنا۔ اہل عرب میں حج کی قربانی کے جانور کا اشعار کرنے اور تقلید کرنے کا رواج تھا کیونکہ جاہلیت کے زمانہ میں لوٹ مار اور غارتگری کی گرم بازاری رہتی تھی لیکن جس جانور کا اشعار یا تقلید ہوئی ہوتی تھی تو اس کو کوئی نہیں چھیڑتے تھے۔ اشعار کی صورت یہ تھی کہ اونٹ کی داہنی کروٹ میں زخم لگا دیا جاتا تھا۔ دونوں باتیں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں اس لئے بالاتفاق مسنون ہیں۔ لیکن امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کہ وہ اسے مکروہ کہتے ہیں۔ لیکن اس قول کی نسبت امام کی طرف مشکوک ہے۔ امام طحاوی نے فرمایا کہ امام صاحب اس کے مسنون ہونے سے منکر نہیں ہیں لیکن ان کے زمانہ میں لوگ اس میں بے حد مبالغہ کرنے لگے تھے کہ کھال کے ساتھ گوشت بھی کاٹ ڈالتے تھے جس سے جانور کو ناقابل بیان اذیت ہوتی تھی۔
لہٰذا امام صاحب نے اس سے منع فرمایا تھا سداً للباب (تفصیل کیلئے دیکھئے معارف السنن ج ۶، درس ترمذی ج ۳ ص ۱۷۰)

مِنْ بَنِي الْهُجَيْمِ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا هٰذَا الْفُتْيَا الَّتِي قَدْ تَشَغَّفَتْ أَوْ تَشَغَّبَتْ بِالنَّاسِ أَنَّ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ فَقَالَ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ ﷺ وَإِنْ رَغِمْتُمْ

لوگ اس میں گڑبڑ کر رہے ہیں کہ جس نے بیت اللہ کا طواف (قدوم) کر لیا وہ حلال ہو گیا (یعنی حلال ہو جانا جائز ہے) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے نبی ﷺ کی سنت ہے اگر چہ تم خاک آلودہ ہو جاؤ۔

۷۵۴ وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي حَسَّانَ قَالَ قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ قَدْ تَفَشَّغَ بِالنَّاسِ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ الطَّوَافُ عُمْرَةٌ فَقَالَ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ ﷺ وَإِنْ رَغِمْتُمْ

۷۵۴ ... حضرت قتادہ، ابوحسان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ یہ بات لوگوں میں بہت پھیل گئی ہے کہ جس نے بیت اللہ کا طواف کیا وہ حلال ہو گیا۔ یہ طواف عمرہ کا ہو گیا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ تمہارے نبی ﷺ کی سنت ہے خواہ تمہاری ناک خاک آلودہ ہو (یعنی تمہیں ناگوار ہی گذرے تب بھی اس پر عمل ہو گا کہ سنت رسول اللہ ہے)۔

۷۵۵ ... و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ لَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ حَاجٌّ وَلَا غَيْرُ حَاجٍّ إِلَّا حَلَّ

قُلْتُ لِعَطَاءٍ مِنْ أَيْنَ يَقُولُ ذٰلِكَ قَالَ مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى "ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ" قَالَ قُلْتُ فَإِنَّ ذٰلِكَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ فَقَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ هُوَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ وَقَبْلَهُ وَكَانَ يَأْخُذُ ذٰلِكَ مِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَحِلُّوا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ

۷۵۵ حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بیت اللہ کا جس نے بھی طواف کیا (مکہ آتے ہی طواف قدوم کیا) خواہ وہ حاجی ہو یا غیر حاجی، وہ حلال ہو گیا۔

ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے عطاءؒ سے کہا کہ یہ بات آپ کہاں سے کہتے ہیں؟ کہنے لگے کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے "پھر اس قربانی کے پہنچنے کی جگہ بیت عتیق ہے"۔ میں نے کہا کہ یہ تو عرفات سے واپسی کے بعد کے بارے میں ہے (یوم النحر کا حکم ہے) انہوں نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ یہ عرفات سے پہلے اور بعد دونوں کے بارے میں ہے۔

اس کے علاوہ یہ بات نبی ﷺ کے عمل سے لیتے تھے کہ جب آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں لوگوں کو احرام کھولنے کا حکم فرمایا۔

باب ۱۰۰ باب التَّقْصِيرِ الْمُعْتَمِرِ مِنْ شَعْرِهِ وَانَّهُ يستحب كون حلقه او تقصيره

معتمر کے لئے حلق کی جگہ قصر بھی جائز ہے

۷۵۶ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ لِي مُعَاوِيَةُ أَعَلِمْتَ أَنِّي قَصَّرْتُ مِنْ رَأْسِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ الْمَرْوَةِ بِمِشْقَصٍ فَقُلْتُ لَهُ لَا أَعْلَمُ هٰذَا

۷۵۶ ... حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھ سے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے سر سے تیر کے پھل سے بال چھوٹے کئے تھے مروہ کے پاس؟ میں نے کہا میں تو یہی جانتا ہوں کہ یہ

إلا حُجَّةً عَلَيْكَ

تمہارے اوپر حجت ہے۔

۷۵۷ ... وحدثني محمد بن حاتم حدثنا يحيى بن سعيد عن ابن جريج حدثني الحسن بن مسلم عن طاوس عن ابن عباس أن معاوية بن أبي سفيان أخبره قال قصرت عن رسول الله ﷺ بمشقص وهو على المروة أو رأيته يقصر عنه بمشقص وهو على المروة

۷۵۷ حضرت طاؤس ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بال تیر کے پھل سے چھوٹے کیے جب کہ آپ ﷺ مروہ پر تشریف رکھتے تھے۔ یا یہ کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو مروہ پر تیر کی تیز دھار والے حصہ سے بال چھوٹے کرتے ہوئے دیکھا۔ ❶

باب-۱۰۱ باب جواز التمتع في الحج والقران

حج میں تمتع اور قران جائز ہے

۷۵۸ ..... حدثني عبيد الله بن عمر القواريري حدثنا عبد الأعلى بن عبد الأعلى حدثنا داود عن أبي نضرة عن أبي سعيد قال خرجنا مع رسول الله ﷺ نصرخ بالحج صراخا فلما قدمنا مكة أمرنا أن نجعلها عمرة إلا من ساق الهدي فلما كان يوم التروية ورحنا إلى منى أهللنا بالحج

۷۵۸ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حج کی پکار پکارتے ہوئے نکلے (لبیک کہتے ہوئے) جب ہم مکہ آئے تو آپ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم اسے عمرہ کا کر دالیں سوائے اس کے جو ہدی ساتھ لایا ہو۔ پھر جب یوم الترویہ (۸ ذی الحجہ) کا دن ہوا اور ہم نے منیٰ کو چ کیا تو حج کی نیت سے تلبیہ کہا۔

۷۵۹ ... و حدثنا حجاج بن الشاعر حدثنا معلى بن أسد حدثنا وهيب بن خالد عن داود عن أبي نضرة عن جابر وعن أبي سعيد الخدري رضي الله عنهما قالا قدمنا مع النبي ﷺ ونحن نصرخ بالحج صراخا

۷۵۹ ... حضرت جابر و حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ مکہ آئے حج کی پکار پکارتے ہوئے (لبیک کہتے ہوئے)۔

۷۶۰ ... حدثني حامد بن عمر البكراوي حدثنا عبد الواحد عن عاصم عن أبي نضرة قال كنت عند

۷۶۰ ... حضرت ابونضرہ کہتے ہیں کہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ ابن

---

❶ بال صاف کرانا جسے اصطلاح میں "حلق" یا "قصر" کہا جاتا ہے۔ باتفاق ائمہ مناسک حج و عمرہ میں شامل ہیں اور ان میں سے کسی ایک کے بغیر کوئی حج یا عمرہ مکمل نہیں ہوتا۔ حلق پورا سر منڈانے کو کہتے ہیں جبکہ قصر بال کتروانے اور چھوٹے کرنے کو کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک چوتھائی سر کے برابر بال کاٹنے واجب ہیں دو چار بال کاٹنے سے یہ واجب ادا نہیں ہوتا۔ ہمارے زمانہ میں لوگ اس میں بہت تساہل اور غفلت کے مرتکب ہیں۔ خواتین کے حق میں صرف قصر مشروع ہے حلق نہیں۔ بلکہ ان کیلئے حلق کرانا مکروہ تحریمی ہے۔ لہٰذا خواتین کو ایک پورے کے برابر بال کٹوانے چاہئیں۔
حلق اور قصر میں سے حلق باتفاق ائمہ افضل ہے۔ اگرچہ جائز قصر بھی ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ (خلاصہ از درس ترمذی ج ۳ ص ۱۸۵)

جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فَأَتَاهُ آتٍ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ الزُّبَيْرِ اخْتَلَفَا فِي الْمُتْعَتَيْنِ فَقَالَ جَابِرٌ فَعَلْنَاهُمَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ نَهَانَا عَنْهُمَا عُمَرُ فَلَمْ نَعُدْ لَهُمَا

عباس اور ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین دونوں متعہ (متعۃ النساء اور متعہ حج) کے بارے میں اختلاف رائے ہو گیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے یہ دونوں متعے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کئے ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم کو اس سے منع کر دیا تو ہم نے دوبارہ نہیں کیا۔

٧٦١ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنِي سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ عَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ عَلِيًّا قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِمَ أَهْلَلْتَ فَقَالَ أَهْلَلْتُ بِإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْلَا أَنَّ مَعِي الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ

۷۶۱ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن سے تشریف لائے تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے کہا تم نے کیا نیت کی ہے؟ تلبیہ کہتے ہوئے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے یہ کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے تلبیہ کے مطابق تلبیہ کہتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر میرے ساتھ ھدی نہ ہوتی تو میں بھی احرام کھول لیتا"۔

٧٦٢ وَحَدَّثَنِيهِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ هَاشِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَا حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي رِوَايَةِ بَهْزٍ لَحَلَلْتُ

۷۶۲ اس طریق سے بھی سابقہ روایت ہی کی طرح کا مضمون نقل کیا گیا ہے۔

٧٦٣ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَقَ وَعَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ وَحُمَيْدٍ أَنَّهُمْ سَمِعُوا أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَهَلَّ بِهِمَا جَمِيعًا لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا

۷۶۳ یحییٰ بن ابی اسحاق، عبدالعزیز بن صہیب اور حمید ان سب نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا۔ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں کی (حج و عمرہ کی) نیت سے تلبیہ کہتے ہوئے سنا۔ فرمایا

لبیك و عمرۃ حجا - لبیك و عمرۃ حجا

٧٦٤ وَحَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَقَ وَحُمَيْدٍ الطَّوِيلِ قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا وَقَالَ حُمَيْدٌ قَالَ أَنَسٌ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجٍّ

۷۶۴ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: لبیك عمرۃ و حجا، اور راوی حمید فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو لبیك بعمرۃ و حج فرماتے ہوئے سنا۔

٥٦٤ وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ سَعِيدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ

۷۶۵ حضرت حنظلہ الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی اکرم ﷺ سے یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

حَنْظَلَةَ الأَسْلَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ لَيَثْنِيَنَّهُمَا

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام بھی ضرور بالضرور "فج روحاء" سے حج یا عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ کہیں گے یا دونوں کی ایک ساتھ ہی نیت کریں گے۔

۷۶۶...... وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ۔

۷۶۶ حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اور اس روایت میں ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔

۷۶۷ و حَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا

۷۶۷ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے (آگے گذشتہ دونوں حدیثوں کی طرح روایت بیان فرمائی)

باب-۱۰۲ باب بيان عدد عُمَر النبي ﷺ وزمانهن

حضور علیہ السلام کے تمام عمروں کا بیان

۷۶۸...... حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ فِي ذِي الْقَعْدَةِ إِلَّا الَّتِي مَعَ حَجَّتِهِ عُمْرَةً مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ أَوْ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِنْ جِعْرَانَةَ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ

۷۶۸ حضرت قتادہؒ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے سب کے سب ذوالقعدہ میں تھے سوائے اس عمرہ کے جو آپ ﷺ نے اپنے حج کے ساتھ ادا کیا۔ حدیبیہ سے ایک عمرہ کیا ذی القعدہ میں، اس سے اگلے سال پھر ذی القعدہ میں عمرہ کیا اور ایک عمرہ جعرانہ سے کیا ذی قعدہ میں جہاں آپ ﷺ نے اموالِ غنیمت کی تقسیم فرمائی تھی۔ اور ایک عمرہ حج کے ساتھ کیا۔

۷۶۹...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا كَمْ حَجَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ حَجَّةً وَاحِدَةً وَاعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ هَدَّابٍ

۷۶۹...... حضرت قتادہؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنے حج ادا فرمائے؟ فرمایا کہ ایک حج کیا اور عمرے چار کیے۔ آگے سابقہ حدیث ہداب کے مثل بیان کیا۔

۷۷۰...... وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ كَمْ غَزَوْتَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ سَبْعَ عَشْرَةَ

۷۷۰ ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کتنے غزوات میں شرکت کی؟ انہوں نے فرمایا کہ سترہ میں، اور زید بن ارقم رضی اللہ

قَالَ وَحَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ غَزَا تِسْعَ عَشْرَةَ وَأَنَّهُ حَجَّ بَعْدَ مَا هَاجَرَ حَجَّةً وَاحِدَةً حَجَّةَ الْوَدَاعِ قَالَ أَبُو إِسْحٰقَ وَبِمَكَّةَ أُخْرٰى

تعالیٰ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام نے انیس غزوات کئے، اور ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے حج ادا کیا صرف ایک حج جو حجۃ الوداع تھا۔ حضرت ابو اسحاق کہتے ہیں کہ دوسرا مکہ میں کیا (یعنی جب آپ ﷺ مکہ میں تھے ہجرت سے قبل)۔

۷۷۱...... وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً يُخْبِرُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ مُسْتَنِدَيْنِ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَإِنَّا لَنَسْمَعُ ضَرْبَهَا بِالسِّوَاكِ تَسْتَنُّ قَالَ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِي رَجَبٍ قَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ أَيْ أُمَّتَاهُ أَلَا تَسْمَعِينَ مَا يَقُولُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ وَمَا يَقُولُ قُلْتُ يَقُولُ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِي رَجَبٍ فَقَالَتْ يَغْفِرُ اللهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَعَمْرِي مَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ وَمَا اعْتَمَرَ مِنْ عُمْرَةٍ إِلَّا وَإِنَّهُ لَمَعَهُ قَالَ وَابْنُ عُمَرَ يَسْمَعُ فَمَا قَالَ لَا وَلَا نَعَمْ سَكَتَ

۷۷۱...... حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ مجھے عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتلایا کہ میں اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے اور (اندر) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو مسواک کر رہی تھیں ہم ان کے مسواک کرنے کی آواز سن رہے تھے۔ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! نبی ﷺ نے رجب میں عمرہ کیا ہے؟ فرمایا ہاں! میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا اماں جان! آپ سنتی ہیں کہ ابو عبدالرحمٰن کیا کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کیا کہہ رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے رجب میں عمرہ کیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اللہ ابو عبدالرحمٰن (ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی مغفرت فرمائے میری زندگی کی قسم! آپ ﷺ نے رجب میں عمرہ نہیں کیا، اور آپ ﷺ نے جب بھی عمرہ کیا تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ساتھ ہی تھے۔ یہ سن کر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ ہاں کہا اور نہ نہیں کہا بلکہ خاموش رہے۔ [1]

---

[1] نبی اکرم ﷺ نے کل چار مرتبہ عمرہ کے لئے احرام باندھا۔ سب سے پہلے دو شنبہ یکم ذیقعدہ ۶ھ میں لیکن مشرکین مکہ کے روکنے اور "احصار" کی وجہ سے آپ یہ عمرہ ادا نہ کر سکے اور صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا چنانچہ آپ کو ھدی قربان کر کے حلق کرا کر حلال ہونا پڑا۔
دوسرے ذیقعدہ ۷ھ میں عمرۃ القضاء جسے عمرۃ القصاص بھی کہا جاتا ہے (کما فی روایۃ الترمذی) ادا فرمایا یعنی سال گذشتہ کی قضا فرمائی۔
تیسرا عمرہ آپ نے غزوۂ حنین اور طائف کے اموال وغنائم کی تقسیم سے فارغ ہو کر فرمایا جیسے حضرت انسؓ کی روایت میں ذکر کیا گیا اور یہ "جعرانہ" کے مقام سے کیا گیا اس کے لئے آپ ﷺ نے ۱۸ ذی قعدہ ۸ھ کو رات کے وقت جعرانہ سے احرام باندھا۔
چوتھا عمرہ آپ نے ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے موقع پر کیا چنانچہ بروز ہفتہ ۲۵ ذی قعدہ ۱۰ھ کو آپ احرام باندھ کر مدینہ سے روانہ ہوئے اور ۴ ذی الحجہ اتوار کے روز مکہ میں داخل ہو کر عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر قران کیا۔ (ملخص از سیرۃ المصطفیٰ ج ۲ ص ۳۴۹ ج ۳ ص ۷۹ ص ۱۴۹)
جہاں تک آنحضرت ﷺ کے رجب میں عمرہ کرنے کا ذکر ہے تو اس بارے میں صرف ابن عمرؓ کی مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے رجب میں عمرہ ادا فرمایا۔ لیکن حضرت عائشہؓ کا اس پر انکار بھی ثابت ہے۔ علامہ نوویؒ اور دیگر شراح حدیث نے اس باب میں حضرت عائشہؓ کا بیان صحیح قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اس بارے میں ابن عمرؓ کو سہو نسیان یا اشتباہ ہو گیا۔ جس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حضرت عائشہؓ کے انکار پر ابن عمرؓ نے نہ ہاں کیا نہ نہیں کیا بلکہ خاموش رہے۔ لہٰذا یہ بات متعین ہو گئی کہ آپ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔ واللہ اعلم (ملخصاً از فتح الملہم)

۷۷۲...... و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ جَالِسٌ إِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ الضُّحٰى فِي الْمَسْجِدِ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ صَلَاتِهِمْ فَقَالَ بِدْعَةٌ فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَمِ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ أَرْبَعَ عُمَرٍ إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ فَكَرِهْنَا أَنْ نُكَذِّبَهُ وَنَرُدَّ عَلَيْهِ وَسَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ فِي الْحُجْرَةِ فَقَالَ عُرْوَةُ أَلَا تَسْمَعِينَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ إِلٰى مَا يَقُولُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَتْ وَمَا يَقُولُ قَالَ يَقُولُ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَرْبَعَ عُمَرٍ إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَّا وَهُوَ مَعَهُ وَمَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ قَطُّ

۷۷۲...... مجاہدؒ کہتے ہیں کہ میں اور عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں جب کہ مسجد میں لوگ چاشت کی نماز میں مشغول ہیں۔ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان لوگوں کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ: "بدعت ہے" (بدعت اس معنیٰ میں کہا کہ انہوں نے حضور ﷺ کو کبھی یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا تھا ورنہ حقیقتاً بدعت نہیں ہے جیسا کہ روایت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں گذر چکا ہے) اس کے بعد میں نے ان سے پوچھا کہ اے ابو عبدالرحمن! رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے ادا کئے؟ فرمایا: چار عمرے جن میں سے ایک رجب میں تھا۔

مجاہدؒ کہتے ہیں کہ ہم نے (عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور میں نے) یہ ناپسند کیا کہ ان کی تکذیب کریں یا ان کی بات کو رد کردیں۔ اسی اثناء میں ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مسواک کرنے کی آواز سنی تو عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو ان کے بھانجے ہیں) نے کہا اے ام المومنین! آپ نہیں سنتیں کہ ابو عبدالرحمن نے کیا کہا؟ انہوں نے فرمایا کہ اچھا کیا کہا؟ عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے جن میں سے ایک رجب میں تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے، رسول اللہ ﷺ نے جب بھی عمرہ کیا تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ساتھ ہی تھے۔ اور آپ ﷺ نے رجب میں کبھی عمرہ نہیں کیا (جس سے معلوم ہوا کہ شاید ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شک ہو گیا یا سہو ہو گیا)۔

باب-۱۰۳ باب فضل العُمرةِ في رمضان
عمرۂ رمضان کی فضیلت

۷۷۳...... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُنَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ

۷۷۳...... حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو ہم سے حدیث بیان کر رہے تھے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری عورت سے جس کا نام ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو بیان کیا

ﷺ لِامْرَأَةٍ مِنَ الأَنْصَارِ سَمَّاهَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَسِيتُ اسْمَهَا مَا مَنَعَكِ أَنْ تَحُجِّي مَعَنَا قَالَتْ لَمْ يَكُنْ لَنَا إِلا نَاضِحَانِ فَحَجَّ أَبُو وَلَدِهَا وَابْنُهَا عَلَى نَاضِحٍ وَتَرَكَ لَنَا نَاضِحًا نَنْضِحُ عَلَيْهِ قَالَ فَإِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِي فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ تَعْدِلُ حَجَّةً

تھا، میں بھول گیا۔ فرمایا کہ تمہارے لئے ہمارے ساتھ حج کرنے میں کیا رکاوٹ ہے؟

اس نے کہا ہمارے دو ہی اونٹ ہیں۔ ایک پر اس کا شوہر اور بیٹا حج کیلئے چلے گئے اور ایک اونٹ ہمارے لئے چھوڑ دیا ہے جس پر ہم پانی وغیرہ لاد کر لاتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا جب رمضان آئے تو عمرہ کر لینا کیونکہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کا ثواب رکھتا ہے۔

۷۷۴...... وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حَبِيبٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِامْرَأَةٍ مِنَ الأَنْصَارِ يُقَالُ لَهَا أُمُّ سِنَانٍ مَا مَنَعَكِ أَنْ تَكُونِي حَجَجْتِ مَعَنَا قَالَتْ نَاضِحَانِ كَانَا لِأَبِي فُلانٍ زَوْجِهَا حَجَّ هُوَ وَابْنُهُ عَلَى أَحَدِهِمَا وَكَانَ الآخَرُ يَسْقِي عَلَيْهِ غُلامُنَا قَالَ فَعُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَعِي

۷۷۴۔ حضرت عطاءؒ، ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک انصاری خاتون جن کا نام ام سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا فرمایا تمہارے لئے ہمارے ساتھ حج کرنے میں کیا رکاوٹ ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ابو فلاں کے جوان کا شوہر ہے دو اونٹ ہیں ایک پر وہ اور اس کا بیٹا حج کے لئے گئے ہیں جب کہ دوسرے اونٹ پر ہمارا غلام پانی وغیرہ لاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا رمضان میں ایک عمرہ حج کے یا میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔ ❶

باب-۱۰۳ باب استحباب دُخُولِ مكّة من الثَّنِيّة العُلْيا والخُرُوج منها من الثَّنِيَّة السُّفْلى ودُخول بلده من طريق غير التي خرج منها

مکہ مکرمہ میں بلند گھاٹی سے داخل اور نچلی گھاٹی سے نکلنا مستحب ہے

۷۷۵...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيقِ الشَّجَرَةِ وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيقِ الْمُعَرَّسِ وَإِذَا دَخَلَ مَكَّةَ دَخَلَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى

۷۷۵...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ طریق شجرہ والے راستہ سے مدینہ سے نکلتے اور طریق معرس کے راستہ سے داخل ہوتے تھے اور مکہ میں جب داخل ہوتے تو بلند ٹیلے سے داخل ہوتے اور نکلتے تو نچلے ٹیلے سے نکلا کرتے تھے۔

۷۷۶...... وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ

۷۷۶...... حضرت عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اور حضرت زہیر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ ہے

❶ لیکن اس کا یہ مقصد نہیں کہ فرضیت حج اس پر سے ساقط ہو جائے گی اور وہ اس فریضہ سے سبکدوش ہو جائے گا کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ عمرۂ رمضان اس کے حجۃ الاسلام کے قائم مقام نہ ہوگا اگرچہ اسے حج کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ واللہ اعلم

اللهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

وَقَالَ فِي رِوَايَةِ زُهَيْرٍ الْعُلْيَا الَّتِي بِالْبَطْحَاءِ

کہ (آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے) اوپر کے ٹیلے سے جو بطحاء میں ہے۔

۷۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا جَاءَ إِلَى مَكَّةَ دَخَلَهَا مِنْ أَعْلَاهَا وَخَرَجَ مِنْ أَسْفَلِهَا

۷۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب مکہ تشریف لاتے تو اوپر کی طرف سے داخل ہوتے اور تو نیچے کی طرف سے یعنی نشیب والے علاقہ سے نکلا کرتے تھے۔

۷۷۸۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ -

قَالَ هِشَامٌ فَكَانَ أَبِي يَدْخُلُ مِنْهُمَا كِلَيْهِمَا وَكَانَ أَبِي أَكْثَرَ مَا يَدْخُلُ مِنْ كَدَاءٍ

۷۷۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال مکہ مکرمہ میں "کداء" کے راستہ سے جو مکہ کے بلند علاقہ میں ہے داخل ہوئے۔

ہشام کہتے ہیں کہ میرے والد دونوں کداء اور کدیٰ سے داخل ہوتے تھے جب کہ اکثر کداء سے داخل ہوا کرتے تھے (اصل میں مکہ میں دو مقام کدا نامی، ایک کدیٰ ہے اور ایک کداء ہے)۔

باب-۱۰۵ باب استحباب المبيت بذي طوى عند إرادة دخول مكة والاغتسال لدخولها ودخولها نهاراً

دخول مکہ کے وقت ذی طویٰ میں رات کو رہنا اور غسل کرنا مستحب ہے

۷۷۹۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَاتَ بِذِي طُوًى حَتَّى أَصْبَحَ ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ يَفْعَلُ ذَلِكَ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ سَعِيدٍ حَتَّى صَلَّى الصُّبْحَ قَالَ يَحْيَى أَوْ قَالَ حَتَّى أَصْبَحَ

۷۷۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات "ذی طویٰ" میں گذاری، صبح تک، پھر مکہ میں داخل ہوئے۔ راوی کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یوں ہی کرتے تھے۔

ابن سعید کی روایت میں یہ ہے کہ صبح کی نماز پڑھی (ذی طویٰ میں)۔ یا یہ کہ صبح کی۔

۷۸۰ وَحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْدَمُ مَكَّةَ إِلَّا بَاتَ بِذِي طُوًى حَتَّى يُصْبِحَ وَيَغْتَسِلَ ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ نَهَارًا وَيَذْكُرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ فَعَلَهُ

۷۸۰۔ حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تک ذی طویٰ میں رات نہ گذار لیتے مکہ میں تشریف نہ لاتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی تھی پھر غسل کر کے مکہ میں داخل ہوتے تھے دن میں اور ذکر کرتے تھے کہ نبی ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔

۷۸۱ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَقَ الْمُسَيَّبِيُّ حَدَّثَنِي

۷۸۱۔ حضرت نافعؒ، عبداللہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا

أَنسٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي طُوًى وَيَبِيتُ بِهِ حَتَّى يُصَلِّيَ الصُّبْحَ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ وَمُصَلَّى رَسُولِ اللهِ ﷺ ذَلِكَ عَلَى أَكَمَةٍ غَلِيظَةٍ لَيْسَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي بُنِيَ ثَمَّ وَلَكِنْ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ عَلَى أَكَمَةٍ غَلِيظَةٍ

کہ رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لاتے وقت ذی طویٰ کے مقام پر پڑاؤ کرتے اور وہاں رات گذارتے یہاں تک کہ صبح کی نماز وہیں پڑھتے۔ اور رسول اللہ ﷺ کا مصلیٰ ایک موٹے ٹیلہ پر ہے اس مسجد میں نہیں ہے جو بنائی گئی ہے وہاں پر بلکہ اس سے نیچے ایک موٹے ٹیلے پر ہے۔
(ذی طویٰ، مکہ کے قریب ایک معروف جگہ ہے)۔

۷۸۲ ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ الْمُسَيَّبِيُّ حَدَّثَنِي أَنسٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اسْتَقْبَلَ فُرْضَتَيِ الْجَبَلِ الَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَبَلِ الطَّوِيلِ نَحْوَ الْكَعْبَةِ يَجْعَلُ الْمَسْجِدَ الَّذِي بُنِيَ ثَمَّ يَسَارَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِطَرَفِ الْأَكَمَةِ وَمُصَلَّى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَسْفَلَ مِنْهُ عَلَى الْأَكَمَةِ السَّوْدَاءِ يَدَعُ مِنَ الْأَكَمَةِ عَشْرَةَ أَذْرُعٍ أَوْ نَحْوَهَا ثُمَّ يُصَلِّي مُسْتَقْبِلَ الْفُرْضَتَيْنِ مِنَ الْجَبَلِ الطَّوِيلِ الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ.

۷۸۲ ...... نافعؒ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انہیں بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے پہاڑ کے دونوں ٹیلوں کی طرف رخ کیا وہ پہاڑ جو آپ ﷺ کے اور طویل کے پہاڑ کے درمیان تھا بیت اللہ کی جانب میں۔ مسجد جو وہاں بنائی گئی ہے اس کو بائیں طرف کر دیتے ہیں وہ مسجد جو ٹیلہ کی ایک طرف کو ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا مصلیٰ اس سیاہ ٹیلہ سے نیچے کی طرف ہے ٹیلہ سے تقریباً دس گز چھوڑ کر۔ پھر آپ ﷺ طویل پہاڑ کے دونوں ٹیلوں کی طرف رخ کئے ہوئے تھے وہ طویل پہاڑ جو تمہارے اور کعبہ کے درمیان ہے۔

باب-۱۰۶ باب استحباب الرّمل في الطّواف والعُمرة وفي الطّواف الأوّل من الحجّ

رمل مستحب ہے عمرہ کے طواف میں

۷۸۳ ...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ خَبَّ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا وَكَانَ يَسْعَى بِبَطْنِ الْمَسِيلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذَلِكَ

۷۸۳ ...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت اللہ کا پہلا طواف کرتے تو تین (ابتدائی) چکروں میں رمل فرماتے (اکڑ کر چلتے) اور چار میں عام چال چلتے۔ اور جب صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے تو سیلابی پانی بہنے کی جگہ میں دوڑتے۔ (اس سے مراد میلین اخضرین یعنی دو سبز ستون ہیں جن کے درمیان دوڑنا چاہیے) اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ایسا ہی کرتے۔

۷۸٤ ...... و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمٰعِيلَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَوَّلَ مَا يَقْدَمُ فَإِنَّهُ يَسْعَى ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ

۷۸۴ ...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حج و عمرہ میں طواف کرتے مکہ آنے کے بعد پہلی مرتبہ تو بیت اللہ کے گرد تین چکروں میں دوڑتے اور چار میں عادت کے مطابق چلتے تھے۔ پھر دو رکعات نماز پڑھتے تھے (دوگانہ طواف) بعد ازاں صفا و

بِالْبَيْتِ ثُمَّ يَمْشِي أَرْبَعَةً ثُمَّ يُصَلِّي سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

مروہ کے درمیان سعی کرتے۔

۷۸۵ و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَرْمَلَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ إِذَا اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ أَوَّلَ مَا يَطُوفُ حِينَ يَقْدَمُ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ

۷۸۵ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ مکہ تشریف لاتے اور حجر اسود کا استلام کرتے اور پہلے پہل طواف کرتے تو سات میں سے تین چکروں میں رمل فرماتے تھے۔

۷۸۶ و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ أَبَانَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ رَمَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا

۷۸۶ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حجر (اسود) تک (پہلے) تین (چکروں) میں رمل فرمایا (اور باقی) چار (چکروں) میں عام چال سے چلے۔

۷۸۷ و حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ أَخْضَرَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ وَذَكَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَعَلَهُ

۷۸۷ حضرت نافع، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کیا اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے۔

۷۸۸ و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ

۷۸۸ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے حجر (اسود) سے حجر اسود تک رمل فرمایا یہاں تک کہ اس کے تین چکر ہو گئے۔

۷۸۹ و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَمَلَ الثَّلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ

۷۸۹ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود سے حجر اسود تک (پہلے) تین چکروں میں رمل فرمایا۔

۷۹۰ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا

۷۹۰ ابو الطفیل کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ یہ جو بیت اللہ کے طواف میں تین چکروں میں رمل کیا اور چار

الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَرَأَيْتَ هَذَا الرَّمَلَ بِالْبَيْتِ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَمَشْيَ أَرْبَعَةِ أَطْوَافٍ أَسُنَّةٌ هُوَ فَإِنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ سُنَّةٌ قَالَ فَقَالَ صَدَقُوا وَكَذَبُوا قَالَ قُلْتُ مَا قَوْلُكَ صَدَقُوا وَكَذَبُوا قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدِمَ مَكَّةَ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ إِنَّ مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَطُوفُوا بِالْبَيْتِ مِنَ الْهُزَالِ وَكَانُوا يَحْسُدُونَهُ قَالَ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَرْمُلُوا ثَلَاثًا وَيَمْشُوا أَرْبَعًا قَالَ قُلْتُ لَهُ أَخْبِرْنِي عَنِ الطَّوَافِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رَاكِبًا أَسُنَّةٌ هُوَ فَإِنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ سُنَّةٌ قَالَ صَدَقُوا وَكَذَبُوا قَالَ قُلْتُ وَمَا قَوْلُكَ صَدَقُوا وَكَذَبُوا قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَثُرَ عَلَيْهِ النَّاسُ يَقُولُونَ هَذَا مُحَمَّدٌ هَذَا مُحَمَّدٌ حَتَّى خَرَجَ الْعَوَاتِقُ مِنَ الْبُيُوتِ قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُضْرَبُ النَّاسُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَمَّا كَثُرَ عَلَيْهِ رَكِبَ وَالْمَشْيُ وَالسَّعْيُ أَفْضَلُ۔

میں عام طریقہ سے چلا جاتا ہے آپ کا اس میں کیا خیال ہے؟ کیا یہ سنت ہے؟ کیونکہ آپ کی قوم کا خیال یہی ہے کہ یہ سنت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میری قوم کے لوگوں نے سچ بھی کہا اور جھوٹ بھی۔ میں نے کہا اس کا کیا مطلب ہے کہ وہ سچے بھی ہیں اور جھوٹے بھی؟[1] فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ تشریف لائے تو مشرکین نے کہا کہ محمد ﷺ اور اس کے ساتھی کمزوری کے سبب بیت اللہ کا طواف کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ کیونکہ وہ آپ ﷺ سے حسد کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم فرمایا کہ تین چکروں میں رمل کریں اور چار میں (اپنی عادت کے مطابق) چلیں۔

میں نے کہا کہ مجھے صفا و مروہ کے درمیان سوار ہو کر سعی کے بارے میں بتلایئے کہ کیا یہ سنت ہے؟ کیونکہ آپ کی قوم کا یہی خیال ہے کہ یہ سنت ہے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: انہوں نے سچ بھی کہا اور جھوٹ بھی۔ میں نے کہا آپ کے اس قول کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پر لوگوں کا ہجوم ہو گیا تھا اور وہ یہ کہتے تھے کہ یہ محمد ﷺ ہیں، یہ محمد ﷺ ہیں حتیٰ کہ کنواری لڑکیاں تک باہر نکل آئیں (آپ ﷺ کے دیدار کے شوق میں) اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے لوگوں کو ہٹایا نہ جاتا تھا۔ چنانچہ جب ہجوم ہو گیا لوگوں کا تو آپ ﷺ سوار ہو گئے (کیونکہ سعی میں مشکل پیش آ رہی تھی) اور سعی پیدل کرنا افضل ہے۔

۷۹۱۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَزِيدُ أَخْبَرَنَا الْجُرَيْرِيُّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَكَانَ أَهْلُ مَكَّةَ قَوْمَ حَسَدٍ وَلَمْ يَقُلْ يَحْسُدُونَهُ

۷۹۱۔ حضرت جریری اس سند کے ساتھ سابقہ روایت کا مضمون نقل کرتے ہیں سوائے اس بات کے کہ اس روایت میں انہوں نے کہا کہ مکہ کی قوم کے لوگ حسد کرنے والے تھے۔

۷۹۲۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

۷۹۲۔ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ آپ کی قوم کے لوگ خیال کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے طواف

---

[1] سچے تو اس معنی میں ہیں کہ حضور علیہ السلام نے بہر حال ایسا کیا۔ لیکن جھوٹے اس معنی میں کہ انہوں نے اسے سنت مقصودہ سمجھ لیا۔ حالانکہ ابن عباسؓ کی رائے میں رمل سنت مقصودہ نہیں ہے۔ بلکہ حضور ﷺ نے کسی وجہ سے کیا تھا۔ اب مشروع نہیں ہے۔ لیکن جمہور کے نزدیک رمل اب بھی مشروع ہے۔ واللہ اعلم

رمل بالبيت وبين الصفا والمروة وهي سنة فقال صدقوا وكذبوا

میں رمل کیا اور صفا و مروہ کے درمیان (سعی) کی اور یہی سنت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا انہوں نے سچ بھی کہا اور جھوٹ بھی کہا۔

۷۹۳ و حدثني محمد بن رافع حدثنا يحيى بن ادم حدثنا زهير عن عبد الملك بن سعيد بن الابجر عن ابي الطفيل قال قلت لابن عباس أراني قد رأيت رسول الله ﷺ قال فصفه لي قال قلت رأيته عند المروة على ناقة وقد كثر الناس عليه قال فقال ابن عباس ذاك رسول الله ﷺ إنهم كانوا لا يدعون عنه ولا يكهرون

۷۹۳ ابو الطفیل کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے آپ ﷺ کی صفت بیان کرو۔ میں نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو مروہ کے نزدیک اونٹنی پر دیکھا آپ ﷺ پر لوگوں کا ہجوم ہو گیا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہی تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ ﷺ کے ارد گرد سے لوگوں کو ہٹاتے اور دور نہیں کرتے تھے۔

۷۹٤ و حدثني ابو الربيع الزهراني حدثنا حماد يعني ابن زيد عن أيوب عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال قدم رسول الله ﷺ وأصحابه مكة وقد وهنتهم حمى يثرب قال المشركون إنه يقدم عليكم غدا قوم قد وهنتهم الحمى ولقوا منها شدة فجلسوا مما يلي الحجر وأمرهم النبي ﷺ أن يرملوا ثلاثة أشواط ويمشوا ما بين الركنين ليرى المشركون جلدهم فقال المشركون هؤلاء الذين زعمتم أن الحمى قد وهنتهم هؤلاء أجلد من كذا وكذا

قال ابن عباس ولم يمنعه أن يأمرهم أن يرملوا الأشواط كلها إلا الإبقاء عليهم

۷۹٤ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ مکہ تشریف لائے اور یثرب (مدینہ) کے بخار نے انہیں کمزور کر دیا تھا۔ مشرکین نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ کل تمہارے پاس ایسے لوگ آئیں گے جنہیں بخار نے کمزور کر دیا ہے اور سخت کمزوری انہیں لاحق ہو گئی ہے۔ چنانچہ وہ مشرکین حطیم کے قریب بیٹھ گئے۔ نبی ﷺ نے صحابہ کو حکم فرمایا کہ تین چکروں میں رمل کریں (یعنی اکڑ کر چلیں) اور حجر اسود و رکن یمانی کے درمیان عام رفتار سے چلیں تاکہ مشرکین کو اپنی قوت کا مظاہرہ کرائیں۔ مشرکین نے کہا کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں تم کہتے تھے کہ انہیں بخار نے کمزور کر دیا ہے؟ یہ تو فلاں اور فلاں سے بھی زیادہ طاقتور ہیں۔ ❶

---

❶ رمل کے لفظی معنی اکڑ کر چلنے کے ہیں۔ جیسا کہ حدیث بالا سے معلوم ہوا کہ اس کا حکم حضور علیہ السلام نے مشرکین پر اپنی قوت کے اظہار کے لئے فرمایا تھا۔ کیونکہ مشرکین صحابہؓ سے سخت حسد اور جلن رکھتے تھے کہ یہ اپنا آبائی وطن اور گھربار چھوڑ کر اجنبی علاقہ میں جا کر بس گئے ہیں اور ہماری ایذارسانی سے محفوظ ہو گئے ہیں مدینہ جس کا سابقہ نام یثرب تھا میں بخار کی وبا پھیل گئی تھی جس میں صحابہ مبتلا ہو گئے تھے۔ مشرکین نے انہیں مزید ایذا دینے کے لئے یہ مشہور کر دیا کہ انہیں تو یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے (لہٰذا یہ کیا ہمارا مقابلہ کریں گے) لیکن حضورؐ نے صحابہ کو مشورہ دیا کہ ان کی امیدوں پر پانی پھیر دو اور اکڑ کر طواف کرو تاکہ ان پر اچھی طرح عیاں ہو جائے کہ مسلمان کمزور نہیں ہیں اور چونکہ وہ حطیم کے قریب بیٹھے تھے جب کہ حجر اسود اور رکن یمانی دوسری طرف واقع ہیں اس لئے اس جانب کے بارے میں فرمایا کہ وہاں اپنی چال چلو۔

۷۹۵۔۔۔ وحدثني عمرو الناقد وابن أبي عمر وأحمد بن عبدة جميعا عن ابن عيينة قال ابن عبدة حدثنا سفيان عن عمرو عن عطاء عن ابن عباس قال إنما سعى رسول الله ﷺ ورمل بالبيت ليري المشركين قوته

۷۹۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے طواف میں رمل اور دوڑ اس وجہ سے کی تاکہ مشرکین آپ ﷺ کی قوت دیکھ لیں۔

باب-۱۰۷ باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف دون الركنين الآخرين

دوران طواف رکن یمانی کا استلام مستحب ہے

۷۹۶۔۔۔ حدثنا يحيى بن يحيى أخبرنا الليث ح و حدثنا قتيبة حدثنا ليث عن ابن شهاب عن سالم بن عبد الله عن عبد الله بن عمر أنه قال لم أر رسول الله ﷺ يمسح من البيت إلا الركنين اليمانيين

۷۹۶ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیت اللہ پر ہاتھ لگاتے نہیں دیکھا سوائے دونوں یمانی کونوں پر۔

۷۹۷۔۔۔ وحدثني أبو الطاهر وحرملة قال أبو الطاهر أخبرنا عبد الله بن وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب عن سالم عن أبيه قال لم يكن رسول الله ﷺ يستلم من أركان البيت إلا الركن الأسود والذي يليه من نحو دور الجمحيين

۷۹۷۔۔۔ حضرت سالمؒ اپنے والد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے کونوں میں سے سوائے حجر اسود اور اس سے متصل رکن یمانی کے جو بنو جمح کے مکانات کی جانب ہے کسی کونہ کا استلام نہیں کیا۔

۷۹۸۔۔۔ وحدثنا محمد بن المثنى حدثنا خالد بن الحارث عن عبيد الله عن نافع عن عبد الله ذكر أن رسول الله ﷺ كان لا يستلم إلا الحجر والركن اليماني

۷۹۸ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صرف حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام (بوسہ) کیا کرتے تھے۔

۷۹۹۔۔۔ وحدثنا محمد بن المثنى وزهير بن حرب وعبيد الله بن سعيد جميعا عن يحيى القطان قال ابن المثنى حدثنا يحيى عن عبيد الله حدثني نافع عن ابن عمر قال ما تركت استلام هذين الركنين اليماني والحجر مذ رأيت رسول الله ﷺ يستلمهما في شدة ولا رخاء

۷۹۹ ۔۔حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کرتے دیکھا ہے میں نے کبھی ان دونوں کے استلام کو ترک نہیں کیا نہ تنگی میں نہ سہولت میں۔ (خواہ ہجوم کی وجہ سے مشکل ہوتی خواہ نہ ہوتی استلام ضرور کرتا)۔

۸۰۰ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي خَالِدٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَبَّلَ يَدَهُ وَقَالَ مَا تَرَكْتُهُ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُهُ

۸۰۰ حضرت نافع کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے حجر اسود کا اپنے ہاتھ سے استلام کیا پھر اپنے ہاتھ کو چوم لیا اور فرمایا: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے میں نے اسے ترک نہیں کیا۔

۸۰۱ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ قَتَادَةَ بْنَ دِعَامَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا الطُّفَيْلِ الْبَكْرِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْتَلِمُ غَيْرَ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ

۸۰۱ حضرت ابو الطفیل البکری بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ:

"رسول اللہ ﷺ کو میں نے حجر اسود و رکن یمانی کے علاوہ کسی رکن کا استلام کرتے نہیں دیکھا"۔ ❶

باب-۱۰۸ باب استحباب تقبيل الحجر الأسود في الطواف

حجر اسود کو بوسہ دینا مستحب ہے

۸۰۲ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ وَعَمْرٌو ح و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ قَبَّلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْحَجَرَ ثُمَّ قَالَ أَمَ وَاللهِ لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ زَادَ هَارُونُ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنِي بِمِثْلِهَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَسْلَمَ

۸۰۲ حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ (ان کے والد) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا پھر حجر اسود کو خطاب کر کے فرمایا: ارے اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تیری تقبیل کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی تجھے بوسہ نہ دیتا"۔

ہارون نے اپنی روایت میں یہ بات زائد کی ہے کہ اسی کی مثل مجھ سے روایت کی زید بن اسلم نے اپنے والد اسلم سے۔

۸۰۳ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَقَالَ إِنِّي

۸۰۳ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور فرمایا: میں تجھے بوسہ دے رہا ہوں اور میں یہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے لیکن میں نے

❶ بیت اللہ شریف کے چار کونے ہیں چونکہ مربع عمارت ہے جس کی تفصیل مذکورہ نقشہ سے ظاہر ہے۔ اس کے ایک کونہ میں جس کا رخ صفا کی جانب ہے ملتزم کے ساتھ حجر اسود ہے۔ ایک رکن جس کا رخ باب فتح کی طرف ہے رکن عراقی کہلاتا ہے بعض دونوں کو رکن شامی کہتے ہیں۔ حجر اسود کا استلام تو جمہور کے نزدیک مسنون ہے۔ اگر رش (ہجوم) کی وجہ سے ہاتھ لگانا ممکن نہ ہو تو دور سے اشارہ کرکے ہاتھ کی تقبیل کرنا مسنون ہے۔ لیکن رکن یمانی کے بارے میں حکم یہ ہے کہ ہاتھ لگانے کا موقع مل جائے تو صحیح ورنہ دور سے اشارہ صحیح نہیں۔ واللہ اعلم

لَأُقَبِّلُكَ وَإِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَلَكِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ

رسول اللہ کو دیکھا کہ وہ تجھے بوسہ دیتے ہیں۔

٨٠٤ ... حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَالْمُقَدَّمِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كُلُّهُمْ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ خَلَفٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ

قَالَ رَأَيْتُ الْأَصْلَعَ يَعْنِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَيَقُولُ وَاللهِ إِنِّي لَأُقَبِّلُكَ وَإِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَأَنَّكَ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ وَفِي رِوَايَةِ الْمُقَدَّمِيِّ وَأَبِي كَامِلٍ رَأَيْتُ الْأُصَيْلِعَ

٨٠٤ ... حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اصلع (اس کے معنی ہیں وہ شخص جس کے سر پر بال نہ ہوں) یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے فرمارہے ہیں۔

"اللہ کی قسم! میں تجھے بوسہ دے رہا ہوں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ تو محض ایک پتھر ہی ہے، نہ تو نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھا ہوتا کہ تجھے بوسہ دیا ہے تو میں بھی تجھے بوسہ نہ دیتا"۔

مقدمی اور ابو کامل کی روایت میں الاصلع کی جگہ الاصیلع ہے۔

٨٠٥ ... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَيَقُولُ إِنِّي لَأُقَبِّلُكَ وَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ لَمْ أُقَبِّلْكَ

٨٠٥ ... حضرت عابس بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کو بوسہ دے رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ (اے حجر اسود) میں تجھے بوسہ دے رہا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے دیکھا نہ ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔

٨٠٦ ... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَالْتَزَمَهُ وَقَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِكَ حَفِيًّا

٨٠٦ ... حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حجر اسود کو بوسہ دیتے اور اس سے چمٹے دیکھا اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ تجھ سے تعلق رکھتے (چاہتے) تھے۔

٨٠٧ ... وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ وَلَكِنِّي رَأَيْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ بِكَ حَفِيًّا وَلَمْ يَقُلْ وَالْتَزَمَهُ

٨٠٧ ... حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ البتہ اس روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کو بہت چاہتے تھے اور اس میں ذکر نہیں ہے کہ وہ حجر اسود سے چمٹ گئے۔

باب-١٠٩ باب جواز الطّواف على بعير وغيره واستلام الحجر بمحجن ونحوه للرّاكب

اونٹ پر طواف اور لکڑی وغیرہ سے استلام جائز ہے

٨٠٨ — حدّثني أبو الطّاهر وحرملة بن يحيى قالا أخبرنا ابن وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة عن ابن عبّاس أنّ رسول الله ﷺ طاف في حجّة الوداع على بعير يستلم الرّكن بمحجن

٨٠٨ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر طواف فرمایا اور اپنی چھڑی سے استلام حجر اسود کیا۔

٨٠٩ حدّثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدّثنا عليّ بن مسهر عن ابن جريج عن أبي الزّبير عن جابر قال طاف رسول الله ﷺ بالبيت في حجّة الوداع على راحلته يستلم الحجر بمحجنه لأن يراه النّاس وليشرف وليسألوه فإنّ النّاس غشوه

٨٠٩ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں بیت اللہ کا طواف اپنی سواری پر کیا اور اپنی چھڑی سے استلام حجر کیا تاکہ لوگ آپ کو دیکھ لیں اور آپ ﷺ لوگوں سے ذرا اونچے ہو جائیں (تاکہ سب کو نظر آتے رہیں) اور لوگ آپ ﷺ سے مسائل پوچھتے رہیں کیونکہ لوگوں نے آپ ﷺ کو گھیرا ہوا تھا۔

٨١٠ وحدّثنا عليّ بن خشرم أخبرنا عيسى بن يونس عن ابن جريج ح و حدّثنا عبد بن حميد أخبرنا محمّد يعني ابن بكر قال أخبرنا ابن جريج أخبرني أبو الزّبير أنّه سمع جابر بن عبد الله يقول طاف النّبيّ ﷺ في حجّة الوداع على راحلته بالبيت و بالصّفا والمروة ليراه النّاس وليشرف وليسألوه فإنّ النّاس غشوه ولم يذكر ابن خشرم وليسألوه فقط

٨١٠ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں نبی ﷺ نے اپنی سواری پر بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کیا تاکہ لوگ آپ ﷺ کو دیکھ لیں اور آپ ﷺ ذرا بلند ہو جائیں تاکہ لوگ آپ ﷺ سے مسائل پوچھ سکیں کیونکہ آپ ﷺ کو بہت لوگوں نے گھیرا ہوا تھا۔

اور حضرت ابن خشرم کی روایت ولیسألوہ کے الفاظ نہیں ہیں۔

٨١١ حدّثني الحكم بن موسى القنطريّ حدّثنا شعيب بن إسحق عن هشام بن عروة عن عروة عن عائشة قالت طاف النّبيّ ﷺ في حجّة الوداع حول الكعبة على بعيره يستلم الرّكن كراهية أن يضرب عنه النّاس

٨١١ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں کعبہ کے گرد اپنے اونٹ پر طواف فرمایا اور آپ رکن (حجر اسود) کا استلام کرتے جاتے کیونکہ آپ ﷺ کو ناپسند تھا کہ آپ کے ارد گرد سے لوگوں کو مار کر ہٹایا جائے۔

٨١٢ — وحدّثنا محمّد بن المثنّى حدّثنا سليمان بن داود حدّثنا معروف بن خرّبوذ قال سمعت أبا الطّفيل يقول رأيت رسول الله ﷺ يطوف بالبيت

٨١٢ حضرت ابو الطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں اور رکن (حجر اسود) کا اپنی چھڑی سے استلام کر رہے ہیں اور چھڑی کو چوم رہے ہیں۔

وَيَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ مَعَهُ وَيُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ

۸۱۳ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنِّي أَشْتَكِي فَقَالَ طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ قَالَتْ فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَئِذٍ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِالطُّورِ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ

۸۱۳ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ میں بیمار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کے پیچھے (مجمع سے ہٹ کر) سواری پر سوار ہو کر طواف کرو۔ فرماتی ہیں کہ میں نے طواف کیا، اس وقت رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کی ایک جانب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے جس میں والطور و کتاب مسطور کی تلاوت فرما رہے تھے۔

(لوگوں سے دور رہنے اور پیچھے سے طواف کرنے سے معلوم ہوا کہ طواف وغیرہ مناسک میں بھی خواتین کو مردوں سے دور رہنا ضروری ہے۔ آج کل اس میں بالکل احتیاط نہیں کی جاتی)۔

باب ۱۱۰۰ باب بيان أن السعي بين الصفا والمروة ركنٌ لا يصح الحج إلا به

سعی کرنا حج کے ارکان میں سے ہے

۸۱٤ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ قُلْتُ لَهَا إِنِّي لَأَظُنُّ رَجُلًا لَوْ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مَا ضَرَّهُ قَالَتْ لِمَ قُلْتُ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ "إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ" إِلَى آخِرِ الْآيَةِ فَقَالَتْ مَا أَتَمَّ اللَّهُ حَجَّ امْرِئٍ وَلَا عُمْرَتَهُ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَوْ كَانَ كَمَا تَقُولُ لَكَانَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَهَلْ تَدْرِي فِيمَا كَانَ ذَاكَ إِنَّمَا كَانَ ذَاكَ أَنَّ الْأَنْصَارَ كَانُوا يُهِلُّونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لِصَنَمَيْنِ عَلَى شَطِّ الْبَحْرِ يُقَالُ لَهُمَا إِسَافٌ وَنَائِلَةُ ثُمَّ يَجِيئُونَ فَيَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يَحْلِقُونَ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ كَرِهُوا أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَهُمَا لِلَّذِي كَانُوا يَصْنَعُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَتْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ "إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ" إِلَى آخِرِهَا قَالَتْ فَطَافُوا

۸۱٤ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے عرض کیا کہ میرا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص صفا و مروہ کی سعی نہ کرے تو اسے کوئی نقصان نہ ہوگا (حج میں)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ کیوں؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو فرما چکا ہے کہ "صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں، سو حج یا عمرہ کرنے والے کو اس کا طواف کرنے میں کوئی گناہ نہیں (یعنی اگر کرلیں تو اچھا ہے نہیں کریں تو کوئی گناہ نہیں) انھوں نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ اس شخص کا حج یا عمرہ پورا نہیں کرتے جس نے صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کی ہو۔ اگر بات تمہارے کہنے کے مطابق ہوتی تو یہ ہوتا کہ جو سعی نہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اور کیا تم جانتے ہو کہ یہ آیت کن حالات میں نازل ہوئی؟ سو ہوا یہ تھا کہ جاہلیت کے دور میں دریا کے کنارے دو بت تھے جن میں سے ایک کا نام اساف اور دوسرے کا نائلہ تھا، انصار ان کے پاس جا کر اہلال کرتے تھے (وہاں سے عمرہ کا احرام باندھتے تھے) پھر آکر صفا و مروہ کا طواف کرتے تھے، بعد ازاں

سر منڈاتے تھے۔ جب اسلام آگیا تو مسلمانوں نے ان کے درمیان سعی کرنا ناپسندیدہ سمجھا جاہلیت کی اس حرکت کی بناء پر۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ:

''بیشک صفا مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں الخ''۔ چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد مسلمانوں نے سعی کی۔❶

۸۱۵ - وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا أَرَى عَلَيَّ جُنَاحًا أَنْ لَا أَتَطَوَّفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ لِمَ قُلْتُ لِأَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ "إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ" الْآيَةَ فَقَالَتْ لَوْ كَانَ كَمَا تَقُولُ لَكَانَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا إِنَّمَا أُنْزِلَ هَذَا فِي أُنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانُوا إِذَا أَهَلُّوا أَهَلُّوا لِمَنَاةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَا يَحِلُّ لَهُمْ أَنْ يَطَّوَّفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا قَدِمُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لِلْحَجِّ ذَكَرُوا ذَلِكَ لَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى هَذِهِ الْآيَةَ فَلَعَمْرِي مَا أَتَمَّ اللَّهُ حَجَّ مَنْ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

۸۱۵ ... حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا: میں اگر صفا مروہ کا طواف (سعی) نہ کروں تو میرا خیال ہے کہ مجھے کوئی گناہ نہ ہوگا۔ فرمایا کیوں؟ میں نے کہا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ:

''صفا مروہ شعائر اللہ میں سے ہیں، سو حج یا عمرہ کرنے والوں کے لئے ان کے درمیان (سعی) کرنے پر کوئی گناہ نہیں''۔

(جس کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ کرنے پر کوئی گناہ نہیں البتہ نہ کرنا بہتر ہے) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اگر معاملہ یہی ہوا جیسا تم کہہ رہے ہو تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد یوں ہونا چاہئے تھا کہ ''جو ان کے درمیان طواف نہ کرے اس کے اوپر کوئی گناہ نہیں''۔ (اور اس کا شان نزول یہ ہے کہ) یہ آیت تو انصار کے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جاہلیت کے زمانہ میں جب تلبیہ کہتے (یعنی حج یا عمرہ کا احرام باندھتے) تو مناۃ بت کے پاس جاکر تلبیہ کہتے تھے (اور ان کا خیال تھا کہ) ان کے لئے صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا درست نہیں۔ پھر جب وہ اسلام کے بعد نبی ﷺ کے ہمراہ حج کیلئے آئے تو اسی بات کا ذکر کیا آپ کے سامنے، تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ میری زندگی کی قسم! جس نے صفا مروہ کے درمیان سعی نہ کی اللہ تعالیٰ اس کا حج پورا

---

❶ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بات کہ اساف نائلہ کے پاس احرام باندھتے تھے جو اس روایت میں بتلائی گئی ہے غلط ہے۔ اور صحیح بات وہ ہے جو دوسری روایت میں بیان کی گئی ہے کہ اہل جاہلیت مناۃ جو ان کا معروف بت تھا اس کے پاس جاکر احرام باندھتے تھے جب کہ اساف اور نائلہ تو دریا کے کنارے دو بت نہیں تھے بلکہ یہ دونوں ایک مرد اور ایک عورت تھے جو بنو جرہم سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے بیت اللہ میں زنا کیا تھا اللہ تعالیٰ نے انہیں پتھر کا بت بنادیا ان کی جسمانی شکل کو مسخ کردیا اور کعبہ کے قریب یا ایک قول کے مطابق صفا اور مروہ پر عبرت کا نمونہ بنانے کے لئے رکھ دیا گیا۔ پھر قصی بن کلاب نے جاہلیت کے زمانہ میں ہی انہیں وہاں سے اٹھوا کر ایک کو کعبہ سے متصل اور دوسرے کو زمزم کے قریب رکھوادیا اور لوگوں کو ان کی پوجا کا حکم دیا۔ نبی ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر انہیں توڑ دیا تھا۔ (خلاصہ از شرح نووی)

نہیں فرمائیں گے۔

۸۱۶...... حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ مَا أَرَى عَلَى أَحَدٍ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ شَيْئًا وَمَا أُبَالِي أَنْ لَا أَطُوفَ بَيْنَهُمَا قَالَتْ بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ أُخْتِي طَافَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَطَافَ الْمُسْلِمُونَ فَكَانَتْ سُنَّةً وَإِنَّمَا كَانَ مَنْ أَهَلَّ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي بِالْمُشَلَّلِ لَا يَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ سَأَلْنَا النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ "إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا" وَلَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولُ لَكَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا قَالَ الزُّهْرِيُّ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَأَعْجَبَهُ ذَلِكَ وَقَالَ إِنَّ هَذَا الْعِلْمُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُونَ إِنَّمَا كَانَ مَنْ لَا يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مِنَ الْعَرَبِ يَقُولُونَ إِنَّ طَوَافَنَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْحَجَرَيْنِ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَقَالَ آخَرُونَ مِنَ الْأَنْصَارِ إِنَّمَا أُمِرْنَا بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَمْ نُؤْمَرْ بِهِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ﴾ قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَأُرَاهَا قَدْ نَزَلَتْ فِي هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ

۸۱۶...... حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ مطہرہ رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ: میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی صفا و مروہ کی سعی نہ کرے تو اس پر کوئی جنایت نہیں اور مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ میں سعی نہ کروں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اے میرے بھانجے! تم نے بہت بری بات کہی۔ رسول اللہ ﷺ، اور مسلمانوں نے سعی کی ہے اور یہ سنت ہے۔ اور بات یہ تھی کہ پہلے جو بھی تلبیہ کہتا وہ مناۃ بدبخت کے نام سے تلبیہ کہتا، یہ مناۃ مشلل کے مقام پر تھا اور وہ اس بناء پر صفا و مروہ کا طواف نہ کرتے تھے (انصار، بعد میں اس کے درمیان سعی کرنا پسند نہ کرتے تھے) جب اسلام آگیا تو ہم نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "بے شک صفا و مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں، جو بھی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان کے درمیان طواف کرے"۔ اور اگر بات تمہارے کہنے کے مطابق ہوتی تو یوں ہوتا کہ: "جو ان کے درمیان طواف نہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں"۔

حضرت زہری کہتے ہیں کہ میں نے اس کا ذکر ابو بکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے کیا تو انہیں یہ بات بہت پسند آئی اور انہوں نے فرمایا کہ علم تو یہی ہے اور میں نے بعض اہل علم سے سنا وہ کہتے تھے کہ: یہ صفا و مروہ کا طواف نہ کرنے والے عرب تھے جو یہ کہتے تھے کہ ہمارا (صفا و مروہ) کے درمیان طواف کرنا جاہلیت کا کام تھا۔ جب کہ بعض دوسرے انصاری لوگ کہتے تھے کہ ہمیں تو بیت اللہ کے طواف کا حکم دیا گیا ہے، صفا و مروہ کے درمیان سعی کا نہیں دیا گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿إِنَّ الصَّفَا والمروة من شعائر الله﴾۔

ابو بکر بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میرا خیال تو یہ ہے کہ یہ آیت انہی مذکورہ دو گروہوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

۸۱۷...... وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ

۸۱۷...... حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا۔ سابقہ حدیث کی مانند پوری

قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَلَمَّا سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا كُنَّا نَتَحَرَّجُ أَنْ نَطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ "إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا" قَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ سَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَتْرُكَ الطَّوَافَ بِهِمَا

بات ذکر کی اور فرمایا کہ جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم صفا و مروہ کے درمیان سعی کو برا خیال کرتے تھے۔ تو اللہ عزوجل نے یہ آیت مذکورہ ان الصفا الخ نازل فرمائی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا و مروہ کے درمیان سعی کو مسنون کیا ہے لہٰذا کسی کے لئے بھی سعی کو ترک کرنا جائز نہیں۔

۸۱۸..... وحَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ الْأَنْصَارَ كَانُوا قَبْلَ أَنْ يُسْلِمُوا هُمْ وَغَسَّانُ يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ فَتَحَرَّجُوا أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكَانَ ذٰلِكَ سُنَّةً فِي آبَائِهِمْ مَنْ أَحْرَمَ لِمَنَاةَ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَإِنَّهُمْ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ حِينَ أَسْلَمُوا فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذٰلِكَ "إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ"

۸۱۸..... حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بتلایا کہ انصار اور قبیلہ غسان کا دستور اسلام لانے سے قبل یہ تھا کہ مناۃ بت کے لئے اہلال کرتے تھے یعنی تلبیہ کہتے تھے، انہوں نے صفا و مروہ کے درمیان سعی کو برا سمجھا کہ ان کے آباء کا طریقہ یہ تھا کہ جو مناۃ کے لئے احرام باندھتا تھا وہ صفا و مروہ کا طواف (سعی) نہیں کرتا تھا اسلام لانے کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو اللہ عزوجل نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: "بے شک صفا و مروہ شعائر اللہ میں سے ہیں، سو جو بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کا طواف (سعی) بھی کرے، اور کوئی اپنی خوشی سے نیکی کرے تو بیشک اللہ تعالیٰ اس کا قدردان اور جاننے والا ہے"۔

۸۱۹..... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَتِ الْأَنْصَارُ يَكْرَهُونَ أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتّٰى نَزَلَتْ

۸۱۹..... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار صفا و مروہ کے درمیان سعی کو ناپسند کرتے تھے حتی کہ اللہ جل جلالہ نے آیت مذکورہ نازل فرمائی۔ إِنَّ الصفا والمروة من شعائر الله...... الآية۔ [1]

[1] مذکورہ بالا احادیث سے تین باتیں واضح طور پر معلوم ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ قبل از اسلام انصار کے لوگ منات کی عبادت کیا کرتے تھے اور جب مسلمان ہوئے تو انہیں صفا و مروہ کے درمیان طواف و سعی سے کراہت محسوس ہوئی۔ اس لئے انہوں نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ قبل از اسلام صفا و مروہ کی سعی کیا کرتے تھے اب سعی سے دل میں تنگی محسوس ہوتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی آیت إنّ الصفا والمروة ...... الخ نازل فرمائی۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ صفا و مروہ پر دو بت نصب تھے صفا پر اساف نامی اور مروہ پر نائلہ نامی جن کا قصہ حدیث میں گذر چکا ہے اور اہل تعظیم ان کی تعلیم کے لئے صفا و مروہ کی سعی کرتے تھے۔ اسلام کے بعد مسلمانوں کو صفا و مروہ کی سعی کرنا ناگوار محسوس ہوا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔

......(جاری ہے)

"إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا"

باب-۱۱۱ باب بيان أن السعي لا يكرر
سعی دوبارہ نہیں کی جاتی

۸۲۰ ... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ ﷺ وَلَا أَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ إِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا

۸۲۰ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے صفا ومروہ کے درمیان ایک ہی مرتبہ چکر لگائے۔

۸۲۱ ... وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ إِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا طَوَافَهُ الْأَوَّلَ

۸۲۱ ... حضرت ابن جریج سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت نقل کی گئی ہے لیکن اس روایت میں ہے کہ سوائے ایک طواف کے (اور وہ بھی) پہلے طواف کے۔

باب-۱۱۲ باب استحباب إدامة الحاج التلبية حتى يشرع في رمي جمرة العقبة يوم النحر
حاجی کیلئے جمرۂ عقبہ کی رمی تک یوم النحر کو تلبیہ جاری رکھنا مستحب ہے

۸۲۲ ... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَرْمَلَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ رَدِفْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا بَلَغَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الشِّعْبَ الْأَيْسَرَ الَّذِي دُونَ الْمُزْدَلِفَةِ أَنَاخَ فَبَالَ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ الْوَضُوءَ فَتَوَضَّأَ وُضُوءًا خَفِيفًا ثُمَّ قُلْتُ الصَّلَاةَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ الصَّلَاةُ أَمَامَكَ فَرَكِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

۸۲۲ ... حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عرفات سے (واپسی میں) میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھا (سواری پر) جب آپ علیہ السلام مزدلفہ کے (اس طرف قریب) بائیں گھاٹی پر پہنچے تو اونٹ کو بٹھایا، پیشاب کیا اور واپس آئے، پھر میں نے وضو کا پانی آپ ﷺ پر بہایا آپ ﷺ نے مختصر سا وضو کیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! نماز۔ فرمایا نماز تمہارے آگے ہے (یعنی آگے مزدلفہ میں پڑھیں گے) چنانچہ آپ ﷺ سوار ہوگئے اور مزدلفہ پہنچ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔ بعد ازاں مزدلفہ کی صبح کو فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے ردیف بنے۔

(گذشتہ سے پیوستہ)۔ تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ سعی کرنا واجب ہے۔ اگر کسی نے نہ کی تو دم واجب ہوگا۔ جہاں تک الفاظ قرآن کا تعلق ہے کہ تم پر صفا و مروہ کی سعی کرنے میں کوئی گناہ نہیں" جس کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ کرنے پر بھی گناہ نہیں ہے تو دراصل یہ مطلب عبارت قرآن کا نہیں ہے اور مذکورہ عبارت قرآن دوسرے پس منظر میں نازل ہوئی ہے کہ اسلام لانے کے بعد صحابہ سعی کرنا ناگوار خیال کرتے تھے تو ان کے خیال کی تردید کے لئے یوں فرمایا جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے اپنے بھانجے حضرت عروہؓ کو بتلادیا کہ تمہارا بیان کردہ مطلب الفاظ قرآنی کی صحیح تعبیر نہیں ہے۔ واللہ اعلم (اختصار از تفسیر مظہری ار ۲۰۷ و ۲۰۷)

حَتّٰى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى ثُمَّ رَدِفَ الْفَضْلُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ جَمْعٍ

قَالَ كُرَيْبٌ فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى بَلَغَ الْجَمْرَةَ

کریب کہتے ہیں کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتلایا فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے کہ رسول اللہ ﷺ مسلسل تلبیہ کہتے رہے تا آنکہ جمرۃ (عقبہ) تک پہنچ گئے۔

۸۲۳ وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ كِلَاهُمَا عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ قَالَ ابْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنْ جَمْعٍ قَالَ فَأَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ الْفَضْلَ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ

۸۲۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مزدلفہ سے فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا ردیف بنایا (سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا)۔

عطاءؒ کہتے ہیں کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے بتلایا کہ نبی ﷺ مسلسل تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ جمرۂ عقبہ کی رمی کی۔ [1]

۸۲۴ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَكَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي عَشِيَّةِ عَرَفَةَ وَغَدَاةِ جَمْعٍ لِلنَّاسِ حِينَ دَفَعُوا عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهُ حَتّٰى دَخَلَ مُحَسِّرًا وَهُوَ مِنْ مِنًى قَالَ عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِي يُرْمٰى بِهِ الْجَمْرَةُ وَقَالَ لَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُلَبِّي حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ

۸۲۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اپنے بھائی) فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عباس کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ردیف تھے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کی رات اور مزدلفہ کی صبح کو جب لوگوں نے دھکم پیل کی تو فرمایا: تمہارے لئے لازم ہے کہ آرام و سکون سے چلو۔ اور آپ ﷺ اپنی اونٹنی کو روکتے ہوئے چل رہے تھے۔ یہاں تک کہ وادی محسر میں داخل ہوگئے اور وہ منیٰ کی طرف سے وہاں آپ نے فرمایا چٹکی سے پھینکنے والی کنکریاں جمع کر لو جن سے رمی جمار کی جاتی ہے"۔ اور رسول اللہ ﷺ مسلسل تلبیہ کہتے رہے، یہاں تک کہ جمرات کی رمی کی۔

۸۲۵ وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ وَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُلَبِّي حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ وَزَادَ فِي حَدِيثِهِ

۸۲۵ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے زہیر بن حرب نے ان سے یحییٰ بن سعید نے ان سے ابن جریج نے اور ان سے ابوالزبیر نے اسی اسناد سے یہ حدیث بیان کی ہے سوائے اس کے کہ انہوں نے اس حدیث میں یہ ذکر نہیں کیا کہ رسول اللہ ﷺ رمی جمرات تک مسلسل تلبیہ

---

[1] اس حدیث سے اس پر دلالت کرتی ہیں کہ حج میں تلبیہ وقت احرام سے شروع ہو کر جمرۂ عقبہ کی رمی تک جاری رہتا ہے اور جمرۂ عقبہ کی رمی پر ختم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جمہور ائمہ وعلماء کا یہی مسلک ہے اور امام طحاوی نے فرمایا کہ اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ جمرۂ عقبہ کی رمی تک حج میں تلبیہ جاری رہتا ہے۔

البتہ معتمر یعنی عمرہ کرنے والے کے لئے تلبیہ کا کیا حکم ہے؟ اس بارے میں مختلف اقوال منقول ہیں۔ بعض کے نزدیک حدود حرم میں داخل ہوتے ہی تلبیہ روک دے گا۔ بعض کے نزدیک مکہ کے مکانات جب نظر آنے لگیں تو تلبیہ روک دے گا۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک تا دم حجر اسود تک تلبیہ جاری رہے گا جب کہ امام شافعی کا مسلک بھی یہی ہے۔

وَالنَّبِيُّ ﷺ يُشِيرُ بِيَدِهِ كَمَا يَخْذِفُ الْإِنْسَانُ

کہتے رہے۔ اور اس حدیث میں یہ بات زائد ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرماتے جس طرح چٹکی سے پکڑ کر انسان کو کنکری مارتا ہے۔

۸۲۶...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ وَنَحْنُ بِجَمْعٍ سَمِعْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ يَقُولُ فِي هَذَا الْمَقَامِ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ

۸۲۶...... حضرت عبدالرحمن بن یزید کہتے ہیں کہ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے مزدلفہ میں کہا کہ میں نے اس شخصیت (محمد ﷺ) کو جس پر سورۃ البقرہ کا نزول ہوا ہے اس مقام میں لبیک اللّٰھم لبیک کہتے سنا ہے۔

۸۲۷...... وحَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُدْرِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ لَبَّى حِينَ أَفَاضَ مِنْ جَمْعٍ فَقِيلَ أَعْرَابِيٌّ هَذَا فَقَالَ عَبْدُ اللهِ أَنَسِيَ النَّاسُ أَمْ ضَلُّوا سَمِعْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ يَقُولُ فِي هَذَا الْمَكَانِ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ

۸۲۷...... حضرت عبدالرحمن بن یزید کہتے ہیں کہ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزدلفہ سے لوٹتے وقت تلبیہ کہا تو ان کے بارے میں کہا گیا کہ یہ شاید کوئی اعرابی (دیہاتی) ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا لوگ بھول گئے یا گمراہ ہو گئے ہیں (اس معاملہ میں کہ تلبیہ جاری رہتا ہے رمی تک) میں نے اس ہستی کو جن پر سورۃ البقرہ کا نزول ہوا ہے اس مقام پر لبیک اللّٰھم لبیک کہتے سنا ہے۔

۸۲۸...... وحَدَّثَنَاهُ حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُصَيْنٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۸۲۸...... (آگے امام مسلمؒ نے اس حدیث کے مختلف اسناد سے اپنے مختلف طریق ذکر کئے ہیں)۔

۸۲۹...... وحَدَّثَنِيهِ يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادٌ يَعْنِي الْبَكَّائِيَّ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُدْرِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ وَالْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَا سَمِعْنَا عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ بِجَمْعٍ سَمِعْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ هَاهُنَا يَقُولُ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ ثُمَّ لَبَّى وَلَبَّيْنَا مَعَهُ

۸۲۹...... حضرت عبدالرحمن بن یزید اور حضرت اسود بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے دونوں فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبدالرحمن بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ وہ مزدلفہ میں فرما رہے تھے کہ میں نے اس ذات سے سنا کہ جس پر یہاں سورۃ البقرہ کا نزول ہوا آپ ﷺ فرما رہے تھے لبیک اللھم لبیک پھر حضرت عبداللہؓ نے بھی تلبیہ پڑھا اور ہم نے بھی ان کے ساتھ تلبیہ پڑھا۔

باب-۱۱۳ باب التلبية والتكبير في الذهاب من منى إلى عرفات في يوم عرفة

عرفات جاتے وقت تلبیہ اور تکبیر کہنا چاہئے

۸۳۰...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا يَحْيَى

۸۳۰...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ منیٰ سے عرفات آئے تو ہم میں سے بعض صحابہ تلبیہ اور بعض تکبیر میں مشغول رہے۔

بْنُ سعيد عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أبي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ غَدَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَاتٍ مِنَّا الْمُلَبِّي وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ

۸۳۶ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ويَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ قَالُوا أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَدَاةِ عَرَفَةَ فَمِنَّا الْمُكَبِّرُ وَمِنَّا الْمُهَلِّلُ فَأَمَّا نَحْنُ فَنُكَبِّرُ قَالَ قُلْتُ وَاللهِ لَعَجَبًا مِنْكُمْ كَيْفَ لَمْ تَقُولُوا لَهُ مَاذَا رَأَيْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ

۸۳۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے عرفہ کی صبح کو، ہم میں سے بعض تکبیر کہہ رہے تھے اور بعض تلبیہ اور جہاں تک ہمارا تعلق ہے تو ہم تکبیر کہنے والوں میں سے تھے۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ واللہ! آپ پر تعجب ہے آپ نے ان سے یہ کیوں نہیں کہا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو کیا کرتے ہوئے دیکھا (مقصد یہ ہے کہ اصل تو یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا عمل دیکھتے کہ آپ ﷺ کیا کر رہے ہیں)۔

۸۳۷ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي هَذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ كَانَ يُهِلُّ الْمُهِلُّ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ

۸۳۷۔ محمد بن ابی بکر الثقفی کہتے ہیں کہ انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب کہ وہ دونوں منیٰ سے عرفات کو جا رہے تھے سوال کیا کہ آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب ہوتے تھے اس دن میں تو کیا کرتے تھے؟

فرمایا کہ ہم میں سے بعض لوگ لاالہ الا اللہ کہتے تھے تو آپ ﷺ نے اس پر نکیر نہیں فرمائی اور ہم میں سے بعض تکبیر کہہ رہے تھے تو آپ نے اس پر بھی نکیر نہیں فرمائی۔

۸۳۸ وحَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ غَدَاةَ عَرَفَةَ مَا تَقُولُ فِي التَّلْبِيَةِ هَذَا الْيَوْمَ

قَالَ سِرْتُ هَذَا الْمَسِيرَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ فَمِنَّا الْمُكَبِّرُ وَمِنَّا الْمُهَلِّلُ وَلَا يَعِيبُ أَحَدُنَا عَلَى صَاحِبِهِ۔

۸۳۸۔ حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا: آپ عرفہ کی صبح تلبیہ پڑھنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور آپ ﷺ کے صحابہ اس سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے ہم میں سے کوئی تکبیر کہ رہا تھا اور ہم میں سے بعض لوگ لا الہ الا اللہ کہہ رہے تھے اور ہم میں سے کوئی بھی اپنے ساتھی کو منع نہیں کرتا تھا۔

باب-۱۱۳　باب الإفاضة من عرفاتٍ إلى المُزدلفة واستحباب صلاتي المغرب والعشاء جميعًا بالمُزدلفة في هذه الليلة

عرفات سے مزدلفہ کو لوٹنا اور اس رات میں مغرب وعشاء اکٹھے مزدلفہ میں پڑھنے کا بیان

۸۳۴...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ دَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوءَ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلَاةَ قَالَ الصَّلَاةُ أَمَامَكَ فَرَكِبَ فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيرَهُ فِي مَنْزِلِهِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلَّاهَا وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا

۸۳۴...... حضرت کریب جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ ہیں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ان سے سنا فرماتے تھے کہ: رسول اللہ ﷺ عرفات سے واپس ہوئے، جب گھاٹی کے پاس آئے تو سواری سے نزول فرمایا، پیشاب کر کے وضو کیا اور بہت اچھی طرح وضو نہیں کیا (مختصر سا وضو کر لیا) میں نے عرض کیا کہ نماز! فرمایا کہ نماز تمہارے آگے ہے۔ پھر آپ ﷺ سوار ہو گئے حتیٰ کہ مزدلفہ آنے کے بعد اترے، پھر خوب اچھی طرح وضو کیا، پھر نماز کھڑی ہو گئی تو آپ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھی ہر شخص نے جس کا اونٹ جہاں تھا وہیں بٹھا دیا۔ پھر عشاء کی اقامت ہوئی تو آپ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی اور دونوں نمازوں کے درمیان کچھ نہیں پڑھا۔

۸۳۵...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ انْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْدَ الدَّفْعَةِ مِنْ عَرَفَاتٍ إِلَى بَعْضِ تِلْكَ الشِّعَابِ لِحَاجَتِهِ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ فَقُلْتُ أَتُصَلِّي فَقَالَ الْمُصَلَّى أَمَامَكَ

۸۳۵...... کریب مولیٰ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے لوٹنے کے بعد قضاء حاجت کے لئے گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی کی طرف کو گئے، میں نے آپ ﷺ پر پانی ڈالا (وضو کے لئے) اور عرض کیا کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہیں؟ فرمایا کہ نماز کی جگہ تمہارے آگے ہے۔

۸۳۶...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ أَفَاضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى الشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ وَلَمْ يَقُلْ أُسَامَةُ أَرَاقَ الْمَاءَ - قَالَ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وُضُوءًا لَيْسَ بِالْبَالِغِ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ الصَّلَاةَ قَالَ الصَّلَاةُ أَمَامَكَ قَالَ ثُمَّ سَارَ حَتَّى بَلَغَ جَمْعًا فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ

۸۳۶...... حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ عرفات سے واپس ہوئے تو جب آپ ﷺ ایک گھاٹی کی طرف اترے تو آپ ﷺ نے پیشاب کیا اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضو کرانے کا ذکر نہیں کیا پھر آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور مختصر وضو فرمایا حضرت اسامہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! نماز؟ آپ ﷺ نے فرمایا نماز تیرے آگے ہے۔

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: پھر آپ ﷺ چلے یہاں تک کہ جب آپ ﷺ مزدلفہ پہنچے تو آپ ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں (اکٹھی) پڑھیں۔

۸۳۷ ..... وحدثنا إسحق بن إبراهيم أخبرنا يحيى بن آدم حدثنا زهير أبو خيثمة حدثنا إبراهيم بن عقبة أخبرني كريب أنه سأل أسامة بن زيد كيف صنعتم حين ردفت رسول الله ﷺ عشية عرفة فقال جئنا الشعب الذي ينيخ الناس فيه للمغرب فأناخ رسول الله ﷺ ناقته وبال وما قال أهراق الماء ثم دعا بالوضوء فتوضأ وضوءا ليس بالبالغ فقلت يا رسول الله الصلاة فقال الصلاة أمامك فركب حتى جئنا المزدلفة فأقام المغرب ثم أناخ الناس في منازلهم ولم يحلوا حتى أقام العشاء الآخرة فصلى ثم حلوا

قلت فكيف فعلتم حين أصبحتم قال ردفه الفضل بن عباس وانطلقت أنا في سباق قريش على رجلي

۸۳۷ ..... حضرت کریب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ عرفہ کی شام جب آپ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھے تو آپ ﷺ نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا کہ ہم اس گھاٹی تک آئے جہاں لوگ نماز مغرب کے لئے اونٹوں کو بٹھاتے ہیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹنی کو بٹھایا، اور پیشاب سے فارغ ہوئے اور اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی بہانے کا ذکر نہیں کیا۔ پھر آپ ﷺ نے وضو کا پانی منگوالیا اور مختصر سا وضو کیا پورا نہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! نماز۔ فرمایا کہ نماز تمہارے آگے ہے۔ پھر آپ ﷺ سوار ہوگئے یہاں تک کہ ہم مزدلفہ آگئے۔ وہاں آپ ﷺ نے مغرب کی نماز کھڑی کی، پھر لوگوں نے اونٹوں کو کھولے بغیر اپنی اپنی جگہ بٹھادیا۔ یہاں تک کہ عشاء کی نماز کھڑی ہوگئی، آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔ پھر لوگوں نے اونٹ کھول دیئے۔

کریبؒ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اس صبح آپ نے کیا کیا؟ فرمایا کہ صبح کو فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے ردیف بن گئے جب کہ میں قریش کی راہ سے پیدل ہی چل پڑا۔

۸۳۸ .. حدثنا إسحق بن إبراهيم أخبرنا وكيع حدثنا سفيان عن محمد بن عقبة عن كريب عن أسامة بن زيد أن رسول الله ﷺ لما أتى النقب الذي ينزله الأمراء نزل فبال ولم يقل أهراق ثم دعا بوضوء فتوضأ وضوءا خفيفا فقلت يا رسول الله الصلاة فقال الصلاة أمامك

۸۳۸ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اس گھاٹی پر آئے جس جگہ امراء اترتے ہیں آپ ﷺ اترے اور پیشاب کیا۔ اور پانی بہانے کا نہیں کہا پھر آپ ﷺ نے وضو کیلئے پانی منگوایا اور مختصر وضو فرمایا (حضرت اسامہ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! نماز؟ آپ ﷺ نے فرمایا نماز تیرے آگے ہے (یعنی نماز آگے چل کر پڑھیں گے)۔

۸۳۹ حدثنا عبد بن حميد أخبرنا عبد الرزاق أخبرنا معمر عن الزهري عن عطاء مولى ابن سباع عن أسامة بن زيد أنه كان رديف رسول الله ﷺ حين أفاض من عرفة فلما جاء الشعب أناخ راحلته ثم ذهب إلى الغائط فلما رجع صببت عليه من الإداوة فتوضأ ثم ركب ثم أتى المزدلفة فجمع بها بين المغرب والعشاء

۸۳۹ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری پر سوار تھے جس وقت کہ آپ ﷺ عرفات سے واپس آئے تو جب آپ ﷺ گھاٹی کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے اپنی سواری کو بٹھایا پھر آپ ﷺ قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے اور جب آپ ﷺ لوٹے تو میں نے برتن سے پانی لے کر آپ ﷺ کو وضو کروایا پھر آپ ﷺ سوار ہوئے اور مزدلفہ آئے اور وہاں آپ ﷺ نے مغرب وعشاء دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھا۔

۸۴۰۔۔۔حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ وَأُسَامَةُ رِدْفُهُ قَالَ أُسَامَةُ فَمَا زَالَ يَسِيرُ عَلَى هَيْئَتِهِ حَتَّى أَتَى جَمْعًا

۸۴۰۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عرفات سے واپس ہوئے تو اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے ردیف تھے اور اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ اسی حالت میں چلتے رہے یہاں تک کہ مزدلفہ پہنچ گئے۔

۸۴۱۔۔۔وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ وَأَنَا شَاهِدٌ أَوْ قَالَ سَأَلْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَرْدَفَهُ مِنْ عَرَفَاتٍ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ يَسِيرُ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ قَالَ كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ

۸۴۱۔۔۔ ہشامؒ اپنے والد عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا اور میں موجود تھا یا فرمایا کہ میں نے ہی اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں عرفات سے اپنے پیچھے بٹھایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ جب عرفہ سے واپس ہوئے تو کیسے چلتے تھے فرمایا کہ آپ ﷺ دھیمی چال چلتے اور جب کچھ کشادہ جگہ ملتی تو تیز دوڑاتے۔

۸۴۲۔۔۔وحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ حُمَيْدٍ قَالَ هِشَامٌ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ

۸۴۲۔۔۔ حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ مگر حمید کی روایت میں یہ ہے کہ ہشام نے کہا کہ نص جو اونٹنی کی چال ہے وہ عنق سے تیز ہے۔

۸۴۳۔۔۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيدَ الْخَطْمِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ

۸۴۳۔۔۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ میں پڑھی۔

۸۴۴۔۔۔و حَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَطْمِيِّ وَكَانَ أَمِيرًا عَلَى الْكُوفَةِ عَلَى عَهْدِ ابْنِ الزُّبَيْرِ

۸۴۴۔۔۔ حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طریق کے ساتھ سابقہ روایت کی طرح روایت منقول ہے۔ حضرت ابن رمح اپنی روایت میں حضرت عبداللہ بن یزید خطمی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں کوفہ کے امیر تھے۔

۸۴۵ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ

۸۴۵۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب وعشاء کی نمازیں دونوں اکٹھی مزدلفہ میں پڑھیں۔

بالمزدلفة جميعا

۸۴۶ — وحدثني حرملة بن يحيى أخبرنا ابن وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب أن عبيد الله بن عبد الله بن عمر أخبره أن أباه قال جمع رسول الله ﷺ بين المغرب والعشاء بجمع ليس بينهما سجدة وصلى المغرب ثلاث ركعات وصلى العشاء ركعتين فكان عبد الله يصلي بجمع كذلك حتى لحق بالله تعالى

۸۴۶ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو اکٹھے اس طرح پڑھا کہ دونوں کے درمیان کوئی سجدہ (رکعت) نہ تھی، مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعات (قصر) پڑھیں۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اللہ سے ملنے (موت تک) اور مدت تک مزدلفہ میں اسی طرح مغرب وعشاء اکٹھی پڑھتے رہے۔

۸۴۷ — حدثنا محمد بن المثنى حدثنا عبد الرحمن بن مهدي حدثنا شعبة عن الحكم وسلمة بن كهيل عن سعيد بن جبير أنه صلى المغرب بجمع والعشاء بإقامة ثم حدث عن ابن عمر أنه صلى مثل ذلك وحدث ابن عمر أن النبي ﷺ صنع مثل ذلك

۸۴۷ کہیلؒ سعید بن جبیرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نمازیں اکٹھی پڑھیں پھر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے بیان کیا کہ انہوں نے بھی اسی طرح اکٹھی نمازیں پڑھی تھیں اور پھر یہ بھی بیان کیا تھا کہ نبی ﷺ نے بھی یونہی کیا تھا۔

۸۴۸ — وحدثنيه زهير بن حرب حدثنا وكيع حدثنا شعبة بهذا الإسناد وقال صلاهما بإقامة واحدة۔

۸۴۸ حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سند سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک ہی اقامت کے ساتھ نماز پڑھی۔

۸۴۹ — وحدثنا عبد بن حميد أخبرنا عبد الرزاق أخبرنا الثوري عن سلمة بن كهيل عن سعيد بن جبير عن ابن عمر قال جمع رسول الله ﷺ بين المغرب والعشاء بجمع صلى المغرب ثلاثا والعشاء ركعتين بإقامة واحدة

۸۴۹ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کے درمیان اکٹھی نماز پڑھی مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعت نماز ایک ہی اقامت کے ساتھ پڑھی۔

۸۵۰ — وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا عبد الله بن نمير حدثنا إسمعيل بن أبي خالد عن أبي إسحق قال قال سعيد بن جبير أفضنا مع ابن عمر حتى أتينا جمعا فصلى بنا المغرب والعشاء بإقامة واحدة ثم انصرف فقال هكذا صلى بنا رسول الله

۸۵۰ حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ ہم ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ (عرفات) سے لوٹے اور مزدلفہ آئے، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اقامت کے ساتھ پڑھائیں، پھر پلٹے اور کہا کہ: "اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اسی جگہ پر نماز پڑھائی تھی"۔ [1]

---

[1] حج میں دو جگہ جمع بین الصلوتین مشروع ہے۔ ایک تو عرفات میں۔ ظہر وعصر کو جمع کیا جاتا ہے جو جمع تقدیم کہلاتی ہے اور دوسرے مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو جمع کیا جاتا ہے اور اس جمع بین الصلوۃ کو جمع تاخیر کہا جاتا ہے۔ اور احناف کے نزدیک عرفات (جاری ہے)

ﷺفي هذا المكان

باب-۱۱۵ باب استحباب زيادة التغليس بصلاة الصبح يوم النحر بالمزدلفة والمبالغة فيه بعد تحقق طلوع الفجر

مزدلفہ میں یوم النحر کو فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے

۸۵۱...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى صَلاَةً إِلاَّ لِمِيقَاتِهَا إِلاَّ صَلاَتَيْنِ صَلاَةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيقَاتِهَا

۸۵۱۔ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کوئی نماز وقت سے پہلے پڑھتے نہیں دیکھا مگر دو نمازوں میں۔ ایک تو مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نمازوں کو۔ دوسرے اگلے دن کی فجر کی نماز کو کہ وقت سے قبل پڑھی۔ ❶

۸۵۲...... وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ عَنِ الأَعْمَشِ بِهَذَا الإِسْنَادِ وَقَالَ قَبْلَ وَقْتِهَا بِغَلَسٍ

۸۵۲۔ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں کہ وقت سے قبل اندھیرے میں نماز پڑھی۔

باب-۱۱۶ باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن من مزدلفة إلى منى في أواخر الليل قبل زحمة الناس واستحباب المكث لغيرهم حتى يصلوا الصبح بمزدلفة

ضعفاء کو مزدلفہ سے پہلے ہی روانہ کر دینا صحیح ہے

۸۵۳...... وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ يَعْنِي ابْنَ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ

۸۵۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مزدلفہ کی رات نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی کہ انہیں پہلے ہی روانہ کر دیں اور لوگوں کی بھیڑ اور ہجوم

(گذشتہ سے پیوستہ) میں جمع تقدیم مسنون ہے جب کہ مزدلفہ میں جمع تاخیر مسنون نہیں واجب ہے۔
اور احناف کے نزدیک یہ دونوں نمازیں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ ہوں گی۔ یہ امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کا مسلک ہے جب کہ امام زفر اور امام طحاوی کا مسلک یہ ہے کہ ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ نمازیں ہوں گی اور شیخ ابن ہمام نے اسی کو راجح قرار دیا ہے۔ یہ مزدلفہ کے بارے میں ہے۔ جب کہ عرفات میں امام ابوحنیفہ کا مسلک بھی یہی ہے کہ ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ نماز ہوگی۔
(حاشیہ صفحہ ہذا)

❶ وقت سے پہلے پڑھنے سے مراد غالباً یہ ہے کہ عام طور پر جس وقت پڑھتے تھے اس سے ہٹ کر ذرا پہلے پڑھ لی۔ یہ مراد نہیں کہ دخول وقت سے قبل ہی نماز پڑھ لی۔ واللہ اعلم

تَدْفَعُ قَبْلَهُ وَقَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَكَانَتِ امْرَأَةً ثَبِطَةً يَقُولُ الْقَاسِمُ وَالثَّبِطَةُ الثَّقِيلَةُ قَالَ فَأَذِنَ لَهَا فَخَرَجَتْ قَبْلَ دَفْعِهِ وَحَبَسَنَا حَتَّى أَصْبَحْنَا فَدَفَعْنَا بِدَفْعِهِ وَلَأَنْ أَكُونَ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَمَا اسْتَأْذَنَتْهُ سَوْدَةُ فَأَكُونَ أَدْفَعُ بِإِذْنِهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَفْرُوحٍ بِهِ

سے قبل ہی نکل جائیں کیونکہ وہ قدرے بھاری جسم والی تھیں۔ قاسمؒ (راوی) کہتے ہیں کہ ثبطہ کے معنی بھاری جسم والی کے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، رسول اللہ ﷺ کے لوٹنے سے قبل ہی لوٹ گئیں، جب کہ ہمیں صبح تک روکے رکھا گیا اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہی واپس ہوئے۔ اور اگر میں بھی رسول اللہ ﷺ سے اجازت لیتی جیسا کہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ سے اجازت لی تھی اور میں آپ ﷺ کی اجازت سے واپس ہو جاتی تو یہ مجھے زیادہ پسند تھا ان کی اس سے خوشی کی بناء پر۔

۸۵٤...... وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى جَمِيعًا عَنِ الثَّقَفِيِّ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ سَوْدَةُ امْرَأَةً ضَخْمَةً ثَبِطَةً فَاسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ تُفِيضَ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ فَأَذِنَ لَهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَلَيْتَنِي كُنْتُ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَمَا اسْتَأْذَنَتْهُ سَوْدَةُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ لَا تُفِيضُ إِلَّا مَعَ الْإِمَامِ

۸۵۴...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام المؤمنین بھاری بھرکم خاتون تھیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ مزدلفہ سے رات ہی کو واپس ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ کاش میں بھی رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے لیتی جیسے سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اجازت لے لی تھی۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا معمول تھا کہ وہ امام کے ساتھ ہی مزدلفہ سے واپس ہوتیں تھیں۔

۸۵۵...... وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَمَا اسْتَأْذَنَتْهُ سَوْدَةُ فَأُصَلِّي الصُّبْحَ بِمِنًى فَأَرْمِي الْجَمْرَةَ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ النَّاسُ فَقِيلَ لِعَائِشَةَ فَكَانَتْ سَوْدَةُ اسْتَأْذَنَتْهُ قَالَتْ نَعَمْ إِنَّهَا كَانَتِ امْرَأَةً ثَقِيلَةً ثَبِطَةً فَاسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَذِنَ لَهَا

۸۵۵...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میری بھی خواہش تھی کہ میں رسول اللہ ﷺ سے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح اجازت لے لیتی اور پھر فجر کی نماز منیٰ میں پڑھ کر رمی کرتی قبل اس کے کہ لوگ آجائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ کیا سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اجازت لی تھی؟ فرمایا کہ ہاں۔ کیونکہ وہ بھاری اور فربہ جسم والی تھیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت لی تو آپ ﷺ نے اجازت عطا فرمادی۔

۸۵٦...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

۸۵۶ .... حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت کی طرح کا مضمون نقل کیا گیا ہے۔

۸۵۷ ......حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ مَوْلَى أَسْمَاءَ قَالَ قَالَتْ لِي أَسْمَاءُ وَهِيَ عِنْدَ دَارِ الْمُزْدَلِفَةِ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ لَا فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ يَا بُنَيَّ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَتِ ارْحَلْ بِي فَارْتَحَلْنَا حَتَّى رَمَتِ الْجَمْرَةَ ثُمَّ صَلَّتْ فِي مَنْزِلِهَا فَقُلْتُ لَهَا أَيْ هَنْتَاهُ لَقَدْ غَلَّسْنَا قَالَتْ كَلَّا أَيْ بُنَيَّ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَذِنَ لِلظُّعُنِ

۸۵۷...... عبداللہ، حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ، فرماتے ہیں کہ مجھ سے اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اور وہ اس وقت مزدلفہ کے گھر کے قریب تھیں کہ کیا چاند غائب ہو گیا؟ میں نے کہا نہیں! انہوں نے تھوڑی دیر نماز پڑھی۔ پھر فرمایا کہ میرے بیٹے! کیا چاند غائب ہو گیا؟ میں نے کہا جی ہاں! فرمایا کہ ہمارے ساتھ روانہ ہو جاؤ چنانچہ ہم روانہ ہو گئے، یہاں تک کہ (منیٰ پہنچ کر) انہوں نے رمی کی۔ پھر اپنے پڑاؤ میں نماز پڑھی (فجر کی) میں نے عرض کیا: اے بی بی! ہم تو بہت اندھیرے میں ہو گئے ہیں، انہوں نے فرمایا: اے میرے بیٹے! نہیں۔ نبی ﷺ نے خواتین کو اجازت دی ہے (کہ قبل فجر مزدلفہ سے روانہ ہو کر منیٰ میں رمی کر لیں تاکہ لوگوں کی بھیڑ اور اختلاط نامحرم سے بچ جائیں)۔

۸۵۸...... وحَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رِوَايَتِهِ قَالَتْ لَا أَيْ بُنَيَّ إِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ أَذِنَ لِظُعُنِهِ

۸۵۸ ... حضرت ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت کی طرح روایت منقول ہے۔ اور ایک روایت میں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نہیں اے میرے بیٹے! اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی زوجہ (مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو سفر کی اجازت دے دی تھی۔

۸۵۹...... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى جَمِيعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّ ابْنَ شَوَّالٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ بِهَا مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ

۸۵۹...... عطاءؒ کہتے ہیں کہ ابن شوالؒ نے انہیں بتلایا کہ وہ حضرت ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر ہوئے تو ام المؤمنین نے انہیں بتلایا کہ نبی ﷺ نے انہیں مزدلفہ سے رات ہی کو بھیج دیا تھا۔

۸۶۰ ...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ ح و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ شَوَّالٍ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ نُغَلِّسُ مِنْ جَمْعٍ إِلَى مِنًى

وَفِي رِوَايَةِ النَّاقِدِ نُغَلِّسُ مِنْ مُزْدَلِفَةَ

۸۶۰...... حضرت سالم بن شوال حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

"ہم نبی ﷺ کے عہد مبارک میں رات کے اندھیرے ہی میں مزدلفہ سے منیٰ کو روانہ ہو جاتے تھے"۔

اور ناقد کی روایت میں یوں ہے کہ ہم اندھیرے میں مزدلفہ سے چل نکلتے تھے۔

۸۶۱...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ

۸۶۱ ... حضرت عبداللہ بن ابی یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ:

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الثَّقَلِ أَوْ قَالَ فِي الضَّعَفَةِ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ

"مجھے رسول اللہ ﷺ نے سامان یا کمزور و ضعفاء کے ساتھ مزدلفہ سے رات ہی کو روانہ فرمادیا تھا"۔

۸۶۲ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ

۸۶۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر کے ضعفاء میں شامل کر کے روانہ کر دیا تھا۔

۸۶۳ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ فِيمَنْ قَدَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ.

۸۶۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا کہ اپنے گھر کے ضعیف لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے پہلے بھیج دیا تھا۔

۸۶٤ وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَ بِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِسَحَرٍ مِنْ جَمْعٍ فِي ثَقَلِ نَبِيِّ اللهِ ﷺ قُلْتُ أَبَلَغَكَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَ بِي بِلَيْلٍ طَوِيلٍ قَالَ لَا إِلَّا كَذَلِكَ بِسَحَرٍ قُلْتُ لَهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَمَيْنَا الْجَمْرَةَ قَبْلَ الْفَجْرِ وَأَيْنَ صَلَّى الْفَجْرَ قَالَ لَا إِلَّا كَذَلِكَ

۸۶۴ حضرت ابن جریج کہتے ہیں کہ مجھے عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے بتلایا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی ﷺ نے مجھے سحر کے وقت مزدلفہ سے اپنے سامان کے ہمراہ بھیج دیا تھا۔ ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا آپ کو یہ اطلاع بھی ملی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ: مجھے طویل رات سے ہی بھیج دیا؟ عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے کہا نہیں سوائے اس کے کہ یہی فرمایا "سحر کے وقت بھیجا"۔ میں نے کہا کہ کیا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ: ہم نے فجر سے قبل جمرہ کی رمی کر لی"۔ عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہیں سوائے اسی بات کے (جو اوپر مذکور ہوئی)۔

۸٦٥ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ فَيَقِفُونَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِاللَّيْلِ فَيَذْكُرُونَ اللهَ مَا بَدَا لَهُمْ ثُمَّ يَدْفَعُونَ قَبْلَ أَنْ يَقِفَ الْإِمَامُ وَقَبْلَ أَنْ يَدْفَعَ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ مِنًى لِصَلَاةِ الْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ بَعْدَ ذَلِكَ فَإِذَا قَدِمُوا رَمَوُا الْجَمْرَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ

۸۶۵ حضرت سالم بن عبد اللہ نے ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کو خبر دی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کے ضعفاء و کمزوروں کو آگے بھیج دیتے تھے، کہ وہ مشعر الحرام کے پاس مزدلفہ میں وقوف کر لیں رات میں اور حسب توفیق اللہ کا ذکر کرتے رہیں پھر وہاں سے امام کے وقوف اور روانگی سے قبل روانہ ہو جائیں۔ چنانچہ ان میں سے بعض تو نماز فجر کے وقت منیٰ پہنچ جاتے تھے اور بعض اس کے بعد۔ اور جب آ جاتے تھے تو جمرۂ عقبہ کی رمی کر لیتے۔ اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان ضعفاء کے بارے میں

أَرْخَصَ فِي أُولَئِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

اجازت عطا فرمائی ہے۔ ❶

باب-۱۱۷ باب رمي جمرة العقبة من بطن الوادي وتكون مكة عن يساره ويكبر مع كل حصاة

جمرۂ عقبہ کی رمی کا طریقہ

۸۶۶۔۔۔۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ رَمَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ قَالَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ أُنَاسًا يَرْمُونَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ هَذَا وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ

۸۶۶۔ حضرت عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمرۂ عقبہ کی رمی وادیٔ منیٰ کے درمیان سے کی سات کنکریاں مار کر، ہر کنکری پر تکبیر پڑھتے تھے، ان سے کہا گیا کہ بعض لوگوں نے تو اوپر کی طرف سے کنکریاں ماریں تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، جس ہستی ﷺ پر سورۃ البقرہ نازل ہوئی اس کا (کنکری مارنے کا) مقام یہی ہے"۔ (یعنی بطن الوادی)۔

۸۶۷۔۔۔۔وحَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوسُفَ يَقُولُ وَهُوَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ أَلِّفُوا الْقُرْآنَ كَمَا أَلَّفَهُ جِبْرِيلُ السُّورَةُ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا الْبَقَرَةُ وَالسُّورَةُ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا النِّسَاءُ وَالسُّورَةُ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا آلُ عِمْرَانَ قَالَ فَلَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ فَأَخْبَرْتُهُ بِقَوْلِهِ فَسَبَّهُ وَقَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَأَتَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ فَاسْتَعْرَضَهَا فَرَمَاهَا مِنْ بَطْنِ الْوَادِي

۸۶۷۔ حضرت اعمش کہتے ہیں کہ میں نے حجاج بن یوسف کو یہ کہتے سنا وہ منبر پر خطبہ دے رہا تھا کہ:

"قرآن کی وہی ترتیب رکھو جو جبریل علیہ السلام کی ترتیب تھی کہ وہ سورت جس میں بقرہ کا ذکر ہے وہ پہلے پھر جس سورۃ میں نساء کا ذکر ہے، وہ پھر جس میں آل عمران کا ذکر ہے وہ۔

اعمش کہتے ہیں کہ پھر میں ابراہیم سے ملا اور ان سے حجاج کے قول کا ذکر کیا تو انہوں نے اسے بُرا بھلا کہا اور فرمایا کہ: مجھ سے عبدالرحمٰن ابن یزید نے بیان کیا کہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے وہ جمرۂ عقبہ کے پاس آئے اور وادی کے درمیان میں کھڑے ہوئے

---

❶ نوویؒ نے فرمایا کہ ان احادیث سے مزدلفہ سے قبل الفجر روانہ ہو جانے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک نصف لیل یعنی آدھی رات سے قبل خروج من مزدلفہ اور نصف لیل کے بعد رمی جمرۂ عقبہ جائز ہے اور وہ انہی احادیث سے استدلال کرتے ہیں جب کہ دیگر ائمہ کے نزدیک اس کا جواز نہیں اِلّا یہ کہ ضعفاء میں ہوں یعنی بوڑھے' بچے اور معذور خواتین کے لئے صبح صادق سے قبل منیٰ روانہ ہونا جائز ہے علماء کا اختلاف ہے کہ مزدلفہ میں رات کو ٹھہرنے کا کیا حکم ہے؟ جمہور ائمہ مثلاً امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ وغیرھم کے نزدیک یہ واجب ہے۔ لہٰذا اگر کوئی اسے ترک کردے تو اس پر دم لازم ہوگا البتہ حج صحیح ہو جائے گا۔ البتہ امام مالکؒ کے نزدیک مزدلفہ میں رات گذارنا مسنون ہے' اور ترک سے دم لازم نہ ہوگا' جب کہ بعض کے نزدیک نہ واجب ہے نہ سنت بلکہ مناسک حج میں سے ایک نسک ہے چاہے تو اس پر عمل کرے چاہے نہ کرے کوئی حرج نہیں۔ لیکن یہ قول غلط ہے۔ واللہ اعلم (انتہی نوویؒ)

بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ قَالَ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ النَّاسَ يَرْمُونَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ هَذَا وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ

جمرہ کو اپنے سامنے کیا اور بطن الوادی سے سات کنکریاں اسے ماریں ہر کنکری پر اللہ اکبر کہا۔ میں نے ان سے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! لوگ تو اوپر سے کھڑے ہو کر رمی کرتے ہیں؟ فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں جس ہستی (محمد ﷺ) پر سورۃ البقرہ نازل ہوئی اس کے (رمی) کا مقام یہی تھا"۔

۸۶۸ - وحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُولُ لَا تَقُولُوا سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَاقْتَصَّا الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ

۸۶۸ حضرت اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ حجاج بن یوسف کہتا ہے کہ تم نہ کہو سورۃ البقرہ (اس کے بعد بقیہ حدیث حسب سابق بیان فرمائی)۔

۸۶۹ ...وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ حَجَّ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ فَرَمَى الْجَمْرَةَ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنًى عَنْ يَمِينِهِ وَقَالَ هَذَا مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ

۸۶۹ ...عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حج کیا، ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمرۂ عقبہ کی رمی کی سات کنکریاں مار کر اور اس طرح کہ بیت اللہ کو اپنے بائیں طرف کیا، منیٰ کو دائیں طرف اور فرمایا کہ یہ مقام ہے اس ذات کا جس پر سورۃ البقرہ نازل ہوئی۔

۸۷۰ ...وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا أَتَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ

۸۷۰ ...اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ جب وہ جمرہ عقبہ آئے۔

۸۷۱ ...وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُحَيَّاةِ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى أَبُو الْمُحَيَّاةِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قِيلَ لِعَبْدِ اللَّهِ إِنَّ نَاسًا يَرْمُونَ الْجَمْرَةَ مِنْ فَوْقِ الْعَقَبَةِ قَالَ فَرَمَاهَا عَبْدُ اللَّهِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ قَالَ مِنْ هَا هُنَا وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ رَمَاهَا الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ

۸۷۱ ...عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ لوگ جمرۂ عقبہ کے اوپر سے رمی کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب رمی کی تو بطن الوادی سے کی اور فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اس ہستی نے جس پر سورۃ البقرہ نازل ہوئی (محمد ﷺ نے) اسی مقام سے رمی فرمائی۔

باب-۱۱۸ **باب استحباب رمي جمرة العقبة يوم النحر راكبًا وبيان قوله ﷺ لتأخذوا مناسككم**

یوم النحر کو رمی جمرۂ عقبہ سوار ہو کر کرنا مستحب ہے

۸۷۲۔۔۔۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ جَمِيعًا عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ قَالَ ابْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَرْمِي عَلَى رَاحِلَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ وَيَقُولُ لِتَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِي هٰذِهِ

۸۷۲۔۔۔۔ حضرت ابوالزبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ اپنی سواری پر رمی فرما رہے ہیں یوم النحر کو اور یہ بھی ارشاد فرما رہے ہیں کہ:

"اپنے مناسک حج مجھ سے حاصل کرلو (سیکھ لو) کیونکہ نہیں معلوم شاید میں اس حج کے بعد آئندہ حج نہ کر سکوں"۔

۸۷۳۔۔۔۔ وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ الْحُصَيْنِ قَالَ سَمِعْتُهَا تَقُولُ حَجَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَرَأَيْتُهُ حِينَ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَانْصَرَفَ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَأُسَامَةُ أَحَدُهُمَا يَقُودُ بِهِ رَاحِلَتَهُ وَالْآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ عَلَى رَأْسِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الشَّمْسِ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَوْلًا كَثِيرًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنْ أُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ مُجَدَّعٌ حَسِبْتُهَا قَالَتْ أَسْوَدُ يَقُودُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا

۸۷۳۔۔۔۔ حضرت یحییٰ بن حصین اپنی دادی ام الحصین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے انہیں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حجۃ الوداع میں حج کیا، میں نے آپ ﷺ کو دیکھا جب آپ جمرۂ عقبہ کی رمی کر کے چلے تو آپ ﷺ اپنی سواری پر تھے اور آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ایک آپ ﷺ کی سواری کو کھینچ رہے تھے مہار پکڑے اور دوسرا آپ کے سر مبارک پر دھوپ سے بچاؤ کے لئے اپنے کپڑے سے سایہ کئے ہوئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں۔ پھر میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "اگر تم پر کوئی کان کٹا غلام اور میرا خیال ہے کہ یہ بھی فرمایا حبشی (یعنی کان کٹا حبشی غلام) بھی حاکم بنا دیا جائے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق چلائے تو اسکی بات سننا اور اطاعت کرنا تمہارا فرض ہے"۔

۸۷۴۔۔۔۔ وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ أُمِّ الْحُصَيْنِ جَدَّتِهِ قَالَتْ حَجَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَرَأَيْتُ أُسَامَةَ وَبِلَالًا وَأَحَدُهُمَا آخِذٌ بِخِطَامِ نَاقَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ يَسْتُرُهُ مِنَ

۸۷۴۔۔۔۔ حضرت ام حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حج میں شریک تھی۔ میں نے حضرت اسامہ و بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ ان میں سے ایک تو نبی ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑے تھے جب کہ دوسرے اپنا کپڑا نبی ﷺ کے اوپر کئے ہوئے گرمی سے آپ کو بچانے کے لئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے جمرۂ عقبہ کی رمی فرمائی۔

النحر حتى رمى جمرة العقبة
قال مسلم واسم أبي عبد الرحيم خالد بن أبي يزيد وهو خال محمد بن سلمة روى عنه وكيع وحجاج الأعور

امام مسلم علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ابو عبدالرحیم کا نام خالد بن ابو یزید ہے اور وہ محمد بن مسلمہ کے ماموں ہیں روایت کی ہے ان سے وکیع اور حجاج اعور نے۔

باب-۱۱۹ باب استحباب كون حصى الجمار بقدر حصى الخذف
کنکریوں کو ٹھیکری کے برابر ہونا چاہیے

۸۷۵... وحدثني محمد بن حاتم وعبد بن حميد قال ابن حاتم حدثنا محمد بن بكر أخبرنا ابن جريج أخبرنا أبو الزبير أنه سمع جابر بن عبد الله يقول رأيت النبي ﷺ رمى الجمرة بمثل حصى الخذف

۸۷۵ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو ٹھیکری کے برابر کنکری سے جنہیں چٹکی سے پھینکا جاتا ہے رمی کرتے ہوئے دیکھا۔

باب-۱۲۰ باب بيان وقت استحباب الرمي
رمی کا وقتِ مستحب کیا ہے؟

۸۷۶ وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا أبو خالد الأحمر وابن إدريس عن ابن جريج عن أبي الزبير عن جابر قال رمى رسول الله ﷺ الجمرة يوم النحر ضحى وأما بعد فإذا زالت الشمس

۸۷۶ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم النحر (دس ذی الحجہ) کو چاشت کے وقت رمی فرمائی۔ اور بعد کے ایام (گیارہ اور بارہ تاریخوں میں) زوال آفتاب کے بعد رمی فرمائی۔

۸۷۷ و حدثناه علي بن خشرم أخبرنا عيسى أخبرنا ابن جريج أخبرني أبو الزبير أنه سمع جابر بن عبد الله يقول كان النبي ﷺ بمثله

۸۷۷ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح (کنکریاں مارتے تھے)۔

باب-۱۲۱ باب بيان أن حصى الجمار سبع
کنکریوں کی تعداد

۸۷۸... وحدثني سلمة بن شبيب حدثنا الحسن بن أعين حدثنا معقل وهو ابن عبيد الله الجزري عن أبي الزبير عن جابر قال قال رسول الله ﷺ الاستجمار تو ورمي الجمار تو والسعي بين الصفا

۸۷۸ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"استنجا کے لئے پتھر (ڈھیلے) طاق (تین) ہوتے ہیں، جمرات کی رمی کیلئے کنکریاں طاق (سات) ہوتی ہیں، صفا و مروہ کے درمیان سعی کے چکر بھی

وَالْمَرْوَةِ تَوٌّ وَالطَّوَافُ تَوٌّ وَإِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ بِتَوٍّ

طاق ہیں، (سات) طواف کے بھی چکر طاق (سات) ہوتے ہیں اور جب تم میں سے کوئی استنجا کے لئے ڈھیلے لے تو اسے چاہیے کہ طاق عدد کرے (یعنی اگر چار ڈھیلوں میں استنجا ہو گیا ہو اور مزید کی ضرورت نہ ہو تب بھی طاق عدد کرنے کے لئے ایک اور ڈھیلا استعمال کرے)۔

باب-۱۴۲ باب تفضيل الحلق على التقصير وجواز التقصير

حلق کی فضیلت اور قصر کے جواز کا بیان

۸۷۹...... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ قَالَ حَلَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَحَلَقَ طَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ قَالَ عَبْدُ اللهِ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَالْمُقَصِّرِينَ

۸۷۹۔ حضرت نافع، عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

"رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کی ایک جماعت نے حلق کروایا (یعنی سر مکمل منڈوادیا جب کہ بعض صحابہ نے قصر کیا (یعنی بال چھوٹے کرائے) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ حلق کروانے والوں پر رحم فرمائے۔ ایک یا دو بار فرمایا پھر فرمایا اور چھوٹے کرانے والوں پر رحم فرمائے"۔

۸۸۰ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِينَ

۸۸۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے اللہ! حلق کرانے والوں پر رحم فرما، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور چھوٹے کرانے والوں پر؟

فرمایا: اے اللہ! حلق کرانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور چھوٹے کرانے والوں پر؟ فرمایا: اور چھوٹے کرانے والوں پر بھی۔

۸۸۱ أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ الْحَجَّاجِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِينَ

۸۸۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ حلق کرانے والوں پر رحم فرمائے"۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اور کتر نے والوں پر یا رسول اللہ!؟ فرمایا "اللہ حلق کرانے والوں پر رحم فرمائے"۔ لوگوں نے عرض کیا اور چھوٹے کرانے والوں پر؟ فرمایا "اللہ حلق کرانے والوں پر رحم فرمائے" لوگوں نے عرض کیا اور قصر کرنے والوں پر؟ فرمایا "اور قصر کرنے والوں پر بھی۔ (گویا حلق پر تین دفعہ دعا فرمائی اور قصر پر ایک دفعہ جس سے حلق کی افضلیت کا علم ہوتا ہے اور افضل یہی ہے کہ حلق کروائے)۔

۸۸۲ و حدثناه ابن المثنى حدثنا عبد الوهاب حدثنا عبيد الله بهذا الإسناد وقال في الحديث فلما كانت الرابعة قال والمقصرين

۸۸۲ اس سند سے سابقہ حدیث کا مضمون منقول ہے لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے چوتھی مرتبہ فرمایا اور قصر کرانے والوں پر بھی (رحم فرما)۔

۸۸۳ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وزهير بن حرب وابن نمير وأبو كريب جميعا عن ابن فضيل قال زهير حدثنا محمد بن فضيل حدثنا عمارة عن أبي زرعة عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ اللهم اغفر للمحلقين قالوا يا رسول الله وللمقصرين قال اللهم اغفر للمحلقين قالوا يا رسول الله وللمقصرين قال اللهم اغفر للمحلقين قالوا يا رسول الله وللمقصرين قال وللمقصرين

۸۸۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور قصر کرانے والے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یا اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اور قصر کرانے والے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اور قصر کرانے والوں (کی بھی مغفرت فرما)۔

۸۸۴ و حدثني أمية بن بسطام حدثنا يزيد بن زريع حدثنا روح عن العلاء عن أبيه عن أبي هريرة عن النبي ﷺ بمعنى حديث أبي زرعة عن أبي هريرة

۸۸۴ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث کے مثل روایت بیان فرمائی ہے۔

۸۸۵ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا وكيع وأبو داود الطيالسي عن شعبة عن يحيى بن الحصين عن جدته أنها سمعت النبي ﷺ في حجة الوداع دعا للمحلقين ثلاثا وللمقصرين مرة۔ ولم يقل وكيع في حجة الوداع

۸۸۵ حضرت یحییٰ بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے (یعنی دادی ام حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے حجۃ الوداع کے موقع پر حضور علیہ السلام سے سنا کہ آپ ﷺ نے حلق کرانے والوں پر تین بار اور قصر کرانے والوں پر ایک بار دعا فرمائی۔ اور وکیع نے اپنی روایت میں فی حجۃ الوداع نہیں کہا ہے۔

۸۸۶ وحدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا يعقوب وهو ابن عبد الرحمن القاري ح و حدثنا قتيبة حدثنا حاتم يعني ابن إسمعيل كلاهما عن موسى بن عقبة عن نافع عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ حلق رأسه في حجة الوداع

۸۸۶ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں حلق فرمایا۔

باب-۱۴۲ باب بيان أنّ السُّنّة يوم النّحر أن يرمي ثمّ ينحر ثمّ يحلق والابتداء في الحلق بالجانب الأيمن من رأس المحلوق

نحر کے دن پہلے رمی اور پھر قربانی وغیرہ کرنا مسنون ہے

۸۸۷..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتَى مِنًى فَأَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا ثُمَّ أَتَى مَنْزِلَهُ بِمِنًى وَنَحَرَ ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ خُذْ وَأَشَارَ إِلَى جَانِبِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ ثُمَّ جَعَلَ يُعْطِيهِ النَّاسَ

۸۸۷..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ منیٰ تشریف لائے تو (پہلے) جمرۂ عقبہ پر آئے، اس کی رمی کی، پھر منیٰ میں موجود اپنے پڑاؤ میں تشریف لائے اور قربانی کی، پھر حجام سے کہا کہ لو (یعنی کاٹو) اور اپنے سر کے دائیں جانب اشارہ کیا، پھر بائیں جانب اشارہ فرمایا پھر (کٹے ہوئے بالوں کو) لوگوں میں تقسیم فرمانے لگے۔

۸۸۸..... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ فِي رِوَايَتِهِ لِلْحَلَّاقِ هَا وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْجَانِبِ الْأَيْمَنِ هَكَذَا فَقَسَمَ شَعَرَهُ بَيْنَ مَنْ يَلِيهِ قَالَ ثُمَّ أَشَارَ إِلَى الْحَلَّاقِ وَإِلَى الْجَانِبِ الْأَيْسَرِ فَحَلَقَهُ فَأَعْطَاهُ أُمَّ سُلَيْمٍ وَأَمَّا فِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ قَالَ فَبَدَأَ بِالشِّقِّ الْأَيْمَنِ فَوَزَّعَهُ الشَّعَرَةَ وَالشَّعَرَتَيْنِ بَيْنَ النَّاسِ ثُمَّ قَالَ بِالْأَيْسَرِ فَصَنَعَ بِهِ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ هَا هُنَا أَبُو طَلْحَةَ فَدَفَعَهُ إِلَى أَبِي طَلْحَةَ

۸۸۸..... امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ اسی سند کے ایک طریق میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے حجام سے فرمایا:

"یہاں سے (کاٹو) اور اپنے دست مبارک سے (سر کے) دائیں جانب کی طرف اشارہ فرمایا اور پھر اپنے قریب بیٹھے افراد میں وہ بال تقسیم فرمائے۔ پھر حلاق (حجام) کو بائیں طرف کا اشارہ فرمایا تو اس نے اس طرف سے بال کاٹ دیئے۔ وہ بال آپ ﷺ نے ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا فرمادیئے۔

جب کہ ابو کریبؒ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ: دائیں طرف سے کٹوانے شروع کئے اور ایک ایک، دو دو بال لوگوں میں تقسیم کر دیئے پھر حجام سے بائیں طرف کو فرمایا اور اسی طرح کیا پھر فرمایا:

"یہاں ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں؟ ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ بال عطا کر دیئے"۔ [1]

---

[1] یہاں پر کئی مسائل ہیں۔ سب سے پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ یوم النحر کے افعال میں کیا ترتیب ہے۔ یوم النحر کو حاجی کو پہلے مزدلفہ سے واپسی، پھر رمی، نحر، حلق اور طواف زیارت جیسے مناسک ادا کرنے ہوتے ہیں۔ اب ان کی باہمی ترتیب کیا ہے۔

مناسک کی باہمی ترتیب ۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک پہلے تین کاموں یعنی رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب واجب ہے یعنی پہلے رمی کرے، پھر قربانی پھر حلق۔ اور اس ترتیب کے خلاف کرنے کی صورت میں دم واجب ہوگا خواہ عمداً ہو یا نسیاناً یا جہالت کی بناء پر۔ البتہ طواف زیارت کو ان تینوں یا ان میں سے کسی ایک یا دو پر مقدم کرنے پر کوئی دم واجب نہیں۔ البتہ امام محمدؒ (امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد) نے فرمایا کہ امام صاحبؒ کے نزدیک پہلے تین افعال میں نسیاناً اور جہالت کی بناء پر ترتیب کے خلاف ہونے سے دم نہیں ہوگا جب کہ ائمہ ثلاثہؒ کا بھی تقریباً یہی مسلک ہے جو حضرت ابن عباسؓ کے فتویٰ سے مستدل ہے۔ ..... (جاری ہے)

۸۸۹ وحدثنا محمد بن المثنى حدثنا عبد الأعلى حدثنا هشام عن محمد عن أنس بن مالك أن رسول الله ﷺ رمى جمرة العقبة ثم انصرف إلى البدن فنحرها والحجام جالس وقال بيده عن رأسه فحلق شقه الأيمن فقسمه فيمن يليه ثم قال احلق الشق الآخر فقال أين أبو طلحة فأعطاه إياه

۸۸۹ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ جمرۂ عقبہ کی رمی سے فارغ ہو کر اونٹوں کی طرف آئے، اور انہیں نحر (ذبح) فرمایا۔ حجام وہیں بیٹھا تھا اس سے ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کہ سر سے کاٹ لو، اس نے پہلے دائیں جانب کے بال کاٹے، وہ بال آپ نے اپنے قریب موجود افراد کو دے دیئے، پھر فرمایا کہ دوسری جانب سے کاٹو۔ پھر فرمایا ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں ہیں؟ تو (دوسری طرف کے بال) ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیئے۔

۸۹۰ وحدثنا ابن أبي عمر حدثنا سفيان سمعت هشام بن حسان يخبر عن ابن سيرين عن أنس بن مالك قال لما رمى رسول الله ﷺ الجمرة ونحر نسكه وحلق ناول الحالق شقه الأيمن فحلقه ثم دعا أبا طلحة الأنصاري فأعطاه إياه ثم ناوله الشق الأيسر فقال احلق فحلقه فأعطاه أبا طلحة فقال اقسمه بين الناس

۸۹۰ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے جمرہ کو کنکریاں ماریں اور قربانی ذبح کر لی تو آپ ﷺ نے اپنی دائیں جانب حجام کے سامنے کی تو اس نے بال کاٹ دیئے پھر آپ ﷺ نے حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوایا اور ان کو یہ بال عطا فرمائے پھر آپ ﷺ نے اپنی بائیں جانب حجام کے سامنے کی اور اس کو فرمایا کہ بال کاٹ دو تو اس نے بال کاٹ دیئے تو آپ ﷺ نے یہ بال حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے کر فرمایا کہ ان لوگوں کے

(گذشتہ سے پیوستہ)

حلق وقصر کی ترتیب وتفصیل حج یا عمرہ کے موقع پر مناسک سے فراغت پر احرام کی پابندیوں سے آزاد ہونے کے لئے حلق یا قصر ضروری ہے۔ اور حلق وقصر (یعنی سر منڈوانے اور بال کتروانے) میں افضل حلق ہے۔ اگرچہ قصر بھی جائز ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور علیہ السلام کے حالق (بال کاٹنے والے) صحیح قول کے مطابق معمر بن عبد اللہ تھے جبکہ حدیبیہ کے موقع پر یہ فرائض "خراش بن امیہ" نے انجام دیئے تھے۔

حلق کا مسنون طریقہ حدیث بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حلق کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ محلوق (جس کے بال کاٹے جا رہے ہیں) کے سر کے دائیں طرف سے شروع کیا جائے۔ نووی نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ بائیں جانب سے شروع کیا جائے لیکن علامہ شامی نے نقل کیا کہ امام صاحب نے اس قول سے رجوع فرما لیا تھا۔ جبکہ اگر حالق، محلوق کی پشت پر کھڑے ہو کر کاٹے تو دونوں کی دائیں جانب ہو جائے گی۔

موئے مبارک کی تقسیم اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ نے موئے مبارک صحابہ میں تقسیم فرمائے اور حضرت ابو طلحہ و حضرت ام سلیم کو دیئے۔ اس سے تبرکات سلف صالحین کی حیثیت بھی معلوم ہو جاتی ہے۔ روایت میں ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے ابو طلحہ سے چند موئے مبارک لے کر اپنی ٹوپی میں لگائے تھے جن کی برکت سے جنگوں میں شریک ہوتے اور فتحیاب ہوتے تھے۔

حلق کی مقدار کا مسئلہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک کم از کم ایک چوتھائی سر کے بال کاٹنا واجب ہے اس سے کم کی صورت میں حلق نہ ہو گا اور احرام سے حلال نہ ہو گا۔ محض ایک دو بال یا چند بال کاٹ لینا جیسا ہمارے دور میں رائج ہو گیا ہے غلط ہے۔ حنفی حاجیوں کو کم از کم چوتھائی سر کے بال کاٹنا ضروری اور لازم ہے۔ واللہ اعلم (خلاصہ از فتح الملہم وشرح نووی)

درمیان تقسیم کردو۔

باب-۱۲۴ باب جواز تقديم الذبح على الرمي والحلق على الذبح و على الرمي و تقديم الطواف عليها كلها

رمی سے قبل ذبح اور ذبح سے قبل حلق کا بیان

۸۹۱..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ وَقَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى لِلنَّاسِ يَسْأَلُونَهُ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ فَقَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ ثُمَّ جَاءَهُ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ فَقَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ

۸۹۱..... حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منیٰ میں کھڑے ہوگئے تاکہ لوگ آپ ﷺ سے سوال کریں (جس کو کوئی بات دریافت کرنی ہو) ایک شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا یارسول اللہ! مجھے احساس نہ تھا (کہ ذبح پہلے اور حلق بعد میں ہوتا ہے) میں نے پہلے حلق کرلیا قربانی سے پہلے؟ فرمایا کہ جاؤ قربانی کرو کوئی حرج نہیں۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا کہ یارسول اللہ! مجھے احساس نہ تھا میں نے رمی سے قبل قربانی کرلی؟ فرمایا: اب رمی کرلو کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ سے جس معاملہ کو بھی پوچھا گیا جس میں تقدیم یا تاخیر ہوئی تھی تو اس کے بارے میں آپ ﷺ نے یہی فرمایا۔ اسے کرلو کوئی حرج نہیں (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تین افعال حج میں ترتیب واجب نہیں)۔

۸۹۲..... وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ التَّيْمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ وَقَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ فَطَفِقَ نَاسٌ يَسْأَلُونَهُ فَيَقُولُ الْقَائِلُ مِنْهُمْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي لَمْ أَكُنْ أَشْعُرُ أَنَّ الرَّمْيَ قَبْلَ النَّحْرِ فَنَحَرْتُ قَبْلَ الرَّمْيِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ وَطَفِقَ آخَرُ يَقُولُ إِنِّي لَمْ أَشْعُرْ أَنَّ النَّحْرَ قَبْلَ الْحَلْقِ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ فَيَقُولُ انْحَرْ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سَمِعْتُهُ يُسْأَلُ يَوْمَئِذٍ عَنْ أَمْرٍ مِمَّا يَنْسَى الْمَرْءُ وَيَجْهَلُ مِنْ تَقْدِيمِ بَعْضِ الْأُمُورِ قَبْلَ بَعْضٍ

۸۹۲..... حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر کھڑے ہوگئے، لوگوں نے آپ ﷺ سے مسائل حج پوچھنا شروع کردیے۔ کسی نے کہا یارسول اللہ! مجھے یہ احساس نہ تھا کہ رمی، قربانی سے قبل ہوتی ہے، میں نے قربانی سے قبل رمی کرلی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو رمی کرلو، کوئی حرج نہیں۔ ایک اور شروع ہوتا اور کہتا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ قربانی حلق سے قبل ہوتی ہے، میں نے قربانی سے قبل حلق کرالیا؟ آپ ﷺ فرماتے: قربانی کرلو کوئی حرج نہیں۔ اور میں نے اس روز کوئی ایسا معاملہ نہیں سنا جسے انسان بھول جاتا ہے یا ناواقفیت کی بناء پر بعض کاموں کو بعض پر مقدم کردیتا ہے اور اس جیسے دوسرے مسائل میں مگر رسول اللہ ﷺ نے اس میں یہی فرمایا کہ: "کرلو کوئی حرج نہیں"۔ ❶

حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ کریں۔

وَأَشْبَاهِهَا إِلَّا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ افْعَلُوا ذَلِكَ وَلَا حَرَجَ

۸۹۳..... حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ إِلَى آخِرِهِ

۸۹۳..... حضرت زہریؒ سے آخر تک سابقہ روایت کی طرح حدیث بیان کی گئی ہے۔

۸۹۴..... وحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ مَا كُنْتُ أَحْسِبُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَّ كَذَا وَكَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا لِهَؤُلَاءِ الثَّلَاثِ قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ

۸۹۴..... حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ یوم النحر کو خطبہ دے رہے تھے اسی دوران ایک شخص اٹھا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ فلاں کام فلاں سے پہلے ہے پھر دوسرے نے آکر کہا پھر تیسرے نے سابقہ مضمون ہی بیان کیا۔ آپ ﷺ نے سب کو یہی ارشاد فرمایا کہ: اب کرلو کوئی گناہ نہیں ہے۔

۸۹۵ وحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ح و حَدَّثَنِي سَعِيدُ ابْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي جَمِيعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا رِوَايَةُ ابْنِ بَكْرٍ فَكَرِوَايَةِ عِيسَى إِلَّا قَوْلَهُ لِهَؤُلَاءِ الثَّلَاثِ فَإِنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ ذَلِكَ وَأَمَّا يَحْيَى الْأُمَوِيُّ فَفِي رِوَايَتِهِ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ وَأَشْبَاهُ ذَلِكَ

۸۹۵ حضرت ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طریق سے سابقہ حدیث نقل کی گئی ہے لیکن اس روایت میں تین کا ذکر نہیں ہے۔ اور یحییٰ اموی کی روایت میں یہ ہے کہ میں نے قربانی کرنے سے پہلے حلق کرایا اور میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کرلی (اور اسی کے مثل ذکر کیا)۔

---

❶ ان احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رمی، نحر اور حلق میں ترتیب واجب نہیں جب کہ ہم امام ابوحنیفہؒ کا مسلک پیچھے نقل کرچکے ہیں کہ ان کے نزدیک ان تین مناسک میں ترتیب واجب ہے اگر کسی نے اس کے خلاف کرلیا عمداً تو دم واجب ہوگا۔ امام ابوحنیفہؒ کی دلیل حضرت ابن عباسؓ کے فتوے سے ہے جس میں انہوں نے فرمایا: جو حج میں کسی نسک میں تقدیم و تاخیر کردے تو ایک دم بہانا واجب ہے"۔ اس کی سند میں کسی قدر ضعف ہے لیکن طحاوی میں یہ سند صحیح کے ساتھ مذکور ہے جب کہ مذکورہ بالا احادیث کے بارے میں احناف فرماتے ہیں کہ ان میں الا حرج سے مراد یہ نہیں ہے کہ دم واجب نہ ہوگا بلکہ گناہ نہ ہونا مراد ہے کہ تمہیں کوئی گناہ نہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ صحابہؓ کا حضورؐ کے ساتھ حج کا یہ پہلا موقع تھا اور ابھی مناسک حج سے پوری طرح واقفیت نہ تھی اس لئے اللہ نے اس تقدیم و تاخیر کا گناہ اٹھالیا تھا۔ اس کی تائید ایک حدیث سے جو طحاوی میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے منقول ہے بھی ہوتی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا کہ: اللہ کے بندو! اللہ عزوجل نے گناہ اور تنگی رفع فرمائی ہے "تم مناسک کا علم حاصل کرو یہ کہ تمہارے دین کا حصہ ہیں"۔ واللہ اعلم (تفصیل کے لئے فتح الملہم و شرح نووی)۔

۸۹۶ ـــــ وحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ فَاذْبَحْ وَلَا حَرَجَ قَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ

۸۹۶ ـــــ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرمایا: ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ میں نے قربانی ذبح کرنے سے پہلے حلق کر لیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اب قربانی کر لو اور کوئی حرج نہیں (دوسرے آدمی نے) عرض کیا: میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی ذبح کر لی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اب کنکریاں مار لو اور کوئی حرج نہیں ہے۔

۸۹۷ ـــــ وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى نَاقَةٍ بِمِنًى فَجَاءَهُ رَجُلٌ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

۸۹۷ ـــــ حضرت زہریؒ سے اس طریق سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منیٰ میں دیکھا کہ آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی آیا۔ (آگے ابن عیینہ کی حدیث کی طرح بیان فرمایا)۔

۸۹۸ ـــــ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُهْزَاذَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَتَاهُ رَجُلٌ يَوْمَ النَّحْرِ وَهُوَ وَاقِفٌ عِنْدَ الْجَمْرَةِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ فَقَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ وَأَتَاهُ آخَرُ فَقَالَ إِنِّي ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ وَأَتَاهُ آخَرُ فَقَالَ إِنِّي أَفَضْتُ إِلَى الْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ
قَالَ فَمَا رَأَيْتُهُ سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ افْعَلُوا وَلَا حَرَجَ

۸۹۸ ـــــ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ کے پاس اس وقت جب آپ ﷺ جمرۂ عقبہ کے پاس کھڑے تھے ایک شخص آیا اور کہا یا رسول اللہ! میں نے رمی سے قبل حلق کرا لیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: رمی کر لو کوئی گناہ نہیں۔ ایک اور شخص حاضر خدمت ہوا اور کہا کہ میں نے رمی سے قبل قربانی کر لی ہے؟ فرمایا: تو رمی کر لو کوئی گناہ نہیں۔ ایک اور شخص حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے بیت اللہ کا طواف افاضہ (طواف زیارت) کر لیا رمی سے قبل؟ فرمایا اب رمی کر لو کوئی گناہ نہیں۔ پس اس روز میں نے ہر چیز کے بارے میں یہی سنا کہ: "کر لو کوئی گناہ نہیں"۔

۸۹۹ ـــــ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قِيلَ لَهُ فِي الذَّبْحِ وَالْحَلْقِ وَالرَّمْيِ وَالتَّقْدِيمِ وَالتَّأْخِيرِ فَقَالَ لَا حَرَجَ

۸۹۹ ـــــ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ذبح، حلق اور کنکریاں مارنے کے بارے میں (تقدیم و تاخیر) دریافت کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی گناہ نہیں ہے۔

باب-۱۲۵ باب استحباب طواف الإفاضة يوم النحر

طوافِ زیارت، یوم نحر کے دن مستحب ہے

۹۰۰..... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَفَاضَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَلَّى الظُّهْرَ بِمِنًى قَالَ نَافِعٌ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُفِيضُ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُصَلِّي الظُّهْرَ بِمِنًى وَيَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَهُ

۹۰۰..... حضرت نافعؒ، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے یوم النحر کو طواف افاضہ فرمایا، پھر منیٰ واپس تشریف لائے اور ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھی۔

نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یوم النحر کو طواف افاضہ فرماتے، پھر واپس تشریف لاکر ظہر کی نماز پڑھتے منیٰ میں اور بیان کرتے کہ نبی کا عمل یہی تھا۔

۹۰۱..... وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ شَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى قُلْتُ فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْأَبْطَحِ ثُمَّ قَالَ افْعَلْ مَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ

۹۰۱..... حضرت عبدالعزیز بن رفیع کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک سے سوال کرتے ہوئے کہا کہ مجھے کوئی ایسی بات بتلایئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ کی یاد رکھی ہو۔ آپ ﷺ نے یوم الترویہ (۸ ذی الحجہ) کو ظہر کی نماز کہاں پڑھی؟ فرمایا: منیٰ میں۔ میں نے عرض کیا کہ عصر کہاں پڑھی کوچ کے دن؟ فرمایا ابطح (محصّب) میں۔ پھر فرمایا کہ وہی کرو جو تمہارے امراء کرتے ہیں۔❶

باب-۱۲۶ باب استحباب النزول بالمحصب يوم النفر والصلاة الظهر و ما بعدها به

واپسی میں محصّب میں اترنے کا بیان

۹۰۲..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يَنْزِلُونَ الْأَبْطَحَ

۹۰۲..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اور ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب وادی ابطح (محصّب) میں نزول فرماتے تھے۔

۹۰۳..... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا

۹۰۳..... حضرت نافعؒ، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں

---

❶ وادیٔ محصّب (بطحاء مکہ) میں اترنا اور وہاں وقت گذارنا مناسکِ حج میں سے نہیں ہے اور حضور علیہ السلام کا وہاں اترنا بطور مناسکِ حج کے نہیں تھا۔ حضرت ابن عباسؓ نے بھی فرمایا ہے کہ لیس التحصیب بشيء یعنی محصّب میں اترنا کوئی خاص حکم نہیں ہے بلکہ یہ تو رسول اللہ ﷺ کے راستہ کی ایک منزل تھی جہاں آپ بطور تحدیث بالنعمۃ اور اظہار شکر کے لئے اترتے تھے کیونکہ یہی وہ مقام تھا جہاں کفر پر قسمیں کھائی گئی تھیں اور اہل اسلام سے معاشی و معاشرتی مقاطعہ (بائیکاٹ) کیا گیا تھا آج وہی مقام ہے کہ حضور علیہ السلام فاتح کی حیثیت سے وہاں تشریف لے جا رہے ہیں اور مشرکین مغلوب ہو چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات شیخینؓ بھی اس جگہ نزول فرماتے تھے۔ اسی بناء پر احناف کے نزدیک محصّب میں نزول مسنون ہے خواہ کچھ ہی دیر کے لئے ہو۔ اس لئے حجاج کو چاہیے کہ کچھ دیر کے لئے وہاں سواری ہی روک لیں۔ واللہ اعلم

رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَرَى التَّحْصِيبَ سُنَّةً وَكَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ يَوْمَ النَّفْرِ بِالْحَصْبَةِ
قَالَ نَافِعٌ قَدْ حَصَّبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالْخُلَفَاءُ بَعْدَهُ.

کہ ان کے نزدیک تحصیب یعنی محصب میں اترنا سنت ہے اور وہ کوچ کے روز ظہر کی نماز محصب میں ادا کرتے تھے۔ حضرت نافع کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے بعد خلفاء اربعہ بھی تحصیب پر عمل فرماتے تھے۔

٩٠٤ ...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نُزُولُ الْأَبْطَحِ لَيْسَ بِسُنَّةٍ إِنَّمَا نَزَلَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَنَّهُ كَانَ أَسْمَحَ لِخُرُوجِهِ إِذَا خَرَجَ

۹۰۴ ... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ وادی ابطح میں اترنا سنت نہیں ہے۔ اور آپ ﷺ تو وہاں اس لئے اترے تھے کہ جب آپ ﷺ مکہ سے نکلے تو وہاں سے نکلنا آسان تھا۔

٩٠٥ ...... وَحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ ح وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ ح وَحَدَّثَنَاه أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حَبِيبٌ الْمُعَلِّمُ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۹۰۵ ... حضرت ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سابقہ حدیث کے مثل مضمون اس سند سے بھی نقل کیا گیا ہے۔

٩٠٦ ...... حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَابْنَ عُمَرَ كَانُوا يَنْزِلُونَ الْأَبْطَحَ
قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ تَفْعَلُ ذَلِكَ وَقَالَتْ إِنَّمَا نَزَلَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَنَّهُ كَانَ مَنْزِلًا أَسْمَحَ لِخُرُوجِهِ

۹۰۶ ... حضرت سالمؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب ابطح میں نزول فرماتے تھے۔
زہریؒ کہتے ہیں کہ مجھے عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں بتلایا کہ وہ وہاں نہیں اترتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ وہاں اس لئے اترے تھے کہ وہاں سے نکلتے وقت نکلنا آسان ہوتا ہے (وہ جگہ نکلنے کے لئے موزوں اور سہولت والی تھی)۔

٩٠٧ ...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَيْسَ التَّحْصِيبُ بِشَيْءٍ إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ

۹۰۷ ... حضرت عطاءؒ، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: تحصیب (وادی محصب میں اترنا) کوئی چیز نہیں ہے (یعنی یہ کوئی حج کا حکم نہیں ہے) یہ راہ کی ایک منزل تھی جہاں رسول اللہ ﷺ نے نزول فرمایا تھا۔

٩٠٨ ...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ أَبُو رَافِعٍ لَمْ يَأْمُرْنِي

۹۰۸ ... حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:
رسول اللہ ﷺ جب منیٰ سے نکلے تو مجھے ابطح میں اترنے کا حکم نہیں فرمایا لیکن میں آگیا اور وہاں خیمہ لگایا نبی ﷺ وہاں تشریف لائے اور وہاں

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَنْزِلَ الْأَبْطَحَ حِينَ خَرَجَ مِنْ مِنًى وَلَكِنِّي جِئْتُ فَضَرَبْتُ فِيهِ قُبَّتَهُ فَجَاءَ فَنَزَلَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايَةِ صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ وَفِي رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ قَالَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ وَكَانَ عَلَى ثَقَلِ النَّبِيِّ ﷺ

قیام کیا۔

قتیبہ کی روایت میں ہے کہ: ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ کے سامان کے نگراں مقرر تھے۔

۹۰۹ ۔۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ نَنْزِلُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ

۹۰۹ ۔۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہم انشاء اللہ کل "خیف بنی کنانہ" (وادی محصب) میں پڑاؤ کریں گے جہاں کفار نے کفر پر قسمیں کھائی تھیں"۔

(یہ پیچھے بیان کیا جاچکا ہے کہ آنحضرت ﷺ بطور تحدیث بالنعمہ کے یہاں اترے تھے، اور آپ ﷺ کے اس ارشاد سے بھی یہی بات مترشح ہے)۔

۹۱۰۔۔۔۔۔حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ بِمِنًى نَحْنُ نَازِلُونَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ وَذَلِكَ إِنَّ قُرَيْشًا وَبَنِي كِنَانَةَ تَحَالَفَتْ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ أَنْ لَا يُنَاكِحُوهُمْ وَلَا يُبَايِعُوهُمْ حَتَّى يُسْلِمُوا إِلَيْهِمْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَعْنِي بِذَلِكَ الْمُحَصَّبَ

۹۱۰۔۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ منیٰ میں ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کل ہم "خیف بنی کنانہ" جہاں کافروں نے کفر پر قسمیں کھائی تھیں، پڑاؤ کریں گے، اور یہ واقعہ اس وقت کا کہ جب قریش اور بنو کنانہ نے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب پر قسمیں اٹھائی تھیں کہ ان سے یہاں نکاح نہ کریں گے نہ ان سے خرید و فروخت کے معاملات کریں گے جب تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے سپرد نہ کردیں (یہ واقعہ شعب ابی طالب کا ہے جہاں آپ ﷺ ہجرت سے قبل اپنے خاندان کے ساتھ تین سال تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے اور قریش نے آپ کا تجارتی، معاشی و معاشرتی و بائیکاٹ کر رکھا تھا) اور خیف بنی کنانہ سے وادی محصب مراد ہے۔

۹۱۱۔۔۔۔۔وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْزِلُنَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ إِذَا فَتَحَ اللّٰهُ الْخَيْفُ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ

۹۱۱ ۔۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"ہماری منزل انشاء اللہ جب اللہ تعالیٰ نے فتح دی تو "خیف" ہوگی جہاں کفار نے کفر پر قسمیں کھائی تھیں۔

باب-۱۲۷ باب وجوب المبيت بمنى ليالي أيام التشريق والترخيص في تركه لأهل السقاية
ایامِ حج میں منیٰ میں رات گذارنے کا بیان

٩١٢۔۔۔۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ يَبِيتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ

۹۱۲۔۔۔۔حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالمطلب نے رسول اللہ ﷺ سے منیٰ کی راتوں میں مکہ میں رات گذارنے کی اجازت چاہی کہ ان کے ذمہ سقایہ (حجاج کے پانی و زمزم پلانے کی خدمت) تھی۔ آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ ❶

٩١٣۔۔۔۔وحَدَّثَنَاه إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح و حَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ كِلَاهُمَا عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۹۱۳۔۔۔۔حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت ہی کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

باب-۱۲۸ باب فضل القيام بالسقاية والثناء على اهلها و استحباب الشرب منها
حجاج کو زمزم و پانی پلانے کی فضیلت کا بیان

٩١٤۔۔۔۔وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ الضَّرِيرُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَأَتَاهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ مَا لِي أَرَى بَنِي عَمِّكُمْ يَسْقُونَ الْعَسَلَ وَاللَّبَنَ وَأَنْتُمْ تَسْقُونَ النَّبِيذَ أَمِنْ حَاجَةٍ بِكُمْ أَمْ مِنْ بُخْلٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحَمْدُ لِلَّهِ مَا بِنَا مِنْ حَاجَةٍ وَلَا بُخْلٍ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَخَلْفَهُ أُسَامَةُ فَاسْتَسْقَى فَأَتَيْنَاهُ بِإِنَاءٍ مِنْ نَبِيذٍ فَشَرِبَ وَسَقَى فَضْلَهُ أُسَامَةَ وَقَالَ أَحْسَنْتُمْ وَأَجْمَلْتُمْ كَذَا

۹۱۴۔۔۔۔حضرت بکر بن عبدالمزنی کہتے ہیں کہ میں کعبہ کے پاس حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ بیٹھا تھا کہ ان کے پاس ایک بدو آیا اور کہنے لگا کہ کیا معاملہ ہے کہ میں تمہارے ابناء عم (چچازاد بھائیوں) کو دیکھتا ہوں کہ وہ تو (حجاج کو) شہد اور دودھ پلاتے ہیں جب کہ تم صرف نبیذ (کھجور ملا ہوا پانی) پلاتے ہو، کیا تنگدستی کی وجہ سے ایسا کرتے ہو یا بخل کی بناء پر؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: الحمد للہ نہ ہم ضرورت مند ہیں اور نہ ہی بخل و کنجوسی کرتے ہیں۔ نبی ﷺ تشریف لائے اپنی سواری پر اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے سوار

---

❶ لیالی منیٰ یعنی منیٰ کی راتوں میں منیٰ میں ہی رات گذارنا امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک سنتِ مؤکدہ ہے اگر کسی نے منیٰ میں رات نہ گذاری تو یہ مکروہ ہے لیکن اس پر کوئی کفارہ نہیں۔ امام احمدؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔ جب کہ امام مالک و امام شافعیؒ کے نزدیک منیٰ میں رات گذارنا واجب ہے۔ ترک پر دم لازم ہوگا۔ البتہ امام شافعیؒ کے نزدیک اگر تین راتیں منیٰ سے باہر گزاریں تو دم واجب ہوگا جب کہ امام مالکؒ کے نزدیک ایک رات باہر گزارنے پر بھی دم واجب ہوگا۔ واللہ اعلم

فاصنعوا فلا نريد تغيير ما أمر به رسول الله ﷺ

تھے۔ آپ ﷺ نے پانی مانگا تو ہم آپ ﷺ کے پاس نبیذ کا برتن لے آئے، آپ ﷺ نے اس میں سے پیا اور آپ کا بچا ہوا اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم نے بہت اچھا کیا، خوب کام کیا اسی طرح کیا کرو"۔ لہٰذا ہم نہیں چاہتے کہ جس بات کا حکم رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے اسے ہم تبدیل کریں۔

باب ـ ۱۲۹ باب في الصدقة بلحوم الهدايا وجلودها وجلالها و ان لا يعطى الجزار منها شيئا و جوازا لاستنابة في القيام عليها

حج کی قربانی کا گوشت صدقہ کرنے کا بیان

۹۱۵..... حدثنا يحيى بن يحيى أخبرنا أبو خيثمة عن عبد الكريم عن مجاهد عن عبد الرحمن بن أبي ليلى عن علي قال أمرني رسول الله ﷺ أن أقوم على بدنه وأن أتصدق بلحمها وجلودها وأجلتها وأن لا أعطي الجزار منها قال نحن نعطيه من عندنا

۹۱۵..... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں آپ ﷺ کے قربانی کے اونٹوں کی ذمہ داری اٹھاؤں اور ان کا گوشت کھالیں اور اوجھڑی وغیرہ سب صدقہ کردوں اور قصاب کو اس میں سے کچھ نہ دوں (بطور اجرت) اور فرمایا: قصاب کو ہم اپنی جانب سے مزدوری دیں گے۔

۹۱۶..... وحدثناه أبو بكر بن أبي شيبة وعمرو الناقد وزهير بن حرب قالوا حدثنا ابن عيينة عن عبد الكريم الجزري بهذا الإسناد مثله

۹۱۶..... حضرت عبدالکریم جزری رحمۃ اللہ علیہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت ہی کی طرح روایت منقول ہے۔

۹۱۷ و حدثنا إسحق بن إبراهيم أخبرنا سفيان وقال إسحق بن إبراهيم أخبرنا معاذ بن هشام قال أخبرني أبي كلاهما عن ابن أبي نجيح عن مجاهد عن ابن أبي ليلى عن علي عن النبي ﷺ وليس في حديثهما أجر الجازر

۹۱۷..... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی سابقہ حدیث (کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو حکم فرمایا کہ میں قربانی کے اونٹوں کی ذمہ داری اٹھاؤں اور اس کا گوشت وغیرہ صدقہ کردو) مروی ہے لیکن اس روایت میں ذکر قصاب کی اجرت کا ذکر نہیں ہے۔

۹۱۸..... وحدثني محمد بن حاتم بن ميمون ومحمد بن مرزوق وعبد بن حميد قال عبد أخبرنا و قال الآخران حدثنا محمد بن بكر أخبرنا ابن جريج أخبرني الحسن بن مسلم أن مجاهدا أخبره أن عبد الرحمن بن أبي ليلى أخبره أن علي بن أبي طالب

۹۱۸..... حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں اونٹوں کی نگرانی پر مقرر فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ اونٹ کو پورا کا پورا گوشت کھال اور اوجھڑی وغیرہ سب مساکین میں تقسیم کردیں، اور کاٹنے کی اجرت (قصاب کی اجرت) کے طور پر اس میں سے کچھ نہ دیں۔

أَخْبَرَهُ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ وَأَمَرَهُ أَنْ يَقْسِمَ بُدْنَهُ كُلَّهَا لُحُومَهَا وَجُلُودَهَا وَجِلَالَهَا فِي الْمَسَاكِينِ وَلَا يُعْطِيَ فِي جِزَارَتِهَا مِنْهَا شَيْئًا۔

۹۱۹۔۔۔۔۔وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ مَالِكٍ الْجَزَرِيُّ أَنَّ مُجَاهِدًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ بِمِثْلِهِ

۹۱۹۔۔۔۔۔اس طریق کے ساتھ روایت مروی ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ خبر دیتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو اسی طرح کرنے کا حکم فرمایا۔

باب ـ ۱۳۰ باب جواز الاشتراك في الهدي وإجزاء البدنة والبقرة كُلٌّ منهما عن سبعةٍ
قربانی میں مشارکت کے جواز کا بیان

۹۲۰۔۔۔۔۔حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ

۹۲۰۔۔۔۔۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حدیبیہ والے سال اونٹ کو اور گائے کو سات افراد کی طرف سے (مشترک طور پر) ذبح کیا۔

۹۲۱۔۔۔۔۔وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَشْتَرِكَ فِي الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ كُلُّ سَبْعَةٍ مِنَّا فِي بَدَنَةٍ

۹۲۱۔۔۔۔۔حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حج کا احرام باندھ کر نکلے، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سے ہر بدنہ میں سات آدمی شریک ہو جائیں۔

۹۲۲۔۔۔۔۔وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَجَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنَحَرْنَا الْبَعِيرَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ

۹۲۲۔۔۔۔۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ تو ہم نے سات آدمیوں کی طرف سے اونٹ ذبح کیا اور سات آدمیوں کی طرف ہی گائے ذبح کی۔

۹۲۳۔۔۔۔۔وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ

۹۲۳۔۔۔۔۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حج وعمرہ کی قربانی میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شریک ہوئے ہر قربانی میں

جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ اشْتَرَكْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ كُلُّ سَبْعَةٍ فِي بَدَنَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ لِجَابِرٍ أَيُشْتَرَكُ فِي الْبَدَنَةِ مَا يُشْتَرَكُ فِي الْجَزُورِ قَالَ مَا هِيَ إِلَّا مِنَ الْبُدْنِ وَحَضَرَ جَابِرٌ الْحُدَيْبِيَةَ قَالَ نَحَرْنَا يَوْمَئِذٍ سَبْعِينَ بَدَنَةً اشْتَرَكْنَا كُلُّ سَبْعَةٍ فِي بَدَنَةٍ.

سات افراد۔
ایک شخص نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا بدنہ میں بھی اتنے ہی شریک ہوتے ہیں جتنے جزور میں؟ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جزور بھی تو بدنہ ہی ہے۔ اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیبیہ میں شامل ہوئے تھے فرماتے ہیں کہ: ہم نے اس دن ستر اونٹ قربان کئے ہر بدنہ میں سات شریک تھے۔

۹۲۴۔۔۔۔۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يُحَدِّثُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فَأَمَرَنَا إِذَا أَحْلَلْنَا أَنْ نُهْدِيَ وَيَجْتَمِعَ النَّفَرُ مِنَّا فِي الْهَدِيَّةِ وَذَلِكَ حِينَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَحِلُّوا مِنْ حَجِّهِمْ فِي هَذَا الْحَدِيثِ

۹۲۴۔۔۔۔۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی ﷺ کے حج سے متعلق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ جب حلال ہوں تو قربانی کریں اور ہم میں سے کئی نفر ایک قربانی میں شریک ہو جائیں اور یہ اس وقت ہوا جب آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حج کا احرام عمرہ میں تبدیل کرا کے کھلوایا تھا حجۃ الوداع کے موقع پر۔

۹۲۵۔۔۔۔۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا نَتَمَتَّعُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالْعُمْرَةِ فَنَذْبَحُ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ نَشْتَرِكُ فِيهَا

۹۲۵۔۔۔۔۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ عمرہ کے ساتھ تمتع کیا کرتے تھے اور گائے ذبح کرتے تو اس کو سات شرکاء کی طرف سے ذبح کرتے تھے۔

۹۲۶۔۔۔۔۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ ذَبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ عَائِشَةَ بَقَرَةً يَوْمَ النَّحْرِ۔

۹۲۶۔۔۔۔۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم النحر کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جانب سے گائے ذبح فرمائی۔

۹۲۷۔۔۔۔۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح و حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ نَحَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ بَكْرٍ عَنْ عَائِشَةَ بَقَرَةً فِي حَجَّتِهِ

۹۲۷۔۔۔۔۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی جانب سے قربانی فرمائی۔
ایک روایت میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جانب سے ایک گائے اپنے حج میں ذبح فرمائی۔

باب-۱۳۱ باب استحباب نحر الابل قياما معقولة

اونٹ کو کھڑا کر کے باندھ کر نحر کرنے کا بیان

۹۲۸۔۔۔۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ يُونُسَ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَتَى عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ يَنْحَرُ بَدَنَتَهُ بَارِكَةً فَقَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ ﷺ

۹۲۸۔۔۔۔ زیادؒ بن جبیر سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شخص کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ اونٹ کو گھٹنوں کے بل بٹھا کر نحر کر رہا ہے۔ فرمایا کہ اسے اٹھا کر کھڑا کر کے باندھ کر (ذبح کرو) یہی تمہارے نبی ﷺ کی سنت ہے۔

باب-۱۳۲ باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه واستحباب تقليده وفتل القلائد وأن باعثه لا يصير محرمًا ولا يحرم عليه شيءٌ بذلك

قربانی کے جانور کو حرم بھیجنے کا بیان

۹۲۹۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُهْدِي مِنَ الْمَدِينَةِ فَأَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِهِ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ

۹۲۹۔۔۔۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ مدینہ سے ھدی روانہ فرماتے تو میں ان کے گلوں کے ہار بٹ دیتی پھر وہ کسی ایسی چیز سے جس سے محرم پرہیز کرتا ہے پرہیز نہیں فرماتے تھے۔

(مطلب یہ ہے کہ صرف جانور کے حرم کو روانہ کر دینے سے احرام کی پابندیاں لاگو نہیں ہوتیں اور نہ ہی وہ محرم ہوتا ہے۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے)۔

۹۳۰۔۔۔۔ وحَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

۹۳۰۔۔۔۔ حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث کا مضمون منقول ہے۔

۹۳۱۔۔۔۔ و حَدَّثَنَاه سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح وحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيَّ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِنَحْوِهِ

۹۳۱۔۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: گویا کہ میں اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی ھدی کے گلے کا ہار بٹتے (بناتے) دیکھ رہی ہوں۔

۹۳۲۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۹۳۲۔۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی ھدی کے گلوں کا ہار بنا کرتی تھی اپنے ان ہاتھوں سے۔ پھر آپ ﷺ نہ کسی چیز سے اجتناب کرتے نہ کسی چیز کو چھوڑتے تھے۔

بِيَدِيْ هَاتَيْنِ ثُمَّ لَا يَعْتَزِلُ شَيْئًا وَلَا يَتْرُكُهُ

۹۳۳ وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِيَدَيَّ ثُمَّ أَشْعَرَهَا وَقَلَّدَهَا ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إِلَى الْبَيْتِ وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهُ حِلًّا

۹۳۳ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں اپنے ہاتھوں سے رسول ﷺ کے قربانی کے اونٹوں کے ہار بناتی تھی۔ پھر آپ ﷺ ان کو کوہان چیر کر ان کے گلے میں ہار ڈالتے پھر اسے بیت اللہ کی طرف روانہ فرماتے اور آپ ﷺ مدینہ ہی میں ٹھہرتے تو آپ ﷺ پر کوئی چیز حرام نہیں ہوئی جو آپ ﷺ کیلئے حلال تھی۔

۹۳٤ وحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ ابْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ الْقَاسِمِ وَأَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَبْعَثُ بِالْهَدْيِ أَفْتِلُ قَلَائِدَهَا بِيَدَيَّ ثُمَّ لَا يُمْسِكُ عَنْ شَيْءٍ لَا يُمْسِكُ عَنْهُ الْحَلَالُ

۹۳۴ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ قربانی کا جانور بھیجا کرتے تھے اور میں اپنے ہاتھوں سے ہار بنا کر اس کے گلے میں ڈالا کرتی تھی پھر آپ ﷺ کسی چیز کو نہ چھوڑتے کہ جس کو حلال نہ چھوڑتا ہو۔

۹۳۵ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ أَنَا فَتَلْتُ تِلْكَ الْقَلَائِدَ مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدَنَا فَأَصْبَحَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ حَلَالًا يَأْتِي مَا يَأْتِي الْحَلَالُ مِنْ أَهْلِهِ أَوْ يَأْتِي مَا يَأْتِي الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ

۹۳۵ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ان ہاروں کو روئی (اون) سے بنا جو ہمارے پاس تھی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان حلال کی طرح رہے (بغیر احرام والے شخص کی طرح رہے) جو کام غیر محرم اپنے گھر والوں کے ساتھ یا آدمی اپنے گھر والوں کے ساتھ کرتا ہے وہی کرتے رہے۔

۹۳٦ وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِهَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْغَنَمِ فَيَبْعَثُ بِهِ ثُمَّ يُقِيمُ فِينَا حَلَالًا

۹۳۶ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی ھدی کے بھیڑ بکریوں کے ہار بٹتے دیکھا۔ آپ ﷺ انہیں بھیج دیا کرتے تھے اور ہمارے درمیان حلال (غیر احرام) کی حالت میں رہتے تھے۔

۹۳۷ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رُبَّمَا فَتَلْتُ الْقَلَائِدَ لِهَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَيُقَلِّدُ هَدْيَهُ ثُمَّ يَبْعَثُ بِهِ ثُمَّ يُقِيمُ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ

۹۳۷ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قربانیوں کے جانوروں کے ہار زیادہ تر میں ہی بنایا کرتی تھی پھر آپ ﷺ ان جانوروں کے گلوں میں ڈال کر انہیں بھیجتے پھر آپ ﷺ ٹھہرتے اور ان چیزوں میں کسی چیز سے بچتے تھے کہ جن سے احرام والا بچتا ہے۔

۹۳۸ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي

۹۳۸ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت

شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَهْدَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مَرَّةً إِلَى الْبَيْتِ غَنَمًا فَقَلَّدَهَا

ﷺ نے ایک بار بیت اللہ کو بکریاں روانہ کیں تو ان کے گلوں میں قلادہ (ھار) ڈالے۔

۹۳۹- وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نُقَلِّدُ الشَّاءَ فَنُرْسِلُ بِهَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ حَلَالٌ لَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ

۹۳۹ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم بکریوں کے قلادہ ڈالتے تھے اور انہیں بھیج دیا کرتے تھے (بیت اللہ کے لئے) اور رسول اللہ ﷺ غیر احرام کی حالت میں رہتے تھے کوئی چیز حرام نہ کرتے تھے (اس سے معلوم ہوا کہ محض ھدی کے کعبہ کو بھیجنے سے آدمی محرم نہیں ہو جاتا)۔

۹۴۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ ابْنَ زِيَادٍ كَتَبَ إِلَى عَائِشَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ أَهْدَى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتَّى يُنْحَرَ الْهَدْيُ وَقَدْ بَعَثْتُ بِهَدْيِي فَاكْتُبِي إِلَيَّ بِأَمْرِكِ قَالَتْ عَمْرَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللهُ لَهُ حَتَّى نُحِرَ الْهَدْيُ

۹۴۰ حضرت عبداللہ بن ابی بکر، عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بتلایا کہ ابن زیاد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لکھا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: جس نے ھدی روانہ کر دی تو اس پر بھی وہ تمام باتیں حرام ہو جاتی ہیں جو حاجی پر ہوتی ہیں (احرام کی حالت میں) یہاں تک کہ وہ ھدی ذبح کر دی جائے، جب کہ میں نے بھی ھدی روانہ کر دی ہے اب آپ اس معاملہ کے بارے میں مجھے لکھئے (کہ کیا کروں)۔

عمرہ فرماتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: جیسا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ایسا نہیں ہے۔ میں خود رسول اللہ ﷺ کی ھدی کے قلادے (ھار) بٹتی تھی اپنے ہاتھوں سے، پھر رسول اللہ ﷺ اپنے دست مبارک سے جانور کے گلے میں اسے ڈال کر میرے والد کے ساتھ بھیجتے تھے، لیکن اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں میں سے آپ ﷺ پر حرام نہیں ہوئی قربانی ہونے تک۔

۹۴۱- وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ تُصَفِّقُ وَتَقُولُ كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِيَدَيَّ ثُمَّ

۹۴۱ حضرت مسروق کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا وہ پردے کے پیچھے تھیں اور ہاتھ سے تالی بجا کر فرماتی تھیں کہ میں اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ ﷺ کی ھدی کے قلادہ کو بنا کرتی تھی اور آپ ﷺ اسے بھیج دیا کرتے تھے اور اس ھدی کے ذبح ہونے تک کسی ایسی چیز سے رکتے نہ تھے جس سے محرم رکتا ہے۔[1]

[1] حضرت نوویؒ نے فرمایا کہ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ جانور کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے حرم بھیجنا مستحب ہے اگرچہ خود جانے کا ارادہ نہ ہو اور اہل عرب اپنے جانوروں کو راستے کے ڈاکوؤں اور راہزنوں سے بچانے کے لئے ان کے گلوں (جاری ہے)

يَبْعَثُ بِهَا وَمَا يُمْسِكُ عَنْ شَيْءٍ مِمَّا يُمْسِكُ عَنْهُ الْمُحْرِمُ حَتَّى يُنْحَرَ هَدْيُهُ

۹۴۲...... و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا دَاوُدُ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا كِلَاهُمَا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ بِمِثْلِهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۹۴۲...... اس طریق کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ روایت کی طرح حدیث نقل کی ہے۔

باب-۱۳۳ باب جواز رکوب البدنة المهداة لمن احتاج إليها

ضرورت کے وقت ہدی کے اونٹ پر بیٹھنا جائز ہے

۹۴۳...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ فَقَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ

۹۴۳...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اونٹ ہنکا کر لے جا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا اس نے پھر وہی کہا تو آپ ﷺ نے دوسری یا تیسری بار میں فرمایا کہ تیرا ستیاناس جائے سوار ہو جا۔

۹۴۴...... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِزَامِيُّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَدَنَةً مُقَلَّدَةً

۹۴۴...... حضرت ابو الزنادؒ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ ایک آدمی قربانی کے اونٹ کو ہانکتا ہوا لے جا رہا تھا اس حال میں کہ اس کے گلے میں قلادہ (ہار) ڈالا ہوا تھا۔

۹۴۵...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَدَنَةً مُقَلَّدَةً قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَيْلَكَ ارْكَبْهَا فَقَالَ بَدَنَةٌ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ وَيْلَكَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ ارْكَبْهَا

۹۴۵...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب محمد الرسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث روایت کیں پھر انہیں نے بعض احادیث ذکر کیں ان میں سے ایک حدیث یہ بیان کی کہ: ایک شخص قلادہ والا اونٹ ہانک رہا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: تیرا ناس ہو اس پر سوار ہو جا تیرا ناس ہو سوار ہو جا۔

۹۴۶...... وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَسُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ قَالَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ

۹۴۶...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک ایسے آدمی پر گزر ہوا جو کہ قربانی کے اونٹ کو ہانک

(گذشتہ سے پیوستہ) میں خاص قسم کے ہار ڈال دیا کرتے تھے جسے قلادہ کہا جاتا ہے۔ ان احادیث سے قلادہ ڈالنا بھی ثابت ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں بعض لوگوں کا خیال تھا کہ جب کوئی شخص جانور جسے ھدی کہتے ہیں حرم بھیجتا ہے تو اس پر احرام والی پابندیاں لاگو ہو جاتی ہیں جب تک کہ وہ جانور وہاں ذبح نہ ہو جائے لیکن ان احادیث سے معلوم ہو گیا کہ محض جانور اور ھدی کے روانہ کرنے سے آدمی نہ محرم ہوتا ہے نہ ہی احرام کی پابندیاں اس پر لاگو ہوتی ہیں۔ واللہ اعلم

قَالَ وَأَظُنُّنِي قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ أَنَسٍ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِرَجُلٍ يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا

رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سوار ہو جا اس نے عرض کیا کہ یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سوار ہو جا اس نے عرض کیا یہ اونٹ قربانی کا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو دو یا تین مرتبہ یہی فرمایا کہ سوار ہو جا۔

۹۴۷۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِبَدَنَةٍ أَوْ هَدِيَّةٍ فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ أَوْ هَدِيَّةٌ فَقَالَ وَإِنْ و حَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ الْأَخْنَسِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِبَدَنَةٍ فَذَكَرَ مِثْلَهُ

۹۴۷۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے کوئی قربانی کا اونٹ یا قربانی کا جانور لے کر گذرا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: سوار ہو جا۔ اس نے عرض کیا؟ یہ اونٹ قربانی کا ہے یا کہا کہ یہ قربانی کا جانور ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اگرچہ قربانی کا جانور ہے (سوار ہو جا)۔

۹۴۸ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ سُئِلَ عَنْ رُكُوبِ الْهَدْيِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ إِذَا أُلْجِئْتَ إِلَيْهَا حَتَّى تَجِدَ ظَهْرًا

۹۴۸ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ہدی کے جانور پر سوار ہونے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اس پر بہتر طریقہ سے سوار ہو کہ اسے تکلیف نہ ہو جب تم مجبور ہو جاؤ (یعنی جب تمہیں سوار ہونے کی ضرورت پڑے تو اسے بغیر تکلیف پہنچائے سوار ہو جاؤ) یہاں تک کہ کوئی سواری مل جائے۔

۹۴۹۔ وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ رُكُوبِ الْهَدْيِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ حَتَّى تَجِدَ ظَهْرًا

۹۴۹۔ حضرت ابوزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قربانی کے جانور کی سواریوں کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرماتے ہیں: دستور کے مطابق (شدید مجبوری میں) جب تک دوسری سواری نہ ملے سوار ہو جا۔

باب-۱۳۴ باب ما يفعل بالهدي إذا عطب في الطريق

جب ہدی تھک ہو جائے تو کیا کیا جائے؟

۹۵۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ الضُّبَعِيِّ حَدَّثَنِي مُوسَى

۹۵۰ حضرت موسیٰ بن سلمہ الہذلی کہتے ہیں کہ میں اور سنان بن سلمہ دونوں عمرہ کرنے نکلے۔ حضرت سنان کے ساتھ میں ایک اونٹ

بْنَ سَلَمَةَ الْهُذَلِيُّ قَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا وَسِنَانُ بْنُ سَلَمَةَ مُعْتَمِرَيْنِ قَالَ وَانْطَلَقَ سِنَانٌ مَعَهُ بِبَدَنَةٍ يَسُوقُهَا فَأَزْحَفَتْ عَلَيْهِ بِالطَّرِيقِ فَعَيِيَ بِشَأْنِهَا إِنْ هِيَ أُبْدِعَتْ كَيْفَ يَأْتِي بِهَا فَقَالَ لَئِنْ قَدِمْتُ الْبَلَدَ لَأَسْتَحْفِيَنَّ عَنْ ذَلِكَ قَالَ فَأَضْحَيْتُ فَلَمَّا نَزَلْنَا الْبَطْحَاءَ قَالَ انْطَلِقْ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ نَتَحَدَّثْ إِلَيْهِ قَالَ فَذَكَرَ لَهُ شَأْنَ بَدَنَتِهِ فَقَالَ عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتَ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِسِتَّ عَشْرَةَ بَدَنَةً مَعَ رَجُلٍ وَأَمَّرَهُ فِيهَا قَالَ فَمَضَى ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا أُبْدِعَ عَلَيَّ مِنْهَا قَالَ انْحَرْهَا ثُمَّ اصْبُغْ نَعْلَيْهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ اجْعَلْهُ عَلَى صَفْحَتِهَا وَلَا تَأْكُلْ مِنْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ

بھی لیا جسے وہ ہانکتے ہوئے لیجاتے۔ وہ اونٹ راہ میں بالکل درماندہ ہو گیا اور اس کی حالت دیکھ کر سنانؒ بھی عاجز ہو گئے کہ اگر یہ بالکل ہی رُک گیا تو کیسے اسے حرم تک لائیں گے انہوں نے فرمایا کہ اگر میں مکہ مکرمہ پہنچ گیا تو اس بارے میں ضرور سوال کروں گا۔ اس اثناء میں دن چڑھ گیا۔ ہم بطحا (مکہ) میں آئے سواری سے اترے تو سنانؒ نے کہا کہ میرے ساتھ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلو ہم ان سے اس بارے میں بات کریں گے، چنانچہ ان سے اونٹ کا سارا حال بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم باخبر آدمی تک ہی پہنچے ہو، رسول اللہ ﷺ نے سولہ اونٹ ایک شخص کے ہمراہ بھیجے اور اسے اس بارے میں امیر بنادیا۔ وہ چلا پھر لوٹ آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ! اگر ان میں سے کوئی اونٹ تھک کر رک جائے تو کیا کروں؟ فرمایا: اسے نحر کرکے اس کے گلے میں پڑے ہوئے قلادہ کی جوتیاں اس کے خون میں رنگ کر اس کے کوہان پر مارو اور اس میں سے نہ تم کھاؤ نہ تمہارے رفقاء کھائیں۔

۹۵۱ وحَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ مُوسَى بْنِ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ بِثَمَانَ عَشْرَةَ بَدَنَةً مَعَ رَجُلٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَ الْحَدِيثِ

۹۵۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے مگر اس میں ۱۶ کے بجائے ۱۸ اونٹوں کا ذکر ہے اور اس روایت میں حدیث کا ابتدائی حصہ ذکر نہیں فرمایا۔

۹۵۲ ... حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سِنَانِ بْنِ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ذُؤَيْبًا أَبَا قَبِيصَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَبْعَثُ مَعَهُ بِالْبُدْنِ ثُمَّ يَقُولُ إِنْ عَطِبَ مِنْهَا شَيْءٌ فَخَشِيتَ عَلَيْهِ مَوْتًا فَانْحَرْهَا ثُمَّ اغْمِسْ نَعْلَهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ اضْرِبْ بِهِ صَفْحَتَهَا وَلَا تَطْعَمْهَا أَنْتَ

۹۵۲۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ذویب ابو قبیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہمراہ اونٹ بھیجے اور فرمایا: جب ان میں سے کوئی تھک جائے اور تمہیں اس کے مرنے کا اندیشہ ہو تو اسے نحر کرکے اس کے گلے میں پڑے جوتوں کو اس کے خون میں ڈبو کر اس کی کوہان پر مار دینا اور نہ تم اور نہ تمہارے رفقاء میں سے کوئی اس کا گوشت کھائے۔[1]

[1] ھدی کی ہلاکت کے اندیشہ کی صورت میں حکم یہ ہے کہ اسے ذبح کر دیا جائے۔ البتہ اگر وہ نفلی ھدی ہے حج کی قربانی نہیں تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کے گلے میں پڑے ہوئے جوتے کو خون میں بھگو کر کوہان پر مل دیا جائے تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ یہ ھدی کا جانور ہے۔ اور ایسے جانور میں سے خود کھانا یا اغنیاء کو کھلانا جائز نہیں ہے بلکہ اسے صرف فقراء کھا سکتے ہیں۔ (جاری ہے)

وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ

باب-۱۳۵ باب وجوب طواف الْوداع وسقوطه عن الْحائض

طواف وداع کا بیان

۹۵۳..... حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُونَ فِي كُلِّ وَجْهٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَنْفِرَنَّ أَحَدٌ حَتَّى يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ قَالَ زُهَيْرٌ يَنْصَرِفُونَ كُلَّ وَجْهٍ وَلَمْ يَقُلْ فِي

۹۵۳..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ لوگ ہر جگہ ادھر اُدھر پھر رہے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص ہرگز کوچ نہ کرے یہاں تک کہ سب سے آخر میں بیت اللہ کا طواف نہ کرلے۔

۹۵۴..... حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِسَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَائِضِ

۹۵۴..... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو حکم دیا گیا کہ ان کا آخری عمل بیت اللہ کا طواف ہونا چاہیے، البتہ اس معاملہ میں حائضہ عورت پر تخفیف کی گئی ہے (کہ اگر کسی عورت کو ایام شروع ہو جائیں تو اس کیلئے ضروری نہیں کہ طواف وداع کرے)۔

۹۵۵..... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذْ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ تُفْتِي أَنْ تَصْدُرَ الْحَائِضُ قَبْلَ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهَا بِالْبَيْتِ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِمَّا لَا فَسَلْ فُلَانَةَ الْأَنْصَارِيَّةَ هَلْ أَمَرَهَا بِذَلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ فَرَجَعَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَضْحَكُ وَهُوَ يَقُولُ مَا أَرَاكَ إِلَّا قَدْ صَدَقْتَ

۹۵۵..... حضرت طاؤس فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا جب زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ: آپ یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ حائضہ عورت حیض سے قبل آخری طواف وداع کرے بیت اللہ کا؟ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر آپ نہیں تسلیم کرتے اس بات کو تو فلاں انصاری خاتون سے دریافت کرلیجئے کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس کا حکم فرمایا تھا؟ (یا نہیں چنانچہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور) جب واپس لوٹے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تو مسکرا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ میں یہی جانتا

(گذشتہ سے پیوستہ)

البتہ اگر ھدی واجب تھی تو اس کے ذمہ ضروری ہے کہ اس کی جگہ دوسری ھدی قربان کرے اور یہ ھدی اس کی ملکیت ہوگئی لہٰذا اسے خود کھائے اغنیاء کو کھلائے اور ہر قسم کے تصرف کی اجازت ہے۔

جہاں تک آنحضرت ﷺ کے ارشاد کہ: تم اور تمہارے رفقاء نہ کھائیں کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں شارح مسلم ابو عبد اللہ الآبی نے "اکمال اکمال المعلم" میں فرمایا کہ یہ حکم سد للذریعہ کے طور پر تھا کہ کہیں لوگ اسے کھانے کی طمع میں اندیشہ ہلاکت سے قبل ہی ذبح نہ کردیں۔ واللہ اعلم علامہ طیبیؒ شرح مشکوٰۃ اور دیگر محدثین نے بھی یہی کہا ہے۔ (کمافی معارف السنن وفتح الملہم)

ہوں کہ آپ نے سچ کہا ہے۔

۹۵۶ حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا ليث ح و حدثنا محمد بن رمح حدثنا الليث عن ابن شهاب عن أبي سلمة وعروة أن عائشة قالت حاضت صفية بنت حيي بعد ما أفاضت قالت عائشة فذكرت حيضتها لرسول الله ﷺ فقال رسول الله ﷺ أحابستنا هي قالت فقلت يا رسول الله إنها قد كانت أفاضت وطافت بالبيت ثم حاضت بعد الإفاضة فقال رسول الله ﷺ فلتنفر

۹۵۶ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا

"ام المؤمنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے طواف زیارت کے بعد ایام شروع ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ان کے حیض کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ ہمیں روک دے گی؟ (یعنی ہمارے سفر میں اس کی بناء پر رکاوٹ ہوگی) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! انہوں نے طواف زیارت تو کر لیا ہے اور بیت اللہ کا طواف کرنے کے بعد ایام شروع ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر تو وہ روانہ ہو جائیں۔

۹۵۷ حدثني أبو الطاهر وحرملة بن يحيى وأحمد بن عيسى قال أحمد حدثنا وقال الآخران أخبرنا ابن وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب بهذا الإسناد قالت طمثت صفية بنت حيي زوج النبي ﷺ في حجة الوداع بعد ما أفاضت طاهرا بمثل حديث الليث

۹۵۷ اس طریق سے حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حیی نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حجۃ الوداع میں حالت پاکی میں طواف افاضہ کرنے کے بعد حائضہ ہو گئیں۔ (آگے بقیہ حدیث سابقہ حدیث لیث کی طرح بیان فرمائی)۔

۹۵۸ و حدثنا قتيبة يعني ابن سعيد حدثنا ليث ح و حدثنا زهير بن حرب حدثنا سفيان ح و حدثني محمد ابن المثنى حدثنا عبد الوهاب حدثنا أيوب كلهم عن عبد الرحمن بن القاسم عن أبيه عن عائشة أنها ذكرت لرسول الله ﷺ أن صفية قد حاضت بمعنى حديث الزهري

۹۵۸ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر فرمایا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حائضہ ہو گئی ہیں (آگے بقیہ حدیث زہری کی روایت کی طرح نقل کی گئی ہے)

۹۵۹ وحدثنا عبد الله بن مسلمة بن قعنب حدثنا أفلح عن القاسم بن محمد عن عائشة قالت كنا نتخوف أن تحيض صفية قبل أن تفيض قالت فجاءنا رسول الله ﷺ فقال أحابستنا صفية قلنا قد أفاضت قال فلا إذا

۹۵۹ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ہم کو ڈر تھا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا طواف افاضہ سے پہلے حائضہ ہو جائے گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا صفیہ ہم کو روک رکھیں گی؟ ہم نے عرض کیا کہ وہ طواف افاضہ کر چکی ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا اب (رکنا) نہیں ہے۔

۹۶۰ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا أَلَمْ تَكُنْ قَدْ طَافَتْ مَعَكُنَّ بِالْبَيْتِ قَالُوا بَلَى قَالَ فَاخْرُجْنَ

۹۶۰ ـ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول! حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا حائضہ ہو گئی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شاید کہ وہ ہم کو روک رکھیں گی کیا انہوں نے سب کے ساتھ بیت اللہ کا طواف نہیں کیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر نکلو۔

۹۶۱ ـ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ لَعَلَّهُ قَالَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَرَادَ مِنْ صَفِيَّةَ بَعْضَ مَا يُرِيدُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالُوا إِنَّهَا حَائِضٌ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ وَإِنَّهَا لَحَابِسَتُنَا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهَا قَدْ زَارَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ فَلْتَنْفِرْ مَعَكُمْ

۹۶۱ ـ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام المؤمنین حضرت صفیہ سے وہ ارادہ کیا جو مرد اپنی بیوی سے چاہتا ہے۔ عرض کیا کہ وہ تو حائضہ ہیں یا رسول اللہ! فرمایا کہ وہ تو پھر ہمیں روک دے گی۔ کہا گیا کہ یا رسول اللہ! وہ یوم النحر کو طواف زیارت کر چکی ہیں۔ فرمایا کہ پھر تو وہ تمہارے ساتھ ہی کوچ کریں گی۔

۹۶۲ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَنْفِرَ إِذَا صَفِيَّةُ عَلَى بَابِ خِبَائِهَا كَئِيبَةً حَزِينَةً فَقَالَ عَقْرَى حَلْقَى إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا ثُمَّ قَالَ لَهَا أَكُنْتِ أَفَضْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ

۹۶۲ ـ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی ﷺ نے روانگی کا ارادہ کیا تو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے خیمہ کے دروازہ پر رنجیدہ و غمگین بیٹھی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اری لنگڑی کٹی! تو تو ہمیں روک دے گی؟ پھر ان سے فرمایا کیا تو نے یوم النحر کو طواف افاضہ (زیارت) کیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں! فرمایا کہ بس پھر چلو (طواف وداع کی ضرورت نہیں)۔ ❶

---

❶ طواف وداع امام مالک کے نزدیک سنت ہے اور اس کے ترک پر کچھ واجب نہیں۔ شوافع کے نزدیک واجب ہے جس کے ترک پر دم لازم آئے گا۔ احناف کے نزدیک وہ آفاقی پر واجب ہے مکی اور میقاتی پر نہیں۔ البتہ عمرہ کرنے والے پر طواف وداع واجب نہیں ہے اور مستحب یہ ہے کہ طواف وداع سفر کے بالکل ابتدائی مرحلہ میں ہو۔

حائضہ عورت پر سے طواف وداع ساقط ہو جاتا ہے۔ مذکورہ بالا احادیث صحیحہ کی بناء پر لیکن اگر عورت قبل الحیض طواف زیارت کر چکی ہے اور پھر حیض شروع ہو گیا تو اس کے لئے رکنا واجب اور لازمی ہے۔

ضروری مسئلہ: ہمارے زمانہ میں حجاج کے آنے جانے اور واپسی کی تاریخیں ویزے کی پابندیوں کے باعث محدود ہوتی ہیں اور حجاج کو از خود ان تاریخوں کے بدلنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ ان حالات میں اگر کسی عورت کو حیض و نفاس شروع ہو گیا اور وہ طواف زیارت نہ کر سکی ہو تو کیا کرے؟ علامہ ابن تیمیہ نے اس کا حل یہ بتلایا ہے کہ ناپاکی کی حالت میں طواف کر لے مسلک ابو حنیفہ کے مطابق دم دے۔ واللہ اعلم

نعمْ قالَ فانْفِري

۹۶۳ ـــ و حدَّثنا يحْيى بْنُ يحْيى وأبُو بكْرِ بْنُ أبِي شيْبة وأبُو كُريْبٍ عنْ أبِي مُعاوِية عنِ الأعْمشِ ح و حدَّثنا زُهيْرُ بْنُ حرْبٍ حدَّثنا جرِيرٌ عنْ منْصُورٍ جمِيعًا عنْ إبْراهِيم عنِ الأسْودِ عنْ عائِشة عنِ النَّبِيِّ ﷺ نحْو حدِيثِ الْحكمِ غيْر أنَّهُما لا يذْكُرانِ كئِيبةً حزِينةً

۹۶۳ ـــ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث حکم کی طرح حدیث نقل کی ہے لیکن اس روایت میں دو لفظ کئیبۃ (اداس) اور حزینۃ (غمزدہ) کا ذکر نہیں ہے۔

باب-۱۳۶ باب استحباب دخول الكعبة للحاجّ وغيره والصّلاة فيها والدّعاء في نواحيها كلّها

کعبۃ اللہ میں داخلہ کا بیان

۹٦٤ ـ حدَّثنا يحْيى بْنُ يحْيى التَّمِيمِيُّ قال قرأْتُ على مالِكٍ عنْ نافِعٍ عنِ ابْنِ عُمر أنَّ رسُول اللهِ ﷺ دخل الْكعْبة هُو وأُسامةُ وبِلالٌ وعُثْمانُ بْنُ طلْحة الْحجبِيُّ فأغْلقها عليْهِ ثُمَّ مكث فِيها قال ابْنُ عُمر فسألْتُ بِلالًا حِين خرج ما صنع رسُولُ اللهِ ﷺ قال جعل عمُودينِ عنْ يسارِهِ وعمُودًا عنْ يمِينِهِ وثلاثة أعْمِدةٍ وراءهُ وكان الْبيْتُ يوْمئِذٍ على سِتَّةِ أعْمِدةٍ ثُمَّ صلَّى

۹۶۴ ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ہمراہ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور دروازہ بند کر لیا اور کچھ دیر وہاں رہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب وہ باہر نکلے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا عمل کیا؟ فرمایا کہ: آپ ﷺ نے دو ستون اپنے بائیں جانب اور ایک ستون دائیں جانب اور تین ستون اپنے پیچھے کئے اور کعبہ کے اندر اس روز چھ ستون تھے پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔

۹٦٥ ـــ حدَّثنا أبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرانِيُّ وقُتيْبةُ بْنُ سعِيدٍ وأبُو كامِلٍ الْجحْدرِيُّ كُلُّهُمْ عنْ حمَّادِ بْنِ زيْدٍ قال أبُو كامِلٍ حدَّثنا حمَّادٌ حدَّثنا أيُّوبُ عنْ نافِعٍ عنِ ابْنِ عُمر قال قدِم رسُولُ اللهِ ﷺ يوْم الْفتْحِ فنزل بِفِناءِ الْكعْبةِ وأرْسل إلى عُثْمان بْنِ طلْحة فجاء بِالْمِفْتحِ ففتح الْباب قال ثُمَّ دخل النَّبِيُّ ﷺ وبِلالٌ وأُسامةُ بْنُ زيْدٍ وعُثْمانُ بْنُ طلْحة وأمر بِالْبابِ فأُغْلِق فلبِثُوا فِيهِ مليًّا ثُمَّ فتح الْباب فقال عبْدُ اللهِ فبادرْتُ النَّاس فتلقَّيْتُ رسُول اللهِ ﷺ خارِجًا وبِلالٌ على إثْرِهِ فقُلْتُ

۹۶۵ ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے روز تشریف لائے اور کعبہ کے صحن میں سواری سے اترے اور حضرت عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہما کو بلا بھیجا۔ وہ چابی لے کر آئے اور دروازہ کھولا پھر نبی ﷺ، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زید اور عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر داخل ہوئے اور دروازہ بند کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ وہ بند کر دیا گیا پھر تھوڑی دیر وہاں ہی ٹھہرے رہے پھر دروازہ کھولا تو عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سب لوگوں سے زیادہ جلدی کی اور کعبہ سے باہر سب سے پہلے میں رسول اللہ ﷺ سے ملا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے عین

بلال هَلْ صَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ أَيْنَ قَالَ بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ قَالَ وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى

پیچھے تھے میں نے کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اندر نماز پڑھی ہے؟ فرمایا کہ ہاں! میں نے کہا کہاں؟ فرمایا: اپنے سامنے کے رخ پر دو ستونوں کے درمیان۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ کتنی رکعات پڑھیں۔

۹۶۶...... وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ عَلَى نَاقَةٍ لِأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ حَتَّى أَنَاخَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ ثُمَّ دَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ فَقَالَ ائْتِنِي بِالْمِفْتَاحِ فَذَهَبَ إِلَى أُمِّهِ فَأَبَتْ أَنْ تُعْطِيَهُ فَقَالَ وَاللهِ لَتُعْطِيِنَّهُ أَوْ لَيَخْرُجَنَّ هَذَا السَّيْفُ مِنْ صُلْبِي قَالَ فَأَعْطَتْهُ إِيَّاهُ فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَدَفَعَهُ إِلَيْهِ فَفَتَحَ الْبَابَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ

۹۶۶..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال ایک اونٹنی پر جو حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زید کی تھی تشریف لائے حتی کہ اسے کعبہ کے صحن میں بٹھایا پھر عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ میرے پاس چابی لاؤ۔ وہ اپنی والدہ کے پاس گئے تو انہوں نے چابی دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: اللہ کی قسم! تم ضرور چابی دوگی ورنہ یہ میری کمر سے تلوار ضرور نکلے گی۔ تو یہ سن کر ان کی ماں نے انہیں چابی دے دی۔ وہ اسے لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کے حوالہ کر دی آپ ﷺ نے دروازہ کھولا۔ آگے سابقہ حدیث حماد بن زید کی مانند بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

۹۶۷...... وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْبَيْتَ وَمَعَهُ أُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَأَجَافُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ طَوِيلًا ثُمَّ فُتِحَ فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَلَقِيتُ بِلَالًا فَقُلْتُ أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ فَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ

۹۶۷..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے ہمراہ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ ﷺ کے جانے کے بعد ان لوگوں نے بڑی دیر تک دروازہ بند رکھا پھر دروازہ کھولا تو سب سے پہلا داخل ہونے والا میں تھا۔ میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا تو میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے کہاں نماز پڑھی؟

فرمایا کہ: دونوں اگلے ستونوں کے درمیان۔ پس میں ان سے یہ پوچھنا بھول گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنی رکعات نماز پڑھی۔

۹۶۸...... وحَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى الْكَعْبَةِ وَقَدْ دَخَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَبِلَالٌ وَأُسَامَةُ وَأَجَافَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْبَابَ قَالَ فَمَكَثُوا فِيهِ مَلِيًّا ثُمَّ فُتِحَ الْبَابُ

۹۶۸..... حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کعبہ کی طرف پہنچا تو نبی کریم ﷺ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبہ میں داخل ہو گئے تھے اور ان پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ آپ ﷺ کعبہ میں کچھ دیر ٹھہرے پھر دروازہ کھولا گیا تو نبی کریم ﷺ باہر نکلے اور میں

فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَقِيتُ الدَّرَجَةَ فَدَخَلْتُ الْبَيْتَ فَقُلْتُ أَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ قَالُوا هَا هُنَا قَالَ وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُمْ كَمْ صَلَّى

سیڑھی سے اندر گیا اور بیت اللہ میں داخل ہوا اور میں نے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہاں، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یہ بھول گیا کہ میں ان سے پوچھتا کہ آپ ﷺ نے کتنی رکعت پڑھی۔

۹۶۹ ... وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْبَيْتَ هُوَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَأَغْلَقُوا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا فَتَحُوا كُنْتُ فِي أَوَّلِ مَنْ وَلَجَ فَلَقِيتُ بِلَالًا فَسَأَلْتُهُ هَلْ صَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ صَلَّى بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ

۹۶۹ اس سند سے بھی سابقہ حدیث (رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے آپ ﷺ کے ساتھ حضرت اسامہ، بلال، اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے پھر بیت اللہ کا دروازہ بند ہو گیا اور جب دروازہ کھلا تو سب سے پہلے میں داخل ہوا اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے کعبہ میں نماز پڑھی ہے؟) ہی منقول ہے، اس میں یہ اضافہ ہے کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"آپ نے دو یمنی ستونوں کے درمیان نماز پڑھی۔

۹۷۰ ... وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَلَمْ يَدْخُلْهَا مَعَهُمْ أَحَدٌ ثُمَّ أُغْلِقَتْ عَلَيْهِمْ-
قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ فَأَخْبَرَنِي بِلَالٌ أَوْ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى فِي جَوْفِ الْكَعْبَةِ بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ

۹۷۰ حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بھی آپ ﷺ کے ساتھ داخل ہوئے) اور ان کے ساتھ کوئی داخل نہیں ہوا پھر ان پر دروازہ بند کر دیا گیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت بلال یا عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کے وسط میں دو یمانی ستونوں کے درمیان نماز پڑھی۔

۹۷۱ ... حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ بَكْرٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَسَمِعْتَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّمَا أُمِرْتُمْ بِالطَّوَافِ وَلَمْ تُؤْمَرُوا بِدُخُولِهِ قَالَ لَمْ يَكُنْ يَنْهَى عَنْ دُخُولِهِ وَلَكِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا دَخَلَ الْبَيْتَ دَعَا فِي نَوَاحِيهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ حَتَّى خَرَجَ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ فِي قُبُلِ الْبَيْتِ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ هَذِهِ الْقِبْلَةُ قُلْتُ لَهُ مَا نَوَاحِيهَا أَفِي زَوَايَاهَا قَالَ بَلْ

۹۷۱ ... حضرت ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاءؒ سے کہا کہ کیا آپ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ:

"تمہیں حکم ہوا ہے بیت اللہ کے طواف کا نہ کہ بیت اللہ میں دخول کا"۔

حضرت عطاءؒ نے فرمایا کہ اصل میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دخول بیت اللہ سے منع نہیں کرتے تھے لیکن میں نے انہیں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتلایا کہ نبی ﷺ جب بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس کے تمام کونوں میں دعا مانگی لیکن نماز نہ پڑھی بلکہ جب باہر تشریف لائے تو بیت اللہ کے سامنے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا کہ: "یہی قبلہ ہے" (اب قیامت تک) میں نے کہا کہ اس کے نواحی

فِي كُلِّ قِبْلَةٍ مِنَ الْبَيْتِ

سے کیا مراد ہے کیا اس کے تمام گوشے اور زاویے؟ (ان کا کیا حکم ہے) فرمایا کہ: بلکہ بیت اللہ کے ہر قبلہ میں (نماز جائز ہے)۔

۹۷۲ ... حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَفِيهَا سِتُّ سَوَارٍ فَقَامَ عِنْدَ سَارِيَةٍ فَدَعَا وَلَمْ يُصَلِّ۔

۹۷۲ ... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے، اس میں چھ ستون تھے، آپ ﷺ نے ہر ایک کے پاس کھڑے ہو کر دعا مانگی اور نماز نہیں پڑھی۔ ❶

۹۷۳ ... وَحَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنِي هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى صَاحِبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْبَيْتَ فِي عُمْرَتِهِ قَالَ لَا

۹۷۳ ... حضرت اسماعیل بن خالد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں سے پوچھا کہ کیا حضور علیہ السلام عمرہ میں بیت اللہ میں داخل ہوئے تھے؟ فرمایا کہ نہیں!

باب-۱۳۷ باب نقض الكعبة وبنائها

کعبہ کی تعمیر کا بیان

۹۷۴ ... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ لَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْكَعْبَةَ وَلَجَعَلْتُهَا عَلَى أَسَاسِ إِبْرَاهِيمَ فَإِنَّ قُرَيْشًا حِينَ بَنَتِ الْبَيْتَ اسْتَقْصَرَتْ وَلَجَعَلْتُ لَهَا خَلْفًا

۹۷۴ ... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اگر تیری قوم نئی نئی کفر سے نہ نکلی ہوتی تو میں بیت اللہ کو توڑ کر اسے اساسِ ابراہیم پر تعمیر کرتا کیونکہ قریش نے جب اس کی تعمیر کی تو اسے چھوٹا کر دیا اور میں اس میں پچھلا دروازہ بھی بناتا"۔

---

❶ علامہ نوویؒ نے فرمایا کہ کعبہ میں نماز پڑھنا جمہور علماء کے نزدیک جائز ہے اور اس بارے میں جمہور نے حضرت بلالؓ کی روایت کو ترجیح دی ہے، حضرت ابن عباسؓ کی روایت پر کیونکہ حضرت بلالؓ نے ایک مثبت حکم بیان فرمایا ہے اور حضرت بلالؓ نے نافی بیان کیا ہے اور مثبت نافی پر مقدم ہوتا ہے۔
سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت اسامہؓ جو آنحضرت ﷺ کے ہمراہ کعبہ میں داخل ہوئے تھے وہ تو صلوۃ النبی فی الکعبہ کی نفی کر رہے ہیں؟ علامہ نوویؒ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ: اصل میں کعبہ میں داخل ہونے کے بعد دروازہ بند کر دیا گیا تھا اور اندر اندھیرے اور ستونوں کی وجہ سے صحیح نظر نہ آتا تھا، داخل ہونے کے بعد حضور علیہ السلام تو ایک کونے میں تشریف لے گئے، حضرت بلالؓ آپؐ کے قریب تھے اور اسامہؓ دوسرے کونے میں چلے گئے، حضورؐ نے اولاد عا فرمائی تو حضرت اسامہؓ بھی آپ کو دیکھ کر مشغول دعا ہو گئے اس دوران آپ نے مختصر دو رکعت پڑھیں جن کا علم اسامہؓ کو نہ ہو سکا جب کہ بلالؓ چونکہ قریب تھے انہوں نے دیکھ لیا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے پوری تفصیل و جزئیات کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے کھڑے ہونے کے بارے میں بتلا دیا (شرح نووی) دوسرا جواب حافظ ابن حجرؒ نے دیا کہ حضورؐ جب کعبہ میں داخل ہوئے تو اس کی دیواروں پر تصاویر تھیں انہیں مٹانے کے لئے آپؐ نے حضرت اسامہؓ کو پانی لانے بھیجا، عین ممکن ہے اس دوران آپ نے نماز پڑھی ہو اور اسامہؓ کو اس کا علم نہ ہو سکا جیسا کہ مسند ابوداؤد طیالسی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

۹۷۵۔۔۔ وحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

۹۷۵۔۔۔ حضرت ھشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سند کے ساتھ سابقہ روایت ہی کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

۹۷۶۔۔۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَخْبَرَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكِ حِينَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلَا تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا أُرَى رَسُولَ اللهِ ﷺ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ۔

۹۷۶۔۔۔ زوجۂ مطہرۂ رسول، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کیا تم نہیں دیکھتیں کہ تمہاری قوم (قریش) نے جب کعبہ کی تعمیر کی تو اسے ابراہیم علیہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ، کی بنیادوں سے چھوٹا کر دیا"۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! تو کیا آپ ﷺ اسے ابراہیمی بنیادوں پر دوبارہ نہیں لوٹا سکتے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے تمہاری قوم کے نئے نئے کفر سے نکلنے کا اندیشہ نہ ہوتا (تو میں ضرور ایسا کرتا)۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہوتا تو میں آپ ﷺ کو نہ دیکھتا کہ آپ ﷺ نے حطیم کی طرف والے دونوں کونوں کا استلام کرنا ترک کر دیا تھا، کیونکہ وہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر نہیں پورا کیا گیا تھا۔[1]

۹۷۷۔۔۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ ح و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُو عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ أَوْ قَالَ بِكُفْرٍ لَأَنْفَقْتُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَجَعَلْتُ بَابَهَا بِالْأَرْضِ وَلَأَدْخَلْتُ فِيهَا مِنَ الْحِجْرِ

۹۷۷۔۔۔ حضرت عائشہ، زوجۂ نبی ﷺ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ:

"اگر تمہاری قوم جاہلیت یا کفر سے نئی نئی نہ نکلی ہوتی تو میں کعبہ کے خزانوں کو فی سبیل اللہ خرچ کر دیتا اور کعبہ کے دروازہ کو زمین سے ملا دیتا۔ اور حطیم کے حصہ کو کعبہ میں داخل وشامل کر لیتا"۔

۹۷۸۔۔۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنِي ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ عَنْ سَعِيدٍ يَعْنِي ابْنَ مِينَاءَ قَالَ

۹۷۸۔۔۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھ سے بیان فرمایا کہ نبی

---

[1] حضرت نوویؒ نے فرمایا کہ حضرت ابن عمرؓ کے کلام کے ظاہر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سیدہ عائشہؓ کی بات پر شکوک کا اظہار کیا اور ان کی بات کی تضعیف کی حالانکہ ایسا نہیں بلکہ کلام عرب میں بسا اوقات کلام کی ظاہری شکل تو شک اور تضعیف کی ہوتی ہے لیکن مراد اس سے یقینی امر ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے ارشادات ہیں: وان ادری لعلکم الخ وان ضللت فانما اضل..... الخ وغیرہ۔

سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ حَدَّثَتْنِي خَالَتِي يَعْنِي عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَا عَائِشَةُ لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُو عَهْدٍ بِشِرْكٍ لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ فَأَلْزَقْتُهَا بِالْأَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ بَابًا شَرْقِيًّا وَبَابًا غَرْبِيًّا وَزِدْتُ فِيهَا سِتَّةَ أَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ فَإِنَّ قُرَيْشًا اقْتَصَرَتْهَا حَيْثُ بَنَتِ الْكَعْبَةَ

اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا:

اے عائشہ! اگر تمہاری قوم شرک کے دامن سے نئی نئی نہ نکلی ہوتی تو میں کعبۃ اللہ کو منہدم کر کے زمین سے اس کے دروازے ملا دیتا اور اس کے دو دروازے ایک مشرقی اور دوسرا مغربی رخ پر بناتا اور اس میں حطیم کی چھ ہاتھ (گز) زمین بھی شامل کر دیتا کیونکہ قریش نے تعمیر کعبہ کے وقت اسے چھوٹا کر دیا تھا۔

٩٧٩ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ لَمَّا احْتَرَقَ الْبَيْتُ زَمَنَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ حِينَ غَزَاهَا أَهْلُ الشَّامِ فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ تَرَكَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ حَتَّى قَدِمَ النَّاسُ الْمَوْسِمَ يُرِيدُ أَنْ يُجَرِّئَهُمْ أَوْ يُحَرِّبَهُمْ عَلَى أَهْلِ الشَّامِ فَلَمَّا صَدَرَ النَّاسُ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي الْكَعْبَةِ أَنْقُضُهَا ثُمَّ أَبْنِي بِنَاءَهَا أَوْ أُصْلِحُ مَا وَهَى مِنْهَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَإِنِّي قَدْ فُرِقَ لِي رَأْيٌ فِيهَا أَرَى أَنْ تُصْلِحَ مَا وَهَى مِنْهَا وَتَدَعَ بَيْتًا أَسْلَمَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَأَحْجَارًا أَسْلَمَ النَّاسُ عَلَيْهَا وَبُعِثَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ لَوْ كَانَ أَحَدُكُمُ احْتَرَقَ بَيْتُهُ مَا رَضِيَ حَتَّى يُجِدَّهُ فَكَيْفَ بَيْتُ رَبِّكُمْ إِنِّي مُسْتَخِيرٌ رَبِّي ثَلَاثًا ثُمَّ عَازِمٌ عَلَى أَمْرِي فَلَمَّا مَضَى الثَّلَاثُ أَجْمَعَ رَأْيَهُ عَلَى أَنْ يَنْقُضَهَا فَتَحَامَاهُ النَّاسُ أَنْ يَنْزِلَ بِأَوَّلِ النَّاسِ يَصْعَدُ فِيهِ أَمْرٌ مِنَ السَّمَاءِ حَتَّى صَعِدَهُ رَجُلٌ فَأَلْقَى مِنْهُ حِجَارَةً فَلَمَّا لَمْ يَرَهُ النَّاسُ أَصَابَهُ شَيْءٌ تَتَابَعُوا فَنَقَضُوهُ حَتَّى بَلَغُوا بِهِ الْأَرْضَ فَجَعَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَعْمِدَةً فَسَتَّرَ عَلَيْهَا السُّتُورَ حَتَّى ارْتَفَعَ بِنَاؤُهُ

٩٧٩ حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ جب یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں کعبہ کی عمارت خاکستر ہو گئی جب اہل شام نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آکر جنگ کی تھی تو کعبہ کا جو حال ہوا تھا سو ہوا تو ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبہ کو اسی حال پر رہنے دیا یہاں تک کہ موسم حج میں لوگ آنے لگے۔ اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارادہ یہ تھا کہ اہل شام کی حرکت پر لوگوں کو جرأت دلائیں یا (ان کی دینی غیرت کا) تجربہ کریں۔ چنانچہ جب لوگ آگئے تو انہوں نے فرمایا:

"اے لوگو! مجھے مشورہ دو کہ کعبہ کے معاملہ میں کہ اسے گرا کر (شہید) از سر نو اس کی تعمیر کروں یا جو اس کی تعمیر میں کمزوری آگئی ہے اسے ہی درست کر دوں؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: میری رائے میں تو یہی بات واضح ہو رہی ہے کہ آپ اس کی کمزور بنیادوں کی درستگی کر دیں اور بیت اللہ اور اس کے پتھروں کو ایسا ہی رہنے دیں کہ یہی وہ عمارت ہے جس پر لوگ اسلام لائے اور نبی ﷺ کی بعثت بھی اسی پر ہوئی (اس زمانہ میں جیسا تھا ویسا ہی رہنے دو)۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: تم میں سے کسی کا گھر جل جائے تو وہ جب تک نیا نہ کرے کبھی اسی حالت پر رکھنے میں راضی نہیں ہوتا تو اپنے رب کے گھر کے ساتھ ایسا کیسے ہوگا؟ میں اپنے رب سے تین یوم استخارہ کرتا ہوں پھر اپنے فیصلہ پر عزم کروں گا۔ تین روز گزرنے کے بعد ان کی رائے اس پر جم گئی کہ کعبۃ اللہ کو توڑ (شہید) کر دوبارہ بنائیں۔ اب لوگ ڈرنے لگے اس خدشہ سے کہ جو سب سے پہلے کعبہ کے انہدام کیلئے اوپر چڑھے اس پر کوئی آسمانی آفت نازل نہ ہو جائے۔

وَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِنِّي سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَوْلَا أَنَّ النَّاسَ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ وَلَيْسَ عِنْدِي مِنَ النَّفَقَةِ مَا يُقَوِّي عَلَى بِنَائِهِ لَكُنْتُ أَدْخَلْتُ

فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ خَمْسَ أَذْرُعٍ وَلَجَعَلْتُ لَهَا بَابًا يَدْخُلُ النَّاسُ مِنْهُ وَبَابًا يَخْرُجُونَ مِنْهُ

قَالَ فَأَنَا الْيَوْمَ أَجِدُ مَا أُنْفِقُ وَلَسْتُ أَخَافُ النَّاسَ قَالَ فَزَادَ فِيهِ خَمْسَ أَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ حَتَّى أَبْدَى أُسًّا نَظَرَ النَّاسُ إِلَيْهِ فَبَنَى عَلَيْهِ الْبِنَاءَ وَكَانَ طُولُ الْكَعْبَةِ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ ذِرَاعًا فَلَمَّا زَادَ فِيهِ اسْتَقْصَرَهُ فَزَادَ فِي طُولِهِ عَشْرَ أَذْرُعٍ وَجَعَلَ لَهُ بَابَيْنِ أَحَدُهُمَا يُدْخَلُ مِنْهُ وَالْآخَرُ يُخْرَجُ مِنْهُ

فَلَمَّا قُتِلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ كَتَبَ الْحَجَّاجُ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُخْبِرُهُ بِذَلِكَ وَيُخْبِرُهُ أَنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ قَدْ وَضَعَ الْبِنَاءَ عَلَى أُسٍّ نَظَرَ إِلَيْهِ الْعُدُولُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ الْمَلِكِ إِنَّا لَسْنَا مِنْ تَلْطِيخِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي شَيْءٍ أَمَّا مَا زَادَ فِي طُولِهِ فَأَقِرَّهُ وَأَمَّا مَا زَادَ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ فَرُدَّهُ إِلَى بِنَائِهِ وَسُدَّ الْبَابَ الَّذِي فَتَحَهُ فَنَقَضَهُ وَأَعَادَهُ إِلَى بِنَائِهِ.

آخر کار ایک شخص اوپر چڑھا اور اس نے اوپر سے ایک پتھر گرا دیا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ اسے کچھ گزند نہیں پہنچی تو ایک دوسرے پر گرنے لگے (انہدام کے عمل میں حصہ لینے کیلئے) اور اسے (نئی تعمیر کیلئے) گرا کر (شہید) زمین کے برابر ہموار کر دیا۔ اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند ستون کھڑے کئے اور ان پر پردہ ڈال دیا (تاکہ لوگ جب تک نئی تعمیر ہو اس طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہیں) یہاں تک کہ اسکی عمارت بلند ہو گئی۔

اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا ہے وہ فرماتی تھیں کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: اگر لوگ کفر سے نئے نئے نکل کر (نووارد ان اسلام) نہ ہوتے اور میرے پاس اتنا خرچ بھی نہیں ہے کہ اس کے ذریعہ سے اسے تعمیر کر سکوں (ان دو وجوہات کی بناء پر میں تعمیر کعبہ نہیں کر رہا) ورنہ میں حطیم کے پانچ گز کے حصہ کو کعبہ میں داخل کر لیتا اور کعبہ کا ایک داخلی دروازہ بناتا جس سے لوگ داخل ہوتے اور ایک خارجی جس سے نکلتے"۔ تو ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لیکن آج میں تو اتنا خرچ اٹھانے کی قوت بھی رکھتا ہوں اور مجھے لوگوں کی مزاحمت کا بھی خوف نہیں ہے (لہٰذا میں حضور ﷺ کی خواہش پوری کرتا ہوں) چنانچہ انہوں نے حطیم کے پانچ گز کے حصہ کا کعبہ میں اضافہ کر دیا اور وہاں پر (کھدائی کے دوران) ایسی بنیاد نظر آئی جسے لوگوں نے خوب دیکھا (وہ بنیاد ابراہیمی تھی) چنانچہ اسی بنیاد پر عمارت تعمیر کی گئی۔ اور کعبہ کی لمبائی اٹھارہ ۱۸ گز تھی اب اس متروکہ حصہ (حطیم) کے اضافہ کے بعد اس کا طول کم نظر آنے لگا تو انہوں نے طول میں بھی دس گز اضافہ کر دیا اور اس کے دو دروازے بنا دیئے ایک سے داخل ہوا جاتا اور دوسرے سے نکلا جاتا۔

پھر جب ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو حجاج بن یوسف نے عبد الملک بن مروان کو لکھا کہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبہ کی تعمیر میں تبدیلی کر دی ہے اور اس کی بناء اسی بنیاد پر رکھی گئی ہے جسے اشراف اہل مکہ نے دیکھ لیا ہے۔ تو اس کے جواب میں عبد الملک نے لکھا کہ ہمیں ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاوٹ (اضافہ و تبدیلی)

سے کوئی سروکار نہیں انہوں نے جو لمبائی میں اضافہ کیا ہے اسے تو باقی رہنے دو البتہ جو حطیم کے حصہ کا اضافہ کیا ہے اسے سابقہ تعمیر پر لوٹا دو اور وہ (دوسرا) دروازہ جو انہوں نے کھولا ہے اسے بند کر دو۔ چنانچہ حجاج نے حطیم کے اضافہ کو توڑ دیا اور سابقہ تعمیر بحال کر دی۔ ❶

۹۸۰...... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ وَالْوَلِيدَ بْنَ عَطَاءٍ يُحَدِّثَانِ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ

۹۸۰...... حضرت حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عبیداللہ نے کہا کہ حارث بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبدالملک بن مروان کے پاس وفد کی صورت میں گئے اس کے دور خلافت میں تو عبدالملک نے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ ابو خبیب

---

❶ بیت اللہ شریف کی تعمیر کے تاریخی مراحل۔ کعبہ مشرفہ کی تعمیر دس مرتبہ ہوئی ہے۔

۱۔ پہلی تعمیر ملائکہ کرام نے تخلیق آدم سے دو ہزار سال قبل کی تھی جس کا مقصد بیت المعمور (قبلۂ ملائکہ بر آسمان) کی محاذات میں روئے ارض پر عبادت گاہ کی تعمیر تھی۔

۲۔ دوسری بار حضرت آدم علیہ السلام نے اس کی تعمیر کی۔

۳۔ تیسری بار حضرت آدم علیہ السلام کے بعض صاحبزادوں کی تعمیر کی اور یہ تعمیر طوفان نوح تک باقی رہی' طوفان کے وقت اٹھالی گئی یا طوفان سے ختم ہو کر مٹ گئی۔ واللہ اعلم

۴۔ چوتھی تعمیر حضرت ابراہیمؑ نے فرمائی' بعض حضرات نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کعبہ کا بانی اول قرار دیا ہے لیکن راجح یہی ہے کہ وہ بانی اول نہیں' اور قرآن کریم کا انداز بیان بھی اسی کی تائید کرتا ہے کہ اس میں رفع القواعد کا ذکر ہے یعنی بنیادیں اٹھانے کا۔ اور بنیادیں اسی وقت اٹھائی جائیں گی جب پہلے سے موجود ہوں گی۔ معلوم ہوا کہ بنیادیں پہلے سے موجود تھیں ابراہیم علیہ السلام نے انہیں کو بلند کر کے بیت اللہ کی تعمیر کی تھی۔

۵۔ پانچویں تعمیر قوم عمالق نے کی۔

۶۔ بنو جرھم چھٹی بار معمار بیت اللہ ہوئے۔

۷۔ ساتویں تعمیر قصی بن کلاب نے کی۔

۸۔ آٹھویں مرتبہ قریش نے اجتماعی چندے سے حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے بعد اور بعثت سے قبل کعبہ کی تعمیر کی۔ اس تعمیر میں حجر اسود آنحضرت ﷺ نے اپنے دست مبارک سے دیوار کعبہ میں نصب فرمایا۔ اب تک پچھلی تمام تعمیرات میں کعبہ کے دو دروازے چلے آتے تھے ایک مشرقی جانب میں دوسرا مغربی جانب میں۔ لیکن قریش نے چونکہ حلال کمائی سے تعمیر کا اہتمام کیا تھا اور یہ کمائی کم پڑ گئی تھی اس لئے کعبہ کا کچھ حصہ تعمیر میں آنے سے رہ گیا جسے "حطیم کعبہ" کہا جاتا ہے۔ نیز کعبہ کے دو دروازے تھے قریش نے صرف ایک دروازہ باقی رکھا۔

احادیث مذکورہ کے مطابق حضور علیہ السلام نے بیت اللہ کو بناء ابراہیمی کے مطابق تعمیر کا ارادہ فرمایا تھا لیکن اس خیال سے ارادہ ترک فرمادیا کہ زمانہ جاہلیت کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا اور یہ سوچا کہ قریش کہ لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں ایسا نہ ہو کہ اس پر وہ کوئی خلفشار پیدا کر دیں اور عرب میں اسلام کے ابتدائی مرحلہ میں ہی فتنہ کھڑا ہو جائے۔

۹۔ نویں تعمیر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے حجاج بن یوسف کے حملہ اور اس کے نتیجہ میں کعبہ کی عمارت کو نقصان پہنچنے کے بعد حضورؐ کی خواہش کے مطابق بناء ابراہیمی پر کی۔

۱۰۔ دسویں بار حجاج بن یوسف نے ابن زبیرؓ کی مخالفت کے پیش نظر ان کے تعمیر کو ڈھا کر پھر سے بناء قریش پر تعمیر کیا۔ اس کے بعد ہارون رشید نے بناء ابراہیمی کے مطابق تعمیر کرنا چاہا لیکن امام مالکؒ نے انہیں منع کر دیا۔ (اخبار مکہ' ازرقی)

عُبَيْدٍ وَفَدَ الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ فِي خِلَافَتِهِ فَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ مَا أَظُنُّ أَبَا خُبَيْبٍ يَعْنِي ابْنَ الزُّبَيْرِ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ مَا كَانَ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهَا قَالَ الْحَارِثُ بَلَى أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْهَا قَالَ سَمِعْتَهَا تَقُولُ مَاذَا قَالَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ قَوْمَكِ اسْتَقْصَرُوا مِنْ بُنْيَانِ الْبَيْتِ وَلَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِهِمْ بِالشِّرْكِ أَعَدْتُ مَا تَرَكُوا مِنْهُ فَإِنْ بَدَا لِقَوْمِكِ مِنْ بَعْدِي أَنْ يَبْنُوهُ فَهَلُمِّي لِأُرِيَكِ مَا تَرَكُوا مِنْهُ فَأَرَاهَا قَرِيبًا مِنْ سَبْعَةِ أَذْرُعٍ هَذَا حَدِيثُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدٍ

وَزَادَ عَلَيْهِ الْوَلِيدُ بْنُ عَطَاءٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ مَوْضُوعَيْنِ فِي الْأَرْضِ شَرْقِيًّا وَغَرْبِيًّا وَهَلْ تَدْرِينَ لِمَ كَانَ قَوْمُكِ رَفَعُوا بَابَهَا قَالَتْ قُلْتُ لَا قَالَ تَعَزُّزًا أَنْ لَا يَدْخُلَهَا إِلَّا مَنْ أَرَادُوا فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا هُوَ أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَهَا يَدَعُونَهُ يَرْتَقِي حَتَّى إِذَا كَادَ أَنْ يَدْخُلَ دَفَعُوهُ فَسَقَطَ

قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ لِلْحَارِثِ أَنْتَ سَمِعْتَهَا تَقُولُ هَذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَنَكَتَ سَاعَةً بِعَصَاهُ ثُمَّ قَالَ وَدِدْتُ أَنِّي تَرَكْتُهُ وَمَا تَحَمَّلَ

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے (بنائے کعبہ والی) حدیث سننے کا دعویٰ کرتے ہیں تو یہ انہوں نے نہیں سنی۔

حارث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیوں نہیں! یہ حدیث تو میں نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنی ہے۔ عبد الملک نے کہا کہ تم نے سنی ہے تو وہ کیا فرماتی تھیں؟ حارثؒ نے کہا کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تمہاری قوم نے بیت اللہ کی عمارت کو چھوٹا کر دیا، اگر یہ لوگ شرک سے حال ہی میں نہ نکلے ہوتے (اور ایمان میں قدیم اور پختہ ہوتے) تو جو حصہ انہوں نے چھوڑ دیا ہے اسے میں بنا دیتا۔ اور اگر (ممکن ہے) تمہاری قوم کو میرے بعد اس کی تعمیر کا احساس ہو جائے تو آؤ میں تمہیں دکھلا دیتا ہوں کہ کونسا حصہ انہوں نے چھوڑ دیا ہے، چنانچہ انہیں تقریباً سات گز کا حصہ دکھایا۔

(اسی حدیث کے دوسرے طریق میں یہ اضافہ ہے کہ) نبی ﷺ نے فرمایا: میں کعبہ کے دو دروازے بھی بناؤں جو زمین پر ہی لگائے گئے ہوں (کیونکہ تعمیر قریش میں دروازہ زمین سے اوپر قد آدم پر لگا تھا) ایک دروازہ شرقی اور دوسرا غربی۔ اور کیا تم جانتی ہو کہ تمہاری قوم نے بیت اللہ کے دروازہ کو اتنا بلند کیوں رکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں! فرمایا کہ اس تکبر اور بڑائی میں کہ کعبہ میں جسے وہ چاہیں وہی داخل ہو سکے (دوسرے نہ جا سکیں) چنانچہ ان کا طریقہ یہ تھا کہ جب کوئی کعبہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرتا تو اسے سیڑھی پر چڑھنے دیتے اور جب وہ بالکل داخلہ کے قریب ہوتا تو اسے دھکا دے کر گرا دیتے تھے۔

عبد الملک بن مروان نے حارث سے کہا: کیا تم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ فرماتے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! عبد الملکؒ نے یہ سن کر کچھ دیر کے لئے اپنی چھڑی سے زمین کریدنا شروع کر دی پھر کہا کہ میری خواہش تھی کہ اسے اور جو اس میں ہے میں ویسا ہی چھوڑ دیتا جس حال میں ہے۔

۹۸۰۔۔۔۔۔۔ و حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو ابْنِ جَبَلَةَ حَدَّثَنَا

۹۸۱۔۔۔۔۔۔ ابن جریج سے اسی سند کے ساتھ سابقہ روایت منقول ہے جس

أَبُو عَاصِمٍ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ بَكْرٍ

طرح ابن بکر نے حدیث روایت کی ہے۔

۹۸۲..... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيرَةَ عَنْ أَبِي قَزَعَةَ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ بَيْنَمَا هُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ إِذْ قَالَ قَاتَلَ اللهُ ابْنَ الزُّبَيْرِ حَيْثُ يَكْذِبُ عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ يَقُولُ سَمِعْتُهَا تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَا عَائِشَةُ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ حَتَّى أَزِيدَ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ فَإِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرُوا فِي الْبِنَاءِ فَقَالَ الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ لَا تَقُلْ هَذَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَأَنَا سَمِعْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ تُحَدِّثُ هَذَا قَالَ لَوْ كُنْتُ سَمِعْتُهُ قَبْلَ أَنْ أَهْدِمَهُ لَتَرَكْتُهُ عَلَى مَا بَنَى ابْنُ الزُّبَيْرِ

۹۸۲..... حضرت ابو قزعہ سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان نے بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے کہا کہ:

"اللہ تعالیٰ ہلاک کرے ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (نعوذ باللہ) کہ اس نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جھوٹ باندھا کہ وہ کہتا تھا کہ میں نے انہیں (عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو) یہ فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر تیری قوم کفر سے نئی نئی نہ نکلی ہوتی تو میں بیت اللہ کو گرا کر (شہید کر کے) حطیم کی جگہ کو اس میں شامل کر دیتا کیونکہ تیری قوم نے تعمیر کعبہ میں اسے چھوٹا کر دیا"۔ تو یہ سن کر حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ نے فرمایا کہ: امیر المؤمنین! یہ مت کہیے، میں نے بھی ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ حدیث سنی ہے وہ یہ حدیث بیان کرتی تھیں۔

عبدالملک نے (یہ سن کر) کہا کہ اگر میں انہدام بیت اللہ سے قبل یہ سن لیتا کہ واقعتاً ام المؤمنین نے یہ حدیث بیان کی ہے اور ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی طرف سے نہیں کہا) تو میں بیت اللہ کو بناء ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہی باقی رہنے دیتا۔

۹۸۳..... حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْجَدْرِ أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَلِمَ لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي الْبَيْتِ قَالَ إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا قَالَ فَعَلَ ذَلِكِ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاءُوا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاءُوا وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ لَنَظَرْتُ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أُلْزِقَ بَابَهُ بِالْأَرْضِ

۹۸۳..... سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دیوار حطیم کے بارے میں پوچھا کہ وہ بیت اللہ میں سے ہے؟ فرمایا کہ ہاں! میں نے عرض کیا کہ پھر اسے بیت اللہ میں داخل کیوں نہ کیا؟ فرمایا کہ: تمہاری قوم (قریش) کے پاس اخراجات کم پڑ گئے تھے (اس لئے اسے شامل نہ کیا)۔

میں نے پوچھا کہ اچھا دروازہ اونچا رکھنے کا کیا معاملہ ہے؟ فرمایا: یہ بھی تمہاری قوم کی حرکت ہے اور یہ اسلئے کہ وہ جسے چاہیں اندر داخل کریں اور جسے چاہیں رد کریں اور اگر تمہاری قوم کا زمانہ جاہلیت تازہ تازہ نہ ہوتا اور مجھے یہ خوف دامن گیر نہ ہوتا کہ ان (نو واردان اسلام) کے قلوب بدل جائیں گے تو میں یہی ارادہ کرتا کہ حطیم کے

حصہ کو بیت اللہ میں داخل کردوں اور اس کے دروازہ کو زمین کی سطح سے ہموار کردوں۔ [1]

۹۸۴ و حدثناه أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا عبيد الله يعني ابن موسى حدثنا شيبان عن أشعث بن أبي الشعثاء عن الأسود بن يزيد عن عائشة قالت سألت رسول الله ﷺ عن الحجر وساق الحديث بمعنى حديث أبي الأحوص وقال فيه فقلت فما شأن بابه مرتفعا لا يصعد إليه إلا بسلم وقال مخافة أن تنفر قلوبهم

۹۸۴۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حطیم کے بارے میں دریافت کیا پھر سابقہ حدیث ابی الاحوص کی طرح بیان فرمائی۔ اور اس روایت میں یہ ہے کہ بیت اللہ کا دروازہ اتنا بلند کیوں ہے کہ سوائے سیڑھی کے اس کی طرف نہیں چڑھا جا سکتا، فرمایا کہ ان کے دلوں میں نفرت پیدا ہونے کا ڈر ہے۔

باب-۱۳۸ باب الحج عن العاجز لزمانة وهرم ونحوهما أو للموت

کسی عذر کے وجہ سے دوسرے کی طرف سے حج کا بیان

۹۸۵ حدثنا يحيى بن يحيى قال قرأت على مالك عن ابن شهاب عن سليمان بن يسار عن عبد الله بن عباس أنه قال كان الفضل بن عباس رديف رسول الله ﷺ فجاءته امرأة من خثعم تستفتيه فجعل الفضل ينظر إليها وتنظر إليه فجعل رسول الله ﷺ يصرف وجه الفضل إلى الشق الآخر قالت يا رسول الله إن فريضة الله على عباده في الحج أدركت أبي شيخا كبيرا لا يستطيع أن يثبت على الراحلة أفأحج عنه قال نعم

۹۸۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عباس، رسول اللہ ﷺ کے ردیف تھے (سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھے تھے) قبیلہ خثعم کی ایک خاتون آپ ﷺ کے پاس آئیں مسئلہ پوچھنے کے لئے۔ فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان خاتون کو دیکھنے لگے اور وہ فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھنے لگیں تو رسول اللہ ﷺ نے فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا۔ ان خاتون نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کا جو فرض بندوں پر حج کا عائد ہوتا ہے (اس میں صورتحال یہ ہے کہ) میرے والد بوڑھے ہو چکے ہیں بڑی عمر کے ہیں وہ سواری پر مستقل بیٹھنے پر قادر نہیں ہیں۔

---

[1] حطیم یا حجر: بیت اللہ کی شمالی دیوار کے ساتھ جہاں میزاب رحمت ہے چھ یا سات ذراع (گز) کی جگہ کو حجر کہا جاتا ہے اور اس کے بعد نصف دائرے میں بنی ہوئی دیوار کو حطیم کہا جاتا ہے اور کبھی دونوں کے مجموعہ کو حطیم یا حجر کہہ دیتے ہیں اسی مقام پر حضرت ہاجرہ و اسماعیل علیہ السلام کی قبریں ہیں۔ تابعین کے آثار سے اس کا پتہ چلتا ہے۔

حجر کے بیت اللہ کے جزو ہونے کے بارے میں اتفاق ہے کہ وہ بیت کا حصہ ہے البتہ حطیم کے بارے میں اختلاف ہے اگر کسی نے طواف کے دوران حطیم کے اندر سے چکر لگایا تو اس کا کیا حکم ہے؟ کیونکہ طواف میں حطیم کے باہر سے چکر لگانا واجب ہے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک مکہ میں موجودگی کے دوران متروکہ چکر کی قضا ضروری ہے اور اگر مکہ سے جا چکا ہے تو دم واجب ہوگا۔

اس مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے مولانا وحید الزمان صاحب نے حسب عادت امام ابو حنیفہ پر غیر ضروری اور بے محل تنقید کی ہے جس کا یہ کوئی محل نہیں ہے۔ دراصل اس مسئلہ میں امام ابو حنیفہ اور جمہور کے مذہب میں کوئی خاص فرق نہیں صرف جنایت کے سلسلہ میں معمولی سا اختلاف ہے لیکن علامہ وحید الزمان جس نے غیر ضروری طور پر امام صاحب پر تنقید کا موقع ڈھونڈا ہے جو سراسر غلط بات ہے۔

وَذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ

کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں؟ فرمایا کہ ہاں! اور یہ حجۃ الوداع کا قصہ ہے۔

۹۸۶ - حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ عَلَيْهِ فَرِيضَةُ اللهِ فِي الْحَجِّ وَهُوَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى ظَهْرِ بَعِيرِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَحُجِّي عَنْهُ

۹۸۶ - حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ خثعم کی ایک خاتون نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے والد بہت بوڑھے ہیں اور ان پر اللہ کا فریضہ حج فرض ہے جب کہ وہ (بڑھاپے کی وجہ سے) اونٹ کی پشت پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: "تو تم ان کی طرف سے حج کرلو۔" ❶

باب-۱۳۹ بَابُ صِحَّةِ حَجِّ الصَّبِيِّ وَأَجْرِ مَنْ حَجَّ بِهِ

بچے کے حج کا بیان

۹۸۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَقِيَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوا

۹۸۷ - حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو "روحاء" میں کچھ سوار ملے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا مسلمان ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کا رسول ہوں۔ یہ سن کر ایک عورت نے اپنے بچے کو بلند کرتے کہا کہ کیا اس کا حج ہے؟

---

❶ یہ مسئلہ درحقیقت "مسئلۃ النیابۃ فی العبادۃ" سے متعلق ہے کہ آیا عبادات میں نیابت یعنی کسی دوسرے کی طرف سے عبادت کی ادائیگی کا کیا حکم ہے؟

احناف کے نزدیک جو عبادات محض مالی ہیں مثلاً زکوٰۃ، صدقۃ الفطر، کفارہ، نذر، فدیہ وغیرہ ان میں نیابت جائز ہے اور جو عبادات صرف بدنی ہیں مثلاً نماز، تلاوت قرآن وغیرہ ان میں نیابت جائز نہیں اور جو عبادات مالی و بدنی دونوں ہیں مثلاً حج یا عمرہ وغیرہ ان میں عذر کی صورت میں نیابت جائز ہے۔

حج کے بارے میں احناف کے نزدیک تفصیل یہ ہے کہ اگر میت کے ذمہ میں حج لازم تھا اور اس نے اپنی جانب سے حج کرانے کی وصیت نہیں کی تو ورثہ کے ذمہ حج کرانا لازم نہ ہوگا اور میت کو ترک وصیت کی بناء پر گناہ ہوگا۔ البتہ اگر وصیت کے بغیر کسی وارث یا اجنبی آدمی نے اس کی جانب سے حج کر دیا تو انشاء اللہ یہ میت کی طرف سے کافی ہو جائے گا۔

اور اگر میت نے حج کرانے کی وصیت کی تھی تو وہ وصیت ثلث مال میں نافذ ہوگی اور اگر ثلث مال میں وصیت کی تکمیل ممکن نہ ہو مثلاً جس ملک سے حج کے لئے بھیجنا مقصود ہے اس ملک سے حج کے اخراجات زیادہ ہیں جب کہ کسی دوسرے مقام سے حج کے اخراجات کم ہیں اور ثلث مال میں پورے ہو سکتے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ جہاں سے کم اخراجات میں حج ہو جائے وہاں سے حج کروا کر وصیت کو پورا کیا جائے تاکہ میت اور فریضہ سے سبکدوش ہو جائے۔

اسی طرح ایسا بوڑھا آدمی جس کے بارے میں یہ یقین ہو کہ یہ اب خود حج کے قابل نہ ہو سکے گا اس کی طرف سے بھی حج بدل جائز ہوگا کیونکہ یہاں بھی عجز دائمی پایا جا رہا ہے۔ واللہ اعلم (خلاصہ از شرح نووی، فتح الملہم ۳/ص ۳۴۳)

الْمُسْلِمُونَ فَقَالُوا مَنْ أَنْتَ قَالَ رَسُولُ اللهِ فَرَفَعَتْ إِلَيْهِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ أَلِهَذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ

فرمایا کہ ہاں! اور تمہارے واسطے اجر ہوگا۔ [1]

۹۸۸ ... حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَفَعَتِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا لَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَلِهَذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ

۹۸۸ ... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ ایک عورت نے اپنے بچہ کو اٹھا کر عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اس کا حج ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! اور تجھ کو بھی اس کا اجر ملے گا۔

۹۸۹ ... وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ امْرَأَةً رَفَعَتْ صَبِيًّا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَلِهَذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ

۹۸۹ ... حضرت کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے بچہ کو اٹھا کر عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اس کا حج ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! اور تجھ کو بھی اجر ملے گا۔

باب ۱۳۰ — باب فرض الحج مرة في العمر

عمر بھر میں ایک بار حج فرض ہے

۹۹۰ ... وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمِثْلِهِ

۹۹۰ ... اس سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سابقہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

۹۹۱ ... وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ الْقُرَشِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوا فَقَالَ

۹۹۱ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:
"اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے، لہٰذا حج کیا کرو"۔ ایک شخص نے کہا "یا رسول اللہ! کیا ہر سال؟ آپ ﷺ خاموش رہے۔ اس نے تین بار یہی

---

[1] نابالغ بچہ کے حج کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ اس پر حج فرض نہیں البتہ اگر اس نے حج کر لیا تو یہ حج صحیح ہوگا۔ علامہ نووی شارح مسلم نے اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے کہ "امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ بچہ کا حج صحیح نہیں اور ان کے اصحاب نے کہا کہ بچہ کا حج صرف ایک مشق اور اسے عادی بنانا ہے اور یہ حدیث احناف کے مذہب کو رد کرتی ہے اور امام نووی کی اتباع کرتے ہوئے علامہ وحید الزمان نے بھی یہی مذہب امام ابو حنیفہ بتا کر اس پر بلا ضرورت تنقید کی ہے اور حسب عادت فرمایا کہ: قول ان کا خلاف حدیث ہے مردود و مطرود و متروک ہے"۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ ایک غیر مقلد کی تعصب پر مبنی غیر تحقیقی رائے ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ بچے کا حج صحیح ہے جیسے کہ ابن عابدین شامی اور دیگر مشائخ حنفیہ نے اس کی تصریح کی ہے اور علامہ بنوری نے معارف السنن میں وضاحت سے بیان کر دیا ہے کہ "امام صاحب کی طرف اس مذہب کی نسبت غیر صحیح ہے"۔ (معارف السنن ج ۶ ص ۵۳۶) البتہ بچے پر اس حج کے باوجود بالغ ہونے کے بعد فرض حج باقی رہے گا وہ اس حج سے ادا نہ ہوگا کیونکہ یہ حج نفلی ہوگا۔ واللہ اعلم

رَجُلٌ أَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللهِ فَسَكَتَ حَتَّى قَالَهَا ثَلاثًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوهُ

سوال دہرایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"اگر میں نعم (ہاں) کہہ دیتا تو ہر سال حج واجب ہو جاتا، جب کہ یہ تمہاری طاقت واستطاعت سے باہر بات تھی کہ تم ہر سال حج کرتے"۔ پھر فرمایا: جس بات پر میں تمہیں چھوڑ دوں تم مجھے اسی بات پر رہنے دیا کرو، اس لئے کہ تم سے پہلے کی (کئی) امتیں کثرت سوال (یعنی غیر ضروری سوال) اور انبیاء کے بارے میں اپنے اختلافات کی بناء پر ہلاک ہو گئیں، لہٰذا جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو اپنی حسب استطاعت اسے بجالاؤ اور جس سے منع کر دوں اسے چھوڑ دو"۔

باب ۱۳۱ — باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره

حج یا دیگر اسفار کے لئے عورت کا محرم کے ساتھ ہونا ضروری ہے

۹۹۲۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ ثَلاثًا إِلا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ

۹۹۲۔ ۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"کوئی عورت تین روز کا سفر بغیر محرم کے نہ کرے"۔

۹۹۳۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي جَمِيعًا عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ فِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ فَوْقَ ثَلاثٍ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ أَبِيهِ ثَلاثَةً إِلا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ

۹۹۳۔ اس سند سے بھی یہی سابقہ حدیث (کوئی عورت تین دن کا سفر بغیر محرم کے نہ کرے) مروی ہے اس میں تین دن سے زائد کا ذکر ہے۔

۹۹۴۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ ثَلاثِ لَيَالٍ إِلا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ

۹۹۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی عورت کے لئے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے جائز نہیں کہ وہ تین رات کا سفر کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ ذو رحم محرم ہو"۔

۹۹۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ وَهُوَ ابْنُ عُمَيْرٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ

۹۹۵۔ ۔۔۔ حضرت قزعہؒ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث سنی جو مجھے بہت پسند آئی اور میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے

سَمِعْتُ مِنْهُ حَدِيثًا فَأَعْجَبَنِي فَقُلْتُ لَهُ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ فَأَقُولُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا لَمْ أَسْمَعْ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تَشُدُّوا الرِّحَالَ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِي هَذَا وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ يَوْمَيْنِ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا أَوْ زَوْجُهَا

خود رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے؟ ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ (تمہارا کیا خیال ہے کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب کر کے کہی ہے جو میں نے نہیں سنی؟ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: "(سفر کے لئے سواریوں پر) کجاوے مت باندھو سوائے تین مساجد کے سفر کے لئے، ایک تو میری یہ مسجد، دوسرے مسجد حرام اور تیسری مسجد اقصیٰ، اور میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ: کوئی عورت زمانہ بھر میں دو دن سے زائد کا سفر بغیر محرم کے نہ کرے اس کے ہمراہ اس کا محرم یا شوہر ہونا چاہیے"۔

۹۹۶ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ قَزَعَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَرْبَعًا فَأَعْجَبْنَنِي وَآنَقْنَنِي نَهَى أَنْ تُسَافِرَ الْمَرْأَةُ مَسِيرَةَ يَوْمَيْنِ إِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ وَاقْتَصَّ بَاقِيَ الْحَدِيثِ

۹۹۶ حضرت قزعہ کہتے ہیں کہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے چار باتیں سنیں جو مجھے پسند آئیں اور عمدہ لگیں۔ آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ عورت دو دن کی مسافت بغیر شوہر یا محرم کے کرے، آگے پوری حدیث سابقہ حدیث کے مانند بیان کی۔

۹۹۷ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ سَهْمِ بْنِ مِنْجَابٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ

۹۹۷ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی عورت تین دن کا سفر نہ کرے مگر یہ کہ محرم اس کے ساتھ ہو۔

۹۹۸ وَحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ أَبُو غَسَّانَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ لَا تُسَافِرِ امْرَأَةٌ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ

۹۹۸ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی عورت تین راتوں سے اوپر سفر نہ کرے مگر یہ کہ محرم اس کے ساتھ ہو۔

۹۹۹ وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ

۹۹۹ اس سند کے ساتھ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ (کوئی) عورت تین دن سے زیادہ (سفر نہ کرے) مگر یہ کہ محرم اس کے ساتھ ہو۔

۱۰۰۰ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدٍ

۱۰۰۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ لَيْلَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا رَجُلٌ ذُو حُرْمَةٍ مِنْهَا

ﷺ نے فرمایا: کسی عورت کے لئے ایک رات کی مسافت سفر کرنا بھی حلال نہیں سوائے اس کے کہ ایک آدمی محرم اس کے ساتھ ہو۔

۱۰۰۱ ...حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ يَوْمٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ

۱۰۰۱ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی عورت کیلئے جو کہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں کہ وہ ایک دن کی مسافت سفر کرے سوائے اس کے کہ اس کے ساتھ محرم ہو۔

۱۰۰۲... وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ عَلَيْهَا

۱۰۰۲ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی کے لئے جو کہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں کہ وہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت سفر کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ محرم ہو۔

۱۰۰۳ ... حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ أَنْ تُسَافِرَ ثَلَاثًا إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا

۱۰۰۳ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی عورت کیلئے حلال نہیں کہ وہ تین دن سفر کرے مگر یہ کہ اس کا محرم اس کے ساتھ ہو۔

۱۰۰٤ ... وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا يَكُونُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا إِلَّا وَمَعَهَا أَبُوهَا أَوِ ابْنُهَا أَوْ زَوْجُهَا أَوْ أَخُوهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا

۱۰۰۴ ... حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو عورت بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے تین یوم یا اس سے زائد کا سفر کرنا جائز نہیں الا یہ کہ اس کے ہمراہ اس کا باپ، بیٹا، شوہر، بھائی یا کوئی ذی رحم محرم ہو"۔ (مثلاً سگا بھانجا، بھتیجا، ماموں، چچا وغیرہ)۔

۱۰۰۵ ... وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

۱۰۰۵ ... حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

۱۰۰٦ ... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ

۱۰۰۶ ... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے

حَرْبٍ كِلاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ يَقُولُ لا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ وَلا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ إِلا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَّةً وَإِنِّي اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا قَالَ انْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ

نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو آپ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمائی: کوئی مرد کسی (نامحرم) عورت کے ساتھ تنہا نہ ہو الا یہ کہ اس عورت کے ساتھ کوئی ذی رحم محرم ہو، نہ ہی کوئی عورت بغیر محرم کے سفر کرے"۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میری بیوی حج کے لئے جا چکی ہے اور میرا نام فلاں فلاں غزوہ کے لئے لکھا جا چکا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو"۔

۱۰۰۷۔۔۔ وحَدَّثَنَاه أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۱۰۰۷۔۔۔ حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث کی طرح روایت منقول ہے۔

۱۰۰۸۔۔۔ وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ الْمَخْزُومِيَّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ لا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ

۱۰۰۸۔۔۔ حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت کی طرح روایت نقل کی گئی ہے لیکن اس روایت میں یہ ذکر نہیں کیا کہ کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے مگر یہ کہ اس کا محرم اس کے ساتھ ہو۔

باب-۱۴۲ باب استحباب الذكر اذا ركب دابته متوجها لسفر حج او غيره و بيان الافضل من ذلك الذكر

سواری پر ذکر کرتے رہنا مستحب ہے

۱۰۰۹۔۔۔ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّ عَلِيًّا الْأَزْدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ عَلَّمَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَوَى عَلَى بَعِيرِهِ خَارِجًا إِلَى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلاثًا ثُمَّ قَالَ "سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ" اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى اللَّهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ

۱۰۰۹۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے اونٹ پر سوار ہو جاتے کسی سفر کے لئے روانگی کے موقع پر تو تین بار تکبیر کہتے پھر یہ دعائیں پڑھتے: سبحان الذی سخرلنا الخ پڑھتے "پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے واسطے مسخر کر دیا اس (سواری) کو اور ہم تو (خود) اس کو تابع کرنے والے نہ تھے۔ اور ہمیں اپنے رب ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللّٰھمّ انا نسألك سے فی المال والأھل تک۔ اے اللہ! آپ ہی اس سفر میں ہمارے ساتھ ہیں اور ہمارے پیچھے گھر میں آپ ہی خلیفہ ہیں (اہل و عیال کی حفاظت کرنے کے لئے)۔ اے اللہ! میں سفر کی کلفتوں، ہولناک مناظر کی اذیتوں اور مال و اہل و عیال میں برے حال میں لوٹنے سے پناہ مانگتا ہوں آپ کی"۔ اور جب واپس تشریف لاتے سفر سے تو بھی یہی کلمات کہتے اور مزید یہ

وَزَادَ فِيهِنَّ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ

کلمات کہتے: آئبون سے اخیر تک: ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں"۔

۱۰۱۰ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ

۱۰۱۰ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں جاتے تو سفر کی کلفتوں، واپسی کی مشقتوں اور بھلائی سے برائی کی طرف لوٹنے اور اہل وعیال اور مال میں برے منظر کے دیکھنے سے پناہ مانگتے۔

۱۰۱۱......وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنِي حَامِدُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ كِلَاهُمَا عَنْ عَاصِمٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عَبْدِ الْوَاحِدِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَفِي رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ خَازِمٍ قَالَ يَبْدَأُ بِالْأَهْلِ إِذَا رَجَعَ وَفِي رِوَايَتِهِمَا جَمِيعًا اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ

۱۰۱۱..... حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ مگر عبدالواحد کی روایت میں فی المال والاھل ہے اور محمد بن خازم کی روایت میں یہ ہے کہ اہل کا لفظ پہلے بولتے جب لوٹتے اور دونوں کی روایتوں میں یہ لفظ ہے اللھم سے آخر تک یعنی یا اللہ! سفر کی مشقتوں سے پناہ مانگتا ہوں۔

باب-۱۴۳ باب ما يقول إذا رجع من سفر الحج وغيره
سفر حج سے واپسی کے وقت کیا کہے

۱۰۱۲......حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْجُيُوشِ أَوِ السَّرَايَا أَوِ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ إِذَا أَوْفَى عَلَى ثَنِيَّةٍ أَوْ فَدْفَدٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ

۱۰۱۲..... حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب لشکروں سے یا سرایا (لڑائیوں) سے یا حج وعمرہ سے واپس لوٹتے تو جب کسی ٹیلہ پر یا اونچی زمین پر پہنچتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے پھر یہ کلمات فرماتے: لا إله إلا الله وحده، الخ۔

"اللہ کے علاوہ کوئی قابل بندگی نہیں، وہ تنہا ہے اس کا شریک کوئی نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، تمام تعریف اسی کے لائق ہے، اور ہر چیز پر قدرت (تامہ) رکھتا ہے، ہم لوٹتے ہیں، توبہ ورجوع کرتے ہیں، بندگی کرتے سجدے کرتے اور اپنے پروردگار کی تعریف کرتے ہیں اللہ نے اپنا وعدہ (فتح ونصرت کا) سچا کردیا، اپنے بندے (محمد ﷺ) کی مدد فرمائی اور تمام لشکروں کو تنہا ہزیمت دی"۔

۱۰۱۳......وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ

۱۰۱۳..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے یہی سابقہ

يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ عَنْ مَالِكٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ إِلَّا حَدِيثَ أَيُّوبَ فَإِنَّ فِيهِ التَّكْبِيرَ مَرَّتَيْنِ

حدیث کی طرح روایت فرماتے ہیں البتہ اس روایت ایوب میں (تین مرتبہ تکبیر کے بجائے) دو مرتبہ تکبیر کا تذکرہ ہے۔

١٠١٤ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَا وَأَبُو طَلْحَةَ وَصَفِيَّةُ رَدِيفَتُهُ عَلَى نَاقَتِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِظَهْرِ الْمَدِينَةِ قَالَ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذٰلِكَ حَتَّى قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ

١٠١٤ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم اور ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی ﷺ کے ہمراہ واپس آئے اور ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کی اونٹنی پر آپ کے پیچھے سوار تھیں، جب ہم مدینہ منورہ کی پشت پر پہنچ گئے تو آپ نے یہ کلمات فرمائے:

آئبون تائبون سے حامدون تک۔ اور مدینہ پہنچنے تک یہی کلمات کہتے رہے۔ ❶

١٠١٥ و حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

١٠١٥ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔

---

❶ سفر انسان کے لئے بشری حیات کا ایک لازمی تقاضا ہے۔ ہر انسان کو مختلف نوعیتوں اور اغراض سے سفر کی ضرورت پیش آتی ہے لیکن سفر پر روانہ ہوتے وقت انسان کا ذہن کئی طرح کی تفکرات اور تشویش کی آماجگاہ بنا ہوا ہوتا ہے، راہ کی مشکلات کا تصور، منزل پر صحیح سلامت پہنچنے کی فکر، منزل پر پہنچ کرنے اور اجنبی لوگوں سے ملنے جلنے کی تشویش، مقاصد سفر کی تکمیل کی فکرات، پیچھے اہل و عیال، کاروبار اور دیگر انسانی رشتوں کی سلامتی اور عافیت کی پریشانی غرض انسان سفر کے موقع پر سب سے زیادہ فکر مند ہوتا ہے اور ایسے ہی مواقع ہوتے ہیں جہاں کمزور عقیدہ و کج فکر کے حامل لوگ توہم پرستی کا شکار ہو جاتے ہیں نحس و سعد اوقات کی تلاش کرتے ہیں اور طرح طرح کی غیر ایمانی حرکات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔
نبی مکرم و معظم مجسم رحمت، رحمۃ للعٰلمین ﷺ بنی نوع انسان کو اس اہم مسئلہ میں ایسی تعلیم عطا فرماتے ہیں کہ انسان ہر فکر سے بے نیاز، ہر تشویش سے فارغ الذہن ہو جاتا ہے۔ آپ ہمیں یہ بتلاتے ہیں کہ ان ادعیہ و اذکار کو ابتداء، انتہاء اور دوران سفر پڑھ کر ہم اپنے تمام معاملات کو مالک حقیقی کے سپرد کر کے ہر فکر سے بے نیاز ہو سکتے ہیں۔ وہ مالک جو اس ساری کائنات کو چلا رہا ہے وہی ہمیں آبلہ پائی کی کلفتوں اور منزل ناری کی صعوبتوں سے بچانے والا ہے اور وہی ہے جو ہمارے پیچھے اہل و عیال کی حفاظت و کفالت و نگہبانی بھی کرنے والا ہے۔ ایک مسلمان کے لئے یہ دعائیں دنیا کے تمام مادی حفاظتی اسباب سے زیادہ قیمتی ہیں۔ زکریا غفر اللہ لہ۔

باب-۱۴۴ باب استحباب النزول ببطحه ذی الحُلیفة والصّلاة بها إذا صدر من الحجّ أو العُمرة و غیرهما فربها

حج وعمرہ سے واپسی کے سفر میں "بطحاء ذی الحلیفہ" میں اتر کر نماز مستحب ہے

۱۰۱۶ ...حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَصَلَّى بِهَا وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ

۱۰۱۶ ... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذی الحلیفہ کے بطحاء میں اونٹ کو بٹھایا اور وہاں نماز پڑھی۔

(راوی کہتے ہیں کہ) چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

۱۰۱۷ ...وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ الْمِصْرِيُّ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُنِيخُ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُنِيخُ بِهَا وَيُصَلِّي بِهَا

۱۰۱۷ ... حضرت نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذی الحلیفہ کے بطحاء (سنگلاخ پتھریلی زمین) میں اونٹ کو بٹھاتے تھے جہاں رسول اللہ ﷺ نے اونٹ کو بٹھایا تھا اور وہاں نماز پڑھتے تھے۔

۱۰۱۸ ... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ الْمُسَيَّبِيُّ حَدَّثَنِي أَنَسٌ يَعْنِي أَبَا ضَمْرَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا صَدَرَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ الَّتِي كَانَ يُنِيخُ بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ

۱۰۱۸ ... حضرت نافع فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حج یا عمرہ سے واپس ہوتے تو ذی الحلیفہ کے بطحاء میں وہیں اونٹ کو بٹھاتے تھے جہاں رسول اللہ ﷺ بٹھایا کرتے تھے (اتباع سنت کے کمال کے حصول کے لئے)۔

۱۰۱۹ ...وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ مُوسَى وَهُوَ ابْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ فِي مُعَرَّسِهِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ

۱۰۱۹ حضرت سالمؒ اپنے والد (ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اخیر شب میں ذوالحلیفہ میں اترے (آئے) آپ سے کہا گیا کہ "آپ ﷺ بے شک بطحاء مبارک میں ہیں"۔

۱۰۲۰ ... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ وَسُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَاللَّفْظُ لِسُرَيْجٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ وَهُوَ فِي مُعَرَّسِهِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ فِي بَطْنِ الْوَادِي فَقِيلَ إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ قَالَ مُوسَى وَقَدْ أَنَاخَ بِنَا سَالِمٌ

۱۰۲۰ ... حضرت سالمؒ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اخیر شب میں ذی الحلیفہ کی وادی کے درمیان میں اترے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ سے کہا گیا کہ بے شک آپ ﷺ بطحاء مبارک میں ہیں۔

حضرت موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ حضرت سالمؒ نے بھی ہمارے ہمراہ اسی جگہ اونٹ کو بٹھایا جہاں ان کے والد عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اونٹ

بِالْمُنَاخِ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِي كَانَ عَبْدُ اللهِ يُنِيخُ بِهِ يَتَحَرَّى مُعَرَّسَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ أَسْفَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِبَطْنِ الْوَادِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَسَطًا مِنْ ذَلِكَ

کو بٹھا کر نماز پڑھتے تھے اس جستجو میں کہ رسول اللہ ﷺ کے آخر شب میں اترنے کی جگہ پر وہ بھی اتریں۔ اور وہ مقام وادی کے درمیان موجود مسجد سے نیچے اور مسجد اور اس کے قبلہ کے درمیان میں واقع ہے۔

باب-۱۴۵ باب لا يحج البيت مشركٌ ولا يطوف بالبيت عريانٌ وبيان يوم الحج الأكبر

کوئی مشرک حج نہیں کر سکتا نہ ہی عریاناً طواف کعبہ ہو سکتا ہے

۱۰۲۱......حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ عَلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُونَ فِي النَّاسِ يَوْمَ النَّحْرِ لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ - قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ يَوْمُ النَّحْرِ يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ مِنْ أَجْلِ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ

۱۰۲۱ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس حج میں رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر الحج بنایا تھا اس میں حج سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے ایک جماعت کے ساتھ بھیجا جو یوم النحر کو لوگوں میں یہ اعلان کرتے تھے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکتا اور نہ ہی آئندہ بیت اللہ کا عریاناً طواف کیا جا سکتا ہے (جیسا کہ اہل جاہلیت کا زمانہ جاہلیت میں دستور تھا)۔

حضرت ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حمید بن عبد الرحمن یوم النحر کا دن ہی حج اکبر کا دن ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی وجہ سے۔ ❶

باب-۱۴۶ باب في فضل الحج والعمرة ويوم عرفة

یوم عرفہ کی فضیلت کا بیان

۱۰۲۲......حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ

۱۰۲۲ .. حضرت سعید بن المسیبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عرفہ کے دن

---

❶ فائدہ: قرآن کریم کی سورۃ التوبہ میں اللہ تعالیٰ نے حج اکبر کا ذکر فرمایا ہے۔ واذانٌ من الله ورسوله إلى الناس يوم الحج الأكبر۔ حج اکبر سے کیا مراد ہے؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ مذکورہ حج میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوم النحر کو مذکورہ اعلان کیا تھا جس کا ذکر قرآن کی مذکورہ آیت میں ہے لہٰذا یوم النحر ہی یوم حج اکبر ہے۔ جب کہ بعض نے عرفہ کو حج اکبر کہا ہے جب کہ بعض نے فرمایا کہ حج ہی حج اکبر ہے جب کہ حج اصغر عمرہ ہے (نوویؒ مختصراً) البتہ عوام میں جمعہ کے بارے میں مشہور ہے کہ اگر عرفہ کا دن جمعہ کو پڑے تو وہ حج اکبر ہوتا ہے یہ غلط ہے۔

بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ يُوسُفَ يَقُولُ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَإِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ فَيَقُولُ مَا أَرَادَ هَؤُلَاءِ

سے زیادہ کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ عزوجل عرفہ سے زیادہ اپنے بندوں کو جہنم کی آگ سے آزاد فرماتے ہوں۔ اور حق تعالیٰ اس روز بندوں سے بہت قریب ہوتے ہیں (مازریؒ نے فرمایا کہ اس کے قریب ہونے سے مراد اس کی رحمت و مغفرت کا قریب ہونا ہے) پھر حق تعالیٰ اپنے بندوں کے ذریعہ ملائکہ پر فخر فرماتے ہوئے بطور فخر ارشاد فرماتے ہیں: یہ سب کس لئے جمع ہوئے ہیں؟

باب-۱۲۷

باب فضل الحج والعمرة
حج و عمرہ کی فضیلت

۱۰۲۳ ۔۔۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ

۱۰۲۳ ۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیان کے وقت کے گناہوں کا کفارہ ہے اور مقبول و مبرور حج کی جزا سوائے جنت کے کچھ نہیں ہے"۔

۱۰۲۴ وَ حَدَّثَنَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ سُهَيْلٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ

۱۰۲۴ اس سند (سعید بن منصور، ابو بکر بن ابی شیبہ۔۔۔ ابو کریب، وکیع، محمد بن مثنیٰ، عبدالرحمٰن، سفیان اور ابی صالح) کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

۱۰۲۵ ۔۔۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا و قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ أَتَى هَذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ

۱۰۲۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جو اس بیت اللہ کو آئے (حج و عمرہ کے لئے) پس وہ نہ شہوت کے تقاضوں کی تکمیل کرے نہ فسق و فجور کی باتیں کرے تو وہ ایسا (پاک ہو کر) واپس لوٹتا ہے گویا اس کی ماں نے اسے ابھی جنم دیا"۔

۱۰۲۶..... و حَدَّثَنَاه سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ وَأَبِي الْأَحْوَصِ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ وَسُفْيَانَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمْ جَمِيعًا مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ

۱۰۲۶..... حضرت منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔ اوران ساری روایتوں میں یہ ہے کہ جس آدمی نے حج کیا اور پھر نہ تو کوئی بیہودہ باتیں کیں اور نہ ہی کوئی گناہ کا کام کیا۔

۱۰۲۷..... حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ

۱۰۲۷..... اس سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث ہی کی طرح روایت نقل فرمائی ہے۔

باب-۱۲۸ باب النُّزُولِ الحاجِ بمكّة و توريث دُورها

مکہ میں نزولِ حجاج کا بیان

۱۰۲۸..... حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَلِيَّ ابْنَ حُسَيْنٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَخْبَرَهُ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَنْزِلُ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ فَقَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مِنْ رِبَاعٍ أَوْ دُورٍ وَكَانَ عَقِيلٌ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ وَلَمْ يَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ شَيْئًا لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ وَكَانَ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ

۱۰۲۸..... حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ مکہ میں اپنے (آبائی) گھر میں نزول فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی گھر چھوڑا بھی ہے؟
حقیقت اس کی یہ ہے کہ عقیل اور طالب (جو ابوطالب کے بیٹے تھے) ابوطالب کے وارث ہوئے تھے اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے وارث نہ ہوئے تھے، کیونکہ یہ دونوں مسلمان تھے جب کہ عقیل اور طالب دونوں کافر تھے (اور مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا)۔

۱۰۲۹..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ ابْنُ مِهْرَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا وَذَلِكَ فِي حَجَّتِهِ حِينَ دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ فَقَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنْزِلًا

۱۰۲۹..... حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فتح مکہ کے زمانہ میں جب وہ حج کے سلسلہ میں مکہ کے قریب تھے عرض کیا یا رسول اللہ! کل آپ کہاں نزول فرمائیں گے؟ فرمایا کہ کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی منزل یا ٹھکانہ چھوڑا بھی ہے؟

۱۰۳۰ ...... وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ وَزَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ وَذَلِكَ زَمَنَ الْفَتْحِ قَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مِنْ مَنْزِلٍ۔

۱۰۳۰ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر اللہ نے چاہا تو کل آپ ﷺ کہاں اتریں گے؟ اور یہ فتح مکہ کا زمانہ تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی گھر چھوڑا ہے۔

باب-۱۳۹ باب جواز الإقامة بمكة للمُهاجر منها بعد فراغ الحج والعُمرة ثلاثة أيام بلا زيادة
مہاجر کے لئے اقامت مکہ کا بیان

۱۰۳۱ ...... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَسْأَلُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ هَلْ سَمِعْتَ فِي الْإِقَامَةِ بِمَكَّةَ شَيْئًا فَقَالَ السَّائِبُ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لِلْمُهَاجِرِ إِقَامَةُ ثَلَاثٍ بَعْدَ الصَّدَرِ بِمَكَّةَ كَأَنَّهُ يَقُولُ لَا يَزِيدُ عَلَيْهَا۔

۱۰۳۱ ... حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سائب بن یزید سے سوال کرتے ہوئے کہا کہ کیا آپ نے مکہ مکرمہ میں اقامت اختیار کرنے کے بارے میں کچھ سنا ہے (حدیث وغیرہ)؟
حضرت سائبؓ نے فرمایا کہ میں نے حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: مہاجر کے لئے حج سے مکہ مکرمہ واپسی کے بعد تین دن وہاں کی اقامت ہے"۔ گویا آپ ﷺ یہ فرمارہے تھے کہ وہ اس سے زائد نہ رہے۔

۱۰۳۲ ...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ لِجُلَسَائِهِ مَا سَمِعْتُمْ فِي سُكْنَى مَكَّةَ فَقَالَ السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ أَوْ قَالَ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ -
قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُقِيمُ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثًا۔

۱۰۳۲ حضرت عبدالرحمن بن حمید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو اپنے اہل مجلس سے یہ فرماتے سنا کہ: کیا تم نے مکہ کی سکونت کے بارے میں کچھ سن رکھا ہے؟ تو حضرت سائب بن یزید نے فرمایا: میں نے حضرت علاء ابن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"مہاجر مناسک حج سے فراغت کے بعد تین روز تک مکہ میں اقامت رکھ سکتا ہے"۔ ❶

۱۰۳۳ ...... وحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ

۱۰۳۳ .. حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا: آپ ﷺ فرماتے ہیں: منیٰ سے واپسی پر مہاجر تین رات تک مکہ مکرمہ ٹھہر سکتا ہے۔

---

❶ فائدہ...... ان احادیث میں مہاجر سے مراد وہ صحابہؓ ہیں جنہوں نے مکہ کو چھوڑ کر ہجرت کرلی تھی مدینہ طیبہ کی طرف اور ہجرت کرنے کے بعد اب ان پر مکہ کو دوبارہ وطن بنانا حرام تھا لہٰذا ان کے لئے اس حدیث میں حکم دیا گیا کہ وہ حج سے فراغت کے بعد تین دن سے زیادہ اقامت مکہ اختیار نہ کریں۔ اس اعتبار سے یہ حکم اب باقی نہیں۔ واللہ اعلم (مختصر نووی)

عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَسْأَلُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ فَقَالَ السَّائِبُ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ثَلَاثُ لَيَالٍ يَمْكُثُهُنَّ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ الصَّدَرِ

١٠٣٤ — وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ وَأَمْلَاهُ عَلَيْنَا إِمْلَاءً أَخْبَرَنِي إِسْمٰعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ أَخْبَرَهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ مَكْثُ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثٌ

١٠٣٤ حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خبر دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
مناسکِ حج کی ادائیگی کے بعد مہاجر مکہ میں تین (دن) تک ٹھہر سکتا ہے۔

١٠٣٥ — وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

١٠٣٥ حضرت ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت (مناسک حج کی ادائیگی کے بعد مہاجر مکہ میں تین دن تک ٹھہر سکتا ہے) کی طرح منقول ہے۔

باب-١٥٠ باب تحريم مكة وتحريم صيدها وخلاها وشجرها ولقطتها إلا لمنشد على الدوام
مکہ کے شکار کی حرمت کا بیان

١٠٣٦ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا وَقَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ إِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيهِ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَمْ يَحِلَّ لِي إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهَا فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوتِهِمْ فَقَالَ

١٠٣٦ — حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن ارشاد فرمایا:
”فتح کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی (یعنی ہجرت کا حکم باقی نہیں رہا کیونکہ ہجرت کا سبب جو ایذاء کفار تھا وہ بھی باقی نہیں رہا) البتہ جہاد اور نیتِ (ہجرت پر اجر) باقی ہے۔ اور جب تمہیں نکالا جائے جہاد کے لئے تو نکل چلا کرو“۔ اسی طرح فتح مکہ کے روز یہ بھی ارشاد فرمایا:
”بے شک یہ شہر اللہ تعالیٰ نے محترم و معزز بنادیا تھا تخلیقِ سماوات و کرۂ ارض کے دن سے، چنانچہ یہ بلدِ حرام (محترم) ہے اللہ کی عطا کی ہوئی حرمت کے ساتھ قیامت کے روز تک اور بے شک اس بلدِ حرام میں کسی کے لئے بھی مجھ سے قبل قتال جائز نہیں ہوا اور نہ میرے لئے سوائے دن کی چند ساعتوں میں۔ اور یہ قیامت کے دن تک اللہ کی عطا

إلا الإذخر

کی ہوئی حرمت کے ساتھ محترم ہے، نہ تو اس کے کانٹے اکھیڑے جائیں، نہ اس کے شکار کو بھگایا جائے نہ ہی اس شہر میں گری پڑی چیزوں کو اٹھایا جائے الا یہ کہ وہ اسے جانتا ہو (کہ یہ کس کی ہے) اور نہ ہی اس کی گھاس کاٹی جائے"۔

یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہ! سوائے اذخر کے (یعنی اذخر جو ایک خاص قسم کی خوشبودار گھاس ہے اسے اس حکم عدم قطع سے مستثنیٰ کر دیجئے) کیونکہ وہ لوہاروں اور ڈھلائی کرنے والوں اور گھروں میں کام آتی ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: سوائے اذخر کے (یعنی اس گھاس کی اجازت ہے)۔

۱۰۳۷ ــــ و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنْ مَنْصُورٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَقَالَ بَدَلَ الْقِتَالِ الْقَتْلَ وَقَالَ لَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا۔

۱۰۳۷۔ منصور رضی اللہ عنہ سے اسی سند کے ساتھ اسی طرح روایت منقول ہے۔ باقی اس حدیث میں آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے کے دن کا تذکرہ نہیں ہے اور "قتال" کے لفظ کی جگہ "قتل" کا لفظ ہے اور یلتقط لقطته الامن عرفها کے الفاظ ہیں۔

۱۰۳۸ ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ أَنَّهُ حَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللَّهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ بِقِتَالِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيهَا فَقُولُوا لَهُ إِنَّ اللَّهَ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيُبَلِّغْ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ مَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ

۱۰۳۸۔ ــــ حضرت ابو شریح العدوی سے روایت ہے کہ انہوں نے عمرو بن سعید سے جب وہ مکہ مکرمہ کو لشکر بھیج رہا تھا (لشکر کشی کے لئے حجاج کے حکم سے) کہا کہ اے امیر! مجھے ایک حدیث بیان کرنے کی اجازت دیجئے جو نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کی اگلی صبح کو بیان کی تھی اور میرے کانوں نے اسے سنا، میرے قلب نے اسے محفوظ رکھا اور جب آپ ﷺ گفتگو کر رہے تھے تو میری آنکھیں آپ ﷺ کو دیکھ رہی تھیں آپ ﷺ نے اللہ کی تعریف و حمد و ثنا بیان فرمائی پھر ارشاد فرمایا:

"بے شک مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرمت والا بنایا ہے لوگوں نے نہیں، لہٰذا کسی شخص کیلئے کہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو جائز نہیں کہ اس بلد حرام میں خون ریزی کرے، نہ ہی کوئی اس کے درختوں کو اکھاڑے، اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کے قتال کو جواز بنائے (اس شہر میں قتال و جدال کیلئے) تو اس سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو تو اجازت عطا فرمائی تھی اور تمہیں اس نے اجازت نہیں دی اور میرے لئے بھی جو اجازت تھی وہ صرف دن کی چند ساعتوں تک کیلئے تھی اور بے شک آج اس کی حرمت اسی طرح عود کر آئی ہے جیسے کہ کل تھی، اور چاہیے کہ

یہاں موجود افراد، یہاں سے غائب لوگوں تک یہ باتیں پہنچادیں"۔
حضرت ابو شریح سے کہا گیا کہ (جب آپ ﷺ نے یہ حدیث عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی) تو عمرو بن سعید نے کیا کہا؟ فرمایا کہ اس نے کہا میں تجھ سے زیادہ جانتا ہوں یہ حدیث اے ابو شریح! بے شک حرم، پناہ گاہ نہیں ہے کسی نافرمان، خونِ ناحق کر کے بھاگنے والے اور تخریب و فساد کر کے بھاگنے والے کی یہ گویا ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ وہ نافرمان یا قتل و تخریب کے مفرور ہیں نعوذ باللہ)۔[1]

۱۰۳۹ ..... حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنِ الْوَلِيدِ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا فَتَحَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ

۱۰۳۹ ..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ جل جلالہ، نے اپنے رسول ﷺ کو مکہ کی فتح نصیب فرمائی تو آپ ﷺ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد و ثنا بیان فرمائی اور پھر فرمایا کہ:
"اللہ تعالیٰ نے مکہ سے فیل (اصحاب فیل) کو روک دیا اور اپنے رسول اور اہلِ ایمان کو اس پر سلطنت عطا فرمائی، اس میں لڑائی بے شک مجھ سے

---

[1] عمرو بن سعید بن العاص مدینہ منورہ کا والی اور گورنر تھا، وہ یزید کا اس زمانہ میں مکہ مکرمہ میں عبداللہ بن زبیرؓ کی خلافت قائم ہو چکی تھی اس لئے انہوں نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا تھا، یزید نے ان کے مقابلہ کے لئے لشکر کشی کی تو والی مدینہ عمرو بن سعید کو بھی لشکر روانہ کرنے کا حکم دیا اور عمرو بن سعید اسی مقصد کے لئے فوجیں روانہ کر رہا تھا، حدیث بالا میں بیان کردہ واقعہ اسی وقت کا ہے۔
نبی ﷺ کے ان ارشادات سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ مکہ مکرمہ کو اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف کی بناء پر عظمت والا شہر بنایا ہے یہ بلد امین اللہ جل جلالہ کی قائم کردہ حرمت کے ساتھ تا قیامِ قیامت باقی رہے گا اور جو ناعاقبت اندیش اس کی حرمت کو پامال کرے گا وہ ظالم کہلائے گا۔
حرم مکہ کی نباتات و پودے وغیرہ کاٹنے، اکھیڑنے کی حدیث بالا میں ممانعت آئی ہے اس لئے اس کی تفصیل جاننا ضروری ہے۔ حرم کی نباتات کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو کسی نے محنت کر کے اگائی ہوں ان کا کاٹنا یا اکھیڑنا بالاتفاق جائز ہے۔
دوسری وہ جو کسی نے اگائی تو نہ ہوں لیکن وہ انہی نباتات کی جنس سے ہوں جنہیں عموماً لوگ اگایا کرتے ہیں اور ان کی کاشت کرتے ہیں ایسی نباتات کا کاٹنا و اکھیڑنا جائز ہے۔ اور تیسری قسم خودرو گھاس پھونس اور پودوں کی ہے ان میں صرف اذخر کا کاٹنا جائز ہے باقی کسی بھی قسم کی خودرو وغیرہ کا قطع و عضد جائز نہیں اور اس کی جزا واجب ہے۔
اگر کوئی شخص قتل یا کوئی اور جنایت کر کے حرم میں پناہ لے بیٹھا تو کیا حکم ہے؟ اگر جنایت قتل سے کم ہے تو اس کا قصاص بالاتفاق حرم میں لیا جا سکتا ہے البتہ اگر جنایت قتل کی ہو تو دیکھا جائے گا کہ اس نے جنایت کس جگہ کی ہے؟ اگر حرم ہی میں جنایت کی ہے تو بھی بالاتفاق حرم میں قصاص لیا جا سکتا ہے، اور اگر حرم سے باہر کی ہے تو امام مالکؒ و شافعیؒ بھی جواز کے قائل ہیں البتہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس سے حرم میں قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ اس کا کھانا پینا بند کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ حرم سے نکل آئے پھر اس سے قصاص لیا جائے گا۔
حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فتح مکہ کے دن کے بعد سے حرم مکہ میں قتال کی حرمت لوٹ آئی اور کسی کے لئے وہاں قتال و خونریزی جائز نہیں، جب کہ اس دن سے قبل بھی یہ حرمت باقی تھی صرف اس روز طلوع شمس سے لے کر عصر تک کے لئے قتال جائز کر دیا گیا تھا مسلمانوں کے لئے اگرچہ اس کی نوبت نہیں آئی اور مکہ المکرمہ فتح ہو گیا۔ بہر حال آئندہ کے لئے کسی بھی شخص کے لئے حرمت حرم کو توڑنا جائز نہیں ہے، حرام ہے۔ واللہ اعلم (ملخصاً: درس فتح و نووی)

مَكَّةَ قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ وَإِنَّهَا لَنْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِي وَإِنَّهَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَإِنَّهَا لَنْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ بَعْدِي فَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُخْتَلَى شَوْكُهَا وَلَا تَحِلُّ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُفْدَى وَإِمَّا أَنْ يُقْتَلَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ إِلَّا الْإِذْخِرَ يَا رَسُولَ اللهِ فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي قُبُورِنَا وَبُيُوتِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَقَامَ أَبُو شَاهٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبُوا لِي يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ قَالَ الْوَلِيدُ فَقُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ مَا قَوْلُهُ اكْتُبُوا لِي يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ هَذِهِ الْخُطْبَةَ الَّتِي سَمِعَهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ

قبل کسی کے لئے جائز نہ تھی اور میرے لئے بھی دن کی ایک گھڑی میں حلال کی گئی، اور بے شک میرے بعد بھی کسی کے لئے حلال نہیں ہے، لہٰذا اس کے شکار کو بھگایا نہ جائے، اس کے کانٹوں کو توڑا نہ جائے، اس میں گری پڑی چیزوں کو اٹھایا نہ جائے سوائے یہ کہ کوئی اعلان کرنے (اور صاحب حق کو پہنچانے) کی نیت سے اٹھائے، جس شخص کا کوئی آدمی مارا جائے تو اسے دونوں اختیار ہیں، خواہ فدیہ وصول کرے اور خواہ قصاصاً قاتل کو قتل کروادے"۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! اذخر گھاس کا استثناء فرما دیجئے کہ ہم اسے اپنی قبروں اور گھروں میں استعمال کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (ٹھیک ہے) سوائے اذخر کے اسی اثناء میں اہل یمن کا ایک شخص ابوشاہ کھڑا ہو گیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! (یہ باتیں) میرے لئے لکھوا دیجئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابوشاہ کیلئے لکھ دو"۔ حضرت ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اوزاعی سے پوچھا کہ ابوشاہ کا یہ قول کہ میرے لئے لکھ دو یا رسول اللہ! کا کیا مطلب ہے؟ اوزاعی نے کہا کہ اس سے مراد یہی ہے کہ وہ خطبہ جو اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے وہ لکھ دیا جائے۔

۱۰۴۰۔۔۔۔ حَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوا رَجُلًا مِنْ بَنِي لَيْثٍ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ بِقَتِيلٍ مِنْهُمْ قَتَلُوهُ فَأُخْبِرَ بِذَلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَخَطَبَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَنْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ بَعْدِي أَلَا وَإِنَّهَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِي هَذِهِ حَرَامٌ لَا يُخْبَطُ شَوْكُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يَلْتَقِطُ سَاقِطَتَهَا إِلَّا مُنْشِدٌ وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُعْطَى يَعْنِي الدِّيَةَ وَإِمَّا أَنْ يُقَادَ أَهْلُ الْقَتِيلِ قَالَ فَجَاءَ

۱۰۴۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بنو خزاعہ نے بنولیث کے ایک آدمی کو اپنے ایک مقتول کے عوض جسے انہوں نے (بنولیث نے) قتل کیا تھا فتح مکہ والے سال قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی گئی تو آپ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ سے اصحاب فیل کو روک دیا اور اپنے رسول و اہل ایمان کو اس پر حکومت عطا فرمائی۔ خبردار! مجھ سے قبل کسی کے لئے حرم مکہ میں قتال جائز نہیں تھا اور نہ ہی میرے بعد کسی کے لئے جائز ہوگا۔ آگاہ رہو میرے لئے بھی دن کے ایک متعین وقت میں حلال کیا گیا ہے اور وہ اب اس وقت مجھ پر بھی حرام ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس کے کانٹوں کو اکھاڑا نہ جائے اس کے خودرو درختوں کو کاٹا نہ جائے، اس میں گری پڑی چیزوں کو اٹھایا نہ جائے مگر یہ کہ کوئی اعلان کرنے کے لئے اٹھائے (کہ یہ حرم ہے جہاں ہر چیز کو ہر چیز سے امن ہے) جس کا کوئی آدمی مارا گیا اسے دونوں

رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أَبُو شَاهٍ فَقَالَ اكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَّا الْإِذْخِرَ

طرح کا اختیار ہے یا تو اسے دیت دی جائے گی یا اس کے عوض مقتول کے ورثاء قصاص لیں گے"۔

اسی اثناء میں اہل یمن کا ایک شخص آیا جسے "ابو شاہ" کہا جاتا تھا اس نے کہا یا رسول اللہ! میرے لئے (یہ خطبہ اور سارے احکامات) لکھ دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابو شاہ کے لئے لکھ دو۔ قریش کے ایک شخص (حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا سوائے اذخر کے (یعنی آپ نے جو نباتات کے کاٹنے سے منع فرمایا ہے تو اس میں سے اذخر گھاس کو مستثنیٰ کر دیجئے) کیونکہ ہم اسے اپنے گھروں اور قبروں میں استعمال کرتے ہیں۔ (نوویؒ نے فرمایا کہ قبر کی لحد کی درزوں کو بند کرنے کے لئے استعمال کرتے تھے اور گھروں کی چھتوں میں استعمال کرتے تھے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ٹھیک ہے) سوائے اذخر کے۔

باب-۱۵۱ باب النَّهْيِ عَنْ حَمْلِ السِّلَاحِ بِمَكَّةَ بِلَا حَاجَةٍ

مکہ میں بلا ضرورت کے ہتھیار اٹھانے کا بیان

۱۰۴۱..... حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِأَحَدِكُمْ أَنْ يَحْمِلَ بِمَكَّةَ السِّلَاحَ

۱۰۴۱..... حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "کسی کے لئے جائز نہیں کہ مکہ میں اسلحہ اٹھائے"۔

باب-۱۵۲ بَاب جَوَازِ دُخُولِ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ

مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا

۱۰۴۲..... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ وَيَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَمَّا الْقَعْنَبِيُّ فَقَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَأَمَّا قُتَيْبَةُ فَقَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَقَالَ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قُلْتُ لِمَالِكٍ أَحَدَّثَكَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ مِغْفَرٌ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلُوهُ فَقَالَ مَالِكٌ نَعَمْ

۱۰۴۲..... حضرت یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ سے ابن شہاب زہریؒ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک کے حوالہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے سر مبارک پر خود تھا، آپ نے جب اسے اتارا تو ایک شخص نے آکر کہا کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں کو پکڑا لٹکا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے قتل کر دو"۔ حضرت مالک نے یہ حدیث سن کر کہا کہ ہاں!

(ابن شہاب نے یہ حدیث ہم سے بیان کی ہے)۔

۱۰۴۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ و قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا و قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ ابْنُ عَمَّارٍ الدُّهْنِيُّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ وَقَالَ قُتَيْبَةُ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ وَفِي رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ

۱۰۴۳۔ حضرت جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے فتح مکہ کے دن تو آپ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا بغیر احرام کے آپ ﷺ داخل ہوئے۔
اگلی روایت میں بھی یہی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا (اس روایت میں احرام کا ذکر نہیں ہے)۔
حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں ایسی حالت میں داخل ہوئے کہ آپ ﷺ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

۱۰۴۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ

۱۰۴۴۔ حضرت جعفر بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حریث اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے خطاب فرمایا تو آپ ﷺ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

۱۰۴۵۔۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ قَالَ حَدَّثَنِي وَفِي رِوَايَةِ الْحُلْوَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَرْخَى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ
وَلَمْ يَقُلْ أَبُو بَكْرٍ عَلَى الْمِنْبَرِ

۱۰۴۵۔۔۔۔۔ جعفر بن عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:
"گویا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ منبر پر تشریف فرما ہیں، سیاہ عمامہ سر پر ہے جس کے کنارے اپنے کندھوں پر لٹکائے ہوئے ہیں"۔[1]
اور ابو بکر نے منبر کا لفظ ذکر نہیں فرمایا۔

---

[1] ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہوئے تھے کیونکہ سر پر خود یا عمامہ کی موجودگی احرام کی عدم موجودگی پر دلالت کرتی ہے کیونکہ حالت احرام میں سر کا ڈھانپنا صحیح نہیں۔ علامہ نووی نے فرمایا کہ قاضی عیاض مالکی نے فرمایا کہ اکثر علماء کا یہی مذہب ہے)۔

باب-۱۵۳ باب فضل المدينة ودعاء النبي ﷺ فيها بالبركة وبيان تحريمها وتحريم صيدها وشجرها وبيان حدود حرمها

فضیلتِ مدینہ، نبی علیہ السلام کی اس میں برکت کی دعا، اس کی حرمت اور حدود حرم کا بیان

۱۰۴۶...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ عَبَّادِ ابْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لِأَهْلِهَا وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ وَإِنِّي دَعَوْتُ فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا بِمِثْلَيْ مَادَعَا بِهِ إِبْرَاهِيمُ لِأَهْلِ مَكَّةَ

۱۰۴۶...... حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرمت والا بنایا تھا (ان کے بیان سے حرمتِ مکہ کا اظہار ہوا ورنہ اصلی حرمت تو من جانب اللہ تھی) اور اس کے کے بسنے والوں کے لئے انہوں نے دعا کی تھی (رزق، ایمان وغیرہ کی) اور بے شک میں مدینہ کو حُرمت والا بناتا ہوں، جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا قرار دیا تھا اور بے شک میں نے اس کے صاع مد[1] کے لئے دوگنا ہونے کی دعا کی ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے اہل مکہ کے لئے دعا کی تھی"۔

۱۰۴۷...... وحَدَّثَنِيهِ أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ الْمُخْتَارِ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ ح و حَدَّثَنَاه إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ كُلُّهُمْ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى هُوَ الْمَازِنِيُّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا حَدِيثُ وُهَيْبٍ فَكَرِوَايَةِ الدَّرَاوَرْدِيِّ بِمِثْلَيْ مَادَعَا بِهِ إِبْرَاهِيمُ وَأَمَّا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ فَفِي رِوَايَتِهِمَا مِثْلَ مَا دَعَا بِهِ إِبْرَاهِيمُ

۱۰۴۷...... حضرت عمرو بن یحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں ان دعاؤں سے دوگنا دعائیں کرتا ہوں جو حضرت ابراہیم نے دعائیں مانگی تھیں۔ سلیمان بن بلال ور عبدالعزیز کی روایت میں یہ ہے کہ میں نے ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے برابر دعا کی۔

۱۰۴۸...... وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يُرِيدُ الْمَدِينَةَ

۱۰۴۸...... حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کی حرمت قائم فرمائی اور میں مدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان میں اس کی حُرمت قائم کررہا ہوں"۔ (لابتہ سے مراد پتھریلی سنگلاخ زمین ہے جو مدینہ کے دونوں اطراف میں

[1] (صاع اور مد دو پیمانے تھے اہل عرب میں غلہ اور اناج وغیرہ کے وزن کے لئے۔ آنحضرت ﷺ کے اس کے دوگنا ہونے کی دعا سے مراد دراصل ان میں برکت کی دعا ہے)۔

واقع ہے۔ فرمایا کہ میں ان کے درمیان کے حصہ کو حرم قرار دیتا ہوں، اس سے معلوم ہوا کہ مدینہ کے لابتین حدود میں حرم مدینہ کے)۔

۱۰۴۹...... وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ مَرْوَانَ ابْنَ الْحَكَمِ خَطَبَ النَّاسَ فَذَكَرَ مَكَّةَ وَأَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا وَلَمْ يَذْكُرِ الْمَدِينَةَ وَأَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا فَنَادَاهُ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ مَا لِي أَسْمَعُكَ ذَكَرْتَ مَكَّةَ وَأَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا وَلَمْ تَذْكُرِ الْمَدِينَةَ وَأَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا وَقَدْ حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا وَذَلِكَ عِنْدَنَا فِي أَدِيمٍ خَوْلَانِيٍّ إِنْ شِئْتَ أَقْرَأْتُكَهُ قَالَ فَسَكَتَ مَرْوَانُ ثُمَّ قَالَ قَدْ سَمِعْتُ بَعْضَ ذَلِكَ

۱۰۴۹...... حضرت نافع بن جبیر کہتے ہیں کہ مروان بن حکم نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے مکہ کا ذکر کیا، اس کے باشندگان اور اس کے حرم و حرمت کا ذکر کیا تو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے پکارا اور فرمایا کہ کیا بات ہے میں تجھے مکہ اور اس کے باشندگان اور اس کی حرمت کا تذکرہ کرتے تو سنتا ہوں لیکن تو مدینہ کا اس کے باشندوں اور اس کی حرمت کا ذکر نہیں کرتا، رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے دونوں اطراف (شرقی و غربی) کے مابین حصہ کو حرم قرار دیا، اور یہ حدیث ہمارے پاس ایک خولانی چمڑے پر لکھی ہوئی موجود ہے، اگر تو چاہے تو میں تجھے وہ پڑھوا سکتا ہوں"۔

یہ سن کر مروان خاموش ہو گیا پھر کہنے لگا کہ میں نے بعض باتیں اس حدیث کی سن لی ہیں۔

۱۰۵۰...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي أَحْمَدَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَسَدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا لَا يُقْطَعُ عِضَاهُهَا وَلَا يُصَادُ صَيْدُهَا

۱۰۵۰...... حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کی حرمت قائم کی اور میں مدینہ کی حرمت قائم کرتا ہوں، مدینہ کے دونوں اطراف کا درمیانی حصہ حرم ہے اس حصہ کے اندر موجود پودے نہ کاٹے جائیں اور نہ ہی اس کے شکار کو نشانہ بنایا جائے"۔

۱۰۵۱...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ أَنْ يُقْطَعَ عِضَاهُهَا أَوْ يُقْتَلَ صَيْدُهَا وَقَالَ الْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ لَا يَدَعُهَا أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَبْدَلَ اللهُ فِيهَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ وَلَا يَثْبُتُ أَحَدٌ عَلَى لَأْوَائِهَا وَجَهْدِهَا إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۱۰۵۱...... حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعد اپنے والد سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بے شک میں مدینہ کے دونوں اطراف کے درمیانی حصہ کو حرم قرار دیتا ہوں اس بات سے کہ ان کے پودے وغیرہ کاٹے جائیں یا اس کے شکار کو قتل کیا جائے، اور فرمایا کہ: "مدینہ ان لوگوں کے لئے بہت بہتر ہے کاش یہ جانتے ہوتے کہ جو اس سے اعراض کر کے اور منہ موڑ کے چھوڑ دے گا اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ بہتر آدمی مدینہ میں اس کے بدلہ میں عطا فرمائیں گے۔ اور جو کوئی اس کی بھوک پیاس سختی اور مشقت پر صبر کرے گا تو

قیامت کے روز اس کا شفیع (شفاعت کرنے والا) یا گواہ ہوں گا۔ ❶

۱۰۵۲ وحدثنا ابن أبي عمر حدثنا مروان بن معاوية حدثنا عثمان بن حكيم الأنصاري أخبرني عامر بن سعد بن أبي وقاص عن أبيه أن رسول الله ﷺ قال ثم ذكر مثل حديث ابن نمير وزاد في الحديث ولا يريد أحد أهل المدينة بسوء إلا أذابه الله في النار ذوب الرصاص أو ذوب الملح في الماء

۱۰۵۲ حضرت عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سابقہ مضمون پورا بیان کیا اور فرمایا:

"اہل مدینہ کے ساتھ جو بھی برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ میں اس طرح پگھلا دیں گے جیسے سیسہ آگ میں یا نمک پانی میں گھل جاتا ہے"۔

۱۰۵۳ وحدثنا إسحق بن إبراهيم وعبد بن حميد جميعا عن العقدي قال عبد أخبرنا عبد الملك بن عمرو حدثنا عبد الله بن جعفر عن إسمعيل بن محمد عن عامر بن سعد أن سعدا ركب إلى قصره بالعقيق فوجد عبدا يقطع شجرا أو يخبطه فسلبه فلما رجع سعد جاءه أهل العبد فكلموه أن يرد على غلامهم أو عليهم ما أخذ من غلامهم فقال معاذ الله أن أرد شيئا نفلنيه رسول الله ﷺ وأبى أن يرد عليهم

۱۰۵۳ حضرت عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ وادی عقیق میں اپنے محل کو چلے، راہ میں ایک غلام کو دیکھا کہ وہ کوئی درخت کاٹ رہا ہے یا اس کی شاخیں وغیرہ توڑ رہا ہے، سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے کپڑے و سامان وغیرہ چھین لیے۔ جب سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس لوٹے تو غلام کے گھر والے آئے اور سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بات چیت کی کہ اس کی چیزیں اسے واپس لوٹا دیں یا انہیں دے دیں جو کچھ بھی انہوں نے غلام سے لیا تھا۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ معاذ اللہ، اللہ کی پناہ کہ میں وہ چیز لوٹاؤں جو رسول اللہ ﷺ نے بطور انعام کے مجھے عطا کی ہیں اور چیزیں واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ ❷

۱۰۵٤ حدثنا يحيى بن أيوب وقتيبة بن سعيد وابن حجر جميعا عن إسمعيل قال ابن أيوب

۱۰۵۴ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اپنے

---

❶ مراد حدیث واضح ہے کہ مدینہ منورہ اور جانے والے تنگی و تکلیف پر صبر کرے، جو شخص تنگ دل ہو کر وہاں سے بے رغبتی کا اظہار کر کے چلا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اس سے بہتر کسی آدمی کو مدینہ میں بھیج دیں گے اور جو کوئی مدینہ میں رہ کر وہاں اگر اس پر بھوک پیاس کی تنگی آئے یا کوئی اور مصیبت و مشقت آ جائے اور وہ اس پر صبر کرے تو قیامت کے روز میں اس کے لئے شفیع یا شہید و گواہ ہوں گا۔

❷ حدیث بالا کی بناء پر اور دیگر احادیث سابقہ کی بناء پر ائمہ ثلاثہ (امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل) فرماتے ہیں کہ حرم مدینہ کا حکم بھی وہی ہے جو حرم مکہ کا ہے یعنی جس طرح حدود حرم مکہ میں شکار کرنا، شکار بھگانا، درخت، پتے، گھاس پھونس توڑنا، کاٹنا اور اکھیڑنا حرام ہے اسی طرح حرم مدینہ کی حدود میں بھی حرام ہے لیکن احناف کے نزدیک حرم مدینہ کا حکم حرم مکہ کی طرح نہیں ہے۔ اگرچہ حرمت مدینہ ثابت ہے جس کی بناء پر وہاں کی توقیر، عظمت اور احترام ضروری ہے اور اسی بناء پر وہاں کے اشجار وغیرہ کو توڑنا اگرچہ حرام نہیں لیکن سوء ادب ہے۔ احناف فرماتے ہیں کہ جن روایات سے حرم مدینہ کا تعین ثابت ہوتا ہے ان سے مراد مدینہ منورہ کی عظمت و حرمت ہے یعنی مدینہ منورہ کے جانوروں کو چھیڑنا اور اس کے درختوں کو کاٹنا اگرچہ حرام نہیں لیکن ادب کے خلاف ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۲ ص ۱۹۰)

حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَبِي طَلْحَةَ الْتَمِسْ لِي غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ يُرْدِفُنِي وَرَاءَهُ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ كُلَّمَا نَزَلَ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا بَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ

لڑکوں میں سے کوئی لڑکا ڈھونڈو میرے لئے جو میری خدمت کرے۔ چنانچہ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے لے کر نکلے اور مجھے اپنے پیچھے بٹھایا۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا جب بھی آپ ﷺ نیچے اترتے سواری سے۔
پھر اسی حدیث میں فرمایا کہ: پھر آپ ﷺ تشریف لائے، جب احد سامنے نظر آنے لگا تو فرمایا:
"یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں"۔ پھر جب مدینہ کے سامنے تشریف لائے تو فرمایا: اے اللہ! میں مدینہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیانی حصہ کو حرم قرار دیتا ہوں جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دے دیا تھا"۔
اے اللہ! اہل مدینہ کو ان کے مد اور صاع میں برکت عطا فرمائے"۔
(مدینہ کے دونوں پہاڑ سے مراد جبل عیر (جو جہنم کا پہاڑ ہے) اور جبل احد جو جنت کا پہاڑ ہے مراد ہیں)۔

١٠٥٥۔۔۔۔ وحَدَّثَنَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا

۱۰۵۵ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث کی طرح روایت نقل فرمائی ہے۔

١٠٥٦۔۔۔۔ وحَدَّثَنَاهُ حَامِدُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَحَرَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ قَالَ نَعَمْ مَا بَيْنَ كَذَا إِلَى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا قَالَ ثُمَّ قَالَ لِي هٰذِهِ شَدِيدَةٌ مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا۔ قَالَ فَقَالَ ابْنُ أَنَسٍ أَوْ آوَى مُحْدِثًا

۱۰۵۶۔ حضرت عاصمؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کو حرم قرار دیا تھا؟ فرمایا کہ ہاں! فلاں جگہ سے فلاں جگہ کے درمیانی حصہ کو۔ لہٰذا جو کوئی بھی اس کے اندر کوئی گناہ کی بات ایجاد کرے (نئی بدعت نکالے) تو اس پر اللہ کی، ملائکہ کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، اللہ تعالیٰ نہ اس کے فرائض کو قبول کریں گے نہ نوافل کو۔
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "یا کسی بدعتی یا گناہ کرنے والے کو پناہ دے" (یعنی آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ خود گناہ کرے یا کسی بدعتی گناہ گار کو پناہ اور ٹھکانہ دے)۔

١٠٥٧۔۔۔۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا أَحَرَّمَ

۱۰۵۷ حضرت عاصم احولؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کو بھی حرم قرار

رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ قَالَ نَعَمْ هِيَ حَرَامٌ لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ

دیا ہے؟ فرمایا کہ ہاں! یہ حرام ہے (حرمت والا ہے) اس کے درخت وغیرہ توڑے نہیں جائیں گے جو ایسا کرے تو اس پر اللہ کی، ملائکہ کی اور تمام لوگوں کی پھٹکار ہو"۔

۱۰۵۸ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ

۱۰۵۸ ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
اے اللہ! اہل مدینہ کے مکیال (وزن کے پیمانے) صاع اور مد میں برکت عطا فرما۔

۱۰۵۹ ۔ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّامِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ يُوْنُسَ يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَا بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ

۱۰۵۹ ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اے اللہ! مدینہ میں مکہ سے دوگنی برکت عطا فرما (کہ اب تیرے حبیب ﷺ کا وطن یہی ہے)۔

۱۰۶۰ ۔ وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُوْ كُرَيْبٍ جَمِيْعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ أَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ خَطَبَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَنْ زَعَمَ أَنَّ عِنْدَنَا شَيْئًا نَقْرَؤُهُ إِلَّا كِتَابَ اللهِ وَهٰذِهِ الصَّحِيْفَةَ قَالَ وَصَحِيْفَةٌ مُعَلَّقَةٌ فِي قِرَابِ سَيْفِهِ فَقَدْ كَذَبَ فِيْهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَأَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَفِيْهَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلَى ثَوْرٍ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا أَدْنَاهُمْ وَمَنِ ادَّعٰى إِلَى غَيْرِ أَبِيْهِ أَوِ انْتَمٰى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا

۱۰۶۰ ۔ حضرت ابراہیم التیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:
"حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ ہمارے پاس اللہ کی کتاب اور اس صحیفہ کے علاوہ کچھ اور ہے جسے ہم پڑھتے ہیں تو اس نے جھوٹ کہا، راوی کہتے ہیں کہ ایک صحیفہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار کے میان میں لٹکا ہوا تھا، فرمایا کہ اس صحیفہ میں اونٹوں کی عمروں (کے حساب سے زکوٰۃ کی تفصیلات) اور زخموں کی تفصیلات (قصاص و دیت کی تعیین کے لئے) لکھی ہوئی ہیں۔
اس کے علاوہ اس میں یہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جبل عیر سے جبل ثور کے درمیان مدینہ حرم ہے، لہٰذا جو شخص بھی اس میں کوئی گناہ کی بات جاری کرے یا کسی گناہ یا کسی بدعت نکالنے والے کو پناہ دے تو اس پر لعنت ہے اللہ کی، ملائکہ کی اور تمام لوگوں کی، اللہ تعالیٰ اس سے نہ فرائض قبول کرے گا نہ نوافل۔
مسلمانوں میں سے ہر ایک کا ذمہ (پناہ و امن دینا) برابر ہے کہ ان میں سے

وَانْتَهَى حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ وَزُهَيْرٍ عِنْدَ قَوْلِهِ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ وَلَمْ يَذْكُرَا مَا بَعْدَهُ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا مُعَلَّقَةٌ فِي قِرَابِ سَيْفِهِ

ادنیٰ مسلمان بھی پناہ دے سکتا ہے (اس میں امیر و غریب اور ادنیٰ و اعلیٰ کا کوئی فرق نہیں)۔

جو شخص اپنے آپ کو اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے یا کوئی آزاد شدہ غلام اپنے (آزاد کرنے والے) مالکوں کے علاوہ دوسرے مالکوں کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی، ملائکہ کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے فرائض و نوافل کچھ قبول نہیں فرمائیں گے"۔ ❶

۱۰۶۱ ــــ وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح و حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ جَمِيعًا عَنِ الأَعْمَشِ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي كُرَيْبٍ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ إِلَى آخِرِهِ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَلَيْسَ فِي رِوَايَةِ وَكِيعٍ ذِكْرُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

۱۰۶۱۔ ... حضرت اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث مروی ہے۔ اس اضافہ کے ساتھ کہ فرمایا:
"جس نے کسی مسلمان کی پناہ توڑی (اور اس کی پناہ کا احترام نہ کیا) تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کے فرائض و نوافل قبول نہیں فرمائے گا۔ اور ان دونوں حدیثوں میں غیر باپ کی طرف نسبت کا ذکر نہیں ہے۔ اور وکیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں قیامت کا دن مذکور نہیں۔

۱۰۶۲ ــــ وحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ وَوَكِيعٍ إِلَّا قَوْلَهُ

۱۰۶۲۔ ... حضرت اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان سندوں کے ساتھ ابن مسہر اور وکیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

---

❶ حضرت علیؓ کے پاس ایک صحیفہ تھا جسے "الصحیفۃ الصادقۃ" کہا جاتا تھا روافض اور اہل تشیع نے جو من گھڑت روایات تراشی ہوئی ہیں اور کہتے ہیں کہ اس صحیفہ میں وہ تمام اسرار و رموز تھے جو حضور علیہ السلام نے حضرت علیؓ کو بتا دیئے تھے وہ حضرت علیؓ کے اس قول سے ہی جھوٹے ہو جاتے ہیں کیونکہ حضرت علیؓ نے خود ہی فرمادیا کہ اس صحیفہ میں کیا کیا باتیں لکھی ہوئی ہیں۔ لہٰذا روافض کی یہ فضولیات باطل ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں۔
حدیث میں فرمایا کہ جبل عیر اور ثور کے درمیان کا حصہ مدینہ کا حرم ہے۔ علماء نے فرمایا کہ شاید یہ راوی کا وہم ہے کیونکہ کما قال المازری (نووی) ابو بکر الغازی نے فرمایا کہ ثور کے بجائے احد ہے اور صحیح یہ ہے کہ عیر سے احد کے درمیان حرم ہے۔ واللہ اعلم
اور فرمایا کہ ہر مسلمان کسی کافر کو پناہ اور امن دے سکتا ہے۔ اگر کسی ادنیٰ مسلمان نے بھی کسی کافر کو پناہ دے دی تو اس کی پناہ کا اعتبار ہوگا اور تمام مسلمان اس کے دیئے ہوئے امن و پناہ کا احترام کریں گے کہ یہی اسلامی مساوات ہے۔
اپنے آپ کو غیر باپ سے منسوب کرنا درحقیقت بالفاظ دیگر اپنی ماں پر تہمت لگانا ہے لہٰذا یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ فرمایا ایسے شخص پر اللہ، ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔

مَنْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ وَذِكْرِ اللَّعْنَةِ بِهِ

۱۰۶۳ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْمَدِينَةُ حَرَمٌ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ

۱۰۶۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مدینہ حرم ہے، لہٰذا جس نے اس میں گناہ کیا یا کسی گناہ کرنے والے کو تحفظ دیا تو اس پر اللہ کی، ملائکہ کی، اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کے فرائض ونوافل کو قبول نہیں فرمائیں گے"۔

۱۰۶۴ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ أَبِي النَّضْرِ حَدَّثَنِي أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَقُلْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزَادَ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ

۱۰۶۴: حضرت اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان سندوں کے ساتھ سابقہ حدیث ہی نقل کی گئی ہے لیکن اس روایت میں یوم قیامت کا ذکر نہیں اور اس روایت میں یہ زائد ہے کہ تمام مسلمانوں کا ذمہ ایک ہی ہے اور ایک عام مسلمان کے پناہ دینے کا اعتبار کیا جا سکتا ہے تو جو آدمی کسی مسلمان کی پناہ کو توڑے گا اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی قیامت کے دن اس سے کوئی نفل اور نہ کوئی فرض قبول کیا جائے گا۔

۱۰۶۵ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَوْ رَأَيْتُ الظِّبَاءَ تَرْتَعُ بِالْمَدِينَةِ مَا ذَعَرْتُهَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ

۱۰۶۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اگر ہرنوں کو مدینہ میں چرتا دیکھوں تو میں انہیں خوفزدہ نہ کروں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مدینہ کے دونوں پتھریلے مقامات کے درمیان حرم ہے"۔

۱۰۶۶ وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَلَوْ وَجَدْتُ الظِّبَاءَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا مَا ذَعَرْتُهَا وَجَعَلَ اثْنَيْ عَشَرَ مِيلًا حَوْلَ الْمَدِينَةِ حِمًى

۱۰۶۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حرم قرار دیا مدینہ کے دونوں اطراف کے درمیانی حصہ کو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اگر ہرنوں کو مدینہ کے اطراف کے درمیانی حصہ میں پاؤں تو انہیں خوفزدہ نہ کروں، اور آپ نے مدینہ کے ارد گرد بارہ میل تک حدود مقرر کر دیں (چراگاہ کی)۔

(حمیٰ اس چراگاہ کو کہتے ہیں جہاں سرکاری حکام یہ کہہ دیں کہ یہ سرکاری چراگاہ ہے اس میں عام مویشی نہیں چر سکتے، تو مدینہ کے ارد گرد بارہ میل گویا اللہ کی حمیٰ ہے)۔

۱۰۶۷ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ

۱۰۶۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے

فيما قُرِئَ عليه عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ وَخَلِيلُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَإِنِّي أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهِ مَعَهُ قَالَ ثُمَّ يَدْعُو أَصْغَرَ وَلِيدٍ لَهُ فَيُعْطِيهِ ذَلِكَ الثَّمَرَ

ہیں کہ لوگ جب موسم کا سب سے پہلا پھل دیکھتے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس لاتے، رسول اللہ ﷺ اسے لیتے اور فرماتے:

"اے اللہ! ہمارے پھل میں برکت عطا فرما، ہمارے شہر مدینہ میں برکت عطا فرما، ہمارے صاع اور مد میں برکت عطا فرما۔

اے اللہ! بے شک ابراہیم علیہ السلام آپ کے بندے، خلیل اور آپ کے نبی تھے، میں بھی آپ کا بندہ اور نبی ہوں اور انہوں نے آپ سے مکہ کیلئے دعا کی تھی میں آپ سے مدینہ کے لئے دعا مانگتا ہوں جیسی دعا ابراہیم علیہ السلام نے مانگی تھی اور ویسی ہی مزید بھی"۔ (یعنی مکہ کی بہ نسبت مدینہ میں دوگنی برکت ہو)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ سب سے چھوٹے بچے کو بلاتے اور وہ پھل اسے دے دیتے۔

۱۰۶۸..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُؤْتَى بِأَوَّلِ الثَّمَرِ فَيَقُولُ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَفِي ثِمَارِنَا وَفِي مُدِّنَا وَفِي صَاعِنَا بَرَكَةً مَعَ بَرَكَةٍ ثُمَّ يُعْطِيهِ أَصْغَرَ مَنْ يَحْضُرُهُ مِنَ الْوِلْدَانِ

۱۰۶۸..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو پہلا پھل دیا جاتا تو فرماتے:

"اے اللہ! ہمارے مدینہ میں برکت عطا فرما، ہمارے پھلوں میں، مد اور صاع میں برکت مع برکت کے (دوگنی) عطا فرما۔ پھر جو لڑکے موجود ہوتے ان میں سب سے چھوٹے کو وہ پھل عطا فرما دیتے۔

(بچوں پر شفقت اور اپنائیت کا اظہار کرتے ہوئے، اس لئے مستحب ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں ابتداء چھوٹے بچوں سے کرنی چاہیئے)۔

۱۰۶۹..... حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ إِسْمَعِيلَ ابْنِ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ وُهَيْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَقَ أَنَّهُ حَدَّثَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ أَنَّهُ أَصَابَهُمْ بِالْمَدِينَةِ جَهْدٌ وَشِدَّةٌ وَأَنَّهُ أَتَى أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَقَالَ لَهُ إِنِّي كَثِيرُ الْعِيَالِ وَقَدْ أَصَابَتْنَا شِدَّةٌ فَأَرَدْتُ أَنْ أَنْقُلَ عِيَالِي إِلَى بَعْضِ الرِّيفِ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ لَا تَفْعَلِ الْزَمِ الْمَدِينَةَ فَإِنَّا خَرَجْنَا مَعَ نَبِيِّ اللهِ ﷺ أَظُنُّ أَنَّهُ قَالَ حَتَّى قَدِمْنَا عُسْفَانَ فَأَقَامَ بِهَا لَيَالِيَ فَقَالَ النَّاسُ وَاللهِ مَا نَحْنُ هَا هُنَا فِي شَيْءٍ وَإِنَّ عِيَالَنَا لَخُلُوفٌ مَا نَأْمَنُ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ مَا هَذَا الَّذِي بَلَغَنِي مِنْ حَدِيثِكُمْ مَا أَدْرِي كَيْفَ قَالَ وَالَّذِي أَحْلِفُ بِهِ أَوْ

۱۰۶۹..... حضرت ابو سعید مولی المہریؒ سے روایت ہے کہ انہیں مدینہ منورہ میں مشقت اور سختی کا سامنا ہوا تو وہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ میں کثیر اہل و عیال والا ہوں، بڑے سخت حالات میں گرفتار ہوں اور میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ اپنے عیال کو کسی سرسبز مقام پر منتقل کر دوں۔

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایسا مت کرنا، مدینہ میں ڈٹے رہو، ہم ایک بار نبی ﷺ کے ہمراہ مدینہ سے نکلے تھے (راوی کہتے ہیں کہ) میرا خیال ہے ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم مقام "عسفان" میں آئے اور چند رات وہاں قیام کیا۔ لوگوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہم تو یہاں پر بیکار ٹھہرے ہوئے ہیں، اور ہمارے اہل و عیال پیچھے رہ گئے ہیں (ہم سے پیچھے ہوئے ہیں) ہمیں ان کے بارے میں بے

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ إِنْ شِئْتُمْ لَا أَدْرِي أَيَّتَهُمَا قَالَ لَآمُرَنَّ بِنَاقَتِي تُرْحَلُ ثُمَّ لَا أَحُلُّ لَهَا عُقْدَةً حَتَّى أَقْدَمَ الْمَدِينَةَ وَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَجَعَلَهَا حَرَمًا وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ حَرَامًا مَا بَيْنَ مَأْزِمَيْهَا أَنْ لَا يُهْرَاقَ فِيهَا دَمٌ وَلَا يُحْمَلَ فِيهَا سِلَاحٌ لِقِتَالٍ وَلَا تُخْبَطَ فِيهَا شَجَرَةٌ إِلَّا لِعَلْفٍ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا اللَّهُمَّ اجْعَلْ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنَ الْمَدِينَةِ شِعْبٌ وَلَا نَقْبٌ إِلَّا عَلَيْهِ مَلَكَانِ يَحْرُسَانِهَا حَتَّى تَقْدَمُوا إِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ ارْتَحِلُوا فَارْتَحَلْنَا فَأَقْبَلْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ فَوَالَّذِي نَحْلِفُ بِهِ أَوْ يُحْلَفُ بِهِ الشَّكُّ مِنْ حَمَّادٍ مَا وَضَعْنَا رِحَالَنَا حِينَ دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ حَتَّى أَغَارَ عَلَيْنَا بَنُو عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمَا يَهِيجُهُمْ قَبْلَ ذَلِكَ شَيْءٌ

خوف نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع پہنچی تو فرمایا: یہ کیا بات ہے جو تمہاری گفتگو مجھ تک پہنچی ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا آپ نے کیسے کہا؟ قسم ہے اس ذات کی جس کی میں قسم کھاتا ہوں یا فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے (مجھے نہیں معلوم کہ دونوں میں سے کیا جملہ کہا) میں نے یہ ارادہ کیا ہے یا فرمایا اگر تم چاہو تو میں اپنی اونٹنی کے اوپر کجاوہ کسنے کا حکم دوں پھر میں اس کے کجاوہ کی ایک گرہ بھی کھولے بغیر روانہ ہو جاؤں اور مدینہ جا پہنچوں۔ اور فرمایا:

"اے اللہ! ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حرمتِ مکہ قائم فرمائی اور اسے حرم بنادیا اور میں نے مدینہ کی حرمت قائم کی اور اس کے دونوں پہاڑوں کے درمیانی حصہ کو حرام بنادیا کہ اس میں خونریزی نہ کی جائے، نہ اسلحہ برداری کی جائے جنگ وجدال کے لئے، نہ اس کے درختوں کے پتوں کو کاٹا جائے سوائے چارہ کے لئے"۔

اے اللہ! برکت عطا فرما ہمارے مدینہ (شہر) میں، اے اللہ برکت عطا فرما ہمارے صاع میں، اے اللہ! برکت نصیب فرما ہمارے مد میں، اے اللہ! برکت عطا فرما ہمارے صاع میں، اے اللہ! برکت نصیب فرما ہمارے مد میں، اے اللہ! ہمارے مدینہ (شہر) میں برکت عطا فرما، اے اللہ! اس برکت کے ساتھ دو برکتیں (دوگنی برکتیں) نصیب فرما"۔

پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مدینہ میں کوئی گھاٹی اور ناکہ ایسا نہیں ہے کہ اس پر دو فرشتے محافظ مقرر ہیں جب تک تم وہاں پہنچو گے وہ اس کی حفاظت کریں گے پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: اب کوچ کرو، چنانچہ ہم نے روانگی اختیار کی اور مدینہ آگئے۔

قسم ہے اس ذات کی جس کا ہم حلف اٹھاتے ہیں یا جس کا حلف اٹھایا جاتا ہے ابھی (مدینہ پہنچ کر) ہم نے اپنے کجاوے اونٹوں پر سے اتارے بھی نہیں تھے کہ بنو عبداللہ بن غطفان نے ہم پر غارتگری کرتے ہوئے حملہ کر دیا اور اس سے قبل انہیں حملہ کی جرأت نہ ہوئی۔

اس سے آنحضرت ﷺ کے ارشاد کی تصدیق ہوگئی کہ فرشتے مدینہ کے

محافظ ہیں)۔

۱۰۷۰ وحَدَّثنا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنا أَبُو سَعِيدٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمُدِّنَا وَاجْعَلْ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ

۱۰۷۰ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اے اللہ! برکت فرما ہمارے مد اور صاع میں اور برکت پر مزید دو برکتیں عطا فرما"۔

۱۰۷۱ وحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ ح و حَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَرْبٌ يَعْنِي ابْنَ شَدَّادٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۰۷۱۔۔۔ حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان سندوں کے ساتھ سابقہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

۱۰۷۲ ۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ أَنَّهُ جَاءَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ لَيَالِيَ الْحَرَّةِ فَاسْتَشَارَهُ فِي الْجَلَاءِ مِنَ الْمَدِينَةِ وَشَكَا إِلَيْهِ أَسْعَارَهَا وَكَثْرَةَ عِيَالِهِ وَأَخْبَرَهُ أَنْ لَا صَبْرَ لَهُ عَلَى جَهْدِ الْمَدِينَةِ وَلَأْوَائِهَا فَقَالَ لَهُ وَيْحَكَ لَا آمُرُكَ بِذَلِكَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لَا يَصْبِرُ أَحَدٌ عَلَى لَأْوَائِهَا فَيَمُوتَ إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا كَانَ مُسْلِمًا

۱۰۷۲ ۔ حضرت ابو سعید مولی المہری سے روایت ہے کہ وہ ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے حرہ کی راتوں میں (حرہ سے مراد فتنہ حرہ ہے، یعنی ۶۳ھ کا فتنہ) اور ان سے مشورہ طلب کیا مدینہ سے ترکِ وطن کے بارے میں۔ اور ان سے شکایت کی مہنگائی اور گرانی اور کثرت عیال کی۔ اور انہیں بتلایا کہ ان سے مدینہ کی مشقت اور بھوک پیاس پر صبر اور برداشت نہیں ہو سکتا۔

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہائے افسوس تیرے لئے! میں تو تمہیں مدینہ سے جانے کا حکم (مشورہ) نہیں دوں گا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ:

"جو شخص بھی مدینہ کے بھوک پیاس پر صبر کرتے کرتے اسلام پر مر گیا تو قیامت کے روز میں اس کے لئے شافع اور گواہ ہوں گا"۔

۱۰۷۳۔۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي أُسَامَةَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ وَابْنِ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِنِّي

۱۰۷۳۔۔۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ: "میں نے مدینہ کی دونوں پتھریلی زمینوں کے درمیانی حصہ کو حرم قرار دے دیا جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا"۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے یا ہم میں سے کوئی ایک پرندہ اپنے ہاتھ میں لیتا تھا پھر اسے اپنے ہاتھ سے جدا

حَرَّمْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ قَالَ ثُمَّ كَانَ أَبُو سَعِيدٍ يَأْخُذُ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَجِدُ أَحَدَنَا فِي يَدِهِ الطَّيْرُ فَيَفُكُّهُ مِنْ يَدِهِ ثُمَّ يُرْسِلُهُ

کر کے چھوڑ دیتا تھا۔

۱۰۷۴ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ يُسَيْرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ أَهْوَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ إِنَّهَا حَرَمٌ آمِنٌ

۱۰۷۴ "حضرت سہل بن حنیف کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مدینہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ:

"بے شک یہ امن کی جگہ حرم ہے"۔

۱۰۷۵ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَهِيَ وَبِيئَةٌ فَاشْتَكَى أَبُو بَكْرٍ وَاشْتَكَى بِلَالٌ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ شَكْوَى أَصْحَابِهِ قَالَ اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَمَا حَبَّبْتَ مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَحَوِّلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ

۱۰۷۵ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم مدینہ آئے تو وہ وبازدہ شہر تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہو گئے، جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کی بیماری ملاحظہ فرمائی تو دعا کی:

"اے اللہ! مدینہ کو بھی ہمارے لئے ایسا دوست بنا دے جیسا مکہ کو ہمیں محبوب بنایا تھا، بلکہ اس سے بھی زیادہ کر دے، اور صحت عطا فرما اور اس کے صاع، مد میں ہمارے لئے برکت عطا فرما، اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل فرما دے"۔

۱۰۷۶ وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۱۰۷۶ حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان اسناد کے ساتھ سابقہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(جحفہ مدینہ کے قریب ایک مقام ہے جہاں اس وقت یہودیوں کی آبادی تھی کما قالہ الخطابی (نووی) تو وی نے فرمایا کہ اس سے معلوم ہوا کہ کفار یہود وغیرہ کے لئے بددعا کرنا جائز ہے)۔

۱۰۷۷ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ صَبَرَ عَلَى لَأْوَائِهَا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۱۰۷۷ ... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے مدینہ کے بھوک پیاس وغیرہ پر صبر کیا میں اس کے لئے شفیع گواہ ہوں گا قیامت کے روز"۔

باب-۱۵۴ باب الترغيب في سكنى المدينة و فضل الصبر لا وائها و ستدتها

مدینہ میں رہائش اختیار کرنے کا بیان

۱۰۷۸۔۔۔۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ قَطَنِ بْنِ وَهْبِ بْنِ عُوَيْمِرِ بْنِ الأَجْدَعِ عَنْ يُحَنَّسَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فِي الْفِتْنَةِ فَأَتَتْهُ مَوْلاَةٌ لَهُ تُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَقَالَتْ إِنِّي أَرَدْتُ الْخُرُوجَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ اشْتَدَّ عَلَيْنَا الزَّمَانُ فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللَّهِ اقْعُدِي لَكَاعِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لاَ يَصْبِرُ عَلَى لأْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ إِلاَّ كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۱۰۷۸۔۔۔۔ حضرت یحنس آزاد کردہ غلام ہیں زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے، بتلاتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس فتنہ کے زمانہ میں بیٹھے تھے تو ان کی ایک باندی ان کے پاس آئی، سلام کیا اور کہنے لگی کہ اے ابو عبدالرحمن! میں نے یہاں سے نکلنے کا ارادہ کر لیا ہے کہ زمانہ بہت سخت ہو گیا ہے ہم پر، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ارے بیوقوف! بیٹھ جا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: جو شخص مدینہ کے قحط بھوک اور سختی پر صبر کرے تو میں اس کے لئے قیامت کے روز شفیع یا شہید (گواہ) ہوں گا"۔

۱۰۷۹۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ عَنْ قَطَنٍ الْخُزَاعِيِّ عَنْ يُحَنَّسَ مَوْلَى مُصْعَبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ صَبَرَ عَلَى لأْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِي الْمَدِينَةَ

۱۰۷۹۔۔۔۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو آدمی مدینہ کی تکلیفوں اور اس کی سختیوں پر صبر کرے گا تو میں قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دوں گا یا فرمایا: میں اس کیلئے سفارش کروں گا۔

۱۰۸۰۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلاَءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لاَ يَصْبِرُ عَلَى لأْوَاءِ الْمَدِينَةِ وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِي إِلاَّ كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَوْ شَهِيدًا -

۱۰۸۰۔۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے جو کوئی بھی مدینہ کی تکلیفوں اور اس کی سختیوں پر صبر کرے گا تو میں اس کیلئے قیامت کے دن سفارش کروں گا یا اس کے حق میں گواہی دوں گا۔

۱۰۸۱۔۔۔۔ و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَارُونَ مُوسَى بْنِ أَبِي عِيسَى أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ الْقَرَّاظَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمِثْلِهِ

۱۰۸۱۔۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فرمایا (جو کوئی مدینہ کی تکلیفوں پر صبر کرے گا میں اس کی سفارش کروں گا۔)

۱۰۸۲۔۔۔۔ و حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ

۱۰۸۲۔۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی بھی مدینہ کی تکلیفوں پر صبر کرے

صالح بن أبي صالح عن أبيه عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ لا يصبر أحد على لأواء المدينة بمثله

(میں اس کے حق میں سفارش کروں گا یا اس کے حق میں گواہی دوں گا۔)

باب-۱۵۵ باب صيانة المدينة من دخول الطاعون والدجال إليها

طاعون اور دجال سے مدینہ کی حفاظت کا بیان

۱۰۸۳۔ حدثنا يحيى بن يحيى قال قرأت على مالك عن نعيم بن عبد الله عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ على أنقاب المدينة ملائكة لا يدخلها الطاعون ولا الدجال

۱۰۸۳۔۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مدینہ کے ناکوں پر فرشتے مقرر ہیں جو طاعون اور دجال کو مدینہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے"۔

۱۰۸٤۔۔۔۔ وحدثنا يحيى بن أيوب وقتيبة وابن حجر جميعا عن إسمعيل بن جعفر أخبرني العلاء عن أبيه عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال يأتي المسيح من قبل المشرق همته المدينة حتى ينزل دبر أحد ثم تصرف الملائكة وجهه قبل الشام وهنالك يهلك

۱۰۸۴۔۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مسیح دجال مشرق کی طرف سے آئے گا، اس کا ارادہ مدینہ کا ہوگا 'احد کے پیچھے پڑاؤ کرے گا پھر ملائکہ اس کا منہ، شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہیں وہ تباہ و برباد ہو جائے گا"۔

باب-۱۵۶ باب المدينة تنفي خبثها و تسمى طابة وطيبة

مدینہ بری چیزوں کو خود اپنے سے دور کر دے گا

۱۰۸۵۔ حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا عبد العزيز يعني الدراوردي عن العلاء عن أبيه عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال يأتي على الناس زمان يدعو الرجل ابن عمه وقريبه هلم إلى الرخاء هلم إلى الرخاء والمدينة خير لهم لو كانوا يعلمون والذي نفسي بيده لا يخرج منهم أحد رغبة عنها إلا أخلف الله فيها خيرا منه ألا إن المدينة كالكير تخرج الخبيث لا تقوم الساعة حتى تنفي المدينة شرارها كما ينفي الكير خبث الحديد

۱۰۸۵۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی اپنے بھتیجے اور قرابت دار کو بلائے گا کہ آؤ ارزاں، اور سستے ملک میں، آؤ ارزاں علاقہ میں۔ جب کہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہوگا کاش وہ جانتے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مدینہ سے جو بھی اعراض کر کے نکلے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر آدمی مدینہ میں اس کی جگہ بھیج دے گا۔ آگاہ رہو! مدینہ ایک بھٹی کی طرح ہے جو برائی اور خبیث چیز کو نکال پھینکے گا، اور قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ مدینہ اپنے برے اور اشرار لوگوں کو نکال نہ دے جیسے کہ بھٹی لوہے کی خراب اور بیکار کوڑے

کباڑ ے کو باہر کر دیتی ہے"۔

۱۰۸۶ ... وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْحُبَابِ سَعِيدَ ابْنَ يَسَارٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى يَقُولُونَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِينَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ

۱۰۸۶ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مجھے ایسی بستی کی طرف (ہجرت کا) حکم ہوا ہے، جو دوسری تمام بستیوں کو کھا لے گی یثرب کی طرف یعنی مدینہ کی طرف جو لوگوں کو ایسے نکال دے گی جیسے بھٹی لوہے کی بیکار اور کوڑے کباڑے کو نکال دیتی ہے"۔

۱۰۸۷ و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ الْخَبَثَ لَمْ يَذْكُرَا الْحَدِيدَ۔

۱۰۸۷ حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت ہی کی طرح روایت منقول ہے لیکن اس روایت میں حدید (لوہے) کا ذکر نہیں ہے۔

۱۰۸۸ ... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِينَةِ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طَيِّبُهَا

۱۰۸۸ ... حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی (دیہاتی) نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ پھر اس کو مدینہ کے بخار نے شدت سے جکڑ لیا تو وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے محمد! میری بیعت واپس کر دو، (یعنی میں اپنی بیعت ختم کرتا ہوں) آپ ﷺ نے انکار فرمایا، وہ پھر آیا اور کہا کہ میری بیعت واپس کر دو، آپ ﷺ نے انکار فرمایا تو وہ اعرابی نکل گیا مدینہ سے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مدینہ تو ایک بھٹی کی طرح ہے جو اپنے کوڑے اور خراب چیزوں کو باہر کر دیتی ہے اور پاکیزہ مال کو خالص اور ملاوٹ سے پاک کر دیتی ہے"۔

(گویا مدینہ میں خالص ایمان والے ہی رہیں گے خواہ ان پر شدائد و مصائب آئیں اور جو کمزور عقیدہ و ایمان والے ہوں گے یہاں نہیں رہ سکیں گے۔ بیعت کی واپسی سے مراد بیعت کو ختم کرنا ہے تاکہ آزاد ہو جائے بیعت کی پابندیوں سے)۔

۱۰۸۹ ... وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ وَهُوَ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيدَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّهَا طَيْبَةُ يَعْنِي الْمَدِينَةَ وَإِنَّهَا تَنْفِي الْخَبَثَ

۱۰۸۹ ... حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مدینہ، طیبہ (پاکیزہ) ہے اور یہ کوڑے کباڑ کو دور کر دیتا ہے جیسے آگ چاندی کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے"۔

كما تنفي النارُ خبثَ الفضة.

(معلوم ہوا کہ مدینہ کا نام طیبہ بھی ہے)۔

۱۰۹۰ وحدّثنا قتيبةُ بنُ سعيدٍ وهنّادُ بنُ السّريّ وأبو بكرِ بنُ أبي شيبةَ قالوا حدّثنا أبو الأحوص عن سماكٍ عن جابرِ بنِ سمرةَ قال سمعتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ إنّ الله تعالى سمّى المدينةَ طابةَ

۱۰۹۰ جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:
بے شک اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام "طابہ" رکھا ہے"۔

باب-۱۵۷ باب تحريم أرادَ أهلَ المدينةِ بسوء وان من ارادهم به أذابهُ الله
اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ بھی حرام ہے

۱۰۹۱ حدّثني محمّدُ بنُ حاتمٍ وإبراهيمُ بنُ دينار قالا حدّثنا حجّاجُ بنُ محمّدٍ ح قال و حدّثني محمّدُ بنُ رافعٍ قال حدّثنا عبدُ الرزّاق كلاهما عن ابنِ جريجٍ قال أخبرني عبدُ الله بنُ عبدِ الرحمنِ بنِ يُحنّس عن أبي عبدِ الله القرّاظ أنّه قال أشهدُ على أبي هريرةَ أنّه قال قال أبو القاسم ﷺ من أرادَ أهلَ هذه البلدةِ بسوءٍ يعني المدينةَ أذابه الله كما يذوبُ الملحُ في الماء

۱۰۹۱ حضرت ابو عبداللہ القراظ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ابوالقاسم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جس شخص نے اس شہر والوں کے ساتھ یعنی مدینہ والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا، اللہ تعالیٰ اسے ایسا پگھلا دیں گے جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے"۔

۱۰۹۲ وحدّثني محمّدُ بنُ حاتمٍ وإبراهيمُ بنُ دينارٍ قالا حدّثنا حجّاجٌ ح و حدّثنيه محمّدُ بنُ رافعٍ قال حدّثنا عبدُ الرزّاق جميعًا عن ابنِ جريجٍ قال أخبرني عمرُو بنُ يحيى بنِ عمارةَ أنّه سمع القرّاظ وكان من أصحابِ أبي هريرةَ يزعمُ أنّه سمع أبا هريرةَ يقولُ قال رسولُ الله ﷺ من أرادَ أهلَها بسوءٍ يريدُ المدينةَ أذابه الله كما يذوبُ الملحُ في الماء۔ قال ابنُ حاتمٍ في حديثِ ابنِ يُحنّس بدلَ قولِه بسوءٍ شرًّا

۱۰۹۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی مدینے والوں کو تکلیف دینے کا ارادہ کرے گا تو اللہ اس کو ایسا پگھلا دیں گے جیسے پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔ حضرت ابن حاتم نے ابن یحنس کی حدیث میں بسوء شرا کا قول نقل کیا ہے۔

۱۰۹۳ حدّثنا ابنُ أبي عمرَ قال حدّثنا سفيانُ عن أبي هارونَ موسى بنِ أبي عيسى ح و حدّثنا ابنُ أبي عمرَ قال حدّثنا الدّراورديّ عن محمّدِ بنِ

۱۰۹۳ صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث کی طرح روایت نقل فرمائی ہے۔

عمرو جميعًا سمعا أبا عبد الله القراظ سمع أبا هريرة عن النبي ﷺ بمثله

۱۰۹۴...... حدثنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا حاتم يعني ابن إسمعيل عن عمر بن نبيه قال أخبرني دينار القراظ قال سمعت سعد بن أبي وقاص يقول قال رسول الله ﷺ من أراد أهل المدينة بسوء أذابه الله كما يذوب الملح في الماء

۱۰۹۴...... حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی مدینہ والوں کو تکلیف دینے کا ارادہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے پگھلا دیں گے جیسا کہ پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔

۱۰۹۵...... و حدثنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا إسمعيل يعني ابن جعفر عن عمر بن نبيه الكعبي عن أبي عبد الله القراظ أنه سمع سعد بن مالك يقول قال رسول الله ﷺ بمثله غير أنه قال بدهم أو بسوء

۱۰۹۵...... حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فرمایا (کہ جو آدمی مدینہ والوں کو تکلیف دینے کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو پگھلا دیں گے)

۱۰۹۶ وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا عبيد الله بن موسى قال حدثنا أسامة بن زيد عن أبي عبد الله القراظ قال سمعته يقول سمعت أبا هريرة وسعدا يقولان قال رسول الله ﷺ اللهم بارك لأهل المدينة في مدهم وساق الحديث وفيه من أراد أهلها بسوء أذابه الله كما يذوب الملح في الماء

۱۰۹۶...... حضرت ابوہریرہ و سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اے اللہ! اہل مدینہ کے مد (پیمانہ غلہ و اناج) میں برکت عطا فرما اور پوری طویل حدیث (جو پہلے گذر چکی ہے) بیان کی اور اسی میں یہ بھی فرمایا کہ: "جس نے اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا اللہ اسے گھلا دیں گے جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے"۔

باب-۱۵۸ باب الترغيب الناس في سكنى المدينة عند فتح الأمصار

مدینہ کی رہائش اختیار کرنے کی ترغیب کا بیان

۱۰۹۷ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا وكيع عن هشام بن عروة عن أبيه عن عبد الله بن الزبير عن سفيان بن أبي زهير قال قال رسول الله ﷺ تفتح الشام فيخرج من المدينة قوم بأهليهم يبسون والمدينة خير لهم لو كانوا يعلمون ثم تفتح اليمن فيخرج من المدينة قوم بأهليهم يبسون

۱۰۹۷...... حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"شام فتح ہوگا اور مدینہ سے کچھ لوگ اپنے اہل و عیال کے ساتھ اونٹوں کو ہنکاتے ہوئے نکلیں گے (تاکہ ملک شام میں جاکر آباد ہوں جو نہایت زرخیز خطہ ہے) حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہوگا اگر وہ جانیں۔
پھر یمن فتح کیا جائے گا تو کچھ لوگ اہل و عیال کے ہمراہ اونٹوں کو ہانکتے

والمدينة خيرٌ لهم لو كانوا يعلمون ثم تفتح العراق فيخرج من المدينة قومٌ بأهليهم يبسّون والمدينة خيرٌ لهم لو كانوا يعلمون

نکلیں گے مدینے سے جب کہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہو گا کاش وہ جانیں۔ پھر عراق فتح کیا جائے گا تو مدینہ سے کچھ لوگ اہل و عیال کے ہمراہ اونٹوں کو ہانکتے نکلیں گے (نقل مکانی کریں گے) جب کہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہو گا اگر وہ جانیں''۔

۱۰۹۸ حدثنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال أخبرنا ابن جريج قال أخبرني هشام بن عروة عن أبيه عن عبد الله بن الزبير عن سفيان بن أبي زهير قال سمعت رسول الله ﷺ يقول يُفتح اليمن فيأتي قومٌ يبسّون فيتحمّلون بأهليهم ومن أطاعهم والمدينة خيرٌ لهم لو كانوا يعلمون ثم يُفتح الشام فيأتي قومٌ يبسّون فيتحمّلون بأهليهم ومن أطاعهم والمدينة خيرٌ لهم لو كانوا يعلمون ثم يُفتح العراق فيأتي قومٌ يبسّون فيتحمّلون بأهليهم ومن أطاعهم والمدينة خيرٌ لهم لو كانوا يعلمون

۱۰۹۸۔ حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یمن فتح کیا جائے گا تو ایک قوم اپنے گھر والوں اور اپنے خادموں کو لئے ہوئے اور اپنا سامان اٹھائے ہوئے اپنے اونٹوں کو ہنکاتے ہوئے چلی جائے گی اور مدینہ ان کیلئے بہتر ہو گا اگر وہ جانیں۔ پھر شام فتح کیا جائے گا تو ایک قوم اپنے گھر والوں اور اپنے خادموں کو لئے ہوئے اپنے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے چلی جائے گی حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہے اگر وہ جانیں پھر عراق فتح کر لیا جائے گا تو مدینہ کے کچھ لوگ اپنے اہل و عیال اور اپنے ماننے والوں کے ہمراہ اونٹوں کو ہانکتے ہوئے نکلیں گے حالانکہ ان کیلئے مدینہ بہتر ہے اگر وہ جانیں۔

باب-۱۵۹ باب اخباره صلى الله عليه و سلم بترك الناس المدينة على خير ما كانت

نبی ﷺ کا خبر دینا کہ لوگ مدینہ کو بہترین حالت پر چھوڑ جائیں گے

۱۰۹۹ حدثني زهير بن حرب قال حدثنا أبو صفوان عن يونس بن يزيد ح و حدثني حرملة بن يحيى واللفظ له قال أخبرنا ابن وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب عن سعيد بن المسيب أنه سمع أبا هريرة يقول قال رسول الله ﷺ للمدينة ليتركنّها أهلها على خير ما كانت مذلّلة للعوافي يعني السباع والطير

قال مسلم أبو صفوان هذا هو عبد الله بن عبد الملك يتيم ابن جريج عشر سنين كان في حجره

۱۰۹۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مدینہ کے لئے:

''اس کے رہنے والے اسے ضرور چھوڑ دیں گے بہترین حالت پر اور وہ درندوں اور پرندوں کا مسکن بن جائے گا''۔

صاحب مسلم فرماتے ہیں کہ ابو صفوان یتیم تھے اور وہ ابن جریج کی گود (پرورش) میں دس سال رہے۔

۱۱۰۰ وحدثني عبد الملك بن شعيب بن الليث

۱۱۰۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے

قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ يَتْرُكُونَ الْمَدِينَةَ عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا إِلَّا الْعَوَافِي يُرِيدُ عَوَافِيَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ ثُمَّ يَخْرُجُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيدَانِ الْمَدِينَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وَحْشًا حَتَّى إِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلَى وُجُوهِهِمَا

رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا:
"لوگ مدینہ کو بہترین حالت پر چھوڑ جائیں گے اور سوائے عوافی یعنی درندوں اور پرندوں کے کوئی وہاں نہ رہے گا، پھر مزینہ قبیلہ کے دو چرواہے نکلیں گے مدینہ کا ارادہ کر کے اور اپنی بکریوں کو پکارتے للکارتے (جب وہاں پہنچیں گے) تو مدینہ کو ویران پائیں گے حتیٰ کہ جب ثنیۃ الوداع کی گھاٹی پر پہنچیں گے تو منہ کے بل گر پڑیں گے"۔
(نوویؒ نے فرمایا کہ یہ واقعہ بالکل قیامت کے وقت ہوگا اور جونہی وہ ثنیۃ الوداع پر پہنچیں گے تو قیامت آجائے گی اور وہ منہ کے بل گر کر ختم ہو جائیں گے۔ واللہ اعلم)

باب-۱۶۰　بَابُ مَا بَيْنَ الْقَبْرِهِ صلى الله عليه و سلم وَالْمِنْبَرِ و فضل موضع منبره

روضۂ مبارک اور منبر رسول کے درمیانی حصہ کی فضیلت

۱۱۰۱...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ

۱۱۰۱...... حضرت عبداللہ بن زید المازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"میرے گھر اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے"۔

۱۱۰۲...... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَا بَيْنَ مِنْبَرِي وَبَيْتِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ

۱۱۰۲...... حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے منبر اور میرے گھر کا درمیان حصہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔

۱۱۰۳...... حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ

۱۱۰۳...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"میرے گھر اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے"۔[1]

---

[1] جنت کے باغ ہونے کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ ٹکڑا واقعتاً جنت کا حصہ ہے یا یہ کہ قیامت میں یہ حصہ جنت میں چلا جائے گا اور ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس بقعہ زمین پر عبادت گویا جنت میں جانے کا سبب ہے۔
اور حوض پر منبر ہونے کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ قیامت میں یہ منبر حوض کوثر پر رکھا جائے گا یا میرے منبر کے قریب　(جاری ہے)

أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي

باب-۱۶۱

بَاب فَضْلِ أُحُدٍ
جبلِ اُحد کی فضیلت

۱۱۰۴ ..... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ ثُمَّ أَقْبَلْنَا حَتَّى قَدِمْنَا وَادِيَ الْقُرَى فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنِّي مُسْرِعٌ فَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ فَلْيُسْرِعْ مَعِي وَمَنْ شَاءَ فَلْيَمْكُثْ فَخَرَجْنَا حَتَّى أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ هَذِهِ طَابَةُ وَهَذَا أُحُدٌ وَهُوَ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ

۱۱۰۴ ..... حضرت ابوحمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوۂ تبوک کے لئے نکلے۔ اس کی طویل حدیث بیان کر کے آخر میں فرمایا کہ:
"پھر ہم مدینہ کو آئے، جب ہم وادی القریٰ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تو تیز چلنے والا ہوں، تم میں سے جو چاہے وہ میرے ساتھ تیز رفتاری کا مظاہرہ کرے اور جو چاہے ٹھہر کر آئے، چنانچہ ہم نکلے جب ہم مدینہ کے روبرو پہنچے تو فرمایا "یہ طابہ ہے اور یہ اُحد ہے وہ پہاڑ کہ ہم اس سے محبت کرتے ہیں اور وہ ہم سے محبت کرتا ہے"۔

۱۱۰۵ ..... حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ أُحُدًا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ

۱۱۰۵ ..... حضرت انس بن مالک فرماتے رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"بے شک اُحد وہ پہاڑ ہے کہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں"۔

۱۱۰۶ ..... وَحَدَّثَنِيهِ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَظَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى أُحُدٍ فَقَالَ إِنَّ أُحُدًا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ

۱۱۰۶ ..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے احد (پہاڑ) کی طرف نظر کی اور فرمایا: احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

باب-۱۶۲

بَاب فَضْلِ الصَّلَاةِ بِمَسْجِدَيْ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ
حرم مکہ و مدینہ کی دونوں مساجد میں نماز کی فضیلت

۱۱۰۷ ..... حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ

۱۱۰۷ ..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(گذشتہ سے پیوستہ) عبادت کرنے والے کو حوض کوثر سے سیرابی نصیب ہوگی۔ واللہ اعلم (نووی اختصار)۔

الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

"میری اس مسجد (نبوی ﷺ) میں نماز پڑھنا مسجد حرام کے علاوہ دوسری مساجد میں ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے"۔

۱۱۰۸ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِي غَيْرِهِ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

۱۱۰۸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

"میری اس مسجد (مسجد نبوی) میں ایک نماز دوسری مساجد میں ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے"۔

۱۱۰۹ حَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِمْصِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَغَرِّ مَوْلَى الْجُهَنِيِّينَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ مَسْجِدَهُ آخِرُ الْمَسَاجِدِ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَمْ نَشُكَّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ عَنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَنَعَنَا ذَلِكَ أَنْ نَسْتَثْبِتَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ ذَلِكَ الْحَدِيثِ حَتَّى إِذَا تُوُفِّيَ أَبُو هُرَيْرَةَ تَذَاكَرْنَا ذَلِكَ وَتَلَاوَمْنَا أَنْ لَا نَكُونَ كَلَّمْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فِي ذَلِكَ حَتَّى يُسْنِدَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنْ كَانَ سَمِعَهُ مِنْهُ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ جَالَسَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ الْحَدِيثَ وَالَّذِي فَرَّطْنَا فِيهِ مِنْ نَصِّ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْهُ فَقَالَ لَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِنِّي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ

۱۱۰۹ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد کی ایک نماز اس کے علاوہ دوسری مساجد کی ہزار نمازوں سے زیادہ افضل ہے سوائے مسجد حرام ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کی یہ مسجد تمام مساجد میں سب سے آخری ہے (بناء انبیاء کے اعتبار سے)۔

حضرت ابو سلمہ و ابو عبداللہ (راوی) دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے سن کر ہی بیان کر رہے ہوں گے (از خود یہ بات نہیں کہتے ہوں گے) لہٰذا ہم نے صراحت کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اس کی وضاحت بھی نہ چاہی یہاں تک کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوگئی اور ان کی وفات کے بعد جب ہم نے اس کا تذکرہ کیا تو ہم نے اپنے آپ کو ملامت کی کہ اس بارے میں ہم نے کیوں نہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بات کرلی تاکہ وہ اس حدیث کی سند رسول اللہ ﷺ تک بتلادیتے اگر آپ ﷺ ہی سے سنی ہوتی۔ ہم اسی صورتحال سے دوچار تھے کہ حضرت عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ کے پاس جا بیٹھے اور ان سے اس حدیث کا ہم نے ذکر کیا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وضاحت نہ کرنے کی وجہ بھی بیان کی تو حضرت عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ نے ہم سے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا:
"میں تمام انبیاء میں آخری نبی ہوں اور میری یہ مسجد آخری مسجد ہے"
(جسے نبی نے بنایا)۔

۱۱۱۰ حدثنا محمد بن المثنى وابن أبي عمر جميعا عن الثقفي قال ابن المثنى قال حدثنا عبد الوهاب قال سمعت يحيى بن سعيد يقول سألت أبا صالح هل سمعت أبا هريرة يذكر فضل الصلاة في مسجد رسول الله ﷺ فقال لا ولكن أخبرني عبد الله بن إبراهيم بن قارظ أنه سمع أبا هريرة يحدث أن رسول الله ﷺ قال صلاة في مسجدي هذا خير من ألف صلاة أو كألف صلاة فيما سواه من المساجد إلا أن يكون المسجد الحرام

۱۱۱۰ حضرت یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوصالح سے سوال کیا کہ کیا تم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز کی فضیلت کا تذکرہ سنا ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ نہیں! لیکن حضرت عبد اللہ بن ابراہیم بن قارظ نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"میری اس مسجد میں ایک نماز ہزار نمازوں سے زیادہ بہتر ہے یا ہزار نمازوں کی طرح ہے (ثواب میں برابر ہے) دوسری مساجد سے الا یہ کہ مسجد حرام میں نماز ہو (کہ اس کی فضیلت میری مسجد سے بھی زائد ہے)۔

۱۱۱۱ وحدثنيه زهير بن حرب وعبيد الله بن سعيد ومحمد بن حاتم قالوا حدثنا يحيى القطان عن يحيى بن سعيد بهذا الإسناد

۱۱۱۱ حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت کی طرح حدیث مروی ہے۔

۱۱۱۲ وحدثني زهير بن حرب ومحمد بن المثنى قالا حدثنا يحيى وهو القطان عن عبيد الله قال أخبرني نافع عن ابن عمر عن النبي ﷺ قال صلاة في مسجدي هذا أفضل من ألف صلاة فيما سواه إلا المسجد الحرام

۱۱۱۲ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"میری اس مسجد میں نماز مسجد حرام کے علاوہ دوسری مساجد کی ہزار نماز سے زیادہ افضل ہے"۔

۱۱۱۳ وحدثناه أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا ابن نمير وأبو أسامة ح وحدثناه ابن نمير قال حدثنا أبي ح وحدثناه محمد ابن المثنى قال حدثنا عبد الوهاب كلهم عن عبيد الله بهذا الإسناد

۱۱۱۳ حضرت عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث (میری مسجد میں نماز مسجد حرام کے علاوہ دوسری مساجد کی ہزار نماز سے افضل ہے) مروی ہے۔

۱۱۱٤ وحدثني إبراهيم بن موسى قال أخبرنا ابن أبي زائدة عن موسى الجهني عن نافع عن ابن عمر قال سمعت رسول الله ﷺ يقول بمثله

۱۱۱۴ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے اسی طرح فرمایا (میری مسجد میں نماز مسجد حرام کے علاوہ دوسری مساجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے)۔

۱۱۱۵ - و حدثناه ابن أبي عمر حدثنا عبد الرزاق أخبرنا قال معمر عن أيوب عن نافع عن ابن عمر عن النبي ﷺ بمثله

۱۱۱۵ - حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں (کہ آپ ﷺ نے فرمایا میری مسجد میں نماز مسجد حرام کے علاوہ دوسری مساجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے)۔

۱۱۱۶ - وحدثنا قتيبة بن سعيد ومحمد بن رمح جميعا عن الليث بن سعد قال قتيبة حدثنا ليث عن نافع عن إبراهيم بن عبد الله بن معبد عن ابن عباس أنه قال إن امرأة اشتكت شكوى فقالت إن شفاني الله لأخرجن فلأصلين في بيت المقدس فبرأت ثم تجهزت تريد الخروج فجاءت ميمونة زوج النبي ﷺ تسلم عليها فأخبرتها ذلك فقالت اجلسي فكلي ما صنعت وصلي في مسجد الرسول ﷺ فإني سمعت رسول الله ﷺ يقول صلاة فيه أفضل من ألف صلاة فيما سواه من المساجد إلا مسجد الكعبة

۱۱۱۶ - حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک عورت بیمار ہوگئی اس نے (منت مانی اور یہ) کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاء دی تو میں ضرور نکلوں گی اور بیت المقدس میں نماز پڑھوں گی"۔ پھر وہ بیماری سے صحت یاب ہوگئی تو اس نے بیت المقدس کی طرف نکلنے کی تیاری شروع کر دی اور زوجہ رسول ﷺ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئی اور انہیں سلام کر کے اپنے ارادہ کی خبر دی تو انہوں نے فرمایا کہ: بیٹھ جاؤ اور جو کچھ تم نے (زاد راہ) تیار کیا ہے اسے کھاؤ اور رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھ لو، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا:

"اس مسجد میں ایک نماز دیگر مساجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے اللہ کی مسجد کے علاوہ"۔

باب - ۱۶۳

باب المساجد الثلاثة
مساجد ثلثہ کی فضیلت

۱۱۱۷ - حدثني عمرو الناقد وزهير بن حرب جميعا عن ابن عيينة قال عمرو حدثنا سفيان عن الزهري عن سعيد عن أبي هريرة يبلغ به النبي ﷺ لا تشد الرحال إلا إلى ثلاثة مساجد مسجدي هذا ومسجد الحرام ومسجد الأقصى

۱۱۱۷ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"رخت سفر نہ باندھا جائے کسی جگہ کے لئے سوائے تین مساجد کے، ایک میری یہ مسجد (مسجد نبوی)، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ"۔

۱۱۱۸ - وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا عبد الأعلى عن معمر عن الزهري بهذا الإسناد غير أنه قال تشد الرحال إلى ثلاثة مساجد

۱۱۱۸ - حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت منقول ہے لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تین مساجد کی طرف سفر کیا جائے۔

۱۱۱۹ - وحدثنا هارون بن سعيد الأيلي قال حدثنا ابن وهب قال حدثني عبد الحميد بن جعفر أن عمران بن أبي أنس حدثه أن سلمان الأغر حدثه

۱۱۱۹ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتلاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سفر تو صرف تین مساجد کا کیا جائے، کعبہ کی مسجد حرام، میری مسجد

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِنَّمَا يُسَافَرُ إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ وَمَسْجِدِي وَمَسْجِدِ إِيلِيَاءَ

(مسجد نبوی)، اور مسجد ایلیاء (بیت المقدس)"۔ ❶

باب-۱۶۴ باب بيان أن المسجد الذي أسس على التقوى هو مسجد النبي ﷺ بالمدينة

بنیادِ تقویٰ پر تعمیر ہونے والی مسجد کا بیان

۱۱۲۰ ... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدٍ الْخَرَّاطِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ مَرَّ بِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْتُ لَهُ كَيْفَ سَمِعْتَ أَبَاكَ يَذْكُرُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى قَالَ قَالَ أَبِي دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَيْتِ بَعْضِ نِسَائِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الْمَسْجِدَيْنِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى قَالَ فَأَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصْبَاءَ فَضَرَبَ بِهِ الْأَرْضَ ثُمَّ قَالَ هُوَ مَسْجِدُكُمْ هَذَا لِمَسْجِدِ الْمَدِينَةِ قَالَ فَقُلْتُ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ أَبَاكَ هَكَذَا يَذْكُرُهُ

۱۱۲۰ ... حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ عبد الرحمن بن سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس سے گزرے تو میں نے ان سے کہا کہ آپ نے اپنے والد (ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے اس مسجد کے بارے میں کیا سنا ہے جسکی بنیاد تقویٰ پر اٹھائی گئی تھی؟ انہوں نے کہا کہ میرے والد نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے کسی کے گھر میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! دونوں مساجد (مسجد حرام و مسجد نبوی) میں سے کون سی مسجد ہے جس (کے بارے میں اللہ نے فرمایا) "اسکی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے"؟ آپ ﷺ نے مٹھی بھر کنکر اٹھائے اور زمین پر دے مارے پھر فرمایا: وہ تمہاری مسجد ہے یعنی مدینہ کی مسجد"۔ ابو سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بھی تمہارے والد سے اسی طرح سنا ہے۔ ❷

---

❶ یہ حدیث شد رحال کی حدیث کے عنوان سے محدثین کے یہاں معروف ہے۔ اور اس کی بناء پر بعض علماء غیر مقلدین نے یہ کہہ دیا کہ ان تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد وغیرہ کے لئے سفر کرنا جائز نہیں۔ قدماء میں ابو محمد الجوینی کا یہی قول ہے۔ (نووی)
بعض نے کہا کہ خالصتاً کسی مسجد کو مقصود بنا کر سفر کرنا جائز نہیں ہے ان تین کے علاوہ البتہ اگر کسی اور غرض سے کہیں جارہا ہے تو ضمناً کسی مسجد کیلئے سفر کیا جاسکتا ہے۔
جمہور محدثین کے نزدیک اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ "ان تین مساجد کے علاوہ دوسری مساجد کی طرف جانے کی کوئی خاص فضیلت نہیں یہ مطلب نہیں ہے کہ ان مساجد کے علاوہ دوسری مساجد کے لئے جانا ہی ناجائز ہے۔ (نووی)

❷ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن کی اس آیت میں جس مسجد کا ذکر ہے وہ مسجد نبویؐ ہے اور تقویٰ کی بنیاد پر قائم ہونے والی مسجد مسجد مدینہ یا مسجد نبویؐ ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آیت میں لمسجد سے مسجد نبویؐ مراد ہے ان روایت کی تفصیل علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے تفسیر مظہری میں آیت ذیل کے تحت بیان کی ہے۔
بعض علماء کے نزدیک اس سے مراد مسجد قبا ہے۔ ایک روایت میں ابن عباسؓ کا یہی قول ہے جب کہ عروہؓ بن زبیرؓ، سعیدؓ بن جبیر اور قتادہؓ کی بھی یہی رائے ہے۔
علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اپنی تفسیر مظہری میں فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ مراد یہ ہے مورد نزول کو خاص ہو مگر اعتبار الفاظ کے عموم کا ہوتا ہے۔ آیت کی رفتار بتلارہی ہے کہ آیت میں مسجد قباء مراد ہے اور اسی کے متعلق آیت کا نزول ہوا۔ (تفسیر مظہری ج ۵ ص ۱۲ و ص ۳۱۳)

۱۱۲۱ ... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَسَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الأَشْعَثِيُّ قَالَ سَعِيدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَعِيلَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي سَعِيدٍ فِي الإِسْنَادِ

۱۱۲۱... حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث ہی کی طرح روایت نقل کی ہے۔ لیکن اس روایت کی سند میں عبد الرحمن بن ابی سعید کا ذکر نہیں ہے۔

باب-۱۲۵ باب فضل مسجد قُبَاء وفضل الصلاة فيه وزيارته
مسجد قبا کی فضیلت، اس میں نماز اور زیارت کی فضیلت

۱۱۲۲...... حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَزُورُ قُبَاءً رَاكِبًا وَمَاشِيًا

۱۱۲۲...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد قبا کی زیارت فرمایا کرتے تھے سوار ہو کر بھی اور پیدل چل کر بھی۔

۱۱۲۳...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ رَاكِبًا وَمَاشِيًا فَيُصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ

قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فَيُصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ

۱۱۲۳... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد قبا تشریف لاتے تھے، سواری پر سوار ہو کر بھی اور پیدل چل کر بھی، اور وہاں دو رکعات نماز پڑھتے تھے۔

حضرت ابو بکر نے اپنی روایت میں فرمایا کہ ابن نمیر کہتے ہیں کہ آپ ﷺ مسجد قباء میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

۱۱۲٤ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَأْتِي قُبَاءً رَاكِبًا وَمَاشِيًا

۱۱۲۴..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد قبا سواری پر اور پیدل بھی جاتے تھے۔

۱۱۲۵...... وحَدَّثَنِي أَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ زَيْدُ بْنُ يَزِيدَ الثَّقَفِيُّ بَصْرِيٌّ ثِقَةٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَحْيَى الْقَطَّانِ

۱۱۲۵..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یحییٰ قطان کی حدیث ہی کی طرح روایت بیان کی ہے۔

۱۱۲٦...... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى

۱۱۲۶...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

مالك عن عبد الله بن دينار عن عبد الله بن عمر أن رسول الله ﷺ كان يأتي قباء راكبا وماشيا

اللہ ﷺ مسجد قبا سواری پر سوار ہو کر اور پیدل چل کر بھی تشریف لے جاتے تھے۔

۱۱۲۷ وحدثنا يحيى بن أيوب وقتيبة وابن حجر قال ابن أيوب حدثنا إسمعيل بن جعفر قال أخبرني عبد الله بن دينار أنه سمع عبد الله بن عمر يقول كان رسول الله ﷺ يأتي قباء راكبا وماشيا۔

۱۱۲۷ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد قبا سواری پر سوار ہو کر اور پیدل چل کر تشریف لے جاتے تھے۔

۱۱۲۸ وحدثني زهير بن حرب قال حدثنا سفيان بن عيينة عن عبد الله بن دينار أن ابن عمر كان يأتي قباء كل سبت وكان يقول رأيت النبي ﷺ يأتيه كل سبت

۱۱۲۸ حضرت عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر شنبہ (ہفتہ) کے روز مسجد قبا آتے تھے اور فرماتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ہر ہفتہ مسجد قبا تشریف لاتے تھے۔

۱۱۲۹ وحدثناه ابن أبي عمر قال حدثنا سفيان عن عبد الله بن دينار عن عبد الله بن عمر أن رسول الله ﷺ كان يأتي قباء يعني كل سبت كان يأتيه راكبا وماشيا قال ابن دينار وكان ابن عمر يفعله

۱۱۲۹ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر ہفتہ کے روز مسجد قباء تشریف لاتے سوار ہو کر بھی اور پیدل بھی۔ (کبھی سواری پر کبھی پیدل) حضرت ابن دینارؒ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یونہی کیا کرتے تھے۔

۱۱۳۰ وحدثنيه عبد الله بن هاشم قال حدثنا وكيع عن سفيان عن ابن دينار بهذا الإسناد ولم يذكر كل سبت

۱۱۳۰ حضرت ابن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت کی طرح حدیث منقول ہے لیکن اس روایت میں ہر ہفتہ کا ذکر نہیں ہے۔

فلله الحمد على إتمام كتاب الحج

من صحيح الإمام مسلم و مع ذالك تم الجزء الأول من المجلد الثاني

وذالك صباح عاشوراء ١٤١٨ﻫ و بعد صلاة الفجر: اللهم اغفرله، ولوالديه

كتاب النكاح

کتاب النکاح

نکاح کے ابواب

باب-۱۶۶　　باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه إليه ووجد مؤنه واشتغال من عجز عن المؤن بالصوم

صاحب استطاعت کے لئے نکاح کا حکم

۱۱۳۱...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ عَبْدِ اللهِ بِمِنًى فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ فَقَامَ مَعَهُ يُحَدِّثُهُ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَلَا نُزَوِّجُكَ جَارِيَةً شَابَّةً لَعَلَّهَا تُذَكِّرُكَ بَعْضَ مَا مَضَى مِنْ زَمَانِكَ قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ لَئِنْ قُلْتَ ذَاكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ

۱۱۳۱...... حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مسعود کے ساتھ منیٰ میں چل رہا تھا، ان سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات ہوئی تو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے کھڑے ہو کر باتیں کرنے لگے (دوران گفتگو) عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا اے ابو عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کیا ہم آپ کی شادی کسی نوجوان لڑکی سے نہ کر دیں، شاید وہ تمہیں تمہاری عمر رفتہ کی یاد دلا دے؟

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: اگر تم یہ کہتے ہو تو ٹھیک ہے، رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا:

"اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو نکاح کی قدرت رکھتا ہے اسے چاہئے کہ نکاح کرلے کیونکہ نکاح نگاہوں کو نیچا کرنے والا، اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے، اور جسے قدرت نکاح نہ ہو تو اسے چاہئے کہ روزہ رکھے کیونکہ وہ اس کے لئے بمنزلہ خصی کرنے کے ہے"۔

(یعنی روزہ، قوت شہوانیہ کو توڑ دیتا ہے جس کی بناء پر اس کیلئے شرمگاہ کی حفاظت آسان ہو جاتی ہے)۔[1]

---

[1] نکاح کے معنی...... نکاح کے لفظی معنی "عقد" اور "وطی" کے ہیں، بعض کے نزدیک پہلے معنی حقیقت اور دوسرے مجازی ہیں۔ اور بعض کے نزدیک پہلے معنی مجازی اور دوسرے حقیقی ہیں جیسے کہ احناف کا مذہب ہے، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں لفظ نکاح ہر جگہ "عقد" کے معنی میں آیا ہے سوائے ایک جگہ کے جہاں ہوئے کے معنی میں آیا ہے۔

نکاح کی شرعی حیثیت:۔ امام شافعیؒ کے نزدیک نکاح عبادت نہیں، دوسرے معاملات کی طرح فقط ایک معاملہ دنیوی ہے، جب کہ احنافؒ کے نزدیک معاملہ دنیوی ہونے کے ساتھ ساتھ عبادت بھی ہے، نکاح میں خطبہ، ولیمہ، گواہوں کی موجودگی، نکاح کو ختم کرنا ناپسندیدہ ہونا، عدت کا واجب ہونا، تین طلاقوں کے بعد بغیر حلالہ کے تجدید نکاح نہ ہونا یہ ساری خصوصیات بتلا رہی ہیں کہ یہ　　(جاری ہے)

۱۱۳۲ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ إِنِّي لَأَمْشِي مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ بِمِنًى إِذْ لَقِيَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ هَلُمَّ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ فَاسْتَخْلَاهُ فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ اللهِ أَنْ لَيْسَتْ لَهُ حَاجَةٌ قَالَ قَالَ لِي تَعَالَ يَا عَلْقَمَةُ قَالَ فَجِئْتُ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ أَلَا نُزَوِّجُكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ جَارِيَةً بِكْرًا لَعَلَّهُ يَرْجِعُ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ مَا كُنْتَ تَعْهَدُ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ لَئِنْ قُلْتَ ذَاكَ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ

۱۱۳۲ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی انہوں نے فرمایا: میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ منیٰ جا رہا تھا کہ (راستہ میں) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے ابو عبدالرحمٰن! ادھر آؤ۔ راوی کہتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علیحدہ لے گئے جب حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی حاجت نہیں ہے تو مجھ سے فرمایا: اے علقمہ تم بھی آجاؤ، سو میں بھی آگیا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے ابو عبدالرحمٰن! کیا ہم تیرا نکاح نوجوان کنواری سے نہ کرادیں تاکہ گذرے ہوئے زمانہ کی یاد پھر سے تازہ ہو جائے؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر آپ یہ کہتے ہیں (بقیہ حدیث حضرت ابو معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی طرح نقل کی گئی ہے)۔

۱۱۳۳ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ

۱۱۳۳ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ارشاد فرمایا:

"اے گروہ نوجواناں! جو تم میں سے قدرت نکاح رکھتا ہو اسے چاہئے کہ نکاح کرلے کیونکہ یہ نظر کو نیچا اور فرج (شرمگاہ) کی حفاظت کرتا ہے، اور جو نکاح کی قدرت نہ رکھے اسے چاہئے کہ روزہ رکھے کہ یہ اس کی شہوت کو توڑتا ہے"۔

۱۱۳۴ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ

۱۱۳۴ حضرت عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ میں اور میرے چچا،

(گذشتہ سے پیوستہ) دوسرے مالی معاملات کی طرح کا معاملہ نہیں بلکہ ایک عبادت بھی ہے۔
غلبہ شہوت کی صورت میں بالاتفاق نکاح ضروری ہے چنانچہ ایسا ہر شخص مہر اور نفقہ پر قدرت رکھنے کے باوجود اور حقوق زوجیت کی ادائیگی پر قدرت کے باوجود نکاح نہ کرنے پر گناہگار ہوگا۔
البتہ اگر غلبہ شہوت نہ ہو تو نکاح کی کیا حیثیت ہے؟ اس بارے میں اختلاف ہے؟ ظاہریہ کے نزدیک اس صورت میں بھی فرض عین ہے بشرطیکہ حقوق زوجیت ادا کرنے پر قادر ہو جب کہ جمہور علماء کے نزدیک ایسی صورت میں نکاح فرض نہیں۔ پھر جمہور میں سے امام شافعی کے نزدیک نکاح محض مباح ہے اس کے مقابلہ میں نفلی عبادات کے لئے خود کو فارغ کرنا زیادہ افضل ہے۔ جب کہ احناف کے نزدیک نکاح مسنون ہے اور قدرت کے باوجود نکاح نہ کرنا خلاف اولیٰ ہے اور نفلی عبادات کے بجائے نکاح کرنا زیادہ افضل ہے۔ احناف کے دلائل کیلئے دیکھئے۔ (فتح الملہم ج ۲) مذاہب کی تفصیل کے لئے دیکھئے۔ (بدائع الصنائع ۲/۲۲۸)

عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعَمِّي عَلْقَمَةُ وَالأَسْوَدُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ وَأَنَا شَابٌّ يَوْمَئِذٍ فَذَكَرَ حَدِيثًا (رأيت) رُئِيتُ أَنَّهُ حَدَّثَ بِهِ مِنْ أَجْلِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَزَادَ قَالَ فَلَمْ أَلْبَثْ حَتّٰى تَزَوَّجْتُ

علقمہ اور اسود، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے، میں ان دنوں جوان تھا، حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حدیث بیان کی (وہی حدیث جو اوپر گذری) میرا خیال ہے کہ انہوں نے وہ حدیث میری وجہ سے بیان کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہے۔ (جیسا کہ حدیث ابو معاویہ میں گذرا)۔
چنانچہ اس کے بعد میں نے تھوڑے دنوں میں ہی نکاح کر لیا۔

۱۱۳۵ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ الأَشَجُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلْنَا عَلَيْهِ وَأَنَا أَحْدَثُ الْقَوْمِ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ فَلَمْ أَلْبَثْ حَتّٰى تَزَوَّجْتُ

۱۱۳۵ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں قوم میں سے نوجوان تھا (بقیہ حدیث سابقہ روایت کی طرح بیان کی) لیکن اس روایت میں یہ (میں نے تھوڑے ہی دنوں میں شادی کر لی) نہیں ہے۔

۱۱۳۶ وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ سَأَلُوا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ عَمَلِهِ فِي السِّرِّ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا أَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا آكُلُ اللَّحْمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا أَنَامُ عَلَى فِرَاشٍ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ
فَقَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ قَالُوا كَذَا وَكَذَا لَكِنِّي أُصَلِّي وَأَنَامُ وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي

۱۱۳۶ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت نے نبی ﷺ کی ازواج سے آپ ﷺ کی خفیہ عبادت کے بارے میں پوچھا اس کے بعد ان میں سے بعض نے تو یہ کہا میں تو کبھی عورتوں سے نکاح وغیرہ نہیں کروں گا (تاکہ زیادہ سے زیادہ عبادت کروں)۔
بعض نے کہا کہ آئندہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا، بعض نے کہا میں کبھی بستر پر سوؤں گا نہیں
آپ ﷺ نے (یہ سن کر) اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا:
"ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی باتیں کہہ رہے ہیں، جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں تو نماز بھی پڑھتا ہوں (تہجد کی) اور سوتا بھی ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں"۔ جس نے میرے طریقہ سے اعراض کیا وہ میری (امت) سے نہیں ہے (یا میرے طریقہ پر نہیں ہے)۔

۱۱۳۷ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدٍ

۱۱۳۷ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے عورتوں سے دور رہنے کی بات رد کر دی (اور منع کر دیا اس بات سے کہ عبادت کے لئے عورتوں سے مستقل دوری اختیار کی جائے) اور

بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ رَدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ التَّبَتُّلَ وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا

آپ ﷺ اجازت دے دیتے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو ہم سب خصی ہو جاتے (اس سے معلوم ہوا کہ نکاح کرنا ضروری ہے اور تبتل اور خصی ہونا حرام ہے۔ امام نوویؒ نے فرمایا کہ مرد کے لئے خصی ہونا خواہ کسی عمر میں ہو جائز نہیں حرام ہے۔ واللہ اعلم)۔

۱۱۳۸ ـــ وحَدَّثَنِي أَبُو عِمْرَانَ مُحَمَّدُ بْـــنُ جَعْفَرِ بْـــنِ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُولُ رُدَّ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ التَّبَتُّلُ وَلَوْ أُذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا

۱۱۳۸ ـــ حضرت سعید بن مسیبؒ سے مروی ہے: میں نے حضرت سعد کو فرماتے ہوئے سنا آپ ﷺ نے عثمان بن مظعون کے مجرد رہنے کو رد فرمایا، اگر آپ ﷺ اس کو اجازت عطا فرماتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

۱۱۳۹ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَـــالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْـــنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ أَرَادَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ أَنْ يَتَبَتَّلَ فَنَهَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَوْ أَجَازَ لَهُ ذَلِكَ لَاخْتَصَيْنَا

۱۱۳۹ ـــ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجرد (غیر شادی شدہ) رہنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو منع فرمادیا اور اگر آپ اس کو اجازت مرحمت فرماتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

باب-۱۴۷ باب ندب من رأى امرأة فوقعت في نفسه إلى أن يأتي امرأته أو جاريته فيواقعها

اجنبی عورت کو دیکھنے پر وساوس پیدا ہوں تو بیوی سے صحبت کرے

۱۱۴۰ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى امْرَأَةً فَأَتَى امْرَأَتَهُ زَيْنَبَ وَهِيَ تَمْعَسُ مَنِيئَةً لَهَا فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ إِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ وَتُدْبِرُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ فَإِذَا أَبْصَرَ أَحَدُكُمُ امْرَأَةً فَلْيَأْتِ أَهْلَهُ فَإِنَّ ذَلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ

۱۱۴۰ ـــ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک مرتبہ کسی عورت پر نظر پڑی تو آپ ﷺ اپنی زوجہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے وہ اس وقت کھال کو دباغت دینے کے لئے مل رہی تھیں، آپ ﷺ نے ان سے اپنی حاجت پوری کی پھر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس باہر آئے اور فرمایا: "عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے، لہٰذا تم میں سے جب کسی کی نظر (اجنبی) عورت پر پڑے تو اسے چاہئے کہ اپنی بیوی کے پاس آکر (صحبت کرلے) کیونکہ اس سے اس کے دل کے خیالات دفع ہو جائیں گے"۔

۱۱۴۱ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ

۱۱۴۱ حضرت جابر عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی کریم

الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى امْرَأَةً فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَأَتَى امْرَأَتَهُ زَيْنَبَ وَهِيَ تَمْعَسُ مَنِيئَةً وَلَمْ يَذْكُرْ تُدْبِرُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ

ﷺ نے ایک عورت کو دیکھا (پھر سابقہ حدیث کی طرح کی) لیکن اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ آپ ﷺ اپنی بیوی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور وہ کھال کو دباغت دے رہی تھیں اور نہ اس روایت میں یہ ہے وہ (عورت) شیطانی صورت میں جاتی ہے۔

۱۱٤۲ وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ جَابِرٌ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ إِذَا أَحَدَكُمْ أَعْجَبَتْهُ الْمَرْأَةُ فَوَقَعَتْ فِي قَلْبِهِ فَلْيَعْمِدْ إِلَى امْرَأَتِهِ فَلْيُوَاقِعْهَا فَإِنَّ ذَلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ

۱۱۴۲ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"جب تم میں سے کسی کو کوئی عورت اچھی لگے اور اس کے دل میں برا خیال پیدا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنی بیوی کے پاس جائے اور اس سے صحبت کرے کیونکہ ایسا کرنا اس کے دل کے خیال کو دفع کر دے گا"۔

باب-۱۲۸ باب نكاح المتعة وبيان أنه أبيح ثم نسخ ثم أبيح ثم نسخ واستقر تحريمه إلى يوم القيامة

نکاح متعہ اور اس کی تنسیخ کا بیان

۱۱٤۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي وَوَكِيعٌ وَابْنُ بِشْرٍ عَنْ إِسْمَعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ يَقُولُ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَيْسَ لَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا أَلَا نَسْتَخْصِي فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَنْكِحَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ إِلَى أَجَلٍ ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُ اللهِ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ"

۱۱۴۳ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جہاد کیا کرتے تھے، ہماری عورتیں ساتھ نہیں ہوتی تھیں، لہٰذا ہم نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمادیا، پھر آپ ﷺ نے ہمیں اجازت دی کہ ہم کسی عورت سے ایک کپڑے کے عوض بھی مقررہ وقت تک کے لئے نکاح کرلیں"۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

"اے ایمان والو! وہ پاکیزہ چیزیں جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کردیں انہیں حرام مت کرو اور حد سے تجاوز نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"۔ (المائدہ)

۱۱٤٤ وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا هَذِهِ الْآيَةَ وَلَمْ يَقُلْ قَرَأَ عَبْدُ اللهِ

۱۱۴۴ اس طریق سے بھی سابقہ حدیث کی طرح روایت منقول ہے لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ پھر انہوں نے ہمارے سامنے یہ آیت (مذکورہ) تلاوت کی، اور یہ نہیں کہ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلاوت کی۔

١١٤٥ وحدّثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدّثنا وكيع عن إسمٰعيل بهذا الإسناد قال كنّا ونحن شبابٌ فقلنا يا رسول الله ألا نستخصي ولم يقل نغزو

۱۱۴۵ سابقہ حدیث ان اسناد سے بھی مروی ہے لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ ہم نوجوان تھے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ اور یہ نہیں کہا کہ ہم جہاد کرتے تھے۔

١١٤٦ وحدّثنا محمّد بن بشار قال حدّثنا محمّد بن جعفر قال حدّثنا شعبة عن عمرو بن دينار قال سمعت الحسن بن محمّد يحدّث عن جابر بن عبد الله وسلمة بن الأكوع قالا خرج علينا منادي رسول الله ﷺ فقال إنّ رسول الله ﷺ قد أذن لكم أن تستمتعوا يعني متعة النساء

۱۱۴۶ جابر بن عبد اللہ و سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا منادی ہماری طرف نکلا اور اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بے شک تمہیں اجازت دی ہے کہ عورتوں سے نکاح متعہ کر لو۔

١١٤٧ وحدّثني أميّة بن بسطام العيشيّ قال حدّثنا يزيد يعني ابن زريع قال حدّثنا روح يعني ابن القاسم عن عمرو بن دينار عن الحسن بن محمّد عن سلمة بن الأكوع وجابر بن عبد الله أنّ رسول الله ﷺ أتانا فأذن لنا في المتعة

۱۱۴۷ حضرت سلمہ بن الاکوع اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور نکاح متعہ کی ہمیں اجازت دی۔

١١٤٨ وحدّثنا الحسن الحلوانيّ قال حدّثنا عبد الرزّاق قال أخبرنا ابن جريج قال قال عطاء قدم جابر بن عبد الله معتمرا فجئناه في منزله فسأله القوم عن أشياء ثمّ ذكروا المتعة فقال نعم استمتعنا على عهد رسول الله ﷺ وأبي بكر وعمر

۱۱۴۸ حضرت عطاء کہتے ہیں کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمرہ کی نیت سے (مکہ) تشریف لائے تو ہم ان کے پڑاؤ میں ان کے پاس آئے اور لوگوں نے ان سے بہت سی باتیں اور مسائل دریافت کئے۔ پھر لوگوں نے متعہ کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا ہاں! ہم نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ادوار میں متعہ کیا۔

١١٤٩ حدّثني محمّد بن رافع قال حدّثنا عبد الرزّاق قال أخبرنا ابن جريج قال أخبرني أبو الزبير قال سمعت جابر بن عبد الله يقول كنّا نستمتع بالقبضة من التمر والدقيق الأيّام على عهد رسول الله ﷺ وأبي بكر حتّى نهى عنه عمر في شأن عمرو بن حريث

۱۱۴۹ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں ایک مٹھی کھجور اور آٹے کے عوض بھی متعہ کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن حریث کے واقعہ کے بعد اس سے منع کر دیا۔

١١٥٠ حدّثنا حامد بن عمر البكراويّ قال حدّثنا عبد الواحد يعني ابن زياد عن عاصم عن أبي

۱۱۵۰ حضرت ابو نضرہ فرماتے ہیں کہ میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا کہ اس اثناء میں ان کے پاس کوئی شخص آیا اور اس نے

نضرة قال كنت عند جابر بن عبد الله فأتاه آت فقال ابن عباس وابن الزبير اختلفا في المتعتين فقال جابر فعلناهما مع رسول الله ﷺ ثم نهانا عنهما عمر فلم نعد لهما

کہا کہ ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین دونوں متعوں یعنی عورتوں سے متعہ اور حج تمتع کے بارے میں اختلاف ہو گیا ہے۔ تو جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

"ہم نے دونوں پر رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عمل کیا پھر ہمیں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں سے منع کر دیا تو اس کے بعد ہم نے ان پر دوبارہ عمل نہیں کیا۔

۱۱۵۱ ...... حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا يونس بن محمد قال حدثنا عبد الواحد بن زياد قال حدثنا أبو عميس عن إياس ابن سلمة عن أبيه قال رخص رسول الله ﷺ عام أوطاس في المتعة ثلاثا ثم نهى عنها

۱۱۵۱ ...... حضرت ایاس بن سلمہؓ اپنے والد سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الاکوع سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

"رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ اوطاس والے سال تین دن کے لئے متعہ کی اجازت دی پھر اس سے منع فرمادیا۔

۱۱۵۲ ...... وحدثنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا ليث عن الربيع بن سبرة الجهني عن أبيه سبرة أنه قال أذن لنا رسول الله ﷺ بالمتعة فانطلقت أنا ورجل إلى امرأة من بني عامر كأنها بكرة عيطاء فعرضنا عليها أنفسنا فقالت ما تعطي فقلت ردائي وقال صاحبي ردائي وكان رداء صاحبي أجود من ردائي وكنت أشب منه فإذا نظرت إلى رداء صاحبي أعجبها وإذا نظرت إلي أعجبتها ثم قالت أنت ورداؤك يكفيني فمكثت معها ثلاثا ثم إن رسول الله ﷺ قال من كان عنده شيء من هذه النساء التي يتمتع فليخل سبيلها

۱۱۵۲ حضرت سبرہ الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں (صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو) متعہ کی اجازت عطا فرمائی تھی۔ پھر میں اور ایک شخص بنی عامر کی ایک عورت کے پاس گئے جو (گویا) ایک دراز گردن والی حسین و جوان اونٹنی تھی ہم دونوں نے اپنا آپ اسے پیش کیا تو اس نے کہا تم مجھے کیا دو گے؟ میں نے کہا چادر، میرے ساتھی نے بھی کہا چادر، اور میرے ساتھی کی چادر میری چادر سے زیادہ عمدہ تھی جب کہ میں اس سے زیادہ بھرپور جوان تھا، وہ عورت جب میرے ساتھی کی چادر کو دیکھتی تو اسے چادر اچھی لگتی اور جب میری طرف دیکھتی تو میں اسے پسند آتا آخر اس نے مجھ سے کہا کہ "تم اور تمہاری چادر میرے لئے کافی ہے"۔

چنانچہ میں اس کے ہمراہ تین روز رہا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس کے پاس ایسی عورتوں میں سے کوئی عورت ہو جن سے متعہ کیا ہے تو وہ اسے چھوڑ دے"۔

۱۱۵۳ ...... حدثنا أبو كامل فضيل بن حسين الجحدري قال حدثنا بشر يعني ابن مفضل قال حدثنا عمارة بن غزية عن الربيع ابن سبرة أن أباه غزا مع رسول الله ﷺ فتح مكة قال فأقمنا بها خمس

۱۱۵۳ حضرت ربیع بن سبرہ کہتے ہیں کہ ان کے والد سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ فتح مکہ کے موقع پر جہاد کیا، انہوں نے فرمایا کہ ہم نے مکہ میں پندرہ رات اور دن قیام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عورتوں سے متعہ کی اجازت دے دی۔ چنانچہ میں اور میری قوم کا

عَشْرَةَ ثَلَاثِيْنَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ فَأَذِنَ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَخَرَجْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنْ قَوْمِي وَلِي عَلَيْهِ فَضْلٌ فِي الْجَمَالِ وَهُوَ قَرِيبٌ مِنَ الدَّمَامَةِ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنَّا بُرْدٌ فَبُرْدِي خَلَقٌ وَأَمَّا بُرْدُ ابْنِ عَمِّي فَبُرْدٌ جَدِيدٌ غَضٌّ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِأَسْفَلِ مَكَّةَ أَوْ بِأَعْلَاهَا فَتَلَقَّتْنَا فَتَاةٌ مِثْلُ الْبَكْرَةِ الْعَنَطْنَطَةِ فَقُلْنَا هَلْ لَكِ أَنْ يَسْتَمْتِعَ مِنْكِ أَحَدُنَا قَالَتْ وَمَاذَا تَبْذُلَانِ فَنَشَرَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَّا بُرْدَهُ فَجَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَى الرَّجُلَيْنِ وَيَرَاهَا صَاحِبِي تَنْظُرُ إِلَى عِطْفِهَا فَقَالَ إِنَّ بُرْدَ هَذَا خَلَقٌ وَبُرْدِي جَدِيدٌ غَضٌّ فَتَقُولُ بُرْدُ هَذَا لَا بَأْسَ بِهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ اسْتَمْتَعْتُ مِنْهَا فَلَمْ أَخْرُجْ حَتَّى حَرَّمَهَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ

ایک اور شخص نکلے، مجھے حسن و جمال میں اس پر برتری تھی اور وہ بد صورتی کے قریب تھا، جب کہ ہم میں سے ہر ایک کے پاس چادر تھی۔ میری چادر پرانی تھی اور میرے ابن عم (چچازاد) کی چادر نئی اور عمدہ تھی۔ جب ہم مکہ کے نشیب میں تھے یا اوپری حصہ میں تھے تو ہمیں ایک دوشیزہ ملی جو دراز صراحی دار گردن والی جوان اونٹنی کی طرح تھی۔ ہم نے اس سے کہا کہ کیا تجھے ہم میں سے کسی کے ساتھ متعہ کرنے کی رغبت ہے؟ اس نے کہا: بدلے میں تم دونوں کیا دو گے؟ تو ہم میں سے ہر ایک نے اپنی چادر پھیلا دی۔ وہ ہم دونوں کی طرف دیکھنے لگی جب کہ میرا ساتھی اسے اوپر سے نیچے تک دیکھتا اور اس سے کہتا کہ اس کی (میری) چادر پرانی ہے جب کہ میری چادر نئی اور عمدہ ہے تو وہ عورت کہتی کہ اس کی چادر میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ غرض دو تین بار یہ گفتگو ہوئی۔ پھر میں نے اس سے استمتاع کیا اور اس کے پاس سے نہیں نکلا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے متعہ کو حرام قرار دے دیا۔

١١٥٤...... وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ قَالَ حَدَّثَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سَبْرَةَ الْجُهَنِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ إِلَى مَكَّةَ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ بِشْرٍ وَزَادَ قَالَتْ وَهَلْ يَصْلُحُ ذَاكَ وَفِيهِ قَالَ إِنَّ بُرْدَ هَذَا خَلَقٌ مَحٌّ

۱۱۵۴..... حضرت ربیع بن سبرہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فتح مکہ کے سال نکلے (بقیہ حدیث بشر کی طرح ذکر کی) لیکن اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ اس عورت نے کہا یہ درست ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ ان کے ساتھی نے کہا: چادر پرانی اور گئی گذری ہے۔

١١٥٥...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سَبْرَةَ الْجُهَنِيُّ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الِاسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ وَإِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ ذَلِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهُ وَلَا تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا

۱۱۵۵..... حضرت ربیع بن سبرۃ الجہنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

"ہم رسول اللہ ﷺ ساتھ تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے لوگو! میں نے تمہیں متعۃ النساء (خواتین سے متعہ) کی اجازت دی تھی اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک کے لئے حرام قرار دے دیا۔ لہٰذا جس کے پاس بھی ایسی خواتین میں سے کوئی ہو تو اس کا راستہ چھوڑ دے، اور جو کچھ تم ان کو دے چکے ہو وہ واپس نہ لو"۔ [1]

---

[1] حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ کریں۔

۱۱۵۶ ـــ وحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَائِمًا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ وَهُوَ يَقُولُ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ

۱۱۵۶ ـــ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ راوی کہتا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو رکن اور باب کعبہ کے درمیان کھڑے ہوئے یہ ارشاد فرماتے دیکھا (جیسا کہ حدیث ابن نمیر میں ہے)۔

۱۱۵۷ ـــ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْمُتْعَةِ عَامَ الْفَتْحِ حِينَ دَخَلْنَا مَكَّةَ ثُمَّ لَمْ نَخْرُجْ مِنْهَا حَتَّى نَهَانَا عَنْهَا

۱۱۵۷ ـــ حضرت عبدالملک بن الربیع بن سبرۃ الجہنی اپنے والد سے اور وہ ان کے (عبدالملک کے) دادا (سبرۃ الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:
"رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فتح مکہ والے سال جب ہم مکہ میں داخل ہوئے تو متعہ کی اجازت عطا فرمائی اور ابھی ہم مکہ سے نکلے بھی نہ تھے کہ آپ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرما دیا"۔

۱۱۵۸ ـــ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ قَالَ سَمِعْتُ

۱۱۵۸ ـــ حضرت ربیع بن سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فتح مکہ کے بعد اپنے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

❶ نکاح متعہ کی حرمت: متعہ کے لفظی معنی فائدہ کے ہیں' جبکہ مفہوم اس کا یہ ہے کہ کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ: اتمتع بك كذا مدة بكذا من المال یعنی میں اتنی مدت کے لئے تجھ سے اتنے مال کے عوض فائدہ اٹھاؤں گا' اور وہ عورت اسے قبول کرلے"۔ اس عقد میں نہ لفظ نکاح استعمال ہوتا ہے نہ گواہوں کی موجودگی ضروری ہوتی ہے۔ بخلاف نکاح موقت کے کہ اس میں نکاح کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے اور گواہوں کی موجودگی بھی ہوتی ہے البتہ مدت متعین ہوتی ہے اور متعہ باتفاق ائمہ حرام ہے اس پر امت کا اجماع ہے اور سوائے روافض کے کوئی اس کی حلت کا قائل نہیں اور روافض کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں' البتہ حضرت ابن عباسؓ سے اضطرار کے وقت اس کی حلت کا قول منقول ہے لیکن بعد میں انہوں نے بھی اس سے رجوع فرمالیا تھا۔ (احکام القرآن للجصاصؒ ۲ر ۱۴۷)

ابتداء اسلام میں متعہ بایں معنی حلال تھا کہ لوگ نکاح موقت کرلیا کرتے تھے سفر کے دوران اور اس اجازت سے فائدہ اٹھاتے تھے لیکن بعد میں آیت قرآنی والذين هم لفروجهم حافظون إلا على أزواجهم أو ما ملكت أيمانهم فإنهم غير ملومين نے متعہ حرام قرار دے دیا۔ اس کے بعد فتح مکہ کے موقع پر چند ایام کے لئے اس کی اجازت دی گئی اور پھر ہمیشہ کے لئے حرام قرار دے دیا گیا' جیسا کہ احادیث بالا سے ثابت ہوتا ہے۔ اور فتح مکہ سے قبل بھی بعض غزوات مثلاً غزوۂ اوطاس، غزوۂ خیبر کے موقع پر بھی ضرورت شدیدہ کی بناء پر اس کی رخصت اور اجازت دی گئی تھی۔ اس سلسلہ میں روایات میں تعارض پایا جاتا ہے بعض روایات سے غزوۂ خیبر کے موقع پر تحریم کا ذکر ہے' بعض روایات میں غزوۂ اوطاس کے موقع پر تحریم کا ذکر ہے اور بعض میں فتح مکہ کے موقع پر تحریم کا ذکر ہے ہذا التعارض کو دور کرنے کے لئے علماء نے فرمایا کہ واقعہ یہ تھا کہ تحریم متعہ تو آیت بالا سے ہوگئی تھی' پھر بعض غزوات میں بعض صحابہؓ نے لاعلمی کی بناء پر اس پر عمل کیا مثلاً غزوۂ اوطاس و خیبر کے موقع پر تو آنحضرت ﷺ کو جب معلوم ہوا کہ تو آپؐ نے شدید ناراضگی کا اظہار کیا اور خطبہ دے کر اس متعہ بمعنی نکاح موقت کو ہمیشہ کے لئے تاکیدی حرمت سے منع فرمادیا۔ (کتاب الاعتبار للحازمی ص ۱۸۰)

پھر فتح مکہ کے موقع پر اس کی حرمت کو مزید مؤکد کرنے کے لئے دوبارہ صریح اعلان کیا گیا تاکہ عوام و خواص سب کو اس کا تحریمی حکم معلوم ہوجائے۔ بعض رواۃ کو بار بار کے اعلان سے گمان ہوا کہ متعہ دو یا تین بار حلال کیا گیا اور پھر حرام کیا گیا لیکن یہ بار بار اعلان تجدید تحریم تھی اور قدیم تحریم کا اعادہ تھا۔ (سیرت المصطفیٰ ۲ر ۲۳۶)

أبي ربيع بن سبرة يحدث عن أبيه سبرة بن معبد أن نبي الله ﷺ عام فتح مكة أمر أصحابه بالتمتع من النساء قال فخرجت أنا وصاحب لي من بني سليم حتى وجدنا جارية من بني عامر كأنها بكرة عيطاء فخطبناها إلى نفسها وعرضنا عليها بردينا فجعلت تنظر فتراني أجمل من صاحبي وترى برد صاحبي أحسن من بردي فآمرت نفسها ساعة ثم اختارتني على صاحبي فكن معنا ثلاثا ثم أمرنا رسول الله ﷺ بفراقهن

صحابہ کو عورتوں سے تمتع (متعہ) کی اجازت عطا فرمائی، فرماتے ہیں کہ چنانچہ میں اپنے ایک بنی سلیم کے ساتھی کے ہمراہ نکلا، راہ میں ہمیں بنی عامر کی ایک لڑکی ملی گویا کہ وہ دراز گردن جوان حسین اونٹنی کی طرح تھی، ہم دونوں نے اپنے آپ کے لئے اسے پیغام دیا اور اپنی چادریں اس کے سامنے پیش کیں، وہ دیکھنے لگی تو اس نے مجھے میرے ساتھی سے زیادہ خوبصورت دیکھا، جب کہ چادر میرے ساتھی کی میری چادر سے زیادہ اچھی پائی، اس نے ایک ساعت اپنے آپ سے مشورہ کیا پھر میرے ساتھی پر مجھے ترجیح دے کر میرا انتخاب کیا۔ چنانچہ متعہ کی عورتیں ہم لوگوں کے ساتھ تین دن رہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ان کو چھوڑنے کا حکم دے دیا۔

١١٥٩ ..... حدثنا عمرو الناقد وابن نمير قالا حدثنا سفيان بن عيينة عن الزهري عن الربيع بن سبرة عن أبيه أن النبي ﷺ نهى عن نكاح المتعة۔

۱۱۵۹..... حضرت سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح متعہ سے منع فرمایا ہے۔

١١٦٠ ..... وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا ابن علية عن معمر عن الزهري عن الربيع بن سبرة عن أبيه أن رسول الله ﷺ نهى يوم الفتح عن متعة النساء

۱۱۶۰..... حضرت سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن عورتوں سے متعہ کرنے سے منع فرمادیا۔

١١٦١ ..... وحدثنيه حسن الحلواني وعبد بن حميد عن يعقوب بن إبراهيم بن سعد قال حدثنا أبي عن صالح قال أخبرنا ابن شهاب عن الربيع بن سبرة الجهني عن أبيه أنه أخبره أن رسول الله ﷺ نهى عن المتعة زمان الفتح متعة النساء وأن أباه كان تمتع ببردين أحمرين

۱۱۶۱..... حضرت ربیع بن سبرہ الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے زمانہ میں عورتوں سے متعہ سے منع فرمادیا تھا، اور ان کے والد نے دو سرخ چادروں کے عوض متعہ کیا تھا۔

١١٦٢ ..... وحدثني حرملة بن يحيى قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني يونس قال ابن شهاب قال أخبرني عروة بن الزبير أن عبد الله بن الزبير قام بمكة فقال إن ناسا أعمى الله قلوبهم كما أعمى أبصارهم يفتون بالمتعة يعرض برجل فناداه

۱۱۶۲..... حضرت ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت فرماتے ہیں کہ عروہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بتلایا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ میں کھڑے ہو کر (خطبہ دیتے ہوئے) فرمایا کہ:

"بعض لوگوں کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے اعمیٰ (اندھا) کردیا ہے جیسا کہ

فَقَالَ إِنَّكَ لَجِلْفٌ جَافٍ فَلَعَمْرِي لَقَدْ كَانَتِ الْمُتْعَةُ تُفْعَلُ عَلَى عَهْدِ إِمَامِ الْمُتَّقِينَ يُرِيدُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَجَرِّبْ بِنَفْسِكَ فَوَاللهِ لَئِنْ فَعَلْتَهَا لَأَرْجُمَنَّكَ بِأَحْجَارِكَ

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي خَالِدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ بْنِ سَيْفِ اللهِ أَنَّهُ بَيْنَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ رَجُلٍ جَاءَهُ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَاهُ فِي الْمُتْعَةِ فَأَمَرَهُ بِهَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيُّ مَهْلًا قَالَ مَا هِيَ وَاللهِ لَقَدْ فُعِلَتْ فِي عَهْدِ إِمَامِ الْمُتَّقِينَ قَالَ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ إِنَّهَا كَانَتْ رُخْصَةً فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ لِمَنِ اضْطُرَّ إِلَيْهَا كَالْمَيْتَةِ وَالدَّمِ وَلَحْمِ الْخِنْزِيرِ ثُمَّ أَحْكَمَ اللهُ الدِّينَ وَنَهَى عَنْهَا۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي رَبِيعُ بْنُ سَبْرَةَ الْجُهَنِيُّ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ قَدْ كُنْتُ اسْتَمْتَعْتُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ امْرَأَةً مِنْ بَنِي عَامِرٍ بِبُرْدَيْنِ أَحْمَرَيْنِ ثُمَّ نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُتْعَةِ

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَسَمِعْتُ رَبِيعَ بْنَ سَبْرَةَ يُحَدِّثُ ذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَأَنَا جَالِسٌ

ان کی بصارت اور نگاہ کو بھی اندھا کر دیا ہے کہ وہ متعہ کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں (یہ تعریض اور اشارہ ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کہ جو آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے جب کہ وہ اس وقت حلت متعہ کا فتویٰ بھی دیتے تھے مضطر کے لئے) اور ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشارہ کر رہے تھے ایک شخص (ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف تو ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس شخص (یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے پکارا اور کہا کہ: تم کم فہم، تند خو انسان ہو، میری زندگی کی قسم! متعہ امام المتقین یعنی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کیا جاتا رہا ہے۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: تو ٹھیک ہے آپ اپنے آپ پر تجربہ کر کے دیکھ لیں، خدا کی قسم اگر آپ نے ایسا کیا (متعہ کیا) تو میں ضرور آپ کو آپ کے ہی پتھروں سے سنگسار کر دوں گا (کیونکہ یہ زنا ہو گا اور زنا کی سزا رجم ہے)۔

حضرت ابن شہابؒ کہتے ہیں کہ مجھے خالد بن مہاجر بن سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بتلایا کہ وہ ایک شخص کے پاس بیٹھے تھے (مراد ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں کہ اس اثناء میں ایک دوسرا شخص آیا اور متعہ کے بارے میں ان سے فتویٰ پوچھا، تو انہوں نے اس کے کرنے کا حکم دے دیا (یعنی جواز متعہ کا فتویٰ دے دیا) تو ابن ابی عمرۃ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا کہ ذرا ٹھہرو! انہوں نے کہا کیا ہوا؟ خدا کی قسم! میں نے امام المتقین (رسول اللہ ﷺ) کے زمانہ میں کیا ہے تو ابن ابی عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: بے شک اول وابتداء اسلام میں اس کی رخصت واجازت تھی مضطر اور مجبور کے لئے (اور مجبور سے مراد وہ شخص ہے جس پر شہوت کا غلبہ ہو اور نکاح کی قدرت نہ ہو) جیسے مضطر و مجبور کے لئے اسلام میں مردار، خنزیر کے گوشت اور خون کی بھی اجازت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دین کو محکم اور مضبوط فرمادیا اور اس متعہ سے منع فرمادیا۔

حضرت ابن شہابؒ کہتے ہیں کہ مجھے ربیع بن سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ الجہنی نے بتلایا کہ ان کے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "میں نے نبی ﷺ کے عہد میں بنی عامر کی ایک عورت سے ساتھ دو سرخ چادروں کے

عوض متعہ کیا تھا پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں متعہ سے منع فرمادیا۔
حضرت ابن شہابؒ کہتے ہیں کہ میں نے ربیع بن سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث سنی ہے جب کہ وہ اسے عمرؒ بن عبدالعزیز سے بیان کر رہے تھے اور میں وہاں بیٹھا تھا۔ ❶

١١٦٣۔۔۔۔۔وحدثني سلمة بن شبيب قال حدثنا الحسن بن أعين قال حدثنا معقل عن ابن أبي عبلة عن عمر بن عبد العزيز قال حدثنا الربيع بن سبرة الجهني عن أبيه أن رسول الله ﷺ نهى عن المتعة وقال ألا إنها حرام من يومكم هذا إلى يوم القيامة ومن كان أعطى شيئا فلا يأخذه

۱۱۶۳۔۔۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ربیع بن سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ الجہنی نے اپنے والد کے حوالہ سے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے متعہ سے منع فرمایا اور فرمایا کہ: خبردار! بے شک متعہ آج کے اس دن سے قیامت کے روز تک کے لئے حرام ہے، اور جس نے (ان عورتوں کو جن سے متعہ کیا ہے) کچھ دے دیا ہو (متعہ کے عوض) تو وہ واپس نہ لے۔

١١٦٤۔۔۔۔حدثنا يحيى بن يحيى قال قرأت على مالك عن ابن شهاب عن عبد الله والحسن ابني محمد بن علي عن أبيهما عن علي بن أبي طالب أن رسول الله ﷺ نهى عن متعة النساء يوم خيبر وعن أكل لحوم الحمر الإنسية

۱۱۶۴۔۔۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن عورتوں سے متعہ اور شہری گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمادیا۔

١١٦٥۔۔۔وحدثناه عبد الله بن محمد بن أسماء الضبعي قال حدثنا جويرية عن مالك بهذا الإسناد وقال سمع علي بن أبي طالب يقول لفلان إنك رجل تائه نهانا رسول الله ﷺ بمثل حديث يحيى بن يحيى عن مالك

۱۱۶۵۔۔۔ حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اس سند سے سابقہ حدیث منقول ہے اس اضافہ کے ساتھ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ایک شخص (ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) راہ سے بھٹکا ہوا ہے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمادیا ہے (متعہ سے)۔ بقیہ حدیث یحییٰ بن مالک کی روایت کی طرح ہے۔

١١٦٦۔۔۔حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وابن نمير وزهير بن حرب جميعا عن ابن عيينة قال زهير حدثنا سفيان بن عيينة عن الزهري عن الحسن وعبد الله ابني محمد بن علي عن أبيهما عن علي

۱۱۶۶۔۔۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دن نکاح متعہ اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

---

❶ اصل میں ابن عباسؓ کو متعہ کی حرمت اور نسخ کی اطلاع نہیں پہنچی تھی اس لئے وہ مضطر کے لئے جواز متعہ کا فتویٰ دیتے تھے اور اسی بناء پر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے انہیں مذکورہ بات کہی کیونکہ عبداللہ بن زبیر حاکم تھے مکہ کے۔ اور بعد میں ابن عباسؓ نے اپنے اس قول سے رجوع فرمالیا تھا۔ چنانچہ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں: ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہ متعہ کی اجازت دیتے تھے لیکن بعد میں جب انہیں نبی ﷺ کی ممانعت کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا۔ (نصب الرایہ ۳ر۱۸۱ فصل فی بیان المحرمات)

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ

۱۱۶۷ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللهِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُلَيِّنُ فِي مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَقَالَ مَهْلًا يَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ

۱۱۶۷..... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ وہ متعہ کے بارے میں نرمی اختیار کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا: اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ! ٹھہر جاؤ (اس فتوے سے رک جاؤ) کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے روز متعہ سے اور شہری گدھوں کے گوشت سے منع فرمادیا ہے۔

۱۱۶۸..... وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللهِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ لِابْنِ عَبَّاسٍ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ

۱۱۶۸..... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر متعۃ النساء اور شہری گدھوں کے گوشت سے منع فرمادیا ہے"۔

باب-۱۶۹ باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها في النكاح

پھوپھی، بھتیجی اور خالہ بھانجی کو ایک وقت میں نکاح میں جمع کرنا حرام ہے

۱۱۶۹..... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا

۱۱۶۹..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عورت اور اس کی پھوپھی اور عورت اور اس کی خالہ کو ایک نکاح میں جمع نہ کیا جائے"۔

۱۱۷۰..... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ أَرْبَعِ نِسْوَةٍ أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَهُنَّ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَالْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا

۱۱۷۰..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ: بھتیجی کی (اپنے نکاح میں) موجودگی میں پھوپھی سے نکاح نہ کیا جائے اور نہ بھانجی کے نکاح میں موجودگی میں اس کی خالہ سے نکاح کیا جائے"۔

۱۱۷۱ وحدثنا عبد الله بن مسلمة بن قعنب قال حدثنا عبد الرحمن بن عبد العزيز قال ابن مسلمة مدني من الأنصار من ولد أبي أمامة بن سهل بن حنيف عن ابن شهاب عن قبيصة بن ذؤيب عن أبي هريرة قال سمعت رسول الله ﷺ يقول لا تنكح العمة على بنت الأخ ولا ابنة الأخت على الخالة

۱۱۷۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ پھوپھی کا نکاح بھائی کی بیٹی پر اور بہن کی بیٹی کی موجودگی میں خالہ کا نکاح نہ کیا جائے۔

۱۱۷۲ وحدثني حرملة بن يحيى قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني يونس عن ابن شهاب قال أخبرني قبيصة بن ذؤيب الكعبي أنه سمع أبا هريرة يقول نهى رسول الله ﷺ أن يجمع الرجل بين المرأة وعمتها وبين المرأة وخالتها قال ابن شهاب فنرى خالة أبيها وعمة أبيها بتلك المنزلة

۱۱۷۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا اس سے کہ کوئی آدمی بیوی اور اس کی پھوپھی کو یا بیوی اور اس کی خالہ کو نکاح میں جمع کرے، حضرت ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ ہم بیوی کے باپ کی خالہ اور باپ کی پھوپھی کو بھی اسی حکم کے تحت داخل کرتے ہیں۔

۱۱۷۳ وحدثني أبو معن الرقاشي قال حدثنا خالد بن الحارث قال حدثنا هشام عن يحيى أنه كتب إليه عن أبي سلمة عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ لا تنكح المرأة على عمتها ولا على خالتها

۱۱۷۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی عورت کا نکاح اس کی خالہ یا اس کی پھوپھی کی موجودگی میں نہ کیا جائے۔

۱۱۷۴ وحدثني إسحق بن منصور قال حدثنا عبيد الله بن موسى عن شيبان عن يحيى قال حدثني أبو سلمة أنه سمع أبا هريرة يقول قال رسول الله ﷺ بمثله

۱۱۷۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سابقہ حدیث کی بیان فرمایا۔

۱۱۷۵ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا أبو أسامة عن هشام عن محمد بن سيرين عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال لا يخطب الرجل على

۱۱۷۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"کوئی آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نہ دے[1] اور نہ

---

[1] جس کا مقصد یہ ہے کہ اگر کسی نے کسی عورت سے پیغام نکاح دیا ہوا ہو اور بات چیت چل رہی ہو تو کسی اور کے لئے وہاں پیغام نکاح دینا جائز نہیں ہے جب تک کہ عورت یا اس کے اہل خانہ کی طرف سے پہلے پیغام کے بارے میں کوئی اعراض یا عدم میلان نظر نہ آجائے۔ عدم میلان کی صورت میں خطبہ (پیغام نکاح) جائز ہے کما هو واضح برواية فاطمة بنت قيس و اخرجه الترمذي۔

خِطْبَةِ أَخِيهِ وَلَا يَسُومُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ وَلَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا عَلَى خَالَتِهَا وَلَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَكْتَفِئَ صَحْفَتَهَا وَلْتَنْكِحْ فَإِنَّمَا لَهَا مَا كَتَبَ اللهُ لَهَا

ہی کوئی اپنے (مسلمان) بھائی کے بھاؤ تاؤ پر بھاؤ تاؤ کرے [1]، اور پھوپھی کے اوپر کوئی عورت نکاح میں نہ لائی جائے اور نہ ہی خالہ پر، نہ ہی کوئی عورت اپنی (مسلمان) بہن کی طلاق کا مطالبہ کرے تاکہ اس کی پیٹ اور تھال کو بھی اپنی پلیٹ میں انڈیل لے اور یہ نہ کرے کہ نکاح میں نہ آئے (اس وجہ سے کہ پہلی بیوی موجود ہے) کیونکہ جو اللہ نے اس کے لئے لکھ دیا ہے اسے ملے گا۔ [2]

۱۱۷۶ وحَدَّثَنِي مُحْرِزُ بْنُ عَوْنِ بْنِ أَبِي عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا أَوْ أَنْ تَسْأَلَ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَكْتَفِئَ مَا فِي صَحْفَتِهَا فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ رَازِقُهَا

۱۱۷۶ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا اس بات سے کہ پھوپھی پر کوئی عورت (بھتیجی) سے نکاح کیا جائے یا خالہ پر (بھانجی) سے نکاح کیا جائے یا یہ کہ کوئی عورت اپنی (مسلمان) بہن کے لئے طلاق مانگے تاکہ جو کچھ اس کی پلیٹ میں ہے وہ اسے بھی اپنی پلیٹ میں انڈیل لے کیونکہ رازق صرف اللہ ہی ہے"۔ [3]

۱۱۷۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى وَابْنِ نَافِعٍ قَالُوا أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَبَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا

۱۱۷۷ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا: کسی عورت کو اس کی خالہ اور پھوپھی کے ساتھ ایک نکاح میں جمع کیا جائے۔

۱۱۷۸ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۱۷۸ ان طرق سے بھی سابقہ حدیث ہی کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

---

[1] بھائی کے بھاؤ تاؤ پر بھاؤ کرنا ناجائز ہے جس کی صورت یہ ہے کہ خریدار اور فروخت کنندہ ایک چیز کی خرید و فروخت پر راضی ہو گئے ہیں اور اسی دوران تیسرا آدمی آکر یہ کہتا ہے کہ یہ چیز میں اتنے میں خریدتا ہوں تو یہ سوم علی سوم اخیہ ہے اور ناجائز ہے۔

[2] لا تسأل المرأة طلاق أختها کا مقصد یہ ہے کہ کوئی عورت اپنی سوکن کے لئے شوہر سے طلاق کا مطالبہ نہ کرے تاکہ شوہر کے اور اس کے مال اور نان نفقہ وغیرہ پر بلاشرکت غیرے اسی کا قبضہ ہو۔ یہ ناجائز ہے یا مثلاً کوئی شخص نکاح ثانی کرنا چاہے اور وہ مخطوبہ (جسے نکاح ثانی کا پیغام دیا گیا ہے) یہ شرط لگادے کہ پہلی کو طلاق دو گے تو تم سے نکاح کروں گی۔ یہ حرام ہے۔

[3] پھوپھی اور بھتیجی یا خالہ اور بھانجی کو بیک وقت نکاح میں جمع کرنا حرام ہے اور یہ سب کے نزدیک متفق مسئلہ ہے کسی کا اس میں اختلاف نہیں کیونکہ یہ رشتے نسبی اور خونی ہیں جس طرح دو سگی بہنوں خواہ علاتی ہوں اخیافی یا اعیانی یا رضاعی (یعنی ماں شریک باپ شریک ماں باپ دونوں شریک اور دودھ شریک) کو ایک وقت میں نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ واللہ اعلم

باب-۱۷۰ **باب تحريم نكاح المحرم وكراهة خطبته**

حالتِ احرام میں نکاح اور پیغام نکاح کا شرعی حکم

۱۱۷۹ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ أَرَادَ أَنْ يُزَوِّجَ طَلْحَةَ بْنَ عُمَرَ بِنْتَ شَيْبَةَ بْنِ جُبَيْرٍ فَأَرْسَلَ إِلَى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ يَحْضُرُ ذٰلِكَ وَهُوَ أَمِيرُ الْحَجِّ فَقَالَ أَبَانُ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلا يُنْكَحُ وَلا يَخْطُبُ

۱۱۷۹ ... حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مُحرِم (احرام والا شخص) نہ نکاح کر سکتا ہے کسی کا نہ خود اس کا نکاح ہو سکتا ہے اور نہ ہی وہ پیغام نکاح دے سکتا ہے"۔

۱۱۸۰ ۔۔۔ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنِي نُبَيْهُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ بَعَثَنِي عُمَرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مَعْمَرٍ وَكَانَ يَخْطُبُ بِنْتَ شَيْبَةَ بْنِ عُثْمَانَ عَلَى ابْنِهِ فَأَرْسَلَنِي إِلَى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَهُوَ عَلَى الْمَوْسِمِ فَقَالَ أَلا أُرَاهُ أَعْرَابِيًّا إِنَّ الْمُحْرِمَ لا يَنْكِحُ وَلا يُنْكَحُ أَخْبَرَنَا بِذٰلِكَ عُثْمَانُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۱۱۸۰ ۔ حضرت نبیہ بن وہب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے عمر بن عبید اللہ بن معمر نے شیبہ بن عثمان کی بیٹی سے اپنے بیٹے کے نکاح کے لئے پیغام دے کر ابان بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا اور وہ (ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) موسم حج میں حجاج کے امیر تھے تو انہوں نے فرمایا کہ میں تو اسے عمر بن عبید اللہ کو دیہاتی گنوار سمجھتا ہوں۔ محرم شخص نہ اپنا نکاح کر سکتا ہے نہ دوسرے کا۔ مجھے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عفان نے رسول اللہ ﷺ کے حوالہ سے یہ بات بتلائی ہے۔

۱۱۸۱ ۔۔۔ وحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى ح و حَدَّثَنِي أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ قَالا جَمِيعًا حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ مَطَرٍ وَيَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلا يُنْكَحُ وَلا يَخْطُبُ

۱۱۸۱ ۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: محرم نکاح نہ کرے اور نہ اس کا نکاح کیا جائے اور نہ وہ پیغام نکاح دے۔

۱۱۸۲ ۔۔۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الْمُحْرِمُ لا يَنْكِحُ وَلا يَخْطُبُ

۱۱۸۲ ۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: محرم نہ نکاح کرے اور نہ نکاح کا پیغام دے۔

۱۱۸۳ ...... حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي هِلَالٍ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْمَرٍ أَرَادَ أَنْ يُنْكِحَ ابْنَهُ طَلْحَةَ بِنْتَ شَيْبَةَ بْنِ جُبَيْرٍ فِي الْحَجِّ وَأَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْحَاجِّ فَأَرْسَلَ إِلَى أَبَانَ إِنِّي قَدْ أَرَدْتُ أَنْ أُنْكِحَ طَلْحَةَ بْنَ عُمَرَ فَأُحِبُّ أَنْ تَحْضُرَ ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ أَبَانُ أَلَا أُرَاكَ عِرَاقِيًّا جَافِيًا إِنِّي سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ.

۱۱۸۳۔ حضرت نبیہ بن وھب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عمر بن عبیداللہ بن معمر نے اپنے بیٹے طلحہ بن عمر کا نکاح شیبہ بن جبیر کی بیٹی سے کرنے کا ارادہ کیا حج میں اور ابان بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت امیر الحج تھے، تو عمر بن عبیداللہ نے ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام بھیجا کہ "میں چاہتا ہوں کہ اپنے بیٹے طلحہ بن عمر کا نکاح کروں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ اس میں حاضر ہوں۔ تو ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا کہ میں تو تمہیں عراقی (بادیہ باقی) عقل سے خالی خیال کرتا ہوں۔ میں نے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عفان سے سنا فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"محرم نکاح نہ کرے"۔

۱۱۸۴ ۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَإِسْحَقُ الْحَنْظَلِيُّ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ فَحَدَّثْتُ بِهِ الزُّهْرِيَّ فَقَالَ أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ أَنَّهُ

۱۱۸۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے احرام کی حالت میں نکاح فرمایا۔

ابن نمیر نے کہا کہ میں نے زہری سے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے کہا کہ مجھے یزید بن الاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتلایا کہ آپ ﷺ نے حلال ہونے کی حالت میں نکاح فرمایا۔ [1]

[1] حالت احرام میں نکاح کا مسئلہ معرکۃ الآراء اختلافی مسائل میں سے ہے۔ ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک حالت احرام میں نکاح اور انکاح (کسی کا نکاح کرانا) دونوں ناجائز ہیں۔ جب کہ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کا مسلک اس کے برخلاف یہ ہے کہ حالت احرام میں نکاح بھی جائز ہے اور انکاح بھی جائز ہے۔ البتہ جماع اور دواعی جماع (مثلاً لمس بالشہوۃ یا بوس وکنار وغیرہ) حرام ہے۔ ائمہ ثلاثہؒ کی دلیل حضرت عثمانؓ، ابورافعؓ اور حضرت میمونہؓ بنت الحارثؓ کی احادیث ہیں جب کہ احناف کی دلیل حضرت ابن عباسؓ کی حدیث ہے جو اس باب میں وارد شدہ تمام احادیث میں سب سے زیادہ صحیح ہے۔ حضرت عثمانؓ کی مذکورہ احادیث کے بارے میں احناف کی طرف سے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ ممانعت کراہت پر محمول ہے اور یہ کراہت بھی اس شخص کے لئے ہے جو بعد النکاح قدرت نہ رکھ سکے بچنے اوپر۔ اب اختلاف کا اصل مدار حضرت میمونہؓ کے نکاح کے بارے میں وارد روایات پر رہ جاتا ہے کیونکہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت میمونہؓ سے احرام کی حالت میں نکاح فرمایا تھا جب کہ خود حضرت میمونہؓ جو صاحب معاملہ ہیں ان سے مروی ہے کہ حلال ہونے کی حالت میں نکاح فرمایا جیسا کہ یزیدؒ بن الاصم کی روایت میں ہے۔

ائمہ ثلاثہؒ نے یزید بن الاصم اور حضرت میمونہؓ والی روایات کو اختیار کیا ہے جب کہ احناف نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت کو ترجیح دی ہے۔

وجوہ ترجیح: حضرت ابن عباسؓ کی روایت کی ترجیح کی وجوہات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ یہ روایت اس باب میں وارد شدہ تمام احادیث میں اصح ہے اور اس موضوع پر کوئی روایت سنداً اس کے ہم پلہ نہیں ہے۔

۲۔ یہ روایت ابن عباسؓ سے تواتر کے ساتھ تیس سے زائد فقہاء تابعین سے منقول ہے۔

۳۔ اس روایت کے متعدد شواہد نسائی، طحاوی اور مسند بزار وغیرہ میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہیں۔

(جاری ہے)

نكحها وهو حلال

۱۱۸۵ وحدثنا يحيى بن يحيى قال أخبرنا داود بن عبد الرحمن عن عمرو بن دينار عن جابر بن زيد أبي الشعثاء عن ابن عباس أنه قال تزوج رسول الله ﷺ ميمونة وهو محرم

۱۱۸۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام میں سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔

۱۱۸۶ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا يحيى بن آدم قال حدثنا جرير بن حازم قال حدثنا أبو فزارة عن يزيد بن الأصم حدثتني ميمونة بنت الحارث أن رسول الله ﷺ تزوجها وهو حلال قال وكانت خالتي وخالة ابن عباس

۱۱۸۶ حضرت یزید بن الاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ام المومنین میمونہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے ان سے حلال ہونے کی حالت میں نکاح فرمایا۔
حضرت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کی خالہ تھیں۔

باب-۱۷۱ باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه حتى يأذن أو يترك

پیغام نکاح پر دوسرے کا پیغام دینا جائز ہے

۱۱۸۷ وحدثنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا ليث ح و حدثنا ابن رمح قال أخبرنا الليث عن نافع عن ابن عمر عن النبي ﷺ قال لا يبع بعضكم على بيع بعض ولا يخطب بعضكم على خطبة بعض

۱۱۸۷ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
"تم میں سے کوئی بعض کی بیع پر بیع نہ کرے، اور نہ ہی کوئی کسی کے پیغام نکاح پر پیغام دے"۔

۱۱۸۸ وحدثني زهير بن حرب ومحمد بن المثنى جميعا عن يحيى القطان قال زهير حدثنا يحيى عن عبيد الله قال أخبرني نافع عن ابن عمر

۱۱۸۸ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
"کوئی آدمی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے، نہ ہی اپنے بھائی کے پیغام نکاح

(گذشتہ سے پیوستہ)

۴۔ اصحاب سیر و تاریخ کی تصریحات سے بھی ابن عباسؓ کی روایت کی تائید ہوتی ہے کیونکہ ابن ہشامؒ، محمد بن اسحاقؒ اور ابن سعدؒ وغیرہ نے یہ واقعہ جس طرح نقل کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے عمرۃ القضاء کے سفر میں "سرف" کے مقام پر حضرت میمونہؓ سے نکاح فرمایا اور اس وقت آپ محرم تھے۔

۵۔ اس نکاح میں حضرت میمونہؓ کی طرف سے ابن عباسؓ کے والد حضرت عباسؓ "عاقد" تھے لہٰذا اس نکاح کے وقت اور مقام کے بارے میں حضرت عباسؓ اور ان کے صاحبزادے سے زیادہ کسی کو واقفیت نہیں ہو سکتی یہاں تک کہ خود حضرت میمونہؓ کو بھی نہیں کیونکہ وہ خود عاقد نہیں تھیں اور عورتیں مجلس عقد میں حاضر نہیں ہوتیں۔ بہر کیف ان وجوہات اور متعدد دیگر قوی وجوہات کی بناء پر احناف رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت کو ترجیح دی ہے اور حالت احرام میں نکاح کو جائز قرار دیتے البتہ نکاح کے بعد تمتع و دواعی تمتع احناف کے نزدیک بھی حرام ہیں۔ واللہ اعلم انتہی (ملخصا من معارف السنن للشیخ بنوری و فتح الملہم للشیخ عثمانی)

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لا يَبِعِ الرَّجُلُ عَلى بَيْعِ أَخِيهِ وَلا يَخْطُبْ عَلى خِطْبَةِ أَخِيهِ إِلا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ

پر اس کی اجازت کے بغیر پیغام دے"۔

۱۱۸۹ ۔ و حَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ -

۱۱۸۹ اس طریق سے بھی سابقہ روایت منقول ہے۔

۱۱۹۰ ۔ و حَدَّثَنِيهِ أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

۱۱۹۰ ان راویوں سے بھی سابقہ روایت نقل کی گئی ہے۔

۱۱۹۱ ۔ وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ أَوْ يَتَنَاجَشُوا أَوْ يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلى خِطْبَةِ أَخِيهِ أَوْ يَبِيعَ عَلى بَيْعِ أَخِيهِ وَلا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلاقَ أُخْتِهَا لِتَكْتَفِئَ مَا فِي إِنَائِهَا أَوْ مَا فِي صَحْفَتِهَا زَادَ عَمْرٌو فِي رِوَايَتِهِ وَلا يَسُمِ الرَّجُلُ عَلى سَوْمِ أَخِيهِ

۱۱۹۱ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے اس بات سے کہ شہری آدمی گاؤں والے کا مال بیچے، اور اس سے تناجش کرو، (جس کی صورت یہ ہے کہ دکاندار کچھ لوگوں کو اس بات پر آمادہ کرتے کہ جب کسی سے معاملہ بیچ خرید و فروخت کا تو یہ بھی اپنے کو خریدار ظاہر کرکے اس کی زیادہ قیمت لگائے تاکہ اس کا مال زیادہ قیمت پر فروخت ہو اور اصل خریدار یہ سمجھے کہ واقعتاً یہ چیز زیادہ مہنگی ہے اور یہ دھوکہ ہے جو حرام ہے)اس کی اور سابقہ صورت کی تفصیل انشاءاللہ کتاب البیوع میں آئے گی)۔

اور اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی اپنے مسلمان بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام دے، اور کوئی عورت اپنی مسلمان بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے تاکہ وہ اپنے برتن میں ہی انڈیل لے وہ سب جو دوسرے کے برتن میں ہے، اور ایک روایت میں اس کا بھی اضافہ ہے کہ: کوئی آدمی اپنے بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ تاؤ نہ کرے"۔

۱۱۹۲ ۔ و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لا تَنَاجَشُوا وَلا يَبِعِ الْمَرْءُ عَلى بَيْعِ أَخِيهِ وَلا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلا يَخْطُبِ الْمَرْءُ عَلى خِطْبَةِ أَخِيهِ وَلا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلاقَ الْأُخْرَى لِتَكْتَفِئَ مَا فِي إِنَائِهَا

۱۱۹۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خریدنے کے ارادہ کے بغیر چیز کی قیمت نہ بڑھاؤ اور نہ بیچے دیہاتی شہری کا مال اور نہ کوئی آدمی اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام دے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کی طلاق کا سوال کرے تاکہ وہ انڈیل لے اپنے لئے وہ جو اس کے برتن میں ہے۔

۱۱۹۳ و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا

۱۱۹۳ ان اسناد سے بھی سابقہ روایت مروی ہے۔ البتہ معمر کی روایت میں یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے بھائی کی بیع پر زیادتی نہ کرے۔

عَبْدُ الرَّزَّاقِ جَمِيعًا عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ وَلَا يَزِدِ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ

١١٩٤ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَسُمِ الْمُسْلِمُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبْ عَلَى خِطْبَتِهِ

۱۱۹۴ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی مسلمان مسلمان کے بھاؤ پر بھاؤ نہ کرے (بولی پر بولی نہ لگائے) اور نہ اس کے پیغام نکاح پر پیغام نکاح دے۔

١١٩٥ وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْعَلَاءِ وَسُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ-

۱۱۹۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہ (سابقہ حدیث ہی کی طرح) روایت کی ہے۔

١١٩٦ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا أَنَّهُمْ قَالُوا عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ وَخِطْبَةِ أَخِيهِ

۱۱۹۶ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے حدیث مبارکہ روایت فرماتے ہیں اس روایت میں یہ بھی ہے کہ اپنے بھائی کے بھاؤ پر اور اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر۔

١١٩٧ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ وَغَيْرِهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ شِمَاسَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ فَلَا يَحِلُّ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَبْتَاعَ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبَ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَذَرَ

۱۱۹۷ حضرت عبدالرحمٰن بن شمامہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منبر پر سنا فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"مومن، مومن کا بھائی ہے، لہذا کسی مومن کے لئے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کی بیع پر کوئی بیع و فروخت کرے، اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام دے یہاں تک کہ پہلا وہاں پیغام ختم کر دے۔"

باب-۱۷۳ باب تحريم نكاح الشغار وبطلانه

نکاح شغار کی ممانعت کا بیان

١١٩٨ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلَى أَنْ

۱۱۹۸ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "شغار" سے منع فرمایا اور شغار یہ ہے کہ آدمی اپنی بیٹی کی شادی کسی سے اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی اس سے کرے اور دونوں

يُزَوِّجَهُ ابْنَتَهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ

کے درمیان کوئی مہر وغیرہ طے نہ ہو (بلکہ دونوں کی طرف سے تکمیل شرط ہی مہر کا عوض ہو جائے)۔

۱۱۹۹۔۔۔۔ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ قُلْتُ لِنَافِعٍ مَا الشِّغَارُ

۱۱۹۹۔۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث کی طرح روایت نقل کرتے ہیں اور عبید اللہ کی روایت میں یہ ہے کہ میں نے حضرت نافع سے کہا شغار کیا ہے؟

۱۲۰۰۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّرَّاجِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ

۱۲۰۰۔۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے۔

۱۲۰۱۔۔۔۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ

۱۲۰۱۔۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اسلام میں شغار کی کوئی حیثیت نہیں ہے"۔

۱۲۰۲۔۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الشِّغَارِ زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ وَالشِّغَارُ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ زَوِّجْنِي ابْنَتَكَ وَأُزَوِّجُكَ ابْنَتِي أَوْ زَوِّجْنِي أُخْتَكَ وَأُزَوِّجُكَ أُخْتِي

۱۲۰۲۔۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شغار سے منع فرمایا۔ ابن نمیر نے اپنی روایت میں اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ: شغار یہ ہے کہ آدمی کسی سے کہے کہ تم اپنی بیٹی مجھ سے بیاہ دو، میں اپنی بیٹی تم سے بیاہ دوں گا، یا تم اپنی بہن کو مجھ سے اور میں اپنی بہن کو تم سے بیاہ دوں گا"۔

۱۲۰۳۔۔۔۔ وحَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ زِيَادَةَ ابْنِ نُمَيْرٍ

۱۲۰۳۔۔۔۔ اس طریق سے بھی سابقہ روایت منقول ہے لیکن اس روایت میں ابن نمیر کا اضافہ (شغار یہ ہے الخ) ذکر نہیں فرمایا۔

۱۲۰۴۔۔۔۔ وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ ح و حَدَّثَنَاه إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ

۱۲۰۴۔۔۔۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے۔ [1]

---

[1] شغار کے معنی اردو میں آمنے سامنے باولنے بدلے کے ہیں۔ احناف کے نزدیک نکاح شغار اگرچہ جائز نہیں لیکن اگر کسی نے کر لیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا اور مہر مثل واجب ہوگا۔ جبکہ شوافع کے نزدیک نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا اور حدیث بالا کا احناف یہ جواب دیتے ہیں کہ اس حدیث میں جو ممانعت کی گئی ہے وہ حرمت پر نہیں بلکہ عدم جواز پر محمول ہے اور اس سے نکاح باطل نہیں ہوگا کیونکہ شرط فاسد سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور شرط باطل ہو جاتی ہے۔ (فتح القدیر ۳، ۲۲۲)

الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الشِّغَارِ

باب-۱۷۳ باب الوفاء بالشروط في النكاح

شرائطِ نکاح کی تکمیل کا بیان

۱۲۰۵ ... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ح قَالَ و حَدَّثَنِي ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح قَالَ و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ ح قَالَ و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْيَزَنِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ أَحَقَّ الشَّرْطِ أَنْ يُوفَى بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ أَبِي بَكْرٍ وَابْنِ الْمُثَنَّى غَيْرَ أَنَّ ابْنَ الْمُثَنَّى قَالَ الشُّرُوطِ

۱۲۰۵..... حضرت عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"پوری کرنے کے لائق سب سے زیادہ شرط وہ ہے جن کی بناء پر تم فروج (عورتوں کی شرمگاہوں) کو حلال کرتے ہو"۔ اور حضرت ابن مثنی کی روایت میں شروط کا لفظ مذکور نہیں۔ [1]

---

[1] عقدِ نکاح کی شرائط کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ وہ شرائط جو ازدواج اور شادی کے بندھن کی وجہ سے واجب ہوتی ہیں یعنی مقتضائے عقد کے مطابق ہوتی ہیں مثلاً نفقہ، سکنیٰ (رہائش) کپڑے وغیرہ۔ ایسی شرائط کی تکمیل بالاتفاق واجب ہے خواہ عقد کے وقت تصریح کی گئی ہو یا نہیں۔

۲۔ وہ شرائط جو مقتضائے عقد کے خلاف ہوں۔ مثلاً زوجہ ثانیہ یعنی پہلی بیوی کو طلاق دینے کی شرط وغیرہ، ایسی شرائط کا حکم یہ ہے کہ نکاح منعقد ہو جائے گا اور یہ شرائط باطل ہو جائیں گی کیونکہ یہ شرائط فاسدہ ہیں۔

۳۔ وہ شرائط جو ان مذکورہ بالا دونوں قسموں سے الگ ہوں مثلاً دوسری عورت سے نکاح نہ کرنے یا دوسرے گھر نہ لیجانے وغیرہ کی شرط اور اسی جیسی دیگر مباح شرائط جو مقتضائے عقد کے خلاف نہ ہوں، ایسی شرائط کے حکم میں اختلاف ہے اور امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور دیگر ائمہ کے نزدیک اس نوع کی شرائط کی تکمیل قضاءً ضروری نہیں البتہ دیانۃً ضروری ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی نے ان شرائط کی تکمیل نہیں کی تو عورت اس کے خلاف عدالت میں مقدمہ اور دعویٰ دائر نہیں کر سکتی البتہ شوہر عدم تکمیل شرائط پر دیانۃً گناہگار ہوگا۔
البتہ امام احمدؒ کے نزدیک قضاءً بھی شرائط کی تکمیل واجب ہے اور عدم تکمیل پر عورت فسخ نکاح کا مقدمہ عدالت میں دائر کر سکتی ہے۔
(فتح الباری، شرح نووی علی صحیح مسلم)

باب-۱۷۳ باب استئذان الثیب في النکاح بالنطق والبکر بالسکوت

کنواری اور ایک بار شادی شدہ سے اجازتِ نکاح کا بیان

۱۲۰۶۔۔۔۔۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ أَنْ تَسْكُتَ

۱۲۰۶۔۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بیوہ کا نکاح نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس سے (زبانی) اجازت لے لی جائے، اور باکرہ (کنواری) کا بھی نکاح نہ کیا جائے یہاں تک اس کی مرضی معلوم کرلی جائے"۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کنواری کی اجازت اور مرضی کیسے معلوم ہوگی؟ فرمایا: اس کا سکوت اور خاموشی اس کی اجازت ہے"۔

۱۲۰۷۔۔۔۔ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ ح وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِمِثْلِ مَعْنَى حَدِيثِ هِشَامٍ وَإِسْنَادِهِ وَاتَّفَقَ لَفْظُ حَدِيثِ هِشَامٍ وَشَيْبَانَ وَمُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ

۱۲۰۷۔۔۔۔ اس سند (زہیر بن حرب، اسماعیل بن ابراہیم، حجاج بن ابی عثمان، ابراہیم بن موسیٰ ..... حسین بن محمد، شیبان، عمرو الناقد، محمد بن رافع، ..... معاویہ، یحییٰ بن کثیر) سے بھی سابقہ روایت ہی کی طرح روایت منقول ہے۔

۱۲۰۸۔۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ ابْنُ رَافِعٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ قَالَ ذَكْوَانُ مَوْلَى عَائِشَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۱۲۰۸۔۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس (کنواری) لڑکی کے بارے میں سوال کیا جس کا نکاح اس کے گھر والے (ولی) کردیں کہ کیا اس سے اجازت لی جائے گی یا نہیں؟ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ: ہاں! اس سے اجازت لی جائے گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ: کنواری تو حیا و شرم میں رہے گی (اجازت کیسے دے) فرمایا کہ جب وہ خاموش ہو جائے تو اس کا سکوت ہی اس کی رضا اور اجازت ہے"۔

عَــنِ الْجَارِيَةِ يُنْكِحُهَا أَهْلُهَا أَتُسْتَأْمَرُ أَمْ لَا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ نَعَمْ تُسْتَأْمَرُ فَقَالَتْ عَائِشَــةُ فَقُلْتُ لَهُ فَإِنَّهَا تَسْتَحْيِي فَقَالَ رَسُـــولُ اللهِ ﷺ فَذَلِكَ إِذْنُهَا إِذَا هِيَ سَكَتَتْ

۱۲۰۹　حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْــنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْـــنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قُلْتُ لِمَالِكٍ حَدَّثَكَ عَبْدُ اللهِ بْـــنُ الْفَضْلِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا قَالَ نَعَمْ

۱۲۰۹　حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیوہ عورت اپنے ولی سے زیادہ اپنے نفس کی حقدار ہے اور نوجوان کنواری سے اس کے نفس کے بارے میں اجازت لی جائے گی اور اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔

۱۲۱۰　وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَــدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ سَمِعَ نَـــافِعَ بْـــــنَ جُبَيْرٍ يُخْبِرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الثَّيِّبُ أَحَقُّ بِنَفْسِـهَا مِـــنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ وَإِذْنُهَا سُكُوتُهَا

۱۲۱۰　حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"بیوہ عورت اپنے آپ کے بارے میں اپنے ولی سے زیادہ خود استحقاق رکھتی ہے اور باکرہ (کنواری) سے اس کے بارے میں اجازت لی جائے گی اور اس کی اجازت اس کی خاموشی ہے"۔

۱۲۱۱　وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ الثَّيِّبُ أَحَقُّ بِنَفْسِـهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ يَسْتَأْذِنُهَا أَبُوهَا فِي نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا وَرُبَّمَا قَالَ وَصَمْتُهَا إِقْرَارُهَا

۱۲۱۱　حضرت سفیان سے اس سند سے سابقہ حدیث منقول ہے اور فرمایا کہ: بیوہ عورت اپنے بارے میں ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے جب کہ کنواری سے اس کا باپ اس کے بارے میں اجازت لے گا اور اس کی اجازت اس کی خاموشی ہے اور بعض مرتبہ یہ فرمایا کہ: اس کی خاموشی ہی اس کا اقرار ہے"۔ [1]

---

[1] یہاں پر دو نہایت اہم اور ضروری مسائل اس حدیث سے متعلق ہیں:
عورت کے لئے خود حق نکاح کی شرعی حیثیت　پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ عبارت نساء سے نکاح کے منعقد ہونے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ یعنی اگر کسی عورت نے اپنا نکاح خود کر لیا بغیر اجازت ولی کے تو اس کی کیا حیثیت ہے؟ جمہور علماء کے نزدیک عورت اگر خود اپنا نکاح کر لے اور ولی کی اجازت نہ ہو تو یہ نکاح منعقد نہیں ہوتا بلکہ ولی کی طرف سے ایجاب اور عقد ضروری ہے اور اس میں بیوہ، کنواری، مطلقہ، بالغ، نابالغ، عاقلہ اور مجنونہ کی کوئی قید نہیں سب کے لئے یہی حکم ہے ہمارے دور کے غیر مقلدین کا بھی یہی مسلک ہے۔
اس کے برعکس امام ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ عورت اگر آزاد اور عاقلہ بالغہ ہو تو اس کا نکاح خود کرنے سے منعقد ہو جائے گا البتہ کراہت ہے، البتہ ولی کی موجودگی مستحب اور پسندیدہ ہے۔
اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ کو بہت زیادہ تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے کیونکہ اس مسئلہ میں امام صاحب تنہا ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس مسئلہ میں بھی امام صاحب کا مسلک دلائل قویہ کی بنیاد پر نہایت مضبوط، قوی اور راجح ہے۔
جمہور کی دلیل معروف حدیث ہے جسے ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ نے تخریج کیا ہے "لا نکاح الا بولی" ہے۔　(جاری ہے)

باب-۱۷۵ باب تزويج الأب البكر الصغيرة
باپ کو نابالغ باکرہ لڑکی کے نکاح کا حق ہے

۱۲۱۲......حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح قَالَ و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ وَجَدْتُ فِي كِتَابِي عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ لِسِتِّ سِنِينَ وَبَنَى بِي وَأَنَا بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ قَالَتْ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَوُعِكْتُ شَهْرًا فَوَفَى شَعْرِي جُمَيْمَةً فَأَتَتْنِي أُمُّ رُومَانَ وَأَنَا عَلَى أُرْجُوحَةٍ وَمَعِي صَوَاحِبِي فَصَرَخَتْ بِي فَأَتَيْتُهَا وَمَا أَدْرِي مَا تُرِيدُ بِي فَأَخَذَتْ بِيَدِي فَأَوْقَفَتْنِي عَلَى الْبَابِ فَقُلْتُ هَهْ هَهْ حَتَّى ذَهَبَ نَفَسِي فَأَدْخَلَتْنِي بَيْتًا فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ فَغَسَلْنَ رَأْسِي وَأَصْلَحْنَنِي فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ ضُحًى فَأَسْلَمْنَنِي إِلَيْهِ

۱۲۱۲۔ ... سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح فرمایا تو میں اس وقت چھ برس کی لڑکی تھی اور جب رخصتی اور زفاف فرمایا تو میں ۹ برس کی لڑکی تھی۔
فرماتی ہیں کہ ہم مدینہ آئے تو مجھے ایک ماہ تک بخار نے آلیا اور میرے بال کانوں تک رہ گئے (جھڑتے جھڑتے) ام رومان میری والدہ میری پاس آئیں تو میں اس وقت جھولے پر سوار تھی اپنی سہیلیوں کے ہمراہ، انہوں نے مجھے پکارا تو میں انکے پاس آگئی، مجھے علم نہیں تھا کہ وہ کیا چاہتی ہیں مجھ سے، انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور دروازہ پر مجھے کھڑا کر دیا، میں ہوں، ہوں کر رہی تھی (سانس پھولنے کی وجہ سے) یہاں تک کہ میرا سانس جاتا رہا (یعنی سانس کا پھولنا بند ہو گیا) ام رومان نے مجھے گھر میں داخل کر دیا تو وہاں پر چند انصاری خواتین موجود تھیں جنہوں نے خیر وبرکت کی دعائیں دینی شروع کر دیں کہ تمہیں خیر میں سے بڑا حصہ نصیب ہو۔ میری والدہ نے مجھے ان کے سپرد کر دیا، انہوں نے میرا سر دھویا اور میرا بناؤ سنگھار کیا اور مجھے ذرا گھبراہٹ نہ ہوئی۔ لا یہ کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کے وقت تشریف لائے اوران خواتین نے مجھے آپ ﷺ کے سپرد کر دیا“۔

(گذشتہ سے پیوستہ)۔۔۔ جبکہ احناف کے دلائل قرآن کریم کی سورۃ البقرہ کی آیت ۲۳۲، آیت ۲۳۴ اور آیت ۲۳۰ پارہ ۲ ہیں۔ جن سے استدلال کس طرح کیا گیا ہے اس کی تفصیل ہے احکام القرآن ۱ر۴۲۰، تفسیر قرطبی ۳ر۵۸ وغیرہ ملاحظہ فرمائیے۔ علاوہ ازیں مؤطا امام مالکؒ، بخاری، طحاوی اور صحاح کی دیگر معروف احادیث سے بھی احناف استدلال کرتے ہیں جن کی تفصیل کے لئے معارف السنن، درس ترمذی اور فتح الملہم وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

جب کہ دوسرا مسئلہ ”ولایت اجبار“ کا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ کسی عورت کے بارے میں ولی کو جبری حق حاصل ہے کہ اس کا نکاح کردے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک کنواری عورت کے بارے میں ولی کو اختیار حاصل ہے کہ اپنے اختیار سے جہاں چاہے اس کا نکاح کردے خواہ وہ نابالغ ہو یا بالغ۔ جب کہ احنافؒ کے نزدیک نابالغ لڑکی پر تو ولی کو جبری ولایت حاصل ہے لیکن بالغ لڑکی پر خواہ کنواری ہو یا بیوہ یا مطلقہ اس پر ولی کو جبری ولایت حاصل نہیں ہے پھر یہ ہے کہ نابالغ لڑکی کا نکاح ولی نے اگر کر دیا تو وہ نکاح منعقد ہو جائے گا لیکن بلوغ کے بعد لڑکی کو اختیار ہوگا چاہے تو وہ نکاح فسخ کردے اور چاہے تو باقی رکھے۔ جب کہ بالغ لڑکی کے بارے میں تو شریعت کا حکم یہی ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر منعقد نہ ہوگا البتہ طریقۂ اجازت میں بیوہ اور کنواری کا اختلاف ہے کہ بیوہ یا پہلے اگر کسی کی شادی ہو چکی ہے اور طلاق یا شوہر کی موت کے بعد دوسرا نکاح کر رہی ہے تو اس کی زبانی اجازت ضروری ہوگی جب کہ باکرہ کے لئے زبانی اجازت ضروری نہیں اس کا سکوت بھی اجازت کے قائم مقام ہے۔ واللہ اعلم (بدائع الصنائع ۲ر۲۴۱)

۱۲۱۳...... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ح قَالَ و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ هُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ وَبَنَى بِي وَأَنَا بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ

۱۲۱۳...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھ سے نکاح فرمایا تو میں چھ برس کی لڑکی تھی اور مجھ سے خلوت فرمائی (رخصتی ہوئی) تو میری عمر ۹ برس تھی۔

۱۲۱٤...... وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سَبْعِ سِنِينَ وَزُفَّتْ إِلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ وَلُعَبُهَا مَعَهَا وَمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانَ عَشْرَةَ

۱۲۱۴...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حسب سابق روایت منقول ہے۔ اس اضافہ کے ساتھ کہ رخصتی کے وقت ان کی گڑیاں بھی ساتھ تھیں اور جب حضور علیہ السلام کی وفات ہوئی تو وہ ۱۸ برس کی تھیں۔

۱۲۱۵...... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيَى وَإِسْحَقُ قَالَ أَخْبَرَنَا و قَالَ الآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهِيَ بِنْتُ سِتٍّ وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانَ عَشْرَةَ

۱۲۱۵ ... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا تو وہ چھ برس کی لڑکی تھیں اور جب ان سے خلوت فرمائی تو وہ نو برس کی تھیں اور جب آپ ﷺ نے انتقال کیا تو ان کی عمر اٹھارہ سال تھی۔

باب-۱۷۶ باب استحباب التزوج والتزويج في شوال واستحباب الدخول فيه

شوال میں شادی اور رخصتی مستحب ہے

۱۲۱٦...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَعِيلَ ابْنِ أُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي شَوَّالٍ وَبَنَى بِي فِي شَوَّالٍ فَأَيُّ نِسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ أَحْظَى عِنْدَهُ مِنِّي قَالَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَسْتَحِبُّ أَنْ تُدْخِلَ نِسَاءَهَا فِي شَوَّالٍ

۱۲۱۶...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شوال میں نکاح فرمایا اور شوال ہی میں رخصتی اور زفاف فرمایا، بس آپ ﷺ کی ازواج میں سے کون ہے جو آپ ﷺ کو مجھ سے زیادہ محبوب ہو۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نزدیک یہ بات پسندیدہ تھی کہ ان کی خواتین سے (جو ان کے قبیلہ سے تعلق رکھتی ہیں) شوال ہی میں دخول اور ہم بستری کی جائے۔

۱۲۱۷۔۔۔۔۔۔ وحدثنه ابن نمير قال حدثنا أبي قال حدثنا سفيان بهذا الإسناد ولم يذكر فعل عائشة

۱۲۱۷۔۔۔۔۔۔ ان اسناد سے بھی سابقہ روایت منقول ہے لیکن اس روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فعل کا ذکر نہیں ہے

باب-۱۷۷ باب ندب النظر إلى وجه المرأة وكفيها لمن يريد تزوجها

جس سے نکاح کا ارادہ ہو اس عورت کا چہرہ وغیرہ دیکھنا مستحب ہے

۱۲۱۸۔۔۔۔۔۔ حدثنا ابن أبي عمر قال حدثنا سفيان عن يزيد بن كيسان عن أبي حازم عن أبي هريرة قال كنت عند النبي ﷺ فأتاه رجل فأخبره أنه تزوج امرأة من الأنصار فقال له رسول الله ﷺ أنظرت إليها قال لا قال فاذهب فانظر إليها فإن في أعين الأنصار شيئا

۱۲۱۸۔۔۔۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (ایک بار) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو بتلایا کہ اس نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا ہے۔
رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:
کیا تم نے اسے دیکھ لیا تھا؟ اس نے کہا نہیں۔
فرمایا: جاؤ اور اسے دیکھ لو، کیونکہ انصاری خواتین کی آنکھ میں کچھ عیب ہوتا ہے"۔

۱۲۱۹۔۔۔۔۔۔ وحدثني يحيى بن معين قال حدثنا مروان بن معاوية الفزاري قال حدثنا يزيد بن كيسان عن أبي حازم عن أبي هريرة قال جاء رجل إلى النبي ﷺ فقال إني تزوجت امرأة من الأنصار فقال له النبي ﷺ هل نظرت إليها فإن في عيون الأنصار شيئا قال قد نظرت إليها قال على كم تزوجتها قال على أربع أواق فقال له النبي ﷺ على أربع أواق كأنما تنحتون الفضة من عرض هذا الجبل ما عندنا ما نعطيك ولكن عسى أن نبعثك في بعث تصيب منه قال فبعث بعثا إلى بني عبس بعث ذلك الرجل فيهم

۱۲۱۹۔۔۔۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے انصار کی ایک خاتون سے نکاح کیا ہے۔
حضور علیہ السلام نے اس سے فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھ بھی لیا تھا؟ کیونکہ انصار (کی خواتین) کی آنکھ میں کچھ (عیب) ہوتا ہے۔ اس نے کہا میں دیکھ چکا ہوں۔ فرمایا کتنے مہر پر نکاح کیا؟ کہا کہ چار اوقیہ (چاندی) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: گویا کہ تم لوگ شاید اسی پہاڑ کے عرض (کنارہ) میں سے چاندی کھود کو نکالتے ہو (جو اتنا زیادہ مہر مقرر کیا) ہمارے پاس تمہیں دینے کے لئے کچھ نہیں ہے، لیکن یہ ہے کہ ہم ممکن ہے جلد ہی کوئی لشکر بھیجیں (جو مال غنیمت حاصل کرے) تو تمہیں بھی کچھ مل جائے اس میں سے۔
چنانچہ آپ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا جس میں اسے بھی بھیج دیا۔ [1]

[1] مخطوبہ یعنی جس کو پیغام نکاح دیا ہو یا دینے کا ارادہ ہو اسے ایک نظر دیکھ لینا احادیث بالا کی بناء پر جائز ہے۔ جمہور علماء وائمہ مثلاً امام اعظم ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد اور دیگر کا یہی مسلک ہے کہ مخطوبہ کو دیکھنا مطلقاً جائز ہے اس کی اجازت ہو یا نہ ہو اور بلکہ صرف جواز ہی نہیں مستحب قرار دیا ہے اور یہ دیکھنا صرف وجہ (چہرہ) اور کفین (ہاتھوں) کی حد تک ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۲/ ۱۹۵)
نووی شارح مسلم نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک بہتر یہ ہے کہ پیغام نکاح سے قبل دیکھے تاکہ اگر پسند آجائے نکاح کا پیغام دے اور اگر نہ پسند آئے تو پیغام ہی نہ دے (کیونکہ خطبہ کے بعد اگر انکار کرے گا تو مخطوبہ کیلئے ایذاء ذہنی کا اندیشہ ہے)۔ (شرح نووی علیٰ صحیح مسلم ۱/ ۴۵۷)

باب-۱۷۸ باب الصداق وجواز کونه تعليم قرآن وخاتم حديدٍ وغير ذلك من قليلٍ وكثيرٍ واستحباب کونه خمس مائة درهم لمن لا يجحف به

مہر کا بیان اور تعلیم قرآن کے مہر بننے کا بیان

۱۲۲۰ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ح قَالَ وَ حَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ جِئْتُ أَهَبُ لَكَ نَفْسِي فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا فَقَالَ فَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ اذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَآهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا عَدَّدَهَا فَقَالَ تَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ۔ هَذَا حَدِيثُ ابْنِ أَبِي حَازِمٍ وَحَدِيثُ يَعْقُوبَ يُقَارِبُهُ فِي اللَّفْظِ

۱۲۲۰۔ حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ یا رسول اللہ! میں نے اپنا آپ، آپ کو ہبہ کرنے اور پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور اوپر سے نیچے تک اس کی طرف خوب اچھے طریقہ سے دیکھا پھر سر جھکالیا، عورت نے جب دیکھا کہ آپ ﷺ نے کچھ فیصلہ نہیں کیا اس کے بارے میں تو وہ بیٹھ گئی۔ اس اثناء میں ایک شخص آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے اٹھے اور کہا کہ یا رسول اللہ! اگر آپ ﷺ کو ان خاتون سے کوئی حاجت نہ ہو تو میرا نکاح ان سے کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ ہے بھی؟ (نکاح اور مہر وغیرہ کے لئے) انہوں نے کہا نہیں واللہ! یا رسول اللہ! (کچھ نہیں ہے) فرمایا، اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ اور دیکھو شاید کچھ مل جائے، چنانچہ وہ چلے گئے، تھوڑی دیر میں واپس لوٹے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! مجھے کچھ نہیں ملا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دیکھو (ڈھونڈو) خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی مل جائے۔ وہ پھر گئے اور پھر واپس آئے کہا یا رسول اللہ! کچھ نہیں پاسکا، نہ لوہے کی انگوٹھی ہی ملی، البتہ یہ میرا ازار (تہبند) ہے۔

سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس غریب کے پاس چادر بھی نہ تھی، انہوں نے کہا کہ اس تہبند میں سے آدھا اس عورت کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس تہبند سے کیا کرے گی؟ اگر تم اس کو پہنتے ہو تو اس کا اس پر کوئی حق نہ رہے گا اور اگر وہ اسے پہنتی ہے تو تمہارا کچھ حق نہیں رہے گا (یعنی وقت واحد میں وہ دونوں کی ملک میں اور فائدہ میں نہیں رہ سکتی)۔

وہ صاحب یہ سن کر بیٹھ گئے حتیٰ کہ جب دیر تک بیٹھے رہے (اور کوئی حل نہ نکلا) تو اٹھ کھڑے ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں واپس جاتے دیکھ لیا

تو انہیں بلانے کا حکم فرمایا، جب وہ آگئے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: تمہیں قرآن کتنا یاد ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ فلاں فلاں سورت اور انہیں گنوادیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں حفظ یاد ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں! فرمایا کہ جاؤ، تمہیں تمہارے حفظ شدہ قرآن کے بدلے میں اس عورت کو تمہارا مملوک (منکوح) بنادیا۔

۱۲۲۱ ...... و حَدَّثَنَاه خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ح قَالَ و حَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح قَالَ و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ ح قَالَ و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي

۱۲۲۱ ... اس سند سے بھی مذکورہ حدیث منقول ہے اس اضافہ کے ساتھ کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "چلو، میں نے اس سے تمہارا نکاح کردیا، اب اسے قرآن سکھاؤ"۔ [1]

---

[1] امام نوویؒ نے فرمایا کہ عورت کا اپنے آپ کو ہبہ کرنا در حقیقت قرآن کریم کی سورۃ الاحزاب کی آیت: وامرأة مؤمنة إن وهبت نفسها للنبي کی طرف اشارہ ہے۔ اور ایسی عورت سے بغیر مہر کے نکاح کرنا آپ کے لئے خصوصیت کے طور پر جائز تھا۔ (شرح نووی ۱ر۴۵۷)
علاوہ ازیں اس حدیث میں دیگر بہت سے فوائد ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ مخطوبہ (جس سے نکاح کا ارادہ ہو) کو خوب غور سے دیکھنا جائز ہے۔ صحابہ کرام کی انتہائی سادگی اور افلاس بھی اس حدیث سے ظاہر ہے۔ جہاں تک حدیث سے متعلقہ مسئلہ فقہی کا تعلق ہے یعنی "مہر" کا تو اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:
مہر کی شرعی حیثیت اور مقدار ...... مہر نکاح کا لازمی جزو ہے اور بغیر مہر کے نکاح نہیں ہوتا حتی کہ اگر کسی نے بغیر مہر کی تعیین کئے نکاح کرلیا تو نکاح ہو جائے گا اور مہر مثل واجب ہوگا۔ (شرح نووی ۱ر۴۵۷)
پھر مہر کی مقدار کے بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور دیگر بعض ائمہ کے نزدیک مہر کی کوئی مقدار مقرر نہیں بلکہ ہر وہ چیز جو مال ہو اور بیع میں ثمن (قیمت) بن سکتی ہو وہ نکاح میں مہر بن سکتی ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک مہر کی کم سے کم مقدار چوتھائی دینار (یا تین درہم) ہے۔ جب کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے۔ اس سے کم مقدار متعین کرنے کی صورت میں نکاح ہو جائے گا اور کم از کم دس درہم بطور مہر واجب ہوں گے۔ شافعیہ اور حنابلہ کا استدلال حضرت سہلؓ کی حدیث سے ہے کہ جس میں آپ نے لوہے کی انگوٹھی کو بھی بطور مہر بیان کیا۔ علاوہ ازیں حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف کے مذکورہ بالا واقعہ سے بھی یہ حضرات استدلال فرماتے ہیں۔
جب کہ احناف کا استدلال بیہقی اور دار قطنی میں جابرؓ بن عبداللہ کی روایت سے ہے جس میں واضح طور پر دس درہم کا ذکر ہے علاوہ ازیں سورۃ الاحزاب کی آیت: قد علمنا ما فرضنا عليهم " سے بھی احناف کا استدلال ہے (طریقہ استدلال کے لئے فتح الملہم دیکھئے)۔
تعلیم قرآن کو مہر بنانے کا بیان...... اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے شوافع نے فرمایا کہ تعلیم قرآن کو بھی مہر بنانا جائز ہے۔ لیکن جمہور علماء وائمہ کے نزدیک تعلیم قرآن کو مہر بنانا جائز نہیں کہ احل لكم ما وراء ذالكم ان تبتغوا باموالكم (النساء) اس آیت میں ابتغاء بالمال یعنی مال کے ذریعہ حصول نکاح و تزویج کا حکم دیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز مال نہ ہو وہ مہر نہیں بن سکتی اور تعلیم قرآن بھی مال نہیں ہے۔ جب کہ حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ: میں نے تمہارے علم قرآن کی وجہ سے تمہارا نکاح اس سے کردیا"۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اس صحابی کی خصوصیت ہو۔ (درس ترمذی ۳ر۳۹۲)
حدیث سے بظاہر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لوہے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے۔ لیکن احناف کے نزدیک لوہا پیتل اور دیگر دھاتوں کی انگوٹھی یا زیور پہننا جائز نہیں۔ واللہ اعلم (البحر الرائق ۸ر۲۱۱)

شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ يَزِيدُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ زَائِدَةَ قَالَ انْطَلِقْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا فَعَلِّمْهَا مِنَ الْقُرْآنِ

۱۲۲۲ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ ح قَالَ وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَمْ كَانَ صَدَاقُ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ كَانَ صَدَاقُهُ لِأَزْوَاجِهِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشًّا قَالَتْ أَتَدْرِي مَا النَّشُّ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَتْ نِصْفُ أُوقِيَّةٍ فَتِلْكَ خَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَهَذَا صَدَاقُ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِأَزْوَاجِهِ

۱۲۲۲ حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ مطہرہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے مہر کتنا مقرر فرمایا تھا؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے آپ ﷺ کا مہر بارہ اوقیہ چاندی اور نش تھا؟ فرمانے لگیں کیا تم جانتے ہو کہ نش کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں! تو فرمایا نش آدھا اوقیہ کو کہتے ہیں (اوقیہ کی مقدار زکوۃ کے باب میں گذر چکی ہے) پس یہ پانچ سو درھم ہوتے ہیں، یہ مہر تھا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اپنی ازواج کیلئے۔

۱۲۲۳ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَأَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَا هَذَا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ فَبَارَكَ اللهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

۱۲۲۳ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (کپڑوں) پر زرد رنگ کے نشانات دیکھے۔ فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے ایک خاتون سے نکاح کر لیا ہے کھجور کی گٹھلی کے برابر سونے کے عوض۔ آپ ﷺ نے فرمایا بارک اللہ لک: پھر تو اللہ تعالیٰ تمہیں مبارک فرمائے۔ "ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہی سے کیوں نہ ہو۔" ❶

۱۲۲۴ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ

۱۲۲۴ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر زردی کا نشان

❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نکاح میں سادگی زیادہ سے زیادہ ہونی ضروری ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف مشہور صحابی ہیں اور اس زمانہ میں حضور سے اسلام سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں تھی لیکن نکاح وغیرہ کی اتنی اہمیت نہ تھی کہ باقاعدہ لوگوں کو دعوت دی جاتی۔ چنانچہ انہوں نے بغیر اطلاع کے ہی نکاح کر لیا اور آپ نے اس پر کوئی ناگواری یا افسوس کا اظہار بھی نہیں فرمایا۔ جب کہ ہم رسومات و رواج میں اتنے جکڑے ہوئے ہیں کہ اگر دور پرے کے عزیز کو نہیں بلایا تو ناراضگیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ اللہ رسومات سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین

الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

دیکھا تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے ایک خاتون سے کھجور کی گٹھلی کے برابر سونے کے عوض نکاح کر لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ مبارک کرے آپ کے لئے۔ ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہی سے کیوں نہ ہو۔

۱۲۲۵..... وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ وَحُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

۱۲۲۵..... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گٹھلی برابر سونے کے عوض نکاح کیا ایک عورت سے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو فرمایا: ولیمہ کرو چاہے ایک بکری ہی سے کیوں نہ ہو۔

۱۲۲۶..... و حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ ح قَالَ و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خِرَاشٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُمَيْدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً

۱۲۲۶..... ان اسناد سے بھی سابقہ حدیث ہی کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

۱۲۲۷..... وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَا أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رَآنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيَّ بَشَاشَةُ الْعُرْسِ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ كَمْ أَصْدَقْتَهَا فَقُلْتُ نَوَاةً وَفِي حَدِيثِ إِسْحَقَ مِنْ ذَهَبٍ

۱۲۲۷..... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا تو میرے چہرے پر شادی کی بشاشت تھی۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے ایک انصاری خاتونؓ سے شادی کر لی ہے۔ فرمایا مہر کتنا رکھا؟ میں نے عرض کیا گٹھلی (برابر سونا)۔

۱۲۲۸..... وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ شُعْبَةُ وَاسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ

۱۲۲۸..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خاتون سے کھجور کی گٹھلی کے برابر سونے پر نکاح فرمایا۔

۱۲۲۹..... و حَدَّثَنِيهِ ابْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ

۱۲۲۹..... ان اسناد سے بھی سابقہ روایت منقول ہے لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف کے بیٹوں میں ایک نے من ذھب کے

وَلَدٌ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ مِنْ ذَهَبٍ

الفاظ کہے ہیں۔

باب-۱۷۹ باب فضيلة إعتاقه أمته ثم يتزوجها

باندی کو آزاد کر کے نکاح کرنے کی فضیلت

۱۲۳۰ ...... حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ غَزَا خَيْبَرَ قَالَ فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلَاةَ الْغَدَاةِ بِغَلَسٍ فَرَكِبَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ وَرَكِبَ أَبُو طَلْحَةَ وَأَنَا رَدِيفُ أَبِي طَلْحَةَ فَأَجْرَى نَبِيُّ اللهِ ﷺ فِي زُقَاقِ خَيْبَرَ وَإِنَّ رُكْبَتِي لَتَمَسُّ فَخِذَ نَبِيِّ اللهِ ﷺ وَانْحَسَرَ الْإِزَارُ عَنْ فَخِذِ نَبِيِّ اللهِ ﷺ فَإِنِّي لَأَرَى بَيَاضَ فَخِذِ نَبِيِّ اللهِ ﷺ فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ اللهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ "فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ" قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ وَقَدْ خَرَجَ الْقَوْمُ إِلَى أَعْمَالِهِمْ فَقَالُوا مُحَمَّدٌ وَاللهِ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ قَالَ وَأَصَبْنَاهَا عَنْوَةً وَجُمِعَ السَّبْيُ فَجَاءَهُ دِحْيَةُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَعْطِنِي جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ فَقَالَ اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً فَأَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى نَبِيِّ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ أَعْطَيْتَ دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ سَيِّدِ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ مَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ قَالَ ادْعُوهُ بِهَا قَالَ فَجَاءَ بِهَا فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَ خُذْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا قَالَ وَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ يَا أَبَا حَمْزَةَ مَا أَصْدَقَهَا قَالَ نَفْسَهَا أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا حَتَّى إِذَا كَانَ بِالطَّرِيقِ جَهَّزَتْهَا لَهُ أُمُّ سُلَيْمٍ فَأَهْدَتْهَا لَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَأَصْبَحَ النَّبِيُّ ﷺ عَرُوسًا فَقَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيَجِئْ بِهِ قَالَ وَبَسَطَ نِطَعًا قَالَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالْأَقِطِ وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالتَّمْرِ

۱۲۳۰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر میں جہاد کیا، ہم نے وہاں پر فجر کی نماز ادا کی پھر رسول اللہ ﷺ اور ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سواری پر سوار ہوئے، میں ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے سوار ہو گیا، نبی ﷺ روانہ ہوئے خیبر کی گلیوں میں اور میرا گھٹنا نبی ﷺ کی ران سے چھو رہا تھا جس کی بناء پر نبی ﷺ کی ران پر سے ازار کھسک گیا تھا اور میں آپ ﷺ کی ران کی سفیدی دیکھ رہا تھا۔

جب ہم بستی میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے کہا: اللہ اکبر خربت خیبر (یعنی نعرہ لگایا کہ اللہ سب سے بڑا ہے، خیبر تباہ ہو گیا) ہم جب کسی قوم کے آنگن میں اترتے ہیں تو ڈرائے گئے لوگوں کی صبح بہت بری ہوتی ہے"۔ یہ کلمات تین بار کہے۔

جب وہاں کے لوگ اپنے کاموں سے نکلے تو (لشکر دیکھ کر) کہنے لگے محمد اور لشکر۔ غرض ہم نے خیبر پر زبردستی قبضہ کر لیا اور قیدیوں کو جمع کیا گیا۔ اسی اثناء میں حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور کہا کہ اے اللہ کے نبی! قیدیوں میں سے ایک باندی مجھے عطا فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور ایک باندی لے لو، چنانچہ انہوں نے صفیہ بنت حیی کا انتخاب کیا (جو بعد میں ام المؤمنین بنیں اس وقت قیدیوں میں تھیں)۔

یہ دیکھ کر ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ اے اللہ کے نبی! آپ نے دحیہ کو صفیہ دے دی ہیں جو حیی بن اخطب کی بیٹی ہیں (جو یہود خیبر کا سردار تھا) اور وہ بنو قریظہ اور بنو نظیر کی سردار ہیں۔ وہ تو آپ ہی کے قابل ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دحیہ کو بلاؤ صفیہ کے ساتھ۔ چنانچہ دحیہ انہیں لے کر آئے تو آپ ﷺ نے جب ایک نظر انہیں دیکھا تو دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ تم ان کے علاوہ کوئی دوسری باندی

وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالسَّمْنِ فَحَاسُوا حَيْسًا فَكَانَتْ وَلِيمَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

قیدیوں میں سے لے لو۔

راوی فرماتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔

ثابت رحمۃ اللہ علیہ (راوی) نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے ابو حمزہ! آپ ﷺ نے ان کا مہر کیا مقرر کیا تھا؟ فرمایا کہ یہی ان کی آزادی ہی ان کا مہر تھی۔ آپ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا یہاں تک کہ جب راستہ میں تھے (واپسی کے سفر میں) تو ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بناؤ سنگھار کر دیا اور رات میں آپ ﷺ کے لئے پیش کر دیا۔

نبی ﷺ صبح کو دولہا کے طور پر سامنے تھے آپ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس کچھ بھی چیز ہو کھانے کی وہ لے آئے اور ایک چمڑے کا دستر خوان بچھا دیا۔ تو کوئی آدمی تو پنیر لاتا اور کوئی کھجور لاتا اور کوئی گھی لاتا، پھر سب کو ملا کر حیس (مالیدہ) تیار کر لیا اور وہی رسول اللہ ﷺ کا ولیمہ تھا۔

۱۲۳۶ ــ وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ وَعَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ ح قَالَ و حَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ وَشُعَيْبِ بْنِ حَبْحَابٍ عَنْ أَنَسٍ ح قَالَ و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ ح قَالَ و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَنَسٍ ح قَالَ و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ أَنَسٍ ح قَالَ و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ وَعُمَرُ بْنُ سَعْدٍ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ أَنَسٍ كُلُّهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا وَفِي حَدِيثِ مُعَاذٍ عَنْ أَبِيهِ تَزَوَّجَ

۱۲۳۶ــ ان مختلف اسناد کیساتھ روایت مذکور ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد کیا اور ان کی آزادی کو ان کا مہر مقرر فرمایا اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے حدیث روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی اور ان کا مہر ان کی آزادی کو مقرر فرمایا۔

صفیۃ واصدقھا عتقھا

۱۲۳۲ ۔۔۔ وحدثنا یحیی بن یحیی قال أخبرنا خالد بن عبد اللہ عن مطرف عن عامر عن أبي بردۃ عن أبي موسی قال قال رسول اللہ ﷺ في الذي یعتق جاریتہ ثم یتزوجھا لہ أجران۔

۱۲۳۲ ۔۔۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں جو باندی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیتا ہے فرمایا کہ اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔ (ایک تو عتق اور آزاد کرنے کا جب کہ دوسرا باندی کو نکاح میں لینے کا، کیونکہ شرعاً وہ بغیر نکاح کے بھی باندی سے ہر قسم کا تمتع اور فائدہ اٹھا سکتا تھا لیکن اس نے اسے حرّہ (آزاد) بنا کر اسے کامل حقوق عطا کر دیئے لہٰذا اس پر وہ دوہرے اجر کا مستحق ہے)۔

۱۲۳۳ ۔۔۔ حدثنا أبو بکر بن أبي شیبۃ قال حدثنا عفان قال حدثنا حماد بن سلمۃ قال حدثنا ثابت عن أنس قال کنت ردف أبي طلحۃ یوم خیبر وقدمي تمس قدم رسول اللہ ﷺ قال فأتیناھم حین بزغت الشمس وقد أخرجوا مواشیھم وخرجوا بفؤوسھم ومکاتلھم ومرورھم فقالوا محمد والخمیس قال وقال رسول اللہ ﷺ خربت خیبر إنا إذا نزلنا بساحۃ قوم "فساء صباح المنذرین" قال وھزمھم اللہ عز وجل ووقعت في سھم دحیۃ جاریۃ جمیلۃ فاشتراھا رسول اللہ ﷺ بسبعۃ أرؤس ثم دفعھا إلی أم سلیم تصنعھا لہ وتھیئھا قال وأحسبہ قال وتعتد في بیتھا وھي صفیۃ بنت حیي قال وجعل رسول اللہ ﷺ ولیمتھا التمر والأقط والسمن فحصت الأرض أفاحیص وجيء بالأنطاع فوضعت فیھا وجيء بالأقط والسمن فشبع الناس قال وقال الناس لا ندري أتزوجھا أم اتخذھا أم ولد قالوا إن حجبھا فھي امرأتہ وإن لم یحجبھا فھي أم ولد فلما أراد أن یرکب حجبھا فقعدت علی عجز البعیر فعرفوا أنہ قد تزوجھا فلما دنوا من المدینۃ دفع رسول اللہ ﷺ ودفعنا قال فعثرت الناقۃ العضباء وندر

۱۲۳۳ ۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خیبر کے روز میں ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ردیف تھا اور میرے قدم رسول اللہ ﷺ کے قدموں کو چھو رہے تھے، ہم طلوعِ آفتاب کے وقت اہلِ خیبر کے پاس پہنچے ان لوگوں نے اپنے مویشی وغیرہ باہر نکال لئے تھے (کاشتکاری اور چرانے کے لئے) اور اپنے کدال، ٹوکرے اور پھاوڑے وغیرہ لے کر نکل چکے تھے کہ (سامنے لشکرِ اسلام کو دیکھ کر) پکار اٹھے۔ محمد اور لشکر! رسول اللہ ﷺ نے فوراً فرمایا: "خیبر برباد ہو گیا، ہم جب کسی قوم کے آنگن میں جا اترتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بہت بری ہوتی ہے"۔

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے انہیں ہزیمت دی، (فتح کے بعد) دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں ایک خوبصورت باندی آئیں، رسول اللہ ﷺ نے انہیں خرید لیا سات شخصوں کے بدلے (یعنی ان کے عوض سات قیدیوں کو رہا کیا) پھر ان کو ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالہ کر دیا کہ انہیں تیار کر کے ان کا سنگھار کر دیں۔ فرماتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ باندی ان کے (ام سلیم کے) گھر میں عدت پوری کریں۔ اور وہ باندی صفیہ بنت حیی تھیں۔

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ولیمہ کیا کھجور، پنیر اور گھی سے، اور لوگ خوب سیر ہو گئے، فرماتے ہیں کہ لوگوں کو نہیں معلوم تھا کہ آپ ﷺ نے ان سے نکاح کیا ہے یا انہیں ام ولد بنایا ہے۔ لہٰذا لوگوں نے (آپس میں) یہ کہا کہ اگر انہوں نے پردہ کیا تو (اس کا مطلب ہے کہ) آپ ﷺ کی زوجہ

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَدَرَتْ فَقَامَ فَسَتَرَهَا وَقَدْ أَشْرَفَتِ
النِّسَاءُ فَقُلْنَ أَبْعَدَ اللّٰهُ الْيَهُودِيَّةَ قَالَ قُلْتُ يَا أَبَا حَمْزَةَ
أَوَقَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِي وَاللّٰهِ لَقَدْ وَقَعَ - قَالَ أَنَسٌ
وَشَهِدْتُ وَلِيمَةَ زَيْنَبَ فَأَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَلَحْمًا
وَكَانَ يَبْعَثُنِي فَأَدْعُو النَّاسَ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ وَتَبِعْتُهُ
فَتَخَلَّفَ رَجُلَانِ اسْتَأْنَسَ بِهِمَا الْحَدِيثُ لَمْ يَخْرُجَا
فَجَعَلَ يَمُرُّ عَلَى نِسَائِهِ فَيُسَلِّمُ عَلَى كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ
سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَيْفَ أَنْتُمْ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ فَيَقُولُونَ بِخَيْرٍ
يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ فَيَقُولُ بِخَيْرٍ فَلَمَّا
فَرَغَ رَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَلَمَّا بَلَغَ الْبَابَ إِذَا هُوَ
بِالرَّجُلَيْنِ قَدِ اسْتَأْنَسَ بِهِمَا الْحَدِيثُ فَلَمَّا رَأَيَاهُ قَدْ
رَجَعَ قَامَا فَخَرَجَا فَوَاللّٰهِ مَا أَدْرِي أَنَا أَخْبَرْتُهُ أَمْ أُنْزِلَ
عَلَيْهِ الْوَحْيُ بِأَنَّهُمَا قَدْ خَرَجَا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ
فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي أُسْكُفَّةِ الْبَابِ أَرْخَى الْحِجَابَ
بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى هَذِهِ الْآيَةَ لَا تَدْخُلُوا
بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ ...... الآيَةَ

ہو گئیں ہیں اور اگر پردہ نہیں کیا تو (ظاہر ہے) وہ ام ولد ہیں (ام ولد وہ باندی جس سے آقا نے صحبت کی ہو اور وہ آقا کے بچہ کی ماں ہو گئی ہو) یہاں پر تغلیباً ام ولد کہہ دیا ورنہ فی الوقت ام ولد ہونے کا تصور بھی نہیں تھا۔ پھر جب سواری پر سوار ہونے لگیں تو انہوں نے پردہ کیا اور اونٹ کی سرین (کی طرف) بیٹھ گئیں، اس سے لوگوں نے جان لیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا ہے (اب وہ باندی نہیں رہیں)۔

جب مدینہ سے قریب ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے بھی تیز دوڑایا اور ہم نے بھی۔ اس (تیزی کے چکر) میں عضباء اونٹنی لڑکھڑا گئی اور رسول اللہ ﷺ اور صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی گر گئے، آپ ﷺ فوراً اٹھے اور صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چھپالیا (ان پر پردہ کردیا تاکہ بے پردگی نہ ہو) اور اس وقت تک عورتیں دیکھنے لگی تھیں اور کہہ رہی تھیں: اللہ یہودیہ کو دور کرے (کیونکہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہودی سردار کی صاحبزادی تھیں اور مدینہ کی عورتوں کو معلوم نہ تھا کہ وہ مسلمان ہو چکی ہیں)۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے ابوحمزہ! کیا (واقعی) رسول اللہ ﷺ گر گئے تھے؟ فرمایا ہاں خدا کی قسم!

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ولیمہ میں بھی حاضر ہو چکا تھا، لوگوں کو روٹی اور گوشت سے آپ ﷺ نے سیر کردیا۔ اور آپ ﷺ لوگوں کو بلانے کے لئے مجھے بھیجتے تھے، جب سب سے فارغ ہوگئے تو آپ ﷺ کھڑے ہوگئے میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے ہولیا، حجرۂ مبارک میں آدمیوں کو باتوں نے روک لیا اور وہ باہر نہیں نکلے۔

رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج میں سے ہر ایک کے حجرہ پر گذرتے، ان میں سے ہر ایک کو سلام فرماتے کہ: تم پر سلامتی ہو، اے اہل بیت! تم کیسے ہو؟ وہ کہتے یا رسول اللہ! بخیریت ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی اہلیہ کو کیسا پایا؟ آپ ﷺ فرماتے اچھا پایا۔

پھر جب آپ ﷺ اس سے فارغ ہوئے تو واپس تشریف لائے، میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہی واپس ہوا جب حجرۂ مبارک کے دروازہ پر پہنچے تو وہاں دو آدمیوں کو گفتگو نے روک رکھا تھا، انہوں نے جب دیکھا کہ

آپ ﷺ واپس تشریف لا چکے ہیں کھڑے ہو گئے اور باہر چلے گئے۔ پس اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ میں نے آپ ﷺ کو بتلایا یا آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی کہ وہ دونوں باہر جا چکے ہیں، چنانچہ آپ ﷺ واپس (حجرہ میں) لوٹے اور میں بھی آپ کے ہمراہ واپس ہوا (کیونکہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے خادم خاص تھے اور کم عمر تھے) جب آپ ﷺ نے دروازہ کی دہلیز پر قدم رکھا تو اپنے اور میرے درمیان پردہ کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

یا ایھا الذین آمنوا الایۃ اے ایمان والو! نبی ﷺ کے گھروں میں مت داخل ہو سوائے اس کے کہ تمہیں اجازت دی جائے کسی کھانے کی دعوت کی تو ایسے طور پر ان کی دعوت کے منتظر نہ رہو، لیکن جب تمہیں بلایا جائے (کہ کھانا تیار ہو چکا) تب جاؤ، پھر جب کھانا کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ نہ یہ کہ گفتگو کیلئے بیٹھ جاؤ، اس بات سے بلاشبہ نبی کو ایذاء ہوتی ہے سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں، اور اللہ حق بات کہنے سے لحاظ نہیں کرتا"۔
(الاحزاب ۲۲)

١٢٣٤ وحدّثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدّثنا شبابة قال حدّثنا سليمان عن ثابت عن أنس ح قال وحدّثني به عبد الله بن هاشم بن حيّان واللّفظ له قال حدّثنا بهز قال حدّثنا سليمان بن المغيرة عن ثابت قال حدّثنا أنس قال صارت صفيّة لدحية في مقسمه وجعلوا يمدحونها عند رسول الله ﷺ قال ويقولون ما رأينا في السّبي مثلها قال فبعث إلى دحية فأعطاه بها ما أراد ثمّ دفعها إلى أمّي فقال أصلحيها

۱۲۳۴ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آگئیں تقسیم (غنیمت) میں۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تعریف شروع کر دی، اور کہنے لگے کہ قیدیوں میں ان جیسی کوئی دوسری نہیں دیکھی (لہٰذا وہ آپ کے قابل ہیں)۔

آپ ﷺ نے دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا بھیجا اور ان کو ان کی منہ مانگی قیمت عطا کر کے صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خرید لیا اور پھر میری والدہ (ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے حوالے کر دیا اور ان سے کہا کہ اس کو ذرا درست کر دو (بناؤ سنگھار کر دو)۔

قال ثمّ خرج رسول الله ﷺ من خيبر حتّى إذا جعلها في ظهره نزل ثمّ ضرب عليها القبّة فلمّا أصبح قال رسول الله ﷺ من كان عنده فضل زاد فليأتنا به قال فجعل الرّجل يجيء بفضل التّمر وفضل السّويق حتّى جعلوا من ذلك سوادا حيسا فجعلوا يأكلون

پھر رسول اللہ ﷺ خیبر سے (واپسی کے لئے) نکلے اور جب خیبر کو اپنی پشت کی طرف کر دیا (اس سے آگے آگئے) تو سواری سے اترے، آپ ﷺ کے لئے خیمہ لگا دیا گیا (رات وہاں پڑاؤ کیا) صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس کے پاس زائد از ضرورت زاد سفر ہو (کھانے پینے کی اشیاء میں

مِنْ ذٰلِكَ الْحَيْسِ وَيَشْرَبُونَ مِنْ حِيَاضٍ إِلَى جَنْبِهِمْ مِنْ مَاءِ السَّمَاءِ قَالَ فَقَالَ أَنَسٌ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيمَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهَا قَالَ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى إِذَا رَأَيْنَا جُدُرَ الْمَدِينَةِ هَشِشْنَا إِلَيْهَا فَرَفَعْنَا مَطِيَّنَا وَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَطِيَّتَهُ قَالَ وَصَفِيَّةُ خَلْفَهُ قَدْ أَرْدَفَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَعَثَرَتْ مَطِيَّةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَصُرِعَ وَصُرِعَتْ قَالَ فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَلَا إِلَيْهَا حَتّٰى قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَسَتَرَهَا قَالَ فَأَتَيْنَاهُ فَقَالَ لَمْ نُضَرَّ قَالَ فَدَخَلْنَا الْمَدِينَةَ فَخَرَجَ جَوَارِي نِسَائِهِ يَتَرَاءَيْنَهَا وَيَشْمَتْنَ بِصَرْعَتِهَا

ہے) لے آئے ہمارے پاس۔ چنانچہ لوگ بچی ہوئی کھجوریں، بچا ہوا ستو وغیرہ لانے لگے، یہاں تک کہ مالیدہ کا ایک ڈھیر سا بنادیا اور اس سے حیس (مالیدہ) کو کھانے لگے اور بازو میں جو آسمانی پانی کا حوض تھا اس سے پانی پینے لگے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ تھا ولیمہ رسول اللہ ﷺ کا صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کا۔

فرماتے ہیں پھر ہم چلے یہاں تک کہ جب ہم نے مدینہ کے درو دیوار دیکھے تو شوق و وارفتگی میں سواریاں دوڑائیں (وارفتگی کی کئی وجوہات تھیں، ایک تو فتح عظیم جو یہودیوں پر حاصل ہوئی، دوسرے اپنے گھربار اور اہل وعیال سے اتنی دور اور اتنی دیر باہر رہنے کے بعد گھر واپس ہو رہے تھے، تیسری نبی علیہ السلام کے زواج کی خوشی و شوق) اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی سواری دوڑائی، صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھی تھیں اونٹنی پر، اس تیزی میں نبی علیہ السلام کی سواری نے ٹھوکر کھائی اور آپ ﷺ اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گر پڑے۔ لوگوں میں سے کوئی بھی آپ کو اور انہیں نہیں دیکھتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ خود اٹھے اور صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر پردہ کردیا۔ اس کے بعد ہم آپ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے فرمایا ہمیں کوئی ضرر نہیں پہنچا۔ پھر ہم مدینہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کی ازواج کی باندیاں باہر نکل آئیں اور صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھ کر گرنے کی وجہ سے طعنہ دینے لگیں (کہ اس یہودیہ کی وجہ سے آپ ﷺ گر پڑے)۔ ●

● حضرت صفیہ یہودیوں کے قبیلہ بنو نضیر کے سردار حیی بن اخطب کی صاحبزادی تھیں حیی بن اخطب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ (نبی رحمت)

نبی مکرم ﷺ نے جن خواتین سے شرف زوجیت قائم فرمایا بحکم خداوندی فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے ان خواتین کو اپنے نبی مکرم ﷺ کیلئے منتخب فرمایا۔ ازواج مطہرات میں سے بعض ازواج کو یہ بات کچھ زیادہ ناپسند تھی کہ ایک یہودی کی بچی ان کے ہم پلہ ہو چنانچہ بعض ازواج سے "یہودیہ" کا لفظ آگیا [illegible] ایک حدیث میں ہے کہ حضرت [illegible] نے جب انہیں دیکھا تو حضور نے ان سے پوچھا کہ تم نے صفیہ کو کیسا پایا؟ فرمانے لگیں "یہودیہ ہے"۔ آپ نے فرمایا یہ نہ کہو وہ مسلمان ہوگئی ہے اور اس کا اسلام اچھا رہا ہے"۔ ([illegible] ص ۱۰۰)

باب-۱۸۰ باب زواج زينب بنت جحش ونزول الحجاب وإثبات وليمة العرس

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح، حجاب اور ولیمہ کا بیان

۱۲۳۵..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ ح قَالَ و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ وَهَذَا حَدِيثُ بَهْزٍ

قَالَ لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّةُ زَيْنَبَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِزَيْدٍ فَاذْكُرْهَا عَلَيَّ قَالَ فَانْطَلَقَ زَيْدٌ حَتَّى أَتَاهَا وَهِيَ تُخَمِّرُ عَجِينَهَا قَالَ فَلَمَّا رَأَيْتُهَا عَظُمَتْ فِي صَدْرِي حَتَّى مَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَنْظُرَ إِلَيْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَكَرَهَا فَوَلَّيْتُهَا ظَهْرِي وَنَكَصْتُ عَلَى عَقِبِي فَقُلْتُ يَا زَيْنَبُ أَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَذْكُرُكِ قَالَتْ مَا أَنَا بِصَانِعَةٍ شَيْئًا حَتَّى أُوَامِرَ رَبِّي فَقَامَتْ إِلَى مَسْجِدِهَا وَنَزَلَ الْقُرْآنُ وَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَدَخَلَ عَلَيْهَا بِغَيْرِ إِذْنٍ قَالَ فَقَالَ وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَطْعَمَنَا الْخُبْزَ وَاللَّحْمَ حِينَ امْتَدَّ النَّهَارُ فَخَرَجَ النَّاسُ وَبَقِيَ رِجَالٌ يَتَحَدَّثُونَ فِي الْبَيْتِ بَعْدَ الطَّعَامِ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَاتَّبَعْتُهُ فَجَعَلَ يَتَتَبَّعُ حُجَرَ نِسَائِهِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِنَّ وَيَقُلْنَ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ قَالَ فَمَا أَدْرِي أَنَا أَخْبَرْتُهُ أَنَّ الْقَوْمَ قَدْ خَرَجُوا أَوْ أَخْبَرَنِي قَالَ فَانْطَلَقَ حَتَّى دَخَلَ الْبَيْتَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ مَعَهُ فَأَلْقَى السِّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَنَزَلَ الْحِجَابُ قَالَ وَوُعِظَ الْقَوْمُ بِمَا وُعِظُوا بِهِ زَادَ ابْنُ رَافِعٍ فِي حَدِيثِهِ "لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ" إِلَى قَوْلِهِ "وَاللهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ"

۱۲۳۵..... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عدت گذر گئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ان کے سامنے میرا تذکرہ کرو، چنانچہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے اور ان کے پاس پہنچے تو زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنا آٹا گوندھ رہی تھیں۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے انہیں دیکھا تو میرے دل میں ان کی بڑائی اور عظمت پیدا ہوئی اور میں ان کی طرف دیکھنے کی بھی قدرت نہ رکھ سکا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا تذکرہ کیا تھا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی پیٹھ ان کی طرف موڑی اور اپنی ایڑیوں پر گھوم گیا اور کہا کہ اے زینب! رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے تمہارا ذکر کر کے (پیغام نکاح) انہوں نے فرمایا کہ جب تک میں اپنے رب سے مشورہ نہ کرلوں (استخارہ نہ کرلوں) میں کچھ نہ کروں گی۔ چنانچہ وہ اپنی جائے نماز پر کھڑی ہوگئیں، اور قرآن نازل ہوا اور رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بغیر اجازت کے ان کے پاس داخل ہوگئے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں روٹی اور گوشت کھلایا جب دن خوب چڑھ گیا تھا۔ پھر لوگ وہاں سے باہر نکل گئے جب کہ کچھ لوگ کھانے کے بعد باتوں میں لگے گھر میں ہی رہے۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے اور آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے میں بھی نکلا، آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے حجروں میں جاتے، ان کو سلام فرماتے اور وہ کہتیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے اپنی (نئی) زوجہ کو کیسا پایا؟ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں (یاد نہیں) کہ میں نے آپ ﷺ کو بتلایا یا آپ ﷺ نے مجھے بتلایا کہ لوگ باہر نکل چکے ہیں آپ ﷺ کے حجرہ سے۔ چنانچہ پھر آپ ﷺ چلے اور گھر میں داخل ہوگئے۔ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ گھر میں داخل ہونے لگا تو آپ ﷺ نے میرے اور اپنے مابین پردہ ڈال دیا اور آیت حجاب کا نزول ہوا اور ان لوگوں کو نصیحت کی گئی (جو کھانے کے بعد گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے تھے)۔ حضرت ابن رافع نے اپنی روایت

میں یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ (آیت نازل ہوئی) لا تدخلوا بیوت النبی الآیۃ۔

کہ تم لوگ نبی علیہ السلام کے گھروں میں مت داخل ہوا کرو سوائے اس کے جب تمہیں کسی کھانے کی دعوت دی جائے اور ان کے برتنوں کو مت دیکھو آخر تک نازل ہوئی۔ ❶

---

❶ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کی تفصیل: ام الحکم زینب بنت جحش قریش کے خاندان اسد بن خزیمہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی عم زاد (پھوپھی زاد) بہن تھیں' آنحضرت ﷺ نے ان کا نکاح اپنے منہ بولے بیٹے حضرت زیدؓ بن حارثہؓ سے جنہیں آپ نے غلامی سے آزاد کر کے اپنا متبنیٰ بنایا تھا اور ان سے بے حد محبت فرماتے تھے کر دیا تھا۔ اگرچہ حضرت زینبؓ کو زیدؓ سے بوجوہ نکاح پسند نہ تھا لیکن آپؐ علیہ السلام کی منشا یہی تھی' چنانچہ نکاح ہو گیا مگر نکاح کے بعد دونوں میں نباہ نہ ہوا اور زیدؓ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ میں زینبؓ کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔ نبی ﷺ نے انہیں منع فرمایا اور کہا کہ اللہ سے ڈرو اور زینبؓ کو اپنے نکاح میں رکھو لیکن دونوں کے درمیان نباہ نہ ہوا اور بالآخر زید نے زینبؓ کو طلاق دے دی۔ آنحضرت ﷺ نے دل میں ارادہ کر لیا تھا کہ اگر زیدؓ نے انہیں طلاق دے دی تو آپ خود ان سے نکاح فرمالیں گے زینبؓ کی دلجوئی اور ان کی دنیوی مصلحت کی خاطر کیونکہ زیدؓ سے نکاح بھی آپ ہی کے اصرار پر ہوا تھا۔ چنانچہ سورۃ الاحزاب کی آیت: واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ الآیۃ میں یہی واقعہ بیان کیا گیا ہے"۔

"(اس وقت کو یاد کیجئے) جب آپ (فہمائش و مشورہ کے طور پر) اس شخص سے فرمارہے تھے جس پر اللہ نے بھی انعام کیا (زیدؓ پر کہ انہیں اسلام کی توفیق دی اور غلامی سے نجات دی) اور آپؐ نے بھی انعام کیا (کہ دین کی تعلیم دی' پرورش فرمائی' متبنیٰ بنایا اور اپنی پھوپھی زاد سے نکاح کرایا) کہ اپنی بی بی (زینبؓ) کو اپنی زوجیت میں رہنے دو (اور ان کی معمولی خطاؤں پر نظر نہ کرو) اور اللہ سے ڈرو (اس کے حقوق میں کوتاہی نہ کرو) اور (جب شکایات حد سے تجاوز کر گئیں) تو آپ اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا' اور آپ لوگوں سے ڈرتے تھے' اور آپ تو اس کے سزاوار ہیں کہ اللہ ہی سے ڈریں' پھر جب زیدؓ نے پوری کرلی (زینبؓ) سے اپنی حاجت' ہم نے آپؐ سے اس کا نکاح کر دیا تاکہ مسلمانوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیبیوں کے بارے میں کچھ تنگی نہ رہے جب وہ ان سے جی بھر چکیں' اور خدا کا یہ حکم تو ہونے والا ہی تھا"۔ (ترجمہ از بیان القرآن ملخصاً (سورۃ الاحزاب آیت ۳۷)

اس آیت مبارکہ میں حق تعالیٰ نے آپؐ کے ارادہ کو ظاہر فرمایا یعنی آپ نے اپنے دل میں حضرت زینبؓ سے نکاح کا جو ارادہ کیا تھا اس کے بارے میں آپ کو یہ خدشہ اور ڈر تھا کہ منافقین طعن و اعتراض نہ کریں کہ اپنے منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا کیونکہ ابھی جاہلیت کی خوشبو کچھ باقی تھی لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کو رسوم جاہلیت کو مٹانا اور احکام شریعت کو واضح طور پر بتلانا مقصود تھا اس لئے اللہ نے آپؐ کے نہ صرف ارادہ کو ظاہر فرمایا بلکہ خود آپ کا نکاح حضرت زینبؓ سے کر دیا۔

آیت میں زوجنکھا کے الفاظ اس پر دلالت کر رہے ہیں' چنانچہ احادیث بالا سے معلوم ہوا کہ حضرت زینبؓ نے جب عدت پوری کرلی تو آنحضرت ﷺ نے زیدؓ ہی کے ذریعہ انہیں پیغام نکاح بھیجا اور انہوں نے استخارہ کرنا شروع کر دیا اسی دوران یہ آیت مذکورہ نازل ہوگئی اور آپؐ بلا استیذان اندر داخل ہو گئے۔

صبح کو دن چڑھے آپؐ نے دعوت ولیمہ دی' لوگ آتے گئے اور کھانا کھاتے گئے' لیکن چند لوگ کھانے سے فارغ ہو کر بیٹھے رہے اور گفتگو میں لگ گئے اٹھنے کا خیال ہی نہ رہا۔ جب کہ رسول اللہ از راہ مروت انہیں اٹھنے کے لئے نہ فرماتے تھے جب کہ طبعاً آپ کو ان کے بیٹھے رہنے سے تکلیف ہو رہی تھی۔ آپ بار بار باہر جاتے پھر اندر آتے۔ بہر کیف وہ لوگ اٹھ کر گئے تو اسی وقت آیت حجاب کا نزول ہوا۔ کیونکہ اس سے قبل حجاب کا حکم نازل نہیں ہوا تھا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

یاایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی" الآیۃ اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں مت جایا کرو مگر جس وقت تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جاوے ایسے طور پر اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو' لیکن جب تم کو بلایا جاوے تب جایا کرو پھر جب (جاری ہے)

۱۲۳۶ حدثنا أبو الربيع الزهراني وأبو كامل فضيل بن حسين وقتيبة بن سعيد قالوا حدثنا حماد وهو ابن زيد عن ثابت عن أنس وفي رواية أبي كامل سمعت أنسا قال ما رأيت رسول الله ﷺ أولم على امرأة وقال أبو كامل على شيء من نسائه ما أولم على زينب فإنه ذبح شاة

۱۲۳۶ اس سند سے بھی سابقہ حدیث ہی منقول ہے اس اضافہ کے ساتھ کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:
"میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج میں سے کسی کا ایسا ولیمہ کیا ہو جیسا زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کے موقع پر کیا کہ آپ ﷺ نے اس ولیمہ میں بکری ذبح فرمائی۔

۱۲۳۷ حدثنا محمد بن عمرو بن عباد بن جبلة بن أبي رواد ومحمد بن بشار قالا حدثنا محمد وهو ابن جعفر قال حدثنا شعبة عن عبد العزيز بن صهيب قال سمعت أنس بن مالك يقول ما أولم رسول الله ﷺ على امرأة من نسائه أكثر أو أفضل مما أولم على زينب فقال ثابت البناني بما أولم قال أطعمهم خبزا ولحما حتى تركوه

۱۲۳۷ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات سے نکاح پر زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح سے زیادہ اور افضل ولیمہ نہیں۔ حضرت ثابت البنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ ﷺ نے کس چیز کے ساتھ ولیمہ کیا؟ فرمایا کہ گوشت اور روٹی ان کو کھلائی یہاں تک کہ انہوں نے اس کو چھوڑ دیا (یعنی سیر ہو گئے)۔

۱۲۳۸ حدثنا يحيى بن حبيب الحارثي وعاصم بن النضر التيمي ومحمد بن عبد الأعلى كلهم عن معتمر واللفظ لابن حبيب قال حدثنا معتمر بن سليمان قال سمعت أبي حدثنا أبو مجلز عن

۱۲۳۸ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تو لوگوں کو دعوت دی، انہوں نے کھانا کھایا، پھر (کھانے سے فراغت کے بعد) بیٹھ کر بات چیت کرنے لگے، آپ ﷺ گویا کہ اٹھنے کی تیاری کرنے

(گذشتہ سے پیوستہ) کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو اس بات سے نبی کو ناگواری ہوتی ہے سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے لحاظ نہیں کرتا اور جب تم ان سے (نبی کی ازواج سے) کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگو یہ بات تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کو پاک رکھنے کا عمدہ ذریعہ ہے اور تم کو جائز نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کلفت پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپ کے بعد آپ کی ازواج سے کبھی بھی نکاح کرو۔ یہ خدا کے نزدیک بڑی بھاری بات ہے"۔ (ترجمہ از بیان القرآن حضرت تھانوی) بہر کیف حضرت زینبؓ کا نکاح کئی خصوصیات کا مجموعہ تھا جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔
پہلی خصوصیت تو یہ کہ یہ نکاح نزول حجاب کا ذریعہ بن گیا جو عرصہ دراز سے حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ کی خواہش تھی۔
دوسری خصوصیت یہ ہے کہ [illegible] عملی طور پر [illegible] حقیقی بیٹے کی طرح نہیں [illegible]
[illegible] متعلق مسائل بھی واضح ہو گئے۔
تیسری خصوصیت یہ ہے کہ [illegible] شادی بیاہ کے کئی فوائد [illegible] معلوم ہوئے مثلاً ولیمہ کا طریقہ مسنون [illegible] ولیمہ کی اجازت [illegible] دولہا کے [illegible] حضور ﷺ کے لئے بھیجا تھا۔
چوتھی خصوصیت یہ ہے [illegible] وہ فعل جس سے نبی ﷺ کو ایذاء تکلیف ہو حرام ہے۔
[illegible]
[illegible] عفی اللہ عنہ [illegible]

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ دَعَا الْقَوْمَ فَطَعِمُوا ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ قَالَ فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُومُوا فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مِنَ الْقَوْمِ زَادَ عَاصِمٌ وَابْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى فِي حَدِيثِهِمَا قَالَ فَقَعَدَ ثَلَاثَةٌ وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقُوا قَالَ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوا قَالَ فَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ قَالَ وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ" إِلَى قَوْلِهِ "إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا"

گئے (یعنی آپ ﷺ نے ایسا اشارہ دیا کہ آپ ﷺ جیسے مجلس سے اٹھ رہے ہیں تاکہ لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوں) لیکن وہ لوگ نہیں اٹھے۔ جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ لوگ پھر بھی نہیں اٹھے تو آپ ﷺ خود اٹھ گئے، لوگوں نے جب یہ دیکھا تو وہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے لیکن تین افراد بیٹھے رہے، نبی ﷺ (باہر سے) تشریف لائے تاکہ گھر میں داخل ہوں لیکن وہاں تو لوگ بیٹھے تھے۔ پھر اس کے بعد (انجام کار) وہ اٹھے اور چل دیئے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آیا اور نبی ﷺ کو خبر دی کہ وہ لوگ چل دیئے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ تشریف لائے، گھر میں داخل ہوئے، میں بھی داخل ہونے لگا تو آپ ﷺ نے میرے اور اپنے مابین پردہ ڈال دیا اور اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی: یاایہا الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی الآیۃ۔

۱۲۳۹ ...... وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ إِنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِالْحِجَابِ لَقَدْ كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِي عَنْهُ قَالَ أَنَسٌ أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَرُوسًا بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَ وَكَانَ تَزَوَّجَهَا بِالْمَدِينَةِ فَدَعَا النَّاسَ لِلطَّعَامِ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ وَجَلَسَ مَعَهُ رِجَالٌ بَعْدَ مَا قَامَ الْقَوْمُ حَتَّى قَامَ رَسُولُ اللَّهِ فَمَشَى فَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتَّى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ قَدْ خَرَجُوا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ مَكَانَهُمْ فَرَجَعَ فَرَجَعْتُ الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ حُجْرَةَ عَائِشَةَ فَرَجَعَ فَرَجَعْتُ فَإِذَا هُمْ قَدْ قَامُوا فَضَرَبَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ بِالسِّتْرِ وَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الْحِجَابِ

۱۲۳۹ ...... حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میں لوگوں میں سب سے زیادہ حجاب کے متعلق واقف ہوں اور ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے اس بارے میں پوچھا کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عروسی فرمائی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب کہ ان سے نکاح مدینہ میں ہو چکا تھا، لوگوں کو آپ ﷺ نے دن چڑھے کھانے کے لئے بلایا (ولیمہ کے طور پر)۔

رسول اللہ ﷺ اور چند افراد (کھانے سے فارغ ہونے کے بعد) بیٹھ گئے جب کہ سارے لوگ جا چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ (ان کے جانے کا انتظار کر کے آخر) خود اٹھ گئے اور چلے، میں بھی آپ ﷺ کے ہمراہ چلا، جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کے دروازہ پر پہنچے تو آپ ﷺ کو خیال آیا کہ شاید وہ جا چکے ہوں۔ آپ ﷺ واپس لوٹے تو وہ لوگ وہیں بیٹھے تھے، آپ ﷺ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ تک واپس پہنچے میں بھی واپس آیا، پھر (کچھ دیر بعد) آپ ﷺ دوبارہ واپس لوٹے میں بھی آپ کے ہمراہ لوٹا تو وہ لوگ اٹھ چکے تھے، آپ ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ کھینچ دیا اور آیت حجاب کا نزول ہوا۔

۱۲۴۰.... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَدَخَلَ بِأَهْلِهِ قَالَ فَصَنَعَتْ أُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ حَيْسًا فَجَعَلَتْهُ فِي تَوْرٍ فَقَالَتْ يَا أَنَسُ اذْهَبْ بِهَذَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْ بَعَثَتْ بِهَذَا إِلَيْكَ أُمِّي وَهِيَ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُولُ إِنَّ هَذَا لَكَ مِنَّا قَلِيلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ إِنَّ أُمِّي تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُولُ إِنَّ هَذَا لَكَ مِنَّا قَلِيلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ ضَعْهُ ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَادْعُ لِي فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا وَمَنْ لَقِيتَ وَسَمَّى رِجَالًا

قَالَ فَدَعَوْتُ مَنْ سَمَّى وَمَنْ لَقِيتُ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ عَدَدَ كَمْ كَانُوا قَالَ زُهَاءَ ثَلَاثِ مِائَةٍ وَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا أَنَسُ هَاتِ التَّوْرَ قَالَ فَدَخَلُوا حَتَّى امْتَلَأَتِ الصُّفَّةُ وَالْحُجْرَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيَتَحَلَّقْ عَشَرَةٌ عَشَرَةٌ وَلْيَأْكُلْ كُلُّ إِنْسَانٍ مِمَّا يَلِيهِ قَالَ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا قَالَ فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَدَخَلَتْ طَائِفَةٌ حَتَّى أَكَلُوا كُلُّهُمْ فَقَالَ لِي يَا أَنَسُ ارْفَعْ قَالَ فَرَفَعْتُ فَمَا أَدْرِي حِينَ وَضَعْتُ كَانَ أَكْثَرَ أَمْ حِينَ رَفَعْتُ قَالَ وَجَلَسَ طَوَائِفُ مِنْهُمْ يَتَحَدَّثُونَ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ وَزَوْجَتُهُ مُوَلِّيَةٌ وَجْهَهَا إِلَى الْحَائِطِ فَثَقُلُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَى نِسَائِهِ ثُمَّ رَجَعَ فَلَمَّا رَأَوْا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ رَجَعَ ظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ ثَقُلُوا عَلَيْهِ قَالَ فَابْتَدَرُوا الْبَابَ فَخَرَجُوا كُلُّهُمْ وَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَرْخَى السِّتْرَ وَدَخَلَ وَأَنَا جَالِسٌ فِي الْحُجْرَةِ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى خَرَجَ عَلَيَّ وَأُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَرَأَهُنَّ عَلَى النَّاسِ

۱۲۴۰.... حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح فرمایا اور اپنی زوجہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس داخل ہوئے تو میری والدہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے "حیس" بنایا (حیس عرب میں ایک خاص مائدہ کی قسم کا کھانا ہوتا تھا جس میں کئی چیزیں کھجور وغیرہ ملائی جاتی تھیں) اور اسے ایک رکابی میں رکھ کر مجھ سے کہا:

"اے انس! اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جا اور ان سے کہنا کہ: یہ آپ کے لئے میری والدہ نے بھیجا ہے وہ آپ کو سلام کہہ رہی ہیں اور کہتی ہیں کہ یا رسول اللہ! یہ تھوڑا سا ہدیہ ہے ہماری طرف سے آپ کے لئے۔

چنانچہ میں اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ میری والدہ نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے اور وہ کہہ رہی تھیں کہ: یہ ہماری جانب سے تھوڑا سا ہدیہ ہے آپ کے لئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے رکھ دو اور جاؤ فلاں فلاں کو بلا لاؤ اور جس سے بھی تم ملو (اسے بلا لو) اور آپ ﷺ نے بعض افراد کے نام لیے۔ چنانچہ میں نے ان سب کو بھی بلایا جن کے نام آپ ﷺ نے لئے تھے اور ان کو بھی جو مجھے ملے۔

(راوی کہتے ہیں کہ) میں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ ان لوگوں کی کیا تعداد ہوگی؟ فرمایا تقریباً تین سو افراد ہوں گے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے انس! وہ رکابی لے آؤ، چنانچہ وہ سب افراد داخل ہوئے یہاں تک کہ صُفّہ اور حجرہ مبارک دونوں بھر گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"دس دس افراد کا حلقہ بنا لیا جائے اور ہر آدمی اپنے سامنے سے کھائے"۔

فرماتے ہیں کہ سب نے خوب کھایا یہاں تک سیر ہو گئے، ایک گروہ نکلتا اور دوسرا اندر آتا اس طرح سب نے کھایا۔ اس کے بعد فرمایا: اے انس! برتن اٹھاؤ۔ میں نے اٹھایا تو مجھے نہیں معلوم کہ جب میں نے رکھا تھا اس وقت اس میں زیادہ تھا یا جب میں نے اٹھایا اس وقت زیادہ تھا (سبحان اللہ! یہ معجزہ تھا رسول اللہ ﷺ کا)۔

فرماتے ہیں کہ ان میں سے کچھ لوگ گروہ کی شکل میں بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے گھر میں باتیں کرنے لگے حالانکہ رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما

"يا أيها الذين آمنوا لا تدخلوا بيوت النبي إلا أن يؤذن لكم إلى طعام غير ناظرين إناه ولكن إذا دعيتم فادخلوا فإذا طعمتم فانتشروا ولا مستأنسين لحديث إن ذلكم كان يؤذي النبي" إلى آخر الآية - قال الجعد قال أنس بن مالك أنا أحدث الناس عهدا بهذه الآيات وحجبن نساء النبي ﷺ

تھے اور زوجہ مطہرہ بھی پیٹھ موڑے دیوار کی طرف رخ کئے بیٹھی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ پر ان کے بیٹھنے کا بوجھ ہوا، آپ ﷺ باہر نکل گئے اور اپنی دیگر ازواج کو جا کر سلام کیا پھر واپس لوٹے۔ جب ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ واپس آ گئے ہیں تو انہیں خیال گزرا کہ ان کی وجہ سے آپ ﷺ کو بوجھ ہو رہا ہے چنانچہ وہ جلدی سے دروازہ کی طرف لپکے اور سب کے سب باہر نکل گئے، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور پردہ کو کھینچ کر اندر داخل ہو گئے۔ میں اندر حجرہ میں بیٹھا تھا، ذرا دیر ہی ٹھہرے ہوں گے کہ باہر میری جانب نکلے اور یہ آیت (حجاب) نازل ہوئی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور لوگوں کے سامنے یہ آیت پڑھی: یاأیها الذین امنوا... الخ (ترجمہ حاشیہ سابقہ میں گذر چکا ہے)۔
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں میں سے سب سے پہلے یہ آیات سنی ہیں۔ اس کے نزول کے بعد نبی ﷺ کی ازواج پردہ میں کر دی گئیں۔

١٢٤١ وحدثني محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن أبي عثمان عن أنس قال لما تزوج النبي ﷺ زينب أهدت له أم سليم حيسا في تور من حجارة فقال أنس فقال رسول الله ﷺ اذهب فادع لي من لقيت من المسلمين فدعوت له من لقيت فجعلوا يدخلون عليه فيأكلون ويخرجون ووضع النبي ﷺ يده على الطعام فدعا فيه وقال فيه ما شاء الله أن يقول ولم أدع أحدا لقيته إلا دعوته فأكلوا حتى شبعوا وخرجوا وبقي طائفة منهم فأطالوا عليه الحديث فجعل النبي ﷺ يستحيي منهم أن يقول لهم شيئا فخرج وتركهم في البيت فأنزل الله عز وجل
"يا أيها الذين آمنوا لا تدخلوا بيوت النبي إلا أن يؤذن لكم إلى طعام غير ناظرين إناه" قال قتادة غير متحينين طعاما "ولكن إذا دعيتم فادخلوا" حتى بلغ

١٢٤١ ... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جب زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا تو ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کی خدمت میں "حَیس" بطور ہدیہ بھیجا پتھر کے ایک پیالہ میں۔
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: جا اور مسلمانوں میں سے جو بھی تجھے ملے اسے دعوت دے دے، چنانچہ میں نے جو مجھے ملا اسے دعوت دے دی۔ لوگ آپ کے حجرہ میں داخل ہوتے، کھاتے اور باہر نکل جاتے۔ نبی ﷺ نے اپنا دست مبارک کھانے پر رکھا اور وہ دعا فرمائی جو اللہ نے چاہا کہ آپ ﷺ کہیں۔ اور میں جس سے بھی ملا تھا ان میں سے کسی کو نہیں چھوڑا کہ اسے دعوت نہ دی ہو، سب نے خوب کھایا حتی کہ سیر ہو گئے اور (کھا کر) باہر نکل گئے۔
ان میں سے ایک گروہ وہیں رہ گیا اور لمبی گفتگو شروع کر دی، نبی ﷺ ان سے مارے شرم و حیا کے (خاموش رہے) اور کچھ نہ کہا۔ آپ باہر نکل گئے اور ان لوگوں کو گھر میں ہی چھوڑ دیا۔
اللہ تعالیٰ نے اس وقت آیت ذیل نازل کی۔
یا ایها الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی الایة۔ (ترجمہ گذر چکا ہے)

"ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ"۔

باب-۱۸۱ باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة
دعوت قبول کرنے کا حکم

۱۲۴۲ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا

۱۲۴۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:
"جب تم میں سے کسی کو ولیمہ میں بلایا جائے تو اسے ولیمہ میں آنا چاہیئے"۔

۱۲۴۳ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيُجِبْ

قَالَ خَالِدٌ فَإِذَا عُبَيْدُ اللهِ يُنَزِّلُهُ عَلَى الْعُرْسِ

۱۲۴۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جب تم میں سے کسی کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اسے قبول کرنا چاہیئے"۔
خالد (راوی) کہتے ہیں کہ عبید اللہ اسے نکاح پر محمول کرتے تھے۔

۱۲۴۴ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى وَلِيمَةِ عُرْسٍ فَلْيُجِبْ

۱۲۴۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کو شادی کے ولیمہ کی دعوت دی جائے تو چاہیئے کہ قبول کرے۔

۱۲۴۵ حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ح قَالَ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ائْتُوا الدَّعْوَةَ إِذَا دُعِيتُمْ

۱۲۴۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جب تم کو دعوت پر بلایا جائے تو آیا کرو"۔

۱۲۴۶ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُجِبْ عُرْسًا كَانَ أَوْ نَحْوَهُ

۱۲۴۶۔ حضرت نافعؒ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے کہ (آپ ﷺ نے فرمایا)
"جب تمہارا (مسلمان) بھائی تم میں سے کسی کو دعوت پر بلائے خواہ شادی کی دعوت پر یا اس جیسی کسی تقریب پر تو دعوت کو قبول کرنا چاہیئے"۔

۱۲۴۷ وحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ دُعِيَ إِلَى عُرْسٍ أَوْ نَحْوِهِ فَلْيُجِبْ

۱۲۴۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کو شادی یا اس کی طرح کی دعوت کے لیے بلایا جائے تو چاہیئے کہ قبول کرے۔

۱۲۴۸ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَاهِلِيُّ قَالَ

۱۲۴۸۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ائْتُوا الدَّعْوَةَ إِذَا دُعِيتُمْ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم کو دعوت کے لیے بلایا جائے تو (دعوت میں) آؤ۔

۱۲۴۹ ... وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَجِيبُوا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ إِذَا دُعِيتُمْ لَهَا قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يَأْتِي الدَّعْوَةَ فِي الْعُرْسِ وَغَيْرِ الْعُرْسِ وَيَأْتِيهَا وَهُوَ صَائِمٌ

۱۲۴۹ ... حضرت نافعؒ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جب تمہیں اس دعوت (ولیمہ) پر بلایا جائے تو اسے قبول کر لیا کرو"۔
نافعؒ کہتے ہیں کہ "اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول یہ تھا کہ دعوت خواہ شادی کی ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور دعوت ہو اس میں آیا کرتے تھے حتی کہ (نفلی) روزہ کی حالت میں بھی آیا کرتے تھے۔

۱۲۵۰ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا دُعِيتُمْ إِلَى كُرَاعٍ فَأَجِيبُوا۔

۱۲۵۰ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اگر تمہیں بکری کے کھر کی بھی دعوت دی جائے تو اسے قبول کر لو"۔

۱۲۵۱ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ح قَالَ و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ فَلْيُجِبْ فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ الْمُثَنَّى إِلَى طَعَامٍ

۱۲۵۱ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جب تم میں سے کوئی کھانے پر بلایا جائے تو وہ آیا کرے چاہے کھائے یا نہ کھائے"۔
لیکن ابن مثنیٰؒ نے روایت میں الی طعام کا ذکر نہیں فرمایا۔

۱۲۵۲ ... و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ

۱۲۵۲ ان اسناد سے بھی سابقہ حدیث ہی کی طرح روایت منقول ہے۔

۱۲۵۳ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ فَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ وَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ

۱۲۵۳ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جب تم میں سے کسی کو دعوت پر بلایا جائے تو اسے قبول کرے، پھر اگر روزہ دار ہے تو اس کے واسطے دعا کرے اور اگر غیر روزہ دار ہے تو کھانا بھی کھائے"۔ ❶

---

❶ احادیث بالا کی بناء پر جمہور علماء کا قول ہے کہ دعوت ولیمہ پر جانا واجب یا سنت مؤکدہ ہے اور دیگر دعوتوں پر جانا مسنون ہے یونکہ مسلمان کی خوشی میں شریک ہونا مسلمان بھائی کا حق ہے اور احادیث بالا میں دو باتیں بھی بیان کردیں کہ اگر روزہ دار ہو تو صاحب دعوت کے حق میں دعا کرے بلکہ بعض مشائخ تو نفلی روزہ کو توڑ کر ایجاب دعوت کے قائل ہیں کہ اگر نفلی روزہ ہو تو اسے توڑ کر بعد میں قضا کرلے لیکن دعوت رد نہ کرے۔ دوسری بات یہ بتادی کہ اصل حکم قبول دعوت اور اس میں شرکت کا ہے کھانے میں　　(جاری ہے)

۱۲۵۴۔۔۔۔۔۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ بِئْسَ الطَّعَامُ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُدْعَى إِلَيْهِ الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِينُ فَمَنْ لَمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ۔

۱۲۵۴۔۔۔۔۔۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے تھے کہ:

"بدترین کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے جس میں محض مالداروں کو بلایا جائے اور مسکین کو چھوڑ دیا جائے۔ اور جو دعوت میں نہ آئے اس نے اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کی"۔

۱۲۵۵۔۔۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ يَا أَبَا بَكْرٍ كَيْفَ هَذَا الْحَدِيثُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْأَغْنِيَاءِ فَضَحِكَ فَقَالَ لَيْسَ هُوَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْأَغْنِيَاءِ قَالَ سُفْيَانُ وَكَانَ أَبِي غَنِيًّا فَأَفْزَعَنِي هَذَا الْحَدِيثُ حِينَ سَمِعْتُ بِهِ فَسَأَلْتُ عَنْهُ الزُّهْرِيَّ فَقَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ

۱۲۵۵۔۔۔۔۔۔سفیانؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابن شہاب زہریؒ سے کہا کہ یہ حدیث کیسی ہے کہ بدترین کھانا امراء کا کھانا ہے؟ وہ ہنسے اور کہا کہ: بدترین کھانا وہ نہیں جو امراء کا کھانا ہو۔

حضرت سفیان کہتے ہیں کہ چونکہ میرے والد مالدار تھے اس لئے میں نے جب یہ حدیث سنی تو اس نے مجھے پریشان کر دیا لہٰذا میں نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن الاعرج نے بیان کیا کہ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ: بدترین کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے (جس میں امراء کو تو دعوت دی جائے اور مساکین کو چھوڑ دیا جائے) (ورنہ امراء کی دعوت یا ان کے کھانے کی برائی مقصود نہیں ہے)۔ پھر اس کے بعد حدیث مالک کی طرح روایت بیان کی۔

۱۲۵۶۔۔۔۔۔۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ

۱۲۵۶۔۔۔۔۔۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ برا کھانا

(گذشتہ سے پیوستہ)۔۔۔ شریک ہو یا نہ ہو ناضروری نہیں محض شرکت سے ایجاب دعوت کا حکم پورا ہو جائے گا۔
علامہ نوویؒ شارح مسلم نے فرمایا کہ: جن اعذار کی بناء پر ایجاب دعوت کا حکم ساقط ہو جاتا ہے وہ یہ ہیں: دعوت میں ایسا کھانا جو نام و نمود کے لئے ہو، یا دعوت محض مالداروں کے ساتھ مخصوص ہو، یا وہاں کوئی منکر اور گناہ کا ارتکاب ہو مثلاً شراب، لہو ولعب، تصاویر، ریشم کی ممنوعہ نشستیں، سونے چاندی کے برتن وغیرہ ہوں ان سب صورتوں میں دعوت پر نہ جانا چاہئے۔ شرح نووی علی مسلم (۱/۴۶۳)
علامہ نوویؒ کی اس تفصیل کے بعد احقر مترجم عرض گزار ہے کہ: ہمارے دور حاضر میں جو تقریبات ہوتی ہیں خواہ کسی عنوان سے ہوں نکاح، شادی، ولیمہ، عقیقہ، دیگر دعوتیں و تقریبات اس میں سے غالب اکثریت ایسی تقریبات کی ہوتی ہیں جن میں کوئی نہ کوئی منکر یا شرعی طور پر حرام و ناجائز امور کا ارتکاب ہوتا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ بے پردگی اپنی پوری بے حیائی کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے، خواتین کا نامحرم مردوں کے سامنے بناؤ سنگھار اور فیشن کر کے نکلنا، ریاکاری اور نام و نمود کے لئے اعلیٰ کپڑے، زیور اور دیگر چیزیں استعمال کرنا تاکہ ایک دوسرے پر فخر و مباہات کیا جائے، تصویر کشی اور فوٹو گرافی، ویڈیو فلم، گانے اور موسیقی، مخلوط اجتماعات غیر معمولی حد تک اسراف و فضول خرچی یہ سب منکرات شرعیہ محرمہ ہیں لہٰذا اہل دین اور اصحاب عمل کو اور خصوصاً علماء و اہل علم و تقویٰ کو ایسی تقریب و دعوتوں میں جانا دین و دنیا ہر اعتبار سے خود ان کے لئے اور دیگر شرکاء کے دین کے لئے بھی مضر اور خطرناک ہے۔ ایسی تقاریب کی حوصلہ شکنی کرنا ہر صاحب ایمان مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں منکرات و محرمات شرعیہ اور غیروں کی نقالی میں ان کے رسوم و رواج اپنانے سے محفوظ فرمائے۔ آمین

عنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ح وَعَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ

ولیمہ کا کھانا ہے پھر آگے حدیث مالک کی طرح روایت بیان کی۔

۱۲۵۷..... وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَحْوَ ذَلِكَ

۱۲۵۷ اس سند سے بھی سابقہ روایت کی طرح روایت منقول ہے۔

۱۲۵۸..... وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ زِيَادَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا الْأَعْرَجَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُمْنَعُهَا مَنْ يَأْتِيهَا وَيُدْعَى إِلَيْهَا مَنْ يَأْبَاهَا وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ

۱۲۵۸..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"برا ہے وہ کھانا جو ایسے ولیمہ کا ہو کہ جو اس میں آئے اسے تو روکا جائے (یعنی مساکین و فقراء کو) اور جو اس میں آنے سے انکار کرے اسے بلایا جائے (یعنی امراء کو) اور جس نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی"۔ [1]

باب-۱۸۲ باب لا تحل المطلقة ثلاثا لمطلقها حتى تنكح زوجا غيره ويطأها ثم يفارقها وتنقضي عدتها

نکاح ثانی کئے بغیر مطلقہ ثلاثہ زوج اول کے لئے حلال نہ ہوگی

۱۲۵۹..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلَاقِي فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزَّبِيرِ وَإِنَّ مَا مَعَهُ مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَتُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ قَالَتْ وَأَبُو بَكْرٍ عِنْدَهُ وَخَالِدٌ بِالْبَابِ يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ فَنَادَى يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَسْمَعُ هَذِهِ مَا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

۱۲۵۹ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیوی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں کہ میں رفاعہ کے نکاح میں تھی انہوں نے مجھے طلاق دے دی تین طلاقیں۔ میں نے عبدالرحمن بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کر لیا مگر ان کے پاس تو کپڑے کے سرے کے مانند ہے اس کے سوا کچھ نہیں (یعنی وہ قابل جماع نہیں نامرد ہے) رسول اللہ ﷺ یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ کیا تو رفاعہ کے پاس واپس جانا چاہتی ہے۔ نہیں یہاں تک کہ تو اس کا (عبدالرحمن کا) مزہ چکھ لے اور وہ تیرا مزہ چکھ لے"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے پاس تھے اور خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعید دروازہ پر

---

[1] حدیث میں آنے اور انکار کرنے سے غالباً مراد یہ ہے کہ جسے آنے کی ضرورت ہو اور جو محتاج ہو اور اس کی قدر کرے اور اسے اگر بلایا جائے تو رد نہ کرے اور ایسے لوگ عموماً مساکین ہوتے ہیں اور انکار سے مراد بھی یہی ہے کہ اغنیاء و امراء کو عموماً دعوتوں کی نہ کوئی ضرورت ہوتی ہے نہ ہی وہ دعوتوں کی قدر کرتے ہیں نہ ان کے کھانے کی قدر کرتے ہیں تو گویا یہ ایک طرح سے انکار اور اباء ہی ہے۔ واللہ اعلم زکریا عفی عنہ

اجازت ملنے کے منتظر کھڑے تھے تو انہوں نے پکارا کہ اے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ سنتے نہیں کہ یہ عورت کیسے زور زور سے آنحضرت ﷺ کے سامنے پکار رہی ہے۔

١٢٦٠ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لِحَرْمَلَةَ قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا وَقَالَ حَرْمَلَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَبَتَّ طَلَاقَهَا فَتَزَوَّجَتْ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزَّبِيرِ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ فَتَزَوَّجَتْ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزَّبِيرِ وَإِنَّهُ وَاللهِ مَا مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ الْهُدْبَةِ وَأَخَذَتْ بِهُدْبَةٍ مِنْ جِلْبَابِهَا قَالَ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ضَاحِكًا فَقَالَ لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَأَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ جَالِسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَخَالِدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ بِبَابِ الْحُجْرَةِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ قَالَ فَطَفِقَ خَالِدٌ يُنَادِي أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَزْجُرُ هٰذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ

١٢٦٠ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے رفاعہ قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور تین طلاقیں دیں اس عورت نے اس کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کر لیا پھر اس نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں رفاعہ کے نکاح میں تھی اس نے مجھ کو آخری (تین) طلاقیں دیدیں تو میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کر لیا۔ اللہ کی قسم اس کے پاس کچھ نہیں سوائے کپڑے کے کنارے کے (یعنی نامرد ہے) اور اس نے اپنی چادر کا کنارہ پکڑ کر بتایا تو رسول اللہ ﷺ کھلکھلا کر مسکرائے پھر فرمایا: شاید تو رفاعہ کے پاس دوبارہ لوٹنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ نہیں یہاں تک کہ تو اس کا مزہ چکھ لے اور وہ (عبدالرحمٰن) تیرا مزہ چکھ لے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجرہ کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے کیونکہ ان کو اجازت نہیں دی گئی تھی خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکارنا شروع کیا: اے ابو بکر! تم اس عورت کو ڈانٹ کیوں نہیں دیتے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا گفتگو کر رہی ہے۔

١٢٦١ ...... حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ الزَّبِيرِ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ

١٢٦١ حضرت عائشہ سے مروی ہے:
رفاعہ قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی۔ اس (عورت) سے عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شادی کر لی۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! رفاعہ نے اس کو آخری (تین) طلاقیں دیدیں (بقیہ روایت حدیث یونس کی طرح بیان فرمائی)۔

١٢٦٢ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ يَتَزَوَّجُهَا الرَّجُلُ

١٢٦٢ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ایسی عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس سے کسی نے نکاح کیا اور پھر اسے طلاق دے دی اس نے دوسرے مرد سے شادی کر لی اس نے دخول

فيطلقها فتزوج رجلا فيطلقها قبل أن يدخل بها أتحل لزوجها الأول قال لا حتى يذوق عسيلتها

(جماع) سے قبل طلاق دے دی تو کیا وہ زوج اول کے لئے حلال ہو جائیگی؟

فرمایا نہیں جب تک کہ وہ دوسرا شوہر اس کا مزہ نہ چکھ لے۔

۱۲۶۳ - حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا ابن فضيل ح قال و حدثنا أبو كريب قال حدثنا أبو معاوية جميعا عن هشام بهذا الإسناد

۱۲۶۳ ان اسناد سے بھی سابقہ حدیث کی طرح روایت منقول ہے۔

۱۲٦٤ - حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا علي بن مسهر عن عبيد الله بن عمر عن القاسم بن محمد عن عائشة قالت طلق رجل امرأته ثلاثا فتزوجها رجل ثم طلقها قبل أن يدخل بها فأراد زوجها الأول أن يتزوجها فسئل رسول الله ﷺ عن ذلك فقال لا حتى يذوق الآخر من عسيلتها ما ذاق الأول

۱۲۶۴ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت کو شوہر نے تین طلاقیں دے دیں اس نے کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لیا پھر اس نے صحبت سے قبل طلاق دے دی۔ اب پہلے شوہر نے چاہا کہ اس سے دوبارہ نکاح کرے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: "نہیں یہاں تک کہ دوسرا شوہر بھی اس کا وہی مزہ نہ چکھ لے جو پہلے نے چکھا تھا (یعنی لذت جماع جو پہلے نے حاصل کی تھی وہی دوسرا بھی حاصل نہ کرے)۔ ❶

۱۲٦٥ و حدثناه محمد بن عبد الله بن نمير قال حدثنا أبي ح قال و حدثناه محمد بن المثنى قال حدثنا يحيى يعني ابن سعيد جميعا عن عبيد الله بهذا الإسناد مثله وفي حديث يحيى عن عبيد الله قال حدثنا القاسم عن عائشة

۱۲۶۵ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ان اسناد کے ساتھ بھی سابقہ حدیث نقل کی گئی ہے۔

باب ۱۸۳ - باب ما يستحب أن يقوله عند الجماع

وقت جماع کیا دعا پڑھنا مستحب ہے

۱۲٦٦ حدثنا يحيى بن يحيى وإسحق بن إبراهيم واللفظ ليحيى قالا أخبرنا جرير عن منصور عن سالم عن كريب عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ لو أن أحدهم إذا أراد أن يأتي

۱۲۶۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا
"جب ان لوگوں میں سے کوئی اپنی بیوی سے صحبت کا ارادہ کرے تو یہ کہے:
"بسم الله اللهم جنبنا الشيطان و جنب الشيطان ما رزقتنا"

---

❶ ان احادیث کی بنا پر جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ دوسرے شوہر سے صحبت کے بغیر اگر طلاق ہوئی تو وہ شوہر اول کے لئے حلال نہ ہوگی۔ پہلے شوہر نے تین طلاق دیں پھر اس کی عدت تین ماہ گذاری پھر دوسرے مرد سے نکاح کیا اس نے صحبت بھی کی پھر اس نے طلاق دی اس کے بعد اس کی عدت گذاری پھر جا کر وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہوئی ورنہ نہیں۔ جمیع علماء صحابہ تابعین کا یہی قول ہے۔ اور جماع کے لئے انزال منی شرط نہیں انزال ہو یا نہ ہو وہ زوج اول کے لئے حلال ہو جائے گی اگر زوج ثانی نے طلاق دے دی۔ (از نووی شرح مسلم ۱/۴۶۳)

أَهْلَهُ قَالَ بِاسْمِ اللهِ اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَإِنَّهُ إِنْ يُقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذَلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اے اللہ! ہمیں بھی شیطان سے محفوظ رکھئے اور اس صحبت کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی اولاد کو بھی شیطان سے محفوظ فرما"۔ ان کلمات کے کہنے کی برکت سے اگر اللہ نے ان کے ملاپ کے اندر لڑکا (یا لڑکی) مقدر کی ہے تو اسے کبھی شیطان نقصان نہیں پہنچائے گا۔

۱۲۶۷ ـــ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح قَالَ و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي ح قَالَ و حَدَّثَنَا عَبْدُ ابْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ جَمِيعًا عَنِ الثَّوْرِيِّ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ بِمَعْنَى حَدِيثِ جَرِيرٍ غَيْرَ أَنَّ شُعْبَةَ لَيْسَ فِي حَدِيثِهِ ذِكْرُ بِاسْمِ اللهِ وَفِي رِوَايَةِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِيِّ بِاسْمِ اللهِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ قَالَ مَنْصُورٌ أُرَاهُ قَالَ بِاسْمِ اللهِ

۱۲۶۷ ... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اور فرق صرف یہ ہے کہ اس کے بعض طرق میں بسم اللہ ہے اور بعض میں نہیں ہے۔

باب-۱۸۴ باب جواز جماعه امرأته في قبلها من قدامها ومن ورائها من غير تعرض للدبر

بیوی سے فرج میں جماع کرنا خواہ سامنے سے کرے یا پیچھے سے جائز ہے (پاخانہ کے مقام میں حرام ہے)

۱۲۶۸ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ كَانَتِ الْيَهُودُ تَقُولُ إِذَا أَتَى الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ مِنْ دُبُرِهَا فِي قُبُلِهَا كَانَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ فَنَزَلَتْ "نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ"

۱۲۶۸ ابن المنکدرؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا:
"یہودی یہ کہا کرتے تھے کہ مرد جب بیوی سے پیچھے کی جانب سے قبل (سامنے کی راہ) میں جماع کرتا ہے تو اولاد بھینگی ہوتی ہے" (تو ان کے اس غلط تصور کی تردید میں) یہ آیت نازل ہوئی: نساؤکم... الخ کہ عورتیں تمہارے واسطے بمنزلہ کھیتی کے ہیں لہٰذا اپنی کھیتی میں جدھر سے چاہو آؤ"۔

۱۲۶۹ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ يَهُودَ كَانَتْ تَقُولُ إِذَا أُتِيَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ دُبُرِهَا فِي قُبُلِهَا ثُمَّ حَمَلَتْ كَانَ وَلَدُهَا أَحْوَلَ قَالَ فَأُنْزِلَتْ "نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا

۱۲۶۹ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہود نے کہا کہ جب عورت سے پیچھے کی جانب سے اگلے حصے میں جماع کیا جائے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ تو یہ آیت (نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم) نازل ہوئی۔

حرثكم انى شئتم"۔

۱۲۷۰ ...... وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ح قَالَ و حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ابْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ أَيُّوبَ ح قَالَ و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح قَالَ و حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَأَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ قَالُوا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ رَاشِدٍ يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح قَالَ و حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ النُّعْمَانِ عَنِ الزُّهْرِيِّ إِنْ شَاءَ مُجَبِّيَةً وَإِنْ شَاءَ غَيْرَ مُجَبِّيَةٍ غَيْرَ أَنَّ ذَلِكَ فِي صِمَامٍ وَاحِدٍ

۱۲۷۰ - اس سند مذکورہ سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ حضرت زہریؒ سے مروی ہے کہ وہ کہتے تھے چاہے تو اوندھے منہ لٹا کر جماع کرے اور چاہے تو سیدھا لٹا کر وطی کرے (دونوں طرح جائز ہے) لیکن یہ کہ دخول ایک ہی سوراخ میں ہو (جو قُبُل یعنی آگے کی راہ ہے)۔ ❶

باب۔۱۸۵ باب تحريم امتناعها من فراش زوجها

بیوی کے لئے شوہر کو جماع سے روکنا جائز نہیں

۱۲۷۱ ... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا

۱۲۷۱ - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب عورت اپنے شوہر کا بستر چھوڑ کر رات گذارتی ہے تو صبح تک ملائکہ اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں"۔

❶ قرآن کریم کی آیت میں عورتوں کو کھیتی سے مشابہت دی۔ اور وہ کھیتی عورت کی قُبُل (آگے کی شرمگاہ) ہے جس میں مرد کی منی بمنزلہ تخم اور تخم کے ہے جس کے نتیجہ میں اولاد کی پیدائش ہوتی ہے۔ ان احادیث کی بناء پر علامہ نووی فرماتے ہیں کہ بیوی سے قُبُل میں ہر طرح سے وطی کرنا جائز ہے خواہ چت لٹا کر کرے خواہ کروٹ پر کرے خواہ کھڑے ہو کر خواہ بیٹھ کر خواہ سامنے کی جانب سے خواہ پیچھے کی جانب سے مگر ہو کھیتی میں اور وہ قُبُل ہے جب کہ دبر کھیتی نہیں ہو سکتی کہ وہ علوق اور حمل کا محل ہی نہیں۔ اور ان احادیث کی بناء پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ دبر میں وطی کرنا حرام ہے اور ایسا کرنے والا ملعون ہے بموجب حدیث۔ حتی کہ انسان تو انسان جانوروں میں بھی دبر میں وطی حلال نہیں۔ کذا ذکرہ النووی فی شرحہ ملخصاً (شرح نووی علی صحیح مسلم ص ۴۶۳)

باتت المرأة هاجرة فراش زوجها لعنتها الملائكة حتى تصبح.

۱۲۷۲　وحدثنيه يحيى بن حبيب قال حدثنا خالد يعني ابن الحارث قال حدثنا شعبة بهذا الإسناد وقال حتى ترجع

۱۲۷۲　اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اس میں صبح تک کے بجائے یہ الفاظ ہیں کہ: جب تک لوٹے اس وقت تک لعنت کرتے رہتے ہیں۔

۱۲۷۳　حدثنا ابن أبي عمر قال حدثنا مروان عن يزيد يعني ابن كيسان عن أبي حازم عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ والذي نفسي بيده ما من رجل يدعو امرأته إلى فراشها فتأبى عليه إلا كان الذي في السماء ساخطا عليها حتى يرضى عنها.

۱۲۷۳　حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو مرد بھی اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلاتا ہے اور وہ انکار کرتی ہے تو وہ ذات جو آسمان پر ہے اس پر ناراض ہوتی ہے یہاں تک کہ شوہر اس سے راضی ہو جائے"۔

۱۲۷۴　وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب قالا حدثنا أبو معاوية ح قال وحدثني أبو سعيد الأشج قال حدثنا وكيع ح قال وحدثني زهير بن حرب واللفظ له قال حدثنا جرير كلهم عن الأعمش عن أبي حازم عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ إذا دعا الرجل امرأته إلى فراشه فلم تأته فبات غضبان عليها لعنتها الملائكة حتى تصبح

۱۲۷۴　حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جب کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے (صحبت و جماع کے لئے) اور وہ انکار کردے اور اس طرح رات گزارے کہ مرد اس پر غصہ اور ناراض ہو تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں"۔

باب-۱۸۶　باب تحريم إفشاء سر المرأة

عورت کا راز ظاہر کرنا حرام ہے

۱۲۷۵　حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا مروان بن معاوية عن عمر بن حمزة العمري قال حدثنا عبد الرحمن بن سعد قال سمعت أبا سعيد الخدري يقول قال رسول الله ﷺ إن من أشر الناس عند الله منزلة يوم القيامة الرجل يفضي إلى امرأته وتفضي إليه ثم ينشر سرها

۱۲۷۵　حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ بدتر شخص اللہ کے نزدیک وہ ہوگا کہ وہ اپنی بیوی سے جماع کرے اور بیوی اس سے کرے، پھر وہ بیوی کا راز ظاہر کرتا پھرے"۔

۱۲۷۶　وحدثنا محمد بن عبد الله بن نمير وأبو

۱۲۷۶　ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْأَمَانَةِ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلَ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ وَتُفْضِي إِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ إِنَّ أَعْظَمَ

ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے بڑی امانت یہ ہوگی کہ کوئی مرد اپنی بیوی سے صحبت کرے اور وہ عورت اس سے صحبت کرے پھر مرد، بیوی کے راز کو ظاہر کرے (یہ بات چھپانا سب سے بڑی امانت ہے اور اسے ظاہر کرنا امانت میں سب سے بڑی خیانت ہے)۔"[1]

باب-۱۸۷

باب حكم العزل

عزل کا بیان

۱۲۷۷ ...... وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي رَبِيعَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو صِرْمَةَ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فَسَأَلَهُ أَبُو صِرْمَةَ فَقَالَ يَا أَبَا سَعِيدٍ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَذْكُرُ الْعَزْلَ فَقَالَ نَعَمْ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَزْوَةَ بَلْمُصْطَلِقِ فَسَبَيْنَا كَرَائِمَ الْعَرَبِ فَطَالَتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَرَغِبْنَا فِي الْفِدَاءِ فَأَرَدْنَا أَنْ نَسْتَمْتِعَ وَنَعْزِلَ فَقُلْنَا نَفْعَلُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا لَا نَسْأَلُهُ فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا مَا كَتَبَ اللهُ خَلْقَ نَسَمَةٍ هِيَ كَائِنَةٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا سَتَكُونُ

۱۲۷۷ حضرت ابن محیریز سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں اور ابو الصرمہ، ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس داخل ہوئے، ابو الصرمہ نے ان سے سوال کیا کہ اے ابو سعید! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو عزل کا تذکرہ کرتے سنا ہے؟

انہوں نے کہا ہاں! ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوۃ المصطلق میں جہاد کیا اور عرب کی شرفاء اور معزز خواتین کو قیدی بنایا، دوران جہاد اپنی عورتوں سے ہمیں طویل عرصہ تک دور رہنا پڑا، ہماری خواہش تھی کہ ہم ان قیدی عورتوں کے بدلے مالی فدیہ بھی حاصل کریں جب کہ ہم ان سے استمتاع بھی کرنا چاہتے تھے اس طرح کہ عزل کریں، پھر ہم نے باہم یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود ہیں ان سے بغیر ہم یہ کیسے کریں (یہ نہیں ہو سکتا)۔

چنانچہ ہم نے آپ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم عزل نہ بھی کرو تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اللہ تعالیٰ نے جس جان کی تخلیق مقرر و مقدر فرمادی ہے قیامت تک وہ ضرور (پیدا) ہو کر رہے گی"۔

۱۲۷۸ ...... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْفَرَجِ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ

۱۲۷۸ ...... ان اسناد سے بھی سابقہ روایت منقول ہے لیکن اس روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ قیامت کے دن

[1] راز سے مراد صحبت و جماع کے عمل کی تفصیلات اس عمل کے دوران عورت کی ادائیں اور حرکات و سکنات اس کی باتیں دوسروں کو بتانا بدترین جرم اور بڑی بے حیائی و بے غیرتی کی بات ہے۔ کیونکہ اس میں ایک تو اپنی بیوی کو دوسروں کے سامنے ظاہر کرنا ہے دوسرے کو اس کی کوئی ضرورت اور فائدہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم

عُقْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ فِي مَعْنَى حَدِيثِ رَبِيعَةَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَإِنَّ اللهَ كَتَبَ مَنْ هُوَ خَالِقٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

تک پیدا کرنے والا کون ہے۔

۱۲۷۹...... حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ قَالَ أَصَبْنَا سَبَايَا فَكُنَّا نَعْزِلُ ثُمَّ سَأَلْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ لَنَا وَإِنَّكُمْ لَتَفْعَلُونَ وَإِنَّكُمْ لَتَفْعَلُونَ وَإِنَّكُمْ لَتَفْعَلُونَ مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ

۱۲۷۹...... حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتلایا کہ: ہم کو کچھ قیدی عورتیں ملیں۔ ہم (جب ان سے صحبت کرتے تو) عزل کیا کرتے تھے پھر اس بارے میں ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"یہ تم ضرور ہی کرتے رہو گے، تم یہ ضرور ہی کرتے رہو گے، تم یہ ضرور ہی کرتے رہو گے، جو جان بھی قیامت تک پیدا ہونے والی ہے (تقدیر الٰہی میں) وہ ضرور ہو کر رہے گی"۔

۱۲۸۰...... وحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْتُ لَهُ سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ نَعَمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا فَإِنَّمَا هُوَ الْقَدَرُ

۱۲۸۰... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم عزل نہ کرو کیونکہ یہ طے شدہ معاملہ ہے

۱۲۸۱ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح قَالَ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ ح قَالَ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَبَهْزٌ قَالُوا جَمِيعًا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي الْعَزْلِ لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا ذَاكُمْ فَإِنَّمَا هُوَ الْقَدَرُ

وَفِي رِوَايَةِ بَهْزٍ قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ لَهُ سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ نَعَمْ

۱۲۸۱...... ان اسناد سے بھی سابقہ روایت منقول ہے ان روایات میں نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے عزل کے بارے میں فرمایا: نہیں تم پر لازم ہے کہ تم ایسا عمل نہ کرو کیونکہ یہ تقدیر کا معاملہ ہے اور بہز کی روایت میں ہے کہ شعبہ نے کہا کہ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ نے ابن ابی سعید سے سنا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں!

۱۲۸۲ وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ

۱۲۸۲ حضرت عبدالرحمٰنؒ بن بشر بن مسعود، ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کر کے فرماتے کہ: نبی ﷺ سے عزل کے

ابْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بِشْرِ بْنِ مَسْعُودٍ رَدَّهُ إِلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا ذَاكُمْ فَإِنَّمَا هُوَ الْقَدَرُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَقَوْلُهُ لَا عَلَيْكُمْ أَقْرَبُ إِلَى النَّهْيِ

بارے میں پوچھا گیا، فرمایا: "اگر تم نہ بھی کرو تب بھی تم پر کچھ نہیں ہے۔ یہ تو صرف مقدر کی بات ہے"۔
محمدؒ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے ارشاد "لا علیکم" یہ نہی سے زیادہ قریب ہے (یعنی اس سے عزل کی ممانعت کا ہونا معلوم ہوتا ہے)۔

۱۲۸۳۔۔۔۔۔وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بِشْرٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ فَرَدَّ الْحَدِيثَ حَتَّى رَدَّهُ إِلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ ذُكِرَ الْعَزْلُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ وَمَا ذَاكُمْ قَالُوا الرَّجُلُ تَكُونُ لَهُ الْمَرْأَةُ تُرْضِعُ فَيُصِيبُ مِنْهَا وَيَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ مِنْهُ وَالرَّجُلُ تَكُونُ لَهُ الْأَمَةُ فَيُصِيبُ مِنْهَا وَيَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ مِنْهُ قَالَ فَلَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا ذَاكُمْ فَإِنَّمَا هُوَ الْقَدَرُ قَالَ ابْنُ عَوْنٍ فَحَدَّثْتُ بِهِ الْحَسَنَ فَقَالَ وَاللَّهِ لَكَأَنَّ هَذَا زَجْرٌ

۱۲۸۳۔۔۔۔۔حضرت عبدالرحمن بن بشر الانصاریؒ سے روایت ہے انہوں نے ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف یہ حدیث منسوب کی کہ انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے سامنے عزل کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کیوں کرتے ہو؟ لوگوں نے کہا: کسی آدمی کی بیوی مرضعہ (دودھ پلانے والی) ہوتی ہے وہ اس سے صحبت کرتا ہے لیکن حمل ہونے کو ناپسند کرتا ہے (کیونکہ دودھ پلانے کی وجہ سے کمزوری، بیماری و دیگر عوارض کا خدشہ لاحق ہوتا ہے) اسی طرح کسی آدمی کی کوئی باندی ہوتی ہے، وہ اس سے صحبت کرتا ہے اور قرار حمل نہیں چاہتا (تاکہ کام کاج میں پریشانی نہ ہو)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نہ بھی کرو تو کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ یہ (حمل کا ہونا یا نہ ہونا) تو تقدیر الٰہی کے تابع ہے"۔ حضرت ابن عون کہتے ہیں کہ میں نے حسن بصریؒ سے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے فرمایا: یہ تو عزل کے بارے میں آپ ﷺ کی ڈانٹ اور زجر ہے۔

۱۲۸۴۔۔۔۔۔وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثْتُ مُحَمَّدًا عَنْ إِبْرَاهِيمَ بِحَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بِشْرٍ يَعْنِي حَدِيثَ الْعَزْلِ فَقَالَ إِيَّايَ حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ قُلْنَا لِأَبِي سَعِيدٍ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُ فِي الْعَزْلِ شَيْئًا قَالَ نَعَمْ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عَوْنٍ إِلَى قَوْلِهِ الْقَدَرُ

۱۲۸۴۔۔۔۔۔معبد بن سیرین کہتے ہیں کہ ہم نے ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ کہا ہاں۔ اور سابقہ حدیث ابن عون بیان کر دی۔

۱۲۸۵۔۔۔۔۔حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَأَحْمَدُ

۱۲۸۵۔ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

بْنُ عَبْدَةَ قَالَ ابْنُ عَبْدَةَ أَخْبَرَنَا وَ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ ذُكِرَ الْعَزْلُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ وَلِمَ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ أَحَدُكُمْ وَلَمْ يَقُلْ فَلَا يَفْعَلْ ذَٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَإِنَّهُ لَيْسَتْ نَفْسٌ مَخْلُوقَةٌ إِلَّا اللهُ خَالِقُهَا

رسول اللہ ﷺ کے سامنے عزل کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی ایسا کیوں کرتا ہے؟ البتہ یہ نہیں فرمایا کہ: کوئی بھی ایسا نہ کرے۔ اس لئے کہ جو بھی جان پیدا ہونے والی ہے اللہ ہی اس کا خالق ہے (تمہارا عزل کرنا نہ کرنا اس کی قدرت میں حائل نہیں ہو سکتا)۔

۱۲۸۶ ..... حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ صَالِحٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَبِي الْوَدَّاكِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ سَمِعَهُ يَقُولُ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ مَا مِنْ كُلِّ الْمَاءِ يَكُونُ الْوَلَدُ وَإِذَا أَرَادَ اللهُ خَلْقَ شَيْءٍ لَمْ يَمْنَعْهُ شَيْءٌ

۱۲۸۶ ..... حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: ہر پانی (منی) سے اولاد نہیں ہوتی ہے؟ اور جب اللہ تعالیٰ کسی نفس کے پیدا کرنے کا ارادہ کر لے تو کوئی چیز اسے روک نہیں سکتی (لہٰذا عزل کرنا بیکار ہے)۔

۱۲۸۷ ..... حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ الْهَاشِمِيُّ عَنْ أَبِي الْوَدَّاكِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۱۲۸۷ ..... حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث ہی کی طرح روایت بیان فرمائی ہے۔

۱۲۸۸ ..... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ لِي جَارِيَةً هِيَ خَادِمُنَا وَسَانِيَتُنَا وَأَنَا أَطُوفُ عَلَيْهَا وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ فَقَالَ اعْزِلْ عَنْهَا إِنْ شِئْتَ فَإِنَّهُ سَيَأْتِيهَا مَا قُدِّرَ لَهَا فَلَبِثَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ إِنَّ الْجَارِيَةَ قَدْ حَبِلَتْ فَقَالَ قَدْ أَخْبَرْتُكَ أَنَّهُ سَيَأْتِيهَا مَا قُدِّرَ لَهَا

۱۲۸۸ ..... حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میری ایک باندی ہے، وہ ہماری خادمہ بھی ہے اور پانی بھی لاتی ہے، جب کہ میں اس سے صحبت بھی کرتا ہوں اور مجھے پسند نہیں کہ اسے حمل ہو جائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو عزل کر لے، اس واسطے کہ جو اس کے مقدر میں ہے وہ پیدا کر دے گی۔

پھر وہ چند دنوں بعد آیا اور کہنے لگا کہ اس باندی کو تو حمل ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تو تجھے بتلا دیا تھا کہ جو اس کے مقدر میں ہے وہ ضرور پیدا کر دے گی۔

۱۲۸۹ ..... حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عِيَاضٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ

۱۲۸۹ ..... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ: میری ایک باندی ہے جس سے میں (جماع کے دوران) عزل کرتا ہوں۔

ﷺ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِي جَارِيَةً لِي وَأَنَا أَعْزِلُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ ذٰلِكَ لَنْ يَمْنَعَ شَيْئًا أَرَادَهُ اللهُ قَالَ فَجَاءَ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ الْجَارِيَةَ الَّتِي كُنْتُ ذَكَرْتُهَا لَكَ حَمَلَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس جان کے پیدا کرنے کا اللہ تعالیٰ ارادہ کرلے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔
فرماتے ہیں کہ (کچھ دن بعد) وہ شخص پھر آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! جس باندی کا میں نے آپ ﷺ سے ذکر کیا تھا وہ حاملہ ہوگئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں (یعنی میں نے جو بات تم سے کہی تھی اپنی طرف سے نہیں کہی تھی، لہٰذا میری بات پوری ہوئی جو میری رسالت کی تصدیق ہے)۔

۱۲۹۰...... وحَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ حَسَّانَ قَاصُّ أَهْلِ مَكَّةَ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ عِيَاضِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ النَّوْفَلِيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِ سُفْيَانَ

۱۲۹۰ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (بقیہ روایت حدیث سفیان کی طرح بیان فرمائی)

۱۲۹۱...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ زَادَ إِسْحَقُ قَالَ سُفْيَانُ لَوْ كَانَ شَيْئًا يُنْهَى عَنْهُ لَنَهَانَا عَنْهُ الْقُرْآنُ

۱۲۹۱ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم عزل کرتے تھے جب کہ قرآن نازل ہو رہا تھا۔
حضرت اسحاقؒ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ: سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ: اگر عزل برا ہوتا تو قرآن ہمیں اس سے منع کر دیتا۔

۱۲۹۲...... وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ لَقَدْ كُنَّا نَعْزِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۱۲۹۲ حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ:
"ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں عزل کیا کرتے تھے"

۱۲۹۳...... وحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ يَعْنِي ابْنَ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ

۱۲۹۳ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں عزل کیا کرتے تھے، اس کی اطلاع نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے ہمیں منع نہیں فرمایا۔[1]

---

[1] عزل کے معنی یہ ہیں کہ آدمی جماع کے وقت دخول کرے اور جب انزال ہونے لگے تو منی کا اخراج رحم میں کرنے کے بجائے باہر کر دے تاکہ استقرار حمل نہ ہو۔
اس کے جواز و عدم جواز کے بارے میں علماء و فقہاء کا اختلاف رہا ہے کیونکہ اس بارے میں احادیث مختلف ہیں جیسا کہ احادیث بالا سے ظاہر ہے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت کردہ احادیث سے عدم جواز اور جابرؓ کی احادیث سے جواز مترشح ہے۔
ان احادیث مختلفہ کی روشنی میں علماء نے فرمایا کہ عزل اگر کسی غرض صحیح مثلاً عورت کا کمزور ہونا استقرار حمل کی۔ (جاری ہے)

۶. فَبَلَغَ ذٰلِكَ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَنْهَنَا

باب-۱۸۸ باب تحريم وطء الحامل المسبية

قیدی حاملہ عورت سے وطی حرام ہے

١٢٩٤- وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أَتَى بِامْرَأَةٍ مُجِحٍّ عَلَى بَابِ فُسْطَاطٍ فَقَالَ لَعَلَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُلِمَّ بِهَا فَقَالُوا نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَلْعَنَهُ

۱۲۹۴ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک خیمہ کے دروازہ پر سے گذرے وہاں ایک عورت کو دیکھا جو وضع حمل کے قریب تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا شاید وہ شخص (جس کی قسمت میں یہ آگئی ہے) اس سے جماع کا ارادہ رکھتا ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا ارادہ ہے کہ اسے ایسی لعنت کروں جو اس کے ساتھ قبر میں جائے۔ وہ کیسے اس (ہونے والے) لڑکے کا وارث ہو سکتا

(گذشتہ سے پیوستہ) صورت میں کسی عضو کے ضائع ہونے یا جان کا خطرہ ہو تو غیرہ کی بناء پر ہو تو جائز ہے بشرطیکہ یہ انفرادی طور پر ہو۔ البتہ اگر کسی غرض فاسد مثلاً اندیشہ افلاس و فقر' یا لڑکی ہونے کی بدنامی کا خوف وغیرہ کی بناء پر ہو تو ایسی صورت میں عزل ناجائز ہے۔

جب کہ احادیث بالا میں بھی یہ بتا دیا کہ کسی کا عزل کرنا یا نہ کرنا تخلیق اولاد میں مانع نہیں ہو سکتا چنانچہ دور حاضر میں بھی اس کی کئی مثالیں سامنے ہیں کہ عزل کے باوجود استقرار حمل ہو گیا اور احادیث بالا میں بھی اس کی مثال موجود ہے۔ لہٰذا اولاد نہ ہونے اور حمل کا استقرار سے بچنے کے لئے بعض صورتوں میں عزل اگرچہ جائز ہے لیکن بے فائدہ ہے۔

ضبط ولادت یا خاندانی منصوبہ بندی (BIRTH CONTROL)

موجودہ زمانہ میں خاندانی منصوبہ بندی یا "برتھ کنٹرول" یا "فیملی پلاننگ" کے نام سے جو تحریکیں چل رہی ہیں ان کے عدم جواز میں کوئی شبہ نہیں یہ تحریک چلانا اور اس پر اور ایسی تحریک کے پروگرام پر عمل کرنا قطعاً ناجائز ہے۔ اول تو اس لئے اسلام میں اگر کہیں کسی مقام پر ضبط ولادت کی اجازت ہے تو وہ انفرادی طور پر ہے لیکن اس کو ایک عالمگیر تحریک بنالینا قطعاً نادرست ہے۔ دوسرے اس تحریک کی غرض بھی بالکل فاسد ہے جس کی بناء پر اس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ کیونکہ اس کا منشاء قرآن کے الفاظ میں "خشیت املاق" ہے یعنی افلاس کے ڈر اور وسائل حیات و ذرائع آمدنی میں کمی کی بناء پر یہ تحریک چلائی جارہی ہے اور یہ منشاء بنص قرآن فاسد ہے اور ولا تقتلوا أولادكم خشية إملاق میں داخل ہے۔

اس میں بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ یہ حکم قرآن تو قتل اولاد کے ساتھ مختص ہے صحیح نہیں کیونکہ قتل اولاد کے مختلف راستے اور مختلف صورتیں ہیں اور حدیث میں بھی اس کو وأد الخفی فرمایا گیا ہے اور علماء نے فرمایا کہ ہر وہ عمل جس سے بخوف مفلسی تحدید نسل ہوتی ہو جائز نہیں ہے۔

دراصل یہ تحریک باری تعالیٰ کے نظام ربوبیت میں دخل اندازی ہے اور اسے اپنے ہاتھ میں لینے کے مترادف ہے کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے: وما من دابة في الأرض إلا على الله رزقها الآیۃ زمین میں جو بھی چلنے پھرنے والا ذی نفس ہے اس کا حق اللہ کے ذمہ ہے۔ اور قانون قدرت یہ ہے کہ ہر زمانہ میں پیداوار کی مقدار اس دور کی ضروریات کے مطابق ہوتی ہے' مثلاً پرانے زمانہ میں تمام سفر گھوڑوں وغیرہ پر ہوتے تھے لہٰذا اس دور میں سفر میں کام آنے والے جانوروں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہوتی تھی ہمارے دور میں چونکہ سفر کے لئے دوسرے ذرائع مہیا ہو گئے لہٰذا اب جانور کی نسل بھی کم ہو گئی۔ بہرکیف! جن مقاصد کے تحت یہ تحریک چلائی جارہی ہے وہ مقاصد بالکل باطل ہیں اور ایسی کسی تحریک کے پروگرام کو جائز نہیں کہا جا سکتا۔ اس مسئلہ کی تفصیل کے لئے: ضبط ولادت کی "شرعی حیثیت" نامی کتاب کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

لَعَنًا يَدْخُلُ مَعَهُ قَبْرَهُ كَيْفَ يُوَرِّثُهُ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهُ كَيْفَ يَسْتَخْدِمُهُ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهُ

ہے وہ اس کے لئے حلال نہیں اور وہ کیسے (اس ہونے والے لڑکے کو غلام بنا کر) اس سے خدمت لے گا حالانکہ وہ اس کے لئے حلال نہیں۔

(اگرچہ اس پر اتفاق ہے کہ جو عورتیں جہاد سے قیدی بن جائیں وہ اپنے شوہروں کے لئے حرام ہو جاتی ہیں اور ان سے صحبت کرنا حلال ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی حاملہ عورت ہو تو اس سے وضع حمل سے قبل صحبت و جماع کرنا حرام ہے کیونکہ اس میں نسب مشکوک و مشتبہ ہو جائے گا۔ قاضی عیاض مالکیؒ نے فرمایا کہ یہ اس حدیث کے بھی خلاف ہے جس میں فرمایا کہ: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنا پانی (منی) دوسرے کے لڑکے (نطفہ اور حمل) کو نہ پلائے۔

۱۲۹۵۔۔۔۔۔ و حَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ح قَالَ و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ

۱۲۹۵۔۔۔۔۔ اس سند کے ساتھ بھی سابقہ حدیث کی طرح روایت منقول ہے۔

باب-۱۸۹ باب جواز الغيلة وهي وطي المرضع وكراهة العزل

مرضعہ سے وطی جواز اور عزل کی کراہت کا بیان

۱۲۹۶۔۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ ح قَالَ و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ الْأَسَدِيَّةِ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهَى عَنِ الْغِيلَةِ حَتَّى ذَكَرْتُ أَنَّ الرُّومَ وَفَارِسَ يَصْنَعُونَ ذَلِكَ فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ وَأَمَّا خَلَفٌ فَقَالَ عَنْ جُذَامَةَ الْأَسَدِيَّةِ قَالَ مُسْلِم وَالصَّحِيحُ مَا قَالَهُ يَحْيَى بِالدَّالِ غير منقوطة

۱۲۹۶۔۔۔۔۔ حضرت جدامہ[1] بنت وھب الاسدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: میں نے یہ ارادہ کیا کہ "غیلہ" سے منع کردوں، پھر مجھے یاد آیا کہ روم اور فارس والے "غیلہ" کرتے ہیں تو ان کی اولاد کو تو نقصان نہیں ہوتا۔

۱۲۹۷۔۔۔۔۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا الْمُقْرِئُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي

۱۲۹۷۔۔۔۔۔ حضرت جدامہ بنت وھب جو عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن تھیں فرماتی ہیں کہ میں چند لوگوں کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

---

[1] بعض حضرات نے جذامہ ذال سے نقل کیا ہے امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ صحیح دال سے ہے جدامہ۔

أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ أُخْتِ عُكَّاشَةَ قَالَتْ حَضَرْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي أُنَاسٍ وَهُوَ يَقُولُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهَى عَنِ الْغِيلَةِ فَنَظَرْتُ فِي الرُّومِ وَفَارِسَ فَإِذَا هُمْ يُغِيلُونَ أَوْلَادَهُمْ فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ ذَلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَأَلُوهُ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَلِكَ الْوَأْدُ الْخَفِيُّ زَادَ عُبَيْدُ اللهِ فِي حَدِيثِهِ عَنِ الْمُقْرِئِ وَهِيَ "وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ"

حاضر ہوئی آپ فرما رہے تھے: میں نے "غیلہ" سے منع کرنے کا ارادہ کیا، پھر میں نے روم و فارس والوں کو دیکھا تو وہ تو غیلہ کرتے ہیں اپنی اولاد میں اور ان کی اولاد کو کوئی ضرر و نقصان کچھ بھی نہیں ہوتا۔
پھر لوگوں نے آپ ﷺ سے عزل کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا: وہ تو وأد خفی (یعنی خفیہ طور پر زندہ درگور) کرنا ہے۔ عبید اللہ نے اپنی حدیث میں یہ بھی کہا کہ مقری نے یہ حدیث بیان کر کے قرآن کی آیت بھی پڑھی۔ واذا الموؤدة سئلت کہ زندہ درگور کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا۔
(یعنی عزل کرنا بھی در حقیقت ایک طرح سے زندہ درگور کرنا ہی ہے)۔

۱۲۹۸ ۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَقَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ الْقُرَشِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ الْأَسَدِيَّةِ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ فِي الْعَزْلِ وَالْغِيلَةِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ الْغِيَالِ

۱۲۹۸ حضرت جدامہ بنت وھب اسدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ (بقیہ حدیث سعید بن ابی ایوب کی عزل اور غیلہ کے بارے میں حدیث ذکر کی) لیکن اس روایت میں غیلہ کی بجائے غیال کا لفظ ہے۔

۱۲۹۹ ۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَ وَالِدَهُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّي أَعْزِلُ عَنِ امْرَأَتِي فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِمَ تَفْعَلُ ذَلِكَ فَقَالَ الرَّجُلُ أُشْفِقُ عَلَى وَلَدِهَا أَوْ عَلَى أَوْلَادِهَا فَقَالَ

۱۲۹۹ حضرت سعید بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور کہا کہ: "میں اپنی بیوی سے عزل کرتا ہوں۔ فرمایا کہ تم یہ کیوں کرتے ہو؟ اس آدمی نے کہا میں اس کے لڑکے یا اولاد کے بارے میں ڈرتا ہوں (ہونے والی اولاد) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اس کا ضرر ہوتا تو یہ فارس و روم کے لوگوں کو بھی نقصان پہنچاتا۔
حضرت زہیر کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ایسا ہی ہے تو پھر یہ عمل فارس و روم کے لوگوں کو نقصان کیوں نہیں پہنچاتا؟ ❶

۲۳❶ غیلہ کا مطلب مرضعہ یعنی دودھ پلانے والی عورت سے جماع ہے۔ اور ابن السکیت نے کہا کہ غیلہ کا مطلب حاملہ عورت سے دودھ پلوانا ہے۔ لیکن اکثر محدثین نے پہلے معنی کو اختیار کیا ہے۔
اہل عرب کے یہاں حالت رضاعت میں استقرار حمل کو پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ ایسا ہونے سے لڑکا یا ہونے والی اولاد کمزور ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں ایام رضاعت میں جماع کرنے سے دودھ کم ہو جاتا ہے اور دودھ میں کوئی بیماری بھی ہو جاتی ہے جس کے پینے سے کمزوری و لاغری پیدا ہوتی ہے۔ (جاری ہے)

رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَوْ كَانَ ذٰلِكَ ضَارًا ضَرَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ

وَ قَالَ زُهَيْرٌ فِي رِوَايَتِهِ إِنْ كَانَ لِذٰلِكَ فَلَا مَا ضَارَ

ذٰلِكَ فَارِسَ وَلَا الرُّوْمَ

تم أبواب النكاح من صحيح للإمام المسلم

صباح يوم الاقلين بعون الله و توفيقه

اللهم اغفر لي، ولوالديه وسائر المسلمين

(گذشتہ سے پیوستہ) نبی ﷺ نے اس خوف ضرر کی بناء پر پہلے ارادہ فرمایا کہ اس سے منع کر دیں کہ: تم لوگ حالت رضاعت میں جماع مت کیا کرو"۔ لیکن جب آپ نے غور فرمایا تو معلوم ہوا کہ اہل فارس و روم بھی ایسا ہی کرتے ہیں ان کی اولاد کو تو کوئی ضرر نہیں پہنچتا۔ لہٰذا اس صورت سے ضرر یقینی نہیں اور غالبًا یہ بد عقیدگی ہو اس لئے آپ نے اس سے منع نہیں فرمایا اور معلوم ہو گیا کہ غیلہ جائز ہے۔ واللہ اعلم

كتاب الرضاع

كتاب الرضاع

رضاعت کے مسائل

۱۳۰۰۔۔۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا وَإِنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَعَمْ إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ

۱۳۰۰۔۔۔ حضرت عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں بتلایا کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ ان کے گھر میں تھے اور انہوں نے (عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے) ایک آدمی کی آواز سنی جو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں آنے کی اجازت مانگ رہا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ آدمی آپ کے گھر میں جانے کی اجازت مانگ رہا ہے (کون ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میرا خیال ہے کہ یہ فلاں شخص ہے جو حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رضاعی چچا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر فلاں شخص ان کا رضاعی چچا (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رضاعی چچا) زندہ ہوتا تو کیا وہ بھی میرے ہاں آسکتا تھا؟ فرمایا: ہاں "رضاعت سے بھی وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو ولادت سے ہوتی ہے"۔

۱۳۰۱۔ وحَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح قَالَ و حَدَّثَنِي أَبُو مَعْمَرٍ إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْهُذَلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِيدِ جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ

۱۳۰۱۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "رضاعت سے بھی وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو ولادت (نسب) سے حرام ہوتے ہیں"۔

۱۳۰۲۔ و حَدَّثَنِيهِ إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ

۱۳۰۲۔ اس سند سے بھی سابقہ حدیث ہشام بن عروہ کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

۱۳۰۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى

۱۳۰۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ افلح،

مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ أَنْ أُنْزِلَ الْحِجَابُ قَالَتْ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ آذَنَ لَهُ عَلَيَّ

ابوالقعیس کے بھائی جو ان کے (عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے) رضاعی چچا تھے، نزول حجاب (پردہ کے احکام) آنے کے بعد ان کے پاس آئے اور (اندر آنے کی) اجازت طلب کی تو میں نے انکار کر دیا اجازت دینے سے۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کو بتلایا اپنے طرز عمل کے بارے میں۔ آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں انہیں (رضاعی چچا کو) اجازت دے دیا کروں۔

۱۳۰۴ ـــ وحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَتَانِي عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَفْلَحُ بْنُ أَبِي قُعَيْسٍ فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ وَزَادَ قُلْتُ إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَ تَرِبَتْ يَدَاكِ أَوْ يَمِينُكِ

۱۳۰۴ ـــ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہی مندرجہ بالا حدیث اس اضافہ کے ساتھ مروی ہے کہ:

"میں نے عرض کیا: "مجھے تو ان کی بیوی نے دودھ پلایا ہے مرد نے تو نہیں پلایا (تو اس سے پردہ کیوں نہ کروں) آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے ہاتھ خاک آلودہ ہوں" (تیرا ناس ہو یہ جملہ اہلِ عرب کا محاورہ ہے اور یہاں حقیقی معنی مراد نہیں ہوتے)۔

۱۳۰۵ ـــ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ جَاءَ أَفْلَحُ أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ وَكَانَ أَبُو الْقُعَيْسِ أَبَا عَائِشَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ وَاللهِ لَا آذَنُ لِأَفْلَحَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَإِنَّ أَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلَكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَتُهُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَنِي يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ فَكَرِهْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَكَ قَالَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ائْذَنِي لَهُ قَالَ عُرْوَةُ فَبِذَلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ حَرِّمُوا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا تُحَرِّمُونَ مِنَ النَّسَبِ

۱۳۰۵ ـــ حضرت عروہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں بتلایا کہ ابوالقعیس کے بھائی افلح آئے اور ان کے (عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے) یہاں آنے کی اجازت مانگی احکام حجاب کے نزول کے بعد۔ ابوالقعیس حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رضاعی باپ تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں افلح کو اجازت نہیں دوں گی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے لوں کیونکہ مجھے ابوالقعیس نے تو دودھ نہیں پلایا ہے، دودھ تو مجھے اس کی بیوی نے پلایا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! افلح ابوالقعیس کے بھائی میرے پاس آئے تھے مجھ سے اجازت مانگ رہے تھے اندر آنے کی، مجھے اچھا نہ لگا کہ انہیں اجازت دوں یہاں تک کہ آپ سے اجازت نہ لے لوں، فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "انہیں اجازت دے دو"۔

حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ اسی بناء پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ "رضاعت سے بھی وہ رشتے حرام جانو جنہیں تم نسب سے حرام جانتے ہو"۔

۱۳۰۶ ...وحَدَّثَنَاه عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ جَاءَ أَفْلَحُ أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ وَفِيهِ فَإِنَّهُ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِينُكِ وَكَانَ أَبُو الْقُعَيْسِ زَوْجَ الْمَرْأَةِ الَّتِي أَرْضَعَتْ عَائِشَةَ

۱۳۰۶...اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اس فرق کے ساتھ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:
"وہ تمہارے چچا ہیں تمہارے ہاتھ خاک آلودہ ہوں"۔
اور ابوالقعیس اس عورت کے شوہر تھے جنہوں نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دودھ پلایا تھا۔

۱۳۰۷......و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْمِرَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُلْتُ إِنَّ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ عَمُّكِ قُلْتُ إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ

۱۳۰۷ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میرے رضائی چچا آئے اور میرے پاس آنے کی اجازت چاہی تو میں نے ان کو اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اس وقت تک کہ رسول اللہ ﷺ سے معلوم نہ کرلوں۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ میرے رضائی چچا نے آنے کی اجازت مانگی لیکن میں نے ان کو اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا چچا تیرے پاس آسکتا ہے۔ میں نے عرض کیا: مجھے تو عورت نے دودھ پلایا ہے آدمی نے نہیں پلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تیرا چچا ہے اس لئے تیرے پاس آسکتا ہے۔

۱۳۰۸ ..... و حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا فَذَكَرَ نَحْوَهُ

۱۳۰۸ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ابوالقعیس کے بھائی نے اجازت مانگی۔

۱۳۰۹ ... و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ اسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا أَبُو الْقُعَيْسِ

۱۳۰۹......اس طریق سے بھی سابقہ روایت مروی ہے لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ابوالقعیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت مانگی۔

۱۳۱۰ وحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ قَالَتِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَبُو الْجَعْدِ فَرَدَدْتُهُ قَالَ لِي هِشَامٌ إِنَّمَا هُوَ أَبُو الْقُعَيْسِ فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ أَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ قَالَ فَهَلَّا أَذِنْتِ لَهُ تَرِبَتْ يَمِينُكِ أَوْ يَدُكِ

۱۳۱۰ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے رضائی چچا ابوالجعد نے میرے ہاں آنے کی اجازت مانگی تو میں نے رد کر دیا۔ (ہشام کہتے ہیں کہ ابوالجعد سے مراد ابوالقعیس ہی ہیں) جب نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے انہیں یہ بات بتلائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو تم نے انہیں اجازت کیوں نہ دی۔ تمہارے ہاتھ خاک آلودہ ہوں۔

۱۳۱۱ ... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح

۱۳۱۱ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بتلاتی ہیں کہ ان کے رضائی

قَالَ و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَمَّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ يُسَمَّى أَفْلَحَ اسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا فَحَجَبَتْهُ فَأَخْبَرَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهَا لَا تَحْتَجِبِي مِنْهُ فَإِنَّهُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ

چچا نے جن کا نام افلح تھا ان کے ہاں آنے کی اجازت مانگی تو انہوں نے (عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے) ان سے پردہ کیا، جب رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا ان سے پردہ نہ کرو، اس لئے کہ رضاعت سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے ہوتے ہیں''۔ ❶

۱۳۶۲ — وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ أَفْلَحُ بْنُ قُعَيْسٍ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ فَأَرْسَلَ إِنِّي عَمُّكِ أَرْضَعَتْكِ امْرَأَةُ أَخِي فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ لِيَدْخُلْ عَلَيْكِ فَإِنَّهُ عَمُّكِ

۱۳۶۲ — حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے افلح بن قعیس نے میرے پاس آنے کی اجازت چاہی اور میں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا تو انہوں نے پیغام بھیجا کہ میں آپ کا چچا ہوں۔ میرے بھائی کی بیوی نے آپ کو دودھ پلایا ہے میں نے پھر بھی ان کو اجازت نہ دی۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ تیرے پاس آسکتا ہے کیونکہ وہ تیرا چچا ہے۔

۱۳۶۳ — حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ تَنَوَّقُ فِي قُرَيْشٍ وَتَدَعُنَا فَقَالَ وَعِنْدَكُمْ

۱۳۶۳ — حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ قریش کی خواتین کو اختیار کرتے ہیں نکاح کے لئے اور ہمیں (ہمارے خاندان) کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ کیا تمہارے یہاں بھی کوئی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں احمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ میرے واسطے حلال نہیں

---

❶ ان احادیث کی بناء پر ائمہ مجتہدین اور تمام علماء کا اتفاق ہے کہ رضاعت یعنی دودھ پلانے سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں مثلاً: جس طرح نسبی بیٹی حرام ہے اسی طرح رضاعی بیٹی (جسے دودھ پلایا ہو) وہ بھی حرام ہے۔ جس طرح نسبی بہن حرام ہے اسی طرح رضاعی بہن بھی حرام ہے۔ جس طرح دیگر مزید رشتے نسبی حرام ہیں رضاعاً بھی حرام ہوں گے۔
یہاں ایک مسئلہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے وہ یہ کہ رضاعت کے معاملہ میں حرمت صرف مرضعہ (دودھ پلانے والی) تک منحصر نہیں رہتی بلکہ اس کے شوہر اور اس کے اصول و فروع، بہن بھائی وغیرہ سب میں جاری ہوتی ہے۔ اور اصطلاح فقہ میں اس مسئلہ کو ''مسئلہ لبن الفحل'' کے عنوان سے ذکر کیا جاتا ہے اور تمام علماء و ائمہ مذاہب و فقہاء کا اس پر اتفاق ہے یعنی جس طرح مرضعہ اور اس کے اصول و فروع سب حرام ہو جاتے ہیں اسی طرح مرضعہ کے شوہر اور اس کے اصول و فروع بھی سب حرام ہو جاتے ہیں (تکملہ فتح الملہم ۱/۲۱) مثلاً زید نے ایام رضاعت میں زینب کا دودھ پیا تو زینب اس کی رضاعی ماں ہو گئی اور اس رضاعت کی وجہ سے زینب اس کی تمام بیٹیاں، زینب کی بہنیں، زینب کی ماں وغیرہ سب زید کے لئے حرام ہو جائیں گے یعنی زید ان میں سے کسی سے نکاح نہیں کر سکتا اور ان سے پردہ ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح زینب کا شوہر مثلاً خالد وہ اس رشتہ سے زید کا رضاعی باپ ہو گیا اور اس کے بھی تمام اصول و فروع مثلاً خالد کی بہن یا خالد کی ماں بھی زید کے لئے حرام ہوں گے۔

شيءٍ قلتُ نعم بنتُ حمزة فقال رسولُ الله ﷺ إنها لا تحلُّ لي إنها ابنةُ أخي من الرَّضاعة

کیونکہ وہ میری رضائی بھتیجی ہے"۔

۱۳۶۴ ـــ و حدَّثنا عثمانُ بنُ أبي شيبة وإسحٰقُ بنُ إبراهيم عن جرير ح قال و حدَّثنا ابنُ نُمير قال حدَّثنا أبي ح قال و حدَّثنا محمدُ بنُ أبي بكر المُقدَّميُّ قال حدَّثنا عبدُ الرحمٰن بنُ مهديٍّ عن سفيان كلُّهم عن الأعمش بهذا الإسناد مثلهُ۔

۱۳۱۴ ان اسناد سے بھی سابقہ حدیث ہی کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

۱۳۶۵ ـــ وحدَّثنا هدَّابُ بنُ خالد قال حدَّثنا همَّامٌ قال حدَّثنا قتادةُ عن جابر بن زيد عن ابن عبَّاس أنَّ النبيَّ ﷺ أُريد على ابنة حمزة فقال إنها لا تحلُّ لي إنها ابنةُ أخي من الرَّضاعة ويحرُمُ من الرَّضاعة ما يحرُمُ من الرَّحِم

۱۳۱۵ ـــ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی سے نکاح کے لئے عرض کیا گیا تو فرمایا: وہ میرے لئے حلال نہیں کیونکہ وہ میری رضائی بھتیجی ہے۔ اور رضاعت سے وہ سارے رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو رحم (نسب) سے حرام ہوتے ہیں۔

۱۳۶۶ ـــ و حدَّثناه زهيرُ بنُ حرب قال حدَّثنا يحيى وهو القطَّانُ ح قال و حدَّثنا محمدُ بنُ يحيى بن مهران القُطَعيُّ قال حدَّثنا بشرُ بنُ عمر جميعاً عن شعبة ح قال و حدَّثناه أبو بكر بنُ أبي شيبة قال حدَّثنا عليُّ بنُ مسهر عن سعيد بن أبي عروبة كلاهما عن قتادة بإسناد همَّام سواءً غير أنَّ حديث شعبة انتهى عند قوله ابنةُ أخي من الرَّضاعة وفي حديث سعيد وإنَّه يحرُمُ من الرَّضاعة ما يحرُمُ من النَّسب وفي رواية بشر بن عمر سمعتُ جابر بن زيد

۱۳۱۶ ـــ یہی سابقہ حدیث ان مختلف اسناد سے بھی منقول ہے۔ سعید کی روایت میں یہ ہے کہ رضاعت سے بھی وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں اور بشر بن عمر کی روایت میں یہ ہے کہ میں نے حضرت جابر بن زید سے سنا۔

۱۳۶۷ ـــ وحدَّثنا هارونُ بنُ سعيد الأيليُّ وأحمدُ بنُ عيسى قالا حدَّثنا ابنُ وهب قال أخبرني مخرمةُ بنُ بُكير عن أبيه قال سمعتُ عبدَ الله بنَ مسلم يقولُ سمعتُ محمدَ بنَ مسلم يقولُ سمعتُ حُميدَ بنَ عبد الرحمٰن يقولُ سمعتُ أمَّ سلمة زوجَ النبيِّ

۱۳۱۷ ـــ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ مطہرہ نبی ﷺ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ! حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی سے آپ کہاں ہیں؟ (آپ ﷺ کو ان کا خیال نہیں ہے) یا کہا گیا کہ آپ ﷺ حمزہ بن عبد المطلب کی بیٹی کے لئے پیغام نکاح کیوں نہیں دیتے؟ فرمایا کہ

ﷺ تقول قيل لرسول الله ﷺ أين أنت يا رسول الله عن ابنة حمزة أو قيل ألا تخطب بنت حمزة بن عبد المطلب قال إن حمزة أخي من الرضاعة

"حمزہ میرے (چچا ہونے کے علاوہ) رضاعی بھائی بھی ہیں"۔

۱۳۱۸ ... حدثنا أبو كريب محمد بن العلاء قال حدثنا أبو أسامة قال أخبرنا هشام قال أخبرني أبي عن زينب بنت أم سلمة عن أم حبيبة بنت أبي سفيان قالت دخل علي رسول الله ﷺ فقلت له هل لك في أختي بنت أبي سفيان
فقال أفعل ماذا قلت تنكحها قال أو تحبين ذلك قلت لست لك بمخلية وأحب من شركني في الخير أختي قال فإنها لا تحل لي -
قلت فإني أخبرت أنك تخطب درة بنت أبي سلمة قال بنت أم سلمة قلت نعم
قال لو أنها لم تكن ربيبتي في حجري ما حلت لي إنها ابنة أخي من الرضاعة أرضعتني وأباها ثويبة فلا تعرضن علي بناتكن ولا أخواتكن

۱۳۱۸۔ حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک بار میرے پاس تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ کیا آپ ﷺ کو میری بہن بنت ابوسفیان میں کوئی رغبت ہے؟ (اس وقت حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علم میں یہ بات نہ تھی کہ دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے یا غالباً وہ سمجھتی ہوں گی کہ حضور علیہ السلام کو اس کی امتیازی خصوصیت کے ساتھ اجازت ہوگی۔ کمافی تکملہ) آپ ﷺ نے فرمایا: میں کیا کروں؟ میں نے عرض کیا کہ اس سے نکاح کرلیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں یہ بات پسند ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں تنہا تو ہوں نہیں آپ کے نکاح میں (کہ سوکن کا مسئلہ ہو) اور یہ چاہتی ہوں کہ جو میرے ساتھ اس خیر میں (آپ کے عقد میں آنے کی خیر) میں شریک ہو وہ میری بہن ہی ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ میرے واسطے حلال نہیں۔
میں نے عرض کیا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ نے دُرّہ بنت ابی سلمہ کو پیغام نکاح دیا ہے؟ فرمایا: کیا ام سلمہ کی بیٹی سے؟ میں نے کہا جی۔ فرمایا: اگر وہ میری گود میں پرورش نہ پاتی تب بھی وہ میرے واسطے حلال نہ ہوتی کہ وہ میری رضاعی بھتیجی ہے۔ تو ثویبہ نے مجھے اور اس کے والد کو دودھ پلایا ہے اور تم لوگ اپنی بیٹیاں اور بہنیں میرے سامنے پیش نہ کیا کرو۔ ❶

۱۳۱۹ وحدثنيه سويد بن سعيد قال حدثنا يحيى بن زكريا بن أبي زائدة ح قال و حدثنا عمرو الناقد قال حدثنا الأسود بن عامر قال أخبرنا زهير

۱۳۱۹۔ اس سند سے بھی سابقہ حدیث کی طرح روایت منقول ہے۔

---

❶ ربیبہ بیوی کی بیٹی کو کہتے ہیں جو دوسرے شوہر سے ہو۔ قرآن کریم نے جہاں پر محرمات ابدیہ بیان کیے ہیں ہے وہاں پر ربیبہ کو بھی داخل کیا ہے "وربائبکم اللاتی فی حجورکم الآیۃ۔ علماء نے فرمایا کہ یہاں پر فی حجورکم کی قید شرط نہیں ہے حرمت کے لئے بلکہ اس قید کے بغیر بھی اس کی حرمت متفق علیہ ہے۔ یعنی ربیبہ خواہ پرورش وکفالت میں ہو یا نہ ہو ہر حال میں حرام ہے۔ اور حضرت ابو عبیدہ نے جمہور کی دلیل میں حضور علیہ السلام کا مذکورہ بالا قول پیش کیا ہے: کہ تم اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو میرے لئے مت پیش کیا کرو"۔ تو یہاں پر نبی نے اندر کوئی قید نہیں لگائی کہ وہ زیر کفالت ہو یا نہ ہو۔ بہر کیف ربیبہ ہر حال میں محرمات ابدی میں داخل ہے۔ واللہ اعلم ملخصا
(تکملہ فتح الملہم ۱/۳۲-۳۳)

كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ سَوَاءً

۱۳۲۰ ..... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ شِهَابٍ كَتَبَ يَذْكُرُ أَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَتْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللَّهِ انْكِحْ أُخْتِي عَزَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَتُحِبِّينَ ذَلِكِ فَقَالَتْ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَرِكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِنَّ ذَلِكِ لَا يَحِلُّ لِي قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَتْ نَعَمْ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حِجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ

۱۳۲۰ ..... حضرت زینب بنت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ مطہرہ نبی ﷺ نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا یا رسول اللہ! آپ میری بہن عزہ سے نکاح کر لیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں یہ بات پسند ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ کہ میں آپ ﷺ کو ازواج سے خالی تو پاتی نہیں (کہ میں ہی تنہا آپ کی زوجہ ہوں اور مجھے سوکن کا خوف ہو) اور میں چاہتی ہوں کہ اس خیر میں میری بہن شریک ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: وہ میرے لئے حلال نہیں (دو بہنیں ایک ساتھ نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں) پھر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم آپس میں باتیں کرتے ہیں کہ آپ درّہ بنت ابو سلمہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ فرمایا کیا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی سے؟ میں نے کہا جی۔ فرمایا کہ "اگر وہ میری ربیبہ بھی نہ ہوتی اور میری گود میں پرورش بھی نہ پاتی تب بھی وہ میرے لئے حلال نہ تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور اس کے باپ ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ثُوَیبہ نے دودھ پلایا تھا۔ تم اپنی بیٹیاں اور بہنیں میرے سامنے مت پیش کیا کرو"۔

۱۳۲۱ ..... وحَدَّثَنِيهِ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ ح قَالَ وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ نَحْوَ حَدِيثِهِ وَلَمْ يُسَمِّ أَحَدٌ مِنْهُمْ فِي حَدِيثِهِ عَزَّةَ غَيْرُ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ

۱۳۲۱ ..... ان تمام اسناد سے بھی سابقہ حدیث بعینہٖ منقول ہے۔ لیکن ان سب راویوں میں سے یزید بن حبیب کے علاوہ کسی نے بھی اپنی روایت میں عزہ کا نام ذکر نہیں فرمایا۔

باب-۱۹۰ باب في المصة والمصتان

ایک یا دو بار چوسنے کا حکم

۱۳۲۲ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ح قَالَ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

۱۳۲۲ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ح قَالَ وَ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ سُوَيْدٌ وَزُهَيْرٌ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ

"ایک مرتبہ چوسنا اور دو مرتبہ چوسنا حرمتِ رضاعت کیلئے کافی نہیں"۔

۱۳۳۳......حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كُلُّهُمْ عَنِ الْمُعْتَمِرِ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِي فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّي كَانَتْ لِي امْرَأَةٌ

۱۳۳۳...... حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت الحارث فرماتی ہیں کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا، آپ ﷺ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! میری ایک بیوی تھی میں نے اس پر دوسری سے نکاح کر لیا۔ اب میری پہلی بیوی نے یہ دعویٰ کر دیا کہ اس نے میری دوسری بیوی کو ایک یا دو گھونٹ دودھ پلایا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ایک یا دو بار چوسنے سے حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوتی"۔ ❶

---

❶ حرمتِ رضاعت کے ثبوت کے لئے کتنی مقدار میں دودھ پینا شرط ہے؟ اس بارے میں چار مذاہب مشہور ہیں۔ پہلا مذہب امام ابو حنیفہؒ و امام مالک رحمہما اللہ کا ہے کہ دودھ خواہ کتنی ہی مقدار میں پیا ہو اس کی قلیل و کثیر سب مقدار موجبِ حرمت ہے' جو مقدار روزہ دار کا روزہ توڑ دے اتنی مقدار میں دودھ پینے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ ذرا سی بھی مقدار کھانے یا پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ صحابہ میں سے حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، عبداللہؓ بن عباسؓ، عبداللہؓ بن مسعود، جابرؓ بن عبداللہ وغیرہم کا یہی مسلک تھا اور علامہ نوویؒ نے اس کو جمہور علماء کا مذہب قرار دیا ہے۔

دوسرا مذہب داؤد ظاہری' ابو ثور' ابن المنذر وغیرہ کا ہے کہ ایک اور دو گھونٹ سے حرمت ثابت نہیں ہوتی بلکہ تین یا اس سے زائد مرتبہ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔

تیسرا مذہب امام شافعیؒ، امام احمدؒ بن حنبل وغیرہ کا ہے کہ پانچ مرتبہ سے کم پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ صحابہؓ میں سے حضرت عائشہؓ، عبداللہؓ بن زبیرؓ، تابعین میں سے سعیدؒ بن جبیرؒ، عروہؒ بن زبیر، اسحاق بن راھویہ' ابن حزم المحلیؒ وغیرہم کا یہی مذہب ہے۔

چوتھا مذہب یہ ہے کہ دس رضعات یعنی دس گھونٹ سے کم پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اور یہ مذہب منسوب ہے ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کی طرف۔ لیکن شاید انہیں اس کے منسوخ ہونے کا علم نہیں تھا۔ ورنہ یہ ابتداء ہی میں منسوخ ہو چکا تھا۔

اہل مذہب اول کی دلیل قرآن کریم کی آیت: و امھاتکم اللاتی ارضعنکم ہے جس میں مطلق رضاعت ذکر ہے اور رضاعت قلیل و کثیر سب کو عام ہوتی ہے۔ لہٰذا مطلق نصِ قرآن کو اخبارِ آحاد اور قیاس سے مقید کر دینا جائز نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بھی متعدد دلائل کتب فقہ میں احناف کے منقول ہیں۔ تکملہ فتح الملہم میں پانچ قوی دلائل بالتفصیل ذکر کیے گئے ہیں۔

دیگر مذاہب کے بھی مستدلات اور دلائل کتب فقہ میں موجود ہیں جنہیں تکملہ فتح الملہم میں تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے اور ان کے دلائل کا احنافؒ کی طرف سے جواب بھی دیا گیا ہے کہ نصِ قرآنی میں مختلف قیدیں جو لگائی گئی ہیں وہ سب احادیث سے ہیں اور یہ ساری تقییدات منسوخ ہو چکی ہیں۔

علاوہ ازیں امام شافعیؒ کی دلیل کہ قرآن کریم میں پہلے رضعات کا حکم تھا' پھر ان میں سے پانچ رضعات منسوخ کر دی گئیں اور رسول اللہ ﷺ کی وفات تک پانچ رضعات باقی رہیں"۔ اور یہ آیت منسوخ التلاوۃ ہے منسوخ الحکم نہیں ہے۔ اس کا جواب احنافؒ کی طرف سے یہ دیا گیا کہ ابن عباسؓ نے اس کے نسخ کی تصریح کی ہے (کما صرح به الجصاص فی احکام القرآن ۲/۱۵۱) کیونکہ اگر یہ منسوخ ... (جاری ہے)

فَتَزَوَّجْتُ عَلَيْهَا أُخْرَى فَزَعَمَتِ امْرَأَتِي الْأُولَى أَنَّهَا أَرْضَعَتِ امْرَأَتِي الْحُدْثَى رَضْعَةً أَوْ رَضْعَتَيْنِ فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَالْإِمْلَاجَتَانِ

قَالَ عَمْرٌو فِي رِوَايَتِهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ

۱۳۲۴...... وحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ قَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ هَلْ تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ الْوَاحِدَةُ قَالَ لَا

۱۳۲۴...... حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بنو عامر بن صعصعہ کے ایک آدمی نے پوچھا کہ یا نبی اللہ! کیا ایک گھونٹ پلانے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے؟ فرمایا کہ نہیں!

۱۳۲۵...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ حَدَّثَتْ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ لَا تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ أَوِ الرَّضْعَتَانِ أَوِ الْمَصَّةُ أَوِ الْمَصَّتَانِ

۱۳۲۵...... حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ایک گھونٹ یا دو گھونٹ پینا، یا ایک مرتبہ یا دو مرتبہ چوسنا حرمت ثابت نہیں کرتا"۔

۱۳۲۶...... و حَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ عَبْدَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا إِسْحَقُ فَقَالَ كَرِوَايَةِ ابْنِ بِشْرٍ أَوِ الرَّضْعَتَانِ أَوِ الْمَصَّتَانِ وَأَمَّا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فَقَالَ وَالرَّضْعَتَانِ وَالْمَصَّتَانِ

۱۳۲۶...... حضرت ابن عروبہ رضی اللہ عنہ سے ان اسناد کے ساتھ بھی یہ سابقہ حدیث منقول ہے۔ لیکن اس طریق میں اختلاف الفاظ مذکور ہے۔ مطلب و مفہوم ایک ہی ہے۔

۱۳۲۷...... وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ

۱۳۲۷...... حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

(گذشتہ سے پیوستہ)...... نہ ہوتی تو وہ آیت مصاحف میں لکھی ہونی چاہیئے تھی اور نمازوں میں اس کی تلاوت جائز ہوتی۔ لیکن امت کا اس پر اجماع کہ وہ قرآن کی آیت نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس کی قرأت نماز میں جائز ہے نہ مصاحف میں اسے باقی رکھنا جائز ہے۔

اور اس آیت کے منسوخ التلاوۃ ہونے کو تو شوافع بھی تسلیم کرتے ہیں اور منسوخ التلاوت آیات کا حکم بھی اصلاً منسوخ ہوتا ہے البتہ اگر وہ حکم منسوخ نہ ہو تو اس کے عدم نسخ کے لئے دلیل چاہیئے ہوتی ہے۔ لیکن یہاں پر کوئی دلیل عدم نسخ حکم کے موجود نہیں ہے۔

بہر کیف! اس ساری تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ مطلق رضاعت سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے خواہ ایک گھونٹ پیا یا دو گھونٹ یا پانچ گھونٹ یا دس گھونٹ۔ ہر طرح سے حرمت ثابت ہو گی۔ واللہ اعلم (ملخصاً از تکملہ فتح الملہم للشیخ تقی عثمانی ۱/ ۴۰)

السَّرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَالْإِمْلَاجَتَانِ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"ایک یا دو مرتبہ چوسنے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔"

۱۳۲۸ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ أَتُحَرِّمُ الْمَصَّةُ فَقَالَ لَا

۱۳۲۸ - حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ ایک مرتبہ چوسنا حرمت کے لئے کافی ہے؟
آپ ﷺ نے فرمایا نہیں"۔

۱۳۲۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ فِيمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُنَّ فِيمَا

۱۳۲۹ - حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ قرآن میں (حرمت کے بارے میں) دس مرتبہ معلوم طور پر چوسنا حرمت کیلئے ضروری ہے نازل ہوا تھا، پھر پانچ مرتبہ چوسنے کا حکم منسوخ کر دیا گیا (اور پانچ رضعات کا حکم رہ گیا) پس رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو وہ (پانچ رضعات والا حکم) اسی طرح قرآن میں پڑھا جاتا تھا۔[1]

---

[1] حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث بالا سے بظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ پانچ رضعات والی آیت قرآن میں نبی ﷺ کی وفات تک باقی تھی اور اس لحاظ سے اب بھی اسے جزءِ قرآن ہونا چاہئے تھا۔ اور اسی حدیث کی وجہ سے بعض ملحدین مستشرقین اور روافض نے یہ ہذیان بک دیا کہ قرآن اپنی اصل شکل میں موجود نہیں (نعوذ باللہ)۔
اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ یہ سمجھ لیا جائے حضرت عائشہؓ کی مذکورہ بالا حدیث کے آخری جملہ کو اکثر ائمہ حدیث اور محدثین نے معلول قرار دیا ہے جب کہ جن محدثین نے اسے صحیح قرار دیا ہے انہوں نے اس کی تاویل کی ہے اکثر محدثین نے تو فرمایا کہ یہ زیادتی معلول ہے کیونکہ اس زیادتی کو حضرت عائشہؓ سے عبداللہ بن بکر کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا اور وہ اس میں متفرد ہیں اور اس کا کوئی متابع اور شاہد بھی موجود نہیں۔ اور امام ابو جعفر الطحاویؒ نے فرمایا کہ یہ ہمارے نزدیک وہم ہے عبداللہ کا"۔ کیونکہ اس حدیث کو عمرہؒ جنہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ان سے تین افراد نے روایت کیا ہے۔ عبداللہ بن ابی بکر، قاسم بن محمد اور یحییٰ بن سعید الانصاری لیکن صرف عبداللہ بن بکر نے ہی مذکورہ بالا جملہ نقل کیا ہے قاسم بن محمد (جو علم و تفقہ اور فضل و کمال میں عبداللہ سے کہیں بڑھ کر تھے) اور یحییٰ بن سعید دونوں نے یہ زیادتی بیان نہیں کی۔ علاوہ ازیں قاضی ابو بکر بن العربیؒ نے بھی "عارضۃ الاحوذی" میں اسے راوی کا وہم قرار دیا ہے۔
علاوہ ازیں ہم یہ پہلے بیان کر چکے ہیں کہ پانچ رضعات کے صرف شوافع قائل ہیں لیکن وہ بھی اس کے قرآن میں نہ ہونے کے قائل ہیں۔ پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ قرآن میں ایسا کوئی حکم یا آیت نہیں۔ حتیٰ کہ شوافع میں سے علامہ نوویؒ نے بھی اس آیت کو منسوخ تسلیم کیا ہے۔ جب کہ مصنف عبدالرزاق کی روایت سے تقریباً صراحت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پانچ رضعات والی آیت منسوخ ہو چکی ہے۔
بہر حال! اب امت کا اس پر اتفاق و اجماع ہے کہ "خمس رضعات" کے الفاظ قرآن میں نہیں ہیں، اور نہ ہی کوئی اس کی تلاوت کو جائز سمجھتا ہے نہ ہی یہ مصاحف میں لکھے جاتے ہیں۔ لہٰذا معترضین روافض کا قرآن پر اعتراض باطل، فاسد اور اغراضِ فاسدہ کی تکمیل کے لئے ہے۔ واللہ اعلم اس مسئلہ کی مزید تفصیل و توضیح کیلئے۔ (تکملہ فتح الملہم ج ۱، ۳۴ تا ۳۶)

يُقرأ مِنَ القُرآنِ

۱۳۳۰...... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ وَهِيَ تَذْكُرُ الَّذِي يُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَمْرَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ نَزَلَ فِي الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ ثُمَّ نَزَلَ أَيْضًا خَمْسٌ مَعْلُومَاتٌ

۱۳۳۰...... عمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا کہ وہ رضاعت سے حرام ہونے والے (رشتوں کا) تذکرہ کررہی تھیں۔ عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: قرآن میں دس رضعات (دس مرتبہ دودھ چوسنا) نازل ہوا، پھر پانچ مرتبہ چوسنے کے بارے میں بھی نازل ہوا۔

۱۳۳۱...... وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ بِمِثْلِهِ

۱۳۳۱...... حضرت عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سابقہ حدیث ہی کی طرح سنا ہے۔

باب-۱۹۱

باب رضاعة الكبير
بڑی عمر میں رضاعت کا حکم

۱۳۳۲...... حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَرَى فِي وَجْهِ أَبِي حُذَيْفَةَ مِنْ دُخُولِ سَالِمٍ وَهُوَ حَلِيفُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَرْضِعِيهِ قَالَتْ وَكَيْفَ أُرْضِعُهُ وَهُوَ رَجُلٌ كَبِيرٌ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّهُ رَجُلٌ كَبِيرٌ زَادَ عَمْرٌو فِي حَدِيثِهِ وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي عُمَرَ فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

۱۳۳۲...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا، نبی ﷺ کے پاس آئیں اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (شوہر) کے چہرہ پر ناگواری کے اثرات دیکھتی ہوں سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں آنے سے (سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حذیفہ کے مولیٰ تھے) اور سالم حذیفہ کے حلیف ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم اسے دودھ پلادو (اپنا)، انہوں نے عرض کیا کہ میں اسے کیسے دودھ پلاؤں وہ تو بڑی عمر کا مرد ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ وہ بڑی عمر کا مرد ہے (اور وہ غزوۂ بدر میں بھی شریک ہوئے تھے)۔

۱۳۳۳...... وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ الثَّقَفِيِّ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَالِمًا مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ كَانَ مَعَ أَبِي حُذَيْفَةَ وَأَهْلِهِ فِي بَيْتِهِمْ فَأَتَتْ تَعْنِي ابْنَةَ سُهَيْلٍ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ إِنَّ سَالِمًا قَدْ

۱۳۳۳...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولیٰ ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے گھر والوں کے ساتھ ان کے گھر میں رہتے تھے، سہلہ بنت سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (زوجہ ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نبی ﷺ کے پاس آئیں اور کہا کہ: سالم مردوں کی طرح بالغ ہوگیا اور مردوں کی سی عقل رکھنے لگا ہے (یعنی جوان ہوگیا ہے) اور وہ ہمارے پاس آتا ہے

بلغ ما يبلغ الرجال وعقل ما عقلوا وإنه يدخل علينا وإني أظن أن في نفس أبي حذيفة من ذلك شيئا فقال لها النبي ﷺ أرضعيه تحرمي عليه ويذهب الذي في نفس أبي حذيفة فرجعت فقالت إني قد أرضعته فذهب الذي في نفس أبي حذيفة

جب کہ میرا خیال ہے کہ ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں اس کے بارے میں کچھ ناگواری پائی جاتی ہے۔
نبی ﷺ نے فرمایا: تم اسے دودھ پلادو تو وہ تم پر حرام ہو جائے گا اور ابو حذیفہ کے دل میں جو بات (خدشہ) وغیرہ ہوگی وہ ختم ہو جائے گی۔
پھر دوبارہ آئیں اور کہا کہ میں نے سالم کو دودھ پلادیا ہے اور ابو حذیفہ کے دل سے بھی وہ کراہت و ناگواری جاتی رہی۔

۱۳۳۴ ...... وحدثنا إسحق بن إبراهيم ومحمد بن رافع واللفظ لابن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال أخبرنا ابن جريج قال أخبرنا ابن أبي مليكة أن القاسم بن محمد بن أبي بكر أخبره أن عائشة أخبرته أن سهلة بنت سهيل بن عمرو جاءت النبي ﷺ فقالت يا رسول الله إن سالما لسالم مولى أبي حذيفة معنا في بيتنا وقد بلغ ما يبلغ الرجال وعلم ما يعلم الرجال قال أرضعيه تحرمي عليه قال فمكثت سنة أو قريبا منها لا أحدث به وهبته ثم لقيت القاسم فقلت له لقد حدثتني حديثا ما حدثته بعد قال فما هو فأخبرته قال فحدثه عني أن عائشة أخبرتنيه

۱۳۳۴ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولیٰ ابو حذیفہ ہمارے ساتھ ہمارے گھر میں رہتا ہے اور وہ مردوں کی طرح بالغ ہو گیا ہے اور وہ ساری باتیں جاننے لگا ہے جو مرد جانتے ہیں۔
آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اپنا دودھ پلادو تو وہ تم پر حرام ہو جائے گا (رضاعی بیٹا بن جائے گا) ابن ابی ملیکہ (راوی) کہتے ہیں کہ میں اس حدیث کو ایک سال تک بیان کرنے سے رکا رہا اس ڈر سے (کہ کہیں لوگ اسے غلط نہ سمجھیں) پھر میں قاسم بن محمد سے ملا اور کہا کہ آپ نے مجھ سے ایک حدیث بیان کی تھی اور اس کے بعد وہ میں نے کسی سے بیان نہیں کی۔ انہوں نے کہا وہ کونسی؟ میں نے بتلایا تو انہوں نے کہا اسے بیان کرو کہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے (قاسم کو) بتلائی ہے۔

۱۳۳۵ وحدثنا محمد بن المثنى قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن حميد بن نافع عن زينب بنت أم سلمة قالت قالت أم سلمة لعائشة إنه يدخل عليك الغلام الأيفع الذي ما أحب أن يدخل علي قال فقالت عائشة أما لك في رسول الله ﷺ أسوة قالت إن امرأة أبي حذيفة قالت يا رسول الله إن سالما يدخل علي وهو رجل وفي نفس أبي حذيفة منه شيء فقال رسول الله ﷺ أرضعيه حتى يدخل عليك

۱۳۳۵ ... حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:
"آپ کے پاس ایک قریب البلوغ لڑکا آتا ہے، میں تو پسند نہیں کرتی کہ وہ میرے پاس آئے۔
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: کیا تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ (کے طرز عمل میں) اسوۂ حسنہ نہیں ہے؟ بے شک ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے آپ ﷺ سے عرض کیا تھا یا رسول اللہ! بے شک سالم میرے پاس آتا ہے اور وہ پورا مرد ہے جب کہ ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں کچھ ناگواری ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے اپنا دودھ پلادو تاکہ وہ تمہارے پاس آجاسکے۔

۱۳۳۶ ... وحدثني أبو الطاهر وهارون بن سعيد الأيلي واللفظ لهارون قالا حدثنا ابن وهب قال أخبرني مخرمة بن بكير عن أبيه قال سمعت حميد بن نافع يقول سمعت زينب بنت أبي سلمة تقول سمعت أم سلمة زوج النبي ﷺ تقول لعائشة والله ما تطيب نفسي أن يراني الغلام قد استغنى عن الرضاعة فقالت لم قد جاءت سهلة بنت سهيل إلى رسول الله ﷺ فقالت يا رسول الله إني لأرى في وجه أبي حذيفة من دخول سالم قالت فقال رسول الله ﷺ أرضعيه

فقالت إنه ذو لحية فقال أرضعيه يذهب ما في وجه أبي حذيفة فقالت والله ما عرفته في وجه أبي حذيفة

۱۳۳۶۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے یہ پسند نہیں کہ مجھے وہ لڑکا دیکھے جو رضاعت سے مستغنی ہو چکا ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: کیوں؟ حالانکہ سہلہ بنت سہیل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! میں ابو حذیفہ کے چہرہ پر سالم کی آمد کی وجہ سے ناگواری محسوس کرتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو اس کو دودھ پلادے۔ سہلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: وہ داڑھی والا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس کو دودھ پلادے۔ اس سے ابو حذیفہ کے دل میں جو کراہت ہے وہ جاتی رہے گی۔ کہتی ہیں اللہ کی قسم! پھر میں نے ابو حذیفہ کے چہرہ پر ناگواری کے اثرات نہیں دیکھے۔

۱۳۳۷ ... حدثني عبد الملك بن شعيب بن الليث قال حدثني أبي عن جدي قال حدثني عقيل بن خالد عن ابن شهاب أنه قال أخبرني أبو عبيدة بن عبد الله بن زمعة أن أمه زينب بنت أبي سلمة أخبرته أن أمها أم سلمة زوج النبي ﷺ كانت تقول أبى سائر أزواج النبي ﷺ أن يدخلن عليهن أحدا بتلك الرضاعة وقلن لعائشة والله ما نرى هذا إلا رخصة أرخصها رسول الله ﷺ لسالم خاصة فما هو بداخل علينا أحد بهذه الرضاعة ولا رائينا

۱۳۳۷۔ ... حضرت ام سلمہؓ زوجہ مطہرہ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے فرماتی تھیں کہ نبی ﷺ کی تمام ازواج نے انکار کر دیا تھا اس بات سے کہ اس طرح سے بڑی عمر میں رضاعت اور دودھ پی کر کوئی ان کے پاس آئے اور ان سب نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ:

"اللہ کی قسم! ہمارا نہیں خیال سوائے اس کے رسول اللہ ﷺ نے اس کی رخصت صرف خاص سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دی تھی اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے کبھی اس طرح رضاعت کر کے کسی کو ہمارے پاس داخل کیا نہ ہمیں کسی کے سامنے کیا۔

۱۳۳۸ ... حدثني هناد بن السري قال حدثنا أبو الأحوص عن أشعث بن أبي الشعثاء عن أبيه عن مسروق قال قالت عائشة دخل علي رسول الله ﷺ وعندي رجل قاعد فاشتد ذلك عليه ورأيت

۱۳۳۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ میرے پاس تشریف لائے تو میرے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا، آپ ﷺ کو یہ بات بہت سخت ناگوار ہوئی اور میں نے آپ ﷺ کے چہرہ پر غصہ کے اثرات دیکھے تو میں نے فوراً عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرے

الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ فَقَالَ انْظُرْنَ إِخْوَتَكُنَّ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ

رضاعی بھائی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: رضاعی بھائیوں میں بھی ذرا غور سے کام کیا کرو کیونکہ رضاعت بھی وہی معتبر ہے جو بھوک کے وقت ہو۔ (جب بچہ کو دودھ کی ضرورت ہو)۔ [1]

---

[1] حضرت سہلہؓ نے سالمؓ کو دودھ کیسے پلایا؟ ایک صورت تو معروف ہے کہ پستان منہ میں دے کر۔ لیکن یہ ممکن نہیں کیونکہ سالمؓ مرد تھے اجنبی۔ لہٰذا دوسری صورت متعین ہو جاتی ہے وہ یہ کہ سہلہؓ نے اپنا دودھ کسی برتن میں نکالا اور وہ سالمؓ نے پی لیا۔ چنانچہ علامہ ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں اسی احتمال کو بیان کیا ہے' جب کہ تکملہ فتح الملہم میں ایک روایت واقدی سے نقل کی گئی ہے جس میں تصریح ہے اس بات کی کہ سہلہؓ کسی برتن میں مقدار رضاعت کے مطابق دودھ نکالتی تھیں جسے سالم پی لیا کرتے' اور ایسا پانچ روز تک ہوا۔ اور طبقات ابن سعد میں یہی منقول ہے۔ واللہ اعلم

مسئلہ ارضاع الکبیر

یہاں پر دو اہم مسائل رضاعت سے متعلق ہیں۔ پہلا مسئلہ ارضاع الکبیر کا ہے یعنی بڑی عمر کے آدمی کے لئے کسی خاتون کا دودھ پینا جائز ہے یا نہیں؟ اور آیا اگر دودھ پی لیا تو کیا حرمت ثابت ہو جائے گی یا نہیں؟ حضرت عائشہؓ کا یہی مذہب تھا کہ وہ ان دونوں باتوں کو جائز قرار دیتی تھیں اور بعد میں ابن حزمؒ اور ابن تیمیہؒ کا یہی مذہب ہے کہ اگر کسی مرد کا کسی خاتون کے پاس آنا جانا ضروری اور ناگزیر ہو اور پردہ میں مشکل پیش آئے تو ایسا کیا جاسکتا ہے۔ (نیل الاوطار)

لیکن ان کے علاوہ جمہور ائمہ اور علماء کا اتفاق ہے کہ مدتِ رضاعت کے گذرنے کے بعد رضاعت نہ جائز ہے اور نہ ہی اس سے حرمت ثابت ہوگی۔

ان کے دلائل: قرآن کریم کی آیت: حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ہے۔ جس میں مدتِ رضاعت کو دو سال تک بتلایا گیا ہے اس کے علاوہ اسی باب کی آخری حدیث جو حضرت عائشہؓ ہی سے منقول ہے وہ ابن مسعودؓ کی مرفوع روایت' ترمذی میں حضرت ام سلمہؓ کی روایت' مسند ابو داؤد طیالسی میں حضرت جابرؓ کی روایت' موطا امام مالک میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت یہ سب جمہور کے دلائل ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھیے۔ (تکملہ فتح الملہم ار ۵۰)

جہاں تک سہلہؓ اور سالمؓ کے مذکورہ واقعہ کا تعلق ہے تو جمہور کی طرف سے اس کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں لیکن ان میں سب سے بہتر جواب یہی ہے کہ یہ سالمؓ کے ساتھ خاص تھا۔ جیسا کہ ازواج مطہراتؓ نے بھی اسے سالمؓ کی خصوصیت قرار دیا' جیسے کہ ام سلمہؓ کی روایت میں گزر چکا ہے۔

مدت رضاعت کا بیان

دوسرا مسئلہ مدتِ رضاعت سے متعلق ہے کہ رضاعتِ شرعی (جس میں ارضاع (دودھ پلانے سے) حرمت ثابت ہو جاتی ہے) کی مدت کیا ہے؟ جمہور علماء مثلاً: امام شافعیؒ، امام احمدؒ بن حنبل' امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ اور دیگر کے نزدیک رضاعت کی مدت ۲ سال ہے۔ امام زفرؒ کے نزدیک ۳ سال ہے۔

امام مالکؒ کے نزدیک ۲ سال کے بعد بچہ کو کچھ مدت تک دودھ چھوڑنے کی عادت ڈالی جائے گی کیونکہ بچہ ایک دم دودھ نہیں چھوڑتا یہاں تک کہ وہ عادی ہو جائے۔ اور اس مدت کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ ۲ ماہ کی مدت ہے۔ چنانچہ ان کے نزدیک ۲ سال ۲ ماہ مدت رضاعت ہے۔

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ مدتِ رضاعت ڈھائی سال ہے۔ قرآن کریم کی آیت: وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُونَ شَهْرًا سے استدلال کرتے ہوئے۔ اور فرماتے ہیں کہ سورۂ احقاف کی مذکورہ آیت میں "حَمْل" سے مراد بچہ کو گود اور ہاتھوں میں اٹھانا ہے یعنی بچہ کو ڈھائی سال تک ہاتھوں اور گود میں اٹھایا جاتا ہے' لہٰذا یہی مدتِ رضاعت ہے۔ علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے اپنی معرکۃ الآراکتاب' اعلاء السنن میں فرمایا کہ امام صاحب کا مذہب جمہور کے خلاف نہیں اور وہ بھی مدتِ رضاعت ۲ سال تک ہی مانتے ہیں لیکن چونکہ بچہ ایک دم ...... (جاری ہے)

۱۳۳۹...... و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح قَالَ و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح قَالَ و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ مَهْدِيٍّ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ ح قَالَ و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ كُلُّهُمْ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ بِإِسْنَادِ أَبِي الْأَحْوَصِ كَمَعْنَى حَدِيثِهِ غَيْرَ أَنَّهُمْ قَالُوا مِنَ الْمَجَاعَةِ

۱۳۳۹...... ان مختلف اسناد کے ساتھ سابقہ روایت (آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے رضاعی بھائیوں میں ذرا غور سے کام لو کیونکہ رضاعت وہی معتبر ہے جو بھوک کے وقت ہو) منقول ہے۔

باب-۱۹۲ باب جواز وطی المسبیّة بعد الاستبراء وإن کان لها زوجٌ انفسخ نکاحها بالسّبي

قیدی عورت سے استبراء رحم کے بعد وطی جائز ہے

۱۳۴۰...... حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ الْهَاشِمِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

۱۳۴۰...... حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حنین کے روز اوطاس کی طرف ایک لشکر بھیجا، اس لشکر کی دشمن سے مڈ بھیڑ ہوئی، لڑائی کے بعد مسلمان ان پر غالب آگئے اور ان کے بہت سے لوگوں کو قید کر لیا۔

(گذشتہ سے پیوستہ)...... دودھ نہیں چھوڑتا لہٰذا احتیاط کے طور پر چھ ماہ جو اقل مدت حمل ہے وہ اضافہ کر دیا اور امام احمدؒ نے اپنی مؤطا میں یہی فرمایا کہ امام صاحبؒ احتیاط کی بناء پر ۲ سال کے بعد مزید چھ ماہ کی مدت کو مدت رضاعت میں شامل فرماتے تھے۔ اس مسئلہ کی مزید تفصیل کے لئے دیکھئے (تکملہ فتح الملہم ج ۱ ص ۵۴، ۵۵) لہٰذا جن لوگوں نے امام صاحبؒ پر طعن اور زبان درازی کی ہے وہ در حقیقت یہ سمجھ ہی نہیں سکے کہ امام صاحبؒ کا مذہب وقت نظر الفاظ قرآن پر ان کی گہری نظر اور بعض آثار و روایات سے ان کے مذہب کی تائید سے عبارت ہے اور وہ امام صاحب کے مسئلہ اور ان کے محققانہ طریقۂ استدلال کو سمجھے اور اس کی منشاء و مراد تک پہنچے بغیر زبان طعن دراز کرنے لگے اور عصبیت و عناد کی جاہلانہ و ناجائز حرکا شکار ہو گئے حالانکہ یہ طے ہے کہ امام صاحب مجتہد ہیں اور مجتہد کا قول خطاء و صواب دونوں کا احتمال رکھتا ہے۔ واللہ اعلم

البتہ مذہب حنفی میں فتویٰ صاحبین یعنی امام ابو یوسفؒ و محمد رحمہما اللہ کے مذہب پر ہے یعنی جمہور کے مذہب پر۔ کمافی بحر الرائق (۳ ص ۲۲۵) واللہ اعلم

الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ بَعَثَ جَيْشًا إِلَى أَوْطَاسَ فَلَقُوا عَدُوًّا فَقَاتَلُوهُمْ فَظَهَرُوا عَلَيْهِمْ وَأَصَابُوا لَهُمْ سَبَايَا فَكَأَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ تَحَرَّجُوا مِنْ غِشْيَانِهِنَّ مِنْ أَجْلِ أَزْوَاجِهِنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذَلِكَ "وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ" أَيْ فَهُنَّ لَكُمْ حَلَالٌ إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ

رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان قیدی عورتوں سے صحبت کرنے سے باز رہے (اور اسے گناہ سمجھا) ان کے مشرک شوہروں کی وجہ سے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ والمحصنات من النساء الآیۃ یعنی جو عورتیں شوہر والیاں ہیں وہ تم پر حرام ہیں مگر وہ عورتیں جن کے تم مالک بن گئے ہو وہ تمہارے لئے حلال ہیں یعنی جب ان کی عدت گزر جائے۔ (اور یہ عدت ایک حیض ہے)۔

۱۳۴۱...... وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ أَنَّ أَبَا عَلْقَمَةَ الْهَاشِمِيَّ حَدَّثَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ بَعَثَ يَوْمَ حُنَيْنٍ سَرِيَّةً بِمَعْنَى حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْهُنَّ فَحَلَالٌ لَكُمْ وَلَمْ يَذْكُرْ إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ

۱۳۴۱ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے غزوہ حنین کے دن ایک سریہ (چھوٹا لشکر) روانہ فرمایا (بقیہ حدیث حسب سابق بیان فرمائی) لیکن اس روایت میں یہ ہے (الا ما ملکت ایمانکم) یعنی جو تمہارے قبضہ میں آجائیں ان میں سے بھی تمہارے لئے حلال ہے اور اس روایت میں ان کی عدت گزرنے کا ذکر نہیں۔

۱۳۴۲...... وَ حَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۱۳۴۲...... حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت ہی کی طرح حدیث منقول ہے۔

۱۳۴۳...... وَحَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ أَصَابُوا سَبْيًا يَوْمَ أَوْطَاسَ لَهُنَّ أَزْوَاجٌ فَتَخَوَّفُوا فَأُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ "وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ"

۱۳۴۳...... حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اوطاس والے دن کچھ ایسی قیدی عورتیں ہاتھ لگیں جن کے شوہر (مشرک) موجود تھے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان سے صحبت کرنے سے ڈرتے رہے تو یہ آیات نازل کی گئی: والمحصنات من النساء الآیۃ۔ عورتوں میں سے شوہر والی عورتیں تم پر حرام ہیں سوائے ان عورتوں کے جو قید کے ذریعہ تمہاری ملک میں آگئیں۔ ❶

---

❶ اوطاس، مکہ مکرمہ سے تین منزل کے فاصلہ پر بنو ہوازن کے علاقہ میں ایک وادی کا نام ہے۔

اس حدیث سے متعلق چند ضروری مسائل...... امت کا اجماع ہے اس بات پر کہ حربیہ عورت (یعنی دار الحرب میں رہنے والی) اگر مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں مسلمانوں کی قید میں آجائے اور شوہر اس کا مسلمانوں کی قید میں نہ ہو تو اس کا نکاح اپنے شوہر سے فسخ ہو جاتا ہے اور استبراء ہونے (یعنی اس بات کا یقین کہ وہ حاملہ نہیں ہے) کے بعد اس سے وطی کرنا حلال ہے بشرطیکہ وہ عورت کتابی ہو اہل کتاب میں سے ہو' یا قید ہونے کے بعد مسلمان ہو گئی ہو۔ البتہ اگر وہ عورت بت پرست ہے یا مجوسی آتش پرست ہے تو اس سے صحبت حلال نہیں۔ ائمہ اربعہ اور جمہور علماء سلف و خلف کا یہی مذہب ہے۔ (عارضۃ الاحوذی لابن العربی ۵/۲۶) ...(جاری ہے)

١٣٤٤..... و حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۱۳۴۴۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان اسناد کے ساتھ سابقہ حدیث ہی کی طرح روایت مروی ہے۔

باب-۱۹۳ باب الولد للفراش وتوقي الشبهات

اولاد کو باپ کی طرف منسوب کرنا اور اس بارے میں شبہات سے بچنا ضروری ہے

١٣٤٥ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح قَالَ و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتِ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ هَذَا يَا رَسُولَ اللهِ ابْنُ أَخِي عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ انْظُرْ إِلَى شَبَهِهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ هَذَا أَخِي يَا رَسُولَ اللهِ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِي مِنْ وَلِيدَتِهِ فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى شَبَهِهِ فَرَأَى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ قَالَتْ فَلَمْ يَرَ سَوْدَةَ قَطُّ وَلَمْ يَذْكُرْ مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَوْلَهُ يَا عَبْدُ

۱۳۴۵ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبد بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین ایک لڑکے کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ لڑکا میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا بیٹا ہے اور انہوں نے مجھ سے کہہ رکھا تھا کہ یہ میرا بیٹا ہے آپ ﷺ اس کی شباہت دیکھ لیں (کس کے ساتھ ہے)
عبد بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ میرا بھائی ہے اور یہ میرے والد کی ایک باندی تھی اس سے پیدا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس لڑکے کو دیکھا تو اس کی واضح شباہت عتبہ سے نظر آئی۔
آپ ﷺ نے فرمایا اے عبد! یہ تمہارا بھائی ہے۔ لڑکا اسی کا ہے جس کے فراش پر پیدا ہوا اور زانی کے لئے پتھر ہیں۔ اور اے سودہ بنت زمعہ! تم اس سے پردہ کرو۔ چنانچہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر کبھی اسے نہیں دیکھا۔ محمد بن رمح نے آپ ﷺ کا قول یا عبد ذکر نہیں کیا۔

١٣٤٦ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح

۱۳۴۶ اس سند سے بھی سابقہ حدیث (بچہ اسی کا ہے جس کے فراش پر پیدا ہو) منقول ہے۔ لیکن اس میں حضرت معمر اور ابن عیینہ کی روایت

(گذشتہ سے پیوستہ)
دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اس سبی (قیدی) عورت کے شوہر سے فسخ نکاح کا سبب کیا ہے؟ امام مالک و شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک "قید ہونا" سبب ہے فسخ نکاح کا۔
جب کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک "اختلاف دارین" سبب ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ شوہر و بیوی کے درمیان دارالحرب و دارالاسلام کا فرق ہو گیا کہ شوہر دارالحرب میں ہے اور بیوی دارالاسلام میں۔ لہذا یہ اختلاف دارین فسخ نکاح کا سبب ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر جہاد میں شوہر اور بیوی دونوں اکٹھے قید ہوئے تو اب ان کے نکاح کا کیا حکم ہے؟ امام مالک و شافعی کے نزدیک نکاح ٹوٹ جائے گا کیونکہ سبب "قید ہونا" موجود ہے۔ جب کہ امام ابو حنیفہ و صاحبین کے نزدیک نکاح باقی رہے گا کیونکہ شوہر و بیوی کے درمیان اختلاف دارین نہیں پایا گیا لہذا سبب فسخ نکاح موجود ہے۔ ہاں اگر عورت تنہا قید ہو تو پھر نکاح فسخ ہو گا۔ (مرقاۃ ج ۶- القرآن ملخصاً)

قَالَ وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّ مَعْمَرًا وَابْنَ عُيَيْنَةَ فِي حَدِيثِهِمَا الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلَمْ يَذْكُرَا وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ.

میں الولد للفراش تک ہے اور للعاہر الحجر ذکر نہیں کیا۔[1]

۱۳۴۷۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ.

۱۳۴۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچہ اسی کا ہے جس کے فراش پر پیدا ہوا اور زانی کیلئے پتھر ہیں۔

۱۳۴۸۔ وحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَمَّا ابْنُ مَنْصُورٍ فَقَالَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَمَّا عَبْدُ الْأَعْلَى فَقَالَ عَنْ

۱۳۴۸۔ ان مختلف اسناد کے ساتھ بھی سابقہ حدیث (کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا لڑکا اس شخص کا ہے جس کے فراش پر پیدا ہوا اور زانی کیلئے پتھر ہیں) کی مثل مروی ہے۔

---

[1] اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ جاہلیت میں باندیوں کا رواج تھا، وہ باندیاں بعض اوقات زنا بھی کرتی تھیں بلکہ بعض اوقات ان کے مالکان ان سے زنا کرواتے تھے کمائی کے لئے۔ پھر جب وہ باندیاں بچے پیدا کرتی تھیں تو بعض اوقات مالک بچے کا خود دعوی کر دیتا تھا اور بعض اوقات زانی بچے کے بارے میں دعوی کیا کرتا تھا۔ اگر مالک مر جائے اور بچہ کے بارے میں اس نے نہ دعوی کیا ہو نہ انکار کیا ہو تو اس کے ورثاء بچہ کو اس سے ملحق کر دیتے تھے لیکن وہ بچہ میراث میں شریک نہ ہوتا تھا۔

مذکورہ بالا قصہ میں زمعہ بن قیس ام المؤمنین سودہؓ کے والد تھے جن کی ایک باندی تھی اور وہ اس سے وطی کیا کرتے تھے: جبکہ عتبہ بن ابی وقاص (سعدؓ بن ابی وقاص کے بھائی) کے بھی اس باندی سے تعلقات تھے۔ اس باندی کو حمل ہو گیا اور عتبہ کا یہی خیال تھا کہ یہ حمل مجھ سے ہے۔ عتبہ کفر کی حالت میں مر گیا اور موت سے قبل اس نے اپنے بھائی سعدؓ سے عہد لے لیا کہ وہ اس حمل کو جو زمعہ کی باندی کو ہے ولادت کے بعد عتبہ کے ورثاء سے ملحق کر دیں گے۔

فتح مکہ کے موقع پر حضرت سعدؓ جب مکہ گئے تو اس لڑکے کو دیکھا اور انہیں بھائی کا قول یاد آ گیا اور انہیں اس لڑکے میں اپنے بھائی کی شباہت بھی نظر آئی چنانچہ انہوں نے اس کے لئے دعوی کر دیا۔ زمعہ کے بیٹے عبد بن زمعہ نے کہا کہ یہ تو میرے والد کے فراش پر پیدا ہوا ہے لہٰذا یہ میرے والد کا لڑکا ہے۔ چنانچہ یہ جھگڑا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوا تو آپؐ نے عبد بن زمعہ کے حق میں فیصلہ دے دیا تاکہ جاہلیت کا یہ رواج ختم ہو کیونکہ اس صورت میں نسب مشتبہ ہوتا تھا لہٰذا آپؐ نے فرمایا کہ: لڑکا فراش کا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے"۔

فراش سے مراد وہ عورت جس سے صحبت کی جائے خواہ وہ منکوحہ ہو یا باندی۔ بہرحال جس کی منکوحہ یا مملوکہ سے اسی کا ولد شمار ہوگا خواہ اس نے زنا کیا ہو کیونکہ اصل تو ولی یا مالک کا فراش ہے نسب کے اشتباہ سے بچنے کے لئے آپؐ نے جاہلیت کے رواج کو ختم کر دیا۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آپؐ نے حضرت سودہؓ کو اس لڑکے سے پردہ کا حکم فرمایا تو کیوں؟ جبکہ نسب تو زمعہ سے ثابت ہو چکا تھا اس لحاظ سے وہ لڑکا حضرت سودہؓ کا بھائی ہو گیا تھا۔ علماء نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ شباہت تو عتبہ کی موجود تھی اس لئے احتیاطاً آپؐ نے پردہ کا حکم فرمایا۔ واللہ اعلم (تکملہ فتح الملہم ۱؍۱۹)

أَبِي سَلَمَةَ أَوْ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَالَ زُهَيْرٌ عَنْ سَعِيدٍ أَوْ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ مَرَّةً عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ وَمَرَّةً عَنْ سَعِيدٍ أَوْ أَبِي سَلَمَةَ وَمَرَّةً عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَعْمَرٍ

باب-۱۹۳　باب العمل بالحاق القائف الولد

الحاقِ ولد میں قیافہ شناس کی بات کا کیا حکم ہے؟

۱۳۴۹ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُورًا تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ فَقَالَ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا نَظَرَ آنِفًا إِلَى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ إِنَّ بَعْضَ هَذِهِ الْأَقْدَامِ لَمِنْ بَعْضٍ

۱۳۴۹ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ ایک مرتبہ میرے پاس نہایت مسرور اور خوش تشریف لائے، آپ ﷺ کا چہرہ اور پیشانی کی لکیریں خوشی سے دمک رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ مجزز (قیافہ شناس کا نام ہے) نے ابھی زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید کو دیکھا تو کہا کہ یہ پاؤں آپس میں ایک دوسرے کے جزو ہیں۔

۱۳۵۰ ۔۔۔۔۔ وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ مَسْرُورًا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ دَخَلَ عَلَيَّ فَرَأَى أُسَامَةَ وَزَيْدًا وَعَلَيْهِمَا قَطِيفَةٌ قَدْ غَطَّيَا رُءُوسَهُمَا وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ

۱۳۵۰ ۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز نبی ﷺ نہایت مسرور وشاداں میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے عائشہ! کیا تم نے دیکھا نہیں کہ مجزز المدلجی میرے پاس آیا اور اس نے اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کو اس حال میں دیکھا کہ ان کے اوپر چادر پڑی تھی ان کے سروں کو ڈھانپا ہوا تھا اور ان کے پیر ظاہر تھے۔ اس نے کہا یہ پاؤں باہم ایک دوسرے کا جزو ہیں۔

۱۳۵۱ ۔۔۔۔۔ وَحَدَّثَنَاهُ مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ قَائِفٌ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَاهِدٌ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ مُضْطَجِعَانِ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ الْأَقْدَامَ

۱۳۵۱ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے ایک قیافہ شناس آپ ﷺ کی موجودگی میں آیا حضرت اسامہ بن زید اور زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لیٹے ہوئے تھے تو اس نے کہا: یہ پاؤں باہم ایک دوسرے کے جزو ہیں۔ اس بات سے آپ ﷺ خوش ہوئے اور متعجب ہو

بَعْضُهَا بِنْ بَعْضٍ فَسُرَّ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَعْجَبَهُ وَأَخْبَرَ بِهِ عَائِشَةَ

کہ آپ ﷺ نے اس بات کی خبر عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دی۔ ❶

۱۳۵۲۔۔۔۔ و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح قَالَ و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيثِهِمْ وَزَادَ فِي حَدِيثِ يُونُسَ وَكَانَ مُجَزِّزٌ قَائِفًا

۱۳۵۲۔۔۔ اس سند کے ساتھ بھی سابقہ حدیثوں ہی کی مثل روایت نقل کی گئی ہے لیکن یونس (راوی) کی روایت میں یہ اضافہ موجود ہے کہ مجزز قیافہ شناس تھا۔

باب-۱۹۵ باب قدر ما تستحقه البكر والثيب من إقامة الزوج عندها عقب الزفاف

کنواری اور شادی شدہ کیلئے شوہر کتنے دن تقسیم کرے

۱۳۵۳۔۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ أَقَامَ عِنْدَهَا

۱۳۵۳۔۔۔ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان سے شادی فرمائی تو تین یوم تک ان کے پاس قیام کیا اور فرمایا:

تم اپنے شوہر کے سامنے کوئی فروتر عورت نہیں ہو، اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے سات یوم مقرر کر دوں، البتہ یہ ہے کہ اگر میں نے تمہارے لئے سات دن مقرر کئے تو اپنی دوسری ازواج کے لئے بھی سات دن

---

❶ اس قصہ کا حاصل یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ حضرت اسامہؓ بن زید کے نسب میں طعن کیا کرتے تھے کہ یہ زیدؓ کے بیٹے نہیں کیونکہ اسامہؓ گہرے سیاہ رنگ والے تھے جب کہ ان کے والد زیدؓ روئی کی طرح سفید تھے۔ اہل عرب میں کمال کے قیافہ شناس ہوتے تھے جو چہرہ دیکھے بغیر جسم کا کوئی حصہ خصوصاً پیر دیکھ کر بتاتے تھے کہ ان پیروں کو آپس میں کوئی رشتہ ہے کہ نہیں۔ مجزز مدلجی نے بھی دونوں کے پیروں کو دیکھ کر کہا یہ آپس میں ایک دوسرے کا جزو ہیں۔ گویا اس نے فیصلہ کر دیا کہ اسامہؓ کے نسب میں طعن کرنا جائز نہیں وہ زیدؓ ہی کے بیٹے ہیں۔

قیافہ شناسی کے ذریعہ ثبوت نسب کی کیا حیثیت ہے؟ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک محض قیافہ سے نسب ثابت نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی قائف (قیافہ شناس) کا قول اس بارے میں کوئی حجت شرعیہ ہے کیونکہ تخلیق تو اللہ تعالیٰ کی ہے اور اللہ تعالیٰ ایک انسان کو کسی دوسرے سے مشابہ کر تا ہی ہے۔ اگر محض شناسی کو ثبوت نسب کے لئے معتبر مان لیا جائے تو ایک اخلاقی ابتری پیدا ہو جائیں گی اور نسلیں تباہ ہو جائیں گی۔

جہاں تک مجززؓ کے قیافہ سے نبی ﷺ کے خوش ہونے کا تعلق ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ اگرچہ آپ ﷺ اسامہؓ کے نسب میں ذرہ بھر شک نہیں تھا اور بذریعہ وحی بھی آپ کو معلوم تھی یہ بات لیکن چونکہ آپ لوگوں کی زبان کو بند نہیں کر سکتے تھے اور لوگ قیافہ شناس کی بات کا اعتبار کیا کرتے تھے لہٰذا قیافہ شناس کی تائید سے آپ کو فطری خوشی حاصل ہوئی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نے قیافہ شناسی کو ثبوت نسب میں معتبر تسلیم کر لیا تھا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی مسلمان حاکم دو عادل مردوں کی گواہی کے بعد رؤیت ہلال کا اعلان کر دے پھر کوئی ماہر فلکیات اس کی تائید کر دے تو اس مسلم حاکم کو فطرتاً خوشی ہوگی کہ اس نے بھی تائید کر دی لیکن اس ماہر فلکیات کی تائید یا عدم تائید مسئلہ شرعی کے حکم پر اثر انداز نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم (تکملہ فتح الملہم ۱/۸۹)

ثَلَاثًا وَقَالَ إِنَّهُ لَيْسَ بِكِ عَلَى أَهْلِكِ هَوَانٌ إِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَكِ وَإِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِنِسَائِي

مقرر کروں گا۔ (پھر ان سب کے بعد تمہاری باری آئے گی)۔

۱۳۵۴ ...حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ وَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ قَالَ لَهَا لَيْسَ بِكِ عَلَى أَهْلِكِ هَوَانٌ إِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ وَإِنْ شِئْتِ ثَلَّثْتُ ثُمَّ دُرْتُ قَالَتْ ثَلِّثْ

۱۳۵۴ ... حضرت ابو بکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی اور ان کے پاس صبح کی تو ان سے فرمایا:
تم اپنے شوہر کیلئے کچھ کم تر نہیں ہو، اگر چاہو تو سات یوم تک تمہارے پاس رہوں اور چاہو تو تین روز تک رہوں پھر دور کروں تمام ازواج پر (یعنی پھر سب کے پاس جاؤں) انہوں نے فرمایا کہ: تین دن ہی رہیے۔

۱۳۵۵ ...وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا فَأَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَخَذَتْ بِثَوْبِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنْ شِئْتِ زِدْتُكِ وَحَاسَبْتُكِ بِهِ لِلْبِكْرِ سَبْعٌ وَلِلثَّيِّبِ ثَلَاثٌ

۱۳۵۵ ... حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تو ان کے پاس تشریف لے گئے، جب ان کے پاس سے نکلنے لگے تو انہوں نے آپ ﷺ کا کپڑا پکڑ لیا۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اگر تم چاہو تو حساب کر کے تمہارے پاس مزید ٹھہر جاؤں۔ باکرہ کے لئے سات دن ہوتے ہیں اور شادی شدہ کے لئے تین دن۔

۱۳۵۶ ...وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو ضَمْرَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۳۵۶ ... اس سند سے بھی سابقہ حدیث ہی کی طرح روایت منقول ہے۔

۱۳۵۷ ... حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ أَيْمَنَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ذَكَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَذَكَرَ أَشْيَاءَ هٰذَا فِيهِ قَالَ إِنْ شِئْتِ أَنْ أُسَبِّعَ لَكِ وَأُسَبِّعَ لِنِسَائِي وَإِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِنِسَائِي

۱۳۵۷ ... حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کیا اور اس ضمن میں کئی چیزوں کا تذکرہ کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا:
اگر تم چاہو تو سات دن تمہارے لئے مقرر کردوں اور اپنی دوسری ازواج کیلئے بھی سات دن مقرر کردوں۔ اگر میں نے تمہارے لئے سات یوم مقرر کئے تو اپنی دوسری ازواج کے لئے، بھی سات دن مقرر کروں گا۔

۱۳۵۸ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا قَالَ خَالِدٌ وَلَوْ

۱۳۵۸ ... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ثیبہ کی موجودگی میں باکرہ (کنواری) سے نکاح کرے تو باکرہ کے پاس سات دن تک رہے۔
اور جب باکرہ کی موجودگی میں ثیبہ (پہلے سے شادی شدہ اور موطوءۃ) سے

فَقَالَ لَهَا قَوْلًا شَدِيدًا وَقَالَ أَتَصْنَعِينَ هَذَا

نہیں اور یہ کہ ایک بیوی کی باری میں دوسری بیوی سے استمتاع جائز نہیں) اب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان تکرار ہونے لگی اور دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں اتنے میں نماز کی اقامت ہونے لگی، وہاں سے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گذر ہوا تو انہوں نے دونوں کی آوازیں سنیں اور فرمایا کہ یا رسول اللہ! باہر تشریف لائیے نماز کے لئے۔ اور ان کے منہ میں خاک ڈالئے۔

چنانچہ نبی ﷺ باہر نکل گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اب نبی ﷺ اپنی نماز پوری کرلیں گے تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئیں گے اور میرے ساتھ ایسا ایسا کریں گے (یعنی مجھے ڈانٹیں گے ڈپٹیں گے) چنانچہ نبی ﷺ نے جب نماز پوری کرلی تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے (عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے) پاس آئے اور ان سے نہایت سخت بات کی اور فرمایا کہ کیا تو ایسا کرتی ہے؟! (نبی ﷺ کے آگے آواز بلند کرتی ہے)۔

باب-۱۹۷　باب جواز هبتها نوبتها لضرّتها
بیوی اپنی باری سوکن کو دے سکتی ہے

۱۳۶۱ ... حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ امْرَأَةً أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَكُونَ فِي مِسْلَاخِهَا مِنْ سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ مِنِ امْرَأَةٍ فِيهَا حِدَّةٌ قَالَتْ فَلَمَّا كَبِرَتْ جَعَلَتْ يَوْمَهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِعَائِشَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ جَعَلْتُ يَوْمِي مِنْكَ لِعَائِشَةَ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ يَوْمَيْنِ يَوْمَهَا وَيَوْمَ سَوْدَةَ

۱۳۶۱　حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سودہ بنت زمعہ سے زیادہ کوئی عورت ایسی نہیں دیکھی کہ جو مجھے اتنی محبوب ہو کہ میں آرزو کروں کہ میری روح اس کے جسم میں ہوتی۔ ان کے مزاج میں تیزی تھی جب وہ بوڑھی ہوگئیں تو انہوں نے اپنا دن، انہیں (عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو) دے دیا جس دن کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس جاتے تھے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے آپ ﷺ کا دن جو میرے لئے تھا، عائشہ کو دے دیا۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس دو دن رہتے ایک ان کا اپنا اور دوسرا سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا۔

۱۳۶۲ ... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ ح قَالَ و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ ح قَالَ و

۱۳۶۲　حضرت ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ لیکن اس اضافہ کے ساتھ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ سَوْدَةَ لَمَّا كَبِرَتْ بِمَعْنَى حَدِيثِ جَرِيرٍ وَزَادَ فِي حَدِيثِ شَرِيكٍ قَالَتْ وَكَانَتْ أَوَّلَ امْرَأَةٍ تَزَوَّجَهَا بَعْدِي

"حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلی زوجہ تھیں جن سے آپ ﷺ نے میرے بعد نکاح کیا تھا"۔

۱۳۶۳ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغَارُ عَلَى اللَّاتِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَقُولُ وَتَهَبُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ "تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ" قَالَ قُلْتُ وَاللَّهِ مَا أَرَى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ لَكَ فِي هَوَاكَ

۱۳۶۳ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ان عورتوں پر بہت غیرت کرتی تھی جو اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لئے ہبہ کر دیتی تھیں اور میں کہتی تھی کہ عورت بھی اپنے آپ کو ہبہ کر سکتی ہے؟ پھر جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: تُرجي من تشاء منهن الآية

"(اے نبی) جسے آپ چاہیں دور کردیں اپنے سے اور جسے چاہیں ٹھکانہ دیں اپنے پاس، اور جنہیں دور کر دیا تھا انہیں پھر اپنے پاس طلب کریں آپ پر کوئی گناہ نہیں"۔ تو میں نے کہا اللہ کی قسم! میں آپ ﷺ کے رب کو دیکھتی ہوں کہ وہ آپ ﷺ کی خواہش پوری کرنے کے لئے دوڑتا ہے (یعنی جلدی کرتا ہے)۔

(مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ کے لئے ازواج کے درمیان باری مقرر کرنا اور اس کی پابندی کرنا ضروری نہیں، اور جن عورتوں نے بغیر مہر کے اپنے نفس کو آپ کے لئے ہبہ کر دیا وہ بھی آپ ﷺ کے لئے حلال ہیں اور ان تمام میں سے جس عورت کو آپ چاہیں اور جب تک چاہیں رکھ سکتے ہیں آپ ﷺ پر کوئی گناہ نہیں)۔

۱۳۶٤ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ أَمَا تَسْتَحْيِي امْرَأَةٌ تَهَبُ نَفْسَهَا لِرَجُلٍ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ "تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ" فَقُلْتُ إِنَّ رَبَّكَ لَيُسَارِعُ لَكَ فِي هَوَاكَ

۱۳۶۴ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سابقہ حدیث کا مضمون ہی منقول ہے کہ فرماتی تھیں کہ کیا کوئی عورت اپنے آپ کو کسی آدمی کیلئے ہبہ کرنے سے شرم محسوس نہیں کرتی؟ یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے آیت نازل فرمائی (ترجي من تشاء منهن و تؤوى اليك من تشاء) میں نے عرض کیا آپ کا رب البتہ سبقت کرنے والا ہے آپ ﷺ سے آپ کی خواہش میں۔

۱۳٦٥ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ

۱۳۶۵ حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ ہم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت میمونہؓ زوجہ مطہرہ رسول ﷺ کے جنازہ میں "سرف" میں

قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ بِسَرِفَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَذِهِ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوا وَلَا تُزَلْزِلُوا وَارْفُقُوا فَإِنَّهُ كَانَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ تِسْعٌ فَكَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ وَلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ قَالَ عَطَاءٌ الَّتِي لَا يَقْسِمُ لَهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ

حاضر ہوئے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ نبی مکرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں، جب تم ان کی نعش اٹھاؤ تو ہلانا جلانا نہیں اور حرکت مت دینا آرام سے اٹھانا۔ نبی ﷺ کی نو ازواج تھیں (بیک وقت) ان میں سے آٹھ کے لئے تو باری کے ایام مقرر تھے اور ایک کے لئے آپ ﷺ تقسیم نہیں رکھتے تھے۔
حضرت عطاء کہتے ہیں کہ وہ زوجہ جن کے لئے تقسیم نہ رکھتے تھے وہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حیی بن اخطب تھیں۔

۱۳۶۶ ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ قَالَ عَطَاءٌ كَانَتْ آخِرَهُنَّ مَوْتًا مَاتَتْ بِالْمَدِينَةِ۔

۱۳۶۶ حضرت ابن جریج سے اسی سند سے سابقہ حدیث منقول ہے۔ لیکن اس میں یہ زائد ہے کہ عطاءؒ نے فرمایا: اور وہ تمام ازواج میں سب سے آخر میں مدینہ میں وفات پائیں"۔

۱۳۶۷ ...... حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ

۱۳۶۷ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"عورت سے چار بناء پر نکاح کیا جاتا ہے ۱۔ اس کے مال (دار) ہونے کی وجہ سے ۲۔ حسب و نسب (میں ممتاز ہونے) کی وجہ سے ۳۔ خوبصورت ہونے کی وجہ سے ۴۔ دیندار ہونے کی وجہ سے۔ پس تو دیندار عورت سے نکاح کر کے کامیاب ہو جا۔ تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں"۔

باب-۱۹۸ باب استحباب نكاح ذات الدّين

دیندار سے نکاح کرنا مستحب ہے

۱۳۶۸ ...... وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَقِيتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا جَابِرُ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِكْرٌ أَمْ ثَيِّبٌ قُلْتُ ثَيِّبٌ قَالَ فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي أَخَوَاتٍ فَخَشِيتُ أَنْ تَدْخُلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُنَّ قَالَ فَذَاكَ إِذَنْ إِنَّ الْمَرْأَةَ تُنْكَحُ عَلَى دِينِهَا وَمَالِهَا

۱۳۶۸ حضرت عطاءؒ کہتے ہیں مجھے جابر بن عبداللہ نے بتلایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک خاتون سے نکاح کیا، پھر میں رسول اللہ ﷺ سے ملا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے جابر! تم نے نکاح کر لیا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا کنواری سے یا شادی شدہ سے؟ میں نے کہا شادی شدہ (مطلقہ یا بیوہ) سے۔ فرمایا کہ کنواری سے کیوں نہ کیا کہ تم اس سے کھیلتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری بہنیں ہیں مجھے خدشہ تھا کہ کنواری لڑکی میرے اور میری بہنوں کے درمیان مانع نہ ہو جائے۔ پھر فرمایا ہاں پھر ٹھیک ہے۔ عورت سے اس کے دین مال اور حسن کی بنیاد پر

وجمالها فعليك بذات الدين تربت يداك۔

نکاح کیا جاتا ہے۔ پس تیرے لئے دین دار لازم ہے تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔

باب-۱۹۹ باب استحباب نكاح البكر

کنواری سے نکاح پسندیدہ ہے

۱۳۶۹- حدثنا عبيد الله بن معاذ قال حدثنا أبي قال حدثنا شعبة عن محارب عن جابر بن عبد الله قال تزوجت امرأة فقال لي رسول الله ﷺ هل تزوجت قلت نعم قال أبكرا أم ثيبا قلت ثيبا قال فأين أنت من العذارى ولعابها قال شعبة فذكرته لعمرو بن دينار فقال قد سمعته من جابر وإنما قال فهلا جارية تلاعبها وتلاعبك

۱۳۶۹ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک عورت سے شادی کرلی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تو نے شادی کرلی؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: کنواری سے یا شادی شدہ (بیوہ) سے؟ میں نے عرض کیا: شادی شدہ (بیوہ) سے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم کنواری عورتوں کی عالت اور دل لگی سے کیوں غافل رہے؟ شعبہ نے کہا میں نے عمرو بن دینار سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے بھی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے کسی (کنواری) لڑکی سے شادی کیوں نہ کی کہ تم اس سے کھیلتے اور وہ تم سے کھیلتی۔

۱۳۷۰- حدثنا يحيى بن يحيى وأبو الربيع الزهراني قال يحيى أخبرنا حماد بن زيد عن عمرو بن دينار عن جابر بن عبد الله أن عبد الله هلك وترك تسع بنات أو قال سبع فتزوجت امرأة ثيبا فقال لي رسول الله ﷺ يا جابر تزوجت قال قلت نعم قال فبكر أم ثيب قال قلت بل ثيب يا رسول الله قال فهلا جارية تلاعبها وتلاعبك أو قال تضاحكها وتضاحكك قال قلت له إن عبد الله هلك وترك تسع بنات أو سبع وإني كرهت أن آتيهن أو أجيئهن بمثلهن فأحببت أن أجيء بامرأة تقوم عليهن وتصلحهن قال فبارك الله لك أو قال لي خيرا وفي رواية أبي الربيع تلاعبها وتلاعبك وتضاحكها وتضاحكك

۱۳۷۰ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (میرے والد) عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا اور ۹ یا سات لڑکیاں چھوڑ گئے (یہ شک بعد کے راوی کا ہے) میں نے ایک شادی شدہ سے نکاح کرلیا، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے جابر! تم نے شادی کرلی؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا باکرہ سے یا ثیبہ سے؟ میں نے کہا نہیں ثیبہ سے۔ یا رسول اللہ۔ فرمایا کہ کسی دوشیزہ (کنواری) سے کیوں نہ کرلی کہ تم اس سے کھیلتے اور وہ تم سے کھیلتی یا فرمایا تم اسے ہنساتے اور وہ تمہیں ہنساتی۔

میں نے عرض کیا کہ عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے انتقال کے بعد نو یا سات بیٹیاں چھوڑ گئے ہیں، اور مجھے یہ ناپسند ہوا کہ میں انہی (بہنوں) جیسی لڑکی لے آؤں (ان کے اوپر ماں بنا کے) مجھے یہ بات اچھی لگی کہ ان کے اوپر (ماں بنا کے) کوئی ایسی عورت لاؤں جو ان کی نگہداشت اور اصلاح کر سکے۔ (انہیں سلیقہ و تہذیب سے رکھ سکے) آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ تمہیں مبارک کرے" یا فرمایا: تیرے لئے بھلائی

ہو۔ اور ابی الربیع کی روایت میں تلاعبھاوتلا عبك و تضا حکھا وتضاحلك کے الفاظ ہیں۔

۱۳۷۱..... وحدّثناه قتيبة بن سعيد قال حدّثنا سفيان عن عمرو عن جابر بن عبد الله قال قال لي رسول الله ﷺ هل نكحت يا جابر وساق الحديث إلى قوله امرأة تقوم عليهن وتمشطهن قال أصبت ولم يذكر ما بعده

۱۳۷۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے جابر! کیا تو نے نکاح کر لیا ہے؟! (بقیہ حدیث حسب سابق ہے) لیکن اس روایت میں امرأة تقوم علیھن وتمشطھن تک ہے اور فرمایا: تو نے اچھا کیا۔ اس کے بعد (آگے حدیث) مذکور نہیں۔

۱۳۷۲..... حدّثنا يحيى بن يحيى قال أخبرنا هشيم عن سيار عن الشعبي عن جابر بن عبد الله قال كنّا مع رسول الله ﷺ في غزاة فلمّا أقبلنا تعجّلت على بعير لي قطوف فلحقني راكب خلفي فنخس بعيري بعنزة كانت معه فانطلق بعيري كأجود ما أنت راء من الإبل فالتفت فإذا أنا برسول الله ﷺ فقال ما يعجلك يا جابر قلت يا رسول الله إني حديث عهد بعرس فقال أبكرا تزوّجتها أم ثيّبا قال قلت بل ثيّبا قال هلّا جارية تلاعبها وتلاعبك قال فلمّا قدمنا المدينة ذهبنا لندخل فقال أمهلوا حتّى ندخل ليلا أي عشاء كي تمتشط الشعثة وتستحد المغيبة قال وقال إذا قدمت فالكيس الكيس

۱۳۷۲..... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک جہاد کے دوران رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، جب ہم واپس لوٹنے لگے تو میں نے اپنے اونٹ کو جلدی چلایا، جو بڑا سست تھا، ایک سوار پیچھے سے میرے پاس آیا اور اپنے نیزہ سے میرے اونٹ کو ایک کو نچا دیا، چنانچہ میرا اونٹ اتنا تیز چلنے لگا کہ تم نے کسی اونٹ کو نہ دیکھا ہوگا (اتنا تیز چلتے ہوئے) میں نے مڑ کر دیکھا تو میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے جابر! تمہیں کس چیز کی جلدی ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری نئی نئی شادی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا باکرہ سے شادی کی ہے یا شادی شدہ سے؟ میں نے کہا: شادی شدہ (مطلقہ یا بیوہ) سے۔ فرمایا: کسی نوخیز دوشیزہ سے کیوں نہیں کی تم اس سے کھیلتے وہ تم سے کھیلتی۔

پھر جب ہم مدینہ پہنچے اور گھروں میں داخل ہونے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھہر جاؤ (اتنی دیر کہ) ہم رات کو عشاء کے وقت داخل ہوں تاکہ پراگندہ بال والیاں کنگھی چوٹی کریں اور شوہر سے دور رہنے والیاں استرہ لے لیں (اور جسم کے غیر ضروری بال صاف کر لیں) اور فرمایا کہ جب تم گھر میں جاؤ تو پھر جماع ہی جماع ہے۔[1]

۱۳۷۳..... حدّثنا محمّد بن المثنّى قال حدّثنا عبد الوهّاب يعني ابن عبد المجيد الثقفي قال حدّثنا

۱۳۷۳..... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک جہاد میں (جو غالباً غزوۂ تبوک تھا) رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا،

---

[1] مقصد اس سے یہ ہے کہ تم کئی روز سے اپنی بیوی سے جدا ہو اور ایک دم اچانک گھر میں نہ جاؤ کہ وہ اپنے کام کاج میں مشغول ہوگی۔ اور اس کا ظاہر حلیہ خراب ہوگا جس سے ممکن ہے تمہارے دل میں تکدر پیدا ہو جائے۔ اس لئے تھوڑا ٹھہر جاؤ۔ رات تک تاکہ وہ بھی کام کاج سے فارغ ہو کر اپنا بناؤ سنگھار، کنگھی چوٹی کر لیں، جسم کے غیر ضروری بالوں کو صاف کر لیں اور پھر ان کا حق یہ ہے کہ جا کر ان کے ساتھ جماع کرو۔

عُبَيْدُ اللهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَأَبْطَأَ بِي جَمَلِي فَأَتَى عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ لِي يَا جَابِرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا شَأْنُكَ قُلْتُ أَبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا فَتَخَلَّفْتُ فَنَزَلَ فَحَجَنَهُ بِمِحْجَنِهِ ثُمَّ قَالَ ارْكَبْ فَرَكِبْتُ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَكُفُّهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ أَتَزَوَّجْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا فَقُلْتُ بَلْ ثَيِّبٌ قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قُلْتُ إِنَّ لِي أَخَوَاتٍ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ امْرَأَةً تَجْمَعُهُنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ وَتَقُومُ عَلَيْهِنَّ

قَالَ أَمَا إِنَّكَ قَادِمٌ فَإِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ ثُمَّ قَالَ أَتَبِيعُ جَمَلَكَ قُلْتُ نَعَمْ فَاشْتَرَاهُ مِنِّي بِأُوقِيَّةٍ ثُمَّ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ الْآنَ حِينَ قَدِمْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَدَعْ جَمَلَكَ وَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ قَالَ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ فَأَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَزِنَ لِي أُوقِيَّةً فَوَزَنَ لِي بِلَالٌ فَأَرْجَحَ فِي الْمِيزَانِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا وَلَّيْتُ

قَالَ ادْعُ لِي جَابِرًا فَدُعِيتُ فَقُلْتُ الْآنَ يَرُدُّ عَلَيَّ الْجَمَلَ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْهُ

فَقَالَ خُذْ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمَنُهُ

میرا اونٹ نہایت سست ہو گیا تھا، رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور فرمایا: اے جابر، میں نے کہا جی! فرمایا کیا حال ہے؟ میں نے کہا میرے اونٹ نے مجھے بہت تاخیر سے دو چار کر دیا ہے اور یہ تھس ہو گیا ہے اور میں پیچھے رہ گیا ہوں۔ آپ ﷺ اپنی سواری سے اترے، اپنی لکڑی سے جو مڑی ہوئی تھی میرے اونٹ کو ایک ٹھوکا مارا اور فرمایا کہ سوار ہو جاؤ۔ میں سوار ہو گیا، پھر میں نے یہ بھی دیکھا کہ میں اپنے اونٹ کو روکتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے تو آگے نہ بڑھے (اتنا تیز دوڑنے لگا) آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے شادی کر لی؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا باکرہ سے یا شادی شدہ سے؟ میں نے کہا ثیبہ (شادی شدہ مطلقہ یا بیوہ) سے۔ فرمایا کسی نو عمر لڑکی سے کیوں نہ کی کہ تم اس سے کھیلتے اور وہ تم سے کھیلتی؟ میں نے عرض کیا۔ میری بہنیں ہیں لہٰذا میں نے یہ چاہا کہ ایسی عورت سے شادی کروں جو انہیں (میری بہنوں کو) جمع بھی کر کے رکھے، اور ان کی کنگھی چوٹی بھی کرتی رہے (اور یہ کام ایک نو عمر لڑکی نہیں کر سکتی بلکہ تجربہ کار عورت ہی کر سکتی ہے) ان کی نگہداشت کرتی رہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب تم گھر جانے والے ہو، جب گھر جاؤ تو پھر جماع ہی جماع ہے۔ (یعنی اپنی بیوی کا حق ادا کرنا کہ تم سے اتنے دن سے دور ہے)۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اپنا اونٹ بیچ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے وہ اونٹ مجھ سے ایک اوقیہ (ایک پیمانہ تھا) چاندی کے عوض خرید لیا۔

رسول اللہ ﷺ تو (اسی روز) مدینہ آگئے اور میں اگلی صبح پہنچا تو میں (سیدھا) مسجد گیا، دیکھا تو آپ ﷺ کو مسجد کے دروازہ پر پایا، آپ ﷺ نے فرمایا: اب آرہے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا: تو اپنا اونٹ چھوڑ دو، مسجد میں داخل ہو کر دو رکعتیں پڑھ لو۔ میں اندر داخل ہوا، نماز پڑھی، پھر واپس لوٹا تو آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ میرے واسطے ایک اوقیہ چاندی وزن کر دیں۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وزن کیا اور ترازو کو جھکتا ہوا کر دیا (یعنی وزن سے ذرا زیادہ ہی تولی)۔

پھر میں واپس چلا، جب میں مڑا تو آپ ﷺ نے (بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہے) فرمایا جابر کو بلاؤ۔ مجھے بلایا گیا، میں نے دل میں یہ سوچا کہ شاید اب آپ اونٹ واپس کردیں گے اور مجھے اس سے زیادہ ناپسند اور مبغوض بات کچھ نہ تھی (کہ آپ ﷺ میرے اونٹ کو واپس کردیں خراب سمجھ کر) لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: اپنا اونٹ لے لو اور اس کی قیمت بھی تمہاری رہی (یعنی اونٹ میرا ہو گیا تھا اب تمہیں ہدیہ دے رہا ہوں)۔

۱۳۷۴۔۔۔۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا فِي مَسِيرٍ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنَا عَلَى نَاضِحٍ إِنَّمَا هُوَ فِي أُخْرَيَاتِ النَّاسِ قَالَ فَضَرَبَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَوْ قَالَ نَخَسَهُ أُرَاهُ قَالَ بِشَيْءٍ كَانَ مَعَهُ قَالَ فَجَعَلَ بَعْدَ ذَلِكَ يَتَقَدَّمُ النَّاسَ يُنَازِعُنِي حَتَّى إِنِّي لَأَكُفُّهُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَتَبِيعُنِيهِ بِكَذَا وَكَذَا وَاللهُ يَغْفِرُ لَكَ قَالَ قُلْتُ هُوَ لَكَ يَا نَبِيَّ اللهِ قَالَ أَتَبِيعُنِيهِ بِكَذَا وَكَذَا وَاللهُ يَغْفِرُ لَكَ قَالَ قُلْتُ هُوَ لَكَ يَا نَبِيَّ اللهِ

قَالَ وَقَالَ لِي أَتَزَوَّجْتَ بَعْدَ أَبِيكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ثَيِّبًا أَمْ بِكْرًا قَالَ قُلْتُ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا تَزَوَّجْتَ بِكْرًا تُضَاحِكُكَ وَتُضَاحِكُهَا وَتُلَاعِبُكَ وَتُلَاعِبُهَا

قَالَ أَبُو نَضْرَةَ فَكَانَتْ كَلِمَةً يَقُولُهَا الْمُسْلِمُونَ افْعَلْ كَذَا وَكَذَا وَاللهُ يَغْفِرُ لَكَ

۱۳۷۴۔۔۔۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، میں ایک اپنے اونٹ پر سوار تھا جو لوگوں میں سب سے پیچھے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے مارا یا ٹھوکا دیا کسی چیز سے جو آپ ﷺ کے پاس تھی۔ اس کے بعد تو وہ سب سے آگے بڑھ گیا اور گویا مجھ سے لڑتا تھا حتیٰ کہ میں اسے روکتا تھا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا اسے میرے ہاتھ اتنے اتنے میں فروخت کرتے ہو؟ اللہ تمہاری بخشش فرمائے۔ میں نے عرض کیا یہ آپ ہی کا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس (اونٹ) کو میرے ہاتھ اتنے اتنے (دام) میں فروخت کرتے ہو؟ اللہ تمہاری بخشش کرے۔ میں نے عرض کیا: یہ (اونٹ) آپ ﷺ ہی کا ہے۔ پھر مجھ سے فرمایا: کیا تم نے شادی کرلی؟ اپنے باپ کے انتقال کے بعد۔ میں نے کہا جی ہاں! فرمایا شادی شدہ سے یا کنواری سے؟ میں نے عرض کیا شادی شدہ سے۔ فرمایا کہ کسی کنواری سے کیوں نہ کی کہ وہ تمہیں ہنساتی اور تم اسے ہنساتے، وہ تم سے کھیلتی اور تم اس سے کھیلتے؟

ابونضرہ (راوی) کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں مسلمان عام طور سے یہ جملہ کہا کرتے تھے کہ: فلاں فلاں کام کرلو، اللہ تمہاری مغفرت فرمائے۔

باب۔۔۔۴۰۰ باب الوصية بالنساء

عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا بیان

۱۳۷۵۔۔۔۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ لَنْ تَسْتَقِيمَ لَكَ عَلَى طَرِيقَةٍ فَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَبِهَا عِوَجٌ وَإِنْ

۱۳۷۵۔۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بے شک عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے، وہ تم سے کبھی ٹھیک راہ سے نہیں چلے گی، اگر تم اس سے فائدہ اٹھانا چاہو تو اس کی کجی سمیت اس سے فائدہ اٹھاؤ، اگر تم اسے سیدھا کرنے چلوگے تو اسے توڑ ڈالوگے اور اس کا

ذَهَبْتَ تُقِيمُهَا كَسَرْتَهَا وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا

توڑنا طلاق ہے"۔

۱۳۷۶ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَإِذَا شَهِدَ أَمْرًا فَلْيَتَكَلَّمْ بِخَيْرٍ أَوْ لِيَسْكُتْ وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ إِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا

۱۳۷۶ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے جب بھی کوئی معاملہ درپیش ہو تو اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے، اور عورتوں کے ساتھ خیر کا سلوک کرو، اس لئے کہ عورت تو پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی میں سب سے زیادہ ٹیڑھی اوپر کی پسلی ہے، اگر تم اسے سیدھا کرنے چل پڑے تو اسے توڑ بیٹھو گے اور اگر یونہی چھوڑ دو گے تو ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہے گی، لہٰذا عورتوں سے حسن سلوک کیا کرو"۔

۱۳۷۷ وحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ أَبِي أَنَسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ أَوْ قَالَ غَيْرَهُ

۱۳۷۷ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کوئی صاحب ایمان مرد کسی صاحب ایمان خاتون سے بغض و دشمنی نہ رکھے، کیونکہ اگر اس کی کوئی عادت ناپسند ہے تو کوئی دوسری عادت پسند بھی ہوگی"۔ یا کچھ اور فرمایا۔

۱۳۷۸ ... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۱۳۷۸ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث ہی کی مثل روایت بیان فرماتے ہیں۔

۱۳۷۹ ... حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا يُونُسَ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ لَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثَى زَوْجَهَا الدَّهْرَ

۱۳۷۹ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اگر حواء علیہا السلام نہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے شوہر کی کبھی بھی خیانت نہ کرتی"۔ ❶

۱۳۸۰ ... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ

۱۳۸۰ ... حضرت ہمامؒ بن منبہ اپنے صحیفہ میں سے روایت کرتے

❶ یہاں خیانت سے ارتکاب فواحش مراد نہیں بلکہ شوہر کو اپنی اداؤں سے ممنوعہ باتوں پر اکسانا ہے، جیسے حضرت حواءؑ نے حضرت آدمؑ کو شجر ممنوعہ کے کھانے پر اکسایا تھا شیطان کے ورغلانے سے۔ اور اس جملہ میں ایک گونہ تسلی ہے بنات آدم کیلئے کہ جب ان کی ماں حواء سے غلطی کی اور شوہر کی بات نہ مانی تو یہ بنات آدم کیسے غلطیوں اور شوہر کی نافرمانی سے محفوظ رہ سکتی ہیں۔ واللہ اعلم (فتح الباری ۳۶۱/۶)

الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَوْلَا بَنُو إِسْرَائِيلَ لَمْ يَخْبُثِ الطَّعَامُ وَلَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثَى زَوْجَهَا الدَّهْرَ

ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ (صحیفہ) ان احادیث کا ہے جو ہم سے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے نقل کی تھیں، پھر ہمام نے ان میں سے چند احادیث ذکر کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو کھانا کبھی خراب نہ ہوا کرتا اور گوشت کبھی سڑا نہ کرتا، اور اگر حوا نہ ہوتیں تو عورت کبھی شوہر کی نافرمانی نہ کرتی"۔

۱۳۸۱ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي شُرَحْبِيلُ بْنُ شَرِيكٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ

۱۳۸۱ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"دنیا ایک فائدہ حاصل کرنے کی چیز ہے اور دنیا کا بہترین سامان نیک عورت ہے"۔

۱۳۸۲ وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الْمَرْأَةَ كَالضِّلَعِ إِذَا ذَهَبْتَ تُقِيمُهَا كَسَرْتَهَا وَإِنْ تَرَكْتَهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيهَا عِوَجٌ

۱۳۸۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عورت ایک پسلی کی مانند ہے، جب تم اسے سیدھا کرنے چلو گے تو اسے توڑ بیٹھو گے اور اگر یونہی چھوڑ دو گے تو اس کی کجی اور ٹیڑھ سمیت اس سے فائدہ اٹھاؤ گے"۔ ❶

---

❶ احادیث مذکورہ بالا میں نبی اکرم ﷺ نے عورت سے حسن سلوک کی تاکید فرمائی ہے اور فرمایا کہ: "وہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے" اور اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت حواء علیہا السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کیا گیا تھا جیسا کہ متعدد آثار میں منقول ہے۔ اور فرمایا کہ اس کی خلقت میں کجی ہے جیسا کہ پسلی میں سب سے اونچا حصہ ٹیڑھا ہوتا ہے۔ اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ عورت میں بھی کجی اس کے اوپری اور اعلیٰ حصہ میں ہوتی ہے یعنی "زبان" میں۔ اگر وہ زبان کو درست کرلے تو اس کی کجی جاتی رہے (کمافی تکملہ)

لہٰذا عورتوں سے ایسا برتاؤ کرنا چاہیے کہ ان آبگینوں کو ٹھیس نہ پہنچے کیونکہ جس طرح پسلی کو اگر زبردستی سیدھا کرنے کی کوشش کی جائے تو وہ ٹوٹ جائے گی اسی طرح اگر عورت کو زبردستی سیدھا کرنے کی کوشش کی جائے گی تو وہ بھی ٹوٹ جائے گی اور فرمایا کہ اس کا ٹوٹنا "طلاق" ہے لہٰذا اس پر زبردستی نہیں کرنا چاہیے البتہ نرمی، رفق اور ہمدردی کے ساتھ اس کی اصلاح کرنا چاہیے، جب کہ اسے ویسا ہی بغیر اصلاح کے بھی نہیں چھوڑا جا سکتا ورنہ وہ ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہے گی کیونکہ بیوی کی اصلاح قرآن کریم کی رو سے ضروری ہے۔ قُوْا انفسکم و اھلیکم نارا کے عموم میں بیوی بھی داخل ہے۔

اور اسی حسن سلوک کے ضمن میں ایک بات یہ ارشاد فرمائی کہ: بیوی سے بغض اور نفرت نہ رکھے کہ اگر اس کی کوئی عادت ناگوار ہوگی تو یقیناً کوئی دوسری عادت گوارا اور اچھی بھی لگتی ہوگی لہٰذا صرف کسی ایک بات کو بنیاد بنا کر بیوی سے نفرت کرنا دانشمندی نہیں بلکہ اس کی اچھائیوں، خوبیوں اور بہترین عادتوں کا استحضار کرنا چاہیے۔

اسی طرح فرمایا کہ: نیک عورت دنیا کا بہترین سامان ہے"۔ اس حدیث کے ذیل میں علامہ تقی عثمانی مدظلہم .... (جاری ہے)

۱۳۸۳ - وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كِلاهُمَا عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ سَوَاءً

۱۳۸۳ اس سند سے بھی سابقہ حدیث (عورت ایک پسلی کی مانند ہے جب تم اس کو سیدھا کرنے چلو گے تو اس کو توڑ بیٹھو گے الخ) منقول ہے۔

(گذشتہ سے پیوستہ) ... نے بیوی میں مطلوبہ صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: احادیث نبویہ کو سامنے رکھنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ زوجہ میں دس صفات مطلوب ہیں ا۔ پہلی یہ کہ صالح اور دیندار ہو جیسا کہ مذکورہ حدیث میں ہے ۲۔ دوسری یہ کہ حسب و نسب میں ممتاز ہو جیسا کہ حدیث میں آپؐ نے قریش کی عورتوں کو بہترین قرار دیا ۳۔ تیسری یہ کہ باکرہ ہو جیسے کہ احادیث جابرؓ میں گذرا ۴۔ چوتھی یہ کہ زیادہ بچے جننے والی اور محبت کرنے والی ہو کہ فرمایا: زیادہ بچے پیدا کرنے والی اور محبت کرنے والی سے نکاح کرو ۵۔ پانچویں یہ کہ گھرداری کا سلیقہ رکھتی ہو' منتظم ہو' جیسا کہ ابن عمرؓ کی حدیث میں آتا ہے کہ: عورت شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی ذمہ دار اور نگران ہوتی ہے ۶۔ چھٹی یہ کہ شوہر کی فرماں بردار ہو جیسا کہ نسائی میں ابوہریرہؓ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے ۷۔ ساتویں یہ کہ پاک دامن ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "زانیہ صرف زانی کے لئے ہے" ۸۔ آٹھویں یہ کہ خوبصورت اور حسن و جمال والی ہو۔ جیسا کہ ایک حدیث میں فرمایا کہ: انصار کی عورتوں کی آنکھ میں عیب ہوتا ہے اور کتاب الرضاع میں یہ گذر چکا ہے کہ آپؐ کے سامنے حضرت حمزہؓ کی بیٹی کا تذکرہ کیا گیا کہ اس سے نکاح کرلیں اس لئے کہ وہ قریش کی سب سے خوبصورت لڑکی تھی ۹۔ نویں یہ کہ شدید غیرت والی نہ ہو۔ جیسا کہ فرمایا کہ: انصار کی عورتوں میں غیرت بہت سخت ہوتی ہے ۱۰۔ دسویں یہ کہ اس سے نکاح کرنا آسان ہو اور اس سے نکاح میں زیادہ مشقت برداشت نہ کرنی پڑے جیسا کہ مسند احمد میں حضرت عائشہؓ کی روایت سے پتہ چلتا ہے۔ واللہ اعلم

كتاب الطلاق

كتاب الطلاق

طلاق کے مسائل

باب-۲۰۱ باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها وأنه لو خالف وقع الطلاق ويؤمر برجعتها

حیض کے ایام میں طلاق کی حرمت کا بیان

۱۳۸۴ ...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيَتْرُكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ

۱۳۸۴ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی اہلیہ کو ایام حیض میں طلاق دے دی۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خطاب نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اسے حکم دو کہ رجوع کرے اس کے بعد اسی طرح اسے رہنے دے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائے پھر حیض آنے پھر پاک ہو جائے۔ بعد ازاں چاہے تو اپنے پاس روک رکھے اور چاہے تو طلاق دے اسے ہاتھ لگانے سے قبل۔ اور یہی ترتیب ہے جس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم فرمایا ہے۔

۱۳۸۵ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً وَاحِدَةً فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْسِكَهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ عِنْدَهُ حَيْضَةً أُخْرَى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتَّى تَطْهُرَ مِنْ حَيْضَتِهَا فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا حِينَ تَطْهُرُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُجَامِعَهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللهُ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ

وَزَادَ ابْنُ رُمْحٍ فِي رِوَايَتِهِ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ إِذَا سُئِلَ عَنْ ذَلِكَ قَالَ لِأَحَدِهِمْ أَمَّا أَنْتَ طَلَّقْتَ امْرَأَتَكَ مَرَّةً أَوْ

۱۳۸۵ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں ایک طلاق دے دی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں رجوع کرنے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ انہیں پاکی کے ایام تک روکے رکھو حتیٰ کہ دوسرا حیض آجائے انہی (عبد اللہ) کے پاس۔ پھر بھی انہیں مہلت دی جائے یہاں تک کہ وہ دوسرے حیض سے بھی پاک ہو جائے۔ اب اگر وہ چاہو تو طلاق دے دیں طہر (پاکی) کے ایام میں جماع کرنے سے پہلے۔ وہ یہی وہ ترتیب ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ عورتوں کو اس کے مطابق طلاق دی جائے۔

ابن رمح کی روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب اس بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے کہ اگر تم نے اپنی بیوی کو ایک مرتبہ یا دو مرتبہ طلاق دی ہے تو (رجوع کی گنجائش ہے) اس

مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَنِي بِهٰذَا وَإِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ وَعَصَيْتَ اللهَ فِيمَا أَمَرَكَ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ - قَالَ مُسْلِم جَوَّدَ اللَّيْثُ فِي قَوْلِهِ تَطْلِيقَةً وَاحِدَةً

لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسی کا حکم فرمایا، البتہ اگر تم نے تین طلاقیں دے دی ہیں تو وہ تم پر حرام ہو گئی (اور اب اس سے نکاح بھی حلال نہیں) یہاں تک کہ وہ کسی دوسرے شوہر سے نکاح کرلے اور اس معاملہ میں تم نے اللہ کی نافرمانی بھی کی کہ اللہ نے جو تمہیں حکم دیا اپنی بیوی کے طلاق کے معاملہ میں (تم نے اس کے خلاف کیا)۔ امام مسلم رحمۃ اللہ نے فرمایا: (راوی) لیث اپنے اس قول تطلیقۃ واحدۃ (ایک طلاق) میں زیادہ مضبوط ہے۔

۱۳۸۶ ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ طَلَّقْتُ امْرَأَتِي عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيَدَعْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرٰى فَإِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْهَا قَبْلَ أَنْ يُجَامِعَهَا أَوْ يُمْسِكْهَا فَإِنَّهَا الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللهُ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ قُلْتُ لِنَافِعٍ مَا صَنَعَتِ التَّطْلِيقَةُ قَالَ وَاحِدَةٌ اعْتَدَّ بِهَا

۱۳۸۶ ...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی کو، رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں حیض کے ایام میں طلاق دے دی۔ (میرے والد) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اُسے (ابن عمر کو) حکم دو کہ اپنی بیوی سے رجوع کرلے، اور یونہی رہنے دے یہاں تک کہ حیض سے پاک ہو جائے پھر اسے دوبارہ حیض آجائے، جب اس (دوسرے) حیض سے بھی پاک ہو جائے تو جماع سے قبل اسے طلاق دے دے یا (چاہے تو) روک رکھے۔ یہی وہ عدت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اس کے مطابق عورتوں کو طلاق دی جائے۔

۱۳۸۷ ...... وَ حَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ عُبَيْدِ اللهِ لِنَافِعٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى فِي رِوَايَتِهِ فَلْيَرْجِعْهَا و قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَلْيُرَاجِعْهَا

۱۳۸۷ ...... حضرت عبداللہؓ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث کا مضمون ہی منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں (راوی) عبید اللہ کا قول (جو اوپر والی روایت میں تھا) مذکور نہیں

۱۳۸۸ ...... وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يَرْجِعَهَا ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتّٰى تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرٰى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ يُطَلِّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللهُ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ قَالَ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ

۱۳۸۸ ...... حضرت نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ کو حیض کے دوران طلاق دے دی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی ﷺ سے اس کا مسئلہ دریافت کیا تو آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ وہ رجوع کرلے پھر اسے (یونہی) اگلا حیض آنے تک کی مہلت دے، پھر اسے حیض سے پاک ہونے تک کی مہلت دے (اور جب وہ پاک ہو جائے) تو اسے ہاتھ لگانے سے قبل ہی طلاق دے دے۔ یہی وہ ترتیب ہے جس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم فرمایا ہے۔

حَائِضٌ يَقُولُ أَمَّا أَنْتَ طَلَّقْتَهَا وَاحِدَةً أَوِ اثْنَتَيْنِ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَرْجِعَهَا ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرَى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ يُطَلِّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا وَأَمَّا أَنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ عَصَيْتَ رَبَّكَ فِيمَا أَمَرَكَ بِهِ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ وَبَانَتْ مِنْكَ

چنانچہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا جاتا کہ اس نے اپنی بیوی کو حیض کے دوران طلاق دی ہے تو فرمایا کرتے تھے: اگر تم نے اسے ایک یا دو طلاقیں دی ہیں (تو رجوع کا اختیار ہے) اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا تھا کہ اپنی زوجہ سے رجوع کرلیں پھر انہیں دوسرے حیض تک کی مہلت دیں، پھر اس سے پاکی تک کی مہلت دیں پھر (طہر کے ایام میں) ہاتھ لگانے (جماع) سے قبل ہی طلاق دے دیں۔

البتہ اگر تم نے تین طلاقیں دے دی ہیں تو یقیناً تم نے اپنے ربّ کی نافرمانی کی ہے اس بارے میں کہ اس نے تمہیں اپنی بیویوں کو طلاق دینے کا حکم فرمایا ہے (تم نے اس کی خلاف ورزی کی ہے) اور وہ عورت بھی تم سے علیحدہ ہو گئی بائنہ ہو گئی (بغیر حلالہ شرعی کے نکاح نہ ہو سکے گا)۔

۱۳۸۹..... حَدَّثَنِي عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ طَلَّقْتُ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذَلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَتَغَيَّظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرَى مُسْتَقْبَلَةً سِوَى حَيْضَتِهَا الَّتِي طَلَّقَهَا فِيهَا فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا مِنْ حَيْضَتِهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا فَذَلِكَ الطَّلَاقُ لِلْعِدَّةِ كَمَا أَمَرَ اللهُ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ طَلَّقَهَا تَطْلِيقَةً وَاحِدَةً فَحُسِبَتْ مِنْ طَلَاقِهَا وَرَاجَعَهَا عَبْدُ اللهِ كَمَا أَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ

۱۳۸۹..... اس سند سے بھی مضمون بالا والی حدیث (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: میں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کا ذکر نبی کریم ﷺ سے فرمایا تو رسول اللہ ﷺ کو غصہ آگیا (ناراضگی کا اظہار فرمایا) پھر فرمایا کہ اس کو رجوع کا حکم دو یہاں تک کہ آنے والا حیض آئے سوائے اس حیض کے جس میں اس کو طلاق دی ہے پس اگر مناسب سمجھیں کہ اس کو طلاق دینی چاہئے کہ اس کو چھونے سے پہلے حیض سے پاکی کی حالت میں طلاق دے۔ پس یہ طلاق عورت کے لیے ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اور عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو طلاق دی تھی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم پر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رجوع کر لیا تھا۔)

۱۳۹۰۔ وَحَدَّثَنِيهِ إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَرَاجَعْتُهَا وَحَسَبْتُ لَهَا التَّطْلِيقَةَ الَّتِي طَلَّقْتُهَا

۱۳۹۰..... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر میں نے اس سے رجوع کر لیا۔ اور اس بیوی کے لیے اس طلاق کا حساب لگایا جائے گا جس کو میں نے طلاق دی تھی

۱۳۹۱۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ

۱۳۹۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں

حرْب وابْنُ نُمَيْرٍ واللفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالُوا حدَّثنا وكيعٌ عنْ سُفْيانَ عنْ مُحمَّد بْن عبْد الرَّحْمن موْلى آل طلْحة عنْ سالمٍ عن ابْن عُمر أنَّهُ طلَّق امْرأتهُ وهي حائضٌ فذكر ذلك عُمرُ للنَّبيِّ ﷺ فقال مُرْهُ فلْيُراجعْها ثُمَّ ليُطلِّقْها طاهرًا أوْ حاملًا

نے اپنی اہلیہ کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ذکر نبی ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے حکم دو کہ رجوع کرے، پھر (اگر طلاق دینا ہی چاہے تو) طہر (پاکی) کی حالت میں دے یا حاملہ ہونے کی حالت میں۔

۱۳۹۲ وحدَّثني أحْمدُ بْنُ عُثْمان بْن حكيمٍ الأوْديُّ قال حدَّثنا خالدُ بْنُ مخْلدٍ قال حدَّثني سُليْمانُ وهُو ابْنُ بلالٍ قال حدَّثني عبْدُ الله بْنُ دينارٍ عن ابْن عُمر أنَّهُ طلَّق امْرأتهُ وهي حائضٌ فسأل عُمرُ عنْ ذلك رسُول الله ﷺ فقال مُرْهُ فلْيُراجعْها حتَّى تطْهُر ثُمَّ تحيض حيْضةً أُخْرى ثُمَّ تطْهُر ثُمَّ يُطلِّقُ بعْدُ أوْ يُمْسكُ

۱۳۹۲ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں دریافت فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو حکم دو کہ وہ اس سے رجوع کرلے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائے پھر اس کو دوسرا حیض آئے پھر پاک ہو پھر اس کے بعد طلاق دے یا روک لے۔

۱۳۹۳ وحدَّثني عليُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْديُّ قال حدَّثنا إسْمعيلُ بْنُ إبْراهيم عنْ أيُّوب

عن ابْن سيرين قال مكثْتُ عشْرين سنةً يُحدِّثُني منْ لا أتَّهمُ أنَّ ابْن عُمر طلَّق امْرأتهُ ثلاثًا وهي حائضٌ فأُمر أنْ يُراجعها فجعلْتُ لا أتَّهمُهُمْ ولا أعْرفُ الْحديث حتَّى لقيتُ أبا غلَّاب يُونُس بْن جُبيْرٍ الْباهليَّ وكان ذا ثبْتٍ فحدَّثني أنَّهُ سأل ابْن عُمر فحدَّثهُ أنَّهُ طلَّق امْرأتهُ تطْليقةً وهي حائضٌ فأُمر أنْ يرْجعها

قال قُلْتُ أفحُسبتْ عليْه قال فمهْ أوْ إنْ عجز واسْتحْمق

۱۳۹۳ حضرت ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ میں بیس برس تک اس حال میں رہا کہ مجھ سے ایک غیر متہم شخص یہ روایت کرتا تھا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ کو حالت حیض میں تین طلاقیں دیں اور انہیں حکم دیا گیا کہ اس سے رجوع کرلیں۔ میں اس شخص پر تہمت نہیں لگاتا تھا (کہ اس نے غلط بیانی کی ہے یا جھوٹ بولا ہے) لیکن میں اس حدیث سے بخوبی واقف بھی نہیں تھا (کہ آیا یہ جو روایت کر رہا ہے یہ مکمل طور پر صحیح بھی ہے یا نہیں) پھر میں ابوغلاب یونس بن جبیر الباہلی سے ملا جو ایک مضبوط اور پختہ آدمی تھے۔

انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حیض کے ایام میں ایک طلاق دی تھی (تین نہیں) انہیں حکم کیا گیا کہ رجوع کرلیں۔ میں نے کہا کہ کیا اس ایک کو بھی حساب میں شمار کیا جائے گا؟ (یعنی تین میں سے ایک کم ہو جائے گی) فرمایا: تو کیوں نہیں۔ کیا اگر وہ عاجز ہو گیا اور احمق ہو گیا (تو اس بناء پر طلاق کو تو غیر مؤثر شمار نہیں کیا جائے گا، یعنی اگر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حماقت سے یا وہ صحیح طریقے سے طلاق دینے سے عاجز تھا غلط طریقے سے طلاق دے دی تو

طلاق تو بہر حال مؤثر ہو گئی)۔ ❶

۱۳۹۴ وحدثناه أبو الربيع وقتيبة قالا حدثنا حماد ۱۳۹۴ اس سند سے بھی سابقہ حدیث الفاظ کے معمولی فرق کے

---

❶ طلاق کے لفظی و اصطلاحی معنی۔ طلاق باب تفعیل اور باب نصر اور کرم سے ہے اس کے معنی چھوڑنے عقد نکاح ختم کرنے کے ہیں۔ امام راغب اصفہانی نے فرمایا کہ طلاق کے اصل معنی ہیں عہد سے نکل جانا چھوٹ جانا۔

اصطلاح شرع میں طلاق کہتے ہیں "الفاظ مخصوصہ کے ساتھ قید نکاح سے فی الحال یا فی المآل نکل جانے کو"۔ (البحر الرائق) اللہ تعالیٰ نے زوجین کے مابین جو رشتہ رکھا ہے نکاح کے ذریعہ وہ ایک انتہائی پائیدار، مستحکم اور طرفین کی نسلوں اور متعلقوں پر بھی رشتہ ہے اور یہ رشتہ ازدواج صرف تکمیل شہوت کا ایک جائز راستہ نہیں بلکہ ایک پورے خاندان کے نظام کی بنیاد ہے، وراثت کا ذریعہ ہے، ایک پورے معاشرہ کی تکمیل کا راستہ ہے۔ لیکن بعض اوقات زوجین میں باہمی ہم آہنگی، رواداری، تحمل و برداشت اور تعاون کا فقدان ہوتا ہے جس کی وجہ سے طرفین کی زندگی جہنم بن کر رہ جاتی ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس نکاح کے عقد و عہد سے نکلنے کا ایک جائز ذریعہ اور راستہ رکھا جو "طلاق" ہے۔ لیکن جہاں شریعت اسلامیہ نے طلاق کو جائز قرار دیا وہیں اس کے غلط استعمال کا سدباب کرنے کے لئے یہ بھی فرما دیا کہ یہ "ابغض الحلال" ہے۔ اس واسطے کہ بہت سے لوگ صرف تکمیل شہوت اور عیاشی کے لئے نکاح کرتے ہیں اور جب اس عورت سے دل بھر جاتا ہے تو اسے طلاق دے دیتے ہیں تو گویا ان کے نزدیک یہ شہوت پرستی کا ایک ذریعہ ہے کہ اس ہتھیار کو استعمال کر کے مختلف عورتوں سے استلذاذ کریں۔ ان کا مقصد تحصین فرج نہیں ہوتا بلکہ ان کا مطمح نظر صرف تلذذ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس واسطے فرمایا کہ بغیر کسی جواز و ایسے سبب کے جو شریعت، معاشرہ اور قانون کی نظر میں واقعۃً حقیقی سبب ہو طلاق دینا جائز نہیں کیونکہ یہ ایک زندگی برباد کرنے کے مترادف ہے۔ اور بات بے بات طلاق دینے کو مذموم قرار دیا۔ طبرانی اور بزار کی روایت ہے کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا عورتوں کو بغیر کسی (واقعی اور حقیقی) شک کے طلاق مت دو اس لئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مزہ چکھنے والوں اور مزہ چکھنے والیوں کو پسند نہیں فرماتا"۔ چنانچہ شوہر کے لئے یہ احکامات ہیں کہ اول عورت کی خطاؤں اور قصوروں، تقصیرات سے چشم پوشی کرے بلکہ اس کی برائیوں سے صرف نظر کر کے اس کی خوبیوں پر نظر کرے اس کی تکلیف پر صبر کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **فان كرهتموهن فعسى ان تكرهوا شيئا و يجعل الله فيه خيرا كثيرا** (النساء) "کہ اگر تمہیں ان بیویوں کی کچھ باتیں ناگوار ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت زیادہ خیر رکھ دے"۔ ۲۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ ہے کہ مرد کے لئے منگنی کے بعد نکاح سے قبل منگیتر کو دیکھنا جائز قرار دیا تاکہ بعد میں صرف صورت پسند نہ آنے کی بناء پر طلاق نہ دے۔ ۳۔ شوہر کے لئے یہ بھی حکم ہے کہ بیوی کی کسی خرابی پر فوری طلاق نہ دے بلکہ اس خرابی کی اصلاح کی کوشش کرے چنانچہ فرمایا "وہ عورتیں جن کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہے انہیں نصیحت کرو الخ (النساء) ۴۔ پھر اگر اختلافات بڑھ جائیں تو بھی فوراً طلاق دینے سے منع فرمایا اور کہا کہ اب دونوں کے بڑے اور خاندان والے درمیان میں پڑ کر اصلاح کی کوشش کریں ارشاد فرمایا: **فابعثوا حكما من اهله و حكما من اهلها** الآية کہ ایک حکم لڑکے کی طرف اور ایک حکم لڑکی کی طرف سے بھیجا جائے۔ پھر بھی اگر اصلاح نہ ہو تو شریعت نے طلاق کی اجازت ان الفاظ کے ساتھ دی کہ "اللہ کے نزدیک سب سے مبغوض مباح کام طلاق ہے"۔ (الحدیث)

علاوہ ازیں شریعت اسلامیہ نے حالت حیض میں طلاق دینے سے منع فرمایا جیسا کہ احادیث بالا میں صاف ظاہر ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ممکن ہے طلاق کا داعیہ وقتی کراہت یا وقتی منافرت زمانہ سے پیدا ہوا ہو۔ شاہ ولی اللہ دہلوی نے اسی وجہ کو اختیار کیا ہے (حجۃ اللہ البالغۃ ۲/۱۳۹) پھر شریعت نے حکم دیا کہ تین طلاق ایک ساتھ دینے کے بجائے اولاً صرف ایک طلاق دی جائے تاکہ اسے رجوع کا حق بہر حال حاصل رہے کیونکہ جب وہ طلاق کے عواقب دیکھے اور اس کی خرابیاں دیکھے تو تیر کمان سے نکل نہ چکا ہو بلکہ اس سے پھر بھی رجوع کا اختیار ہو کیونکہ اگر تین طلاق ایک ساتھ دے دیں تو اب تیر کمان سے نکل چکا اس کے بعد ندامت کسی کام نہ آئے گی۔ بہرکیف شریعت اسلامیہ نے طلاق کا سدباب کرنے کے لئے متعدد قوانین اور احکامات بیان کئے۔ ان سب کے باوجود اگر کوئی (جاری ہے)

عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُ

ساتھ منقول ہے۔اس روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا۔

۱۳۹۵ ... وحَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا حَتّٰى يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ وَقَالَ يُطَلِّقُهَا فِي قُبُلِ عِدَّتِهَا

۱۳۹۵ ... ان اسناد سے بھی سابقہ روایت منقول ہے لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ان کو رجوع کرنے کا حکم فرمایا یہاں تک کہ اس کو طہر میں طلاق دے جماع کیے بغیر اور عدت کے شروع میں طلاق دیدے۔

۱۳۹۶ ... وحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ يُونُسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ أَتَعْرِفُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَإِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتٰى عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرْجِعَهَا ثُمَّ تَسْتَقْبِلَ عِدَّتَهَا قَالَ فَقُلْتُ لَهُ إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ أَتَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ فَقَالَ فَمَهْ أَوْ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ

۱۳۹۶ ... حضرت یونس بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دیتا ہے، انہوں نے کہا کہ کیا تم عبداللہ بن عمر نامی شخص کو جانتے ہو؟ اس نے بھی اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دی تھی، تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس مسئلہ کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے رجوع کرنے کا حکم دو، پھر وہ (رجوع کے بعد) پھر سے عدت شمار کرے۔

حضرت یونس کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ جب آدمی نے اپنی بیوی کو حیض کے دوران طلاق دی ہو تو کیا وہ طلاق بھی شمار ہوگی؟ (تین میں) ابن عمر

(گذشتہ سے پیوستہ) شخص طلاق دینا چاہتا ہے تو اس کا سنت طریقہ بتلایا۔

طلاق کا سنت طریقہ ... سنت طریقہ طلاق کا یہ ہے کہ شوہر طہر یعنی پاکی کے ایام میں بیوی کو صرف ایک طلاق دے، دوسرے طہر میں دوسری طلاق دے، تیسرے طہر میں تیسری طلاق دے۔

اس کے علاوہ ایک ہی جملہ میں تین طلاق ایک ساتھ دینا بدعت ہے۔ اگرچہ وہ تین طلاقیں بدعت ہونے کے باوجود مؤثر ہو جائے گی اور شوہر کو رجوع کا بھی اختیار نہ ہوگا۔ بغیر حلالہ شرعی کے نکاح زوجِ اول سے نہ ہو سکے گا۔

جہاں تک حالتِ حیض میں طلاق دینے کا معاملہ ہے تو یہ طلاق بھی معتبر ہوگی اگرچہ حیض میں طلاق دینا جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔ اور حیض میں دی گئی طلاق سے رجوع کرنا واجب ہوگا جیسے کہ احادیث باب میں نبی ﷺ نے ابن عمر کو رجوع کا حکم فرمایا۔ امام ابو حنیفہ کا مذہب یہی ہے جب کہ امام شافعی کے نزدیک رجوع ضروری نہیں بلکہ مستحب ہے۔ اور اس طلاق سے رجوع کرنے کے بعد اسے حیض کے ختم ہونے پھر طہر کے ایام شروع ہو کر ختم ہونے کا انتظار کرنا ہوگا اس کے بعد دوسرا حیض آئے پھر جو طہر ثانی آئے گا اس میں طلاق دے سکتا ہے۔ اسی طرح جس طہر میں شوہر نے بیوی سے جماع کیا ہو اس میں طلاق دینا حرام ہے۔ یعنی اگر طلاق دینے کا ارادہ ہو تو جماع نہ کرے۔ بہر کیف! حالتِ حیض میں دی گئی طلاق باوجود اسکے کہ حرام ہے لیکن معتبر ہوگی۔ تمام جمہور سلف وخلف اور ائمہ مجتہدین کا یہی مذہب ہے اور قدماء میں سے صرف ابن حزم نے کہا ہے کہ حالتِ حیض کی طلاق معتبر نہ ہوگی۔ اور متاخرین میں ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ انہی کی راہ چلتے ہیں۔ لیکن یہ مذہب بالکل باطل اور غلط ہے، جمہور کے دلائل اور واضح وکثیر روایات کے مقابلہ میں بالکل غیر معتبر ہے۔ کما صرح بہ الحافظ ابن حجرؒ فی فتح الباری۔ (ملخصاً از تکملہ فتح الملہم ۱/۱۲۶ تا ۱۳۳)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تو کیا نہیں، کیا وہ عاجز ہو گیا ہے یا احمق ہے (جو اس طلاق کو جو دوران حیض دی گئی ہے شمار نہ کرے گا)۔

١٣٩٧ ..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ طَلَّقْتُ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِيُرَاجِعْهَا فَإِذَا طَهُرَتْ فَإِنْ شَاءَ فَلْيُطَلِّقْهَا قَالَ فَقُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ أَفَاحْتَسَبْتَ

١٣٩٧ ..... حضرت یونس بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: میں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دیدی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کو اس (واقعہ) کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو رجوع کرنے کا حکم دو پھر جب وہ پاک ہو جائے تو طلاق دیدے۔ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کیا وہ طلاق شمار کی گئی تھی؟ انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں!

١٣٩٨ ..... وحَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ح قَالَ وحَدَّثَنِيهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمَا لِيَرْجِعْهَا وَفِي حَدِيثِهِمَا قَالَ قُلْتُ لَهُ أَتَحْتَسِبُ بِهَا قَالَ فَمَهْ

١٣٩٨ ان اسناد سے بھی سابقہ حدیثوں کا مضمون منقول ہے لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ راوی فرماتا ہے کہ میں نے ان سے عرض کیا: کیا آپ ﷺ نے وہ طلاق شمار کی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں۔

١٣٩٩ ..... وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يُسْأَلُ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا فَقَالَ أَتَعْرِفُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا فَذَهَبَ عُمَرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا قَالَ لَمْ أَسْمَعْهُ يَزِيدُ عَلَى ذٰلِكَ لِأَبِيهِ

١٣٩٩ ..... حضرت ابن طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے سنا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تو انہوں نے فرمایا: کیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پہچانتا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! تو فرمایا اس نے اپنی بیوی کو حیض میں طلاق دی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے اس کو رجوع کا حکم دیا۔ حضرت ابن طاؤس کہتے ہیں کہ میں نے یہ روایت اپنے والد سے نہیں سنی۔

١٤٠٠ وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَيْمَنَ مَوْلَى عَزَّةَ يَسْأَلُ ابْنَ عُمَرَ وَأَبُو الزُّبَيْرِ يَسْمَعُ ذٰلِكَ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا فَقَالَ طَلَّقَ ابْنُ

١٤٠٠ حضرت عبدالرحمٰن بن ایمن عزہ کے مولیٰ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا اور حضرت ابوالزبیر سن رہے تھے کہ جس آدمی نے اپنی بیوی کو حالت حالت حیض میں طلاق دی آپ ﷺ نے اس کے بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: ابن عمر نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دیدی تھی رسول اللہ

عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَ عُمَرُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ لِيُرَاجِعْهَا فَرَدَّهَا وَقَالَ إِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْ أَوْ لِيُمْسِكْ - قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَقَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ فِي قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ

ﷺ کے زمانہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو فرمایا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دیدی ہے تو ان کو نبی کریم ﷺ نے رجوع کرنے کا حکم فرمایا اور کہا کہ جب وہ پاک ہو جائے تو چاہے طلاق دیدے چاہے روک لے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اور آیت فرمائی: یاایھا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن (اے نبی! جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو تو ان کو ان کی عدت کی ابتداء میں طلاق دو)۔

١٤٠١ ..... وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَ هَذِهِ الْقِصَّةِ

۱۴۰۱ ..... ان راویوں سے بھی سابقہ روایت کا مضمون مروی ہے۔

١٤٠٢ ..... وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَيْمَنَ مَوْلَى عُرْوَةَ يَسْأَلُ ابْنَ عُمَرَ وَأَبُو الزُّبَيْرِ يَسْمَعُ بِمِثْلِ حَدِيثِ حَجَّاجٍ وَفِيهِ بَعْضُ الزِّيَادَةِ

قَالَ مُسْلِم أَخْطَأَ حَيْثُ قَالَ عُرْوَةَ إِنَّمَا هُوَ مَوْلَى عَزَّةَ

۱۴۰۲ ..... حضرت عبدالرحمن بن ایمن مولی عروہ سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا جبکہ ابوالزبیر سن رہے تھے (بقیہ روایت حدیث حجاج کی طرح مروی ہے) اور اس روایت میں بعض اضافہ بھی ہے۔ امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ راوی نے مولی عروہ کہنے میں غلطی کی ہے حقیقتاً یہ مولی عزہ ہے

باب-۴۰۳

باب طلاق الثلاث

تین طلاقوں کا بیان

١٤٠٣ ..... حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوا فِي أَمْرٍ قَدْ كَانَتْ لَهُمْ فِيهِ أَنَاةٌ فَلَوْ أَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ

۱۴۰۳ ..... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد کے دو سالوں میں ہوتا یہ تھا کہ اگر کوئی تین طلاق یکبارگی دیتا تھا تو ایک ہی شمار ہوتی تھی۔

پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بے شک لوگ طلاق کے معاملہ میں بہت جلد بازی کرتے ہیں حالانکہ اس میں انہیں مہلت دی گئی تھی (کہ تین طہر میں تین طلاقیں دیں) لہٰذا اگر ہم یہی حکم جاری کردیں (کہ تین سے تین واقع ہوں گی تو بہتر ہوگا) چنانچہ انہوں

نے یہی حکم جاری کر دیا۔

۱۴۰۴ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح قَالَ و حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَا الصَّهْبَاءِ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَتَعْلَمُ أَنَّمَا كَانَتِ الثَّلَاثُ تُجْعَلُ وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَثَلَاثًا مِنْ إِمَارَةِ عُمَرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ

۱۴۰۴ حضرت ابن طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضرت ابو الصہباء کہتے ہیں کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی تین سال میں یہ دستور تھا کہ تین طلاق ایک شمار کی جاتی تھیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں (جانتا ہوں)۔

۱۴۰۵ وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ طَاوُسٍ أَنَّ أَبَا الصَّهْبَاءِ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ هَاتِ مِنْ هَنَاتِكَ أَلَمْ يَكُنِ الطَّلَاقُ الثَّلَاثُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَاحِدَةً فَقَالَ قَدْ كَانَ ذٰلِكَ فَلَمَّا كَانَ فِي عَهْدِ عُمَرَ تَتَايَعَ النَّاسُ فِي الطَّلَاقِ فَأَجَازَهُ عَلَيْهِمْ

۱۴۰۵ حضرت ابو الصہباء کہتے ہیں کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اپنی پوشیدہ خبریں لاؤ، کیا رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ کے دوران تین طلاق ایک شمار نہ ہوتی تھی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوتا تھا، پھر جب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا تو لوگوں نے پے در پے طلاق دینا شروع کر دیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے جائز قرار دے دیا (تین طلاقوں کو تین ہی شمار کیا جائے گا)۔❶

❶ احادیث بالا سے دو مسئلے متعلق ہیں۔ پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ کیا تین طلاقیں بیک وقت دینا جائز ہے؟ امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک تین طلاقیں ایک ساتھ دینا بدعت اور حرام ہے۔ امام احمدؒ کی بھی ایک روایت یہی ہے۔ جب کہ امام شافعی کے نزدیک حرام نہیں ہے اگرچہ نیا نہ کرنا مستحب ہے۔ امام ابو حنیفہ کی دلیل وہ حدیث ہے جسے نسائی نے روایت کیا ہے کہ "نبی ﷺ کو بتایا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دی ہیں۔ آپ شدید غصہ میں اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: میں تمہارے درمیان موجود ہوں اس کے باوجود کوئی اللہ کی کتاب کو کھیل بناتا ہے (آپ کے غصہ کو دیکھ کر) ایک شخص کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا میں اسے قتل نہ کر دوں؟"۔ بہر کیف حنفیہ کے نزدیک اکٹھی تین طلاق دینا بدعت اور حرام ہے۔
دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اکٹھی تین طلاق دینے سے وہ ایک شمار کی جائے گی یا تین؟ تین طلاقیں اکٹھی دینے سے تین ہی طلاقیں واقع ہوں گی۔ اگر کسی نے ایک مجلس میں ایک جملہ میں بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو جمہور علماء اور ائمہ اربعہ کے نزدیک تین طلاقیں ہی واقع ہوں گی اور عورت مغلظہ ہو جائے گی اور بغیر نکاح ثانی کے زوج اول کے لئے حلال نہ ہوگی۔ اس مسئلہ میں تمام ائمہ علماء و فقہاء اور پوری امت کا اجماع ہے کسی نے بھی اس میں اختلاف نہیں کیا سوائے دو طبقات کے۔ ایک تو روافض اور شیعوں کا طبقہ ہے جس کے نزدیک اکٹھی تین طلاق دینے کی صورت میں کوئی طلاق بھی واقع نہ ہوگی۔ اور اہل تشیع کی کسی بات پر بحث کرنا ہی فضول ہے۔ جب کہ دوسرا طبقہ دور حاضر کے غیر مقلدین اور لا مذہبوں کا ہے اور در حقیقت یہ مذہب منسوب ہے علامہ ابن تیمیہ اور علامہ ابن قیم رحمہما اللہ کی طرف۔ اور وہ یہ ہے کہ تین طلاق کی صورت میں تین واقع نہ ہوں گی بلکہ صرف ایک رجعی طلاق واقع ہوگی۔

باب-۲۰۳ باب وجوب الكفارة على من حرم امرأته ولم ينو الطلاق

جس نے طلاق کی نیت کئے بغیر بیوی کو حرام کر دیا اس پر کفارہ واجب ہے

۱۴۰۶ ــــ وحدثنا زهير بن حرب قال حدثنا إسمعيل بن إبراهيم عن هشام يعني الدستوائي قال كتب إلي يحيى بن أبي كثير يحدث عن يعلى بن حكيم عن سعيد بن جبير عن ابن عباس أنه كان يقول في الحرام يمين يكفرها وقال ابن عباس "لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة"

۱۴۰۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی اپنی بیوی کو قسم کے ساتھ کہے کہ تو (مجھ پر) حرام ہے تو اس پر کفارہ لازم ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تمہارے واسطے رسول اللہ ﷺ کے (طرز عمل) میں بہترین نمونہ ہے۔

۱۴۰۷ ــــ حدثنا يحيى بن بشر الحريري قال حدثنا معاوية يعني ابن سلام عن يحيى بن أبي كثير أن يعلى بن حكيم أخبره أن سعيد بن جبير أخبره أنه سمع ابن عباس قال إذا حرم الرجل عليه امرأته فهي يمين يكفرها وقال "لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة"

۱۴۰۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے تھے کہ جس نے اپنی بیوی کو یہ کہہ دیا کہ تو مجھ پر حرام ہے تو یہ ایک قسم ہے جس کا کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔ اور فرماتے تھے کہ: تمہارے واسطے رسول اللہ کے (طرز عمل) میں اسوۂ حسنہ ہے۔

۱۴۰۸ ــــ وحدثني محمد بن حاتم قال حدثنا حجاج بن محمد قال أخبرنا ابن جريج قال أخبرني عطاء أنه سمع عبيد بن عمير يخبر أنه سمع عائشة تخبر أن النبي ﷺ كان يمكث عند زينب بنت جحش فيشرب عندها عسلا

۱۴۰۸۔ حضرت عبید بن عمیر سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا بتلاتی تھیں کہ نبی ﷺ کا معمول تھا کہ ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں (عموماً) ٹھہرا کرتے تھے اور وہاں شہد نوش فرماتے تھے۔

قالت فتواطيت أنا وحفصة أن أيتنا ما دخل عليها النبي ﷺ فلتقل إني أجد منك ريح مغافير أكلت مغافير فدخل على إحداهما فقالت ذلك له فقال بل شربت عسلا عند زينب بنت جحش ولن أعود له فنزل

فرماتی ہیں کہ میں نے اور حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (زوجہ رسول) نے ایک جوڑ کر طے کیا کہ نبی ﷺ ہم میں سے جس کے پاس بھی تشریف لائیں گے تو وہ آپ ﷺ سے کہے گی کہ: میں آپ ﷺ کے منہ میں سے "مغافیر" کی بو محسوس کر رہی ہوں"۔ شاید آپ ﷺ نے مغافیر کھائی ہے۔

"لم تحرم ما أحل الله لك" إلى قوله "إن تتوبا" لعائشة وحفصة "وإذ أسر النبي إلى بعض أزواجه حديثا" لقوله بل شربت عسلا

(وجہ اس کی یہ تھی کہ ان حضرات امہات المؤمنین کو ایک طرح سے رقابت کا احساس ہوا کہ آپ ﷺ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں جاتے ہیں اور شہد تناول فرماتے ہیں، تو انہوں نے یہ طے کیا کہ آپ سے یہ کہیں گی کہ مغافیر کی بو آرہی ہے۔ مغافیر ایک گھاس کا نام ہے جسے اونٹ کھاتے تھے۔ نووی نے فرمایا۔ اس کی بو نہایت ناگوار ہوتی تھی، تو

آپ ﷺ کو بدبو سے نفرت تھی اس لئے کہا کہ مغافیر کی بو آتی ہے) چنانچہ آپ ﷺ دونوں میں سے کسی کے پاس تشریف لائے تو اس نے یہی کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ میں نے تو شہد پیا ہے زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش کے پاس۔ اور فرمایا میں ہرگز دوبارہ نہیں پیوں گا۔ تو اس پر آیت (تحریم) نازل ہوئی کہ: "آپ (ﷺ) کیوں حرام کرتے ہیں وہ جسے اللہ نے آپ کے لئے حلال کردیا ہے "اِنْ تَتُوْبَا تک۔ یعنی اگر عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما دونوں توبہ کرلیں۔ اور آیت میں جو فرمایا: جب نبی ﷺ نے چپکے سے اپنی بعض ازواج سے ایک بات کہی" اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تو شہد پیا ہے"۔ ❶

۱۴۰۹...... حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ

۱۴۰۹...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو شیرینی اور شہد پسند تھا چنانچہ آپ ﷺ عصر کی نماز سے فراغت کے بعد اپنی ازواج کے گھروں میں چکر لگاتے اور ان میں سے ہر ایک سے قریب

❶ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ باب کا عنوان یہ ہے کہ: اگر کسی نے طلاق کی نیت کئے بغیر بیوی کو اپنے اوپر حرام قرار دے لیا ہو تو اس پر کفارہ کی ادائیگی ضروری ہے"۔ چنانچہ اس ذیل میں پہلی حدیث ابن عباسؓ ہے جس میں انہوں نے فرمایا کہ: بیوی کو یہ کہنا کہ تو مجھ پر حرام ہے"۔ یہ قسم ہے اور اس کا کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔ اور دوسری حدیث حضرت عائشہؓ کی ہے۔ اور اس حدیث میں بیان کردہ واقعہ کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے۔ چنانچہ سورۃ التحریم / ۲۸ کا پہلا رکوع اسی واقعہ کے ذکر میں ہے۔

جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے تو فقہی اعتبار سے اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ: انت علی حرام (تو مجھ پر حرام ہے) تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس سے اس کی نیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اگر اس نے ایلاء کی نیت کی تھی تو ایلاء ہوگا اگر ظہار کی نیت کی تھی تو ظہار ہوگا اور اگر ایک طلاق بائن کی نیت کی تھی تو وہ واقع ہوجائے گی اگر تین طلاق کی نیت کی تھی تو وہ وقوع پذیر ہوجائے گی اور اگر کچھ بھی نیت نہیں تھی تو متاخرین حنفیہؒ نے فتویٰ دیا ہے کہ ایک طلاق بائن ہوجائے گی۔ پھر ایلاء اور ظہار دونوں فقہی اصطلاحات ہیں جن کی تفصیل تو اپنے مقام پر آئے گی لیکن مختصراً یہاں بھی ذکر کی جاتی ہے۔ ایلاء کے معنی ہیں قسم کھانا۔ اگر کوئی شخص قسم کھالے کہ اپنی بیوی سے صحبت نہ کرے گا تو اس کی چار صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ چار ماہ مدت متعین کردے دوسری یہ کہ چار ماہ سے کم مدت کے لئے قسم کھائے۔ تیسری یہ کہ چار ماہ سے زائد مدت کا تعین کرے۔ چوتھی یہ کہ کوئی مدت متعین نہ کرے۔ اب پہلی اور تیسری، چوتھی صورتیں تو وہ ہیں جنہیں شرعی اصطلاح میں "ایلاء" کہا جاتا ہے۔ اور اس کا حکم یہ ہے کہ اگر چند ماہ یعنی چار ماہ کے اندر اندر اپنی قسم توڑ ڈالی اور بیوی کے پاس چلا گیا تو نکاح باقی رہے گا اور قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ اور اگر اسی حالت میں چار ماہ گذر گئے اور قسم نہ توڑی تو عورت کو ایک طلاق بائنہ ہوگی یعنی اب نکاح ثانی کے لئے رجوع نہیں ہوسکتا البتہ اگر دونوں باہمی رضامندی سے نکاح کرلیں تو درست ہے حلالہ کی ضرورت نہیں۔

جب کہ دوسری صورت (کہ چار ماہ سے کم مدت کے لئے قسم کھائے) یہ شرعی ایلاء نہیں۔ اگر قسم توڑ دی تو کفارہ لازم ہوگا اور قسم پوری کردی تب بھی نکاح باقی رہے گا۔

اور ظہار یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو یہ کہہ دے کہ "تو میرے لئے میری ماں (یا بہن وغیرہ) کی پشت کی طرح ہے"۔ ایسا کہنا گناہ کبیرہ ہے اور بغیر کفارہ ادا کئے بیوی سے صحبت جائز نہ ہوگی اگرچہ نکاح باقی رہے گا۔ واللہ اعلم (ملخصاً از تکملہ فتح الملہم وبیان القرآن)

وَالْعَسَلَ فَكَانَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ دَارَ عَلَى نِسَائِهِ فَيَدْنُو مِنْهُنَّ فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ فَاحْتَبَسَ عِنْدَهَا أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ يَحْتَبِسُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ فَقِيلَ لِي أَهْدَتْ لَهَا امْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِنْ عَسَلٍ فَسَقَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ مِنْهُ شَرْبَةً فَقُلْتُ أَمَا وَاللهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِسَوْدَةَ وَقُلْتُ إِذَا دَخَلَ عَلَيْكِ فَإِنَّهُ سَيَدْنُو مِنْكِ فَقُولِي لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ لَا فَقُولِي لَهُ مَا هَذِهِ الرِّيحُ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ أَنْ يُوجَدَ مِنْهُ الرِّيحُ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقُولِي لَهُ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ وَسَأَقُولُ ذَلِكِ لَهُ وَقُولِيهِ أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى سَوْدَةَ قَالَتْ تَقُولُ سَوْدَةُ وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَقَدْ كِدْتُ أَنْ أُبَادِئَهُ بِالَّذِي قُلْتِ لِي وَإِنَّهُ لَعَلَى الْبَابِ فَرَقًا مِنْكِ فَلَمَّا دَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ

قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ قَالَ لَا قَالَتْ فَمَا هَذِهِ الرِّيحُ قَالَ سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ قَالَتْ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيَّ قُلْتُ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَى صَفِيَّةَ فَقَالَتْ بِمِثْلِ ذَلِكَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا أَسْقِيكَ مِنْهُ قَالَ لَا حَاجَةَ لِي بِهِ

قَالَتْ تَقُولُ سَوْدَةُ سُبْحَانَ اللهِ وَاللهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ قَالَتْ قُلْتُ لَهَا اسْكُتِي قَالَ أَبُو إِسْحَقَ إِبْرَاهِيمُ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ بِهَذَا سَوَاءً

ہوتے۔ ایک روز حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے پاس دوسرے دنوں کی بہ نسبت زیادہ دیر تک رکے رہے میں نے اس بارے میں دریافت کیا تو مجھ سے کہا گیا کہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ان کی قوم کی طرف سے ایک کپی شہد کا ہدیہ آیا تھا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس میں سے شہد پلایا ہے۔

میں نے کہا (دل میں) اللہ کی قسم! میں اس بارے میں ضرور کوئی حیلہ جوئی کروں گی۔ چنانچہ میں نے سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کا ذکر کر کے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس تشریف لائیں تو آپ سے ضرور قریب ہوں گے۔ تو اس وقت کہنا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ نے مغافیر کھایا ہے؟ تو وہ کہیں گے نہیں تو آپ کہیے گا کہ پھر یہ بو کیسی ہے؟ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات ناگوار گذرتی تھی کہ آپ میں کسی قسم کی (ناگوار) بو پائی جائے تو آپ ﷺ فوراً کہیں گے کہ مجھے حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شہد کا گھونٹ پلایا ہے۔ تب آپ ان سے کہیے گا کہ شاید شہد کی مکھی نے عرفط کے درخت سے یہ رس چوسا ہے۔ اور (اگر میرے پاس تشریف لائے تو) میں بھی یہی کہوں گی اور اے صفیہ! (اگر تمہارے پاس آئیں) تو تم بھی یہی کہنا۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ جب سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ (اے عائشہ) قریب تھا کہ میں آپ سے پکار کر وہ بات کہہ دوں جو تم نے مجھ سے کہی تھی اور ابھی آپ ﷺ دروازہ پر ہی تھے (یعنی اتنی جلدی تھی کہنے کی) اور اس کی وجہ تمہارا ڈر تھا۔ خیر جب رسول اللہ ﷺ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قریب ہوئے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ نے مغافیر کھایا ہے؟ فرمایا کہ نہیں! انہوں نے کہا کہ پھر یہ بو کیسی ہے؟ فرمایا مجھے حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شہد کا ایک گھونٹ پلا دیا تھا۔ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ شاید شہد کی مکھی نے عرفط کے درخت سے رس چوسا ہے۔

پھر جب آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے بھی ویسی ہی بات کہی۔ پھر آپ ﷺ، صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے بھی ویسی ہی بات کی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ (پھر کبھی)

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے تو انہوں نے فرمایا کہ: یا رسول اللہ! کیا آپ کو شہد نہ پلاؤں؟ فرمایا: مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی تھیں کہ سبحان اللہ! اللہ کی قسم! ہم نے آپ ﷺ کے لئے شہد حرام کر دیا۔ (یعنی آپ ﷺ کو شہد سے روک دیا) تو میں (عائشہ) نے ان (سودہ) سے کہا کہ خاموش ہو جائیں۔

۱۴۱۰...... و حَدَّثَنِيهِ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۱۴۱۰ ان اسناد سے بھی سابقہ روایت ہی کا مضمون نقل کیا گیا ہے۔

باب-۲۰۴ باب بيان أن تخيير امرأته لا يكون طلاقًا إلا بالنية

بغیر نیت کے تخییر سے طلاق واقع نہیں ہوتی

۱۴۱۱ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ ح قَالَ و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أُمِرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِتَخْيِيرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِي فَقَالَ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَعْجَلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ قَالَتْ قَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا لِيَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا" قَالَتْ فَقُلْتُ فِي أَيِّ هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ قَالَتْ ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ

۱۴۱۱ ...حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو حکم ہوا کہ اپنی ازواج کو اختیار دے دیں (کہ چاہیں تو دنیا اور اس کا مال و متاع اختیار کر لیں اور چاہیں تو رسول اللہ ﷺ کو اختیار کئے رہیں) تو آپ ﷺ نے مجھ سے پہلے ہی فرمایا کہ: میں تم سے ایک معاملہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں اور تم اس میں جلدی مت کرنا یہاں تک کہ اپنے والدین سے مشورہ کر لو۔

فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کو یہ علم تھا کہ میرے والدین کبھی مجھے رسول اللہ ﷺ سے علیحدگی کا حکم نہ کریں گے (اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے والدین کے مشورہ کے بغیر کوئی فیصلہ مت کرنا)۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"اے نبی! آپ اپنی ازواج سے فرما دیجئے کہ تم اگر دنیوی زندگی کا عیش اور اس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ، میں تم کو کچھ مال و متاع دنیوی دے دوں اور تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کر دوں (طلاق دے دوں) اور اگر تم اللہ کو چاہتی ہو اور اس کے رسول کو اور عالم آخرت کو، تو تم میں سے نیک کرداروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے"۔

فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: میں کس معاملہ میں اپنے والدین سے مشورہ کروں، میں نے تو اللہ اور اس کے رسول اور عالم آخرت کو ہی چاہتی ہوں۔ اس کے بعد دوسری ازواج رسول نے بھی میرے

کے پر عمل کیا۔ ❶

١٤١٢- حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَأْذِنُنَا إِذَا كَانَ فِي يَوْمِ الْمَرْأَةِ مِنَّا بَعْدَ مَا نَزَلَتْ "تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ" فَقَالَتْ لَهَا مُعَاذَةُ فَمَا كُنْتِ تَقُولِينَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَأْذَنَكِ قَالَتْ كُنْتُ أَقُولُ إِنْ كَانَ ذَاكَ إِلَيَّ لَمْ أُوثِرْ أَحَدًا عَلَى نَفْسِي

١٤١٢- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب ایک زوجہ کی باری میں کسی اور کے پاس جانا چاہتے تو ہم میں سے اس زوجہ سے اجازت لیا کرتے تھے۔ بعد اس کے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ترجی من تشاء ... الخ "جسے چاہیں تو آپ الگ رکھیں ان (ازواج) میں سے اور جسے چاہیں ٹھکانہ دیے رکھیں"۔ تو معاذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے (عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے) فرمایا کہ آپ کیا کہتی تھیں جب حضور علیہ السلام آپ ﷺ سے اجازت مانگتے تھے؟ فرمانے لگیں کہ میں کہتی تھی کہ اگر مجھے اس کا اختیار ہوتا تو میں اپنی ذات پر کسی کو ترجیح نہ دیتی"۔ ❷

١٤١٣- وحَدَّثَنَاهُ الْحَسَنُ بْنُ عِيسَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

١٤١٣- اس طریق سے بھی سابقہ روایت ہی کی طرح حدیث منقول ہے۔

١٤١٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ خَيَّرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ نَعُدَّهُ طَلَاقًا

١٤١٤- حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ:
رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اختیار دیا تھا لیکن ہم اسے طلاق شمار نہ کرتے تھے۔

١٤١٥- وحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا

١٤١٥- حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں کہ جب میری بیوی نے مجھے اختیار

---

❶ ہجرت کے نویں برس ۹ھ میں جب کہ فتح خیبر بھی ہو چکی تھی، نبی ﷺ کی ازواج مطہراتؓ نے آپؐ سے مالی وسعت اور نفقہ میں اضافہ کا مطالبہ کیا۔ نبی ﷺ کو اس سے اذیت اور تکلیف پہنچی کہ ازواج نبی ہو کر دنیا کا مطالبہ کریں اور اسی ایذاء کے باعث آپؐ نے قسم کھائی کہ اپنی ازواج کے پاس نہیں جائیں گے۔ اسی موقع پر آیت تخییر نازل ہوئی جس میں نبی ﷺ نے ازواج کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اختیار دے دیا کہ خواہ دنیا اور اس کے مال و متاع کو اختیار کر لیں اور نبیؐ سے الگ ہو جائیں اور خواہ نبیؐ کو اختیار کر لیں اور مال و متاع سے علیحدہ ہو جائیں۔ تمام ازواج مطہراتؓ نے آپؐ کی صحبت کو اختیار کیا اور اپنے مطالبہ سے دستبرداری کے ساتھ اللہ سے استغفار بھی کیا۔
اسی واقعہ میں حضرت عائشہؓ کی منقبت بھی نمایاں ہے، سب سے پہلی بات تو یہ کہ حضور علیہ السلام نے تمام ازواج سے قبل آپ کو مطلع کیا، دوسرے یہ کہ آپ تخییر دینے کے باوجود جدائی طبعاً پسند نہ فرماتے تھے اسی لئے فرمایا کہ: جب تک والدین سے مشورہ نہ کر لو کوئی فیصلہ مت کرنا" کیونکہ حضرت عائشہؓ کم عمر تھیں ممکن تھا کہ کوئی صحیح فیصلہ نہ کر پاتیں، لیکن حضرت عائشہؓ نے فوراً فرمایا: مجھے والدین سے مشورہ کی کیا ضرورت ہے۔ میرے لئے اللہ اور اس کا رسول ہی کافی ہے۔ رضی اللہ عنہا و ارضاھا

❷ مقصد یہ کہ جب رسول اللہ ﷺ ایک زوجہ کے پاس وقت گذار کر دوسری کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے، تو پہلی کی دلجوئی کی خاطر اجازت لے لیا کرتے تھے، تو اس کے بارے میں فرماتی ہیں کہ اگر مجھے اس کا اختیار ہوتا کہ آپؐ میرے رکنے سے رک جائیں گے تو اپنی ذات پر کسی کو ترجیح نہ دیتی تاکہ آپؐ سے زیادہ سے زیادہ صحبت اور فوائد دینیہ حاصل کریں۔ واللہ اعلم۔

عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ مَا أُبَالِي خَيَّرْتُ امْرَأَتِي وَاحِدَةً أَوْ مِائَةً أَوْ أَلْفًا بَعْدَ أَنْ تَخْتَارَنِي وَلَقَدْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقَالَتْ قَدْ خَيَّرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَفَكَانَ طَلَاقًا۔

کرلیا تو مجھے کوئی خوف نہیں اس بات کا کہ میں اسے ایک بار، یا سو بار یا ہزار بار اختیار دے دوں۔
اور میں نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا تو فرمانے لگیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اختیار دیا تھا تو کیا یہ طلاق ہو گیا؟......

۱۴۱۶ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَيَّرَ نِسَاءَهُ فَلَمْ يَكُنْ طَلَاقًا

۱۴۱۶...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اختیار دیا جو کہ طلاق (شمار) نہ ہوئی۔

۱۴۱۷ ــــ وحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ وَإِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَرْنَاهُ فَلَمْ يَعُدَّهُ طَلَاقًا۔

۱۴۱۷...... ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو اختیار دیا تو ہم نے آپ ﷺ ہی کو پسند کیا تو یہ طلاق شمار نہ کی گئی۔

۱۴۱۸ ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَرْنَاهُ فَلَمْ يَعْدُدْهَا عَلَيْنَا شَيْئًا

۱۴۱۸...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو اختیار دیا تو ہم نے آپ ﷺ ہی کو پسند کیا۔ آپ ﷺ نے اس (اختیار) کو کچھ بھی (طلاق) شمار نہ کیا۔

۱۴۱۹ ــــ و حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ بِمِثْلِهِ

۱۴۱۹...... ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سابقہ حدیث ہی کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

۱۴۲۰ ــــ وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَ النَّاسَ جُلُوسًا بِبَابِهِ لَمْ يُؤْذَنْ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ قَالَ فَأُذِنَ لِأَبِي بَكْرٍ فَدَخَلَ ثُمَّ أَقْبَلَ عُمَرُ فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ فَوَجَدَ النَّبِيَّ ﷺ جَالِسًا حَوْلَهُ نِسَاؤُهُ وَاجِمًا سَاكِتًا قَالَ فَقَالَ لَأَقُولَنَّ شَيْئًا

۱۴۲۰...... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور نبی ﷺ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی تو لوگوں کو آپ کے دروازہ پر بٹھایا، ان میں سے کسی کو اجازت نہ ملی تھی۔ پھر ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت مل گئی تو وہ اندر داخل ہوئے۔ پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور اجازت مانگی، انہیں بھی اجازت مل گئی، وہ اندر گئے تو دیکھا کہ نبی ﷺ ساکت و غمزدہ تشریف فرما ہیں اور آپ ﷺ کی ازواج بھی آپ کے ارد گرد بیٹھی ہیں۔

میں اسے ضرور بتلاؤں گا۔اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سختی کرنے والا اور دوسروں کی غلطیوں کو طلب کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ مجھے تو معلّم اور آسانی کرنے والا بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔

۱۴۲۱۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْحَنَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ سِمَاكٍ أَبِي زُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا اعْتَزَلَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ نِسَاءَهُ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا النَّاسُ يَنْكُتُونَ بِالْحَصَى وَيَقُولُونَ طَلَّقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نِسَاءَهُ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُؤْمَرْنَ بِالْحِجَابِ فَقَالَ عُمَرُ فَقُلْتُ لَأَعْلَمَنَّ ذَلِكَ الْيَوْمَ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ يَا بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ أَقَدْ بَلَغَ مِنْ شَأْنِكِ أَنْ تُؤْذِي رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ مَا لِي وَمَا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ عَلَيْكَ بِعَيْبَتِكَ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ فَقُلْتُ لَهَا يَا حَفْصَةُ أَقَدْ بَلَغَ مِنْ شَأْنِكِ أَنْ تُؤْذِي رَسُولَ اللهِ ﷺ وَاللهِ لَقَدْ عَلِمْتِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَا يُحِبُّكِ وَلَوْلَا أَنَا لَطَلَّقَكِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَبَكَتْ أَشَدَّ الْبُكَاءِ فَقُلْتُ لَهَا أَيْنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَتْ هُوَ فِي خِزَانَتِهِ فِي الْمَشْرُبَةِ فَدَخَلْتُ فَإِذَا أَنَا بِرَبَاحٍ غُلَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَاعِدًا عَلَى أُسْكُفَّةِ الْمَشْرُبَةِ مُدَلٍّ رِجْلَيْهِ عَلَى نَقِيرٍ مِنْ خَشَبٍ وَهُوَ جِذْعٌ يَرْقَى عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَيَنْحَدِرُ فَنَادَيْتُ يَا رَبَاحُ اسْتَأْذِنْ لِي عِنْدَكَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنَظَرَ رَبَاحٌ إِلَى الْغُرْفَةِ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيَّ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ قُلْتُ يَا رَبَاحُ اسْتَأْذِنْ لِي عِنْدَكَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنَظَرَ رَبَاحٌ إِلَى الْغُرْفَةِ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيَّ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ رَفَعْتُ صَوْتِي فَقُلْتُ يَا رَبَاحُ اسْتَأْذِنْ لِي عِنْدَكَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ظَنَّ أَنِّي جِئْتُ مِنْ أَجْلِ حَفْصَةَ وَاللهِ لَئِنْ

۱۴۲۱۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ نے اپنی ازواج سے جدائی اختیار فرمائی تو (اس زمانہ میں) میں ایک روز مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ لوگ کنکریاں الٹ پلٹ رہے ہیں (جیسے خوب غور و فکر کے دوران انسان ایسا کرنے لگتا ہے) اور وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی۔ یہ واقعہ نزول حکم حجاب سے قبل کا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں ٹھان لی کہ آپ ﷺ کی حالت ضرور معلوم کروں گا (کہ واقعہ کیا ہوا) چنانچہ میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا اور کہا کہ: اے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کیا تمہارا یہ حال ہو گیا کہ تم رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دینے لگیں۔ انہوں نے فرمایا کہ: میرا، تمہارا کیا معاملہ ہے؟ اے ابن خطاب! تم اپنی پوٹلی کی خبر لو (یعنی اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خبر لو) چنانچہ میں حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عمر کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ: تمہارا یہ حال ہو گیا کہ تم رسول اللہ ﷺ کو ایذاء پہنچاؤ۔ اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ تجھ سے محبت نہیں فرماتے۔ اور اگر میں نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ تو تجھے طلاق دے چکے ہوتے۔

حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سن کر زار زار رونے لگیں۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ کہاں ہیں؟ وہ کہنے لگیں کہ وہ تو اپنے حجرہ کے خزانہ میں (اندرونی حصہ میں ہیں) چنانچہ میں وہاں داخل ہوا تو دیکھا کہ رباح رسول اللہ ﷺ کا غلام بالاخانہ کی چوکھٹ پر (دہلیز پر) اپنے دونوں پاؤں ایک کھدی ہوئی لکڑی پر لٹکائے بیٹھا ہے۔ یہی وہ لکڑی تھی جس پر سے رسول اللہ ﷺ چڑھتے اترتے تھے (بالاخانہ میں آنے جانے کے لئے) میں نے آواز لگائی کہ اے رباح! رسول اللہ ﷺ سے میرے لئے اپنی جانب سے اجازت طلب کرو۔ رباح نے ایک نظر کمرہ میں ڈالی، پھر میری طرف دیکھا لیکن کچھ نہیں کہا۔

أمرني رسولُ الله ﷺ بضربِ عُنُقِها لأضربنّ عُنُقَها ورفعتُ صوتي

فأومأ إليّ أن ارْقَهْ فدخلتُ على رسول الله ﷺ وهو مُضطجِعٌ على حصيرٍ فجلستُ فأدنى عليه إزارهُ وليس عليه غيرُهُ وإذا الحصيرُ قد أثّر في جنبِهِ فنظرتُ ببصري في خِزانةِ رسولِ الله ﷺ فإذا أنا بقبضةٍ من شعيرٍ نحوِ الصاعِ ومثلِها قرظًا في ناحيةِ الغُرفةِ وإذا أفيقٌ مُعلَّقٌ قال فابتدرتْ عيناي قال ما يُبكيك يا ابنَ الخطّابِ قلتُ يا نبيَّ الله وما لي لا أبكي وهذا الحصيرُ قد أثّر في جنبِك وهذه خزانتُك لا أرى فيها إلا ما أرى وذاك قيصرُ وكسرى في الثمارِ والأنهارِ وأنتَ رسولُ الله ﷺ وصفوتُه وهذه خزانتُك فقال يا ابنَ الخطّابِ ألا ترضى أن تكونَ لنا الآخرةُ ولهم الدنيا قلتُ بلى قال ودخلتُ عليه حين دخلتُ وأنا أرى في وجهِه الغضبَ فقلتُ يا رسولَ الله ما يشقُّ عليك من شأنِ النساءِ فإن كنتَ طلّقتهنّ فإنّ الله معك وملائكتَه وجبريلَ وميكائيلَ وأنا وأبو بكرٍ والمؤمنون معك وقلّما تكلّمتُ وأحمدُ الله بكلامٍ إلا رجوتُ أن يكونَ الله يُصدّقُ قولي الذي أقولُ ونزلتْ هذه الآيةُ آيةُ التخييرِ

"عسى ربُّه إن طلّقكنّ أن يُبدلَه أزواجًا خيرًا منكنّ" "وإن تظاهرا عليه فإنّ الله هو مولاه وجبريلُ وصالحُ المؤمنين والملائكةُ بعد ذلك ظهيرٌ"۔

وكانت عائشةُ بنتُ أبي بكرٍ وحفصةُ تظاهرانِ على سائرِ نساءِ النبيِّ ﷺ

فقلتُ يا رسولَ الله أطلّقتهنّ قال لا قلتُ يا رسولَ الله إني دخلتُ المسجدَ والمسلمون ينكتون

میں نے پھر کہا: اے رباح! میرے واسطے اپنی جانب سے رسول اللہ ﷺ سے اجازت لو، رباح نے پھر ایک نگاہ کمرہ میں ڈالی، پھر میری طرف دیکھا مگر کچھ کہا نہیں۔

اب کی بار میں نے اونچی آواز میں پکارا اور کہا: اے رباح! میرے لئے رسول اللہ ﷺ سے اپنے پاس سے اجازت لو۔ میرا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں حفصہ کی وجہ سے آیا ہوں۔ خدا کی قسم اگر رسول اللہ ﷺ اس کی گردن مارنے کا حکم دیں گے تو میں ضرور اس کی گردن ماردوں گا۔ اور میں نے بلند آواز سے کہا۔ چنانچہ اس نے مجھے اشارہ کیا کہ چڑھ آؤ۔

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہوا تو آپ ﷺ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، میں بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے اپنی ازار اپنے اوپر ڈال لیا اور ازار کے علاوہ آپ ﷺ کے بدن پر کچھ نہیں تھا۔ جب کہ چٹائی نے آپ کے پہلو پر نشانات ثبت کردیے تھے۔ میں نے اپنی نگاہ دوڑائی رسول اللہ ﷺ کے خزانہ میں تو اس میں میں نے چند مٹھی بھر تقریباً ایک صاع کے بقدر جو اور تقریباً اتنے ہی سلم کے پتے پڑے ہوئے پائے، کمرہ کے ایک کونے میں چھروے لٹکے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر فرماتے ہیں کہ میری آنکھیں چھلک اٹھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کس وجہ سے روتے ہو؟ اے ابن خطاب! میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! مجھے کیا ہوا کہ میں نہ روؤں۔ یہ چٹائی کہ آپ کے بازو میں نشانات ڈال دیے، اور یہ آپ کا خزانہ ہے کہ جو کچھ میں اس میں دیکھ رہا ہوں اس کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتا۔ یہ قیصر وکسریٰ ہیں جو پھلوں اور نہروں میں (گھرے زندگی بسر کررہے ہیں) اور یہ آپ ہیں جو اللہ کے رسول اور اس کے چنیدہ ہیں اور یہ آپ کا خزانہ ہے (تو پھر یہ حالت دیکھ کر میں کیوں نہ روؤں)۔

فرمایا: اے ابن الخطاب! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ ہمارے لئے آخرت ہو اور ان کے لئے دنیا؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں؟

فرماتے ہیں کہ جب میں آپ کے پاس داخل ہوا تھا تو آپ کے چہرہ مبارک پر غصہ کے اثرات تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اپنی ازواج کے معاملہ میں آپ کو کیا گراں گذرا ہے؟ اگر آپ انہیں طلاق

بِالْحَصَى يَقُولُونَ طَلَّقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نِسَاءَهُ أَفَأَنْزِلُ
فَأُخْبِرَهُمْ أَنَّكَ لَمْ تُطَلِّقْهُنَّ قَالَ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ فَلَمْ
أَزَلْ أُحَدِّثُهُ حَتَّى تَحَسَّرَ الْغَضَبُ عَنْ وَجْهِهِ وَحَتَّى
كَشَرَ فَضَحِكَ وَكَانَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ ثَغْرًا
ثُمَّ نَزَلَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ وَنَزَلْتُ فَنَزَلْتُ أَتَشَبَّثُ بِالْجِذْعِ
وَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَأَنَّمَا يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ مَا
يَمَسُّهُ بِيَدِهِ
فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّمَا كُنْتَ فِي الْغُرْفَةِ تِسْعَةً
وَعِشْرِينَ قَالَ إِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ
فَقُمْتُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَنَادَيْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي لَمْ
يُطَلِّقْ رَسُولُ اللهِ ﷺ نِسَاءَهُ وَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ
"وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ
وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ
الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ"
فَكُنْتُ أَنَا اسْتَنْبَطْتُ ذَلِكَ الْأَمْرَ وَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ
آيَةَ التَّخْيِيرِ

دے دیں تو اللہ اور اس کے فرشتے آپ کے ساتھ ہیں۔ جبرئیل و
میکائیل میں اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سارے مسلمان آپ کے
ساتھ ہیں۔
اور بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ میں آپ ﷺ سے کوئی بات کروں اور اپنی گفتگو
میں اللہ کی تعریف کروں مگر یہ کہ میں یہ امید رکھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کی
تصدیق فرمائے گا۔ میری بات کی جو میں کہتا ہوں۔
چنانچہ اس وقت بھی یہ آیت تخییر نازل ہوگئی۔ عسیٰ ربّہ، إن طلقکن
الآیۃ اور یہ آیت وإن تظاھرا علیہ فإن اللہ الخ نازل ہوئی۔
"ممکن ہے کہ اس کا رب اگر وہ (نبی) طلاق دے تم کو کہ تمہارے سے بہتر
ازواج بدلہ میں دے دے"۔
"اگر تم دونوں اس پر زبردستی کروگے تو (یاد رکھو) بے شبہ اللہ تعالیٰ اس کا
مولیٰ ہے، اور جبرئیل اور نیک مؤمنین اور تمام فرشتے اس کے بعد اس
کے مددگار ہیں"۔
اور حضرت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ بنت عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں نے تمام ازواج نبی ﷺ سے فوقیت حاصل کرنا
چاہا تھا۔
(حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا
یارسول اللہ! کیا آپ نے انہیں طلاق دے دی ہے؟ فرمایا نہیں۔ میں نے
عرض کیا یارسول اللہ! میں مسجد میں داخل ہوا تھا تو دیکھا تمام مسلمان مسجد
میں جمع ہیں اور کنکریوں کو نیچے پلٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ
نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے۔ کیا میں نیچے اتر کر انہیں بتادوں کہ
آپ ﷺ نے طلاق نہیں دی ہے؟ فرمایا کہ ہاں! اگر تم چاہو تو ٹھیک ہے۔
پھر میں آپ سے گفتگو کرتا رہا یہاں تک کہ غصہ کے اثرات زائل ہوگئے
چہرۂ مبارک سے اور آپ لب کھول کر ہنسے اور آپ ﷺ لوگوں میں سب
سے زیادہ خوبصورت مسکراہٹ والے تھے۔
بعد ازاں نبی ﷺ نیچے اترے اور میں بھی اترا تو میں تو کھجور کی ٹہنی پکڑ پکڑ
کر اترتا تھا جب کہ نبی ﷺ ایسے اتر رہے تھے، گویا زمین پر چل رہے ہوں،
آپ ﷺ نے کسی چیز کو ہاتھ تک نہ لگایا (سہارے کے لئے) پھر میں نے

عرض کیا یا رسول اللہ۔ آپ ﷺ تو اپنے حجرہ میں ۲۹ روز تک رہے (جب کہ قسم کھائی تھی ایک ماہ کی) فرمایا کہ: مہینہ ۲۹ کا بھی ہوتا ہے۔
فرماتے ہیں کہ پھر میں مسجد کے دروازہ پر کھڑا ہوگیا اور اپنی بلند ترین آواز سے پکارا کہ آپ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق نہیں دی ہے اور یہ آیت اس موقع پر نازل ہوئی۔
واذاجآء ھم امرٌ من الأمن الخ اور (ان کا حال یہ ہے کہ) جب ان کے پاس امن یا خوف کی خبر آتی ہے تو اسے پھیلا دیتے ہیں، اگر وہ اسے رسول اور اولوالأمر لوگوں صاحبان معاملہ کے پاس لے جائیں تو جان لیں ان لوگوں کو جو نکال لیتے ہیں ان میں سے اس بات کو (اس کی حقیقت کو)۔
(النساء۵؍ ۴)
غرض میں ہی تھا جس نے اس معاملہ کی حقیقت کو نکالا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آیت تخییر (سورۃ الاحزاب والی آیت جو ما قبل میں گذر چکی ہے) نازل فرمائی۔

۱۴۲۲...... حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ بْنُ حُنَيْنٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ قَالَ مَكَثْتُ سَنَةً وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنْ آيَةٍ فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَسْأَلَهُ هَيْبَةً لَهُ حَتَّى خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجْتُ مَعَهُ فَلَمَّا رَجَعَ فَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَدَلَ إِلَى الأَرَاكِ لِحَاجَةٍ لَهُ فَوَقَفْتُ لَهُ حَتَّى فَرَغَ ثُمَّ سِرْتُ مَعَهُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ أَزْوَاجِهِ فَقَالَ تِلْكَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ وَاللهِ إِنْ كُنْتُ لأُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ هَذَا مُنْذُ سَنَةٍ فَمَا أَسْتَطِيعُ هَيْبَةً لَكَ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ مَا ظَنَنْتَ أَنَّ عِنْدِي مِنْ عِلْمٍ فَسَلْنِي عَنْهُ فَإِنْ كُنْتُ أَعْلَمُهُ أَخْبَرْتُكَ
قَالَ وَقَالَ عُمَرُ وَاللهِ إِنْ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ

۱۴۲۲...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سال تک اس انتظار میں رہا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک آیت کے بارے میں سوال کروں لیکن ان کے ڈر کی وجہ سے ہمت نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ وہ حج کے لئے نکلے تو میں بھی ان کے ساتھ نکل کھڑا ہوا۔
واپسی کے سفر میں ہم کسی راستہ میں تھے کہ وہ پیلو کے درختوں کی جانب مڑ گئے، قضائے حاجت کیلئے جب فارغ ہوگئے اور میں پھر ان کے ساتھ چلنے لگا تو اسی دوران میں نے سوال کیا کہ امیر المومنین وہ دو ازواج کونسی ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ پر زور ڈالا آپ ﷺ کی ازواج میں سے؟
فرمایا: وہ حفصہ اور عائشہ (رضی اللہ عنہما) ہیں (پہلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیٹی کا نام لیا بعد میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تاکہ اپنی بیٹی کا قصور زیادہ نظر آئے) میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میں ایک سال سے آپ سے اس بارے میں سوال کرنا چاہتا تھا لیکن آپ کی ہیبت کی وجہ سے نہ کرسکا۔ فرمایا ایسا نہ کرو، جس چیز کے بارے میں تمہارا خیال ہو کہ مجھے اس کے بارے میں کچھ علم ہے تو مجھ سے پوچھ لیا کرو، اگر

لِلنِّسَاءِ أَمْرًا حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِنَّ مَا أَنْزَلَ وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ

میں جانتا ہوں گا تو تمہیں بتلادوں گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم جاہلیت میں عورتوں کو کچھ نہ سمجھتے تھے (کوئی قابل ہستی نہ تھی ہماری نظروں میں) لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں احکامات و حقوق نازل فرمائے اور ان کے لئے (مال وراثت اور حقوق) تقسیم فرمائے۔

قَالَ فَبَيْنَمَا أَنَا فِي أَمْرٍ أَأْتَمِرُهُ إِذْ قَالَتْ لِي امْرَأَتِي لَوْ صَنَعْتَ كَذَا وَكَذَا فَقُلْتُ لَهَا وَمَا لَكِ أَنْتِ وَلِمَا هَاهُنَا وَمَا تَكَلُّفُكِ فِي أَمْرٍ أُرِيدُهُ فَقَالَتْ لِي عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ مَا تُرِيدُ أَنْ تُرَاجَعَ أَنْتَ وَإِنَّ ابْنَتَكَ لَتُرَاجِعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَتَّى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ

ایک بار میں کسی معاملہ میں مشورہ کر رہا تھا کہ میری بیوی نے (از خود رائے دیتے ہوئے کہا کہ) اگر تم ایسا ایسا کر لیتے (تو اچھا ہوتا، یعنی معاملہ میں یوں کر لو تو بہتر ہوگا) میں نے کہا تمہارا کیا دخل ہے؟ اور جو کام میں کرنا چاہتا ہوں تمہارا اس سے کیا واسطہ اور تعلق ہے؟ (تم اپنے کام سے کام رکھو) وہ کہنے لگی: اے ابن الخطاب! تمہارے اوپر تعجب ہے، تم تو چاہتے ہو کہ تمہیں کوئی جواب ہی نہ دے۔ جب کہ تمہاری بیٹی (حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا حال یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے معاملات میں گفتگو کرتی ہے حتیٰ کہ (بعض اوقات) آپ ﷺ دن بھر غصہ میں رہتے ہیں۔

قَالَ عُمَرُ فَآخُذُ رِدَائِي ثُمَّ أَخْرُجُ مَكَانِي حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا يَا بُنَيَّةُ إِنَّكِ لَتُرَاجِعِينَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَتَّى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ فَقَالَتْ حَفْصَةُ وَاللَّهِ إِنَّا لَنُرَاجِعُهُ فَقُلْتُ تَعْلَمِينَ أَنِّي أُحَذِّرُكِ عُقُوبَةَ اللَّهِ وَغَضَبَ رَسُولِهِ يَا بُنَيَّةُ لَا يَغُرَّنَّكِ هَذِهِ الَّتِي قَدْ أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا وَحُبُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِيَّاهَا

(عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں اپنی چادر اٹھائی گھر سے نکلا اور سیدھا حفصہ کے یہاں داخل ہوا اور اس سے کہا اے میری بیٹی! کیا تم رسول اللہ ﷺ کو جواب دیتی ہو یہاں تک کہ آپ دن بھر غصہ میں رہتے ہیں؟ حفصہ نے کہا اللہ کی قسم! ہم تو آپ ﷺ کو جواب دیتے ہیں (معاملات میں مشورہ دیتے ہیں) میں نے کہا کہ تم جان لو اچھی طرح کہ میں تمہیں اللہ کی پکڑ اور اس کے رسول ﷺ کے غصہ سے ڈراتا ہوں اور اے میری بیٹی! تمہیں اس بیوی سے دھوکہ نہ ہو جائے جسے اپنے حسن نے اور رسول اللہ ﷺ کی محبت نے خود پسند بنادیا ہے۔ (اس سے مراد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ اور مقصد یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر قیاس مت کرو وہ تو رسول اللہ ﷺ کی محبوب ہیں تمہیں ان کی طرح ناز نہ کرنا چاہیئے۔

ثُمَّ خَرَجْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ لِقَرَابَتِي مِنْهَا فَكَلَّمْتُهَا فَقَالَتْ لِي أُمُّ سَلَمَةَ عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ قَدْ دَخَلْتَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَبْتَغِيَ أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَزْوَاجِهِ قَالَ فَأَخَذَتْنِي أَخْذًا كَسَرَتْنِي عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُ أَجِدُ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا وَكَانَ لِي صَاحِبٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غِبْتُ أَتَانِي بِالْخَبَرِ وَإِذَا غَابَ كُنْتُ أَنَا آتِيهِ بِالْخَبَرِ وَنَحْنُ حِينَئِذٍ نَتَخَوَّفُ مَلِكًا مِنْ مُلُوكِ غَسَّانَ ذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَسِيرَ إِلَيْنَا فَقَدِ امْتَلَأَتْ صُدُورُنَا مِنْهُ فَأَتَى صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَدُقُّ الْبَابَ وَقَالَ افْتَحِ افْتَحْ فَقُلْتُ جَاءَ الْغَسَّانِيُّ فَقَالَ أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ اعْتَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَزْوَاجَهُ فَقُلْتُ رَغِمَ أَنْفُ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ

پھر میں وہاں سے نکلا اور ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس داخل ہوا کہ میری ان سے قرابت داری تھی اور ان سے اس معاملہ میں گفتگو کی تو ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھ سے کہا اے ابن الخطاب! تمہارے اوپر

ثُمَّ آخُذُ ثَوْبِي فَأَخْرُجُ حَتَّى جِئْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ يُرْتَقَى إِلَيْهَا بِعَجَلَةٍ وَغُلَامٌ لِرَسُولِ اللَّهِ

ﷺ أسود على رأس الدرجة فقلت هذا عمر فأذن لي قال عمر فقصصت على رسول الله ﷺ هذا الحديث فلما بلغت حديث أم سلمة تبسم رسول الله ﷺ وإنه لعلى حصير ما بينه وبينه شيء وتحت رأسه وسادة من أدم حشوها ليف وإن عند رجليه قرظا مصبورا وعند رأسه أهبا معلقة فرأيت أثر الحصير في جنب رسول الله ﷺ فبكيت فقال ما يبكيك فقلت يا رسول الله إن كسرى وقيصر فيما هما فيه وأنت رسول الله فقال رسول الله ﷺ أما ترضى أن تكون لهما الدنيا ولك الآخرة

تعجب ہے۔ تم ہر بات میں ضرور دخل دیتے ہو یہاں تک کہ اب تم چاہتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی ازواج کے باہمی معاملات میں بھی دخل اندازی کرو۔

(عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ) مجھے ان کی اس بات نے روک دیا اس بات کے کرنے سے جو میں اپنے دل میں پاتا تھا۔ پھر میں وہاں سے نکل آیا۔ میرا ایک انصاری ساتھی تھا اور ہمارے درمیان یہ طے تھا کہ جب میں آپ ﷺ کی مجلس سے غائب ہوتا تو وہ میرے پاس خبریں لے کر آتا اور وہ غائب ہوتا تو میں اس کے پاس خبریں لے جاتا۔ ان دنوں ہم غسانی بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ کے خوف میں تھے۔ ہم سے ذکر کیا گیا تھا کہ وہ غسانی بادشاہ ہماری طرف پیش قدمی کرنا چاہتا ہے۔ لہٰذا ہمارے سینوں میں یہی بات بھری ہوئی تھی کہ اسی دوران میرا انصاری ساتھی آیا، دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ کھولو کھولو۔ میں (اس کی جلد بازی سے) یہ سمجھا کہ غسانی آگئے لہٰذا) میں نے کہا غسانی آگئے کیا؟ اس نے کہا اس سے بھی زیادہ سخت معاملہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج سے علیحدگی اختیار فرمائی ہے۔ میں نے فوراً کہا حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ناک خاک آلودہ ہو (یعنی ان دونوں ہی نے اپنی باتوں سے یہ دن دکھایا)۔

پھر میں نے اپنا کپڑا اٹھایا، وہاں سے نکلا اور سیدھا آپ ﷺ کے پاس آیا تو رسول اللہ ﷺ اپنے ایک حجرے میں تشریف فرما تھے جس پر کھجور کے تنے کی مدد سے چڑھا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا ایک حبشی غلام سیڑھی کے اوپر کھڑا تھا۔ میں نے آواز لگائی کہ عمر ہے۔ مجھے اجازت مل گئی۔

میں نے (اندر جاکر) سارا قصہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کردیا جب میں ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بات پر پہنچا تو رسول اللہ ﷺ مسکرا اٹھے۔ آپ ﷺ اس وقت ایک چٹائی پر تشریف فرما تھے اور درمیان میں کوئی چیز نہ تھی (چادر یا گدا وغیرہ) سر مبارک کے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ جس میں پتے بھرے ہوئے تھے تھا۔ آپ کی پائنتی کے قریب سلم کے کچھ پتے جب کہ سرہانے کچا چمڑا بغیر دباغت کا لٹکا ہوا تھا۔ میں نے چٹائی کے نشانات رسول اللہ ﷺ کے پہلوئے مبارک پر دیکھے تو مجھ پر گریہ طاری

ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! بلاشبہ کسریٰ و قیصر دونوں کیسے عیش و عشرت میں ہیں اور آپ اللہ کے رسول کس تکلیف کی حالت میں ہیں؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس پر خوش اور راضی نہیں ہو کہ ان کے لئے تو دنیا ہی ہو اور تمہارے واسطے آخرت (کے انعامات) ہوں۔

١٤٢٣ ــــ وحدثنا محمد بن المثنى قال حدثنا عفان قال حدثنا حماد بن سلمة قال أخبرني يحيى بن سعيد عن عبيد بن حنين عن ابن عباس قال أقبلت مع عمر حتى إذا كنا بمر الظهران وساق الحديث بطوله كنحو حديث سليمان بن بلال غير أنه قال قلت شأن المرأتين قال حفصة وأم سلمة وزاد فيه وأتيت الحجر فإذا في كل بيت بكاء وزاد أيضا وكان آلى منهن شهرا فلما كان تسعا وعشرين نزل إليهن

۱۴۲۳ ــــ اس سند سے بھی سابقہ حدیث بعض تراجم کے ساتھ منقول ہے۔ اس میں یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مر الظہران کے مقام پر میری حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گفتگو ہوئی۔

علاوہ ازیں یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: میں آپ ﷺ کی ازواج کے حجروں کی طرف آیا تو ہر گھر میں آہ و بکا تھی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ کی قسم کھائی تھی بطور ایلاء۔ جب ۲۹ یوم ہو گئے تو آپ بالاخانہ سے نیچے اتر کر ان ازواج کے پاس تشریف لے گئے۔

١٤٢٤ ــــ وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وزهير بن حرب واللفظ لأبي بكر قالا حدثنا سفيان بن عيينة عن يحيى بن سعيد سمع عبيد بن حنين وهو مولى العباس قال سمعت ابن عباس يقول كنت أريد أن أسأل عمر عن المرأتين اللتين تظاهرتا على عهد رسول الله ﷺ فلبثت سنة ما أجد له موضعا حتى صحبته إلى مكة فلما كان بمر الظهران ذهب يقضي حاجته فقال أدركني بإداوة من ماء فأتيته بها فلما قضى حاجته ورجع ذهبت أصب عليه وذكرت فقلت له يا أمير المؤمنين من المرأتان فما قضيت كلامي حتى قال عائشة وحفصة

۱۴۲۴ ــــ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان دو ازواج کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں زور ڈالا تھا۔ آپ ﷺ پر (جس کا ذکر سورۃ التحریم میں ہے) میں ایک سال تک اسی فکر میں رہا اور مجھے کوئی موقع نہیں مل پا رہا تھا یہاں تک کہ میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہمسفر ہوا مکہ کے سفر میں۔

جب ہم مر الظہران میں تھے تو انہوں نے حاجت کے لئے جانا چاہا اور کہا کہ پانی کی چھاگل لے آؤ۔ میں لے کر آیا۔ جب قضائے حاجت سے فارغ ہوئے اور واپس لوٹے تو میں گیا اور ان (کے ہاتھوں پر) پانی بہانے لگا۔ مجھے وہی بات یاد آگئی تو میں نے کہا اے امیر المؤمنین! وہ عورتیں کون ہیں جب میں اپنی بات پوری کر چکا تو فرمانے لگے کہ وہ عائشہ وحفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

١٤٢٥ ــــ وحدثنا إسحق بن إبراهيم الحنظلي ومحمد بن أبي عمر وتقاربا في لفظ الحديث

۱۴۲۵ ــــ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک عرصے سے آرزو رہی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھوں کہ وہ

قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا وَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ أَزَلْ حَرِيصًا أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَيْنِ قَالَ اللهُ تَعَالٰى "إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا" حَتّٰى حَجَّ عُمَرُ وَحَجَجْتُ مَعَهُ فَلَمَّا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَدَلَ عُمَرُ وَعَدَلْتُ مَعَهُ بِالْإِدَاوَةِ فَتَبَرَّزَ ثُمَّ أَتَانِي فَسَكَبْتُ عَلٰى يَدَيْهِ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَانِ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمَا "إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا" قَالَ عُمَرُ وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ

قَالَ الزُّهْرِيُّ كَرِهَ وَاللهِ مَا سَأَلَهُ عَنْهُ وَلَمْ يَكْتُمْهُ قَالَ هِيَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ ثُمَّ أَخَذَ يَسُوقُ الْحَدِيثَ

قَالَ كُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ قَوْمًا نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَجَدْنَا قَوْمًا تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَتَعَلَّمْنَ مِنْ نِسَائِهِمْ قَالَ وَكَانَ مَنْزِلِي فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ بِالْعَوَالِي فَتَغَضَّبْتُ يَوْمًا عَلَى امْرَأَتِي فَإِذَا هِيَ تُرَاجِعُنِي فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي فَقَالَتْ مَا تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَاللهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ لَيُرَاجِعْنَهُ وَتَهْجُرُهُ إِحْدَاهُنَّ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ فَانْطَلَقْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ أَتُرَاجِعِينَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ أَتَهْجُرُهُ إِحْدَاكُنَّ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ قَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مِنْكُنَّ وَخَسِرَ أَفَتَأْمَنُ إِحْدَاكُنَّ أَنْ يَغْضَبَ اللهُ عَلَيْهَا لِغَضَبِ رَسُولِهِ ﷺ فَإِذَا هِيَ قَدْ هَلَكَتْ لَا تُرَاجِعِي رَسُولَ اللهِ ﷺ وَلَا تَسْأَلِيهِ شَيْئًا وَسَلِينِي مَا بَدَا لَكِ وَلَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ أَوْسَمَ وَأَحَبَّ إِلٰى رَسُولِ اللهِ

دو عورتیں ازواج النبی ﷺ میں سے کون تھیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر تم دونوں توبہ کرلو اللہ سے تو بلاشبہ تمہارے دل جھک جائیں گے"۔

حتی کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کیا، میں نے بھی آپ کے ہمراہ حج کیا۔ جب ہم راستہ میں کسی مقام پر تھے تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستہ سے کنارہ میں ہو گئے، میں بھی پانی کا مشکیزہ لے کر کنارہ میں ہو گیا۔ انہوں نے قضائے حاجت سے فراغت کی، پھر میرے پاس آئے تو میں نے پانی ان کے ہاتھوں پر انڈیل دیا انہوں نے وضو کیا۔ میں نے کہا اے امیر المومنین! اور اپنا سوال دہرا دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بڑا ہی تعجب ہے تمہارے اوپر اے ابن عباس! امام زہری کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ ان سے یہ سوال کیوں نہ کیا گیا اور کیوں اسے چھپایا گیا۔ پھر فرمایا کہ وہ دونوں حفصہ اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقعہ بیان کرنے لگے کہ:

"ہم قریش کے لوگ ایسی قوم تھے جو عورتوں کو دبا کر رکھتے تھے، جب ہم مدینہ آئے تو ایسی قوم کو پایا کہ ان کی عورتیں ان پر غالب رہتی تھیں، چنانچہ ہماری عورتوں نے بھی ان عورتوں کی خصلتیں اپنانی سیکھنی شروع کر دیں، میرا گھر بنو امیہ بن زید کے قبیلہ میں عوالی میں واقع تھا، ایک روز میں اپنی بیوی پر غصہ ہوا تو وہ مجھے جواب دینے لگی، مجھے اس کی یہ حرکت ناگوار گزری کہ مجھے جواب دیتی ہے، اس نے کہا تمہیں میرے جواب دینے پر ناگواری ہوتی ہے اللہ کی قسم! نبی ﷺ کی ازواج تو آپ ﷺ کو جواب بھی دیتی ہیں اور ان میں سے ایک تو دن بھر رات تک آپ ﷺ کو چھوڑ بھی دیتی ہے، چنانچہ یہ سن کر میں چلا اور حفصہ کے پاس داخل ہوا اور کہنے لگا کہ کیا تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو جواب دیتی ہو، اس نے کہا ہاں! میں نے کہا کہ کیا تم میں سے کوئی آپ ﷺ کو دن بھر کے لئے رات تک چھوڑ بھی دیتی ہے؟ اس نے کہا ہاں! میں نے کہا کہ تم میں سے جس نے بھی ایسا کیا ہے وہ تو ناکام ہو گئی اور نقصان میں رہی۔ کیا تم میں سے کسی کو اس بات کا ڈر نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنے رسول اللہ ﷺ کے غضب کی وجہ سے

ﷺ منك يريد عائشة قال وكان لي جار من الأنصار فكنا نتناوب النزول إلى رسول الله ﷺ فينزل يوما وأنزل يوما فيأتيني بخبر الوحي وغيره وآتيه بمثل ذلك وكنا نتحدث أن غسان تنعل الخيل لتغزونا فنزل صاحبي ثم أتاني عشاء فضرب بابي ثم ناداني فخرجت إليه فقال حدث أمر عظيم قلت ماذا أجاءت غسان قال لا بل أعظم من ذلك وأطول طلق النبي ﷺ نساءه فقلت قد خابت حفصة وخسرت قد كنت أظن هذا كائنا حتى إذا صليت الصبح شددت علي ثيابي ثم نزلت فدخلت على حفصة وهي تبكي فقلت أطلقكن رسول الله ﷺ فقالت لا أدري ها هو ذا معتزل في هذه المشربة فأتيت غلاما له أسود فقلت استأذن لعمر فدخل ثم خرج إلي فقال قد ذكرتك له فصمت فانطلقت حتى انتهيت إلى المنبر فجلست فإذا عنده رهط جلوس يبكي بعضهم فجلست قليلا ثم غلبني ما أجد ثم أتيت الغلام فقلت استأذن لعمر فدخل ثم خرج إلي فقال قد ذكرتك له فصمت فوليت مدبرا فإذا الغلام يدعوني فقال ادخل فقد أذن لك فدخلت فسلمت على رسول الله ﷺ فإذا هو متكئ على رمل حصير قد أثر في جنبه فقلت أطلقت يا رسول الله نساءك فرفع رأسه إلي وقال لا فقلت الله أكبر لو رأيتنا يا رسول الله وكنا معشر قريش قوما نغلب النساء فلما قدمنا المدينة وجدنا قوما تغلبهم نساؤهم فطفق نساؤنا يتعلمن من نسائهم فتغضبت على امرأتي يوما فإذا هي تراجعني فأنكرت أن تراجعني فقالت ما تنكر أن أراجعك فوالله إن أزواج النبي ﷺ ليراجعنه وتهجره إحداهن

غضبناک ہوگا، پھر تو وہ ہلاک و تباہ ہو جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ کو جواب مت دیا کر، نہ آپ ﷺ سے کچھ مانگا کر، مجھ سے مانگا کرو، اور اس بات سے ہرگز دھوکہ میں مبتلا مت ہونا تمہاری پڑوسن یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زیادہ پیاری ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبوب ہیں تمہاری بہ نسبت"۔

اور فرمایا کہ میرا ایک انصاری پڑوسی تھا، ہم نے باری مقرر کی ہوئی تھی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضری کی۔ ایک روز وہ حاضر ہوا کرتا تھا (مجلسِ رسول ﷺ میں) اور ایک روز میں۔ وہ میرے پاس خبر لاتا آپ ﷺ کے اوپر جو وحی نازل ہوتی اس کی یا اس کے علاوہ دیگر اور میں بھی ایسی ہی خبریں اس کے پاس لاتا تھا، اور ہمارے درمیان ان دنوں یہ گفتگو ہوا کرتی تھی کہ شاہِ غسان اپنے گھوڑوں کے نعل لگا رہا ہے تاکہ ہم سے قتال کرے۔ انہی دنوں میں ایک روز میرا ساتھی گیا، پھر وہ میرے پاس آیا عشاء کے وقت اور میرا دروازہ کھٹکھٹایا اور مجھے زور سے پکارا، میں باہر نکلا تو اس نے کہا کہ ایک بہت بڑا واقعہ پیش آیا ہے، میں نے کہا کیا ہوا؟ کیا شاہِ غسان آگیا؟ اس نے کہا نہیں! بلکہ اس سے بھی زیادہ عظیم اور طویل معاملہ پیش آیا وہ یہ کہ نبی ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے۔ میں نے کہا کہ: حفصہ تو نامراد و ناکام ہوگئی، مجھے خود یہی خیال تھا کہ ایسا ہونے والا ہے۔ پھر میں نے صبح کی نماز جب پڑھ لی تو اپنے کپڑے باندھے، نیچے اترا اور حفصہ کے پاس داخل ہوا تو وہ رو رہی تھی، میں نے کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے تم لوگوں کو طلاق دے دی ہے؟ وہ کہنے لگی: مجھے نہیں معلوم! آپ ﷺ وہ رہے جھروکے میں عزلت نشین ہیں۔ میں آپ ﷺ کے ایک حبشی غلام کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ عمر کے لئے اجازت مانگو۔ وہ اندر گیا پھر باہر نکلا میری طرف اور کہنے لگا کہ میں نے آپ کا تذکرہ کیا تھا لیکن حضور علیہ السلام خاموش رہے۔ میں وہاں سے چل دیا اور منبر کے پاس آکر بیٹھ گیا، وہاں پر ایک جماعت صحابہ کی بیٹھی تھی۔ بعض لوگ ان میں سے رو رہے تھے، میں تھوڑی دیر تو بیٹھا لیکن پھر اندر کی کیفیت کا مجھ پر غلبہ ہوا تو میں پھر اسی غلام کے پاس آیا اور کہا کہ عمر کے لئے اجازت مانگو۔ وہ اندر گیا پھر میری طرف نکل کر آیا اور کہا کہ میں نے تمہارا تذکرہ تو کیا ہے

الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ فَقُلْتُ قَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مِنْهُنَّ وَخَسِرَ أَفَتَأْمَنُ إِحْدَاهُنَّ أَنْ يَغْضَبَ اللّٰهُ عَلَيْهَا لِغَضَبِ رَسُولِهِ ﷺ فَإِذَا هِيَ قَدْ هَلَكَتْ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ دَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ أَوْسَمُ مِنْكِ وَأَحَبُّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْكِ فَتَبَسَّمَ أُخْرَى فَقُلْتُ أَسْتَأْنِسُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ فَجَلَسْتُ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فِي الْبَيْتِ فَوَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ فِيهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ إِلَّا أُهُبًا ثَلَاثَةً فَقُلْتُ ادْعُ اللّٰهَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنْ يُوَسِّعَ عَلَى أُمَّتِكَ فَقَدْ وَسَّعَ عَلَى فَارِسَ وَالرُّومِ وَهُمْ لَا يَعْبُدُونَ اللّٰهَ فَاسْتَوَى جَالِسًا ثُمَّ قَالَ أَفِي شَكٍّ أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أُولٰئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَقُلْتُ اسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَكَانَ أَقْسَمَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهِ عَلَيْهِنَّ حَتَّى عَاتَبَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ

آپ ﷺ سے لیکن آپ ﷺ خاموش رہے۔ میں یہ سن کر پیٹھ پھیر کر چلا آیا تو اچانک وہ غلام مجھے بلانے لگا اور کہنے لگا جاؤ! اندر جاؤ تمہیں اجازت مل گئی ہے۔

میں اندر داخل ہوا، رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا، آپ ﷺ چٹائی کی بناوٹ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے جب کہ چٹائی کے نشانات آپ ﷺ کے پہلو پر لگ گئے تھے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟ آپ ﷺ نے میری طرف سر مبارک اٹھایا اور فرمایا کہ نہیں۔

میں نے کہا اللہ اکبر!۔ پھر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کاش آپ ہمیں دیکھتے کہ ہم گروہ قریش کے لوگ اپنی عورتوں پر غالب رہتے تھے۔ جب ہم مدینہ آئے تو ہم نے ایسے لوگوں کو پایا جن کی عورتیں ان کے اوپر حاوی ہیں۔ ہماری عورتوں نے بھی ان عورتوں سے ان کی عادات سیکھنی شروع کر دی۔ چنانچہ ایک روز میں اپنی بیوی کے اوپر غصہ ہوا تو آگے سے وہ مجھے جواب دینے لگی۔ مجھے بہت ناگوار ہوا کہ وہ مجھے جواب دے۔ وہ کہنے لگی کہ تمہیں یہ بات ناگوار ہوتی ہے کہ میں تمہیں جواب دوں، اللہ کی قسم! نبی ﷺ کی ازواج تو آپ ﷺ کو نہ صرف یہ کہ جواب دیتی ہیں بلکہ ایک تو دن بھر رات تک کے لئے آپ ﷺ کو چھوڑ دیتی ہے۔ میں نے کہا کہ ان میں سے جس نے بھی یہ کیا وہ تو بلاشبہ ناکام ہو گئی۔ کیا وہ بے خوف ہے اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ اس پر غصہ ہوگا اپنے رسول اللہ ﷺ کے غصہ کی وجہ سے؟ تب تو وہ ہلاک ہو جائے گی۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حفصہ کے پاس گیا تھا اور اسے میں نے کہا کہ: تمہیں تمہاری پڑوسن کی وجہ سے دھوکہ نہ ہو، وہ تو زیادہ خوبصورت ہے اور رسول اللہ ﷺ کو تمہاری بہ نسبت زیادہ محبوب ہے، نبی ﷺ دوبارہ مسکرائے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسی ہلکی پھلکی گفتگو جاری رکھوں؟ (تاکہ آپ ﷺ کے دل سے رنج و کلفت کی کیفیت زائل ہو جائے) فرمایا: ہاں!

چنانچہ میں بیٹھ گیا، میں نے سر اٹھا کر گھر میں نگاہ دوڑائی تو اللہ کی قسم! میں نے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جسے دیکھ کر نگاہ واپس لوٹتی (یعنی

کوئی ایسی چیز نہیں تھی جسے دوبارہ دیکھنے کا تقاضا ہوتا) سوائے تین کچے چمڑوں کے۔

لہٰذا میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ آپ ﷺ کی امت پر وسعت فرمادے، اس نے فارس وروم پر تو وسعت وکشادگی کی راہیں کھولی ہوئی ہیں حالانکہ وہ تو عبادت بھی نہیں کرتے اللہ عزوجل کی۔

(یہ سن کر رسول اللہ ﷺ جو نیم دراز تھے) اٹھ کر بیٹھ گئے پھر فرمایا: تم اے ابن خطاب! اب بھی شک میں پڑے ہوئے ہو؟ یہ فارس وروم تو وہ قوم ہیں جن کے واسطے ان کی عمدہ چیزیں حیات دنیا میں ہی دے دی گئیں ہیں (آخرت میں انہیں نہیں ملیں گی)۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے لئے استغفار کیجئے۔

آپ ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ ایک ماہ تک اپنی ازواج کے پاس نہیں جائیں گے ان پر شدید غصہ کی وجہ سے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں عتاب اور تنبیہ فرمائی۔ (قرآن میں سورۃ الاحزاب کی آیت اور تحریم کی آیت میں)۔

١٤٢٦ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَضَى تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَدَأَ بِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّكَ دَخَلْتَ مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ أَعُدُّهُنَّ

فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَعْجَلِي فِيهِ حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيَّ الْآيَةَ "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ" حَتَّى بَلَغَ "أَجْرًا عَظِيمًا"

قَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ عَلِمَ وَاللهِ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا لِيَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ قَالَتْ فَقُلْتُ أَوَفِي هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ

قَالَ مَعْمَرٌ فَأَخْبَرَنِي أَيُّوبُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَا تُخْبِرْ نِسَاءَكَ أَنِّي اخْتَرْتُكَ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ اللهَ أَرْسَلَنِي مُبَلِّغًا وَلَمْ يُرْسِلْنِي مُتَعَنِّتًا

١٤٢٦..... حضرت ابن شہاب زہریؒ فرماتے ہیں کہ مجھے عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالہ سے بتلایا کہ انہوں نے فرمایا:

"جب ۲۹ راتیں گذر گئیں تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور پہلے ہی مجھ سے بات کرنا شروع کردی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ ﷺ نے تو ایک ماہ تک کی قسم کھائی تھی، جب کہ آپ تو ۲۹ دن کے بعد آگئے کہ میں تو ایک ایک دن شمار کررہی تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مہینے کا اطلاق کبھی ۲۹ یوم پر بھی ہوتا ہے۔

پھر فرمایا: اے عائشہ! میں تم سے ایک بات ذکر کرنے والا ہوں، تم اس میں عجلت سے کام مت لینا یہاں تک کہ اپنے والدین سے مشورہ کرلو، پھر آپ ﷺ نے میرے سامنے یاایھا النبی سے اجراً عظیماً تک آیات کی تلاوت فرمائی۔ (سورۃ الاحزاب ۴/۲۷) ترجمہ: "اے نبی! کہہ دیجئے اپنی ازواج سے کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ سامان دنیا دے دوں اور خوبی کے ساتھ تمہیں رخصت کردوں (طلاق دے کر) اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے

قَالَ قَتَادَةُ "صَغَتْ قُلُوبُكُمَا" مَالَتْ قُلُوبُكُمَا.

گھر کو چاہتی ہو تو (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیکو کاروں کے لئے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! آپ ﷺ جانتے ہیں کہ میرے والدین مجھے کبھی آپ ﷺ سے علیحدگی کا مشورہ نہ دیں گے، بہر حال میں نے کہا کہ: کیا اس معاملہ میں والدین سے مشورہ کروں؟ میں تو اللہ اور رسول اور دارِ آخرت کی بہتری چاہتی ہوں۔

حضرت معمرؒ کہتے ہیں کہ مجھے ایوب نے بتلایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے فرمایا: آپ ﷺ اپنی دوسری ازواج کو مت بتلایئے گا کہ میں نے آپ ﷺ کو اختیار کیا ہے۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے مبلغ اور بات پہنچانے والا بنا کر بھیجا ہے، مشکل میں ڈالنے والا بنا کر نہیں بھیجا (یعنی میں تو اس بات کو چھپا نہیں سکتا)۔

قتادہؒ نے فرمایا کہ: صَغَتْ قلوبکما کے معنی ہیں کہ تم دونوں کے دل مائل ہو گئے"۔ [1]

باب-۲۰۵ باب المطلقة ثلاثًا لا نفقة لها

مطلقہ بائنہ کے لئے کوئی نفقہ نہیں ہے

۱۴۲۷۔۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّ أَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا وَكِيلُهُ بِشَعِيرٍ فَسَخِطَتْهُ فَقَالَ وَاللهِ مَا لَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ فَجَاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ لَيْسَ لَكِ عَلَيْهِ نَفَقَةٌ فَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّ فِي بَيْتِ أُمِّ شَرِيكٍ ثُمَّ قَالَ تِلْكِ امْرَأَةٌ يَغْشَاهَا أَصْحَابِي

۱۴۲۷۔۔ حضرت فاطمہ بنتِ قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ابو عمر بن حفص نے انہیں طلاق بائن دی، وہ اس وقت شہر سے غائب تھے، انہوں نے اپنا وکیل بھیج دیا فاطمہ کے پاس کچھ جَو دے کر، فاطمہ اس پر ناراض ہوئیں تو اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہمارے ذمہ تمہارا کچھ حق واجب نہیں ہے۔ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان سے اس کا تذکرہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اس پر (تمہارے شوہر پر) تمہارا نفقہ واجب نہیں ہے اور انہیں حکم فرمایا کہ ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں عدت پوری کریں۔ لیکن پھر فرمایا

[1] ان احادیث سے جہاں حضرات ازواج مطہراتؓ اور نبی ﷺ کے باہمی تعلقات کی وضاحت ہوتی ہے وہیں پر سیدنا عمرؓ کی فراست 'نبی ﷺ سے محبت اور غایت درجہ کا تعلق اور آپ کی دلجوئی کی فکر بھی واضح ہوتی ہے کہ ازواج کو اس وجہ سے ڈانٹا کہ نبی کو تکلیف ہوتی ہے اور دوسری طرف نبی ﷺ سے ایسی باتیں کہیں جس سے طبیعتِ مبارکہ سے رنج و غم کی کیفیت مٹ جائے"۔ اور ایسی باتوں میں بھی خلافِ حقیقت کوئی بات نہیں بتلائی۔ اور جو باتیں اپنی شان کے خلاف تھیں انہیں بیان کرنے میں پس و پیش نہ کیا بلکہ من و عن بیان کر دیں۔ یہ ان حضرات کی راست گوئی' تقویٰ و للّٰہیت کی واضح مثال ہے۔ رضی اللہ عنہ' وارضاہ

اعْتَدِّي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمَى تَضَعِينَ ثِيَابَكِ فَإِذَا حَلَلْتِ فَآذِنِينِي قَالَتْ فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَأَبَا جَهْمٍ خَطَبَانِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوكٌ لَا مَالَ لَهُ انْكِحِي أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَكَرِهْتُهُ ثُمَّ قَالَ انْكِحِي أُسَامَةَ فَنَكَحْتُهُ فَجَعَلَ اللهُ فِيهِ خَيْرًا وَاغْتَبَطْتُ

کہ ام شریک ایسی خاتون ہیں کہ ان کے یہاں میرے بہت سے صحابی جمع رہتے ہیں۔ لہٰذا تم ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں عدت گذارو، کہ وہ ایک نابینا آدمی ہیں، تم وہاں پر پردہ کی چادر (کپڑا) اتار سکتی ہو (وہاں پر بے تکلفی کے ساتھ رہ سکتی ہو) جب تمہاری عدت پوری ہو جائے تو مجھے بتلانا۔

فرماتی ہیں کہ میری عدت پوری ہو گئی تو میں نے آپ ﷺ سے تذکرہ کیا کہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی سفیان اور ابوجہم دونوں نے انہیں پیغام نکاح دیا ہے (آپ ﷺ مشورہ دیجئے کیا کروں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بھئی ابوجہم کا تو حال یہ ہے کہ وہ اپنے کندھے سے لاٹھی ہی نہیں اتارتا، اور جہاں تک معاویہ کا تعلق ہے تو وہ قلاش انسان ہے اس کے پاس مال نہیں ہے۔ تم اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زید سے نکاح کرلو، میں نے انہیں ناپسند کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان سے نکاح کرلو، چنانچہ میں نے اسامہ سے نکاح کرلیا اور اللہ تعالیٰ نے اس میں خیر ڈال دی حتیٰ کہ مجھ پر رشک کیا جانے لگا۔

١٤٢٨......حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ وَقَالَ قُتَيْبَةُ أَيْضًا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيَّ كِلَيْهِمَا عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّهُ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ أَنْفَقَ عَلَيْهَا نَفَقَةَ دُونٍ فَلَمَّا رَأَتْ ذَلِكَ قَالَتْ وَاللهِ لَأُعْلِمَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَإِنْ كَانَ لِي نَفَقَةٌ أَخَذْتُ الَّذِي يُصْلِحُنِي وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لِي نَفَقَةٌ لَمْ آخُذْ مِنْهُ شَيْئًا قَالَتْ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَا نَفَقَةَ لَكِ وَلَا سُكْنَى

۱۴۲۸......حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہیں ان کے شوہر نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں طلاق دے دی تھی، اور کچھ نفقہ خرچہ بھی ان کو دیا تھا، جب اس معمولی سے خرچہ کو انہوں نے دیکھا تو کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو ضرور بتلاؤں گی، کیونکہ اگر خرچہ و نفقہ کا مجھے حق ہوگا تو میں اتنا نفقہ لوں گی جو میری ضروریات کے لئے کافی ہو، اور اگر مجھے نفقہ لینے کا حق نہیں ہوگا تو میں اس میں سے کچھ بھی نہ لوں گی۔

فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تمہارے واسطے نہ نفقہ ہے نہ ہی رہائش (یعنی شوہر کے اوپر تمہیں نفقہ و رہائش ایام عدت میں مہیا کرنا لازم نہیں ہے)۔

١٤٢٩......حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ فَأَخْبَرَتْنِي أَنَّ زَوْجَهَا الْمَخْزُومِيَّ

۱۴۲۹......حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتلایا کہ ان کے مخزومی شوہر نے انہیں طلاق دے دی تھی اور نفقہ دینے سے انکار

طَلَّقَهَا فَأَبَى أَنْ يُنْفِقَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَتْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا نَفَقَةَ لَكِ فَانْتَقِلِي فَاذْهَبِي إِلَى ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَكُونِي عِنْدَهُ فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمَى تَضَعِينَ ثِيَابَكِ عِنْدَهُ

۱۴۳۰ ..... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ أُخْتَ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَبَا حَفْصِ بْنَ الْمُغِيرَةِ الْمَخْزُومِيَّ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ انْطَلَقَ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ لَهَا أَهْلُهُ لَيْسَ لَكِ عَلَيْنَا نَفَقَةٌ فَانْطَلَقَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فِي نَفَرٍ فَأَتَوْا رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ فَقَالُوا إِنَّ أَبَا حَفْصٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَهَلْ لَهَا مِنْ نَفَقَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيْسَتْ لَهَا نَفَقَةٌ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَأَرْسَلَ إِلَيْهَا أَنْ لَا تَسْبِقِينِي بِنَفْسِكِ وَأَمَرَهَا أَنْ تَنْتَقِلَ إِلَى أُمِّ شَرِيكٍ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهَا أَنَّ أُمَّ شَرِيكٍ يَأْتِيهَا الْمُهَاجِرُونَ الْأَوَّلُونَ فَانْطَلِقِي إِلَى ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمَى فَإِنَّكِ إِذَا وَضَعْتِ خِمَارَكِ لَمْ يَرَكِ فَانْطَلَقَتْ إِلَيْهِ فَلَمَّا مَضَتْ عِدَّتُهَا أَنْكَحَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ

کر دیا،وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ کو بتلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے واسطے نفقہ نہیں ہے لہٰذا تم (شوہر کے گھر سے) منتقل ہو جاؤ اور ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر چلی جاؤ اور وہیں رہو کیونکہ وہ نابینا آدمی ہے تم وہاں پردے کے کپڑے اتار سکتی ہو۔

۱۴۳۰ ..... حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو ضحاک بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن تھیں بتلاتی ہیں کہ ابوحفص بن المغیرہ المخزومی (ان کے شوہر نے) انہیں تین طلاق دے دیں پھر یمن چلے گئے، ان کے گھر والوں نے ان سے (فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے کہا کہ ہمارے اوپر تمہارے واسطے کوئی نفقہ دینا لازم نہیں ہے۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الولید، چند لوگوں کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے آپ ﷺ ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں تھے، انہوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ ابوحفص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں، تو کیا اسے (بیوی کو) کوئی نفقہ وغیرہ لینے کا حق ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے واسطے کوئی نفقہ نہیں ہے،عدت پوری کرنا اس پر لازم ہے، اور آپ ﷺ نے انہیں (فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو پیغام بھجوایا کہ (اپنے دوسرے نکاح کے معاملہ میں) مجھ سے بالا بالا خود ہی پہل مت کر لینا (یعنی مجھ سے ضرور مشورہ وصلاح کرنا) اور انہیں حکم فرمایا کہ ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں منتقل ہو جائیں۔ لیکن پھر دوبارہ پیغام بھجوایا کہ ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اکثر مہاجرین اولین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی آمد و رفت رہتی ہے۔ لہٰذا تم ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں چلی جاؤ کہ وہ نابینا ہیں، اس واسطے کہ جب تم اپنی اوڑھنی (برقعہ) اتار دوگی تو بھی تمہیں کوئی دیکھ نہ پائے گا۔ چنانچہ وہ ان کی طرف چلی گئیں۔

جب ان کی عدت گذر گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا۔[1]

---

[1] امام نوویؒ نے فرمایا کہ: آنحضرت ﷺ نے فاطمہؓ کو یہ مشورہ دیا کہ وہ ابن ام مکتومؓ جو نابینا ہیں ان کے گھر میں عدت گذاریں، اس سے بعض لوگوں نے اس بات کا جواز ثابت کیا ہے کہ عورت اجنبی مرد کو دیکھ سکتی ہے البتہ مرد عورت کو نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن ..... (جاری ہے)

١٤٣٦ ۔۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ ح قَالَ وَ حَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَ كَتَبْتُ ذَلِكَ مِنْ فِيهَا كِتَابًا قَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ فَطَلَّقَنِي الْبَتَّةَ فَأَرْسَلْتُ إِلَى أَهْلِهِ أَبْتَغِي النَّفَقَةَ وَاقْتَصُّوا الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو لَا تَفُوتِينَا بِنَفْسِكِ

١٤٣١ ۔۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے اس کے بارے میں ان کی طرف ایک خط لکھا تو فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میں بنی مخزوم میں سے ایک آدمی کے پاس تھی اس نے مجھ کو طلاق بتہ دی، چنانچہ میں نے اس کے گھر والوں کی طرف نفقہ کا مطالبہ کرتے ہوئے پیغام بھیجا (بقیہ حدیث حسب سابق ہے)۔

١٤٣٢ ۔ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ أَبِي عَمْرِو بْنِ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَطَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ فَزَعَمَتْ أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَسْتَفْتِيهِ فِي خُـــــرُوجِهَا

١٤٣٢ ۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ وہ ابو عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حفص ابن المغیرہ کے نکاح میں تھیں، جنہوں نے انہیں تین طلاق دی تھی۔ پھر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دعویٰ کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی تھیں، اپنے گھر سے باہر نکلنے کے بارے میں آپ سے پوچھنے کے لئے تو آپ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا تھا کہ وہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو نابینا ہیں ان کے گھر منتقل ہو جائیں۔

(گذشتہ سے پیوستہ)...... یہ ضعیف قول ہے۔ صحیح تر بات وہی ہے جو جمہور علماء کا مسلک ہے کہ جس طرح مرد کے لئے عورت کو دیکھنا حرام ہے اسی طرح عورت کے لئے بھی نامحرم مرد کو دیکھنا حرام ہے۔ قرآن کریم میں حق تعالیٰ نے وضاحت سے فرمایا: آپ مومن عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں"۔ (النور ٣١) علاوہ ازیں فتنہ میں ابتلاء کا اندیشہ جہاں مرد کو ہے وہیں عورت کو بھی ہے۔ امام نووی نے فرمایا کہ آپ نے حضرت ام سلمہؓ و میمونہؓ سے فرمایا تھا جب وہ دونوں آپ کے سامنے اس وقت آگئیں تھیں کہ ابن ام مکتومؓ آپ کے پاس بیٹھے تھے تو آپ نے ان دونوں کو منع فرمایا تھا تو وہ کہنے لگیں تھیں کہ ابن ام مکتوم تو نابینا ہیں وہ تو ہمیں دیکھ نہیں سکتے لہٰذا ان سے پردہ کیا ضروری ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ (وہ تو نابینا ہیں) لیکن کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟"۔ (شرح نوویؒ)
لیکن علامہ عثمانی صاحب تکملہ فتح الملہم نے فرمایا کہ: عورت کے لئے مرد کو دیکھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے دلیل اس کی بخاری شریف کی وہ حدیث ہے جس میں حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے مجھے اپنی چادر سے پردہ میں لیا اور میں حبشیوں کے کرتب دیکھ رہی تھی مسجد میں۔ (بخاری باب نظر المراۃ الی الحبش) اور اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ اس عمل کے جواز کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ عورتوں کا نبی ﷺ کے زمانہ سے لے کر آج تک مساجد، بازار اور سفر وغیرہ میں نقاب و پردہ کے ساتھ نکلنے کا رواج ہے اس سے کبھی نہیں روکا گیا اگر عورتوں کے لئے بھی حکم ہوتا کہ مردوں کو نہ دیکھیں تو مردوں کو بھی نقاب اوڑھنے کا حکم ہوتا۔ (فتح الباری ٩/ ٢٧٧)

مِنْ بَيْتِهَا فَأَمَرَهَا أَنْ تَنْتَقِلَ إِلَى ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمَى فَأَبَى مَرْوَانُ أَنْ يُصَدِّقَهُ فِي خُرُوجِ الْمُطَلَّقَةِ مِنْ بَيْتِهَا وَ قَالَ عُرْوَةُ إِنَّ عَائِشَةَ أَنْكَرَتْ ذَلِكَ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ

لیکن مروان نے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تصدیق کرنے سے انکار کردیا اس معاملہ میں کہ مطلقہ عورت اپنے گھر سے باہر نکل سکتی ہے یا نہیں۔ اور حضرت عروہ نے فرمایا کہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی اس معاملہ میں فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت قیس کی بات پر انکار اور نکیر فرمائی۔

١٤٣٣...... وَ حَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُجَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ مَعَ قَوْلِ عُرْوَةَ إِنَّ عَائِشَةَ أَنْكَرَتْ ذَلِكَ عَلَى فَاطِمَةَ

١٤٣٣...... اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث ہی کی طرح کا مضمون نقل کیا گیا ہے اور حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی اس معاملہ میں فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بات پر انکار اور نکیر فرمائی ہے۔

١٤٣٤...... حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِعَبْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةِ خَرَجَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ إِلَى الْيَمَنِ فَأَرْسَلَ إِلَى امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ بِتَطْلِيقَةٍ كَانَتْ بَقِيَتْ مِنْ طَلَاقِهَا وَأَمَرَ لَهَا الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ بِنَفَقَةٍ فَقَالَا لَهَا وَاللَّهِ مَا لَكِ نَفَقَةٌ إِلَّا أَنْ تَكُونِي حَامِلًا فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ لَهُ قَوْلَهُمَا فَقَالَ لَا نَفَقَةَ لَكِ فَاسْتَأْذَنَتْهُ فِي الِانْتِقَالِ فَأَذِنَ لَهَا فَقَالَتْ أَيْنَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ إِلَى ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ وَكَانَ أَعْمَى تَضَعُ ثِيَابَهَا عِنْدَهُ وَلَا يَرَاهَا فَلَمَّا مَضَتْ عِدَّتُهَا أَنْكَحَهَا النَّبِيُّ ﷺ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا مَرْوَانُ قَبِيصَةَ بْنَ ذُؤَيْبٍ يَسْأَلُهَا عَنِ الْحَدِيثِ فَحَدَّثَتْهُ بِهِ فَقَالَ مَرْوَانُ لَمْ نَسْمَعْ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنِ امْرَأَةٍ سَنَأْخُذُ بِالْعِصْمَةِ الَّتِي وَجَدْنَا النَّاسَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ فَاطِمَةُ حِينَ بَلَغَهَا قَوْلُ مَرْوَانَ فَبَيْنِي وَبَيْنَكُمُ الْقُرْآنُ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ "لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ" الْآيَةَ قَالَتْ هَذَا لِمَنْ كَانَتْ لَهُ مُرَاجَعَةٌ فَأَيُّ أَمْرٍ يَحْدُثُ بَعْدَ الثَّلَاثِ

١٤٣٤...... حضرت ابو عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حفص بن المغیرہ، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ یمن کے سفر میں نکلے، تو اپنی اہلیہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک طلاق بھجوا دی جو تین میں سے باقی رہ گئی تھی (یعنی دو پہلے دے چکے تھے) اور حارث بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو حکم دے گئے کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نفقہ دے دیں۔ ان دونوں نے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ اللہ کی قسم! تیرے لئے نفقہ کا کوئی حق نہیں الا یہ کہ تم حاملہ ہو۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ سے ان دونوں کی بات ذکر کردی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: تمہارے واسطے نفقہ کا کوئی حق نہیں۔ پھر انہوں نے آپ ﷺ سے ابو عمرو کے گھر سے کہیں اور منتقل ہونے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! کہاں منتقل ہوں؟ فرمایا کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں کہ وہ نابینا ہیں تم اپنا برقعہ اوڑھنی وغیرہ وہاں اتار سکو گی اور وہ تمہیں دیکھ نہ سکیں گے۔ جب ان کی عدت گذر گئی تو نبی ﷺ نے ان کا نکاح اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا۔ حضرت مروان نے (جب وہ مدینہ کا حاکم بنا بعد میں) قبیصہ بن ذویب کو فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حدیث سے متعلق پوچھنے کے لئے بھیجا تو انہوں نے قبیصہ سے یہ حدیث بیان کی۔ حضرت مروان نے کہا کہ یہ حدیث ہم نے سوائے اس ایک عورت کے

فَكَيْفَ تَقُولُونَ لا نَفَقَةَ لَهَا إِذَا لَمْ تَكُنْ حَامِلًا فَعَلَامَ تَحْبِسُونَهَا

کسی سے نہیں سنی، لہٰذا ہم تو وہی قول اختیار کریں گے جس پر ہم نے لوگوں کو (عمل کرتے) پایا ہے۔ جب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مروان کی اس بات کی اطلاع پہنچی تو فرمایا تو پھر (اگر میں غلط کہتی ہوں تو) میرے اور تمہارے درمیان قرآن فیصلہ کرے گا اور قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"کہ ان عورتوں کو ان کے گھروں سے مت نکالو۔ یہ حکم ان عورتوں کے لئے ہے جن سے رجعت ہو سکتی ہے۔ تو تین طلاق کے بعد کونسا نیا مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے جو تم کہتے ہو کہ اگر وہ حاملہ نہیں ہے تو اس کے لئے نفقہ نہیں ہے۔ تو پھر کس بنیاد پر اسے قید کر کے رکھتے ہو۔

١٤٣٥۔۔۔۔۔حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ وَحُصَيْنٌ وَمُغِيرَةُ وَأَشْعَثُ وَمُجَالِدٌ وَإِسْمَعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ وَدَاوُدُ كُلُّهُمْ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَسَأَلْتُهَا عَنْ قَضَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَيْهَا فَقَالَتْ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَقَالَتْ فَخَاصَمْتُهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي السُّكْنَى وَالنَّفَقَةِ قَالَتْ فَلَمْ يَجْعَلْ لِي سُكْنَى وَلَا نَفَقَةً وَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَدَّ فِي بَيْتِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ

١٤٣٥۔ حضرت شعبیؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور ان سے رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کے بارے میں جو خود ان کے بارے میں تھا پوچھا تو فرمانے لگیں:

"انہیں ان کے شوہر نے طلاق بائن دے دی، میں اس کا جھگڑا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئی کہ مجھے رہائش اور نفقہ ملے گا یا نہیں (ایام عدت کے دوران)؟ آپ ﷺ نے میرے لئے رہائش اور نفقہ کا فیصلہ نہیں فرمایا، اور مجھے حکم فرمایا کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر عدت پوری کروں"۔ ❶

❶ احادیث بالا کی تشریح اور متعلقہ مسئلہ کی تفصیل:۔ یہ احادیث حضرت فاطمہ بنت قیسؓ سے مروی ہیں اور متعلقہ مسئلہ انہی کی ذات سے منسلک ہے یہ مشہور صحابی حضرت ضحاک بن قیسؓ کی بہن تھیں، جنہیں یزید بن معاویہ نے عراق کا گورنر مقرر کیا تھا، قریش کے قبیلہ فہر سے تعلق رکھتی تھیں، ابتدائی مہاجرین میں سے تھیں، اللہ نے حسن و جمال کے ساتھ عقل و کمال بھی عطا فرمایا تھا، احادیث بالا میں متعلقہ مسئلہ کے علاوہ ضمناً کئی اور مسائل بھی موجود ہیں۔ مثلاً: عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنا یہ ناجائز ہے تفصیل گذر چکی ہے، علاوہ ازیں طلاق دیتے وقت عورت کی موجودگی ضروری نہیں کیونکہ فاطمہؓ کے شوہر نے ان کی غیر موجودگی میں طلاق دے دی تھی اور اپنے وکیل کے ذریعہ طلاق کی اطلاع انہیں دی تھی۔

اس کے علاوہ احادیث بالا میں ایک بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے جب فاطمہؓ نے عدت کی تکمیل کے بعد فرمایا کہ ابوجہم اور معاویہؓ بن ابی سفیان نے پیغام نکاح دیا ہے تو آپ نے مشورہ دیتے ہوئے فرمایا کہ:

"ابوجہم تو اپنی لاٹھی کندھے سے رکھتا ہی نہیں"۔ یہ کنایہ ابوجہم کے اپنی عورتوں کو بہت مارنے سے۔ یعنی وہ تو عورتوں پر زیادتی کرتا ہے۔ جبکہ معاویہ کا جہاں تک تعلق ہے تو وہ مفلس و قلاش آدمی ہے"۔

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ کسی شخص کے بارے میں مشورہ کرنے والے کو اس شخص کی کسی برائی یا عیب کا بتلانا غیبت میں داخل نہیں ہے۔

دوسرے یہ کہ عورت کے لئے نکاح کے معاملہ میں ان باتوں کا پیش نظر رکھنا بھی مناسب ہے کہ کہیں ہونے والا۔۔۔۔۔(جاری ہے)

١٤٣٦ ـ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ وَدَاوُدَ وَمُغِيرَةَ وَإِسْمَعِيلَ وَأَشْعَثَ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ زُهَيْرٍ عَنْ هُشَيْمٍ

١٤٣٦ ـ حضرت شعبیؒ سے مروی ہے کہ میں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بقیہ حدیث زھیر عن ھشام ہی کی طرح بیان فرمائی۔

١٤٣٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ الْهُجَيْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ

١٤٣٧ ـ حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے ابن طاب کی رُطب

(گذشتہ سے پیوستہ) شوہر ظلم وزیادتی کرنے والا نہ ہو یا مفلس وکنگال نہ ہو کہ عورت کی ضروریات کی بھی کفالت نہ کر سکے۔

مسئلہ متعلقہ کی تفصیل

احادیث بالا سے متعلق مسئلہ یہ ہے کہ کیا مطلقہ بائنہ یعنی وہ عورت جسے شوہر نے طلاق بائن دے دی ہو اس کے لئے دوران عدت شوہر کی جانب سے رہائش اور نفقہ کا حق ہو گا یا نہیں؟ جیسا کہ طلاق رجعی کی صورت میں ہوتا ہے۔ اس بارے میں فقہاء کرامؒ کے متعدد اقوال منقول ہیں۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب فرماتے ہیں کہ مطلقہ بائنہ کو بھی ہر حال میں رہائش اور نفقہ کا حق حاصل ہے خواہ وہ حاملہ ہو یا نہ ہو۔ جب کہ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا مسلک بھی تقریباً امام ابو حنیفہؒ کے مطابق ہے لیکن ان حضرات کے نزدیک اگر عورت حاملہ نہ ہو تو اس صورت میں اسے نفقہ نہیں ملے گا۔ رہائش پھر بھی ملے گی۔ امام ابو حنیفہؒ کے دلائل میں سے چند یہاں ذکر کئے جاتے ہیں:

١۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وللمطلقت متاع بالمعروف**"۔ یعنی مطلقہ عورتوں کے لئے دستور کے مطابق سامان ہے اور اس آیت میں مطلقہ میں تخصیص نہیں کی گئی کہ مطلقہ رجعی کو تو ملے اور بائنہ کو نہ ملے۔ جب کہ "متاع" سے مراد سب کے نزدیک سکنٰی و نفقہ ہے اس سے قبل کی آیت میں یعنی **والذین یتوفون منکم** الخ اور اس کے متصل بعد اللہ تعالیٰ نے مطلقہ عورتوں کے بارے میں بھی یہی ارشاد فرمایا تا کہ کسی کو یہ وہم نہ ہو کہ بیوہ عورتوں کے لئے تو یہ حق ہے لیکن مطلقہ خواتین کے لئے نہیں ہے۔ (کما قال الشیخ العثمانی فی تکملۃ فتح الملہم ١ر٢٠٢)

٢۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وعلی المولود له رزقهن و كسوتهن بالمعروف**۔ اس آیت میں بھی بیان چل رہا ہے مطلقہ عورتوں کا۔ اور پھر اس میں بھی کوئی تخصیص نہیں ہے مطلقہ رجعی اور بائنہ کی۔

٣۔ دار قطنی میں حضرت جابر بن عبد اللہؓ کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تین طلاقوں والی عورت کیلئے بھی سکنٰی اور نفقہ ہے۔ (دار قطنی ٤ر٢٢ کتاب الطلاق ٥٩) علاوہ ازیں طحاوی نے شرح معانی الآثار میں شعبیؒ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ فاطمہ بنت قیس کو ان کے شوہر نے تین طلاقیں دے دیں تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں"۔ آپؐ نے فرمایا کہ: تیرے لئے کوئی نفقہ اور سکنٰی (رہائش) نہیں ہے"۔ جب یہ بات نخعیؒ کو بتلائی گئی تو انہوں نے کہا کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب کو جب یہ بتلایا گیا تو انہوں نے فرمایا: ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب کی کسی آیت اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کو ایک عورت کے قول کی بناء پر کہ جس کے بارے میں ہمیں معلوم نہیں کہ اس نے آپ کی بات یاد بھی یا اسے وہم ہو گیا (اور بھول گئی) نہیں چھوڑ سکتے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: (مطلقہ ثلاثہ) کے لئے رہائش اور نفقہ ہے"۔

جہاں تک فاطمہؓ کے مذکورہ بالا معاملہ کا تعلق ہے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ فاطمہؓ اپنے شوہر کے ساتھ آبادی سے دور رہا کرتی تھیں تو طلاق کے بعد انہوں نے مطالبہ کیا کہ وہ اس مکان سے کہیں اور منتقل ہونا چاہتی ہیں۔ علاوہ ازیں ان کی اپنے دیوروں سے تلخ کلامی بھی رہتی تھی اس واسطے مصلحتاً آپؐ نے انہیں منتقل ہونے کا مشورہ دیا۔ اور جہاں تک مسئلہ ہے نفقہ کا تو احادیث بالا میں یہ واضح ہے کہ ان کے شوہر نے کئی صاع جو کا نفقہ انہیں بھیجا لیکن فاطمہؓ نے اسے کم سمجھتے ہوئے لینے سے انکار کر دیا تو نبی ﷺ نے مزید زیادتی سے انہیں منع کر دیا تھا۔ واللہ اعلم

أَبُو الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَأَتْحَفَتْنَا بِرُطَبِ ابْنِ طَابٍ وَسَقَتْنَا سَوِيقَ سُلْتٍ فَسَأَلْتُهَا عَنِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا أَيْنَ تَعْتَدُّ قَالَتْ طَلَّقَنِي بَعْلِي ثَلَاثًا فَأَذِنَ لِي النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أَعْتَدَّ فِي أَهْلِي

(تر و تازہ کھجور) سے ہماری تواضع کی اور جو کا ستو پلایا۔ میں نے ان سے مطلقہ ثلثہ کے بارے میں پوچھا کہ کہاں عدت گذارے گی؟ (شوہر کے گھر میں یا اپنے گھر میں) وہ کہنے لگیں کہ میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دی تھیں تو نبی ﷺ نے مجھے تو اجازت دی تھی کہ اپنے لوگوں کے ہاں جا کر عدت گزاروں۔

١٤٣٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا قَالَ لَيْسَ لَهَا سُكْنَى وَلَا نَفَقَةٌ

۱۴۳۸ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں جس کو طلاقیں ہو گئیں فرمایا اس کیلئے نہ مکان ہے اور نہ نفقہ۔

١٤٣٩ - وَحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا فَأَرَدْتُ النُّقْلَةَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ انْتَقِلِي إِلَى بَيْتِ ابْنِ عَمِّكِ عَمْرِو بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَاعْتَدِّي عِنْدَهُ

۱۴۳۹ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے میرے شوہر نے تین طلاقیں دی تھیں، میں نے اس کے گھر سے منتقلی کا ارادہ کیا تو نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اس بارے میں پوچھنے کے لئے) آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم اپنے چچازاد عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ام مکتوم کے گھر منتقل ہو جاؤ اور وہیں عدت گزارو"۔

١٤٤٠ - وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ كُنْتُ مَعَ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ الْأَعْظَمِ وَمَعَنَا الشَّعْبِيُّ فَحَدَّثَ الشَّعْبِيُّ بِحَدِيثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يَجْعَلْ لَهَا سُكْنَى وَلَا نَفَقَةً ثُمَّ أَخَذَ الْأَسْوَدُ كَفًّا مِنْ حَصًى فَحَصَبَهُ بِهِ فَقَالَ وَيْلَكَ تُحَدِّثُ بِمِثْلِ هَذَا قَالَ عُمَرُ لَا نَتْرُكُ كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا ﷺ لِقَوْلِ امْرَأَةٍ لَا نَدْرِي لَعَلَّهَا حَفِظَتْ أَوْ نَسِيَتْ لَهَا السُّكْنَى وَالنَّفَقَةُ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ

"لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ"

۱۴۴۰ حضرت ابو اسحاق فرماتے ہیں کہ میں اسود بن یزید کے ہمراہ (کوفہ کی) بڑی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا، ہمارے ساتھ شعبی بھی تھے، شعبی نے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت قیس کی حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے رہائش اور نفقہ کا حق نہیں رکھا تھا، یہ سن کر اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہتھیلی میں کنکری اٹھائی اور شعبی کی طرف پھینکی اور فرمایا کہ تمہاری خرابی ہو کہ اس جیسی حدیث بیان کرتے ہو حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ ہم اللہ کی کتاب اور اپنے نبی ﷺ کی سنت کو ایک عورت کے قول کی بناء پر نہیں چھوڑیں گے۔ ہمیں نہیں معلوم شاید اس نے یاد رکھا ہو یا بھول گئی ہو، مطلقہ ثلاث کے لئے رہائش اور نفقہ دونوں کا حق ہے (دوران عدت) اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

"ان عورتوں کو ان کے گھروں سے باہر مت نکالو اور نہ وہ خود ہی نکلیں۔

الا یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں (تو پھر انہیں گھر سے نکال سکتے ہو)۔
(یعنی معلوم ہوا کہ اللہ کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت کا طریقہ یہ ہے کہ مطلقہ ثلاثہ کیلئے دورانِ عدت رہائش اور نفقہ دونوں کا حق ثابت ہے)۔

١٤٤١ ... و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي أَحْمَدَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ بِقِصَّتِهِ

۱۴۴۱ ... حضرت عمار بن زریق سے اسی سابقہ قصہ کے ساتھ یہ حدیث مروی ہے۔

١٤٤٢ ... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي الْجَهْمِ بْنِ صُخَيْرٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ تَقُولُ إِنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَلَمْ يَجْعَلْ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ سُكْنَى وَلَا نَفَقَةً قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا حَلَلْتِ فَآذِنِينِي فَآذَنْتُهُ فَخَطَبَهَا مُعَاوِيَةُ وَأَبُو جَهْمٍ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَمَّا مُعَاوِيَةُ فَرَجُلٌ تَرِبٌ لَا مَالَ لَهُ وَأَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَرَجُلٌ ضَرَّابٌ لِلنِّسَاءِ وَلٰكِنْ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَتْ بِيَدِهَا هٰكَذَا أُسَامَةُ أُسَامَةُ - فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ طَاعَةُ اللهِ وَطَاعَةُ رَسُولِهِ خَيْرٌ لَكِ قَالَتْ فَتَزَوَّجْتُهُ فَاغْتَبَطْتُ

۱۴۴۲ ... حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ان کے شوہر نے انہیں تین طلاقیں دے دی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے رہائش اور نفقہ کا حق نہ رکھا تھا، اور مجھ سے فرمایا تھا کہ جب تم عدت پوری کر چکو تو مجھے اطلاع دینا، انہوں نے (عدت گزرنے کے بعد) آپ ﷺ کو مطلع کیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو جہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں نے ان سے نکاح کا پیغام بھیجا۔ جبکہ اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی (جب رسول اللہ ﷺ سے مشورہ کیا) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ:
"بھئی معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو کنگال مفلس آدمی ہے اور ابو جہم وہ عورتوں کو بہت مارتا ہے۔ لیکن اسامہ (وہ بہتر ہے اس سے نکاح کرلو)
فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا کہ اسامہ؟ اسامہ؟ (یعنی اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کو ناگوار سمجھا اور انکار کیا) تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت تمہارے واسطے بہتر ہے (لہٰذا اللہ کا رسول جو کہہ رہا ہے اس پر عمل کرتے ہوئے اسامہ سے نکاح کرلو)۔
فرماتی ہیں کہ میں نے اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کیا تو (اللہ نے اتنی خیر اور بہتری رکھی کہ) مجھ پر رشک کیا جانے لگا۔

١٤٤٣ وحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي الْجَهْمِ قَالَ سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ تَقُولُ أَرْسَلَ إِلَيَّ

۱۴۴۳ ... حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میرے شوہر ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ نے میری طرف عیاش بن ابی ربیعہ کو طلاق دے کر بھیجا جب کہ اس کے ساتھ پانچ صاع کھجور اور

زَوْجِي أَبُو عَمْرِو بْنُ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ بِطَلَاقِي وَأَرْسَلَ مَعَهُ بِخَمْسَةِ آصُعِ تَمْرٍ وَخَمْسَةِ آصُعِ شَعِيرٍ فَقُلْتُ أَمَا لِي نَفَقَةٌ إِلَّا هَذَا وَلَا أَعْتَدُّ فِي مَنْزِلِكُمْ قَالَ لَا قَالَتْ فَشَدَدْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي وَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ كَمْ طَلَّقَكِ قُلْتُ ثَلَاثًا قَالَ صَدَقَ لَيْسَ لَكِ نَفَقَةٌ اعْتَدِّي فِي بَيْتِ ابْنِ عَمِّكِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ ضَرِيرُ الْبَصَرِ تُلْقِي ثَوْبَكِ عِنْدَهُ فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُكِ فَآذِنِينِي قَالَتْ فَخَطَبَنِي خُطَّابٌ مِنْهُمْ مُعَاوِيَةُ وَأَبُو الْجَهْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ مُعَاوِيَةَ تَرِبٌ خَفِيفُ الْحَالِ وَأَبُو الْجَهْمِ مِنْهُ شِدَّةٌ عَلَى النِّسَاءِ أَوْ يَضْرِبُ النِّسَاءَ أَوْ نَحْوَ هَذَا وَلَكِنْ عَلَيْكِ بِأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

پانچ صاع جو بھی بھیجے، میں نے کہا کہ میرے لئے اس کے علاوہ کوئی نفقہ نہیں ہے؟ اور کیا میں عدت بھی تمہارے گھر نہ گذاروں گی؟ اس نے کہا نہیں! کہتی ہیں میں نے اپنے کپڑے پہنے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے تم کو کتنی طلاقیں دیں؟ میں نے کہا تین۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ کہا، تیرا نفقہ نہیں ہے اور تو اپنی عدت اپنے چچا کے بیٹے ابن ام مکتوم کے پاس پوری کر کہ وہ نابینا آدمی ہیں تو اپنے کپڑے اس کے ہاں اتار سکتی ہے، پس جب تیری عدت پوری ہو جائے تو مجھے اطلاع کرنا۔ پس مجھے پیغام نکاح دیے گئے ہیں اور ان میں سے معاویہ اور ابو جہم بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: معاویہ غریب اور کمزور حالات والے ہیں اور ابو جہم کی طرف سے عورت پر سختی ہوتی ہے یا عورتوں کو مارتا ہے یا اسی طرح (کچھ) فرمایا لیکن تم اسامہ بن زید کو اختیار (نکاح) کر لو۔

١٤٤٤...... و حَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي الْجَهْمِ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَسَأَلْنَاهَا فَقَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَمْرِو بْنِ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَخَرَجَ فِي غَزْوَةِ نَجْرَانَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ مَهْدِيٍّ وَزَادَ قَالَتْ فَتَزَوَّجْتُهُ فَشَرَّفَنِي اللهُ بِأَبِي زَيْدٍ وَكَرَّمَنِي اللهُ بِأَبِي زَيْدٍ

۱۴۴۴ حضرت ابو بکر بن ابی الجہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور ابو سلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر ہوئے اور ان سے (طلاق کے متعلق) سوال کیا تو فرمانے لگیں:

میں ابو عمرو بن حفص بن المغیرہ کے نکاح میں تھی، وہ غزوہ نجران کیلئے نکلے ..... آگے سابقہ حدیث والا مضمون بیان کیا پھر آخر میں فرمایا کہ: میں نے اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ابو زید (کنیت ہے اسامہ کی) سے نکاح میں بہت شرف و بزرگی اور اعزاز عطا فرمایا۔

١٤٤٥ و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو سَلَمَةَ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ زَمَنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَحَدَّثَتْنَا أَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا طَلَاقًا بَاتًّا بِنَحْوِ حَدِيثِ سُفْيَانَ

۱۴۴۵ ... حضرت ابو بکر سے مروی ہے کہ میں اور ابو سلمہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئے، اس نے ہم کو بیان فرمایا کہ اس کے شوہر نے اس کو قطعی طلاق دیدی (آگے بقیہ روایت حدیث سفیان کی طرح بیان فرمائی)۔

١٤٤٦ وحَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ

۱۴۴۶ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ:

الْمُثَنَّى عَنِ الْبَهِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا فَلَمْ يَجْعَلْ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ سُكْنَى وَلَا نَفَقَةً

مجھے میرے شوہر نے تین طلاقیں دی تھیں تو نبی ﷺ نے میرے لئے رہائش اور نفقہ کا حق نہ رکھا۔

١٤٤٧...... وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ تَزَوَّجَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَكَمِ فَطَلَّقَهَا فَأَخْرَجَهَا مِنْ عِنْدِهِ فَعَابَ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ عُرْوَةُ فَقَالُوا إِنَّ فَاطِمَةَ قَدْ خَرَجَتْ قَالَ عُرْوَةُ فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ فَأَخْبَرْتُهَا بِذَلِكَ فَقَالَتْ مَا لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ خَيْرٌ فِي أَنْ تَذْكُرَ هَذَا الْحَدِيثَ

۱۴۴۷...... حضرت ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ یحیٰ بن سعید بن العاص نے عبد الرحمٰن بن الحکم کی بیٹی سے نکاح کیا اور پھر انہیں طلاق دے دی اور گھر سے نکال باہر کردیا، حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات پر انہیں بہت برا بھلا کہا تو لوگوں نے کہا کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تو طلاق کے بعد گھر سے باہر نکل گئی تھیں۔

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آیا اور انہیں یہ بات بتلائی تو فرمانے لگیں کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے مناسب نہیں اور یہ بات ان کے لئے بہتر نہیں کہ وہ یہ حدیث بیان کریں۔

١٤٤٨...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ زَوْجِي طَلَّقَنِي ثَلَاثًا وَأَخَافُ أَنْ يُقْتَحَمَ عَلَيَّ قَالَ فَأَمَرَهَا فَتَحَوَّلَتْ

۱۴۴۸...... حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دے دی ہیں اور مجھے یہ خوف دامن گیر ہے کہ وہ لوگ میرے ساتھ سختی سے پیش آئیں گے، چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں نقل مکانی کا حکم فرمادیا۔

١٤٤٩...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا لِفَاطِمَةَ خَيْرٌ أَنْ تَذْكُرَ هَذَا قَالَ تَعْنِي قَوْلَهَا لَا سُكْنَى وَلَا نَفَقَةَ

۱۴۴۹...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے ارشاد فرماتی ہیں کہ:

فاطمہ بنت قیس کے لئے بہتر نہیں کہ وہ اس بات کو بیان کرے کہ مطلقہ ثلاثہ کے لئے سکنٰی اور نفقہ نہیں ہے۔

١٤٥٠...... وحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ لِعَائِشَةَ أَلَمْ تَرَيْ إِلَى فُلَانَةَ بِنْتِ الْحَكَمِ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَخَرَجَتْ فَقَالَتْ بِئْسَمَا صَنَعَتْ فَقَالَ أَلَمْ تَسْمَعِي

۱۴۵۰...... حضرت عبد الرحمٰن ابن القاسم، اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ کیا آپ فلانہ بنت الحکم کو نہیں دیکھتیں جسے اس کے شوہر نے طلاق بائن دے دی ہے اور وہ گھر سے نکل گئی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اس نے جو کچھ کیا بہت برا کیا۔

إلى قــــول فاطمة
فَقَالَتْ أَمَا إِنَّهُ لَا خَيْرَ لَهَا فِي ذِكْرِ ذَلِكَ

حضرت عروہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ کیا آپ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی بات نہیں سنی؟! اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرمانے لگیں کہ اس کے لئے اس بات کے بیان کرنے میں کوئی خیر اور بہتری نہیں ہے"۔

باب-۲۰۶ باب جواز خروج المعتدة البائن والمتوفى عنها زوجها في النهار لحاجتها

طلاق بائن والی اور بیوہ عورت کو دوران عدت دن میں ضرورت سے نکلنا جائز ہے

۱۴۵۱......وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْــــنِ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح قَالَ وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح قَــالَ وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ طُلِّقَتْ خَالَتِي فَأَرَادَتْ أَنْ تَجُدَّ نَخْلَهَا فَزَجَرَهَا رَجُلٌ أَنْ تَخْرُجَ فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ بَلَى فَجُدِّي نَخْلَكِ فَإِنَّكِ عَسَى أَنْ تَصَدَّقِي أَوْ تَفْعَلِي مَعْرُوفًا

۱۴۵۱ ... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میری خالہ کو طلاق ہو گئی تھی (اور وہ عدت میں تھیں، اس دوران) انہوں نے ارادہ کیا کہ اپنے باغ کے کھجور کے درختوں سے کھجوریں توڑیں، ایک شخص نے انہیں باہر نکلنے سے ڈانٹا، وہ نبی ﷺ کی خدمت میں چلی آئیں (اور آپ ﷺ سے عرض کیا) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"کیوں نہیں، اپنے کھجور کے درختوں سے توڑلو، ممکن ہے کہ تم اس میں سے کچھ صدقہ دو یا نیکی کا کام کرو"۔ (مقصد یہ ہے کہ یہ ایک ضرورت بھی ہے علاوہ ازیں اگر تم اس میں سے صدقہ دو یا کسی کی امداد کرو تو اس سے تمہیں اجر بھی ملے گا لہٰذا تمہارا اس مقصد کے لئے نکلنا جائز ہے)۔[1]

باب-۲۰۷ باب انقضاء عدة المتوفى عنها زوجها وغيرها بوضع الحمل

وضع حمل (ڈلیوری) سے بیوہ اور مطلقہ کی عدت پوری ہونے کا بیان

۱۴۵۲... وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَ حَرْمَلَةُ حَدَّثَنَا و قَالَ أَبُو

۱۴۵۲ حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے عمر بن عبد اللہ بن الارقم الزہری کو خط لکھا اور انہیں حکم دیا

---

[1] مطلقہ اور بیوہ کے لئے دوران عدت گھر سے نکلنے کے احکام:۔ بیوہ عورت کے بارے میں فقہاء کا اتفاق ہے کہ دوران عدت ضرورت کی بناء پر وہ دن میں گھر سے باہر نکل سکتی ہے البتہ رات گھر میں گذارنا ضروری ہے۔

جب کہ مطلقہ کے بارے میں امام ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ گھر سے دن میں بھی باہر نہیں نکل سکتی کیونکہ قرآن کریم میں حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے: لايخرجن إلا ان يأتين بفاحشة مبينة (الطلاق) کہ طلاق والی عورتیں گھر سے باہر نہ نکلیں۔ اس آیت میں صریحاً اور مطلقاً ان کا نکلنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ جب کہ مذکورہ حدیث خبر واحد ہے اور خبر واحد سے کتاب اللہ کے عموم میں تخصیص یا تقیید نہیں کی جا سکتی۔

علاوہ ازیں ممکن ہے اس وقت تک احکامات عدت بھی شروع نہ ہوئے ہوں۔ واللہ اعلم (تکملہ فتح الملہم ۱/ ۲۱۸)

الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَاهُ كَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَرْقَمِ الزُّهْرِيِّ يَأْمُرُهُ أَنْ يَدْخُلَ عَلَى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْأَسْلَمِيَّةِ فَيَسْأَلَهَا عَنْ حَدِيثِهَا وَعَمَّا

قَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ اسْتَفْتَتْهُ فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ يُخْبِرُهُ أَنَّ سُبَيْعَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ وَهُوَ فِي بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا فَتُوُفِّيَ عَنْهَا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ حَامِلٌ فَلَمْ تَنْشَبْ أَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهِ فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ فَقَالَ لَهَا مَا لِي أَرَاكِ مُتَجَمِّلَةً لَعَلَّكِ تَرْجِينَ النِّكَاحَ إِنَّكِ وَاللهِ مَا أَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتَّى تَمُرَّ عَلَيْكِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ قَالَتْ سُبَيْعَةُ فَلَمَّا قَالَ لِي ذَلِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي حِينَ أَمْسَيْتُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَأَفْتَانِي بِأَنِّي قَدْ حَلَلْتُ حِينَ وَضَعْتُ حَمْلِي وَأَمَرَنِي بِالتَّزَوُّجِ إِنْ بَدَا لِي قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَلَا أَرَى بَأْسًا أَنْ تَتَزَوَّجَ حِينَ وَضَعَتْ وَإِنْ كَانَتْ فِي دَمِهَا غَيْرَ أَنْ لَا يَقْرَبُهَا زَوْجُهَا حَتَّى تَطْهُرَ

کہ وہ سبیعہ بنت الحارث الاسلمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جائیں اور ان سے ان کے معاملہ کے بارے میں پوچھیں کہ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا تھا تو آپ ﷺ نے کیا جواب دیا تھا؟

تو عمر بن عبداللہ نے عبداللہ بن عتبہ کو جوابی خط لکھا کہ سبیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں بتلایا کہ وہ (سبیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں جو بنو عامر ابن لوی کے قبیلہ میں سے تھے اور غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر ان کا انتقال ہو گیا اس وقت وہ (سبیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) حاملہ تھیں ان کے انتقال کو زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ وضع حمل ہوا (ولادت ہو گئی)۔ جب وہ نفاس سے فارغ ہو گئیں تو بناؤ سنگھار کیا پیغام نکاح دینے والوں کے لئے، چنانچہ ابو السنابل بن بعکک جو بنو عبدالدار کے قبیلہ کے فرد تھے ان کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ: مجھے کیا ہوا کہ میں تمہیں آرائش کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، شاید تم نکاح کی امید لگائے بیٹھی ہو۔ اللہ کی قسم! جب تک تمہارے اوپر چار ماہ دس دن نہ گذر جائیں تم ہرگز نکاح نہیں کر سکتیں۔

حضرت سبیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ جب انہوں نے یہ بات کہی تو میں نے اسی شام اپنے کپڑے سمیٹے (چادر اوڑھی) اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلی گئی اور اس بارے میں آپ ﷺ سے دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے مجھے فتویٰ دیا کہ بے شک میں وضعِ حمل کے بعد حلال ہو چکی ہوں (نکاح کے لئے) اور مجھے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو نکاح کر لوں۔

حضرت ابن شہاب زہری فرماتے ہیں کہ لہٰذا میں کوئی حرج نہیں سمجھتا اس بات میں کہ مطلقہ عورت وضعِ حمل کے بعد نکاح کرے اگرچہ وہ ابھی نفاس کے خون میں ہی ہو۔ ہاں یہ ہے کہ حالتِ نفاس میں شوہر اس سے صحبت نہ کرے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائے۔

۱۴۵۳ ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَابْنَ عَبَّاسٍ اجْتَمَعَا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُمَا

۱۴۵۳ ... حضرت سلیمانؒ بن یسار کہتے ہیں کہ ابو سلمہ بن عبدالرحمن اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جمع ہوئے اور تذکرہ ہونے لگا ایسی عورت کا جو شوہر کی وفات کے چند راتوں کے بعد ہی نفاس میں ہو جائے (یعنی وضعِ حمل (ڈلیوری)

يَذْكُرَانِ الْمَرْأَةَ تُنْفَسُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ - فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عِدَّتُهَا آخِرُ الْأَجَلَيْنِ وَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ قَدْ حَلَّتْ فَجَعَلَا يَتَنَازَعَانِ ذٰلِكَ قَالَ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي يَعْنِي أَبَا سَلَمَةَ فَبَعَثُوا كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَجَاءَهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ إِنَّ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ وَإِنَّهَا ذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَمَرَهَا أَنْ تَتَزَوَّجَ

ہو جائے)۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: ایسی عورت کی عدت کے لئے آخر الاجلین یعنی دونوں میں سے جو مدت آخری ہوگی اس کا اعتبار ہوگا (مقصد یہ ہے کہ بیوہ عورت کی اصل عدت تو چار ماہ دس یوم ہے، لہٰذا اگر وہ اس مدت سے کم میں وضع حمل کردے تو اصل مدت یعنی چار ماہ دس یوم کا اعتبار ہوگا جو دونوں مدتوں میں سے آخری ہے۔ اور اگر حمل ہونے کے باوجود چار ماہ دس یوم گذر گئے اور وضع حمل نہیں ہوا تو پھر وضع حمل تک انتظار کرے گی اور چار ماہ دس دن کا اعتبار نہیں ہوگا)۔
جبکہ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایسی عورت وضع حمل سے ہی عدت سے نکل گئی۔ دونوں میں تنازع اور بحث ہونے لگی۔
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ۔ میں اپنے بھتیجے یعنی ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوں۔ (اب فیصلہ کیجئے) انہوں نے کریبؒ کو (جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام تھے آزاد کردہ) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا کہ ان سے اس مسئلہ کی بابت دریافت کریں۔
کریبؒ واپس آئے اور انہیں بتایا کہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ: سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شوہر کی وفات کی چند راتوں بعد ہی حمل سے فارغ ہوگئیں (ولادت ہوگئی تھی) انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تھا تو آپ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا تھا کہ نکاح کرلیں (گویا نکاح کی اجازت ہوگئی اور عدت مکمل ہوگئی، چنانچہ تمام ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ حاملہ عورت اگر بیوہ ہوجائے تو اس کی عدت وضع حمل ہے)

١٤٥٤...... وحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح قَالَ و حَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ اللَّيْثَ قَالَ فِي حَدِيثِهِ فَأَرْسَلُوا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ وَلَمْ يُسَمِّ كُرَيْبًا

۱۴۵۴ ... حضرت یحییٰ بن سعید سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ لیث نے اپنی روایت میں کہا ہے کہ انہوں نے یعنی ابو سلمہ، ابو ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام سلمہ کی طرف پیغام بھیجا، کریب کا نام ذکر نہیں۔

باب-۴۰۸ باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة وتحريمه في غير ذلك إلا ثلاثة أيام

شوہر کی وفات پر چار ماہ دس دن کا سوگ بیوی پر واجب ہے

١٤٥٥ وحدثنا يحيى بن يحيى قال قرأت على مالك عن عبد الله بن أبي بكر عن حميد بن نافع عن زينب بنت أبي سلمة أنها أخبرته هذه الأحاديث الثلاثة قال قالت زينب دخلت على أم حبيبة زوج النبي ﷺ حين توفي أبوها أبو سفيان فدعت أم حبيبة بطيب فيه صفرة خلوق أو غيره فدهنت منه جارية ثم مست بعارضيها ثم قالت والله ما لي بالطيب من حاجة غير أني سمعت رسول الله ﷺ يقول على المنبر لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر تحد على ميت فوق ثلاث إلا على زوج أربعة أشهر وعشرا قالت زينب ثم دخلت على زينب بنت جحش حين توفي أخوها فدعت بطيب فمست منه ثم قالت والله ما لي بالطيب من حاجة غير أني سمعت رسول الله ﷺ يقول على المنبر لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر تحد على ميت فوق ثلاث إلا على زوج أربعة أشهر وعشرا قالت زينب سمعت أمي أم سلمة تقول جاءت امرأة إلى رسول الله ﷺ فقالت يا رسول الله إن ابنتي توفي عنها زوجها وقد اشتكت عينها أفتكحلها فقال رسول الله ﷺ لا مرتين أو ثلاثا كل ذلك يقول لا ثم قال إنما هي أربعة أشهر وعشر وقد كانت إحداكن في الجاهلية ترمي بالبعرة على رأس الحول

قال حميد قلت لزينب وما ترمي بالبعرة على رأس الحول فقالت زينب كانت المرأة إذا توفي عنها زوجها دخلت حفشا ولبست شر ثيابها ولم تمس

۱۴۵۵ حضرت زینب بنت ابو سلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے یہ تین احادیث بیان کیں (تابعی سے)۔

۱۔ فرماتی ہیں زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ میں ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ رسول ﷺ کے پاس گئی جب ان کے والد ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک خوشبو جس میں خلوق یا کسی اور چیز کی زردی ملی ہوئی تھی منگوائی اور ایک لڑکی کے لگائی۔ پھر اس کے بعد اپنے ہاتھ اپنے رخساروں پر مل لئے۔ پھر فرمانے لگیں کہ اللہ کی قسم! مجھے اس وقت خوشبو کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ منبر پر بیٹھ کر کہ کسی ایسی عورت کے لئے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو، جائز نہیں ہے کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے الا یہ کہ وہ شوہر ہو اس کا سوگ چار ماہ دس یوم تک منا سکتی۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس داخل ہوئی جب ان کے بھائی کا انتقال ہوا تھا تو انہوں نے بھی خوشبو منگوائی اور اسے لگایا بعد ازاں فرمایا کہ اللہ کی قسم! مجھے خوشبو لگانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے منبر پر سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے کہ: "کسی عورت کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں ہے کہ کسی میت پر تین روز سے زیادہ سوگ منائے مگر شوہر کے لئے چار ماہ دس یوم تک سوگ منائے"۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میری والدہ نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا وہ فرماتی تھیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ یا رسول اللہ! میری بیٹی کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے جب کہ اس کی آنکھیں دکھ رہی ہیں کیا ہم اس کے سرمہ لگا سکتی ہیں؟

طيبًا ولا شيئًا حتى تمر بها سنة ثم تؤتى بدابة حمار أو شاة أو طير فتفتض به فقلما تفتض بشيء إلا مات ثم تخرج فتعطى بعرة فترمي بها ثم تراجع بعد ما شاءت من طيب أو غيره

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں، دو مرتبہ یا تین مرتبہ یہی فرمایا کہ نہیں، پھر چوتھی مرتبہ فرمایا کہ یہ سوگ تو چار ماہ دس یوم تک رہے گا۔

پھر زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں بیوہ عورت (جب عدت میں بیٹھتی تھی تو) سال پورا ہونے کے بعد ایک مینگنی پھینکا کرتی تھی۔

حضرت حمید کہتے ہیں کہ میں نے زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ: اس سے کیا مراد ہے؟ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ: ہوتا یہ تھا کہ زمانہ جہالت میں جب عورت کا شوہر مر جاتا تھا تو وہ ایک کوٹھڑی میں چلی جاتی تھی، اپنے خراب ترین کپڑے پہن لیتی، نہ خوشبو لگاتی نہ کچھ اور، اسی حالت میں اس پر سال گزر جاتا تھا۔

بعد ازاں اس کے پاس کوئی چوپایہ مثلاً گدھا یا بکری یا کوئی پرندہ وغیرہ لایا جاتا جس کے ذریعہ وہ عدت سے نکلتی (وہ اس طرح کہ اپنا جسم جانور کے جسم سے رگڑتی) اور ایسا بہت کم ہوتا تھا کہ وہ (کسی جانور کے جسم سے جسم رگڑنے) اور عدت سے باہر ہو مگر یہ کہ وہ جانور مر جایا کرتے تھا (شاید ایک سال تک بغیر نہائے اور بغیر صفائی کئے رہنے سے اس کے جسم میں زہریلے اثرات پیدا ہو جاتے ہوں گے)۔

بہر کیف! پھر وہ باہر نکلتی تو ایک مینگنی اسے دی جاتی جسے پھینک کر وہ عدت پوری کرتی اور اس کے بعد اپنے گھر لوٹ کر جو چاہتی کرتی، خوشبو لگانا وغیرہ۔

(گویا زمانہ جہالت میں ایک سال عدت تھی جس کے دوران وہ کسی کام کی نہ رہتی تھی لیکن اسلام نے آکر اس طریقہ جہالت کو ختم فرمایا اور فرض کر دیا کہ عورت پر صرف چار ماہ کی عدت ہے)۔

١٤٥٦ - وحدثنا محمد بن المثنى قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن حميد بن نافع قال سمعت زينب بنت أم سلمة قالت توفي حميم لأم حبيبة فدعت بصفرة فمسحته بذراعيها وقالت إنما أصنع هذا لأني سمعت رسول الله ﷺ يقول لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تحد فوق ثلاث

۱۴۵۶ حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کسی قریبی عزیز کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے زردی منگوائی، اسے اپنے بازوؤں پر لگایا اور فرمایا کہ میں نے یہ کام اس لئے کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ:

"جو عورت بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ تین روز سے زیادہ کسی کی موت کا سوگ منائے سوائے شوہر کے

إلا علىٰ زوجٍ أربعةَ أشهُرٍ وعشرًا
وحدَّثتهُ زينبُ عن أُمِّها وعن زينبَ زوجِ النبيِّ ﷺ أو عن امرأةٍ من بعضِ أزواجِ النبيِّ ﷺ

کہ اس کا سوگ چار مہینے دس روز تک ہے"۔
حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ حدیث اپنی والدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی نقل کی ہے اور دیگر بعض ازواج رسول اللہ ﷺ سے بھی نقل کی ہے۔

۱۴۵۷ ۔ وحدَّثنا مُحمدُ بنُ المُثنّى قال حدَّثنا مُحمدُ بنُ جعفرٍ قال حدَّثنا شُعبةُ عن حُميدِ بنِ نافعٍ قال سمعتُ زينبَ بنتَ أُمِّ سلمةَ تُحدِّثُ عن أُمِّها أنّ امرأةً تُوُفِّيَ زوجُها فخافوا على عينِها فأتوا النبيَّ ﷺ فاستأذنوهُ في الكُحلِ فقال رسولُ اللهِ ﷺ قد كانت إحداكُنَّ تكونُ في شرِّ بيتِها في أحلاسِها أو في شرِّ أحلاسِها في بيتِها حولًا فإذا مرَّ كلبٌ رمت ببعرةٍ فخرجت أفلا أربعةَ أشهُرٍ وعشرًا

۱۴۵۷ حضرت حمید بن نافع کہتے ہیں کہ میں نے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا وہ اپنی والدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتی تھیں کہ ایک عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا تھا، لوگوں کو اندیشہ ہوا کہ کہیں عورت کی آنکھیں نہ جاتی رہیں۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ ﷺ سے سرمہ لگانے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"تمہاری عورتوں میں سے کوئی ایک اپنے گھر کے برے حصہ میں برے کپڑوں میں ملبوس پورا پورا سال گذارا کرتی تھی، پھر جب کوئی کتا وہاں سے گذرتا تو مینگنی پھینک کر باہر نکلتی تھی (تو ایک وقت ایسا تھا کہ سال بھی بیٹھی رہتی تھی اور اب یہ حال ہے کہ) چار ماہ دس یوم بھی صبر نہیں کر سکتی؟"۔

۱۴۵۸ ۔ و حدَّثنا عُبيدُ اللهِ بنُ مُعاذٍ قال حدَّثنا أبي قال حدَّثنا شُعبةُ عن حُميدِ بنِ نافعٍ بالحديثينِ جميعًا حديثِ أُمِّ سلمةَ في الكُحلِ وحديثِ أُمِّ سلمةَ وأُخرى من أزواجِ النبيِّ ﷺ غيرَ أنّهُ لم تُسمِّها زينبُ نحوَ حديثِ مُحمدِ بنِ جعفرٍ

۱۴۵۸ ۔ حضرت حمید بن نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہی دو حدیثوں کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ کی کسی دوسری زوجہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سابقہ حدیث محمد بن جعفر کی طرح بیان کرتے ہیں۔

۱۴۵۹ ۔۔۔ وحدَّثنا أبو بكرِ بنُ أبي شيبةَ وعمرٌو النّاقدُ قالا حدَّثنا يزيدُ بنُ هارونَ قال أخبرنا يحيى بنُ سعيدٍ عن حُميدِ ابنِ نافعٍ أنّهُ سمعَ زينبَ بنتَ أبي سلمةَ تُحدِّثُ عن أُمِّ سلمةَ وأُمِّ حبيبةَ تذكُرانِ أنّ امرأةً أتت رسولَ اللهِ ﷺ فذكرت لهُ أنّ بنتًا لها تُوُفِّيَ عنها زوجُها فاشتكت عينُها فهي تُريدُ أن تكحُلَها فقال رسولُ اللهِ ﷺ قد كانت إحداكُنَّ ترمي بالبعرةِ

۱۴۵۹ ۔ حضرت ام سلمہ و ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذکر کر رہی تھیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بتلایا کہ اس کی ایک بیٹی ہے جس کا شوہر انتقال کر گیا ہے، اب لڑکی کی آنکھوں میں تکلیف ہے وہ چاہتی ہے کہ سرمہ لگالے؟
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ایک وقت تھا کہ) تم میں سے ایک عورت مینگنی پھینکتی تھی سال بھر گذرنے کے بعد (تب کہیں جا کر عدت سے فراغت ملتی تھی) جب کہ یہ تو صرف چار ماہ دس دن کا حکم ہے۔

عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ وَإِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ

۱۴۶۰...... وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَتْ لَمَّا أَتَى أُمَّ حَبِيبَةَ نَعِيُّ أَبِي سُفْيَانَ دَعَتْ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ بِصُفْرَةٍ فَمَسَحَتْ بِهِ ذِرَاعَيْهَا وَعَارِضَيْهَا وَقَالَتْ كُنْتُ عَنْ هَذَا غَنِيَّةً سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا

۱۴۶۰...... حضرت زینب بنت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس (ان کے والد) ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کی خبر آئی تو تیسرے روز انہوں نے زردی منگوائی اور اسے اپنے بازوؤں یا رخساروں پر مَل لیا اور فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہ تھی۔ میں نے نبی ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ:
"اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی عورت کے لئے حلال نہیں کہ تین روز سے زیادہ کسی کی موت کا سوگ منائے سوائے شوہر کے کہ اس کا سوگ چار ماہ دس دن تک ہے"۔

۱۴۶۱...... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ حَدَّثَتْهُ عَنْ حَفْصَةَ أَوْ عَنْ عَائِشَةَ أَوْ عَنْ كِلْتَيْهِمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَوْ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلَى زَوْجِهَا

۱۴۶۱...... حضرت ام المؤمنین حضرت حفصہ یا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یا دونوں ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کسی عورت کیلئے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں کہ میت پر تین روز سے زائد سوگ منائے الا یہ کہ میت شوہر کی ہو"۔

۱۴۶۲...... وحَدَّثَنَاهُ شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ نَافِعٍ بِإِسْنَادِ حَدِيثِ اللَّيْثِ مِثْلَ رِوَايَتِهِ

۱۴۶۲...... حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت ہی کا مضمون منقول ہے۔

۱۴۶۳...... وحَدَّثَنَاهُ أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّهَا سَمِعَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ وَابْنِ دِينَارٍ وَزَادَ فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا

۱۴۶۳...... حضرت صفیہ بنت ابی عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، زوجہ نبی ﷺ، نبی ﷺ سے سابقہ حدیث بیان کرتی ہیں اس میں چار ماہ دس یوم کا بھی ذکر ہے۔

۱۴۶۴...... وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ ح قَالَ وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي

۱۴۶۴...... حضرت صفیہ بنت ابی عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی بعض ازواج مطہرات سے روایت کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی

قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ جَمِيعًا عَنْ نَافِعٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِهِمْ

حدیث سابقہ روایت کی طرح بیان کی ہے۔

۱۴۶۵...... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجِهَا

۱۴۶۵...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس سند سے سابقہ حدیث ہی منقول ہے۔ البتہ اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی عورت کیلئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں کہ وہ میت پر تین (دن) سے زیادہ سوگ کرے سوائے اپنے شوہر کے۔

۱۴۶۶...... وحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا تُحِدُّ امْرَأَةٌ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ طِيبًا إِلَّا إِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ أَوْ أَظْفَارٍ

۱۴۶۶...... حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کوئی عورت میت پر تین دن سے زیادہ سوگ مت منائے سوائے شوہر کے کہ اس پر چار ماہ دس دن سوگ کرے گی اور اس دوران نہ رنگا ہوا کپڑا پہنے، سوائے عصبی کپڑے کے (جو یمنی چادروں کا ہوتا تھا) اور نہ ہی سرمہ لگائے نہ خوشبو ملے البتہ جب حیض سے پاک ہو تو تھوڑی سے قسط یا اظفار (خوشبوؤں کا نام ہے) لگالے (تاکہ اتنے دن کی بدبو زائل ہو جائے)۔

۱۴۶۷...... و حَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ نُمَيْرٍ و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا عِنْدَ أَدْنَى طُهْرِهَا نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ وَأَظْفَارٍ

۱۴۶۷...... حضرت ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث ہی کا مضمون منقول ہے۔

۱۴۶۸...... وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا قَالَ حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا نُنْهَى أَنْ نُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَلَا نَكْتَحِلُ وَلَا نَتَطَيَّبُ وَلَا نَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا وَقَدْ رُخِّصَ لِلْمَرْأَةِ فِي طُهْرِهَا إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَحِيضِهَا فِي نُبْذَةٍ

۱۴۶۸...... حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ہم کو منع کر دیا گیا ہے کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کریں سوائے شوہر کے۔ اس پر چار ماہ دس دن کا سوگ کریں گے۔ ہم نہ سرمہ لگائیں اور نہ ہی خوشبو لگائیں اور نہ ہی رنگا ہوا کپڑا پہنیں۔ اور عورت کیلئے اس کی پاکی میں رخصت دی گئی ہے کہ جب ہم میں سے کوئی حیض سے (فارغ ہو کر) غسل کرے تو وہ خوشبودار چیز سے غسل

مِنْ قُسْطٍ وَاَظْفَارٍ ... کر سکتی ہے۔ [1]

[1] اس حدیث میں بیوہ عورت کے لئے عدت کے دوران رنگین کپڑا پہننے کی ممانعت آئی ہے۔ اس میں تھوڑی سی تفصیل ہے وہ یہ کہ کپڑا اگر خوشبو سے رنگا ہوا ہو جیسے اس زمانہ میں ہوتا تھا یا رنگین کپڑا بطور زیب و زینت کے پہنے تو باتفاق ائمہ حرام ہے۔ البتہ سیاہ کپڑا باتفاق علماء جائز ہے۔
علاوہ ازیں اگر رنگین کپڑوں کے علاوہ دوسرے کپڑے نہ ہوں جیسے کہ ہمارے اس دور میں عورتوں کے اکثر رنگین ہی ہوتے ہیں تو ان کا استعمال جائز ہے۔ بس وہ ایسے کپڑے پہنتے وقت زینت کا ارادہ نہ کرے۔ (کذا فی در المختار)

كتاب اللعان

کتاب اللعان

لعان کا بیان

١٤٦٩ - وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ أَرَأَيْتَ يَا عَاصِمُ لَوْ أَنَّ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَسَلْ لِي عَنْ ذَلِكَ يَا عَاصِمُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتَّى كَبُرَ عَلَى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلَى أَهْلِهِ جَاءَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ عَاصِمٌ لِعُوَيْمِرٍ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتُهُ عَنْهَا- قَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللَّهِ لَا أَنْتَهِي حَتَّى أَسْأَلَهُ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ

۱۴۶۹۔ حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بتلاتے ہیں کہ عویمر العجلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عاصم بن عدی الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ: اے عاصم! آپ کا کیا خیال ہے اس بارے میں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو مبتلائے بدکاری دیکھے تو کیا کرے؟ اگر وہ اسے قتل کر دے تو کیا اس مقتول کے لوگ اسے قتل کر دیں گے؟ یا کیا کرے؟ اے عاصم! اس بارے میں میرے لئے تم رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرو۔

چنانچہ عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کے مسائل کا پوچھنا ناپسند فرمایا اور اس کی برائی بیان کی۔ حتیٰ کہ عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بہت شاق گذرا جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔

جب عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس اپنے گھر آئے تو عویمر العجلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس آئے اور کہا کہ اے عاصم! رسول اللہ ﷺ نے تم سے کیا کہا؟ عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ تم میرے پاس کوئی اچھی بات نہیں لے کر آئے، تم نے جو بات پوچھی تھی رسول اللہ ﷺ کو اس

لعان کے معنی اور تعریف

لعان کے لغوی معنی دھتکارنا اور دور کرنا ہیں۔ جب کہ اصطلاح فقہ و حدیث میں لعان کے معنی ہیں موکد قسمیں کھا کر گواہی دینا بایں طور کہ ایک دوسرے پر لعنت کی جائے''۔

لعان کی مشروعیت کا مقصد یہ ہے کہ شوہر اگر اپنی بیوی پر تہمت لگاتا ہے بدکاری کی جسے اصطلاح میں ''قذف'' کہا جاتا ہے لیکن شوہر کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے زنا کا البتہ وہ خود عینی شاہد ہے، اب اگر الزام لگاتا ہے قاضی کی عدالت میں تو گواہ نہ ہونے کی وجہ سے خود جھوٹا ہوتا ہے اور حد قذف کا مستحق ہوتا ہے اور اگر خاموش رہتا ہے تو ضمیر اور دل و دماغ اس کے لئے تیار نہیں ہوتے لہٰذا شریعت اسلامیہ نے ایسی صورتحال میں حکم یہ رکھا ہے کہ وہ قاضی کی عدالت میں جائے اور قاضی کو صورتحال بتائے، قاضی اس سے بار بار حلف لے، پھر بیوی سے بھی بار بار قسم لے اس کے بعد دونوں کے درمیان تفریق کر دے۔

لعان کا حکم:۔ چنانچہ تکمیل ایمان یعنی قسموں کی فریقین کی طرف سے تکمیل کے بعد قاضی دونوں کے درمیان تفریق اور جدائی کر دے گا اور طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی۔ واللہ اعلم

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَدْ نَزَلَ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَا

قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتْ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ

قسم کے مسائل کا پوچھنا ناپسند ہوا۔

حضرت عویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں تو رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کئے بغیر نہ رہوں گا۔ چنانچہ عویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے لوگوں کے درمیان اور آکر کہا کہ یا رسول اللہ! اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو جتلا دیکھے تو آپ ﷺ کا کیا خیال ہے کہ کیا اسے قتل کر دے تو لوگ اسے قتل کر دیں گے۔ وہ کیا کرے؟

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے اور تمہاری بیوی کے معاملہ میں قرآن نازل ہو چکا ہے۔ جاؤ اور اپنی بیوی کو لے کر آؤ"۔

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پھر دونوں نے لعان کیا، میں بھی لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہی تھا، جب دونوں (قسمیں کھاکر) فارغ ہوگئے تو عویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! اگر میں اس کو اپنے پاس روکوں تو میں جھوٹا ہوں۔ پھر انہیں تین طلاق دے دی حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ابھی انہیں طلاق دینے کا حکم بھی نہیں فرمایا تھا۔

حضرت ابن شہاب زہریؒ نے فرمایا کہ: چنانچہ لعان کرنے والوں کا یہی طریقہ ہے (کہ وہ لعان سے فارغ ہو کر بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں)۔

١٤٧٠۔۔۔۔ وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْأَنْصَارِيَّ مِنْ بَنِي الْعَجْلَانِ أَتَى عَاصِمَ بْنَ عَدِيٍّ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَأَدْرَجَ فِي الْحَدِيثِ قَوْلَهُ وَكَانَ فِرَاقُهُ إِيَّاهَا بَعْدُ سُنَّةً فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ

وَزَادَ فِيهِ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ حَامِلًا فَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى إِلَى أُمِّهِ ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ أَنَّهُ يَرِثُهَا وَتَرِثُ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللهُ لَهَا

۱۴۷۰۔۔۔۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عویمر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بنی عجلان کے فرد تھے، عاصم بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ آگے سابقہ حدیث ہی بیان کی۔ اور اس میں مزید اضافہ یہ ہے کہ:

اس واقعہ کے بعد لعان کرنے والے میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کا رواج اور طریقہ پڑ گیا، حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ لعان کے وقت عویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ حمل سے تھیں اور ان کا بیٹا اپنی ماں کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔ پھر یہ طریقہ بھی جاری ہو گیا کہ وہ بیٹا ہی ماں کا وارث ہوگا اور ماں ہی بیٹے کی وارث ہوں جو اللہ نے اس کے لئے حصہ مقرر کر دیا ہے۔ ❶

---

❶ یہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ کریں۔

١٤٧١ ...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَعَنِ السُّنَّةِ فِيهِمَا عَنْ حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَخِي بَنِي سَاعِدَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا وَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ۔ وَزَادَ فِيهِ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَفَارَقَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاكُمُ التَّفْرِيقُ بَيْنَ كُلِّ مُتَلَاعِنَيْنِ

۱۴۷۱ ...... حضرت ابن جریجؒ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ مجھے ابن شہابؒ نے سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بنو ساعدہ کے بھائی تھے کی حدیث سے لعان کرنے والے فریقین اور طریقہ لعان کے بارے میں بتلایا کہ ایک انصاری شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو بتلا دیکھے تو آپ ﷺ کی کیا رائے ہے؟ (آگے حدیث سابق کے مثل بیان کیا)۔ لیکن اس روایت میں یہ بات زائد ہے کہ دونوں (میاں بیوی) نے مسجد میں لعان کیا اور میں بھی وہاں موجود تھا۔ اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ اس سے پہلے کہ رسول اللہ ﷺ ان کو حکم فرماتے اس آدمی نے اپنی اسی عورت کو تین طلاقیں دیدیں اور نبی ﷺ کی موجودگی ہی میں اس سے جدا ہو گیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ہر لعان کرنے والوں کے درمیان اسی کی طرح جدائی ہوگی۔

١٤٧٢ ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي ح قَالَ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فِي إِمْرَةِ مُصْعَبٍ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا قَالَ فَمَا دَرَيْتُ مَا أَقُولُ فَمَضَيْتُ إِلَى مَنْزِلِ ابْنِ عُمَرَ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ اسْتَأْذِنْ لِي قَالَ إِنَّهُ قَائِلٌ

۱۴۷۲ ...... حضرت سعیدؒ بن جبیر سے روایت ہے کہ مصعبؒ بن زبیر کی خلافت کے زمانہ میں لعان کرنے والوں کی بابت ان سے مسئلہ پوچھا گیا کہ کیا دونوں کے درمیان تفریق (جدائی) کر دی جائے گی؟
انہوں نے فرمایا کہ: مجھے کچھ سمجھ نہ آیا کہ کیا جواب دوں؟ لہٰذا میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی طرف چلا مکہ میں۔ میں نے غلام سے کہا کہ میرے لئے اجازت لو۔ اس نے کہا کہ وہ قیلولہ کر رہے ہیں۔ اتنے میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری آواز سن لی اور فرمایا کہ کیا ابن جبیر

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

❶ یہ حدیث حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ سے مروی ہے۔ یہ مشہور صحابی ہیں۔ ان کا نام "حزن" تھا (غمگین اور مشکل) نبی ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے سہل (سہولت و آسان) رکھ دیا تھا۔ مدینہ میں وفات پانے والے سب سے آخری صحابی تھے اور آپ کی وفات کے وقت ان کی عمر پندرہ برس تھی تقریباً سو سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ (ابن حبان۔ واقدی)
عویمر العجلانیؓ یہ بھی معروف صحابی ہیں اور سورۃ النور کی لعان والی آیات انہی کے واقعہ میں نازل ہوئیں۔
حدیث میں فرمایا کہ: متلاعنہ یعنی وہ عورت جس کے لئے لعان کیا گیا اس کا بیٹا (وہ بیٹا جو اس حمل سے ہو جس کے بارے میں لعان کیا گیا تھا) ہی اس کا وارث ہوگا اور وہ بیٹا اپنی ماں کی طرف ہی منسوب ہوگا۔ باپ کی طرف نہیں ہوگا۔
اسی طرح لعان کے بعد حکم یہ ہے کہ فریقین میں جدائی اور علیحدگی ہو جاتی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک علیحدگی مطلق لعان سے نہیں ہوتی بلکہ قاضی یا حاکم کے علیحدگی کرانے سے علیحدگی ہوتی ہے۔ اگر قاضی علیحدگی نہیں کرائے گا تو دونوں بحیثیت میاں بیوی کے رہ سکتے ہیں۔ لیکن امام شافعیؒ کے نزدیک مطلق لعان سے ہی علیحدگی ہو جاتی ہے۔ (تکملہ فتح الملہم ۱/ ۲۳۸)

فسمع صوتي قال ابن جبير قلت نعم قال ادخل فوالله ما جاء بك هذه الساعة إلا حاجة فدخلت فإذا هو مفترش برذعة متوسد وسادة حشوها ليف قلت أبا عبد الرحمن المتلاعنان أيفرق بينهما قال سبحان الله نعم إن أول من سأل عن ذلك فلان بن فلان قال يا رسول الله أرأيت أن لو وجد أحدنا امرأته على فاحشة كيف يصنع إن تكلم تكلم بأمر عظيم وإن سكت سكت على مثل ذلك

قال فسكت النبي ﷺ فلم يجبه فلما كان بعد ذلك أتاه فقال إن الذي سألتك عنه قد ابتليت بـه فأنزل الله عز وجل هؤلاء الآيات في سورة النور "والذين يرمون أزواجهم" فتلاهن عليه ووعظه وذكره وأخبره أن عذاب الدنيا أهون من عذاب الآخرة قال لا والذي بعثك بالحق ما كذبت عليها ثم دعاها فوعظها وذكرها وأخبرها أن عذاب الدنيا أهون من عذاب الآخرة قالت لا والذي بعثك بالحق إنه لكاذب فبدأ بالرجل فشهد أربع شهادات بالله إنه لمن الصادقين والخامسة أن لعنة الله عليه إن كان من الكاذبين ثم ثنى بالمرأة فشهدت أربع شهادات بالله إنه لمن الكاذبين والخامسة أن غضب الله عليها إن كان من الصادقين ثم فرق بينهما

ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں! فرمایا کہ اندر آجاؤ کیونکہ اللہ کی قسم! تمہیں اس وقت کوئی ضروری کام ہی کھینچ کر لایا ہے۔

چنانچہ میں اندر داخل ہوا تو وہ زمین پر ایک کمبل بچھائے ایک تکیہ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے، جس کے اندر پتے بھرے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ اے ابو عبدالرحمن! کیا لعان کرنے والوں میں (میاں بیوی میں) تفریق کر دی جائے گی؟

انہوں نے فرمایا کہ سبحان اللہ! اس بارے میں سب سے پہلے فلاں بن فلاں نے (رسول اللہ ﷺ سے) سوال کیا تھا اور کہا تھا کہ یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو بدکاری کرتے ہوئے پائے تو کیا کرے؟ اگر وہ اس بارے میں لوگوں سے گفتگو کرتا ہے تو اس بارے میں منہ کھولنا بہت بڑی اور بری بات ہے (کہ اپنی ہی عزت کا جنازہ ہے) اور اگر خاموش رہتا ہے تو کیا ایسی عظیم بات دیکھ کر بھی خاموش رہ سکتا ہے؟

نبی ﷺ خاموش ہو گئے اور اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر وہ شخص دوبارہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ: جس بات کی بابت میں نے آپ سے سوال کیا تھا خود اسی کا نشانہ بن گیا ہوں۔ اس وقت اللہ عزوجل نے سورۃ النور کی یہ آیات نازل فرمائیں۔

والذين يرمون أزواجهم... الآية آپ ﷺ نے یہ آیات اس کے سامنے تلاوت کر دیں، اس کو نصیحت اور وعظ فرمایا اور اس سے فرمایا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہر حال ہلکا ہے (اگر تو نے کوئی بدکاری کا ارتکاب کیا ہے تو اس کا اقرار واعتراف کر لے تاکہ کم از کم اخروی سزا سے بچ جائے) اس نے بھی یہ کہا کہ نہیں "جس ذات نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اس کی قسم! یہ شخص (میرا شوہر) بلاشبہ جھوٹا ہے"۔

پھر آپ ﷺ نے مرد سے ابتدا کی، اس نے چار مرتبہ گواہی دی اللہ کی قسم کھا کر کہ وہ سچا ہے (اپنے الزام میں) اور پانچویں مرتبہ اس نے کہا کہ: "اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو"۔

پھر آپ ﷺ نے عورت کو بلایا اور اس نے بھی چار بار اللہ کی قسم کھا کر گواہی دی کہ اس کا شوہر جھوٹا ہے اور پانچویں بار کہا کہ: اگر اس کا شوہر الزام میں سچا ہو تو اس کے (بیوی کے) اوپر اللہ کا غضب نازل ہو۔ بعد

ازاں آپ ﷺ نے دونوں کے درمیان تفریق فرمادی۔

١٤٧٣ ـــ وحدثنيه علي بن حجر السعدي قال حدثنا عيسى بن يونس قال حدثنا عبد الملك بن أبي سليمان قال سمعت سعيد بن جبير قال سئلت عن المتلاعنين زمن مصعب بن الزبير فلم أدر ما أقول فأتيت عبد الله بن عمر فقلت أرأيت المتلاعنين أيفرق بينهما ثم ذكر بمثل حديث ابن نمير

۱۴۷۳ ... حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلافت کے زمانہ میں مجھ سے لعان کرنے والوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا اور میں نے ان سے کہا کہ لعان کرنے والوں کے بارے میں آپ کو کیا خیال ہے؟ کیا ان دونوں کے درمیان جدائی ڈال دی جائے گی؟ (پھر آگے بقیہ روایت حدیث ابن نمیر کی طرح ذکر فرمائی)۔

١٤٧٤ ـــ وحدثنا يحيى بن يحيى وأبو بكر بن أبي شيبة وزهير بن حرب واللفظ ليحيى قال يحيى أخبرنا وقال الآخران حدثنا سفيان بن عيينة عن عمرو عن سعيد بن جبير عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ للمتلاعنين حسابكما على الله أحدكما كاذب لا سبيل لك عليها قال يا رسول الله مالي قال لا مال لك إن كنت صدقت عليها فهو بما استحللت من فرجها وإن كنت كذبت عليها فذاك أبعد لك منها قال زهير في روايته حدثنا سفيان عن عمرو سمع سعيد بن جبير يقول سمعت ابن عمر يقول قال رسول الله ﷺ

۱۴۷۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا لعان کرنے والوں سے کہ: تم دونوں کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔ لا محالہ تم دونوں میں سے ایک تو جھوٹا ہے۔ اب تمہارا (شوہر کا) بیوی پر کوئی حق نہیں رہا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! میرے مال کا کیا ہوگا (جو میں نے اسے دیا تھا؟) فرمایا کہ: اس مال پر اب تمہارا کوئی حق نہیں رہا۔ اگر تو سچا ہے (اس الزام میں جو تو نے بیوی پر لگایا) تو تب تو وہ مال عوض ہوگیا اس کا کہ اس کے ذریعہ تم نے بیوی کی فرج (شرمگاہ) کو حلال کرلیا (اور اس سے فائدہ اٹھایا) اور اگر تو جھوٹا ہے تب تو وہ مال تجھ سے اور دور ہوگیا (کہ پاک دامن عورت پر تہمت لگائی)۔

١٤٧٥ ـــ وحدثني أبو الربيع الزهراني قال حدثنا حماد عن أيوب عن سعيد بن جبير عن ابن عمر قال فرق رسول الله ﷺ بين أخوي بني العجلان وقال الله يعلم أن أحدكما كاذب فهل منكما تائب

۱۴۷۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی عجلان کے میاں بیوی میں (لعان کے بعد) تفریق فرمادی اور فرمایا کہ: اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک تو جھوٹا ہی ہے۔ پس کیا تم میں سے کوئی تائب ہونے والا ہے؟

١٤٧٦ ـــ وحدثناه ابن أبي عمر قال حدثنا سفيان عن أيوب سمع سعيد بن جبير قال سألت ابن عمر عن اللعان فذكر عن النبي ﷺ بمثله.

۱۴۷۶۔۔۔ حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لعان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے نبی ﷺ سے وہی حدیث بیان کی جو اوپر گذری۔

١٤٧٧ ـــ وحدثنا أبو غسان المسمعي ومحمد بن المثنى وابن بشار واللفظ للمسمعي وابن المثنى

۱۴۷۷۔ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مصعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لعان کرنے والے میاں بیوی کے

قَالُوا حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ لَمْ يُفَرِّقِ الْمُصْعَبُ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ قَالَ سَعِيدٌ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ فَرَّقَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ

درمیان تفریق نہیں کی۔
میں نے اس کا ذکر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کیا تو فرمایا کہ نبی ﷺ نے بنو عجلان کے میاں بیوی میں تو فرقت کرا دی تھی۔

١٤٧٨ ...... وحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح قَالَ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قُلْتُ لِمَالِكٍ حَدَّثَكَ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَأَتَهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَفَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَهُمَا وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِأُمِّهِ قَالَ نَعَمْ

۱۴۷۸ ...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک شخص نے اپنی بیوی کے بارے میں لعان کیا۔
رسول اللہ ﷺ نے دونوں کے درمیان تفریق کر کے لڑکے کو ماں کے ساتھ منسوب کر دیا۔

١٤٧٩ ... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح قَالَ وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَاعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَامْرَأَتِهِ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا

۱۴۷۹ ... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصاری مرد و عورت کے درمیان لعان کروایا اور دونوں کے درمیان تفریق کر دی۔

١٤٨٠ وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۱۴۸۰ .... حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔

١٤٨١ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ إِنَّا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَتَكَلَّمَ جَلَدْتُمُوهُ أَوْ قَتَلَ قَتَلْتُمُوهُ وَإِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلَى غَيْظٍ وَاللَّهِ لَأَسْأَلَنَّ عَنْهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَهُ

۱۴۸۱ ..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم شب جمعہ میں ایک مرتبہ مسجد میں تھا کہ اس اثناء میں ایک انصاری شخص آیا اور کہا کہ اگر آدمی اپنی بیوی کے ہمراہ کسی مرد کو (مبتلا) دیکھے (تو کیا کرے؟)۔
اگر وہ یہ بات منہ سے نکالے تو (شرعی گواہ نہ ہونے کی بناء پر حد قذف کی وجہ سے) تم اسے کوڑے لگاؤ گے اور اگر وہ اسے قتل کر دے تو (تم قاتل شوہر کو) قصاصاً قتل کر دو گے اور اگر وہ خاموش رہے تو غیظ و غضب (کی آگ میں جلتا رہے اور) چپ رہے۔ اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں ضرور سوال کروں گا۔

فَقَالَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَتَكَلَّمَ جَلَدْتُمُوهُ أَوْ قَتَلَ قَتَلْتُمُوهُ أَوْ سَكَتَ سَكَتَ عَلَى غَيْظٍ فَقَالَ اللَّهُمَّ افْتَحْ وَجَعَلَ يَدْعُو فَنَزَلَتْ آيَةُ اللِّعَانِ "وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ" هَذِهِ الآيَاتُ فَابْتُلِيَ بِهِ ذَلِكَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْنِ النَّاسِ فَجَاءَ هُوَ وَامْرَأَتُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَلَاعَنَا فَشَهِدَ الرَّجُلُ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ثُمَّ لَعَنَ الْخَامِسَةَ أَنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ فَذَهَبَتْ لِتَلْعَنَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَهْ فَأَبَتْ فَلَعَنَتْ فَلَمَّا أَدْبَرَا قَالَ لَعَلَّهَا أَنْ تَجِيءَ بِهِ أَسْوَدَ جَعْدًا فَجَاءَتْ بِهِ أَسْوَدَ جَعْدًا

اگلے روز وہ انصاری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو (جتا) دیکھے اب وہ منہ سے یہ بات نکالتا ہے تو (شرعی گواہ نہ ہونے کی وجہ سے) آپ لوگ اسے ہی کوڑے لگائیں گے، اور اگر اسے قتل کر دیتا ہے تو آپ اس کو بھی (قصاصا) قتل کر دیں گے اور اگر خاموش رہتا ہے تو غیظ و غضب میں خاموش رہتا ہے۔

(یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے دعا شروع کر دی اور فرمایا کہ: اے اللہ! اس معاملہ کو کھول دے۔ چنانچہ آیت لعان نازل ہو گئی۔

"اور وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں اور ان کے پاس گواہ نہیں ہیں سوائے ان کے اپنے آپ کے..... الخ"۔

بعد ازاں اس آدمی کا لوگوں کے سامنے امتحان لیا گیا (قسم لی گئیں) وہ آدمی اپنی بیوی کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ دونوں نے لعان کیا اولاً مرد نے چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دی کہ وہ (اپنے الزام میں) سچا ہے پھر پانچویں بار کہا کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

پھر اس کی بیوی لعان کیلئے گئی تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ٹھہر جا (اور اگر تیرا خاوند سچا ہے تو جرم کا اقرار کر لے) اس نے انکار کیا۔ پھر اس نے لعان کیا۔

جب واپس مڑے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ممکن ہے یہ عورت سیاہ، گھنگریالے بالوں والا لڑکا پیدا کرے، چنانچہ (ایسا ہی ہوا) اور سیاہ، گھنگریالے بالوں والا بچہ اس کے یہاں پیدا ہوا۔

۱۴۸۲...... وحَدَّثَنَاه إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح قَالَ و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ جَمِيعًا عَنِ الأَعْمَشِ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۱۴۸۲ حضرت اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی کا مضمون منقول ہے۔

۱۴۸۳...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَأَنَا أُرَى أَنَّ عِنْدَهُ مِنْهُ عِلْمًا فَقَالَ إِنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ بِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَاءَ

۱۴۸۳...... محمدؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ سوچ کر کہ انہیں اس بارے میں علم ہے پوچھا کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء سے جو براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (ماں شریک) بھائی تھے پر بدکاری کا

وكان أخا البراء بن مالك لأمه وكان أول رجل لاعن في الإسلام قال فلاعنها فقال رسول الله ﷺ أبصروها فإن جاءت به أبيض سبطا قضيء العينين فهو لهلال بن أمية وإن جاءت به أكحل جعدا حمش الساقين فهو لشريك ابن سحماء قال فأنبئت أنها جاءت به أكحل جعدا حمش الساقين

الزام لگایا۔ اور ہلال بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے شخص تھے اسلام میں جنہوں نے لعان کیا، رسول اللہ ﷺ نے انکی بیوی سے بھی لعان کروایا۔ بعد ازاں فرمایا کہ اس کو دیکھتے رہو اگر یہ سیدھے بال سرخ آنکھوں والا بچہ پیدا کرے تو وہ بچہ ہلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی ہے اور اگر یہ سرمگیں آنکھوں گھونگھریالے بال اور پتلی پتلی پنڈلیوں والا بچہ پیدا کرے تو وہ شریک بن سحماء کا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بتلایا گیا کہ اس عورت نے سرمگیں آنکھوں، گھنگریالے بال اور پتلی پنڈلیوں والا بچہ ہی پیدا کیا۔

۱۴۸۴ - وحدثنا محمد بن رمح بن المهاجر وعيسى بن حماد المصريان واللفظ لابن رمح قالا أخبرنا الليث عن يحيى بن سعيد عن عبد الرحمن بن القاسم عن القاسم بن محمد عن ابن عباس أنه قال ذكر التلاعن عند رسول الله ﷺ فقال عاصم بن عدي في ذلك قولا ثم انصرف فأتاه رجل من قومه يشكو إليه أنه وجد مع أهله رجلا فقال عاصم ما ابتليت بهذا إلا لقولي فذهب به إلى رسول الله ﷺ فأخبره بالذي وجد عليه امرأته وكان ذلك الرجل مصفرا قليل اللحم سبط الشعر وكان الذي ادعى عليه أنه وجد عند أهله خدلا آدم كثير اللحم فقال رسول الله ﷺ اللهم بين فوضعت شبيها بالرجل الذي ذكر زوجها أنه وجده عندها فلاعن رسول الله ﷺ بينهما

فقال رجل لابن عباس في المجلس أهي التي قال رسول الله ﷺ لو رجمت أحدا بغير بينة رجمت هذه فقال ابن عباس لا تلك امرأة كانت تظهر في الإسلام السوء

۱۴۸۴ - حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ:

رسول اللہ ﷺ کے سامنے لعان کا ذکر کیا گیا تو عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عدی نے اس بارے میں کچھ کہا پھر منہ پھیر کر واپس ہوئے تو ایک آدمی ان کے پاس آیا انہی کی قوم کا اور ان سے شکایت کرنے لگا کہ اس نے اپنی بیوی کے ہمراہ ایک دوسرے مرد کو دیکھا ہے۔

حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا کہ: میں اس مصیبت میں اپنی بات ہی کی وجہ سے مبتلا ہوا (مقصد یہ ہے کہ آنے والے شخص عویمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور ان کی بیوی عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھتیجی تھیں تو اس پر کہنے لگے کہ یہ مصیبت کہ میرے خاندان کی عزت و ناموس کا جنازہ نکلا میرے اس قول کی وجہ سے آئی ہے جو میں نے لعان کے بارے میں کہی تھی)۔

پھر عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے اور اس نے آپ ﷺ کو بتلایا کہ اپنی بیوی کو کس حال میں پایا۔ وہ شخص زردی مائل لاغر کم گوشت والا سیدھے بالوں والا تھا جب کہ وہ آدمی جس کے بارے میں اس نے دعویٰ کیا تھا کہ اسے میں نے اپنی بیوی کے ہمراہ مبتلا دیکھا وہ بھاری جسم والا گندمی رنگت والا پر گوشت آدمی تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! معاملہ کو واضح فرمایئے۔ کچھ عرصہ بعد اس عورت نے جو بچہ پیدا کیا وہ اسی شخص کے مشابہہ تھا جس کا ذکر آدمی نے کیا تھا کہ اسے اپنی بیوی کے ساتھ مبتلا پایا۔ غرض پھر رسول اللہ ﷺ

نے دونوں کے درمیان لعان کروایا۔

ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا یہ وہی عورت تھی جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ: اگر میں کسی کو بغیر گواہ کے رجم (سنگسار) کروں تو اسی کو کروں گا؟ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نہیں وہ کوئی اور عورت تھی جو اہلِ اسلام میں بُری (فاحشہ) مشہور تھی۔

۱۴۸۵ـــ وحدثنيه أحمد بن يوسف الأزدي حدثنا إسمعيل بن أبي أويس حدثني سليمان يعني ابن بلال عن يحيى حدثني عبد الرحمن بن القاسم عن القاسم بن محمد عن ابن عباس أنه قال ذكر المتلاعنان عند رسول الله ﷺ بمثل حديث الليث وزاد فيه بعد قوله كثير اللحم قال جعدا قططا

۱۴۸۵..... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مذکورہ بالا روایت (کہ آپ ﷺ کے پاس دو لعان کرنے والوں کا ذکر کیا گیا) ہی منقول ہے لیکن اس روایت میں اتنا زائد ہے کہ (وہ اجنبی آدمی) بہت گوشت والا یعنی موٹا اور سخت گھنگریالے بالوں والا تھا۔

۱۴۸۶ـــ وحدثنا عمرو الناقد وابن أبي عمر واللفظ لعمرو قالا حدثنا سفيان بن عيينة عن أبي الزناد عن القاسم بن محمد قال قال عبد الله بن شداد وذكر المتلاعنان عند ابن عباس فقال ابن شداد أهما اللذان قال النبي ﷺ لو كنت راجما أحدا بغير بينة لرجمتها فقال ابن عباس لا تلك امرأة أعلنت قال ابن أبي عمر في روايته عن القاسم بن محمد قال سمعت ابن عباس

۱۴۸۶..... حضرت قاسم بن محمدؒ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن شدادؒ نے فرمایا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے لعان کرنے والوں کا تذکرہ ہوا تو ابن شدادؒ نے کہا:

کیا یہ دونوں وہی تھے جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ: اگر میں کسی کو بغیر بینہ (گواہ) کے سنگسار کروں گا تو انہی دونوں کو کروں گا؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا:

نہیں وہ دوسری عورت تھی جو علانیہ زناکاری کیا کرتی تھی۔

۱۴۸۷ـــ حدثنا قتيبة بن سعيد قال حدثنا عبد العزيز يعني الدراوردي عن سهيل عن أبيه عن أبي هريرة أن سعد بن عبادة الأنصاري قال يا رسول الله أرأيت الرجل يجد مع امرأته رجلا أيقتله قال رسول الله ﷺ لا قال سعد بلى والذي أكرمك بالحق فقال رسول الله ﷺ اسمعوا إلى ما يقول سيدكم

۱۴۸۷..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آدمی اگر اپنی بیوی کے ہمراہ کسی مرد کو جتنا دیکھے تو کیا اسے قتل کردے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اس ذات کی قسم جس نے حق سے آپ ﷺ کو عزت دی کیوں نہیں (قتل کرے؟) (یعنی تعجب کا اظہار کیا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: سنو تمہارے سردار کیا کہتے ہیں؟ (حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ اپنے قبیلہ کے سردار تھے، یعنی خزرج کے۔ آپ ﷺ نے جو یہ بات فرمائی

وہ باین معنی کہ انسان کو اللہ کے حکم کے سامنے غیرت اور غصہ پر عمل نہیں کرنا چاہیے)۔

١٤٨٨ ...... وحدثني زهير بن حرب قال حدثني إسحق بن عيسى قال حدثنا مالك عن سهيل عن أبيه عن أبي هريرة أن سعد بن عبادة قال يا رسول الله إن وجدت مع امرأتي رجلا أؤمهله حتى آتي بأربعة شهداء قال نعم

۱۴۸۸ ...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:
"یارسول اللہ! اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی آدمی کو مبتلا دیکھوں تو کیا اسے چھوڑ دوں یہاں تک کہ چار گواہ لے کر آؤں؟ فرمایا کہ ہاں"!

١٤٨٩ ...... حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة قال حدثنا خالد بن مخلد عن سليمان بن بلال قال حدثني سهيل عن أبيه
عن أبي هريرة قال قال سعد بن عبادة يا رسول الله لو وجدت مع أهلي رجلا لم أمسه حتى آتي بأربعة شهداء قال رسول الله ﷺ نعم قال كلا والذي بعثك بالحق إن كنت لأعاجله بالسيف قبل ذلك - قال رسول الله ﷺ اسمعوا إلى ما يقول سيدكم إنه لغيور وأنا أغير منه والله أغير مني

۱۴۸۹ ...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: یارسول اللہ! اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو مبتلا دیکھوں تو جب تک چار گواہ نہ لے آؤں اسے ہاتھ بھی نہ لگاؤں؟
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! انہوں نے کہا کہ ہرگز نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں تو جلد بازی سے کام لیتے ہوئے تلوار سے اس کے قبل ہی اس کا کام تمام کر دوں گا۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوسنو، تمہارے سردار کیا کہہ رہے ہیں، یہ بہت غیرت مند ہیں جب کہ میں ان سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت رکھتے ہیں۔
(لہذا غیرت کا مطلب یہ نہیں کہ آدمی قتل کر کے ایک گناہ اپنے ذمہ لے لے۔ بلکہ شدید غیرت کے مواقع میں بھی اللہ تعالیٰ کے احکام کا پابند رہے)۔

١٤٩٠ ...... حدثني عبيد الله بن عمر القواريري وأبو كامل فضيل بن حسين الجحدري واللفظ لأبي كامل قالا حدثنا أبو عوانة عن عبد الملك بن عمير عن وراد كاتب المغيرة عن المغيرة بن شعبة
قال قال سعد بن عبادة لو رأيت رجلا مع امرأتي لضربته بالسيف غير مصفح عنه فبلغ ذلك رسول الله ﷺ فقال أتعجبون من غيرة سعد فوالله لأنا أغير

۱۴۹۰ ...... حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو دیکھوں تو اسے تلوار سے مار ڈالوں ہرگز نہ چھوڑوں گا۔
نبی کریم ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: کیا تم کو سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیرت پر تعجب ہے؟ اللہ کی قسم! میں اس سے زیادہ صاحب غیرت ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت والے ہیں۔ اسی غیرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمام فواحش خواہ ظاہری ہوں یا باطنی سب کو حرام قرار دے دیا۔ کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت والا نہیں ہے۔ اور اللہ

بِهٖ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّي مِنْ اَجْلِ غَيْرَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا شَخْصَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ وَلَا شَخْصَ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ بَعَثَ اللّٰهُ الْمُرْسَلِيْنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَلَا شَخْصَ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ وَعَدَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ

تعالیٰ کو عذر کرنے والے شخص سے زیادہ کوئی محبوب نہیں ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور کوئی شخص اللہ کو اللہ کی تعریف کرنے والے سے زیادہ پسند نہیں۔ اسی وجہ سے اللہ نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔

۱۴۹۱ــــ وحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ ابْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ غَيْرَ مُصْفِحٍ وَلَمْ يَقُلْ عَنْهُ

۱۴۹۱۔۔۔ حضرت عبدالملک بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ سابقہ روایت ہی کا مضمون منقول ہے۔

۱۴۹۲ــــ وحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ فَزَارَةَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اِنَّ امْرَاَتِيْ وَلَدَتْ غُلَامًا اَسْوَدَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا اَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيْهَا مِنْ اَوْرَقَ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لَوُرْقًا قَالَ فَاَنّٰى اَتَاهَا ذٰلِكَ قَالَ عَسٰى اَنْ يَكُوْنَ نَزَعَهُ عِرْقٌ قَالَ وَهٰذَا عَسٰى اَنْ يَكُوْنَ نَزَعَهُ عِرْقٌ

۱۴۹۲۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بنو فزارہ کا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ: میری بیوی نے ایک سیاہ فام لڑکے کو جنم دیا ہے۔ نبی ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا ہاں! آپ ﷺ نے پوچھا کہ ان کے رنگ کون سے ہیں؟ کہنے لگا کہ سرخ اونٹ ہیں۔ فرمایا کہ کیا کوئی خاکی رنگ کے بھی ہیں؟ اس نے کہا کہ ایسے بھی ہیں۔ فرمایا کہ پھر وہ کہاں سے آگئے؟ اس نے کہا کہ ممکن ہے کہ کسی کی کوئی رگ کھینچ لی ہو۔ فرمایا کہ یہاں بھی ممکن ہے کہ کوئی رگ کھینچ لی ہو۔[1]

۱۴۹۳ــــ وحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنِي ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ اَخْبَرَنَا

۱۴۹۳۔۔۔ حضرت زہریؒ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث معمولی فرق کے ساتھ منقول ہے۔ اس روایت میں ہے کہ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری بیوی نے ایک سیاہ رنگ کا لڑکا جنا ہے وہ آدمی اس وقت اپنے نسب کی نفی کر رہا تھا۔ اور اس روایت کے آخر میں ہے کہ رسول اللہ

---

[1] اس حدیث سے کئی اہم باتیں معلوم ہوئیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ پہلی بات تو یہ کہ شوہر کے لئے اولاد کی نفی محض گمان اور تخمین کی بنا پر کرنا جائز نہیں۔ شکل وصورت اور رنگ وغیرہ کی بنیاد پر اولاد کی نفی کرنا جائز نہیں ہے۔

۲۔ شبہ شرعی حجت نہیں ہے نہ ہی نسب میں قیافہ شناسی معتبر ہے۔

۳۔ اس حدیث سے قیاس کی صحت اور نظیر کے ہونے پر بھی استدلال کیا جا سکتا ہے کہ نبی ﷺ نے اونٹ کے اندر اختلاف الوان (رنگ) کو آدمیوں میں بھی رنگوں کے اختلاف پر قیاس فرمایا۔

ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ جَمِيعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ وَلَدَتِ امْرَأَتِي غُلَامًا أَسْوَدَ وَهُوَ حِينَئِذٍ يُعَرِّضُ بِأَنْ يَنْفِيَهُ وَزَادَ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِي الْانْتِفَاءِ مِنْهُ

ﷺ نے اس کو نسب کے نفی کرنے کی اجازت عطا نہیں فرمائی۔

۱۴۹۴.....وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لِحَرْمَلَةَ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ وَإِنِّي أَنْكَرْتُهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا أَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ فَهَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَنَّى هُوَ قَالَ لَعَلَّهُ يَا رَسُولَ اللهِ يَكُونُ نَزَعَهُ عِرْقٌ لَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ وَهَذَا لَعَلَّهُ يَكُونُ نَزَعَهُ عِرْقٌ لَهُ

۱۴۹۴..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! میری بیوی نے ایک سیاہ فام بچہ کو جنم دیا ہے جب کہ میں اس کا منکر ہوں (کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے)۔

نبی ﷺ نے اس سے فرمایا کہ: کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا کہ اس کے رنگ کیا ہیں؟ کہنے لگا کہ سرخ ہیں۔ فرمایا کہ اونٹوں میں کوئی خاکی رنگ کے بھی ہیں؟ اس نے کہا کہ ہاں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ کہاں سے آگئے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! شاید کوئی رگ کھینچ لی ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہاں بھی یہ ممکن ہے کہ اس بچہ نے کوئی رگ کھینچ لی ہو۔

۱۴۹۵.....وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُجَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنَا أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ

۱۴۹۵..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث ہی کی مثل روایت بیان فرماتے ہیں۔

تم كتاب اللعان ويليه كتاب العتق

كتاب العتق

کتاب العتق❶

غلام آزاد کرنے کے مسائل کا بیان

کتاب العتق

❶ عتق، عتاق سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں آزاد ہونا۔ ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ ہر چیز جب اپنی منتہیٰ کو پہنچ جائے تو اسے عتاق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور عتاق میں بھی غلام آزادی کے بعد اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے اس لئے عتاق بھی بمعنی آزادی استعمال ہوتا ہے۔

اسلام اور مسئلہ غلامی

مسئلہ غلامی ان بعض مسائل اور ایشوز میں سے ہے جن پر اہل مغرب خصوصاً مستشرقین کی طرف سے بہت زیادہ اعتراضات کیے گئے ہیں اور ان کے اعتراضات سے مرعوب ہو کر بعض مسلم محققین اور دانشوروں نے اس معاملہ پر معذرت خواہانہ رویہ اختیار کیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسئلہ غلامی ابتدائے اسلام میں تھا اب باقی نہیں رہا اور یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے۔ اس مسئلہ پر ہندوستان میں مشہور مصنف چراغ علی نے جو سر سید احمد خان کے ساتھیوں میں سے تھے ایک کتاب لکھی اور اس میں غلامی کے مسئلہ پر انتہائی عذر خواہانہ انداز اختیار کیا گیا ہے۔

بہر کیف اسلام میں غلامی اور غلام و باندی کا پایا جانا دامنِ اسلام پر کوئی داغ نہیں بلکہ اقتضائے مصلحت جنگی ہے جس کی تفصیل آگے عرض کی جائے گی۔ اسلام نے رق (غلامی) کو مباح کیا اس شرط کے ساتھ کہ کفار کے مقابلہ میں جہادِ شرعی کے نتیجہ میں حاصل ہوئے ہوں۔ قدیم زمانوں میں اسلام سے قبل ہر قوم میں غلام بنانے کا سلسلہ جاری تھا اہلِ روم کے یہاں جو شخص بھی مذہبی جرائم میں اور گناہوں میں پڑ جاتا ہے اسے غلام بنالیا جاتا تھا اسی طرح باندیوں کی اولاد کو بھی غلام بنالیا جاتا تھا۔ جنگی قیدیوں کو غلام بنانا تو عام ہی تھا ایسی صورتحال میں جب کہ معمولی باتوں پر آزاد انسانوں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا تھا اسلام نے یہ آواز لگائی کہ غلام صرف اسی شخص کو بنایا جاسکتا ہے جو مسلمانوں کے مقابلہ میں آئے اور مسلمان جہادِ شرعی (جس کی متعدد شرائط ہیں) کے نتیجہ میں اسے قید کرلیں تو اسے غلام بنایا جاسکتا ہے۔ اور یہ بھی عین جنگی مصلحت ہے کیونکہ جنگوں میں فریقین ایک دوسرے کے افراد گرفتار کرتے ہیں۔ اگر مسلمان ان کے قیدیوں کو غلام نہ بنائیں تو بعض اوقات سامنے والا دشمن اتنا ضدی اور ہٹ دھرم ہوتا ہے کہ اس سے کسی بنیاد پر صلح یا جنگ بندی نہیں کی جاسکتی۔ تبادلِ قیدیوں کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ ان کے قیدیوں کو غلام بنایا جائے۔ پھر یہ بھی کس قدر اہم بات ہے کہ اس نے غلام کے حقوق کتنے زبردست متعین فرمائے۔ سب سے پہلے تو خلیفۃ المسلمین کو جنگی قیدیوں کے بارے میں چار طرح کے اختیار عطا کئے یہ ضروری نہیں کہ انہیں غلام ہی بنایا جائے بلکہ اسے یہ اختیار ہے کہ:

۱۔ چاہے تو انہیں قتل کردے ۲۔ چاہے تو غلام بنالے ۳۔ چاہے تو فدیہ لے کر آزاد کردے اور ۴۔ چاہے تو ان پر احسان کرتے ہوئے کچھ لئے بغیر آزاد کردے۔

غرض رقیت (غلام بنانا) کوئی لازم اور واجب امر نہیں ہے بلکہ صرف مباح ہے اور غلام بنانا جنگی مصالح کے اعتبار سے بالکل مناسب ہے۔ اس لئے کہ بعض جنگی حالات میں اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر تمام قیدیوں کو قتل کردیا جائے تو یہ افرادی قوت کا ضیاع ہے۔ اسی طرح تمام قیدیوں کو رہا کردینا بھی اپنے دشمن کو تقویت بہم فراہم کرنا ہے۔ اسی طرح زندگی بھر قید کر کے ڈالنا ان انسانوں کی صلاحیت و قویٰ کو ضائع کرنا اور بلا ضرورت ان پر اپنا قیمتی مال ضائع کرنا بھی کسی طرح مناسب نہیں ہے نہ ہی معاشرہ اور قوم کو اس سے کوئی فائدہ ہے۔ جب کہ اس کے برعکس غلام بنانے میں اگر اس کی شرعی حدود و شرائط کے ساتھ بنایا جائے تو اس میں متعدد فوائد ہیں۔ سب سے پہلے تو نسل و نوعِ انسانی کی بقا اور تحفظ ہے ان کی اسلامی تربیت کا فائدہ الگ ہے اسی طرح اتنی بڑی افرادی قوت کی صلاحیتوں اور قویٰ کو معاشرہ (جاری ہے)

(گذشتہ سے پیوستہ) اور سوسائٹی کی فلاح اور بہتر کاموں میں استعمال سے معاشرہ کا بھی فائدہ اور ان غلاموں کا بھی فائدہ ہے۔ یہی وہ وجوہات ہیں جن کی بناء پر اسلام نے امام المسلمین کو چار طرح کے اختیارات جنگی قیدیوں کے بارے میں عطا فرمائے ہیں۔

پھر ایک طرف تو یہ معاملہ ہے دوسری طرف اسلام نے غلاموں کیلئے وہ حقوق اور رعایتیں رکھیں جن کی کوئی نظیر کسی دوسری قوم، دین و مذہب میں نہیں مل سکتی۔ قرآن و حدیث میں جگہ جگہ ما ملکت ایمانکم (غلاموں اور باندیوں) کے حقوق واضح اور دوٹوک الفاظ میں بتلائے ہیں۔ انہیں بھی برابری کے حقوق عطا کئے۔ یہ موقع نہیں کہ ان تمام حقوق و رعایات کی تفصیل یہاں ذکر کی جائے ہر وہ شخص جسے ذرا بھی قرآن و حدیث کا علم حاصل ہے وہ جانتا ہے کہ احادیث طیبہ میں کتنی تاکید غلاموں کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں کی گئی ہے حتیٰ کہ نبی ﷺ نے حیات طیبہ کے آخری جاں گسل لمحات میں جو آخری وصیت فرمائی وہ بھی یہ تھی کہ: الصّلوة وماملكت ايمانكم. نماز اور اپنے غلاموں باندیوں کا خیال کرنا۔ (ابن ماجہ وابوداؤد)

اور یہ بھی ایک مسلّمہ تاریخی حقیقت ہے کہ یہ احکام صرف کاغذ کے اوراق پر ہی نہیں رہے بلکہ اہل اسلام نے ہر دور اور ہر زمانہ میں ان پر عمل کی روشن مثالیں قائم کیں۔ تاریخ اسلام میں کتنی ہی ایسی بلند پایہ مایہ ناز و افتخار شخصیات ہیں جو اصلاً غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھیں لیکن وہ قیادت و سیادت کے اعلیٰ مناصب تک پہنچیں، کتنے ہی غلام تھے جو آزاد لوگوں کے لئے رجوع بنے علم و عمل کے اندر، بلال حبشیؓ، صہیب رومیؓ، سلمان فارسیؓ سے لے کر بعد کے ادوار تک تاریخ اسلام ایسی روشن مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ بڑے بڑے محدثین مثلاً عطاء بن ابی رباح، طاؤس بن کیسان، مکحول، ضحاک بن مزاحم یہ سب غلام تھے لیکن دیار علم و فقہ و حدیث کے رئیس و سردار تھے۔

اس کے ساتھ ساتھ اسلام نے غلاموں کو آزاد کرنے کی زبردست ترغیب دی، ہر گناہ کے کفارہ میں "عتق رقبہ" (غلام آزاد) کرنے کے حکم سے قرآن و حدیث بھرے پڑے ہیں۔ آزاد کرنے کے فضائل بیان کئے۔ صحابہؓ بھی کثرت سے غلام آزاد کرتے تھے صرف آٹھ صحابہؓ نے ۳۹۳۲۲ (انتالیس ہزار تین سو بائیس) غلام آزاد کئے۔ غرضیکہ اسلام کے اندر تو غلامی کوئی باعث کلفت چیز نہیں نہایت ہی راحت کی چیز ہے حتیٰ کہ خود متعدد مغربی مصنفین نے کھلے الفاظ میں اس کا اعتراف کیا۔ ایک فرانسیسی مصنف نے موسیو آبو کہتا ہے کہ: بلاد اسلام میں غلام ہونا کوئی عیب نہیں ہے"۔ مشہور یورپین مصنف "گوستاف لی بون" اپنی کتاب: تمدن العرب" میں حق اور یقینی بات یہ ہے کہ اہل اسلام کے نزدیک غلاموں کے جو حقوق ہیں وہ بالکل متضاد اور مخالف ہیں ان رذیوں کے جو عیسائیوں کے یہاں غلاموں سے برتا جاتا ہے"۔ (بحوالہ اردو ترجمہ سید علی بلگرامی مطبوعہ حیدرآباد دکن)۔

بہرکیف مذکورہ بالا تفصیل اور تشریح سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ رقیت یعنی مسئلہ غلامی اسلام کی دامن عظمت پر کوئی عیب نہیں بلکہ اسلام کی پیشانی کا جھومر ہے۔ اور شریعت اسلامیہ کی طرف سے زمانہ بھر کے مظلوم و مقہور غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے اور ظلم کی چکی میں پستے ہوئے لاکھوں انسانوں کے لئے حقوق انسانی کا ایک بہترین منشور اور آئین ہے کہ اسلام کے اندر آقا و غلام کے درمیان کوئی نسلی، لسانی، وطنی، علاقائی، طبقہ داری امتیاز کی فصیل نہیں کھڑی کی جا سکتی۔

نبی مکرم ﷺ نے قدم قدم پر وہ تعلیمات ارشاد فرمائیں جن سے آقاؤں کے اس ذہن اور سوچ کی نفی ہو کہ غلام ہمارے مملوک ہیں ان سے ہر طرح کا انسانی و غیر انسانی سلوک روا رکھا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:

اخوانكم خولكم جعلهم الله تحت ايديكم، فمن كان اخوه تحت يده فليطعمه مما ياكل وليلبسه مما يلبس ولا تكلفوهم ما يغلبهم، فان كلفتموهم فاعينوهم. (رواه البخاري، كتاب الايمان)

"تمہارے بھائی ہیں وہ لوگ جو تمہارے مملوک ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے ماتحت کر دیا ہے، پس جس کا مملوک بھائی اس کا ماتحت ہو تو جو خود کھائے وہی اسے کھلائے، جو خود پہنے اسے بھی پہنائے، اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ مت لادو، اور جب انہیں کسی کام کا مکلف کرو تو (اس کام پر) ان کی اعانت بھی کیا کرو"۔

کیا کوئی دین و مذہب اور قوم ایسی مثال پیش کر سکتی ہے؟ یہ درحقیقت شریعت حقہ کا ہی اعزاز ہے کہ اس نے انسانیت کے سب سے ادنیٰ ترین طبقہ کو بھی وہ اعزاز عطا فرمایا کہ اشراف اس پر رشک کریں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ نبی ﷺ کی غلامی کو ہزار آزادی پر ... (جاری ہے)

۱۴۹۶ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قُلْتُ لِمَالِكٍ حَدَّثَكَ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ فَكَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ الْعَدْلِ فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ

۱۴۹۶ــــ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جس نے کسی مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا اور اس کے پاس اتنا مال ہے کہ جو غلام کی کل قیمت کے برابر ہو تو اس کی قیمت عدل لگائی جائے گی اور باقی شرکاء کو ان کے حصوں کے مطابق قیمت دی جائے گی اور غلام پورا آزاد ہو جائے گا۔ اور اگر اس کے پاس اتنا مال نہ ہو تو اتنا ہی حصہ آزاد ہو گا جتنا اس نے آزاد کیا تھا"۔

۱۴۹۷ــــ وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ جَمِيعًا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح قَالَ وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ ح قَالَ وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ح قَالَ وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ح قَالَ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ ح قَالَ وحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي إِسْمَعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ ح قَالَ وحَدَّثَنَا هَارُونُ ابْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ ح قَالَ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ

۱۴۹۷ــــ ان مختلف اسناد سے بھی سابقہ روایت (جس نے کسی مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کیا اور اس کے پاس اتنا مال ہے کہ غلام کی قیمت کے برابر ہو تو اس کی قیمت عدل لگائی جائے گی اور باقی شرکاء کو ان کے حصوں کے مطابق قیمت دی جائے گی اور غلام پورا آزاد ہو جائے گا اور اگر اس کے پاس اتنا مال نہ ہو تو اتنا ہی حصہ آزاد ہو گا جتنا اس نے آزاد کیا ہے) منقول ہے۔

(گذشتہ سے پیوستہ)
اور وطن سے دوری اور ماں باپ سے جدائی کو ہر چیز پر ترجیح دیتے تھے۔

جب عشق سکھاتا ہے انداز خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی

اور یہ مسئلہ شریعت میں نہ منسوخ ہے نہ متروک۔ آج بھی جب کہیں شرعی ضابطہ اور شرائط کے مطابق امام المسلمین کی قیادت میں جہاد ہوگا تو رقیت کے تمام احکامات لاگو ہوں گے۔ وہ لوگ سخت غلطی پر ہیں جو اس مسئلہ کے بارے میں نسخ کے دعوے کرتے ہیں۔

ضروری تنبیہ یہاں یہ بات واضح رہے کہ فی زمانہ اقوام عالم کے درمیان ایک معاہدہ ہو چکا ہے اقوام متحدہ کے رکن ہونے کی بناء پر کہ کوئی ملک دوسرے ملک کے جنگی قیدیوں کو غلام نہیں بنائے گا اب اکثر اسلامی ممالک اقوام متحدہ کے رکن ہونے کی بناء پر اس معاہدہ کے پابند ہیں۔ لہٰذا فی زمانہ کسی اسلامی ملک کے لئے جائز نہیں ہے کہ دوسرے ملک کے جنگی قیدیوں کو غلام بنائے جب تک یہ معاہدہ باقی ہے اس کی پاسداری ضروری ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (مستفاد از تکملہ فتح الملہم ۱/۲۶۵)

أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

۱۴۹۸ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي الْمَمْلُوكِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَيُعْتِقُ أَحَدُهُمَا قَالَ يَضْمَنُ

۱۴۹۸ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دو آدمیوں کے درمیان مشترک غلام کے بارے میں فرمایا کہ اگر دونوں میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کردے تو دوسرا شریک دوسرے حصہ کا ضامن ہوگا۔ (اگر مالدار ہو)۔

۱۴۹۹ ... وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ ابْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ فِي عَبْدٍ فَخَلَاصُهُ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ اسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ

۱۴۹۹ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
"جس شخص نے اپنے حصہ کا غلام آزاد کیا تو اس کی خلاصی اس کے مال میں ہوگی اگر وہ صاحب مال ہے اور اگر وہ صاحب مال نہیں تو غلام سے مشقت و محنت کرائی جائے گی بغیر جبر کے"۔

۱۵۰۰ وحَدَّثَنَاه عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ قُوِّمَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ قِيمَةَ عَدْلٍ ثُمَّ يُسْتَسْعَى فِي نَصِيبِ الَّذِي لَمْ يُعْتِقْ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ

۱۵۰۰ ... حضرت سعید بن ابی عروبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مندرجہ بالا حدیث ہی منقول ہے۔ اس اضافہ کے ساتھ کہ فرمایا: اگر اس (آزاد کرنے والے کے پاس) مال نہ ہو تو غلام کی مناسب قیمت لگائی جائے گی پھر اس غلام سے "سعایہ" کرایا جائے گا اس کے غیر آزاد شدہ حصہ کے بارے میں بغیر جبر کے"۔ [1]

---

[1] کتاب العتق سے متعلق بعض اصطلاحات کی تشریح

سعایہ: اگر کوئی شخص کسی مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کردے اور دوسرا شریک اپنا حصہ آزاد نہ کرے تو غلام سے کہا جائے گا کہ محنت کرو اور بقیہ حصہ کو آزاد کرانے کے لئے اس حصہ کی قیمت کے مطابق رقم محنت کرکے کمائے اور دوسرے مالک کو ادا کردے۔ اس محنت کرکے کمانے کو سعایہ کہا جاتا ہے۔

ولاء: جو غلام آزاد ہو جائے اور پھر مر جائے اور اس کا کوئی قریبی عزیز (وارث) نہ ہو تو آزاد کرنے والا اس کا وارث ہوتا ہے۔ اس وراثت کے حق کو ولاء کہا جاتا ہے۔

بدل کتابت: غلام کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک مکاتب ہوتا ہے یعنی وہ غلام جسے مالک یہ کہہ دے کہ اگر تم اتنا مال کما کر مجھے دو تو میں تمہیں آزاد کردوں گا تو جو مال اپنی آزادی کے لئے وہ کماتا اور مالک کو ادا کرتا ہے اسے بدل کتابت کہا جاتا ہے۔

مشترک غلام کے بارے میں امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر آزاد کرنے والا مالدار ہے اور اس نے اپنا حصہ آزاد کردیا تو دوسرے شریک کو تین باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے: ایک یہ کہ وہ اپنے شریک سے اپنے حصہ کے ضمان کا مطالبہ کردے۔ اس صورت میں آزاد کرنے والا ہی ولاء کا مستحق ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اپنا حصہ بھی آزاد کردے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ غلام سے سعایہ کرائے۔ ان آخری دو صورتوں میں ولاء دونوں شرکاء کے درمیان نصف ہوگی۔ واللہ اعلم

۱۵۰۱ ...... حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ وَذَكَرَ فِي الْحَدِيثِ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ عَدْلٍ

۱۵۰۱ ...... حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی حضرت ابن ابی عروبہ ہی کی طرح حدیث منقول ہے اگرچہ الفاظ کی تبدیلی ہے لیکن معنی و مفہوم ایک ہی ہے۔

باب-۲۰۹ باب بيان إنما الولاء لمن أعتق

وَلا کا مستحق آزاد کرنے والا ہوگا

۱۵۰۲ ...... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تُعْتِقُهَا فَقَالَ أَهْلُهَا نَبِيعُكِهَا عَلَى أَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَا يَمْنَعُكِ ذَلِكِ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ

۱۵۰۲ ...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ارادہ کیا کہ ایک باندی کو خرید کر آزاد کردیں، اس کے مالکان نے کہا کہ ہم اسے اس شرط پر فروخت کریں گے کہ اس کی "ولاء" ہماری ہوگی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو فرمایا کہ: تمہیں ان کی بات اپنے کام سے روکے نہیں۔ "ولاء کا مستحق وہی ہے جس نے آزاد کیا ہے"

۱۵۰۳ ...... وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ عَائِشَةَ تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكِ فَإِنْ أَحَبُّوا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ

فَذَكَرَتْ ذَلِكَ بَرِيرَةُ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا وَقَالُوا إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُونَ لَنَا وَلَاؤُكِ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ

فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ابْتَاعِي فَأَعْتِقِي فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ مَا بَالُ أُنَاسٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنْ شَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ شَرْطُ اللهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ

۱۵۰۳ ...... حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں بتلایا کہ حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُن کے پاس بدل کتابت کی ادائیگی کے سلسلے میں آئیں۔ اس وقت تک انہوں نے اپنے بدل کتابت میں سے کچھ بھی ادا نہ کیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے فرمایا کہ جاؤ اپنے مالکان کے پاس جاؤ (اور ان سے پوچھو کہ) اگر وہ یہ پسند کریں کہ تمہارا تمام بدل کتابت میں ادا کردوں اور تمہاری ولاء بھی میری ہو تو میں ایسا کرسکتی ہوں۔ حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے مالکان سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے اس سے انکار کردیا اور کہنے لگے کہ اگر وہ صرف ثواب کے لئے کرنا چاہتی ہیں تو کریں۔ ولاء تو ہماری ہی ہوگی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خرید کر آزاد کردو، اور ولاء تو صرف آزاد کرنے والے کا حق ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: لوگوں کو کیا ہوا کہ وہ (معاملات میں) ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں موجود نہیں

ہیں۔ جس کسی نے ایسی کوئی شرط لگائی جو اللہ کی کتاب میں موجود نہیں تو اس شرط کا وہ مستحق نہیں خواہ سو مرتبہ شرط لگائے اللہ کی بیان کردہ شرط زیادہ حق دار ہے (پوری کئے جانے کی) اور زیادہ مضبوط و معتمد ہے"۔

۱۵۰۴...... حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَتْ بَرِيرَةُ إِلَيَّ فَقَالَتْ يَا عَائِشَةُ إِنِّي كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ بِمَعْنَى حَدِيثِ اللَّيْثِ وَزَادَ فَقَالَ لَا يَمْنَعُكِ ذَلِكِ مِنْهَا ابْتَاعِي وَأَعْتِقِي وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ

۱۵۰۴...... حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ نبی ﷺ فرماتی ہیں کہ بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے پاس آئیں اور کہا کہ اے عائشہ! میں نے اپنے مالکان سے مکاتبت کا معاملہ کر لیا ہے ۹ اوقیہ چاندی پر کہ ہر سال ایک اوقیہ چاندی ادا کروں گی۔ آگے سابقہ حدیث کے مثل منقول ہے۔ آخر میں یہ بھی اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا، امابعد۔ آگے وہی مضمون بیان کیا جو اوپر گذرا۔

۱۵۰۵ ...... وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ عَلَيَّ بَرِيرَةُ فَقَالَتْ إِنَّ أَهْلِي كَاتَبُونِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي تِسْعِ سِنِينَ فِي كُلِّ سَنَةٍ أُوقِيَّةٌ فَأَعِينِينِي فَقُلْتُ لَهَا إِنْ شَاءَ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ عَدَّةً وَاحِدَةً وَأُعْتِقَكِ وَيَكُونَ الْوَلَاءُ لِي فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَأَتَتْنِي فَذَكَرَتْ ذَلِكَ قَالَتْ فَانْتَهَرْتُهَا فَقَالَتْ لَا هَا اللَّهِ إِذَا قَالَتْ فَسَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَنِي فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ فَفَعَلْتُ قَالَتْ ثُمَّ خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَشِيَّةً فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ

أَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ كِتَابُ اللَّهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللَّهِ أَوْثَقُ مَا بَالُ رِجَالٍ مِنْكُمْ يَقُولُ أَحَدُهُمْ

۱۵۰۵...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے پاس آئیں اور کہنے لگیں کہ میرے مالکان نے میرے ساتھ ۹ اوقیہ چاندی نو سال میں کہ ہر سال ایک اوقیہ ادا کیا جائے گا کی بنیاد پر مکاتبت کا معاہدہ کیا ہے۔ اس معاملہ میں آپ میری اعانت کیجئے۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر تمہارے مالکان اس بات پر راضی ہوں کہ میں ساری چاندی ایک ہی مرتبہ گن کر پوری کر دوں اور تمہیں آزاد کر دوں۔ بشرطیکہ تمہاری ولاء میری ہو تو میں ایسا کرنے کے لئے تیار ہوں۔

حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کا تذکرہ اپنے مالکان سے کیا تو انہوں نے منع کر دیا۔ کہ یہ کہ ولاء انہی کے لئے ہو تو (ٹھیک ہے) وہ میرے پاس آئیں اور مجھ سے کہا تو میں نے انہیں ڈانٹا اور کہا اللہ کی قسم! ایسا تو نہ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے سن لیا تو مجھ سے اس بارے میں پوچھا۔ میں نے تمام معاملہ آپ کو بتلا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اسے خرید کر آزاد کر دو اور ولاء کی شرط انہی کی تسلیم کر لو۔ بہر حال ولاء تو اسی کا حق ہے جو آزاد کرے گا، چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اس کے شایان شان کرنے کے بعد فرمایا امابعد! لوگوں کو کیا ہوا جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں ہیں (از روئے قرآن ناجائز ہیں) ایسی جو بھی

أَعْتِقْ فُلَانًا وَالْوَلَاءُ لِي إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ

شرط ہو کہ اللہ کی کتاب میں موجود نہ ہو وہ باطل ہے اگر چہ سو شرطیں ہوں۔
اللہ تعالیٰ کی کتاب سب سے زیادہ سچ ہے اور اللہ کی شرط ہی اس قابل ہے کہ اسے پورا کیا جائے۔ تم میں سے بعض لوگوں کو کیا ہوا کہ وہ کہتے ہیں کہ فلاں کو آزاد کر دو اور وَلاء میری رہے گی۔ (یاد رکھو!) وَلاء تو صرف اسی کا حق ہے جو آزاد کرے"۔

۱۵۰۶...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ ح قَالَ و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح قَالَ و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ
قَالَ وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا فَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللَّهِ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَلَوْ كَانَ حُرًّا لَمْ يُخَيِّرْهَا وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ أَمَّا بَعْدُ

۱۵۰۶...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اس میں اتنا اضافہ ہے کہ:
حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر غلام تھے، (بریرہ کی آزادی کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے انہیں اختیار دے دیا کہ (شوہر کے ساتھ ہی رہیں یا علیحدگی لے لیں) انہوں نے (حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے) اپنے آپ کو اختیار کرتے ہوئے (شوہر سے علیحدگی اختیار کر لی) اور اگر ان کے شوہر آزاد ہوتے تو آپ ﷺ حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اختیار نہ دیتے۔

۱۵۰۷ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ قَضِيَّاتٍ أَرَادَ أَهْلُهَا أَنْ يَبِيعُوهَا وَيَشْتَرِطُوا وَلَاءَهَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ قَالَتْ وَعَتَقَتْ فَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا قَالَتْ وَكَانَ النَّاسُ يَتَصَدَّقُونَ عَلَيْهَا وَتُهْدِي لَنَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَكُمْ هَدِيَّةٌ فَكُلُوهُ

۱۵۰۷... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مقدمہ میں تین مسائل تھے۔
۱۔ ایک یہ کہ اس کے مالکان اسے فروخت کر کے اس کی وَلاء کی شرط اپنے لئے رکھنا چاہتے تھے، میں نے نبی ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:
"اسے خرید کر آزاد کر دو، وَلاء تو صرف آزاد کرنے والے کا حق ہے۔
۲۔ دوسری یہ کہ وہ آزاد ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اختیار دیا، انہوں نے اپنے آپ کو اختیار کیا۔
۳۔ تیسری یہ کہ لوگ انہیں (بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو) صدقات دیا کرتے تھے تو وہ ہمیں ہدیہ کر دیتی تھیں۔ میں نے نبی ﷺ سے ذکر کیا تو فرمایا کہ: یہ اس کے صدقہ ہے اور تمہارے لئے وہ ہدیہ ہے اسے کھالو"۔

۱۵۰۸ ..... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عَبْدِ

۱۵۰۸ ... ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انصاریوں سے حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خرید لیا اور انہوں

الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اشْتَرَتْ بَرِيرَةَ مِنْ أُنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَاشْتَرَطُوا الْوَلَاءَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْوَلَاءُ لِمَنْ وَلِيَ النِّعْمَةَ وَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا وَأَهْدَتْ لِعَائِشَةَ لَحْمًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَوْ صَنَعْتُمْ لَنَا مِنْ هَذَا اللَّحْمِ قَالَتْ عَائِشَةُ تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ

نے ولاء کی شرط رکھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ولاء اس کا حق ہے جو نعمت کا والی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو اختیار (آزادی) دیا اس کا خاوند غلام تھا اور اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گوشت ہدیہ بھیجا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کاش تم اس گوشت میں سے ہمارے لئے بھی پکاتیں۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر صدقہ کیا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کیلئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

۱۵۰۹...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ لِلْعِتْقِ فَاشْتَرَطُوا وَلَاءَهَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ اشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ وَأُهْدِيَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ لَحْمٌ فَقَالُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ هَذَا تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ وَخُيِّرَتْ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ سَأَلْتُهُ عَنْ زَوْجِهَا فَقَالَ لَا أَدْرِي

۱۵۰۹...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد کرنے کے لئے خریدنے کا ارادہ کیا۔ اس کے مالکان نے ولاء کی شرط لگادی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے خرید کر آزاد کردو۔ ولاء تو آزاد کرنے والے کے لئے ہی ہوگی۔

اور رسول اللہ ﷺ کو گوشت ہدیہ کیا گیا، لوگوں نے کہا کہ یہ گوشت تو بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صدقہ میں دیا گیا تھا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ صدقہ تو انہی کے لئے تھا (بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے) ہمارے واسطے یہ ہدیہ ہے۔

اور انہیں (آزادی کے بعد) اختیار دیا گیا ان کے شوہر آزاد تھے (حضرت عبدالرحمان نے اپنی روایت میں کہا) لیکن پھر بعد میں ان سے حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر کے بارے میں پوچھا گیا تو کہنے لگے کہ مجھے معلوم نہیں۔

۱۵۱۰...... وحَدَّثَنَاه أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

۱۵۱۰ ... ان اسناد کے ساتھ بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔

۱۵۱۱...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي هِشَامٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُومِيُّ أَبُو هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ زَوْجُ بَرِيرَةَ عَبْدًا

۱۵۱۱...... اس طریق سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر غلام تھے۔

۱۵۱۲...... وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ

۱۵۱۲...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ بریرہ رضی اللہ

قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ خُيِّرَتْ عَلَى زَوْجِهَا حِينَ عَتَقَتْ وَأُهْدِيَ لَهَا لَحْمٌ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالْبُرْمَةُ عَلَى النَّارِ فَدَعَا بِطَعَامٍ فَأُتِيَ بِخُبْزٍ وَأُدُمٍ مِنْ أُدُمِ الْبَيْتِ فَقَالَ أَلَمْ أَرَ بُرْمَةً عَلَى النَّارِ فِيهَا لَحْمٌ فَقَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ ذَلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَكَرِهْنَا أَنْ نُطْعِمَكَ مِنْهُ فَقَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ مِنْهَا لَنَا هَدِيَّةٌ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِيهَا إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ

تعالیٰ عنہا کے معاملہ میں تین سنتیں (مسائل) معلوم ہوئیں:۔
ایک تو یہ کہ انہیں شوہر پر اختیار دیا گیا جب وہ آزاد ہوئیں۔ دوسرے یہ کہ انہیں (عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو گوشت ہدیہ کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو ہانڈی (جس میں وہ گوشت تھا) چولہے پر تھی۔ آپ ﷺ نے کھانا منگوایا تو آپ ﷺ کے سامنے روٹی اور گھر کا کچا سالن پیش کر دیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ: کیا میں نے آگ پر ہانڈی نہیں دیکھی؟ جس میں گوشت تھا (وہ کہاں گئی؟) کہا کہ یا رسول اللہ کیوں نہیں! لیکن وہ گوشت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صدقہ دیا گیا تھا۔ ہمیں ناپسند ہوا کہ آپ ﷺ کو وہ کھلائیں (صدقہ کا گوشت)۔
آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اس کے لئے صدقہ ہے جب کہ ان کی طرف سے ہمارے لئے ہدیہ ہے۔
اور تیسری یہ کہ انہی کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ: ولاء تو آزاد کرنے والے ہی کا حق ہے۔

١٥١٣ - وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَرَادَتْ عَائِشَةُ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تُعْتِقُهَا فَأَبَى أَهْلُهَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْوَلَاءُ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَا يَمْنَعُكِ ذَلِكِ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ

١٥١٣ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارادہ کیا کہ ایک باندی خرید کر آزاد کر دیں۔ اس باندی کے مالکان نے نہ مانا اور شرط رکھی کہ ولاء انہی کی رہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس بات کی وجہ سے اپنے (نیک) ارادہ سے مت رکو۔ ولاء تو آزاد کرنے والے ہی کا حق ہے"۔ [1]

---

[1] نوٹ: چنانچہ ان احادیث سے یہی باتیں واضح ہوئیں کہ ولاء معتق (یعنی آزاد کرنے والے) ہی کا حق ہے۔
دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ صدقہ وغیرہ کی حرمت مالدار کے لئے شیٔ معین کی بناء پر نہیں ہوتی بلکہ اس کی صفت کی بناء پر ہوتی ہے۔ اگر صفت بدل جائے تو حرمت بھی باقی نہ رہے گی۔ جیسے یہاں ہوا کہ صدقہ کی صفت بدل گئی اور وہ محتاج کی ملکیت میں آنے کے بعد پھر غیر محتاج اور مالدار یا ہاشمی کی ملکیت میں آگئی تو ہبہ ہو گئی لہٰذا معلوم ہوا کہ صفت کے بدلنے سے حکم بھی بدل جائے گا۔
تیسری یہ کہ انہی کے معاملہ سے معلوم ہوا کہ آزاد ہونے والی باندی کو آزاد ہونے پر اختیار دیا جائے گا شوہر کے بارے میں اسی شوہر کے ساتھ رہنا چاہتی ہے یا علیحدگی اختیار کرنا چاہتی ہے۔ اس بارے میں ائمہ ثلاثہ رحمھم اللہ کے نزدیک صرف غلام شوہر کے بارے میں اختیار ہوگا آزاد شوہر کے بارے میں نہیں ہوگا۔
لیکن امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک آزاد شوہر کے بارے میں بھی اختیار ہوگا۔ اور یہ اختلاف در حقیقت اس بناء پر ہے کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت بریرہؓ کے شوہر حضرت بریرہؓ کی آزادی کے وقت "عبد" یعنی غلام تھے اور بعض میں آیا ہے کہ "حر" یعنی آزاد تھے۔
تو ان تین مسائل کے بارے میں حکم شرعی حضرت بریرہؓ کے معاملہ سے معلوم ہوا۔

باب-۴۱۰ باب النهي عن بيع الولاء وهبته

ولاء کی خرید و فروخت اور ہبہ کرنا منع ہے

١٥١٤ ...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ

قَالَ ابراهيم سَمِعْتُ مُسْلِم بن الحجاج يَقُولُ النَّاسُ كُلُّهُمْ عِيَالٌ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ

۱۵۱۴ ..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ولاء کو فروخت کرنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔
(یعنی جس نے کسی غلام یا باندی کو آزاد کیا ہو اس کی میراث کا حق معتق (آزاد کرنے والے) کو ہوتا ہے۔ اب معتق وہ حق آزلاء فروخت بھی نہیں کر سکتا نہ ہی اسے کسی کو ہبہ یا ہدیہ کر سکتا ہے)۔
ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام مسلم بن حجاج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا، فرما رہے تھے کہ اس حدیث میں تمام لوگ حضرت عبد اللہ بن دینارؒ کے شاگرد ہیں۔

١٥١٥ ...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ح قَالَ و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ ح قَالَ و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ ح قَالَ و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح قَالَ و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ح قَالَ و حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ الثَّقَفِيَّ لَيْسَ فِي حَدِيثِهِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ إِلَّا الْبَيْعُ وَلَمْ يَذْكُرِ الْهِبَةَ

۱۵۱۵ ..... ان مختلف اسناد کے ساتھ بھی سابقہ حدیث (کہ آپ ﷺ نے ولاء کو بیچنے وغیرہ سے منع فرمایا) روایت کی گئی ہے لیکن ثقفی کی روایت میں بیع کا ذکر ہے ہبہ کا ذکر نہیں کیا۔

باب-۴۱۱ باب تحريم تولي العتيق غير مواليه

آزاد شدہ غلام یا باندی کسی دوسرے کو مولیٰ نہیں بنا سکتا

١٥١٦ ...... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ كَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى

۱۵۱۶ ..... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ہر قبیلہ پر اپنی دیت کی ادائیگی واجب قرار دے دی، پھر یہ بھی واجب کر دیا کہ کسی مسلمان آدمی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی ولاء کو اپنے

كُلِّ بَطْنٍ عُقُولَهُ ثُمَّ كَتَبَ أَنَّهُ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَتَوَالَى مَوْلَى رَجُلٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِ
ثُمَّ أُخْبِرْتُ أَنَّهُ لَعَنَ فِي صَحِيفَتِهِ مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ

آزاد کرنے والے کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف منسوب کرے (کہ میں تو فلاں کا مولیٰ (آزاد کردہ) ہوں)۔
حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر مجھے بتلایا گیا کہ آپ ﷺ نے اپنے صحیفہ میں (جو آپ نے مختلف قبائل کو لکھ کر روانہ کیا تھا) لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو ایسا کرے"۔

۱۵۱۷۔۔۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ تَوَلَّى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ

۱۵۱۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جس نے موالی (آزاد کرنے والوں) کی اجازت کے بغیر دوسروں کو اپنا مولیٰ قرار دیا، اس پر اللہ تعالیٰ، کی اور ملائکہ کی لعنت ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے فرائض قبول ہوں گے نہ نوافل"۔

۱۵۱۸۔۔۔۔۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ تَوَلَّى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ

۱۵۱۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جس نے دوسروں کو اپنا مولیٰ بنایا بغیر اپنے آزاد کرنے والوں کی (مولیٰ کی) اجازت کے تو اس پر اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہوتی ہے اور قیامت کے روز نہ اس کے فرائض قبول ہوں گے نہ نوافل"۔
(اس واسطے کہ حق الولاء یہ نسب کی طرح ہے جس طرح نسب کو کسی دوسرے کی طرف منسوب کرنا بدترین حرام اور کبیرہ گناہ ہے اسی طرح حق الولاء کو بھی غیر کی طرف منسوب کرنا بدترین حرام ہے)۔

۱۵۱۹ وَحَدَّثَنِيهِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَمَنْ وَالَى غَيْرَ مَوَالِيهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ

۱۵۱۹۔۔ حضرت اعمشؒ سے اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث منقول ہے لیکن اس روایت میں من تولی کے بجائے من والی کے الفاظ ہیں۔

۱۵۲۰ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَطَبَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَنْ زَعَمَ أَنَّ عِنْدَنَا شَيْئًا نَقْرَؤُهُ إِلَّا كِتَابَ اللَّهِ وَهَذِهِ الصَّحِيفَةَ قَالَ وَصَحِيفَةٌ مُعَلَّقَةٌ فِي قِرَابِ سَيْفِهِ فَقَدْ كَذَبَ فِيهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَأَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَفِيهَا قَالَ النَّبِيُّ

۱۵۲۰۔۔۔۔ حضرت ابراہیم التیمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے خطاب فرمایا اور کہا:
"جس نے بھی یہ دعویٰ کیا کہ ہمارے پاس اللہ کی کتاب اور اس صحیفہ کے علاوہ (ایک صحیفہ ان کی تلوار کی نیام میں لٹکا رہتا تھا) کچھ اور بھی جسے ہم پڑھتے ہیں تو اس نے جھوٹ کہا۔

ﷺ الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلَى ثَوْرٍ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ وَمَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوِ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا

(سنو) اس صحیفہ میں تو اونٹوں کی عمروں کا بیان (لکھا ہوا) ہے (کہ کسی عمر کے اونٹ پر کتنی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے) اور زخموں کی دیت کا بیان لکھا ہوا ہے (کہ کون سے زخم پر کتنی دیت ہے) اور اس میں نبی ﷺ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جبلِ عَیر اور جبلِ ثور کے درمیان کا حصہ مدینہ کا حرم ہے، لہٰذا جس نے کوئی نئی بات اس میں پیدا کی یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دیا تو اس پر اللہ کی، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز نہ اس کے فرائض قبول کریں گے نہ نوافل۔ اور یہ کہ مسلمانوں کا ذمہ ایک ہی ہے جو ان میں سے ادنیٰ مسلمان بھی لے سکتا ہے، اور جس نے اپنے آپ کو حقیقی باپ کے علاوہ یا آزاد کردہ غلام نے اپنے آپ کو آزاد کرنے والوں کے علاوہ کسی دوسرے کو (مولیٰ بنا کر) اس کی طرف منسوب کیا تو اس پر اللہ کی، ملائکہ کی اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اس کے نہ فرائض قبول فرمائیں گے نہ نوافل"۔ [1]

باب-۲۱۴

باب فضل العتق

آزاد کرنے کی فضیلت کا بیان

۱۵۲۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَعِيلُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ مَرْجَانَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً أَعْتَقَ اللهُ بِكُلِّ إِرْبٍ مِنْهَا إِرْبًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ

۱۵۲۱ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے کسی مومن گردن (غلام) کو آزاد کیا اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے عوض اس کے عضو کو جہنم کی آگ سے آزاد فرمائے گا۔

۱۵۲۲ وحَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ أَبِي غَسَّانَ الْمَدَنِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ سَعِيدِ

۱۵۲۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے کسی غلام کو آزاد کر دیا، اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے عوض اس

---

[1] اس میں فرمایا کہ حرم مدینہ میں بدعت کرنا یا دین سے ہٹ کر کوئی نئی راہ نکالنا بدترین جرم اور گناہ کبیرہ ہے۔ اسی طرح غیر باپ کی طرف منسوب کرنا بھی حرام ہے۔
حضرت علیؓ کا یہ صحیفہ صادقہ کہلاتا تھا اور اس میں بعض اہم احکامات لکھے ہوئے تھے روافض نے اس صحیفہ کے بارے میں مشہور کر رکھا ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت علیؓ کو بعض باتیں بتائی تھیں جو دوسروں کو نہیں بتائیں اور اسی میں خلافتِ علی کا بھی مسئلہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو خود حضرت علیؓ کے قول سے روافض کے اس قول کا رد ہو گیا۔

ابْنِ مَرْجَانَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً أَعْتَقَ اللهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهَا عُضْوًا مِنْ أَعْضَائِهِ مِنَ النَّارِ حَتَّى فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ

کے ہر عضو کو آگ سے آزاد فرمائے گا یہاں تک کہ شرمگاہ کے عوض شرمگاہ ہو"۔

۱۵۲۳..... وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ مَرْجَانَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً أَعْتَقَ اللهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنَ النَّارِ حَتَّى يُعْتِقَ فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ

۱۵۲۳..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی مؤمن غلام کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ غلام کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے عضو کو جہنم سے آزاد کرے گا یہاں تک کہ اس کی شرم گاہ کو اُس کی شرم گاہ کے بدلہ آزاد کیا جائے گا۔

۱۵۲٤......وحَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَاقِدٌ يَعْنِي أَخَاهُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ ابْنُ مَرْجَانَةَ صَاحِبُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَيُّمَا امْرِئٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا اسْتَنْقَذَ اللهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ حِينَ سَمِعْتُ الْحَدِيثَ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَذَكَرْتُهُ لِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَأَعْتَقَ عَبْدًا لَهُ قَدْ أَعْطَاهُ بِهِ ابْنُ جَعْفَرٍ عَشَرَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ أَوْ أَلْفَ دِينَارٍ

۱۵۲۴..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس مسلمان نے بھی کسی مسلمان کو آزاد کیا، اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے عوض اس کے ہر عضو کو آگ سے خلاصی عطا فرمائیں گے"۔

حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ (راوی) کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ حدیث سنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے تو چلا اور حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضرت زین العابدین بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس آیا اور ان سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے اپنے ایک غلام کو جس کے عوض انہوں نے ابن جعفر کو دس ہزار درہم یا دینار دیئے تھے آزاد کر دیا۔

(اتباعِ حدیث نبوی ﷺ کی ایسی مثالیں اقوامِ عالم میں نہیں ملیں گی)۔

باب- ۲۱۳ باب بيان فضل العتق الوالد

والد کو آزاد کرنے کی فضیلت کے بیان میں

۱۵۲۵..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَجْزِي وَلَدٌ وَالِدًا إِلَّا أَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكًا فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ

وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَلَدٌ وَالِدَهُ

۱۵۲۵..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کوئی بیٹا باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا الا یہ کہ وہ اپنے باپ کو مملوک غلام پائے تو اسے خرید کر آزاد کر دے"۔

(جس زمانہ میں غلام باندی کا رواج تھا تو ایسا عام طور پر پیش آتا تھا کہ باپ دشمن کی قید میں جا کر غلام ہو گیا اور پھر فروخت ہوتے ہوتے کسی وقت

بیٹے کے ہاتھوں ہی خرید اگیا یا غلام بن گیا تو اب بیٹا اسے خرید لے اور جب اس نے خرید لیا تو وہ خود بخود آزاد ہو جائے گا۔ کیونکہ حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا:

"جو کسی ذی رحم محرم کا مالک بن جائے تو آزاد ہو جاتا ہے"۔

١٥٣٦ - و حَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح قَالَ و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي ح قَالَ و حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُهَيْلٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالُوا وَلَدٌ وَالِدَهُ

۱۵۲۶ ۔ اس سند کے ساتھ بھی سابقہ حدیث حضرت سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ کوئی بیٹا اپنے والد کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ انتہیٰ واللہ اعلم

كتاب البيوع

كِتَابُ الْبُيُوْعِ

کتاب البیوع

باب-۲۱۴ باب إبطال بيع الملامسة والمنابذة

بیع ملامسہ اور منابذہ کے بطلان کا بیان

۱۵۲۷ ۔۔۔۔۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُلاَمَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ

۱۵۲۷ ۔۔۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا ہے۔

۱۵۲۸ ۔۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالاَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ

۱۵۲۸ ۔۔۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث (بیع ملامسہ اور منابذہ کی ممانعت) ہی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۵۲۹ ۔۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۱۵۲۹ ۔۔۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث (آپ ﷺ نے بیع ملامسہ و منابذہ سے منع فرمایا ہے) ہی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۱۵۳۰ ۔۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ

۱۵۳۰ ۔۔۔۔۔ اس سند کے ساتھ بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے حسب سابق روایت نقل فرماتے ہیں۔

۱۵۳۱ ۔۔۔۔۔ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ نُهِيَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ الْمُلاَمَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ أَمَّا الْمُلاَمَسَةُ فَأَنْ يَلْمِسَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ثَوْبَ

۱۵۳۱ ۔۔۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو طرح کی بیع سے منع فرمایا:

"ملامسہ سے اور منابذہ سے۔

ملامسہ تو یہ ہے کہ بائع (فروخت کنندہ) مشتری (خریدار) دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کے کپڑے کو بغیر دیکھے بھالے ہاتھ لگائے (اور اسی

صاحبه بغير تأمل
والمنابذة أن ينبذ كل واحد منهما ثوبه إلى الآخر ولم ينظر واحد منهما إلى ثوب صاحبه

سے بیع منعقد اور لازم کرلی جائے تو یہ ممنوع ہے)۔
اور منابذہ یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک اپنا کپڑا دوسرے کی جانب پھینک دے اور کوئی بھی اپنے ساتھی کے کپڑہ کو غور سے نہ دیکھے۔ (اور اسی کو تکمیل بیع کا ذریعہ سمجھ لیا جائے)۔

۱۵۳۲...وحدثني أبو الطاهر وحرملة بن يحيى واللفظ لحرملة قالا أخبرنا ابن وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب أخبرني عامر بن سعد بن أبي وقاص أن أبا سعيد الخدري قال نهانا رسول الله ﷺ عن بيعتين ولبستين نهى عن الملامسة والمنابذة في البيع والملامسة لمس الرجل ثوب الآخر بيده بالليل أو بالنهار ولا يقلبه إلا بذلك والمنابذة أن ينبذ الرجل إلى الرجل بثوبه وينبذ

۱۵۳۲ ... حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قسم کی بیع کے معاملات سے اور دو قسم کے لباسوں سے منع فرمایا ہے۔ بیع میں تو ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا ہے۔
ملامسہ کہتے ہیں کہ آدمی دوسرے کے کپڑے کو رات یا دن میں ہاتھ سے چھو کر دیکھ لے اور اسے الٹ پلٹ کر نہ دیکھے جب کہ منابذہ یہ ہے کہ آدمی کسی دوسرے کی طرف اپنا کپڑا پھینکے، اور دوسرا اس کی طرف اپنا کپڑا پھینکے اور اسی کو دونوں بیع سمجھ لیں بغیر کسی نظر (اور غور و فکر کے) اور بغیر رضامندی کے اقرار کے۔ ❶

---

❶ یہاں سے امام مسلمؒ اور معاملات کا بیان شروع کر رہے ہیں۔ سب سے پہلے عبادات کو بیان کیا، بعد ازاں وہ احکامات بیان کیے جو ایک اعتبار سے عبادت اور دوسرے اعتبار سے معاملات ہیں مثلاً نکاح، رضاع، اور ان کے متعلقات مثلاً: طلاق، لعان، ظہار وغیرہ وا۔ اب وہ احکامات بیان کر رہے ہیں جو شریعت اسلامیہ کا ایک عظیم حصہ ہیں اور وہ ہیں معاملات بیع و شراء، باہمی خرید و فروخت ثمن دین وغیرہ کے معاملات۔ گویا دوسرے لفظوں میں اقتصادی و معاشی مسئلہ جو موجودہ دنیا کا سب سے اہم اور بڑا مسئلہ ہے اور جس کی بنیاد پر کسی بھی قوم یا ملک کی برتری کا اندازہ کیا جاتا ہے اس سے متعلق اسلام کی تعلیمات یا یوں کہیے کہ "اسلام کا معاشی و اقتصادی نظام" بیان کر رہے ہیں۔
ہر باب سے متعلق احادیث اور ان کی تشریح اور دور حاضر کے متعدد معاملات میں اسلام کی تعلیمات کا بیان کا انشاء اللہ ہر حدیث کے ذیل میں مختصر اہم بیان کرتے رہیں گے۔ لیکن ابتداءً یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ دنیا کے معاشی نظاموں اور اسلام کے معاشی نظام کے درمیان کیا فرق ہے؟

رائج نظامہائے معیشت اور اسلامی نظام معیشت کے درمیان بنیادی فرق اس وقت متمدن دنیا میں بحیثیت مجموعی دو معاشی نظام چل رہے ہیں، جب سے دنیا میں صنعتی انقلاب برپا ہوا ہے، انسان کے اندر مادیت (MATERIALISM) اور مسئلہ حیات کو معاشی نقطہ نظر سے جانچنے اور پرکھنے کا رجحان اپنی انتہاؤں کو پہنچ گیا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب دنیا میں طاقتور اور ترقی یافتہ قوم وہ کہلاتی ہے جو معاشی اور اقتصادی اعتبار سے مضبوط و مستحکم ہو اب جنگیں میدان جنگ اور محاذ کے بجائے صنعت و اقتصادیات کے میدانوں میں لڑی جاتی ہیں۔ اور یہی نظریہ حیات اس زمانے پر مستولی اور غالب ہے۔ چنانچہ متمدن دنیا میں دو نظامہائے معیشت نے اپنے پر پھیلانے اور پوری دنیا کو اپنے شکنجے میں کس لیا۔ ایک طرف تو راس المالیہ، یعنی سرمایہ دارانہ نظام (CAPITALISM) ہے اور دوسری طرف اس کے رد عمل کے طور پر ابھرنے والا نظام ہے جس کی بنیاد مساوات کے بظاہر خوبصورت مگر باطن بھیانک اصول پر رکھی گئی اور وہ ہے سوشلزم یا اشتراکیت (SOCIALISM) جس کو کمیونزم سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔
اشتراکیت یا سوشلزم ایک طویل عرصہ تک دنیا کے کئی ممالک پر بطور نظام معیشت کے چھائی رہی لیکن انسانوں کا بنایا ہوا یہ غیر فطری نظام خود اپنے موجدین کے ہاتھوں ہی قبر کے گڑھے میں دفن ہو چکا ہے اور سوویت یونین جو اشتراکی نظام معیشت کی اولین..... (جاری ہے)

الآخَرُ إِلَيْهِ ثَوْبَهُ وَيَكُونُ ذَلِكَ بَيْنَهُمَا مِنْ غَيْرِ نَظَرٍ وَلَا تَرَاضٍ

١٥٣٣۔۔۔ وحَدَّثَنِيهِ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ ١٥٣٣۔۔۔اس سند کے ساتھ بھی حضرت شہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(گذشتہ سے پیوستہ) تجربہ گاہ تھا وہیں یہ نظام خود اپنی موت آپ مر گیا ہے اب اس کے تن مردہ میں جان ڈالنے کی کوشش کامیاب و بار آور نہیں ہو سکتی۔

اشتراکی نظام معیشت کی ناکامی کے بعد راس مالیت یا سرمایہ دارانہ نظام کے علمبرداروں کی جانب سے بڑے خوشی کے شادیانے بجائے جا رہے ہیں کہ اشتراکیت کی ناکامی راس مالیت کے مبنی برحق ہونے کی علامت ہے اور اس بات پر بڑی بغلیں بجائی جا رہی ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ نظام بھی بہت جلد ہی اپنے منطقی انجام تک پہنچنے والا ہے اور اس حقیقت کا احساس خود اس نظام کے علمبرداروں کو بھی ہے۔ چنانچہ اس وقت مغربی دنیا خصوصاً ریاستہائے متحدہ امریکہ (U.S.A) میں ایسے انفرادی مالیاتی ادارے (ISLAMIC SYSTEM OF ECONOMY) وجود میں آرہے ہیں جو معیشت کے اسلامی اصولوں کو اختیار کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہی وقت کا بنیادی تقاضا ہے۔

اسلامی نظام معیشت (ISLAMIC SYSTEM OF ECONOMY) کو سمجھنے سے قبل چند باتوں کا جان لینا ضروری ہے یہاں پر چونکہ کسی تفصیلی تحریر یا مقالہ کا موقع نہیں لہٰذا بالکل اختصار کے ساتھ اسلامی معیشت کے چند بنیادی خدوخال اور متذکرہ بالا نظامہائے معیشت اور اسلامی معیشت کے درمیان موجود بنیادی فرق کے ساتھ تحریر کیا جائے۔

سب سے پہلی اور اہم بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا طلبی اور تجارت و معاشی فرائض کی ادائیگی میں اپنی جان اپنی تمام تر صلاحیتیں کھپانے کیلئے نہیں بھیجا ہے۔ بلکہ انسان کا مقصد تخلیق اور بعثت صرف اطاعت حق اور عبادت و بندگی رب ہی بتلایا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ٥ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ ٥ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ٥"

یعنی "میں نے جن وانس کو نہیں پیدا کیا مگر اس لئے کہ وہ میری ہی بندگی کریں، میں ان سے رزق نہیں چاہتا نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھے کھلائیں۔ بے شبہ اللہ ہی ہے وہ جو خوب رزق دینے والا قوت و مضبوطی والا ہے۔" (الذاریات ۵۶، ۵۷، ۵۸)

لہٰذا آیت بالا کے عموم سے واضح ہو گیا کہ مقصد تخلیق انسان دنیا کمانا اور اس میں اپنی تمام تر صلاحیتیں صرف کرنا نہیں بلکہ اصل مقصد زندگی حق تعالیٰ شانہٗ کی بندگی و عبادت ہے۔ لیکن چونکہ دنیا میں زندگی گزارنے کیلئے انسان کیلئے معاشی مصروفیات کا اختیار کرنا ناگزیر ہے اس واسطے دیگر شعبہائے حیات کی طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے معاشی مسئلہ سے متعلق تعلیمات و ہدایات دی ہیں۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو جانی چاہئے کہ اسلام بذاتہٖ اور اصالتاً کوئی نظام معیشت نہیں بلکہ یہ ایک انقلاب ہے جو پوری زندگی پر محیط البتہ ہے چونکہ اس کی تعلیمات کا دائرہ صرف مذہبی معاملات، عبادات و عقائد تک محدود نہیں بلکہ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس لئے اس کی تعلیمات عبادات و عقائد سے آگے معاشرت، اخلاق، سیاست، تفریح، تعلیم، معیشت تمام شعبہائے حیات میں موجود ہیں۔ تاکہ وہ اپنے پیروکاروں کو ہر شعبۂ زندگی میں ایک مستقل و مشخص نظام دے سکے۔ اور اس کے پیروکاروں کو کسی شعبۂ حیات میں تعلیمات کیلئے غیروں کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہ پڑے۔ چنانچہ اس ضمن میں معیشت کے بھی اساسی اصولوں (PRINCIPLES) کو بیان کیا گیا ہے اور اس بارے میں قرآن و حدیث اور خلفائے ادبعہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے امت کی راہنمائی کی ہے۔

اسلام کا بنیادی فلسفۂ معیشت یہ ہے کہ دیگر مذاہب کے مقابلہ میں یہ ایک جانب تو رہبانیت اور ترک دنیا سے منع کرتا ہے اور کاروبار زندگی اور اکتساب و تجارت کی ترغیب دیتا ہے۔ حلال ذرائع سے حصول رزق کو عبادت اور "فریضہ" جب کہ پاکیزہ اور محنت سے حاصل کی ہوئی آمدنی کو "خیر" اور "فضل اللہ" سے تعبیر کرتا ہے لیکن دوسری طرف ان سب کے باوجود اسلام کی نظر میں (جاری ہے)

باب-۴۱۵ باب بطلان بيع الحصاة والبيع الّذي فيه غررٌ

بیع بالحصاۃ اور دھوکہ والی بیع کرنا باطل ہے

۱۵۳۴ وحدّثنا أبو بكر بنُ أبي شيبةَ حدّثنا عبدُ الله بنُ إدريسَ ويحيى بنُ سعيدٍ وأبو أسامة عنْ عُبيدِ الله ح و حدّثني زُهيرُ بنُ حربٍ واللّفظُ لهُ حدّثنا يحيى بنُ سعيدٍ عنْ عُبيدِ الله حدّثني أبو الزّنادِ عن الأعرجِ عنْ أبي هُريرةَ قال نهى رسُولُ الله ﷺ عنْ بيعِ الْحصاةِ وعنْ بيعِ الْغررِ

۱۵۳۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کنکری پھینکنے کی بیع سے اور دھوکہ کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

باب-۴۱۶ باب تحريم بيع حبل الحبلة

حبل الحبلہ کی بیع حرام ہے

۱۵۳۵۔ حدّثنا يحيى بنُ يحيى ومُحمّدُ بنُ رُمحٍ قالا أخبرنا اللّيثُ ح و حدّثنا قُتيبةُ بنُ سعيدٍ حدّثنا ليثٌ عنْ نافعٍ عنْ عبدِ الله عنْ رسُولِ الله ﷺ أنّهُ نهى عنْ بيعِ حبلِ الْحبلةِ

۱۵۳۵ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حبل الحبلہ کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

۱۵۳۶ حدّثني زُهيرُ بنُ حربٍ ومُحمّدُ بنُ الْمُثنّى واللّفظُ لزُهيرٍ قالا حدّثنا يحيى وهُو الْقطّانُ عنْ عُبيدِ الله أخبرني نافعٌ عن ابْنِ عُمر قال كان أهْلُ الْجاهليّةِ يتبايعُون لحْم الْجزُورِ إلى حبلِ الْحبلةِ وحبلُ الْحبلةِ أنْ تُنْتج النّاقةُ ثُمّ تحْملُ الّتي نُتجتْ

۱۵۳۶ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ اہل جاہلیت اونٹوں کے گوشت کی بیع حبل الحبلہ تک کی کیا کرتے تھے۔ اور حبل الحبلہ یہ ہے کہ اونٹنی بچہ جنے پھر وہ مادہ ہونے کی صورت میں حاملہ ہو جائے (تو اس پیدا ہونے والے بچے کے حمل تک کی بیع کیا کرتے تھے۔)

رسول اللہ ﷺ نے اس سے انہیں منع فرمایا۔ [1]

(گذشتہ سے پیوستہ) ہے۔ یعنی جو چیز ابھی موجود نہیں ہے عند العقد، یعنی بائع کے پاس وہ چیز نہیں جو بیچ رہا ہے تو اس کی بیع حرام ہے، کیونکہ اس میں "غرر" (دھوکہ) ہے کہ خریدار نے وہ چیز دیکھی ہی نہیں ہے۔

لیکن یہ استدلال صحیح نہیں اور ان احادیث سے مطلقاً شئی غائب کی بیع کے بطلان پر استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ اگر شئی غائب کی بیع خیار رؤیۃ (دیکھنے پر لینے یا نہ لینے کا اختیار) کے ساتھ ہو تو جائز ہے اور حدیث میں اس کی دلیل موجود ہے۔ تفصیل کے لئے تکملہ فتح الملہم ۱/۳۱۶ سے رجوع کیجئے)۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] بیع بالحصاۃ یہ بھی دور جاہلیت کی بیوع میں سے ایک بیع ہے جس کا مطلب یہ تھا کہ کنکری پھینکنے سے ہی بیع واجب ہو جاتی تھی جیسے ملامسہ منابذہ میں ہوتی ہے۔ مثلاً: بائع خریدار سے کہتا تھا کہ تم کنکری پھینکو جہاں تک جا کر گرے اتنی زمین اتنے پیسوں میں فروخت کرتا ہوں۔ یہ بیع حرام ہے جہالت و دھوکہ کے خدشہ کی وجہ سے۔ (جاری ہے)

فَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ

باب-۲۱۷ باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه وسومه على سومه وتحريم النجش وتحريم التصرية

سودے پر سودا کرنے، بھاؤ پر بھاؤ بڑھانے، نجش اور تصریہ کی حرمت کا بیان

۱۵۳۷ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ

۱۵۳۷... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"تم میں سے کوئی دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے"۔

۱۵۳۸... حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَبِعِ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ

۱۵۳۸ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"کوئی آدمی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور نہ ہی بھائی کے پیغام پر پیغام نکاح دے الا یہ کہ اس کی اجازت ہو"۔

۱۵۳۹... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا يَسُمِ الْمُسْلِمُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ

۱۵۳۹ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اس بات سے کہ آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ تاؤ کرے"۔

۱۵۴۰... وَحَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْعَلَاءِ وَسُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۱۵۴۰ ان مختلف اسانید سے بھی سابقہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آدمی کو اپنے بھائی کے نرخ پر نرخ کرنے سے منع فرمایا۔

(گذشتہ سے پیوستہ)

اسی طرح ہر وہ بیع جس میں دھوکہ ہو اور مبیع (سامان) یا قیمت میں ذرا بھی جہالت ہو تو وہ بیع ناجائز ہے مثلاً: ہوا میں اڑتے پرندوں یا سمندر میں تیرتی مچھلیوں کی بیع وغیرہ۔

حبل الحبلۃ کی تفسیر حبل الحبلہ کے کئی معنی اور مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک صورت تو وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی کہ حاملہ اونٹنی کی بیع مؤخر اور ادھار قیمت کے ساتھ کی جائے کہ اس اونٹنی کے جو بچہ ہوگا وہ مادہ ہو اور وہ بھی حاملہ ہو تو ان دونوں حمل کی بیع کی جائے۔

دوسری صورت یہ بیان کی گئی ہے کہ فقط حاملہ کے حمل کی بیع کی جائے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ حاملہ جانور کے حمل اور اس پیدا ہونے والے حمل کے حاملہ ہونے کی صورت میں حمل بیع ادھار قیمت کے ساتھ کی جائے۔ یہ سب صورتیں جہالت اور "غرر" (دھوکہ) کی وجہ سے ناجائز ہیں۔

ح و حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى أَنْ يَسْتَامَ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ أَخِيهِ وَفِي رِوَايَةِ الدَّوْرَقِيِّ عَلٰى سِيمَةِ أَخِيهِ

۱۵۴۱...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يُتَلَقَّى الرُّكْبَانُ لِبَيْعٍ وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْلُبَهَا فَإِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ

۱۵۴۱...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"۱۔ قافلہ سے بالا ہی بالا بیع کے لئے نہ ملا جائے ۲۔ نہ تم میں سے کوئی، دوسرے کی بیع پر بیع کرے ۳۔ تناجش بھی مت کرو ۴۔ شہر والا، گاؤں والے کے مال کو فروخت نہ کرے ۵۔ اونٹ اور بھیڑ بکری کے تھنوں میں دودھ بغیر دوہے جمع کر کے مت رکھو، جس نے اس کے بعد جانور خریدا تو اسے دودھ دوہنے کی بعد دونوں باتوں کا اختیار ہے، چاہے اگر راضی ہو تو اسے ہی رکھ لے اور اگر راضی نہ ہو تو وہ جانور اور مزید ایک صاع (اناج وغیرہ کا) واپس کردے۔ ❶

---

❶ احادیث بالا میں متعدد اقسام بیع سے اور بعض دوسری باتوں سے جن کا تعلق معاملات سے ہے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ روایت ابوہریرہؓ میں تمام باتیں جمع کردی گئی ہیں، ان میں سے ہر جملہ کی علیحدہ تفصیل و تشریح آگے ذکر کی جاتی ہے

۱۔ فرمایا کہ "قافلہ سے بالا ہی بالا نہ ملا جائے"۔ اس کی تفصیل انشاء اللہ اگلے باب کے تحت آئے گی۔

۲۔ دوسری بات فرمائی کہ: "کوئی شخص دوسرے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے"۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے اختیار سے ایک چیز خرید رہا تھا اور خریدار و فروخت کنندہ کے درمیان قیمت پر رضا ہو چکی تھی اور دونوں کے درمیان بیع مکمل ہو چکی تھی کہ ایک دوسرا شخص آتا ہے اور اس خریدار سے کہتا ہے کہ آپ اس سے اپنا معاملہ فسخ کریں، میں اس سے زیادہ سستی چیز آپ کو فروخت کرتا ہوں، یا وہ شخص فروخت کنندہ سے کہتا ہے کہ اسے مال مت فروخت کرو میں تم سے اس سے زائد قیمت پر لینے کے لئے تیار ہوں۔ یہ دونوں صورتیں ممنوع اور حرام ہیں۔ کیونکہ اس میں ایک فریق کی نقصان پہنچ رہا ہے۔

۳۔ پھر فرمایا تناجش بھی مت کرو۔ تناجش کے لفظی معنی ہیں کہ کوئی آدمی خریداری میں دلچسپی نہ رکھتا ہو صرف بائع کے فائدہ کے لئے سامان کی اصل قیمت سے زائد قیمت لگائے اجنبی بن کر، جس سے خریدار یہ سمجھے کہ یہ حقیقتاً خریدار ہے اور زیادہ قیمت لگا رہا ہے لہٰذا زائد قیمت پر ہی خرید لے۔ یا اجنبی شخص سامان کی بلاضرورت تعریف کرے تاکہ خریدار زیادہ قیمت پر اسے خرید لے۔ اور حکم اس کا یہ ہے کہ یہ بالا جماع حرام ہے۔ اگر یہ فعل بائع نے کسی آدمی سے کروایا تو دونوں گناہگار ہوں گے۔

لیکن ابی مالکیؒ نے ابن العربیؒ سے نقل کیا ہے کہ اگر کسی بائع سے خریدار اس کے سامان کی حقیقی قیمت سے بھی کم پر زبردستی لے جاتے ہوں تو ایسی صورت میں تناجش جائز ہے بلکہ تناجش کرنے والا ماجور ہوگا، کیونکہ وہ ایک مسلمان بھائی کو اس کے نقصان...... (جاری ہے)

١٥٤٢ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ التَّلَقِّي لِلرُّكْبَانِ وَأَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَأَنْ تَسْأَلَ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا وَعَنِ النَّجْشِ وَالتَّصْرِيَةِ وَأَنْ يَسْتَامَ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ

۱۵۴۲ ... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے تلقی رکبان (قافلہ سے بالا بالا ملنے) سے، شہری کا دیہاتی کے سامان کو فروخت کرنے سے، اور اس بات سے کہ عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ کرے اور تناجش و تصریہ سے اس بات سے کہ آدمی اپنے مسلمان بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ کرے۔ (طلاق کا مطالبہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص دوسری شادی کرنا چاہے اور وہ نکاح کے لئے شرط لگادے کہ پہلی کو طلاق دو گے تو نکاح کروں گی۔ یہ جائز نہیں ہے)۔

١٥٤٣ وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ ح و حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا أَبِي قَالُوا جَمِيعًا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ فِي حَدِيثِ غُنْدَرٍ وَوَهْبٍ نُهِيَ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الصَّمَدِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَاذٍ عَنْ شُعْبَةَ۔

۱۵۴۳ ... اس اسناد کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی کی مثل حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی گئی ہے۔

١٥٤٤ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ النَّجْشِ

۱۵۴۴ ... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے: تناجش سے۔ (یعنی خریدنے کی نیت نہ ہو بلکہ صرف دھوکہ دہی کے لئے سامان کی زائد قیمت لگائی جائے۔ تفصیل گذر چکی ہے)۔

باب-۲۱۸ باب تحريم تلقي الجلب

تجارتی قافلہ سے شہر سے باہر ہی مل کر سودا کرنا حرام ہے

١٥٤٥ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي كُلُّهُمْ

۱۵۴۵ ... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آگے بڑھ کر تجارتی قافلوں سے سامان کے لئے ملنے سے منع فرمایا قبل اس کے کہ وہ بازاروں میں پہنچ جائیں۔

(گذشتہ سے پیوستہ) ... سے بچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ احناف کے یہاں بھی اس پر فتویٰ ہے۔ ابن الہمامؒ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ اور تناجش کی صورت میں کی جانے والی بیع کا حکم یہ ہے کہ اس فعل کے گناہ ہونے کے باوجود یہ بیع منعقد اور صحیح ہوگی۔

۴۔ شہری آدمی گاؤں والے کا سامان نہ بیچے۔ اس کا تفصیلی حکم و تشریح ان شاء اللہ ایک مستقل باب کے تحت آئے گی۔

۵۔ تصریہ اور مصراۃ الابل کا مطلب یہ ہے کہ جانور کے تھن میں اسے فروخت کرنے سے دو تین روز قبل سے دودھ رہنے دیا جائے اور اسے دو ہاندہ جائے تاکہ خریدار یہ سمجھے کہ یہ بہت زیادہ دودھ دینے والا جانور ہے۔ ایسا کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ تفصیلی حکم مستقل باب کے تحت ان شاء اللہ آگے آئے گا۔ واللہ اعلم

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ تُتَلَقَّى السِّلَعُ حَتَّى تَبْلُغَ الْأَسْوَاقَ وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ نُمَيْرٍ وَ قَالَ الْآخَرَانِ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ التَّلَقِّي

۱۵۴۶...... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَإِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ

۱۵۴۶ حضرت ابن نمیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی حضرت عبید اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سابقہ حدیث کی طرح روایت منقول کی ہے۔

۱۵۴۷...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُبَارَكٍ عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنْ تَلَقِّي الْبُيُوعِ

۱۵۴۷ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے تلقی بیوع سے منع فرمایا ہے۔

۱۵۴۸ .. حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُتَلَقَّى الْجَلَبُ

۱۵۴۸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تلقی جلب سے منع فرمایا ہے۔

۱۵۴۹...... حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي هِشَامٌ الْقُرْدُوسِيُّ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۱۵۴۹ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "تجارتی قافلوں سے باہر ہی باہر مت ملو، جس نے ایسا کیا اور قافلہ سے مال خرید لیا، پھر مال کا سابقہ مالک بازار میں آگیا تو اسے اختیار ہے"۔ [1] (اگر

---

[1] تلقی جلب: احادیث مذکورہ میں ایک ہی معنی کے لئے متعدد الفاظ منقول ہیں مثلاً مطلقاً تلقی، تلقی رکبان یا تلقی جلب یا تلقی بیوع وغیرہ، ان سب سے مراد ایک ہی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اس زمانے میں تجارتی قافلے اور کاروان ایک شہر سے مال لے کر دوسرے شہروں میں جاتے تھے۔ تب ایسا ہوتا تھا کہ کوئی شہری تاجر شہر سے باہر جا کر اس تجارتی قافلہ سے معاملہ کر لیا کرتا تھا، اس قافلہ کو شہر کے نرخ اور مارکیٹ کا بھی اندازہ نہ ہوتا تھا تو وہ کم قیمت پر مال خرید لیتا اور ذخیرہ کر کے شہر میں اپنی مرضی کی قیمت پر فروخت کرتا۔ گویا شہر کی مارکیٹ پر اپنی اجارہ داری (MOMOPOLY) قائم کر لیتا تھا۔ جس میں اس تجارتی قافلہ کا بھی نقصان ہوتا تھا کہ وہ مارکیٹ سے کم قیمت پر اس کے ہاتھوں فروخت کر دیا کرتے تھے جب کہ شہریوں کا بھی نقصان ہوتا تھا کہ ایک ہی تاجر کی اجارہ داری قائم ہونے کی بناء پر طلب و رسد کے اندر فرق واقع ہوتا تھا اور شہری اپنی ضروریات کے اندر ایک یا چند اشخاص کے محتاج ہو جاتے تھے۔ ایسا کرنا ممنوع ہے لیکن امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اگر تاجر، تجارتی قافلہ سے مارکیٹ کی قیمت میں دھوکہ اور تلبیس سے کام نہ لے نہ ہی ذخیرہ اندوزی یا دیگر ناجائز مقاصد کے لئے معاملہ کرے بلکہ جائز طریقہ سے حصول نفع (PROFIT) کیلئے معاملہ کرے تو اس کا جواز ہے کیونکہ احناف رحمہم اللہ کے نزدیک اس حکم کی ممانعت ایک علت اور وجہ کی بنیاد پر ہے اور وہ ہے "ضرر اور تلبیس"، یعنی دھوکہ دہی اور نقصان چنانچہ اگر کسی جگہ یہ علت پائی گئی تو وہاں پر تلقی جلب بالکل ممنوع ہوگا۔ لیکن اگر کسی جگہ پر علت نہیں پائی جا رہی ہے تو پھر تلقی جلب ممنوع نہ رہے گا بلکہ جائز ہو جائے گا۔ واللہ اعلم

(تکملہ فتح الملہم ۱، ۳۳۰۔۳۳۱)

قَالَ لَا تَلَقَّوُا الْجَلَبَ فَمَنْ تَلَقَّاهُ فَاشْتَرَى مِنْهُ فَإِذَا أَتَى سَيِّدُهُ السُّوقَ فَهُوَ بِالْخِيَارِ

اس نے مال کم قیمت پر فروخت کر دیا جب کہ مارکیٹ میں اس کی قیمت زیادہ ہے تو وہ اپنے نقصان پورا کرنے کا مستحق ہے)۔

باب-۳۱۹ باب تحريم بيع الحاضر للبادي

شہری کا دیہاتی کے مال کو بیچنا منع ہے

۱۵۵۰ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَ قَالَ زُهَيْرٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ

۱۵۵۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"شہری آدمی دیہاتی کا مال نہ فروخت کرے"۔ حضرت زہیرؒ نے اپنی روایت میں فرمایا کہ: "نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے شہری کو دیہاتی کا مال بیچنے سے"۔

۱۵۵۱ وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُتَلَقَّى الرُّكْبَانُ وَأَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ قَالَ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَوْلُهُ حَاضِرٌ لِبَادٍ قَالَ لَا يَكُنْ لَهُ سِمْسَارًا

۱۵۵۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اس بات سے کہ قافلوں سے بالا بالا مل کر معاملہ کر لیا جائے، اور اس سے کہ شہری، دیہاتی کا مال فروخت کرے،،۔
(راوی کہتے ہیں کہ) میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ شہری، دیہاتی کا مال فروخت نہ کرے،، اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا آڑ ھت نہ بنے۔

۱۵۵۲ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقِ اللَّهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ غَيْرَ أَنَّ فِي رِوَايَةِ يَحْيَى يُرْزَقُ

۱۵۵۲ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"شہری، دیہاتی کا مال فروخت نہ کرے، لوگوں کو چھوڑ دو، اللہ بعض کو بعض کے ذریعہ سے رزق عطا فرماتا ہے،،۔

۱۵۵۳ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۱۵۵۳ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث ہی کی طرح اس طریق سے بھی روایت کرتے ہیں۔

۱۵۵۴ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نُهِينَا أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ أَوْ أَبَاهُ

۱۵۵۴ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: ہمیں اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ شہری، دیہاتی کا مال فروخت نہ کرے، خواہ وہ اس کا بھائی یا باپ ہی ہو۔

۱۵۵۵ ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ نُهِينَا عَنْ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ

۱۵۵۵ ...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں منع کیا گیا ہے اس سے کہ شہری، دیہاتی کا مال فروخت کرے۔❶

باب-۲۲۰ باب حكم بيع المصراة

مصراۃ کی بیع کا بیان

۱۵۵۶ ...... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ مُوسَى بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنِ اشْتَرَى شَاةً مُصَرَّاةً فَلْيَنْقَلِبْ بِهَا فَلْيَحْلُبْهَا فَإِنْ رَضِيَ حِلَابَهَا أَمْسَكَهَا وَإِلَّا رَدَّهَا وَمَعَهَا صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ

۱۵۵۶ ...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص نے تصریہ کی ہوئی بکری خریدی، تو اسے لے کر واپس جائے اور اس کا دودھ دوہے، پھر اگر اس کے دودھ کی مقدار پر راضی ہو تو اس بکری کو روک لے اپنے ہی پاس اور اگر راضی نہ ہو تو لوٹا دے اور اس کے ایک صاع کھجور بھی دے دے۔"

۱۵۵۷ ...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ شَاةً مُصَرَّاةً فَهُوَ فِيهَا بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَرَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ تَمْرٍ

۱۵۵۷ ...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی حدیث منقول ہے اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے تصریہ کی ہوئی بکری خریدی تو اس کو تین دن کا خیار ہے اگر چاہے تو رکھ لے اور اگر چاہے تو واپس کر دے اور اس کے ساتھ ایک صاع کھجور بھی دے دے۔

۱۵۵۸ ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ بْنِ أَبِي

۱۵۵۸ ...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اس میں یہ ہے کہ

---

❶ شہری، دیہاتی کا مال فروخت نہ کرے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ شہری آدمی، دیہاتی سے جو اپنا مال گاؤں سے لے کر شہر میں فروخت کرنے آرہا ہے مثلاً زرعی اجناس وغیرہ یا ایک شہر کا آدمی دوسرے شہر میں مال لے کر آرہا ہے فروخت کرنے کے لئے تو اس شہر کا آدمی اس سے یہ کہتا ہے کہ دیکھو! تم اپنا مال خود مت فروخت کرو، تمہاری طرف سے تمہارا مال میں فروخت کر دیتا ہوں کیونکہ شہر کی مارکیٹ اور قیمتوں کا تمہیں اندازہ نہیں ہے جب کہ مجھے اپنے شہر کی مارکیٹ کا زیادہ علم ہے۔" گویا شہری، دیہاتی کا وکیل بن جائے تو ایسا کرے جمہور علماء کے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ اس میں دیہاتی کو بھی نقصان ہے اور اہل شہر کو بھی۔ اس واسطے کہ اگر وہ دیہاتی اپنا مال خود فروخت کرتا تو وہ عام لوگوں کو اس قیمت پر دیتا جس پر اس نے اس شہری وکیل کو دیا ہے اور وہ وکیل بعض اوقات قیمت میں اضافہ کر کے مہنگا فروخت کرتا ہے تو یہ اہل شہر کے لئے نقصان دہ ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس شہری نے مال اس کی مارکیٹ کی قیمت سے کم میں فروخت کر دیا تو اس صورت میں دیہاتی کا نقصان ہے۔ لہٰذا اگر کسی ایک جانب کا بھی نقصان کا اندیشہ ہو تو یہ بیع اور معاملہ ناجائز ہے۔ لیکن اگر نقصان کا اندیشہ نہ ہو تو احناف کے نزدیک اس کی اجازت ہے اور وجہ وہی ہے کہ یہ ممانعت بھی ایک وجہ سے مشروط ہے اور وہ وجہ نقصان اور ضرر ہے لہٰذا اگر یہ وجہ نہ رہے تو یہ بیع بھی ناجائز نہ رہے گی۔ واللہ اعلم (تکملہ فتح الملہم ار ۳۲۵)

رَوَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ يَعْنِي الْعَقَدِيَّ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنِ اشْتَرَى شَاةً مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ طَعَامٍ لَا سَمْرَاءَ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے تصریہ کی ہوئی بکری خریدی تو اس کو تین دن کا خیار ہے پس اگر اس کو واپس کرے تو اس کے ساتھ ایک صاع اناج کا دے دے لیکن گندم نہ دے۔

۱۵۵۹ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنِ اشْتَرَى شَاةً مُصَرَّاةً فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ لَا سَمْرَاءَ

۱۵۵۹ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو تصریہ کی ہوئی بکری خریدے اس کو دو باتوں کا خیار ہے اگر چاہے تو رکھ لے اور اگر چاہے تو واپس کر دے اور ایک صاع کھجور دیدے لیکن گندم نہ دے۔

۱۵۶۰ - وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ مَنِ اشْتَرَى مِنَ الْغَنَمِ فَهُوَ بِالْخِيَارِ

۱۵۶۰ ان اسناد کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے لیکن اس روایت میں لفظ شاۃ کی بجائے غنم کا لفظ ہے۔

۱۵۶۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا مَا أَحَدُكُمُ اشْتَرَى لِقْحَةً مُصَرَّاةً أَوْ شَاةً مُصَرَّاةً فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْلُبَهَا إِمَّا هِيَ وَإِلَّا فَلْيَرُدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ

۱۵۶۱ حضرت ہمام بن منبہ فرماتے ہیں کہ یہ صحیفہ ان احادیث پر مشتمل ہے جو ہم سے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیں پھر ان میں سے چند احادیث ذکر کیں اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب تم میں سے کسی نے دودھ چڑھی ہوئی اونٹنی یا بکری خریدی تو اسے دودھ دوہنے کے بعد دونوں باتوں کا اختیار ہے۔ چاہے تو اسے ہی رکھ لے اور چاہے تو اسے مالک کو لوٹا دے اور ساتھ میں ایک صاع کھجور بھی لوٹائے۔" ❶

---

❶ **مصراۃ** اس بکری یا اونٹنی کو کہا جاتا ہے جس کا مالک چند روز تک اس کا دودھ نہ دوہے بلکہ تھنوں میں رہنے دے تاکہ تھن دودھ سے بھرے نظر آئیں اور خریدار کو اس بکری یا اونٹنی کے خریدنے میں رغبت ہو۔

احادیث باب میں ایسی بکری کے خریدنے کا حکم نبی ﷺ نے یہ بتایا کہ اگر خریدنے والے کو خریدنے کے بعد یہ علم ہو گیا کہ یہ مصراۃ تھی اور حقیقتاً یہ کم دودھ دیتی ہے تو اسے بکری واپس لوٹانے اور اپنی ادا کی ہوئی قیمت واپس کرنے کا اختیار ہے لیکن اس صورت میں وہ فروخت کنندہ جس سے اس نے خریدی تھی کو ایک صاع اناج یا کھجور بھی لوٹائے۔ کیونکہ یہ ایک صاع کھجور عوض ہوگی اس دودھ کا جو اس نے استعمال کیا ہے۔

لیکن امام ابوحنیفہ کا مسلک اس معاملہ میں یہ ہے کہ خریدار کو بکری لوٹانے کا اختیار نہیں البتہ جو نقصان سے ہوا ہے اس کی تلافی بائع سے کر سکتا ہے کیونکہ تصریہ ہونا یہ بکری کا عیب نہیں ہے لہٰذا جب عیب نہیں تو اسے واپس کرنے کا اختیار بھی نہیں ہے، کیونکہ یہ حدیث دیگر احادیث صحیحہ اور قرآن، اجماع و قیاس کے مخالف ہے اور معارض ہے لہٰذا اس میں تاویل کی جائے گی۔

اور احناف میں سے علامہ ظفر احمد عثمانی تھانوی نے فرمایا کہ: اصل میں یہ عام قانون نہیں بیان کیا تھا رسول اللہ ﷺ (جاری ہے)

باب-۴۲۱

باب بطلان بيع المبيع قبل القبض

قبضہ سے قبل خریدار کا سامان کو آگے فروخت کرنا منع ہے

۱۵٦۲ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَقُتَيْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ مِثْلَهُ

۱۵٦۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے کوئی اناج وغیرہ خریدا تو وہ اسے آگے فروخت مت کرے یہاں تک کہ اس کو پورا پورا وصول کرلے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: "میں ہر چیز کو اسی پر قیاس کرتا ہوں"، (یعنی ہر چیز میں یہی حکم ہے)۔

۱۵٦۳ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ وَهُوَ الثَّوْرِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۱۵٦۳ ان اسناد کے ساتھ بھی سابقہ حدیث (جس نے کوئی اناج وغیرہ خریدا تو وہ اس کو آگے فروخت نہ کرے یہاں تک کہ اس کو پورا وصول کرلے) ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

۱۵٦٤ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ بِمَنْزِلَةِ الطَّعَامِ

۱۵٦٤ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کوئی اناج وغیرہ خریدے تو اس کو آگے قبضہ سے پہلے فروخت نہ کرے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ہر چیز کو غلہ کے حکم کی طرح ہی سمجھتا ہوں۔

۱۵٦٥ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَكْتَالَهُ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ لِمَ فَقَالَ أَلَا تَرَاهُمْ يَتَبَايَعُونَ بِالذَّهَبِ وَالطَّعَامُ مُرْجًا

وَلَمْ يَقُلْ أَبُو كُرَيْبٍ مُرْجًا

۱۵٦۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص نے اناج وغیرہ خریدا تو اسے فروخت نہ کرے حتیٰ کہ اسے وزن کرلے"۔

حضرت طاوس کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیوں؟ یہ حکم کس وجہ سے ہے؟ فرمایا کہ: کیا تم دیکھتے نہیں کہ: لوگ سونے وغیرہ کو کھانے (اناج وغیرہ) کے بدلے میعاد پر فروخت کرتے ہیں۔ (ابو کریب نے میعاد ذکر نہیں فرمایا)۔

(گذشتہ سے پیوستہ) نے بلکہ ایک مصالحتی فیصلہ فرمایا تھا جس پر فریقین راضی ہو جائیں، اور یہ ابدی قانون نہیں تھا۔ اس مسئلہ کی تفصیل اور تشریح کے لئے دیکھئے (اعلاء السنن ۱۳/ ۵۳ تکملہ فتح الملہم ۱/ ۳۴۴)

١٥٦٦...... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ

١٥٦٦...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جس شخص نے اناج وغیرہ خرید اتو اسے فروخت نہ کرے یہاں تک کہ اس پر پورا پورا قبضہ کرلے"۔

١٥٦٧...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ فَيَبْعَثُ عَلَيْنَا مَنْ يَأْمُرُنَا بِانْتِقَالِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي ابْتَعْنَاهُ فِيهِ إِلَى مَكَانٍ سِوَاهُ قَبْلَ أَنْ نَبِيعَهُ

١٥٦٧...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اناج خرید اکرتے تھے تو آپ ﷺ ہمارے پاس ایک آدمی بھیجتے تھے جو ہمیں حکم دیتا تھا کہ ہم اس خریدے ہوئے اناج کو اس جگہ سے جہاں خرید اتھا منتقل کرلیں کسی دوسری جگہ پر قبل اس کے ہم اس اناج کو آگے کسی کے ہاتھ فروخت کریں۔ [1]

١٥٦٨...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنِ اشْتَرَى طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ قَالَ وَكُنَّا نَشْتَرِي الطَّعَامَ مِنَ الرُّكْبَانِ جِزَافًا فَنَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَبِيعَهُ حَتَّى نَنْقُلَهُ مِنْ مَكَانِهِ

١٥٦٨...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جس شخص نے اناج وغیرہ خرید اتو جب تک اسے مکمل طور پر قبضہ میں نہ لے، آگے فروخت مت کرے"۔
فرماتے ہیں کہ ہم لوگ قافلہ والوں سے اناج وغیرہ ڈھیر کی صورت میں خریدتے تھے۔ آپ ﷺ نے ہمیں اس کو فروخت کرنے سے منع فرمادیا یہاں تک کہ اس اناج کو اس جگہ سے کہیں اور منتقل کردیں۔

١٥٦٩...... حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ

١٥٦٩...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

---

[1] بیع قبل القبض (TRANSACTION BEFOR POSSESSION) کے بارے میں ائمہ مجتہدین کے متعدد اقوال مروی ہیں۔ امام ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ عقار یعنی جائداد (PROPERTY) کے علاوہ دیگر تمام اشیاء میں بیع قبل القبض ناجائز ہے البتہ عقار (جائداد) میں جائز ہے کیونکہ بیع قبل القبض کی ممانعت اس وجہ سے ہے کہ اس میں نقصان اور دھوکہ کا اندیشہ ہے۔ جب کہ چیز کے ہلاک اور ضائع ہونے کا بھی اندیشہ ہے لہٰذا جس چیز کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو اس میں تو بیع القبض ناجائز ہے لیکن چونکہ عقار (جائداد، پلاٹ) وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جن میں عادۃً نقصان یا ضیاع کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا احنافؒ کے نزدیک جائداد میں تو بیع قبل القبض جائز ہے اس کے علاوہ دیگر میں جائز نہیں ہے۔
بیع قبل القبض کی ممانعت یہ عام لوگوں کے فوائد کے لئے ہے۔ اس میں بے شمار مصالح عامہ پوشیدہ ہیں۔ مثلاً ہمارے اس زمانہ میں جب کہ بین الاقوامی تجارت (INTERNAIONAL TREDING) کا دور ہے اور ہر چیز دوسرے ممالک سے منگوائی جاتی ہے اس میں بیع قبل القبض کی ممانعت کی ایک اور حکمت بھی سامنے آئی ہے وہ یہ کہ اکثر و بیشتر ہوتا یہ ہے کہ تاجر اور درآمد کنندہ دوسرے ملک مثلاً جاپان سے سامان خریدتا ہے۔ اب جاپان سے اس سامان کی شپمنٹ کے بعد جہاز روانہ ہوا تو بعض اوقات جہاز ہمارے ملک کی بندرگاہ (PORT) پر پہنچنے سے قبل ہی اس جہاز کے سامان کی کئی افراد کے ہاتھوں بیع ہو چکی ہوتی ہے، ظاہر ہے ہر بائع نفع کے ساتھ بیع کرتا ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ سامان جسے جاپان سے مثلاً ۱۰ روپے میں خریدا گیا تھا پاکستان پہنچنے کے بعد ۱۲ روپے کا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے نفع اور سرمایہ تو سرمایہ داروں کی جیب میں جاتا ہے اور غریب عوام کو وہ ساری اشیاء اصل قیمت سے کئی کئی گنا زیادہ قیمت پر ملتی ہے۔

بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنِ اشْتَرَى طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ وَيَقْبِضَهُ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جس نے اناج غلہ وغیرہ خریدا تو جب تک اس پر پورا پورا قبضہ نہ کر لے آگے فروخت نہ کرے"۔

۱۵۷۰ ...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ وَقَالَ عَلِيٌّ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ

۱۵۷۰ ...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غلہ خریدنے کے بارے میں فرمایا: اس کو قبضہ سے پہلے فروخت نہ کرو۔

۱۵۷۱ ...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُمْ كَانُوا يُضْرَبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذَا اشْتَرَوْا طَعَامًا جِزَافًا أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِ حَتَّى يُحَوِّلُوهُ

۱۵۷۱ ...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگوں کو اس بات پر مار پڑتی تھی کہ جب وہ اناج وغیرہ ڈھیر کی صورت میں خریدتے تھے اور اس ڈھیر کو اس کی جگہ سے کہیں اور منتقل کئے بغیر آگے فروخت کرتے تھے۔

۱۵۷۲ ...... وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ قَدْ رَأَيْتُ النَّاسَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذَا ابْتَاعُوا الطَّعَامَ جِزَافًا يُضْرَبُونَ فِي أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِمْ وَذٰلِكَ حَتَّى يُؤْوُوهُ إِلَى رِحَالِهِمْ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يَشْتَرِي الطَّعَامَ جِزَافًا فَيَحْمِلُهُ إِلَى أَهْلِهِ

۱۵۷۲ ...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دیکھا کہ لوگ جب اناج وغیرہ خریدتے ڈھیر کی صورت میں تو اس بات پر مار پڑتی تھی کہ وہ اسی جگہ پر اناج کی فروخت شروع کر دیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے مکانوں تک نہ لیجائیں۔ حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اناج غلہ ڈھیر کی صورت میں خرید کر اپنے گھر لے آتے تھے۔

۱۵۷۳ ...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنِ اشْتَرَى طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَكْتَالَهُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ مَنِ ابْتَاعَ

۱۵۷۳ ...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:
جس شخص نے اناج خریدا، جب تک اسے وزن نہ کرے آگے مت فروخت کرے"۔

۱۵۷۴ ...... حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا

۱۵۷۴ ...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں

عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ لِمَرْوَانَ أَحْلَلْتَ بَيْعَ الرِّبَا فَقَالَ مَرْوَانُ مَا فَعَلْتُ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَحْلَلْتَ بَيْعَ الصِّكَاكِ وَقَدْ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ حَتَّى يُسْتَوْفَى قَالَ فَخَطَبَ مَرْوَانُ النَّاسَ فَنَهَى عَنْ بَيْعِهَا قَالَ سُلَيْمَانُ فَنَظَرْتُ إِلَى حَرَسٍ يَأْخُذُونَهَا مِنْ أَيْدِي النَّاسِ

نے مروان (حاکم مدینہ) سے کہا کہ تو نے تو سودی بیع کو حلال کر دیا ہے مروان نے کہا کہ میں نے کیا کر دیا ہے؟ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تو نے سندات (چیکوں CHEQUES) کی بیع جائز کر دی ہے، جب کہ رسول اللہ ﷺ نے طعام کی بیع سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ پورا پورا قبضہ کر لے۔

یہ سن کر مروان نے لوگوں کو خطبہ دیا اور ایسی بیع سے منع کر دیا۔

حضرت سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا پولیس کے آدمیوں کو کہ لوگوں سے سندات کے کاغذ چھینے پھر رہے ہیں۔ ❶

۱۵۷۵ - حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا ابْتَعْتَ طَعَامًا فَلَا تَبِعْهُ حَتَّى تَسْتَوْفِيَهُ

۱۵۷۵ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ:

"جب تم اناج خریدو تو پورا پورا قبضہ کرنے سے قبل فروخت مت کیا کرو"۔

باب-۲۲۲ باب تحریم بیع صُبرة التمر المجهولة القدر بتمر

غیر معلوم الوزن کھجور کے ڈھیر کو کھجور کے عوض بیچنے کا حکم

۱۵۷۶ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الصُّبْرَةِ مِنَ التَّمْرِ لَا يُعْلَمُ مَكِيلَتُهَا بِالْكَيْلِ الْمُسَمَّى مِنَ التَّمْرِ

۱۵۷۶ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا:

"کھجور کے ایسے ڈھیر کو جس کا وزن معلوم نہ ہو، معلوم الوزن کھجور کے ڈھیر کے عوض فروخت کرنے سے"۔

۱۵۷۷ - حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ

۱۵۷۷ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح (حسب سابق) منع فرمایا لیکن اس حدیث مبارکہ کے آخر میں من التمر کا لفظ نہیں ہے۔

---

❶ صکاک جمع ہے صک کی۔ صک یعنی چیک (CHEQUE) اس تحریری دستاویز کو کہتے ہیں جس میں کسی آدمی کا قرض، دین وغیرہ کا وعدہ ہو۔ چونکہ چیک درحقیقت مال نہیں ہوتے بلکہ مال کی رسید یا سند ہوتے ہیں لہٰذا ان پر بیع کرنا جائز نہیں مثلاً کسی کے پاس ایک سند ہو جس میں کسی نے اس سے وعدہ کیا ہو کہ فلاں تاریخ کو مجھ سے اتنا گندم لے لینا۔ اب وہ صاحب دستاویز اس دستاویز کو فروخت کر دے تو یہ بیع ناجائز ہے کیونکہ یہ بیع المبیع قبل القبض ہے۔ البتہ شوافع کے نزدیک چیک کی بیع جائز ہے۔ لیکن خریدنے والا اسے آگے فروخت نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم (تکملہ فتح الملہم ۱/۳۴۰)

غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ مِنَ الثَّمَرِ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ

باب-۲۲۳ باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين
فریقین کے لئے خیارِ مجلس کے ثبوت کا بیان

۱۵۷۸..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الْبَيِّعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ

۱۵۷۸..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"بائع اور مشتری دونوں میں سے ہر ایک کو دوسرے پر اختیار ہے جب تک کہ دونوں جدا نہ ہو جائیں سوائے اس بیع کے جس میں اختیار کی شرط رکھی گئی ہو"۔❶

---

❶ حقوق مجردہ کی بیع کا حکم..... سابقہ احادیث میں بیان ہو چکا ہے کہ صکاک یعنی رقم کی دستاویز یا مال یا دَین (قرض) کی سند کی خرید و فروخت ناجائز ہے کیونکہ وہ بیع قبل القبض ہے اور خود وہ دستاویز کوئی مال نہیں ہے۔ ہمارے اس زمانہ میں اس قسم کا ایک اور معاملہ ہے جس کی خرید و فروخت عام طور پر جاری ہے اور وہ ہے حقوق کی خرید و فروخت مثلاً: گڈول، نشر و اشاعت کے حقوق وغیرہ۔ اس بارے میں فقہاء کرام کی عبارات زیادہ واضح نہیں ہیں اور مختلف ہیں۔ بعض فقہاء نے مطلقاً حقوق کی بیع کو ناجائز کہا ہے بعض نے جائز قرار دیا ہے جب کہ کچھ فقہاء نے استثناء کے ساتھ جائز قرار دیا ہے۔
یاد رکھنا چاہئے کہ دورِ حاضر میں حقوق کی کئی اقسام ہیں کئی نوعیتوں کے حقوق ہیں۔

۱۔ حقوق شرعیہ بعض حقوق تو وہ ہیں جنہیں شریعت نے مقرر کیا ہے اس میں قیاس کا کوئی دخل نہیں مثلاً: حق شفعہ، حق الولاء، حق القصاص، حق الطلاق وغیرہ۔ حقوق کی اس قسم کا حکم یہ ہے کہ ان کی خرید و فروخت یا ان حقوق کی دوسرے کو منتقلی جائز نہیں ہے۔ البتہ ان میں سے بعض حقوق میں مصالحت بالمال جائز ہے مثلاً: قتل عمد کے مرتکب سے وارث مقتول دیت پر صلح کر سکتے ہیں۔ اسی طرح مال کے عوض طلاق جسے خلع کہا جاتا ہے یہ بھی جائز ہے۔ لیکن ان حقوق کو فروخت کرنا بایں معنی کہ دوسرے کو اس کا حق منتقل ہو جائے یہ ممنوع اور حرام ہے۔

۲۔ حقوق وصولیٔ مال..... یہ وہ حقوق ہیں جو کسی لین دین اور معاملہ کے نتیجہ میں کسی کے لئے ثابت ہوئے ہوں۔ مثلاً: کسی نے کوئی چیز فروخت کی تو بائع کو وصولیٔ قیمت کا حق ہو گیا، یا کسی نے کسی کو قرض دیا تو اسے پورا قرض واپس لینے کا حق ہو گیا یا حکومت نے کسی کے لئے انعام کا اعلان کیا تو صاحبِ انعام کے لئے وصولیٔ انعام کا حق ثابت ہو گیا۔ اس قسم کے حقوق کی بیع درحقیقت حقوق کی بیع ہے ہی نہیں بلکہ یہ تو اس مال کی بیع ہے جو اس حق سے متعلق ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے۔ یہ ایسی چیز کی بیع ہے جو انسان کے پاس موجود نہیں یعنی بیع المبیع قبل القبض کی صورت ہے۔ جیسے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں گذر چکا ہے کہ صکاک (سندات) کی بیع ناجائز ہے۔
ھنڈی (BILLS OF EXCHANGE) کی خرید و فروخت کا حکم:۔ ہمارے دور میں ھنڈی جسے عربی کمبیالات اور انگریزی میں (BILLS OF EXCHANGE) کہتے ہیں اس کا کاروبار بہت زوروں پر رائج ہے۔ اس کی رائج صورت یہ ہے کہ جب کوئی تاجر اپنا مال فروخت کرتا ہے تو خریدار کے نام بل بناتا ہے بعض اوقات اس بل کی ادائیگی کسی آئندہ تاریخ میں واجب ہوتی ہے، اس بل کو دستاویزی شکل دینے کے لئے مدیون (جس نے ادائیگی کرنی ہے) اسے منظور کر کے اس پر دستخط کر دیتا ہے کہ میرے ذمہ فلاں تاریخ کو اس بل کی ادائیگی واجب ہے۔ اس کو عربی میں "کمبیلۃ"، اردو میں "ھنڈی"، اور انگریزی میں "بل آف ایکسچینج" کہا جاتا ہے۔
اب ہوتا یہ ہے کہ اس ھنڈی میں لکھا ہوا دین (قرض) تو مدیون سے مقررہ تاریخ پر ہی وصول کیا جا سکتا ہے لیکن دائن (صاحبِ حق) کو فوری طور پر رقم کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ کسی تیسرے شخص کو وہ بل پشت پر دستخط کر کے اس کے حوالے کر دیتا ہے..... (جاری ہے)

۱۵۷۹..... حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَلِيُّ ابْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ ح و حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

۱۵۷۹۔ ان مختلف طرق سے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یہی سابقہ حدیث (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بائع اور مشتری دونوں میں سے ہر ایک کو دوسرے پر اختیار ہے جب تک کہ دونوں جدا نہ ہو جائیں سوائے اس بیع کے جس میں اختیار کی شرط رکھی گئی ہو) روایت کی گئی ہے۔

۱۵۸۰..... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و

۱۵۸۰..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

(گذشتہ سے پیوستہ)۔ اور اس پر لکھی ہوئی رقم اس تیسرے شخص سے لے لیتا ہے اور ھنڈی کے حقوق اس تیسرے شخص کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ تیسرا شخص مل کی رقم میں کٹوتی بھی کرتا ہے۔ کیونکہ "بیع الدین من غیر من علیہ الدین"، کی قبیل سے ہے اور چونکہ یہ نقود (کرنسی) کی بیع کرنسی کے عوض تفاضل و تفدت کے ساتھ ہے لہٰذا ربوا (سود) ہونے کی وجہ سے بھی حرام ہے۔

۳۔ وہ حقوق جو صرف منافع ہی ہوں بالذات حقوق کی تیسری قسم وہ حقوق ہیں جن کے منافع اور فوائد ہی مقصود بالذات ہوں، مثلاً: حق المرور، راہداری اور راستہ کا حق، پانی کے بہنے کا حق وغیرہ۔ ان میں بیع کسی مالیت کی نہیں ہوتی بلکہ منافع کی ہوتی ہے۔
اس قسم کے حقوق کے بارے میں فقہاء احناف نے فرمایا: حق المسیل (پانی بہنے کا حق) ایسا حق ہے جو ایسی چیز سے متعلق ہے جسکے بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اور اس میں جہالت پائی جاتی ہے لہٰذا اس کی بیع نا جائز ہے۔ لیکن حق المرور کا معاملہ یہ ہے کہ بعض شرائط کے ساتھ مثلاً: معلوم المقدار ہو، جہالت مفضی الی النزاع نہ پائی جائے تو جواز ہے۔ واللہ اعلم

۴۔ تحریری اجازت والے حقوق حقوق کی چوتھی قسم وہ حقوق ہیں جن پر مجاز فرد یا ادارہ نے تحریراً اجازت دی ہو تحریر شدہ منافع کے حصول کی۔ مثلاً: ڈاک ٹکٹ، مجاز اتھارٹی نے ان کے استعمال کی اجازت دی ہے کہ ہر وہ شخص جس کے پاس یہ ٹکٹ ہو وہ اسے استعمال کر سکتا ہے، یا مثلاً ریل گاڑی، ہوائی جہاز وغیرہ کے ٹکٹ، ہر حال ٹکٹ اس ٹکٹ پر حاصل ہونے والے منافع کو استعمال کر سکتا ہے، اس قسم کے حقوق کی بیع میں یہ حکم ہے کہ اگر مجاز اتھارٹی نے کسی شخص مخصوص کے نام پر ٹکٹ جاری کیا ہو تو اس کی بیع ناجائز ہے جیسے ہوائی جہاز کے ٹکٹ کہ ہوائی کمپنی صرف اس مخصوص شخص کی ٹکٹ جاری کرتی ہے دوسرا اس پر سفر نہیں کر سکتا۔ لیکن جہاں مجاز اتھارٹی نے متعین طور پر کسی کو اجازت نہ دی ہو بلکہ ہر حال اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہو مثلاً ڈاک ٹکٹ وغیرہ تو ان کی بیع جائز ہے۔ واللہ اعلم
علاوہ ازیں تالیف و تصنیف کے حقوق یا طباعت کے حقوق وغیرہ تو ان کے بارے میں علماء متاخرین نے فتویٰ دیا کہ مصنف کو تو اجازت ہے حقوق کی بیع اور اس پر منافع کے حصول کی لیکن حقوق طبع و نشر کی بیع جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم (انتہیٰ خلاصہ از تکملہ فتح الملہم ار ۳۶۳ تا ۳۶۵)

حدَّثنا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَكَانَا جَمِيعًا أَوْ يُخَيِّرُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَإِنْ خَيَّرَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَتَبَايَعَا عَلَى ذَلِكَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ وَإِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ أَنْ تَبَايَعَا وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا الْبَيْعَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جب دو آدمی بیع کریں تو دونوں میں سے ہر ایک کو جدا ہونے سے پہلے پہلے تک اختیار حاصل ہے (بیع کو ختم کرنے کا) یا یہ کہ ایک دوسرے کو اختیار دے، اور دونوں اس پر بیع کرلیں تو اب بیع واجب ہوگئی (کیونکہ ایک نے دوسرے کو نفاذ بیع کا اختیار دے کر اپنا حق خیار ختم کردیا) اور اگر دونوں بیع کے بعد جدا ہوگئے اور کسی نے بھی بیع کو چھوڑا نہیں (فسخ نہیں کیا) تب بھی بیع لازم ہوگئی۔

۱۵۸۱......وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَمْلَى عَلَيَّ نَافِعٌ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا تَبَايَعَ الْمُتَبَايِعَانِ بِالْبَيْعِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ مِنْ بَيْعِهِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ يَكُونُ بَيْعُهُمَا عَنْ خِيَارٍ فَإِذَا كَانَ بَيْعُهُمَا عَنْ خِيَارٍ فَقَدْ وَجَبَ زَادَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي رِوَايَتِهِ

قَالَ نَافِعٌ فَكَانَ إِذَا بَايَعَ رَجُلًا فَأَرَادَ أَنْ لَا يُقِيلَهُ قَامَ فَمَشَى هُنَيَّةً ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ

۱۵۸۱ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جب دو آدمیوں نے خرید وفروخت کا معاملہ کیا تو دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہے بیع کے بارے میں (ختم کرنے یا باقی رکھنے کا) جب تک کہ جدا نہ ہوجائیں۔ یا یہ کہ دونوں کے درمیان کسی ایک کے اختیار پر بیع ہورہی ہو تو اب بیع واجب ہوگئی۔
حضرت ابن ابی عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی آدمی سے کوئی معاملہ کرتے اور یہ چاہتے کہ معاملہ ختم ہوجائے تو اٹھ کر چند قدم چلتے پھر واپس لوٹ آتے تاکہ مجلس جدا ہوجائے اور فریق ثانی کا بیع کے فسخ کرنے کا حق بھی ختم ہوجائے)۔

۱۵۸۲...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلُّ بَيِّعَيْنِ لَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتَّى يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعُ الْخِيَارِ

۱۵۸۲...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"ہر دو متعاقدین (معاملہ کرنے والے) کے درمیان بیع اس وقت تک واجب نہ ہوگی جب تک کہ دونوں (اس مجلس سے) جدا نہ ہوجائیں سوائے بیع خیار کے (جس میں کسی ایک فریق کے اختیار پر بیع ہوتی ہے تو وہ بیع فوراً لازم ہوجاتی ہے۔) ❶

---

❶ خیار مجلس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک متعاقدین یعنی خرید وفروخت کرنے والے فریقین معاملہ کی مجلس میں موجود ہیں تو اس وقت تک دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہے بیع کو ختم کرنے کا۔ مثلاً زید اور بکر کے درمیان کوئی معاملہ ہوا، زید نے کہا کہ یہ کتاب میں نے تمہیں تیس روپے میں فروخت کی۔ بکر نے کہا میں نے خریدی یعنی ایجاب وقبول ہوگیا لیکن ابھی دونوں اسی مجلس میں موجود ہیں جدا نہیں ہوئے تو احادیث بالا کی رو سے دونوں کو بیع ختم کرنے کا اختیار ہے۔ لیکن یہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا مسلک ہے۔ اگر اسی مجلس میں ایک نے بیع ختم کرنے کا مطالبہ کردیا تو بیع لازم نہ ہوگی۔ دوسرے الفاظ میں ان کے نزدیک خیار مجلس سے مراد تفرق بالابدان (جاری ہے)

۱۵۸۳۔۔۔۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا

۱۵۸۳۔۔۔۔حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"بیع وشراء کرنے والے فریقین کو جدا ہونے سے پہلے پہلے تک (بیع ختم کرنے وغیرہ کا) اختیار ہے، پھر اگر دونوں سچ بات کریں اور (شئی کی) حقیقت بیان کردیں گے تو ان کے معاملہ میں برکت کردی جائے گی اور اگر جھوٹ بولیں گے اور عیب وغیرہ کو چھپائیں گے تو ان کی بیع سے برکت مٹادی جائے گی"۔

۱۵۸۴۔۔۔۔حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ قَالَ مُسْلِم بْنُ الْحَجَّاجِ وُلِدَ حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ فِي جَوْفِ الْكَعْبَةِ وَعَاشَ مِائَةً وَعِشْرِينَ سَنَةً

۱۵۸۴۔۔۔۔اس سند سے بھی حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی ﷺ سے یہی حدیث روایت کرتے ہیں کہ:
"امام مسلم بن الحجاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علیہ نے فرمایا کہ: حضرت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حزام کعبہ کے اندر پیدا ہوئے اور ایک سو بیس برس تک زندہ رہے۔

باب-۲۲۴ باب من يخدع في البيع
بیع میں دھوکہ کھانے والے کا بیان

۱۵۸۵۔۔۔۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ ذَكَرَ رَجُلٌ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوعِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَكَانَ إِذَا بَايَعَ يَقُولُ لَا خِيَابَةَ

۱۵۸۵۔۔۔۔حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی کا تذکرہ کیا گیا کہ وہ بیع وغیرہ میں (عموماً) دھوکہ کھا جاتا ہے (اپنی سادہ لوحی کی بناء پر) رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا کہ:
"جب تم کسی سے بیع وشراء کیا کرو تو کہہ دیا کرو کہ: دھوکہ نہیں ہے (دین میں)"۔ چنانچہ اس کے بعد جب بھی وہ بیع کرتے تو یہی کہتے کہ دھوکہ

(گذشتہ سے پیوستہ)۔۔۔۔۔ یعنی جسمانی جدائی ہے۔ جب کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک تفرق بالابدان نہیں تفرق بالالفاظ کا اعتبار ہے یعنی جب دونوں نے ایجاب وقبول کرلیا اور خاموش ہوگئے تو اب خیارِ مجلس یعنی اس مجلس کی حد تک بیع ختم کرنے کا اختیار ختم ہوگیا۔ اس کے بعد تو صرف نہ دیکھنے کی بنیاد پر یا کسی شرط کی بنیاد پر بھی اختیار اگر رکھا گیا ہو باقی رہتا ہے۔ جسے فقہاء اصطلاح میں خیارِ رؤیت اور خیارِ عیب کہا جاتا ہے۔
اس سلسلہ میں احنافؒ قرآن کریم کی ان متعدد آیات سے استدلال کرتے ہیں جن میں ایفاءِ وعد اور معاملات میں عقد ومعاہدہ کی پابندی کا حکم دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

نہیں ہو (دین میں)۔❶

۱۵۸۶۔۔۔۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا فَكَانَ إِذَا بَايَعَ يَقُولُ لَا خِيَابَةَ.

۱۵۸۶۔۔۔۔اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ جب وہ بیع کرتے تو یہ کہتے کہ لا خیابۃ یعنی دھوکہ نہیں ہے (دین میں)۔

باب-۲۲۵ باب النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها بغير شرط القطع

پھلوں کی بور آنے سے قبل بیع کی ممانعت کا بیان

۱۵۸۷۔۔۔۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۱۵۸۷۔۔۔۔حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا پھلوں کی بیع کرنے سے اس سے قبل کہ اس کی

---

❶ ان صحابی کا نام حبان بن منقذ الانصاریؓ تھا، طویل العمری کی بناء پر ان کی عقل و ہوش میں ضعف آگیا تھا نبی ﷺ نے انہیں فرمایا کہ جب بیع کیا کرو تو کہہ دیا کرو کہ دھوکہ نہیں ہے تاکہ وہ دھوکہ دینے سے اجتناب کرے۔

پھر ایسے شخص کے بارے میں جو معاملات میں عموماً اپنی سادہ لوحی یا کم عقل کی بناء پر دھوکہ وفریب کا شکار ہو جاتا ہو۔ امام احمدؒ بن حنبل اور امام مالکؒ کے نزدیک حکم یہ ہے کہ اگر ایسا شخص کسی دھوکہ کا شکار ہو جائے اور قیمت کے اندر واضح فرق ہو جس کی مقدار بعض علمائے مالکیہ نے ایک تہائی بتلائی ہے تو اس کو چیز واپس کر کے معاملہ ختم کرنے کا اختیار ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک اختیار نہیں ہے کیونکہ دونوں عاقل بالغ تھے اور دونوں کی مکمل رضا سے معاملہ بیع کا انعقاد ہوا ہے۔

لیکن فی زمانہ متاخرین احناف نے فتویٰ دیا ہے کہ اگر غبن فاحش ہو اور بہت زیادہ نقصان ہو تو اسے رد بیع یعنی چیز واپس کر کے قیمت واپس لینے کا اختیار حاصل ہوگا۔ واللہ اعلم

خیارِ شرط کا بیان۔۔۔۔سابقہ احادیث میں نبی ﷺ نے معاملات میں دھوکہ کھانے والے صحابی حبان بن منقذ الانصاریؓ کو حکم فرمایا کہ جب کسی سے معاملہ کریں تو اس کو یاد دھانی کرا دیں کہ دھوکہ اسلام میں نہیں ہے لہٰذا انہیں دھوکہ نہ دے۔ انہی احادیث سے فقہاءؒ نے "خیارِ شرط" جو فقہ کے ابواب البیوع کا ایک اہم باب ہے کا ثبوت نکالا کہ بیع کے وقت اگر فریقین میں سے کوئی یہ شرط لگا دے کہ مجھے چیز کو خریدنے یا واپس کرنے کا اختیار ہوگا تو یہ خیارِ شرط کہلاتا ہے اور احادیث مذکورہ کی بناء پر اس کا جواز ہے۔ اگرچہ خیارِ شرط مقتضائے عقد کے خلاف ہے۔ کیونکہ عقد کا مقتضا تو یہ تھا کہ جب فریقین میں باہمی رضامندی سے ایجاب وقبول ہو گیا تو اب کسی فریق کو ردّ وقبول کا اختیار نہ ہو۔ لیکن اگر کوئی اس اختیار کے استعمال کی شرط کرے بیع کے وقت تو اس کا جواز ہے۔ البتہ اس اختیار کی ایک مدت متعین ہے جس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک خیارِ شرط کی مدت زیادہ سے زیادہ تین دن ہے لہٰذا تین دن کے بعد خیارِ شرط کے استعمال کا کسی فریق کو حق نہ ہوگا۔

امام احمدؒ بن حنبل کے نزدیک مدت کا تعین فریقین کی رضامندی سے مشروط ہے۔ یعنی جس مدت پر بھی فریقین راضی ہو جائیں وہی مدت معتبر ہوگی۔

امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اصل میں خیارِ شرط قیاس کے خلاف مشروع ہے کیونکہ شرط خیار مقتضائے عقد کے منافی ہے لیکن اس کی مشروعیت حبانؓ بن منقذ کے معاملہ سے ہوئی لہٰذا اسے شریعت کے مورد پر ہی رکھا جائے گا اور احادیث میں تین دن سے زائد کے اختیار کے بارے میں کچھ ثابت نہیں ہے۔ واللہ اعلم

نهى عـــن بيع الثمر حتى يبدو صـــلاحها نـــهى البائع والمبتاع

صلاحیت ظاہر ہو۔ (بور آنے سے قبل بیع و شراء سے منع فرمایا) بائع کو فروخت کرنے سے اور خریدار کو خریدنے سے منع فرمایا۔

۱۵۸۸...... حدثنا ابن نمير حدثنا أبي حدثنا عبيد الله عن نافع عن ابن عمر عن النبي ﷺ بمثله

۱۵۸۸...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی سابقہ حدیث ہی کی مثل اس سند سے روایت مروی ہے۔

۱۵۸۹...... وحدثني علي بن حجر السعدي وزهير بن حرب قالا حدثنا إسمعيل عن أيوب عن نافع عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ نهى عن بيع النخل حتى يزهو وعن السنبل حتى يبيض ويأمن العاهة نهى البائع والمشتري

۱۵۸۹...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی بیع سے منع فرمایا یہاں تک کہ اس میں سرخی یا زردی آ جائے (جو علامت ہے پھل کے پکنے کی) اسی طرح گندم کی بالی کی بیع سے منع فرمایا حتیٰ کہ سفید ہو جائے اور آفت (قدرتی) سے محفوظ ہو جائے۔ اور بائع و خریدار دونوں کو منع فرمایا (کہ نہ بائع فروخت کرے نہ خریدار خریدے)۔

۱۵۹۰...... حدثني زهير بن حرب حدثنا جرير عن يحيى بن سعيد عن نافع عن ابن عمر قـــال قال رسول الله ﷺ لا تبتاعـــوا الثمر حتى يبدو صلاحه وتذهب عنه الآفة قـــال يبدو صلاحه حمرته وصفرته

۱۵۹۰...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"پھل مت فروخت کرو یہاں تک کہ اس کا بور ظاہر ہو جائے اور اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ختم ہو جائے"۔

فرمایا کہ اس کی صلاح ظاہر ہونے سے مراد یہ ہے کہ پھل سرخ ہو جائے یا زرد ہو جائے۔

۱۵۹۱...... وحدثنا محمد بن المثنى وابن أبي عمر قالا حدثنا عبد الوهاب عـــن يحيى بهذا الإسناد حتى يبدو صلاحه لم يذكر ما بعده

۱۵۹۱...... ان اسناد کے ساتھ بھی یہی سابقہ حدیث مروی ہے لیکن اس روایت میں صلاحیت کی علامت (سرخی یا زردی) ذکر نہیں کی۔

۱۵۹۲...... حدثنا ابن رافع حدثنا ابن أبـــي فديك أخبرنا الضحاك عن نافع عن ابن عمر عـــن النبي ﷺ بمثل حديث عبد الوهاب

۱۵۹۲...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے حدیث عبد الوہاب کی مثل روایت بیان فرماتے ہیں۔

۱۵۹۳...... حدثنا سويد بن سعيد حدثنا حفص بـــن ميسرة حدثني موسى بن عقبة عـــن نافع عن ابن عمر عن النبي ﷺ بمثل حديث مالك وعبيد الله

۱۵۹۳...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے حدیث مالک و عبید اللہ کی مثل روایت بیان فرماتے ہیں۔

۱۵۹۴...... حدثنا يحيى بن يحيى ويحيى بن أيوب وقتيبة وابن حجر قال يحيى بن يحيى أخبرنا و قال الآخرون حدثنا إسمعيل وهو ابن جعفر عن عبد

۱۵۹۴...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"پھل کو اس کی صلاح ظاہر ہونے تک مت فروخت کرو"۔

اللہِ بْنِ دِینَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ ﷺ لَا تَبِیعُوا الثَّمَرَ حَتَّی یَبْدُوَ صَلَاحُهُ

۱۵۹۵......وحَدَّثَنِیهِ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْیَانَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ کِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ دِینَارٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِي حَدِیثِ شُعْبَةَ فَقِیلَ لِابْنِ عُمَرَ مَا صَلَاحُهُ قَالَ تَذْهَبُ عَاهَتُهُ

۱۵۹۵ ... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ لیکن اس اضافہ کے ساتھ کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ اس کی صلاح سے کیا مراد ہے؟ فرمایا کہ:
اس کی آفت یعنی ضائع ہونے کا اندیشہ جاتا رہے۔

۱۵۹۶......حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیَی أَخْبَرَنَا أَبُو خَیْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ یُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَیْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَی أَوْ نَهَانَا رَسُولُ اللہِ ﷺ عَنْ بَیْعِ الثَّمَرِ حَتَّی یَطِیبَ

۱۵۹۶ ... حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا ہمیں پھلوں کو فروخت کرنے سے یہاں تک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں (ضائع ہونے کے اندیشہ سے محفوظ نہ ہو جائیں)۔

۱۵۹۷......حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَا حَدَّثَنَا زَکَرِیَّاءُ بْنُ إِسْحَقَ

۱۵۹۷ ... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا یہاں تک کہ ان پھلوں کی صلاح ظاہر ہو جائے۔[1]

---

[1] مندرجہ بالا احادیث میں "بدو صلاح" (صلاح ظاہر ہونے) سے قبل پھلوں کی بیع سے منع فرمایا گیا ہے، بدو صلاح سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں مختلف اقوال ائمہ سلف سے منقول ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس سے مراد ہے پھلوں کا کسی آفت اور ضیاع کے اندیشہ سے محفوظ ہو جانا۔ اور مقصد یہ ہے کہ جب تک پھلوں کی فصل کے بارے میں یہ عمومی اطمینان نہ ہو جائے کہ اب اس پر کوئی ایسی آفت نہیں پڑے گی جس کے نتیجہ میں پھل ضائع ہو جائے اس وقت تک پھلوں کی بیع یعنی پھلوں کے باغات اور فصلوں کی بیع ناجائز ہے۔
چونکہ پھلوں میں ہوتا یہ ہے کہ پورے پورے باغات اور فصلوں کی بیع ہو جاتی ہے اور ابھی درختوں پر بور بھی نہیں آیا ہوتا۔ چونکہ اس صورت میں یہ غالب اندیشہ ہوتا ہے کہ پھلوں پر کوئی آسمانی آفت مثلاً بارش ہو جائے یا بجلی گر پڑے جو پوری فصل کو تباہ کر دے یا کوئی ایسی بات ہو جائے کہ درختوں پر پھل خراب آ جائے یا آئے ہی نہیں تو چونکہ پھل آنے سے قبل بیع میں خریدار ان سب باتوں سے لاعلم ہوتا ہے لہٰذا ایسی بیع سے منع فرمایا گیا۔
اور صلاح ظاہر ہونے سے مراد یہ ہے کہ پکنے کے آثار ظاہر ہو جائیں۔ علامہ عینیؒ نے فرمایا کہ پھلوں کی نوعیت کے اعتبار سے ہر پھل کی صلاح مختلف ہے۔ کسی پھل میں مٹھاس کا آ جانا اس کی صلاح ہے، کسی میں سرخی یا سفیدی یا سواد (سیاہی) کا آ جانا اس کی صلاح ہے۔ بہرکیف! ایسی تمام بیوع ناجائز اور حرام ہیں۔ (مخلصاً از عمدۃ القاری)

پھلوں کی بیع کی تین صورتیں ہیں

ایک یہ کہ بور آنے اور پھل ظاہر ہونے سے پہلے ہی بیع کر لی جائے۔ یہ مطلقاً ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ یہ معدوم کی بیع ہے یعنی ایسی شی کی بیع جو ابھی وجود میں نہیں آئی۔ لہٰذا یہ بالکل حرام ہے۔
دوسری صورت یہ ہے کہ پھل ظاہر ہو جانے کے بعد پکنے کے آثار ظاہر ہونے سے قبل بیع کی جائے۔ اس کی...... (جاری ہے)

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ

۱۵۹۸...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ فَقَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يَأْكُلَ مِنْهُ أَوْ يُؤْكَلَ وَحَتَّى يُوزَنَ قَالَ فَقُلْتُ مَا يُوزَنُ فَقَالَ رَجُلٌ عِنْدَهُ حَتَّى يُحْزَرَ

۱۵۹۸...... حضرت ابوالبختری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کھجور کے درختوں کی بیع کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے کھجور کے درختوں کی بیع سے یہاں تک کہ وہ اس قابل ہو جائیں کہ ان کے پھلوں کو کھایا جاسکے۔ میں نے کہا کہ وزن کرنے کے کیا معنی؟ تو ان کے پاس موجود ایک شخص نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں کاٹ کر رکھ لیا جائے۔

۱۵۹۹...... حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تَبْتَاعُوا الثِّمَارَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا

۱۵۹۹...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"پھلوں کو مت فروخت کرو۔ یہاں تک کہ ان کی صلاح (پکنے کے آثار) ظاہر ہو جائیں"۔

(گذشتہ سے پیوست)...... تین صورتیں ہیں۔ پہلی صورت تو یہ ہے کہ بائع، خریدار کو پابند کردے اس بات کا درخت پر سے پھل فی الفور کاٹ لے، درختوں پر نہ رہنے دے، یہ صورت بالاجماع جائز ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ خریدار یہ شرط لگادے کہ وہ پھل درختوں پر ہی رہنے دے گا پکنے کے وقت تک اس شرط کے ساتھ بیع کرنا بالکل ناجائز ہے۔ کسی کے نزدیک بھی اس کا جواز نہیں۔

تیسری صورت یہ ہے کہ بیع بغیر کسی شرط کے علی الاطلاق منعقد ہو، نہ کاٹنے کی شرط ہو نہ درخت پر چھوڑنے کی۔ اس تیسری صورت میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس صورت میں بیع جائز ہوگی اور بائع کے لئے اجازت ہوگی کہ وہ خریدار کو مجبور کرے پھل کاٹنے پر۔ دلائل کے لئے دیکھئے۔ (فتح الباری، تکملہ فتح الملہم)

تیسری صورت یہ ہے کہ پکنے کے آثار ظاہر ہونے کے بعد یعنی بدو صلاح کے بعد بیع کی جائے۔ اس کی بھی تین صورتیں ہیں ۱۔ ایک یہ کہ کاٹنے کی شرط کے ساتھ بیع ہو ۲۔ دوسری یہ کہ درختوں پر چھوڑنے کی شرط کے ساتھ بیع ہو اور ۳۔ تیسری یہ کہ مطلقاً بغیر کسی شرط کے بیع کی جائے۔

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک پہلی اور تیسری صورت جائز ہے، دوسری صورت یعنی اگر درختوں پر پھل چھوڑنے کی شرط رکھی گئی ہو تو یہ ناجائز ہے اور بیع فاسد ہوگی۔

فی زمانہ پھلوں کی بیع کا حکم ...... یہ ساری مذکورہ بالا تفصیل تو حدیث باب کی تشریح تھی۔ لیکن دور حاضر میں اکثر ممالک اور بلاد میں یہی رواج ہے کہ پھلوں کو درخت سے اتارنے کے بعد فروخت نہیں کیا جاتا بلکہ ابھی وہ درختوں پر ہی لٹکے ہوئے ہوتے ہیں بلکہ بعض دفعہ تو ابھی پھلوں کا ظہور بھی نہیں ہوا ہوتا لیکن پورے پورے باغات کی فروخت ہو جاتی ہے۔ اور اس شرط کے ساتھ ہوتی ہے کہ مشتری (خریدار) یہ شرط لگاتا ہے کہ پکنے کا زمانہ آنے تک پھل درخت پر ہی لگے رہیں گے۔ اب حدیث بالا کی رو سے تو یہ معاملہ بالکل ناجائز ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا جاچکا ہے کہ یہ معدوم کی بیع ہے۔ لیکن حرام کہنے کی صورت میں صورتحال یہ ہوگی کہ بازار...... (جاری ہے)

باب-۲۲۶ باب تحريم بيع الرُّطب بالتمر إلا في العرايا

تر کھجور کو خشک کھجور کے عوض بیچنا حرام ہے سوائے عرایا کے

۱۶۰۰ ..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَحَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي رِوَايَتِهِ أَنْ تُبَاعَ

۱۶۰۰ ..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے پھل کی صلاح ظاہر ہونے سے قبل اسے بیچنے سے۔ اور اس بات سے کہ تر کھجور کو خشک کھجور کے عوض فروخت کیا جائے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرایا میں اس کی اجازت دی ہے۔

اور ابن نمیر کی روایت میں یہ اضافہ موجود ہے کہ عرایا کو فروخت کرنے کی اجازت دی ہے۔

۱۶۰۱ ..... وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ وَاللَّفْظُ لِحَرْمَلَةَ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَلَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَحَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ سَوَاءً

۱۶۰۱ ..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

پھلوں کو ان کی صلاح ظاہر ہونے سے قبل مت خریدا کرو اور درخت پر لگی کھجور کو اتری ہوئی کھجور کے عوض مت خریدا کرو۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہی حدیث مروی ہے۔

۱۶۰۲ ..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ

۱۶۰۲ ..... حضرت سعید بن المسیب (مرسلاً) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے مزابنہ اور محاقلہ سے۔ مزابنہ یہ ہے کہ کھجور کے درخت پر موجود پھل کو کٹے ہوئے پھل کے عوض فروخت کیا جائے اور

(گذشتہ سے پیوستہ) ..... میں کوئی ایک پھل بھی ایسا نہیں ہوگا جس کا کھانا جائز ہو۔ اسی وجہ سے فقہاء اس معاملہ میں ایک عرصے سے پریشان رہے ہیں اور اس بارے میں مختلف تحقیقات واجتہادات کیے گئے۔ ان سب تحقیقات واجتہادات کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ فقہاء احناف رحمہم اللہ میں سے شمس الائمہ حلوائی، علامہ ابن عابدین شامیؒ، صاحب ردالمحتار، علامہ انور شاہ کشمیری صاحب فیض الباری شرح بخاری اور دیگر فقہاء نے بعض شرائط کے ساتھ بعض صورتوں میں شامل اور رواج اور عرف میں رائج ہو جانے کی بناء پر اس کے جواز کی گنجائش نقل کی ہے، استحساناً۔ قیاس کے اعتبار سے تو یہ معاملات ناجائز ہونے چاہئیں لیکن استحسان (جو فقہ اسلام کا ایک اہم ذریعہ اجتہاد واستنباط ہے کے اعتبار سے اس کے جواز کی گنجائش نقل کی گئی ہے۔ بہرحال یہ معاملہ مختلف فیہ ہے اسی بناء پر حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بازار کے فروخت شدہ پھل نہیں کھاتے تھے۔ اس مسئلے کی تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے۔

(تکملہ فتح الملہم ج ۱ ر ۳۹۲ تا ۳۹۶)

الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ يُبَاعَ ثَمَرُ النَّخْلِ بِالتَّمْرِ وَالْمُحَاقَلَةُ أَنْ يُبَاعَ الزَّرْعُ بِالْقَمْحِ وَاسْتِكْرَاءُ الْأَرْضِ بِالْقَمْحِ قَالَ وَأَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَلَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ وَ قَالَ سَالِمٌ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ رَخَّصَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِالرُّطَبِ أَوْ بِالتَّمْرِ وَلَمْ يُرَخِّصْ فِي غَيْرِ ذٰلِكَ

محاقلہ یہ ہے کہ بالیوں میں لگا ہوا گیہوں کٹے ہوئے گیہوں کے عوض فروخت کیا جائے اور آپ ﷺ نے منع فرمایا اس بات سے کہ زمین کو گیہوں کو عوض کرایہ پر دیا جائے۔

اور حضرت سعیدؒ نے فرمایا کہ مجھے سالم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: پھلوں کو ان کی صلاح ظاہر ہونے سے قبل مت خریدو، نہ ہی کھجور کے عوض درخت پر موجود کھجور کو خریدو۔

اور حضرت سالمؒ نے فرمایا کہ مجھے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ثابت کے حوالہ سے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عریّہ کی بیع میں اس کی اجازت دی ہے کہ تر کھجور کو خشک کے عوض فروخت کیا جائے، لیکن عریہ کی علاوہ میں اس کی اجازت نہیں دی۔ [1]

---

[1] اس حدیث میں نبی ﷺ نے چند خاص معاملات بیع وشراء سے منع فرمایا ہے، ان میں سے ایک تو یہ ہے جس کی تشریح یہ ہے کہ درخت پر لگے ہوئے پھل کو کٹی ہوئی کھجور کے عوض فروخت کیا جائے، اور یہ حرام ہے، کیونکہ اس میں زیادتی کا امکان ہے کیونکہ درخت پر موجود پھل کو تو وزن نہیں کیا جا سکتا صرف اندازہ ہی سے اسے فروخت کیا جا سکتا ہے جس میں کمی بیشی کا لازمی امکان ہے جو ربا (سود) کے حکم میں ہے۔

محاقلہ کی تفسیر یہ ہے کہ خوشہ میں موجود گیہوں کو کٹی ہوئی صاف گندم کے عوض فروخت کیا جائے، گویا مزابنہ تو درختوں کی پیداوار میں ہوتی ہے اور محاقلہ کھیت اور زراعت کی پیداوار میں ہوتی ہے۔ یہ ممنوع ہے۔

اسی طرح زمین کو اس شرط پر کرائے پر دینا کہ اس کی پیداوار کا حصہ اس کا کرایہ (اجرت زمین) ہوگی یہ بھی ناجائز ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک۔ لیکن امام ابو یوسف اور امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ یہ معاملہ اس وقت ناجائز ہوگا جب کہ پیداوار کے متعین حصہ کو کرایہ مقرر کیا جائے (FIXD) حصہ متعین کر لیا جائے۔ مثلاً یوں کہا جائے کہ کل پیداوار کا دس کلو یا دس من وغیرہ کرایہ ہوگا تو یہ ناجائز ہے۔ لیکن اگر حصہ مشاع کو کرایہ طے کیا جائے مثلاً یوں کہا جائے کہ کل پیداوار کا ۲۰ دس فیصد حصہ کرایہ ہوگا تو یہ جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ عند الاحناف یہ جان لینا چاہئے کہ مزابنہ تمام فقہاء کے نزدیک حرام ہے لیکن احادیث بالا میں یہ استثناء منقول ہے کہ آپ ﷺ نے عرایا میں اس کی اجازت دی ہے۔

عرایا کے کیا معنی ہیں؟ اس کی تشریح و توضیح میں فقہاء کے مختلف اقوال منقول ہے۔

امام شافعیؒ کے نزدیک مزابنہ اور عرایا میں کوئی فرق نہیں سوائے مقدار کے۔ یعنی اگر درخت پر لٹکے ہوئے پھل کو کٹی ہوئی کھجور کے عوض فروخت کیا جائے تو دیکھا جائے گا اگر پانچ وسق (ایک پیمانہ) سے کم مقدار ہو تو یہ عرایا ہے اور جائز ہے اور اگر پانچ وسق سے زائد مقدار ہو تو ناجائز ہے۔

جب کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک عرایا کی تفسیر کچھ اس طرح ہے کہ:

"کسی شخص کے کچھ باغات ہوتے تھے اور ان باغات میں سے وہ بعض درختوں کو کسی حاجت مند شخص کو ہبہ کر دیتا تھا اب وہ حاجت مند شخص اپنے درختوں کی دیکھ بھال کے لئے آیا کرتا تھا لیکن اس کے آنے کی وجہ سے وہ صاحب باغ (جس کے گھر والے بھی بعض اوقات باغ میں ہوتے تھے) کو تکلیف ہوا کرتی تھی، لہٰذا اس تکلیف سے بچنے کے لئے وہ یہ کیا کرتا تھا کہ اس حاجت مند کے (جاری ہے)

۱۶۰۳ــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ لِصَاحِبِ الْعَرِيَّةِ أَنْ يَبِيعَهَا بِخَرْصِهَا مِنَ التَّمْرِ

۱۶۰۳ ... حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صاحب عریہ کو اجازت دی کہ وہ کھجور کے عوض اندازہ (خرص) کر کے فروخت کر دے۔

۱۶۰۴ــ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ يَأْخُذُهَا أَهْلُ الْبَيْتِ بِخَرْصِهَا تَمْرًا يَأْكُلُونَهَا رُطَبًا

۱۶۰۴ ... حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عریہ میں رخصت دی اس بات کی کہ ایک گھر کے لوگ اندازہ کر کے کھجور دیں اور اس کے عوض کھانے کے لئے رطب (تر کھجور) لے لیں۔

۱۶۰۵ــ وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۶۰۵ ... ان اسناد کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی منقول ہے۔

۱۶۰۶ــ وحَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَالْعَرِيَّةُ النَّخْلَةُ تُجْعَلُ لِلْقَوْمِ فَيَبِيعُونَهَا بِخَرْصِهَا تَمْرًا

۱۶۰۶ ... حضرت یحییٰ بن سعید سے اس سند سے یہی حدیث منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں انہوں نے فرمایا کہ:
عریہ یہ ہے کہ کھجور کا ایک درخت کسی کو دے دیا جائے پھر وہ اندازہ کر کے اس کے پھلوں کو خشک کھجور کے عوض فروخت کر ڈالے۔

۱۶۰۷ــ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ

۱۶۰۷ ... حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عریہ کی بیع رخصت دی اندازہ کر کے کھجور کا۔ حضرت

(گذشتہ سے پیوستہ)...... درختوں پر جتنا پھل لگا ہوتا تھا اس کا اندازہ لگا کر اس کے حساب سے خشک کٹی ہوئی کھجور اسے دے دیا کرتا تھا۔ تو نبی ﷺ نے اس کی اجازت عطا فرمائی تھی۔ اگرچہ اس میں بھی تفاضل کا امکان تھا لیکن ایک مصلحت کی بناء پر اس کی اجازت عطا فرمائی تھی۔
احناف کے نزدیک درحقیقت یہ کوئی بیع نہیں ہے بلکہ ایک ہبہ کی ہوئی چیز کو دوسری سے تبدیل کرنے کا عمل ہے کیونکہ وہ درخت جو اس نے حاجت مند کو دیئے تھے یہ ہبہ تھا اور ہبہ بغیر قبضہ کے مستحق اور معتبر نہیں ہوتا۔ اور جب قبضہ سے پہلے مالک نے یہ فیصلہ کر لیا کہ وہ درخت کے پھل کے بجائے کٹا ہوا پھل دے گا تو درحقیقت یہ بیع نہیں ہے بلکہ ایک ہبہ کی ہوئی چیز (موہوب) کا دوسری چیز سے استبدال ہے۔ اور اسے بیع العرایا کا نام مجازاً دیا گیا ہے کیونکہ یہاں بیع کی صورت پائی جا رہی ہے۔ لہٰذا یہ علی الاطلاق جائز ہے اس کے جواز کے لئے کسی شرط کا ہونا ضروری نہیں جیسا کہ مالکیہؒ کے یہاں چار شرائط لگائی جاتی ہیں۔

خلاصۂ کلام...... یہ کہ عرایا کو بیع قرار دینے سے ربوا (سود) کا تحقق ہوتا ہے اور سود اپنی ہر شکل میں حرام ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر۔ جب کہ یہ معاملہ اصلاً بیع کا ہے ہی نہیں۔ یہ تو استدلال موہوب (ہبہ کی ہوئی چیز کی تبدیلی) کا معاملہ ہے لہٰذا احنافؒ اسے استبدال موہوب کا معاملہ قرار دیتے ہیں جو علی الاطلاق جائز ہے جب کہ دیگر ائمہ اسے بیع کا نام دیتے ہیں اور بعض شرائط کے ساتھ اسے جائز قرار دیتے ہیں۔ واللہ اعلم (ملخصاً از نووی، تکملہ)

بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِخَرْصِهَا تَمْرًا قَالَ يَحْيَى الْعَرِيَّةُ أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ تَمَرَ النَّخَلَاتِ لِطَعَامِ أَهْلِهِ رُطَبًا بِخَرْصِهَا تَمْرًا

یحییٰ کہتے ہیں کہ: عریہ یہ ہے کہ آدمی کھجور کے درختوں پر لگے ہوئے پھل کو خرید لے تاکہ اپنے گھر والوں کو رُطب (تر کھجور) کھلائے، خشک کھجور کے عوض اندازہ کر کے۔

۱۶۰۸ ...... وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا كَيْلًا

۱۶۰۸ ...... حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرایا میں اجازت عطا فرمائی اس بات کی کہ اندازے ناپ تول کر کے پھل کو خریدا جائے۔

۱۶۰۹ ...... وحَدَّثَنَاه ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَنْ تُؤْخَذَ بِخَرْصِهَا۔

۱۶۰۹ ...... اس سند کے ساتھ بھی سابقہ حدیث مروی ہے اور فرمایا: اس کے اندازے کے ساتھ لیا جائے۔

۱۶۱۰ ...... وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح و حَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا

۱۶۱۰ ...... حضرت نافعؒ سے اسی سند کے ساتھ منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اندازہ کر کے خریدنے کی اجازت دی عرایا میں۔

۱۶۱۱ ...... وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ مِنْ أَهْلِ دَارِهِمْ مِنْهُمْ سَهْلُ بْنُ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَقَالَ ذَلِكَ الرِّبَا تِلْكَ الْمُزَابَنَةُ إِلَّا أَنَّهُ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرِيَّةِ النَّخْلَةِ وَالنَّخْلَتَيْنِ يَأْخُذُهَا أَهْلُ الْبَيْتِ بِخَرْصِهَا تَمْرًا يَأْكُلُونَهَا رُطَبًا

۱۶۱۱ ...... حضرت بشیرؒ بن یسار رسول اللہ ﷺ کے بعض ایسے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ جو ان کے گھر میں رہتے تھے، ان میں سے ایک سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کھجور کو کھجور کے عوض فروخت کرنے سے (یعنی درخت پر لگی کھجور کو کٹی ہوئی کھجور کے عوض) اور فرمایا کہ یہ ربوا (سود) ہے۔ اور یہی مزابنہ ہے۔ مگر یہ کہ آپ ﷺ نے عریہ کی بیع میں اس معاملہ کی اجازت دی کہ ایک یا دو کھجور کے درخت کے پھلوں کو کوئی شخص اپنے گھر والوں کے لئے کٹی ہوئی کھجور کے عوض اندازہ سے لے لے تاکہ وہ تر کھجور کھائیں۔

۱۶۱۲ ...... وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُمْ قَالُوا رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَيْعِ الْعَرِيَّةِ

۱۶۱۲ ...... رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ انہوں (صحابہ رضی اللہ عنہم) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عریہ کی بیع میں اندازہ کر کے کھجور دینے کی اجازت عطا فرمائی۔

بخرصها تمرا

۱۶۱۳ وحدثنا محمد بن المثنى وإسحق بن إبراهيم وابن أبي عمر جميعا عن الثقفي قال سمعت يحيى بن سعيد يقول أخبرني بشير بن يسار عن بعض أصحاب رسول الله ﷺ من أهل داره أن رسول الله ﷺ نهى فذكر بمثل حديث سليمان بن بلال عن يحيى غير أن إسحق وابن المثنى جعلا مكان الربا الزبن و قال ابن أبي عمر الربا

۱۶۱۳...... رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا بقیہ روایت سابقہ حدیث کے مثل بیان فرمائی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ سود ہی ہے۔

۱۶۱٤ وحدثناه عمرو الناقد وابن نمير قالا حدثنا سفيان بن عيينة عن يحيى بن سعيد عن بشير بن يسار عن سهل بن أبي حثمة عن النبي ﷺ نحو حديثهم

۱۶۱۴...... حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیثوں کی مثل روایت بیان کی ہے۔

۱٦۱٥...... حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وحسن الحلواني قالا حدثنا أبو أسامة عن الوليد بن كثير حدثني بشير بن يسار مولى بني حارثة أن رافع بن خديج وسهل بن أبي حثمة حدثاه أن رسول الله ﷺ نهى عن المزابنة الثمر بالتمر إلا أصحاب العرايا فإنه قد أذن لهم

۱۶۱۵...... حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے کہ (درخت پر لگی ہوئی کھجور کو کٹی ہوئی خشک کھجور کے عوض بیچی جائے)۔ الّا یہ کہ عرایا والے ہوں کہ انہیں اس کی اجازت دی گئی ہے۔

۱٦۱٦...... حدثنا عبد الله بن مسلمة بن قعنب حدثنا مالك ح و حدثنا يحيى بن يحيى واللفظ له قال قلت لمالك حدثك داود بن الحصين عن أبي سفيان مولى ابن أبي أحمد عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ رخص في بيع العرايا بخرصها فيما دون خمسة أوسق أو في خمسة يشك داود قال خمسة أو دون خمسة قال نعم

۱۶۱۶...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع العرایا میں اندازہ سے پانچ وسق سے کم میں مزابنہ کی اجازت دی ہے یا پانچ وسق میں اجازت دی ہے۔ (یہ شک راوی داؤد بن الحصین کا ہے)۔

۱٦۱۷...... حدثنا يحيى بن يحيى التميمي قال قرأت على مالك عن نافع عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ

۱۶۱۷...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔ اور مزابنہ یہ ہے کہ درخت پر لگی

نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَبَيْعُ الْكَرْمِ بِالزَّبِيبِ كَيْلًا

کھجور کو کٹی ہوئی کھجور کے عوض اندازہ کر کے بیچا جائے اور درخت پر لگے ہوئے انگور کو خشک انگور (کشمش) کے عوض کر کے بیچا جائے۔

۱۶۱۸...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ بَيْعِ ثَمَرِ النَّخْلِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَبَيْعِ الْعِنَبِ بِالزَّبِيبِ كَيْلًا وَبَيْعِ الزَّرْعِ بِالْحِنْطَةِ كَيْلًا

۱۶۱۸...... حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے مزابنہ سے، اور مزابنہ یہ ہے کہ درخت کی کھجور کو کٹی ہوئی کھجور کے عوض اندازہ سے بیچا جائے۔ اور تر انگور کو خشک انگور کے عوض اندازہ سے فروخت کیا جائے۔ اور کھیت میں لگے گیہوں کی (جو بالی میں ہوتا ہے) صاف اور نکلے ہوئے گیہوں کے عوض اندازہ فروخت کیا جائے۔

۱۶۱۹...... وحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۶۱۹...... اس اسناد کے ساتھ بھی سابقہ روایت ہی کی مثل منقول ہے۔

۱۶۲۰...... حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ ثَمَرِ النَّخْلِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَبَيْعُ الزَّبِيبِ بِالْعِنَبِ كَيْلًا وَعَنْ كُلِّ ثَمَرٍ بِخَرْصِهِ

۱۶۲۰...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔ آگے سابقہ حدیث کے مانند بیان کیا اور فرمایا کہ ہر پھل کو اسی طریقہ سے اسی کی جنس کے پھل کے ساتھ اندازہ سے بیچنا مزابنہ کہلاتا ہے۔

۱۶۲۱...... حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ يُبَاعَ مَا فِي رُءُوسِ النَّخْلِ بِتَمْرٍ بِكَيْلٍ مُسَمًّى إِنْ زَادَ فَلِي وَإِنْ نَقَصَ فَعَلَيَّ

۱۶۲۱...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے اور مزابنہ یہ ہے کہ کٹی ہوئی کھجور کو درخت پر لگی ہوئی کھجور کے عوض متعین کیلی سے بیچا جائے (مثلاً چار وسق یا پانچ صاع وغیرہ) اور یوں کہہ دیا جائے کہ زیادہ نکلے تو میرا اور کم نکلے تو نقصان میرا ہی ہوگا۔

۱۶۲۲...... وحَدَّثَنَاهُ أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۱۶۲۲...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔

۱۶۲۳...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ أَنْ يَبِيعَ ثَمَرَ حَائِطِهِ إِنْ كَانَتْ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا وَإِنْ

۱۶۲۳...... حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا یعنی یہ کہ کوئی شخص اپنے باغ کے پھل کو اگر کھجور ہو اور درخت پر لگی ہو کٹی ہوئی کھجور کے عوض اندازہ سے وزن کر کے۔

كَانَ كَرْمًا أَنْ يَبِيعَهُ بِزَبِيبٍ كَيْلًا وَإِنْ كَانَ زَرْعًا أَنْ يَبِيعَهُ بِكَيْلِ طَعَامٍ نَهَى عَنْ ذَلِكَ كُلِّهِ وَفِي رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ أَوْ كَانَ زَرْعًا

اور اگر انگور کی بیل پر انگور ہو تو اسے خشک انگور کے عوض اندازہ سے وزن کر کے اور اگر کھیت میں لگا ہوا گندم ہو تو اسے کٹے ہوئے گندم (اناج) کے عوض بیچے۔ آپ ﷺ نے ان سب سے منع فرمایا ہے اور قتیبہ کی روایت میں او کان زرعا کے الفاظ ہیں۔

۱۶۲۴...... وحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ ح و حَدَّثَنِي ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنِي الضَّحَّاكُ ح و حَدَّثَنِيهِ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ

۱۶۲۴...... اس اسناد کے ساتھ بھی سابقہ روایتوں (کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع مزابنہ سے منع فرمایا ہے الخ) ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

باب-۲۲۷ باب من باع نخلا علیها ثمر

کھجور درخت پر موجود ہو اس حال میں درخت کو بیچے تو کیا حکم ہے؟

۱۶۲۵...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ

۱۶۲۵...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جو شخص پیوندکاری کیا ہوا کھجور کا درخت فروخت کرے تو اس کا پھل بائع کے لئے ہی ہوگا الا یہ کہ خریدار اس کی شرط لگادے (بیع کے وقت کہ پھل میں لوں گا)۔

۱۶۲۶...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي جَمِيعًا عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَيُّمَا نَخْلٍ اشْتُرِيَ أُصُولُهَا وَقَدْ أُبِّرَتْ فَإِنَّ ثَمَرَهَا لِلَّذِي أَبَّرَهَا إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الَّذِي اشْتَرَاهَا۔

۱۶۲۶...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جس تابیر شدہ کھجور کے درخت کی جڑیں کوئی خرید لے تو اس کی کھجوریں اسی کی ہوں گی جس نے اسے تابیر کیا ہے، سوائے اس کے کہ خریدار ہی یہ شرط لگادے (کہ کھجور میری ہوگی)۔

۱۶۲۷...... وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَيُّمَا امْرِئٍ أَبَّرَ

۱۶۲۷...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:
"جو شخص بھی کھجور کے درخت کی تابیر (پیوندکاری) کرے پھر اس کی

نَخْلًا ثُمَّ بَاعَ أَصْلَهَا فَلِلَّذِي أَبَّرَ ثَمَرُ النَّخْلِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ

جڑوں کو (مراد درخت ہے) فروخت کردے تو کھجور تابیر کرنے والے (بائع) کی ہوگی سوائے اس کے خریدار شرط لگادے"۔

۱۶۲۸..... وحَدَّثَنَاه أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح و حَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۱۶۲۸ ..... اس سند کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

۱۶۲۹..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ أَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلَّذِي بَاعَهَا إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنْ ابْتَاعَ عَبْدًا فَمَالُهُ لِلَّذِي بَاعَهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ

۱۶۲۹..... اس سند سے بھی سابقہ حدیث اس اضافہ کے ساتھ منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص کوئی غلام خریدے تو اس غلام کا مال بائع کی ملک میں ہی رہے گا اِلّا یہ کہ خریدار شرط لگادے"۔

۱۶۳۰..... وحَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۶۳۰ ..... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے تابیر شدہ درخت خریدا تو اس درخت کا پھل بھی اسی شخص (بائع) کا ہے جس نے تابیر کی) منقول ہے۔[1]

۱۶۳۱..... وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ بِمِثْلِهِ

۱۶۳۱..... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح (سابقہ حدیث کی طرح) سنا ہے۔

باب-۲۲۸ باب النهي عن المحاقلة والمزابنة وعن المخابرة وبيع الثمرة قبل بدو صلاحها وعن بيع المعاومة وهو بيع السنين

بیع کی چند ممنوع اقسام کا بیان

۱۶۳۲..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا

۱۶۳۲..... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے محاقلہ سے، مزابنہ سے، مخابرہ سے اور پھل کی صلاح

[1] تابیر کے معنی ہیں کھجور کے پودے کی پیوندکاری کرنا۔ کھجور کے درخت میں باقاعدہ نر اور مادہ کا نظام ہوتا ہے تو زیادہ پھل کے لئے مادہ کے شگوفہ اور بالی کو چیز کر نر سے پیوند کردیا کرتے تھے۔ اس کو تابیر کہا جاتا ہے، اور اس کا حکم یہی ہے کہ تابیر شدہ درخت کا پھل تابیر کرنے والے کی ملکیت ہے کیونکہ ساری تکلیف اور محنت تو اس نے اٹھائی ہے لہذا پھل بھی اسی کا ہوگا۔ اِلّا یہ کہ خریدار شرط لگادے۔

جَمِيعًا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَلَا يُبَاعُ إِلَّا بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ إِلَّا الْعَرَايَا

ظاہر ہونے سے قبل بیع سے اور اس بات سے منع فرمایا کہ پھلوں کو سوائے دینار اور درہم کے کسی پھل ہی کے عوض نہ فروخت کیا جائے، سوائے عرایا کے۔ [1]

۱۶۲۳...... وحَدَّثَنَا عَبْدُ ابْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّهُمَا سَمِعَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ

۱۶۲۳...... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے اس طریق کے ساتھ بھی یہی سابقہ حدیث منقول ہے۔

۱۶۲۴...... حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ الْجَزَرِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتَّى تُطْعِمَ وَلَا تُبَاعُ إِلَّا بِالدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيرِ إِلَّا الْعَرَايَا قَالَ عَطَاءٌ فَسَّرَ لَنَا جَابِرٌ

۱۶۲۴...... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا:

"مخابرہ سے، محاقلہ سے، مزابنہ سے اور کھجور کی بیع سے جب تک وہ کھانے کے قابل نہ ہوں، اور اس بات سے منع فرمایا کہ کھجور کو دینار اور درہم کے علاوہ کسی چیز کے عوض نہ فروخت کیا جائے سوائے عرایا کے"۔

حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے اس کی تفصیل اس طرح بیان کی فرمایا:

---

[1] حدیث بالا میں متعدد اقسام بیع سے ممانعت کردی گئی ہے۔ ان متعدد اقسام میں سے اکثر کی تشریح اور حکم تو پیچھے تفصیل سے گذر چکا مثلاً بدو صلاح سے قبل پھلوں کی بیع کی تفصیل گذر چکی ہے۔ اسی طرح مزابنہ اور محاقلہ کی تعریف بھی گذر چکی ہے۔ یہاں مختصراً دوسری بیوع کا حکم اور دیگر اقسام جو اس حدیث میں بیان کی گئیں ان کی تعریف ذکر کی جاتی ہے۔

مخابرہ...... اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے مخابرہ سے بھی منع فرمایا ہے۔ مخابرہ مترادف ہے مزارعہ کا۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ زمین کو اس کی پیداوار کے کچھ حصہ کے عوض کرایہ پر یعنی بٹائی پر دینا۔ یعنی مالک زمین یوں کہے کہ یہ زمین تمہیں کرائے پر دیتا ہوں۔ اس شرط کے ساتھ کہ اس کی فصل کا بیج میری طرف سے ہوگا اور محنت تمہاری ہوگی۔ پیداوار میں اتنا حصہ میرا ہوگا اتنا تمہارا۔ اس بیع کا تفصیلی حکم اگلے باب کے تحت آئے گا انشاء اللہ۔

معاومۃ...... معاومہ مشتق ہے باب مفاعلہ کے وزن پر عام (سال) سے۔ جس کے معنی ہیں سال بھر کی بیع کرنا۔ مراد اس سے یہ ہے کہ کسی مخصوص درخت یا باغ کی بیع یا معاملہ اس طریقہ پر کیا جائے کہ فریقین یہ طے کرلیں کہ اس درخت پر یا باغ میں ایک سال کی مدت میں جتنا پھل آئے گا اس کی بیع کرتے ہیں۔ نبی ﷺ نے اس بیع کو بھی ناجائز قرار دیا ہے۔

حدیث بالا میں "بیع السنین" کے الفاظ سے اسی کی وضاحت کی گئی ہے کہ معاومہ سے بیع السنین یعنی سالوں کی بیع مراد ہے۔

ثنیا...... اس سے بھی آنے والی احادیث میں منع فرمایا گیا ہے۔ ثنیا سے مراد ہے بیع میں کوئی مجہول استثناء کرلینا مثلاً ایک فریق یوں کہے کہ میں یہ گندم کا ڈھیر تمہیں فروخت کرتا ہوں سوائے اس کے ایک حصہ کے۔ اور اس حصہ کو متعین نہ کرے تو یہ مجہول استثناء کہلائے گا۔ اور یہ ممنوع ہے۔ البتہ اگر استثناء معلوم ہو یعنی حصہ متعینہ کا استثناء کرے تو وہ جائز ہے۔ واللہ اعلم

قَالَ أَمَّا الْمُخَابَرَةُ فَالْأَرْضُ الْبَيْضَاءُ يَدْفَعُهَا الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فَيُنْفِقُ فِيهَا ثُمَّ يَأْخُذُ مِنَ الثَّمَرِ وَزَعَمَ أَنَّ الْمُزَابَنَةَ بَيْعُ الرُّطَبِ فِي النَّخْلِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَالْمُحَاقَلَةُ فِي الزَّرْعِ عَلَى نَحْوِ ذَلِكَ يَبِيعُ الزَّرْعَ الْقَائِمَ بِالْحَبِّ كَيْلًا

مخابرہ یہ ہے کہ کوئی شخص خالی زمین کو کسی آدمی کو دے کہ وہ اس میں خرچ کرے، (بیج، پانی وغیرہ) پھر وہ (دینے والا) اس کی پیداوار میں سے کچھ (حصہ) وصول کرلے (بطور کرایہ)۔
اور انہوں نے بتلایا کہ مزابنہ یہ ہے کہ درخت میں لگی ہوئی تر کھجور کو کٹی ہوئی کھجور سے اندازہ سے بیچ دے۔ اور یہی چیز اگر کھیت میں ہو تو محاقلہ کہلاتی ہے یعنی کھیت میں کھڑی فصل میں لگے دانہ کو کٹے ہوئے (گندم) کے عوض فروخت کیا جائے اندازہ سے۔

۱۶۳۵ ...... حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ كِلَاهُمَا عَنْ زَكَرِيَّا قَالَ ابْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا ابْنُ عَدِيٍّ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الْمَكِّيُّ وَهُوَ جَالِسٌ عِنْدَ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَأَنْ تُشْتَرَى النَّخْلُ حَتَّى تُشْقِهَ وَالْإِشْقَاهُ أَنْ يَحْمَرَّ أَوْ يَصْفَرَّ أَوْ يُؤْكَلَ مِنْهُ شَيْءٌ وَالْمُحَاقَلَةُ أَنْ يُبَاعَ الْحَقْلُ بِكَيْلٍ مِنَ الطَّعَامِ مَعْلُومٍ وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ يُبَاعَ النَّخْلُ بِأَوْسَاقٍ مِنَ التَّمْرِ وَالْمُخَابَرَةُ الثُّلُثُ وَالرُّبُعُ وَأَشْبَاهُ ذَلِكَ قَالَ زَيْدٌ قُلْتُ لِعَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَذْكُرُ هَذَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ

۱۶۳۵ ... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے محاقلہ مزابنہ اور مخابرہ سے منع فرمایا اور اس بات سے کہ کھجور کے درخت خریدے جائیں جب تک کہ ان کے پھل سرخ یا زرد نہ ہو جائیں یا اس کا کچھ پھل کھانے کے قابل ہو جائے۔
اور محاقلہ یہ ہے کہ کھیت کو گندم کے ایک معلوم حصہ کے عوض فروخت کیا جائے۔ اور مزابنہ یہ ہے کہ کھجور کے درختوں کو اس کی پیداوار (کھجور) کے بعض وسق (خاص پیمانہ) کے عوض فروخت کیا جائے۔
مخابرہ یہ ہے کہ زمین کو اس کی پیداوار کے ثلث (ایک تہائی ۱/۳) یا ربع وغیرہ (ایک چوتھائی ۱/۴) حصہ کے عوض بٹائی (کرایہ) پر دیا جائے۔
حضرت زید کہتے ہیں کہ میں نے عطاء بن ابی رباح سے پوچھا کہ کیا آپ نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ حدیث نبی ﷺ کے حوالہ سے ذکر کرتے سنا ہے؟ فرمایا کہ ہاں!

۱۶۳۶ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ هَاشِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتَّى تُشْقِحَ قَالَ قُلْتُ لِسَعِيدٍ مَا تُشْقِحُ قَالَ تَحْمَارُّ وَتَصْفَارُّ وَيُؤْكَلُ مِنْهَا

۱۶۳۶ ... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ، محاقلہ اور مخابرہ سے منع فرمایا اور پھلوں کی بیع سے منع فرمایا جب تک کہ وہ "مشقوح" نہ ہو جائیں۔
راوی کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن میناء سے کہا کہ "مشقوح" ہونے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا کہ وہ سرخ یا زرد ہو جائیں اور ان میں سے بعض کو کھایا جا سکے (کھانے کے قابل ہو جائیں)۔

۱۶۳۷ ... حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِعُبَيْدِ اللهِ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ

۱۶۳۷ ... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے محاقلہ، مزابنہ، معاومہ (تشریح گزر چکی) اور مخابرہ سے منع فرمایا

بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ وَسَعِيدِ بْنِ مِينَاءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُعَاوَمَةِ وَالْمُخَابَرَةِ- قَالَ أَحَدُهُمَا بَيْعُ السِّنِينَ هِيَ الْمُعَاوَمَةُ وَعَنِ الثُّنْيَا وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا

ہے۔ اور بیع السنین (کئی سالوں کی بیع) ہی معاومہ کہلاتی ہے۔ اور بیع میں استثناء کرنے سے منع فرمایا (یعنی ایک مقدار مجہول کے استثناء کی شرط لگانے سے منع فرمایا) اور عرایا میں اس کی اجازت دی۔ (ان سب بیوع کی تفصیل گزر چکی ہے)۔

۱۶۳۸ ...... وحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَذْكُرُ بَيْعُ السِّنِينَ هِيَ الْمُعَاوَمَةُ

۱۶۳۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسی طرح (سابقہ روایت کی طرح) فرمایا۔ لیکن اس روایت میں بیع معاومہ کی تعریف (کہ وہ کئی سالوں کی بیع ہے) کا ذکر نہیں فرمائی۔

باب-۲۲۹

باب کراء الأرض

زمین کو کرائے پر دینے کا بیان [1]

۱۶۳۹ ...... وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا رَبَاحُ بْنُ أَبِي مَعْرُوفٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ وَعَنْ بَيْعِهَا السِّنِينَ وَعَنْ

۱۶۳۹۔ حضرت جابرؓ بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا ہے اور کئی برس کے لئے بیع کرنے سے منع فرمایا ہے اور (درخت پر لگے ہوئے) پھل کو پکنے سے قبل فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

---

[1] یہاں سے امام مسلمؒ ان احادیث کو ذکر کرنا شروع کر رہے ہیں جو مزارعت، مساقات، وغیرہ سے متعلق ہیں۔ اور اس سلسلہ سے متعلق احادیث کو بڑی تفصیل سے امام مسلمؒ نے ذکر فرمایا ہے۔ ان تمام احادیث سے قبل اس مسئلہ سے متعلق ضروری تفصیل جان لینا ضروری ہے لہٰذا ہم پہلے اس سے متعلق بعض اصطلاحات اور اصطلاحی الفاظ کو بیان کریں گے پھر اصل مسئلہ کے شرعی وفقہی پہلو پر مختصر گفتگو کریں گے تاکہ قاری کے ذہن میں اس مسئلہ کا شرعی پہلو واضح ہو جائے اور وہ آئندہ آنے والی احادیث کو علی وجہ البصیرۃ سمجھ سکے۔

بعض اصطلاحی الفاظ

یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ ان احادیث میں بعض مخصوص الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ان الفاظ کی تشریح یہاں ذکر کی جاتی ہے تاکہ ہر مقام پر اس کی ضرورت نہ پڑے۔

مزارعۃ۔ زمین کو زراعت اور کاشت کاری کے لئے بٹائی پر دینا۔

مُساقاۃ۔ باغات کو پھلوں کی پیداوار کے لئے بٹائی پر دینا۔

کراء الارض۔ زمین کو زراعت کیلئے مقرر شدہ کرایہ پر دینا (خواہ وہ کرایہ نقد کی شکل میں طے ہو یا سونے چاندی وغیرہ کی شکل میں)۔

مخابرہ۔ زمین کو زراعت کے لئے حصہ متعین کے عوض کرایہ پر دینا۔

مزارعت اور مساقات میں اپنی تعریف کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں سوائے اس کے کہ مزارعت کھیتوں اور اناج وسبزیوں کی فصل میں ہوتی ہے جب کہ مساقات پھلوں کے باغات میں ہوتی ہے۔ معاملہ کے اعتبار سے دونوں ایک ہیں۔

بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَطِيبَ

١٦٤٠ ... وحَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الأَرْضِ

۱۶۴۰ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کراء الارض (زمین کو زراعت کے لئے کرایہ پر دینے) سے منع فرمایا ہے۔

١٦٤١ ... وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ لَقَبُهُ عَارِمٌ وَهُوَ أَبُو النُّعْمَانِ السَّدُوسِيُّ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا مَطَرٌ الْوَرَّاقُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا فَإِنْ لَمْ يَزْرَعْهَا فَلْيُزْرِعْهَا أَخَاهُ

۱۶۴۱ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس کی کوئی (زرعی) زمین ہو تو اسے چاہئے کہ خود اس میں زراعت کرے، اور اگر خود زراعت نہ کرے تو اس کا (مسلمان) بھائی اس کی زمین میں زراعت کرے (بغیر معاوضہ کے)۔

١٦٤٢ ... حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا هِقْلٌ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ عَنِ الأَوْزَاعِيِّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ لِرِجَالٍ فُضُولُ أَرَضِينَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ كَانَتْ لَهُ فَضْلُ أَرْضٍ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ

۱۶۴۲ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک آدمی کی کچھ فاضل (زائد از ضرورت) زمینیں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس کے پاس زائد از ضرورت زمین ہو اسے چاہئے کہ یا تو خود اس میں زراعت کرے یا اسے اپنے مسلمان بھائی کو دے دے (کھیتی باڑی کے لئے) پھر اگر وہ نہ لے تو اپنی زمین اپنے ہی پاس رکھے رہے۔"

(مقصد یہ ہے کہ زمین کو بیکار پڑا نہ رہنے دے یا تو خود زراعت کرے تاکہ زمین سے فائدہ حاصل ہو ورنہ اگر خود فائدہ نہیں حاصل کرنا چاہتا تو کسی مسلمان بھائی کو دے کر اسی کو فائدہ اٹھانے دے ہاں اگر وہ انکار کر دے تو پھر روکے رکھ سکتا ہے)۔

١٦٤٣ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ أَخْبَرَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الأَخْنَسِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُؤْخَذَ لِلأَرْضِ أَجْرٌ أَوْ حَظٌّ

۱۶۴۳ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اس بات سے کہ (زرعی) زمین کا کرایہ وصول کیا جائے یا اس سے کوئی فائدہ حاصل کیا جائے۔

١٦٤٤ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ

۱۶۴۴ ..... حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس کی کوئی (زرعی) زمین ہو تو اس کو چاہئے کہ اس میں زراعت کرے

يَزْرَعُهَا وَعَجَزَ عَنْهَا فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ الْمُسْلِمَ وَلَا يُؤَاجِرْهَا إِيَّاهُ

اور اگر خود زراعت کی استطاعت نہیں رکھتا اور اس سے عاجز ہے تو اپنے مسلمان بھائی کو دے دے لیکن اس سے زمین کا کرایہ نہ وصول کرے۔"

١٦٤٥ وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ سَأَلَ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى عَطَاءً فَقَالَ أَحَدَّثَكَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيُزْرِعْهَا أَخَاهُ وَلَا يُكْرِهَا؟ قَالَ نَعَمْ

۱۶۴۵۔ حضرت ھمام کہتے ہیں کہ سلیمان بن موسیٰ نے عطاء بن ابی رباح سے پوچھا کہ کیا آپ سے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جس کی کوئی (زرعی) زمین ہو تو اسے خود زراعت کرنا چاہئے یا یہ کہ اپنے (مسلمان) بھائی کو دے دے (زراعت کے لئے) لیکن اسے کرایہ پر نہ دے"؟ فرمایا کہ ہاں!

١٦٤٦ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُخَابَرَةِ

۱۶۴۶۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مخابرہ سے منع فرمایا ہے۔ (مخابرہ کی تعریف گزر چکی ہے)۔

١٦٤٧ وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ فَضْلُ أَرْضٍ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيُزْرِعْهَا أَخَاهُ وَلَا تَبِيعُوهَا فَقُلْتُ لِسَعِيدٍ مَا قَوْلُهُ وَلَا تَبِيعُوهَا يَعْنِي الْكِرَاءَ؟ قَالَ نَعَمْ!

۱۶۴۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جس کے پاس کوئی فاضل (فالتو) زرعی زمین پڑی ہو تو یا تو خود زراعت کرے یا اپنے کسی مسلمان بھائی سے زراعت کروائے، لیکن اسے فروخت نہ کرو۔
سلیم (راوی) کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن میناء سے پوچھا کہ بیچنے سے کیا مراد ہے؟ کیا کرایہ پر دینا؟ فرمایا کہ ہاں!

١٦٤٨ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نُخَابِرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنُصِيبُ مِنَ الْقِصْرِيِّ وَمِنْ كَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ فَلْيُحْرِثْهَا أَخَاهُ وَإِلَّا فَلْيَدَعْهَا

۱۶۴۸۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو عہد مبارک میں مخابرہ کیا کرتے تھے (زمین کو بٹائی پر دیا کرتے تھے) پھر (پیداوار ہونے اور فصل کی کٹائی کے بعد زارع یعنی زراعت کرنے والے سے پیداوار میں سے) وہ اناج لے لیا کرتے تھے جو کوٹنے کے بعد خوشوں میں رہ جاتا ہے۔
رسول اللہ ﷺ نے (اس پر) فرمایا:
"جس کی کوئی زرعی زمین ہو اسے چاہئے کہ خود زراعت کرے یا اپنے (مسلمان) بھائی سے زراعت کروائے ورنہ ایسے ہی چھوڑ دے (کرایہ پر نہ چلائے)"۔

١٦٤٩ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى

۱۶۴۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول

جميعا عن ابن وهب قال ابن عيسى حدثنا عبد الله بن وهب حدثني هشام بن سعد أن أبا الزبير المكي حدثه قال سمعت جابر بن عبد الله يقول كنا في زمان رسول الله ﷺ نأخذ الأرض بالثلث أو الربع بالماذيانات فقام رسول الله ﷺ في ذلك فقال من كانت له أرض فليزرعها فإن لم يزرعها فليمنحها أخاه فإن لم يمنحها أخاه فليمسكها

اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم زمین پانی کی نالیوں کے کناروں پر ہونے والی پیداوار کے ایک تہائی یا چوتھائی حصہ پر لیا کرتے تھے۔
رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور اس بارے میں فرمایا:
"جس کی کوئی زمین ہو تو اسے چاہئے کہ خود زراعت کرے اور اگر خود نہیں کرتا تو اپنے مسلمان بھائی کو بغیر عوض کے دے دے (زراعت کے لئے) اور اگر بغیر عوض کے نہیں دیتا تو یونہی رہنے دے (معاوضہ پر نہ چلائے)۔

١٦٥٠ حدثنا محمد بن المثنى حدثنا يحيى بن حماد حدثنا أبو عوانة عن سليمان حدثنا أبو سفيان عن جابر قال سمعت النبي ﷺ يقول من كانت له أرض فليهبها أو ليعرها

۱۶۵۰ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ:
"جس کی کوئی زمین ہو تو یا تو وہ ہبہ کردے کسی کو (زراعت کے لئے) یا عاریۃً (بغیر معاوضہ کے) دے دے (تاکہ دوسرا اس سے فائدہ اٹھالے اور زمین بے کار نہ پڑی رہے)۔

١٦٥١ وحدثنيه حجاج بن الشاعر حدثنا أبو الجواب حدثنا عمار بن رزيق عن الأعمش بهذا الإسناد غير أنه قال فليزرعها أو فليزرعها رجلا

۱۶۵۱ حضرت اعمش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ وہ شخص اس میں کھیتی کرے یا کسی اور شخص کو کاشت کرادے۔

١٦٥٢ و حدثني هارون بن سعيد الأيلي حدثنا ابن وهب أخبرني عمرو وهو ابن الحارث أن بكيرا حدثه أن عبد الله بن أبي سلمة حدثه عن النعمان بن أبي عياش عن جابر بن عبد الله أن رسول الله ﷺ نهى عن كراء الأرض
قال بكير وحدثني نافع أنه سمع ابن عمر يقول كنا نكري أرضنا ثم تركنا ذلك حين سمعنا حديث رافع بن خديج

۱۶۵۲ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کو کرایہ پر چلانے سے منع فرمایا ہے۔
حضرت بکیر کہتے ہیں کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا کہ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ ہم اپنی زمین کو کرایہ پر چلاتے تھے۔ پھر جب ہم نے رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سنی تو اس کو ترک کردیا۔

١٦٥٣ وحدثناه يحيى بن يحيى أخبرنا أبو خيثمة عن أبي الزبير عن جابر قال نهى رسول الله ﷺ عن بيع الأرض البيضاء سنتين أو ثلاثا

۱۶۵۳ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خالی زمین کو دو یا تین برسوں کے لئے فروخت کرنے (پٹہ پر دینے) سے منع فرمایا ہے۔

١٦٥٤ وحدثنا سعيد بن منصور وأبو بكر بن

۱۶۵۴ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

أبي شيبة وعمرو الناقد وزهير بن حرب قالوا حدثنا سفيان بن عيينة عن حميد الأعرج عن سليمان بن عتيق

عن جابر قال نهى النبي ﷺ عن بيع السنين وفي رواية ابن أبي شيبة عن بيع الثمر سنين

نے بیع السنین (کئی سالوں کی بیع) سے منع فرمایا ہے۔

اور حضرت ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کی چند سال کیلئے بیع سے منع فرمایا ہے۔

١٦٥٥...... حدثنا حسن بن علي الحلواني حدثنا أبو توبة حدثنا معاوية عن يحيى بن أبي كثير عن أبي سلمة بن عبد الرحمن عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ من كانت له أرض فليزرعها أو ليمنحها أخاه فإن أبى فليمسك أرضه

۱۶۵۵...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس کے پاس کوئی زمین ہو تو اسے خود زراعت کرنی چاہیے یا اپنے (مسلمان) بھائی کو بلا عوض دے دے (زراعت کے لئے) اور اگر وہ نہ لے تو پھر اپنے پاس روک رکھے۔

١٦٥٦...... وحدثنا الحسن الحلواني حدثنا أبو توبة حدثنا معاوية عن يحيى بن أبي كثير أن يزيد بن نعيم أخبره أن جابر بن عبد الله أخبره أنه سمع رسول الله ﷺ ينهى عن المزابنة والحقول

فقال جابر بن عبد الله المزابنة الثمر بالتمر والحقول كراء الأرض

۱۶۵۶ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ مزابنہ سے اور حقول سے منع فرماتے تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مزابنہ تو یہ ہے کہ کھجور کو کھجور کے عوض فروخت کیا جائے (یعنی کٹی ہوئی کو درخت پر لگی ہوئی کے عوض) اور حقول زمین کو کرایہ پر زراعت کے لئے دینا ہے۔

١٦٥٧...... حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا يعقوب يعني ابن عبد الرحمن القاري عن سهيل بن أبي صالح عن أبيه عن أبي هريرة قال نهى رسول الله ﷺ عن المحاقلة والمزابنة

۱۶۵۷ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔

١٦٥٨...... وحدثني أبو الطاهر أخبرنا ابن وهب أخبرني مالك بن أنس عن داود بن الحصين أن أبا سفيان مولى ابن أبي أحمد أخبره أنه سمع أبا سعيد الخدري يقول نهى رسول الله ﷺ عن المزابنة والمحاقلة والمزابنة اشتراء الثمر في رؤوس النخل والمحاقلة كراء الأرض

۱۶۵۸...... حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے بیع مزابنہ سے اور محاقلہ سے۔ بیع مزابنہ تو درخت پر لگی کھجور کو فروخت کرنا ہے۔ اور محاقلہ زمین کو کرایہ پر چلانا ہے۔

۱۶۵۹..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا وَقَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ كُنَّا لَا نَرَى بِالْخِبْرِ بَأْسًا حَتَّى كَانَ عَامُ أَوَّلَ فَزَعَمَ رَافِعٌ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْهُ

۱۶۵۹..... حضرت عمرو بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ ہم مخابرہ میں کوئی حرج نہیں سمجھا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ پہلا سال ہوا تو رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے دعویٰ کیا کہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

۱۶۶۰..... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كُلُّهُمْ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ فِي حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ فَتَرَكْنَاهُ مِنْ أَجْلِهِ

۱۶۶۰..... اس سند سے سابقہ حدیث (کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہم بیع مخابرہ میں کوئی حرج نہیں سمجھا کرتے تھے یہاں تک کہ پہلا سال ہوا تو رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے دعویٰ کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے) منقول ہے لیکن حضرت ابن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت میں ہے کہ ہم نے اس وجہ سے زمین کو بٹائی پر دینا چھوڑ دیا۔

۱۶۶۱..... وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ لَقَدْ مَنَعَنَا رَافِعٌ نَفْعَ أَرْضِنَا

۱۶۶۱..... حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

ہمیں رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زمینوں کے نفع اٹھانے سے (کرایہ پر چلانے کی صورت میں) منع کیا ہے۔

۱۶۶۲..... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِي مَزَارِعَهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَفِي إِمَارَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ حَتَّى بَلَغَهُ فِي آخِرِ خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يُحَدِّثُ فِيهَا بِنَهْيٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَأَنَا مَعَهُ فَسَأَلَهُ

فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَتَرَكَهَا ابْنُ عُمَرَ بَعْدُ وَكَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْهَا بَعْدُ قَالَ زَعَمَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْهَا

۱۶۶۲..... حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی ﷺ اور حضرات ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ خلافت میں اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی دور میں بھی اپنی زرعی زمینوں کو کرایہ پر چلایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اخیر زمانہ خلافتِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں انہیں یہ اطلاع پہنچی کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں نبی ﷺ سے نہی کی احادیث روایت کرتے ہیں تو (ایک مرتبہ) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے میں بھی ان کے ہمراہ تھا، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ:

"رسول اللہ ﷺ کراء الارض، زمین کو کرایہ پر چلانے سے منع فرماتے تھے۔ چنانچہ اس کے بعد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس معاملہ کو ترک کر دیا، اور جب ان سے اس بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے کہ:

"ابن خدیجؓ کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔" ❶

---

❶ اس حدیث سے متعلق دو سوال ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔ پہلا تو یہ کہ راوی نے خلفاء اربعہ میں سے حضرت علیؓ کی خلافت کا ذکر نہیں کیا جب کہ حضرت معاویہؓ کی خلافت کا ذکر کیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے "فتح الباری" میں اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ چونکہ حضرت ابن عمرؓ نے حضرت علیؓ کی خلافت پر بیعت نہیں کی تھی کیونکہ حضرت علیؓ کی خلافت پر اختلاف رائے پیدا ہو گیا تھا اس لئے راوی نے خلافت علیؓ کا تذکرہ نہیں کیا۔ اور حضرت ابن عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ جس شخص پر تمام اہل اسلام کا اجماع و اتفاق نہ ہو اس کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرنی چاہیے۔ وجہ یہ تھی کہ حضرت ابن عمرؓ نے حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کی خلافت پر بھی بیعت نہیں کی تھی۔ اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ خدانخواستہ ابن عمرؓ، حضرت علیؓ سے کوئی منافرت رکھتے تھے۔ (فتح الباری ۵/۱۸ بحوالہ تکملہ فتح الملہم ۱/۳۵۶)

دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ حضرت ابن عمرؓ جیسے طویل الصحبۃ صحابی کو جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے علاوہ خلفاء اربعہ کا زمانہ بھی گزارا۔ اتنے طویل عرصہ تک "مزارعہ" کی حرمت اور حکم کا علم نہیں تھا۔ حالانکہ وہ نبی ﷺ کے احکامات و تعلیمات پر عمل کرنے کے بڑے حریص تھے؟ اسی طرح اس طویل مدت میں سوائے حضرت رافع بن خدیجؓ کے کسی اور صحابی کو حرمت مزارعہ کا حکم معلوم نہیں تھا حالانکہ کبار صحابہ موجود تھے؟

اس سوال کے جواب سے قبل کراء الارض اور "مزارعہ" سے متعلق ضروری تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

کراء الارض (زمین کو کرایہ پر دینا) یا مزارعت کی تین مختلف صورتیں ہیں جو صاحب ارض اور عامل انتاج (LABOR PRODUCTION) کے اشتراک کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔

پہلی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی کی زمین ہو اور دوسرے کی محنت۔ اور صاحب ارض یوں کہے کہ تمہاری محنت کے نتیجہ میں ہونے والی پیداوار کا اتنا متعین حصہ مثلاً ۲۰ کلو گندم یا جو وغیرہ میرا ہو گا۔ یہ صورت شرعاً بالکل باطل اور حرام ہے۔ کسی کے نزدیک بھی اس کا جواز نہیں ہے کیونکہ یہ ربا (سود) کے حکم میں ہے۔ کیونکہ یہ تو کوئی بھی نہیں جانتا کہ آیا پیداوار ہو گی بھی یا نہیں؟ ممکن ہے کہ کوئی آسمانی آفت آجائے یا فصل خراب ہو جائے اور پیداوار ہی نہ ہو۔

اسی طرح اگر صاحب زمین یہ کہہ دے کہ اس زمین کے فلاں حصہ سے جو پیداوار ہو گی وہ میری ہو گی تو یہ بھی بالکل ناجائز اور حرام ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ زمین کو پیداوار کے بجائے کسی اور چیز مثلاً: نقد، سونا یا چاندی وغیرہ کے عوض کرایہ (اجارہ) پر چلایا جائے۔ ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء کے نزدیک یہ صورت جائز ہے۔

اس کے جواز کے دلائل صحیح مسلم میں حضرت رافع بن خدیجؓ کی روایت اور بخاری و مسلم کی دیگر روایات ہیں۔

اصل میں احادیث میں دو الفاظ استعمال ہوئے ہیں ایک تو "کراء الارض" ہے جس کی ایک مخصوص شکل تھی جسے اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ پیداوار کے حصہ مخصوص کے عوض زمین کو کرایہ پر دیا جاتا تھا اور یہ ناجائز ہے۔

جب کہ دوسرا لفظ اجارہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی زمین کو سونے چاندی یا نقود کے عوض کرایہ پر دینا یہ صورت بالاجماع جائز ہے۔

ابوداؤد میں باب التشدید فی المزارعۃ کے تحت حضرت رافعؓ بن خدیجؓ کی روایت نقل کی گئی ہے جس میں صراحتاً ذکر ہے کہ زراعت کی تین مختلف صورتیں اس زمانہ میں رائج تھیں (دیکھئے ابوداؤد۔ البیوع۔ باب التشدید فی المزارعۃ)

مزارعت کی تیسری صورت یہ ہے کہ زمین کو زراعت کے لئے دیا جائے پیداوار کے کسی حصہ مشاع کے عوض مثلاً: صاحب ارض عامل سے یوں کہے کہ میں تمہیں یہ زمین زراعت کے لئے دیتا ہوں پیداوار کے ایک تہائی یا ایک چوتھائی حصہ کے عوض یعنی جتنی بھی پیداوار ہو گی اس کا ایک تہائی حصہ زمین کے مالک کا اور دو تہائی عامل کا یا اسی طرح کی کوئی صورت طے کر لی جائے۔

پہلی اور تیسری صورت میں فرق یہ ہے کہ پہلی صورت میں متعین وزن کی پیداوار کے عوض زمین کو کرایہ پر دیا گیا تھا۔ یعنی ایک من یا دو من وغیرہ جب کہ تیسری صورت میں حصہ متعین کے بجائے حصہ مشاع یعنی ایک تہائی، ۲ تہائی یا ایک چوتھائی (جاری ہے)

۱۶۶۳ وحدثنا أبو الربيع وأبو كامل قالا حدثنا حماد ح و حدثني علي بن حجر حدثنا إسمعيل كلاهما عن أيوب بهذا الإسناد مثله وزاد في حديث ابن علية قال فتركها ابن عمر

۱۶۶۳ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ لیکن ابن علیہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ اس کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا اور وہ زمین کرایہ پر دیتے تھے۔

(گذشتہ سے پیوستہ) وغیرہ کے عوض زمین کو زراعت کے لئے دیا گیا ہے۔

اس تیسری صورت کا فقہی حکم کیا ہے؟ اس میں فقہاء امت کے چار مذاہب ہیں۔

پہلا مذہب امام احمد بن حنبل، امام ابو یوسف و محمد رحمہ اللہ کا ہے کہ یہ تیسری صورت مطلقاً جائز ہے۔

دوسرا مذہب امام ابو حنیفہ اور زفر کا ہے ان کے نزدیک مطلقاً ناجائز ہے۔

تیسرا مذہب امام شافعی کا ہے ان کے نزدیک بعض شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ اور وہ شرائط یہ ہیں:

پہلی شرط یہ ہے کہ یہ مزارعت مستقل نہ ہو بلکہ پھلوں کے درختوں کی بٹائی کے معاملہ میں جو زمین درختوں کے درمیان خالی ہوتی ہے اس میں ہو یعنی مساقات (تفصیل آئندہ آ رہی ہے) کے ضمن میں مزارعت ہو جس کا مطلب یہ ہے کہ اصل معاملہ تو مساقات کا ہو اور مزارعت تبعاً اور ضمناً ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ دونوں معاملوں (مساقات اور مزارعت) کا عامل ایک ہی ہو۔

تیسری شرط یہ ہے کہ مساقات اور مزارعت کے درمیان کوئی وقفہ نہ ہو مثلاً یہ نہ ہو کہ پہلے مساقات کے معاملہ کو نمٹا دیا پھر دو دن بعد مزارعت ہونے لگے۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ عقد اور معاملہ میں مزارعت کو مساقات پر مقدم نہ کیا جائے۔

پانچویں یہ کہ زراعت کے لئے بیج کی فراہمی مالک زمین کی ذمہ داری ہو وغیرہ وغیرہ۔

ان شرائط کے عدم وجود کی بناء پر مزارعت جائز نہ ہوگی۔

چوتھا مذہب امام مالک کا ہے ان کے نزدیک امام شافعی کی متعین کردہ شرائط میں صرف پہلی شرط کی موجودگی کے ساتھ مزارعت جائز ہے۔

مذکورہ بالا چاروں مذاہب کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام مالک ان حضرات کے نزدیک اصالۃً مزارعت ناجائز ہے۔ البتہ موخر الذکر دونوں حضرات بعض شرائط کے ساتھ مساقات کے ضمن میں اس کے جواز کے قائل ہیں۔

ائمہ ثلاثہ مزارعت کے عدم جواز پر اوپر ذکر کردہ احادیث سے استدلال کرتے ہیں جن میں حضرت رافع بن خدیج، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عمر، اور حضرت ابو ہریرہ وغیرہ کی احادیث شامل ہیں۔

جب کہ جواز مزارعت کے قائلین یعنی امام احمد بن حنبل اور امام ابو یوسف و محمد رحمہما اللہ استدلال کرتے ہیں اس حدیث سے جو امام مسلم آئندہ صفحات میں ذکر کریں گے کتاب المساقات والمزارعۃ کے تحت۔

"حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر کے عامل سے پیداوار کے ایک حصہ کے عوض پر معاملہ فرمایا خواہ وہ پیداوار پھلوں کی ہو یا زرعی اشیاء کی۔"

اس حدیث کے جواب میں امام شافعی اور مالک فرماتے ہیں کہ یہ مزارعت، مساقات کے ضمن میں تھی، جو ان کے نزدیک جائز ہے۔

جب کہ امام ابو حنیفہ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ معاملہ مزارعت کا نہیں تھا بلکہ نبی ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے یہ معاملہ طے کیا تھا کہ وہ اپنی زمینوں کی پیداوار کا ایک حصہ مشاع بطور خراج ادا کیا کریں گے تو یہ خراج کی ادائیگی تھی نہ کہ مزارعت کا معاملہ تھا۔

لیکن احناف کی طرف سے یہ جواب قابل قبول نہیں ہے کیونکہ خراج تو غیر مسلموں کی زمین پر لیا جاتا ہے جب کہ خیبر..... (جاری ہے)

بَعْدَ ذٰلِكَ فَكَانَ لَا يُكْرِيهَا

۱۶۶۴...... وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ ذَهَبْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ إِلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ حَتَّى أَتَاهُ بِالْبَلَاطِ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ

۱۶۶۴...... حضرت نافعؒ کہتے ہیں کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ یہاں تک کہ بلاط (مسجد نبوی ﷺ کے قرب میں ایک معروف جگہ کا نام ہے جہاں دو یہودیوں کو زنا کی وجہ سے رجم کیا گیا تھا، پتھروں والی زمین ہے) میں ان کے پاس پہنچے تو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے زرعی زمینوں کو کرایہ پر چلانے سے منع فرمایا ہے۔

۱۶۶۵...... وحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي خَلَفٍ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَا حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَتَى رَافِعًا فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۱۶۶۵...... حضرت نافع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے یہی (سابقہ) حدیث نبی کریم ﷺ سے ذکر کی۔

۱۶۶۶...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ يَعْنِي ابْنَ حَسَنِ بْنِ يَسَارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ

۱۶۶۶...... حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمین کو اجارہ پر چلایا کرتے تھے انہیں رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

(گذشتہ سے پیوستہ)...... کی زمینیں مسلمانوں کی ملکیت میں تھیں اور نبی ﷺ نے باقاعدہ اہلِ خیبر یعنی یہود سے مزارعت کا معاملہ فرمایا تھا۔
اس کے علاوہ امام بخاریؒ نے کتاب المزارعۃ میں باب اذا قال اکفنی مؤنۃ النخل اور کتاب الشروط میں باب الشروط فی المعاملہ کے تحت حضرت ابوہریرہؓ کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ: انصار نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ہمارے درمیان اور ہمارے (مہاجر) بھائیوں کے درمیان درختوں کی تقسیم فرمادیں۔ آپؐ نے منع فرمادیا تو انہوں نے کہا کہ: تم (زراعت کی) مشقت اٹھاؤ اور ہم آپ کو پھل (پیداوار) میں شریک کریں گے؟ تو انصار نے کہا کہ ہم نے سن کر اطاعت کرلی،،۔ (بخاری۔ باب اخاء النبیؐ بین المہاجرین والانصار)
ان دلائل و وجوہ کے بناء پر مشائخ حنفیہؒ نے اس مسئلہ پر امام ابو حنیفہؒ کے قول کے خلاف صاحبینؒ کے قول پر فتویٰ دیا ہے یعنی امام ابو یوسف و امام محمدؒ کے مذہب پر فتویٰ ہے۔ اور دورِ صحابہؓ سے لے کر آج تک امت کا اس مزارعت پر تعامل رہا ہے۔
چنانچہ امام بخاریؒ نے "باب المزارعۃ بالشطر،، کے تحت نقل کیا ہے کہ: قیس بن مسلم نے ابو جعفر کے حوالہ سے کہا کہ "مدینہ میں ہجرت کرنے والے صحابہ کے گھروں میں سے کوئی گھرانہ ایسا نہ تھا کہ وہ تہائی یا چوتھائی پر مزارعت نہ کرتے ہوں۔ پھر امام بخاریؒ نے فرمایا کہ: حضرت علیؓ، سعدؓ بن مالک، عبداللہؓ بن مسعود، عمرؒ بن عبدالعزیز وغیرہ سب نے مزارعت کا معاملہ کیا۔
جہاں تک ان احادیث کا تعلق ہے جن میں مزارعت کی ممانعت منقول ہے وہ احادیث دو باتوں سے خالی نہیں۔ یا تو ان کی ممانعت کا تعلق مزارعت کی پہلی صورت سے ہے جسے ہم ذکر کرچکے ہیں کہ حصۂ متعین کے عوض مزارعت کی جائے۔ یا یہ کہ یہ ممانعت خدمت پر محمول نہیں بلکہ صرف مشورہ اور بطور رہنمائی کے ہے، کیونکہ ممانعت والی احادیث کے سب سے بڑے راوی رافع بن خدیجؓ ہیں اور وہی اس نہی و نعت کی تفسیر و تشریح میں یہ بتلاتے ہیں کہ سونے چاندی کے عوض مزارعہ میں کوئی حرج نہیں اور نبی ﷺ کے عہد میں لوگ نالیوں کے گرد اُگنے والی زرعی اشیاء کے عوض مزارعت کیا کرتے تھے۔ یہ روایت مسلم اور نسائی دونوں نے نقل کی ہے۔ بہرکیف مزارعت کی یہ تیسری صورت جائز ہے۔ واللہ اعلم (ملخصاً از تکملہ فتح الملہم)

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَأْجُرُ الأَرْضَ قَالَ فَنُبِّئَ حَدِيثًا عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ فَانْطَلَقَ بِي مَعَهُ إِلَيْهِ قَالَ فَذَكَرَ عَنْ بَعْضِ عُمُومَتِهِ ذَكَرَ فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الأَرْضِ قَالَ فَتَرَكَهُ ابْنُ عُمَرَ فَلَمْ يَأْجُرْهُ

حدیث کے بارے میں خبر دی گئی تو وہ میرے ساتھ رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلے۔
وہاں پر رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعض چچاؤں کے حوالہ سے یہ کہا کہ نبی ﷺ نے زمین کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ معاملہ چھوڑ دیا اور زمین کو اجارہ پر نہیں چلاتے تھے۔

١٦٦٧ ..... وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ بِهَذَا الإِسْنَادِ وَقَالَ فَحَدَّثَهُ عَنْ بَعْضِ عُمُومَتِهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۱۶۶۷ ..... اس سند کے ساتھ بھی سابقہ حدیث مروی ہے اور حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے اپنے چچاؤں سے نبی کریم ﷺ کی حدیث بیان کی۔

١٦٦٨ وحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِي أَرَضِيهِ حَتَّى بَلَغَهُ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ الأَنْصَارِيَّ كَانَ يَنْهَى عَنْ كِرَاءِ الأَرْضِ فَلَقِيَهُ عَبْدُ اللهِ فَقَالَ يَا ابْنَ خَدِيجٍ مَاذَا تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي كِرَاءِ الأَرْضِ
قَالَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ لِعَبْدِ اللهِ سَمِعْتُ عَمَّيَّ وَكَانَا قَدْ شَهِدَا بَدْرًا يُحَدِّثَانِ أَهْلَ الدَّارِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الأَرْضِ
قَالَ عَبْدُ اللهِ لَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّ الأَرْضَ تُكْرَى ثُمَّ خَشِيَ عَبْدُ اللهِ أَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَحْدَثَ فِي ذَلِكَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ عَلِمَهُ فَتَرَكَ كِرَاءَ الأَرْضِ

۱۶۶۸ حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زمین کو کرایہ پر دیتے تھے یہاں تک کہ انہیں یہ اطلاع پہنچی کہ رافع بن خدیج الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرایہ پر زمین مزارعت کے لئے دینے سے منع کرتے ہیں تو عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے ملے اور کہا کہ اے ابن خدیج! تم رسول اللہ ﷺ سے کراء الارض کے متعلق کیا روایت کر رہے ہو؟
رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ میں نے اپنے دو چچاؤں سے جو کہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے ان گھر والوں سے بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے "کراء الارض" سے منع فرمایا ہے۔
اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں تو جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں زمین کرایہ پر دی جاتی تھی۔
لیکن بعد ازاں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خدشہ لاحق ہو گیا کہ ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے متعلق کوئی نیا حکم جاری فرمایا ہو اور وہ ان کے (ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے علم میں نہ آیا ہو۔ لہٰذا اس خدشہ کے لاحق ہونے کی بناء پر کراء الارض کا معاملہ ترک فرمادیا۔
(یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ورع و تقویٰ تھا کہ محض ایک خدشہ کی بناء پر ذاتی علم کی بناء پر جائز کام کو ترک فرمادیا)۔

١٦٦٩ وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَيَعْقُوبُ

۱۶۶۹ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم

بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ يَعْلَى ابْنِ حَكِيمٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا نُحَاقِلُ الْأَرْضَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنُكْرِيهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمَّى فَجَاءَنَا ذَاتَ يَوْمٍ رَجُلٌ مِنْ عُمُومَتِي فَقَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَطَوَاعِيَةُ اللهِ وَرَسُولِهِ أَنْفَعُ لَنَا نَهَانَا أَنْ نُحَاقِلَ بِالْأَرْضِ فَنُكْرِيهَا عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمَّى وَأَمَرَ رَبَّ الْأَرْضِ أَنْ يَزْرَعَهَا أَوْ يُزْرِعَهَا وَكَرِهَ كِرَاءَهَا وَمَا سِوَى ذَلِكَ

لوگ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں محاقلہ کیا کرتے تھے یعنی زمین کو (کھیتوں کو) ایک تہائی اور ایک چوتھائی پیداوار یا متعین حصے اناج کے عوض۔
ایک روز میرے چچاؤں میں سے کوئی ایک آیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک ایسے کام سے منع فرمادیا ہے جو ہمارے واسطے بڑا نفع بخش تھا، البتہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہمارے لئے زیادہ نفع کا باعث ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیں زمین کو محاقلہ کرنے سے منع فرمادیا۔ اور آپ نے زمین کے مالک کو حکم دیا کہ یا تو خود زراعت کرے یا کسی سے زراعت کروائے لیکن اس کا کرایہ پر چلانا یا اور کسی طرح سے اس سے فائدہ اٹھانا برا جانا ہے۔

١٦٧٠...... وحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ كَتَبَ إِلَيَّ يَعْلَى بْنُ حَكِيمٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ ابْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا نُحَاقِلُ بِالْأَرْضِ فَنُكْرِيهَا عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ

۱۶۷۰..... حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم زمین کو کرایہ پر دیتے تھے تو تہائی اور چوتھائی حصہ کرایہ وصول کرتے تھے (بقیہ حدیث ابن علیہ کی روایت کی طرح بیان کی)۔

١٦٧١...... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۶۷۱..... حضرت یعلی بن حکیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی ان اسناد و طرق کے ساتھ یہی سابقہ حدیث مروی ہے۔

١٦٧٢...... وحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ عَنْ بَعْضِ عُمُومَتِهِ

۱۶۷۲..... حضرت یعلی بن حکیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس طریق سے بھی سابقہ روایت مروی ہے لیکن اس روایت میں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے چچاؤں کا واسطہ بیان نہیں فرمایا۔

١٦٧٣...... حَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مُسْهِرٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَبِي النَّجَاشِيِّ مَوْلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنْ رَافِعٍ أَنَّ ظُهَيْرَ بْنَ رَافِعٍ وَهُوَ عَمُّهُ قَالَ

۱۶۷۳..... حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ظہیر بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا تھے میرے پاس آئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسے کام سے منع کر دیا ہے جس میں ہمارے لئے سہولت و فائدہ تھا۔ میں نے کہا وہ کیا کام ہے؟

أَتَانِي ظُهَيْرٌ فَقَالَ لَقَدْ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ بِنَا رَافِقًا فَقُلْتُ وَمَا ذَاكَ مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَهُوَ حَقٌّ قَالَ سَأَلَنِي كَيْفَ تَصْنَعُونَ بِمَحَاقِلِكُمْ فَقُلْتُ نُؤَاجِرُهَا يَا رَسُولَ اللهِ عَلَى الرَّبِيعِ أَوِ الْأَوْسُقِ مِنَ التَّمْرِ أَوِ الشَّعِيرِ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوا ازْرَعُوهَا أَوْ أَزْرِعُوهَا أَوْ أَمْسِكُوهَا

اور رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے وہی حق ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ تم اپنے کھیتوں کو کیا کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم نہر کے کناروں پر اگنے والی اشیاء کے عوض یا کچھ وسق کھجور یا جو کے عوض زمین کو کرایہ پر دے دیتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا مت کرو، یا تو خود زراعت کرو ورنہ دوسرے سے کرواؤ (خود نفع نہ لو) یا یہ کہ زمین یونہی پڑے رہنے دیا کرو۔

۱۶۷۴۔۔۔۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي النَّجَاشِيِّ عَنْ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا وَلَمْ يَذْكُرْ عَنْ عَمِّهِ ظُهَيْرٍ

۱۶۷۴۔۔۔ حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث بیان کی ہے اور اپنے چچا ظہیر کا درمیان میں واسطہ ذکر نہیں فرمایا۔

۱۶۷۵۔۔۔۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ أَنَّهُ سَأَلَ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ فَقَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ قَالَ فَقُلْتُ أَبِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَقَالَ أَمَّا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَلَا بَأْسَ بِهِ

۱۶۷۵۔۔۔ حضرت حنظلہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زمین کو کرایہ پر دینے کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے زمین کرایہ پر دینے سے منع فرمایا میں نے عرض کیا، کیا سونے اور چاندی کے عوض بھی کرایہ پر دینے سے منع ہے؟ تو انہوں نے کہا: کہ سونے اور چاندی کے بدلہ کرایہ پر دینے میں کوئی حرج نہیں۔

۱۶۷۶۔۔۔۔ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنِي حَنْظَلَةُ بْنُ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ سَأَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ إِنَّمَا كَانَ النَّاسُ يُؤَاجِرُونَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى الْمَاذِيَانَاتِ وَأَقْبَالِ الْجَدَاوِلِ وَأَشْيَاءَ مِنَ الزَّرْعِ فَيَهْلِكُ هَذَا وَيَسْلَمُ هَذَا وَيَسْلَمُ هَذَا وَيَهْلِكُ هَذَا فَلَمْ يَكُنْ لِلنَّاسِ كِرَاءٌ إِلَّا هَذَا فَلِذَلِكَ زُجِرَ عَنْهُ فَأَمَّا شَيْءٌ مَعْلُومٌ مَضْمُونٌ فَلَا بَأْسَ بِهِ

۱۶۷۶۔۔۔ حضرت حنظلہ بن قیس الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کراء الارض کے متعلق دریافت کیا کہ اگر سونے یا چاندی کے عوض کرایہ پر دیا جائے؟ تو فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں اے شک رسول اللہ ﷺ کے عہد میں لوگ نہر اور پانی کی نالیوں کے کناروں پر ہونے والی پیداوار کے عوض اور بعض دیگر زرعی اشیاء کے عوض اجارہ پر زمین دیا کرتے تھے۔ پھر یہ ہوتا کہ کبھی یہاں کی پیداوار ضائع ہو جاتی تو کبھی وہاں کی۔ حتیٰ کہ لوگوں کو کچھ نہ ملتا سوائے بچے کھچے پیداوار کی حصہ کے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے اس بارے میں ڈانٹا اور فرمایا کہ اگر اس کا عوض ضمانت والی معلوم چیز ہو سکتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۱۶۷۷۔۔۔۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَنْظَلَةَ الزُّرَقِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ

۱۶۷۷۔۔۔ حضرت حنظلہ الزرقی فرماتے ہیں کہ انہوں نے رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ انصار میں سب سے

رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ يَقُولُ كُنَّا أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ حَقْلًا قَالَ كُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ عَلَى أَنَّ لَنَا هَذِهِ وَلَهُمْ هَذِهِ فَرُبَّمَا أَخْرَجَتْ هَذِهِ وَلَمْ تُخْرِجْ هَذِهِ فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ وَأَمَّا الْوَرِقُ فَلَمْ يَنْهَنَا

زیادہ محاقلہ (کھیتوں کو زراعت کے لئے دینا) ہمارے یہاں تھا، اور ہم اس بنیاد پر کرایہ پر زمین دیا کرتے تھے کہ اس حصہ کی پیداوار تو ہماری ہوگی اور تمہارے (عامل اور مزارعوں) لئے اس حصہ کی پیداوار ہوگی۔ بعض اوقات یہ ہوتا کہ ایک حصہ میں تو پیداوار ہوتی اور اس دوسرے حصہ میں نہ ہوتی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمادیا۔ البتہ چاندی (یا سونے یا کسی اور مال متقوم) کے عوض کرایہ پر دینے سے منع نہیں فرمایا۔

۱۶۷۸۔۔۔۔۔حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

۱۶۷۸۔ حضرت یحیٰی بن سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اس سابقہ حدیث کو روایت کیا ہے۔

۱۶۷۹۔۔۔۔۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ كِلَاهُمَا عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَعْقِلٍ عَنِ الْمُزَارَعَةِ فَقَالَ أَخْبَرَنِي ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاكِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُزَارَعَةِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ نَهَى عَنْهَا وَقَالَ سَأَلْتُ ابْنَ مَعْقِلٍ وَلَمْ يُسَمِّ عَبْدَ اللهِ

۱۶۷۹۔ حضرت عبداللہ بن السائبؒ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن معقل سے مزارعہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ثابت بن الضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مزارعہ سے منع فرمایا ہے۔
اور حضرت ابن ابی شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور کہتے ہیں کہ ابن معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں نے پوچھا اور عبداللہ کا نام نہیں لیا۔

۱۶۸۰۔۔۔۔۔حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ
قَالَ دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْقِلٍ فَسَأَلْنَاهُ عَنِ الْمُزَارَعَةِ فَقَالَ زَعَمَ ثَابِتٌ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُزَارَعَةِ وَأَمَرَ بِالْمُؤَاجَرَةِ وَقَالَ لَا بَأْسَ بِهَا

۱۶۸۰۔ حضرت عبداللہ بن السائب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن معقل کے پاس داخل ہوئے تو ان سے مزارعہ کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ثابت بن الضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزارعہ سے منع فرمایا ہے اور مواجرہ (اجرت پر) زمین کو چلانے کا حکم دیا ہے اور فرمایا کہ اس میں کچھ حرج نہیں۔

۱۶۸۱۔۔۔۔۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو أَنَّ مُجَاهِدًا قَالَ لِطَاوُسٍ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى ابْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ فَاسْمَعْ مِنْهُ الْحَدِيثَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فَانْتَهَرَهُ قَالَ إِنِّي وَاللهِ لَوْ أَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْهُ مَا فَعَلْتُهُ وَلَكِنْ حَدَّثَنِي

۱۶۸۱۔ حضرت عمرو کہتے ہیں کہ مجاہدؒ نے طاؤسؒ سے فرمایا کہ ہمارے ہمراہ رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خدیج کے بیٹے کے پاس چلے چلو میں ان سے ان کے والد کی بیان کردہ حدیث سننا چاہتا ہوں جو انہوں نے نبی ﷺ سے نقل کی ہے (مزارعت سے متعلق) تو طاؤسؒ نے مجاہد کو جھڑک دیا اور فرمایا کہ اللہ کی قسم! اگر میں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے مزارعت سے

مَنْ هُوَ أَعْلَمُ بِهِ مِنْهُمْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَأَنْ يَمْنَحَ الرَّجُلُ أَخَاهُ أَرْضَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا خَرْجًا مَعْلُومًا

منع فرمایا ہے تو میں نہ کرتا لیکن مجھ سے اپنے شخص نے بیان کیا ہے جو ان سے (رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) زیادہ اس بارے میں جانتا ہے۔ یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"آدمی اپنی زمین اپنے (مسلمان) بھائی کو ہدیۃً زراعت کے لئے دے تو یہ بہتر ہے اس بات سے (معلوم ہوا کہ پیداوار میں شریک ہونا ناجائز نہیں اگرچہ نہ شریک ہونا زیادہ بہتر ہے۔ گویا صرف اولیٰ اور غیر اولیٰ کا فرق ہی جائز ناجائز کا نہیں)۔

۱۶۸۲...... وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو وَابْنِ طَاوُسٍ عَنْ طَاوُسٍ أَنَّهُ كَانَ يُخَابِرُ قَالَ عَمْرٌو فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ لَوْ تَرَكْتَ هَذِهِ الْمُخَابَرَةَ فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُخَابَرَةِ فَقَالَ أَيْ عَمْرُو أَخْبَرَنِي أَعْلَمُهُمْ بِذَلِكَ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَنْهَ عَنْهَا إِنَّمَا قَالَ يَمْنَحُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا خَرْجًا مَعْلُومًا

۱۶۸۲...... حضرت عمرو اور طاؤسؒ کے بیٹے سے مروی ہے کہ طاؤسؒ مخابرہ (زمین کو بٹائی پر دینا) کیا کرتے تھے۔ حضرت عمرو کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا اے ابو عبدالرحمن! کاش آپ یہ مخابرہ کرنا چھوڑ دیتے، کیونکہ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ نبی ﷺ نے مخابرہ سے منع فرمایا ہے۔
حضرت طاؤسؒ نے فرمایا کہ اے عمرو! مجھے ان لوگوں سے زیادہ علم والے شخص نے یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتلایا کہ نبی ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ یوں فرمایا ہے کہ: آدمی کا اپنی زمین اپنے بھائی کو زراعت کے لئے ہدیۃً دینا اس بات سے بہتر ہے کہ وہ اس پر کوئی متعین پیداوار کا حصہ وصول کرے۔"

۱۶۸۳...... حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ ح وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ عَنْ سُفْيَانَ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ شَرِيكٍ عَنْ شُعْبَةَ كُلُّهُمْ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ

۱۶۸۳...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث (کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اگر اپنے بھائی کو زمین ہبہ کر دے تو یہ اس کیلئے اس سے بہتر ہے کہ وہ اس سے معین خراج اور کرایہ وصول کرے) منقول ہے۔

۱۶۸۴ - وحَدَّثَنِي عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَأَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ أَرْضَهُ

۱۶۸۴...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"تم میں سے کوئی شخص اپنی زمین اپنے بھائی کو ہدیۃً زراعت کے لئے دے دے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے اس بات سے کہ اس پر اتنا اتنا معلوم و

خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا كَذَا وَكَذَا لِشَيْءٍ مَعْلُومٍ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ الْحَقْلُ وَهُوَ بِلِسَانِ الأَنْصَارِ الْمُحَاقَلَةُ

متعین شدہ حصہ وصول کرے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس سے مراد حقل ہے جسے انصار کی زبان میں محاقلہ کہا جاتا ہے۔

۱۶۸۵ ...وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَإِنَّهُ أَنْ يَمْنَحَهَا أَخَاهُ خَيْرٌ

۱۶۸۵... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص کی کوئی زمین ہو تو وہ اگر اسے کسی کو ہدیۃً دے دے زراعت کے لئے (یعنی اس پر کوئی حصہ پیداوار وصول نہ کرے تو یہ اس کے لئے زیادہ بہتر ہے"۔

كتاب المساقاة والمزارعة

کتاب المساقاۃ والمزارعۃ

مساقاۃ اور مزارعت کا بیان

۱۶۸۶ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَامَلَ أَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ

۱۶۸۶..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر سے معاملہ کیا کہ زمینوں کی پیداوار پھلوں کی ہو یا غلہ واناج وغیرہ کی اس میں سے نصف ہماری ہوگی"۔

۱۶۸۷ وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ وَهُوَ ابْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللهِ ﷺ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ فَكَانَ يُعْطِي أَزْوَاجَهُ كُلَّ سَنَةٍ مِائَةَ وَسْقٍ ثَمَانِينَ وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ وَعِشْرِينَ وَسْقًا مِنْ شَعِيرٍ فَلَمَّا وَلِيَ عُمَرُ قَسَمَ خَيْبَرَ خَيَّرَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يُقْطِعَ لَهُنَّ الْأَرْضَ وَالْمَاءَ أَوْ يَضْمَنَ لَهُنَّ الْأَوْسَاقَ كُلَّ عَامٍ فَاخْتَلَفْنَ فَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْأَرْضَ وَالْمَاءَ وَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْأَوْسَاقَ كُلَّ عَامٍ فَكَانَتْ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ مِمَّنِ اخْتَارَتَا الْأَرْضَ وَالْمَاءَ

۱۶۸۷.. حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر (کی زمینوں کو) یہود کے حوالہ کر دیا اس معاملہ پر کہ جو بھی پیداوار ہوگی پھلوں اور زرعی اجناس کی تو نصف آپ ﷺ کو دیں گے۔
چنانچہ آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو ہر سال سو وسق دیا کرتے تھے اسی وسق کھجور کے اور بیس وسق جَو کے۔
جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی خلافت ہوئے تو خیبر کی زمینیں تقسیم کر دیں اور نبی ﷺ کی ازواج کو اختیار دیا کہ وہ چاہیں تو ان کے لئے بھی زمین اور پانی کا حصہ الگ کر دیا جائے یا چاہیں تو (حسب سابق) اس حصہ زمین کی پیداوار وسق کی صورت میں انہیں دے دی جائے۔
اس پر ازواج رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں مختلف رائیں ہوئیں۔ بعض نے زمین اور پانی کا حصہ الگ لے لیا اور بعض ہر سال پیداوار وسق کی صورت میں لینے کو اختیار کیا۔
چنانچہ حضرت عائشہ اور حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زمین اور پانی کا حصہ الگ لے لیا تھا۔ [1]

---

[1] نبی اکرم ﷺ نے جب خیبر کو فتح فرمالیا تو آپ نے وہاں کے یہود کو جلا وطن کرنا چاہا۔ یہود نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ ہمیں یہیں رہنے دیا جائے۔ آپ نے اس پر فرمایا کہ تم زراعت کیا کرو اور یہ زمینیں ہماری ملکیت میں رہیں گی، ہم جب چاہیں گے تمہیں نکال دیں گے اس وقت تک تم زراعت کرو اور جتنی پیداوار ہو اس میں سے نصف ہماری ہوگی خواہ پھلوں کی پیداوار ہو یا زرعی اجناس کی۔
ان احادیث سے امام ابو یوسف و محمد اور امام احمد بن حنبلؒ نے مزارعت کے جواز پر استدلال کیا ہے اگر وہ پیداوار کے حصہ مشاع کے عوض ہو۔
مساقات کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص اپنے باغات اور درختوں کو کسی کے حوالہ کردے کہ تم ان پر محنت کرو، پانی کھاد وغیرہ ڈالو اور جتنی پیداوار ہوگی وہ نصف نصف ہوگی۔
(جاری ہے)

۱۶۸۸ ـ وحدثنا ابن نمير حدثنا أبي حدثنا عبيد الله حدثني نافع عن عبد الله بن عمر أن رسول الله ﷺ عامل أهل خيبر بشطر ما خرج منها من زرع أو ثمر واقتص الحديث بنحو حديث علي بن مسهر ولم يذكر فكانت عائشة وحفصة ممن اختارتا الأرض والماء

وقال خير أزواج النبي ﷺ أن يقطع لهن الأرض ولم يذكر الماء

۱۶۸۸ ـ ... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہلِ خیبر سے وہاں کی زمینوں کی پیداوار کے نصف پر معاملہ فرمایا خواہ زرعی اجناس ہوں یا پھل۔ آگے سابقہ حدیث کی مانند ذکر کیا۔ آخر میں فرمایا کہ نبی ﷺ کی ازواج رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو زمین لینے کا اختیار دیا گیا تھا۔ لیکن پانی کا ذکر نہیں فرمایا۔

۱۶۸۹ ـ ... وحدثني أبو الطاهر حدثنا عبد الله بن وهب أخبرني أسامة بن زيد الليثي عن نافع عن عبد الله بن عمر قال لما افتتحت خيبر سألت يهود رسول الله ﷺ أن يقرهم فيها على أن يعملوا على نصف ما خرج منها من الثمر والزرع فقال رسول الله ﷺ أقركم فيها على ذلك ما شئنا ثم ساق الحديث بنحو حديث ابن نمير وابن مسهر عن عبيد الله وزاد فيه وكان الثمر يقسم على السهمان من نصف خيبر فيأخذ رسول الله ﷺ الخمس

۱۶۸۹ ـ ... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوگیا تو یہود نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ انہیں اسی علاقہ میں رہنے دیا جائے اس شرط پر کہ وہ ان زمینوں میں زراعت کریں گے اور پیداوار کا نصف خواہ پھل ہوں یا زرعی اجناس دیا کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ ہم تمہیں یہاں ٹھہرنے کی اجازت دیتے ہیں جب تک ہم چاہیں گے تمہیں رہنے دیں گے۔ آگے حسبِ سابق بیان کیا۔

آخر میں فرمایا کہ: چنانچہ پھل کی پیداوار کے دو حصے کئے جاتے اور رسول اللہ ﷺ اس میں سے خمس (پانچواں حصہ) لیا کرتے تھے۔

(گذشتہ سے پیوستہ) چنانچہ جمہور فقہاء (جن میں امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمد رحمہم اللہ شامل ہیں) کے نزدیک مساقات علی العموم وعلی الاطلاق جائز ہے۔

لیکن امام ابو حنیفہ اور امام زفرؒ فرماتے ہیں کہ مساقات بھی مزارعت کی شکل ہے لہٰذا یہ بھی ناجائز ہے۔ لیکن احناف کے یہاں فتویٰ مزارعت کی طرح اس مسئلہ میں بھی صاحبینؒ کے قول پر ہے۔ یعنی مزارعت، بعض حصہ مشائخ کی طرح مساقات علی العموم جائز ہے تمام پھلوں میں۔

البتہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ تمام پھلوں میں نہیں صرف کھجور اور انگور میں جائز ہے۔

ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے نفقہ کی ادائیگی

احادیث بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اراضی خیبر کی پیداوار سے آپ سال بھر کا نفقہ اناج اور زرعی اجناس و کھجور کی شکل میں دے دیا کرتے تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ضروریاتِ زندگی کا سامان سال بھر کے لئے جمع کر کے رکھنا ذخیرہ اندوزی کے حکم میں نہیں اور نہ ہی توکل کے منافی ہے۔ (شرح السنوسی ۴؍۲۲۴)

حضرت عمرؓ نے خلیفہ بننے کے بعد یہود کو جلاوطن کر دیا تھا اور خیبر کی اراضی کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا تھا۔

۱۶۹۰...... وحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ دَفَعَ إِلَى يَهُودِ خَيْبَرَ نَخْلَ خَيْبَرَ وَأَرْضَهَا عَلَى أَنْ يَعْتَمِلُوهَا مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَلِرَسُولِ اللهِ ﷺ شَطْرُ ثَمَرِهَا

۱۶۹۰...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہود کو خیبر کے کھجور کے باغات اور زرعی زمینیں دے دیں اس معاملہ پر کہ وہ زراعت کریں گے اپنے اموال سے اور رسول اللہ ﷺ کو پیداوار کا نصف دیں گے۔

۱۶۹۱...... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَإِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَجْلَى الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ وَأَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى خَيْبَرَ أَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ مِنْهَا وَكَانَتِ الْأَرْضُ حِينَ ظُهِرَ عَلَيْهَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُسْلِمِينَ فَأَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ مِنْهَا فَسَأَلَتِ الْيَهُودُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ يُقِرَّهُمْ بِهَا عَلَى أَنْ يَكْفُوا عَمَلَهَا وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلَى ذَلِكَ مَا شِئْنَا فَقَرُّوا بِهَا حَتَّى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ إِلَى تَيْمَاءَ وَأَرِيحَاءَ

۱۶۹۱...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہود و نصاریٰ کو سرزمین حجاز سے جلا وطن کر دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر پر غلبہ حاصل کر لیا تھا تو اس وقت یہود کو وہاں سے نکالنے کا ارادہ کیا تھا، جب کہ فتح اور غلبہ کے بعد وہاں کی زمینیں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) اور مسلمانوں کی ملکیت میں آ گئی تھیں۔ لہٰذا آپ ﷺ نے یہود کے انخلاء اور جلاوطنی کا ارادہ کیا لیکن یہود نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ انہی وہیں رہنے دیں وہ زمینوں پر محنت کریں گے جب کہ پیداوار کا نصف پھل آپ ﷺ کو دیں گے۔
اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم تمہیں وہاں ٹھہرنے کی اجازت مشروط طور پر دے رہے ہیں کہ جب تک ہم چاہیں گے (وہاں ٹھہرے رہو)۔
چنانچہ وہ وہیں رہتے رہے حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں جلاوطن کر کے تیماء اور اریحاء (جو دو بستیاں ہیں) میں منتقل کر دیا۔

باب—۲۳۰ باب فضل الغرس والزرع

درخت لگانے اور کھیتی باڑی کی فضیلت

۱۶۹۲...... حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَانَ مَا أُكِلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةً وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ مِنْهُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ وَمَا أَكَلَتِ الطَّيْرُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ وَلَا يَرْزَؤُهُ أَحَدٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةً

۱۶۹۲...... حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"مسلمان جو بھی درخت اگاتا ہے اور اس میں سے کوئی کھاتا ہے تو لگانے والے کے لئے وہ صدقہ ہوتا ہے اور جو چوری ہو جائے وہ بھی صدقہ ہے اور جو درندے کھالیں گے وہ بھی صدقہ ہے اور جو پرندے چگ لیں گے وہ بھی لگانے والے کے لئے صدقہ ہے حتی کہ اسے جو بھی کم کرے گا (یعنی اسے کھا کر کم کرے گا) تو اس کے لئے وہ صدقہ ہوگا۔

۱۶۹۳...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و

۱۶۹۳...... حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ام

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى أُمِّ مُبَشِّرٍ الْأَنْصَارِيَّةِ فِي نَخْلٍ لَهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ مَنْ غَرَسَ هَذَا النَّخْلَ أَمُسْلِمٌ أَمْ كَافِرٌ فَقَالَتْ بَلْ مُسْلِمٌ فَقَالَ لَا يَغْرِسُ مُسْلِمٌ غَرْسًا وَلَا يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ وَلَا دَابَّةٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً

مبشر الانصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے باغات میں داخل ہوئے اور ان سے کہا کہ اس کھجور کے درخت کو کس نے اگایا تھا؟ مسلم نے یا کافر نے؟ انہوں نے فرمایا کہ مسلمان نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان جو بھی درخت یا کھیتی اگائے اور اس میں سے انسان کھائے یا چوپائے کھائیں یا کوئی بھی کھائے تو وہ اس اگانے والے کے لئے صدقہ ہوتا ہے۔

۱۶۹۴ ...... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ قَالَا حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا يَغْرِسُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ غَرْسًا وَلَا زَرْعًا فَيَأْكُلَ مِنْهُ سَبُعٌ أَوْ طَائِرٌ أَوْ شَيْءٌ إِلَّا كَانَ لَهُ فِيهِ أَجْرٌ وَ قَالَ ابْنُ أَبِي خَلَفٍ طَائِرٌ شَيْءٌ كذا

۱۶۹۴ ...... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ:
"مسلمان آدمی کوئی درخت نہیں اگاتا نہ ہی کوئی کھیتی کرتا ہے پھر اس میں سے کوئی درندہ یا پرندہ یا کوئی اور کھائے مگر یہ کہ وہ لگانے والے کے لئے اجر کا باعث ہوگا"۔

۱۶۹۵ ...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَقَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أُمِّ مَعْبَدٍ حَائِطًا فَقَالَ يَا أُمَّ مَعْبَدٍ مَنْ غَرَسَ هَذَا النَّخْلَ أَمُسْلِمٌ أَمْ كَافِرٌ فَقَالَتْ بَلْ مُسْلِمٌ قَالَ فَلَا يَغْرِسُ الْمُسْلِمُ غَرْسًا فَيَأْكُلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ وَلَا دَابَّةٌ وَلَا طَيْرٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةً إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

۱۶۹۵ ...... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے باغ میں داخل ہوئے اور فرمایا کہ اے ام معبد! یہ کھجور کے درخت کس نے لگائے؟ مسلمان نے یا کافر نے؟ انہوں نے فرمایا کہ مسلمان نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان جو بھی درخت وغیرہ اگاتا ہے اور اس میں سے انسان، چوپائے اور پرندے کھاتے ہیں تو اگانے والے کے لئے اس میں صدقہ کا ثواب ہوگا قیامت تک۔

۱۶۹۶ ...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ مُحَمَّدٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ زَادَ عَمْرٌو فِي رِوَايَتِهِ عَنْ عَمَّارٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ فَقَالَا عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ وَفِي

۱۶۹۶ ...... ان مختلف چار اسناد و طرق سے بھی سابقہ حدیث (نبی کریم ﷺ ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باغ میں داخل ہوئے اور فرمایا: اے ام معبد! یہ کھجور کے درخت کس نے لگائے؟ مسلمان نے یا کافر نے؟ انہوں نے فرمایا: مسلمان نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمان جو بھی درخت وغیرہ اگاتا ہے اور اس میں سے انسان، چوپائے اور پرندے کھاتے ہیں تو اگانے والے کیلئے اس میں قیامت تک صدقہ کا ثواب ہوگا) مروی ہے۔

رِوَايَةِ ابْنِ فُضَيْلٍ عَنِ امْرَأَةِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَفِي رِوَايَةِ إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ رُبَّمَا قَالَ عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَرُبَّمَا لَمْ يَقُلْ وَكُلُّهُمْ قَالُوا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيثِ عَطَاءٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ وَعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ

۱۶۹۷......حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ

۱۶۹۷ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جو مسلمان بھی درخت اگائے یا کھیتی لگائے اور اس میں سے پرندے، انسان یا چوپائے کھائیں تو اگانے والے کے لئے صدقہ کا ثواب ہوگا۔"

۱۶۹۸......وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ نَخْلًا لِأُمِّ مُبَشِّرٍ امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ غَرَسَ هٰذَا

۱۶۹۸ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ انصار میں ایک عورت ام مبشر کے باغ میں تشریف لے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس باغ کو مسلمان نے لگایا ہے یا کافر نے؟ تو انہوں نے فرمایا: مسلمان نے [1] بقیہ حدیث حسب سابق بیان فرمائی۔

---

[1] **شجر کاری کی فضیلت اور بعض متعارض احادیث سے ان کی مطابقت**

مذکورہ بالا احادیث سے شریعت میں درخت لگانے، کھیتی باڑی کرنے اور شجر کاری کرنے کی فضیلت بخوبی واضح ہوتی ہے لیکن بعض دوسری احادیث میں زراعت وغیرہ کی خدمت بیان کی گئی ہے۔ مثلاً امام بخاریؒ نے حضرت ابوامامہ الباہلیؓ کے حوالہ سے نقل کیا کہ ابوامامہ الباہلیؓ ایک جگہ ہل اور کھیتی باڑی کا دوسرا سامان دیکھا تو فرمایا:
"میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جس قوم کے گھر میں یہ اشیاء داخل ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ اس گھر میں ذلت بھی داخل فرمائے گا"۔
تو بظاہر تعارض نظر آتا ہے لیکن حقیقتاً تعارض نہیں ہے۔ علماء نے فرمایا کہ حدیث مذمت محمول ہے اس صورت پر کہ یہ کھیتی باڑی اور زراعت انسان کو دین اور احکام دین سے مشغول کر دے اور وہ کھیتی باڑی کے سبب سے نمازوں کو اور دین کے دوسرے احکام کو ضائع کرنا شروع کر دے۔ ورنہ فی نفسہٖ زراعت و درخت اگانا باعث اجر و ثواب عمل ہے اور اس کی فضیلت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ مسند بزار میں ایک روایت حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اگر قیامت کے قائم ہونے کی گھڑی ہو اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کھجور کا چھوٹا سا پودا ہو تو اسے چاہئے کہ اسے اگا دے"۔

(الہیثمی۔ کشف الاستار۔ مجمع الزوائد ۶۳/۴)

شرعی اعتبار سے کونسا پیشہ سب سے افضل ہے؟

یہاں پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انسانی پیشوں اور معاشی سلسلوں میں سب سے افضل پیشہ کون سا ہے؟
علامہ عینیؒ شارح بخاری نے عمدۃ القاری جلد ۵، ص ۱۰۷ پر اس سلسلہ میں کلام کرتے ہوئے فرمایا کہ:
"افضل پیشوں میں اختلاف ہے۔ امام نوویؒ نے فرمایا کہ "زراعت سب سے افضل ہے"۔ ایک قول یہ ہے کہ ہاتھ ... (جاری ہے)

النَّخْلَ أَمُسْلِمٌ أَمْ كَافِرٌ قَالُوا مُسْلِمٌ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ

باب-۲۳۱

باب وضع الجوائح
آفت کا نقصان کس پر ہوگا

۱۶۹۹ ---- حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنْ بِعْتَ مِنْ أَخِيكَ ثَمَرًا ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ بِعْتَ مِنْ أَخِيكَ ثَمَرًا فَأَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَلَا يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا بِمَ تَأْخُذُ مَالَ أَخِيكَ بِغَيْرِ حَقٍّ

۱۶۹۹---- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اگر تم اپنے بھائی کے ہاتھ پھل فروخت کرو پھر اس پر کوئی آفت آجائے تو تیرے لئے حلال نہیں کہ تو اس سے کچھ قیمت وصول کرے۔ تم کس چیز کے بدلہ میں اپنے بھائی کا مال وصول کرو گے بغیر حق کے"۔

۱۷۰۰ ---- و حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۷۰۰ ---- اس طریق سے بھی سابقہ حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

۱۷۰۱ ---- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ

۱۷۰۱ ---- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا کھجور کے فروخت کرنے سے یہاں تک کہ وہ سرخ ہو جائے

(گذشتہ سے پیوستہ)... کی کمائی افضل ہے، یعنی صنعت، بعض نے کہا کہ تجارت سب سے افضل ہے، جب کہ اکثر احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ہاتھ کی محنت سے کمائی کرنا سب سے افضل ہے، چنانچہ حاکم نے مستدرک میں حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ:
"رسول اللہ ﷺ نے پوچھا گیا کہ کونسا پیشہ پاکیزہ ہے؟ فرمایا" آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا (اور کمانا) اور ہر جائز بیع"۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تجارت وغیرہ حلال ہونے کے اعتبار سے سب سے زیادہ پاکیزہ ہے جب کہ زراعت انتفاع عام یعنی عوام الناس کے فائدہ کے اعتبار سے افضل ہے کیونکہ اس کا نفع غیر تک پہنچ رہا ہے۔
اور جب یہ حال ہے تو بظاہر یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی حاجات کے اعتبار سے حال مختلف ہو۔ چنانچہ جب لوگ غذا و خوراک کے زیادہ محتاج ہو تو اس وقت زراعت افضل ہوگی، تاکہ لوگوں پر غذا کی قلت نہ ہو۔
اور جب لوگ تجارت کے محتاج ہوں راستے منقطع ہونے کی وجہ سے تو اس وقت تجارت افضل ہوگی۔ اور جب صنعت کی حاجت زیادہ ہو تو صنعتکاری زیادہ افضل ہوگی"۔ واللہ اعلم

ام مبشر الانصاریہ
مذکورہ احادیث میں کہیں ام مبشر الانصاریہ کا نام آیا ہے اور کہیں ام معبد کا۔ یہ دونوں ایک ہی خاتون کی دو کنیتیں ہیں۔ یہ حضرت زید بن حارثہؓ کی زوجہ تھیں۔ کبار صحابیات میں سے تھیں۔ حضرت جابرؓ بن عبد اللہ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔ ان کو ام بشر بنت البراء بن معرور کہا جاتا تھا۔ (الاستیعاب لابن عبد البر ۴/۴۰۷)

أَنسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ ثَمَرِ النَّخْلِ حَتَّى تَزْهُوَ فَقُلْنَا لِأَنَسٍ مَا زَهْوُهَا قَالَ تَحْمَرُّ وَتَصْفَرُّ أَرَأَيْتَكَ إِنْ مَنَعَ اللهُ الثَّمَرَةَ بِمَ تَسْتَحِلُّ مَالَ أَخِيكَ

(پک جائے)۔
راوی کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کھجور کا پکنا کیا ہے؟ فرمایا کہ سرخ یا زرد ہو جائے۔
تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ پھل کو روک لے (کسی آفت سماوی کے ذریعہ) تو کس چیز کے عوض تمہارے لئے اپنے بھائی کا مال لینا حلال ہوگا؟

۱۷۰۲ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتَّى تُزْهِيَ قَالُوا وَمَا تُزْهِيَ قَالَ تَحْمَرُّ فَقَالَ إِذَا مَنَعَ اللهُ الثَّمَرَةَ فَبِمَ تَسْتَحِلُّ مَالَ أَخِيكَ

۱۷۰۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھل کی فروخت کو پکنے (رنگ پکڑنے) سے قبل منع فرمایا ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ رنگ پکڑنے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا کہ سرخ ہو جائے۔ اور فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی پھل کو روک لے (خریدار کے استعمال سے پہلے ہی پھل پر آسمانی آفت یا کوئی دوسری مصیبت آگئی اور وہ پھل ضائع ہو گیا) تو کس چیز کے عوض تم اپنے بھائی کا مال اپنے لئے حلال کرو گے۔

۱۷۰۳۔۔۔۔۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنْ لَمْ يُثْمِرْهَا اللهُ فَبِمَ يَسْتَحِلُّ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ

۱۷۰۳۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اگر اللہ تعالیٰ پھل نہ اگائے تو کس چیز کے عوض تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کا مال حلال کرے گا؟"۔

۱۷۰۴۔۔۔۔۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لِبِشْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا

۱۷۰۴۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آفت کے ذریعہ ہونے والے نقصان کی تلافی کا حکم فرمایا ہے۔[1]

---

[1] جائحہ کی جمع ہے جوائح، ان آفات سماویہ وارضیہ کو کہا جاتا ہے جو پھلوں پر واقع ہو کر انہیں ضائع کر دیتی ہے۔ مثلاً کسی باغ میں کوئی نباتاتی بیماری پیدا ہو گئی یا سیلاب آگیا یا طوفان، بارش، برف باری پڑ گئی جس کی وجہ سے پورے باغ کا پھل ضائع ہو گیا تو ایسی مصیبت کو "جائحہ" کہا جاتا ہے۔
پھلوں میں عموماً یہ ہوتا ہے کہ پھل ابھی درخت پر لگا ہے اور اس کی خرید و فروخت ہو جاتی ہے۔ اب اگر ایسی صورت میں پھلوں پر کوئی آسمانی یا زمینی آفت آجائے اور پھل ضائع و تلف ہو جائے تو نقصان کس کا ہوگا؟ اور آیا خریدار پر قیمت کی ادائیگی لازم ہوگی یا نہیں؟
اس مسئلہ کی کئی صورتیں ہیں:
۱۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ پھل کی فروخت قبل بدوالصلاح (ان کے ظاہر ہونے سے پہلے) ہوئی ہو اس شرط پر کہ پھل درخت پر ہی رہے گا اور اسی حالت میں آفت آگئی۔ ایسی صورت میں نقصان کا ضمان بائع (فروخت کنندہ) پر ہوگا بلا اتفاق۔ اور خریدار سے ثمن (قیمت) کا مطالبہ نہیں کیا جا سکے گا۔ کیونکہ یہ بیع ہی بیع فاسد ہے۔
۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ پھل کی فروخت بدوالصلاح سے پہلے ہوئی یا بعد میں ہوئی لیکن اس شرط کے ساتھ ہوئی کہ خریدار پھل کو کاٹ لے گا۔ لیکن ابھی خریدار نے قبضہ نہیں کیا تھا کہ آفت آگئی تو بھی نقصان بائع کے ضمان میں ہوگا۔ (جاری ہے)

سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيقٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِوَضْعِ الْجَوَائِحِ قَالَ أَبُو إِسْحَقَ وَهُوَ صَاحِبُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ عَنْ سُفْيَانَ بِهَذَا

(گذشتہ سے پیوستہ)......

۳۔ تیسری صورت یہ ہے کہ بدوصلاح سے قبل یا بعد بیع ہوئی کاٹنے کا وقت آگیا لیکن ابھی کاٹا نہیں تھا کہ آفت کی وجہ سے پھل ضائع ہو گیا تو یہ نقصان بالاجماع خریدار پر ہوگا۔

۴۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ بدوصلاح (پھل کے ظاہر ہو جانے) کے بعد فروخت کیا اور کاٹنے کی کوئی شرط نہیں لگائی اور خریدار کو پھل کاٹنے کے لئے کوئی مانع نہیں تھا پھر آفت سماوی وارضی کی وجہ سے پھل ضائع ہو گیا تو اس صورت میں نقصان کے ضمان کے بارے میں اختلاف ہے:

امام ابوحنیفہؒ کا مذہب اور امام شافعیؒ کا قول جدید یہ ہے کہ اس نقصان کا ضمان خریدار پر ہوگا۔

امام مالکؒ اور اہل مدینہ کا یہ مذہب ہے کہ تلف شدہ پھل کا ایک تہائی تک نقصان خریدار پر ہوگا اور ایک تہائی سے زائد فروخت کنندہ کے اوپر ہوگا۔

امام احمدؒ بن حنبل کا مسلک یہ ہے کہ یہ نقصان بائع کا ہوگا۔ ان کی دلیل تو اس باب میں وارد شدہ مذکورہ بالا احادیث ہیں جن میں نبی ﷺ نے بائع کو یہ فرمایا کہ: کس چیز کے عوض تم اپنے بھائی کا مال حلال کر رہے ہو؟ اور اس میں چونکہ آپؐ نے کم یا زیادہ تلف ہونے کی کوئی قید نہیں رکھی لہٰذا پورا نقصان بائع پر ہوگا۔

امام ابوحنیفہ اور شافعیہؒ کی دلیل اسی باب کی آخری حدیث ہے جو ابوسعید خدریؓ سے منقول ہے جس میں خریدار کا مال ضائع ہونے کی صورت میں آپؐ نے غرماء (قرض خواہوں) کا قرض ختم نہیں کیا بلکہ لوگوں سے صدقہ لیا تاکہ قرض خواہوں کا قرض ادا کیا جاسکے اور ظاہر ہے کہ قرض خواہوں میں بائع (فروخت کنندہ) بھی تھا۔ اور بائع سے یہ نہیں کہا کہ تمہیں ثمن (قیمت) جو مل کر کسی پر ہے اگر اس پر قبضہ کر لیا ہے تو وہ واپس کرو۔

اس کے علاوہ موطاء امام مالک کی ایک روایت جو عمرہ بنت عبدالرحمن سے منقول ہے وہ بھی احناف کی دلیل ہے۔ اور جہاں تک ان احادیث کا تعلق ہے جو اس باب میں ابھی ذکر کی گئیں ان کے بارے میں احنافؒ فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت میں محمول ہے جب کہ بیع قبل بدو الصلاح ہوئی ہو یا خریدار کے قبضہ سے پہلے اس پر آفت پڑ گئی ہو۔

یعنی ان احادیث میں فروخت کنندہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ کس چیز کے عوض اپنے مسلمان بھائی کا مال وصول کر رہا ہے تو یہ اس وقت ہے جب کہ خریدار نے مال (پھل) پر قبضہ نہیں کیا ہو۔ اس صورت میں نقصان کا ذمہ دار بائع ہوگا نہ کہ خریدار۔

اور نقصان کو پورا کرنے کا حکم استحبابی ہے وجوبی نہیں۔ واللہ اعلم (تکملہ فتح الملہم ار ۴۸۳ ج ۴۸۰)

دیوالیہ ہونے کی صورت کا حکم...... اس حدیث سے دیوالیہ ہونے کا مسئلہ بھی واضح ہو گیا کہ آپ نے فرمایا: جو ملے لے لو اس کے علاوہ تمہارے لئے کچھ نہیں"۔ فقہاء نے اس سے دیوالیہ ہونے کا حکم اخذ کیا ہے کہ اگر کوئی مدیون (قرض دار) شخص دیوالیہ ہو جائے تو غرماء (قرض خواہ) کے لئے حکم یہ ہے کہ مقروض کی جو چیز مل جائے وہ لے لے اور جو نہ ملے وہ ضائع ہو گئی اب وہ اس کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

واللہ اعلم

باب-۲۳۲ باب استحباب الوضع من الدّين
وصولئ قرض میں کمی کر دینا مستحب ہے

۱۷۰۵ ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِغُرَمَائِهِ خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذَلِكَ

۱۷۰۵ ..... حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص کے پھلوں پر جو اس نے (درخت پر لگے ہی) خرید لیا تھا کوئی آفت آگئی اور اس پر قرضوں کا بوجھ پڑ گیا۔
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو صدقہ دو، لہٰذا لوگوں نے اسے صدقہ دیا لیکن وہ صدقہ پہلے قرض کی رقم کے برابر نہ پہنچ سکا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے قرض خواہوں سے فرمایا کہ: جو کچھ تم اس کے پاس پاؤ وہ لے لو اس کے علاوہ تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔

۱۷۰۶ ــ حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۷۰۶ .. ان اسناد کے ساتھ بھی سابقہ روایت ہی کی مثل منقول ہے۔

۱۷۰۷ ..... وحَدَّثَنِي غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِنَا قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أُمَّهُ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ سَمِعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَوْتَ خُصُومٍ بِالْبَابِ عَالِيَةٍ أَصْوَاتُهُمَا وَإِذَا أَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْآخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِي شَيْءٍ وَهُوَ يَقُولُ وَاللهِ لَا أَفْعَلُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَيْهِمَا فَقَالَ أَيْنَ الْمُتَأَلِّي عَلَى اللهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوفَ قَالَ أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ فَلَهُ أَيُّ ذَلِكَ أَحَبَّ

۱۷۰۷ ..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دروازہ پر جھگڑے کی بلند آوازیں سنیں کہ ایک شخص دوسرے سے کچھ کمی کا مطالبہ کر رہا تھا اور کسی معاملہ میں نرمی چاہ رہا تھا اور دوسرا کہہ رہا تھا کہ اللہ کی قسم میں ایسا نہیں کروں گا۔
رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے ان دونوں کے پاس اور فرمایا کہ: کہاں ہے وہ شخص جو اس قدر مبالغہ و تاکید کے ساتھ اللہ کی قسم کھا رہا ہے کہ ایک نیکی کا کام نہیں کرے گا؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! میں یہ ہوں۔ اور اس (میرے مقروض) کو یہ اختیار ہے جیسا چاہے کرے۔
(پہلے تو اپنے قرض میں ذرا سی بھی نرمی نہیں کر رہا تھا۔ لیکن نبی ﷺ کی بات سن کر فوراً کہہ اٹھا کہ یا رسول اللہ! مقروض کو میری طرف سے اختیار ہے جیسا چاہے کرے (قرض کی رقم کم کر کے دے دے یا ادا کرے اسے اختیار ہے)۔

۱۷۰۸ ــ حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ

۱۷۰۸ ..... حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے ابن ابی حدرد سے مطالبہ و تقاضا کیا ایک قرض کا جو اس پر تھا یہ تقاضا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مسجد نبوی ﷺ میں کیا اور اس مطالبہ کے دوران دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں یہاں تک کہ

ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ وَنَادَى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ يَا كَعْبُ فَقَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَأَشَارَ إِلَيْهِ بِيَدِهِ أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ قَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قُمْ فَاقْضِهِ

رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں ان کی آوازیں سن لیں، آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور دروازہ کا پردہ اٹھا کر کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکارا اے کعب! انہوں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کہ اپنے قرض میں سے آدھا کم کردو۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے کردیا۔
چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اب ابن ابی حدرد سے کہا کہ اٹھو اور ان کا قرضہ ادا کرو۔

۱۷۰۹ ...... وحَدَّثَنِيهِ إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَقَاضَى دَيْنًا لَهُ عَلَى ابْنِ أَبِي حَدْرَدٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ وَهْبٍ .

قَالَ مُسْلِم وَرَوَى اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ لَهُ مَالٌ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ فَلَقِيَهُ فَلَزِمَهُ فَتَكَلَّمَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَمَرَّ بِهِمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا كَعْبُ فَأَشَارَ بِيَدِهِ كَأَنَّهُ يَقُولُ النِّصْفَ فَأَخَذَ نِصْفًا مِمَّا عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا

۱۷۰۹ ...... حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوپر ان کا مال لازم تھا۔ وہ ان سے ملے اور انہیں لپٹ گئے، دونوں میں گفتگو ہونے لگی یہاں تک کہ آوازیں بلند ہوگئیں۔
رسول اللہ ﷺ کا وہاں سے گذر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے کعب! اور ہاتھ سے اشارہ فرمایا گویا کہہ رہے ہوں کہ نصف کردو (یعنی اپنا قرض آدھا کردو) چنانچہ انہوں نے اپنے قرض کا آدھا حصہ وصول کرلیا اور آدھا چھوڑ دیا۔[1]
حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا کچھ مال عبداللہ بن حدرد اسلمی پر قرض تھا وہ اس سے ملے تو اس کو پکڑ لیا اور دونوں میں گفتگو شروع ہوگئی۔ یہاں تک کہ آوازیں بلند ہوگئیں رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو فرمایا اے کعب اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا گویا کہ آپ ﷺ نصف کا فرما رہے ہیں میں نے اپنے قرض میں سے آدھا وصول کرلیا اور آدھا چھوڑ دیا۔

[1] ان احادیث سے چند باتیں واضح ہوئیں:۔ ایک تو یہ کہ قرض کی وصولی میں سہولت و آسانی کا معاملہ کرنا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ مقروض کے لئے قرض کی ادائیگی میں سہولت کا مطالبہ کرنا جائز ہے۔
علاوہ ازیں ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے صحابہ پر کس قدر اعتماد تھا کہ وہ آپ کی بات کو رد نہیں کریں گے۔
اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ حاکم اور محکوم والا معاملہ نہیں فرماتے تھے بلکہ استاد اور شاگرد کا مشفقانہ برتاؤ فرمایا کرتے تھے۔

باب ۲۳۳ باب من أدرك ما باعه عند المشتري وقد أفلس فله الرّجوع فيه

خریدار کے مفلس ہونے کی صورت میں بائع اگر اپنی چیز بعینہ پائے تو اسے واپس لینے کا حق ہے

۱۷۱۰ ـــ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَوْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ أَدْرَكَ مَالَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ أَفْلَسَ أَوْ إِنْسَانٍ قَدْ أَفْلَسَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ

۱۷۱۰ ـــ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا یا یہ کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا فرمایا کہ:
"جو شخص اپنا مال بعینہ کسی ایسے آدمی کے پاس پائے جو مفلس (دیوالیہ) ہو گیا ہو یا مفلس انسان کے پاس پائے تو وہ اس کے لینے کا زیادہ حق دار ہے بہ نسبت دوسرے کے"۔

۱۷۱۱ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ جَمِيعًا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ وَيَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ زُهَيْرٍ و قَالَ ابْنُ رُمْحٍ مِنْ بَيْنِهِمْ فِي رِوَايَتِهِ أَيُّمَا امْرِئٍ فُلِّسَ

۱۷۱۱ ـــ ان مختلف اسناد سے بھی سابقہ حدیث (کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنا مال بعینہ کسی ایسے آدمی کے پاس پائے جو مفلس ہو گیا ہو یا مفلس انسان کے پاس پائے تو وہ اس کے لینے کا زیادہ حق دار ہے بہ نسبت دوسرے شخص کے) مروی ہے (اور اس روایت میں یہ ہے کہ جس آدمی کو غریب قرار دیا گیا۔)

۱۷۱۲ ـــ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَهُوَ ابْنُ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ الْمَخْزُومِيُّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حُسَيْنٍ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ حَدَّثَهُ عَنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرَّجُلِ الَّذِي يُعْدِمُ إِذَا وُجِدَ عِنْدَهُ الْمَتَاعُ وَلَمْ يُفَرِّقْهُ أَنَّهُ لِصَاحِبِهِ الَّذِي بَاعَهُ

۱۷۱۲ ـــ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی ﷺ سے اس شخص کے بارے میں روایت فرماتے ہیں جو نادار ہو گیا ہو کہ اس کے پاس اگر سامان پایا جائے اور اس نے اس میں کوئی تصرف نہ کیا ہو تو وہ اسی کا ہو گا جس نے اسے فروخت کیا تھا۔

۱۷۱۳......حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ ابْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا أَفْلَسَ الرَّجُلُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ

۱۷۱۳......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جب کوئی آدمی مفلس ہو جائے پھر دوسرا آدمی اپنا مال بعینہٖ اس کے پاس پائے تو وہی اس کا زیادہ مستحق ہے"۔

۱۷۱۴ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ أَيْضًا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنَ الْغُرَمَاءِ

۱۷۱۴......اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں فرمایا:
کہ وہ شخص دوسرے قرض خواہوں کی بہ نسبت اس کا زیادہ مستحق ہے"۔

۱۷۱۵......وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ قَالَ حَجَّاجٌ مَنْصُورُ ابْنُ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ خُثَيْمِ بْنِ عِرَاكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ

۱۷۱۵......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:
"جب آدمی مفلس ہو جائے اور اس کے پاس کوئی آدمی اپنا سامان بعینہٖ پائے تو اس کا وہی زیادہ مستحق ہے"۔ ❶

---

❶ مطلب ان احادیث کا یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے دوسرے کے ہاتھ کچھ سامان مثلاً کار فروخت کی۔ خریدار نے ابھی کار کی قیمت ادا نہیں کی کہ وہ مفلس (دیوالیہ) ہو گیا۔ تو اب بائع اگر اپنی فروخت کی ہوئی وہی کار اس دیوالیہ مقروض کے پاس پائے تو اس مقروض کے دوسرے غرماء (قرض خواہوں) کی بہ نسبت یہ شخص زیادہ مستحق ہے کہ وہ اپنا فروخت کیا ہوا مال حاصل کر لے۔
جمہور علماء وفقہاء کے نزدیک اسی پر فتویٰ ہے اور در حقیقت یہ ہے کہ بائع اپنی بیع کو فسخ کر کے استرداد سلعہ (سامان کی واپسی کا مطالبہ) کر رہا ہے۔ لہٰذا اس وصولی میں دوسرے غرماء (قرض خواہ) شریک نہیں ہوں گے۔ مثال اس کی یہ ہے کہ خالد نے عمر کو ایک الماری فروخت کی۔ اور عمر نے ابھی قیمت ادا نہیں کی ہے اور وہ مفلس (دیوالیہ) ہو گیا جب کہ دوسرے لوگوں کا بھی اس پر قرض تھا، اب قرض خواہوں نے اپنے حقوق کا مطالبہ کیا تو خالد کو وہ الماری عمر کے پاس مل گئی تو اس الماری کا اصل مالک چونکہ خالد ہی تھا اور اسے ابھی تک اس کی قیمت نہیں ملی لہٰذا وہی اس بات کا مستحق ہے کہ الماری لے لے اور اس الماری میں دوسرے قرض خواہ شریک نہیں ہوں گے۔ حالانکہ قاعدہ یہ ہے کہ دیوالیہ شخص کے قبضہ ہونے والے مال پر تمام قرض خواہوں کا حق مشترک ہوتا ہے لیکن یہاں پر چونکہ الماری صرف خالد ہی کی ملکیت تھی لہٰذا اس پر دوسرے قرض خواہ شریک نہ ہوں گے۔
البتہ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ تمام قرض خواہ اس میں شریک ہوں گے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ مبیع (الماری) بائع کی ملکیت سے خارج ہو چکی ہے اسے صرف قیمت کی وصولی کا حق ہے نہ کہ مبیع (الماری) کی واپسی کا۔ لہٰذا تمام غرماء اس میں شریک ہوں گے۔ امام محمدؒ نے اس مسئلہ پر حضرت علیؓ کی روایت "انه أسوة للغرماء" سے استدلال کیا ہے جسے عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں تخریج کیا ہے۔ (اس مسئلہ کی تفصیل کے لئے دیکھئے تکملہ فتح الملہم ۱؍۴۹۶)۔
جہاں تک احادیث باب کا تعلق ہے تو احنافؒ کے نزدیک ان احادیث میں جو بات بیان کی گئی ہے اس کا تعلق غصب کی ہوئی، ودیعت رکھی ہوئی عاریۃً دی ہوئی اشیاء سے ہے۔ یا خریداری کے بھاؤ پر قبضہ کی ہوئی چیز سے ہے۔ ان صورتوں میں مالک اس چیز کا بدوں شرکت غیرے مستحق ہو گا۔ واللہ اعلم

رَسُولَ اللہِ ﷺ قَالَ إِذَا أَفْلَسَ الرَّجُلُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ عِنْدَهُ سِلْعَتَهُ بِعَيْنِهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا

باب-۲۳۴ باب فضل إنظار المعسر والتجاوز في الاقتضاء من الموسر

تنگ دست مقروض کو مہلت دینے کی فضیلت

۱۷۱۶...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللہِ بْنِ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ أَنَّ حُذَيْفَةَ حَدَّثَهُمْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ ﷺ تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَقَالُوا أَعَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا قَالَ لَا قَالُوا تَذَكَّرْ قَالَ كُنْتُ أُدَايِنُ النَّاسَ فَآمُرُ فِتْيَانِي أَنْ يُنْظِرُوا الْمُعْسِرَ وَيَتَجَوَّزُوا عَنِ الْمُوسِرِ قَالَ قَالَ اللہُ عَزَّ وَجَلَّ تَجَوَّزُوا عَنْهُ

۱۷۱۶...... حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم سے پہلے لوگوں میں فرشتے ایک شخص کی روح لے کر چلے تو اس سے کہا کہ یاد کر کیا تو نے کوئی نیکی کا کام کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرشتوں نے کہا یاد کر! (شاید کوئی نیکی یاد آجائے) اس نے کہا کہ: میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے جوانوں کا حکم دیتا تھا کہ (قرض کی وصولی میں) تنگ دست کو مہلت دیا کریں اور مالدار کے ساتھ آسانی کا معاملہ کیا کریں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ:

"تم بھی اس سے درگذر کرو (اس سے سہولت کا معاملہ کرو)۔

۱۷۱۷...... حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ اجْتَمَعَ حُذَيْفَةُ وَأَبُو مَسْعُودٍ فَقَالَ حُذَيْفَةُ رَجُلٌ لَقِيَ رَبَّهُ فَقَالَ مَا عَمِلْتَ قَالَ مَا عَمِلْتُ مِنَ الْخَيْرِ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ رَجُلًا ذَا مَالٍ فَكُنْتُ أُطَالِبُ بِهِ النَّاسَ فَكُنْتُ أَقْبَلُ الْمَيْسُورَ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمَعْسُورِ فَقَالَ تَجَاوَزُوا عَنْ عَبْدِي

قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ هَكَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللہِ ﷺ يَقُولُ۔

۱۷۱۷...... ربعی بن حراش کہتے ہیں کہ ایک بار حضرت حذیفہ اور ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کہیں جمع ہوئے تو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

"ایک آدمی اپنے رب عزوجل سے ملا تو اس نے فرمایا کہ: تو نے کیا (نیک) عمل کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے کوئی نیکی نہیں کی الا یہ کہ میں مالدار آدمی تھا، تو (اپنے قرض کا) جب لوگوں سے مطالبہ کرتا تو مالدار سے تو بیچ ختم کر لیتا تھا (یعنی اس سے جو کچھ سہولت سے مل جایا کرتا تو وہ لے لیا کرتا تھا، سختی نہیں کرتا تھا اور اگر کسی معاملہ میں وہ چاہتا کہ میں اس معاملہ کو ختم کردوں تاکہ وہ نقصان سے بچ جائے تو میں ایسا کر لیتا تھا) جب کہ تنگ دست سے درگذر کیا کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (فرشتوں سے) تم بھی میرے بندے سے درگذر سے کام لو"۔

یہ سن کر حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح سنا ہے۔

۱۷۱۸...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَجُلًا مَاتَ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ فَقِيلَ لَهُ مَا كُنْتَ تَعْمَلُ قَالَ فَإِمَّا ذَكَرَ وَإِمَّا ذُكِّرَ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ فَكُنْتُ أُنْظِرُ الْمُعْسِرَ وَأَتَجَوَّزُ فِي السِّكَّةِ أَوْ فِي النَّقْدِ فَغُفِرَ لَهُ فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ وَأَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔

۱۷۱۸...... حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ایک آدمی مرنے کے بعد جنت میں داخل ہو گیا تو اس سے پوچھا گیا کہ تو کیا عمل کرتا تھا؟ راوی فرماتے ہیں یا تو اسے خود یاد آ گیا یا اسے یاد دلایا گیا تو اس نے کہا:

میں لوگوں سے لین دین کیا کرتا تھا تو لینے میں تنگ دست کو مہلت دیتا تھا اور سکہ (کرنسی) اور نقد میں درگذر کرتا تھا۔ اس کی مغفرت اس عمل پر کر دی گئی۔

۱۷۱۹...... حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ أُتِيَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِهِ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَقَالَ لَهُ مَاذَا عَمِلْتَ فِي الدُّنْيَا قَالَ وَلَا يَكْتُمُونَ اللّٰهَ حَدِيثًا قَالَ يَا رَبِّ آتَيْتَنِي مَالَكَ فَكُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ وَكَانَ مِنْ خُلُقِي الْجَوَازُ فَكُنْتُ أَتَيَسَّرُ عَلَى الْمُوسِرِ وَأُنْظِرُ الْمُعْسِرَ فَقَالَ اللّٰهُ أَنَا أَحَقُّ بِذَا مِنْكَ تَجَاوَزُوا عَنْ عَبْدِي فَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ الْجُهَنِيُّ وَأَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ هٰكَذَا سَمِعْنَاهُ مِنْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔

۱۷۱۹...... حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کے بندوں میں سے کسی ایسے بندہ کو لایا گیا جسے اللہ نے مال و دولت سے نوازا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا: تم نے دنیا میں کیا عمل کیا؟ اس نے کہا اور بندے اللہ سے کوئی بات چھپا نہیں سکتے۔ اے میرے رب! آپ نے اپنا مال مجھے عطا فرمایا تھا۔ میں لوگوں سے لین دین کیا کرتا تھا، میری عادت درگذر کرنے کی تھی لہٰذا میں مالدار آدمی سے وصولی میں تو سہولت دیتا تھا اور تنگ دست کو مہلت دیا کرتا تھا (فوری وصولی کا تقاضا نہیں کرتا تھا)۔

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: میں زیادہ مستحق ہوں اس بات کا تجھ سے (کہ تیرے ساتھ درگذر سے کام لوں اور فرشتوں سے فرمایا) میرے بندہ سے درگذر سے کام لو"۔

عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے بھی رسول اللہ ﷺ کے منہ سے اسی طرح سنا ہے۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح سنا ہے۔

۱۷۲۰...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حُوسِبَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

۱۷۲۰...... حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم سے پہلی امتوں میں ایک شخص کا حساب لیا گیا تو اس کی کوئی نیکی نہیں پائی گئی سوائے اس کے کہ وہ لوگوں سے معاملہ کیا کرتا تھا اور مالدار آدمی تھا تو وہ اپنے لڑکوں کو حکم دیتا تھا کہ (وصولی میں) تنگ دست مقروض

فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مِنَ الْخَيْرِ شَيْءٌ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ وَكَانَ مُوسِرًا فَكَانَ يَأْمُرُ غِلْمَانَهُ أَنْ يَتَجَاوَزُوا عَنِ الْمُعْسِرِ قَالَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ نَحْنُ أَحَقُّ بِذَلِكَ مِنْهُ تَجَاوَزُوا عَنْهُ

سے درگذر کیا کریں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ: ہم اس سے زیادہ حق رکھتے ہیں کہ اس سے درگذر سے کام لیں"۔

١٧٢١ ...... حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ مَنْصُورٌ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَ قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ وَهُوَ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَكَانَ يَقُولُ لِفَتَاهُ إِذَا أَتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللهَ يَتَجَاوَزُ عَنَّا فَلَقِيَ اللهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ

١٧٢١ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ایک آدمی لوگوں سے قرض کا لین دین کیا کرتا تھا، وہ اپنے لڑکوں سے کہتا کہ جب تم کسی نادار مفلس شخص کے پاس پہنچو (جو قرض ادا کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو) تو اس سے چشم پوشی سے کام لیا کرو، شاید (اسی عمل کے بدلہ) اللہ تعالیٰ ہم سے بھی درگذر فرمائے۔ چنانچہ جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملا (موت کے بعد) تو اللہ نے بھی اس سے درگذر فرمایا۔

١٧٢٢ ...... حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ بِمِثْلِهِ

١٧٢٢ ...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح (سابقہ حدیث کی مثل) سنا ہے۔

١٧٢٣ ...... حَدَّثَنَا أَبُو الْهَيْثَمِ خَالِدُ بْنُ خِدَاشِ بْنِ عَجْلَانَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ طَلَبَ غَرِيمًا لَهُ فَتَوَارَى عَنْهُ ثُمَّ وَجَدَهُ فَقَالَ إِنِّي مُعْسِرٌ فَقَالَ آللهِ قَالَ آللهِ قَالَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنْجِيَهُ اللهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ أَوْ يَضَعْ عَنْهُ

١٧٢٣ ...... حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک مقروض کو طلب کیا تو وہ چھپ گیا۔ پھر کسی وقت اسے پالیا تو اس نے کہا کہ میں نادار اور تنگ دست ہوں اور کہنے لگا کہ اللہ کی قسم! اللہ کی قسم (میں نادار ہوں) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ: جس کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے کرب و سختی سے نجات دے تو اسے چاہئے کہ وہ مفلس و نادار (مقروض) کو مہلت دے یا اس کے قرض میں کمی کردے"۔ ❶

١٧٢٤ ...... وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ بِهَذَا.

١٧٢٤ ...... ان اسناد کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

---

❶ مذکورہ احادیث میں اس بات کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ قرض خواہ اگر مقروض سے وصولی میں سہولت کا معاملہ کرے تو یہ اس کے لئے نجات آخرت کا سبب بن سکتا ہے۔ بالخصوص اگر مقروض مفلس و تنگ دست بھی ہو۔

الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

باب-۲۳۵ باب تحريم مطل الغني وصحة الحوالة واستحباب قبولها إذا أحيل على ملي

مالدار شخص کا ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا حرام ہے

۱۷۲۵ ... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ

۱۷۲۵...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مالدار شخص کا (ادائیگی میں) ٹال مٹول کرنا ظلم ہے، اور جب تم میں سے کسی کو کسی مالدار کے پیچھے لگادیا جائے حوالہ کردیا جائے (قرض کی وصولی کیلئے) تو اس کو چاہئے کہ اس کے پیچھے لگ جائے"۔ ❶

---

❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقروض اگر مالدار اور غنی ہے تو اس کے لئے دوسرے کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا ظلم اور زیادتی کے مترادف ہے۔ ان دونوں احادیث کو ملایا جائے تو شریعت اسلامیہ اور تعلیمات نبویہ کا ایک ایسا منصفانہ اور انسانی مروت و مواسات پر مبنی نظام سامنے آتا ہے کہ ایک طرف تو قرض کی وصولی کے معاملہ میں قرض خواہ کو یہ تعلیم دی کہ وہ نرمی کا معاملہ کرے اور حتی الوسع مقروض کو مہلت دے جب کہ دوسری جانب یہ بھی فرمایا کہ اگر مقروض ادائے قرض کی حیثیت رکھتا ہے تو اب ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ ان دونوں ہدایات سے جانبین کی طرف سے متوقع ظلم و زیادتی کا سد باب کردیا۔

اس حدیث کا آخری جملہ "جب کسی کو کسی مالدار کے حوالہ کردیا جائے تو اس کے پیچھے لگے" قدرے تفصیل اور وضاحت طلب ہے۔

در حقیقت یہ جملہ "حوالہ" کے بارے میں ایک اصل کی حیثیت رکھتا ہے۔ حوالہ ایک خاص فقہی اصطلاح ہے جس کی مکمل تفصیل مع جزئیات و فروع کتب فقہ میں "کتاب الحوالہ" کے عنوان سے موجود ہے۔ یہاں مختصراً اس کی تعریف بیان کی جاتی ہے۔

حوالہ کے لفظی معنی ہیں منتقل کرنا، یہ تحویل سے مشتق ہے۔ قرض کے مطالبہ کو مقروض سے کسی تیسرے فرد کی طرف "مثلاً: خالد مقروض تھا بکر کا، خالد نے بجائے اس کے کہ خود قرضہ ادا کرے اس نے بکر سے یہ کہا کہ میں اپنا قرض منتقل کرتا ہوں زید کی طرف اور تم اس سے وصولی کرلو، اور زید اس پر راضی ہے تو بکر یعنی قرض خواہ کو اس معاملہ کو قبول کرکے اپنے قرض اور دین کا مطالبہ اب خالد سے کرنے کے بجائے زید سے کرنا چاہئے۔ احادیث بالا میں **فلیتبع** کا یہی مفہوم ہے کہ قرض خواہ کو اپنا مطالبہ قرض مدیونِ ثانی جسے "محتال علیہ" بھی کہا جاتا ہے سے کرنا ضروری ہے۔

ان احادیث سے ظاہراً یہ مفہوم ہوتا ہے کہ قرض خواہ (دائن) کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔ لیکن فقہاء کرام نے فرمایا کہ دائن کے لئے ایسا کرنا لازم اور ضروری نہیں۔ اگرچہ امام احمد بن حنبل کا مسلک یہ ہے کہ دائن کے ذمہ ایسا کرنا لازم ہے۔

لیکن جمہور فقہاء کا مذہب یہی ہے کہ دائن پر حوالہ کو قبول کرنا لازم نہیں ہے۔

حوالہ کے اندر دو شرطیں ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ محتال علیہ اس پر راضی ہو۔ دوسری یہ کہ وہ اس قرض کی ادائیگی کی استطاعت و قدرت بھی رکھتا ہو۔ اور احناف کے نزدیک تیسری بھی شرط ہے کہ قرض دینے والا بھی راضی ہو۔

جمہور فقہاء کی دلیل حضرت سمرہ بن جندب کی روایت ہے: "وعلى اليد ما أخذت حتى تؤدي" (رواہ الترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ) جس کا مقصد یہ ہے کہ مقروض اپنے ذمہ سے بری نہیں ہوگا اس وقت تک جب تک کہ قرض کی ادائیگی خود نہ کردے۔ اس حدیث کی رو سے معلوم ہوا کہ حوالہ جائز نہ ہوا الا یہ کہ دائن (قرض خواہ) کی رضامندی لی جائے۔

اس حدیث کی بناء پر جمہور فقہاء و احناف نے استدلال کرتے ہوئے مذکورہ حدیث کو جس میں محتال علیہ (جس کی طرف قرض کی ادائیگی کا مطالبہ منتقل کیا ہے) کے پیچھے لگ جانے کا حکم ہے استحباب پر محمول کیا ہے۔ (جاری ہے)

۱۷۲۶ــــ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

۱۷۲۶ــــ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث ہی کی مثل روایت نقل فرماتے ہیں۔

باب-۲۳۶ باب تحريم بيع فضل الماء الذي يكون بالفلاة ويحتاج إليه لرعي الكلأ وتحريم منع بذله وتحريم بيع ضراب الفحل

جنگل وغیرہ میں جو پانی زائد از ضرورت ہو تو حاجت مند کے ہاتھ اسے فروخت کرنا حرام ہے

۱۷۲۷ــــ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ

۱۷۲۷ــــ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زائد از ضرورت پانی کی فروخت سے منع فرمایا ہے۔

۱۷۲۸ــــ وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ ضِرَابِ الْجَمَلِ وَعَنْ بَيْعِ الْمَاءِ وَالْأَرْضِ لِتُحْرَثَ فَعَنْ ذٰلِكَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ

۱۷۲۸ــــ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:
رسول اللہ ﷺ نے اونٹ سے جفتی کرانے کی بیع کرنے اور پانی و زمین کو فروخت کرنے سے تاکہ اس میں زراعت کی جائے ان سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

۱۷۲۹ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ

۱۷۲۹ــــ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"زائد از ضرورت پانی سے منع نہ کیا جائے اس لئے کہ گھاس کو روکا جائے"۔

۱۷۳۰ــــ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ وَاللَّفْظُ لِحَرْمَلَةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ

۱۷۳۰ــــ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(گذشتہ سے پیوستہ)

بہرکیف اگر مقروض ادائے قرض کے مطالبہ کو کسی تیسرے شخص کی طرف منتقل کردے تو اس میں تین شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔
۱۔ قرض دینے والے (دائن) کی رضامندی ۲۔ تیسرے شخص (محتال علیہ) کی رضامندی
۳۔ محتال علیہ کا صاحب حیثیت ہونا یعنی قرض کی ادائیگی کے قابل ہونا۔
ان تین شرائط کے بغیر حوالہ صحیح نہ ہوگا۔ واللہ اعلم (تکملہ فتح الملہم ۱/۵۱۰)

شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَمْنَعُوا فَضْلَ الْمَاءِ لِتَمْنَعُوا بِهِ الْكَلَأَ

"زائد از ضرورت پانی کو منع نہ کرو کہ اسکے ذریعہ چارہ گھاس روک لو"۔

۱۷۳۱...... وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُسَامَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُبَاعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُبَاعَ بِهِ الْكَلَأُ

۱۷۳۱...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"زائد از ضرورت پانی کو گھاس فروخت کرنے کے لئے مت فروخت کرو"۔ [1]

باب-۲۳۷ باب تحريم ثمن الكلب وحلوان الكاهن ومهر البغي والنهي عن بيع السنور

کتے کی قیمت، کاہن کی مٹھائی، فاحشہ کی کمائی بلی کی فروخت حرام ہے

۱۷۳۲...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ

۱۷۳۲...... حضرت ابو مسعود الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ کتے کی قیمت، فاحشہ کی کمائی اور کاہن کی مٹھائی سے۔

۱۷۳۳...... وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَفِي حَدِيثِ اللَّيْثِ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ

۱۷۳۳...... حضرت زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس طریق سے بھی سابقہ حدیث (کہ آپ ﷺ نے کتے کی قیمت، فاحشہ کی کمائی اور کاہن کی مٹھائی سے منع فرمایا ہے) مروی ہے۔

---

[1] زائد پانی فروخت نہ کرنے سے کیا مراد ہے؟
احادیث بالا میں نبی ﷺ نے زائد از ضرورت پانی کی فروخت سے منع فرمایا ہے۔ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پانی فروخت کرنا مطلقاً ممنوع ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اگر کسی نے مٹکے یا کسی برتن میں پانی جمع کر لیا تو یہ پانی اس کی ملکیت میں داخل ہو گیا اور وہ اسے فروخت کر سکتا ہے۔
البتہ حدیث سے مراد ماء البحار و الأنهار یعنی نہروں اور دریاؤں کا پانی ہے جو کسی فرد واحد کی ملکیت نہیں۔ اسے فروخت کرنا منع ہے۔
چنانچہ مسند احمد میں حضرت ایاس بن عبد کی ایک حدیث نقل کی گئی ہے کہ وہ لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ زائد پانی مت فروخت کیا کرو اس لئے کہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور فرماتے تھے کہ لوگ دریائے فرات کا پانی فروخت کیا کرتے تھے۔ (مسند احمد ۳/۴۱۷)
الغرض حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کا کنواں ہو اور اس کے ارد گرد گھاس اگی ہوئی ہو تو عموماً جانور مویشی وہاں چرنے جایا کرتے ہیں تو اس کو حکم ہے کہ وہ مویشیوں کو پانی پر آنے سے روکے نہیں ورنہ تو وہ گھاس بھی نہیں چر یں گے۔ اور اس کے منع کرنے کا اثر اس گھاس چرنے پر پڑے گا جو کسی کی ملکیت نہیں۔

رَفَعَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَسْعُودٍ

۱۷۳۴......وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يُحَدِّثُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ شَرُّ الْكَسْبِ مَهْرُ الْبَغِيِّ وَثَمَنُ الْكَلْبِ وَكَسْبُ الْحَجَّامِ

۱۷۳۴......حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:
"بدترین کمائی فاحشہ کی کمائی، کتے کی قیمت اور حجام کی کمائی ہے"۔ [1]

۱۷۳۵......حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ قَارِظٍ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ حَدَّثَنِي رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيثٌ وَمَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيثٌ وَكَسْبُ

۱۷۳۵......حضرت رافع بن خدیج، رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"کتے کی قیمت ناپاک ہے، فاحشہ کی کمائی ناپاک ہے اور پچھنے لگانے والے کی اجرت ناپاک ہے"۔

---

[1] یہ حدیث صحاح کی تمام کتب میں موجود ہے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی بخاری شریف میں اور ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، موطا امام مالک اور مسند احمد میں یہ روایت متعدد طرق سے منقول ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان احادیث میں فاحشہ کی کمائی، کاہن کی مٹھائی، کتے کی قیمت اور حجام کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔
حجام کی کمائی سے متعلق تو ایک مستقل باب آگے آرہا ہے جس سے معلوم ہوا کہ حجام کی کمائی جائز ہے۔ باقی تین پیشوں کے بارے میں مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔
کتے کی فروخت...... ان احادیث سے استدلال کرتے ہوئے فقہاء کی ایک جماعت نے یہ کہا کہ کتے کی خرید و فروخت حرام ہے۔ چنانچہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبلؒ کا یہی مسلک ہے، امام مالکؒ کی بھی ایک روایت یہی ہے۔ احنافؒ کے نزدیک اس میں تفصیل ہے۔ وہ یہ کہ جس کتے سے کسی قسم کا جائز انتفاع مقصود ہو مثلاً: زراعت اور مویشیوں وغیرہ کی حفاظت، گھر کی حفاظت، تو ایسے کلب (کتے) کی خرید و فروخت اور اس کی فروخت سے ہونے والی آمدنی جائز ہے۔ اسی طرح شکاری کتا فروخت کرنا اور اس کی قیمت جائز ہے۔
احناف کی دلیل سنن نسائی کی ایک روایت ہے جو حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے جس میں نبی ﷺ نے شکاری کتے کو مستثنیٰ فرمایا ہے (دیکھئے سنن النسائی۔ کتاب الصید ۲/۱۹۵) اسی طرح کی ایک روایت امام ترمذیؒ نے اپنی سنن میں نقل کی ہے اس میں بھی کلب صید (شکاری کتے) کا استثناء کیا گیا ہے۔ (دیکھئے سنن الترمذی۔ باب کراھیۃ ثمن الکلب کے بعد والا باب ۱/۱۵۴) اس کے علاوہ بھی متعدد صحیح احادیث میں کلب صید کا استثناء موجود ہے ان احادیث کی تفصیل دیکھئے۔ (تکملہ فتح الملہم ۱/۵۲۹)
جہاں تک مذکورہ احادیث کا تعلق ہے تو امام محمدؒ نے تو ان احادیث کو منسوخ قرار دیا ہے اور بعض حنفیہ نے یہ فرمایا کہ ان احادیث میں نہی عن ثمن الکلب سے تحریم مراد نہیں بلکہ اس کی دنائت اور خبث کا بیان واظہار ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ ان احادیث میں حجام کی کمائی کو بھی منع کیا گیا ہے۔ حالانکہ حجام کی کمائی ائمہ اربعہ میں سے کسی کے نزدیک حرام نہیں ہے۔
اسی طرح فاحشہ عورت جو کماتی ہے بدکاری کر کے تو اس کی کمائی بھی حرام ہے۔
کاہن کی مٹھائی سے مراد کاہن یعنی پنڈت، نجومی، فال بتلانے والے، کسی بھی ذریعہ مثلاً: علم رمل، جفر، علم الاعداد یا کواکب کی گردش کے ذریعہ قسمت اور غیب کا حال بتانے والے کی اجرت ہے جو باتفاق علماء وائمہ اربعہ حرام ہے۔
جہاں تک پچھنے لگانے کی اجرت کا تعلق ہے تو اس سے متعلقہ تفصیل آئندہ آنے والی ہے۔

الْحَجَّامِ خَبِيثٌ

۱۷۳۶ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۷۳۶ ...اس طریق سے بھی سابقہ حدیث (کتے کی قیمت، فاحشہ کی کمائی اور پچھنے لگانے کی اجرت ناپاک ہے) منقول ہے۔

۱۷۳۷ و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ حَدَّثَنَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ

۱۷۳۷ ...حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے مذکورہ حدیث (کتے کی قیمت، فاحشہ کی کمائی اور پچھنے لگانے والی کی اجرت ناپاک ہے) ہی کی مثل روایت بیان کرتے ہیں۔

۱۷۳۸ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ قَالَ زَجَرَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ

۱۷۳۸ ...حضرت ابوالزبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کتے اور بلی کی قیمت کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ نبی ﷺ نے اس سے ڈانٹا ہے (یعنی ان کی قیمت کے لینے اور استعمال کرنے سے)۔

باب-۲۳۸ باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه وبيان تحريم اقتنائها إلا لصيدٍ أو زرعٍ أو ماشيةٍ ونحو ذلك

کتوں کے قتل کا حکم اور اس کی منسوخی کا بیان

۱۷۳۹ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ

۱۷۳۹ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتوں کے قتل کا حکم فرمایا ہے۔

۱۷۴۰ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ فَأَرْسَلَ فِي أَقْطَارِ الْمَدِينَةِ أَنْ تُقْتَلَ

۱۷۴۰ ...حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مذکورہ بالا روایت منقول ہے آخر میں یہ فرمایا کہ آپ ﷺ نے ایک جماعت مدینہ کے اطراف میں کتوں کے مارنے کے لئے بھیجی۔

۱۷۴۱ وحَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ أُمَيَّةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْكِلَابِ فَنَنْبَعِثُ فِي الْمَدِينَةِ وَأَطْرَافِهَا فَلَا

۱۷۴۱ ...حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کتوں کے مارنے کا حکم فرمایا کرتے تھے، چنانچہ مدینہ اور اس کے اطراف میں کتوں کا پیچھا کیا جاتا تھا اور ہم کسی کتے کو نہیں چھوڑتے تھے اسے قتل کر دیتے تھے یہاں تک کہ ہم اس کتے کو جو دیہاتی لوگوں کے

نَدَعُ كَلْبًا إِلَّا قَتَلْنَاهُ حَتَّى إِنَّا لَنَقْتُلُ كَلْبَ الْمُرَيَّةِ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ يَتْبَعُهَا

اونٹوں کے ریوڑ کے ساتھ ساتھ رہتا تھا بھی مار ڈالتے تھے۔ ❶

۱۷۴۲ ...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ كَلْبَ غَنَمٍ أَوْ مَاشِيَةٍ

۱۷۴۲ ... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتوں کے قتل کا حکم فرمایا تھا سوائے شکاری کتے اور بھیڑ بکریوں مویشیوں کے ساتھ رہنے والے کتے کے۔

فَقِيلَ لِابْنِ عُمَرَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ أَوْ كَلْبَ زَرْعٍ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ إِنَّ لِأَبِي هُرَيْرَةَ زَرْعًا

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اس میں یہ اضافہ بھی فرماتے ہیں کہ کھیتوں کی حفاظت کے لئے رکھے جانے والے کتے کے مارنے کا حکم فرمایا۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اصل میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس زراعتی زمین ہے۔ ❷

۱۷۴۳ ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتَّى إِنَّ الْمَرْأَةَ تَقْدَمُ مِنَ الْبَادِيَةِ بِكَلْبِهَا فَنَقْتُلُهُ ثُمَّ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ قَتْلِهَا وَقَالَ عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ الْبَهِيمِ ذِي النُّقْطَتَيْنِ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ

۱۷۴۳ ... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کتوں کے قتل کرنے کا حکم فرمایا۔ حتی کہ اگر کوئی عورت جنگل سے اپنے کتے کو لے کر آتی تو ہم اسے بھی قتل کر ڈالتے تھے۔ بعد ازاں نبی ﷺ نے کتوں کے مارنے سے منع فرمادیا اور فرمایا کہ: آئندہ صرف سیاہ دو نقطے والے کتوں کو مارو اسلئے کہ وہ شیطان ہوتا ہے۔

۱۷۴۴ ... حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ سَمِعَ مُطَرِّفَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ الْمُغَفَّلِ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُهُمْ وَبَالُ الْكِلَابِ ثُمَّ رَخَّصَ فِي كَلْبِ

۱۷۴۴ ... حضرت ابن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتوں کے مارنے کا حکم فرمایا تھا، اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ بھی کتے تمہارا کیا بگاڑتے ہیں؟ لہٰذا شکاری اور مویشیوں کے کتے کو قتل نہ کرنے کا حکم فرمایا۔

---

❶ امام مالک فرماتے ہیں کہ ان احادیث کی رو سے کتے کو قتل کرنا جائز ہے۔ لیکن جمہور علماء کے نزدیک عام کتوں کو مارنا جائز نہیں البتہ پاگل کتے کو مارنا جائز ہے۔ اسی طرح اگر کسی علاقہ میں کتوں کی کثرت ہو جائے اور عوام کو ان سے تکلیف ہو تو انہیں مارنا جائز ہے۔ اسی طرح احادیث میں جن کتوں کا استثناء ہے انہیں مارنا جائز نہیں۔

❷ اس جملہ سے بعض ملحدین نے یہ اعتراض نکالا کہ صحابہ آپس میں ایک دوسرے کی روایت پر شک کرتے ہیں العیاذ باللہ لہٰذا احادیث قابل استدلال نہیں ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کا یہ قول حضرت ابوہریرہؓ پر طعن اور شک نہیں تھا۔ امام نوویؒ نے فرمایا کہ حضرت ابن عمرؓ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ حضرت ابوہریرہؓ صاحب زراعت ہیں لہٰذا انہوں نے اس کو خوب اہتمام سے یاد رکھا ہوگا کہ حضورؐ نے زراعت کے کتے کو بھی مستثنیٰ فرمایا تھا لہٰذا اس معاملہ میں ان کی بات زیادہ معتبر ہے"۔ لہٰذا ملحدین کا یہ اعتراض بالکل باطل ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ

۱۷۴۵...... وحَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ و قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ فِي حَدِيثِهِ عَنْ يَحْيَى وَرَخَّصَ فِي كَلْبِ الْغَنَمِ وَالصَّيْدِ وَالزَّرْعِ

۱۷۴۵...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔اس میں کھیت کی حفاظت کرنے والے کتے کا بھی ذکر ہے۔

۱۷۴۶...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارِي نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ

۱۷۴۶...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جس شخص نے کوئی کتا پالا تو اس کے اجر میں سے روزانہ دو قیراط کی کمی ہوتی رہتی ہے الا یہ کہ مویشیوں کی حفاظت کا کتا ہو یا شکاری ہو"۔

۱۷۴۷...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ

۱۷۴۷...... حضرت سالمؒ اپنے والد (ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جس شخص نے شکاری یا مویشیوں کی حفاظت کے علاوہ کوئی کتا پالا تو اس کے اجر میں سے روزانہ دو قیراط کی کمی ہوتی رہتی ہے"۔

۱۷۴۸...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ ضَارِيَةٍ أَوْ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ

۱۷۴۸...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جس نے کوئی کتا پالا الا یہ کہ شکار کیلئے یا جانوروں کے ریوڑ کی حفاظت کیلئے ہو تو اس کے ثواب میں روزانہ دو قیراط کم کر دیے جاتے ہیں"۔

۱۷۴۹...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنِ

۱۷۴۹...... حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے والد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
جس شخص نے کوئی کتا پالا مویشیوں کی حفاظت اور شکار کرنے والے کتے

اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ كَلْبَ صَيْدٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ
قَالَ عَبْدُ اللهِ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَوْ كَلْبَ حَرْثٍ

کے علاوہ تو اس کے اجر میں سے روزانہ ایک قیراط کم ہو جایا کرے گا۔
حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (اس استثناء میں) زراعت (کھیتی) کی حفاظت کرنے والا کتا بھی شامل کیا ہے۔

۱۷۵۰...... حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ ضَارٍ أَوْ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ قَالَ سَالِمٌ وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقُولُ أَوْ كَلْبَ حَرْثٍ وَكَانَ صَاحِبَ حَرْثٍ

۱۷۵۰...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے لیکن اس میں دو قیراط کا ذکر ہے جب کہ اس میں یہ بھی اضافہ ہے کہ حضرت سالمؒ نے فرمایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بھی فرماتے تھے کہ کھیتی کی حفاظت کرنے والا کتا بھی (یعنی اس کے رکھنے سے وہ وعید نہیں ہوگی) اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھیت والے تھے (اس لئے انہوں کھیتی کی حفاظت کے کتے کے ذکر کو بھی یاد رکھا)۔

۱۷۵۱...... حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَيُّمَا أَهْلِ دَارٍ اتَّخَذُوا كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ كَلْبَ صَائِدٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِمْ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ

۱۷۵۱...... حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جس گھر والے نے بھی کتا رکھا جانور کی حفاظت کرنے والے اور شکاری کتے کے علاوہ تو ان کے عمل میں سے روزانہ دو قیراط کمی ہو جائے گی (یعنی اعمال صالحہ کے اجر میں کمی ہوگی)۔

۱۷۵۲...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ زَرْعٍ أَوْ غَنَمٍ أَوْ صَيْدٍ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ

۱۷۵۲...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جس نے کتا رکھا کھیت، جانور اور شکار کے کتے کے علاوہ تو اس کے اجر میں روزانہ ایک قیراط کم کر دیا جائے گا"۔

۱۷۵۳...... وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ وَلَا مَاشِيَةٍ وَلَا أَرْضٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ قِيرَاطَانِ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي الطَّاهِرِ وَلَا أَرْضٍ

۱۷۵۳...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جس نے شکاری اور مویشیوں کی حفاظت کرنے والے اور (زرعی) زمین کی حفاظت کرنے والے کتے کے علاوہ کوئی کتا پالا تو اس کے ثواب میں سے ہر روز دو قیراط کمی کر دی جائے گی"۔
اور ابوطاہر کی روایت میں کھیتی کا ذکر نہیں ہے۔

۱۷۵۴...... حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ

۱۷۵۴...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ صَيْدٍ أَوْ زَرْعٍ انْتَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ

قَالَ الزُّهْرِيُّ فَذُكِرَ لِابْنِ عُمَرَ قَوْلُ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ يَرْحَمُ اللهُ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ صَاحِبَ زَرْعٍ

ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جس نے کتا پالا مویشیوں والے کتے اور شکاری یا زراعت کی حفاظت کرنے والے کتے کے علاوہ تو اس کے اجر میں سے ہر روز ایک قیراط کی کردی جائے گی۔

حضرت زہریؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کا ذکر کیا گیا (کہ وہ زراعت والے کتے کو بھی اس میں شامل کرتے ہیں) تو انہوں نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے وہ خود زراعت والے تھے۔

۱۷۵۵...... حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ

۱۷۵۵...... اس سند سے بھی سابقہ حدیث (جس نے کتا پالا تو اس کے عمل سے ہر روز ایک قیراط کم ہوتا رہے گا سوائے کھیتی یا مویشی کے کتے کے) منقول ہے۔ الفاظ کے معمولی تغیر کے ساتھ۔

۱۷۵۶...... حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ

۱۷۵۶...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے اس طریق کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی کی مثل روایت مروی ہے۔

۱۷۵۷...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَرْبٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۷۵۷...... اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث (جس شخص نے کتا رکھا شکاری اور مویشی کتے کے علاوہ تو اس کے عمل سے روزانہ ایک قیراط کم کردیا جاتا ہے) ہی منقول ہے۔

۱۷۵۸...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ سُمَيْعٍ حَدَّثَنَا أَبُو رَزِينٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ وَلَا غَنَمٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ

۱۷۵۸...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا: کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے شکاری کتے یا بکریوں کی حفاظت کے کتے کے علاوہ اور کوئی کتا رکھا تو روزانہ اس کے عمل میں سے ایک قیراط کی کمی واقع ہوتی رہے گی۔

۱۷۵۹...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ أَبِي زُهَيْرٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ

۱۷۵۹...... حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی زہیر جو شنوءہ قبیلہ کے افراد میں سے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

شَنُوءَةَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا وَلا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ قَالَ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ إِي وَرَبِّ هَذَا الْمَسْجِدِ

"جس نے کوئی ایسا کتا پالا جو اس کی کھیتی کی حفاظت سے بھی اسے بے نیاز نہ کرے اور نہ ہی تھنوں کی حفاظت سے بے نیاز کرے تو اس کے عمل میں سے ہر روز ایک قیراط کی ہو جاتی ہے"۔
ان سے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ نے خود رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں! اس مسجد کے رب کی قسم۔ ❶

---

❶ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کتوں کو گھر میں رکھنا یا پالنا شرعاً ناجائز ہے البتہ اس میں تین قسم کے کتوں کا استثناء ہے۔
۱۔ وہ کتے جو کسان اور کاشتکار وغیرہ اپنے کھیتوں کی حفاظت کے لئے رکھتے ہیں۔
۲۔ دوسرے وہ کتے جو مویشیوں کی حفاظت کے خیال سے رکھے جاتے ہیں۔
۳۔ تیسرے وہ کتے جو شکار کے لئے رکھے جائیں۔ ان تین اقسام کے کتوں کو رکھنا جائز ہے۔ واللہ اعلم
اور ان تین اقسام کے کتوں کے علاوہ کسی بھی مقصد کے لئے کتے رکھنا، پالنا جائز نہیں اور اس ممانعت کی متعدد حکمتیں ہیں۔

کتا پالنے کی ممانعت کی حکمتیں

کتا پالنے سے شریعت میں جو منع کیا گیا ہے اس کی متعدد حکمتیں ہیں۔ امام الہند شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ:
(کتا پالنے کی ممانعت میں) راز یہ ہے کہ کتا شیطان کے مشابہہ ہے اپنی عادات وجبلت میں اس کے بدن سے لعاب اور دیگر نجاستیں نکلتی ہیں، لوگوں کو ایذاء پہنچاتا ہے، اس لئے اس سے منع کیا گیا لیکن چونکہ بعض مقامات پر ضرورت تھی اس لئے ان کو مستثنیٰ کیا گیا۔
علامہ دمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب "حیات الحیوان" میں لکھتے ہیں کہ:
"مردار کا کھانا کتے کو بہت پسند ہے عام گوشت سے زیادہ اسے پسند کرتا ہے، گندگی کھاتا ہے اور اپنی قے کو چاٹتا ہے"۔ (۲/۲۲۶)
علاوہ ازیں کتے میں متعدد امراض ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ سے متعدد امراض انسانوں میں پیدا ہو جاتے ہیں۔
اس کے لعاب (تھوک) میں زہریلے اثرات ہوتے ہیں جو انسان کو نقصان پہنچاتے ہیں لہٰذا اس سے اجتناب میں متعدد حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں۔ اسی واسطے شریعت اسلامیہ نے اس سے منع فرمایا ہے۔
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے مواعظ میں کہیں لکھا ہے:
"کتے کے عیوب میں ایک یہ ہے کہ اس کے اندر اپنی جنس سے نفرت پائی جاتی ہے، جنسی حمیت سے بالکل خالی ہوتا ہے، کیونکہ یہ اپنے ہی ہم جنسوں سے دشمنی رکھتا ہے، کہیں بھی اگر دوسرا کتا آجائے تو یہ بھونکنا شروع کر دیتا ہے اور اس کو دھتکار کر دم لیتا ہے"۔
بہر کیف! شریعت اسلامیہ نے کتے کو پالنے، گھر میں رکھنے سے منع فرمایا ہے، کیونکہ انسان جن جانوروں کو پالتا ہے ان کے ساتھ اس کا اختلاط بہت زیادہ ہوتا ہے اور چونکہ کتا نجس ہے لہٰذا اس سے کثرت اختلاط نجاست کی کثرت کرے گا، خود انسان کے دل میں بھی نجاست کی گندگی کا احساس کم اور پاکیزگی کا تصور ختم ہو جائے گا۔ اس کی استعمالی اشیاء میں نجس جانور کا منہ یا لعاب یا جسم وغیرہ لگنے کا احتمال بہت زیادہ ہوگا۔
علاوہ ازیں اس کی طبیعت میں بھی ایسے ہی اثرات پیدا ہو جائیں گے جیسے اس نجس جانور کے اندر ہوتے ہیں، کیونکہ انسان جس حیوان کے ساتھ رہتا یا اس کا گوشت وغیرہ کھاتا ہے اس کے اثرات انسان میں آتے ہیں۔ اسی لئے شریعت مطہرہ نے مسلمان کو صرف چند حلال جانوروں کا گوشت کھانے کی اجازت عطا فرمائی ہے مثلاً: بکری، گائے، بیل، بھیڑ، دنبہ اونٹ وغیرہ، اور درندوں یا درندگی صفات رکھنے والے جانوروں کے استعمال سے منع فرمایا ہے کہ اول الذکر جانوروں میں سکنت و تواضع وغیرہ کی صفات پائی جاتی ہیں جب کہ درندوں میں چیرنے پھاڑنے اور غیر مہذب صفات کی کثرت ہوتی ہے۔
اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو شریعت کے ممنوعہ کاموں سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

۱۷۶۰......حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ وَفَدَ عَلَيْهِمْ سُفْيَانُ بْنُ أَبِي زُهَيْرٍ الشَّنَئِيُّ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ

۱۷۶۰۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس سفیان بن ابی زہیر نے آکر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جیسی (سابقہ) حدیث بیان فرمائی ہے۔

باب-۲۳۹ باب حل أجرة الحجامة

حجامت کی اجرت حلال ہے

۱۷۶۱......حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ فَقَالَ احْتَجَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَجَمَهُ أَبُو طَيْبَةَ فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ أَهْلَهُ فَوَضَعُوا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ وَقَالَ إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ أَوْ هُوَ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمْ

۱۷۶۱۔ حضرت حمید سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حجام کی کمائی کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ نے پچھنے لگوائے اور ابو طیبہ نے آپ ﷺ کے پچھنے لگائے۔ آپ ﷺ نے حضرت ابو طیبہ کو دو صاع اناج دینے کا حکم فرمایا، ابو طیبہ نے اس کا ذکر اپنے لوگوں سے کیا تو انہوں نے اس کے لگان کے اندر کمی کر دی۔

علاوہ ازیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"تم لوگ جتنے بھی علاج کرتے ہو ان میں سب سے افضل (صحت بخش) علاج پچھنے لگوانا ہے"۔ یا فرمایا: "سب سے بہتر علاج ہے"۔ ❶

---

❶ حجامت سے کیا مراد ہے؟ اور اس کی کمائی کا بیان

یہاں سب سے اول تو یہ جاننا ضروری ہے کہ حجامت سے کیا مراد ہے؟ اردو محاورہ میں حجامت کا لفظ بال کٹوانے، ترشوانے، خط وغیرہ بنوانے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ کام کرنے والے کو حجام کہا جاتا ہے۔ لیکن احادیث میں جہاں کہیں لفظ حجامت یا حجام استعمال ہوا ہے اس سے اردو محاورہ کی حجامت یا حجام مراد نہیں۔

اصل میں اہل عرب میں قدیم زمانہ سے یہ دستور تھا کہ وہ عمر بھر میں بعض اوقات اپنے جسم کا فاضل اور زائد خون نکلوایا کرتے تھے، کیونکہ عرب ایک گرم علاقہ ہے اور ان کا خون پتلا ہوتا ہے اور وہ حرارت کو جذب کرنے کے لئے ظاہری جسم کی طرف آتا ہے یہ حرارت بدن کی سطح سے خارج ہوتی ہے جس کی وجہ سے بیماریاں جنم لیتی ہیں، جس کا علاج ان کے یہاں یہ تھا کہ جونکوں کے ذریعہ جسم کا زائد خون نکلوایا کرتے تھے تاکہ صحت مند رہیں۔ اس طریقہ علاج کو "حجامت" کہا جاتا تھا جسے اردو میں "پچھنے لگانا" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لہٰذا حدیث میں جہاں بھی حجامت کا یا حجام کا ذکر ہے اس سے مراد یہی پچھنے لگوانا ہے۔ اور یہاں جو حجامت کو سب سے افضل علاج قرار دیا اس سے مراد شرعی فضیلت نہیں بلکہ طبی بہتری ہے یعنی تمام علاجوں میں سب سے بہتر علاج ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو گرم علاقوں کے باسی اور گرم خون رکھنے والے ہیں۔

حجام کی اجرت اور کمائی کا جہاں تک تعلق ہے تو پیچھے بعض احادیث میں گذر چکا ہے اسے بھی ممنوعات میں شامل فرمایا ہے لیکن احادیث بالا اور دیگر متعدد احادیث کی بناء پر فتویٰ یہ ہے کہ اس کی کمائی بلا کسی شک و شبہ کے جائز ہے۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے۔ جہاں تک ان احادیث کا تعلق ہے جن میں اسے ممنوعات میں شامل کیا گیا ہے وہ نہی تنزیہی پر محمول ہیں، کیونکہ اس پیشہ میں دنائت اور گندگی و نجس چیزوں سے اختلاط ہوتا ہے۔ زکریا عفی عنہ واللہ اعلم

۱۷۶۲...... حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ وَلَا تُعَذِّبُوا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ

۱۷۶۲...... حضرت حُمید کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حجام کی کمائی کی بابت دریافت کیا گیا الخ آگے حسب سابق بیان کیا اس فرق کے ساتھ کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"تمہارے تمام علاجوں میں بہترین علاج پچھنے لگوانا ہے، اور قسط بحری (عود ہندی) ہے لہٰذا اپنے بچوں کو حلق دبانے کا عذاب مت دو"۔ ❶

۱۷۶۳...... حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ دَعَا النَّبِيُّ ﷺ غُلَامًا لَنَا حَجَّامًا فَحَجَمَهُ فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ أَوْ مُدٍّ أَوْ مُدَّيْنِ وَكَلَّمَ فِيهِ فَخُفِّفَ عَنْ ضَرِيبَتِهِ

۱۷۶۳...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ہمارا ایک غلام بلایا جو حجام تھا اس نے آپ ﷺ کے پچھنے لگائے تو آپ ﷺ نے اس کے لئے ایک صاع یا ایک مد یا دو مد اناج دینے کا حکم فرمایا اور اس کے بارے میں گفتگو کی تو اس کے لگان میں سے کمی کر دی گئی۔

۱۷۶۴ ۔ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ وُهَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ احْتَجَمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ وَاسْتَعَطَ

۱۷۶۴...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اس کی اجرت عطا فرمائی جب کہ ناک میں بھی دوا چڑھائی۔

۱۷۶۵...... حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِعَبْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَجَمَ النَّبِيَّ ﷺ عَبْدٌ لِبَنِي بَيَاضَةَ فَأَعْطَاهُ النَّبِيُّ ﷺ أَجْرَهُ

۱۷۶۵...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے بنی بیاضہ کے ایک غلام نے پچھنے لگائے تو نبی ﷺ نے اسے اجرت دی اور اس نے اپنے مالک سے ذکر کیا تو اس نے اس کے لگان میں کمی کر دی۔ اور اگر حجامت کی اجرت حرام ہوتی تو نبی ﷺ اسے اجرت نہ دیتے۔

---

❶ اس حدیث میں دو باتیں تشریح طلب ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ قسط بحری کیا ہے؟ قسط کو عربی میں کست بھی کہا جاتا ہے۔ خوشبو کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔ ابن العربی نے فرمایا کہ: قسط کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ا۔ بحری ۲۔ ہندی۔ دونوں میں قسط ھندی سخت گرم ہوتی ہے۔ اس کی رنگت سفید ہوتی ہے جب کہ قسط بحری سیاہ ہوتی ہے۔
حدیث میں نبی ﷺ نے ان دونوں کے استعمال کی ترغیب دی ہے۔
دوسری وضاحت طلب بات یہ تھی کہ فرمایا: اپنے بچوں کو حلق دبا کر تکلیف میں مبتلا مت کیا کرو"۔
تشریح اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اہل عرب میں عورتیں اپنے ان بچوں کا جن کے حلق میں ایک خاص قسم کا درد ہوا کرتا تھا، حلق دبا کر علاج کیا کرتی تھیں حلق دبانے سے بچے کو تکلیف ہوتی تھی۔ بعض نے کہا کہ بچے کے کان اور حلق کے درمیان کوئی زخم یا پھوڑا نکل جاتا ہے۔ جسے "عُذرہ" کہا جاتا ہے۔
نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بچوں کو حلق دبانے کی تکلیف میں مبتلا مت کرو بلکہ ان کے حلق کے درد کا علاج قسط بحری (عود ہندی) سے کیا کرو۔
بہر حال! ان احادیث سے یہ بات واضح ہو گئی کہ حجام (پچھنے لگانے کی) اجرت جائز ہے۔

وَكَلَّمَ سَيِّدَهُ فَخَفَّفَ عَنْهُ مِنْ ضَرِيبَتِهِ وَلَوْ كَانَ سُحْتًا لَمْ يُعْطِهِ النَّبِيُّ ﷺ

باب-۲۴۰ **باب تحريم بيع الخمر**

شراب کی خرید و فروخت کی حرمت کا بیان

۱۷۶۶......حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى أَبُو هَمَّامٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ بِالْمَدِينَةِ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ تَعَالَى يُعَرِّضُ بِالْخَمْرِ وَلَعَلَّ اللهَ سَيُنْزِلُ فِيهَا أَمْرًا فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهَا شَيْءٌ فَلْيَبِعْهُ وَلْيَنْتَفِعْ بِهِ قَالَ فَمَا لَبِثْنَا إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ اللهَ تَعَالَى حَرَّمَ الْخَمْرَ فَمَنْ أَدْرَكَتْهُ هَذِهِ الْآيَةُ وَعِنْدَهُ مِنْهَا شَيْءٌ فَلَا يَشْرَبْ وَلَا يَبِعْ قَالَ فَاسْتَقْبَلَ النَّاسُ بِمَا كَانَ عِنْدَهُ مِنْهَا فِي طَرِيقِ الْمَدِينَةِ فَسَفَكُوهَا

۱۷۶۶...... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مدینہ میں خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا:

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ شراب کی حرمت کی طرف تعریض (اشارہ) فرماتے ہیں، شاید اللہ تعالیٰ اس بارے میں کوئی واضح حکم نازل فرمانے والے ہیں۔ لہٰذا جس کسی کے پاس بھی ذرا بھی شراب ہو اسے چاہیئے کہ فروخت کر ڈالے اور اس سے فائدہ (فروخت کر کے قیمت حاصل کرنے کا) اٹھالے"۔

فرماتے ہیں کہ زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے شراب حرام کر دی ہے، لہٰذا جس کو یہ آیت (سورۂ انعام کی) پہنچ جائے اور اس کے پاس تھوڑی سی بھی شراب ہو تو اسے پیئے نہ ہی فروخت کرے" فرماتے ہیں کہ چنانچہ جس کے پاس جتنی بھی شراب تھی وہ مدینہ کے راستوں میں لے آئے اور اسے بہا دیا۔ ❶

---

❶ حرمت شراب کا تدریجی نزول اور تشریح حدیث

ابتدائے اسلام میں شراب کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا کیونکہ احکامات کا تدریجی نزول ہو رہا تھا۔ قبل از اسلام کے زمانہ میں شراب بالکل عام تھی اور عام مشروبات کی طرح اس کا استعمال ہوتا تھا۔ اسلام کے بعد احکامات کا نزول شروع ہوا تو ابتداءً شراب سے متعلق کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔ اہل اسلام میں بھی شراب عام طور پر استعمال ہوتی تھی، لیکن بعض واقعات کے بعد حضرات صحابہ میں سے بعض کو اس کے بارے میں تردد ہوا تو اللہ تعالیٰ نے شراب سے متعلق بعض ارشادات بیان فرمائے۔ ایک آیت میں فرمایا۔ ومن ثمرات النخيل والأعناب الخ جس میں اشارہ فرمایا کہ شراب "رزق حسن" میں شامل نہیں۔ بعد ازاں ارشاد ہوا کہ يسئلونك عن الخمر والميسر الخ اس آیت میں فرمایا کہ شراب اور جوے میں بہت بڑا گناہ ہے اور بعض منافع (دنیوی) بھی ہیں لیکن ان کا گناہ فوائد سے زیادہ شدید ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام تو نہیں فرمایا لیکن اس کے گناہ ہونے کو وضاحت سے بیان کر دیا۔

اس کے بعد تیسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ یا ایها الذین امنوا لا تقربوا الصلاة وانتم سكرى الخ اس آیت میں شراب پی کر نماز پڑھنے کو سختی سے منع کر دیا گیا بالفاظ دیگر نماز کے اوقات میں شراب پینا حرام کر دیا گیا۔

بعض تکلیف دہ واقعات کے بعد حضرت عمرؓ کی خواہش پر وحی الٰہی کا نزول پھر ہوا اور سورۃ المائدہ کی آیت یا ایها الذین امنوا انما الخمر والميسر الخ میں شراب کو مکمل طور سے حرام قرار دے دیا گیا۔

غرضیکہ حرمت شراب کا حکم تدریجاً نازل ہوا اور اس کی حرمت کے بعد شراب کا کسی بھی طریقہ سے استعمال ممنوع (جاری ہے)

۱۷۶۷...... حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَعْلَةَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ أَنَّهُ جَاءَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَغَيْرُهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَعْلَةَ السَّبَئِيِّ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَمَّا يُعْصَرُ مِنَ الْعِنَبِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ رَجُلًا أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَاوِيَةَ خَمْرٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَلْ عَلِمْتَ أَنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَهَا قَالَ لَا فَسَارَّ إِنْسَانًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَ سَارَرْتَهُ فَقَالَ أَمَرْتُهُ بِبَيْعِهَا فَقَالَ إِنَّ الَّذِي حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا قَالَ فَفَتَحَ الْمَزَادَةَ حَتَّى ذَهَبَ مَا فِيهَا

۱۷۶۷...... حضرت عبدالرحمٰن بن وعلۃ السبائیؒ جو مصر کے رہنے والے تھے ان سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انگور سے کشید شدہ شراب کے متعلق دریافت کیا تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شراب کی ایک مشک ہدیۃً پیش کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا:

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام قرار دے دیا ہے؟" اس نے کہا نہیں! اس کے بعد اس شخص نے کسی دوسرے آدمی کے کان میں چپکے سے کچھ کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم نے کیا سرگوشی کی ہے؟

اس نے کہا کہ میں نے اس کو بیچنے کو کہا ہے فرمایا کہ: جس چیز کا پینا حرام ہے اس کی فروختگی بھی حرام ہے۔

(یہ سن کر) اس آدمی نے مشکیزہ کا منہ کھول دیا اور جو کچھ بھی شراب اس میں تھی اس کو بہا دیا۔

۱۷۶۸...... حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَعْلَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِثْلَهُ

۱۷۶۸...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح (سابقہ) حدیث روایت کی ہے۔

۱۷۶۹...... حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ

۱۷۶۹...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ جب سورۃ البقرہ کی آخری آیات (وہ آیات جن میں حرمتِ ربوا (سود) کا حکم

(گذشتہ سے پیوستہ)...... قرار پایا یعنی شراب کا پینا، بنانا، فروخت کرنا، خریدنا، اس کے اندر کسی بھی طرح سے معاونت کرنا یا ملوث ہونا سب ناجائز اور حرام ہے۔ حرمتِ شراب اور اقسام شراب سے متعلق تفصیلی مسائل آگے "کتاب الاشربہ" کے تحت آئیں گے۔ انشاء اللہ

فقہاء کرام رحمہم اللہ کے درمیان شراب کی تعریف میں اختلاف رہا ہے کہ کس مشروب کے اوپر "خمر" کا اطلاق ہوگا اور کس پر نہیں۔ انکی تفصیلی بحث تو ان شاء اللہ اپنے مقام پر آئے گی، یہاں مختصراً اتنا ذکر کیا جاتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک انگور سے کشید کی ہوئی شراب جب مسکر (نشہ آور) ہو جائے اور پرانی ہو کر جوش مارنے لگے تو اس پر لفظ "خمر" کا اطلاق ہوتا ہے لہٰذا اس کی بیع تو مطلقاً حرام ہے۔ البتہ دیگر ممنوع و محرم مشروبات جو نشہ آور بھی ہوں ان کی بیع امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مکروہ تحریمی تو ہے حرام نہیں کیونکہ حدیث میں "خمر" کی بیع کو حرام کہا گیا ہے جب کہ دیگر مشروبات لفظ "خمر" کی تعریف پر صادق نہیں آتے لہٰذا ان کی بیع مکروہ تحریمی ہے حرام نہیں۔ البتہ صاحبین (امام محمد اور امام ابو یوسف) کے نزدیک انگور سے کشیدہ کی ہوئی شراب، کھجور سے کشیدہ، کشمش سے کشیدہ مشروبات سب خمر کی تعریف پر پورے اترتے ہیں لہٰذا ان کی بیع بھی ناجائز ہے۔ (کمافی فتح القدیر ملخصاً من صاحب الہدایۃ واللہ اعلم)

عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتِ الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاقْتَرَأَهُنَّ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ نَهَى عَنِ التِّجَارَةِ فِي الْخَمْرِ

ہے) نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے سامنے انہیں پڑھ کر سنایا اور بعدازاں لوگوں کو شراب کی تجارت سے منع فرمادیا۔

۱۷۷۰ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

۱۷۷۰..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ جب سورۃ البقرہ کی آخری آیات (حرمت ربوا والی) نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے اور شراب کی تجارت کو حرام قرار دے دیا"۔ ❶

---

❶ الکحل (ALCOHALS) کا شرعی حکم

یہ بات اوپر گذر چکی ہے کہ شراب کی تجارت اور کسی بھی طرح اس کا استعمال ناجائز اور حرام ہے، اور دوسرے جو نشہ آور مشروبات ہیں ان کی بیع مکروہ تحریمی ہے، البتہ اگر کوئی نشہ آور مشروب کسی جائز کام کے لئے فروخت کیا جائے مثلاً دوا وغیرہ کے لئے تو ظاہر یہی ہے کہ اس میں کراہت بھی نہیں۔

دور حاضر میں الکحل (ALCOHALS) کا استعمال بہت عام ہو چکا ہے، تقریباً اکثر ادویات میں الکحل جو نشہ آور کیمیکل ہے استعمال کیا جاتا ہے، بہت سی دیگر مصنوعات بھی اس سے پاک نہیں ہیں مثلاً پرفیومز اور اسپرے عطریات وغیرہ۔ ان کا حکم یہ ہے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ان کی بیع وغیرہ تو ناجائز نہیں ہوگی۔

انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کے مطابق الکحل کے محتویات اور اجزاء میں انگور اور کھجور شامل نہیں ہیں بلکہ اس کے اجزاء ترکیبی میں شہد، جو، انناس کا جوس، سلفیٹ اور دیگر بعض کیمیکل شامل ہیں۔ لہٰذا اگر وہ الکحل جس کے اجزاء میں انگور اور کھجور شامل نہ ہو تو کیمیاوی اغراض و مقاصد کی خاطر اس کی خرید و فروخت بغیر کسی کراہت کے جائز ہے۔ احنافؒ کے نزدیک۔ البتہ اگر اس کی اجزاء میں انگور یا شراب شامل ہو تو پھر اس کی بیع بالکل حرام ہوگی۔ لیکن عموماً الکحل کے اجزاء میں مذکورہ بالا دونوں جز شامل نہیں ہوتے۔ واللہ اعلم

مردار کا حکم اللہ تعالیٰ نے جس طرح مردار کھانا حرام قرار دیا ہے اسی طرح اس کے گوشت کو فروخت کرنا بھی ممنوع اور حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ مردار کے گوشت کی بیع کی حرمت پر فقہاء کا اجماع ہے۔ لیکن گوشت کے علاوہ دیگر اشیاء کا کیا حکم ہے؟ مثلاً: مردار کی ہڈیاں، بال، ناخن، سینگ اور کھر وغیرہ کیا ان کی فروخت بھی ناجائز ہے؟

اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے، امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مردار کے جو اجزاء اس کی حیات کی حالت میں حلال نہیں تھے وہ اس کی موت کے بعد نجس بھی نہیں ہوتے۔ لہٰذا ان سے انتفاع اور فائدہ اٹھانا جائز ہے اور ان کی فروخت بھی جائز ہے۔

علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری شرح بخاری میں احنافؒ کے مسلک کے استدلال میں یہ دلیل دی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک کنگھا تھا جو ہاتھی دانت کا بنا ہوا، اور ہاتھی غیر ماکول جانوروں میں سے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر ماکول کے اجزاء جسم پاک ہیں۔ اور جب پاک ہیں تو ان کی بیع وغیرہ بھی جائز ہوگی۔ (واللہ اعلم) (مستفاد از تکملہ فتح الملہم ار ۵۵۷)

علاوہ ازیں احناف کی ایک دلیل دار قطنی کی ایک روایت ابن عباسؓ ہے جس میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مردار کا گوشت حرام فرمایا ہے، البتہ کھال، بال اور اون کے استعمال میں کوئی حرج نہیں"۔

مردار میں صرف دو چیزوں کا استثناء ہے ایک مچھلی دوسرے ٹڈی۔ ان دو جانوروں کو حدیث میں مردار کے عام حکم سے مستثنیٰ کر کے ان کا کھانا حلال قرار دیا گیا ہے۔ (تفصیل آگے آئے گی ان شاء اللہ) اسی طرح انسان کے لاشہ کی خرید و فروخت بھی بالکل حرام۔ (جاری ہے)

لَمَّا أُنْزِلَتِ الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبَا
قَالَتْ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ فَحَرَّمَ

(گذشتہ سے پیوستہ) ہے۔اس میں مسلم وکافر کی کوئی تفریق نہیں۔ مسلمان کی تو عزت وشرافت کی وجہ سے حرمت ہے جب کہ کفر کا معاملہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں نوفل بن عبداللہ بن المغیرہ جب غزوہ میں قتل کردیا گیا اور مسلمانوں نے اس کی لاش کو اپنے قبضہ میں لیا تو مشرکین نے اس کی لاش واپس لینے کے لئے رقم کی پیشکش کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔ ہمیں نہ اس کے بے جان لاشہ کی ضرورت ہے نہ ہی اس کی قیمت کی، چنانچہ اس کی لاش کو واپس کردیا گیا۔
بہر کیف! انسان کے لاشہ کی خرید وفروخت یا اس کا کسی بھی چیز میں استعمال کرنا ناجائز اور حرام ہے۔(کمافی عمدۃ القاری ۵/۶۰۶)

خنزیر اور اصنام کی خرید وفروخت کا حکم

خنزیر کی خرید وفروخت کے حرام ہونے میں فقہاء امت کا اجماع ہے، علامہ نووی اور حافظ ابن حجرؒ نے ذکر کیا ہے کہ علماء نے فرمایا کہ شراب، مردار اور خنزیر وغیرہ کی خرید وفروخت کے حرام ہونے کی علت اور سبب " نجاست " ہے جو ان تینوں میں پائی جاتی ہے۔ لہٰذا یہ جب جس چیز کے اندر بھی پایا جائے گا اس کی خرید وفروخت بھی ناجائز ہوگی اور نجس چیز اسی حکم میں ہے۔ حتی کہ علامہ عینیؒ نے قرطبی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی نجس چیز قابل انتفاع بھی ہے تب بھی اسے خریدنا یا فروخت کرنا حرام ہے۔
لیکن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مذکورہ بالا اشیاء یعنی شراب، مردار اور خنزیر کی ممانعت کا سبب " نجاست " نہیں بلکہ ان اشیاء سے انتفاع حرام ہونا ان کی خرید وفروخت کے حرام ہونے کا سبب ہے۔ لہٰذا مذکورہ بالا اشیاء تو واضح ممانعت کی وجہ سے احنافؒ کے نزدیک علی العموم حرام ہیں، لیکن اگر کوئی نجس چیز قابل انتفاع ہو مذکورہ اشیاء کے علاوہ تو اس کی خرید وفروخت کی گنجائش ہے شرط یہ ہے کہ اس سے انتفاع حلال ہو۔(کمافی عمدۃ القاری، رد المحتار ۴/۱۲۶)
پھر خنزیر کے تمام اجزاء جسم کا استعمال اور خرید وفروخت حرام ہے۔ لیکن یہ حکم اس وقت تھا جب جوتے گانٹھنے کے لئے دوسرا کوئی مواد موجود نہیں تھا، اب جوتے گانٹھنے کے لئے انواع واقسام کا مواد موجود ہے لہٰذا اس کی خرید وفروخت بالکل حرام ہے۔
(کمافی العنایۃ المقدسی بحوالہ رد المحتار ۱/۲۰۶)
اسی طرح دور حاضر میں پینٹ برش عموماً خنزیر کے بالوں کے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کا استعمال بھی ناجائز اور حرام ہے۔ واللہ اعلم
اسی طرح اصنام یعنی پتھر وغیرہ کے تراشیدہ بتوں، مورتیوں اور مجسموں کی خرید وفروخت بھی ناجائز اور حرام ہے، البتہ اگر پتھر یا کسی اور چیز مثلاً دھات، سونے یا چاندی وغیرہ کا بنا ہوا بت یا مورتی یا مجسمہ ہو تو اس کو توڑ کر اسے فروخت کرنا جائز ہے اگر اس سے انتفاع ممکن ہو۔ بعض شوافع اور احنافؒ کے نزدیک۔(واللہ اعلم)

مردار کی چربی کا حکم نبی ﷺ سے مردار کی چربی کا حکم دریافت کیا گیا اور یہ بتلا دیا گیا کہ یہ ہمارے لئے قابل انتفاع ہے کہ ہم کشتیوں کے اطراف یعنی خارجی سطح پر اسے لگاتے ہیں سمندری ہوا کے نقصانات سے بچانے کی خاطر اور اسی طرح ہم اس کا تیل بنا کر جسم پر ملتے ہیں اور اسے چراغ جلانے کے لئے استعمال کرتے ہیں تو کیا اس کی بیع کی اجازت ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا کہ: " نہیں وہ حرام ہے " شوافع اس جملہ سے مراد یہ لیتے ہیں کہ صرف بیع وغیرہ حرام ہے اس سے انتفاع اور فائدہ اٹھانا حرام نہیں، چنانچہ ان کے نزدیک مردار کی چربی سے نفع اٹھانا بغیر خرید وفروخت کے جائز ہے۔(کما صرح بہ النووی. والحافظ ابن حجر فی الفتح ۴/۳۵۳) لیکن احناف کے نزدیک نہ بیع جائز ہے نہ ہی اس سے کسی اور قسم کا انتفاع۔

پیچھے دو احادیث گزری ہیں۔ پہلی حدیث میں یہود پر نبی ﷺ کی بددعا کا ذکر ہے کہ انہوں نے چربی کی حرمت کے باوجود اسے پگھلا کر فروخت کر کے اس کی قیمت کھانے کا حیلہ بنالیا تھا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے حکم کو توڑ موڑ کر اپنے مقاصد کو پورا کرتے رہتے اور مختلف حیلے بہانے تراشتے کہ ظاہراً حکم پر بھی عمل ہوجائے اور ان کا مقصد بھی پورا ہوجائے۔ گویا شرعی احکام میں حیلہ جوئی کیا کرتے تھے۔
احکام شریعت میں " حیلہ " کرنے کا کیا حکم ہے؟ یعنی کوئی شخص کسی حکم شرعی پر عمل نہ کرنے کے لئے کوئی حیلہ (جاری ہے)

التِّجَارَةِ فِي الْخَمْرِ

باب-۲۴۱ باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام

شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید وفروخت کی حرمت کا بیان

۱۷۷۱..... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهُ يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ

۱۷۷۱..... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ والے سال مکہ مکرمہ میں یہ فرماتے سنا کہ:

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے شراب، مردار، خنزیر اور (پتھر وغیرہ کے) بتوں کی تجارت کو حرام کر دیا ہے"۔

آپ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! مردار کی چربی کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ کیونکہ اس کی چربی کا کشتیوں کے نیچے لیپ کیا جاتا ہے اور

(گذشتہ سے پیوستہ): کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ بعض علماء کے نزدیک حیلہ کرنا مطلقاً حرام ہے۔

صاحب روح المعانی علامہ آلوسی بغدادیؒ اپنی شہرۂ آفاق تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد "فاضرب به ولا تحنث" کے تحت فرماتے ہیں:

"حیلہ جب بھی کسی حکم شرعی کو ختم کرنے کے لئے کیا جائے گا تو قابل قبول نہ ہوگا مثلاً: سقوط زکوٰۃ کا حیلہ (جس سے زکوٰۃ ساقط ہو جائے وغیرہ تو ایسے حیلے حرام ہیں) البتہ اگر آدمی اپنے کسی فعل کو جائز کرنے یا کسی ناگوار چیز کو اپنے سے دفع کرنے کے لئے کوئی حیلہ کر رہا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں"۔ (روح المعانی ۲۳، ۲۰۹)

اسی طرح شمس الائمہ سرخسیؒ مبسوط کی کتاب الحیل میں فرماتے ہیں:

"حاصل یہ ہے ہر وہ حیلہ جس سے آدمی حرام سے بچ جائے اور حلال پر آجائے (یعنی حرام سے بچنے اور حلال کرنے کے لئے جو حیلہ کیا جائے) تو وہ اچھا ہے۔ لیکن اگر کسی آدمی کے حق کو ختم کرنے کے لئے کوئی حیلہ کیا جائے تو وہ مکروہ ہے۔ (المبسوط للسرخسی ۳۰، ۲۱۰)

شیخ الاسلام حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب مدظلہم تکملہ فتح الملہم شرح مسلم میں اسی مسئلہ کے تحت فرماتے ہیں:

"حیلہ کے جواز کے سلسلہ میں سب سے قوی دلیل وہ حدیث ہے جسے شیخین (بخاری و مسلم) اور نسائی نے روایت ابو ہریرہؓ اور ابو سعیدؓ نقل کیا ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو خیبر کا گورنر بنایا، وہ آپ کی خدمت میں اعلیٰ قسم کی کھجوریں لے کر آئے، آپ نے فرمایا کہ: کیا خیبر کی ساری کھجوریں ایسی ہوتی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ: ہم دو صاع عام کھجور کے عوض یہ والی (اعلیٰ) کھجور ایک صاع لیتے ہیں اور تین تین صاع کے عوض دو صاع (ایک پیمانہ) لیتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ایسا مت کیا کرو بلکہ تمام کھجوروں کو فروخت کیا کرو دراھم کے عوض۔ پھر دراہم سے یہ اعلیٰ کھجور خرید لیا کرو"۔ تو یہ حدیث ایسے حیلہ کی تعلیم دیتی ہے جس کے ذریعہ حرام سے حلال تک پہنچا جا سکتا ہے۔ اس قبیل کے حیلے جائز ہیں بلا کسی شک وشبہ کے۔ جہاں تک یہود کے حیلہ کا تعلق ہے جو انہوں نے ہفتہ کے دن شکار کی ممانعت کے بعد کیا تھا وہ چربی سے متعلق کیا تو چونکہ ان حیلوں میں حکم شرعی کا ابطال کر دیا گیا کیونکہ مقصود شریعت تو یہ تھا کہ انہیں ہفتہ کے شکار سے منع کیا جائے اور چربی کی فروخت اور اس کے کھانے (یا قیمت کے کھانے) سے منع کیا جائے۔ تو یہود نے مقصود شریعت کو باطل کر دیا اور ایسا طریقہ اختیار کیا جس سے مذکورہ دونوں باتیں بعینہ پوری ہوتی رہیں صرف طریقہ کو بدل دیا، اور یہ بات طے ہو چکی ہے کہ صرف نام کی تبدیلی کسی چیز کی حرمت وحلت پر اثر انداز نہیں ہوتی جب تک کہ اس کی حقیقت نہ بدل جائے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود کو برا بھلا کہا۔ واللہ اعلم (تکملہ فتح الملہم ۱، ۵۲۵)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهَا أَجْمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَأَكَلُوْا ثَمَنَهٗ

جلد پر بطور تیل لگائی جاتی ہے جب کہ لوگ اس کے تیل کو چراغ جلانے میں بھی استعمال کرتے ہیں۔

ارشاد فرمایا: نہیں بلکہ یہ سب (استعمالات) بھی حرام ہیں۔ بعد ازاں اسی موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ یہودیوں کو تباہ کرے کہ جب اللہ نے ان پر مردار کی چربی کو حرام فرمایا تو انہوں نے یہ کیا کہ چربی کو پگھلا کر اسے فروخت کر کے اس کی قیمت کھانے لگے"۔

۱۷۷۲...... حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِيْ أَبَا عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ حَبِيْبٍ قَالَ كَتَبَ إِلَيَّ عَطَاءٌ أَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اللَّيْثِ

۱۷۷۲...... حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال (سابقہ) حدیث لیث کی طرح سنا۔

۱۷۷۳...... حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ وَاللَّفْظُ لِأَبِيْ بَكْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَلَغَ عُمَرَ أَنَّ سَمُرَةَ بَاعَ خَمْرًا فَقَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ سَمُرَةَ أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَجَمَلُوْهَا فَبَاعُوْهَا

۱۷۷۳...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ اطلاع پہنچی کہ حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شراب فروخت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ کی مار پڑے سمرہ پر، کیا اسے علم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: اللہ تعالیٰ یہود پر پھٹکار ڈالے کہ ان پر چربی حرام کی گئی تھی، انہوں نے اسے پگھلا کر فروخت کر دیا (یہ کہنے کو ہم نے چربی تو فروخت نہیں کی تیل فروخت کیا ہے)۔

۱۷۷۴...... حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ يَعْنِي ابْنَ الْقَاسِمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهٗ

۱۷۷۴...... ان اسناد کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

۱۷۷۵...... حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهٗ حَدَّثَهٗ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ

۱۷۷۵...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ یہود کو تباہ کرے کہ ان پر اللہ نے چربی کو حرام قرار دے دیا تھا،

عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ قَاتَلَ اللهُ الْيَهُوْدَ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمَ فَبَاعُوْهَا وَأَكَلُوْا أَثْمَانَهَا

انہوں نے اسے فروخت کر کے اس کی قیمت کھانے کا طریقہ بنالیا"۔

۱۷۷۶...... حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَاتَلَ اللهُ الْيَهُوْدَ حَرَّمَ عَلَيْهِمُ الشَّحْمَ فَبَاعُوْهُ وَأَكَلُوْا ثَمَنَهُ

۱۷۷۶ ... اس سند کے ساتھ بھی یہ حدیث مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ یہود کو تباہ کرے کہ ان پر اللہ نے چربی کو حرام قرار دیا تھا انہوں نے اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھانے کا طریقہ بنالیا۔

باب-۲۴۴

باب الربا

سود کا بیان

۱۷۷۷ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيْعُوْا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ

۱۷۷۷ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سونے کو سونے کے عوض فروخت نہ کیا کرو الا یہ کہ برابر برابر ہو اور باہمی طور پر کمی زیادتی مت کیا کرو، نہ ہی چاندی کو چاندی کے عوض فروخت کیا کرو سوائے اس کے برابر سرابر ہو، اور باہمی طور پر کمی زیادتی مت کرو نہ ہی ادھار سودا کیا کرو (سونے چاندی کا)"۔ ❶

---

❶ ربوا (سود) سے متعلق چند ضروری ابحاث

لغت میں ربوا کے معنی زیادتی کے ہیں۔ لفظ "ربوا" قرآن و حدیث میں پانچ مختلف معانی کے لئے استعمال ہوا ہے۔

۱۔ ربا النسیئۃ یعنی قرض کی زیادتی کے ساتھ وصولی۔ سورۃ البقرۃ کی آخری آیت میں اسی معنی میں لفظ ربوا استعمال کیا گیا ہے۔

۲۔ ربا الفضل وہ زیادتی جو ایک جنس کی دو اشیاء جن کی مقدار برابر ہو کے تبادلہ میں لی جائے۔ ربوا کے یہ معنی مذکورہ بالا باب کے زیر عنوان احادیث میں استعمال کئے گئے ہیں۔

۳۔ آدمی کسی کے مالی احسان کے بدلہ میں دوسرے کے ساتھ اس کے احسان سے زائد کرے۔ سورۃ الروم کی آیت ۳۹ میں اکثر مفسرین کے نزدیک یہی معنی مراد ہیں۔ (تفسیر ابن جریر ۴۲/۲۱)

۴۔ ہر غیر شرعی مالی معاملہ کو "ربوا" کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم کی سورۃ النساء کی آیت ۱۵۹ میں لفظ ربوا اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ (معانی القرطبی ۳۴۸/۳)

۵۔ بعض اوقات لفظ "ربوا" ہر غیر شرعی عمل کو کہا جاتا ہے۔ مثلاً ایک حدیث مرفوع ہے (إن أربى الربا استطالة الرجل في عرض أخيه)۔ (ابوداؤد ۲۱۳/۲)

لیکن آخری تین معانی میں لفظ ربوا کا استعمال بہت شاذ و نادر ہے۔ کیونکہ یہ لفظ ربوا کے حقیقی معنی نہیں مجازی ہیں۔ البتہ پہلے دو معانی میں اس کا استعمال بہت کثیر ہے۔

جہاں تک "ربا النسیئۃ" کا تعلق ہے تو یہ وہی ربوا ہے جسے قرآن کریم نے حرام قرار دیا ہے اور ہمارے زمانہ میں اس کا رواج عام ہو چکا ہے۔ اور یہی وہ ربوا ہے جس پر قرآن و حدیث میں شدید وعیدیں بیان ہوئی ہیں۔

اور "ربوا الفضل" سے متعلق تفصیلی احکامات ان شاء اللہ اسی باب کے تحت آنے والی احادیث میں تفصیل سے آئیں۔ (جاری ہے)

۱۷۷۸..... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ

۱۷۷۸..... حضرت نافع فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بنی لیث کے ایک آدمی نے کہا کہ ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول

(گذشتہ سے پیوستہ) گے۔ یہاں پر "ربوالنسیئۃ" یعنی قرض پر زیادتی کی وصولی والا سود" سے متعلق بعض ضروری مباحث بیان کئے جاتی ہیں۔

ربوالنسیئۃ کی تعریف اور اقسام

امام ابو بکر بن الجصاص نے احکام القرآن ا ر ۵۵) میں اس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"وہ مشروط قرض جو متعین مدت کیلئے مقروض سے زیادتی کی شرط پر دیا جائے"۔ ربوالنسیئۃ کی یہ تعریف اپنی تمام اقسام کو شامل ہے۔ اور یہ ربو اتمام ادیان سماوی میں حرام تھا حتیٰ کہ کتاب مقدس (انجیل) سفر الخروج 'سفر الاحبار' سفر التثنیہ من تورات اور زبور داؤدؑ اور سفر امثال سلیمانؑ 'سفر نحمیاہ اور سفر حزقیل میں اس کی حرمت کی نصوص آج تک تمام تحریفات کے باوجود موجود ہیں۔

دور حاضر کے بعض متجددین اور مغرب زدہ طبقہ کے بعض نام نہاد دانشوروں نے یہ پروپیگنڈہ شروع کیا کہ بنکوں اور تجارتی کمپنیوں کے جو سودی قرضے ہیں وہ ربوا کی ممانعت میں داخل نہیں اور یہ طبقہ ربوا کی حرمت میں وارد شدہ آیات واحادیث صحیحہ کی تاویل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ قرض پر زیادتی کی مقدار اگر اصل قرض سے تجاوز کر جائے تو وہ حرام ہے لیکن اگر زیادتی کی مقدار تھوڑی ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں اور وہ حرام نہیں۔ (نعوذ باللہ)

یہ بات بجائے خود اس قدر احمقانہ اور بچگانہ ہے کہ علمی تبصرہ اور علمی دلائل کی مستحق نہیں کہ ان کے اس دعویٰ کی تردید میں تحقیقی دلائل پیش کئے جائیں لیکن چونکہ اس دور میں علم دین سے جہالت اتنی عام ہو چکی ہے کہ اچھے اچھے پڑھے لکھے لوگ بھی دعویٰ سے متاثر ہو جاتے لہٰذا یہاں پر اس دعویٰ باطلہ کی تردید میں چند ایک دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ حرمت ربوا کے سلسلہ میں وارد شدہ آیات واحادیث میں ربوا کو مطلقاً حرام قرار دیا گیا ہے خواہ اس کی مقدار قلیل ہو یا کثیر، چنانچہ سورۃ البقرہ کی آیت (يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وذروا مابقي من الربوا ان كنتم مؤمنين) کہ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ بھی سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم ایمان رکھتے ہو"۔ میں سود کی ہر مقدار خواہ قلیل ہو کثیر چھوڑ دینے کا واضح حکم دیا گیا ہے۔

۲۔ اسی طرح آیت کریمہ (وأحلّ الله البيع و حرّم الرّبوا) میں بھی ربوا کو مطلقاً حرام قرار دیا گیا ہے قلیل وکثیر کا کوئی فرق نہیں رکھا گیا۔

۳۔ آیت مبارکہ (وإن تبتم فلكم رئوس أموالكم) یعنی اگر تم (سود سے) توبہ کر لو تو تمہارے لئے رأس المال (اصل سرمایہ) جائز ہے۔ اس بات پر صراحتاً دلالت کر رہی ہے کہ قرض دینے والے کا رأس المال سے زائد ذرا بھی حق نہیں ہے' اور ہر زیادتی حرام ہے۔ اور اسی آیات کا آخری جزو (لاتظلمون ولا تظلمون) اس پر دلالت کر رہا ہے کہ قرض دینے والے کے لئے معمولی سی زیادتی کا وصول کرنا بھی ظلم ہے۔

اس کے علاوہ بھی بے شمار دلائل احمقانہ دعویٰ کی تردید میں قرآن وحدیث میں موجود ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیے۔
(تکملہ فتح الملہم ا ر ۵۶۷ تا ۵۷۰)

ربوالنسیئۃ کا لفظی مطلب ہے ادھار کا سود اور ربوالفضل کا لفظی مطلب ہے زیادتی کا سود۔

یہ بات پیچھے گزر چکی ہے کہ ہر دو قسم کا ربوا حرام ہے' پہلی قسم کی حرمت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نہایت ہی صراحت سے بیان فرمائی جب کہ دوسری قسم کی حرمت نبی ﷺ کی متواتر احادیث میں بیان کی گئی ہے۔

اسی طرح طبقہ ملاحدہ نے بنکوں کے سود کو جائز کرنے کے لئے الٹی سیدھی تاویلات کی ہیں' ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے عہد میں تجارتی قرضوں کا کوئی تصور نہ تھا' بلکہ چونکہ اس زمانہ میں غربت اتنی تھی کہ کھانے کے لالے پڑے رہتے تھے' فقر وفاقہ اور افلاس وتنگ دستی کا دور تھا لوگ اپنی ذاتی اور نجی ضروریات کیلئے قرضہ لیا کرتے تھے اور قرض خواہ (جاری ہے)

ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي لَيْثٍ إِنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَأْثُرُ هَذَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ

اللہ ﷺ سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں (حدیث آگے آرہی ہے) یہ سن کر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ہمراہ نافع بھی تھے۔ نافع

(گذشتہ سے پیوستہ) (دینے والا) اس پر سود وصول کرتا تھا تو قرآن کریم نے اس سود کو حرام فرمایا ہے۔ لیکن جہاں تک تجارتی قرضوں پر سود کی بات ہے تو چونکہ اس زمانہ میں تجارتی قرضوں کا کوئی وجود ہی نہ تھا اس لئے اس کی حرمت کا بھی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
علاوہ ازیں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ دور نبوی جو نزول وحی کا زمانہ تھا اس میں جو کام نہ ہوا ہو اسے قرآن کیسے حرام قرار دے سکتا ہے؟
اس باطل دعویٰ کی تردید کے لئے بھی متعدد دلائل موجود ہیں' پہلی بات تو یہ ہے کہ ان کے اس دعویٰ کی بنیاد ہی غلط ہے۔ اور غلط بنیاد پر قائم کیا جانے والا یہ اعتراض بھی غلط ہے۔

خشت اول چوں نہد معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج

ان کے دعویٰ کی پہلی بنیاد تو یہ ہے کہ "دور نبوی میں تجارتی قرضوں کا وجود نہ تھا"۔ یہ دعویٰ بالکل غلط ہے اس لئے کہ روایات کے تفحص و تتبع سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ "دور نبوی میں ذاتی قرضوں کے علاوہ تجارتی قرضے بھی لئے جاتے تھے"۔
ابن جریر نے ابن جریج کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ "بنو عمرو بن عمیر بن عوف' بنو المغیرہ سے سود وصول کیا کرتے تھے اور بنو المغیرہ جاہلیت کے زمانہ میں انہیں سود دیا کرتے تھے' چنانچہ جب اسلام آیا تو بنو المغیرہ کے اوپر بنو عمرو کا بہت بڑا قرضہ تھا۔ (در المنثور ۱/۳۶۶)
ظاہر ہے یہ اجتماعی قرضے تجارتی بنیاد پر لئے دیئے جاتے تھے۔ گویا کہ ہر قبیلہ بذات خود ایک "جوائنٹ اسٹاک کمپنی" تھا۔
علاوہ ازیں اور بھی متعدد مثالیں تجارتی قرضوں کی موجود ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے (تکملہ فتح الملہم ۱/۱۷۵) طبقات میں ابن سعدؒ نے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب خلافت کے زمانہ میں تجارت بھی کیا کرتے تھے' ایک بار انہوں نے شام کے لئے ایک "کارواں" تیار کیا اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے سات ہزار درہم بطور قرض لئے"۔ (طبقات ابن سعد ۳/۲۷۸)
ظاہر ہے یہ قرض ذاتی اور نجی ضروریات کے لئے نہیں تھا بلکہ تجارتی قرضہ تھا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ دور نبویؐ میں تجارتی بنیادوں پر استقراض کا وجود تھا۔ عام لوگوں میں اس کا رواج تھا لہٰذا حرمت ربوا کے حکم میں ربوا کی یہ قسم بھی داخل ہے۔ علاوہ ازیں ہر وہ معاملہ جس میں علت ربوا پائی جائے تو وہ سودی معاملہ ہونے کی بناء پر حرام ہوگا خواہ اس معاملہ کا دور نبویؐ میں وجود ہو یا نہیں۔
بہر کیف! ربوا کی تمام اقسام حرام ہیں' کسی تاویل باطل یا تحریف معنوی کے ذریعہ اسے حلال یا جائز نہیں کیا جا سکتا۔ اس موضوع پر تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں' اور اب تو عالمی طور پر یہ بات تقریباً مسلم ہو چکی ہے کہ ربوا اپنی تمام اصناف سمیت ناجائز ہے۔ اب صرف عملاً اس کو ختم کیا جانا باقی ہے ورنہ تمام ماہرین معاشیات کے درمیان اس پر نظریاتی بحث ختم ہو چکی ہے۔
(اس موضوع پر تفصیلی بحث کے لئے دیکھئے "مسئلہ سود" مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ' اسلامی معاشیات مولانا مناظر احسن گیلانیؒ)

ربوا الفضل کی حرمت کا بیان

ابتداء میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ ربوا کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ ربوا النسیئہ یعنی وہ زیادتی جو قرض پر لی یا دی جائے۔ ۲۔ ربوا الفضل جو زیادتی دو ایسی اشیاء کے باہمی تبادلہ پر وصول کی جائے وہ قدر اور جنس کے اعتبار سے ایک ہوں۔
احادیث بالا میں نبی ﷺ نے ربوا الفضل کی حرمت کو بیان فرمایا ہے چنانچہ مذکورہ بالا احادیث میں ارشاد ہے کہ سونے کو سونے کے عوض مت فروخت کرو (زیادتی کے ساتھ) ہاں اگر دونوں طرف مقدار کے اعتبار سے بھی سونا برابر ہے اور معیار کے اعتبار سے بھی تو پھر جائز ہے لیکن یہ بیع نہیں ہوگی بلکہ مبادلۃ المال (تبادلہ) ہو جائے گا۔ جس کا فریقین کے لئے کوئی نفع نہ ہوگا جب کہ بیع تو نفع کے لئے کی جاتی ہے۔ اسی طرح حدیث بالا میں چاندی کو بھی منع فرمایا گیا۔ جب کہ حضرت عبادۃ بن الصامت کی حدیث جو آگے آرہی ہے اس میں سونے اور چاندی کے علاوہ چار دیگر اشیاء کو بھی بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہیں: گندم، جو، کھجور، نمک۔ یہ کل ملا کر چھ چیزیں ہو گئیں۔ احادیث بالا کی رو سے ان اشیاء میں باہمی تبادلہ کے وقت "زیادتی" ربوا اور سود ہے اور حرام ہے۔ ربوا کی اس قسم کو ربوا الفضل کہتے ہیں جب کہ اسے "ربوا السنۃ" بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ربوا کی اس قسم کو قرآن کریم نے ذکر نہیں فرمایا بلکہ نبی ﷺ نے اسے ذکر فرما کر حرام کیا ہے۔۔۔ (جاری ہے)

فَذَهَبَ عَبْدُ اللهِ وَنَافِعٌ مَعَهُ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ رُمْحٍ قَالَ نَافِعٌ فَذَهَبَ عَبْدُ اللهِ وَأَنَا مَعَهُ وَاللَّيْثِيُّ حَتَّى دَخَلَ	فرماتے ہیں کہ میں بھی عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ تھا حتی کہ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس داخل ہوئے اور ان

ربوا الفضل کی حرمت کی حکمت یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ربوا النسیئۃ میں تو چونکہ ظلم اور زیادتی پائی جاتی ہے اور قرض پر مشروط زیادتی پائی جاتی ہے اس لئے اسے حرام کیا گیا، لیکن ربوا الفضل میں تو یہ علت نہیں پائی جاتی تو وہ کیوں حرام ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ نبی ﷺ نے ربوا الفضل کے سد الذریعہ یعنی سد ذریعہ کے طور پر حرام فرمایا ہے کیونکہ فی نفسہ تو یہ ربوا کی تعریف میں شامل نہیں لیکن یہ ربوا تک پہنچا دیتا ہے لہٰذا اس کا سد باب پہلے ہی کر دیا گیا کہ ان اشیاء میں تفاضل اور زیادتی کے ساتھ تبادلہ مت کرو ورنہ ممکن ہے ربوا میں مبتلا ہو جاؤ۔ جیسا کہ حضرت ابوسعید الخدری کی حدیث میں صراحتاً موجود ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"ایک درہم کو دو درہم کے عوض مت فروخت کرو کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ تم ربوا میں مبتلا نہ ہو جاؤ"۔ (کنز العمال ۳/۲۳۱)

اس حدیث کی شرح میں امام ابن القیم نے فرمایا کہ:

"وجہ اس کی یہ ہے کہ جب ایک درہم کو دو درہم کے عوض فروخت کیا جائے گا تو ظاہر ہے کسی فرق و تفاوت کی بناء پر کیا جائے گا۔ یا تو معیار کے اعتبار سے (کہ ایک درہم بہت عمدہ اور دو درہم ردی ہوں گے) یا سکہ میں وزن کا فرق ہوگا کہ ایک سکہ بھاری ہوگا دوسکے ہلکے ہوں گے (تو دو ہلکے سکوں کے عوض ایک بھاری سکہ لے لیا) تو درحقیقت یہ ایک معجل فائدہ ہے، اور عین ممکن ہے کہ اس کے ذریعہ سے مؤخر فائدہ تک جا پہنچے اور وہ تو عین ربوا النسیئۃ ہے۔ اور یہ معاملہ (ایک درہم کو دو درہم کے عوض فروخت کرنے کا) اس ربوا النسیئۃ تک پہنچنے کا قریبی ذریعہ بن گیا، تو صاحب شریعت نے اپنی حکمت سے اسکو سد ذریعہ کے طور پر بند کر دیا"۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھئے (اعلام الموقعین ۳/۱۰۰)

ربوا الفضل کی حرمت کی علت میں فقہاء کا اختلاف

احادیث مذکورہ میں ربوا الفضل کو چھ اشیاء میں حرام قرار دیا ہے۔ اب علماء میں اختلاف ہوا کہ آیا یہ حرمت صرف مذکورہ اشیاء میں ہی منحصر رہے گی یا دیگر اشیاء میں بھی ہوگی؟ اس مقصد کے لئے فقہاء کرام نے ان اشیاء میں حرمت کی علت جو چھ کی چھ میں مشترک ہے کو تلاش کیا۔ اور فرمایا کہ یہاں پر حرمت کا حکم ایک علت سے معلل ہے جب بھی وہ علت پائی جائے گی تو حرمت کا حکم اس پر لاگو ہوگا۔

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ سونا اور چاندی میں دو علتیں ہیں۔ ایک تو وزن دوسرے جنس۔ جب کہ دیگر چار اشیاء میں کیل اور جنس کی علتیں ہیں۔ امام احمد بن حنبل کی بھی یہی رائے ہے۔

چنانچہ ان علتوں کے معیار ہونے کی صورت میں ہر وہ چیز جو وزن کی جاتی ہو یا مکیل ہو یعنی ناپ کر دی جاتی ہو اس میں باہمی تبادلہ کے وقت تفاضل جائز نہیں ہے اور وہ تفاضل ربوا کے حکم میں ہوگا۔ مثلاً روئی، اون، خوشبویات، لوہا، پیتل، المونیم وغیرہ۔

امام شافعیؒ کے نزدیک سونے اور چاندی میں اتحاد جنس کے علاوہ "ثمنیت" یعنی اس چیز کا مال متقوم ہونا علت ربوا ہے، جب کہ سونے چاندی کے علاوہ میں "طعمیت" یعنی اس کا غذائی اجناس میں ہونا سبب ربوا ہے، یعنی اگر ان اشیاء میں باہمی تبادلہ ہو تو تفاضل جائز نہیں۔ اسی طرح سونے چاندی میں تفاضل جائز نہ ہونے کی وجہ اس کا متقوم ہونا یعنی قیمت بننے کی صلاحیت رکھنا ہے۔ لہٰذا اس کی بناء پر ان میں اگر تبادلہ کیا جائے تو تفاضل ناجائز ہوگا۔

مروجہ سلوک کے باہمی تبادلہ کا حکم

دور حاضر میں جو سکے رائج ہیں یہ ظاہر ہے سونا چاندی میں ڈھلے ہوئے تو ہوتے نہیں ان کے علاوہ دیگر مادوں سے بنائے جاتے ہیں۔ ان میں باہمی تبادلہ کا کیا حکم ہے؟

احناف کے نزدیک فلوس (سکے) چونکہ عددی ہوتے ہیں لہٰذا یہ اموال ربویہ (بڑھنے والے اموال یعنی جن کی قیمت بڑھتی رہتی ہے) میں شامل نہیں ہیں۔ اس بناء پر اگر ایک متعین قیمت والے سکہ کو دوسرے اسی قیمت کے سکہ سے تبادلہ کیا جائے تو جائز ہے بشرطیکہ ایک ہی مجلس میں قبضہ پایا جائے۔ قبضہ سے قبل اگر دونوں جدا ہو گئے تو عقد فسخ ہو جائے گا کیونکہ فلوس (اور سکے) متعین نہیں ہوتے۔

اس صورت میں اگر عقد کیا جائے تو ایک کے ذمہ دوسرے کا دین ہو جائے گا جس میں افتراق مجلس جائز نہیں ہے۔ (جاری ہے)

عَلٰى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا أَخْبَرَنِي أَنَّكَ تُخْبِرُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَرِقِ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَعَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ فَأَشَارَ أَبُو سَعِيدٍ بِإِصْبَعَيْهِ إِلٰى عَيْنَيْهِ وَأُذُنَيْهِ فَقَالَ أَبْصَرَتْ عَيْنَايَ وَسَمِعَتْ أُذُنَايَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ

سے فرمایا کہ مجھے اس (نافع) نے بتلایا ہے کہ آپ بتلاتے ہیں "کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کو چاندی کے عوض فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے الا یہ کہ برابر برابر ہو، اور سونے کو سونے کے عوض فروخت کرنے سے بھی منع فرمایا ہے الا یہ کہ برابر برابر ہو"۔

یہ سن کر حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی انگلیوں سے اپنی

(گذشتہ سے پیوستہ) اس صورت میں تو متعین سکوں کے باہمی تبادلہ بالمثل کی تھی۔

اسی طرح بیع الفلوس کی ایک صورت یہ ہے کہ فلوس غیر متعین ہوں اور تفاضل (زیادتی) کے ساتھ تبادلہ ہو۔ جیسے ایک سکہ کے عوض دو سکوں کی بیع، اس میں اگر متعاقدان (دونوں بیع کرنے والے) نے بدلین (دونوں طرف کے ادائے جانے والے سکے) میں سے کسی ایک کی تعیین نہ کی ہو تو باتفاق علماء ناجائز ہے۔

ایک تیسری صورت سکوں اور کرنسی کے باہمی تبادلہ کی یہ ہے کہ متعین سکوں اور کرنسی کا تفاضل کے ساتھ تبادلہ کیا جائے۔ جیسے ایک متعین سکے کو دو متعین سکوں کے عوض فروخت کیا جائے۔

اس میں علماء احناف کا اختلاف ہے۔ امام محمد کے نزدیک یہ بیع ناجائز ہے کیونکہ سکہ اور فلوس کسی حال میں متعین نہیں ہو سکتے اس لئے کہ یہ "اثمان" ہیں قیمت ہیں۔ اور "اثمان" متعین نہیں ہوتے جب کہ شیخین کے نزدیک یہ بیع جائز ہے۔ اس زمانہ کے لحاظ سے علماء احناف نے امام محمد کے قول پر فتویٰ دیا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے تکملہ فتح الملہم ار ۵۸۷/۱ ۸۸)

بہر کیف! احناف کے نزدیک مشترک علت تو جنس ہے۔ اور دوسری علت سونے چاندی میں وزن جب کہ دیگر اشیاء میں کیل ہے۔ احناف کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ مسلم میں ہی باب بیع الطعام کے تحت آگے حدیث آرہی ہے جو حضرت ابوہریرہؓ وابوسعید خدریؓ سے مروی ہے جس میں خیبر کی کھجور کا تذکرہ ہے اس کے آخر میں "کذالک المیزان" کے الفاظ سے احناف کا استدلال ہے۔

۲۔ حاکم نے اپنی مستدرک میں باب النهي عن عسب الفحل کے بعد ایک روایت نقل کی ہے جس میں: كذالك ما يكال ويوزن أيضاً" کے الفاظ سے بھی احناف کا استدلال ہے جس میں صراحتاً ذکر ہے کہ تمام مکیلات اور موزونات کھجور کے حکم میں ہیں۔ ربوا الفضل کی اصل علت کیل اور وزن ہے۔

۳۔ دار قطنی نے اپنی سنن میں حضرت انسؓ بن مالک سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:
ماوزن مثل بمثل... الخ اس حدیث سے بھی احناف کا استدلال ہے اس معاملہ احناف کا استدلال بالکل واضح اور صحیح احادیث سے ہے حتیٰ کہ شوکانیؒ نے نیل الاوطار میں اسی کو نقل کیا ہے۔ (۱۶۵/۵)

اس حدیث کے الفاظ "عيناً بعين" سے استدلال کرتے ہوئے احناف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سونا چاندی کے علاوہ جتنے اموال ربویہ (جس میں تفاضل منع ہے اتحاد جنس کی صورت میں) ہیں ان میں باہمی تبادلہ کے وقت "تعیین البدلین" بھی ضروری ہے۔ مثلاً: کھجور کو کھجور کے عوض فروخت کیا جارہا ہے تو طرفین کی کھجور کا تعین ضروری ہے صرف قبضہ کافی نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ سونا چاندی کے علاوہ دیگر اموال میں "عقد" کے صحیح ہونے کے لئے تعیین کی شرط پائی جانی ضروری ہے جب کہ سونا چاندی میں تعیین کے ساتھ قبضہ بھی ضروری ہے۔

اس حدیث میں حضرت معاویہؓ کے الفاظ "ہم نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت کے باوجود آپؐ سے یہ حدیث نہیں سنی" بتلارہے ہیں کہ حضرت معاویہؓ کو اس کا علم نہیں تھا جیسے کہ ابتداء میں حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ اور دیگر حضرات کو بھی اس کا علم نہ تھا اور اس کا مقصد رد حدیث نہیں تھا۔ واللہ اعلم

لا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَلا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلا تُشِفُّوا بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ وَلا تَبِيعُوا شَيْئًا غَائِبًا مِنْهُ بِنَاجِزٍ إِلا يَدًا بِيَدٍ

آنکھوں اور کانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میری آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"سونے کو سونے اور چاندی کو چاندی کے عوض فروخت نہ کیا کرو الا یہ کہ برابر برابر ہو اور کم یا زیادہ مت کیا کرو نہ ہی اُدھار فروخت کیا کرو الا یہ کہ ہاتھ در ہاتھ ہو"۔

١٧٧٩۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ ابْنِ عَوْنٍ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ بِنَحْوِ حَدِيثِ اللَّيْثِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

١٧٧٩۔۔۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے سابقہ حدیث (سونے کو سونے اور چاندی کو چاندی کے عوض فروخت نہ کیا کرو مگر برابر برابر کم یا زیادہ اور ادھار فروخت نہ کرو) ہی بیان فرماتے ہیں۔

١٧٨٠۔۔۔ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَلا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلا وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ

١٧٨٠۔۔۔ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"سونے کو سونے کے عوض اور چاندی کو چاندی کے عوض مت فروخت کیا کرو الا یہ کہ وزن میں دونوں برابر ہوں، ایک جیسے ہوں (معیار کے اعتبار سے) برابر برابر ہوں"۔

١٧٨١۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالُوا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ إِنَّهُ سَمِعَ مَالِكَ بْنَ أَبِي عَامِرٍ يُحَدِّثُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لا تَبِيعُوا الدِّينَارَ بِالدِّينَارَيْنِ وَلا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ

١٧٨١۔۔۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عفان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"ایک دینار کو دو دینار سے مت فروخت کرو نہ ہی ایک درہم کو دو درہم کے عوض بیچو"۔

١٧٨٢۔۔۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ أَنَّهُ قَالَ أَقْبَلْتُ أَقُولُ مَنْ يَصْطَرِفُ الدَّرَاهِمَ فَقَالَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَرِنَا ذَهَبَكَ ثُمَّ ائْتِنَا إِذَا جَاءَ خَادِمُنَا نُعْطِكَ وَرِقَكَ

١٧٨٢۔۔۔ حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اوس بن الحدثان سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک بار میں یہ کہتا ہوا آیا کہ کون ہے جو روپوں کو سونے کے عوض فروخت کرے؟ تو طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الخطاب کے پاس بیٹھے تھے فرمایا کہ اپنا سونا ہمیں دکھاؤ (دے دو) اور پھر ذرا ٹھہر کر ہمارے پاس آنا، جب ہمارا خادم آجائے گا تو تمہیں چاندی کے روپے دے دیں گے۔

فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ كَلَّا وَاللَّهِ لَتُعْطِيَنَّهُ وَرِقَهُ أَوْ لَتَرُدَّنَّ إِلَيْهِ ذَهَبَهُ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الْوَرِقُ بِالذَّهَبِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الخطاب نے فوراً فرمایا کہ اللہ کی قسم! ہرگز نہیں، یا تو اب کے چاندی کے روپے ابھی دے دو یا اس کا سونا اسے واپس کر دو۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
"سونے کو چاندی کے عوض بیچنا سود ہے الا یہ کہ ہاتھ در ہاتھ ہو، گندم کو گندم کے عوض بیچنا ربوا ہے الا یہ کہ ہاتھوں ہاتھ ہو، جو کو جو کے عوض بیچنا ربوا ہے الا یہ کہ ہاتھوں ہاتھ ہو، کھجور کو کھجور کے عوض فروخت کرنا سود ہے الا یہ کہ ہاتھوں ہاتھ ہو"۔

١٧٨٣ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَقُ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

١٧٨٣ ... حضرت زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس طریق سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔

١٧٨٤ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ كُنْتُ بِالشَّامِ فِي حَلْقَةٍ فِيهَا مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ فَجَاءَ أَبُو الْأَشْعَثِ
قَالَ قَالُوا أَبُو الْأَشْعَثِ أَبُو الْأَشْعَثِ فَجَلَسَ فَقُلْتُ لَهُ حَدِّثْ أَخَانَا حَدِيثَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ نَعَمْ غَزَوْنَا غَزَاةً وَعَلَى النَّاسِ مُعَاوِيَةُ فَغَنِمْنَا غَنَائِمَ كَثِيرَةً فَكَانَ فِيمَا غَنِمْنَا آنِيَةٌ مِنْ فِضَّةٍ فَأَمَرَ مُعَاوِيَةُ رَجُلًا أَنْ يَبِيعَهَا فِي أَعْطِيَاتِ النَّاسِ فَتَسَارَعَ النَّاسُ فِي ذَلِكَ فَبَلَغَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ فَقَامَ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ عَيْنًا بِعَيْنٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى فَرَدَّ النَّاسُ مَا أَخَذُوا فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةَ فَقَامَ خَطِيبًا فَقَالَ أَلَا مَا بَالُ رِجَالٍ يَتَحَدَّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَادِيثَ قَدْ كُنَّا نَشْهَدُهُ وَنَصْحَبُهُ فَلَمْ نَسْمَعْهَا مِنْهُ فَقَامَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَأَعَادَ الْقِصَّةَ ثُمَّ قَالَ لَنُحَدِّثَنَّ بِمَا سَمِعْنَا

١٧٨٤ ... حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شام میں ایک حلقہ کے اندر بیٹھا تھا اس میں مسلم بن یسار بھی تھے، اسی دوران ابوالاشعث آکر بیٹھ گئے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ ہم سے ہمارے بھائی عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کیجئے۔ انہوں نے کہا اچھا!
"ہم نے ایک غزوہ میں جہاد کیا، لشکر کے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، جہاد میں ہمیں مال غنیمت بہت کثرت سے ملا، ان میں ایک چاندی کا برتن بھی تھا، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو حکم فرمایا کہ اسے فروخت کر کے لوگوں کی تنخواہوں میں لگا دو، لوگوں نے اسے لینے میں جلدی کی حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الصامت کو اس کی اطلاع پہنچی تو وہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا:
"میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے سونے کو سونے کے عوض اور چاندی کو چاندی کے عوض، گندم کو گندم کے عوض، جو کو جو کے عوض، کھجور کو کھجور کے عوض اور نمک کو نمک کے عوض فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے الا یہ کہ برابر برابر ہوں، نقداً نقد ہوں، سو جس نے اس میں زیادتی کی یا زیادہ لیا تو اس نے سود لیا۔
یہ سن کر لوگوں نے جو کچھ بھی لیا تھا وہ واپس کر دیا۔ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی اطلاع پہنچی تو وہ کھڑے ہو گئے اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَإِنْ كَرِهَ مُعَاوِيَةُ أَوْ قَالَ وَإِنْ رَغِمَ مَا أُبَالِي أَنْ لَا أَصْحَبَهُ فِي جُنْدِهِ لَيْلَةً سَوْدَاءَ قَالَ حَمَّادٌ هَذَا أَوْ نَحْوَهُ

"ان لوگوں کا کیا حال ہے جو رسول اللہ ﷺ کی جانب منسوب کر کے ایسی احادیث بیان کر رہے ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ کی صحبت اٹھانے اور آپ ﷺ کے دربار میں ہمہ وقت حاضر ہونے کے باوجود نہیں سنیں"۔
(اشارہ تھا کہ حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ حدیث کی طرف)
یہ سن کر حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوگئے اور اسی حدیث کے واقعہ کو دوبارہ بیان کیا اور فرمایا کہ:
"ہم رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی احادیث کو ضرور بالضرور بیان کرتے رہیں گے اگرچہ معاویہ یا فرمایا کہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ناک خاک آلودہ ہو (یہ جملہ عرب محاورہ میں عام استعمال ہوتا ہے اس سے بد دعا دینا یا تحقیر کرنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ بیان کے طور پر استعمال ہوتا ہے جیسے اردو میں کہتے ہیں: تمہارا ستیاناس جائے وغیرہ) مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ میں تاریک رات میں معاویہ کے لشکر کے ساتھ نہ رہوں"۔

١٧٨٥ ...... حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيِّ عَنْ أَيُّوبَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۱۷۸۵ ... حضرت ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس طرق سے بھی سابقہ حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

١٧٨٦ ...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ يَدًا بِيَدٍ فَإِذَا اخْتَلَفَتْ هَذِهِ الْأَصْنَافُ فَبِيعُوا كَيْفَ شِئْتُمْ إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ

۱۷۸۶ ... حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"سونے کو سونے کے بدلے، چاندی کو چاندی کے بدلے، گیہوں کو گیہوں کے بدلے، جو کو جو کے بدلے، کھجور کو کھجور کے بدلے، اور نمک کو نمک کے بدلے برابر برابر ٹھیک ٹھیک نقدا نقد فروخت کیا جاسکتا ہے، اور جب ان اقسام میں اختلاف جنس کے ساتھ تبادلہ ہو تو جس طرح چاہو فروخت کرو صرف یہ کہ نقد سودا ہونا ضروری ہے"۔
(مقصد یہ ہے کہ اگر سونے کو گیہوں کے عوض فروخت کرنا ہے تو اس میں برابر برابر ہونے کی قید نہیں ہے۔ مختلف اجناس کے باہمی تبادلہ کے اندر "مثلاً بمثلٍ" کی شرط نہیں لگائی البتہ فرمایا کہ اس میں بھی نقد ہونا ضروری ہے۔

١٧٨٧ ...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو

۱۷۸۷ ... حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ أَرْبَى الْآخِذُ وَالْمُعْطِي فِيهِ سَوَاءٌ

"سونے کو سونے کے عوض، چاندی کو چاندی، گیہوں کو گیہوں، جو کو جو، کھجور کو کھجور اور نمک کو نمک کے عوض برابر برابر نقد فروخت کیا جائے، لہٰذا جو شخص بھی ان اشیاء میں اضافہ کر دے یا زیادتی طلب کرے تو اس نے سودی معاملہ کیا۔ اور اس میں لینے والا اور دینے والا دونوں برابر ہیں"۔

۱۷۸۸ ...... حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ الرَّبَعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ

۱۷۸۸ ...... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طریق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سونا سونے کے بدلہ برابر برابر، بقیہ حدیث حسب سابق بیان فرمائی۔

۱۷۸۹ ...... حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَوَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ التَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ أَرْبَى إِلَّا مَا اخْتَلَفَتْ أَلْوَانُهُ

۱۷۸۹ ...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کھجور کو کھجور، گندم کو گندم، جو کو جو اور نمک کو نمک کے عوض برابر برابر اور نقد فروخت کیا جائے، لہٰذا جو بھی زیادہ دے یا زیادہ لے تو اس نے سود لیا دیا، الا یہ کہ ان کے رنگ مختلف ہو جائیں"۔

(اختلاف الوان، یعنی رنگوں کے اختلاف سے مراد اجناس کا اختلاف ہے کہ جب مختلف اجناس کے درمیان تبادلہ ہو تو اضافہ و زیادتی لینا دینا دونوں جائز ہیں)۔

۱۷۹۰ ...... وحَدَّثَنِيهِ أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ يَدًا بِيَدٍ

۱۷۹۰ ...... حضرت فضیل بن غزوان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اس سند کے ساتھ سابقہ حدیث ذکر کی ہے لیکن ید اً بید کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔

۱۷۹۱ ...... حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَوَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَهُوَ رِبًا

۱۷۹۱ ...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سونے کو سونے کے عوض فروخت کیا جائے تو تول (وزن) برابر ہو (یعنی اگر ایک طرف ۵۰ گرام ہے تو دوسری طرف بھی ۵۰ گرام ہونا ضروری ہے) برابر برابر ہو اور چاندی کو چاندی کے عوض فروخت کیا جائے تو بھی تول کر برابر برابر ہونا ضروری ہے، لہٰذا جو زیادہ دے یا زیادہ لے تو وہ "ربوا" ہے۔

۱۷۹۲ ...... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا

۱۷۹۲ ...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي تَمِيمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"دینار کو دینار کے عوض بیچو تو ان میں زیادتی واضافہ نہیں ہو سکتا، درھم کو درھم کے عوض بیچنے میں بھی زیادتی واضافہ نہیں ہوگا"۔

۱۷۹۳ ـــ و حَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ أَبِي تَمِيمٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۷۹۳ ـــ اس طریق سے بھی سابقہ حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

باب ۔ ۲۲۳ باب النهي عن بيع الورق بالذهب دينا

چاندی کو سونے کے عوض اُدھار بیچنے کی ممانعت

۱۷۹۴ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ بَاعَ شَرِيكٌ لِي وَرِقًا بِنَسِيئَةٍ إِلَى الْمَوْسِمِ أَوْ إِلَى الْحَجِّ فَجَاءَ إِلَيَّ فَأَخْبَرَنِي فَقُلْتُ هَذَا أَمْرٌ لَا يَصْلُحُ قَالَ قَدْ بِعْتُهُ فِي السُّوقِ فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ فَأَتَيْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ وَنَحْنُ نَبِيعُ هَذَا الْبَيْعَ فَقَالَ مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَا بَأْسَ بِهِ وَمَا كَانَ نَسِيئَةً فَهُوَ رِبًا وَائْتِ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ تِجَارَةً مِنِّي فَأَتَيْتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ

۱۷۹۴ ـــ حضرت ابوالمنہال (عبدالرحمٰن بن مطعم البنانیؒ) فرماتے ہیں کہ میرے ایک شریک (کاروباری پارٹنر) نے کچھ چاندی موسم حج تک کے اُدھار پر فروخت کی، وہ میرے پاس آیا اور مجھے بتلایا تو میں نے اس سے کہا کہ یہ معاملہ تو درست نہیں ہے۔
اس نے کہا کہ میں نے اسے بھرے بازار میں فروخت کیا ہے کسی ایک نے بھی اس سے منع نہیں کیا (اگر یہ درست نہ ہوتا تو کوئی تو منع کرتا)۔
یہ سن کر میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا:
"نبی ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو ہم لوگ یہ معاملہ کیا کرتے تھے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس معاملہ میں اگر نقدا نقد ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں اور ادھار ہو تو وہ "ربوا" ہے (اور فرمایا کہ) تم زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ مجھ سے بڑے تاجر ہیں (ان کو اس بارے میں زیادہ علم ہوگا) چنانچہ میں (براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے) زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ارقم کے پاس گیا اور ان سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔

۱۷۹۵ ـــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الْمِنْهَالِ يَقُولُ سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ

۱۷۹۵ ـــ حضرت حبیبؒ بن ابی ثابت کہتے ہیں کہ میں نے ابوالمنہالؒ سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صرف (سونے کو چاندی یا چاندی کو سونے کے عوض بیچنا) کے

سَلْ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَهُوَ أَعْلَمُ فَسَأَلْتُ زَيْدًا فَقَالَ سَلِ الْبَرَاءَ فَإِنَّهُ أَعْلَمُ

ثُمَّ قَالَا نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ دَيْنًا

متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا:
"زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کرو کیونکہ وہ زیادہ جانتے ہیں"
چنانچہ میں نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ: براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھو کیونکہ وہ زیادہ عالم ہیں۔
(حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں فرمایا کہ: "اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں آپس میں کس قدر تواضع اور ایک دوسرے کا احترام تھا، اور ایک دوسرے کے حق کی کتنی معرفت انہیں حاصل تھی اور یہ کہ ایک عالم کا فتویٰ میں دوسرے عالم سے رجوع کا اظہار بھی ہے"۔
علاوہ ازیں بخاریؒ کی ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں یہ دونوں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپس میں تجارتی شریک تھے)۔
بعد ازاں زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے چاندی کو سونے کے عوض ادھار فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے"۔

١٧٩٦ ...... حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَقَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَأَمَرَنَا أَنْ نَشْتَرِيَ الْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْنَا وَنَشْتَرِيَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْنَا قَالَ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَدًا بِيَدٍ فَقَالَ هَكَذَا سَمِعْتُ

١٧٩٦ ...... حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے چاندی کو چاندی اور سونے کو سونے کے عوض فروخت کرنے سے الا یہ کہ برابر برابر ہو اور ہمیں حکم فرمایا کہ ہم چاندی خریدیں سونے کے بدلہ میں جس طرح چاہیں"۔ ایک شخص نے ان (راوی) سے پوچھا کہ کیا نقد بہ نقد ضروری ہے؟ فرمایا کہ ایسا ہی میں نے سنا ہے"۔

١٧٩٧ ...... حَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَقَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمِثْلِهِ

١٧٩٧ ...... حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح منع فرمایا ہے (جیسا کہ سابقہ حدیث میں منع فرمایا ہے)۔

باب-۲۴۴

باب بيع القلادة فيها خرزٌ وذهبٌ

سونے کے جڑاؤ اور پتھر کے جڑاؤ ہاروں کا بیان

۱۷۹۸ ــ حدَّثني أبو الطَّاهر أحمدُ بنُ عمرو بن سرْح أخبرنا ابنُ وهبٍ أخبرني أبو هانئٍ الخولانيُّ أنَّهُ سمع عليَّ بن رباحٍ اللَّخميَّ يقولُ سمعتُ فضالةَ بنَ عُبيدٍ الأنصاريَّ يقولُ أُتيَ رسولُ الله ﷺ وهُوَ بخيبرَ بقلادةٍ فيها خرزٌ وذهبٌ وهيَ من المغانم تُباعُ فأمرَ رسولُ الله ﷺ بالذَّهب الَّذي في القلادة فنُزعَ وحدَهُ ثُمَّ قال لهُمْ رسولُ الله ﷺ الذَّهبُ بالذَّهب وزنًا بوزنٍ

۱۷۹۸۔ حضرت فضالہ بن عبید الانصاری اوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

خیبر کے مقام پر (جنگ کے بعد) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک ہار جو پتھر اور سونے کا جڑاؤ تھا لایا گیا، وہ مال غنیمت میں حاصل ہوا تھا اور اب فروخت کیا جارہا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس ہار میں جڑے ہوئے سونے کو جدا کیا گیا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اب سونے کو سونے کے عوض وزن کے اعتبار سے برابر کر کے فروخت کرو۔" ❶

۱۷۹۹ ــ حدَّثنا قُتيبةُ بنُ سعيدٍ حدَّثنا ليثٌ عن أبي شُجاعٍ سعيدِ بن يزيدَ عن خالدِ بن أبي عمرانَ عن حنشٍ الصَّنعانيِّ عن فضالةَ بن عُبيدٍ قال اشتريتُ يومَ خيبرَ قلادةً باثنَي عشرَ دينارًا فيها ذهبٌ وخرزٌ

۱۷۹۹۔ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے غزوۂ خیبر کے دن ایک ہار سونا اور پتھر جڑا ہوا خریدا بارہ دینار میں۔ پھر میں نے اس کو جدا کیا تو وہ بارہ دینار (اشرفیوں) سے زیادہ پایا۔ نبی ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جڑاؤ زیورات کی بیع کا حکم

❶ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے امام شافعیؒ نے فرمایا کہ کسی زیور یا اور کسی چیز میں سونا جڑا ہوا ہو تو اس کو خالص سونے کے عوض فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور اس کے جواز کا طریقہ یہ ہے کہ سونے کو جدا کر کے الگ سے فروخت کیا جائے اس کے وزن کے برابر سونے کے عوض۔ امام احمد بن حنبلؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔

جب کہ امام ابو حنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ خالص سونا (بغیر جڑاؤ والا) اگر جڑاؤ والے سونے سے زیادہ ہو تو اس کی بیع جائز ہوگی۔ مثلاً ایک تلوار سونا جڑی ہوئی ہے اور دوسری طرف خالص سونا ہے، تلوار میں جڑا سونا ۵۰ گرام وزن کا ہے جب کہ خالص سونا ۵۵ گرام ہے تو یہ بیع جائز ہوگی کیونکہ اس صورت میں ۵۰ گرام سونا ۵۰ گرام کے مقابلہ میں ہو جائے گا اور مزید ۵ گرام تلوار کے عوض ہو جائے گا۔ لیکن اگر خالص سونا جڑاؤ والی شئی کے سونے کے ہم وزن ہے یا کم ہے تو بیع ناجائز ہوگی۔

امام ابو حنیفہؒ کا استدلال بنیادی طور پر بعض آثار صحابہ اور ان کی مرویات سے ہے جن میں طحاوی کی نقل کردہ روایت ابن عباسؓ ہے کہ انہوں نے چاندی جڑی ہوئی تلوار خریدی" اور ابن ابی شیبہ نے بھی اس روایت کو نقل کر کے لکھا کہ: "سونا جڑی ہوئی تلوار کو دراہم کے عوض فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں"۔ (شرح معانی الآثار ۲/۱۹۸)

اسی طرح ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں حضرت ابن شہاب کی روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"ہم چاندی جڑی ہوئی تلوار بیچا اور خریدا کرتے تھے"۔

علاوہ ازیں ابن حزم نے محلی ۸/۴۹۶ میں مغیرہ بن حسین کی روایت نقل کی ہے اسی طرح اور بھی متعدد دلائل احناف کے اقوال صحابہ و تابعین میں موجود ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے۔ (تکملہ فتح الملہم ۱/۹۰۳-۹۰۴)

فَفَصَّلْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا أَكْثَرَ مِنَ اثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَا تُبَاعُ حَتَّى تُفَصَّلَ

"جب تک سونا جدا نہ کر لیا جائے بیچا نہ جائے"۔
(احناف کے نزدیک ان احادیث میں بیان کردہ نہی اور ممانعت محمول ہے اس صورت پر جب کہ خالص سونا کم ہو، اور اس صورت میں ہمارے نزدیک بھی وہ بیع ناجائز ہوگی)۔

۱۸۰۰ ..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ مُبَارَكٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۱۸۰۰..... حضرت سعید بن یزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس طریق سے سابقہ حدیث ہی کی مثل روایت مروی ہے۔

۱۸۰۱ ..... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنِ الْجُلَاحِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي حَنَشٌ الصَّنْعَانِيُّ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ نُبَايِعُ الْيَهُودَ الْوُقِيَّةَ الذَّهَبَ بِالدِّينَارَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ

۱۸۰۱..... حضرت فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبید فرماتے ہیں کہ خیبر کے دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے اور ایک اوقیہ سونا دو یا تین دیناروں کے عوض فروخت کر رہے تھے یہود کے ہاتھ۔
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"سونے کو سونے کے عوض فروخت نہ کرو الا یہ کہ وزن میں برابر ہو"۔

۱۸۰۲ ..... حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ قُرَّةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَعَافِرِيِّ وَعَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ وَغَيْرِهِمَا أَنَّ عَامِرَ بْنَ يَحْيَى الْمَعَافِرِيَّ أَخْبَرَهُمْ عَنْ حَنَشٍ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا مَعَ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ فِي غَزْوَةٍ فَطَارَتْ لِي وَلِأَصْحَابِي قِلَادَةٌ فِيهَا ذَهَبٌ وَوَرِقٌ وَجَوْهَرٌ فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهَا فَسَأَلْتُ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ فَقَالَ انْزِعْ ذَهَبَهَا فَاجْعَلْهُ فِي كِفَّةٍ وَاجْعَلْ ذَهَبَكَ فِي كِفَّةٍ ثُمَّ لَا تَأْخُذَنَّ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَأْخُذَنَّ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ

۱۸۰۲ ..... حضرت حنشؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبید کے ہمراہ تھے، میرے اور میرے ساتھیوں کے حصہ میں ایک ہار آیا جو سونا، چاندی اور جواہرات سے جڑا ہوا تھا، میں نے چاہا کہ میں اسے خرید لوں (کیونکہ اس میں دیگر افراد بھی شریک تھے) میں نے اس بارے میں فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبید سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ: اس کا سونا جدا کر لو ایک پلڑے میں اسے رکھ دو، دوسرے پلڑے میں اپنا سونا (جس کے عوض تم خریدو گے) دوسرے پلڑے میں رکھ دو، پھر ہرگز مت لینا الا یہ کہ برابر ہو (وزن میں) کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ہرگز نہ لے الا یہ کہ برابر ہو (یعنی زیادتی کے ساتھ نہ لے)۔

باب ۲۴۵ — باب بيع الطعام مثلا بمثل

اناج وغیرہ کی بھی برابر برابر بیع ہونی چاہیے

۱۸۰۳ ..... حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ

۱۸۰۳..... حضرت معمر بن عبداللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ

بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو ح و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ بُسْرَ بْنَ سَعِيدٍ حَدَّثَهُ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ أَرْسَلَ غُلَامَهُ بِصَاعِ قَمْحٍ فَقَالَ بِعْهُ ثُمَّ اشْتَرِ بِهِ شَعِيرًا فَذَهَبَ الْغُلَامُ فَأَخَذَ صَاعًا وَزِيَادَةَ بَعْضِ صَاعٍ فَلَمَّا جَاءَ مَعْمَرًا أَخْبَرَهُ بِذَلِكَ فَقَالَ لَهُ مَعْمَرٌ لِمَ فَعَلْتَ ذَلِكَ انْطَلِقْ فَرُدَّهُ وَلَا تَأْخُذَنَّ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ فَإِنِّي كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ الطَّعَامُ بِالطَّعَامِ مِثْلًا بِمِثْلٍ قَالَ وَكَانَ طَعَامُنَا يَوْمَئِذٍ الشَّعِيرَ قِيلَ لَهُ فَإِنَّهُ لَيْسَ بِمِثْلِهِ قَالَ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُضَارِعَ

انہوں نے اپنے غلام کو ایک صاع گیہوں دے کر بھیجا اور اس سے کہا کہ اسے فروخت کر کے اس کے عوض جو خرید لاؤ۔ وہ غلام چلا گیا اور ایک صاع سے کچھ زائد جو لے آیا۔ جب وہ معمرؓ کے پاس آیا اور انہیں بتلایا تو معمرؓ نے اس سے کہا کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ واپس جاؤ اور اسے واپس کر دو اور ہرگز مت لینا سوائے اس کے مثلاً بمثل (یعنی بالکل برابر ہو) کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ:

"اناج کو اناج کے عوض برابر برابر ہی فروخت کیا جائے" اور ان دنوں ہمارا اناج جو ہی تھا، اس پر لوگوں نے ان سے کہا کہ جو تو گیہوں کی مثل نہیں (دونوں الگ الگ جنس ہیں اس میں برابری کی کیا ضرورت ہے)۔

فرمایا کہ "مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں دونوں ایک ہی جنس کا حکم نہ رکھتے ہوں (اور یہ بیع ممنوعہ بیع سے مشابہہ نہ ہو جائے، درحقیقت یہ معمرؓ کا تقویٰ اور ورع تھا ورنہ حدیث میں اس جیسی اجناس ہی باہمی تبادلہ کے اندر تفاضل بغیر کسی شک وشبہ کے جائز ہے)۔

۱۸۰۴۔۔۔۔۔۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَبَا سَعِيدٍ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ أَخَا بَنِي عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيَّ فَاسْتَعْمَلَهُ عَلَى خَيْبَرَ فَقَدِمَ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هَكَذَا قَالَ لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا لَنَشْتَرِي الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ مِنَ الْجَمْعِ

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تَفْعَلُوا وَلَكِنْ مِثْلًا بِمِثْلٍ أَوْ بِيعُوا هَذَا وَاشْتَرُوا بِثَمَنِهِ مِنْ هَذَا وَكَذَلِكَ الْمِيزَانُ۔

۱۸۰۴۔۔۔۔۔۔ حضرت سعیدؒ بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی عدی الانصاری کے ایک شخص کو خیبر کا گورنر بنا کر بھیجا وہ وہاں سے عمدہ قسم کی کھجور لے کر آئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ کیا خیبر کی تمام کھجور اسی معیار کی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، واللہ، یا رسول اللہ! ہم ایسا کرتے ہیں کہ ایک صاع یہ عمدہ کھجور جمع (ادنیٰ معیار کی) کھجور کے دو صاع دے کر لیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا مت کیا کرو۔ بلکہ مثلاً بمثل (برابر برابر) ہونا ضروری ہے (کیونکہ ایک ہی جنس میں تفاضل ربوا ہے) یا اس طرح کیا کرو کہ ایک کھجور کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے دوسری کھجور خرید و (آپس میں کھجور کا تفاضل کے ساتھ تبادلہ مت کیا کرو) اسی طرح تول کر فروخت کرنے میں بھی برابر وزن رکھو۔[1]

[1] جن صاحب کو خیبر کا گورنر بنایا تھا ان کا نام سواد بن غزیہ تھا (فتح الباری ۲/۳۴۴) ان ابواب کے شروع میں یہ بات گذر چکی ہے کہ ربوٰ الفضل کو چھ اشیاء میں نبی ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔ فقہاء کرام نے ان چھ اشیاء میں پائی جانے والی علت کو تلاش (جاری ہے)

۱۸۰۵ ... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هَكَذَا فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هَذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا

۱۸۰۵۔ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو خیبر کا گورنر بنایا۔ وہ وہاں سے بہت اعلیٰ قسم کی کھجور لے کر آئے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ: کیا خیبر کی تمام کھجور اسی معیار کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں واللہ یا رسول اللہ! ہم ادنیٰ کھجور کے دو صاع دیکر ایک صاع اعلیٰ لیتے ہیں یا تین صاع ادنیٰ دے کر دو صاع اعلیٰ لے لیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ایسا تو مت کیا کرو۔ جمع (ادنیٰ) کھجور کو فروخت کرو دراہم کے عوض۔ پھر ان دراہم سے جنیب (عمدہ کھجور) خرید لیا کرو۔"

۱۸۰۶ ... حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ الْوُحَاظِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ ح وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُمَا جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ حَسَّانَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَبْدِ الْغَافِرِ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ يَقُولُ جَاءَ بِلَالٌ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَيْنَ هَذَا فَقَالَ بِلَالٌ تَمْرٌ كَانَ عِنْدَنَا رَدِيءٌ فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ لِمَطْعَمِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ عِنْدَ ذَلِكَ أَوَّهْ عَيْنُ الرِّبَا لَا تَفْعَلْ وَلَكِنْ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَشْتَرِيَ التَّمْرَ فَبِعْهُ بِبَيْعٍ آخَرَ ثُمَّ اشْتَرِ بِهِ لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ سَهْلٍ فِي حَدِيثِهِ عِنْدَ ذَلِكَ

۱۸۰۶۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ برنی کھجور (جو سب سے اعلیٰ قسم کی ہوتی ہے اور آج اسی نام سے پائی جاتی ہے لے کر آئے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ:

یہ کہاں سے لائے ہو؟ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: ہمارے پاس خراب قسم کی کھجور تھی میں نے وہ دو صاع کھجور دے کر ایک صاع یہ کھجور لے لی آپ ﷺ کے کھانے کے واسطے۔

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ہائے افسوس! یہ تو عین ربو ہے۔ ایسا مت کیا کرو، البتہ تم کھجور خریدنا چاہو تو پہلے اپنی کھجور بیچ دو بعد ازاں اس کی قیمت سے (جو کھجور خریدنا چاہو) وہ خرید لو"۔

۱۸۰۷ ... وحَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي قَزَعَةَ الْبَاهِلِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۱۸۰۷ ..... حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کھجور لائی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ہماری والی (مدینہ کی) کھجور تو نہیں ہے؟ (یعنی یہ کھجور تو ہمارے ہاں کی کھجور سے بہت عمدہ

(گذشتہ سے پیوستہ) کر کے اس پر حکم کا مدار رکھتے ہوئے یہ فرمایا کہ جن اشیاء میں بھی یہ علت پائی جائے گی ان میں باہمی تبادلے کے وقت تفاضل حرام ہوگا۔ اب ہر امام کے نزدیک علتیں الگ الگ ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اتحاد جنس کے علاوہ کیل اور وزن علت ہیں۔ اس حدیث میں "کذالك المیزان" کے الفاظ احناف کی واضح دلیل ہیں ربوا الفضل کی حرمت کے اسباب کی تعیین کے سلسلہ میں۔ اس کی تفصیل پیچھے صفحہ ۳۱۹ پر گذر چکی ہے۔

بِتَمْرٍ فَقَالَ مَا هٰذَا التَّمْرُ مِـــنْ تَمْرِنَا فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِعْنَا تَمْرَنَا صَاعَيْنِ بِصَاعٍ مِنْ هٰذَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ هٰذَا الرِّبَا فَرُدُّوْهُ ثُمَّ بِيْعُوْا تَمْرَنَا وَاشْتَرُوْا لَنَا مِنْ هٰذَا

ہے؟) ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے اپنی کھجور کے دو صاع کو اس کھجور کے ایک صاع کے عوض بیچ دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ تو ربوا ہے، اسے واپس کرو پھر یوں کرو کہ ہماری کھجور کو فروخت کردو اور اس کی حاصل شدہ قیمت سے ہمارے واسطے یہ والی کھجور لے لو"۔

۱۸۰۸ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ كُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ الْخِلْطُ مِـــنَ التَّمْرِ فَكُنَّا نَبِيعُ صَـــاعَيْنِ بِصَاعٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُـــوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَا صَاعَيْ تَمْرٍ بِصَاعٍ وَلَا صَاعَيْ حِنْطَةٍ بِصَاعٍ وَلَا دِرْهَمَ بِدِرْهَمَيْنِ

۱۸۰۸۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ہمیں جمع کھجور کے دو صاع ملا کرتے تھے اور جمع کھجور میں سب اقسام کی کھجوریں ملی ہوتی تھیں۔ ہم اسے فروخت کرتے تھے اس طرح کہ دو صاع کے عوض ایک صاع (اعلیٰ کھجور لیا کرتے تھے) رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع پہنچی تو فرمایا: دو صاع کھجور کے عوض ایک صاع کھجور، دو صاع گندم کے عوض ایک صاع گندم اور دو درہم کے بدلے ایک درہم کا معاملہ کرنا جائز نہیں ہے"۔

۱۸۰۹ حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ أَيَدًا بِيَدٍ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَلَا بَأْسَ بِهِ فَأَخْبَرْتُ أَبَا سَعِيدٍ فَقُلْتُ إِنِّي سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ أَيَدًا بِيَدٍ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَلَا بَأْسَ بِهِ

قَالَ أَوْ قَالَ ذٰلِكَ إِنَّا سَنَكْتُبُ إِلَيْهِ فَلَا يُفْتِيكُمُوهُ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ جَاءَ بَعْضُ فِتْيَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِتَمْرٍ فَأَنْكَرَهُ فَقَالَ كَأَنَّ هٰذَا لَيْسَ مِنْ تَمْرِ أَرْضِنَا قَالَ كَانَ فِي تَمْرِ أَرْضِنَا أَوْ فِي تَمْرِنَا الْعَامَ بَعْضُ الشَّيْءِ فَأَخَذْتُ هٰذَا وَزِدْتُ بَعْضَ الزِّيَادَةِ

فَقَالَ أَضْعَفْتَ أَرْبَيْتَ لَا تَقْرَبَنَّ هٰذَا إِذَا رَابَكَ مِنْ تَمْرِكَ شَيْءٌ فَبِعْهُ ثُمَّ اشْتَرِ الَّذِي تُرِيدُ مِنَ التَّمْرِ

۱۸۰۹۔ حضرت ابو نضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صرف[1] کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے پوچھا کہ کیا نقد انقد کے متعلق دریافت کر رہے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! فرمایا کہ (اگر نقد بہ نقد ہو) تو کوئی حرج نہیں۔

میں نے اس بات کی خبر ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی اور کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں پوچھا تھا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا کہا، ہم عنقریب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھیں گے تو وہ تمہیں ایسا فتویٰ نہ دیں گے۔ اور فرمایا کہ:

"اللہ کی قسم! بعض نوجوان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کھجور لے کر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کو وہ کھجور نامانوس لگی اور فرمایا کہ یہ تو ہماری زمین کی کھجور نہیں لگتی"، انہوں نے کہا کہ اس سال ہماری کھجور میں کچھ نقص ہو گیا تھا، لہٰذا میں نے اپنی جانب سے زیادہ کھجور دے کر یہ کھجور (جو مقدار

---

[1] صرف کے اصل معنی ہیں قیمت کا قیمت سے تبادلہ، دوسرے لفظوں میں یہ مال متقوم یعنی وہ مال جو کسی چیز کی قیمت بننے کی صلاحیت رکھتا ہو مثلاً سونا، چاندی، جواہرات وغیرہ کو مال متقوم سے ہی تبادلہ کیا جائے۔ برابر ہے کہ یہ تبادلہ تفاضل کے ساتھ ہو یا برابری کے ساتھ۔

میں کم اور معیار میں اچھی تھی) لے لی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے جو زیادہ دیا وہ تو سود ہو گیا، ہرگز اس کے قریب مت جانا، جب تم کو اپنی کھجور میں گمان اور اندیشہ ہو (عیب و نقصان کا) تو اسے فروخت کر کے اس کی قیمت سے پھر وہ کھجور خرید لو جو تم چاہتے ہو"۔

۱۸۱۰۔۔۔۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى أَخْبَرَنَا دَاوُدُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ وَابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّرْفِ فَلَمْ يَرَيَا بِهِ بَأْسًا فَإِنِّي لَقَاعِدٌ عِنْدَ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ مَا زَادَ فَهُوَ رِبًا فَأَنْكَرْتُ ذٰلِكَ لِقَوْلِهِمَا فَقَالَ لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ جَاءَهُ صَاحِبُ نَخْلِهِ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ طَيِّبٍ وَكَانَ تَمْرُ النَّبِيِّ ﷺ هٰذَا اللَّوْنَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّى لَكَ هٰذَا قَالَ انْطَلَقْتُ بِصَاعَيْنِ فَاشْتَرَيْتُ بِهِ هٰذَا الصَّاعَ فَإِنَّ سِعْرَ هٰذَا فِي السُّوقِ كَذَا وَسِعْرَ هٰذَا كَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَيْلَكَ أَرْبَيْتَ إِذَا أَرَدْتَ ذٰلِكَ فَبِعْ تَمْرَكَ بِسِلْعَةٍ ثُمَّ اشْتَرِ بِسِلْعَتِكَ أَيَّ تَمْرٍ شِئْتَ۔ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ أَحَقُّ أَنْ يَكُونَ رِبًا أَمِ الْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ قَالَ فَأَتَيْتُ ابْنَ عُمَرَ بَعْدُ فَنَهَانِي وَلَمْ آتِ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ فَحَدَّثَنِي أَبُو الصَّهْبَاءِ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْهُ بِمَكَّةَ فَكَرِهَهُ

۱۸۱۰۔۔۔۔ حضرت ابو نضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صرف کے متعلق دریافت کیا تو ان کے خیال میں اس میں کوئی قباحت نہ تھی (یعنی سونے کو چاندی کے عوض فروخت کرنے میں اگرچہ تفاضل و زیادتی کے ساتھ ہو) پھر میں ایک بار حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو ان سے اس بارے میں دریافت کیا، فرمانے لگے کہ: "زیادتی کے ساتھ ربوا ہے"۔ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کی وجہ سے ان کی بات کا انکار کیا تو فرمانے لگے کہ میں تمہیں وہی بات بیان کر رہا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے:
"آپ ﷺ کی خدمت میں ایک باغ والا ایک صاع عمدہ کھجور لے کر حاضر ہوا، جب کہ نبی ﷺ کی کھجور اس قسم کی تھی (ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کچھ کھجور جو معیاری نہ تھی پڑی تھی اس کی طرف اشارہ فرمایا) لہٰذا نبی ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کہ یہ تمہارے پاس کہاں سے آئی؟ اس نے کہا کہ میں دو صاع کھجور لے کر چلا اور اس کے عوض یہ ایک صاع کھجور لے لی، کیونکہ بازار میں اس کھجور کی قیمت یہ ہے اور اس کھجور کی قیمت یہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرا ستیاناس! تو نے تو سودی معاملہ کر دیا، جب ایسا کرنا چاہے تو یوں کیا کر کہ اپنی کھجور کو کسی اور سامان کے عوض فروخت کر دیا کر پھر اپنے اس سامان کے عوض جو نسی کھجور چاہے خرید لیا کر"۔

پھر ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:
(اب تم خود سوچ لو کہ) کھجور کا معاملہ زیادہ سودی ہے یا چاندی کا جب کہ چاندی کے عوض فروخت کی جائے؟ (زیادتی کے ساتھ یعنی چاندی اور سونے کا معاملہ سود کا زیادہ مستحق ہے)۔

ابو نضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد میں ابن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے بھی مجھے اس سے منع فرمادیا لیکن میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نہیں گیا۔ بعد ازاں ابو الصہباءؒ نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے مکۃ مکرمہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی بارے میں سوال کیا تھا تو انہوں نے اسے ناپسندیدہ قرار دیا تھا۔ ❶

١٨١١ ......حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ مِثْلًا بِمِثْلٍ مَنْ زَادَ أَوْ

١٨١١ .. حضرت ابو صالحؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ:

"دینار، دینار کے عوض، اور درہم، درہم کے عوض برابر سرابر فروخت کیا جاسکتا ہے، پس جس نے زیادہ دیا یا زیادہ کا مطالبہ کیا تو اس نے سودی معاملہ کیا"۔

---

❶ ابتداء میں حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی رائے یہ تھی کہ سونا چاندی دینار و درہم میں اگر نقد معاملہ کیا جائے تو تفاضل یعنی کمی بیشی جائز ہے مثلاً ایک دینار کے عوض دو دینار وغیرہ۔ لیکن حضرت ابن عمرؓ نے ابتداء میں ہی رجوع کرلیا جب کہ کئی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے بھی اس سے رجوع کرلیا تھا۔ کیونکہ یہ واضح ربوا ہے، جیسا کہ مذکورہ حدیث سے بھی ثابت ہے۔

حاکمؒ نے اپنی مستدرک میں ابو مجلزؒ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ابن عباسؓ ایک عرصہ تک اس معاملہ میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے جب تک کہ نقد اور عیناً بعین ہو۔ اور وہ فرمایا کرتے تھے کہ: "ربوا تو ادھار کی صورت میں ہوتا ہے"۔ ایک بار ابو سعید خدریؓ ان سے ملے اور فرمایا کہ: اے ابن عباسؓ! کیا آپ اللہ سے نہیں ڈرتے؟ آپ کب تک لوگوں کو سود کھلاتے رہو گے؟ کیا تمہیں یہ بات نہیں پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے ہاں تھے، آپ نے فرمایا کہ میرا جی چاہ رہا ہے کہ عجوہ کھجور کھاؤں۔ حضرت ام سلمہؓ نے ایک انصاری شخص کو دو صاع کھجور دے کر بھیجا، وہ شخص ایک صاع عجوہ کھجور لے آئے۔ حضرت ام سلمہؓ نے وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کردیں۔ آپ نے جب عجوہ کو دیکھا تو آپ کو پسند آئی اور ایک کھجور اس میں سے لے لی، پھر (قریب تھا کہ کھائیں) رک گئے اور فرمایا: تمہارے پاس یہ کہاں سے آگئی؟ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ میں نے ایک انصاری شخص کو دو صاع عام کھجور دی تھی، وہ اس کے عوض ایک صاع یہ کھجور لے آئے اور یہ وہی ہے۔ تناول فرمائیے۔ اور ساری کھجور آپ کے سامنے ڈال دی۔ آپ نے فرمایا کہ اسے واپس کردو، مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ کھجور کھجور کے عوض، گندم گندم کے عوض، جَو جَو کے عوض، سونا سونے کے عوض، اور چاندی چاندی کے عوض نقد بہ نقد اور عیناً بعین ہو، برابر برابر ہو تو جائز ہے، سو جو زیادہ کرے تو وہ ربوا ہے، بعد ازاں فرمایا کہ اسی طرح ہر وہ چیز جو کیل (ناپ) کی جاتی ہے یا وزن کی جاتی ہے اسی کے حکم میں ہے۔

یہ سن کر ابن عباسؓ نے فرمایا کہ: اے ابو سعید! اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزاء میں جنت دے کہ آپ نے وہ بات مجھے یاد دلادی جسے میں بھول چکا تھا۔ میں اللہ سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔ چنانچہ اس کے بعد حضرت ابن عباسؓ اس سے سختی سے منع فرمایا کرتے تھے۔

(أخرجہ الحاکم فی المستدرک ۲/ ۴۳)

اگرچہ اس حدیث کی اسناد میں کلام کیا گیا ہے اور متعدد اصحاب جرح و تعدیل نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن یہ خبر مقبول کے درجہ میں بہر حال ہے۔

علاوہ ازیں متعدد دوسری روایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ ابن عباسؓ نے اپنی اس رائے سے رجوع کرلیا تھا۔ واللہ اعلم

(تفصیل کے لئے رجوع کیجئے تکملہ فتح الملہم ۱/ ۶۱۵)

ازداد فقد أربى فقلت له إن ابن عباس يقول غير هذا فقال لقد لقيت ابن عباس فقلت أرأيت هذا الذي تقول أشيء سمعته من رسول الله ﷺ أو وجدته في كتاب الله عز وجل فقال لم أسمعه من رسول الله ﷺ ولم أجده في كتاب الله ولكن حدثني أسامة بن زيد أن النبي ﷺ قال الربا في النسيئة

میں نے ان سے عرض کیا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو یہ نہیں کہتے ہیں اس معاملہ میں (یعنی ان کے نزدیک صرف یعنی سونے چاندی کی بیع اگر نقدی ہو تو کمی بیشی (تفاضل) کے ساتھ جائز ہے) ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا تھا اور ان سے پوچھا کہ اس معاملہ میں تمہاری جو رائے ہے کیا اس کے متعلق تم نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ یا یہ کہ اللہ عزوجل کی کتاب میں کچھ پایا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ نہ تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے کچھ سنا اور نہ ہی اللہ کی کتاب میں اس کے متعلق کچھ پایا لیکن مجھ سے اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: "ربوا تو ادھار میں ہوتا ہے"۔ (اس سے مجھے خیال ہوا کہ نقد میں کمی بیشی جائز ہے)۔

١٨١٢ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وعمرو الناقد وإسحق بن إبراهيم وابن أبي عمر واللفظ لعمرو قال إسحق أخبرنا وقال الآخرون حدثنا سفيان بن عيينة عن عبيد الله بن أبي يزيد أنه سمع ابن عباس يقول أخبرني أسامة بن زيد أن النبي ﷺ قال إنما الربا في النسيئة

١٨١٢ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: بلاشبہ ربوا تو ادھار معاملہ میں ہوتا ہے۔[1]

١٨١٣ حدثنا زهير بن حرب حدثنا عفان ح و حدثني محمد بن حاتم حدثنا بهز قالا حدثنا وهيب حدثنا ابن طاوس عن أبيه عن ابن عباس

١٨١٣ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

---

[1] جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے جو حضرت اسامہ بن زیدؓ کے حوالہ سے حضرت ابن عباسؓ نے بیان کی تو جمہور علماء نے اس کے متعدد جوابات دیئے ہیں۔
چنانچہ شمس الائمہ سرخسیؒ اپنی کتاب "المبسوط" میں فرماتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ کی حدیث کی تاویل یہ ہے کہ نبی ﷺ سے گندم کو جو کے عوض تبادلہ کرنے کے متعلق پوچھا گیا تھا اور سونے کو چاندی کے عوض تبادلہ کے متعلق پوچھا گیا تھا اس پر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ربوا تو ادھار میں ہوتا ہے"۔ اور ظاہر ہے کہ یہ جائز ہے۔ اب حضرت اسامہ بن زیدؓ نے نبی ﷺ کا قول تو نقل کیا اور سوال نہیں سنا یا بیان نہیں کیا۔
بہرکیف یہ حدیث درحقیقت اموال ربویہ کے باہمی تبادلہ کی اس صورت کا حکم بتا رہی ہے جب کہ دو مختلف اجناس میں تبادلہ ہو اور اس میں تفاضل بغیر کسی شک وشبہ کے جائز ہے مثلاً کھجور کے عوض گندم فروخت کیا تو اس میں تفاضل جائز ہے۔ حافظ ابن حجرؒ اور علامہ ابن رشد مالکیؒ وغیرہ نے بھی اس کے متعدد جوابات نقل کئے ہیں۔ واللہ اعلم

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لا رِبًا فِيمَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ

"ربوا تو اُدھار میں ہوا کرتا ہے"۔ ❶

۱۸۱۴.....حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا هِقْلٌ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ لَقِيَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهُ أَرَأَيْتَ قَوْلَكَ فِي الصَّرْفِ أَشَيْئًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَمْ شَيْئًا وَجَدْتَهُ فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَلَّا لَا أَقُولُ أَمَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَنْتُمْ أَعْلَمُ بِهِ وَأَمَّا كِتَابُ اللهِ فَلَا أَعْلَمُهُ وَلَكِنْ حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ أَلَا إِنَّمَا الرِّبَا فِي النَّسِيئَةِ

۱۸۱۴. حضرت عطاءؒ بن ابی رباح سے روایت ہے کہ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور ان سے فرمایا کہ: صرف (سونے کو سونے یا چاندی کو چاندی کے عوض فروخت کرنا) کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا اس بارے میں آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سن رکھا ہے یا اللہ کی کتاب میں اس سے متعلق کچھ پایا ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: جہاں تک رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا تعلق ہے تو آپ زیادہ جاننے والے ہیں، اور کتاب اللہ کی بات یہ ہے کہ میں نہیں جانتا (کہ اس بارے میں اس میں کچھ ہے یا نہیں) لیکن مجھ سے تو اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"یادرہے! ربوا تو اُدھار میں ہوا کرتا ہے"۔

باب ـ ۴۳۶　باب لعن آكل الرّبا ومؤكله

سود کھانے والے، کھلانے والے پر لعنت کا بیان

۱۸۱۵.....حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِعُثْمَانَ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ قَالَ سَأَلَ شِبَاكٌ إِبْرَاهِيمَ فَحَدَّثَنَا عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُؤْكِلَهُ قَالَ قُلْتُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدَيْهِ قَالَ إِنَّمَا نُحَدِّثُ بِمَا سَمِعْنَا

۱۸۱۵..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سود کھانے والے، سود کھلانے والے (یعنی سود دینے والے) پر لعنت فرمائی ہے۔

حضرت علقمہؒ راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اور اس کے لکھنے والے اور گواہ بننے والوں پر؟ فرمایا کہ جتنا ہم نے سنا وہ بیان کر دیا (یعنی ان کے بارے میں آپ ﷺ سے نہیں سنا)۔

۱۸۱۶.....حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالُوا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو

۱۸۱۶..... حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سود کھانے والے، کھلانے والے، لکھنے والے اور گواہ بننے والوں پر

---

❶ اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اموال ربویہ میں ایک ہی جنس میں باہمی تبادلہ اگر ہو تو اس میں تفاضل جائز ہے۔ لیکن علماء حدیث نے لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ نہیں ہے کیونکہ متعدد صحیح احادیث میں اس کو ربو کہا گیا ہے۔ یہاں مراد یہ ہے کہ مختلف اجناس میں تبادلہ ہو تو تفاضل جائز ہے ایک ہی جنس میں جائز نہیں۔ تفصیل پیچھے صفحہ میں گزر چکی ہے۔ واللہ اعلم

الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُؤْكِلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ

لعنت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ (گناہ میں) سب برابر ہیں۔❶

باب-۲۴۷ باب أخذ الحلال وترك الشبهات

حلال کے حصول اور مشتبہ مال کے چھوڑنے کا بیان

۱۸۱۷..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ وَأَهْوَى النُّعْمَانُ بِإِصْبَعَيْهِ إِلَى أُذُنَيْهِ إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي

۱۸۱۷..... حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اور حضرت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی انگلیوں سے کانوں کی طرف اشارہ کیا (یہ بتلانے کے لئے کہ خوب اچھی طرح سنا ہے) فرمایا کہ:

"حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور دونوں کے درمیان مشتبہ اشیاء ہیں جنہیں لوگوں کی اکثریت نہیں جانتی، لہٰذا جو مشتبہ اشیاء سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور آبرو کو محفوظ کر لیا اور جو مشتبہ چیزوں میں جا پڑا❷

---

❶ **بینک کی ملازمت کے ناجائز ہونے کا ثبوت**...... حضرت جابرؓ کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سود کے معاملہ میں کسی بھی طرح اعانت کرنا در حقیقت سود میں ملوث ہونے کے مترادف ہے۔ اسی سے ثابت ہوا کہ دورِ حاضر کے سودی بینکوں کی ملازمت ناجائز ہے کیونکہ ملازمینِ بینک، بینک کے کھاتوں کا حساب کتاب رکھتے ہیں، سودی اکاؤنٹس کو لکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ لہٰذا یہ سب اعانت الربوا کی وجہ سے ناجائز ملازمت میں ملوث ہیں۔

جہاں تک حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث کا تعلق ہے تو اس میں کاتب اور گواہ کا ذکر نہیں، انہوں نے حضور علیہ السلام سے یہ الفاظ نہیں سنے ہوں گے۔ لہٰذا انہیں روایت نہ کیا۔

❷ **مضمونِ حدیث کی تشریح**..... علماء امت نے اس حدیث کو اسلام کا مدار اور محور قرار دیا ہے حتیٰ کہ علماء کی ایک جماعت نے فرمایا کہ یہ حدیث ایک تہائی اسلام ہے۔ اور اسلام کا ان تین احادیث پر ہے ایک تو یہی مذکورہ بالا حدیث۔ دوسری "انما الأعمال بالنيات" اور تیسری "من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه"۔ یعنی اسلام کے تمام احکامات انہی تین احادیث کے گرد گھومتے ہیں۔

علماء نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے اس حدیث میں انسان کے کھانے پینے، لباس اور دیگر ضروریات کی صلاح پر متنبہ فرمایا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ انسان کی زندگی کا یہ سب سے غالب حصہ ہے۔ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ غالب حصہ زندگی حلال پر مشتمل ہو۔ لہٰذا آپ نے اس حدیث میں حلال کی اہمیت کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔

ابن عربی نے فرمایا کہ: "صرف اسی ایک حدیث سے اسلام کے تمام احکامات کا استنباط ممکن ہے"۔ (عمدۃ القاری ۱/۸ ۳۴۴)

مشتبہات سے کیا مراد ہے

مشتبہات سے کیا مراد ہے؟ اس کی تفسیر میں علماء کے متعدد اقوال منقول ہیں۔ چنانچہ خطابیؒ نے معالم السنن میں فرمایا کہ: "امور مشتبہات" سے مراد یہ ہے کہ بعض لوگوں پر وہ مشتبہ ہوتے ہیں اور بعض لوگوں پر نہیں۔ اگرچہ وہ امور اپنی ذات کے اعتبار سے شرعی اصولوں کی روشنی میں مشتبہ نہیں ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کوئی معاملہ ایسا نہیں چھوڑا جس کا حکم بیان نہ کر دیا ہو اور اس کو واضح طور پر دلیل کے ساتھ بیان نہ کر دیا ہو۔ البتہ یہ ہے کہ بعض اوقات اتنا عام اور واضح حکم ہوتا ہے کہ تمام لوگ اسے جانتے اور سمجھتے ہیں اور بعض اوقات صرف وہ علماء اور خواص ہی اسے جان پاتے ہیں جو علم اصول میں گہرا درک رکھتے ہیں۔ اور طریقہ استنباط و قیاس کو امثال و نظائر...... (جاری ہے)

الْحَرَامِ كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللهِ مَحَارِمُهُ أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ

تو حرام میں بھی جا پڑا جیسے کہ ایک چرواہا جو اپنی بھیڑوں کو "حمی" کے اردگرد چرائے تو قریب ہے کہ وہ اس "حمی" میں چرنے لگیں۔
("حمی" سے مراد وہ خالص اور مخصوص کی ہوئی زمین ہے جسے کوئی شخص اپنے کام کے لئے خاص کر کے اس کے اردگرد باڑھ لگوادے تاکہ کوئی غیر اس میں نہ آسکے، جیسے قدیم زمانہ میں بادشاہ اپنی شکارگاہ وغیرہ کو باڑھ لگوا کر مخصوص کر دیا کرتے تھے)۔
یاد رکھو ہر بادشاہ کی "حمی" ہوتی ہے اور آگاہ رہو اللہ کی "حمی" (باڑھ) اس کی حرام کردہ اشیاء ہیں۔ یاد رکھو جسد انسانی میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے۔

(گذشتہ سے پیوستہ) ... کے اصول کی روشنی میں خوب سمجھتے ہیں"۔
ایک قول یہ ہے کہ مشتبہات سے مراد وہ احکامات ہیں جن میں حرمت وحلت کے دلائل باہم متعارض ہوں۔ پھر مجتہد اگر اپنے اجتہاد کی وجہ سے بعض دلائل کی بنیاد پر اس کی حلت کا رجحان کرتا ہے تو اس میں تقویٰ یہ ہے کہ اس سے بھی بچا جائے۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ مجتہد کے اجتہاد میں خطا ہو۔ (کما اشار بہ النووی)
علاوہ ازیں دیگر بعض اقوال بھی منقول ہیں۔ بہرکیف! ظاہر یہ ہے کہ حدیث میں مشتبہات سے مراد وہ ساری صورتیں ہیں جن میں حکم کے اندر اشتباہ واقع ہو جائے۔ اور ایسے مشتبہ احکامات میں اجمالی حکم تو یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔
پھر بعض صورتوں میں یہ اجتناب واجب ہو جاتا ہے اور بعض صورتوں میں مستحب ہوتا ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اشتباہ اگر کسی عام آدمی کو پیش آئے حکم شرعی نہ جاننے کی وجہ سے تو اس وقت اس سے احتراز کرنا واجب ہوگا اور مشتبہات میں ملوث ہو جانا اس کے لئے جائز نہ ہوگا۔
اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ عام آدمی کو کسی مسئلہ میں مفتی حضرات کے اختلاف کی وجہ سے شبہ ہو جائے مثلاً بعض مستند مفتی حضرات ایک بات کو جائز کہیں اور بعض دوسرے مستند ذی علم مفتی حضرات اسے ناجائز کہیں تو یہ اشتباہ کی صورت ہے اور ظاہر ہے ایسے مسائل میں عام آدمی کے پاس کوئی ایسا پیمانہ نہیں ہے جس کے ذریعہ وہ کسی ایک جانب کے قول کو ترجیح دے سکے۔ لہٰذا ایسی صورت میں مشتبہ میں پڑنے کے بجائے اس سے اجتناب کرنا بہتر ہے۔ یہ حکم تو عوام الناس کے لئے ہے۔
لیکن اگر کسی مجتہد یعنی صاحب علم وفتویٰ کو کسی معاملہ میں اشتباہ واقع ہو جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک صورت تو یہ ہے کہ اس صاحب افتاء نے اس مسئلہ میں اجتہاد نہیں کیا کسی وجہ سے تو اس صورت میں مجتہد کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ وہ اس سے اجتناب کرے۔
دوسری صورت یہ ہے کہ تعارض دلائل کی وجہ سے اشتباہ ہو یعنی جس معاملہ میں اشتباہ ہوا س میں جانب جواز کے دلائل بھی موجود ہوں اور عدم جواز کے بھی اور دونوں طرف دلائل قوی ہوں تو ایسی صورت میں بھی اس کے لئے اجتناب کرنا واجب ہے۔
اس لئے کہ اصول فقہ میں یہ بات طے ہو چکی ہے کہ جب کسی معاملہ میں حرمت وحلت کے دلائل متعارض ہوں تو جانب حرمت کو حلت پر ترجیح ہوتی ہے بشرطیکہ دونوں طرف کے دلائل یکساں قوی ہوں۔
اور اگر ایسے مسئلہ میں اشتباہ ہو اجس کی حلت وحرمت کے دلائل تو باہم متعارض ہیں لیکن علماء واصحاب فتویٰ کی جانب سے حلت کو ترجیح دے دی گئی ہو تو اس صورت میں مشتبہ سے بچنا مستحب ہے۔
خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حدیث بالا میں نبی ﷺ نے مشتبہات سے بچنے کا جو حکم فرمایا اس پر عمل کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ کیونکہ آپ نے اس کی مثال ایک چراگاہ سے دی کہ اگر کوئی چرواہا اپنی بھیڑوں کو کسی دوسرے کی چراگاہ کی حدود کے قریب چرائے گا تو بہت ممکن ہے کہ بعض بھیڑیں دوسرے کی چراگاہ میں داخل ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کی بھی حدود متعین ہیں اور جو شخص مشتبہات سے بچنے کی کوشش نہیں کرے گا وہ محرمات میں بھی مبتلا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائیں۔ (آمین) واللہ سبحانہ اعلم

جب وہ صحیح ہو جاتا ہے تو سارا جسم صحیح ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ یاد رکھو! وہ گوشت کا لوتھڑا قلب ہے"۔

۱۸۱۸ ...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَا حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۸۱۸ ...... اس طریق سے بھی سابقہ حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

۱۸۱۹ ...... وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ وَأَبِي فَرْوَةَ الْهَمْدَانِيِّ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيَّ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعِيدٍ كُلُّهُمْ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ زَكَرِيَّاءَ أَتَمُّ مِنْ حَدِيثِهِمْ وَأَكْثَرُ

۱۸۱۹ ...... حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے یہ (سابقہ) حدیث دوسرے راویوں سے بھی مروی ہے لیکن زکریا کی روایت کردہ حدیث ان تمام روایات میں سب سے زیادہ مکمل اور پوری ہے۔

۱۸۲۰ ...... حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ نُعْمَانَ بْنَ بَشِيرِ بْنِ سَعْدٍ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ بِحِمْصَ وَهُوَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ زَكَرِيَّاءَ عَنِ الشَّعْبِيِّ إِلَى قَوْلِهِ يُوشِكُ أَنْ يَقَعَ فِيهِ

۱۸۲۰ ...... حضرت نعمان بن بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول ﷺ سے روایت ہے کہ وہ حمص میں لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:
"حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے"۔
بقیہ حدیث زکریا عن شعبی کے واسطے سے ان کے اس قول يوشك ان يقع فيه (قریب ہے کہ وہ اس (حرام) میں واقع ہو جائے) تک بیان فرمائی۔

باب-۴۴۸ باب بيع البعير واستثناء ركوبه

اونٹ کی بیع میں سواری کے استثناء کی شرط کا بیان

۱۸۲۱ ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ كَانَ يَسِيرُ عَلَى جَمَلٍ لَهُ قَدْ أَعْيَا فَأَرَادَ أَنْ يُسَيِّبَهُ قَالَ فَلَحِقَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَدَعَا لِي وَضَرَبَهُ فَسَارَ سَيْرًا لَمْ يَسِرْ مِثْلَهُ قَالَ بِعْنِيهِ بِوُقِيَّةٍ قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ

۱۸۲۱ ...... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ وہ اپنے ایک اونٹ پر جو تھکا ہوا ہو گیا تھا جا رہے تھے، انہوں نے ارادہ کیا کہ اسے چھوڑ دیں۔ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ پیچھے سے مجھے آملے، آپ ﷺ نے میرے واسطے دعا کی اور اسے مارا تو وہ ایسا دوڑنے لگا کہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں دوڑا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد

بِعْنِيهِ فَبِعْتُهُ بِوُقِيَّةٍ وَاسْتَثْنَيْتُ عَلَيْهِ حُمْلَانَهُ إِلَى أَهْلِي فَلَمَّا بَلَغْتُ أَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ فَنَقَدَنِي ثَمَنَهُ ثُمَّ رَجَعْتُ فَأَرْسَلَ فِي أَثَرِي فَقَالَ أَتُرَانِي مَاكَسْتُكَ لِآخُذَ جَمَلَكَ خُذْ جَمَلَكَ وَدَرَاهِمَكَ فَهُوَ لَكَ

فرمایا کہ: اس اونٹ کو میرے ہاتھ ایک اوقیہ چاندی کے عوض بیچ دو۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں! آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ: اسے مجھے فروخت کردو۔ چنانچہ پھر میں نے ایک اوقیہ کے عوض اسے فروخت کردیا لیکن اپنے گھر پہنچنے تک اس پر سواری کا استثناء کرلیا۔ جب میں گھر پہنچا تو اونٹ کو لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس کی نقد قیمت عطا کردی تو میں واپس لوٹ گیا۔ آپ ﷺ نے میرے پیچھے ایک آدمی بھیج کر (مجھے بلوایا) اور فرمایا کہ: کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں نے تمہارے ساتھ قیمت کے معاملہ میں کمی کی ہے؟ (یعنی بھاؤ تاؤ کے وقت جو بات چیت ہوئی تھی اس کی طرف اشارہ کیا) اپنا اونٹ بھی واپس لے لو اور یہ دراہم بھی تمہارے ہیں۔" ❶

---

❶ **بیع میں شرط کا بیان** اس حدیث سے متعلق فقہی مسئلہ ہے وہ بیع میں شرط سے متعلق ہے جو اس زمانہ میں بہت زیادہ اہمیت اختیار کرگیا ہے۔ لہٰذا ذیل میں اسی مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر ضروری تشریح بیان کی جاتی ہے۔

شرط سے کیا مراد ہے؟ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیا جائے کہ شرط سے مراد یہ ہے کہ معاملہ اور سودا کرتے وقت کوئی ایسی شرط لگائی جائے جو نفس بیع میں داخل نہ ہو۔ اگر وہ شرط حرام ہو یا اس کی موجودگی سے عقد بیع میں کوئی غرر یعنی دھوکہ یا نقصان واقع ہو تو ایسی شرط کے ناجائز ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ تمام امت کے نزدیک ایسی شرط ناجائز ہے۔

اور اگر وہ شرط بذاتہ حرام بھی نہ ہو اور نہ ہی اس میں کوئی "غرر" (دھوکہ) پایا جائے تو اس کے بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے۔ بعض علماء مثلاً: ابن حزمؒ اور ظاہریہ کے نزدیک ایسی کوئی بھی شرط حرام ہے اور اس کی وجہ سے بیع فاسد ہو جائے گی۔ جب کہ بعض دیگر علماء مثلاً: ابن شبرمہؒ کے نزدیک اس کا جواز ہے۔ جب کہ ابن ابی لیلیٰؒ کے نزدیک بیع جائز اور شرط جائز ہے۔ جب کہ ائمہ اربعہؒ کے نزدیک اس مسئلہ میں تفصیل ہے۔

مذہب احنافؒ احنافؒ کے مذہب کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر شرط مقتضائے عقد کے خلاف نہ ہو اور سودے سے مناسبت رکھتی ہو یا کوئی ایسی شرط ہو کہ عرفاً اس قسم کی بیوع میں اس شرط کے لگانے کا رواج ہو تو وہ جائز ہے۔ اور اس سے بیع فاسد نہیں ہوتی۔

مقتضائے عقد کے خلاف نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خود معاملہ اس کا تقاضا کرتا ہو۔ مثلاً: بائع یہ شرط لگادے کہ جب تک ثمن (قیمت) میرے قبضہ میں نہیں آئے گی مبیع (خریدا ہوا سامان) میرے قبضہ میں رہے گا تو یہ شرط مقتضائے عقد کے مطابق ہے۔

اسی طرح عقد سے مناسبت رکھنے والی شرط کی مثال یہ ہے کہ بائع اس شرط پر کسی چیز کا سودا کرے کہ مشتری (خریدار) قیمت کے ادا کرنے تک کوئی چیز رہن (گروی) رکھے یا کوئی ضامن دے۔ اور عرفاً رائج ہونے والی شرط کی مثال یہ ہے کہ مشتری اس شرط پر جوتا خریدے کہ بائع اس کا تسمہ لگا کر بھی دے۔ تو اس قسم کی شرائط جائز ہیں۔ ان تینوں قسم کی شرائط کے علاوہ جتنی بھی دوسری شرائط ہیں وہ جائز نہیں ہیں۔ اگر ان میں متعاقدین (بائع یا خریدار) میں سے کسی ایک کا نفع ہو اور ایسی شرائط کی وجہ سے بیع فاسد ہو جائے گی مثلاً: گندم اس شرط پر خریدی جائے کہ بائع اس کو پیس کر بھی دے تو یہ ناجائز ہے۔ اور اگر شرط ایسی ہو کہ اس میں کسی کا بھی فائدہ نہ ہو تو وہ شرط باطل ہوگی لیکن معاملہ صحیح ہوگا۔ مثلاً: کپڑا اس شرط پر فروخت کیا کہ خریدار اسے آگے فروخت نہ کرے گا۔

مذہب شوافعؒ... شوافعؒ کا مذہب بھی تقریباً احنافؒ کے مذہب کے مطابق ہی ہے۔ یعنی ہر وہ شرط جس کا تقاضا عقد کرتا ہو وہ ان کے نزدیک بھی صحیح ہے۔

مذہب احنافؒ اور شوافعؒ میں فرق بس اتنا ہے کہ ہر وہ شرط جس پر تعامل ہو یعنی اس کا رواج عرف پڑ چکا ہو وہ احنافؒ کے (جاری ہے)

۱۸۲۲۔ وحَدَّثَنَاهُ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ عَنْ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عَامِرٍ حَدَّثَنِي جَابِرٌ (سابقہ) حدیث

۱۸۲۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طریق سے ابن نمیر کی مثل روایت منقول ہے۔

(گذشتہ سے پیوستہ) نزدیک جائز ہے جب کہ شوافع کے نزدیک وہ جائز نہیں ہے۔

مالکیہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب۔ مالکیہ کا مذہب تفصیل طلب ہے۔ احناف و شوافع کے مذاہب اور مالکیہ کے مذہب کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ ان دونوں مذہبوں میں اصل یہ ہے کہ شرط حرام ہے اور اس میں بعض صورتیں باحت (جواز) کی ہیں۔ جب کہ مذہب مالکیہ میں اصل یہ ہے کہ شرط حلال ہے اور چند صورتیں ایسی ہیں جن میں شرط حرام ہے۔ چنانچہ مالکیہ کے مذہب میں صرف دو موقعوں پر شرط کی وجہ سے بیع فاسد ہوتی ہے۔

پہلی صورت یہ ہے کہ شرط مقتضائے عقد کے خلاف ہو۔ مثلاً بائع نے اس شرط پر کوئی چیز فروخت کی کہ مشتری (خریدار) اس میں کچھ تصرف نہیں کرے گا ظاہر ہے یہ شرط خریداری کے تقاضہ کے خلاف ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ وہ شرط سامان کی قیمت میں مخل ہو اس طرح کہ نامعلوم حد تک قیمت میں کمی یا زیادتی کر دے۔ مثلاً: کوئی ایسی بیع ہو جس میں قرض کی شرط لگائی جائے۔

مذہب حنابلہ۔ امام احمدؒ بن حنبل کے مذہب میں اگر شرط ایک سے زائد ہو تو شرط اور عقد دونوں فاسد ہو جائیں گے۔ ہاں اگر شرائط عقد (معاملہ) کے مناسب ہوں تو جائز ہوں گی۔

اس مسئلہ میں تمام تر مدار تین احادیث پر ہے جنہیں عبدالوارث بن سعید سے ابن حزم نے محلی میں اور حاکم نے معرفۃ علوم الحدیث میں نقل کیا ہے۔

علامہ عبدالوارث بن سعید کہتے ہیں کہ میں مکہ آیا تو وہاں پر امام ابو حنیفہ، ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ سے ملاقات ہوگئی۔ میں نے ان تینوں حضرات سے سوال کیا کہ بیع میں شرط لگانے کا کیا حکم ہے؟ امام ابو حنیفہ نے جواب دیا کہ بیع بھی باطل ہے اور شرط بھی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بیع اور شرط سے منع فرمایا ہے۔

جب کہ ابن ابی لیلیٰؒ نے فرمایا کہ بیع تو جائز ہے لیکن شرط باطل ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا تھا کہ "بریرہؓ کو (جو غلام تھیں) خرید لو اور ولاء کی شرط لگالو"۔ لہٰذا بیع جائز ہوگی اور شرط باطل۔

ابن شبرمہؒ نے فرمایا کہ بیع بھی جائز اور شرط بھی جائز۔ کیونکہ حضرت جابرؓ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا اونٹ فروخت کیا تو اس پر مدینہ منورہ تک سفر کی شرط لگائی۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ بیع بھی جائز اور شرط بھی جائز۔

امام ابو حنیفہؒ کی مستدل روایت کی امام ترمذی نے تخریج کی ہے اور حضرت بریرہ والی حدیث کے بارے میں امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اس حدیث سے بیع کے جواز اور شرط کے ابطال پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ در حقیقت وہاں پر ولاء کی شرط نہیں لگائی گئی تھی اور وجہ اس کی یہ تھی کہ ولاء تو شرعاً معتق یعنی آزاد کرنے والے ہی کی ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی یہ شرط لگادے کہ ولاء بائع العبد (یعنی غلام فروخت کرنے والے کی ہوگی) تب بھی اس کی ولاء نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ ایک شرعی حق ہے معتق کا۔ لہٰذا یہاں پر در حقیقت شرط موجود ہی نہیں تھی اگرچہ صورتاً شرط ہے۔

جہاں تک حضرت جابرؓ کی حدیث کا تعلق ہے تو احناف نے فرمایا کہ اس حدیث کے مختلف طرق کو جمع کر کے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ رکوب (یعنی مدینہ تک سفر) کی شرط نہیں لگائی گئی تھی بلکہ یہ ایک تبرع اور احسان تھا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جو انعقاد بیع کے بعد کیا گیا تھا۔ اور یہاں پر اس کی تائید میں امام طحاویؒ نے ایک نہایت قابل غور نکتہ بیان فرمایا ہے وہ یہ کہ آنحضرت ﷺ کا مقصد وہاں پر اونٹ کی خریداری تھا ہی نہیں۔ آپ تو دراصل حضرت جابرؓ کے ساتھ احسان کا معاملہ کرنا چاہتے تھے لیکن ان کی خودداری کی بناء پر براہ راست احسان کرنے کے بجائے اس طرح معاملہ فرمایا۔ لہٰذا اس واقعہ سے جواز شرط پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

دور حاضر میں بیوع میں شرائط لگانے کا مسئلہ۔ ہمارے دور میں بھی بہت ساری بیوع میں شرط لگانے کا رواج ہے اور عام تعامل سوق (مارکیٹ کا معاملہ) اس پر ہی ہے۔ مثلاً مشینری کا سامان فریج، ایئر کنڈیشنڈ وغیرہ جب خریدے جاتے ہیں تو (جاری ہے)

بْنُ عَبْدِ اللهِ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ

۱۸۲۳۔۔۔۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِعُثْمَانَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَتَلاحَقَ بِي وَتَحْتِي نَاضِحٌ لِي قَدْ أَعْيَا وَلا يَكَادُ يَسِيرُ قَالَ فَقَالَ لِي مَا لِبَعِيرِكَ قَالَ قُلْتُ عَلِيلٌ قَالَ فَتَخَلَّفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَزَجَرَهُ وَدَعَا لَهُ فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْإِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيرُ قَالَ فَقَالَ لِي كَيْفَ تَرَى بَعِيرَكَ قَالَ قُلْتُ بِخَيْرٍ قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ أَفَتَبِيعُنِيهِ فَاسْتَحْيَيْتُ وَلَمْ يَكُنْ لَنَا نَاضِحٌ غَيْرُهُ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَبِعْتُهُ إِيَّاهُ عَلَى أَنَّ لِي فَقَارَ ظَهْرِهِ حَتَّى أَبْلُغَ الْمَدِينَةَ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي عَرُوسٌ فَاسْتَأْذَنْتُهُ فَأَذِنَ لِي فَتَقَدَّمْتُ النَّاسَ إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى انْتَهَيْتُ فَلَقِيَنِي خَالِي فَسَأَلَنِي عَنِ الْبَعِيرِ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا صَنَعْتُ فِيهِ فَلامَنِي فِيهِ

قَالَ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ لِي حِينَ اسْتَأْذَنْتُهُ مَا تَزَوَّجْتَ أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا فَقُلْتُ لَهُ تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا قَالَ أَفَلا تَزَوَّجْتَ بِكْرًا تُلاعِبُكَ وَتُلاعِبُهَا فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ تُوُفِّيَ وَالِدِي أَوِ اسْتُشْهِدَ وَلِي أَخَوَاتٌ صِغَارٌ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ إِلَيْهِنَّ مِثْلَهُنَّ فَلا تُؤَدِّبُهُنَّ وَلا تَقُومُ عَلَيْهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا لِتَقُومَ عَلَيْهِنَّ وَتُؤَدِّبَهُنَّ۔ قَالَ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ غَدَوْتُ إِلَيْهِ بِالْبَعِيرِ فَأَعْطَانِي ثَمَنَهُ وَرَدَّهُ عَلَيَّ

۱۸۲۳۔۔۔۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا (واپسی کے سفر میں) آپ ﷺ مجھ سے آملے، میری سواری ایک اونٹ تھا جو بالکل عاجز ہو چکا تھا چلنے سے اور ذرا بھی چلنے کے قابل نہ تھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تمہارے اونٹ کو کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ بیمار ہے۔

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر پیچھے ہوئے اور اسے ڈانٹا اور پھر اس کے لئے دعا فرمائی۔ (آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے) اس کے بعد وہ اونٹ ہمیشہ دوسروں سے آگے ہی چلنے لگا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ اپنے اونٹ کو (اب) کیسا پاتے ہو؟ میں نے عرض کیا بہت اچھا۔ آپ ﷺ کی برکت اس کے شامل حال ہوگئی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا اسے تم میرے ہاتھ فروخت کرتے ہو؟ فرماتے ہیں کہ مجھے شرم آئی کیونکہ ہمارے پاس کوئی دوسرا اونٹ پانی لانے والا نہیں تھا۔ آخر میں نے کہا جی ہاں! فروخت کرتا ہوں، چنانچہ میں نے آپ ﷺ کو فروخت کر دیا اس وضاحت کے ساتھ کہ مدینہ پہنچنے تک اس پر سواری کروں گا۔ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں دولہا ہوں (یعنی حال ہی میں شادی کی ہے) میں نے آپ ﷺ سے اجازت مانگی (جلدی جانے کی) چنانچہ آپ ﷺ نے اجازت دی، میں لوگوں سے آگے نکل گیا اور (سب سے پہلے) مدینہ پہنچ گیا۔ راستہ میں میرے ماموں مجھ سے ملے تو انہوں نے مجھ سے اونٹ کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے سارے معاملہ کے بارے میں بتا دیا۔ انہوں نے مجھے ملامت کی اس بارے میں (کہ اونٹ کیوں فروخت کیا وغیرہ)۔

فرماتے ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگی تھی (جلدی جانے کی) تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم نے کس سے شادی کی؟ باکرہ (کنواری) سے یا شادی شدہ سے؟ میں نے عرض کیا تھا کہ شادی شدہ

(گذشتہ سے پیوستہ) بائع (فروخت کنندہ) ایک سال کی گارنٹی دیتا ہے کہ اس عرصہ میں ہونے والی خرابی کا ذمہ دار وہ ہوگا یا بعد از فروخت سروس وغیرہ کی ذمہ داری، تو اس قسم کی شرائط جائز ہیں۔ اور وجہ اس کی یہی ہے کہ اس پر عام تعامل ہے اور یہ شرائط عقد کے خلاف بھی نہیں۔ واللہ اعلم

ہے۔ فرمایا کہ کنواری سے کیوں نہ کی کہ تم اس سے کھیلتے وہ تم سے کھیلتی؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے والد کا انتقال ہو چکا ہے یا فرمایا کہ شہید ہو چکے ہیں (یہ راوی کا شک ہے) اور میری چھوٹی چھوٹی بہنیں ہیں تو مجھے یہ ناپسند ہوا کہ انہی جیسی لڑکی سے شادی کر کے لے آؤں جو نہ تو انہیں ادب آداب سکھا سکے نہ ہی ان کی نگرانی و حفاظت کر سکے۔ اسی وجہ سے میں نے شادی شدہ عورت سے نکاح کیا تا کہ وہ (تجربہ کار ہونے کی بناء پر) ان کی نگرانی و حفاظت کرے اور انہیں آداب زندگی سکھائے۔

فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لے آئے تو میں صبح ہی آپ ﷺ کی خدمت میں اونٹ لے کر پیش ہو گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے اس کی قیمت عطا فرمانے کے بعد اونٹ بھی مجھے ہی واپس کر دیا۔❶

١٨٢٤ حدثنا عثمان بن أبي شيبة حدثنا جرير عن الأعمش عن سالم بن أبي الجعد عن جابر قال أقبلنا من مكة إلى المدينة مع رسول الله ﷺ فاعتل جملي وساق الحديث بقصته

وفيه ثم قال لي بعني جملك هذا قال قلت لا بل هو لك قال لا بل بعنيه قال قلت لا بل هو لك يا رسول الله قال لا بل بعنيه قال قلت فإن لرجل علي أوقية ذهب فهو لك بها قال قد أخذته فتبلغ عليه إلى المدينة

قال فلما قدمت المدينة قال رسول الله ﷺ لبلال أعطه أوقية من ذهب وزده قال فأعطاني أوقية من ذهب وزادني قيراطا

قال فقلت لا تفارقني زيادة رسول الله ﷺ قال فكان في كيس لي فأخذه أهل الشام يوم الحرة

۱۸۲۴ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مکہ کرمہ سے مدینہ منورہ کو آئے تو راہ میں میرا اونٹ بیمار ہو گیا۔ آگے حسب حدیث سابق پورا قصہ بیان کیا اور اس میں فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ اپنا اونٹ میرے ہاتھ فروخت کر دو۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں (فروخت نہیں) بلکہ یہ تو ویسے ہی آپ ﷺ کے لئے ہے (میں آپ ﷺ کی خدمت میں ہدیۃً پیش کرتا ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اسے مجھے فروخت کر دو۔ میں نے پھر عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! یہ یونہی آپ ﷺ کی خدمت میں پیش ہے۔ فرمایا کہ نہیں! بلکہ اسے مجھے فروخت کر دو۔ میں نے عرض کیا کہ پھر میرے اوپر ایک آدمی کا ایک اوقیہ سونا قرض ہے، یہ اونٹ اسی سونے کے عوض آپ ﷺ کو فروخت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے لے لیا۔ بس تم اسی اونٹ پر مدینہ پہنچو گے۔

فرماتے ہیں کہ میں جب مدینہ پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اسے ایک اوقیہ سونا دے دو بلکہ قدرا زیادہ ہی دو۔ چنانچہ انہوں نے ایک اوقیہ سونے کا مجھے دے کر مزید ایک قیراط (جو ایک خاص پیمانہ ہے) دیا۔

---

❶ چونکہ مقصود رسول اللہ ﷺ کا ان کے ساتھ احسان فرمانا تھا اس لئے یوں بیع کا معاملہ کیا کہ ان کی خود داری کو بھی ٹھیس نہ پہنچے اور احسان سلوک بھی ہو جائے۔

میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا عطا کیا ہوا یہ زائد سونا مجھ سے کبھی نہیں جدا ہوگا (یعنی بطور تبرک ہمیشہ اپنے پاس رکھوں گا) چنانچہ فرماتے ہیں کہ وہ ہمیشہ میرے پاس ایک تھیلے میں رہتا تھا حتیٰ کہ واقعہ حرہ کے دن اہلِ شام نے اسے چھین لیا۔[1]

۱۸۲۵ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَتَخَلَّفَ نَاضِحِي وَسَاقَ الْحَدِيثَ

وَقَالَ فِيهِ فَنَخَسَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ لِي ارْكَبْ بِاسْمِ اللهِ وَزَادَ أَيْضًا قَالَ فَمَا زَالَ يَزِيدُنِي وَيَقُولُ وَاللهُ يَغْفِرُ لَكَ

۱۸۲۵ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، میرا اونٹ (دوسروں سے) پیچھے رہ گیا تھا ۔۔ آگے حسب سابق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹ کو ٹھیس ماری پھر مجھ سے فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر سوار ہو جاؤ۔

آخر میں یہ اضافہ بھی فرمایا کہ آپ ﷺ مجھے زیادہ سونا دیتے جاتے اور فرماتے جاتے کہ: "اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے"۔

۱۸۲۶ وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا أَتَى عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ أَعْيَا بَعِيرِي قَالَ فَنَخَسَهُ فَوَثَبَ فَكُنْتُ بَعْدَ ذَلِكَ أَحْبِسُ خِطَامَهُ لِأَسْمَعَ حَدِيثَهُ فَمَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ فَلَحِقَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ بِعْنِيهِ فَبِعْتُهُ مِنْهُ بِخَمْسِ أَوَاقٍ قَالَ قُلْتُ عَلَى أَنَّ لِي ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ وَلَكَ ظَهْرُهُ إِلَى الْمَدِينَةِ

قَالَ فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ أَتَيْتُهُ بِهِ فَزَادَنِي وُقِيَّةً ثُمَّ وَهَبَهُ لِي

۱۸۲۶ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میرا اونٹ عاجز ہو چکا تھا (چلنے سے) آپ ﷺ نے اسے ٹھونگ ماری تو وہ کودنے لگا (مارے تیزی کے) حتیٰ کہ اس کے بعد تو میں اس کی مہار کو کھینچ کر رکھتا تاکہ آپ ﷺ کی حدیث سن سکوں لیکن میں اس پر قادر نہ ہو پاتا۔

حتیٰ کہ نبی ﷺ مجھ سے آملے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اس اونٹ کو میرے ہاتھ فروخت کردو میں نے آپ کو پانچ اوقیہ چاندی کے عوض فروخت کر دیا اور معاملہ کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ تک تم اس پر سواری بھی کر سکتے ہو۔ فرماتے ہیں کہ جب میں مدینہ آگیا تو اونٹ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ایک اوقیہ چاندی زیادہ عطا فرمائی اور پھر اس اونٹ کو بھی واپس مجھے ہبہ کر دیا۔

۱۸۲۷ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَقَ حَدَّثَنَا بَشِيرُ بْنُ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَافَرْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ أَظُنُّهُ قَالَ غَازِيًا وَاقْتَصَّ

۱۸۲۷ حضرت جابر عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر کیا آپ ﷺ کے بعض اسفار میں سے کسی سفر میں راوی کہتے ہیں کہ شاید جہاد کا سفر تھا۔ آگے سارا قصہ بیان کیا حسب سابق اس اضافہ کے ساتھ کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] حضرت جابرؓ کی اس حدیث کے اس جملہ کہ "وہ سونا میرے پاس ایک تھیلی میں رہتا تھا" سے صلحاء اور انبیاء کرام کی اشیاء سے تبرک کے حصول کا جواز اور استحباب معلوم ہوتا ہے، جیسا کہ شراح حدیث نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

الحديث وزاد فيه قال يا جابر أتوفيت الثمن قلت نعم قال لك الثمن ولك الجمل لك الثمن ولك الجمل

"اے جابر! کیا تم نے پوری پوری قیمت وصول کر لی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا کہ اس کی قیمت بھی تمہاری اور یہ اونٹ بھی تمہارا ہو گیا قیمت بھی لے لو اور اونٹ بھی لے لو۔

۱۸۲۸ حدثنا عبيد الله بن معاذ العنبري حدثنا أبي حدثنا شعبة عن محارب أنه سمع جابر بن عبد الله يقول اشترى مني رسول الله ﷺ بعيرا بوقيتين ودرهم أو درهمين قال فلما قدم صرارا أمر ببقرة فذبحت فأكلوا منها فلما قدم المدينة أمرني أن آتي المسجد فأصلي ركعتين ووزن لي ثمن البعير فأرجح لي

۱۸۲۸ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے اونٹ خرید فرمایا۔ دو اوقیہ اور ایک درہم چاندی کے عوض یا دو درہم کے عوض۔ پھر جب آپ ﷺ صرار کے مقام پر (جو عراق کی طرف سے آتے ہوئے مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک کنواں ہے) پہنچے تو آپ ﷺ نے ایک گائے ذبح کرنے کا حکم فرمایا۔ اسے ذبح کیا گیا اور سب نے اس میں سے کھایا۔ بعد ازاں جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو مجھ کو حکم فرمایا کہ مسجد آ جاؤں اور دو رکعت نماز پڑھوں۔ اور آپ ﷺ نے میرے لئے اونٹ کی قیمت (جو چاندی تھی) وزن کر کے وزن سے زائد مجھے عطا فرمائی۔

۱۸۲۹ حدثني يحيى بن حبيب الحارثي حدثنا خالد بن الحارث حدثنا شعبة أخبرنا محارب عن جابر عن النبي ﷺ بهذه القصة غير أنه قال فاشتراه مني بثمن قد سماه ولم يذكر الوقيتين والدرهم والدرهمين وقال أمر ببقرة فنحرت ثم قسم لحمها

۱۸۲۹ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے اسی قصہ کو روایت فرماتے ہیں اس اضافہ کے ساتھ کہ فرمایا آپ ﷺ نے مجھ سے اونٹ خریدا خود قیمت متعین فرما کر۔ اور اس کی مقدار دو اوقیہ اور ایک درہم اور دو درہم کا ذکر نہیں فرمایا۔ اور فرمایا کہ گائے ذبح کرنے کا حکم فرمایا تو اسے ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کر دیا گیا۔

۱۸۳۰ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا ابن أبي زائدة عن ابن جريج عن عطاء عن جابر أن النبي ﷺ قال له قد أخذت جملك بأربعة دنانير ولك ظهره إلى المدينة

۱۸۳۰ مذکورہ بالا حدیث ہی منقول ہے۔ اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ میں نے تمہارا اونٹ چار دینار میں لے لیا اور اس کی سواری کا حق مدینہ تک تمہیں ہے۔

باب-۴۴۹ باب من استسلف شيئا فقضى خيرا منه وخيركم أحسنكم قضاء

جانوروں کو بطور قرض لینے کے جواز کا بیان

۱۸۳۱ حدثنا أبو الطاهر أحمد بن عمرو بن سرح أخبرنا ابن وهب عن مالك بن أنس عن زيد بن أسلم عن عطاء بن يسار عن أبي رافع أن

۱۸۳۱ حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے اونٹ کا بچھڑا بطور قرض لیا۔ پھر آپ ﷺ کے پاس کہیں سے صدقہ کے اونٹ آ گئے تو آپ ﷺ نے ابو رافع رضی اللہ

رَسُولُ اللهِ ﷺ اسْتَسْلَفَ مِنْ رَجُلٍ بَكْرًا فَقَدِمَتْ عَلَيْهِ إِبِلٌ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ فَأَمَرَ أَبَا رَافِعٍ أَنْ يَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ فَرَجَعَ إِلَيْهِ أَبُو رَافِعٍ فَقَالَ لَمْ أَجِدْ فِيهَا إِلَّا خِيَارًا رَبَاعِيًا فَقَالَ أَعْطِهِ إِيَّاهُ إِنَّ خِيَارَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً

تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ اس شخص کو اس کا بچھڑا ادا کر دو۔ ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے پاس لوٹ آئے اور کہا کہ میں تو ان اونٹوں میں سوائے پورے سات برس کے جوان اونٹوں کے کوئی (بچھڑا) نہیں پاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہی دے دو۔ اس لئے کہ لوگوں میں بہترین لوگ وہ ہیں جو قرض کی ادائیگی میں اچھے ہوں۔

۱۸۳۲ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ أَخْبَرَنَا عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ اسْتَسْلَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَكْرًا بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَإِنَّ خَيْرَ عِبَادِ اللهِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً

۱۸۳۲ اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث منقول ہے۔ اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جو معاملات کی ادائیگی اچھے طریقہ سے کریں"۔

۱۸۳۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارِ بْنِ عُثْمَانَ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ حَقٌّ فَأَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا فَقَالَ لَهُمُ اشْتَرُوا لَهُ سِنًّا فَأَعْطُوهُ إِيَّاهُ فَقَالُوا إِنَّا لَا نَجِدُ إِلَّا سِنًّا هُوَ خَيْرٌ مِنْ سِنِّهِ قَالَ فَاشْتَرُوهُ فَأَعْطُوهُ إِيَّاهُ فَإِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ أَوْ خَيْرَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً

۱۸۳۳ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر ایک شخص کا کوئی حق تھا اس کی وصولی میں اس نے بہت شدت سے کام لیا، نبی ﷺ کے صحابہ نے ارادہ کیا کہ اسے سزا دیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:
"حقدار کو بھی (سخت بات وغیرہ) کہنے کا حق ہوتا ہے"۔ (ارفع اخلاق نبوی ﷺ کی ناقابل بیان مثال) پھر فرمایا کہ: اس کے لئے ایک اونٹ خریدو اور اسے اس شخص کے حوالے کر دو۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ ہمیں تو اس کے اونٹ سے بہتر اونٹ کے علاوہ دوسرا اونٹ نہیں ملتا۔ فرمایا کہ "وہی بہتر اونٹ خرید کر اسے دے دو اس واسطے کہ تم میں بہتر شخص وہ ہے جو ادائیگی میں بہتر ہو"۔

۱۸۳۴ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَقْرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سِنًّا فَأَعْطَى سِنًّا فَوْقَهُ وَقَالَ خِيَارُكُمْ مَحَاسِنُكُمْ قَضَاءً

۱۸۳۴ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک اونٹ کسی سے بطور قرض لیا۔ اور اس کو اس اونٹ سے بہتر اونٹ واپس کیا اور فرمایا کہ تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو معاملات کو بہتر طریقہ سے کرنے والے ہیں۔

۱۸۳۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ يَتَقَاضَى رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعِيرًا فَقَالَ أَعْطُوهُ سِنًّا فَوْقَ سِنِّهِ وَقَالَ خَيْرُكُمْ

۱۸۳۵ ... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص ایک اونٹ کا تقاضا کرتے ہوئے حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
اسے اس کے اونٹ سے بہتر اونٹ دے دو۔ اور فرمایا: تم میں بہترین شخص

أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً

بہترین معاملہ کرنے والا ہے۔ ❶

باب-۲۵۰ باب جواز بيع الحيوان بالحيوان من جنسه متفاضلا

جانور کو جانور کے عوض کمی بیشی کے ساتھ بیچنا

۱۸۳۶...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَابْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنِيهِ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْهِجْرَةِ وَلَمْ يَشْعُرْ أَنَّهُ عَبْدٌ فَجَاءَ سَيِّدُهُ يُرِيدُهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِعْنِيهِ فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ أَسْوَدَيْنِ ثُمَّ لَمْ يُبَايِعْ أَحَدًا بَعْدُ حَتَّى يَسْأَلَهُ أَعَبْدٌ هُوَ

۱۸۳۶...... حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک غلام حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر ہجرت کرنے پر بیعت کی۔ آپ ﷺ کو اس کے غلام ہونے کا پتہ نہ تھا، اس کا مالک اسے لینے کے لئے آگیا تو رسول اللہ ﷺ نے مالک سے فرمایا کہ: اسے مجھے فروخت کردو"۔ چنانچہ آپ ﷺ نے دو سیاہ فام حبشی غلاموں کے عوض اسے خرید لیا۔

اس کے بعد آپ ﷺ کا معمول یہ ہو گیا کہ جب تک یہ پوچھ نہ لیتے کہ وہ غلام تو نہیں ہے؟ کسی کو بھی بیعت نہ فرماتے تھے۔

باب-۲۵۱ باب الرَّهْنِ وجوازه فِي الْحضر كالسفر

رھن (گروی) کے جواز کا بیان سفر و حضر میں

۱۸۳۷...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ

۱۸۳۷...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے کچھ اناج اُدھار خریدا تو اسے بطور رھن (گروی) اپنی زرہ دے دی۔ ❷

---

❶ جانور کو بطور قرض لینا جائز ہے یا ناجائز؟ ائمہ ثلاثہ رحمھم اللہ (امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ) کے نزدیک اس کا جواز ہے۔ جب کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کا جواز ہے۔ جب کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حیوان کا قرض کے طور پر لینا جائز نہیں، اگر کسی نے لے لیا تو اس پر واجب ہے کہ اسی جانور کو واپس لوٹائے۔

ائمہ ثلاثہؒ کی دلیل تو مذکورہ بالا احادیث ہی ہیں جن میں صرف حضرت ابو رافعؓ کی حدیث میں یہ صراحت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اونٹ کو بطور قرض لیا تھا۔

امام ابو حنیفہؒ کی دلیل یہ ہے کہ قرض صرف مثلی اشیاء (ذوات الامثال) میں صحیح ہوتا ہے یعنی وہ اشیاء جن کا مثل پایا جاتا ہو عموماً مثلاً: قلم ہے تو اس جیسے بہت سے قلم دنیا میں ہیں۔ ذوات القیم (یعنی جن اشیاء کی مثل موجود نہیں ہوتی) میں صحیح نہیں ہوتا۔ کیونکہ قرض کی حقیقت یہ ہے کہ کسی چیز کو اپنی ملکیت میں لیا جائے اس کے مثل کو واپس کرنے کی شرط اور وعدہ کے ساتھ۔ اور یہ شرط صرف مکیلات، موزونات اور عددیات متقاربہ میں پائی جاتی ہے۔ ذوات القیم میں نہیں۔ حیوان کے قرض کے عدم جواز پر متعدد آثار صحابہؓ دال ہیں۔ مثلاً: مصنف عبدالرزاق میں حضرت عمرؓ بن خطاب کا اثر جس میں انہوں نے ربا کی بعض صورتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: حیوان میں سلم کرنا بھی ربوا ہے اور جب بیع سلم حیوان کی جائز نہیں تو قرض تو بطریق اولیٰ جائز نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

❷ اس یہودی کا نام "ابوالشحم الظفری" تھا (کذا فی تلخیص الحبیر ۳/۳۵) یہاں پر ایک اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے اناج کی ضرورت کے وقت ایک یہودی سے اناج کیوں خریدا جب کہ ایک مسلمان سے بھی اناج خریدا جا سکتا تھا؟ ......(جاری ہے)

الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اشْتَرَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا بِنَسِيئَةٍ فَأَعْطَاهُ دِرْعًا لَهُ رَهْنًا

۱۸۳۸ ـــ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اشْتَرَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا وَرَهَنَهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيدٍ

۱۸۳۸۔ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے اس میں لوہے کی زرہ کا ذکر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے اناج خریدا اور لوہے کی زرہ اس کے پاس گروی رکھ دی۔

۱۸۳۹ ـــ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا

۱۸۳۹۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی

(گذشتہ سے پیوستہ)

امام نوویؒ نے اس کا جواب دیا ہے کہ "نبی ﷺ کا یہ عمل درحقیقت بیان جواز کے لئے تھا، یعنی اس بات کے جواز کے بیان کے لئے کہ یہودی سے بھی لین دین کیا جاسکتا ہے۔ یا یہ کہ ممکن ہے کہ اس وقت مسلمانوں میں سے کوئی ایسا شخص سامنے نہ ہو جس کے پاس اس کی اپنی ضرورت سے زائد اناج نہ ہو اس لئے یہودی سے معاملہ کرنے کی ضرورت پڑ گئی ہو۔

چنانچہ صاحب تکملہ فتح الملہم نے اس کا پورا پس منظر تفصیلاً بیان کیا ہے جس سے اس واقعہ سے متعلق اشکال کا مفصل جواب مل جاتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"مسند بزار میں حضرت ابو رافع جو رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے سے نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے یہاں کوئی مہمان آگیا تو آپ نے مجھے اس کے لئے کھانا وغیرہ کا بندوبست کرنے کے لئے بھیجا۔ میں ایک یہودی کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ: محمد ﷺ نے تجھے کہلوایا ہے کہ ہمارے یہاں ایک مہمان آگیا ہے اور ہمارے پاس اس وقت کوئی ایسی چیز نہیں جس سے اس کی مدارات کی جاسکے۔ لہٰذا تم مجھے (طعام اناج) فروخت کردو یا بطور قرض دے دو، رجب کے چاند تک کے لئے"۔ یہودی نے کہا کہ: نہیں اللہ کی قسم! تو میں قرض دوں گا نہ ہی فروخت کروں گا بغیر رھن (گروی) رکھے۔ چنانچہ میں واپس رسول اللہ ﷺ کی خدمت لوٹا اور آپ ﷺ سے ساری بات عرض کی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: بیشک میں اللہ کی قسم! آسمان والوں کے اندر بھی امانت دار ہوں اور اہل زمین کے اندر بھی سب سے زیادہ امین ہوں، اگر وہ مجھے قرض دیتا یا فروخت کردیتا تو میں لازماً اس کی ادائیگی کردیتا، جاؤ میری زرہ لے جاؤ۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی ﴿لا تمدن عينيك الى ما متعنا به ازواجا منهم..... الآية﴾ جس میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ ان کافروں اور نافرمانوں کو دی گئی دولت و عشرت دنیا پر آنکھیں پر مت ڈالئے (یعنی ان سے بے نیاز رہئے) آپ ﷺ کو تو قرآن کی دولت عطا کردی گئی ہے، جس کے آگے تمام دنیا کی دولت ہیچ ہے۔

اس روایت سے واضح ہو گیا کہ کن حالات میں رسول اللہ ﷺ نے یہودی سے قرض کے طور پر اناج لیا تھا اور اپنی زرہ بطور رہن رکھوائی تھی۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ یہ اناج تیس صاع جو تھے۔

اس روایت سے جمہور علماء نے حضر یعنی مقیم ہونے کی صورت میں بھی رہن کے جواز پر استدلال کیا ہے۔ کیونکہ مجاہدؒ جو امام تفسیر ہیں اور بعض اہل ظاہر نے یہ کہا ہے کہ رہن صرف سفر میں جائز ہے مقیم ہونے کی صورت میں نہیں، اور استدلال کیا ہے قرآن کریم کی آیت ﴿و ان كنتم على سفر ولم تجدوا كاتبا فرهن مقبوضة﴾ سے کہ اس میں رہن کو سفر کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔

اس کے جواب میں جمہور علماء نے فرمایا کہ اس آیت میں غالب صورت کا اعتبار کر کے سفر کا ذکر کیا گیا کیونکہ رہن کی زیادہ ضرورت سفر ہی میں پیش آسکتی ہے، ورنہ یہ شرط نہیں ہے۔ واللہ اعلم

الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ ذَكَرْنَا الرَّهْنَ فِي السَّلَمِ عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ فَقَالَ حَدَّثَنَا الأَسْوَدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اشْتَرَى مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا إِلَى أَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعًا لَهُ مِنْ حَدِيدٍ

سے مدت معلومہ کے ادھار پر غلہ خریدا اور اس کے پاس اپنی لوہے کی زرہ گروی رکھ دی۔

۱۸۴۰ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي الأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ حَدِيدٍ

۱۸۴۰۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسی سابقہ حدیث ہی کی مثل نبی کریم ﷺ سے روایت فرمائی ہے لیکن اس روایت میں یہ ذکر نہیں فرمایا کہ وہ زرہ لوہے کی تھی۔

باب - ۲۵۴

باب السلم

بیع سلم کا بیان[1]

۱۸۴۱ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا وَقَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا

۱۸۴۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب مدینہ تشریف لائے (ہجرت کے وقت) تو وہاں کے لوگ پھلوں

---

[1] سلم اور سلف دونوں کے ایک ہی معنی ہیں اور دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ سلم کے شرعی معنی یہ ہیں:
"نقد ادائیگی پر ادھار سامان کی بیع" اور شرعاً باتفاق علماء یہ بیع مشروع اور جائز ہے۔ مثلاً خریدار نے بائع کو یہ کہا کہ یہ نقد قیمت میں تمہیں دے رہا ہوں اس کے عوض تین ماہ کے بعد تم سے ۲۰ کلو گندم لے لوں گا۔ قیاس کا تقاضا تو یہ تھا کہ یہ بیع جائز نہ ہوتی کیونکہ یہ بیع معدوم ہے یعنی جو سامان ابھی بائع کی ملکیت میں نہیں اس کی بیع کی جا رہی ہے جو جائز نہ ہونا چاہیے۔ لیکن یہاں پر قیاس کو ترک کر دیا گیا ہے کتاب و سنت کی وجہ سے۔ قرآن کریم کا حکم صریح ہے: یاایھا الذین امنوا اذا تداینتم بدین الآیۃ کہ اے ایمان والو! جب تم کسی مقررہ مدت کے لئے کسی دین یا قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔ تو قرآن و سنت کی واضح نصوص کی وجہ سے قیاس کو ترک کر دیا گیا۔
پھر ابن حزم نے المحلی میں حدیث میں واقع الفاظ "في كيل معلوم" سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ سلم اور سلف صرف ان چیزوں میں جائز ہے جو کیل یا وزن کے ذریعہ جن کا تعین دین ہوتا ہو جب کہ جمہور فقہاء کے نزدیک سلم اور سلف مکیلات و موزونات کے علاوہ مذروعات اور معدودات متقاربہ میں بھی جائز ہے جب کہ ذرع اور عدد کی تعیین ہو۔
بیع سلم کے جواز کی بنیادی شرط یہ ہے کہ جس چیز کا سودا کیا جا رہا ہے وہ اپنی تمام صفات و مواصفات کے ساتھ متعین ہو اور اس میں کسی قسم کا ابہام یا جہالت باقی نہ رہے۔ مثلاً گندم کی بیع کی تو گندم کی مقدار کوالٹی وغیرہ سب معلوم و متعین ہونی چاہئیں۔ اسی طرح جس مدت پر ادائیگی (ڈیلیوری) کرنی ہے اس مدت کی تعیین بھی ضروری ہے۔ اگر کپڑے کی خریداری کا معاملہ کیا تو اس کی پیمائش، کوالٹی، رنگ وغیرہ کی تعیین ضروری ہے۔
بہرکیف بیع سلم کے جواز کے لئے متعدد شرائط ہیں ان میں سے دو شرائط تو حدیث میں ذکر کی گئی ہیں۔ یعنی قدر (مقدار) اور اجل (یعنی مدت) کی تعیین۔ فقہاء نے ان کے علاوہ مزید تین شرائط "دلالۃ النص" کے ذریعہ بیان کی ہیں اور وہ یہ ہیں ۳۔ جنس ۴۔ نوع اور ۵۔ صفت۔ یہ پانچ شرائط تو تمام ائمہ کرام کے نزدیک متفق ہیں جب کہ امام ابوحنیفہ نے مزید دو شرطوں کا اضافہ فرمایا ہے۔ ایک یہ کہ اگر مسلم فیہ (وہ مال جس کا سودا کیا گیا ہے) کے لئے بار برداری کی ضرورت ہو تو اس کی ادائیگی کی جگہ کا تعین بھی۔ (جاری ہے)

سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي الثِّمَارِ السَّنَةَ وَالسَّنَتَيْنِ فَقَالَ مَنْ أَسْلَفَ فِي تَمْرٍ فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ

کے اندر سال، دو سال کے مدت کے لئے بیع سلف کیا کرتے تھے آپ ﷺ (کو جب علم ہوا تو) ارشاد فرمایا:
"جو کوئی کھجور کے اندر بیع سلف کیا کرے اسے چاہئے کہ کیل اور وزن اور مدت سب کے تعین اور علم کے ساتھ کرے"۔

۱۸۴۲ ...... حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالنَّاسُ يُسْلِفُونَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ أَسْلَفَ فَلَا يُسْلِفْ إِلَّا فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ۔

۱۸۴۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگ بیع سلف کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا:
جو کوئی بیع سلف کرے تو صرف معلوم و متعین کیل اور متعین وزن کے ساتھ کرے"۔

۱۸۴۳ ... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْمَعِيلُ بْنُ سَالِمٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَلَمْ يَذْكُرْ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ

۱۸۴۳ اس طریق سے بھی سابقہ روایت منقول ہے لیکن اس روایت میں متعینہ مدت کا ذکر موجود نہیں ہے۔

۱۸۴۴ ... حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ بِإِسْنَادِهِمْ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ يَذْكُرُ فِيهِ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ

۱۸۴۴ حضرت ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مثل ابن ابی نجیح سے بھی یہ حدیث روایت کی گئی ہے لیکن اس روایت میں مدت مقررہ کا ذکر نہیں فرمایا۔

باب-۲۵۳ باب تحريم الاحتكار في الأقوات
غذائی اشیاء کی ذخیرہ اندوزی کی حرمت

۱۸۴۵ ... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ

۱۸۴۵ ... حضرت یحییٰ بن سعیدؒ کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ

(گذشتہ سے پیوستہ) ضروری ہے۔ دوسری شرط یہ ہے جس وقت معاملہ کیا جارہا ہے اس وقت مبیع کا مطلق وجود ضروری ہے۔ اور عقد کے وقت سے لے کر اس کی ادائیگی کے وقت تک مبیع موجود رہے۔ معدوم نہ ہو۔ لیکن یہ دونوں شرائط صرف امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہیں۔ جمہور علماء کے نزدیک نہیں ہے۔ اور سہولت برائے عوام کی خاطر حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دو شرائط کے عدم وجود کے وقت بھی بیع سلم کو جائز قرار دیا ہے مذہب جمہور کے موافق کر کے یہی حدیث سے زیادہ اقرب ہے۔
(کمافی امداد الفتاویٰ ۳/۱۰۶) (از تقریر علم ملخصاً از تکملہ)

قَالَ كَانَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ أَنَّ مَعْمَرًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ فَقِيلَ لِسَعِيدٍ فَإِنَّكَ تَحْتَكِرُ قَالَ سَعِيدٌ إِنَّ مَعْمَرًا الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُ هَذَا الْحَدِيثَ كَانَ يَحْتَكِرُ

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:
"جس نے ذخیرہ اندوزی کی تو وہ گناہگار ہے"۔ سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ آپ بھی تو ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں؟ اس پر سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے یہ حدیث بیان کی وہ خود بھی ذخیرہ اندوزی کیا کرتے تھے۔

۱۸۴۶ ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الأَشْعَثِيُّ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ

۱۸۴۶..... حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"ذخیرہ اندوزی نہیں کرتا مگر گناہگار شخص"۔

۱۸۴۷..... و حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ

۱۸۴۷..... اس سند سے بھی حضرت معمر بن ابی معمر سے روایت ہے کہ جو قبیلہ عدی بن کعب میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سابقہ حدیث سلیمان بن بلال عن یحییٰ بیان فرمائی۔ ❶

---

❶ ذخیرہ اندوزی کے متعلق احادیث بالا کی وضاحت اور اس کا شرعی حکم

حدیث بالا سے احتکار یعنی ذخیرہ اندوزی کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ احتکار کے لفظی معنی ہیں "غلہ اور اناج کی قیمتیں بڑھنے کے انتظار میں روکے رکھنا ذخیرہ کرکے"۔

اکثر فقہاء کرامؒ کے رائے یہ ہے کہ احتکار یعنی ذخیرہ اندوزی کی حرمت و ممانعت صرف غذائی اجناس میں ہے، دیگر اشیاء میں ذخیرہ اندوزی ممنوع نہیں ہے۔ چنانچہ امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ و امام احمدؒ اور دیگر ائمہ کا یہی مذہب ہے۔ (رد المحتار ۵/ ۲۸۲)

علامہ ابن قدامہؒ المغنی میں فرماتے ہیں کہ:

"وہ احتکار (ذخیرہ اندوزی) حرام ہے جس میں تین باتیں پائی جائیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اناج یا غلہ خریدا گیا ہو۔ یعنی کسی نے اپنی ذاتی پیداوار کو ذخیرہ کر کے رکھا ہو تو وہ حرام نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ لازمی غذائی اجناس سے تعلق رکھتا ہو۔ اگر وہ ایسی غذائیں ہیں جن کا استعمال عام ضرورت انسانی میں شامل نہیں مثلاً: حلوہ، شہد وغیرہ تو اس کی ذخیرہ اندوزی بھی حرام نہیں۔ لیکن گندم، آٹا، مکئی، چاول وغیرہ جو عام انسانی ضرورت ہیں ان کا احتکار حرام ہے۔ تیسرے یہ کہ اس کے احتکار اور ذخیرہ کرنے سے لوگوں پر تنگی ہو جائے۔ یعنی ایسے چھوٹے شہر میں ذخیرہ اندوزی کرنے سے مارکیٹ پر کوئی اثر نہ پڑے وہاں ذخیرہ اندوزی حرام نہیں (یعنی اگر کوئی شہر اتنا بڑا ہو کہ کسی ایک آدمی کی ذخیرہ اندوزی سے اس چیز کی بازار کے اندر سپلائی میں کمی نہ واقع ہو اور لوگوں کی ضرورت پوری ہوتی رہے تو وہ احتکار بھی حرام نہیں)۔

لیکن امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: احتکار کی حرمت غذائی اجناس کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر وہ چیز جس کی ذخیرہ اندوزی کا نقصان اور مضرت عوام کو ہو تو اس کی ذخیرہ اندوزی حرام ہے۔ خواہ وہ غذائی اشیاء ہوں یا کوئی اور چیز ہو۔ (کما فی رد المحتار ۵/ ۲۸۲)

بہ ظاہر جمہور نے تو اس چیز کو پیش نظر رکھا ہے کہ احتکار کے لفظی معنی کیا ہیں۔

چونکہ احتکار کے لفظی معنی کھانے کی اشیاء اناج وغیرہ کو مہنگائی کے انتظار میں روکے رکھنے کے ہیں لہٰذا جمہور نے اس کی حرمت کو صرف غذائی اشیاء و اجناس تک محدود رکھا۔

(جاری ہے)

مَعْمَرِ بْنِ اَبِي مَعْمَرٍ اَحَدِ بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى

باب-٢٥٣　باب النَّهْيِ عن الحلف في البيع

لین دین میں قسم کھانے کی ممانعت کا بیان

١٨٤٨..... حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اَبُو صَفْوَانَ الْاُمَوِيُّ ح و حَدَّثَنِي اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ كِلَاهُمَا عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ الْحَلِفُ مَنْفَقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مَمْحَقَةٌ لِلرِّبْحِ

١٨٤٨..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"قسم (حلف) سامان کو تو نکالنے اور چلانے والی ہے لیکن منافع کو مٹانے والی ہے"۔

١٨٤٩..... حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَاَبُو كُرَيْبٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ اَبِي شَيْبَةَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِي قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ

١٨٤٩..... حضرت ابو قتادہ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"تم بیع وغیرہ میں زیادہ قسمیں کھانے سے بچتے رہو کہ وہ مال کو تو نکلوا دیتی ہے (فروخت کروا دیتی ہے) لیکن بعد میں نفع کو مٹا دیتی ہے" (یعنی اس کی نحوست سے اس سودے کی برکت ختم ہو جاتی ہے)"۔ [1]

(گذشتہ سے پیوستہ)

جب کہ امام ابو یوسفؒ نے دو باتوں پر نظر فرمائی۔ ایک تو یہ کہ لغت میں لفظ "حصر" دیگر اشیاء کے حبس اور روکنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ احتکار کی ممانعت کا مقصد عوام کو اس کی مضرت اور نقصان سے بچانا ہے۔ اور یہ ضرر و نقصان جس طرح غذائی اجناس کی ذخیرہ اندوزی سے ہو سکتا ہے اسی طرح دیگر اشیاء کی ذخیرہ اندوزی سے بھی ہو سکتا ہے۔

صاحب تکملہ فتح الملہم کی رائے یہ ہے کہ طعام اور غذائی اجناس کی ذخیرہ اندوزی کی حرمت تو چونکہ صریح احادیث سے ثابت ہے لہٰذا یہ حکم تو ابدی اور دائمی ہے۔ البتہ جہاں تک دیگر اشیاء کی ذخیرہ اندوزی کا تعلق ہے تو ان کی حرمت اور ممانعت حاکم وقت اور حکومت کی صوابدید پر منحصر ہے۔ اگر وہ کسی چیز کے احتکار اور ذخیرہ اندوزی میں عوام کا نقصان اور تنگی محسوس کرے تو اس کو منع کر دے۔ ورنہ اس کی اجازت دے دے اگر اس کی ذخیرہ اندوزی سے عوام متاثر نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (تکملہ فتح الملہم ار ٦٥٨)

فائدہ..... حدیث بالا میں یہ ہے کہ جب حضرت سعیدؒ نے یہ حدیث معمرؓ کے حوالہ سے بیان کی تو ان سے کہا گیا کہ آپ خود تو ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں، اس پر فرمایا کہ: معمرؓ بھی ذخیرہ اندوزی کیا کرتے تھے۔ ذخیرہ اندوزی غیر غذائی اجناس میں ہوتی تھی اور وہ جمہور کے مسلک کے مطابق ان کے نزدیک بھی ناجائز نہیں تھی ان حضرات کا یہ عمل بھی جمہور کی بہت قوی دلیل ہے۔ واللہ اعلم

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

[1] حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ کریں۔

إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ

باب-۲۵۵ باب الشفعة

حق شفعہ کا بیان

۱۸۵۰ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ كَانَ لَهُ شَرِيكٌ فِي رَبْعَةٍ أَوْ نَخْلٍ فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَبِيعَ حَتَّى يُؤْذِنَ شَرِيكَهُ فَإِنْ رَضِيَ أَخَذَ وَإِنْ كَرِهَ تَرَكَ

۱۸۵۰ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جس شخص کا کوئی شریک ہو کسی زمین یا باغ میں تو جب تک کہ وہ اپنے شریک کو اطلاع نہ دے دے اسے اپنا حصہ فروخت کرنا جائز نہیں۔ پھر اگر وہ لینا چاہے تو لے لے اور اگر ناپسند ہو تو چھوڑ دے"۔

۱۸۵۱ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ نُمَيْرٍ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ شِرْكَةٍ لَمْ تُقْسَمْ رَبْعَةٍ أَوْ حَائِطٍ لَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَبِيعَ حَتَّى يُؤْذِنَ شَرِيكَهُ فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ فَإِذَا بَاعَ وَلَمْ يُؤْذِنْهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ

۱۸۵۱ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا ہے حق شفعہ کا ہر اس شراکت میں جسے تقسیم نہ کیا جا سکتا ہو کسی زمین یا باغ کی شراکت میں۔ ایک شریک کو جائز نہیں کہ وہ اپنے شریک کو اطلاع دیئے بغیر فروخت کر دے۔ پھر اگر دوسرا شریک چاہے تو خود ہی لے لے اور جو چاہے تو چھوڑ دے۔ اور جس نے شریک کو بغیر اطلاع دیئے فروخت کر دیا تو وہ شریک اس کا زیادہ حقدار ہے (کہ اس خریدار سے اسی قیمت پر خود لے لے حق شفعہ استعمال کرتے ہوئے)۔

۱۸۵۲ و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الشُّفْعَةُ فِي كُلِّ

۱۸۵۲ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"حق شفعہ ہر شرکت میں ہوتا ہے زمین میں، گھر میں اور باغ میں، ایک

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

❶ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ بیع وغیرہ بلکہ دین میں حلف اٹھانا یعنی بلاضرورت قسم کھانا مکروہ ہے، کیونکہ اگر جھوٹی قسم کھائی تو وہ بالکل حرام ہے اور اگر سچی قسم بھی کھائی تو کراہت سے خالی نہیں کیونکہ اس طرح اس کی عادت پڑ جائے گی اور وہ بتدریج جھوٹی قسم کھانے کی بھی جرأت کر بیٹھے گا۔

امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی معرکۃ الآراء کتاب "حجۃ اللہ البالغۃ" میں فرماتے ہیں کہ:
"بیع وغیرہ میں کثرت حلف کی ممانعت دو وجوہ سے ہے۔ ایک تو یہ کہ اس میں دوسرے معاملہ کرنے والوں کے دھوکہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس کی وجہ سے قلب سے اللہ کے اسم کی عظمت کے زائل ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔ (لہٰذا ان دو وجوہ کی بناء پر معاملات میں بلاضرورت حلف اٹھانا مکروہ ہے)۔ (حجۃ اللہ البالغۃ ۲/۱۴۳)

شِرْكٌ فِي أَرْضٍ أَوْ رَبْعٍ أَوْ حَائِطٍ لَا يَصْلُحُ أَنْ يَبِيعَ حَتَّى يَعْرِضَ عَلَى شَرِيكِهِ فَيَأْخُذَ أَوْ يَدَعَ فَإِنْ أَبَى فَشَرِيكُهُ أَحَقُّ بِهِ حَتَّى يُؤْذِنَهُ

شریک کے لئے درست نہیں کہ وہ (اپنا حصہ) فروخت کرے حتی کہ اسے اپنے دوسرے شریک کے سامنے پیش کرے، پھر وہ (چاہے) تو خود لے لے یا (چاہے) تو چھوڑ دے۔ پھر اگر وہ انکار کردے تو دوسرا شریک اس کا زیادہ مستحق ہے یہاں تک کہ اس کو اطلاع ہو جائے"۔ [1]

---

[1] حق شفعہ کا مطلب و حکم ... حق شفعہ کا مطلب یہ ہے کہ دو افراد کسی کاروبار، زمین، گھر یا باغ جائداد وغیرہ میں شریک ہیں، ایک شریک اپنا حصہ فروخت کرنا چاہتا ہے تو اس حصہ کی خریداری کا پہلا مستحق شخص اس کا شریک ہے۔ اور پہلے کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ شریک ثانی کو اطلاع دیئے بغیر اپنا حصہ کسی اور کے ہاتھ فروخت کردے۔ حتی کہ اگر اس نے بغیر اپنے شریک کو اطلاع دیئے اپنا حصہ فروخت کردیا اور اس کے بعد شریک کو علم ہوا تو وہ اس بات کا حقدار ہے کہ وہ اس تیسرے شخص سے اس حصہ کو اسی قیمت پر خرید لے جس پر اس تیسرے نے خریدا تھا۔

پھر امام احمدؒ کے نزدیک اگر شریک اوّل نے شریک ثانی کو پہلے اطلاع دے دی اور اس نے حق شفعہ کے استعمال کرنے کے بجائے اسے فروخت کرنے کی اجازت دے دی تو اب اس کا حق شفعہ ساقط ہو گیا۔ اب اگر اس کے بعد وہ حق شفعہ کا مطالبہ کرتا ہے تو اس کا مطالبہ قبول نہ کیا جائے گا۔ خواہ بیع ہوئی ہو یا نہیں۔

لیکن جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ جب تک بیع نہیں ہو جاتی اس کا حق شفعہ باقی رہے گا۔ امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ وغیرہم کا بھی مسلک ہے۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حق شفعہ ایک ایسا حق ہے جس کا تحقق ہی بیع کے بعد ہوتا ہے لہذا جب تک بیع ہی نہیں ہوئی تو اس کا تحقق و ثبوت بھی نہیں ہوا اور ثابت ہونے سے قبل کسی حق سے معذوری کا اظہار معتبر نہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی عورت نکاح سے قبل ہی اپنے مہر کو معاف کردے تو اس کی یہ معافی معتبر نہیں کیونکہ ابھی تو نکاح ہی نہیں ہوا جس کے نتیجہ میں مہر کا حق اس کے لئے ثابت ہوتا۔ جب حق ہی ثابت نہیں تو اس کی معافی یا اسقاط کیسے معتبر ہو سکتا ہے؟

جہاں تک امام احمدؒ کے مسلک کا تعلق ہے تو چونکہ انہوں نے حدیث بالا کے الفاظ "وان کرہ ترک" سے استدلال کیا ہے تو یہ استدلال مفہوم مخالف سے ہے اور مفہوم مخالف احناف کے یہاں معتبر نہیں ہے۔ اور ان الفاظ سے مراد یہ نہیں کہ اس کا حق شفعہ ختم کر دیا جائے بلکہ اس پر سے تخفیفِ مشقت کا اظہار ہے۔

یہاں یہ واضح رہے کہ حق شفعہ غیر منقولہ اشیاء میں ہوتا ہے۔ یعنی جائداد، مکان، باغات، زمین وغیرہ میں منقولہ اشیاء یعنی دوسرے مال و متاع جو قابل انتقال ہو اس میں حق شفعہ ثابت نہیں ہوتا ہے۔

پڑوسی کے لئے حق شفعہ کا بیان...... اوپر بیان کردہ تفصیل تو شریک کے لئے حق شفعہ کے بیان میں تھی۔ جہاں تک پڑوسی کا تعلق ہے تو جمہور علماء کے نزدیک پڑوسی کے لئے حق شفعہ نہیں ہے جب کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جار (پڑوسی) کے لئے بھی حق شفعہ ہے۔ جمہور کی دلیل تو حدیث بالا کے علاوہ بخاری کی روایت کردہ حضرت جابرؓ کی حدیث بھی ہے۔ جب کہ احنافؒ کے نزدیک حق شفعہ تین قسم کے لوگوں کے لئے ثابت ہوتا ہے ۱۔ شریک فی نفس المبیع۔ یعنی جو شخص کسی چیز میں شریک ہو مثلاً: جائداد، زمین وغیرہ ۲۔ شریک فی حق المبیع۔ یعنی جو کسی چیز کے حقوق میں شریک ہو، مثلاً دو افراد کی الگ الگ زمین ہے لیکن اس کا راستہ ایک ہے یا نہر سے پانی آنے کا راستہ ایک ہی ہے ۳۔ ملحق پڑوسی۔ ان تین قسم کے افراد کیلئے حق شفعہ ثابت ہوتا ہے احناف کے دلائل میں ایک تو حضرت جابرؓ کی بیان کردہ حدیث ہے جس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے کہ پڑوسی اپنے پڑوسی کے شفعہ کا زیادہ مستحق ہے الخ علاوہ ازیں بخاری کی روایت کردہ حدیث ابی رافعؓ "الجار أحق بسقبه" بھی احناف کی دلیل ہے۔ بہر کیف۔ پڑوسی کے لئے شفعہ کا حق احناف کے نزدیک ثابت ہے۔

تفصیلی بحث کے لئے دیکھئے۔ (فتح الباری ۵/۳۶۱) (تکملہ فتح الملہم ۱/۶۶۶۔۶۶۷)

باب-۲۵۶

باب غرز الخشبة في جدار الجار
پڑوسی کی دیوار میں چھت کا شہتیر گاڑنے کا بیان

۱۸۵۳ ..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا يَمْنَعْ أَحَدُكُمْ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهِ قَالَ ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا لِي أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِينَ وَاللهِ لَأَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ

۱۸۵۳ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"تم میں سے کوئی اپنے ہمسایہ کو اپنی دیوار میں چھت کی لکڑی گاڑنے سے روکے نہیں"۔ اس کے بعد ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے فرمایا: مجھے کیا ہوا کہ میں تم لوگوں کو اس حکم سے غفلت برتتے ہوئے دیکھتا ہوں، اللہ کی قسم! میں اسے تمہارے درمیان کرتا رہوں گا (یعنی تم اس حدیث سے جی چراتے ہو لیکن میں یہ حدیث بیان کرتا رہوں گا)۔ [1]

۱۸۵٤ ..... حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۱۸۵٤ حضرت زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان اسناد کے ساتھ سابقہ حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

باب-۲۵۷

باب تحريم الظلم وغصب الأرض وغيرها
ظلم کی حرمت اور زمین غصب کرنے کا بیان

۱۸۵۵ ..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنِ اقْتَطَعَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا طَوَّقَهُ اللهُ إِيَّاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ

۱۸۵۵ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
جس نے کسی کی زمین میں سے بالشت بھر بھی ظلماً چھینی اللہ تعالیٰ اس ظلم کی وجہ سے قیامت کے روز اسے سات زمینوں کا طوق پہنائیں گے۔

---

[1] اس حدیث کی بناء پر امام احمدؒ بن حنبل کا مسلک یہ ہے کہ یہ حکم وجوب کے لئے ہے یعنی کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں شہتیر یا لکڑی لگانے سے منع نہیں کر سکتا۔
لیکن احنافؒ، امام مالکؒ، اور امام شافعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ یہ حکم استحباب اور ندب کے لئے ہے وجوب کے لئے نہیں یعنی پڑوسی کو منع نہ کرے تو بہتر ہے لیکن اس کے لئے لازم نہیں۔ اگر اس نے منع کر دیا تو اس کی ممانعت مؤثر ہوگی اور دوسرے کے لئے اس کے مکان کی دیوار میں شہتیر لگانا جائز نہ ہوگا۔
یہ حضرات: لایحل مال امری مسلم الا بطیب نفسہ" والی حدیث اور بخاری و ابوداؤد کی بعض دیگر احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔

سَبْعِ أَرَضِينَ۔

۱۸۵۶ ....حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ أَنَّ أَرْوَى خَاصَمَتْهُ فِي بَعْضِ دَارِهِ فَقَالَ دَعُوهَا وَإِيَّاهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهِ طُوِّقَهُ فِي سَبْعِ أَرَضِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَأَعْمِ بَصَرَهَا وَاجْعَلْ قَبْرَهَا فِي دَارِهَا قَالَ فَرَأَيْتُهَا عَمْيَاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدُرَ تَقُولُ أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ فَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشِي فِي الدَّارِ مَرَّتْ عَلَى بِئْرٍ فِي الدَّارِ فَوَقَعَتْ فِيهَا فَكَانَتْ قَبْرَهَا

۱۸۵۶ .... حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اروی بنت اولیس ان سے مکان کے معاملہ میں (اور جھگڑا کیا) تو انہوں نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اور جو (یہ جھوٹا دعویٰ کر رہی ہے) وہ اسے ہی دے دو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ: جس نے کسی کی بالشت بھر زمین بھی ناحق حاصل کی، قیامت کے روز اسے سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔[1]

اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کو اندھا کر دے اور اس کی قبر اس کے گھر ہی میں بنا دے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اندھی ہو چکی ہے دیوار ٹٹول ٹٹول کر چلتی ہے اور کہتی ہے کہ مجھے سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زید کی بددعا لگ گئی ہے۔ ایک روز وہ اپنے گھر میں چل رہی تھی کہ گھر میں واقع ایک کنویں پر سے گذری تو اس میں گر کر مر گئی اور وہی کنواں اس کی قبر بن گیا۔

---

[1] شرح حدیث اس حدیث کی شرح میں ائمہ حدیث سے مختلف اقوال نقل کئے گئے ہیں جن میں سے چند یہاں نقل کئے جاتے ہیں کہ "سات زمینوں کے طوق" سے کیا مراد ہے؟

ایک قول تو یہ ہے کہ زمین غصب کرنے والے کو غصب کردہ زمین کے برابر سات زمینیں محشر میں اٹھا کر جانے کا حکم ہوگا اور وہ اس کی قدرت نہیں رکھتا ہوگا تو یہ حکم اس کی گردن میں طوق کی طرح ہوگا، حقیقتاً طوق نہیں ہوگا۔

دوسرا طوق یہ ہے کہ اسے یہ زمین جو غصب کی تھی محشر میں لے جانے کا حکم ہوگا پھر اس کی گردن کو بڑا کر کے اس زمین کو اس کے گلے میں بطور طوق ڈالا جائے گا۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اسے سات زمینوں تک دھنسا دیا جائے گا اور ہر زمین اس کے گلے کا طوق بن جائے گی۔

چوتھا قول یہ ہے کہ طوق سے مراد گناہوں کا طوق ہے اور یہ ظلم اس کی گردن میں طوق کی طرح پڑ جائے گا۔

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں حدیث کے ان الفاظ "من سبع ارضین" سے متعدد استدلالات اور استنباط کئے ہیں۔ ایک استدلال تو یہ کیا کہ جو شخص زمین کے کسی حصہ کا مالک ہو وہ اس کے نیچے زمین کی انتہا تک کا مالک ہوگا۔ اور اسے اختیار ہے کہ دوسروں کو اس سے اجازت لئے بغیر اپنی زمین کے نیچے کنواں کھودنے یا سرنگ وغیرہ نکالنے سے منع کر دے۔ کیونکہ غاصب کے گلے میں سات زمینوں کا طوق ڈالنے کی سزا اسی لئے ہے کہ مالک کی ملکیت زمین کی گہرائیوں تک تھی۔

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے صاحب تکملہ فرماتے ہیں کہ: یہ استدلال محل نظر ہے۔ کیونکہ سزا کے لئے ضروری نہیں کہ وہ زمان و مکان میں معصیت کے برابر ہو۔ ممکن ہے کہ مالک کے لئے دوسروں کی اپنی زمین میں کنواں وغیرہ کھودنے سے منع کرنے کا حق صرف اس حد تک ہو کہ اس کی زمین کو نقصان پہنچے۔ لیکن اگر بہت زیادہ گہرائی میں کھدائی کی جائے تو کھدائی کرنا جائز ہوگا اور مالک کو روکنے کا حق نہ ہوگا۔ جیسے آج کل ریل کی لائنیں زیر زمین اتنی گہرائی میں بچھائی جاتی ہیں کہ سطح زمین پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم

دوسرا استدلال یہ ہے کہ: زمین کا مالک اس میں چھپی معدنیات کا بھی مالک ہوگا۔

تیسرا استدلال یہ کہ اس سے معلوم ہوا کہ زمینیں سات ہیں۔ واللہ اعلم

۱۸۵۷..... حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَرْوَى بِنْتَ أُوَيْسٍ ادَّعَتْ عَلَى سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ أَخَذَ شَيْئًا مِنْ أَرْضِهَا فَخَاصَمَتْهُ إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَقَالَ سَعِيدٌ أَنَا كُنْتُ آخُذُ مِنْ أَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ

قَالَ وَمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ- قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَهُ إِلَى سَبْعِ أَرَضِينَ فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ لَا أَسْأَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هَذَا فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَعَمِّ بَصَرَهَا وَاقْتُلْهَا فِي أَرْضِهَا

قَالَ فَمَا مَاتَتْ حَتَّى ذَهَبَ بَصَرُهَا ثُمَّ بَيْنَا هِيَ تَمْشِي فِي أَرْضِهَا إِذْ وَقَعَتْ فِي حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ

۱۸۵۷..... حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اروی بنت اُویس نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دعویٰ کر دیا کہ انہوں نے اس کی کچھ زمین غصب کر لی ہے اور یہ مقدمہ مروان بن الحکم کے پاس لے گئی (جو حکمران تھا مدینہ طیبہ کا بنو امیہ کے دور میں)

حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: میں اس کی زمین پر قبضہ کروں گا؟ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں سننے کے بعد بھی؟ مروان نے کہا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے کیا سنا ہے؟ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ:

"جس نے بالشت بھر زمین بھی کسی کی ظلماً حاصل کر لی قیامت کے دن اسے سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔

مروان نے کہا کہ اس کے بعد میں آپ سے کسی گواہ کا مطالبہ نہیں کرتا۔ تو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کی بینائی زائل کر کے اندھا کر دے اور اسے اس کی زمین میں ہی قتل کر دے۔ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تک اس کی بینائی ختم نہ ہو گئی اسے موت نہیں آئی اور پھر اسی اندھے پن کی حالت میں اپنی زمین پر چل رہی تھی کہ ایک گڑھے میں گر کر مر گئی۔ [1]

۱۸۵۸..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا فَإِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ

۱۸۵۸..... حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ:

"جس نے کسی کی بالشت بھر زمین بھی ظلماً غصب کر لی، قیامت کے روز اسے سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا"۔

۱۸۵۹..... وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

۱۸۵۹..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] حضرت سعید بن زیدؓ معروف صحابی ہیں اور عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ ان کی اس حدیث کو اور اس واقعہ کو حافظؒ نے فتح الباری میں اور ابو نعیم الاصفہانی نے اپنی حلیۃ الاولیاء میں اور مسند احمد میں بھی نقل کیا ہے اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت سعیدؓ نے فرمایا کہ میں اس کا حق کیسے مار سکتا ہوں اللہ کی قسم! میں تو صرف اس حدیث کی وجہ سے جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اپنی زمین میں سے چھ سو گز اس کی (اروی) کی زمین میں شامل کر دی ہے۔ اور پھر فرمایا کہ: اے اروی! اٹھو اور جتنی زمین کے متعلق تیرا یہ دعویٰ ہے کہ وہ تیرا حق ہے اسے لے لے۔ (حلیۃ الاولیاء لابی الاصفہانی ا ر ۹۷)

ﷺ لا يَأْخُذُ أَحَدٌ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهِ إِلَّا طَوَّقَهُ اللهُ إِلَى سَبْعِ أَرَضِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

"کوئی شخص کسی کی زمین بالشت برابر بھی ناحق نہ لے، ورنہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے سات زمینوں کا طوق پہنائیں گے"۔

۱۸۶۰......حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا حَرْبٌ وَهُوَ ابْنُ شَدَّادٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ وَكَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمِهِ خُصُومَةٌ فِي أَرْضٍ وَأَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهَا فَقَالَتْ يَا أَبَا سَلَمَةَ اجْتَنِبِ الْأَرْضَ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ ظَلَمَ قِيدَ شِبْرٍ مِنَ الْأَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ

۱۸۶۰......حضرت محمد بن ابراہیمؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے یہ حدیث بیان کی اور ان کا اپنی قوم سے کسی زمین کا جھگڑا چل رہا تھا اور اسی بارے میں وہ (معلوم کرنے کے لئے) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے تھے تو انہوں نے ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا اور کہا کہ اے ابو سلمہ! اس زمین سے اجتناب ہی کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

"جس نے ایک بالشت کے برابر زمین بھی کسی پر ظلم کیا اسے سات زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا"۔

۱۸۶۱......وحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ أَخْبَرَنَا أَبَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ

۱۸۶۱......حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر خدمت ہوئے (بقیہ حدیث حسب سابق بیان فرمائی)۔

باب-۲۵۸ باب قدر الطريق إذا اختلفوا فيه

اختلاف کی صورت میں راستہ کی مقدار کا بیان

۱۸۶۲......حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ يُوسُفَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ

۱۸۶۲......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب راستہ کے متعلق تمہارے اندر اختلاف ہو جائے تو اس کا عرض (چوڑائی) سات ہاتھ رکھ دیا جائے"۔ ❶

---

❶ تشریح حدیث...... علماء اور شراح حدیث نے اس کے متعدد معانی بیان کئے ہیں۔

۱۔ جب راستہ کے دونوں جانب میں کشادہ زمین کے قطعات ہوں اور پھر لوگ اس پر تعمیر کرنا چاہیں تو انہیں چاہیے کہ درمیان میں راستہ چلنے کے لئے سات گز جگہ چھوڑیں، چنانچہ اس کی تائید مسند احمد کی روایت عبادۃ بن الصامت سے بھی ہوتی ہے۔

۲۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب نئی آبادیاں بسانے کا ارادہ ہو یا مفتوحہ علاقوں میں نئے سرے سے راستے بنائے جائیں تو ان کے لئے سات گز چوڑی جگہ ہونی چاہیے۔

۳۔ امام طبرانی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کچھ لوگوں کے درمیان زمین مشترک ہو پھر اسے تقسیم کرنے لگے تو اگر وہ درمیانی راستوں کے بارے میں کسی بات پر متفق ہو جائیں تو ٹھیک ورنہ اختلاف کی صورت میں سات ہاتھ چھوڑ دیں۔

۴۔ علامہ ابن جوزیؒ کی رائے یہ ہے کہ جو شخص راستوں میں بیٹھ کر فروخت کرتا ہو اسے چاہیے کہ سات گز راستہ چھوڑ کر بیٹھے۔ (جاری ہے)

فِــي الطَّرِيقِ جُعِلَ عَرْضُهُ سَبْعَ أَذْرُعٍ

(گذشتہ سے پیوستہ)

بہر کیف! ظاہر یہی ہے کہ ان میں سے کوئی بھی مطلب لیا جا سکتا ہے اور منشاء و مقصد حدیث کا یہ ہے کہ اس بارے میں لوگوں کو تکلیف سے بچایا جائے اور ان کی مصلحت کا خیال رکھا جائے۔ واللہ اعلم

كتاب الفرائض

كتاب الفرائض

کتاب الفرائض

باب-۲۵۹ باب لا يرث المسلم الكافر
وراثت اور اس کے مسائل

۱۸۶۳ ...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ

۱۸۶۳ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا"۔ [1]

---

[1] علم الفرائض ...... اصطلاح شریعت میں "فرائض" میراث اور اس سے متعلقہ مسائل کے علم کو کہا جاتا ہے۔ یہ "فریضۃ" کی جمع ہے بروزن فعیلۃ جسکے معنی کاٹنے کے ہیں۔ کہا جاتا ہے فرضتُ لفلان کذا یعنی میں نے فلاں کے لئے اتنا مال وغیرہ کاٹ دیا (الگ کر دیا)۔
خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے معالم میں کہا کہ یہ مأخوذ ہے "فرض القوس" سے۔ جس کے معنی ہیں وہ تانت جو کمان کی دونوں طرف ہوتی ہے۔ امام راغب نے "مفردات" میں فرمایا کہ: فرض کے معنی کسی سخت چیز کو کاٹنے کے ہیں۔ قرآن کریم نے بھی حصہ میراث کو "نصیبا مفروضا" فرمایا ہے۔
علوم شریعت میں "علم الفرائض (علم میراث) کی اہمیت وفضیلت بہت زیادہ ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں کہ:
"نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم فرائض سیکھ لو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ میں تو اٹھایا جانے والا ہوں۔ اور بلاشبہ علم (فرائض) بھی اٹھالیا جائے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے حتی کہ دو آدمیوں کے درمیان حصہ میراث میں اختلاف ہوگا تو وہ کوئی ایسا آدمی نہ پائیں گے جو اس اختلاف کا فیصلہ کر سکے"۔ (رواہ الترمذی والنسائی واحمد والحاکم)
اسی طرح حضرت ابو بکرہؓ کی روایت مرفوع ہے کہ آپؐ نے فرمایا:
"قرآن اور فرائض (مجھ سے) سیکھ لو اور لوگوں کو سکھاؤ، قریب ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دو آدمی کسی حصہ میراث میں جھگڑا کریں گے تو انہیں کوئی آدمی نہیں ملے گا جو دونوں کے درمیان فیصلہ کر دے" (کیونکہ علم فرائض کو کوئی جانتا نہ ہوگا)
(رواہ الطبرانی فی الاوسط)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے:
نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"علم فرائض سیکھ لو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ وہ نصف علم ہے اور یہی علم سب سے پہلے بھلا دیا جائے گا اور میری امت میں سب سے پہلے جھگڑا بھی اسی بارے میں ہوگا (یعنی میراث کے اندر جھگڑا ہوگا علم میراث نہ جاننے کی وجہ سے)۔ (رواہ ابن ماجہ والدار قطنی)
یہ اور ان کے علاوہ دیگر متعدد احادیث سے اس علم کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔
شریعت اسلامیہ نے علم الفرائض کے اندر میت کے ترکہ اور میراث سے متعلق تمام مسائل بیان کئے ہیں اور ورثاء کے حصوں کو خود قرآن کریم نے صراحت ووضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے ہر ایک وارث کا حصہ متعین فرما دیا ہے۔ اسی طرح وارث کی تعریف بھی کر دی ہے۔ درحقیقت یہ ایک پورا نظام ہے جسے ہم "اسلام کا نظام وراثت" کہہ سکتے ہیں۔ (جاری ہے)

أسامة بن زيد أن النبي ﷺ قال لا يرث المسلم الكافر ولا يرث الكافر المسلم

(گذشتہ سے پیوستہ)

اسلام کے نظامِ وراثت کی چند نمایاں خصوصیات

اسلام نے اپنے پیروکاروں کو وراثت سے متعلق جو نظام عطا کیا ہے وہ ایک نہایت حکیمانہ، عادلانہ اور میت کے اولیاء و ورثاء کے لئے نہایت ہی منصفانہ ہے اور بنظرِ غائر اس کا جائزہ لیا جائے تو حق معدودے چند معاملات میں انسانی ذہن یہ محسوس کرتا ہے کہ اس وارثِ میت کے حق میں یہ بات نامناسب ہے ان میں بھی شریعتِ اسلامیہ کی حکمت و مصلحت پر مبنی فیصلے سے انسان کے دل و دماغ میں پیدا شدہ اشکالات ھباءً منثوراً ہو جاتے ہیں۔

اسلام کے نظامِ وراثت کو قرآن کریم اور نبی ﷺ کی سنتِ مطہرہ نے تفصیلاً بیان فرمایا ہے اور اس کی باریک ترین جزئیات بھی ان کی ماخذ میں بیان کر دی گئی ہیں اور اس سے متعلق کسی بھی بات کو انسانی رائے پر نہیں چھوڑا گیا کیونکہ بشری دماغ اور انسانی آراء حکمت و مصلحت کے اس معیار کو کبھی نہیں پہنچ سکتیں جس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا علم محیط ہے۔

چنانچہ اسلام کا نظامِ وراثت تمام ادیانِ سماوی وغیر سماوی اور قوانینِ دنیا میں سب سے زیادہ نمایاں اور ممتاز نظر آتا ہے۔ ذیل میں اس کی چند خصوصیات درج کی جاتی ہیں:

ا۔ میت کا تمام ترکہ "میراث" قرار دیا گیا ہے۔

اسلام کے نظامِ وراثت کا پہلا اصول یہ ہے کہ میت جو بھی مال چھوڑ کر مرا ہے خواہ وہ کسی بھی نوعیت کا مال ہو سب کا سب "میراث" میں شامل ہے اور ترکہ میت کی ہر چیز میں تمام ورثاء شریک ہوتے ہیں۔ خواہ اس کا ترکہ استعمالی اشیاء پر ہی مشتمل ہو مثلاً: استعمال کے کپڑے، برتن، جوتے وغیرہ۔ غرض میت کی ملکیت میں آئی ہوئی ہر چیز "میراث" ہے۔

اسلام سے قبل متعدد اقوام میراث کے باب میں یہ امتیاز کرتی تھیں کہ میت کے استعمالی اشیاء کو میراث اور ترکہ سے خارج کر دیتی تھیں۔ اور صرف قابلِ نفع اشیاء کو ترکہ میں شامل کرتی تھیں۔ مثلاً: زمین، دکان، نقد وغیرہ اور استعمال کے کپڑوں، برتن، اسلحہ اور زیورات کو میراث سے خارج گردانتے تھے، اور پھر ان استعمالی اشیاء کے مصرف بھی بڑے عجیب و غریب تھے۔ مثلاً: بعض اقوام میں تو یہ رواج تھا کہ ایسے مال کو میت کے ساتھ قبر میں ہی دفن کر دیتے تھے اور بعض قومیں اس مال کو تدفین کے دن کے اخراجات میں استعمال کرتی تھیں یا نوحہ گری کے لئے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ان صورتوں میں یا تو مال کا ضیاع ہوتا تھا جو حرام ہے اور یا مال ورثاء کے ضرورت مند ہونے کے باوجود ضائع کر دیا جاتا تھا۔ شریعتِ اسلامیہ نے اس پہلو کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میت کے ہر مال کو خواہ کپڑے ہوں یا برتن سب کو اس کے ترکہ میں شامل کر دیا حتیٰ کہ ایک چھوٹی سے سوئی بھی "مالِ میراث" میں شامل کی جائے گی۔

۲۔ دوسرا اصول یہ متعین کیا کہ "میراث" میت کے اقارب (قریب ترین عزیز) کا حق ہے نہ کہ اجنبیوں کا۔ جب تک میت کے قریب ترین رشتہ دار موجود ہیں غیروں کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ بہت سی اقوام ایسی ہیں جو میراث میں میت کے دوستوں اور پڑوسیوں کو بھی حقدار ٹھہراتی ہیں جس کی وجہ سے بسا اوقات میت کے دوست احباب تو سب مال لے اڑتے ہیں اور اس کے بیوی بچے خالی ہاتھ رہ جاتے ہیں۔ وہ تو پہلے ہی اپنے پیارے کی جدائی پر ملول تھے اب اس کے مال سے بھی گئے۔

اسلام نے اس معاملہ میں اس حد تک پابندی لگائی کہ "متبنّٰی" منہ بولے بیٹے کو بھی اقارب میں شامل نہیں کیا۔ جاہلیت کے زمانہ میں عرب منہ بولے بیٹے کو وراثت میں شریک کرتے تھے اور اسے بھی نسبی بیٹے کی طرح سمجھتے تھے۔ قرآن کریم نے اس بات کو باطل قرار دیا۔

۳۔ اسلام کے نظامِ وراثت کا تیسرا اصول اور سب سے بڑا امتیازی وصف یہ ہے کہ اس نے میراث میں سب ورثاء کو شریک قرار دیا اور کہا کہ میراث اولیاءِ میت میں سے ہر بچے، بڑے، مرد و عورت کا حق ہے کیونکہ اسلام سے قبل عرب میراث میں صرف مردوں کا حق سمجھتے تھے اور عورتوں بچوں کو میراث سے حصہ نہیں ملتا تھا۔

(جاری ہے)

باب-۲۶۰ باب ألحقوا الفرائض بأهلها فما بقي فلأولى رجل ذكر
حصہ میراث، صاحبِ حق کو پہنچانا ضروری ہے

۱۸۶۴......حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ وَهُوَ النَّرْسِيُّ ۱۸۶۴...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

(گذشتہ سے پیوستہ)......

حتی کہ ان کے یہاں یہ بات رائج تھی کہ میراث کا حق اسی کا ہے جو مالِ غنیمت حاصل کر سکے۔ یعنی جنگوں میں شریک ہو کر مالِ غنیمت لوٹ سکے۔ جس کا واضح مطلب یہ تھا کہ میراث صرف مردوں کا حق ہے۔ اسلام نے اس غلط اور ظالمانہ رواج کو باطل قرار دیا۔

۴۔ پھر اسلام نے وراثت کے استحقاق کا معیار "اقربیت" کو قرار دیا۔ یعنی جو وارث میت سے جتنا قریبی نسبی رشتہ رکھتا ہوگا وہ اتنا زیادہ حقِ وراثت رکھے گا۔ کسی کو چھوٹا یا بڑا ہونے کی وجہ سے حقِ میراث سے محروم نہیں کیا جا سکتا اس کے برعکس عیسائیت میں بڑے بھائی کو تقسیمِ میراث میں چھوٹے بھائی پر ترجیح دی جاتی ہے جو سراسر غلط ہے۔

۵۔ اسلام کے نظامِ میراث کی پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ اس نے ہر وارث کو اپنے حصہ میراث کا مکمل مالک بنایا۔ ہندوؤں اور یونانیوں کے ہاں مکانات اور زمینوں میں تمام ورثاء شریک رہتے ہیں کسی وارث کو اپنا حصہ الگ کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ اسلام نے اس پابندی کو ختم کر کے ہر وارث کو اس کے حصہ میں قطعی اختیار دیا کہ جس طرح چاہے تصرف کرے۔

احکامِ میراث کی حکمتیں و مصالح ... امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں اسلام کے نظامِ وراثت کی حکمتوں اور مصلحتوں پر بحث کرتے ہوئے بڑی کافی و شافی گفتگو فرمائی ہے یہاں پر نہایت اختصار کے ساتھ اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

"ابتداء فطرتِ انسانی کا لحاظ رکھتے ہوئے کوئی مستحکم نظامِ میراث دینے کے بجائے یہ حکم دیا گیا کہ لوگ اپنے مال کے بارے میں وصیت کر جائیں اور جو جسے اپنے مال کا زیادہ حقدار سمجھے اس کے لئے وصیت کر جائے۔ کیونکہ لوگوں کے طبعی احوال اور میلانات مختلف ہیں لہٰذا ابتداءً یہ بات ان کی رائے اور صوابدید پر چھوڑ دی گئی کہ وہ اپنے مال سے کس کی کتنی مدد کرنا چاہتے ہیں۔

لیکن جب خلافتِ کبریٰ کے احکام ظاہر ہو گئے اور اسلام کی ضیاء بار کرنوں نے جزیرۂ عرب سے نکل کر مشرق و مغرب کو اپنے حصار میں لیا تو اب مصلحت کا تقاضا یہ ہوا کہ اس اہم معاملہ کو لوگوں کی رائے پر نہ چھوڑا جائے بلکہ ان کے عمومی مزاج اور عرب و عجم کی عادتوں کے مطابق جن کا اللہ تعالیٰ کو کامل علم تھا قرابت داروں کے حصے مقرر کر دیئے جائیں۔

پھر میراث کے مسائل میں اصلی اعتبار طبعی مصاحبت و قرابت اور فطری تعلق کا ہے عارضی منافع اور علائق کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس لئے زوجین کے علاوہ صرف اولُو الارحام ہی کا میراث میں حصہ رکھا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ توارث کا مدار تین چیزوں پر ہے ۱۔ شرف و منصب میں میت کے قائم مقام ہوگا جیسا کہ بھائی وغیرہ ۲۔ خدمت و ہمدردی مثلاً بیوی، بیٹی وغیرہ ۳۔ قرابت جو کہ پچھلی دونوں قسموں کو متضمن ہے اور اسی تیسری قسم کا سب سے زیادہ اعتبار ہوتا ہے مثلاً باپ، دادا، بیٹا اور پوتا سب اس قسم میں شامل ہیں۔ اور یہی ورثہ میں سب سے زیادہ میراث کے حقدار ہیں۔

میراث کے اصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ مرد کو عورت پر ترجیح حاصل ہوگی کیونکہ مرد ہی قوم کی عزت و آبرو کی حفاظت کرتے ہیں اور انہی کے ذمہ سارے اخراجات ہوتے ہیں۔

پھر شریعت نے وراثت کے جو حصے مختلف رشتہ داروں کے لئے مقرر کئے وہ بالکل واضح ہیں اور ہر عامی و جاہل شخص بھی حسابی گورکھ دھندوں میں پڑے بغیر سمجھ سکتا ہے"۔ (خلاصہ کلام از شاہ ولی اللہ دہلوی۔ حجۃ اللہ البالغہ ۲/ ۱۲۰، ۱۲۲)

کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا...... ائمہ اربعہ رحمہم اللہ اور تمام فقہاء کے نزدیک نہ مسلمان کافر کا وارث ہو سکتا ہے نہ کافر مسلمان کا۔ حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت معاویہؓ سے مروی ہے کہ یہ دونوں حضرات مسلمان کو کافر کا وارث قرار دیتے تھے...... (جاری ہے)

حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"حصہ والوں کو ان کے حصے دے دو، پھر جو بچے وہ اس شخص کا ہے جو میت کے زیادہ قریب ہے"۔

۱۸۶۵ حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ الْعَيْشِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ فَلِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ

۱۸۶۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
حصہ والوں کو ان کے حصے دے دو اور ذوی الفروض جو مال چھوڑ دیں تو وہ اس شخص کا ہے جو میت کے سے زیادہ قریب ہے۔

۱۸۶۶ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَ إِسْحَقُ حَدَّثَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اقْسِمُوا الْمَالَ بَيْنَ أَهْلِ

۱۸۶۶ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"سارا مال (میراث) حصہ والوں کے درمیان تقسیم کرو اللہ تعالیٰ کی کتاب کی بیان کردہ تقسیم کے مطابق، پھر جو مال بچ جائے تو وہ اس شخص کا ہے جو میت سے زیادہ قریب ہے (رشتہ داری کے اعتبار سے)۔❶

(گذشتہ سے پیوستہ) لیکن کافر کو مسلمان کا وارث قرار نہیں دیتے تھے۔
حضرت مولانا علامہ عثمانی اعلاء السنن میں اس کی تاویل یہ کی ہے کہ یہ حضرات مسلمان کو کافر کا وارث قرار دینے کے قائل تھے۔ تاکہ نئے مسلمان ہونے والوں کی تالیف قلب (دلجوئی) ہو کیونکہ ایک شخص اگر اپنے پورے خاندان کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو تو اسے نہ باپ کی میراث میں سے حصہ ملے گا نہ بھائیوں کی اور اگر اولاد ہے تو نہ اس کی میراث میں سے ملے گا۔ اس لئے تالیف قلب کے لئے یہ حضرات مسلمان کو کافر کا وارث قرار دیتے تھے لیکن اس کے عکس کے قائل نہیں تھے۔
پھر بعد میں طویل عرصہ گذرنے کے بعد بعض لوگوں نے جب اس کو بھی لازم سمجھ لیا تو عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس سے منع فرمادیا۔
امام احمد بن حنبل کی ایک روایت اثرم سے یہ منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر کافر تقسیم وراثت سے قبل مسلمان ہو جائے تو اپنے میت کے ورثہ میں اس کا حصہ بھی ہوگا۔
لیکن جمہور علماء کے نزدیک تقسیم وراثت سے قبل یا بعد میں مسلمان ہونے سے اصل حکم پر کوئی فرق نہیں پڑتا اور تقسیم سے قبل اسلام لانا استحقاق وراثت کے لئے مؤثر نہیں ہے۔ میت کی وفات کے وقت اس کے جو اقارب مسلمان ہیں وہ وارث ہوں گے اور جو اقارب غیر مسلم ہیں وہ غیر وارث ہوں گے۔ واللہ اعلم

(حاشیہ صفحہ ہذا)

❶ اس حدیث میں بیان کردہ "الحقو الفرائض باهلها" سے مراد وہ ورثاء ہیں جن کے شریعت نے حصے مقرر کر دیے ہیں۔ کتاب اللہ کے اندر اور فرائض سے مراد وہ حصے ہیں جو قرآن کریم میں مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ مثلاً نصف، ثلث، دو ثلث، سدس، ربع وغیرہ۔
خلاصہ یہ کہ شریعت نے ورثاء کو تین قسموں میں تقسیم کیا ہے۔
پہلی قسم، اصحاب فروض: یعنی وہ ورثاء جن کے مشترک حصے قرآن کریم میں طے کر دیئے گئے ہیں۔ مثلاً شوہر، بیوی، والدین۔ ان کے لئے طے شدہ حصے ہیں مختلف صورتوں میں نصف، ثلث، ربع، ثمن، سدس وغیرہ۔ (جاری ہے)

الْفَرَائِضَ عَلَى كِتَابِ اللهِ فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ فَلِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ

۱۸۶۷۔۔۔۔وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَبُو كُرَيْبٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ وُهَيْبٍ وَرَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ

۱۸۶۷۔۔۔ حضرت وہیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور روح بن قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کی طرح ان اسناد سے بھی حدیث مروی ہے۔

باب-۲۶۱ باب میراث الکلالۃ

کلالہ کی میراث کا حکم

۱۸۶۸۔۔۔۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بُكَيْرٍ النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ مَرِضْتُ فَأَتَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ يَعُودَانِي مَاشِيَيْنِ فَأُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوئِهِ فَأَفَقْتُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ

۱۸۶۸۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: "ایک مرتبہ میں بیمار پڑ گیا تو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دونوں پیدل چلتے ہوئے میری عیادت کے لئے تشریف لائے، مجھ پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا اور اپنے وضو کا بچا ہوا پانی مجھ پر بہا دیا جس کی وجہ سے مجھے بے ہوشی سے افاقہ ہو

(گذشتہ سے پیوستہ)

دوسری قسم، عصبات...... یہ میت کے وہ ورثاء ہیں جن کے طے شدہ حصے تو متعین نہیں ہیں لیکن یہ لوگ میت کے مذکر رشتہ دار ہوتے ہیں مثلاً: بیٹا یا میت کی طرف کسی مذکر کے واسطے سے منسوب ہوتے ہیں مثلاً: بھائی اور چچا۔ ان کے لئے حکم یہ ہے کہ ذوی الفروض (متعین و مشترک حصے والے ورثاء) سے جو کچھ بچے وہ انہیں مل جاتا ہے۔ اور اقرب (زیادہ قریبی رشتہ دار) کی موجودگی میں ابعد (دور کا رشتہ دار) محروم ہو جاتا ہے۔ اور اگر قرابت میں سب برابر ہوں تو عصبت کے حصے ان کے درمیان برابر برابر تقسیم کر دیئے جاتے ہیں۔

تیسری قسم، اولوالارحام...... یعنی میت کے مؤنث رشتہ دار مثلاً: پھوپھی یا پھر کسی مؤنث کے واسطہ سے ان کی نسبت میت کی طرف ہوتی ہے مثلاً: ماموں اور خالہ۔

ان کا حکم یہ ہے کہ جب تک عصبات میں سے کوئی ایک بھی زندہ ہو انہیں وراثت میں حصہ نہیں ملتا۔ اور اگر عصبات میں سے کوئی بھی زندہ نہ ہو تو یہی لوگ عصبات بن جائیں گے۔

حدیث مذکورہ بالا درحقیقت صرف پہلی اور دوسری قسم کے بیان میں ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن کریم کے بیان کردہ حصے "اصحاب الفروض" کو دے دیئے جائیں گے اور بقیہ مال میں سے عصبات کو حصہ ملے گا۔

گویا دراصل اس حدیث کو عصبات کی وراثت کے بیان کے لئے لایا گیا ہے۔ روافض نے عصبہ کی اصطلاح کا انکار کیا ہے۔ ان کے نزدیک عصبہ وغیرہ کوئی چیز نہیں وراثت یا تو حصہ متعینہ کے تحت ملتی ہے یا قرابت داری کی بناء پر۔ اور ان کے نزدیک قرابت داری میں "ذکر" اور "انثی" یعنی مذکر اور مؤنث کی کوئی قید نہیں جب کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک حدیث بالا میں بیان کردہ قید "رجل ذکر" یہ بتلا رہی ہے کہ عصبہ بنفسہ کے لئے مذکر ہونا شرط ہے یعنی یہ بات کہ میت کا مذکر رشتہ ہو یا مذکر کے واسطے سے میت کی طرف منسوب ہو۔ واللہ اعلم

كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ "يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ" | گیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے مال میں کیسے فیصلہ کروں؟ آپ ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا حتیٰ کہ آیتِ میراث "يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ" نازل ہو گئی۔

● یتیم پوتے کی میراث کا مسئلہ ...... یہاں پر ایک اور اہم مسئلہ کی وضاحت بھی ضروری ہے۔ اور وہ ہے یتیم پوتے کی میراث کا مسئلہ"۔ مناقب حدیث کے الفاظ "فلاولی رجل ذکر" بالکل صریح اور واضح دلیل ہیں اس بات کے کہ "بیٹے کی موجودگی میں یتیم پوتے کو وراثت میں حصہ نہیں ملے گا۔ یہ مسئلہ پوری امت کا متفق علیہ مسئلہ ہے اور ابتداء سے لے کر آج تک مختلف ادوار میں فقہاء و علماء میں سے کسی ایک نے بھی اس میں اختلاف نہیں کیا۔ لیکن دورِ حاضر کے بعض متجددین اور افکار خیالاتِ مغرب سے متاثر افراد نے یوں کہنا شروع کیا کہ یتیم پوتا بھی دادا کی میراث میں حصہ دار ہو گا خواہ اس کے دوسرے بیٹے موجود ہوں۔

ان کا مؤقف یہ ہے کہ "یتیم پوتا" بھی اولاد میں شامل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے میراث میں اولاد کا حصہ بتلایا ہے اور لفظِ اولاد کے مفہوم میں پوتا بھی شامل ہے لہٰذا باپ کے انتقال کے باوجود دادا کی میراث میں سے اسے حصہ ملے گا خواہ اس کے دوسرے بیٹے موجود ہوں۔

ان کا مؤقف یہ ہے کہ "یتیم پوتا" بھی اولاد میں شامل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے میراث میں اولاد کا حصہ بتلایا ہے اور لفظِ اولاد کے مفہوم میں پوتا بھی شامل ہے لہٰذا باپ کے انتقال کے باوجود دادا کی میراث میں سے اسے حصہ ملے گا خواہ اس کے چچا موجود ہوں 'لہٰذا اس مسئلہ کی مختصر او ضاحت بیان کی جاتی ہے۔

سب سے بنیادی بات تو یہ ہے کہ تقسیم میراث کا معیار و مدار شریعتِ اسلامیہ میں "حاجت و ضرورت" نہیں بلکہ "رشتہ و قرابت" ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ میت کے رشتہ دار و اقارب خواہ وہ حاجت مند ہوں یا نہیں وارث ہوں گے۔ پھر رشتہ داری میں بھی یہ اصول بتلایا گیا کہ لاقرب فلاقرب کا اعتبار ہو گا یعنی جو میت سے جتنا قریبی رشتہ رکھتا ہو گا وہ پہلے وارث ہو گا اگر وہ نہیں ہے تو اس کے بعد زیادہ قریبی رشتہ والا وارث ہو گا۔ کیونکہ اگر "حاجت و ضرورت" کو معیار بنایا جاتا تو میت کے حقیقی رشتہ دار تو حصہ میراث سے محروم رہ جاتے جب کہ علاقہ کے تمام فقراء و مساکین وارث بنتے۔ لہٰذا رشتہ داروں کو معیار بنا کر اس کا اصول بھی بتلا دیا کہ "الاقرب فالاقرب" جس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کے ترکہ میں پہلے بیٹا اور والدین جو نسبی اعتبار سے سب سے قریبی اور بلا واسطہ رشتے ہیں وارث بنیں گے اور اگر یہ لوگ نہ ہوں تو دوسرے ان کے بعد والے قریبی اعزہ وارث ہوں گے۔

جہاں تک لفظِ اولاد کا تعلق ہے تو اس کے معنیٰ حقیقی اولاد کے ہی ہیں البتہ کبھی اس کا اطلاق اولاد کی اولاد پر بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا لفظِ اولاد میں دونوں احتمال پیدا ہو گئے۔ بہ ظاہر قرآن کریم کی آیت "یوصیکم اللہ فی اولادکم" میں دونوں معنیٰ کے اختیار کرنے کی صورت میں لازم ہو گا کہ ایک آدمی کے ترکہ میں اس کی حقیقی اور صلبی اولاد کے علاوہ پوتے تو اسے بھی شامل ہوں گے اور اپنے چچاؤں اور ماموؤں کے ساتھ برابر کے حصہ دار ہوں گے۔ لیکن ظاہر ہے یہ معنیٰ نہ اصولی طور پر معقول ہیں نہ ہی پوری امتِ محمدیہ میں کوئی اس کا قائل ہے لہٰذا پہلے معنیٰ متعین ہو گئے کہ اس جگہ پر اولاد سے مراد صلبی اور حقیقی اولاد ہے یعنی بلا واسطہ اولاد۔ بلواسطہ اولاد یہاں مراد نہیں ہے۔

اب صورت یہ رہ جاتی ہے کہ کسی مرنے والے کا کوئی بیٹا زندہ نہ ہو اور پوتے موجود ہوں تو پوتوں کو وراثت کس پیمانہ پر ملے گی اس بارے میں صحابہ کرامؓ کے اجماع سے یہ فیصلہ قرار پایا کہ جس کسی مرنے والے کا کوئی صلبی بیٹا زندہ نہ ہو صرف پوتے پوتیاں موجود ہوں تو ان کو وراثت اسی معیار پر ملے گی جو معیار صلبی اولاد کے لئے قرآن کریم نے مقرر کیا ہے یعنی ہر پوتے کو دو حصے اور ہر پوتی کو ایک حصہ۔

صحیح بخاری میں اس مضمون کا ایک مستقل باب موجود ہے۔ باب میراث ابن الابن اذا لم یکن ابن"۔ اور اس میں حضرت زید بن ثابتؓ کا فتویٰ نقل کیا ہے جس پر تمام صحابہ کرامؓ کا اجماع علامہ عینیؒ شارح بخاری نے نقل فرمایا ہے۔ ولد الأبناء بمنزلة الولد اذالم یکن دونهم ولد ذکرهم کذکرهم وانثاهم کانثاهم یرثون کما یرثون و یحجبون کما یحجبون ولا یرث ولد الابن مع الابن وہ اجماعی فیصلہ یہ ہے۔ (عینی شرح بخاری)

اس اجماعی فیصلہ میں پوتے کیلئے واضح حکم بتلا دیا گیا کہ اگر مرنے والے کا کوئی بیٹا زندہ ہے تو مرنے والے وہ یتیم ہو یا نہیں ...... (جاری ہے)

۱۸۶۹......حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

۱۸۶۹......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے بنو سلمہ میں میری

(گذشتہ سے پیوستہ)......اسے وراثت نہیں ملے گی۔

بعض متجددین نے جو اس اجماعی فیصلہ اور قانون شرعی میں تحریف کرتے ہوئے یتیم پوتے کو بھی دادا کی میراث میں "شرعی وراث" بنانے کی کوشش کی ہے' در حقیقت انتہائی حماقت اور سطحی نظر رکھنے کی علامت ہے۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ پر محققانہ بصیرت افروز گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وہ اسلام جو رسول کریم ﷺ دنیا میں لائے تھے ساڑھے تیرہ سو برس کے مسلمانوں کے اجماع و اتفاق سے اس کا تو یہی قانون ہے (کہ یتیم پوتا وارث نہیں ہوگا دادا کا) ہاں چودھویں صدی کے آخر میں ایک نیا اسلام کراچی سے طلوع ہو رہا ہے' اس کے موجدین نے اس مسئلہ میں عجیب نکات پیدا کئے ہیں: مثلاً: اس اجماعی فیصلہ (جو عینی شرح بخاری کے حوالہ سے اوپر نقل کیا گیا) کے آخر میں جو لا یوث ولد الابن مع الابن آیا ہے اس میں ان (متجددین) کا خیال ہے کہ ولد الابن سے صرف وہ پوتا مراد ہے جس کا باپ زندہ ہو اور اس کو ثابت کرنے کے لئے دلیل پیش کی جاتی ہے اس اصول فقہ کی جس کے رد کرنے اور جس پر استہزاء و تمسخر کرنے ہی کے لئے یہ نیا اسلام طلوع ہو رہا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ الابن جو معرفہ کی صورت میں مکرر لایا گیا تو سب حسبِ تصریح اصول حنفیہ اس سے عین اول یعنی وہ ابن جو ولد الابن میں مذکور ہے مراد ہوگا۔

مگر ان کو کیا خبر کہ فقہاء نے اس کو قاعدہ کلیہ قرار نہیں دیا اور اس کلام میں تو اس معنی کی کوئی گنجائش ہی نہیں کیونکہ اس جملہ سے پہلا جملہ اذا لم یکن دونهم ولد میں لفظ ولد نکرہ آیا ہوا ہے مگر اس پر ان کی نظر کیوں جانے لگی تھی ان کو تو نیا اسلام' نئے معارف' نئے اصول پیش کرنے ہیں۔

اس اجماعی فیصلہ کے ابتدائی جملوں سے آنکھیں بند کر کے آخری جملہ میں فقط الابن کو معرفہ لانے سے اس پر استدلال کیا کہ ابن الابن سے مراد اس جگہ زندہ بیٹے کا بیٹا ہے' انہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ اگر یہ مراد ہوتی تو اس کے لئے سیدھی عبارت یوں ہوتی لا یوث الابن مع ابیہ۔ اس کو بھی چھوڑ دیتے تو پہلے جملہ میں ولد نکرہ موجود ہے اس پر نظر کرنا تو گویا ان کے لئے ضروری ہی نہیں تھا' اور عام لوگوں کی عادت سے بھی وہ مطمئن تھے کہ کون اتنی زحمت گوارا کرے گا جو بخاری اٹھا کر دیکھے اور ان کی چوری پکڑے۔

خلاصہ یہ کہ قرآن میں تو پوتوں کا ذکر نہیں اور اجماعی فیصلہ میں یتیم اور غیر یتیم ہر قسم کے پوتے ایک ہی حکم میں ہیں اب یتیم پوتے کو دوسرے پوتوں سے ممتاز کر کے دادا کی وراثت دینا معلوم نہیں کون سے قرآن میں دیکھ کر اسلام کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

حال میں اسی قرآن و حدیث سے آزاد مجتہد نے اس جگہ ایک عجیب ضابطہ ایجاد کیا ہے کہ ایک شخص جو میت سے بالواسطہ قرابت رکھتا ہے اگر واسطہ کا انتقال ہو جائے تو یہ بالواسطہ قرابت رکھنے والا اب اصل واسطہ کے قائم مقام ہو کر میت کا اقرب بن جاتا ہے۔ مثلاً: پوتا جو دادا کے ساتھ اپنے باپ کے واسطہ سے قرابت رکھتا ہے اگر اس کا باپ مر جائے تو اب یہ تمام احکام میں اپنے باپ کا قائم مقام ہو کر دادا کے دوسرے بیٹوں کے برابر ہو جائے گا۔

تمام اہل عقل و اہل علم کے نزدیک جس رشتہ دار کی قرابت میت سے بلا واسطہ ہو وہ اقرب کہلاتا ہے اور جس کا تعلق کسی واسطہ سے ہو وہ ابعد۔ خواہ یہ واسطہ زندہ ہو یا مردہ۔ کیونکہ واسطہ کی زندگی اور موت کا رشتہ کی نوعیت کے قرب و بعد سے کوئی تعلق نہیں۔ جو شخص میت سے قرابت کسی واسطہ کے ذریعہ رکھتا ہے اور اس وجہ سے ابعد کہلاتا ہے تو وہ جس طرح واسطہ کی زندگی میں ابعد ہے' اسی طرح اس واسطہ کے مر جانے کے بعد بھی اس کے رشتہ کی نوعیت نہیں بدلی۔ وہ بدستور اب بھی ابعد ہی ہے وہاں اقرب کے موجود نہ ہونے پر ابعد ہونے کے باوجود اس کو وارث تسلیم کیا جاتا ہے۔

آگے چل کر فرماتے ہیں۔

پھر اگر یہی قائم مقامی کا ضابطہ ہے تو باپ کے مرنے پر چچا اور پھوپھی کے مرنے پر ماموں اور خالہ باپ اور ماموں کے...... (جاری ہے)

ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ فِي بَنِي سَلِمَةَ يَمْشِيَانِ فَوَجَدَنِي لَا أَعْقِلُ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَشَّ عَلَيَّ مِنْهُ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي يَا رَسُولَ اللهِ فَنَزَلَتْ "يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ"

عیادت فرمائی۔ دونوں حضرات پیدل چل کر تشریف لائے تو مجھے بے ہوش پایا۔ آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور وضو کیا پھر کچھ پانی کے چھینٹے مجھ پر مارے جس سے (آپ ﷺ کی برکت سے) مجھے افاقہ ہو گیا۔

میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں اپنے مال میں کیا کروں؟ اس موقع پر آیت میراث "يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ" نازل ہو گئی۔

۱۸۷۰ ...... حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ عَادَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا مَرِيضٌ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ مَاشِيَيْنِ فَوَجَدَنِي قَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ صَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوئِهِ فَأَفَقْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا حَتّٰى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ

۱۸۷۰ ... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ میری عیادت فرمائی، یہ دونوں حضرات پیدل چل کر تشریف لائے تو مجھے بے ہوش پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا پھر میرے اوپر وضو کا بچا ہوا پانی انڈیل دیا جس سے مجھے افاقہ ہو گیا دیکھا تو رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں۔

میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں اپنے مال کے اندر کس طرح کا معاملہ کروں؟ آپ ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا حتیٰ کہ آیت میراث (جس میں وراثت کے احکام بیان کئے گئے ہیں) نازل ہو گئی۔

۱۸۷۱ ...... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا مَرِيضٌ لَا أَعْقِلُ فَتَوَضَّأَ فَصَبُّوا عَلَيَّ مِنْ وَضُوئِهِ

۱۸۷۱ ... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، میں اتنا بیمار تھا کہ مجھے کچھ ہوش نہ تھا، آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور وضو کا بچا ہوا پانی مجھ پر بہایا جس سے مجھے ہوش آ گیا۔

(گذشتہ سے پیوستہ)...... قائم مقام ہو کر ان کا حصہ پانے کے مستحق ہونے چاہئیں۔ یعنی باپ کے مرنے پر بیٹوں کے موجود ہوتے ہوئے چچا اور پھوپھی کو باپ کا حصہ اور ماں کے مرنے پر ماموں اور خالہ کو حصہ ملنا چاہیے اور اس ضابطہ سے اگر پہلے بیوی مر جائے تو بیوی کے ماں باپ اور بھائی بہن شوہر کے ترکہ میں اپنی اولاد کے موجود ہوتے ہوئے حصہ پانے کے مستحق ہونے چاہئیں جس کو یہ نئے مجتہد بھی تجویز نہیں کرتے"۔ (جواہر الفقہ ۲/۲۸۵ تا ۲۸۷)

غرضیکہ یتیم پوتے کو دادا کی میراث میں حصہ دار بنانا اسلامی قانون اور قرآن و حدیث کے علاوہ امت کے اجماعی فیصلہ کے بھی خلاف ہے۔ اہل تجدد کے اس موقف کی بنیاد یہ ہے کہ مرنے والے کے یتیم پوتے چونکہ ضرورت مند اور زیادہ حاجت مند ہیں اس لئے ان کو وراثت میں شریک کیا جائے۔ لیکن ابتدائے گفتگو میں یہ بات عرض کی جا چکی ہے کہ قانونِ وراثت کی بنیاد و معیار سے ناواقفیت کی بناء پر یہ موقف اختیار کیا جا رہا ہے کیونکہ شریعت کے قانونِ وراثت کا معیار "حاجت و ضرورت" نہیں بلکہ رشتہ و قرابت ہے ورنہ تو ایک مرنے والے کے ترکہ میں ساری دنیا کے ضرورت مند یا دور پرے کے رشتہ دار حصہ کے مستحق ہو جائیں گے اور حقیقی ورثاء محروم رہیں گے۔ اور پھر رشتہ و قرابت کے معیار میں بھی مطلق رشتہ کافی نہیں بلکہ "اقربیت" کو معیار بنایا گیا یعنی زیادہ اقرب جو ہو گا میت سے وہ وارث ہو گا اور حقیقی بیٹے کی موجودگی میں پوتا اقرب نہیں بلکہ ابعد میں شمار ہو گا۔ واللہ اعلم

فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّمَا يَرِثُنِي كَلَالَةٌ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ فَقُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ "يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ" قَالَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ

میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرا میراث تو کلالہ ہوگا (کلالہ اس آدمی کو کہتے ہیں جس کا نہ باپ ہو نہ اولاد) اس وقت آیتِ میراث نازل ہوئی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے محمدؒ بن المنکدر سے کہا کہ یہ آیت؟ يَسْتَفْتُونَكَ. قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ فرمایا کہ ہاں! اسی طرح نازل ہوئی تھی۔ ❶

---

❶ کلالہ کی تفسیر ..... مذکورہ باب اور اس میں بیان کردہ احادیث کلالہ کی میراث کے احکام کے بیان سے متعلق ہیں۔ کلالہ کے مختلف معنی و تعریفات منقول ہیں۔

جمہور کے نزدیک جو شخص لاولد مر جائے اور اس کا باپ بھی زندہ نہ ہو تو اسے کلالہ کہا جاتا ہے' ایسی صورت میں اس کے بھائی اس کے مال کے وارث ہوں گے۔

بعض نے فرمایا کہ کلالہ ایسے شخص کے مال و میراث کو کہتے ہیں جو لاولد مر جائے اور اس کا باپ بھی نہ ہو۔ علاوہ ازیں متعدد اور معانی بھی منقول ہیں۔

یہاں پر ایک اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت جابرؓ کی مذکورہ احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس موقع پر آیتِ میراث نازل ہوئی۔ پھر ایک روایت میں آیتِ میراث کی تفصیل یوصیکم اللہ سے اور دوسری روایت میں یستفتونک الآیۃ سے کی۔ جب کہ دونوں آیات بالکل الگ الگ ہیں؟ تو بظاہر دونوں میں تعارض نظر آتا ہے۔

اس تعارض کو رفع کیا ہے حافظ ابن حجرؒ نے فرماتے ہیں کہ حضرت جابرؓ سے تو صرف یہی منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ: آیتِ میراث نازل ہوئی۔ انہوں نے آیتِ میراث کی تعیین نہیں کی (کہ سورۂ نساء کی ابتدائی یا انتہائی) باقی جو یستفتونک کی تفسیر منقول ہے وہ سفیان بن عیینہؒ کی زیادت ہے اور اگلی روایت میں ابن جریجؒ اس کی تفسیر "یوصیکم اللہ" سے کی۔

تو گویا حضرت جابرؓ نے تو آیتِ میراث کا تعیین نہیں کیا تھا جو اس واقعہ میں نازل ہوئی تھی انہوں نے بس اجمالاً نزول آیتِ میراث کا تذکرہ کر دیا تھا۔

بعد میں ابن عیینہؒ اور ابن جریجؒ نے اس اجمال کی توضیح کی تو ابن عیینہؒ نے آیتِ میراث سے مراد یستفتونک والی آیتِ میراث کو لیا جب کہ ابن جریجؒ نے یوصیکم اللہ والی آیت کو۔ لہٰذا تعارض باقی نہ رہا۔ (ملخص کلام الحافظ فی الفتح، کتاب التفسیر)

کلالہ سے متعلق مسائل..... کلالہ سے متعلق آئندہ آنے والی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کو اس سے متعلق اشکال تھا لیکن اس اشکال کی کوئی واضح توجیہ روایات میں نہیں ملتی' البتہ تحقیق سے چند ایسے مسائل کی نشاندہی ہوتی ہے جن میں سے بعض یا سب ہی وجہ اشکال ہو سکتے ہیں۔

۱۔ کلالہ کے معنی میں اختلاف رائے۔ کہ حضرت ابو بکرؓ کے نزدیک کلالہ اس وارث کو کہتے ہیں جو نہ باپ ہو نہ بیٹا۔ جب کہ حضرت عمرؓ کے نزدیک مورث (میت) کو کلالہ کہتے ہیں لیکن ادب و احترام کی وجہ سے صدیق اکبرؓ کی مخالفت نہ کرتے تھے۔

۲۔ کلالہ کا حکم دو آیات میں مذکور ہے ایک تو سورۃ النساء کی ابتدائی آیتِ میراث "یوصیکم اللہ فی اولادکم" میں جس میں کلالہ کی بہن کے لئے سدس (چھٹا حصہ) رکھا گیا ہے جب کہ دوسری آیت سورۃ النساء کی بالکل آخری آیت ہے "یستفتونک" والی' اس میں کلالہ کی بہن کے لئے نصف مال (آدھا) رکھا گیا ہے۔ جس کی توجیہ یہ ہے کہ پہلی آیت میں اخیافی (ماں شریک) بہن بھائی کا حصہ بیان کیا گیا ہے جب کہ دوسری آیت میں علاتی (باپ شریک) بہن بھائیوں کا حصہ بتلایا گیا ہے۔

۳۔ کلالہ سے متعلق تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ شیعہ کے نزدیک کلالہ ہونے کے لئے اب (باپ) یا جد (دادا) کا ہونا شرط نہیں ہے بلکہ صرف بیٹا نہ ہونا شرط ہے۔ اس پر علماء نے ابحاث کی ہیں لیکن شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہم فرماتے ہیں کہ مجھے ان کی کتب..... (جاری ہے)

۱۸۷۲ ....حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ وَأَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فِي حَدِيثِ وَهْبِ بْنِ جَرِيرٍ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْفَرَائِضِ وَفِي حَدِيثِ النَّضْرِ وَالْعَقَدِيِّ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْفَرْضِ وَلَيْسَ فِي رِوَايَةِ أَحَدٍ مِنْهُمْ قَوْلُ شُعْبَةَ لِابْنِ الْمُنْكَدِرِ

۱۸۷۲.... حضرت شعبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی ان اسناد کے ساتھ سابقہ حدیث منقول ہے۔ حضرت وہب بن جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حدیث میں ہے کہ آیت فرائض نازل ہوئی۔ نضر اور عقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حدیث میں آیت الفرض اور شعبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ابن منکدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کا" موجود نہیں ہے۔

۱۸۷۳ ....حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ يَوْمَ جُمُعَةٍ فَذَكَرَ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ وَذَكَرَ أَبَا بَكْرٍ ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَا أَدَعُ بَعْدِي شَيْئًا أَهَمَّ عِنْدِي مِنَ الْكَلَالَةِ مَا رَاجَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي شَيْءٍ مَا رَاجَعْتُهُ فِي الْكَلَالَةِ وَمَا أَغْلَظَ لِي فِي شَيْءٍ مَا أَغْلَظَ لِي فِيهِ حَتّٰى طَعَنَ بِإِصْبَعِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ يَا عُمَرُ أَلَا تَكْفِيكَ آيَةُ الصَّيْفِ الَّتِي فِي آخِرِ سُورَةِ النِّسَاءِ وَإِنِّي إِنْ أَعِشْ أَقْضِ فِيهَا

۱۸۷۳.... حضرت معدان بن ابی طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ کے دن خطبہ دیا جس میں نبی ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ کیا۔ پھر فرمایا میں اپنے بعد کلالہ سے زیادہ کوئی اہم سند نہیں چھوڑ تا، اور میں نے کسی مسئلہ میں رسول اللہ ﷺ سے اتنی مراجعت نہیں کی جتنی مراجعت کلالہ کے بارے میں کی اور آپ ﷺ نے بھی کسی بات میں مجھ سے اتنی سختی نہیں کی جتنی اس مسئلہ میں کی ہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اپنی انگلی مبارک میرے سینے میں چبھوئی اور فرمایا اے عمر! کیا تمہیں وہ گرمی کے موسم میں اترنے والی آیت کافی نہیں جو سورۂ نساء کے آخر میں ہے؟ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں (کچھ عرصہ) زندہ رہا تو اس بارے میں ایسا فیصلہ کروں گا جس کے موافق ہر شخص خواہ وہ قرآن پڑھنے والا ہو یا قرآن نہ پڑھنے والا ہو فیصلہ کر سکے گا۔

(گذشتہ سے پیوستہ).... معتزلہ میں یہ شرط نہیں ملی۔ بلکہ مشہور شیعہ عالم ابو علی طبرسی نے اپنی تفسیر "مجمع البیان" میں اس شرط کو تسلیم کیا ہے۔

۴۔ چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ کلالہ کے لئے جیسے اب (باپ) کا نہ ہونا شرط ہے کیا جد (دادا) کا نہ ہونا بھی شرط ہے؟ امام ابو حنیفہؒ اسے شرط قرار دیتے ہیں" لہٰذا ان کے نزدیک دادا کی موجودگی میں میت کے بھائی وراثت سے محروم رہیں گے" یہ قول حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن زبیرؓ اور دیگر متعدد صحابہ سے منقول ہے۔

امام شافعیؒ کلالہ کے لئے عدم جد (دادا کے نہ ہونے) کو شرط قرار نہیں دیتے اس لئے ان کے نزدیک جد (دادا) میت کے بھائیوں کو وراثت سے محروم نہیں کر سکتا۔ اور وہ بھی میراث میں اس کے ساتھ شریک ہوں گے۔

۵۔ پانچواں مسئلہ یہ ہے کہ جیسے کلالہ کے لئے بیٹا نہ ہونے کی شرط ہے کیا بیٹی (بنت) نہ ہونے کی بھی شرط ہے؟

جمہور علماء اس شرط کے قائل نہیں۔ لہٰذا کوئی شخص اگر بیٹی کے ساتھ بہن بھی چھوڑ کر مر جائے تو اس کی بہن کو باعتبار حصہ متعین کے کچھ نہیں ملے گا البتہ عصوبت کے اعتبار سے اسے وراثت میں سے حصہ ملے گا اور بیٹی بہن کو محروم نہ کر سکے گی بلکہ اسے عصبہ مع الغیر بنا دے گی۔

بہر کیف الکلالہ کے پیچیدہ مسائل اور تنوع کی وجہ سے غالباً مذکورہ بالا وجوہات کی روشنی میں حضرت عمرؓ کو اشکال ہوا تھا۔ واللہ اعلم

بِقَضِيَّةٍ يَقْضِي بِهَا مَنْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَمَنْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ

١٨٧٤...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ ح و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ رَافِعٍ عَنْ شَبَابَةَ بْنِ سَوَّارٍ عَنْ شُعْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

١٨٧٤...... حضرت قتادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس اسناد کے ساتھ بھی سابقہ حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

١٨٧٥...... حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ آخِرُ آيَةٍ أُنْزِلَتْ مِنَ الْقُرْآنِ "يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ"

١٨٧٥...... حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن کی آخری آیت جو نازل ہوئی وہ یہ ہے **يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ** تھی۔

١٨٧٦...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ ابْنَ عَازِبٍ يَقُولُ آخِرُ آيَةٍ أُنْزِلَتْ آيَةُ الْكَلَالَةِ وَآخِرُ سُورَةٍ أُنْزِلَتْ بَرَاءَةُ

١٨٧٦...... حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ آخری نازل ہونے والی آیت، آیت کلالہ ہے اور آخری نازل ہونے والی سورت، سورۃ البرائۃ ہے۔ (یعنی سورۂ توبہ)

١٨٧٧...... حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا عِيسَى وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ آخِرَ سُورَةٍ أُنْزِلَتْ تَامَّةً سُورَةُ التَّوْبَةِ وَأَنَّ آخِرَ آيَةٍ أُنْزِلَتْ آيَةُ الْكَلَالَةِ

١٨٧٧...... حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آخری سورت جو (ایک ساتھ) پوری اتری سورۂ توبہ ہے۔ اور آخری نازل ہونے والی آیت آیتِ کلالہ ہے۔

١٨٧٨...... حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ آدَمَ حَدَّثَنَا عَمَّارٌ وَهُوَ ابْنُ رُزَيْقٍ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْبَرَاءِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ آخِرُ سُورَةٍ أُنْزِلَتْ كَامِلَةً

١٨٧٨...... حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سابقہ حدیث ہی کی روایت منقول ہے لیکن اس روایت میں یہ ذکر نہیں ہے کہ آخری پوری سورت نازل کی جانے والی۔

١٨٧٩...... حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ

١٨٧٩...... حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آخری آیت جو نازل ہوئی ہے وہ "يَسْتَفْتُونَكَ" ہے۔[1]

---

[1] حضرت براء بن عازبؓ کی مذکورہ بالا احادیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی آخری آیت جو نازل ہوئی ہے وہ سورۂ نساء کی آخری آیت "يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة" آیہ ہے۔ لیکن آخری آیت کے نزول و تعیین سے متعلق مختلف ہیں۔

١۔ چنانچہ بخاریؒ نے تفسیر سورۃ البقرہ میں ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: آخری آیت جو نبی ﷺ پر نازل ہوئی وہ آیت ربا ہے" (یعنی ربوا (سود) کی حرمت والی آیت)

٢۔ اسی طرح طبری نے ابن عباسؓ سے ہی نقل کیا ہے کہ آخری آیت جو نبی علیہ السلام پر نازل ہوئی وہ ...... (جاری ہے)

أَبِي السَّفَرِ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ آخِرُ آيَةٍ أُنْزِلَتْ يَسْتَفْتُونَكَ

باب-۲۶۲ باب من ترك مالًا فلورثته

مالِ متروکہ ورثاءِ میت کا حق ہے

۱۸۸۰ ..... وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ الْأُمَوِيُّ عَنْ يُونُسَ الْأَيْلِيِّ ح و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ الْمَيِّتِ عَلَيْهِ الدَّيْنُ فَيَسْأَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ مِنْ قَضَاءٍ فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ وَفَاءً صَلَّى عَلَيْهِ وَإِلَّا قَالَ صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ الْفُتُوحَ قَالَ أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ

۱۸۸۰ ..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی مقروض میت لائی جاتی (نماز جنازہ کے لئے) تو آپ ﷺ پوچھتے کہ کیا اس نے اپنے قرض کی ادائیگی کے لئے کچھ مال چھوڑا ہے؟ اگر آپ ﷺ کو بتایا جاتا کہ اس نے اتنا مال چھوڑا ہے ادائیگی کے لئے کہ اس سے قرض پورا ادا ہو سکتا ہے تو آپ ﷺ اس پر نماز پڑھتے ورنہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرماتے کہ تم اپنے ساتھی کی نماز پڑھ لو۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے فتوحات کے دروازے کھول دیے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میں اہل ایمان سے ان کے اپنے آپ سے زیادہ قریب ہوں، لہٰذا جو شخص بھی مقروض مر جائے تو اس کے قرض کی ادائیگی میرے ذمہ ہے

(گذشتہ سے پیوستہ)...... "واتقوا یوماً ترجعون فیه الی الله" (البقرہ) ہے۔

۳۔ نسائی نے بھی ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ آخری سورت جو نازل ہوئی وہ "اذا جاء نصر الله والفتح" ہے۔

۴۔ حاکم نے مستدرک میں حضرت اُبیؓ بن کعب سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: آخری آیت جو نازل ہوئی وہ "لقد جاء کم رسول من انفسکم ... الخ التوبہ" ہے۔

۵۔ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان سے نقل کیا ہے کہ سب سے آخری نازل ہونے والی آیت "فمن کان یرجوا لقاء ربه ..... الخ الکھف ۱۲" ہے۔

۶۔ ابن مردویہؒ نے مجاہدؒ کے طریق سے حضرت ام سلمہؓ کی روایت نقل کی ہے کہ سب سے آخری جو آیت نازل ہوئی وہ "فاستجاب لھم ربھم الخ (آل عمران ۴)" ہے۔

تو ان سب روایات سے آخری آیت کی تعیین مختلف ہوتی ہے۔ جہاں تک آخری دو روایات کا تعلق ہے تو ان سے مراد بظاہر یہ محکم آیات کے اعتبار سے آخری ہیں ان کے حکم کو کسی دوسری آیت نے منسوخ نہیں کیا جب کہ پہلی دو روایات میں بھی کوئی تعارض نہیں کیونکہ آیتِ ربا اور واتقوا یوما الخ ایک ہی مضمون کا سلسلہ ہیں اور بظاہر دونوں اکٹھی نازل ہوئی ہیں۔

اب چار کے متعلق تعارض رہ گیا یعنی سورۂ نصر، آیتِ ربوا، آیتِ کلالہ اور لقد جاء کم الخ کے درمیان تو علماء و محدثین نے اس تعارض کو دور کرنے کے لئے متعدد جوابات دیئے ہیں اور مختلف طریقوں سے ان کے درمیان تطبیق دینے کی کوشش کی ہے لیکن سب سے زیادہ بے غبار توجیہ وہ ہے جو امام بیہقیؒ نے نقل کی ہے کہ ہر راوی نے اپنے علم اور ظن کے مطابق بات نقل کی ہے لہٰذا ان میں کوئی تعارض نہیں۔ قاضی ابوبکر ابن العربیؒ نے بھی یہی بات نقل کی ہے۔ واللہ اعلم

اور جو مال وہ چھوڑ جائے وہ اس کے ورثاء (شرعی) کا ہے۔ ❶

---

❶ **مقروض کی نمازِ جنازہ**۔۔۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ مقروض کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔ اگر اس نے ادائیگی کے لئے مال نہ چھوڑا ہو۔ علماء و محدثین نے اس کی متعدد و مختلف توجیہات کی ہیں۔

قاضی عیاض مالکیؒ نے فرمایا کہ: یہاں یہ تاویل کی جائے گی نماز جنازہ نہ پڑھنے کی کہ اس میت کا قرض لینا اس کے لئے جائز نہ ہوگا اس لئے آپؐ نے نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

بعض نے فرمایا کہ آپؐ بطور تعلیم و تادیب ایسا کیا کرتے تھے تاکہ لوگوں کو تنبیہ ہو اور وہ قرض لینے سے حتی الامکان بچیں اور پھر اگر لے لیں تو اس کی ادائیگی سے غافل نہ ہوں بلکہ پورے اہتمام سے اسے ادا کرنے کی کوشش کریں۔ (کذا فی شرح کلای ۴/ ۳۲۳)

بعض نے فرمایا کہ: یہ اس شخص کے لئے تھا جو یہ جانتے ہوئے کہ وہ قرض کی ادائیگی نہیں کر سکتا پھر بھی قرض لے لے۔

بعض نے فرمایا کہ: یہ ابتدائے اسلام میں تھا پھر جب فتوحات کا دروازہ کھل گیا تو یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ اور بیت المال میں ہر مسلمان کا حق مقرر ہو گیا اور ان کے لئے غارمین کا حصہ مقرر کر دیا گیا۔

بہر کیف اب یہ حکم باقی نہیں رہا۔ اگر کوئی مسلمان ایسا مر جائے جس پر قرض ہو اور قرض کی ادائیگی کے لئے اس نے مال نہ چھوڑا ہو تو حاکم اور حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس کے قرض کو ادا کرے کیونکہ بیت المال میں اس کا حق ہے۔ اگر حاکم نے اس کا قرض ادا نہ کیا تو گناہ گار ہوگا۔ (کذا قال الکرمانی فی شرح البخاری ۲۳/ ۱۵۶)

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے امام قرطبیؒ نے فرمایا کہ: میت کے قرضہ کی ادائیگی زکوٰۃ سے کرنا جائز ہے کیونکہ وہ بھی "غارمین" میں سے ہے۔ (غارمین سے مراد وہ مصرف ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے کہ مصارف زکوٰۃ کیا ہیں۔ ان میں ایک مصرف "غارمین" کا بھی ہے یعنی وہ لوگ جن پر کوئی مالی تاوان پڑ گیا یا کوئی قرض لیا تھا اور اس کی ادائیگی کے لئے مال نہ رہا اور قرض کی ادائیگی میں وہ مزید مقروض ہو گیا تو ایسے لوگ "غارمین" کہلاتے ہیں) (مختصر ابن کثیر ۲/ ۱۵۱) اور رسول اللہ ﷺ نے ایسے میت کے قرضہ کی ادائیگی اپنی طرف سے کرنے کا التزام فرمایا ہے۔ لہٰذا "زکوٰۃ" سے ایسے قرض کی ادائیگی جائز ہے۔ چنانچہ امام مالکؒ کا بھی یہی قول ہے۔

امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ کا مسلک یہ ہے کہ میت کے قرضہ کی ادائیگی زکوٰۃ سے جائز نہیں ہے۔ کیونکہ مقروض تو مرنے والا ہے اور زکوٰۃ اسے تو دی جائی ممکن نہیں ہے لہٰذا قرض خواہ کو دی جائے گی جب کہ قرض خواہ کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ (ابن قدامہ ۲/ ۶۶۷)

جہاں تک اس حدیث سے امام مالکؒ کے استدلال کا تعلق ہے تو یہ استدلال غیر واضح ہے کیونکہ اس حدیث میں اس بات کا اشارۃً بھی کہیں ذکر نہیں کہ آپؐ یہ ادائیگی مالِ زکوٰۃ سے فرماتے تھے بلکہ اس کے برعکس ثابت ہو رہا ہے کیونکہ حدیث میں اس بات کی صراحت ہے کہ مرحومین کے قرضوں کی ادائیگی آپؐ نے فتوحات کے بعد شروع کی تھی اور اس بات کا غالب امکان ہے کہ آپؐ یہ ادائیگی مالِ غنیمت سے کرتے ہوں۔

جب کہ احناف کا استدلال بھی محلِ نظر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آیت مصارف میں مصارف کی اقسام کے بیان میں انداز جو اختیار فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ "لام" جو تملیک کا فائدہ دیتا ہے وہ صرف ابتدائی تین اقسام فقراء، مساکین اور عاملین کے ساتھ مختص ہے جب کہ دوسری اقسام کو اللہ تعالیٰ نے "فی" کے کلمہ کے ساتھ ذکر فرمایا ہے جو تملیک کا فائدہ نہیں دیتا۔ اور مقتضائے ظاہر یہی ہے کہ "غارمین" پر زکوٰۃ خرچ کرنے کے لئے تملیک شرط نہیں ہے۔

اس مسئلہ پر محققانہ فقہی نظر سے گفتگو کرتے ہوئے صاحب تکملہ فتح الملہم مولانا تقی عثمانی مدظلہم فرماتے ہیں کہ: احناف و حنابلہ کی کتب میں مجھے اس اعتراض کا شافی جواب نہیں ملا۔ علاوہ ازیں حنفیہ اور حنابلہ جو مرحومین کے قرضوں کی ادائیگی مالِ زکوٰۃ سے منع کرتے ہیں تو یہ ممانعت صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو اموال باطنہ کی زکوٰۃ خود ادا کرتے ہیں۔ لیکن اگر امام اموال ظاہرہ کی زکوٰۃ خود وصول کرے تو بظاہر وہ فقراء وغیرہ کا وکیل ہے تو اس کے وصول کرنے سے تملیک متحقق ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد اگر وہ تملیک جدید کے بغیر ان کے مصالح میں اپنی صوابدید کے مطابق خرچ کرے تو یہ جائز ہوگا اسی بناء پر حنفیہ کے نزدیک مالِ زکوٰۃ سے اموات کا قرض ادا کرنا جائز ہونا چاہیے۔

کتب احناف میں یہ مسئلہ صراحت کے ساتھ تو مذکورہ نہیں ہے لیکن قواعد کا تقاضا یہی ہے اور حضرت مولانا رشید (جاری ہے)

۱۸۸۱ ...... حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ هَذَا الْحَدِيثَ.

۱۸۸۱...... حضرت زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہی سابقہ حدیث ان اسناد کے ساتھ بعینہٖ منقول ہے۔

۱۸۸۲ ...... حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنْ عَلَى الْأَرْضِ مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِهِ فَأَيُّكُمْ مَا تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَأَنَا مَوْلَاهُ وَأَيُّكُمْ تَرَكَ مَالًا فَإِلَى الْعَصَبَةِ مَنْ كَانَ.

۱۸۸۲...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے روئے زمین پر کوئی ایسا مومن نہیں کہ میں تمام لوگوں میں سب سے زیادہ اس کے قریب نہ ہوں، لہٰذا تم میں سے جو کوئی قرض چھوڑ کر مرجائے یا اہل و عیال چھوڑ جائے تو اس کا ذمہ دار میں ہوں اور جو تم میں سے کوئی مال چھوڑ کر مرجائے تو وہ اس کے وارث کا ہے وہ جو بھی کوئی ہو"۔

۱۸۸۳ ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِالْمُؤْمِنِينَ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَأَيُّكُمْ مَا تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيْعَةً

۱۸۸۳...... حضرت ہمامؒ بن منبہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جو ہم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے حوالہ سے بیان کی تھیں۔ پھر ان میں سے بعض احادیث کو بیان کیا جن میں یہ بھی بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میں ہر مومن سے تمام لوگوں کی بہ نسبت زیادہ قریب ہوں اللہ تعالیٰ کی

(گذشتہ سے پیوستہ)...... احمد گنگوہیؒ اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے فتاویٰ سے بھی اشارۃً اس کا جواز ثابت ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے دینی مدارس کے ذمہ داروں کو عاملین کے حکم میں شامل کیا ہے اور فتویٰ دیا ہے کہ صرف ان کے قبضہ کرنے سے زکوٰۃ کی ادائیگی اور تملیک متحقق ہو جائے گی کیونکہ وہ غریب طلباء کے وکیل ہیں۔ واللہ اعلم

اجتماعی کفالت (SOCIAL PLADGE) کا تصور اسلام

حدیث میں نبی ﷺ کے الفاظ "فانا مولاہ" درحقیقت دلیل ہیں اس بات کی کہ مسلمانوں کا بیت المال ہر ایسے شخص کی ضروریات پوری کرنے کا ذمہ دار ہے جو خود کسب معاش سے عاجز ہو اور اس کے اقرباء و اعزہ میں بھی کوئی ایسا نہ ہو جو اس کے اخراجات برداشت کر سکے۔ امام محمدؒ کے حوالہ سے امام شمس الائمہ سرخسیؒ نے مبسوط میں یہی بات نقل کی ہے یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اجتماعی کفالت کا جو تصور اسلام نے دیا ہے اس کا تصور بھی دوسرے نظام میں نہیں کیا جا سکتا (۱۸/۳)۔ حیرت ہے ان لوگوں پر جو اشتراکیت اور عدل اجتماعی کے کھوکھلے نعرے لگاتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ ان کے پسندیدہ نظام کو اپنانے سے افراد املاک اور افکار کی حریت سلب ہو کر رہ جاتی ہے اور عدل اجتماعی پھر بھی حاصل نہیں ہوگا۔ کیا یہ مناسب نہیں کہ ہم اجتماعی کفالت کے اس نظام کو اختیار کریں جس کا اعلان محمد الرسول اللہ ﷺ نے چودہ صدیوں قبل کیا تھا اور جو ان تمام مفاسد سے قطعی طور پر پاک ہے۔

فَادْعُونِي فَأَنَا وَلِيُّهُ وَأَيُّكُمْ مَا تَرَكَ مَالًا فَلْيُؤْثَرْ بِمَالِهِ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانَ

کتاب کے مطابق (یہ اشارہ ہے سورۂ احزاب کی آیت اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ الخ کی طرف) لہٰذا تم میں سے جو کوئی قرض یا اہل و عیال چھوڑ مرے تو مجھے بلاؤ میں اس کا ولی (ذمہ دار) ہوں۔ اور جو کوئی تم میں سے مال چھوڑ مرے تو اس کے وارث اور عصبہ (بالواسطہ رشتہ دار) اس مال کے وارث ہوں گے جو کوئی بھی ہوں"۔

۱۸۸۴...... حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِلْوَرَثَةِ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَإِلَيْنَا

۱۸۸۴...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو کوئی مال چھوڑ کر مر جائے تو وہ اس کے ورثاء کا ہے اور جو کوئی بوجھ چھوڑ کر مر جائے (قرض یا بال بچوں کا) تو اس کی خبر گیری ہماری طرف ہے)۔ [1]

۱۸۸۵...... وحَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ غُنْدَرٍ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا وَلِيتُهُ

۱۸۸۵...... حضرت شعبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی یہی سابقہ حدیث ان طرق سے مروی ہے صرف غندر (راوی) کی حدیث میں یہ ہے کہ جو بوجھ (قرض وغیرہ) چھوڑ جائے تو میں اس کا ولی ہوں۔

---

[1] ان تمام احادیث سے یہ بات صراحۃً معلوم ہو رہی ہے کہ ایسے افراد جو مالی بوجھ میں جکڑا ہوں اور ذریعہ آمدنی کچھ نہ ہو تو ان کی خبر گیری اور ضروریات و حوائج کا مہیا کرنا حکومت اور حاکم وقت کی ذمہ داری ہے۔ کیونکہ بیت المال (سرکاری خزانہ) پر ہر مسلمان کا حق ہے۔

گویا عدلِ اجتماعی کی طرف بڑھنے کا راستہ بھی شریعتِ اسلامیہ نے متعین فرمادیا کہ جب معاشرہ کے بے کس ضرورت مند اور بے سہارا افراد کی کفالت بیت المال سے کی جائے گی تو یہ در حقیقت اجتماعی عدل کی طرف پہلا قدم ہوگا۔

آج جو مغربی ممالک اور بلاد میں عدلِ اجتماعی (SOCIAL JUSTISE) وغیرہ کا بڑا شہرہ ہے اور وہ دیگر ممالک بالخصوص اسلامی ممالک کو اس کی بنیاد پر تنقید کا نشانہ بناتے ہیں تو در حقیقت یہ نظام اور یہ تصور اسلام کا ہی دیا ہوا ہے اور یہ انہوں نے اسلام ہی سے لیا ہے۔

اہل اسلام کی بدقسمتی ہے آج عالم اسلام اس نبوی طریقہ کار اور نظام کفالت سے محروم ہے اپنی شامتِ اعمال کی وجہ سے اور غیر اس کو اپنا کر فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ فَإِلَى اللهِ الْمُشْتَكَى۔

بہر کیف! یہ تصور در حقیقت اسلام نے دیا ہے اور آج بھی اگر دیگر بلاد اسلامیہ اور ان کی حکومتیں اپنی اس ذمہ داری کو نبا ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اسلامی معاشروں میں بھی عدلِ اجتماعی پیدا نہ ہو۔ واللہ ولی التوفیق

كتاب الهبات

کِتَاب الھبات

کتاب الھبات

باب-۲۶۳ باب كراهة شراء الإنسان ما تصدق به ممن تصدق عليه

صدقہ کی ہوئی چیز کو پھر خریدنے کی کراہت کا بیان

۱۸۸۶ ...... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ عَتِيقٍ فِي سَبِيلِ اللهِ فَأَضَاعَهُ صَاحِبُهُ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ لَا تَبْتَعْهُ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ۔

۱۸۸۶...... حضرت زید بن اسلم اپنے والد اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام تھے) روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جہاد کی غرض سے) ایک نہایت عمدہ و نفیس گھوڑا صدقہ کیا تھا، اس کے مالک نے اسے تباہ کر دیا (اس کی ایسی قدر نہ کی جس کا وہ مستحق تھا) مجھے خیال ہوا کہ اب شاید یہ اسے سستے داموں فروخت کر دے گا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اس بارے میں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم اسے مت خریدنا نہ ہی اپنے صدقہ کو واپس لوٹانا۔ کیونکہ اپنا صدقہ واپس لوٹانے والا اس کتے کی مانند ہے جو قے کر کے اسے چاٹ لے۔

۱۸۸۷ ... وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ لَا تَبْتَعْهُ وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ

۱۸۸۷ ... حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی مذکورہ بالا روایت اس طریق سے مروی ہے اور اس میں یہ بھی اضافہ ہے کہ تو اس کو مت خرید اگرچہ وہ تجھ کو ایک درہم ہی میں دیدے۔

۱۸۸۸ ... حَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ فَوَجَدَهُ عِنْدَ صَاحِبِهِ وَقَدْ أَضَاعَهُ وَكَانَ قَلِيلَ الْمَالِ فَأَرَادَ أَنْ يَشْتَرِيَهُ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ وَإِنْ أُعْطِيتَهُ بِدِرْهَمٍ فَإِنَّ مَثَلَ الْعَائِدِ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ

۱۸۸۸ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک گھوڑا صدقہ کیا، انہوں نے اسے اس کے مالک کے پاس اس حال میں پایا کہ اس نے گھوڑے کو تقریباً ضائع کر دیا تھا۔ وہ بہت تنگدست تھا، انہوں نے (عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) ارادہ کیا کہ وہ گھوڑا خرید لیں، رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ سے سب ذکر کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: مت خریدو۔ اگرچہ وہ تمہیں ایک درہم میں ہی کیوں نہ دے دے کہ صدقہ لوٹانے والا اس کتے کی طرح

ہوتا ہے جو اپنی قے کو چاٹ لے۔

۱۸۸۹...... وحَدَّثَنَاه ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ مَالِكٍ وَرَوْحٍ أَتَمُّ وَأَكْثَرُ

۱۸۸۹...... حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہی حدیث منقول ہے لیکن حضرت مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت روح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والی روایت زیادہ مکمل اور پوری ہے۔

۱۸۹۰...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَوَجَدَهُ يُبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَهُ فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ لَا تَبْتَعْهُ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ

۱۸۹۰...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں دیا تھا، پھر اسے فروخت ہوتا ہوا پایا۔ ان کا ارادہ ہوا کہ خود ہی خرید لیں، رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مت خریدو، اپنے صدقہ کو واپس مت لوٹاؤ۔[1]

۱۸۹۱...... وحَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ رُمْحٍ جَمِيعًا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح و حَدَّثَنَا الْمُقَدَّمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ

۱۸۹۱...... حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مثل حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے یہی مذکورہ بالا حدیث اس طریق سے بھی مروی ہے۔

۱۸۹۲...... حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِعَبْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ رَآهَا تُبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ يَشْتَرِيَهَا فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ يَا عُمَرُ

۱۸۹۲...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک گھوڑا اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کیا، پھر اسے دیکھا کہ وہ فروخت کیا جارہا ہے، انہوں نے ارادہ کیا کہ اسے خرید لیں۔ نبی ﷺ سے پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! اپنے صدقہ کو واپس نہ لوٹاؤ۔

---

[1] علامہ عینیؒ نے فرمایا کہ: ابن بطالؒ نے فرمایا: اکثر علماء نے حضرت عمرؓ کی مذکورہ بالا حدیث کی بناء پر صدقہ کی چیز کا واپس خریدنا مکروہ قرار دیا ہے۔ امام مالکؒ اور اہل کوفہ اور امام شافعیؒ کا یہی قول ہے خواہ صدقہ نافلہ ہو یا واجب۔ احنافؒ کے نزدیک بھی صدقہ میں رجوع جائز نہیں ہے خواہ بیع کے ذریعہ ہو یا کسی اور طریقہ سے۔ (کمافی عمدۃ القاری ۳۰۵/۶)

پھر بخاریؒ و مسلمؒ کے انداز سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ وہ صدقہ اور ہبہ کے حکم میں کوئی تفریق نہیں کرتے رجوع کے معاملہ میں۔ یعنی جس طرح صدقہ میں رجوع جائز نہیں ہے ہبہ میں بھی جائز نہیں ہے۔ لیکن احنافؒ کے نزدیک صدقہ اور ہبہ کے حکم میں فرق ہے۔ صدقہ میں تو رجوع مطلقاً ناجائز ہے جب کہ ہبہ میں رجوع قضاءً یا رضاءً جائز ہے۔ جس کی تفصیل آگے ان شاء اللہ حضرت ابن عباسؓ کی حدیث کے تحت آئے گی۔

باب-۲۶۳ باب تحريم الرجوع في الصدقة والهبة بعد القبض إلا ما وهبه لولده وإن سفل

صدقہ واپس لینا حرام ہے

۱۸۹۳ ... حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَثَلُ الَّذِي يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ فَيَأْكُلُهُ

۱۸۹۳ ... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اس شخص کی مثال جو اپنے صدقہ کو واپس لے لے، اس کتے کی سی ہے جو قے کر کے پھر اسی قے میں لوٹ کر اسے چاٹے"۔

۱۸۹۴ ... وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ يَذْكُرُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۱۸۹۴ حضرت محمد بن علی بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی یہی مذکورہ بالا روایت بعینہ اس طریق سے منقول ہے۔

۱۸۹۵ ... وَحَدَّثَنِيهِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَرْبٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرٍو أَنَّ مُحَمَّدَ ابْنَ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدَّثَهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ

۱۸۹۵ ... حضرت محمد بن فاطمہ بنت رسول ﷺ نے بھی یہی مذکورہ بالا حدیث اس طریق سے بیان فرمائی ہے۔

۱۸۹۶ ... وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّمَا مَثَلُ الَّذِي يَتَصَدَّقُ بِصَدَقَةٍ ثُمَّ يَعُودُ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَأْكُلُ قَيْئَهُ

۱۸۹۶ ... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:
"بلاشبہ اس شخص کی مثال جو صدقہ دے پھر اسے واپس لے لے اس کتے کی سی ہے جو قے کر کے پھر اپنی قے کو کھائے"۔

۱۸۹۷ ... وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ

۱۸۹۷ ... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اپنے ہبہ میں رجوع کرنے والا (ہدیہ دے کر واپس لینے والا) اس آدمی کی مانند ہے جو اپنی قے کو چاٹے"۔

۱۸۹۸...... وحدثناه محمد بن المثنى حدثنا ابن أبي عدي عن سعيد عن قتادة بهذا الإسناد مثله

۱۸۹۸...... حضرت قتادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی مذکورہ بالا روایت اس طریق سے منقول ہے۔

۱۸۹۹...... وحدثنا إسحق بن إبراهيم أخبرنا المخزومي حدثنا وهيب حدثنا عبد الله بن طاوس عن أبيه عن ابن عباس عن رسول الله ﷺ قال العائد في هبته كالكلب يقيء ثم يعود في قيئه

۱۸۹۹...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے اسے واپس (چاٹ) لے"۔ ❶

---

❶ یہ بات تو پیچھے گزر چکی ہے کہ صدقہ واپس لینا مطلقاً ناجائز ہے۔ جہاں تک ہبہ کا تعلق ہے تو اس میں تفصیل ہے۔ اس مسئلہ میں فقہاء کے مختلف اقوال ہیں۔

۱۔ ہبہ کرنے والے کے لئے اپنا ہبہ واپس لینا جائز نہیں ہے نہ قضاءً نہ دیانۃً سوائے والد کو۔ باپ کے لئے جائز ہے کہ جو ہبہ باپ اپنے بیٹے کو کرے وہ واپس لے سکتا ہے۔ یہ امام شافعیؒ کا قول ہے۔ جب کہ امام احمدؒ اور امام مالکؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔

جہاں تک ماں کا تعلق ہے تو امام شافعیؒ کے نزدیک وہ بھی باپ کے حکم میں ہے یعنی ماں کو بھی اولاد کو دیئے ہوئے ہدیہ کی واپسی کا حق ہے۔

امام احمدؒ کے نزدیک ماں اس ہبہ کو واپس لینے کا اختیار رکھتی ہے جو اپنے بیٹے کو دے۔ جب کہ امام مالکؒ کے نزدیک ماں اس صورت میں اپنا دیا ہوا ہدیہ واپس لے سکتی ہے جب کہ اولاد یتیم نہ ہو۔ (كما في المغني لابن قدامه مع الشرح الكبير ۲/۲۷۳)

۲۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جو چیز غیر محرم کو ہبہ دی جائے 'موہوب لہ' جب تک اس کا معاوضہ نہ دے واہب کا رجوع کرنے کا حق ہوگا 'البتہ ذو رحم محرم کو ہبہ کی گئی چیز میں رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔ خواہ واہب (ہبہ دینے والا) والد ہو یا غیر والد' یہ مذہب امام ابو حنیفہؒ اور دیگر مجتہدین و فقہاء کا ہے۔

حنفیہ کے نزدیک واہب صرف دو صورتوں میں رجوع کر سکتا ہے یا تو قضاء قاضی سے یا موہوب لہ کی رضامندی سے 'ان دو صورتوں کے علاوہ اسے واپس لینا کراہت سے ہرگز خالی نہیں۔

قول اول والے حضرات کا استدلال احادیث بالا سے ہے۔ جب کہ احنافؒ کی دلیل ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم. الرّجل أحق بهبته مالم يثب منها"۔

یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن دوسری روایات کے لئے شاہد بن سکتی ہے۔

دوسری دلیل مستدرک حاکم کی روایت ہے: جسے حضرت ابن عمرؓ نے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

من وهب هبة فهو أحق مالم يثب منها

"جس نے کوئی چیز ہبہ کی وہ اس کا زیادہ حقدار ہے جب تک اسے اس کا معاوضہ نہ دے دیا جائے"۔

احنافؒ کی تیسری دلیل ابو داؤد میں ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اس شخص کی مثال جو اپنی ہبہ کی کوئی چیز واپس طلب کرے کتے کی سی ہے جو قے کر کے اسے دوبارہ کھالیتا ہے 'ہبہ کرنے والا جب اپنی ہبہ کی ہوئی چیز واپس طلب کرے تو اس کو نشانی بتلانے کے لئے کہا جائے جب وہ نشانی بتلا دے تو اس کی چیز اسے واپس کر دی جائے"۔

اس حدیث میں صراحت کر دی گئی ہے کہ ہبہ کی ہوئی چیز کا واپس لینا مروت و اخلاق کے لحاظ سے نہایت بری بات ہے لیکن بہر حال وہ نشانی بتلا کر واپس لے سکتا ہے۔

احناف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ذو رحم محرم کو ہبہ کی صورت میں رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔ اس کی دلیل مستدرک حاکم (۲/۵۲) اور دار قطنی (۳/۴۴) میں حضرت سمرۃؓ بن جندب کی روایت ہے: ...... (جاری ہے)

باب-۲۶۵ باب كراهة تفضيل بعض الأولاد في الهبة

ہدیہ دینے میں اولاد کے درمیان فرق رکھنا مکروہ ہے

۱۹۰۰ ...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ يُحَدِّثَانِهِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا كَانَ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ هَذَا فَقَالَ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَارْجِعْهُ

۱۹۰۰ ...... حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ ان کے والد (حضرت بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعد الخزرجی) انہیں (نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام ہدیہ دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا اپنے ہر بیٹے کو اسی طرح (ایک غلام) ہدیہ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر اس سے بھی واپس لے لو"۔

۱۹۰۱ ...... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ أَتَى بِي أَبِي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا فَقَالَ أَكُلَّ بَنِيكَ نَحَلْتَ قَالَ لَا قَالَ فَارْدُدْهُ

۱۹۰۱ ...... حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے میرے والد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا: میں نے اپنے اس بیٹے کو غلام ہبہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اپنے تمام بیٹوں کو ہبہ کیا؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے واپس لے لو۔

۱۹۰۲ ...... و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ

۱۹۰۲ ...... ان مختلف اسناد و طرق سے یہی سابقہ حدیث (کہ آپ ﷺ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کو ہبہ کے متعلق اولاد کے درمیان مساوات کا حکم فرمایا) منقول ہے۔

(گذشتہ سے پیوستہ)

عن النبي صلى الله عليه وسلم إذا كانت الهبة لذي رحم محرم لم يرجع فيها۔ (حوالہ بالا)

"نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب ہبہ ذی رحم محرم کو کیا جائے تو اس میں رجوع نہیں کیا جا سکتا۔"

والد کے لئے بھی اسی وجہ سے رجوع کرنا جائز ہے کیونکہ بیٹا اس کا ذو رحم محرم ہے۔

جہاں تک ابن عباسؓ کی احادیث کا تعلق ہے جن میں والد کا استثنیٰ مذکور ہے تو احناف کے نزدیک وہ رجوع فی الہبہ کے جواز کی بناء پر نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ والد کو والد ہونے کی حیثیت سے بیٹے کا مال لینے کا حق حاصل ہوتا ہے یا احادیث باب کے بارے میں احناف یہ کہتے ہیں کہ ان احادیث میں رجوع فی الہبہ کے متعلق جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان سے اس عمل کی کراہت اور خلاف انسانیت و مروت بتلانا مقصود ہے "جواز عدم جواز نہیں۔ اور احناف جو رجوع کو جائز کہتے ہیں یہ قضاءً ہے ورنہ خلاف مروت ہونے کی بھی بناء پر مکروہ تحریمی تو احناف" کے نزدیک بھی ہے۔ (کما فی الدر المختار) واللہ اعلم۔

حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا يُونُسُ وَمَعْمَرٌ فَفِي حَدِيثِهِمَا أَكُلَّ بَنِيكَ وَفِي حَدِيثِ اللَّيْثِ وَابْنِ عُيَيْنَةَ أَكُلَّ وَلَدِكَ وَرِوَايَةُ اللَّيْثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ بَشِيرًا جَاءَ بِالنُّعْمَانِ

۱۹۰۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ وَقَدْ أَعْطَاهُ أَبُوهُ غُلَامًا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ مَا هَذَا الْغُلَامُ قَالَ أَعْطَانِيهِ أَبِي قَالَ فَكُلَّ إِخْوَتِهِ أَعْطَيْتَهُ كَمَا أَعْطَيْتَ هَذَا قَالَ لَا قَالَ فَرُدَّهُ

۱۹۰۳۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں انہیں ان کے والد نے ایک غلام ہدیہ دیا تھا۔ نبی ﷺ نے پوچھا کہ یہ کیسا غلام ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میرے والد نے مجھے دیا ہے۔ آپ ﷺ نے ان کے والد سے فرمایا کہ کیا تم نے اس کے سب بھائیوں کو بھی ایسا ہی ہدیہ دیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں! فرمایا کہ پھر تم اسے واپس کر دو۔

۱۹۰۴ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ تَصَدَّقَ عَلَيَّ أَبِي بِبَعْضِ مَالِهِ فَقَالَتْ أُمِّي عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَانْطَلَقَ أَبِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لِيُشْهِدَهُ عَلَى صَدَقَتِي فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَفَعَلْتَ هَذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ قَالَ لَا قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ

۱۹۰۴۔ ... حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے اپنا کچھ مال مجھے ہبہ کیا، میری والدہ عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رواحہ نے کہا کہ میں خوش نہیں ہوں گی جب تک کہ رسول اللہ ﷺ کو اس ہبہ پر گواہ نہ بنالو۔ چنانچہ میرے والد مجھے لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں چلے تاکہ اس ہبہ پر آپ ﷺ کو گواہ بنائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے یہ ہبہ اپنی سب اولاد کو کیا ہے؟ میرے والد نے کہا نہیں! فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو۔

چنانچہ میرے والد واپس لوٹے اور ہبہ واپس لے لیا۔[1]

---

[1] اولاد کے درمیان برابری کا حکم

حضرت نعمان بن بشیر کی مندرجہ بالا احادیث کی بناء پر علماء نے فرمایا کہ والد کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ ہدیہ لینے دینے میں اولاد کے درمیان برابری کرے۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا اولاد کے درمیان ہدیہ لینے دینے میں برابری اور عدل کرنا واجب ہے یا مستحب؟ فقہاء کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ یہ واجب ہے۔ امام احمد بن حنبل اور دیگر حضرات اسی کے قائل ہیں۔

دوسری جماعت کے نزدیک یہ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ اور اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے۔ امام ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ امام مالکؒ اور دیگر فقہاء کرام کا یہی قول ہے۔

امام قاضی ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اگر اولاد کے درمیان عدم تسویہ (برابری نہ کرنا) اور ایک اولاد کو دوسری پر فوقیت دینا لیکن دینے میں اگر دوسری اولاد کو نقصان پہنچانے کی غرض سے ہو تو اس وقت عدل کرنا واجب ہوگا اور عدل کے خلاف کرنے میں ترک واجب کا گناہ ہوگا۔ اور اگر مقصد کسی اولاد کو نقصان پہنچانا نہ ہو تو پھر عدم مستحب ہے۔ (جاری ہے)

وَاعْدِلُوا فِي أَوْلَادِكُمْ فَرَجَعَ أَبِي فَرَدَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ۔

۱۹۰۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ حَدَّثَنِي النُّعْمَانُ ابْنُ بَشِيرٍ أَنَّ أُمَّهُ بِنْتَ رَوَاحَةَ سَأَلَتْ أَبَاهُ بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ مِنْ مَالِهِ لِابْنِهَا فَالْتَوَى بِهَا سَنَةً ثُمَّ بَدَا لَهُ فَقَالَتْ لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى مَا وَهَبْتَ لِابْنِي فَأَخَذَ أَبِي بِيَدِي وَأَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أُمَّ هَذَا بِنْتَ رَوَاحَةَ أَعْجَبَهَا أَنْ أُشْهِدَكَ عَلَى الَّذِي وَهَبْتُ لِابْنِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَا بَشِيرُ أَلَكَ وَلَدٌ سِوَى هَذَا قَالَ نَعَمْ فَقَالَ أَكُلَّهُمْ وَهَبْتَ لَهُ مِثْلَ هَذَا قَالَ لَا قَالَ فَلَا تُشْهِدْنِي إِذًا فَإِنِّي لَا أَشْهَدُ عَلَى جَوْرٍ

۱۹۰۵۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کی والدہ بنت رواحہ نے ان والد سے مطالبہ کیا اپنے بیٹے کے لئے ان کے مال میں سے کچھ ہدیہ کرنے کا۔ لیکن ان کے والد (بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک سال تک اس کو ٹالتے رہے لیکن پھر ان کو بھی یہی مناسب لگا (کہ ہدیہ دے دیں) میری والدہ نے کہا کہ میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کو تم گواہ بنالو اس ہبہ پر جو تم میرے بیٹے کو کروگے۔

چنانچہ میرے والد نے میرا ہاتھ پکڑا میں چھوٹا سا لڑکا ہوا کرتا تھا اُن دنوں۔ اور مجھے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس لڑکے کی ماں یعنی بنت رواحہ یہ چاہتی ہے کہ میں آپ کو گواہ بناؤں اس ہبہ پر جو میں نے اپنے بیٹے کو کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اے بشیر! کیا اس کے علاوہ بھی تمہاری دوسری اولاد ہے؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا: کیا سب اولاد کو اسی طرح ہبہ کیا ہے؟ کہا کہ نہیں! فرمایا: پھر مجھے گواہ مت بناؤ اس لئے کہ میں ظلم کی بات پر گواہ نہیں بنتا۔

۱۹۰۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ

۱۹۰۶۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ: عدل کرنا قضاءً واجب نہیں ہے دیانۃً ہے۔ (ملخص عمدۃ القاری ۶/۲۷۰)

جو حضرات وجوب کے قائل ہیں وہ حضرت نعمانؓ کی مذکورہ حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بشیرؓ کو یہ ہبہ واپس لینے کا حکم فرمایا اور اسے ظلم سے تعبیر کیا۔ یہ وجوب پر ہی دلالت کرتا ہے۔

جبکہ استحباب کے قائل حضرات مؤطا امام مالک کی روایت عائشہؓ سے استدلال کرتے ہیں جس میں حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت عائشہؓ کو غابہ کے مال میں سے ۲۰ وسق ہدیہ دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت عائشہؓ کو دوسری اولاد پر فضیلت دی ہدیہ دینے میں۔ اگر تسویہ واجب ہوتا تو حضرت صدیق اکبرؓ حضرت عائشہؓ کو فوقیت نہ دیتے نہ ہی حضرت عائشہؓ ان سے ہدیہ قبول فرماتیں۔

علاوہ ازیں قائلین استحباب طحاوی کی تخریج کردہ روایت حضرت عمرؓ بن الخطاب سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے عاصم کو دیگر اولاد کے مقابلہ میں ترجیح دی۔

جبکہ یہ حضرات حضرت نعمان بن بشیرؓ کی مذکورہ بالا روایت کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اس واقعہ میں نبی ﷺ کا انکار کراہت کی بنیاد پر تھا نہ کہ حرمت کی بنیاد پر۔ جس کے متعدد دلائل بھی ان حضرات کی طرف سے دیئے گئے ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (تکملہ فتح الملہم ۲/۶۹)

عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ أَلَكَ بَنُونَ سِوَاهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكُلَّهُمْ أَعْطَيْتَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ لَا قَالَ فَلَا أَشْهَدُ عَلَى جَوْرٍ

رسول اللہ ﷺ نے ان کے والد سے فرمایا کہ کیا تمہارے اس کے علاوہ دوسرے بیٹے بھی ہیں۔ انہوں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا: پھر کیا سب کو اسی طرح ہدیہ دیا ہے؟ کہا کہ نہیں! فرمایا: کہ پھر میں ظلم کے معاملہ میں گواہ نہیں بنتا۔

۱۹۰۷۔۔۔۔۔۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِأَبِيهِ لَا تُشْهِدْنِي عَلَى جَوْرٍ۔

۱۹۰۷۔۔۔۔۔۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے والد سے فرمایا:

"مجھے ظلم وزیادتی پر گواہ مت بناؤ"۔

۱۹۰۸۔۔۔۔۔۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ وَعَبْدُ الْأَعْلَى ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَاللَّفْظُ لِيَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ انْطَلَقَ بِي أَبِي يَحْمِلُنِي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ

فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اشْهَدْ أَنِّي قَدْ نَحَلْتُ النُّعْمَانَ كَذَا وَكَذَا مِنْ مَالِي فَقَالَ أَكُلَّ بَنِيكَ قَدْ نَحَلْتَ مِثْلَ مَا نَحَلْتَ النُّعْمَانَ قَالَ لَا قَالَ فَأَشْهِدْ عَلَى هٰذَا غَيْرِي ثُمَّ قَالَ أَيَسُرُّكَ أَنْ يَكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً قَالَ بَلَى قَالَ فَلَا إِذًا

۱۹۰۸۔۔۔۔۔۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد مجھے اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! آپ گواہ رہیے کہ میں نے اپنے مال میں سے نعمان کو فلاں فلاں اتنا دیا ہے۔

آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو اسی طرح ہدیہ کیا ہے جس طرح نعمان کو کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں! فرمایا کہ پھر اس معاملہ پر تم میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بناؤ۔ بعد ازاں فرمایا کہ:

کیا تم اس بات پر خوش ہو گے کہ تمہارے سب بیٹے تمہارے ساتھ حسنِ سلوک میں برابر ہوں؟ کہنے لگے کہ کیوں نہیں؟ فرمایا کہ پھر ایسا مت کرو (کہ صرف ایک کو نواز دو باقی کو محروم کر دو)۔

۱۹۰۹۔۔۔۔۔۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ نَحَلَنِي أَبِي نُحْلًا ثُمَّ أَتَى بِي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ لِيُشْهِدَهُ فَقَالَ أَكُلَّ وَلَدِكَ أَعْطَيْتَهُ هٰذَا قَالَ لَا قَالَ أَلَيْسَ تُرِيدُ مِنْهُمُ الْبِرَّ مِثْلَ مَا تُرِيدُ مِنْ ذَا قَالَ بَلَى قَالَ فَإِنِّي لَا أَشْهَدُ قَالَ ابْنُ عَوْنٍ فَحَدَّثْتُ بِهِ مُحَمَّدًا فَقَالَ إِنَّمَا تَحَدَّثْنَا أَنَّهُ قَالَ قَارِبُوا بَيْنَ ابنه کم

۱۹۰۹۔۔۔۔۔۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے کچھ عطیہ دیا۔ پھر مجھے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تاکہ آپ ﷺ کو اس ہدیہ پر گواہ بنالیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے اپنے لڑکے کو یہی ہدیہ دیا ہے؟ میرے والد نے کہا کہ نہیں! فرمایا کہ کیا تم نہیں چاہتے کہ تمہارے سب لڑکے حسنِ سلوک کریں جیسے اس لڑکے سے چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں! فرمایا: کہ بس میں اس پر گواہ نہیں بنوں گا۔

ابنِ عون کہتے ہیں کہ میں نے محمد رحمۃ اللہ علیہ (بن سیرین) سے یہ

حدیث بیان کی تو فرمایا کہ مجھے تو یہ حدیث اس طرح بیان کی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اپنی اولاد کے درمیان برابری کیا کرو"۔
(اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کے درمیان بقدر استطاعت حتی الامکان برابری کرنا چاہیئے)۔

۱۹۱۰ ۔۔۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَتِ امْرَأَةُ بَشِيرٍ انْحَلِ ابْنِي غُلَامَكَ وَأَشْهِدْ لِي رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ ابْنَةَ فُلَانٍ سَأَلَتْنِي أَنْ أَنْحَلَ ابْنَهَا غُلَامِي وَقَالَتْ أَشْهِدْ لِي رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ أَلَهُ إِخْوَةٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَفَكُلَّهُمْ أَعْطَيْتَ مِثْلَ مَا أَعْطَيْتَهُ قَالَ لَا قَالَ فَلَيْسَ يَصْلُحُ هَذَا وَإِنِّي لَا أَشْهَدُ إِلَّا عَلَى حَقٍّ

۱۹۱۰ ۔۔۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ نے بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میرے بیٹے (نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اپنا غلام ہبہ کردو اور میرے واسطے اس پر رسول اللہ ﷺ کو گواہ بنادو، چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ فلاں کی بیٹی (میری بیوی) نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ میں اس کے بیٹے کو اپنا غلام ہبہ کردوں اور وہ کہتی ہے کہ اس پر رسول اللہ ﷺ کو میرے لئے گواہ بنادو۔
رسول اللہ ﷺ نے بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا اس لڑکے (نعمان) کے اور بھائی بھی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں! فرمایا کہ کیا تم نے سب کو وہ ہدیہ دیا ہے جو اسے دیا ہے؟ کہا کہ نہیں! فرمایا کہ پھر تو یہ بھی درست نہیں ہے۔ اور میں سوائے حق بات کے کسی پر گواہ نہیں بنتا۔

باب-۲۶۶

بَابُ الْعُمْرَى
عمریٰ کا بیان

۱۹۱۱ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ أُعْمِرَ عُمْرَى لَهُ وَلِعَقِبِهِ فَإِنَّهَا لِلَّذِي أُعْطِيَهَا لَا تَرْجِعُ إِلَى الَّذِي أَعْطَاهَا لِأَنَّهُ أَعْطَى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ

۱۹۱۱ ۔۔۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جو شخص بھی کسی کیلئے عمریٰ کرے اور اسکے ورثاء کیلئے تو وہ اسی کا ہو جائے گا جسے دیا گیا ہے۔ اور اس آدمی کو واپس نہیں ہوگا جس نے دیا ہے، اس لئے کہ اس نے ایسا عطیہ دیا ہے کہ اس میں میراث جاری ہو گئی۔[1]"

---

[1] عمریٰ کی تشریح ۔۔۔ عمریٰ کے لفظی معنی "عمر بھر کے لئے دینے کے ہیں"۔ یعنی کوئی شخص دوسرے یوں کہے کہ یہ گھر میں تمہیں دے رہا ہوں تمہاری عمر بھر تک یا میری عمر بھر تک ہم میں سے جو بھی مر جائے گا تو یہ مکان واپس ہو جائے گا۔ کسی کو کوئی چیز یہ صورت اہل عرب میں رائج تھی۔ ۔۔۔(جاری ہے)

۱۹۱۲ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ

۱۹۱۲ـــ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "جو شخص کسی کو "عمریٰ" کرے اور اس کے بعد اس کے ورثاء کے لئے بھی کرے تو اس کے اس قول نے اس

(گذشتہ سے پیوستہ)

کلام محدثین وفقہاء سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ "عمریٰ" کی تین مختلف صورتیں ہیں اور تینوں صورتوں کے الگ الگ احکامات ہیں۔

پہلی صورت: یہ ہے کہ عمریٰ کرنے والا اس شخص کو جسے عمریٰ دیا جارہا ہے کہ یہ مکان (یا کوئی اور چیز) تمہارے لئے اور تمہارے بعد تمہارے ورثاء کے لئے ہے۔

جمہور علماء کے نزدیک یہ درحقیقت ہبہ ہی کی صورت ہے۔ اور ہبہ اور اس میں کوئی فرق نہیں حکم کے اعتبار سے۔ البتہ امام مالکؒ کے نزدیک یہ ہبہ نہیں ہے بلکہ "منافع کی تملیک" ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ معمر لہ (جسے عمریٰ دیا گیا ہے) اپنی موت تک اور اس کے بعد اس کے ورثاء اپنی موت تک اس میں رہنے کے حقدار ہوں گے اور اس کے علاوہ وہ اس میں کوئی تصرف نہیں کر سکتے۔ اور ورثاء کے انتقال کے بعد وہ چیز حقیقی مالک یا اس کے ورثاء کو دوبارہ منتقل ہو جائے گی۔

امام مالکؒ کی دلیل مؤطا میں عبدالرحمٰن بن قاسم کی روایت ہے۔ علاوہ ازیں ترمذی کی تخریج کردہ روایت حضرت جابرؓ جس میں یہ کہا گیا ہے کہ "العمری جائزۃ لاھلھا" سے بھی ان کا استدلال ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اہل عرب کے ہاں عمریٰ عام طور پر عاریت کے معنوں میں مستعمل ہوتا تھا۔

جبکہ جمہور کی دلیل حدیث الباب ہے جو اس بات میں صریح ہے کہ عمریٰ معمر (دینے والے) کی ملکیت سے نکل گیا ہے۔

دوسری صورت: یہ ہے کہ معمر، معمر لہ سے یوں کہے کہ: میں نے تمہیں یہ مکان تمہاری زندگی تک دیا پھر اگر تم مر جاؤ تو یہ واپس مجھے مل جائے گا۔

اس صورت کے حکم میں بھی دو مختلف اقوال ہیں۔

پہلا قول تو یہ ہے کہ یہ درحقیقت عاریت مؤقتہ ہے جو معمر لہ کی زندگی تک ہے۔ اور یہ معمر لہ کی وفات کے بعد معمر اگر زندہ ہو تو اس کو ورنہ اس کے ورثاء کو مل جائے گا۔ یہ امام مالکؒ کا قول ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ بھی درحقیقت ہبہ ہی ہے اور اس میں رجوع کی شرط فاسد ہے اور معمر لہ کی وفات کے بعد مکان معمر کو واپس نہیں ملے گا۔ یہ قول امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا ہے۔

قول اول والوں کی دلیل حضرت جابرؓ کی آئندہ آنے والی حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے عمریٰ کی اجازت دی ہے کہ معمریوں کہے کہ یہ چیز تمہارے لئے اور تمہارے ورثاء کے لئے ہے، اور اگر وہ یہ کہے کہ یہ زندگی بھر تمہارے لئے ہے تو وہ اس کی زندگی کے بعد واپس اپنے مالک کو لوٹ جائے گی"۔

جبکہ دوسرے قول والوں کی دلیل وہ تمام احادیث ہیں جن میں عمریٰ کا جواز بتلایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں نسائی کی روایت جابر (عن طریق ابی الزبیر) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے اموال اپنے پاس روکے رکھو اور انہیں عمریٰ مت کرو، سو جس نے کوئی چیز عمریٰ کر دی اور اس کی زندگی تک تو اب وہ اسی کی ہو گئی اس کی زندگی میں بھی اور اس کی موت کے بعد بھی"۔ اس روایت کے الفاظ صریح ہیں اس بات میں کہ عمریٰ درحقیقت ہبہ کے طور پر منعقد ہوتا ہے، خواہ معمر، معمر لہ کی زندگی تک کی شرط لگادے۔

تیسری صورت عمریٰ کی یہ ہے کہ معمر، مطلق یہ الفاظ کہے کہ: میں نے یہ گھر تمہیں بطور عمریٰ دیا۔ اور معمر لہ کی وفات کے بعد کا کوئی حکم نہ بیان کرے۔

اس صورت کے حکم میں بھی اختلاف ہے فقہاء کا۔ (جاری ہے)

قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ أَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرَى لَهُ وَلِعَقِبِهِ فَقَدْ قَطَعَ قَوْلُهُ حَقَّهُ فِيهَا وَهِيَ لِمَنْ أُعْمِرَ وَلِعَقِبِهِ غَيْرَ أَنَّ يَحْيَى قَالَ فِي أَوَّلِ حَدِيثِهِ أَيُّمَا رَجُلٍ أُعْمِرَ عُمْرَى فَهِيَ لَهُ وَلِعَقِبِهِ

کا حق ختم کر دیا اس چیز میں اور اب وہ چیز معمر لہ (جسے عمریٰ کیا گیا) اور اس کے ورثاء کی ہو گئی"۔

۱۹۱۳ ــــ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنِ الْعُمْرَى وَسُنَّتِهَا عَنْ حَدِيثِ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرَى لَهُ وَلِعَقِبِهِ فَقَالَ قَدْ أَعْطَيْتُكَهَا وَعَقِبَكَ مَا بَقِيَ مِنْكُمْ أَحَدٌ فَإِنَّهَا لِمَنْ أُعْطِيَهَا وَإِنَّهَا لَا تَرْجِعُ إِلَى صَاحِبِهَا مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ أَعْطَى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ

۱۹۱۳ــــ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی نے کسی شخص کے لئے عمریٰ کیا اور اس کے ورثاء کے لئے اور اس سے یوں کہا کہ یہ (چیز) میں نے تمہیں اور تمہارے ورثاء کو دی جب تک کہ ان میں سے کوئی باقی رہے گا، تو اس کے اس قول کی وجہ سے یہ چیز اسی کی ہو جائے گی اور اپنے اصل مالک کی طرف واپس نہ لوٹے گی۔ کیونکہ اس نے ایسا عطیہ دیا ہے کہ اس میں میراث جاری ہو گئی۔

۱۹۱٤ ــــ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِعَبْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ إِنَّمَا الْعُمْرَى الَّتِي أَجَازَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَقُولَ هِيَ لَكَ وَلِعَقِبِكَ فَأَمَّا إِذَا قَالَ هِيَ لَكَ مَا عِشْتَ فَإِنَّهَا تَرْجِعُ إِلَى صَاحِبِهَا قَالَ مَعْمَرٌ وَكَانَ الزُّهْرِيُّ يُفْتِي بِهِ

۱۹۱۴ــــ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ "عمریٰ تو وہی ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے جائز قرار دیا کہ (معمر) کہے: یہ چیز تمہاری ہے اور تمہارے ورثاء کے لئے ہے، البتہ جب وہ یوں کہے کہ یہ چیز تمہاری زندگی بھر کے لئے ہے تو پھر وہ اپنے مالک کو واپس لوٹ جائے گی (معمول کی وفات کے بعد)۔

حضرت معمرؒ کہتے ہیں کہ ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ اسی کے مطابق

(گذشتہ سے پیوستہ)

ایک قول تو یہ ہے کہ یہ بھی ہبہ ہی ہے اور معمر کو واپس نہیں ہوگا کبھی بھی۔ یہ ائمہ ثلاثہ امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ہے (عمدۃ القاری ۶/۳۰۸)

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ عاریت مؤقتہ ہے معمر لہ کی حیات تک کے لئے۔ اور اس کی موت کے بعد دوبارہ معمر کو مل جائے گی یا اگر وہ زندہ نہ ہو تو اس کے ورثاء کو مل جائے گی۔

متعدد وجوہ کی بناء پر قول اول والے حضرات حضور علیہ السلام کے جواز عمریٰ کے ارشاد کو اس بات پر محمول کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام عمریٰ کی رائج الوقت صورت کے حکم میں تبدیلی چاہتے تھے جب کہ امام مالکؒ کے قول کی صورت میں جاہلیت کے دور میں رائج عمریٰ اور اس عمریٰ کے حکم میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

بہر کیف! عمریٰ کے اندر امام مالکؒ کا مؤقف یہ ہے کہ یہ منافع کی تملیک ہے شئی کی نہیں۔ جب کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ شئی کی ہے منافع کی نہیں۔ واللہ اعلم (تفصیل کے لئے تکملہ فتح الملہم ۲/۸۰ تا ۸۵)

فتویٰ دیا کرتے تھے۔

١٩١٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرٍ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى فِيمَنْ أُعْمِرَ عُمْرَى لَهُ وَلِعَقِبِهِ فَهِيَ لَهُ بَتْلَةً لا يَجُوزُ لِلْمُعْطِي فِيهَا شَرْطٌ وَلا ثُنْيَا قَالَ أَبُو سَلَمَةَ لِأَنَّهُ أَعْطَى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ فَقَطَعَتِ الْمَوَارِيثُ شَرْطَهُ

۱۹۱۵۔ ۔۔۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں جس نے عمریٰ کیا تھا دوسرے شخص کو اور اس کے ورثاء کو فیصلہ فرمایا کہ وہ چیز پھر قطعی طور پر معمر لہ، کی ملکیت ہو جاتی ہے اور دینے والے کے لئے جائز نہیں کہ اس میں کوئی شرط لگائے یا استثناء رکھے۔

حضرت ابو سلمہ کہتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے ایک ایسا عطیہ دیا ہے جس میں ورثاء کا حق پڑ گیا ہے، لہٰذا میراث نے اس کی شرط کو کاٹ دیا۔

(مقصد یہ ہے کہ جب عمریٰ میں ورثاء کو بھی شامل کر دیا تو اب اپنا ختم ہو گیا حق ورثاء کی وجہ سے)

١٩١٦ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْعُمْرَى لِمَنْ وُهِبَتْ لَهُ

۱۹۱۶۔ ۔۔۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عمریٰ اس کی ملکیت ہے جسے ہبہ کی گئی ہے"۔

١٩١٧ - وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ بِمِثْلِهِ

۱۹۱۷۔ ۔۔۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح (کہ عمریٰ اس کی ملکیت ہے جس کو ہبہ کی گئی ہے) فرمایا ہے۔

١٩١٨ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ

۱۹۱۸۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس کو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً بیان کیا ہے۔

١٩١٩ - وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَمْسِكُوا عَلَيْكُمْ أَمْوَالَكُمْ وَلا تُفْسِدُوهَا فَإِنَّهُ مَنْ أَعْمَرَ عُمْرَى فَهِيَ لِلَّذِي أُعْمِرَهَا حَيًّا وَمَيِّتًا وَلِعَقِبِهِ

۱۹۱۹۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اپنے اموال کو روکے رکھو اور اس میں فساد نہ کرو کیونکہ جس شخص نے عمر بھر کیلئے ہبہ کیا تو یہ اسی کیلئے ہے جس کو ہبہ کیا گیا ہے اور اس کے وارثوں کا ہے خواہ زندہ ہو یا مر جائے۔

١٩٢٠ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ

۱۹۲۰۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ سُفْيَانَ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ أَيُّوبَ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي خَيْثَمَةَ وَفِي حَدِيثِ أَيُّوبَ مِنَ الزِّيَادَةِ قَالَ جَعَلَ الْأَنْصَارُ يُعْمِرُونَ الْمُهَاجِرِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمْسِكُوا عَلَيْكُمْ أَمْوَالَكُمْ

نے فرمایا:
یہی مذکورہ حدیث ابی خیثمہ نے بیان کی اس روایت ابوایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں یہ بھی ذکر ہے کہ انصار اپنی اشیاء مہاجرین کو عمریٰ کے طور پر دینے لگے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے مال روک کر رکھو"۔

١٩٢١ ـــ وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَإِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَعْمَرَتِ امْرَأَةٌ بِالْمَدِينَةِ حَائِطًا لَهَا ابْنًا لَهَا ثُمَّ تُوُفِّيَ وَتُوُفِّيَتْ بَعْدَهُ وَتَرَكَتْ وَلَدًا وَلَهُ إِخْوَةٌ بَنُونَ لِلْمُعْمِرَةِ

فَقَالَ وَلَدُ الْمُعْمَرَةِ رَجَعَ الْحَائِطُ إِلَيْنَا وَقَالَ بَنُو الْمُعْمَرِ بَلْ كَانَ لِأَبِينَا حَيَاتَهُ وَمَوْتَهُ فَاخْتَصَمُوا إِلَى طَارِقٍ مَوْلَى عُثْمَانَ فَدَعَا جَابِرًا فَشَهِدَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْعُمْرَى لِصَاحِبِهَا فَقَضَى بِذَلِكَ طَارِقٌ ثُمَّ كَتَبَ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ فَأَخْبَرَهُ ذَلِكَ وَأَخْبَرَهُ بِشَهَادَةِ جَابِرٍ فَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ صَدَقَ جَابِرٌ فَأَمْضَى ذَلِكَ طَارِقٌ فَإِنَّ ذَلِكَ الْحَائِطَ لِبَنِي الْمُعْمِرِ حَتَّى الْيَوْمِ

١٩٢١ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک عورت نے اپنا ایک باغ اپنے ایک بیٹے کو بطور عمریٰ دیا، اس کے بعد وہ بیٹا مر گیا اور ماں بھی مر گئی۔ اس بیٹے نے ایک لڑکا وارث چھوڑا جب کہ اس کے بھائی بھی تھے جو معمرہ عورت کے بیٹے تھے۔
اب معمرہ کے بیٹوں نے کہا کہ یہ باغ واپس ہمیں مل گیا۔ جب کہ معمر لہ کے بیٹے ۔نے کہا کہ نہیں یہ باغ تو ہمارے باپ کا ہے اس کی زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی۔
یہ لوگ اپنا جھگڑا طارق بن عمرو مولی عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عفان کے پاس لے کر گئے، تو انہوں نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے عمریٰ کے متعلق یہ فیصلہ دیا تھا کہ یہ اس ہی کا ہے جسے دیا جائے۔ چنانچہ طارق نے اسی کے مطابق فیصلہ دیا (طارق بن عمرو کو عبدالملک بن مروان نے مدینہ کا گورنر بنایا تھا) پھر عبدالملک کو خط لکھا اور اس سارے واقعہ کی خبر دی اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت (گواہی) کو بھی خبر دی۔ عبد الملک [1] نے کہا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ فرمایا۔ چنانچہ

---

[1] فائدہ یہ عبدالملک بن مروان بن الحکم بنوامیہ کے معروف خلفاء میں سے ہے۔ اور فقہاء محدثین میں سے ہے۔ ابن عمرؓ سے کہا گیا کہ ہم آپ کے بعد کس سے پوچھیں؟ فرمایا کہ مروان کا بیٹا فقیہ ہے اس سے پوچھو۔ نافع سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:
"میں نے مدینہ میں زیادہ متقی اور فقیہ اور اللہ کی کتاب کو پڑھنے والا عبدالملک سے زیادہ نہیں دیکھا۔ یا فرمایا کہ زیادہ لمبی نماز پڑھنے والا اور علم کی طلب رکھنے والا"۔
بہت زیادہ عبادت گزار اور مناسک کی ادائیگی کرنے والا تھا۔ خلافت سے قبل ایک روز بہت بلیغ خطبہ دیا پھر اسے روک کر رونے لگا۔ پھر کہنے لگا اے میرے رب! میرے گناہ بہت عظیم ہیں اور آپ کی بہت تھوڑی سے معافی بھی میرے گناہوں سے زیادہ (جاری ہے)

اس کے بعد طارق نے یہی حکم جاری کر دیا۔ وہ باغ آج تک معطیٰ لہ کے بیٹے کے پاس ہے۔

۱۹۲۲ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ الْعُمْرَى مِيرَاثٌ لِأَهْلِهَا

۱۹۲۲۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عمریٰ میراث ہے اس کے گھر والوں کی"۔

۱۹۲۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْعُمْرَى جَائِزَةٌ

۱۹۲۳۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عمریٰ جائز ہے"۔

۱۹۲۴ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ طَارِقًا قَضَى بِالْعُمْرَى لِلْوَارِثِ لِقَوْلِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۱۹۲۴۔ حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ طارق بن عمرو نے عمریٰ کا وارث کے لئے فیصلہ کر دیا۔
حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے لئے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی کو نقل کیا ہے۔

۱۹۲۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْعُمْرَى جَائِزَةٌ

۱۹۲۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عمریٰ جائز ہے۔

۱۹۲۶ وَحَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ مِيرَاثٌ لِأَهْلِهَا أَوْ قَالَ جَائِزَةٌ

۱۹۲۶۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اس طریق سے یہی ساتھ حدیث مروی ہے کہ عمریٰ اس کے اہل و عیال کیلئے میراث ہے یا فرمایا عمریٰ جائز ہے۔

(گذشتہ سے پیوستہ) عظیم ہے۔ پس اپنی تھوڑی سے معافی سے میرے عظیم گناہوں کو مٹا دے۔
حضرت حسن بصری کی موت کی اطلاع دی تو وہ رونے لگے اور فرمایا: اگر کوئی کلام سونے سے لکھے جانے کے قابل ہوتا تو یہ کلام ہوتا۔
۱۳ سال تک خلیفہ رہے ۱۰۶ھ میں انتقال ہوا۔ (تہذیب التہذیب ۶/۲۲۲)

كتاب الوصية

كتاب الوصية

وصیت کا بیان

١٩٢٧ ..... حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُرِيدُ أَنْ يُوصِيَ فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ

۱۹۲۷..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"کسی مسلمان شخص کے لئے صحیح نہیں ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جس کے متعلق وہ وصیت کرنا چاہتا ہو اور وہ دو رات گزارے الا یہ کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہو"۔

١٩٢٨ ..... وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنِي أَبِي كِلَاهُمَا عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُمَا قَالَا وَلَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ وَلَمْ يَقُولَا يُرِيدُ أَنْ يُوصِيَ فِيهِ

۱۹۲۸..... حضرت عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طریق سے بھی یہی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔ اس روایت میں یہ ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جس میں وصیت ہو سکتی ہو۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ اس میں وصیت کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

١٩٢٩ ..... وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ وَقَالُوا جَمِيعًا لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ إِلَّا فِي حَدِيثِ أَيُّوبَ فَإِنَّهُ قَالَ يُرِيدُ أَنْ يُوصِيَ فِيهِ كَرِوَايَةِ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ

۱۹۲۹..... ان مختلف اسناد و طریق سے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نبی کریم ﷺ سے یہی مذکورہ بالا روایت مروی ہے کہ اس کے پاس وصیت کی کوئی چیز ہو ایوب (راوی) کی روایت میں یہ ہے کہ وہ وصیت کرنے کا ارادہ رکھتا ہو یحییٰ عن عبید اللہ کی روایت کی طرح۔

١٩٣٠ ..... حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ

۱۹۳۰..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

شهاب عن سالم عن أبيه أنه سمع رسول الله ﷺ قال ما حق امرئ مسلم له شيء يوصي فيه يبيت ثلاث ليال إلا ووصيته عنده مكتوبة قال عبد الله بن عمر ما مرت علي ليلة منذ سمعت رسول الله ﷺ قال ذلك إلا وعندي وصيتي

"کسی مسلمان آدمی کو یہ حق نہیں کہ اس کے پاس کوئی چیز وصیت کے لائق ہو اور وہ تین راتیں بھی اس طرح گزارے کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ ہو"۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے مجھ پر ایک رات بھی ایسی نہیں گزری کہ میری وصیت میرے پاس نہ ہو۔ ❶

۱۹۳۱ ...... و حدثنيه أبو الطاهر وحرملة قالا أخبرنا ابن وهب أخبرني يونس ح و حدثني عبد الملك بن شعيب بن الليث حدثني أبي عن جدي حدثني عقيل ح و حدثنا ابن أبي عمر وعبد بن حميد قالا حدثنا عبد الرزاق أخبرنا معمر كلهم عن الزهري بهذا الإسناد نحو حديث عمرو بن الحارث

۱۹۳۱ ...... حضرت زہریؒ سے ان مختلف اسانید و طرق کے ساتھ یہی سابقہ حدیث عمرو بن حارث کی طرح مروی ہے۔

۱۹۳۲ ...... حدثنا يحيى بن يحيى التميمي أخبرنا إبراهيم بن سعد عن ابن شهاب عن عامر بن سعد عن أبيه قال عادني رسول الله ﷺ في حجة الوداع من وجع أشفيت منه على الموت فقلت يا رسول الله بلغني ما ترى من الوجع وأنا ذو مال ولا

۱۹۳۲ ...... حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ نے میری عیادت فرمائی اور ایسے درد میں جس کی وجہ سے میں موت کے کنارے پہنچ گیا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ جانتے ہیں کہ مجھے کس قدر تکلیف ہے؟ میں صاحب مال آدمی ہوں اور سوائے ایک بیٹی کے کوئی وارث نہیں۔ کیا میں اپنا دو

---

❶ وصیت کے لغوی معنی "اتصال" اور "ملانا" ہے۔ کیونکہ وصیت کرنے والا معاملات زندگی کو وصیت کے ذریعہ موت سے مشروط اور متصل کر دیتا ہے اس لئے اس کے اس عمل کو "وصیت" کا نام دیا گیا۔

دور جاہلیت میں بھی وصیت کا رواج تھا لیکن وہ ہر قسم کے ضابطہ و شرائط سے مستثنیٰ تھی اور صاحب وصیت (موصی) کو کلی اختیار ہوتا تھا کہ جس طرح چاہے مال میں تصرف کرے وہ چاہتا تو غیر ورثاء کو نواز دیتا اور ورثاء کو قطعاً محروم کر دیتا۔

اسلام نے اس طریقہ جاہلیت کو باطل قرار دیا اور دیگر معاملات کی طرح وصیت کو چند شرائط و قواعد سے مقید کر دیا مثلاً وارث کے لئے ایک تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کو ناجائز قرار دیا کسی گناہ کے کام کی وصیت کو حرام قرار دیا۔

احادیث بالا میں وصیت کی اہمیت بتلائی گئی ہے کہ جس انسان کے اوپر کسی کا کوئی قرضہ یا امانت یا کسی بھی قسم کی مالی واجبی ہو یا حقوق اللہ میں سے کوئی بیا فریضہ اس کے ذمہ میں ہو جس کی ادائیگی پر اسے قدرت واستطاعت ہو تو اس کی وصیت کرنا اس پر واجب ہے۔ مطلق وصیت تو واجب نہیں البتہ ان مالی حقوق اور عبادات کی جو اس کے ذمہ میں ہوں وصیت کرنا واجب ہے اگر وصیت نہ کی تو گناہ گار ہوگا۔

حدیث کے الفاظ "له شيء" کے جمہور علماء استدلال کرتے ہیں کہ جس طرح مال کی وصیت کرنا جائز ہے اسی طرح منافع کی وصیت بھی جائز ہے۔ احناف بھی منافع میں وصیت کو اس صورت میں جائز قرار دیتے ہیں جب وہ تملیک کے قابل ہوں مثلاً مکان کی رہائش، باغ کی آمدنی کی ایک مخصوص مدت کے لئے یا ہمیشہ کے لئے وصیت کر دینا وغیرہ ویسے منافع کی وصیت جائز ہے۔

يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي وَاحِدَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي قَالَ لَا قَالَ قُلْتُ أَفَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ قَالَ لَا الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَلَسْتَ تُنْفِقُ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِي فِي امْرَأَتِكَ

تہائی مال صدقہ کر دوں؟
فرمایا کہ نہیں: میں نے عرض کیا پھر نصف کر دوں؟ فرمایا: بس صرف ثلث (ایک تہائی) اور ثلث بھی زیادہ ہے۔ تم اپنے ورثاء کو غنی اور مالدار چھوڑ کر جا بہتر ہے اس بات سے کہ انہیں محتاج چھوڑ کر جاؤ کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے رہیں۔ اور تم اللہ کی رضاجوئی کے لئے جو بھی خرچ کرو گے دنیا میں، تمہیں اس پر اجر ملے گا، حتیٰ کہ اس لقمہ پر بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے۔

قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ

فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ جاؤں گا؟ (یعنی دیگر صحابہ کے بعد بھی زندہ رہوں گا؟) آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اگر تم پیچھے رہو گے اور پھر کوئی عمل ایسا کرو گے جس سے اللہ کی رضا مقصود ہو گی تو تمہارے درجات میں اضافہ ہو گا اور ممکن ہے کہ تم زندہ رہو تو تمہاری ذات سے بعض لوگوں کو نفع پہنچے اور بعض دوسروں کو نقصان۔

اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ لَكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ قَالَ رَثَى لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ

"اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت کو پورا فرما اور انہیں الٹے قدموں واپس مت پھیریے۔ لیکن افسوس تو سعد بن خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے"۔
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے مکہ میں وفات پا جانے پر افسوس کا اظہار فرمایا۔[1]

---

[1] تشریح حدیث اور متعلقہ مسائل... اس حدیث کی بناء پر علماء نے فرمایا کہ انسان کو اپنے مال میں سے صرف ایک تہائی مال میں وصیت کرنے کا حق حاصل ہے اس سے زائد میں نہیں۔
بلکہ احناف سمیت دیگر علماء نے فرمایا کہ تہائی کی شرط بیان حد جواز کے لئے ہے یعنی اس سے زائد میں وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن مستحب یہ ہے کہ پورے تہائی مال کے بجائے کچھ کم میں وصیت کرے خواہ ورثاء مالدار ہی کیوں نہ ہوں۔ اور اگر ورثاء فقیر اور حاجت مند ہوں تو اس صورت میں بالکل وصیت نہ کرنا مستحب ہے۔ یاد رہے کہ یہاں پر اس وصیت سے مراد یہ ہے کہ کسی غیر کے لئے اپنے مال کی وصیت کر جائے کہ میرے مرنے کے بعد میرا اتنا مال فلاں کو دے دیا جائے۔ (تفصیل کے لئے الدر المختار اور رد المحتار ۵/۴۲۱)
ایک تہائی (ثلث) سے زائد کی وصیت باطل ہے قابل عمل نہیں ہے الا یہ کہ اس نے ورثاء کی اجازت سے کی ہو اور انہیں محروم کرنے کی غرض نہ ہو۔ اور ورثاء میں کوئی نابالغ بچہ اور مجنون بھی نہ ہو۔
پھر اگر کسی کا کوئی وارث ہو نہ ذوی الفروض میں سے نہ عصبات میں سے تو اس کے لئے کل مال کی وصیت بھی جائز ہے اور اس کی وصیت نافذ اور قابل العمل ہوگی۔ حنفیہ کے نزدیک یہی قول مختار ہے۔ (الدر المختار)
فوائد متعلقہ..... یہ حدیث متعدد فوائد پر مشتمل ہے چند اہم فوائد ذکر کئے جاتے ہیں۔
پہلا فائدہ تو یہ حاصل ہوا کہ انسان جو کچھ اپنے اوپر یا اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر بھی اجر عطا فرماتے ہیں۔ اس سے یہ اصول بھی سامنے آیا کہ ہر وہ مباح کام جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کا ارادہ کیا جائے تو اس پر اجر ملتا ہے اور وہ مباح کام..... (جاری ہے)

۱۹۳۳ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۱۹۳۳۔ حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے ان مختلف اسانید و طرق سے مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

۱۹۳۴ وحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيَّ يَعُودُنِي فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَعْدِ ابْنِ خَوْلَةَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَمُوتَ بِالْأَرْضِ الَّتِي هَاجَرَ مِنْهَا

۱۹۳۴۔ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے لیکن معمولی تغیر کے ساتھ۔ اس میں حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے جس علاقہ سے ہجرت کی ہے اس میں موت کو پسند نہ فرماتے تھے۔

(گذشتہ سے پیوستہ) بھی عبادت بن جاتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ واجب عمل میں استحضار نیت سے بھی ثواب میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

دوسرا فائدہ یہ کہ مریض کی عیادت کی اہمیت و استحباب واضح ہوا۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص مشہور اور جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں۔ بیماری کی شدت کی وجہ سے انہیں خدشہ ہوا کہ میں کہیں مکہ مکرمہ میں ہی وفات نہ پا جاؤں اور اپنے ساتھیوں سے جنہوں نے ہجرت کی پیچھے نہ رہ جاؤں کیونکہ حضرت سعدؓ ہجرت کر چکے تھے پھر مکہ آئے ہوئے تو بیمار ہو گئے جس کی وجہ سے یہ خدشہ پیدا ہوا کہ شاید میری زندگی وفا نہ کرے اور یہیں پر موت آ جائے مدینہ نہ جا سکوں۔ حضورؐ نے تسلی دی کہ ایسی بات نہیں اور ان شاء اللہ تم ابھی زندہ رہو گے۔

حدیث کے الفاظ "حتی ینفع بك اقوام الخ" نبی ﷺ کی پیشن گوئی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ حضرت سعدؓ کی ذات سے اہل اسلام کو نفع پہنچے گا اور اہل کفر کو نقصان۔ اور یہ بات اس طرح پوری ہوئی کہ عراق اور فارس کی فتح اللہ نے آپ کے ہاتھوں عطا فرمائی۔

بعض نے فرمایا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اہل اسلام کو تو فتح عراق و فارس کی وجہ سے نفع پہنچے گا حضرت سعدؓ کے ذریعہ۔ جب کہ نقصان سے مراد یہ ہے کہ حضرت حسینؓ بن علیؓ اور آپؓ کے ساتھیوں کو حضرت سعدؓ کے بیٹے عمر بن سعد نے قتل کیا تھا۔ لہذا نقصان سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن حافظ ابن حجرؒ نے اس قول کو رد فرمایا اور کہا کہ در حقیقت یہ ایک ایسے فعل کی جس کا کوئی تعلق حضرت سعدؓ سے نہیں ان کی طرف بتکلف نسبت کرنے کا اظہار ہے اور حافظؒ نے طحاوی کی ایک روایت نقل کر کے فرمایا کہ جب حضرت سعدؓ کو عراق کا امیر بنایا تو ایک قوم مرتد ہو گئی تھی تو آپؓ نے ان سے توبہ کا مطالبہ کیا۔ بعض نے توبہ کر لی تو انہیں فائدہ حاصل ہوا اور بعض نے توبہ نہیں کی تو انہیں حضرت سعدؓ نے قتل کر دیا جس سے انہیں نقصان ہوا۔ تو نفع اور نقصان سے اسی طرف اشارہ ہے۔ صاحب تکملہ فتح الملہم فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کا یہ قول عام ہے اور یہ ساری ہی باتیں ان کے عموم میں داخل ہیں۔ واللہ اعلم

حضرت سعدؓ بن خولہ القرشی العامری معروف صحابی ہیں، سابقین بالاسلام میں سے ہیں، حبشہ کی طرف ہجرت ثانیہ میں شامل تھے۔ حجۃ الوداع کے سال مکہ میں انتقال ہوا۔ اور حضور علیہ السلام نے ان پر افسوس کا اظہار فرمایا اس لئے کہ یہ مکہ سے ہجرت کر چکے تھے لیکن پھر بھی موت مکہ میں آئی اور ہجرت میں نہ آئی۔ لہذا اس پر افسوس کا اظہار فرمایا۔

۱۹۳۵...... وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي مُصْعَبُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَرِضْتُ فَأَرْسَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ دَعْنِي أَقْسِمْ مَالِي حَيْثُ شِئْتُ فَأَبَى قُلْتُ فَالنِّصْفُ فَأَبَى قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ فَسَكَتَ بَعْدَ الثُّلُثِ قَالَ فَكَانَ بَعْدُ الثُّلُثُ جَائِزًا

۱۹۳۵...... حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعد اپنے والد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں بیمار ہوا تو نبی ﷺ کے پاس قاصد بھیجا اور کہلوایا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ اپنا کل مال جیسے چاہوں تقسیم کروں لیکن آپ ﷺ نے انکار فرمادیا۔ میں نے پھر کہا کہ نصف مال؟ آپ ﷺ نے اس سے بھی انکار فرمادیا۔ میں نے پھر عرض کیا ثلث (تہائی) مال؟ پھر آپ ﷺ خاموش رہے ثلث کے بعد۔ چنانچہ اس کے بعد ثلث کی تقسیم جائز ہو گئی۔

۱۹۳۶...... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فَكَانَ بَعْدُ الثُّلُثُ جَائِزًا

۱۹۳۶...... حضرت سماکؒ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ لیکن انہوں نے اس روایت میں **فکان بعد الثلث جائزا** (اس کے بعد تہائی جائز ہو گیا) ذکر نہیں فرمایا۔

۱۹۳۷...... وحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ لَا قُلْتُ فَالنِّصْفُ قَالَ لَا فَقُلْتُ أَبِالثُّلُثِ فَقَالَ نَعَمْ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ

۱۹۳۷...... حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنے والد حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "رسول اللہ ﷺ نے میری عیادت فرمائی تو (اس موقع پر) میں نے عرض کیا کہ میں اپنے کل مال کی وصیت کرنا چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں! میں نے عرض کیا کہ پھر نصف مال کی وصیت کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں! میں نے عرض کیا کہ پھر ثلث (تہائی) کی؟ فرمایا کہ ہاں! اور ثلث بھی زیادہ ہے"۔

۱۹۳۸...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ ثَلَاثَةٍ مِنْ وَلَدِ سَعْدٍ كُلُّهُمْ يُحَدِّثُهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى سَعْدٍ يَعُودُهُ بِمَكَّةَ فَبَكَى قَالَ مَا يُبْكِيكَ فَقَالَ قَدْ خَشِيتُ أَنْ أَمُوتَ بِالْأَرْضِ الَّتِي هَاجَرْتُ مِنْهَا كَمَا مَاتَ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْدًا اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْدًا ثَلَاثَ مِرَارٍ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا وَإِنَّمَا يَرِثُنِي ابْنَتِي أَفَأُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ لَا قَالَ فَبِالثُّلُثَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَالنِّصْفُ

۱۹۳۸...... حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تین بیٹوں سے جو سب کے سب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لئے مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا: کس وجہ سے روتے ہو؟ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ میں اس سرزمین ہی میں موت سے ہمکنار نہ ہو جاؤں جہاں سے میں ہجرت کر چکا ہوں۔ جیسے کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خولہ کو موت آگئی (اس سرزمین میں) نبی ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! سعد کو شفاء عطا فرما"۔ (تین مرتبہ فرمایا)۔

اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ میرے پاس بہت سا مال ہے جب کہ

قَالَ لَا قَالَ فَالثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّ صَدَقَتَكَ مِنْ مَالِكَ صَدَقَةٌ وَإِنَّ نَفَقَتَكَ عَلَى عِيَالِكَ صَدَقَةٌ وَإِنَّ مَا تَأْكُلُ امْرَأَتُكَ مِنْ مَالِكَ صَدَقَةٌ وَإِنَّكَ أَنْ تَدَعَ أَهْلَكَ بِخَيْرٍ أَوْ قَالَ بِعَيْشٍ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَقَالَ بِيَدِهِ

میرے مال کی وارث میری بیٹی ہی ہے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ اپنے کل مال کی وصیت کر جاؤں (کسی کے لئے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! میں نے عرض کیا کہ پھر دو تہائی مال میں کر دیتا ہوں؟ فرمایا کہ نہیں! میں نے عرض کیا کہ پھر نصف مال کی وصیت کر جاؤں؟ فرمایا نہیں! میں نے عرض کیا کہ پھر ایک تہائی مال کی کر دوں؟ فرمایا کہ ہاں! ایک تہائی اور یہ تہائی بھی زیادہ ہے۔

تم اپنے مال میں سے جو صدقہ کرتے ہو وہ تو تمہارے لئے صدقہ ہی ہے۔ اور تمہارا اپنے عیال پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے۔ اور فرمایا کہ تم جو اپنی بیوی کو کھلاتے ہو وہ بھی تمہارے لئے صدقہ ہے۔ اور تم اپنے گھر والوں کو اچھی زندگی کے ساتھ چھوڑ دو یہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے تم انہیں اس حال میں چھوڑو کہ وہ لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرتے پھریں۔ اور آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے اشارہ فرمایا۔

١٩٣٩ ..... و حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ ثَلَاثَةٍ مِنْ وَلَدِ سَعْدٍ قَالُوا مَرِضَ سَعْدٌ بِمَكَّةَ فَأَتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعُودُهُ بِنَحْوِ حَدِيثِ الثَّقَفِيِّ

۱۹۳۹..... حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تینوں صاحبزادوں سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں بیمار ہوئے رسول اللہ ﷺ ان کے پاس عیادت کیلئے تشریف لائے۔ بقیہ حدیث ثقفی کی حدیث کی طرح بیان فرمائی۔

١٩٤٠ ..... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنِي ثَلَاثَةٌ مِنْ وَلَدِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ كُلُّهُمْ يُحَدِّثُنِيهِ بِمِثْلِ حَدِيثِ صَاحِبِهِ فَقَالَ مَرِضَ سَعْدٌ بِمَكَّةَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدٍ الْحِمْيَرِيِّ

۱۹۴۰..... حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادوں نے ایک دوسرے کی طرح حدیث بیان کی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں بیمار ہو گئے تو نبی کریم ﷺ ان کی عیادت کیلئے تشریف لائے۔ (بقیہ روایت حدیثِ حمید حمیری کی طرح بیان کی)

١٩٤١ ..... حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ أَخْبَرَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَوْ أَنَّ النَّاسَ غَضُّوا مِنَ

۱۹۴۱..... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"کاش کہ لوگ ایک تہائی سے کمی کر کے ایک چوتھائی تک آ جائیں (یعنی ثلث کے بجائے چوتھائی حصے کی وصیت کریں) کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

الثُّلُثِ إِلَى الرُّبُعِ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ وَفِي حَدِيْثِ وَكِيْعٍ كَبِيْرٌ أَوْ كَثِيْرٌ

"ثلث کی وصیت کرو اور ثلث زیادہ ہے"۔ ❶ اور حضرت وکیعؒ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ (ثلث) بہت ہے اور کثیر ہے۔

باب-۲۶۷ بَابُ وُصُوْلِ ثَوَابِ الصَّدَقَاتِ إِلَى الْمَيِّتِ

صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے

۱۹۴۲...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّ أَبِي مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا وَلَمْ يُوصِ فَهَلْ يُكَفِّرُ عَنْهُ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ

۱۹۴۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے والد کا انتقال ہو چکا ہے اور مال چھوڑا ہے جس میں کوئی وصیت نہیں کی، اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کے گناہ بخشے جائیں گے؟ فرمایا: ہاں! ❷

---

❶ یہ حضرت ابن عباسؓ کی رائے اور اجتہاد تھا جیسے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کی رائے یہ تھی کہ لوگ خمس (پانچواں حصہ) وصیت کریں اور فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کے اموالِ غنیمت میں خمس ہی مقرر فرمایا ہے۔ جب کہ بعض حضرات کی رائے یہ تھی کہ سدس (چھٹے حصہ) سے زائد کی وصیت نہ کی جائے۔

❷ **ایصالِ ثواب کا حکم**...... دنیا سے رخصت ہو جانے اور انتقال کر جانے کے بعد انسان کا اپنا سلسلۂ عمل تو منقطع ہو جاتا ہے لیکن متعدد احادیث کی بناء پر امت کا اجماع ہے اس بات پر کہ اہلِ زمین اگر اہلِ قبور کے لئے بعض اعمالِ صالحہ کی ادائیگی کریں اور ان کا ثواب ان کو پہنچائیں تو یہ ثواب مرحومین کی ارواح کو پہنچتا ہے۔ یہ مسئلہ متفقہ ہے لیکن معتزلہ (جو ایک قدیم اور باطل فرقہ تھا) اور ان کے ہم خیال لوگوں نے اس کی تردید کی ہے آج بھی ہمارے دور میں بھی بعض ایسے طبقات ہیں جو "ایصالِ ثواب کے منکر ہیں۔ اور معتزلہ کا موقف یہ تھا کہ قرآن کریم میں فرمایا کہ: "وان لیس للانسان إلا ما سعی" یعنی انسان کے لئے وہی ہے جو اس نے کوشش کی۔ یعنی جس عمل کی خود کوشش کی اس کا اجر تو اسے ملے گا' جس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے کے عمل سے اسے کوئی اجر نہیں ملے گا' جب کہ ایصالِ ثواب میں دوسرے کا عمل' میت کے کھاتے میں ڈال دیا جاتا ہے۔

علماء نے اس کے متعدد جوابات دیئے ہیں کہ آیت میں سعی سے مراد "سعی ایمانی" ہے۔ مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہم نے فرمایا کہ:

"بہترین جواب وہ ہے جو ابن الصلاحؒ نے اپنے فتاویٰ میں دیا ہے کہ: آیت سے مراد یہ ہے کہ انسان کا حق صرف اس عمل میں ہے جس کے لئے اس نے سعی کی کوشش کی اور اسی کا اسے اجر ملے گا' لیکن اس کے عموم میں یہ داخل نہیں کہ کوئی غیر اگر تلاوت و دعا کے ذریعہ اس پر احسان کرے گا تو اس کے اجر میں بھی اس کا حق نہیں ہوگا۔ کیونکہ غیر نے تو اس پر تبرع اور احسان کیا ہے ایصالِ ثوب کر کے" علامہ ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاویٰ میں اس کی توضیح کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"انسان کو اپنی کوشش سے کئے جانے والے عمل کے علاوہ کسی میں کوئی حق نہیں کیونکہ وہ صرف اپنے عمل پر قدرت رکھتا ہے' دوسرے کی سعی اور کوشش و عمل پر اس کا کوئی اختیار نہیں تو نہ ہی وہ دوسرے کے عمل کا مستحق ہے' لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسرے کے عمل سے اللہ بھی اُسے کوئی فائدہ اور نفع نہیں پہنچا سکتے اور اس کے ذریعہ اس پر رحم فرما سکتے ہیں"

گویا کہ اصلاً تو انسان اپنی سعی و عمل کا ہی حقدار ہے لیکن یہ کہیں نہیں فرمایا کہ دوسرے کے عمل سے نفع بھی اسے نہیں مل سکتا۔ اور ایصالِ ثواب دوسرے کے عمل سے نفع پہنچنے کا ہی نام ہے۔ واللہ اعلم (فتاویٰ ابن تیمیہ ۷/۴۹۹)

١٩٤٣ ...... حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّ أُمِّيَ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَإِنِّي أَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَلِي أَجْرٌ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ

۱۹۴۳ ..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ میری والدہ ناگہانی طور پر انتقال کر گئیں، میرا خیال ہے کہ اگر انہیں بات چیت کا موقع ملتا تو صدقہ ضرور کرتیں۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا مجھے اجر ملے گا؟ فرمایا: ہاں!

١٩٤٤ ...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّيَ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَلَمْ تُوصِ وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ أَفَلَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ

۱۹۴۴ ..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس سند سے بھی سابقہ حدیث (کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میری والدہ ناگہانی طور پر انتقال کر گئیں اور کوئی وصیت نہیں کی اور میرا خیال ہے کہ اگر ان کو بات چیت کا موقع ملتا تو وہ صدقہ ضرور کرتیں) منقول ہے۔ البتہ اس میں یہ ہے کہ: کیا انہیں اجر ملے گا"۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں!

١٩٤٥ ...... وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَقَ ح وَحَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا أَبُو أُسَامَةَ وَرَوْحٌ فَفِي حَدِيثِهِمَا فَهَلْ لِي أَجْرٌ كَمَا قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَأَمَّا شُعَيْبٌ وَجَعْفَرٌ فَفِي حَدِيثِهِمَا أَفَلَهَا أَجْرٌ كَرِوَايَةِ ابْنِ بِشْرٍ

۱۹۴۵ ..... ان مختلف اسانید و طرق سے یہی مذکورہ بالا حدیث (کہ ایک شخص آکر آپ ﷺ کو اپنی والدہ کے انتقال کی خبر دی اور سوال کیا کہ اگر میں اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو ثواب ملے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں) مروی ہے اور معنی و مفہوم بھی ایک ہے۔

باب-۲۶۸ باب ما يلحقُ الإنسان من الثّواب بعد وفاته

موت کے بعد کس چیز کا ثواب پہنچتا رہتا ہے

١٩٤٦ ...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ هُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ

۱۹۴۶ ..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین باتوں کے (ان کا ثواب جاری رہتا ہے) ایک تو صدقہ جاریہ کا، دوسرے اس علم کا جس سے نفع اٹھایا جا رہا ہو، تیسرے نیک اولاد کا جو

صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ

اس کے لئے دعا کرتی ہو"۔ ❶

باب-۲۶۹ باب الوقف

وقف کا بیان

۱۹۴۷..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا سُلَيْمُ بْنُ أَخْضَرَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَصَابَ عُمَرُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَأْمِرُهُ فِيهَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَصَبْتُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ هُوَ أَنْفَسُ عِنْدِي مِنْهُ فَمَا تَأْمُرُنِي بِهِ قَالَ إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا

قَالَ فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ أَنَّهُ لَا يُبَاعُ أَصْلُهَا وَلَا يُبْتَاعُ وَلَا يُورَثُ وَلَا يُوهَبُ قَالَ فَتَصَدَّقَ عُمَرُ فِي الْفُقَرَاءِ وَفِي الْقُرْبَى وَفِي الرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالضَّيْفِ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ أَوْ يُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيهِ

قَالَ فَحَدَّثْتُ بِهَذَا الْحَدِيثِ مُحَمَّدًا فَلَمَّا بَلَغْتُ هَذَا الْمَكَانَ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيهِ قَالَ مُحَمَّدٌ غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا قَالَ ابْنُ عَوْنٍ وَأَنْبَأَنِي مَنْ قَرَأَ هَذَا الْكِتَابَ أَنَّ فِيهِ

۱۹۴۷..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیبر میں کوئی زمین ملی۔ وہ نبی ﷺ سے مشورہ کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے خیبر میں کچھ زمین ملی ہے اور ایسا مال مجھے کبھی نہیں ملا جو میرے نزدیک اس سے زیادہ قیمتی ہو، آپ اسی کے بارے میں مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو زمین کی اصل (ملکیت) اپنے قبضہ میں رکھو اور اس کی (منفعت) کا صدقہ کردو۔ (یعنی زمین تمہاری ملکیت میں رہے البتہ اس سے حاصل ہونے والے منافع اور آمدنی صدقہ کردو)۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے صدقہ کردیا اس شرط پر کہ اس کی اصل (ملکیت) نہ فروخت کی جائے گی اور نہ ہی خریدی جائے گی، نہ اس میں وراثت ہوگی اور نہ ہی ہبہ کی جاسکے گی۔ اور اسے فقراء، اقارب میں غلاموں کو آزاد کرانے کیلئے اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کیلئے اور مہمانوں کے لئے صدقہ کردیا کہ جو کوئی اس کا متولی ہو وہ خود بھی اس میں سے حسب دستور کھائے یا کسی دوست وغیرہ کو کھلائے، لیکن اس کو مال اکٹھا کرنے کا ذریعہ نہ بنائے"۔ ❷ (راوی نے کہا کہ میں نے یہ حدیث جب محمد

❶ متعلقات حدیث..... یہ خیبر کی زمین تھی اور اس زمین کا نام "ثمغ" تھا جو کھجور کے باغات پر مشتمل تھی۔ حدیث کے الفاظ "یستامرہ فیھا" سے معلوم ہوا کہ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں اہل علم و صلاح سے رہنمائی اور مشورہ لینا مستحب ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک معروف اور نیکی کے لئے حضور علیہ السلام سے مشورہ فرمایا۔ لہٰذا دینی و دنیاوی دونوں طرح کے امور میں اہل علم و تقویٰ سے مشورہ کرنا بہتر ہے۔

❷ وقف اور اس سے متعلقہ ضروری مسائل..... یہ حدیث احکام و فقہ اسلامی کے ایک اہم شعبہ وقف کی اصل اور بنیاد ہے کیونکہ حضرت عمرؓ نے اس زمین کو در حقیقت وقف فرمادیا تھا لہٰذا اس سے متعلق ضروری مسائل یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔

جمہور فقہاء کرامؒ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ وقف کی مشروعیت اور وقف کرنے کے بعد اس کے لازم ہونے اور ہمیشہ کے لئے واقف کی ملکیت سے نکل جانے پر۔ اور یہ کہ واقف کو وقف میں رجوع کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا نہ ہی وہ اسے فروخت کرسکتا ہے نہ ہی ہبہ کرسکتا ہے اسی طرح اس میں میراث بھی جاری نہ ہوگی۔

لیکن امام ابوحنیفہؒ کی طرف منسوب ہے کہ وہ وقف کی تابید (دائمی اور ہمیشہ کے لئے ہونا) کا انکار کرتے ہیں اور اسی طرح ان کے نزدیک واقف کو اپنے وقف میں رجوع کرنے کا بھی حق حاصل ہوتا ہے اور اس میں میراث بھی جاری ہوتی ہے۔

لیکن تحقیقی بات یہ ہے کہ امام صاحبؒ کی طرف مطلقاً یہ ساری تفصیل منسوب کرنا صحیح نہیں بلکہ ان کے نزدیک اس میں..... (جاری ہے)

غیر متأثل مالا	ابن سیرینؒ کے سامنے بیان کی تو جب میں "غیر متمول فیہ" تک پہنچا تو محمد بن سیرینؒ نے "غیر متأثل" فرمایا۔ ابن عونؒ نے فرمایا کہ مجھ کو اس نے خبر دی جس نے یہ کتاب پڑھی کہ اس میں "غیر متأثل مالا" تھا۔

(گذشتہ سے پیوستہ)۔۔ تفصیل ہے اور وہ یہ کہ وقف کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم ۔۔ آدمی کسی چیز کو اس کی اصل ملکیت اور منافع کے اعتبار سے وقف کر دے جیسے کہ کسی زمین پر مسجد بنا دی یا قبرستان بنا دیا یا مجاہدین کے لئے گھر بنا دیا یا حجاج کے لئے عمارت بنا دی وغیرہ یعنی زمین کو ان میں سے کسی مقصد کے لئے وقف کر دیا۔

اس قسم کے وقف کا حکم امام صاحب کے نزدیک یہ ہے کہ یہ وقف ہمیشہ کے لئے لازم اور مؤبد ہو جائے گا اور واقف کو اس سے رجوع کرنے، فروخت کرنے، خریدنے، ہبہ کرنے اور میراث میں شامل کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ جیسا کہ جمہور کا قول ہے۔

دوسری قسم ۔ یہ ہے کہ کسی چیز کی ذات کو وقف کرنے کے بجائے اس کے منافع کو وقف کر دے۔ مثلاً اپنے مکان کا کرایہ یا زمین کی پیداوار، باغات کے پھل وقف کر دے کسی فقیر، دینی مدرسہ و مسجد کے لئے۔

اس دوسری قسم کی تین صورتیں ممکن ہیں ۱۔ایک یہ کہ واقف (وقف کرنے والا) وقف کی نسبت موت کے مابعد کی طرف کرے ۲۔دوسری یہ کہ واقف منافع کے وقف کو مابعد الموت کی طرف منسوب نہ کرے بلکہ اسے مطلق رکھے اور قاضی اسے اپنی طرف سے دائمی کر دے۔

ان دونوں صورتوں میں امام صاحبؒ بھی جمہور کے قول کے مطابق وقف کو دائمی تسلیم کرتے ہیں۔

تیسری صورت یہ ہے کہ واقف کسی چیز کی منفعت وقف کرے لیکن نہ تو موت کے بعد کی طرف نسبت کرے اور نہ ہی قاضی یا حاکم کا کوئی فیصلہ اس سے متعلق ہو۔ اس میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اسے لازمی و دائمی تسلیم نہیں کرتے اور اس میں رجوع، میراث، ہبہ اور بیع وغیرہ کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ جب کہ جمہور علماء اس صورت کو بھی دائمی قرار دیتے ہیں اور واقف وقف کی اس صورت میں رجوع، بیع، ہبہ وغیرہ کچھ نہیں کر سکتا۔

احناف کے یہاں اس مسئلہ میں صاحبین رحمہما اللہ اور جمہور کے قول کے مطابق فتویٰ ہے۔

پھر وقف سے متعلق ایک بات کہ وقف شدہ چیز موقوف علیہ (جس پر وقف کیا جا رہا ہے) کی ملکیت میں داخل ہو جائے گی یا نہیں؟

احناف کے نزدیک وہ کسی کی ملکیت میں نہیں آئے گی بلکہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں رہے گی۔ جب کہ ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک وہ موقوف علیہ کی ملکیت میں آجائے گی۔

صاحب تکملہ فرماتے ہیں کہ: اس مسئلہ میں حنفیہ کے قول مفتی بہ سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وقف، موقوف علیہ کی ملکیت میں داخل نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ہوتا ہے جب کہ موقوف علیہم (جن لوگوں کے لئے وقف کیا گیا ہے) اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جب کہ وقف کی حیثیت ایک طرح سے "شخص قانونی" کی ہو جائے گی جو کمپنیوں اور دیگر مشترک اداروں کا بنیادی پہلو ہوتا ہے۔ لہٰذا موقوف علیہ اس وقف شدہ چیز کی خرید و فروخت اور دیگر معاملات کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم

حدیث میں بیان کردہ حضرت عمرؓ کی زمین جس کا نام "ثمغ" تھا کا معاملہ درحقیقت وقف کی مکمل شکل تھی۔

اس موقع پر شراح حدیث کو اشکال پیش آیا کہ حدیث میں ذکر ہے کہ حضرت عمرؓ نے خیبر کی زمین وقف کی تھی جب کہ صخر بن جویریہ کی روایت میں ہے کہ عمرؓ نے اپنا ایک مال (زمین) رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں صدقہ کر دی اور اس زمین کو "ثمغ" کہا جاتا تھا، جو کھجور کے باغات پر مشتمل زمین تھی۔ اب بعض علماء نے دونوں احادیث کو سامنے رکھ کر یوں کہہ دیا کہ "ثمغ" خیبر کی زمین تھی۔ جب کہ حقیقتاً ثمغ خیبر کی زمین نہیں تھی بلکہ مدینہ کی زمینوں میں سے ایک زمین تھی (کما حققہ السمہودی)

اس اشکال کا حل یہ ہے کہ تمام روایات کے مجموعہ کو سامنے رکھ کر یہ بات کہی جائے کہ ثمغ تو مدینہ کی زمین کا نام تھا، حضرت عمرؓ نے وہ زمین اور خیبر کی زمین کے سو حصے دونوں بیک وقت صدقہ فرمائے۔ واللہ اعلم

۱۹۴۸ وحدّثناه أبو بكر بن أبي شيبة حدّثنا ابن أبي زائدة ح و حدّثنا إسحق أخبرنا أزهر السمّان ح و حدّثنا محمّد بن المثنّى حدّثنا ابن أبي عديّ كلّهم عن ابن عون بهذا الإسناد مثله غير أنّ حديث ابن أبي زائدة وأزهر انتهى عند قوله أو يطعم صديقا غير متموّل فيه ولم يذكر ما بعده وحديث ابن أبي عديّ فيه ما ذكر سليم قوله فحدّثت بهذا الحديث محمّدا إلى آخره

۱۹۴۸ ان مختلف اسانید وطرق سے بھی مذکورہ بالا روایت ذکر کی ہے جو کہ ازہر (راوی) کی روایت کے مطابق "غیر متمول فیه" تک ختم ہو گئی ہے اور حضرت ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ روایت ہے کہ اس بارے میں سلیم نے ذکر کیا کہ میں نے یہ حدیث حضرت محمد بن سیرینؒ سے آخر تک بیان کی۔

۱۹۴۹ وحدّثنا إسحق بن إبراهيم حدّثنا أبو داود الحفريّ عمر بن سعد عن سفيان عن ابن عون عن نافع عن ابن عمر عن عمر قال أصبت أرضا من أرض خيبر فأتيت رسول الله ﷺ فقلت أصبت أرضا لم أصب مالا أحبّ إليّ ولا أنفس عندي منها وساق الحديث بمثل حديثهم ولم يذكر فحدّثت محمّدا وما بعده

۱۹۴۹ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو خیبر سے زمین ملی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: مجھ کو ایسی زمین زمین ملی جیسا کوئی مال مجھ کو نہ پسند ہے اور نہ ہی میرے نزدیک عمدہ ہے۔

(بقیہ حدیث حسب سابق بیان فرمائی)

باب-۴۷۰ باب ترك الوصيّة لمن ليس له شيء يوصي فيه

جس کے پاس کچھ نہ ہو اسے وصیت نہ کرنا بھی جائز ہے

۱۹۵۰ حدّثنا يحيى بن يحيى التّميميّ أخبرنا عبد الرّحمن بن مهديّ عن مالك بن مغول عن طلحة بن مصرّف قال سألت عبد الله بن أبي أوفى هل أوصى رسول الله ﷺ فقال لا قلت فلم كتب على المسلمين الوصيّة أو فلم أمروا بالوصيّة قال أوصى بكتاب الله عزّ وجلّ

۱۹۵۰ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مصرف فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ: "کیا رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں! میں نے عرض کیا کہ پھر اہل اسلام کے لئے وصیت کو کیوں عرض (مقرر) کیا گیا؟ یا پھر مسلمانوں کو وصیت کا حکم کیوں دیا گیا؟ فرمایا کہ آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کی کتاب کی وصیت فرمائی"۔

۱۹۵۱ وحدّثناه أبو بكر بن أبي شيبة حدّثنا وكيع ح و حدّثنا ابن نمير حدّثنا أبي كلاهما عن مالك بن مغول بهذا الإسناد مثله غير أنّ في حديث وكيع قلت فكيف أمر النّاس بالوصيّة وفي حديث ابن

۱۹۵۱ ......ان اسانید سے بھی مذکورہ بالا روایت مروی ہے حضرت وکیع رحمۃ اللہ کی روایت میں یہ ہے کہ میں نے کہا لوگوں کو وصیت کا حکم کیوں دیا گیا اور ابن نمیرؒ کی روایت میں یہ ہے کہ میں نے کہا: مسلمانوں پر وصیت کیوں فرض کی گئی۔

نُمَيْرٍ قُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الْوَصِيَّةُ

۱۹۵۲ ....حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي وَأَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَا حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا شَاةً وَلَا بَعِيرًا وَلَا أَوْصَى بِشَيْءٍ

۱۹۵۲ ....ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی دینار ترکہ میں چھوڑا نہ درہم، نہ کوئی بکری نہ اونٹ اور نہ ہی کسی چیز کی وصیت فرمائی۔

۱۹۵۳ ....و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كُلُّهُمْ عَنْ جَرِيرٍ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۹۵۳ ....ان اسناد کے ساتھ بھی مذکورہ بالا حدیث (کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی دینار و درہم چھوڑا اور نہ ہی کوئی اونٹ و بکری چھوڑی اور نہ ہی کسی چیز کی وصیت فرمائی) ہی کی مثل مروی ہے۔

۱۹۵٤ ....وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ ذَكَرُوا عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ وَصِيًّا فَقَالَتْ مَتَى أَوْصَى إِلَيْهِ فَقَدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَهُ إِلَى صَدْرِي أَوْ قَالَتْ حَجْرِي فَدَعَا بِالطَّسْتِ فَلَقَدِ انْخَنَثَ فِي حَجْرِي وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُ مَاتَ فَمَتَى أَوْصَى إِلَيْهِ

۱۹۵٤ ....حضرت اسود بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصی تھے (حضور علیہ السلام) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے کب ان کو وصیت فرمائی؟ میں آپ ﷺ کو اپنے سینے سے لگائے بیٹھی تھی یا اپنی گود میں سر رکھے ہوئے تھی، آپ ﷺ نے ایک طشت منگوایا اور اسی دوران آپ ﷺ میری گود میں گر گئے اور مجھے احساس بھی نہ ہوا کہ آپ ﷺ انتقال فرما چکے ہیں تو آخر کب ان کو وصیت فرمائی۔ ❶

---

❶ وصیت نبی ﷺ سے متعلق اس سوال کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ غالباً اس سوال کا سبب یہ تھا کہ اہل تشیع یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو خلافت کی وصیت فرمائی تھی۔ اور انہوں نے اس سلسلہ میں متعدد من گھڑت اور "موضوع" احادیث بیان کی ہیں۔ تو صحابہؓ کی ایک جماعت نے اس کی تردید فرمائی اور واضح کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کو کوئی وصیت نہیں فرمائی۔ حتیٰ کہ حضرت علیؓ نے خود بھی ان موضوع و من گھڑت روایات کی واضح اور مکمل تردید فرمائی۔ بہر حال حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ نے در حقیقت اس بات کی نفی فرمائی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے "میراث" اور "خلافت" سے متعلق کوئی وصیت نہیں فرمائی اور صرف کتاب کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامنے اور اس سے تمسک کرنے کی وصیت نہیں فرمائی۔ علاوہ ازیں احادیث صحیحہ میں جو وارد ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جزیرۃ العرب سے مشرکین کو نکالنے اور آنے والے وفود کے اکرام کی وصیت فرمائی۔ تو وہ حضرت ابن ابی اوفیٰؓ کی اس حدیث کے منافی نہیں اور یہاں پر کتاب اللہ کو عظمت واہتمام کی بناء پر ذکر کیا۔

اصل بات یہ تھی کہ شیعہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت علیؓ کے لئے خلافت کی وصیت فرمائی تھی اور اپنے اس بے بنیاد دعویٰ کا وہ خوب پروپیگنڈا بھی کرتے تھے جس کی وجہ سے لوگ صحابہؓ سے اس بارے میں سوال کیا کرتے تھے تو وہ اس کی واضح تردید فرماتے تھے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ خود حضرت علیؓ نے بھی زندگی بھر بجائے اس کے کہ وہ اپنی خلافت کی وصیت (جاری ہے)

۱۹۵۵ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَاللَّفْظُ لِسَعِيدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الأَحْوَلِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمُ الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ ثُمَّ بَكَى حَتَّى بَلَّ دَمْعُهُ الْحَصَى فَقُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ قَالَ اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَجَعُهُ فَقَالَ ائْتُونِي أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لاَ تَضِلُّوا بَعْدِي فَتَنَازَعُوا وَمَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ وَقَالُوا مَا شَأْنُهُ أَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوهُ قَالَ دَعُونِي فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ أُوصِيكُمْ بِثَلاَثٍ أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ قَالَ وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ أَوْ قَالَهَا فَأُنْسِيتُهَا - قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهَذَا الْحَدِيثِ

۱۹۵۵ حضرت سعیدؒ بن جبیر فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جمعرات کا دن (تمہیں کیا علم کہ) جمعرات کا دن کیا تھا۔ پھر یہ کہہ کر رونے لگے (اور اتنا روئے کہ) ان کی آنسوؤں سے کنکریاں تر ہو گئیں۔ میں نے عرض کیا کہ اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ! جمعرات کا دن کیا ہے؟

فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی تکلیف اس روز بہت سخت ہو گئی تھی، آپ ﷺ نے اسی حالت میں فرمایا کہ: میرے پاس (قلم دوات) لاؤ میں تمہارے واسطے کچھ لکھ دوں (لکھوادوں) تاکہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ۔ یہ سن کر لوگوں میں اختلاف رائے ہو گیا حالانکہ پیغمبر ﷺ کے سامنے کوئی تنازع کرنا مناسب نہیں ہے۔ اور کہنے لگے کہ آپ علیہ السلام کا کیا حال ہے کیا آپ سے بھی کوئی لغو بات صادر ہو سکتی ہے؟ پھر پوچھ لو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے چھوڑ دو میں جس حال میں ہوں وہ بہتر ہے (اس سے جس میں تم مشغول ہو یعنی جھگڑے سے) میں تم کو تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں۔

۱۔ مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دو ۲۔ آنے والے وفود کا اسی طرح اعزاز کرنا جس طرح میں کیا کرتا ہوں ۳۔ اور تیسری بات کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہو گئے یا فرمایا کہ میں اسے بھول گیا۔ [1]

(گذشتہ سے پیوستہ) کا دعویٰ کرتا ہمیشہ اس کی تردید فرمائی۔ لیکن شیعہ کی جسارت دیکھیے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے تقیہ کی بناء پر اس وصیت کو پوشیدہ رکھا اور اس کا اظہار مناسب نہیں سمجھا۔

امام قرطبیؒ نے خوب فرمایا ہے کہ شیعہ بظاہر حضرت علیؓ کی تعظیم کرتے ہیں لیکن فی الواقع انہوں نے ان کی تنقیص کر دی ہے کیونکہ ان کی شجاعت و بسالت کی محیّر العقول داستانیں اور دین پر استقامت کے واقعات بیان کرنے کے باوجود شیعہ کہتے ہیں کہ انہوں نے مداہنت اور تقیہ سے کام لیا اور قدرت کے باوجود اپنے حق کا مطالبہ نہیں کیا۔ اگر واقعتاً حضور علیہ السلام نے حضرت علیؓ کی خلافت کی وصیت فرمائی تھی جیسے کہ شیعہ دعویٰ کرتے ہیں تو پھر یہ حضرت علیؓ کا ذاتی حق نہیں رہا بلکہ یہ تو شرعی فریضہ تھا جس کی بجاآوری ان پر لازم تھی۔ مگر بقول شیعہ حضرت علیؓ نے محض تقیہ کی وجہ سے اس شرعی فریضہ کی ادائیگی سے پہلو تہی کی۔ اسے کہتے ہیں کہ نادان کی محبت اور عقیدت کہ تعظیم کے پردہ میں تنقیص اور تحقیر کر دی۔ العیاذ باللہ

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] **حدیث قرطاس** حضرت ابن عباسؓ کی یہ حدیث "حدیث قرطاس" کے نام سے مشہور ہے' یہ آنحضرت ﷺ کے مرض الوفات کا واقعہ ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کا رونا حضور اکرم ﷺ کے مرض الموت کے تذکرہ کی وجہ سے تھا اور اس کا بھی احتمال ہے کہ آپؓ اس وجہ سے رو رہے ہوں کہ وہ چیز جو آپ لکھوانا چاہتے تھے حاصل نہ ہو سکی۔

"اھجر" اگر یہ "ھجر" سے مشتق ہو تو اس کے معنی ہذیان گوئی کے ہیں جس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ شدت مرض کی وجہ سے غیر اختیاری طور پر کلمات کہہ رہے ہیں۔ لیکن صاحب کرامتی شان سے بہت بعید ہے کہ آنحضرت ﷺ کی شان اقدس میں (جاری ہے)

۱۹۵۶..... حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ سَعِيدِ

۱۹۵۶..... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جمعرات کا دن! جمعرات کا دن کیا تھا؟ اتنا کہا تھا کہ ابن عباس رضی

(گذشتہ سے پیوستہ)..... ایسا جملہ کہیں۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ "هجر" سے مشتق ہو جس کے معنی جدائی کے ہیں۔ مطلب یہ ہوگا کہ کیا آپ سے جدائی کا وقت قریب آگیا جو آنحضرت ﷺ ایسی بات کر رہے ہیں۔
اور حضرات صحابہؓ کرامؓ کی شان کے مناسب یہی ہے کہ یہ معنی لئے جائیں۔
روافض کی ہرزہ سرائی..... اس حدیث کی بناء پر شیعہ نے دوسرے صحابہؓ پر بالعموم اور حضرت عمر فاروق پر بالخصوص زبان درازی کرتے ہوئے درج ذیل الزامات اور اتہامات عائد کئے ہیں:

۱۔ حضرت عمرؓ اور ان کے ہم خیال افراد نے حضور اکرم ﷺ کے حکم کی مخالفت کی کہ تختی اور دوات لانے سے انکار کر دیا۔
۲۔ امتِ مسلمہ کو اس کے حق سے محروم کر دیا (کیونکہ آپؐ امت ہی کے لئے کچھ لکھوانا چاہتے تھے)۔
۳۔ حضور اکرم ﷺ حضرت علیؓ کی خلافت کے متعلق وصیت تحریر فرمانا چاہتے تھے اسی لئے حضرت عمرؓ آڑے آگئے۔
۴۔ حضرت عمرؓ نے حضور اکرم ﷺ کی طرف "هذیانی" کی نسبت کر دی حالانکہ حضور اقدس ﷺ ہذیان اور جنون سے محفوظ ہیں۔

روافض کے الزامات کا جائزہ اور اس بارے میں قولِ حق:۔ شیعہ کے ان الزامات کا جائزہ لینے کے لئے چند باتیں پیش نظر رہنی چاہئیں۔
پہلی بات تو یہ کہ اگر معاذ اللہ علی سبیل التسلیم حضرت عمرؓ نے امت کو اس کے حق سے محروم کرنے ہی کے لئے انکار اور مخالفت کی تھی تو غور کی بات یہ ہے کہ یہ جرم تنہا حضرت عمرؓ ہی نے نہیں کیا بلکہ دیگر تمام اہل بیت اطہارؓ خصوصاً حضرت علیؓ بھی اس "جرم" میں شریک تھے۔ کیونکہ ان حضرات نے بھی وہی کچھ کیا جو حضرت عمرؓ نے کیا تھا۔ یہ الزامی جواب ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام حضرات رضی اللہ عنہم اس اتہام سے بالکل محفوظ اور بے ہودہ الزام سے پاک اور کوسوں دور ہیں۔ ان حضرات کی شانِ اقدس کسی متعنت اور محروم العقل کے نزدیک تو قابلِ الزام ہو سکتی ہے دل میں ایمان اور توحید و رسالت کی شمع روشن رکھنے والے اس الزام و اتہام کے تصور سے بھی دور ہیں۔
مسندِ احمد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی ﷺ تختی لانے کا حکم دیا جس میں آپؐ ایسی باتیں لکھوویں کہ آپؐ کے بعد امت گمراہی کا شکار نہ ہو۔ مجھے آپ کی جان کا ڈر تھا اس لئے میں نے عرض کیا کہ (آپ زبانی ارشاد فرما دیجئے) میں یاد کر لوں گا تو آپؐ نے فرمایا کہ:
"میں نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کی اور غلاموں وغیرہ کے ساتھ حسنِ سلوک کی وصیت کرتا ہوں"۔
غور کیا جائے تو یہ حدیثِ شیعہ کے مہمل اور لغو اعتراضات کی جڑ ہی کاٹ دیتی ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ دونوں کا موقف ایک ہی تھا۔ اور اس تحریر کے لکھنے کا مقصد خلافت سے متعلق وصیت نہیں تھی بلکہ آپؐ نماز، زکوٰۃ اور غلاموں اور بیویوں کے متعلق احکامات کی تاکید فرمانا چاہتے تھے۔
یہ تو پہلے اعتراض کا الزامی جواب تھا۔ اور تحقیقی جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کا دوات اور تختی لانے سے انکار کا مقصد نبی ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی ہر گز نہ تھا بلکہ مقصد یہ تھا کہ اس بیماری کے عالم میں آپ کو تحریر لکھنے کی مشقت میں نہ ڈالا جائے کہیں اس کی وجہ سے بیماری کی شدت میں اضافہ نہ ہو جائے یہ سوچ کر حضرت عمرؓ نے تختی اور دوات لانے سے روک دیا۔
علاوہ ازیں طبقات ابن سعد وغیرہ سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عمرؓ کو یہ یقین تھا کہ آپ علیہ السلام اس بیماری میں وفات نہیں پائیں گے بلکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ منافقین کے خاتمہ اور فارس و روم کے داخلِ اسلام ہونے تک وفات نہیں پائیں گے۔
دوسری جانب ان کا یہ بھی خیال تھا کہ آنحضرت ﷺ نے امت تک ہر وہ بات پہنچا دی ہے جس کا پہنچانا آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض تھا۔ اور اگر بالفرض آپ کسی ضرورت کی وصیت فرمانا بھی چاہتے ہیں تو صحتیاب ہونے کے بعد فرما دیں گے، اس بیماری کی حالت میں آپ کو تکلیف دینا صحیح نہیں۔ اور نہ ہی اس بارے میں عجلت کی ضرورت ہے۔ اسی لئے انہوں نے فرمایا کہ:
"ان رسول الله صلى الله عليه وسلم غلب عليه الوجع وعندكم القرآن حسبنا كتاب الله"۔ یعنی رسول اللہ ﷺ پر درد کی شدت و غلبہ کی کیفیت ہے اور قرآن تو تمہارے پاس موجود ہے اللہ کی کتاب ہمارے واسطے کافی ہے۔ (جاری ہے)

بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ يَوْمُ الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ ثُمَّ جَعَلَ تَسِيلُ دُمُوعُهُ حَتَّى	اللہ تعالیٰ عنہ کے آنسو بہانے لگے۔ راوی فرماتے ہیں کہ حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ ان کے چہرہ پر آنسو اس طرح بہہ رہے ہیں گویا موتیوں کی لڑی۔

(گذشتہ سے پیوستہ) تنی مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت عمرؓ نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے ایک رائے کا اظہار فرمایا اور آپؐ نے ان کی رائے کی موافقت فرمائی۔ ان کے اس قول کی حیثیت بھی ایک رائے کی تھی جو انہوں نے ظاہر کردی۔ اگر یہ رائے غلط ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اس کی تردید ضرور فرماتے جب کہ آپؐ نے اس پر نکیر نہیں فرمائی۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا یہ قول نہ تو عناد پر مبنی تھا نہ ہی معاذ اللہ معصیت اور گناہ تھا۔

اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے یہ بھی فرض کرلیں کہ حضرت عمرؓ کی رائے غلط تھی تو پھر بھی زیادہ سے زیادہ یہ ایک اجتہادی خطا تھی جس میں سب اہل بیت بھی شریک تھے۔ مگر روافض کی جرأت دیکھئے کہ وہ اس اجتہادی خطا کی وجہ سے حضرت عمرؓ کو تو گردن زدنی قرار دیتے ہیں جب کہ اہل بیت اطہارؓ کو تقیہ کی ناپاک چادر میں چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔

دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ جو کچھ لکھوانا چاہتے تھے وہ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو کوئی ایسی ضروری اور اہم بات تھی کہ جس کی تبلیغ واجب ہو اور جس سے جہالت کی وجہ سے امت کے گمراہ ہو جانے کا خطرہ تھا یا پھر آپ پہلے سے فرمائی ہوئی کسی بات کی دوبارہ تاکید فرمانا چاہتے تھے۔

پہلی شق کو اختیار کیا جائے تو جان لیجئے کہ جس چیز کی تبلیغ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ پر لازم قرار دی اس کی تبلیغ سے کسی کی مخالفت آپؐ کو روک نہیں سکتی تھی۔ جب مال، وطن اور جان کی قربانی اور سنگ دل و سفاک دشمنوں کے ہتھکنڈے اور ہولناک مظالم آپ کو حق کی دعوت و تبلیغ سے نہ روک سکے تو چند صحابہؓ کے اختلاف رائے کی وجہ سے آپ اس بات کی تبلیغ سے کیسے رک سکتے تھے یہاں پر ذہن میں یہ بات بھی رہنی چاہئے کہ اس واقعہ کے بعد آنحضرت ﷺ مزید چار روز حیات رہے مگر اس چیز کی وصیت واجب ہوتی جو آپ لکھوانا چاہتے تھے تو ان ایام میں ضرور اس کی وصیت فرما دیتے۔

اور اگر دوسری شق کو اختیار کیا جائے (کہ آپ کسی سابقہ حکم کی تاکید کے طور پر کوئی بات لکھوانا چاہتے تھے) تو پھر تو کوئی اعتراض ہی نہیں رہتا اور روایۃً و درایۃً اسی احتمال کو اختیار کرنا مناسب ہے اور اسی کو اختیار کرکے اپنی زبانوں کو صحابہؓ پر طعن کی نجاست سے پاک رکھا جا سکتا ہے۔

تیسرے اعتراض (یعنی حضور علیہ السلام حضرت علیؓ کی خلافت کے متعلق وصیت لکھوانا چاہتے تھے) کا جواب یہ ہے کہ یہ صرف دعوائے بلا دلیل ہے۔ یہ کیسے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کا ارادہ یہ تھا کہ حضرت علیؓ کی خلافت کے متعلق تحریر لکھیں۔ اور اگر آپ کا واقعۃً یہی ارادہ ہوتا جس کا یہ لوگ پروپیگنڈہ کرتے ہیں تو حقیقت یہ ہے کہ جن وانس بھی آپ کو اس عمل سے روک نہیں سکتے تھے تو تنہا حضرت عمرؓ کی مخالفت آپ کو کیسے اظہار حق سے روک سکتی تھی؟؟ کیا معاذ باللہ آپ حضرت عمرؓ سے ڈرتے تھے؟ حالانکہ آپ تو وہ ہستی ہیں جو عمرؓ سے ان کے کفر کے دور میں کہ ان سے زیادہ بہادری و جری کوئی نہ تھا نہ ڈرے تو ان کے اسلام لانے کے بعد ان سے ڈرتے؟ ان نادانوں نے یہ خیال بھی نہ کیا کہ ان کے اس اعتراض مہمل کی زد حضرت عمرؓ پر نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی تبلیغ و دعوت، نبوت و رسالت اور شجاعت و حمیت پر پڑتی ہے۔ واقعۃً عداوت و کینہ انسان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دیتا ہے اور تعصب و جاہلیت اس کی آنکھوں پر ایسا پردہ ڈال دیتا ہے کہ بدنام زمین حقائق کے دیکھنے سے محروم کر دیتا ہے اور وہ یہ نہیں سمجھ پاتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

اور اگر بزعم شیعہ بالفرض اس بات کو تسلیم بھی کیا جائے کہ آپ ﷺ اس موقع پر کسی کی خلافت کی تحریر لکھوانا چاہتے تھے تو یقیناً وہ تحریر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت سے متعلق ہی ہوتی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حج کے موقع پر انہیں ہی اپنا خلیفہ اور نائب بنایا۔ اور اپنی بیماری کے ایام میں امامت صغریٰ (نمازوں کی امامت) میں بھی انہیں ہی اپنا خلیفہ بنایا گویا کہ یہ واضح اشارہ تھا صدیق اکبرؓ کی خلافت کی طرف کہ امامت کبریٰ (حکومت و خلافت) بھی انہی کو مناسب ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت علیؓ نے خود فرمایا کہ: فلما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوگیا تو ہم نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ نماز اسلام کا جھنڈا اور دین کا ستون ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے جس ہستی کو ہمارے دین (جاری ہے)

رَأَيْتُ عَلَى خَدَّيْهِ كَأَنَّهَا نِظَامُ اللُّؤْلُؤِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ائْتُونِي بِالْكَتِفِ وَالدَّوَاةِ أَوِ اللَّوْحِ وَالدَّوَاةِ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا فَقَالُوا إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَهْجُرُ

پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (مرض کی شدت کے دوران) کہ میرے پاس ہڈی اور دوات یا تختی اور دوات لاؤ تاکہ میں تمہارے لئے کچھ کتاب (وصیت یا نصیحت) لکھوادوں تاکہ اس کے بعد تمہیں کبھی گمراہی نہ ہو۔

یہ سن کر بعض صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ شدت مرض میں ایسی بات فرمارہے ہیں (لہذا قلم دوات لانے کی ضرورت نہیں تاکہ آپ ﷺ کو مزید تکلیف نہ ہو)۔

(گذشتہ سے پیوستہ) (کے اندر اپنی نیابت) کے لئے منتخب فرمایا، ہم نے اسے اپنی دنیا (کے امور میں خلافت و نیابت) کے لئے پسند کرلیا۔ اور ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی"۔ (الاستیعاب لابن عبدالبر ۲/ ۲۴۲)

لہٰذا ان سب قرائن کے پیش نظر یہ کہا جاسکتا ہے کہ قلم دوات منگوانے سے مقصود بھی خلافت ابوبکرؓ کی تحریر تھا۔ لیکن بعد میں آپؐ رائے یہ ہوئی کہ اس معاملہ کو شوریٰ مسلمین (مسلمانوں کے مشورہ) پر چھوڑ دیا جائے کیونکہ آپؐ جانتے تھے کہ اہل ایمان سوائے ابوبکرؓ کے سب کی خلافت کا انکار کردیں گے۔

چوتھے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ کسی بھی صحیح روایت سے یہ ثابت نہیں کہ "أهجر رسول الله ﷺ" والا جملہ حضرت عمرؓ نے کہا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ نے صرف یہ ذکر کیا ہے کہ یہ جملہ صحابہ میں سے کسی ایک نے کہا تھا۔ مگر وہ ایک کون تھا؟ اس کی تعیین نہ انہوں نے فرمائی ہے نہ ہی کسی اور صحیح روایت سے اس کی تعیین ہوتی ہے۔ اب اس میں چند احتمالات ہیں:

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "تحفۂ اثنا عشریہ" میں فرمایا ہے کہ یہ کلام ان لوگوں کا ہے جو یہ چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے کچھ لکھ دیں اور ان کا استفہام انکار کے لئے تھا۔ وہ حضرت عمرؓ اور ان کے رفقاء سے یہ کہنا چاہتے تھے کہ تم جو حضور علیہ السلام کے حکم (کہ قلم دوات لانے) کی تعمیل نہیں کررہے ہو تو کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ حضور علیہ السلام غیر سنجیدہ گفتگو فرمارہے ہیں؟ مطلب یہ اگر تم ایسا سمجھ رہے ہو تو تم غلط فہمی کا شکار ہو آنحضرت ﷺ ہذیان نہیں فرمارہے بلکہ مبنی بر حقیقت اور سنجیدہ گفتگو فرمارہے ہیں۔

استفہام کو انکاری ماننے کی صورت میں کسی بھی صحابی پر کوئی اشکال نہیں رہتا کہ معاذ اللہ اس نے حضور اقدس ﷺ کی طرف ہذیان کی نسبت کی۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ جملہ حضرت عمرؓ اور آپؓ کے رفقاء کا تھا جس کا مفہوم یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لو کہ آپ واقعتاً سنجیدگی سے لکھنے کا سامان طلب فرمارہے ہیں یا شدت مرض کی وجہ سے اس قسم کی بات فرمائی ہے۔ اور اس جملہ کہنے کی بھی تین وجوہ تھیں۔

۱۔ ایک یہ کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی تکلیف میں مزید اضافہ برداشت نہیں فرماسکتے تھے۔

۲۔ دوسرے یہ کہ انہیں یقین تھا کہ آپ اللہ کا ایک ایک پیغام اس کے بندوں تک پہنچاچکے ہیں۔

۳۔ تیسرے یہ کہ وہ جانتے تھے کہ بلا کسی ضرورت شدیدہ کے غیر قرآن کی کتابت آپ علیہ السلام کو پسند نہ تھی۔

ان وجوہ کی بناء پر شدید حزن وملال اور اضطراب وبے قراری کی حالت میں اگر بعض صحابہ یہ جملہ کہہ بیٹھے تو اسے بے ادبی پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔

تیسرا احتمال یہ ہے کہ شروع میں یہ بات کہی جاچکی ہے کہ یہاں ہجر فراق اور جدائی کے معنی میں ہے جس کا مطلب یہ تھا کہ یہ جو آپ کچھ لکھوانے کے لئے سامان کتابت طلب فرمارہے ہیں تو کیا آپ ہم سے جدا ہورہے ہیں؟

خلاصہ کلام یہ ہے کہ "حدیث قرطاس" کے کسی بھی پہلو سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کی وصیت کا ثبوت نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں اس حدیث کی مذکورہ بالا تشریح کو ذہن میں رکھ کر ہی اہل ایمان اپنے قلب ودماغ اور زبان کو صحابہ کرامؓ کی شان میں بے ادبی سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

اللہ تعالی ہم سب کو دلوں کی کجی اور زیغ اور نفس کی شرارتوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

۱۹۵۷...... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا و قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَلُمَّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّونَ بَعْدَهُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللهِ فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ قَرِّبُوا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالِاخْتِلَافَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قُومُوا

قَالَ عُبَيْدُ اللهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذَلِكَ الْكِتَابَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ

۱۹۵۷ ... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وقت موعود قریب آگیا تو اس وقت آپ ﷺ کے گھر میں متعدد افراد تھے جن میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الخطاب بھی شامل تھے۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ آؤ میں تمہیں ایک کتاب لکھ دیتا ہوں اس کے بعد تم گمراہ نہ ہوگے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پر اس وقت درد و تکلیف کی شدت ہے اور تمہارے پاس قرآن تو موجود ہی ہے۔ ہمارے واسطے اللہ کی کتاب کافی ہے۔ یہ سن کر گھر میں موجود افراد کے درمیان اختلاف ہوا۔ بعض تو ان میں سے اس بات پر زور دے رہے تھے کہ دوات وغیرہ آپ ﷺ کے قریب کر دو تاکہ رسول اللہ ﷺ تمہارے واسطے ایسی باتیں لکھوا دیں کہ تم انکے بعد گمراہ نہ ہو۔ اور بعض حضرات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقف کے ہی قائل تھے۔ جب اس اختلاف کے دوران شور و شغب اور اختلاف زیادہ ہوگیا رسول اللہ ﷺ کے پاس تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔

عبید اللہؒ (راوی) کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مصیبت، سب سے بڑی مصیبت تو یہ ہوئی کہ ان کا اختلاف اور شور و شغب رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی اس تحریر کے درمیان حائل ہوگیا۔

كتاب النذر

كتاب النـــــذر

نذر کے مسائل

باب-۲۷۱

باب الأمر بقضاء النذر
نذر پوری کرنی چاہیے

۱۹۵۸ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ اسْتَفْتَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ تُوُفِّيَتْ

۱۹۵۸..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ [1] نے رسول اللہ ﷺ سے نذر کے متعلق مسئلہ دریافت کیا جو ان کی والدہ کی تھی۔ اور وہ اسے پورا کیے بغیر فوت ہو گئی تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان کی طرف سے پورا کر لو۔ [2]

---

[1] حضرت سعدؓ بن عبادہ انصاریؓ بڑے مشہور اور جلیل القدر صحابی تھے۔ خزرج کے سردار تھے، بیعت عقبہ میں حاضر تھے، نہایت سخی اور خرچ کرنے والے تھے۔ مقسمؒ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے تمام غزوات میں دو جھنڈے ہوا کرتے تھے، ایک مہاجرین کا جو حضرت علیؓ کے ہاتھ میں ہوتا تھا اور دوسرا انصار کا جو حضرت سعدؓ اٹھائے ہوتے تھے۔ شام میں حوران کے مقام پر ۱۵ھ میں انتقال فرمایا۔

[2] زیر نظر مسئلہ میں دو بنیادی مسئلے ہیں۔ پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ کیا وارث پر اپنے مورث کی نذر کا پورا کرنا واجب ہے؟ جو اس نے اپنی حیات میں کی تھی اور اسے پورا کرنے سے قبل فوت ہو گیا۔ اہل ظاہر کی رائے یہ ہے کہ وارث پر اس نذر کا پورا کرنا واجب ہے۔ وہ لفظ امر سے استدلال کرتے ہیں۔

جمہور فقہاء کی رائے یہ ہے کہ اس نذر کا پورا کرنا وارث پر واجب نہیں بلکہ اس کے لئے مستحب ہے۔ البتہ اگر میت ترکہ چھوڑ کر مرے اور اس کے ذمہ کوئی مالی حق ہو تو وارث کے لئے اس حق کو ادا کرنا ضروری ہے۔ جمہور فقہاء بخاری کی روایت ابن عباسؓ سے استدلال کرتے ہیں۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کیا وارث کے لئے جائز ہے کہ وہ ہر نذر کو خواہ وہ مالی ہو یا بدنی اسے پورا کرے۔ یا یہ کہ صرف کوئی مخصوص نذر پوری کر سکتا ہے؟

اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر نذر صرف مالی ہو جیسے کہ صدقہ کی نذر تو اگر مورث نے اس کی تکمیل کی وصیت کی ہو اور وہ اس کے ایک تہائی ترکہ میں سے پوری ہو سکتی ہو تو وارث پر اس نذر کا اس کے ترکہ سے پورا کرنا واجب ہے۔ البتہ اگر مورث نے وصیت کی ہو تو ورثاء پر اس کی تکمیل واجب نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کا یہی مذہب ہے۔ جب کہ امام شافعیؒ اسے دین (قرض) قرار دیتے ہیں جس کا پورا کرنا واجب ہے خواہ وصیت کرے یا نہ کرے۔

اور اگر نذر مالی و بدنی دونوں کی ہے مثلاً حج کی نذر مانی تو جمہور علماء کے نزدیک اس میں بھی نیابت نہیں ہو سکتی۔

جہاں تک دیگر نذور کا تعلق ہے جو صرف بدنی ہیں تو اگر وہ نماز کی نذر ہے تو جمہور علماء کا اجماع ہے کہ وارث اپنے مورث کی جانب سے اسے ادا نہیں کر سکتا کیونکہ بدنی عبادات میں "بدل" نہیں ہو سکتا۔

البتہ دیگر بدنی عبادات مثلاً روزہ وغیرہ کے متعلق امام احمدؒ بن حنبل کا مسلک یہ ہے کہ اس میں وارث نائب ہو سکتا اگرچہ اس پر واجب نہیں ہے لیکن مستحب اور بہتر ہے صلہ رحمی کے طور پر۔ اور استدلال کیا ہے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے جسے ... (جاری ہے)

قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاقْضِهِ عَنْهَا

١٩٥٩ ... و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ح و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح و حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ اللَّيْثِ وَمَعْنَى حَدِيثِهِ

١٩٥٩... حضرت زہریؒ سے یہی مذکورہ بالا روایت ان اسانید و طرق سے مروی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی والدہ کی نذر کے متعلق سوال فرمایا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد کو اس نذر کے پورا کرنے کا حکم فرمایا۔

باب-۴۷۲ باب النهي عن النذر وأنه لا يرد شيئًا

نذر کی ممانعت کا بیان

١٩٦٠ وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وقَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا يَنْهَانَا عَنِ النَّذْرِ وَيَقُولُ إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الشَّحِيحِ

١٩٦٠ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نذر سے منع فرمایا کہ یہ کسی (آنے والی مصیبت وغیرہ) کو ٹال نہیں سکتی۔ البتہ اس کے ذریعہ بخیل سے مال نکلوایا جاتا ہے۔"

١٩٦١ ...حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ النَّذْرُ لَا يُقَدِّمُ شَيْئًا وَلَا يُؤَخِّرُهُ وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ

١٩٦١ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"نذر کسی (مقدر چیز کو) نہ مقدم کر سکتی ہے نہ مؤخر کر سکتی ہے، البتہ اس کے ذریعہ بخیل آدمی سے مال نکلوایا جاتا ہے۔" [1]

(گذشتہ سے پیوستہ) امام مسلم نے بھی کتاب الصوم میں نقل کیا ہے۔
لیکن امام ابو حنیفہؒ اور امام مالک و شافعی فرماتے ہیں کہ بدنی عبادات میں نیابت بالکل نہیں ہو سکتی الا یہ کہ وارث اپنے مورث کی بدنی عبادات کا فدیہ ادا کر دے تو یہ جائز بلکہ بہتر ہے۔ مثلاً: نماز کا فدیہ اور روزہ کا فدیہ ادا کر دے۔ ان حضرات ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کا استدلال ترمذی کی روایت ابن عمرؓ سے ہے۔
(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] حضرت ابو ہریرہؓ حضرت ابن عمرؓ کی مذکورہ بالا روایات سے معلوم ہو رہا ہے کہ نذر ماننا ممنوع ہے۔ جب کہ سابقہ باب کی (جاری ہے)

۱۹۶۲ ۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

۱۹۶۲..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے نذر سے منع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: اس کی وجہ سے کوئی خیر نہیں آتی البتہ اس کے ذریعہ بخیل سے مال نکلوایا جاتا ہے"۔

(گذشتہ سے پیوستہ) حدیث سے نذر کا جواز واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے جس سے بظاہر تعارض محسوس ہو رہا ہے لیکن حقیقتاً تعارض نہیں ہے۔

جاننا چاہیئے کہ نذر دو طرح کی ہوتی ہے۔ ا۔نذر مطلق مثلاً بغیر کسی شرط کے کوئی نذر مانے کہ میرے اوپر اللہ کی رضا کے لئے دو رکعت واجب ہیں (بطور نذر) تو اس نذر مطلق کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں۔ یہ بغیر کراہت کے جائز ہے۔ دوسری قسم نذر کے معلق ہے یعنی وہ نذر جسے کسی شرط سے معلق کر دیا جائے۔ مثلاً یوں نذر مانے کہ اگر میرا مریض شفایاب ہو گیا تو دو رکعت پڑھوں گا۔ تو اس نذر کو شفاء مریض سے معلق کر دیا گیا ہے اور احادیث بالا میں جو "نہی" (ممانعت) ہے وہ اسی دوسری قسم "نذر معلق" سے متعلق ہے۔ یعنی ایسی معلق نذریں تقدیر الٰہی کے فیصلہ کو تبدیل نہیں کر سکتیں۔

اب "نہی" کے کیا معنی ہیں؟ یا کس درجہ کی نہی ہے آیا بالکل ناجائز ہے یا غیر مناسب ہے؟ نہی تنزیہی ہے یا تحریمی؟

ا۔ ابن الاثیر جزری نے "جامع الاصول" میں فرمایا ہے کہ: ان احادیث میں نذر کی نہی اور ممانعت نذر سے روکنے کے لئے نہیں ہے بلکہ نذر کی عظمت امر بیان کرنے اور اس کو ہلکا سمجھنے سے روکنے کے لئے ہے کہ کوئی اسے ہلکی بات سمجھ کر شرط کی تکمیل کے بعد نذر پوری نہ کرے لہٰذا ان احادیث کی بناء پر نذر ممنوع اور حرام نہیں ہے۔ یہ قول ابو عبید اور خطابی سے منقول ہے۔ اور مقصد اس قول کا یہ ہے کہ حدیث میں درحقیقت یہ بات بتلائی گئی ہے کہ نذر کے ذریعہ نہ تو کوئی فوری نفع حاصل کیا جا سکتا ہے نہ کوئی نقصان دور کیا جا سکتا ہے نہ کسی فیصلہ کو ٹالا جا سکتا ہے۔ اس نیت اور مقصد سے نذر نہ کرو کہ اس سے تمہیں وہ چیز حاصل ہو جائے گی جو اللہ نے تمہارے مقدر میں نہیں لکھی یا تمہارے لئے ایسا فیصلہ کر دیا جائے گا جس کا نہ ہونا تمہارے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ البتہ اگر تم ایسی نذر مان لو تو اب اُسے پورا کرو کیونکہ جو نذر تم نے مان لی ہے وہ تم پر لازم ہو گئی۔

لیکن ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول اور توجیہ پر متعدد اعتراضات کئے گئے ہیں بنیادی اعتراض یہ ہے کہ جن مذکورہ بالا احادیث میں نذر کی ممانعت آئی ہے ان سے کم از کم نذر کی کراہت تو واضح ہے ہی جب کہ ابن کثیر کے قول سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نذر میں کراہت تنزیہی بھی نہیں ہے۔

۲۔ ایک تاویل اس قول کی امام مازریؒ نے فرمائی ہے وہ یہ کہ "میرے نزدیک نذر کی اس ممانعت کی وجہ شاید یہ ہو کہ اس میں نذر ماننے والا عبادت کو مشروط کر رہا ہے اپنے کسی کام کے ہونے سے گویا کہ یہ عبادت اس کے کام کا معاوضہ ہو گئی۔

۳۔ امام مازریؒ نے ہی یہ توجیہ بھی بیان فرمائی کہ: نذر کی صورت میں نذر ماننے والا اس منذور عبادت کی ادائیگی اپنے آپ پر بوجھ سمجھ کر کرتا ہے جس میں کوئی نشاط نہیں ہوتا۔

۴۔ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ: اصل میں بعض لوگ یہ سمجھتے تھے کہ شاید ہماری نذر سے تقدیر مقلوب ہو جائے گی اور ہمارا کام یقینی طور پر ہو جائے گا تو ان احادیث میں اس غلط اعتقاد کی تردید کی گئی ہے اور بطور خبر بتلایا گیا ہے کہ ہو گا وہی جو تقدیر میں لکھا ہو۔ تمہاری نذر سے تقدیر نہیں بدل سکتی۔

قاضی عیاضؒ کے قول کا حاصل یہ ہے کہ اگر نیت میں یہ غلط اور فاسد اعتقاد ہو تو نذر مکروہ ورنہ نہیں، لیکن حضرت شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ یہ اعتقاد ہو یا نہ ہو نذر ماننے میں ایک قسم کی کراہت تو ضرور ہی پائی جاتی ہے کیونکہ نذر ماننے والے کے الفاظ کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے گویا وہ اللہ تعالیٰ کو لالچ دے رہا ہے کہ یا اللہ میرا یہ کام کر دو میں آپ کا کام کروں گا۔ لہٰذا نذر ماننے کے بجائے جو کام اٹکے اس کے لئے شروع ہی سے عبادات اور دعا و صدقہ کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ واللہ اعلم

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يَأْتِي بِخَيْرٍ وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ

۱۹۶۳ ... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ جَرِيرٍ

۱۹۶۳ ۔ ان مختلف اسانید وطرق سے بھی سابقہ حدیث جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

۱۹۶٤ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَنْذِرُوا فَإِنَّ النَّذْرَ لَا يُغْنِي مِنَ الْقَدَرِ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ۔

۱۹۶۴ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"نذر مت مانا کرو اس لئے کہ نذر تقدیر کو ذرہ برابر بھی نہیں بدل سکتی، البتہ بخیل سے اس کے ذریعہ مال نکلتا ہے"۔

۱۹٦٥ ...وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يَرُدُّ مِنَ الْقَدَرِ وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ

۱۹۶۵ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے نذر سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ:
یہ تقدیر کو نہیں ٹالتی (جو ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا) البتہ اس کے ذریعہ بخیل سے مال نکل جاتا ہے"۔

۱۹٦٦ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنَّ النَّذْرَ لَا يُقَرِّبُ مِنِ ابْنِ آدَمَ شَيْئًا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ قَدَّرَهُ لَهُ وَلٰكِنِ النَّذْرُ يُوَافِقُ الْقَدَرَ فَيُخْرَجُ بِذٰلِكَ مِنَ الْبَخِيلِ مَا لَمْ يَكُنِ الْبَخِيلُ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَ

۱۹۶۶ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"نذر کسی ایسی چیز کو جو اللہ تعالیٰ نے بنو آدم کے لئے مقدر نہیں فرمائی قریب نہیں کر سکتی البتہ نذر تقدیر کے موافق (تابع) ہوتی ہے اس کے ذریعہ سے بخیل سے مال نکل جاتا ہے جس مال کو بخیل کبھی نکالنا نہیں چاہتا تھا۔

۱۹٦٧ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ كِلَاهُمَا عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۹۶۷۔ ...ان اسانید کے ساتھ بھی مذکورہ بالا روایت ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

باب-۲۷۳ باب لا وفاء لنذر في معصية الله ولا فيما لا يملك العبد

نافرمانی کی کسی نذر کو پورا نہ کرنا ضروری ہے

۱۹۶۸......و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَتْ ثَقِيفُ حُلَفَاءَ لِبَنِي عُقَيْلٍ فَأَسَرَتْ ثَقِيفُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَسَرَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ رَجُلًا مِنْ بَنِي عُقَيْلٍ وَأَصَابُوا مَعَهُ الْعَضْبَاءَ فَأَتَى عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْوَثَاقِ قَالَ يَا مُحَمَّدُ فَأَتَاهُ فَقَالَ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ بِمَ أَخَذْتَنِي وَبِمَ أَخَذْتَ سَابِقَةَ الْحَاجِّ فَقَالَ إِعْظَامًا لِذَلِكَ أَخَذْتُكَ بِجَرِيرَةِ حُلَفَائِكَ ثَقِيفَ ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَحِيمًا رَقِيقًا فَرَجَعَ إِلَيْهِ فَقَالَ مَا شَأْنُكَ قَالَ إِنِّي مُسْلِمٌ قَالَ لَوْ قُلْتَهَا وَأَنْتَ تَمْلِكُ أَمْرَكَ أَفْلَحْتَ كُلَّ الْفَلَاحِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ فَأَتَاهُ فَقَالَ مَا شَأْنُكَ قَالَ إِنِّي جَائِعٌ فَأَطْعِمْنِي وَظَمْآنُ فَأَسْقِنِي قَالَ هَذِهِ حَاجَتُكَ فَفُدِيَ بِالرَّجُلَيْنِ قَالَ وَأُسِرَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَأُصِيبَتِ الْعَضْبَاءُ فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ فِي الْوَثَاقِ وَكَانَ الْقَوْمُ يُرِيحُونَ نَعَمَهُمْ بَيْنَ يَدَيْ بُيُوتِهِمْ فَانْفَلَتَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ مِنَ الْوَثَاقِ فَأَتَتِ الْإِبِلَ فَجَعَلَتْ إِذَا دَنَتْ مِنَ الْبَعِيرِ رَغَا فَتَتْرُكُهُ حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى الْعَضْبَاءِ فَلَمْ تَرْغُ قَالَ وَنَاقَةٌ مُنَوَّقَةٌ فَقَعَدَتْ فِي عَجُزِهَا ثُمَّ زَجَرَتْهَا فَانْطَلَقَتْ وَنَذِرُوا بِهَا فَطَلَبُوهَا فَأَعْجَزَتْهُمْ قَالَ وَنَذَرَتْ لِلَّهِ إِنْ نَجَّاهَا اللهُ عَلَيْهَا لَتَنْحَرَنَّهَا فَلَمَّا قَدِمَتِ الْمَدِينَةَ رَآهَا النَّاسُ فَقَالُوا الْعَضْبَاءُ نَاقَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ إِنَّهَا نَذَرَتْ إِنْ

۱۹۶۸...... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عنہ فرماتے ہیں کہ بنو ثقیف، بنو عقیل کے حلیف تھے، بنو ثقیف نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے دو صحابیوں کو گرفتار کرلیا، اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے بنو عقیل کے ایک شخص کو گرفتار کرلیا۔ اور اس کے ساتھ آپ ﷺ کی اونٹنی "عضباء" کو بھی حاصل کرلیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے، وہ بندھا ہوا تھا زنجیروں میں جکڑا ہوا اس نے پکارا۔ اے محمد! اے محمد! آپ ﷺ اس کے پاس گئے اور پوچھا کہ تمہارا کیا معاملہ ہے؟ کہنے لگا کہ مجھے اور حجاج کی سردار عضباء (اونٹنی) کو تم کس جرم میں گرفتار کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فیصلہ اس کی بات کو بہت بڑا سمجھتے ہوئے (کہ یہ شخص میری طرف نقض عہد اور حلف کی پاسداری نہ کرنے کو منسوب کررہا ہے) فرمایا کہ: تجھے تیرے حلیف بنو ثقیف کے لوگوں کے جرم میں پکڑا ہے (جنہوں نے دو صحابہ کو گرفتار کرلیا تھا) یہ کہہ کر آپ ﷺ وہاں سے چل دیئے۔ اس نے پھر پکارا اے محمد! اے محمد! رسول اللہ ﷺ نہایت نرم دل اور رحم دل تھے، آپ ﷺ دوبارہ لوٹے اور اس سے پوچھا کیا بات ہے؟ کہنے لگا میں مسلمان ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: کاش یہ بات تو اس وقت کہتا جب تو اپنے معاملہ کا مالک تھا تو تجھے پوری طرح کامیابی مل جاتی (یعنی جب تو آزاد تھا اس وقت یہ کہتا) یہ کہہ کر آپ ﷺ پھر روانہ ہوگئے تو وہ پھر پکارا اے محمد! اے محمد! آپ ﷺ پھر دوبارہ اس کے پاس تشریف لے لائے اور پوچھا اب کیا بات ہے؟ کہنے لگا میں بھوکا پیاسا ہوں مجھے کھانا کھلایئے اور پانی پلایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ لے، تیری حاجت (پوری ہوگئی)۔ آخر کار اسے انہی دو افراد کی رہائی کے بدلہ میں چھوڑا گیا۔ جنہیں ثقیف نے قید کرلیا تھا۔

اسی طرح ایک انصاری خاتون قید کرلی گئی تھیں اور ان کے ساتھ ساتھ عضباء اونٹنی بھی گرفتار ہوگئی تھی۔ وہ خاتون قید میں تھیں جب کہ کافر لوگ اپنے جانوروں کو آرام کے لئے فارغ کئے ہوئے تھے اپنے گھروں کے سامنے، ایک رات وہ خاتون قید سے فرار ہوگئیں اور اونٹوں کے پاس

نَجَّاهَا اللهُ عَلَيْهَا لَتَنْحَرَنَّهَا فَأَتَوْا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ بِئْسَمَا جَزَتْهَا نَذَرَتْ لِلّٰهِ إِنْ نَجَّاهَا اللهُ عَلَيْهَا لَتَنْحَرَنَّهَا لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةٍ وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ الْعَبْدُ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ حُجْرٍ لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ

آگئیں (جہاں اونٹ بندھے ہوئے تھے) وہ جونہی کسی اونٹ کے قریب جاتیں تو وہ آواز نکالتے لہٰذا وہ اسے چھوڑ کر آگے بڑھ جاتیں یہاں تک کہ عضباء تک پہنچ گئیں، اس نے آواز نہ نکالی وہ بہت مسکین اونٹنی تھی، خاتون اس کی پشت پر بیٹھ گئیں اور اسے ڈانٹ ڈپٹ کی تو وہ چلنے لگی، اس اثناء میں کافروں کو خبر ہو گئی تو وہ اس کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے لیکن عضباء نے انہیں تھکا دیا (یعنی آگے نکل گئی اور ان کے ہاتھ نہ آئی) ان خاتون نے اس وقت نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں نجات دے دی عضباء پر تو وہ اللہ عزوجل کی رضا کے لئے عضباء کو ذبح کر دیں گی۔

جب وہ مدینہ آگئیں تو لوگوں نے اسے دیکھ لیا تو کہنے لگے کہ ارے یہ تو عضباء ہے، رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی۔ ان خاتون نے کہا کہ انہوں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ عزوجل نے انہیں اس پر نجات عطا فرمائی تو وہ اسے ضرور ذبح کر دیں گی۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ آپ ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "سبحان اللہ! بہت ہی برا بدلہ دیا اس عورت نے (کہ اونٹنی نے تو اس کی جان بچائی اور وہ اس کی جان کے درپے ہو گئی) نذر مان لی کہ اگر اللہ نے اسے نجات دی تو اسے ذبح کر دے گی معصیت میں نذر کی تکمیل نہیں ہوتی۔ نہ ہی اس چیز میں نذر پورا کرنا ضروری ہے جس کا انسان مالک نہیں ہوتا"۔ اور علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ اللہ کی نافرمانی میں نذر نہیں ہے۔

۱۹۶۹ ... حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيِّ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَفِي حَدِيثِ حَمَّادٍ قَالَ كَانَتْ

۱۹۶۹ اس سند سے بھی سابقہ حدیث معمولی تغیرات کے ساتھ منقول ہے۔ اس میں یہ ہے کہ عضباء (اونٹنی) ایک بنو عقیل کے شخص کی تھی اور سوابق الحجاج میں سے تھی۔ یعنی حجاج کی اونٹنیوں میں سب سے آگے رہتی تھی۔[1] مزید اس روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ عورت انکی

---

[1] گناہ کی نذر کا حکم ... اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فقہاء کرام رحمہم اللہ نے فرمایا کہ گناہ کے کام کی نذر ماننا صحیح نہیں اور اگر کسی نے گناہ کی نذر مان لی تو اسے پورا نہ کرنا واجب ہے۔
پھر فقہاء میں اختلاف ہوا کہ آیا اس پر نذر پورا نہ کرنے کی وجہ سے کوئی کفارہ بھی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں علماء کے تین اقوال ہیں۔
پہلا قول جو امام شافعی اور امام مالک کا مذہب ہے یہ ہے کہ اس پر کوئی کفارہ نہیں اس لئے کہ کفارہ اس وقت واجب ہوتا جب اس نے کسی نیکی کے کام کی طاعت کی نذر مانی ہوتی۔ معصیت کی نذر در حقیقت نذر ہی نہیں لہٰذا جب وہ مشروع ہی نہیں تو اس پر کفارہ بھی نہیں ہوگا۔
ان حضرات کی دلیل یہ اور اس جیسی دیگر احادیث ہیں۔ ... (جاری ہے)

الْعَضْبَاءُ لِرَجُلٍ مِنْ بَنِي عُقَيْلٍ وَكَانَتْ مِنْ سَوَابِقِ الْحَاجِّ وَفِي حَدِيثِهِ أَيْضًا فَأَتَتْ عَلَى نَاقَةٍ ذَلُولٍ مُجَرَّسَةٍ وَفِي حَدِيثِ الثَّقَفِيِّ وَهِيَ نَاقَةٌ مُدَرَّبَةٌ

اونٹنی پر آئی جو مسکین تھی اور (اس کے گلے میں) گھنٹی ڈلی ہوئی تھی اور ثقفی کی روایت کہ وہ حدیث میں ہے کہ وہ اونٹنی سکھائی تھی۔

باب-۷۷۴ باب من نذر أن يمشي إلى الكعبة

بیت اللہ تک پیدل چلنے کی نذر کا بیان

۱۹۷۰ ...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنِي ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى شَيْخًا يُهَادَى بَيْنَ ابْنَيْهِ فَقَالَ مَا بَالُ هَذَا قَالُوا نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَنْ تَعْذِيبِ هَذَا نَفْسَهُ لَغَنِيٌّ وَأَمَرَهُ أَنْ يَرْكَبَ

۱۹۷۰ ...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ اپنے دو بیٹوں کے سہارے گھسٹتا ہوا چل رہا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسے کیا ہوا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اس نے نذر مانی ہے پیدل چلنے کی (کعبۃ اللہ تک) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اس بات سے کہ کوئی اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کرے"۔ اور اسے سوار ہونے کا حکم فرمایا۔

۱۹۷۱ ...... وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَدْرَكَ شَيْخًا يَمْشِي بَيْنَ ابْنَيْهِ يَتَوَكَّأُ عَلَيْهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا شَأْنُ هَذَا قَالَ ابْنَاهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَانَ عَلَيْهِ نَذْرٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ارْكَبْ أَيُّهَا

۱۹۷۱ ...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک بوڑھے شخص کو اپنے دو بیٹوں کے سہارے چلتا ہوا پایا (بیت اللہ کی طرف) تو دریافت فرمایا کہ اس کا کیا معاملہ ہے؟ (جو یہ اتنی مشکل اٹھا کر پیدل چل رہا ہے) اس کے بیٹوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ان کے اوپر ایک نذر لازم تھی (بیت اللہ تک پیدل چلنے کی) نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے شیخ! آپ سوار ہو جائیے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے (آپ

(گذشتہ سے پیوستہ) دوسرا قول امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ اس پر کفارہ قسم (یعنی تین دن کے روزے یا دس مسکینوں کا کھانا) واجب ہوگا۔ ان کی دلیل ترمذی اور ابوداؤد کی حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس کی روایت کردہ حدیثیں ہیں جن میں فرمایا کہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے کسی معصیت کی نذر مانی تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے" اور "معصیت میں کوئی نذر نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے"۔

تیسرا مذہب احناف کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں اس معاملہ میں تفصیل ہے۔ وہ یہ کہ اگر نذر کسی متعین اور اپنی ذات کے اعتبار سے گناہ کی مانی تھی مثلاً قتل، چوری، زنا، شراب نوشی وغیرہ کی نذر تو ایسی نذر بالکل باطل ہوتی ہے منعقد ہی نہیں ہوتی نہ ہی اس کا کوئی کفارہ واجب ہوتا ہے۔ لہٰذا اس مذکورہ بالا حدیث میں جو مطلقاً نذر معصیت کا انکار کیا گیا ہے اس کا محمل یہی ہے۔ البتہ اگر کسی ایسے معاملہ کی نذر مان لی جو فی نفسہ تو معصیت نہیں کسی دوسرے سبب کی وجہ سے معصیت بن گئی مثلاً عید الفطر یا یوم النحر کا روزہ رکھنے کی نذر کہ روزہ رکھنا فی نفسہ تو طاعت ہے لیکن اس میں ایک دوسرے سبب سے معصیت آگئی تو ایسے کام کی نذر صحیح اور منعقد ہوگی لیکن اسے پورا کرنے کے بجائے اس کی کسی دوسرے دن قضا کرنا ضروری ہوگا اور قضا نہ ہونے یا نہ کرنے کی صورت میں "کفارہ قسم" لازم ہوگا۔ واللہ اعلم

(ملخص از بدائع الصنائع ج ۵)

الشَّيْخَ فَإِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنْكَ وَعَنْ نَذْرِكَ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ وَابْنِ حُجْرٍ

کے پیدل چلنے سے) اور آپ کی نذر سے بے نیاز ہیں"۔ ❶

۱۹۷۲ ...... وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۱۹۷۲۔ ... حضرت عمرو بن ابی عمروؒ سے اس طریق سے سابقہ حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

۱۹۷۳ ... وحَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى بْنِ صَالِحٍ الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ يَعْنِي ابْنَ فَضَالَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ نَذَرَتْ أُخْتِي أَنْ تَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللهِ حَافِيَةً فَأَمَرَتْنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَاسْتَفْتَيْتُهُ فَقَالَ لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ

۱۹۷۳۔ ... حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ: میری بہن نے نذر مانی کہ وہ بیت اللہ پیدل ننگے پاؤں چل کر جائے گی۔ پھر اس نے مجھے حکم دیا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے اس کیلئے مسئلہ دریافت کروں، میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا تو فرمایا کہ: "اسے چاہئے کہ پیدل چلے (اور جب پیدل چلنا ممکن نہ رہے تو) سوار بھی ہو جائے"۔

۱۹۷۴ ...... و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

۱۹۷۴۔ ... حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

---

❶ تشریح: عرب میں دستور تھا کہ کسی کام کے ہونے یا نہ ہونے کے لئے نذر مانا کرتے تھے کہ اگر فلاں کام ہو جائے تو میں اللہ کی رضا کے لئے بیت اللہ کو پیدل جاؤں گا۔ اس قسم کی نذر کے متعلق حکم یہ ہے کہ اس نذر کا پورا کرنا ضروری ہے اور حج یا عمرہ میں سے کسی ایک سفر کے ذریعہ اس نذر کی تکمیل ضروری ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص عاجز ہو جائے پیدل چلنے سے بیماری یا بڑھاپے یا کسی اور وجہ سے تو اس کے لئے سوار ہو کر اپنی نذر پورا کرنا جائز ہے۔ اس حکم میں کسی ایک کا اختلاف نہیں۔

لیکن سواری پر سوار ہو کر نذر کی تکمیل کی صورت میں اس پر کچھ کفارہ واجب ہوگا یا نہیں؟ اور اگر ہوتا تو کیا؟ اس بارے میں فقہاء کرام کے مختلف اقوال ہیں:

۱۔ پہلا قول یہ ہے کہ اس پر "دم" (یعنی ایک بکرا، دنبہ، بھیڑ وغیرہ) واجب ہوگا۔ یہ احناف رحمہم اللہ کا مسلک ہے اور شافعیہ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے۔

ان حضرات کا استدلال حضرت عمران بن حصین کی روایت ہے جسے حاکمؒ نے اپنی مستدرک میں تخریج کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کوئی خطبہ نہیں دیا مگر یہ کہ اس میں ہمیں صدقہ کا حکم فرمایا اور "مثلہ" سے منع فرمایا۔ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی مثلہ ہے کہ کوئی یہ نذر مانے کہ وہ پیدل حج کرے گا۔ اگر کسی نے یہ نذر مان لی کہ پیدل حج کرے گا تو اسے چاہئے کہ ایک "ھدی" (جانور) ذبح کرے اور سوار ہو جائے"۔

اسی طرح حنفیہ کا استدلال ابوداؤد کی تخریج کردہ روایت ابن عباسؓ بھی ہے جسے امام ابوداؤد نے باب النذر بالمعصیة کے تحت نقل کیا ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر کی بہن نے نذر مان لی بیت اللہ تک پیدل چلنے کی تو آپ ﷺ نے انہیں سوار ہونے اور "ہدی" ذبح کرنے کا حکم فرمایا۔

۲۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس پر کفارہ یمین یعنی قسم کا کفارہ واجب ہوگا۔ یہ حنابلہ کا مذہب ہے۔

۳۔ تیسرا قول جو امام مالک کا ہے اس میں تفصیل ہے۔ وہ یہ کہ اگر دور دراز کی مسافت سے پیدل چلنے کی نذر مانی گئی ہے مثلاً افریقہ سے یا اسی طرح کسی دوسرے ملک سے تو سوار ہونا لازم ہوگا اور سوار ہونے کی وجہ سے دم لازم ہوگا اور اگر کم مسافت سے نذر مانی تو دیکھا جائے گا کہ کونسا زیادہ ہے یعنی اگر رکوب کم ہے اور پیدل زیادہ ہے تو بھی دم لازم ہوگا۔ البتہ اگر رکوب زیادہ ہو تو آئندہ برس دوبارہ اس حصہ میں جہاں سے سوار ہوا تھا پیدل چل کر سفر کرنا لازم ہوگا اور دم بھی لازم ہوگا۔ واللہ اعلم

الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ نَذَرَتْ أُخْتِي فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُفَضَّلٍ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ حَافِيَةً وَزَادَ وَكَانَ أَبُو الْخَيْرِ لَا يُفَارِقُ عُقْبَةَ

کہ میری بہن نے نذر مانی (آگے حدیث مفضل کی طرح روایت ذکر کی) لیکن اس روایت میں ننگے پاؤں کا ذکر نہیں فرمایا۔ اور یہ بھی اضافہ ہے کہ کہا ابوالخیر عقبہ سے جدا نہیں ہوئے تھے۔

١٩٧٥ ..... وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ قَالَا حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ أَخْبَرَهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ

١٩٧٥..... حضرت یزید بن ابی حبیبؒ سے ان اسانید کے ساتھ عبدالرزاق کی روایت کردہ حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

١٩٧٦ ..... وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَ يُونُسُ أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شِمَاسَةَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ

١٩٧٦..... حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
نذر کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا ہے۔ ❶

---

❶ تشریح: یہ حکم ان نذور کے متعلق ہے جو غیر متعین نذور ہوں۔ بغیر تخصیص اور تعیین کئے کسی نے نذر مان لی مثلاً: یوں کہا کہ اللہ کی رضا کے لئے مجھ پر نذر ہے۔ تو ایسی صورت میں اس پر کفارۂ یمین واجب ہوگا کیونکہ اس نے کوئی تعیین تو کی نہیں کہ کیا کرے گا۔ لہٰذا عدم تعیین کی وجہ سے کفارۂ قسم لازم ہوگا۔
اسی طرح اگر کسی نے متعین نذر مان لی لیکن اسے پورا نہ کر سکا تو چند مخصوص صورتوں کے علاوہ دیگر تمام ایسی صورتوں میں قسم کا کفارہ واجب ہوگا۔
ایک تیسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص نذر کو معلق کر دے کسی ایسے کام کے ساتھ جس سے وہ رکنا اور بچنا چاہتا ہو مثلاً: یوں کہے کہ: "اگر میں نے زید سے کلام کیا تو مجھ پر اللہ کی رضا کے لئے حج ہو"۔ ایسی نذر کو شافعیہ کی اصطلاح میں "نذر لجاج" کہا جاتا ہے۔ اور ان کے نزدیک یہ یمین کے حکم میں ہے اگر وہ حانث ہو جاتا ہے تو اسے اختیار ہے کہ چاہے تو اپنی نذر پوری کرلے یعنی مذکورہ بالا مثال کے مطابق اگر اس نے زید سے گفتگو کرلی تو اسے اختیار ہے چاہے تو نذر پوری کرلے یعنی حج کرے اور چاہے تو کفارہ ادا کر دے۔ اور احنافؒ کے نزدیک بھی اسی پر فتویٰ ہے۔
ایک چوتھی صورت یہ ہے کہ معصیت کی نذر مانے تو معصیت کی نذر کا پورا کرنا ناجائز ہے اور اسے چھوڑنا واجب ہے۔ البتہ ایسی نذر پر کفارۂ قسم واجب ہوگا جس کی تفصیل گذشتہ باب کے تحت گذر چکی ہے۔
کفارہ کی یہ چار صورتیں حضرت ابن عباسؓ کی ایک حدیث میں جسے امام ابوداؤدؒ نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے جمع ہیں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جس نے غیر متعین نذر مانی تو اس کا کفارہ کفارۂ یمین ہے اور جس نے کسی گناہ کی نذر مانی تو اس کا کفارہ بھی کفارۂ یمین ہے اور جس نے ایسی نذر مانی جس کی تکمیل کی وہ طاقت نہیں رکھتا تو اس کا کفارہ بھی قسم کا کفارہ ہے"۔ (اخرجہ ابوداؤد و ابن ماجہ ایضاً)

عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ كَفَّارَةُ النَّذْرِ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ۔

کتاب الایمان

کتاب الایمان

قسم سے متعلق احادیث

باب-۴۷۵ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَلِفِ بِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى

غیر اللہ کی قسم کھانا ممنوع ہے

۱۹۷۷ - وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ ح و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْهَا ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا

۱۹۷۷ - حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے (اپنے والد) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الخطاب کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ عزوجل نے تمہیں منع فرمایا ہے اس بات سے کہ تم اپنے آباء و اجداد کی قسم کھاؤ"۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! جس دن میں نے رسول اللہ ﷺ کو منع فرماتے سنا میں نے باپ دادا کی قسم کبھی نہیں کھائی نہ اپنی طرف سے نہ ہی کسی دوسرے کی طرف سے نقل کرتے ہوئے بھی۔ [1]

---

[1] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آباء و اجداد اور غیر اللہ کی قسم کھانا ان کے نام سے حلف اٹھانا ممنوع اور ناجائز ہے۔ ائمہ فقہاء کرام کا یہی مذہب ہے۔

البتہ اس حدیث پر مسلم شریف ہی کی ایک دوسری حدیث سے اشکال ہوتا ہے، صحیح مسلم میں کتاب الایمان میں اعرابی کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: افلح وابیہ ان صدق" جس میں ظاہر ہے کہ آپ نے حلف بالاب کیا۔ علماء حدیث نے اس اشکال کے متعدد جوابات دیئے ہیں جن میں سے چند قابل غور درج ذیل ہیں:

۱۔ پہلا جواب تو یہ دیا گیا ہے کہ علامہ ابن عبد البر نے "وابیہ" کے الفاظ کو صحیح تسلیم نہیں کیا اور ان کے نزدیک یہ الفاظ غیر محفوظ ہیں۔ ان کا [illegible] ہے کہ یہ بعد کے راویوں میں سے کسی کی تصحیف ہے۔ اصل میں "واللہ" [illegible] راوی نے [illegible] "وابیہ" سے تبدیل [illegible]۔ (لیکن یہ توجیہ زیادہ واضح نہیں ہے)۔

۲۔ دوسرا جواب [illegible] اہل عرب [illegible] قسم [illegible] حلف [illegible]

[illegible]

۳۔ [illegible]

[illegible]

۴۔ [illegible]

[illegible] (جاری ہے)

۱۹۷۸۔۔۔۔ و حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عُقَيْلٍ مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنْهَا وَلَا تَكَلَّمْتُ بِهَا وَلَمْ يَقُلْ ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا

۱۹۷۸۔۔۔۔ حضرت زہریؒ کی سند سے بھی یہ مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔ حضرت عقیلؒ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ میں نے جب نبی کریم ﷺ کو قسم سے منع کرتے ہوئے سنا ہے تو میں نے نہ تو اس کے ساتھ کوئی گفتگو کی اور نہ ذکر کے طور پر کہی اور نہ ہی حکایت کے طور پر کہی۔

۱۹۷۹۔۔ و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ عُمَرَ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ بِمِثْلِ رِوَايَةِ يُونُسَ وَمَعْمَرٍ

۱۹۷۹۔۔۔۔ حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باپ کی قسم کھاتے ہوئے سنا۔ آگے سابقہ حدیث یونس و معمر کے مثل بیان فرمایا۔

۱۹۸۰ و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي رَكْبٍ وَعُمَرُ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ فَنَادَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَلَا إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ أَوْ لِيَصْمُتْ

۱۹۸۰۔۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند سواروں کے درمیان پایا، اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کی قسم کھا رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں پکار کر:

خبردار! اللہ تعالیٰ نے تمہیں منع فرمایا ہے اس بات سے کہ تم اپنے آباء کی قسم کھاؤ، جسے کوئی حلف اٹھانا ہو تو وہ اللہ کے نام کا حلف لے ورنہ خاموش رہے"۔ ❶

(گذشتہ سے پیوستہ)

۵۔ ایک توجیہ یہ کی گئی ہے کہ "وأبي" اور "وأبيك" کے الفاظ بعض اوقات تعجب کے طور پر استعمال ہوتے تھے، قسم کے طور پر نہیں۔ جب کہ حدیث میں جو ممانعت ہے وہ اس وقت ہے جب کہ ان الفاظ سے قسم کا ارادہ کیا جائے۔ علامہ عثمانیؒ صاحب فتح الملہم کی رائے بھی یہی ہے۔ واللہ اعلم

(حاشیہ صفحہ ہذا)

❶ غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا ناجائز ہے کیونکہ کسی کے نام کی عظمت کی وجہ سے اس کی قسم کھائی جاتی ہے اور عظمت کے قابل صرف ذات الٰہی ہے۔ صفت الٰہی کی بھی قسم کھانا جائز ہے۔ حلف بالآباء سے ممانعت کی وجہ بھی یہی ہے کہ حلف مخلوق بڑی عظمت کا تقاضا کرتا ہے جب کہ غیر اللہ کی عظمت اس وجہ سے کرنا جائز نہیں جس درجہ میں خالق کی عظمت کی جانی چاہیے۔ حقیقی عظمت صرف خالق جل وعلیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔

حضرت ابن عمرؓ کی حدیث میں ہے کہ: "جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شریک کیا یا کفر کیا"۔ اسی طرح قرآن کریم کی قسم کھانا بھی اکثر علماء نے ناجائز قرار دیا ہے کیونکہ قرآن سے مراد الفاظ قرآن ہوتے ہیں۔ البتہ بعض علماء نے اس کی اجازت دی (جاری ہے)

۱۹۸۱.....و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ح و حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِمِثْلِ هَذِهِ الْقِصَّةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۱۹۸۱... ان مختلف اسانید وطرق سے یہی مذکورہ بالا حدیث کہ (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کی قسم کھا رہے تھے کہ رسول اللہ نے ان کو پکار کر کہا کہ خبردار! اللہ تعالیٰ نے تم کو منع فرمایا ہے کہ اس بات سے کہ تم اپنے آباء کی قسم کھاؤ۔ جس کو کوئی حلف اٹھانا ہو تو وہ اللہ کے نام کا حلف لے ورنہ خاموش رہے) ہی کی مثل مروی ہے۔

۱۹۸۲.....وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ إِلَّا بِاللهِ وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَحْلِفُ بِآبَائِهَا فَقَالَ لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ

۱۹۸۲... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو کوئی قسم کھانا چاہے اسے چاہئے کہ اللہ کے علاوہ کسی کے نام کی قسم نہ کھائے"۔ اگر قریش اپنے آباء واجداد کی قسم کھایا کرتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "اپنے آباء واجداد کی قسم مت کھاؤ"۔

۱۹۸۳.....حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ ح و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ

۱۹۸۳... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے تم میں سے کوئی قسم کھائی اور قسم میں لات (جاہلیت کا بت) کے نام کی قسم کھائی اسے چاہئے کہ لاالٰہ الا اللہ کہے، اور جس نے اپنے دوست سے کہا کہ آؤ جوا کھیلیں اسے چاہئے کہ صدقہ دے"۔[1]

(گذشتہ سے پیوستہ)...... ہے کیونکہ قرآن کریم بھی خالق کی صفت کلام ہے۔ صاحب ہدایہ نے ذکر کیا ہے کہ قرآن کی قسم کھانے سے یمین منعقد نہیں ہوتی لہٰذا اگر کسی نے قرآن کی قسم کھائی اور پوری نہ کی تو حانث نہ ہوگا۔
محقق ابن الہمامؒ نے اس بارے میں قول فیصل بیان کرتے ہوئے کہا کہ: درحقیقت اس کا تعلق لوگوں کے عرف پر ہے۔ اگر کسی جگہ قرآن کی قسم عام طور پر قسم ہی سمجھی جاتی ہو تو وہ یمین منعقد ہو جائے گی"۔ لہٰذا علماء احناف نے ہمارے دور میں قرآن کی قسم کو یمین منعقد میں ہی شمار کیا ہے اور اسی کا فتویٰ دیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے (ردالمحتار ۳/۵۶)
(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] مقصد یہ ہے کہ محبت کے نام کی قسم کھانا کفریہ حرکت ہے لہٰذا اس کے غلط اثر اور تاثیر سے بچنے کے لئے تجدید ایمان۔ (جاری ہے)

بِاللاتِ فَلْيَقُلْ لا إِلَهَ إِلا اللهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ

۱۹۸۴......وحَدَّثَنِي سُوَيْدُ ابْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۱۹۸۴......ان طرق سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ حضرت معمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ

(گذشتہ سے پیوستہ) .. کرنی چاہیے اور لاالٰہ الا اللہ کہہ کر اپنے ایمان کو تازہ کرنا چاہیے۔
کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ کسی مسلمان سے یہ کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ لات وعزیٰ اور بتوں کے نام کی قسم کھائے۔اس کا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں کو خطاب کر کے آنحضرت ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی وہ جاہلیت کے دور سے نئے نئے نکلے تھے اور دور جاہلیت کی بہت سی باتیں ان کی زبانوں پر عادتاً جاری تھیں۔
اس لئے آپ نے اس پر تنبیہاً یہ ارشاد فرمایا؛ اور چونکہ بت کے نام کی قسم کھانا کفریہ عمل ہے' اس لئے اس کی تلافی اور تدارک کے لئے فرمایا کہ لاالٰہ الا اللہ کہو جو کلمہ توحید ہے۔
ابن العربی نے فرمایا کہ: جس نے بت کے نام کی قسم کھائی پوری سنجیدگی اور حقیقت سمجھتے ہوئے تو وہ کافر ہے۔اور جس نے جہالت یاذہول کی وجہ سے کہا وہ اگر لاالٰہ الا اللہ کہہ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کفارہ کردیں گے۔الخ (فتح الباری ۸/۲۸۱)
اسی طرح جوا کھیلنے کی دعوت دینا بھی الفاظ کے اعتبار سے ایک گناہ ہے اور اس کی تلافی کے لئے صدقہ کرنے کا حکم فرمایا جو مستحب ہے۔اور اس صدقہ کے لئے کوئی مقدار متعین نہیں ہے۔حسب سہولت صدقہ کرنا چاہیے۔
اللہ تعالیٰ نے اس ناکارۂ حقیر بے علم و بے عمل کے ذہن میں اپنے فضل وکرم سے ایک بات ڈالی ہے وہ یہ کہ اس حدیث سے استنباط کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ جب بھی کسی گناہ کا ارتکاب ہو جائے تو اس گناہ کے اثرات سے حفاظت اور تلافی و تدارک کے لئے کوئی نیکی بھی فوراً کر دینی چاہیے تاکہ اس معصیت کے اثرات سے حفاظت ہو سکے۔واللہ اعلم

لات اور عزیٰ کیا ہیں؟
یہ دونوں مشہور بت تھے زمانہ جاہلیت میں ان کی پوجا اور عبادت کی جاتی تھی' لات قدیم بت تھا جو مشہور تھا اہل عرب کے یہاں اس کی بہت اہمیت تھی' ابن الکلبی نے کتاب الاصنام میں ذکر کیا ہے کہ یہ ایک چوکور سفید چٹان کا بت تھا' بنو ثقیف نے اس پر ایک گھر بنایا ہوا تھا' اسے کعبہ کا درجہ دے کر اس کا طواف کیا کرتے' اس گھر پر کپڑا اور غلاف بھی چڑھایا جاتا تھا' مورخین کا لات کے مقام کے متعلق اختلاف ہے۔ایک قول یہ ہے کہ وہ طائف میں تھا' بعض نے کہا کہ عکاظ میں تھا' بعض نے کہا کہ نخلہ میں تھا جب کہ بعض کی رائے میں وہ کعبہ کے وسط میں تھا۔اصح قول یہ ہے کہ طائف میں تھا' رسول اللہ ﷺ کے حکم سے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے اسے مسمار کردیا۔
لات کی وجہ تسمیہ کے متعلق بھی ایک سے زائد رائے ہیں۔ ابن جریر نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ لات لفظ اللہ سے نکلا ہے۔اللہ کے لفظ کے آخر میں تاء لگادی تو وہ مؤنث ہو گیا۔جیسا کہ مرد کے لئے عمرو اور عورت کے لئے عمرہ کہا جاتا ہے۔(کذا فی عمدۃ القاری)
متعدد علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ لات دراصل اسم فاعل ہے' لت السویق والسمن سے۔اس مقام پر ایک شخص تھا جو حجاج کے لئے ستو اور گھی ملا کر تیار رکھتا تھا' جب یہ مر گیا تو لوگوں نے اس کی قبر کو معتکف بنالیا اور اس کی پوجا شروع کردی۔اسی کی طرف ابن عباسؓ نے اشارہ کیا ہے۔اس شخص کے نام کے متعلق بھی اختلاف ہے۔بعض نے عامر بن الظرب العدوانی بتایا اور بعض نے صرمۃ بن غنم بتلایا۔
عزیٰ بھی ایک مؤنث بت تھا' ظالم بن اسعد نے اسے بنایا تھا اور نخلہ الشامیہ کے مقام پر اسے رکھا تھا' لوگ اس کی نذر مانتے تھے بعض نے کہا کہ عزیٰ دراصل ایک درخت تھا جب کہ بعض نے کہا کہ یہ بھی سفید پتھر کا بت تھا۔حضور علیہ السلام نے حضرت خالد بن الولید کو اس کے گرانے کے لئے بھیجا' جنہوں نے اسے منہدم کردیا' درخت کاٹ دیا۔(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو' لسان العرب لابن منظور' معجم البلدان لیاقوت الحموی۔ تاج العروس' تفسیر ابن کثیر' اخبار مکہ' روح المعانی وغیرہ اور دیگر کتب)۔

وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَحَدِيثُ مَعْمَرٍ مِثْلُ حَدِيثِ يُونُسَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلْيَتَصَدَّقْ بِشَيْءٍ وَفِي حَدِيثِ الْأَوْزَاعِيِّ مَنْ حَلَفَ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى قَالَ أَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمٌ هَذَا الْحَرْفُ يَعْنِي قَوْلَهُ تَعَالَى أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ لَا يَرْوِيهِ أَحَدٌ غَيْرُ الزُّهْرِيِّ قَالَ وَلِلزُّهْرِيِّ نَحْوٌ مِنْ تِسْعِينَ حَدِيثًا يَرْوِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا يُشَارِكُهُ فِيهِ أَحَدٌ بِأَسَانِيدَ جِيَادٍ

آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو چاہیئے کہ وہ کسی چیز کا صدقہ کرے۔ اور امام اوزاعی کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ جس نے لات و عزیٰ کی قسم اٹھائی۔ ابوالحسین امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ یہ حرف یعنی اس کا قول "آؤ جوا کھیلیں اس کو چاہیئے کہ صدقہ دے" اس کو امام زہری رحمۃ اللہ کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے تقریباً اسی نوے احادیث روایت کی ہیں جن میں ان کا کوئی شریک نہیں جید اسناد کے ساتھ۔

۱۹۸۵ ...... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَحْلِفُوا بِالطَّوَاغِي وَلَا بِآبَائِكُمْ

۱۹۸۵...... حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بتوں کے نام کی اور اپنے آباء اجداد کی قسمیں مت کھایا کرو"۔

باب-۷۷۶ باب ندب من حلف يمينًا فرأى غيرها خيرًا منها أن يأتي الذي هو خير ويكفر عن يمينه

قسم کھانے کے بعد قسم کے خلاف خیر دیکھے تو کیا کرے

۱۹۸۶ ...... حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَيَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ وَاللَّفْظُ لِخَلَفٍ قَالُوا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي رَهْطٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ نَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ وَاللَّهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ قَالَ فَلَبِثْنَا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أُتِيَ بِإِبِلٍ فَأَمَرَ لَنَا بِثَلَاثِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرَى فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا أَوْ قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ لَا يُبَارِكُ اللَّهُ لَنَا أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلَنَا فَأَتَوْهُ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ مَا أَنَا حَمَلْتُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَمَلَكُمْ وَإِنِّي وَاللَّهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ ثُمَّ أَرَى خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي

۱۹۸۶...... حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ میں اشعری لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں آپ سے سواری مانگنے کے لئے حاضر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں تمہیں سواری نہیں دوں گا، نہ ہی میرے پاس سواری میں دینے کے لئے کچھ ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم اللہ کی مشیت کے مطابق کچھ دیر وہاں ٹھہرے رہے، اسی اثناء میں آپ کے پاس کچھ اونٹ لائے گئے، آپ ﷺ نے ان میں سے تین سفید کوہان والے اونٹ ہمیں دینے کا حکم فرمایا۔

جب ہم وہاں سے روانہ ہوئے تو ہم نے یا ہم میں سے بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سواریوں میں برکت نہیں دے گا، ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سواری مانگنے کے لئے حاضر ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے ہمیں سواری نہ دینے کی قسم کھائی تھی، پھر آپ ﷺ نے ہمیں سواری دے دی۔

وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ

چنانچہ سب لوگ (دوبارہ) آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہماری بات آپ ﷺ کو بتلائی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "میں نے تمہیں سوار نہیں کرایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے سوار کرایا ہے، اور اللہ کی قسم آئندہ انشاء اللہ میں کوئی قسم نہیں کھاؤں گا مگر یہ کہ اگر اس سے بہتر کوئی اور امر سامنے آگیا تو میں اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا اور جو بات زیادہ بہتر ہوگی اسے اختیار کرلوں گا"۔ ❶

۱۹۸۷ ...... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَرَّادٍ الأَشْعَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاءِ الْهَمْدَانِيُّ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ أَرْسَلَنِي أَصْحَابِي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَسْأَلُهُ لَهُمُ الْحُمْلانَ إِذْ هُمْ مَعَهُ فِي جَيْشِ الْعُسْرَةِ وَهِيَ غَزْوَةُ تَبُوكَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّ أَصْحَابِي أَرْسَلُونِي إِلَيْكَ لِتَحْمِلَهُمْ فَقَالَ وَاللهِ لا أَحْمِلُكُمْ عَلَى شَيْءٍ وَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ وَلا أَشْعُرُ فَرَجَعْتُ حَزِينًا مِنْ مَنْعِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمِنْ مَخَافَةِ أَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَدْ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ عَلَيَّ فَرَجَعْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَأَخْبَرْتُهُمُ الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمْ أَلْبَثْ إِلا سُوَيْعَةً إِذْ سَمِعْتُ بِلالاً يُنَادِي أَيْ عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ فَأَجَبْتُهُ فَقَالَ أَجِبْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَدْعُوكَ فَلَمَّا أَتَيْتُ

۱۹۸۷ ...... حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ میرے ساتھیوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تاکہ میں آپ ﷺ سے سواریاں مانگوں یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ جیش العرۃ (تنگی والے لشکر) میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے یعنی غزوۂ تبوک میں۔

میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! میرے ساتھیوں نے مجھے آپ ﷺ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ ﷺ انہیں سوار کردیں (یعنی سواریاں عطا فرمادیں) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ کی قسم! میں تمہیں کسی چیز پر سوار نہ کروں گا"۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اتفاق سے آپ ﷺ اس وقت غصہ کی حالت میں تھے جس کا مجھے احساس نہ ہوا (اور میں نے اپنا سوال داغ دیا) چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے کی وجہ سے بہت غمگین ہو کر لوٹ گیا، اور مجھے یہ خوف بھی تھا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ اپنے جی میں مجھ سے ناراض نہ ہوں، میں واپس اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹا اور انہیں

---

❶ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد "میں نے تمہیں سوار نہیں کرایا بلکہ اللہ نے تمہیں سوار کرایا" کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک مطلب یہ ہے کہ "میں نے جو قسم کھائی تھی تو میں نے اپنی قسم کو توڑا نہیں" یہ سواری میں نے اللہ کے حکم سے تمہیں دی ہیں۔ اس لئے میں اپنی قسم میں حانث نہیں ہوا"۔ اس صورت میں آپ کی اگلی بات مستقل ہوگی۔

دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے آپ نے اپنے حانث ہونے کی نفی نہیں فرمائی بلکہ انہیں بتلایا کہ میری عام عادت یہ ہے کہ میں اگر کسی بات پر قسم کھالوں اور پھر اس بات کے بجائے کسی دوسری بات میں یا اس بات کے خلاف کرنے میں زیادہ بہتری نظر آتی ہے تو میں زیادہ بہتر چیز کو اختیار کرلیتا ہوں اور اپنی قسم میں حانث ہونے کی وجہ سے کفارہ ادا کردیتا ہوں۔ اور میں اپنی قسم کو بھولا نہیں ہوں بلکہ میں نے تمہیں یہ اونٹ اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دیئے ہیں۔

فقہاء کا اتفاق ہے اس بات پر کہ اگر کوئی شخص معصیت یا مکروہ یا خلاف اولیٰ بات پر قسم کھالے تو اس کے لئے جائز ہے کہ اپنی قسم کو توڑ دے اور حانث ہو کر کفارہ ادا کردے بلکہ معصیت کی قسم کی صورت میں تو قسم توڑنا واجب ہوگا اور پھر حانث ہو کر کفارہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

مثلاً: کسی نے قسم کھائی کہ شراب پیوں گا تو اب اس کے لئے ضروری ہے کہ قسم توڑ ڈالے اور کفارہ ادا کردے کیونکہ گناہ سے بچنا واجب اور ضروری ہے۔ واللہ اعلم

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خُذْ هٰذَيْنِ الْقَرِيْنَيْنِ وَهٰذَيْنِ الْقَرِيْنَيْنِ وَهٰذَيْنِ الْقَرِيْنَيْنِ لِسِتَّةِ أَبْعِرَةٍ ابْتَاعَهُنَّ حِيْنَئِذٍ مِنْ سَعْدٍ فَانْطَلِقْ بِهِنَّ إِلَى أَصْحَابِكَ فَقُلْ إِنَّ اللّٰهَ أَوْ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَحْمِلُكُمْ عَلَى هٰؤُلَاءِ فَارْكَبُوْهُنَّ قَالَ أَبُوْ مُوسَى فَانْطَلَقْتُ إِلَى أَصْحَابِي بِهِنَّ فَقُلْتُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَحْمِلُكُمْ عَلَى هٰؤُلَاءِ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَا أَدَعُكُمْ حَتّٰى يَنْطَلِقَ مَعِي بَعْضُكُمْ إِلَى مَنْ سَمِعَ مَقَالَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ سَأَلْتُهُ لَكُمْ وَمَنْعَهُ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ ثُمَّ إِعْطَاءَهُ إِيَّايَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا تَظُنُّوْا أَنِّي حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا لَمْ يَقُلْهُ فَقَالُوْا لِي وَاللّٰهِ إِنَّكَ عِنْدَنَا لَمُصَدَّقٌ وَلَنَفْعَلَنَّ مَا أَحْبَبْتَ فَانْطَلَقَ أَبُوْ مُوسَى بِنَفَرٍ مِنْهُمْ حَتّٰى أَتَوُا الَّذِيْنَ سَمِعُوْا قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْعَهُ إِيَّاهُمْ ثُمَّ إِعْطَاءَهُمْ بَعْدُ فَحَدَّثُوْهُمْ بِمَا حَدَّثَهُمْ بِهِ أَبُوْ مُوسَى سَوَاءً

رسول اللہ ﷺ کی بات بتلادی، ابھی مجھے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ اچانک میں نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سنی وہ پکار رہے تھے کہ اے عبداللہ بن قیس! (ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ہے) میں نے انہیں جواب دیا، کہنے لگے کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ نے بلایا ہے، چلو۔ جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: "یہ دو بندھے ہوئے اونٹوں کا جوڑا لے لو، یہ اونٹوں کا جوڑا لے لو اور یہ اونٹوں کا جوڑا لے لو، چھ اونٹ آپ ﷺ نے دیئے جنہیں آپ ﷺ نے اسی وقت حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خریدا تھا۔ اور فرمایا کہ انہیں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے یا فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں ان اونٹوں کو بطور سواری عطا کیا ہے لہٰذا تم ان پر سواری کرو"۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں انہیں اپنے ساتھیوں کے پاس لے کر چلا اور ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں یہ سواریاں عطا فرمائی ہیں، لیکن اللہ کی قسم! میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا (ان پر سواری کے لئے) یہاں تک کہ تم میں سے بعض لوگ میرے ساتھ نہ چلیں ان لوگوں کے پاس جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی پہلی مرتبہ والی بات سنی تھی جب میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا تھا اور آپ ﷺ نے منع فرمادیا تھا، اب اس انکار کے بعد آپ ﷺ نے یہ دے دیئے ہیں۔ یہ گمان مت کرنا کہ میں نے تم سے کوئی ایسی بات بیان کی ہے جو آپ ﷺ نے نہیں فرمائی۔

(مقصد یہ تھا کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی مرتبہ تو اپنے ساتھیوں کو یہ کہا تھا کہ حضور علیہ السلام نے انکار فرمادیا ہے پھر دوبارہ آپ ﷺ کے دیئے ہوئے اونٹ لے کر آگئے تو کہیں ان کے ساتھی یہ نہ سمجھیں کہ پہلی مرتبہ میں نے غلط بیانی کی تھی، اس لئے چاہا کہ اپنے بعض ساتھیوں کو سامنے لے جائیں ان لوگوں کے جنہوں نے پہلا انکار سنا تھا، تاکہ دلوں میں کوئی بدگمانی نہ رہے)۔

وہ کہنے لگے کہ اللہ کی قسم ہمارے نزدیک تو تم بالکل سچے ہو، تم جو چاہتے ہو ہم ویسا ہی کریں گے، چنانچہ ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان میں بعض

افراد کو لے کر چلے حتی کہ جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے تمہیں انکار کرنے والی بات اور پھر دینے والی بات سنی تھی ان کے پاس آگئے تو ان لوگوں نے بھی وہی بات بیان کی جو ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کی تھی۔ ❶

۱۹۸۸ حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ أَيُّوبُ وَأَنَا لِحَدِيثِ الْقَاسِمِ أَحْفَظُ مِنِّي لِحَدِيثِ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى فَدَعَا بِمَائِدَتِهِ وَعَلَيْهَا لَحْمُ دَجَاجٍ فَدَخَلَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللَّهِ أَحْمَرُ شَبِيهٌ بِالْمَوَالِي

فَقَالَ لَهُ هَلُمَّ فَتَلَكَّأَ فَقَالَ هَلُمَّ فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْكُلُ مِنْهُ فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ أَنْ لَا أَطْعَمَهُ فَقَالَ هَلُمَّ أُحَدِّثْكَ عَنْ ذَلِكَ إِنِّي أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي رَهْطٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ نَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ وَاللَّهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ فَلَبِثْنَا مَا شَاءَ اللَّهُ فَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَدَعَا بِنَا فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرَى قَالَ فَلَمَّا انْطَلَقْنَا

قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ أَغْفَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمِينَهُ لَا يُبَارَكُ لَنَا فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا أَتَيْنَاكَ نَسْتَحْمِلُكَ وَإِنَّكَ حَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلْتَنَا أَفَنَسِيتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

قَالَ إِنِّي وَاللَّهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا فَانْطَلِقُوا فَإِنَّمَا حَمَلَكُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

۱۹۸۸ حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ ہم ایک بار حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر تھے، انہوں نے دستر خوان منگوایا جس پر مرغی کا گوشت رکھا تھا، اس اثناء میں ایک شخص جو تیم اللہ کا سرخ رنگ کا غلاموں کی مشابہت والا اندر داخل ہوا ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا کہ آؤ (اور کھانے میں شریک ہو جاؤ) اسے تامل ہوا تو ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ فرمایا کہ آؤ، میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے مرغی کو کچھ (نجاست وغیرہ) کھاتے دیکھا تو مجھے کراہت ہوئی اور میں نے قسم کھائی کہ اس کو نہیں کھاؤں گا۔ ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آؤ (کھاؤ اور قسم کی فکر مت کرو) میں اس بارے میں تمہیں بتلاتا ہوں۔

"میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے اشعری قبیلہ کے لوگوں کی جماعت کے ساتھ حاضر ہوا تھا، آپ ﷺ سے سواری مانگنے کے لئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تمہیں سوار نہیں کروں گا۔ فرماتے ہیں کہ جب تک اللہ کو منظور ہوا ہم وہیں ٹھہرے رہے۔ اس اثناء میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لوٹ کے اونٹ لائے گئے (یعنی مال غنیمت کے اونٹ) آپ ﷺ نے ہمیں بلایا اور پانچ سفید کوہان والے اونٹ ہمیں دینے کا حکم فرمایا، جب ہم (اونٹ لے کر واپس) چلے تو ہم میں سے بعض نے بعض سے یہ کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو ان کی قسم سے غافل کر دیا (یعنی آپ ﷺ نے تو ہمیں اونٹ نہ دینے کی قسم کھائی تھی) ہمیں ان اونٹوں میں برکت نہیں ہوگی، چنانچہ ہم واپس آپ ﷺ کی خدمت میں لوٹے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جب ہم آپ ﷺ سے سواری مانگنے

---

❶ حضرت ابو موسیٰؓ کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ جہاں کسی وجہ سے دوسروں کو ساتھیوں کو یہ بدگمانی ہونے کا امکان ہو اسے دور کر دینا چاہئے تاکہ دلوں میں کدورت یا بعد پیدا نہ ہو اور ایک مسلمان کی طرف سے بدگمانی نہ رہے۔ زکریا

آئے تھے تو آپ ﷺ نے حلف اٹھایا تھا کہ ہمیں سوار نہ کریں گے، پھر ہم کو سوار کرا دیا (سواریاں دے دی) یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ بھول گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: میرا معاملہ یہ ہے کہ اللہ کی قسم! انشاء اللہ میں کوئی قسم نہیں کھاؤں گا الا یہ کہ اگر میں اس کے علاوہ میں کوئی بہتری دیکھوں تو اسی بہتر کام کو کروں گا اور اپنی قسم کو کھول دوں گا (کفارہ ادا کر کے) لہٰذا تم چلے جاؤ اس لئے کہ تمہیں اللہ عزوجل نے سوار کرایا ہے"۔
(لہٰذا اے تیمی شخص! تم نے مرغی کا گوشت نہ کھانے کی جو قسم کھائی ہے اسے توڑ دو اور گوشت کھالو)۔

۱۹۸۹ ۔۔۔ وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ التَّمِيمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ كَانَ بَيْنَ هَذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ وَبَيْنَ الْأَشْعَرِيِّينَ وُدٌّ وَإِخَاءٌ فَكُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فِيهِ لَحْمُ دَجَاجٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

۱۹۸۹ ۔۔۔ حضرت زہدم جرمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ جرم کے اس قبیلہ اور اشعریوں کے درمیان دوستی اور بھائی چارہ تھا ہم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے تو کھانا ان کے قریب کیا گیا جس میں مرغی کا گوشت تھا۔ بقیہ حدیث حسب سابق بیان فرمائی۔

۱۹۹۰ ۔۔۔ وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ إِسْمَعِيلَ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ الْقَاسِمِ التَّمِيمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ ح و حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَقَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ
قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى وَاقْتَصُّوا جَمِيعًا الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ

۱۹۹۰ ۔۔۔ ان مختلف اسانید و طرق سے بھی مذکورہ بالا (حماد بن زید کی روایت کردہ) حدیث ہی کی مثل روایت نقل کی گئی ہے۔

۱۹۹۱ ۔۔۔ وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا الصَّعْقُ يَعْنِي ابْنَ حَزْنٍ حَدَّثَنَا مَطَرٌ الْوَرَّاقُ حَدَّثَنَا زَهْدَمٌ الْجَرْمِيُّ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُوسَى وَهُوَ يَأْكُلُ لَحْمَ دَجَاجٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ وَزَادَ فِيهِ

۱۹۹۱ ۔۔۔ زہدم الجرمیؒ فرماتے ہیں کہ میں ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس داخل ہوا تو وہ مرغی کا گوشت تناول فرما رہے تھے۔ آگے سابقہ حدیث کے مثل بیان کیا۔ اس میں اتنا اضافہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اپنی قسم کو بھولا نہیں تھا۔

قَالَ إِنِّي وَاللهِ مَا نَسِيتُهَا

۱۹۹۲......وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْـنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ ضُرَيْبِ بْـنِ نُقَيْرٍ الْقَيْسِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ أَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ مَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ وَاللهِ مَا أَحْمِلُكُمْ ثُمَّ بَعَثَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِثَلَاثَةِ ذَوْدٍ بُقْعِ الذُّرَى فَقُلْنَا إِنَّا أَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا فَأَتَيْنَاهُ فَأَخْبَرْنَاهُ- فَقَالَ إِنِّي لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ أَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ

۱۹۹۲ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے سواریوں کی طلب میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس تو تمہیں سواری میں دینے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! میں تمہیں سوار نہیں کروں گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے (کچھ دیر بعد) ہمیں تین چتکبری کوہان والے اونٹ بھجوا دیئے۔ ہم نے کہا کہ (عجیب بات ہے) ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سواری کی طلب میں حاضر ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے تو ہمیں سواری نہ دینے کی قسم کھائی تھی (پھر اونٹ کیوں بھجوا دیئے) چنانچہ ہم آپ ﷺ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے اور ساری بات عرض کی۔ فرمایا کہ میں جب کوئی قسم کھاتا ہوں پھر اس بات کے علاوہ دوسری بات میں اس سے زیادہ بہتری دیکھتا ہوں تو وہی کام کر گزرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے (اور قسم کا کفارہ ادا کر دیتا ہوں)۔

۱۹۹۳ ...حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا أَبُو السَّلِيلِ عَنْ زَهْدَمٍ يُحَدِّثُهُ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كُنَّا مُشَاةً فَأَتَيْنَا نَبِيَّ اللهِ ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ بِنَحْوِ حَدِيثِ جَرِيرٍ

۱۹۹۳... حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم پیدل چل کر نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ہم نے آپ ﷺ سے سواری کا مطالبہ کیا۔
بقیہ روایت حضرت جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کردہ حدیث کے مثل بیان فرمائی۔

۱۹۹٤...حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَعْتَمَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ فَوَجَدَ الصِّبْيَةَ قَدْ نَامُوا فَأَتَاهُ أَهْلُهُ بِطَعَامِهِ فَحَلَفَ لَا يَأْكُلُ مِنْ أَجْلِ صِبْيَتِهِ ثُمَّ بَدَا لَهُ فَأَكَلَ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَأْتِهَا وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ

۱۹۹۴...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی ہے کہ ایک رات کسی شخص کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دیر ہو گئی۔ (رات گئے) وہ اپنے گھر کو لوٹا تو دیکھا کہ بچے سو گئے ہیں (شاید بغیر کھائے) اس کے گھر والے اس کے لئے کھانا لائے تو اس نے بچوں کی وجہ سے کھانے سے انکار کر دیا اور قسم کھالی (کہ کھانا نہ کھائے گا) پھر اس کی رائے ہوئی کہ کھانا کھالے تو اس نے کھالیا۔
رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو ارشاد فرمایا:
"جس نے کوئی قسم کھائی کسی بات پر پھر اس کے علاوہ دوسری میں بہتری دیکھی تو اسے چاہیے کہ بہتر کام کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے"۔

۱۹۹۵......وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ

۱۹۹۵...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ وَلْيَفْعَلْ.

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس نے کوئی قسم کھائی پھر اس کے خلاف بات میں اس سے زیادہ بہتری نظر آئی اسے وہ بہتری والی بات کو اختیار کرنا چاہیے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرنا چاہیے''۔

۱۹۹۶......وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ۔

۱۹۹۶......اس سند سے بھی سابقہ حدیث والا مضمون ہی منقول ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قسم بات پر اٹھائی پھر اس کے علاوہ میں بہتری نظر آئی تو اس کو بہتری والی بات ہی اختیار کرنی چاہیے اور اپنے قسم کا کفارہ ادا کرے۔

۱۹۹۷......وحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ حَدَّثَنِي سُهَيْلٌ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ فَلْيُكَفِّرْ يَمِينَهُ وَلْيَفْعَلِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ

۱۹۹۷......اس سند سے بھی سابقہ حدیث والا مضمون ہی منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ چاہیے کہ وہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے اور وہی عمل کرے جو بہتر ہو۔

۱۹۹۸......حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ رُفَيْعٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ قَالَ جَاءَ سَائِلٌ إِلَى عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ فَسَأَلَهُ نَفَقَةً فِي ثَمَنِ خَادِمٍ أَوْ فِي بَعْضِ ثَمَنِ خَادِمٍ فَقَالَ لَيْسَ عِنْدِي مَا أُعْطِيكَ إِلَّا دِرْعِي وَمِغْفَرِي فَأَكْتُبُ إِلَى أَهْلِي أَنْ يُعْطُوكَهَا قَالَ فَلَمْ يَرْضَ فَغَضِبَ عَدِيٌّ فَقَالَ أَمَا وَاللَّهِ لَا أُعْطِيكَ شَيْئًا ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ رَضِيَ فَقَالَ أَمَا وَاللَّهِ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ ثُمَّ رَأَى أَتْقَى لِلَّهِ مِنْهَا فَلْيَأْتِ التَّقْوَى مَا حَنَّثْتُ يَمِينِي

۱۹۹۸...... حضرت تمیم بن طرفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سائل حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا اور ان سے ایک غلام کی قیمت کا خرچہ دینے یا اس کا بعض حصہ دینے کا سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس تو تمہیں دینے کے لئے سوائے میری اس زرہ اور خود (لوہے کا ہیلمٹ) کے کچھ نہیں ہے، البتہ میں اپنے گھر والوں کو لکھ دیتا ہوں کہ وہ تجھے تیری مطلوبہ چیز دے دیں گے۔ مگر وہ اس پر راضی نہ ہوا، عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غصہ آگیا اور کہنے لگا کہ اللہ کی قسم! میں تجھے کچھ نہ دوں گا۔ اس کے بعد وہ شخص راضی ہو گیا (اس بات پر کہ گھر والوں کو لکھ دیں) عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: سن، اللہ کی قسم! اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا کہ: ''جس نے کوئی قسم کھائی پھر اس کے خلاف بات میں زیادہ تقویٰ والی بات سمجھے اللہ کے لئے تو اسے چاہیے کہ وہ زیادہ تقویٰ کو اختیار کر لے''۔ تو میں اپنی قسم میں حانث نہ ہوتا۔

(یعنی صرف اس ارشاد نبی ﷺ کی وجہ سے اپنی قسم توڑ کر تجھے دے رہا ہوں اور زیادہ تقویٰ والی بات اختیار کر رہا ہوں)۔

۱۹۹۹ وحدثنا عبيد الله بن معاذ حدثنا أبي حدثنا شعبة عن عبد العزيز بن رفيع عن تميم بن طرفة عن عدي بن حاتم قال قال رسول الله ﷺ من حلف على يمين فرأى غيرها خيرا منها فليأت الذي هو خير وليترك يمينه

۱۹۹۹..... حضرت تمیم بن طرفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے کوئی قسم کھائی کسی بات پر پھر اس کے خلاف کام میں زیادہ بہتری پائی تو اسے چاہیئے کہ بہتری والا کام کرلے اور اپنی قسم کو چھوڑ دے"۔ (کفارہ ادا کرکے)۔

۲۰۰۰ حدثني محمد بن عبد الله بن نمير ومحمد بن طريف البجلي واللفظ لابن طريف قالا حدثنا محمد بن فضيل عن الأعمش عن عبد العزيز بن رفيع عن تميم الطائي عن عدي قال قال رسول الله ﷺ إذا حلف أحدكم على اليمين فرأى خيرا منها فليكفرها وليأت الذي هو خير

۲۰۰۰..... حضرت تمیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن طرفہ سے روایت ہے کہ حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد ہے:

"جب تم میں سے کوئی کسی بات پر حلف کرلے، پھر کوئی اس سے زیادہ بہتر بات دیکھے تو کفارہ ادا کرکے بہتر کام کو کرلے"۔

۲۰۰۱ وحدثنا محمد بن طريف حدثنا محمد بن فضيل عن الشيباني عن عبد العزيز بن رفيع عن تميم الطائي عن عدي بن حاتم أنه سمع النبي ﷺ يقول ذلك

۲۰۰۱..... حضرت عدی بن حاتم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اس طرح سنا ہے کہ "جب تم میں سے کوئی کسی بات پر حلف کرلے پھر کوئی اس سے زیادہ بہتر بات نظر آئے تو کفارہ ادا کرکے بہتر کام کو کرلے۔"

۲۰۰۲..... حدثنا محمد بن المثنى وابن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن سماك بن حرب عن تميم بن طرفة قال سمعت عدي بن حاتم وأتاه رجل يسأله مائة درهم فقال تسألني مائة درهم وأنا ابن حاتم والله لا أعطيك ثم قال لولا أني سمعت رسول الله ﷺ يقول من حلف على يمين ثم رأى خيرا منها فليأت الذي هو خير

۲۰۰۲..... حضرت تمیمؒ بن طرفہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حاتم کو سنا جب کہ ان سے کوئی آدمی سو درہم مانگ رہا تھا، انہوں نے فرمایا کہ تو مجھ سے سو درہم مانگ رہا ہے جب کہ میں حاتم (طائی) کا بیٹا ہوں (حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور و معروف اور سخاوت میں ضرب المثل حاتم طائی کے بیٹے تھے، اور مقصد حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس جملہ سے یا تو یہ تھا کہ میں جو اتنے بڑے سخی انسان حاتم طائی کا بیٹا ہوں اس سے تم محض سو درہم کا سوال کیا یہ جاتا ہے کہ میرے حالات ایسے نہیں کہ اس کو سو درہم دے سکوں، جب کہ چونکہ اتنے بڑے سخی انسان کا بیٹا ہوں اس لئے اس کو انکار کرنا بھی میری شان کے خلاف ہے اور یہ سائل میرے حالات کو جانتے ہوئے جو یہ سوال کررہا ہے تو اس کا مقصد نیک نیتی سے اپنی حاجت برآری کرنا نہیں بلکہ مجھے بخیل ثابت کرنا ہے۔ اسی لئے عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ

میرے پاس تو اس وقت دینے کے لئے صرف زرہ اور خود ہے البتہ میں اپنے گھر والوں کو لکھ دیتا ہوں وہ تمہیں دے دیں گے۔ مگر جب وہ اس پر راضی نہ ہوا تو عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھ گئے کہ سائل کا مقصد صرف انہیں بخیل ثابت کرنا ہے لہٰذا انہوں نے قسم کھالی کہ تجھے کچھ نہیں دوں گا) اللہ کی قسم! میں تجھے نہ دوں گا، پھر فرمایا کہ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہ سنا ہوتا کہ:

"جس نے کوئی قسم کھائی کسی بات پر پھر اس کے علاوہ کسی بات میں اس سے زیادہ خیر دیکھی تو اسے بہتر کام کرنا چاہیئے"۔ (تو میں تجھے نہ دیتا، لیکن اس ارشاد نبی ﷺ کی وجہ سے تجھے دے رہا ہوں)۔

۲۰۰۳ حدثني محمد بن حاتم حدثنا بهز حدثنا شعبة حدثنا سماك بن حرب قال سمعت تميم بن طرفة قال سمعت عدي بن حاتم أن رجلا سأله فذكر مثله وزاد ولك أربعمائة في عطائي

۲۰۰۳ ... حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں یہ اضافہ ہے "اور تیرے لئے میری عطا سے چار سو (درہم) ہیں۔"

۲۰۰٤ حدثنا شيبان بن فروخ حدثنا جرير بن حازم حدثنا الحسن حدثنا عبد الرحمن بن سمرة قال قال لي رسول الله ﷺ يا عبد الرحمن بن سمرة لا تسأل الإمارة فإنك إن أعطيتها عن مسألة وكلت إليها وإن أعطيتها عن غير مسألة أعنت عليها وإذا حلفت على يمين فرأيت غيرها خيرا منها فكفر عن يمينك وائت الذي هو خير قال أبو أحمد الجلودي حدثنا أبو العباس الماسرجسي حدثنا شيبان بن فروخ بهذا الحديث

۲۰۰۴ ... حضرت عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ: اے عبد الرحمن بن سمرہ! امارت (حکومت) حاصل ہونے کا سوال مت کرنا کیونکہ اگر تمہارے سوال کی وجہ سے تمہیں امارت ملی تو تمہیں اسی کے سپرد کر دیا جائے گا اور اگر تمہارے بن مانگے تمہیں حکومت حاصل ہو گئی تو اس پر تمہاری مدد کی جائے گی (حق تعالیٰ کی طرف سے) اور جب تم کسی بات کی قسم کھاؤ پھر اس کے خلاف کرنے میں تمہیں بہتری نظر آئے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دو اور جو بہتر بات ہو اسے اختیار کر لو"۔

(امارت سے مراد کسی بھی قسم کا عہدہ اور منصب کی درخواست کرنا ہے۔ اس کی مزید تشریح انشاء اللہ کتاب الامارۃ کے تحت آگے آئے گی)۔

۲۰۰٥ حدثني علي بن حجر السعدي حدثنا هشيم عن يونس ومنصور وحميد ح وحدثنا أبو كامل الجحدري حدثنا حماد بن زيد عن سماك بن عطية ويونس بن عبيد وهشام بن حسان في آخرين ح وحدثنا عبيد الله بن معاذ

۲۰۰۵ ... حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث (کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ امارت طلب نہ کرنا ... اور جب تم کسی بات کی قسم کھاؤ پھر اس کے خلاف کرنے میں تم کو بہتری نظر آئے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دو اور جو بہتر بات ہو اس کو اختیار کر لو) ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ ح و حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ كُلُّهُمْ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ أَبِيهِ ذِكْرُ الْإِمَارَةِ

باب ـ ۷۷۲ باب يمين الحالف على نية المُستحلف

قسم کا اعتبار کھلانے والے کی نیت پر ہوگا

۲۰۰۶..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ و قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمِينُكَ عَلَى مَا يُصَدِّقُكَ عَلَيْهِ صَاحِبُكَ و قَالَ عَمْرٌو يُصَدِّقُكَ بِهِ صَاحِبُكَ

۲۰۰۶..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"تمہاری قسم کے اسی مطلب کا اعتبار ہوگا جس پر تمہارا ساتھی تمہاری تصدیق کرے"۔

۲۰۰۷..... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْيَمِينُ

۲۰۰۷..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:
"فرمایا کہ: قسم کا اعتبار قسم کھلانے والے کی نیت کے مطابق ہوگا"۔ [1]

---

[1] مقصد یہ ہے کہ تمہارا خصم اور فریقِ ثانی جو تم سے حلف کا مطالبہ کر رہا ہے اگر اس کے مطالبہ پر تم حلف اٹھا رہے ہو تو اس حلف میں اس مطلب کا اعتبار ہوگا جو فریقِ ثانی کے نزدیک بھی صحیح ہو۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ متعدد معاملات جن میں دو افراد کا باہم جھگڑا یا نزاع ہو جائے اور ایک فریق دوسرے فریق سے مطالبہ کرے قسم کا تو اس صورت میں قسم کے اندر اس کا امکان ہو سکتا ہے کہ حالف (قسم کھانے والا) قسم تو کھالے لیکن اپنے دل میں اس قسم کے کوئی دوسرے معنی و مراد متعین کرلے جب کہ اس قسم کے ظاہری الفاظ مستحلف یعنی حلف لینے والے کے مطلب کے مطابق ہوں تو اس صورت میں حالف کی نیت معتبر نہ ہوگی مُستحلف کی تائید و تصدیق کے بغیر۔ اور یمین کا انعقاد مستحلف کے مطلب پر ہی ہوگا لہٰذا حالف کو توریہ کرنے (یعنی دل میں ایک مفہوم کو متعین کر کے ایسے الفاظ سے قسم کھانا کہ مستحلف اس کا وہی مطلب سمجھے جو اسے مطلوب ہے) کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

فقہاء کرامؒ کے نزدیک اس حکم پر اجماع ہے اس صورت میں جب کہ یہ حلف واستحلاف یعنی قسم کا مطالبہ اور قسم اٹھانا قاضی (جج) کے سامنے کسی حق بات پر ہو اور قسم اللہ کے نام یا صفات کے ساتھ کھائی جائے اور وہ طلاق یا عتاق (غلام آزاد کرنے) کی قسم نہ ہو۔ گویا تین شرائط پائی گئیں:

۱۔ استحلاف قاضی کے پاس حق کی وصولی کے لئے ہو۔ ۲۔ استحلاف مبنی بر حق ہو۔ ۳۔ طلاق یا عتاق کی قسم نہ ہو۔

ان تین شرائط میں سے کوئی شرط بھی نہ پائی گئی تو اس صورت میں حالف کی نیت کا اعتبار جائز ہوگا۔ واللہ اعلم

عَلٰى نِيَّةِ الْمُسْتَحْلِفِ

باب-۲۷۸ باب الاستثناء في اليمين وغيرها

قسم میں استثناء کا بیان

۲۰۰۸......حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي الرَّبِيعِ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ لِسُلَيْمَانَ سِتُّونَ امْرَأَةً فَقَالَ لَأَطُوفَنَّ عَلَيْهِنَّ اللَّيْلَةَ فَتَحْمِلُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ فَتَلِدُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ غُلَامًا فَارِسًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا وَاحِدَةٌ فَوَلَدَتْ نِصْفَ إِنْسَانٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَوْ كَانَ اسْتَثْنَى لَوَلَدَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ غُلَامًا فَارِسًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ۔

۲۰۰۸... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ساٹھ بیویاں تھیں، ایک بار انہوں نے فرمایا کہ: آج کی رات میں ضرور تمام بیویوں کے پاس جاؤں گا (ان سے جماع کروں گا) ان میں سے ہر ایک کو حمل ہوگا پھر ہر ایک کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا شہسوار جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا"۔ لیکن (حکم الٰہی سے صرف ایک کو حمل ہوا اور اس نے بھی آدھا بچہ جنا (جو کسی کام کا نہ تھا) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اگر وہ انشاء اللہ کہتے تو ہر ایک بیوی ایک لڑکے کو جنم دیتی جو شہسوار ہوتا اور اللہ کی راہ میں قتال کرتا"۔

۲۰۰۹... وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ نَبِيُّ اللهِ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى سَبْعِينَ امْرَأَةً كُلُّهُنَّ تَأْتِي بِغُلَامٍ يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ أَوِ الْمَلَكُ قُلْ إِنْ شَاءَ اللهُ فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ فَلَمْ تَأْتِ وَاحِدَةٌ مِنْ نِسَائِهِ إِلَّا وَاحِدَةٌ جَاءَتْ بِشِقِّ غُلَامٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَلَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ دَرَكًا لَهُ فِي حَاجَتِهِ

۲۰۰۹... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ کے نبی حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے ایک مرتبہ فرمایا: آج کی رات میں ضرور بالضرور میں اپنی ستر بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ان میں سے ہر ایک لڑکا جنے گی جو اللہ کی راہ میں قتال کرے گا۔ ان کے ساتھی یا فرشتے نے ان سے کہا کہ انشاء اللہ کہیے۔ لیکن وہ بھول گئے اور انشاء اللہ نہیں کہا۔ چنانچہ ان کی ازواج میں سے سوائے ایک کے کسی نے کچھ نہ جنا اور وہ بھی آدھا (ناقص) بچہ جنا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اگر سلیمان انشاء اللہ کہہ دیتے تو حانث نہ ہوتے اور ان کی حاجت پوری ہو جاتی۔

۲۰۱۰... وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ أَوْ نَحْوَهُ

۲۰۱۰... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت بیان فرماتے ہیں۔

۲۰۱۱......وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

۲۰۱۱... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أبي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ لَأُطِيفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى سَبْعِينَ امْرَأَةً تَلِدُ كُلُّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَقِيلَ لَهُ قُلْ إِنْ شَاءَ اللهُ فَلَمْ يَقُلْ فَأَطَافَ بِهِنَّ فَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ نِصْفَ إِنْسَانٍ
قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ دَرَكًا لِحَاجَتِهِ

"حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے (بطور قسم) ایک مرتبہ فرمایا کہ: آج کی رات میں اپنی ستر ازواج کے پاس جاؤں گا ان میں سے ہر ایک، ایک لڑکا جنم دے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا (گویا ستر مجاہد پیدا ہوں گے) ان سے کہا گیا کہ ان شاء اللہ کہہ دیں۔ مگر وہ نہ کہہ سکے اور رات کو سب ازواج کے پاس گئے، لیکن کسی نے کوئی لڑکا پیدا نہ کیا سوائے ایک کے اور اس نے بھی آدھا انسان (ناقص) پیدا کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ انشاءاللہ کہہ دیتے تو حانث نہ ہوتے اور اپنے مطلب کو پورا کر لیتے۔

۲۰۱۲..... وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ لَأُطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى تِسْعِينَ امْرَأَةً كُلُّهَا تَأْتِي بِفَارِسٍ يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ قُلْ إِنْ شَاءَ اللهُ فَلَمْ يَقُلْ إِنْ شَاءَ اللهُ فَطَافَ عَلَيْهِنَّ جَمِيعًا فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ فَجَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَايْمُ الَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللهُ لَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللهِ فُرْسَانًا أَجْمَعُونَ

۲۰۱۳..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ آج کی رات میں ضرور بالضرور نوے عورتوں کے پاس ہو آؤں گا ان میں سے ہر ایک ایک شہسوار کو جنم دے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ ان کے ساتھی نے کہا کہ انشاءاللہ کہہ دیجئے۔ مگر وہ انشاءاللہ نہ کہہ سکے (بھول کی وجہ سے) رات میں سب عورتوں کے پاس گئے لیکن سوائے ایک کے کسی کو حمل نہیں ہوا اور وہ بھی ایک ٹکڑا آدمی کا پیدا کر سکی (یعنی صرف ایک کو حمل ہوا اور وہ بھی ناقص) اور اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر وہ انشاءاللہ کہہ دیتے تو سب کے سب (لڑکے پیدا ہوتے) اور اللہ کی راہ میں سوار ہو کر سب کے سب جہاد کرتے"۔ ❶

---

❶ مذکورہ بالا احادیث حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک واقعہ کے بیان میں ہیں۔ اس واقعہ کو یہاں پر لانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ باب قائم کیا گیا ہے "الاستثناء فی الیمین" یعنی قسم میں انشاءاللہ کہنے کا بیان حضرت سلیمانؑ کی مذکورہ بالا بات در حقیقت قسم تھی جس میں انہوں نے انشاء اللہ نہیں کہا۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق اگر انشاءاللہ کہہ دیتے تو حانث نہ ہوتے۔ اس مسئلہ کی تفصیل آگے آرہی ہے انشاءاللہ۔

۱۔ حضرت سلیمانؑ کی ازواج کی تعداد..... مندرجہ بالا احادیث میں ازواج کی تعداد کہیں ساٹھ، کہیں ستر اور کہیں نوے بیان کی گئی ہے۔ نوویؒ نے اس کی توجیہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قلیل کا ذکر کثیر کی نفی نہیں کرتا اور یہ کہ عدد کے مفہوم کا اکثر اصولیین کے نزدیک کوئی اعتبار نہیں ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے امام نوویؒ کی بات کا رد کرتے ہوئے کہا کہ یہ کہنا کہ مفہوم عدد کا اصولیین کے ہاں اعتبار نہیں غلط ہے۔ عدد کے مفہوم کا اکثر کے ہاں اعتبار کیا جاتا ہے، پھر حافظ نے روایات کے درمیان تطبیق کا ایک دوسرا طریقہ اختیار کیا کہ "ساٹھ تو آزاد تھیں جب کہ اس سے زائد جو تھیں وہ قیدی تھیں یعنی جو جنگ میں قید ہو کر آئیں تھیں یا اس کے برعکس صورت ہوگی، اور ستر کا عدد بطور مبالغہ استعمال کیا گیا ہے"۔ الخ (کذا فی فتح الباری رکتاب الانبیاء ۶/ ۳۶۰)

صاحب تکملہ فتح الملہم فرماتے ہیں کہ "اس تطبیق میں تکلف ظاہر ہے اور چونکہ حدیث اور اس کے راوی ایک ہی ہیں تو بظاہر حافظ کا جمع بین الروایات کے طریقہ میں تکلف نظر آتا ہے، احقر کے نزدیک بظاہر اس کی وجہ راویوں کا تصرف ہے۔

نبی کریم ﷺ نے تو شاید بیانِ کثرت کے لئے کوئی عدد بیان کیا ہو جس کی تعبیر بعض رواۃ نے ساٹھ سے کر دی بعض..... (جاری ہے)

۲۰۱۳۔۔۔۔۔وحَدَّثَنِيهِ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَــــنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ بِهَذَا

۲۰۱۳۔۔۔۔۔ موسیٰ بن عقبہ ابوالزناد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اسی سند کے ساتھ اسی طرح روایت نقل کرتے ہیں لیکن انہوں نے بیان کیا، کہ ہر

(گذشتہ سے پیوستہ) ۔۔۔۔۔ نے ستر سے اور بعض نے نوے سے۔ جب کہ ہم کئی جگہ پر پیچھے ذکر کر چکے ہیں کہ رواۃ کا اصل مقصد حدیث کا اصل مقصد و مغز کا حفظ کرنا اور یاد رکھنا ہوتا ہے اور وہ حدیث کے ان ضمنی مضامین اور تعلیقات و حواشی کی تفصیلات کی فکر میں نہیں پڑتے تھے جن کا اصل مفہوم و مراد حدیث سے کوئی علاقہ نہ ہوتا تھا۔ لہٰذا یہاں پر بھی انہوں نے اصل قصہ کو تو یاد رکھا اہتمام کے ساتھ جب کہ تعیین عدد میں اتنے اہتمام سے حفظ کی فکر میں نہیں پڑے۔ جس کی بناء پر عدد میں ان کے درمیان اختلاف واقع ہوا اور یہ اصل قصہ اور حدیث کے لئے کوئی قادح اور عیب نہیں ہے"۔ (تکملہ فتح الملہم ۲/ ۲۰۷)

بہر حال ازواج سلیمان علیہ السلام کی تعداد کے بارے میں کوئی بات یقین اور جزم سے نہیں کی جاسکتی۔ واللہ اعلم

۲۔ اس قصہ کی صحت کے بارے میں چند حضرات کا اعتراض اور جواب:۔

شیخ الاسلام محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم صاحب تکملہ فتح الملہم فرماتے ہیں کہ:

"اس قصہ سلیمان کی بابت بعض معاصر مصنفین نے اعتراض کرتے ہوئے اس حدیث کی صحت کو مشکوک قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ ابو الاعلیٰ مودودی صاحب مرحوم نے اپنی تصنیف تفہیم القرآن (۴/ ۳۳۷) میں لکھا ہے کہ "ساٹھ یا اس سے زائد عورتوں میں ایک رات میں جماع کرنا ایسی بات ہے جسے عقل تسلیم نہیں کرتی اس لئے کہ اس کو تسلیم کرنے سے تو یہ لازم آتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے کم از کم ایک گھنٹہ میں چھ عورتوں سے جماع کیا ہو اس رات کے ہر گھنٹہ کسی دوسرے کام میں ایک منٹ کے لئے بھی مشغول ہوئے بغیر۔ اور یہ ایسی بات ہے کہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا اس حدیث کو اس صورت میں قبول نہیں کیا جاسکتا باوجودیکہ اس کی اسنادی حیثیت صحیح ہے اور اس کے رجال ثقات ہیں"۔

پھر مودودی صاحب کے سامنے ایک احتمال ہے' فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس قصہ کو یہود پر رد کرنے کے لئے حکایۃ بیان کیا ہو (یعنی نعوذ باللہ محض قصہ گوئی کے طور پر) اور راویوں نے اسے سچ سمجھ کر آگے بیان کر دیا ہو"۔

صاحب تکملہ فتح الملہم فرماتے ہیں کہ: مودودی صاحب کے کلام کا یہ خلاصہ ہے اور پڑھ کر میرے جسم کے بال اور رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ مودودی صاحب نے کس طرح صحیح احادیث میں تنقید اور وضع حدیث کا دروازہ کھولا ہے۔ اس میں ہرگز کوئی شک نہیں کہ احادیث کو ہمیشہ مثبت علمی تنقید کے لئے پیش کیا جاتا ہے لیکن یہ نقد و تنقید ان اصول و قواعد کے تحت ہوتی ہے جنہیں محدثین عظامؒ نے کتب اصول میں بڑی تفصیل وبسط کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

اگر احادیث صحیحہ کو اس کی صحت اسناد اور رجال کے ثقہ ہونے کے باوجود صرف اس بنیاد باطل پر کہ وہ حدیث کسی چیز قات کی عقل کے مطابق نہیں' رد کئے جانے کا رواج پڑ جائے اور ہر کوئی محض اپنی عقل ناقص کی بنیاد پر احادیث صحیحہ کو رد کرنے لگے تو دین کی بنیادیں ہل جائیں گی۔ اور دین میں تحریف کا دروازہ چوپٹ کھل جائے گا۔ **لاحول و لا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم**۔

مودودی صاحب نے جو رات کے اوقات کا حساب کر کے ساٹھ عورتوں سے جماع کو بعید از عقل قرار دیا ہے تو ان کا یہ دعویٰ متعدد وجوہ کی بناء پر مردود ہے۔

اول یہ کہ ابھی یہ بات ثابت کی جاچکی ہے کہ حدیث سے کوئی معین عدد ثابت نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کوئی ایسا عدد ذکر فرمایا تھا جو کثرت پر دلالت کرتا تھا' پھر مختلف راویوں نے مختلف اعداد سے تعبیر کر دیا۔ جب کوئی معین عدد ثابت ہی نہیں تو اوقات شب کا حساب لگانا فضول ہے۔

دوسرے یہ کہ بالفرض ساٹھ کے عدد کو ہی تسلیم کر لیں تو بھی ایک گھنٹہ میں چھ ازواج کے ساتھ جماع کرنا محال نہیں۔ بلکہ اگر رات کے بارہ گھنٹے ہوں تو ایک گھنٹہ میں پانچ کے حساب سے ۶۰ کا عدد پورا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا یہ عقلی اعتبار سے بھی محال نہیں۔ جس کی وجہ سے صحیح حدیث کو رد کر دیا جائے۔ (جاری ہے)

الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ كُلُّهَا تَحْمِلُ غُلَامًا يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ

آپ ان سے ایک لڑکا جنے گی جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرے گا۔

باب-٧٢٩ باب النهي عن الإصرار على اليمين فيما يتأذى به أهلُ الحالف مما ليس بحرام

اگر قسم کی وجہ سے گھر والوں کو اذیت ہو تو قسم توڑ دینا چاہئے الّا یہ کہ حرام کام ہو

٢٠١٤ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَاللهِ لَأَنْ يَلَجَّ أَحَدُكُمْ بِيَمِينِهِ فِي أَهْلِهِ آثَمُ لَهُ عِنْدَ اللهِ مِنْ أَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِي فَرَضَ اللهُ

٢٠١٤... حضرت ہمام بن منبہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اُن احادیث میں سے ہے جو ہم سے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیں۔ پھر ان میں سے چند احادیث (ہمام نے) ذکر کیں اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ کی قسم! تم میں سے کسی کا اپنے گھر والوں کے بارے میں کسی قسم پر ڈٹے رہنا اللہ کے نزدیک زیادہ گناہ کی بات ہے بہ نسبت اس بات کے کہ کفارہ ادا کر دے جسے اللہ نے فرض فرمایا ہے"۔ ❶

(گذشتہ سے پیوستہ)۔ یہ ناکارہ مترجم عرض گذار ہے کہ شاید کوئی کم عقل اس بناء پر اعتراض کرے کہ ایک فرد کے اندر اتنی طاقت اور قوت مردی کا ہونا محال ہے کہ وہ ایک ہی رات میں مسلسل ٦٠ عورتوں سے فارغ ہو؟ تو ایسے کم عقلوں کو جاننا چاہئے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نبی تھے اور نبی کو جنت کے سو مردوں کی قوت عطا کی جاتی ہے۔
علاوہ ازیں اگر ہم انبیاء علیہم السلام کے قصص وواقعات کو یوں ہی عقل وقیاس کی بناء پر رد کرتے رہیں اور عقل کی کسوٹی پر پرکھنا شروع کر دیں تو پھر ہمیں انبیاء علیہم السلام کے ثابت ومسلمہ معجزات کا بھی منکر ہونا پڑے گا کیونکہ یہ انبیاء کا معجزہ بھی ہو سکتا ہے اور معجزات کی کوئی عقلی یا سائنسی توجیہ ممکن نہیں ہوتی۔
کئی انبیاء علیہم السلام اور بعض اولیاء کرامؒ کے بارے میں ثابت ہے کہ انہوں نے بہت تھوڑے سے وقت میں وہ وہ کام کرلئے جو عام لوگ اس سے کئی گنا زیادہ وقت میں بھی نہیں کر سکتے۔
بعض فلاسفہ اور ہمارے اکابر میں سے حضرت نانوتویؒ نے ثابت کیا ہے کہ وقت کا ایک طول ہوتا ہے اور ایک عرض ہوتا ہے۔ جو کچھ عام حالات میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں یہ وقت کا طول ہے۔ اور جو ذکر کیا جاتا ہے کہ فلاں نبی نے یا ولی نے تھوڑے سے وقت میں بہت زیادہ کام کرلئے تو یہ وقت کا عرض ہوتا ہے۔
خلاصہ یہ کہ محض اس وجہ سے کسی حدیث کو رد نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ہماری ناقص محدود اور چھوٹی سی عقل میں نہیں سما رہی۔ اگر عقل ہی دین کے احکامات کے رد وقبول کا معیار ٹھہری تو پھر معجزات وکرامات کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ اور ظاہر ہے کہ معجزات کا انکار انسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔
(حاشیہ صفحہ ہذا)

❶ حضرت ہمام بن منبہ کی روایت صحیفہ ہمام بن منبہ سے لی گئی ہے جس کے بارے میں علم حدیث کا ہر طالب علم جانتا ہے؟
اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے علامہ نوویؒ نے فرمایا کہ:
"جب کوئی شخص ایسی قسم کھالے جس کا تعلق اس کے اہل وعیال سے ہو اور اس قسم کی تکمیل کی وجہ سے ان کے کسی ضرر یا تکلیف میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو اور اس قسم کا پورا کرنا معصیت بھی نہ ہو تو اس شخص کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ قسم پوری کرنے کے بجائے اور توڑ کر حانث ہو جائے اور کفارہ ادا کرے تاکہ گھر والے کسی ممکنہ تکلیف سے بچ سکیں۔ اور اگر وہ حانث نہ ہو اور قسم پوری (جاری ہے)

باب-۲۸۰ باب نذر الكافر وما يفعلُ فيه إذا أسلم

کافر کی حالتِ کفر کی نذر کا اسلام لانے کے بعد کیا حکم ہے

۲۰۱۵..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ فَأَوْفِ بِنَذْرِكَ

۲۰۱۵..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! میں نے جاہلیت کے دور میں نذر مانی تھی کہ ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف کروں گا (اب کیا کروں؟) فرمایا کہ پھر تو اپنی نذر پوری کرو"۔

۲۰۱٦..... و حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ و قَالَ حَفْصٌ مِنْ بَيْنِهِمْ عَنْ عُمَرَ بِهَذَا الْحَدِيثِ أَمَّا أَبُو أُسَامَةَ وَالثَّقَفِيُّ فَفِي حَدِيثِهِمَا اعْتِكَافُ لَيْلَةٍ وَأَمَّا فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ فَقَالَ جَعَلَ عَلَيْهِ يَوْمًا يَعْتَكِفُهُ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ حَفْصٍ ذِكْرُ يَوْمٍ وَلَا لَيْلَةٍ

۲۰۱٦..... ان مختلف اسانید و طرق سے مذکورہ بالا حدیث معمولی الفاظ کے تغیر و تبدل کے ساتھ منقول ہے معنی و مفہوم ایک ہی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ میں نے دورِ جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف کروں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی نذر کو پوری کرو۔

۲۰۱۷..... وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ أَنَّ أَيُّوبَ حَدَّثَهُ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ بَعْدَ أَنْ رَجَعَ مِنَ الطَّائِفِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ يَوْمًا فِي الْمَسْجِدِ

۲۰۱۷..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الخطاب نے رسول اللہ ﷺ سے جب کہ آپ ﷺ "جعرانہ" میں تھے طائف سے واپسی پر مسئلہ دریافت فرمایا اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے جاہلیت کے زمانہ میں نذر مانی تھی کہ ایک دن مسجد حرام میں اعتکاف کروں گا۔ آپ ﷺ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا کہ جاؤ اور ایک یوم کا اعتکاف کرو"۔

(گذشتہ سے پیوستہ)..... کرنے پر اصرار کرے تو یہ قسم توڑنے سے زیادہ گناہ کا مرتکب ہوگا"۔
حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں فرمایا کہ: "یہاں پر گھر والوں کی قید اتفاقی ہے کیونکہ اکثر و بیشتر گھر والوں سے ہی رابطہ رہتا ہے ورنہ یہ حکم غیر اہل کو بھی شامل ہے جب کہ علت بالا پائی جائے یعنی اندیشہ ضرر و تکلیف۔ واللہ اعلم (۱۱/۵۲۱)

الْحَرَامِ فَكَيْفَ تَرَى قَالَ اذْهَبْ فَاعْتَكِفْ يَوْمًا قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَدْ أَعْطَاهُ جَارِيَةً مِنَ الْخُمُسِ فَلَمَّا أَعْتَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَبَايَا النَّاسِ سَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَصْوَاتَهُمْ يَقُولُونَ أَعْتَقَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ مَا هَذَا فَقَالُوا أَعْتَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَبَايَا النَّاسِ فَقَالَ عُمَرُ يَا عَبْدَ اللهِ اذْهَبْ إِلَى تِلْكَ الْجَارِيَةِ فَخَلِّ سَبِيلَهَا

فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ نے انہیں (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو) مالِ خمس میں سے ایک باندی عطا کی تھی، پھر جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے قیدیوں کو آزاد کردیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان آزاد ہونے والوں کی آوازیں سنیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آزاد کردیا۔ پوچھا کہ یہ کیا ہوا؟ وہ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے قیدیوں کو آزاد کردیا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے عبداللہ! جاؤ اور اس جاریہ (باندی) کی راہ چھوڑدو (آزاد کردو)۔ [1]

[1] جاہلیت سے کیا مراد ہے؟ علامہ کرمانیؒ نے جاہلیت کی تفسیر "بماقبل بعثة النبی علیہ السلام" یعنی نبی علیہ السلام کی بعثت سے قبل کا زمانہ سے کی ہے۔ لیکن جمہور شراحِ حدیث نے کرمانی کی اس بات کو تسلیم نہیں کیا اور فرمایا کہ:

"جاہلیت کا جب لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد حالتِ شرک ہوتی ہے (جو کسی زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں) ہر شخص کی حالتِ کفر اس کی جاہلیت کا دور ہے"۔

بعض نے دوسرے معنی بیان کرتے ہوئے کہا کہ: "فتح مکہ سے قبل کا زمانہ جاہلیت کا زمانہ ہے"۔ لیکن یہ قول مرجوح اور غیر ملتفت ہے۔

حدیث سے متعلق فقہی مسئلہ...... کافر کی حالتِ کفر کی نذر کا کیا حکم ہے؟ ... کیا اسلام لانے کے بعد اس پر اس نذر کی تکمیل واجب ہوتی ہے؟ اس بارے میں فقہاء کرامؒ کی دو رائے ہیں۔ ایک جماعت کا مسلک یہ ہے کہ اسلام لانے کے بعد اس پر واجب ہے کہ حالتِ کفر کی نذر پوری کرے"۔

لیکن جمہور فقہاء کا قول یہ ہے کہ اس پر حالتِ کفر کی نذر کی تکمیل واجب نہیں ہے، البتہ بہتر ہے کہ پورا کرلے کیونکہ اصل میں تو کافر کی نذر کا کوئی اعتبار نہیں اس کی نذر کفر کی وجہ سے صحیح ہی نہیں۔ لہٰذا اس کی تکمیل بھی ضروری نہیں۔

جمہور کی دلیل طحاوی کی تخریج کردہ روایتِ عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ والی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نذر تو صرف وہی معتبر ہے جس سے اللہ کی رضا کا قصد کیا جائے"۔ جب کہ کافر کا کوئی فعل تقرب الٰہی کے لئے نہیں ہوتا بلکہ وہ تو غیر اللہ کے تقرب کا قصد کرتا ہے جس کی وہ عبادت کرتا ہے۔

علاوہ ازیں غیر اللہ کی نذر ماننا معصیت ہے اور معصیت کی نذر کا پورا نہ کرنا ضروری ہے۔ (ملخصاً عن عمدة القاری ۱۱/۱۶۷)

جب کہ حدیث باب کے بارے میں جمہور کی طرف سے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں، ابوالحسن القابسی نے فرمایا کہ: نبی علیہ السلام کا یہ ارشاد بطور حکم نہیں تھا بلکہ بطور مشورہ تھا۔ واللہ اعلم

قیدیوں کے آزاد کرنے کا واقعہ...... اس واقعہ کی تفصیل امام بخاریؒ نے کتاب المغازی میں نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "غزوۂ حنین کے موقع پر نبی ﷺ نے بنو ہوازن سے قتال فرمایا اور ان کے قیدی اور اموال (غنیمت کے طور پر) حاصل کئے۔ البتہ رسول اللہ ﷺ چاہتے تھے کہ ہوازن اسلام لے آئیں۔ توقع اور امید کے پیشِ نظر آپؐ نے وہ قیدی اور اموال تقسیم نہیں فرمائے اور تقریباً چندرہ یوم تک انتظار فرمایا اس امید میں کہ شاید ہوازن والے آئیں اور اسلام قبول کرلیں تو ان کے تمام اموال انہیں واپس کردیں لیکن جب کافی تاخیر ہوگئی تو آپؐ نے اموالِ غنیمت تقسیم فرمادیئے۔ اس وقت آپؐ "جعرانہ" میں تھے جو طائف اور مکہ کے درمیان ہے۔ وہیں پر پھر ہوازن والے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر توبہ کرکے اسلام لے آئے اور اپنے اموال اور قیدیوں کی واپسی کا مطالبہ کیا، رسول اللہ ﷺ نے انہیں اموال کی تقسیم میں تاخیر اور ان کے اسلام کے انتظار کی تفصیل بتلادی اور انہیں جواب دے دیا کہ اب تقسیم کے بعد یہ تو ممکن نہیں کہ تمام قیدی اور اموال سب کے سب انہیں لوٹا دیئے جائیں البتہ دونوں میں سے کسی ایک کے لوٹانے کا انتظام ہوسکتا ہے، انہوں نے قیدیوں کی واپسی کو پسند کیا، رسول اللہ ﷺ نے تمام صحابہ کو جمع فرمایا اور ان کے درمیان کھڑے ہوکر فرمایا کہ: ...... (جاری ہے)

۲۰۱۸ــــوحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا قَفَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ حُنَيْنٍ سَأَلَ عُمَرُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ نَذْرٍ كَانَ نَذَرَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اعْتِكَافِ يَوْمٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ

۲۰۱۸..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ حنین سے واپسی کے سفر میں تھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ سے ایک نذر کے متعلق جو انہوں نے جاہلیت کے دور میں مانی تھی دریافت فرمایا جو ایک دن کے اعتکاف کے بارے میں تھی..... آگے حسب سابق بیان کیا۔

۲۰۱۹ــــوحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ عُمْرَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْجِعْرَانَةِ فَقَالَ لَمْ يَعْتَمِرْ مِنْهَا قَالَ وَكَانَ عُمَرُ نَذَرَ اعْتِكَافَ لَيْلَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ وَمَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ

۲۰۱۹..... حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے رسول اللہ ﷺ کے "جعرانہ" سے عمرہ کا ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ: نبی ﷺ نے "جعرانہ" سے عمرہ ادا نہیں فرمایا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاہلیت میں ایک دن کے اعتکاف کی نذر مانی تھی..... آگے حسب سابق بیان کیا۔

۲۰۲۰ــــوحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ ح وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِهَذَا الْحَدِيثِ فِي النَّذْرِ وَفِي حَدِيثِهِمَا جَمِيعًا اعْتِكَافُ يَوْمٍ

۲۰۲۰..... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی مذکورہ بالا حدیث اس طریق سے بھی منقول ہے۔

ان سب احادیث میں ایک دن کے اعتکاف کا ذکر ہے۔

(گزشتہ سے پیوستہ)..... امابعد! تمہارے بھائی (بنو ہوازن) تمہارے پاس تائب ہو کر آئے ہیں اور میرا خیال یہ ہے کہ ان کے قیدی انہیں واپس کر دیئے جائیں لہٰذا تم میں سے جو خوش دلی اور طیب خاطر سے ایسا کرنا چاہے وہ کرلے (یعنی آزاد کردے) اور جو کوئی یہ چاہے کہ وہ اپنا حصہ باقی رکھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آئندہ جو ہمیں پہلا مال غنیمت عطا فرمائیں گے اس میں سے انہیں دے دیا جائے (گویا یہ قیدی واپس کر کے اس کے بدلہ میں آئندہ مال غنیمت میں سے انہیں مل جائے) تو ایسا کرلے"۔ (یعنی آپ نے دونوں اختیار دے دیئے) صحابہؓ نے فوراً فرمایا کہ: ہم بخوشی اس پر راضی ہیں (کہ سب کو آزاد کردیں) پھر نبی نے چند لوگوں کے ذریعہ تحقیق و توثیق فرمائی (کیونکہ لوگوں کا مجمع تھا اور ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی خوشی سے راضی نہ ہوا ہو لوگوں کی دیکھا دیکھی یا مروت سے خاموش رہا ہو تو چونکہ مسلمان کا مال بغیر اس کی خوشی کے حلال نہیں لہٰذا آپ نے مزید تحقیق کے لئے لوگوں کو بھیجا اور ان سے توثیق کروائی) جب آپ کو علم ہو گیا کہ سب نے بخوشی رضامندی ظاہر کی ہے تو آپ نے ہوازن کو ان کے قیدی واپس کر دیئے۔

حدیث میں "لوگوں کے قیدی آزاد کرنے سے یہی مراد ہے۔ اور اسی موقع پر حضرت عمرؓ نے بھی اپنی باندی کو آزاد فرمایا تھا جس کا ذکر حدیث میں آیا۔

باب-۲۸۱ **باب صحبة المماليك**

مملوک غلاموں سے حسن سلوک کا بیان

۲۰۲۱ - حدثني أبو كامل فضيل بن حسين الجحدري حدثنا أبو عوانة عن فراس عن ذكوان أبي صالح عن زاذان أبي عمر قال أتيت ابن عمر وقد أعتق مملوكا قال فأخذ من الأرض عودا أو شيئا فقال ما فيه من الأجر ما يسوى هذا إلا أني سمعت رسول الله ﷺ يقول من لطم مملوكه أو ضربه فكفارته أن يعتقه

۲۰۲۱ حضرت زاذان ابی عمرؒ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا انہوں نے ایک غلام آزاد کیا ہوا تھا، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمین پر سے کوئی لکڑی یا کچھ اور اٹھایا اور فرمایا کہ اس میں یعنی آزاد کرنے میں اتنا بھی ثواب نہیں ہے بلکہ میں نے تو رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جو شخص اپنے غلام مملوک کو چانٹا مارے یا پٹائی کرے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دے''۔

۲۰۲۲ وحدثنا محمد بن المثنى وابن بشار واللفظ لابن المثنى قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن فراس قال سمعت ذكوان يحدث عن زاذان أن ابن عمر دعا بغلام له فرأى بظهره أثرا فقال له أوجعتك قال لا قال فأنت عتيق قال ثم أخذ شيئا من الأرض فقال ما لي فيه من الأجر ما يزن هذا إني سمعت رسول الله ﷺ يقول من ضرب غلاما له حدا لم يأته أو لطمه فإن كفارته أن يعتقه

۲۰۲۲ حضرت زاذان ابی عمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک غلام کو بلایا تو اس کی پشت پر (زخم وغیرہ کا) نشان دیکھا، فرمانے لگے کہ میں نے تجھے تکلیف دی؟ وہ کہنے لگا کہ نہیں! ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تو آزاد ہے، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمین پر سے کوئی چیز اٹھائی اور فرمایا کہ اس آزاد کرنے میں اتنا بھی ثواب نہیں ہے جو اس لکڑی وغیرہ کے وزن کے برابر ہی ہو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جس نے اپنے غلام کو نا کردہ جرم میں کوئی حد لگائی، (مارا پیٹا) یا اسے طمانچہ مارا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دے۔

۲۰۲۳ وحدثناه أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا وكيع ح و حدثني محمد بن المثنى حدثنا عبد الرحمن كلاهما عن سفيان عن فراس بإسناد شعبة وأبي عوانة أما حديث ابن مهدي فذكر فيه حدا لم يأته وفي حديث وكيع من لطم عبده ولم يذكر الحد

۲۰۲۳ حضرت شعبہ اور ابو عوانہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اسناد کے ساتھ یہی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

ابن مہدی کی روایت کردہ حدیث میں حد کو ذکر فرمایا ہے اور حضرت وکیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ جس آدمی نے اپنے غلام کو طمانچہ مارا اور حد ذکر نہیں فرمائی۔

۲۰۲٤ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا عبد الله بن نمير ح و حدثنا ابن نمير واللفظ له حدثنا أبي حدثنا سفيان عن سلمة بن كهيل عن معاوية بن سويد قال لطمت مولى لنا فهربت ثم جئت قبيل الظهر فصليت خلف أبي فدعاه ودعاني ثم

۲۰۲۴ حضرت معاویہ بن سوید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک غلام کو طمانچہ مارا، پھر میں وہاں سے بھاگ گیا، ظہر سے قبل میں واپس آیا اور اپنے والد کے پیچھے نماز پڑھی، انہوں نے غلام کو بھی بلایا اور مجھے بھی بلایا۔ اور غلام سے کہا کہ اس سے بدلہ لو، اس نے معاف کر دیا، پھر میرے والد نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم بنو مقرن میں

قَالَ امْتَثِلْ مِنْهُ فَعَفَا ثُمَّ قَالَ كُنَّا بَنِي مُقَرِّنٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَيْسَ لَنَا إِلَّا خَادِمٌ وَاحِدَةٌ فَلَطَمَهَا أَحَدُنَا فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ أَعْتِقُوهَا قَالُوا لَيْسَ لَهُمْ خَادِمٌ غَيْرُهَا قَالَ فَلْيَسْتَخْدِمُوهَا فَإِذَا اسْتَغْنَوْا عَنْهَا فَلْيُخَلُّوا سَبِيلَهَا

اس حال میں تھے کہ ہمارے پاس ایک خادمہ تھی، ہم میں سے کسی نے اسے تھپڑ مار دیا۔ نبی ﷺ کو اس کی اطلاع پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے آزاد کر دو، لوگوں نے کہا کہ ان کے پاس اس کے علاوہ کوئی دوسرا خادم نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا اس سے خدمت لیتے رہیں اور جب اس کی ضرورت نہ رہے تو آزاد کر دیں۔

٢٠٢٥ ...حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ عَجِلَ شَيْخٌ فَلَطَمَ خَادِمًا لَهُ فَقَالَ لَهُ سُوَيْدُ بْنُ مُقَرِّنٍ عَجَزَ عَلَيْكَ إِلَّا حُرُّ وَجْهِهَا لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مِنْ بَنِي مُقَرِّنٍ مَا لَنَا خَادِمٌ إِلَّا وَاحِدَةٌ لَطَمَهَا أَصْغَرُنَا فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نُعْتِقَهَا

٢٠٢٥ ... حضرت ھلالؒ بن یساف کہتے ہیں کہ ایک بزرگ نے جلدی کرتے ہوئے اپنی باندی کو (چہرہ پر) تھپڑ مار دیا، حضرت سوید بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے ان سے کہا کہ تجھے اس کے چہرہ کے معزز حصہ کے سوا کوئی جگہ نہ ملی۔ مجھے دیکھ میں بنی مقرن کا ساتواں بیٹا ہوں، ہمارے پاس سوائے ایک باندی کے کوئی خادم نہ تھا، ہم میں سے سب سے چھوٹے بھائی نے اسے ایک تھپڑ مار دیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اسے آزاد کرنے کا حکم فرمایا۔

٢٠٢٦ ... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ كُنَّا نَبِيعُ الْبَزَّ فِي دَارِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ أَخِي النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ فَخَرَجَتْ جَارِيَةٌ فَقَالَتْ لِرَجُلٍ مِنَّا كَلِمَةً فَلَطَمَهَا فَغَضِبَ سُوَيْدٌ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ إِدْرِيسَ

٢٠٢٦ ... حضرت ہلال بن یساف کہتے ہیں کہ ہم سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مقرن کے گھر میں جو حضرت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مقرن کے بھائی تھے، کپڑا وغیرہ بیچ رہے تھے، اس اثناء میں ایک باندی وہاں آنکلی اور ہم میں سے کسی شخص سے کوئی بات کہی جس پر اس شخص نے اسے طمانچہ مار دیا، حضرت سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصہ ہو گئے ... آگے حسب سابق بیان کیا۔

٢٠٢٧ وحَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ قَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ مَا اسْمُكَ قُلْتُ شُعْبَةُ فَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنِي أَبُو شُعْبَةَ الْعِرَاقِيُّ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ أَنَّ جَارِيَةً لَهُ لَطَمَهَا إِنْسَانٌ فَقَالَ لَهُ سُوَيْدٌ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الصُّورَةَ مُحَرَّمَةٌ فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لَسَابِعُ إِخْوَةٍ لِي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمَا لَنَا خَادِمٌ غَيْرُ وَاحِدٍ فَعَمَدَ أَحَدُنَا فَلَطَمَهُ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نُعْتِقَهُ

٢٠٢٧ ... حضرت سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مقرن سے روایت ہے کہ ان کی ایک باندی کو کسی آدمی نے طمانچہ مار دیا، حضرت سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ چہرہ پر مارنا حرام ہے (چہرہ انسانی جسم میں سب سے محترم اور معزز حصہ ہے) پھر فرمایا کہ میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ میں اپنے بھائیوں میں ساتواں تھا رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ، اور ہمارے پاس ایک کے سوا کوئی خادم بھی نہ تھا، ہم میں سے کسی نے جان بوجھ کر اسے ایک چانٹا مار دیا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ اسے آزاد کر دیں۔ [1]

---

[1] ان سب احادیث سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ شریعت اسلامیہ میں غلام اور باندی کے ساتھ حسن سلوک کی نہایت سخت تاکید کی گئی ہے اور ان کے حقوق کی رعایت کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے تاکہ وہ انسان جو تقدیر الٰہی سے دوسرے انسانوں کے خادم　　(جاری ہے)

۲۰۲۸ ..... وحدثناه إسحق بن إبراهيم ومحمد بن المثنى عن وهب بن جرير أخبرنا شعبة قال قال لي محمد بن المنكدر ما اسمك فذكر بمثل حديث عبد الصمد.

۲۰۲۸ ..... ان راویوں سے بھی عبد الصمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کردہ حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

۲۰۲۹ ..... حدثنا أبو كامل الجحدري حدثنا عبد الواحد يعني ابن زياد حدثنا الأعمش عن إبراهيم التيمي عن أبيه قال قال أبو مسعود البدري كنت أضرب غلاما لي بالسوط فسمعت صوتا من خلفي اعلم أبا مسعود فلم أفهم الصوت من الغضب قال فلما دنا مني إذا هو رسول الله ﷺ فإذا هو يقول اعلم أبا مسعود اعلم أبا مسعود قال فألقيت السوط من يدي فقال اعلم أبا مسعود أن الله أقدر عليك منك على هذا الغلام قال فقلت لا أضرب مملوكا بعده أبدا

۲۰۲۹ ..... حضرت ابو مسعود البدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں اپنے ایک غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا کہ اچانک میں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی "جان رکھو اے ابو مسعود!" میں غصہ کی وجہ سے آواز کو سمجھ نہ سکا، جب آواز قریب ہو گئی تو دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور فرما رہے ہیں کہ: اے ابو مسعود! جان رکھو۔ اے ابو مسعود! جان رکھو"۔ فرماتے ہیں کہ میں نے کوڑا اپنے ہاتھ سے رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا:
"اے ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جان رکھو کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو تم پر اس سے زیادہ قدرت حاصل ہے جتنی تمہیں اس غلام پر" (تم جو اس کو بے تحاشا پیٹ رہے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے زیادہ عذاب دینے پر قادر ہیں) فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اس کے بعد میں کبھی اپنے غلام کو نہیں ماروں گا"۔

۲۰۳۰ ..... وحدثناه إسحق بن إبراهيم أخبرنا جرير ح و حدثني زهير بن حرب حدثنا محمد بن حميد وهو المعمري عن سفيان ح و حدثني محمد بن رافع حدثنا عبد الرزاق أخبرنا سفيان ح و حدثنا أبو بكر ابن أبي شيبة حدثنا عفان حدثنا أبو عوانة كلهم عن الأعمش بإسناد عبد الواحد نحو حديثه غير أن في حديث جرير فسقط من يدي السوط من هيبته

۲۰۳۰ ..... اس سند سے بھی یہ سابقہ حدیث منقول ہے۔ البتہ اس روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ فسقط من يدي السوط من هيبته، یعنی "آپ ﷺ کی ہیبت کی وجہ سے میرا کوڑا میرے ہاتھ سے گر گیا"۔

۲۰۳۱ ..... وحدثنا أبو كريب محمد بن العلاء حدثنا

۲۰۳۱ ..... حضرت ابو مسعود الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ

(گذشتہ سے پیوستہ) ..... بن گئے ہیں ان کی انسانیت اور انسانی حقوق کی تذلیل نہ ہو سکے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کسی سخت غلطی پر غلام کو مارنا ہی مقصود ہو تو اس میں بھی حکم یہ دیا گیا کہ چہرہ پر مت مارا جائے کیونکہ چہرہ انسانی جسم میں سب سے اشرف اور محترم حصہ ہے۔ چہرہ ہی انسانی شناخت کا ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا مظہر ہے اور ویسے بھی تمام جسم کے اعضاء رئیسہ کا مرکز بھی چہرہ ہے لہٰذا حضور علیہ السلام نے چہرہ پر مارنے سے منع فرمایا۔ (واللہ اعلم)

أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِي صَوْتًا اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ لَلَّهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللهِ فَقَالَ أَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ النَّارُ أَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ

میں اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی کہ: "اے ابو مسعود! جان لو کہ اللہ تعالیٰ تم پر زیادہ قدرت رکھتا ہے اس کی بہ نسبت جتنی تم اس غلام پر رکھتے ہو"۔ میں آواز کی طرف مڑا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ غلام اللہ کی رضا کے لئے آزاد ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:
"اچھا! اگر تم ایسا نہ کرتے تو جہنم کی آگ تمہیں جلا دیتی یا فرمایا کہ تمہیں چھو جاتی"۔

۲۰۳۲۔۔۔۔۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّهُ كَانَ يَضْرِبُ غُلَامَهُ فَجَعَلَ يَقُولُ أَعُوذُ بِاللهِ قَالَ فَجَعَلَ يَضْرِبُهُ فَقَالَ أَعُوذُ بِرَسُولِ اللهِ فَتَرَكَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَاللهِ لَلَّهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ قَالَ فَأَعْتَقَهُ

۲۰۳۲۔۔۔۔۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے غلام کو مار رہے تھے، غلام کہنے لگا کہ میں اللہ کی پناہ پکڑتا ہوں۔ لیکن وہ اسے مارتے رہے۔ پھر وہ کہنے لگا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی پناہ پکڑتا ہوں، اس پر انہوں نے اسے مارنا چھوڑ دیا۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت حاصل ہے جتنی تجھے اس غلام پر"۔ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اسے آزاد کر دیا۔

۲۰۳۳۔۔۔۔۔وحَدَّثَنِيهِ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَهُ أَعُوذُ بِاللهِ أَعُوذُ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ

۲۰۳۳۔۔۔۔۔ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اس میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی پناہ کا ذکر نہیں ہے۔

۲۰۳۴۔۔۔۔۔وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا فُضَيْلُ ابْنُ غَزْوَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي نُعْمٍ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ بِالزِّنَا يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ

۲۰۳۴۔۔۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو القاسم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جس نے اپنے مملوک غلام یا باندی پر زنا کی جھوٹی تہمت لگائی تو قیامت کے روز اس پر حد لگائی جائے گی۔ الا یہ کہ وہ ایسا ہی ہو جیسا اس نے کہا (یعنی سچا ہو)۔

۲۰۳۵۔۔۔۔۔وحَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ كِلَاهُمَا عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمَا سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ نَبِيَّ التَّوْبَةِ

۲۰۳۵۔۔۔۔۔ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ میں نے ابو القاسم نبی التوبہ سے سنا۔

۲۰۳۶۔۔۔۔۔حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ

۲۰۳۶۔۔۔۔۔ حضرت معرور بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم

حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ مَرَرْنَا بِأَبِي ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ وَعَلَى غُلَامِهِ مِثْلُهُ فَقُلْنَا يَا أَبَا ذَرٍّ لَوْ جَمَعْتَ بَيْنَهُمَا كَانَتْ حُلَّةً فَقَالَ إِنَّهُ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنْ إِخْوَانِي كَلَامٌ وَكَانَتْ أُمُّهُ أَعْجَمِيَّةً فَعَيَّرْتُهُ بِأُمِّهِ فَشَكَانِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَقِيتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ سَبَّ الرِّجَالَ سَبُّوا أَبَاهُ وَأُمَّهُ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ هُمْ إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَأَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ وَأَلْبِسُوهُمْ مِمَّا تَلْبَسُونَ وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ.

ربذہ کے مقام پر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ پر سے گزرے، ان پر ایک چادر پڑی ہوئی تھی، جب کہ ان کے غلام پر بھی ویسی ہی چادر تھی، ہم نے ان سے کہا کہ اے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اگر آپ ان دونوں چادروں کو جمع کر لیتے تو یہ ایک جوڑا بن جاتا۔ انہوں نے کہا کہ میرے اور میرے بھائیوں میں سے ایک آدمی کے درمیان کچھ تنازعہ تھا، اس بھائی کی ماں عجمی تھی میں نے اسے ماں کی نسبت سے کوئی عار دلانے والی بات کی۔ اس نے نبی ﷺ سے میری شکایت کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ: اے ابوذر! تم ایک ایسے شخص ہو کہ تم میں جاہلیت ہے (جاہلیت کا اثر تم میں ابھی تک ہے) میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جو شخص لوگوں کو گالی دے گا تو لوگ اس کے باپ ماں کو گالی تو دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اے ابوذر! تم میں جاہلیت باقی ہے۔ وہ تمہارے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارا ماتحت بنایا ہے، لہٰذا جو تم کھاؤ وہی انہیں بھی کھلاؤ، جو خود پہنو انہیں بھی پہناؤ اور انہیں ان کی طاقت سے زیادہ کا مکلف مت بناؤ اور اگر ایسے کسی کام کا انہیں مکلف بناؤ بھی تو پھر اس کام میں ان کی مدد کرو"۔ ❶

٢٠٣٧..... وحَدَّثَنَاه أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ زُهَيْرٍ وَأَبِي مُعَاوِيَةَ بَعْدَ قَوْلِهِ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ قَالَ قُلْتُ عَلَى حَالِ سَاعَتِي مِنَ الْكِبَرِ قَالَ نَعَمْ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي مُعَاوِيَةَ نَعَمْ عَلَى حَالِ سَاعَتِكَ مِنَ الْكِبَرِ وَفِي حَدِيثِ عِيسَى فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيَبِعْهُ وَفِي حَدِيثِ زُهَيْرٍ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ فَلْيَبِعْهُ وَلَا فَلْيُعِنْهُ

٧٢٠٣..... ان دونوں سندوں سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اس میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ: تیرے اس بڑھاپے کے باوجود تیرے اندر جاہلیت باقی ہے"۔

حضرت ابو معاویہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے جی ہاں! تیرے بڑھاپے کے باوجود بھی، اور عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ اگر وہ ایسے ایسے کام پر مجبور کرے جو اس کو دشوار گزرے تو چاہیے کہ وہ اس کو بیچ دے اور زہیر کی روایت کردہ حدیث میں ہے چاہیے کہ وہ اس پر اس کی مدد کرے اور ابو معاویہ کی روایت کردہ حدیث میں بیچنے اور مدد کرنے کا ذکر نہیں ہے ان کی حدیث و لا یکلفه ما یغلبه (اس پر دشواری نہ ڈالو کہ وہ مغلوب ہو جائے) پر پوری ہو گئی۔

❶ گویا حضرت ابوذرؓ نے اپنے غلام کو رسول اللہ ﷺ کی نصیحت کے بعد اپنا بھائی کہنا اور ماننا شروع کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے غلاموں کے برابری والے حقوق بیان فرمائے۔ چنانچہ ابوذرؓ نے دونوں چادر میں ملا کر جوڑا نہ بنانے کی وجہ سے یہی بیان کیا کہ آپ ؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو خود پہنو وہ انہیں بھی پہناؤ۔ اسی لئے میں نے اپنے غلام کو بھی وہی چادر پہنائی جو میں پہنے ہوئے ہوں۔

انْتَهَى عِنْدَ قَوْلِهِ وَلَا يُكَلِّفُهُ مَا يَغْلِبُهُ

۲۰۳۸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الْأَحْدَبِ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا ذَرٍّ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلَى غُلَامِهِ مِثْلُهَا فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ قَالَ فَذَكَرَ أَنَّهُ سَابَّ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَعَيَّرَهُ بِأُمِّهِ قَالَ فَأَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ إِخْوَانُكُمْ وَخَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدَيْهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ عَلَيْهِ

۲۰۳۸۔ حضرت معرور بن سویدؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس حال میں دیکھا کہ ان کے اوپر اور ان کے غلام پر ایک جیسی چادر تھی۔ میں نے اس بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے ذکر کیا کہ ایک مرتبہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایک شخص کو گالی دے دی تھی اور اسے ماں کی نسبت سے عار دلائی تھی، وہ آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور آپ ﷺ سے ساری بات بیان کر دی۔ نبی ﷺ نے مجھے فرمایا کہ: "تم ایسے شخص ہو جس میں جاہلیت کے اثرات باقی ہے، یہ تمہارے بھائی اور تمہارے خادم ہیں، اللہ نے انہیں تمہارا ماتحت بنایا ہے۔ لہٰذا جس کا کوئی (مسلمان) بھائی اس کا ماتحت (نوکر یا غلام) ہو تو جو خود کھائے اسے بھی کھلائے اور جو خود پہنے اسے بھی پہنائے اور تم انہیں ان کی طاقت سے زیادہ کسی کام کا مکلف مت بناؤ اور اگر بناؤ تو اس پر ان کی مدد بھی کیا کرو"۔

۲۰۳۹ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ الْأَشَجِّ حَدَّثَهُ عَنِ الْعَجْلَانِ مَوْلَى فَاطِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِلْمَمْلُوكِ طَعَامُهُ وَكِسْوَتُهُ وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا يُطِيقُ

۲۰۳۹ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
غلام کو کھانا اور کپڑا دو اور اس سے وہی کام لو جس کی اسے طاقت ہے۔

۲۰۴۰ وَحَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ مُوسَى بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا صَنَعَ لِأَحَدِكُمْ خَادِمُهُ طَعَامَهُ ثُمَّ جَاءَهُ بِهِ وَقَدْ وَلِيَ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ فَلْيَأْكُلْ فَإِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوهًا قَلِيلًا فَلْيَضَعْ فِي يَدِهِ مِنْهُ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ قَالَ دَاوُدُ يَعْنِي لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ

۲۰۴۰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جب تم میں سے کسی کا خادم اس کے لئے کھانا بنائے، پھر اس کے پاس لے کر آئے اس حال میں کہ وہ اس (کے پکانے) کی گرمی اور دھواں برداشت کر چکا ہو تو مالک کو چاہیے کہ اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلائے اور اگر کھانا تھوڑا اور ناکافی ہو تو کم از کم ایک دو لقمے ہی اس کے منہ میں ڈال دے"۔ ❶

۲۰۴۱ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى

۲۰۴۱ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول

❶ تاکہ وہ غلام جس نے محنت سے پکانے میں آگ کی گرمی اور مشقت برداشت کی ہے اور اس کی خوشبو اس کے نتھنوں میں گئی ہے تو اس کا حق ہے کہ اس کھانے میں اسے شامل کیا جائے تاکہ وہ بھی اس سے لطف اندوز ہو سکے یا کم از کم اس کے ذائقہ سے ہی آشنا ہو جائے۔

مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللَّهِ فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"غلام جب اپنے آقا کا خیر خواہ ہو اور اللہ کی بندگی اور عبادت بھی اچھی طرح کرے تو اس کے لئے دوھرا اجر ہے"۔

۲۰۴۲۔۔۔۔ و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ح و حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي أُسَامَةُ جَمِيعًا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ

۲۰۴۲۔۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے ان مختلف اسانید اور طرق کے ساتھ مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کردہ (سابقہ) حدیث ہی کی مثل روایت بیان فرماتے ہیں۔

۲۰۴۳۔۔۔۔ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوكِ الْمُصْلِحِ أَجْرَانِ وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ لَوْلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْحَجُّ وَبِرُّ أُمِّي لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَمُوتَ وَأَنَا مَمْلُوكٌ قَالَ وَبَلَغَنَا أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ لَمْ يَكُنْ يَحُجُّ حَتَّى مَاتَتْ أُمُّهُ لِصُحْبَتِهَا قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ فِي حَدِيثِهِ لِلْعَبْدِ الْمُصْلِحِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْمَمْلُوكَ

۲۰۴۳۔۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس مملوک غلام کے لئے جو نیک عمل ہو دوہرا اجر ہے"۔

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ) اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں ابوہریرہ کی جان ہے، اگر اللہ کی راہ میں جہاد اور حج اور مجھے اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم نہ ہوتا تو میں یہ پسند کرتا کہ غلام ہونے کی حالت میں مروں"۔

راوی (سعید بن المسیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے اپنی والدہ کے انتقال تک حج نہیں کیا ان کی خدمت میں رہنے کی وجہ سے۔ حضرت ابوالطاہر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی روایت کردہ حدیث میں نیک غلام کا کہا ہے صرف غلام کا نہیں کہا۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام "امیمہ" یا "میمونہ" تھا اور صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ اور یہاں پر حج کرنے سے مراد فرض

[1] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ تین باتیں میرے ذمہ نہ ہوتیں جہاد، حج اور والدہ کی خدمت تو میں اس بات کو زیادہ پسند کرتا کہ میری موت حالت غلامی میں ہو کیونکہ اس میں ہر عمل کا دگنا اجر ہے۔ اور ان تین اعمال کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ حج اور جہاد میں غلام، مالک کی اجازت کے بغیر شرکت نہیں کر سکتا، اسی طرح ماں کی خدمت کیلئے بھی وہ "مولیٰ سید" مالک کی اجازت کا محتاج ہے، جب کہ دیگر بدنی عبادات میں مالک کی اجازت ضروری نہیں اور مالی عبادات بھی وہ کر سکتا ہے۔
علاوہ ازیں حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ غلام پر یہ تین احکامات واجب نہیں ہیں۔ کیونکہ غلام ان کی استطاعت نہیں رکھتا۔

حج نہیں بلکہ نفلی ہے۔

۲۰۴۴ ...... وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ الْأُمَوِيُّ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ بَلَغَنَا وَمَا بَعْدَهُ

۲۰۴۴ ...... ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی سند کے ساتھ روایت مروی ہے، اور بعد والے حصے کا ذکر نہیں ہے۔

۲۰۴۵ ...... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَدَّى الْعَبْدُ حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ كَانَ لَهُ أَجْرَانِ قَالَ فَحَدَّثْتُهَا كَعْبًا فَقَالَ كَعْبٌ لَيْسَ عَلَيْهِ حِسَابٌ وَلَا عَلَى مُؤْمِنٍ مُزْهِدٍ

۲۰۴۵ ...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"جب غلام اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے مالکوں کا حق بھی ادا کرے تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے"۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ:

"غلام پر آخرت کا حساب بھی نہیں ہے، اور نہ ہی اس مومن پر ہے جس کے پاس مال نہ ہو"۔ [1]

۲۰۴۶ ...... وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۲۰۴۶ ...... حضرت اعمش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس طریق سے مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

۲۰۴۷ ...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ

۲۰۴۷ ...... حضرت ہمام بن منبہ کہتے ہیں کہ یہ وہ احادیث ہیں جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے بیان کیں رسول اللہ ﷺ کی، پھر ان میں سے بعض احادیث ذکر کیں اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

---

[1] حضرت کعبؓ کے اس قول کہ "اس پر اور مومن محتاج پر آخرت کا حساب نہیں" کا مقصد کیا ہے؟ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ "اس کلام سے مراد یہ ہے کہ غلام جب اللہ تعالیٰ کا بھی حق ادا کرتا ہے اور مالک کا بھی حق ادا کرتا ہے تو اس کے اجر وثواب کی کثرت اور معصیت کی قلت کی وجہ سے اس پر حساب نہیں ہے"۔

بعض نے فرمایا کہ: ممکن ہے یہ حضرت کعبؓ کا اجتہاد ہو یا ان کی مراد یہ ہو کہ بہت آسان سا حساب (حساب یسیر) ہوگا۔ شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہم تکملہ فتح الملہم میں فرماتے ہیں کہ:

"حضرت کعبؓ کے کلام سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ انکی مراد یہ نہیں کہ غلام سے آخرت میں مطلقاً حساب نہ لیا جائے گا جیسا کہ دیگر شراح کا خیال ہے۔ بلکہ انکی مراد یہ ہے کہ غلام سے صرف مال کا حساب نہ ہوگا کیونکہ غلام تو کسی مال کا مالک ہوتا ہی نہیں (اس کا سارا مال اس کے مالک کا ہوتا ہے) لہٰذا اموال کے معاملہ میں اس پر حساب نہیں ہے۔ اور اس مطلب کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ کعبؓ نے اس مومن کو بھی جو قلیل المال ہو اسی غلام کے حکم میں شامل کیا ہے کہ اس پر بھی آخرت کا حساب نہیں' جس کا مطلب یہی ہے کہ فقراء کا حساب فقط غیر اموال میں ہوگا' یہاں پر حضرت کعبؓ نے فقط اموال کے اعتبار حساب نہ ہونے کی نفی فرمائی ہے کیونکہ ان کے پاس یا تو مال ہوتا ہی نہیں (جیسے غلام) یا بہت کم ہوتا ہے (جیسے قلیل المال مومن)۔

تو گویا حضرت کعبؓ کو جب ابو ہریرہؓ کی مذکورہ حدیث پہنچی کہ غلام کے لئے دوہرا اجر ہے تو اس پر انہوں نے اضافہ کیا کہ غلام کی اخروی مشقت آزاد انسانوں کی بہ نسبت ہلکی ہے کیونکہ ان کا آخرت میں مال کے اعتبار سے حساب نہ ہوگا مال کا مالک نہ ہونے کی وجہ سے۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نِعِمَّا لِلْمَمْلُوكِ أَنْ يُتَوَفَّى يُحْسِنُ عِبَادَةَ اللهِ وَصَحَابَةَ سَيِّدِهِ نِعِمَّا لَهُ

فرمایا:
"کتنا ہی اچھا ہے وہ غلام کہ جس کو اس حال میں موت آئے کہ وہ اللہ کی بندگی بھی اچھے طریقہ سے کرتا ہے اور اپنے مالک کی خدمت بھی بہترین کرتا ہو، بہت ہی اچھا ہے"۔

باب-۲۸۲ باب من أعتق شركا له في عبد
مشترک غلام میں سے کسی شریک کا اپنا حصہ آزاد کرنے کا حکم

۲۰۴۸..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قُلْتُ لِمَالِكٍ حَدَّثَكَ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ فَكَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ الْعَدْلِ فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ

۲۰۴۸ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، رسول اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جس شخص نے اپنے کسی مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کیا، پھر اس کے پاس اتنا مال تھا جو غلام کی باقی ماندہ قیمت کے برابر تھا تو وہ اپنے شریکوں کے لئے قیمت لگائے اور شرکاء کو ان کے حصوں کے مطابق قیمت ادا کر دے تو غلام اسی کی طرف سے آزاد ہوگا، ورنہ (اگر اس کے پاس مزید مال نہ ہو) تو جتنا اس نے آزاد کیا اتنا ہی حصہ آزاد ہوگا"۔

۲۰۴۹ وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ مِنْ مَمْلُوكٍ فَعَلَيْهِ عِتْقُهُ كُلُّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَهُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ

۲۰۴۹ ... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جس نے کسی مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کیا تو اگر اس کے پاس مزید اتنا مال ہے جو غلام کی بقیہ قیمت کے برابر ہو تو اس کے ذمہ سارے غلام کا آزاد کرنا واجب ہے (تاکہ وہ پوری طرح آزاد ہو جائے جس کیلئے ضروری ہے کہ دیگر شرکاء کو ان کے حصوں کے مطابق قیمت ادا کر دی جائے) اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو جتنا آزاد کیا اتنا ہی آزاد ہوگا"۔

۲۰۵۰ وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ فِي عَبْدٍ فَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ قَدْرُ مَا يَبْلُغُ قِيمَتَهُ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ عَدْلٍ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ

۲۰۵۰ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کیا تو اگر اس کے پاس اتنا مال ہو جو غلام کی قیمت کے بقدر ہو تو اس غلام کی پوری قیمت لگائی جائے گی ورنہ اس سے اتنا ہی حصہ آزاد ہوگا جتنا اس نے آزاد کیا۔

۲۰۵۱ و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ

۲۰۵۱ ان مختلف سات اسانید کے ساتھ یہی مذکورہ بالا روایت منقول ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث

الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي إِسْمَعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ ح و حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ إِلَّا فِي حَدِيثِ أَيُّوبَ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ فَإِنَّهُمَا ذَكَرَا هَذَا الْحَرْفَ فِي الْحَدِيثِ وَقَالَا لَا نَدْرِي أَهُوَ شَيْءٌ فِي الْحَدِيثِ أَوْ قَالَهُ نَافِعٌ مِنْ قِبَلِهِ وَلَيْسَ فِي رِوَايَةِ أَحَدٍ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِلَّا فِي حَدِيثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ

روایت کرتے ہیں ان کی روایت کردہ حدیث میں یہ نہیں ہے کہ اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو اتنا ہی آزاد ہوگا جتنا اس نے آزاد کیا۔ حضرت ایوب اور یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی اپنی روایت کردہ حدیث میں یہ صرف ذکر کیا ہے اور کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ وہ حدیث میں سے ہے یا حضرت نافع نے اپنی طرف سے کہا ہے۔ حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ کسی بھی روایت میں یہ نہیں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

٢٠٥٢ وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ آخَرَ قُوِّمَ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ قِيمَةَ عَدْلٍ لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ ثُمَّ عَتَقَ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ مُوسِرًا

٢٠٥٢ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نے اپنا ایسا غلام جو اس کے اور کسی دوسرے کے درمیان مشترک ہو آزاد کیا تو اس کے مال میں سے غلام کی بقیہ ٹھیک اور مناسب قیمت لگائی جائے گی جس میں نہ کم لگائی جائے نہ زیادہ، پھر وہ اس کے مال سے آزاد ہوگا اگر وہ (آزاد کرنے والا) مال دار خوش حال ہو"۔

٢٠٥٣ وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ عَتَقَ مَا بَقِيَ فِي مَالِهِ إِذَا كَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ

٢٠٥٣ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے اپنا حصہ آزاد کیا مشترک غلام میں سے تو بقیہ حصہ میں وہ اس کے مال سے آزاد ہوگا اگر اس کے پاس اس کی بقیہ قیمت کے برابر مال زائد ہو"۔

٢٠٥٤ وحدّثنا مُحمّدُ بْنُ الْمُثنّى ومُحمّدُ بْنُ بشّار واللّفْظُ لابْن الْمُثنّى قالا حدّثنا مُحمّدُ بْنُ جعْفرٍ حدّثنا شُعْبةُ عنْ قتادة عن النّضْر بْن أنسٍ عنْ بشيرِ بْن نهيكٍ عنْ أبي هُريْرة عن النّبيّ ﷺ قال في الْممْلُوك بيْن الرّجُليْن فيُعْتقُ أحدُهُما قال يضْمنُ۔

۲۰۵۴ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس غلام کے متعلق جو دو افراد کے درمیان مشترک ہو فرمایا کہ ان دونوں میں سے اگر ایک آزاد کردے تو دوسرے کے حصہ کے آزاد کرنے کا بھی وہ ضامن ہوگا (کہ قیمت ادا کرکے بقیہ حصہ آزاد کرے)۔

٢٠٥٥ وحدّثناه عُبيْدُ الله بْنُ مُعاذٍ حدّثنا أبي حدّثنا شُعْبةُ بهذا الْإسْناد قال منْ أعْتق شقيصًا منْ ممْلُوكٍ فهُو حُرٌّ منْ ماله

۲۰۵۵ حضرت شعبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس سند سے بھی منقول ہے کہ فرمایا:

"جس نے اپنے مملوک غلام کا اپنا حصہ آزاد کیا تو وہ اسی کے مال میں آزاد ہوگا"۔

٢٠٥٦ وحدّثني عمْرٌو النّاقدُ حدّثنا إسْمعيلُ بْنُ إبْراهيم عن ابْن أبي عرُوبة عنْ قتادة عن النّضْر بْن أنسٍ عنْ بشيرِ ابْن نهيكٍ عنْ أبي هُريْرة عن النّبيّ ﷺ قال منْ أعْتق شقيصًا لهُ في عبْدٍ فخلاصُهُ في ماله إنْ كان لهُ مالٌ فإنْ لمْ يكُنْ لهُ مالٌ اسْتُسْعي الْعبْدُ غيْر مشْقُوقٍ عليْه

۲۰۵۶ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے اپنے مشترک غلام کا اپنا حصہ آزاد کیا تو اس کی خلاصی اسی کے مال سے ہوگی اگر وہ مالدار ہو، اور اگر وہ مالدار نہ ہو تو غلام سے "سعایہ" کرایا جائے گا لیکن اس پر مجبور نہیں کیا جائے گا"۔

(سعایہ سے مراد یہ ہے کہ غلام سے مزدوری کروائی جائے گی کہ وہ مزدوری کرکے اپنی بقیہ قیمت اپنے دیگر شرکاء کو ادا کرے تاکہ وہ پورا آزاد ہو سکے)۔

٢٠٥٧ وحدّثناه أبُو بكْر بْنُ أبي شيْبة حدّثنا عليُّ بْنُ مُسْهرٍ ومُحمّدُ بْنُ بشْرٍ ح و حدّثنا إسْحقُ بْنُ إبْراهيم وعليُّ بْنُ خشْرمٍ قالا أخْبرنا عيسى بْنُ يُونُس جميعًا عن ابْن أبي عرُوبة بهذا الْإسْناد وفي حديث عيسى ثُمّ يُسْتسْعى في نصيب الّذي لمْ يُعْتقْ غيْر مشْقُوقٍ عليْه

۲۰۵۷ ان دو طرق سے یہی مذکورہ بالا روایت مروی ہے اور حضرت عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ پھر اس غلام سے اس کے حصہ میں محنت (سعی) کروائی جائے گی جس نے آزاد نہیں کیا بغیر مجبور کئے۔

٢٠٥٨ حدّثنا عليُّ بْنُ حُجْرٍ السّعْديُّ وأبُو بكْر بْنُ أبي شيْبة وزُهيْرُ بْنُ حرْبٍ قالُوا حدّثنا إسْمعيلُ وهُو ابْنُ عُليّة عنْ أيُّوب عنْ أبي قلابة عنْ أبي الْمُهلّب عنْ عمْران بْن حُصيْنٍ أنّ رجُلًا أعْتق ستّة ممْلُوكين لهُ عنْد موْته لمْ يكُنْ لهُ مالٌ غيْرهُمْ فدعا

۲۰۵۸ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی موت کے وقت اپنے چھ غلاموں کو آزاد کردیا جن کے سوا اس کے پاس کوئی مال بھی نہیں تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان غلاموں کو بلایا اور ان کو تین حصوں میں تقسیم کردیا، پھر ان کے درمیان قرعہ اندازی کی جس کے مطابق دو کو آزاد کردیا اور چار کو غلام ہی رہنے دیا اور

بِهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَجَزَّأَهُمْ أَثْلَاثًا ثُمَّ أَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً وَقَالَ لَهُ قَوْلًا شَدِيدًا

اس مرنے والے کے لئے سخت ترین الفاظ فرمائے"۔ ❶

٢٠٥٩ ... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ عَنِ الثَّقَفِيِّ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا حَمَّادٌ فَحَدِيثُهُ كَرِوَايَةِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَأَمَّا الثَّقَفِيُّ فَفِي حَدِيثِهِ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَوْصَى عِنْدَ مَوْتِهِ فَأَعْتَقَ سِتَّةَ مَمْلُوكِينَ

۲۰۵۹ ... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے رُواۃ کے بعض معمولی تغیرات کے ساتھ حضرت حماد کی روایت کردہ حدیث تو حضرت ابن علیہ کی روایت کے مثل ہے اور ثقفی کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی نے اپنی موت کے وقت وصیت کی اور چھ غلاموں کو آزاد کیا۔

٢٠٦٠ ... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيرُ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَحَمَّادٍ

۲۰۶۰ ... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے حضرت ابن علیہ اور حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کردہ حدیث کے مثل روایت بیان فرمائی ہے۔

باب-۲۸۳ باب جواز بيع المُدَبَّر

مدبر کی بیع کے جائز ہونے کا بیان

٢٠٦١ ... حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ أَوَّلَ

۲۰۶۱ ... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری شخص نے اپنا ایک غلام مدبر بنا دیا (مدبر بنانے کا مطلب یہ ہے اسے اپنے مرنے کے بعد آزاد کرنے کا حکم دیدیا) اس کے پاس غلام کے علاوہ کوئی اور مال بھی نہیں تھا۔ نبی ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس غلام کو مجھ سے کون خریدتا ہے؟ نعیم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے آٹھ سو درہم میں خرید لیا، آپ ﷺ نے وہ دراہم ان کے حوالے کر دیا"۔

حضرت عمرو بن دینار فرماتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ سے سنا فرماتے تھے کہ وہ قبطی غلام تھا اور خلافت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلے سال مرا۔

---

❶ وجہ اس کی یہ تھی کہ موت کے وقت اعتاق (آزاد کرنے) کا حکم وصیت کا ہے اور وصیت ثلث (ایک تہائی) میں ہی نافذ ہوتی ہے۔ (واللہ اعلم)

٢٠٦٢ - وحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعَ عَمْرٌو جَابِرًا يَقُولُ دَبَّرَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ غُلَامًا لَهُ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَاعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ جَابِرٌ فَاشْتَرَاهُ ابْنُ النَّحَّامِ عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ أَوَّلَ فِي إِمَارَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ

۲۰۶۲ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری شخص نے اپنے ایک غلام کو جس کے علاوہ اس کے پاس کوئی دوسرا مال نہیں تھا اپنے مرنے کے بعد آزاد کرنے کا کہہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فروخت کر دیا۔
حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اسے النحام کے بیٹے نے خریدا اور وہ قبطی غلام تھا جو ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت کے پہلے سال انتقال کر گیا۔ (1)

٢٠٦٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمُدَبَّرِ نَحْوَ حَدِيثِ حَمَّادٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ

۲۰۶۳ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی مذکورہ بالا حدیث حماد بن عمرو بن دینار ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

٢٠٦٤ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ح و حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ ذَكْوَانَ الْمُعَلِّمِ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ ح و حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ مَطَرٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ وَعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهُمْ فِي بَيْعِ الْمُدَبَّرِ كُلُّ هٰؤُلَاءِ قَالَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِ حَمَّادٍ وَابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ

۲۰۶۴ ان تین مختلف اسانید و طرق کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہی مذکورہ حدیث (جو کہ حماد اور ابن عیینہ وغیرہ کے واسطے سے مروی تھی) مدبر کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے مروی ہے۔

---

(1) بعض اوقات لوگ اپنے غلاموں کو اپنی موت کے بعد آزاد کرنا چاہتے تھے تو یوں کہہ دیتے تھے کہ فلاں غلام میری موت کے بعد آزاد ہے۔ شرعی اصطلاح میں "مدبر" کہا جاتا تھا۔ اس کی بیع کے جواز سے متعلق ائمہ کرام کے مختلف اقوال ہیں۔
امام شافعی کے نزدیک مدبر کی بیع مطلقاً جائز ہے خواہ اس کا مالک مقروض ہو یا محتاج ہو یا نہیں۔
امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک مدبر کی بیع مطلقاً ناجائز ہے۔ الا یہ کہ کسی شرط کے ساتھ مقید ہو مثلاً: یوں کہے کہ اگر میں اس مہینہ مر گیا تو تو آزاد ہے۔
احناف کی دلیل دار قطنی کی روایت ابن عمرؓ ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:
"مدبر کو نہ فروخت کیا جا سکتا ہے نہ ہبہ کیا جا سکتا ہے اور وہ ایک تہائی آزاد ہو چکا ہے۔"
(تفصیلی بحث کے لئے دیکھئے تکملہ فتح الملہم ۲/ ۲۵۶)

كتاب القسامة والمحاربين والقصاص والديات

كِتَابُ الْقَسَامَةِ وَالْمُحَارِبِينَ وَالْقِصَاصِ وَالدِّيَاتِ ❶

قسامت، محاربین، قصاص اور دیت کے مسائل کا بیان

باب-۲۸۴　　بَابُ الْقَسَامَةِ

قسامت کا بیان

۲۰۶۵　حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ　　　۲۰۶۵　حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی حثمہ یحییٰ (راوی) کہتے

---

❶ فائدہ　یہاں سے اُن احادیث کا بیان شروع ہو رہا ہے جن کا تعلق جنایات و تعزیرات سے ہے دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ اب تک تو حقوق مدنیہ (شہری حقوق) کا بیان چل رہا تھا اب حقوق جنائیہ (کسی کو جانی نقصان پہنچانے کے عوض ملنے والے حقوق) کا بیان شروع کیا جا رہا ہے۔ جسے اسلام کا نظام قصاص و دیت بھی کہا جا سکتا ہے۔

اہل مغرب نے اس آخری صدی میں شریعت اسلامیہ کے جن چند احکامات کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا ہے ان میں قانون قصاص و دیت اور حدود و تعزیرات کے قوانین سر فہرست ہیں اور اہل مغرب نے اس بارے میں بہت زیادہ شور مچایا ہوا ہے کہ اسلام کے یہ احکامات بہت زیادہ سنگدلی اور قساوت کے مظہر ہیں انسان و بشری حقوق کے خلاف ہیں وغیرہ وغیرہ۔ (العیاذ باللہ)

یہ کہا جاتا ہے کہ کسی زندہ انسان کو سنگسار کر دینا کہ وہ مر جائے یا اس کا ہاتھ پاؤں کاٹنے سے سولی چڑھانا غیر انسانی اور وحشیانہ حرکت ہے۔ (نعوذ باللہ)

غرضیکہ اسلام کے قوانین حدود و قصاص سے متعلق ایک باقاعدہ منظم پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے اور اس مہم میں بعض ایسے لوگ بھی شامل ہیں جو بظاہر اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اسلام کے ان قوانین کو ماننے کے بجائے یورپ اور ترقی مغرب سے متاثرہ مرعوب ہونے کی وجہ سے اسلام کے اندر تحریفات کا راستہ کھولنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اہل مغرب کو شریعت اسلامیہ کی جن باتوں پر اعتراض ہو ان کی تاویل کر کے اہل مغرب کے سامنے معذرت خواہانہ انداز اختیار کریں۔ چنانچہ ایسے متجددین اسلام نے شریعت حقہ کے واضح نصوص کے اندر تاویلات کا راستہ اختیار کیا اور یہ انداز اختیار کیا گویا کہ اسلام کے یہ احکامات اسلام کی پیشانی پر بدنما داغ ہیں (نعوذ باللہ) اور وہ ان داغوں کو اسلام کی پیشانی سے دھونا چاہتے ہیں اپنی باطل تاویلات کے ذریعہ۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ کے قوانین قصاص، حدود تمام مذاہب کے جنائی قوانین سے زیادہ متوازن اور مناسب ہیں کیونکہ شریعت اسلامیہ نے جرائم کی سزاؤں کو مخصوص جرائم کے علاوہ دیگر عمومی جرائم میں سزائیں اور ناقابل تبدیلی ہیں وہ صرف سات مخصوص جرائم ہیں جنہیں "حدود" کہا جاتا ہے۔ حدود وہ ۱۔ قتل ۲۔ چوری ۳۔ ڈاکہ ۴۔ زنا ۵۔ قذف یعنی جھوٹی تہمت بدکاری لگانا ۶۔ شراب نوشی اور ۷۔ ارتداد یعنی مرتد ہونا ہیں۔ ان سزاؤں میں کسی انسان کو نہ تو ردوبدل یا معافی کا اختیار نہیں نہ قاضی کے نہ حاکم کے لئے۔ کیونکہ یہ حدود اللہ ہیں اور ان کے ناقابل تغیر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسے سخت جرائم ہیں جو پورے معاشرہ کو متاثر کرتے ہیں اور تمام شر و فساد کے سرچشمے یہی جرائم ہیں۔ ان جرائم کے اندر متعدی ہونے کا بھی زیادہ امکان ہے کہ دیگر لوگوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے سکتے ہیں لہٰذا شریعت اسلامیہ نے ان کے لئے ایک سخت سزاؤں کا تعین کیا جن میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔ لیکن ان کے علاوہ دیگر تمام جرائم میں جنہیں "تعزیر" کہا جاتا ہے حاکم کو اختیار ہے کہ وہ مقدمہ کے تمام پہلوؤں پر نظر کر کے ملزم کی سزا میں کمی یا اضافہ کر سکتا ہے یا کلی طور پر معاف بھی کر سکتا ہے۔

بہر کیف شریعت اسلامیہ نے برائی اور جرائم کی روک تھام اور سدباب کے لئے ایک بہت متوازن، مناسب اور محکم نظام عطا کیا ہے۔

امام الہند شاہ ولی اللہ دہلوی قدس اللہ سرہٗ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں شرعی سزاؤں اور حدود کی　　(جاری ہے)

يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ يَحْيَى وَحَسِبْتُ قَالَ وَعَنْ رَافِعِ

جیسا کہ میرا خیال ہے کہ (دوسرے راوی بشیر رحمۃ اللہ علیہ نے) یہ بھی کہا کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ دونوں سے روایت ہے کہ

(گذشتہ سے پیوستہ) تعیین کے مصالح اور حکمتیں اور وجوہات کا بڑا عمدہ بیان فرمایا ہے' جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شریعت نے ان سزاؤں کو بے شمار مصلحتوں اور انسانی معاشرہ کی ضرورتوں کو سامنے رکھتے ہوئے متعین کیا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ "حدود" یعنی ناقابل تبدیل سزائیں کافی سخت ہیں لیکن غور کرنے سے یہ حقیقت بھی اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جن جرائم کی پاداش میں یہ سزائیں مقرر کی گئی ہیں وہ ان سزاؤں سے زیادہ شدید اور معاشرہ انسانی کے لئے زیادہ خطرناک ہیں۔

تعجب تو اہل مغرب اور مغرب سے مرعوب زدہ طبقہ پر ہے کہ وہ مجرموں اور بدکرداروں کے لئے تو رحم اور ہمدردی کے جذبات رکھتے ہیں اور ان کی سزاؤں کو "وحشیانہ" کہتے ہیں لیکن پورے انسانی معاشرہ پر کوئی رحم نہیں کھاتے جس کی سلامتی' عافیت' عصمت کو یہ مجرمین تار تار کر ڈالتے ہیں اور بے شمار معصوم لوگوں کی جان و اموال اور عزتوں سے کھیلتے ہیں۔

پھر اسلام کے قوانین حدود و قصاص اور جرائم کی روک تھام کے نظام کی صرف یہی خصوصیت نہیں کہ اس نے فقط بہترین قوانین بتلا دیئے اور بس نہیں بلکہ اس نے جرائم کی روک تھام کے لئے قوانین کے علاوہ ایسے متنوع احکامات کا اجراء کیا جن سے خیر و صلاح کے دروازے کھلتے ہیں اور شر و فساد کا سد باب ہوتا ہے' اسلام جرائم سے باز رکھنے کے لئے انسان کو "معروفات" پر ابھارنے اور "منکرات" کا احساس پیدا کر کے اسے برائیوں سے باز رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔

مثلاً زنا کو لیجئے تو اسلام نے فقط اس کی حرمت' اور اس کے ارتکاب کی صورت میں سزا کا ہی ضابطہ نہیں دیا بلکہ زناکاری کی روک تھام کے لئے ایسے دور اندیش اقدامات کئے کہ ان پر عمل کی صورت میں انسان اس گھناؤنے فعل تک پہنچ نہیں سکتا۔ مثلاً: اس نے خواتین کو "حجاب" اور پردہ کا حکم دیا' مردوں اور عورتوں دونوں کو "غض بصر" نگاہوں کی حفاظت کا حکم دیا' عورتوں کو حکم دیا کہ وہ گھروں میں ٹھکانہ رکھیں بلا ضرورت شدیدہ کے باہر نہ نکلیں' غیروں کے سامنے زیب و زینت نہ کریں نہ ہی اجنبیوں کے سامنے نسوانی آواز میں گفتگو کریں جس سے کسی بھی شخص کے دل میں برائی کا میلان ہو' گھر سے باہر نکلنا ضروری ہو تو بغیر بڑی چادر سے جسم کو ڈھانپے نہ نکلیں' اسی طرح ان کی ضروریات و حوائج کی ذمہ داری مرد پر ڈالی تاکہ انہیں کمانے کے لئے گھروں سے نہ نکلنا پڑے۔

مردوں کے لئے نگاہ کی حفاظت' جلدی نکاح کو ضروری قرار دیا تاکہ اسے عفت اور پاک دامنی حاصل ہو اور برائی کی طرف جانے کی آرزو نہ ہو' مرد کے لئے اس کی خواہش کے مطابق دو' تین اور چار تک نکاح کی اجازت رکھی ہے کہ وہ اگر ازواج کی درمیان عدل و انصاف کر سکتا ہے تو ایک سے زائد نکاح کرنے کی اجازت ہے' تاکہ اگر کوئی مرد ایک بیوی سے اپنی خواہش کی تکمیل نہیں کر سکتا ہے متعدد وجوہات کی بناء پر کہ ایام حیض کی وجہ سے وہ بیوی سے اپنی خواہش پوری نہیں کر سکتا' نفاس اور حمل کی وجہ سے اسے اپنی خواہش کی تکمیل سے باز رہنا پڑتا ہے تو ایسے ایام میں بجائے اس کے کہ وہ گناہ کی طرف جائے اس کے لئے جائز راستہ رکھ دیا کہ دوسری شادی کر کے اپنی خواہش پوری کرے۔

غرضیکہ یہ تمام باتیں کس مقصد کے لئے شروع کی گئیں؟ زناکاری' بے حیائی اور فحاشی کے سد باب کے لئے۔

پھر اسلام نے ان حدود کی تنفیذ کے لئے بھی بڑے سخت قوانین متعین کئے تاکہ بغیر کسی تحقیقی ثبوت کے کسی بے گناہ کو سزا نہ مل سکے' ایسی شرائط رکھیں کہ بہت کم مقدمات میں ان سزاؤں کی تنفیذ ہو سکتی ہے مثلاً: شہادت اور گواہی کا قانون' پھر گواہوں کی شرائط وغیرہ' جن کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے۔ تاکہ کوئی کسی پر غلط الزام نہ لگا دے۔ پھر ان شرائط و قوانین کے باوجود کسی پر جرم زنا یا کوئی جرم حد ثابت ہو جائے تو ایسے مجرم کے لئے "شرعی حد" رکھی گئی کیونکہ اس نے اسلام کی دی ہوئی تمام سہولتوں کو پامال کرتے ہوئے صرف ایک حرام کا ارتکاب نہیں کیا بلکہ وہ بے شمار محرمات کی پامالی کا مرتکب ہو گیا جس کی بناء پر اب وہ اس قابل ہے کہ اسے ایسی سخت سزا دی جائے کہ وہ نمونہ عبرت بن جائے۔

ایسے محکم' متوازن اور معاشرہ انسان کے لئے مناسب ترین "نظام حدود" پر اعتراض کرنا در حقیقت اسلام دشمنی کے علاوہ کچھ نہیں۔ تمدن کا یہ مطلب لینا کہ چوروں' ڈاکوؤں اور زانیوں جیسے ناسوروں کے لئے رحم و ہمدردی کی جائے اور پورے مجتمع ... (جاری ہے)

بْنِ خَدِيجٍ أَنَّهُمَا قَالَا خَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَهْلِ بْنِ زَيْدٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودِ بْنِ زَيْدٍ حَتَّى إِذَا كَانَا بِخَيْبَرَ تَفَرَّقَا فِي بَعْضِ مَا هُنَالِكَ ثُمَّ إِذَا مُحَيِّصَةُ يَجِدُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَهْلٍ قَتِيلًا فَدَفَنَهُ ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ هُوَ وَحُوَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ وَكَانَ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ لِيَتَكَلَّمَ قَبْلَ صَاحِبَيْهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَبِّرِ الْكُبْرَ فِي السِّنِّ فَصَمَتَ فَتَكَلَّمَ صَاحِبَاهُ وَتَكَلَّمَ مَعَهُمَا فَذَكَرُوا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَقْتَلَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَهْلٍ فَقَالَ لَهُمْ أَتَحْلِفُونَ خَمْسِينَ يَمِينًا فَتَسْتَحِقُّونَ صَاحِبَكُمْ أَوْ قَاتِلَكُمْ قَالُوا وَكَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ قَالَ فَتُبْرِئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ يَمِينًا قَالُوا وَكَيْفَ نَقْبَلُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَعْطَى عَقْلَهُ

انہوں نے فرمایا کہ:

عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سہل بن زیاد اور محیصہ بن مسعود بن زید دونوں کسی سفر پر نکلے، جب خیبر پہنچے تو کسی مقام پر دونوں الگ الگ ہوگئے، پھر محیصہ نے عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سہل کو مقتول پایا، انہوں نے اسے دفن کر دیا پھر وہ اور حویصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مسعود اور عبدالرحمن بن سہل تینوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ عبدالرحمن تینوں میں سب سے چھوٹے تھے، انہوں نے اپنے دونوں ساتھیوں سے قبل ہی بات کرنا چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: "جو عمر میں بڑا ہے اسے ہی بڑا بناؤ (یعنی جو تم سے بڑے ہیں انہیں ہی گفتگو کا حق ہے تمہیں چاہئے کہ خود گفتگو کرنے کے بجائے انہیں بولنے کا موقع دو)۔

چنانچہ ان کے دونوں ساتھیوں (محیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حویصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپس میں سگے بھائی اور عبدالرحمن کے اور مقتول عبد اللہ کے چچازاد بھائی تھے) نے حضور علیہ السلام سے گفتگو کی اور انہوں نے تینوں کے ساتھ مل کر گفتگو کی اور رسول اللہ ﷺ سے عبد اللہ رضی اللہ

(گذشتہ سے پیوستہ) انسان کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے انتہائی درجہ کی حماقت ہے اور ایسا تمدن و ترقی اس قابل ہے کہ اسے قبول ہی نہ کیا جائے۔

ایک ڈاکٹر مریض کا آپریشن اور جراحی کرتے ہوئے اس کے جسم کو کاٹتا ہے کسی کی جان بچانے کے لئے پورے عضو کو کاٹ کر الگ کر دیتا ہے تو اس ڈاکٹر کو کوئی بھی ظالم سنگدل نہیں کہتا بلکہ اس کے اس عمل کو مریض کے ساتھ عین شفقت و ہمدردی قرار دیتا ہے۔ اسی طرح اسلام بھی معاشرہ انسانی کی صلاح و فلاح کے لئے مجرمین کی جراحی کرتا ہے تو پورے جسد قومی و ملی کو بچانے کے لئے کسی جزو قوم کو جو ناسور بن چکا ہے کاٹنا عین شفقت و رحمت ہے اس پر ملامت کرنے والے کو اپنی عقل پر ماتم کرنے کی ضرورت ہے۔

کتنی عجیب بات ہے کہ آج جو لوگ اسلام کے حدود و قصاص کے قوانین کو وحشیانہ کہہ رہے ہیں اور انہیں غیر انسانی قرار دے رہے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی اپنی گردنیں لاکھوں بے گناہ خواتین بچوں اور بوڑھوں کے خون میں بھری ہوئی ہیں۔ جن کو جاپان میں ایٹم بموں کے ذریعہ صرف اس بات پر ہلاک کر دیا گیا تھا کہ وہ ان کے دشمن کی سرزمین پر پیدا ہوئے ہیں۔ پوری نسلوں کو تباہ کرنے والے ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کو تاخت و تاراج کرنے والے اہل مغرب اس قابل نہیں کہ وہ انسانی حقوق کی بات کر سکیں۔ رحم و شفقت کی بات ایسے ظالم بھیڑیوں کے منہ سے اچھی نہیں لگتی جو کروڑوں انسانوں کے جانی و مالی حقوق کو غصب کئے ہوئے ہوں۔

اللہ کی قسم! اسلام کے اوپر یہ اعتراضات صرف اور صرف جاہلیت، عناد، اندھی دشمنی و بغض اور ان کے سینوں میں پلنے والی اسلام و مسلم دشمنی کا نتیجہ ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

بہر کیف! اسلام کا "نظام حدود و قصاص اور تعزیرات" انسانی فطرت اور حقوق بشری کے لحاظ سے سب سے زیادہ متوازن، مناسب اور مکمل ہے۔ جو مکمل امن و سلامتی، صلاح و فلاح اور درستگی معاشرہ کا ضامن ہے۔ ۱۲ (واللہ اعلم)

تعالیٰ عنہ بن سہل کے قتل کا تذکرہ کیا۔

آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ: کیا تم اس بات پر آمادہ ہو کہ پچاس قسمیں کھاؤ تا کہ اپنے ساتھی کی دیت یا قاتل کو حاصل کر سکو؟

انہوں نے کہا کہ ہم کیسے قسم کھا سکتے ہیں جب کہ ہم وقوعہ کے وقت موجود نہ تھے؟ فرمایا۔ پھر تم کو یہود پچاس قسمیں کھا کر (قسم کھانے سے) بری کر دیں گے (یعنی اگر تم قسم نہیں کھا سکتے تو یہود سے پچاس قسمیں لی جائیں گی اگر وہ پچاس قسمیں کھائیں تو وہ الزام قتل سے بری ہو جائیں گے) انہوں نے کہا کہ ہم کافر لوگوں کی قسمیں کیسے قبول کریں؟

رسول اللہ ﷺ نے جب یہ دیکھا تو پھر انہیں ان کی دیت ادا کی۔ ❶

---

❶ قسامت اقسام سے نکلا ہے۔ یمین اور قسم کے معنی میں۔ اور اس کے معنی ہیں کسی بڑی جماعت کا کسی چیز پر قسم کھانا اور گواہی دینا۔
اصطلاح شرع میں قسامت کہا جاتا ہے "ان قسموں کو جو اہل محلہ کھائیں کسی ایسے مقتول کے بارے میں جو ان کے محلہ میں پایا گیا ہو اور اس کے قاتل پر کوئی گواہ بھی موجود نہ ہو تو اہل محلہ یہ قسم کھائیں کہ انہوں نے اس کو نہ تو قتل کیا ہے نہ ہی اس کے قاتل سے واقف ہیں"۔
قسامت کی یہ تعریف امام ابو حنیفہؒ کی رائے کے مطابق ہے۔
جب کہ امام شافعیؒ کے نزدیک ایسا مقتول پائے جانے کی صورت میں اہل محلہ کے بجائے مقتول کے ورثاء اور اولیاء پر قسامت ہوگی کہ وہ قسم کھائیں کہ فلاں شخص نے اسے قتل کیا ہے۔ بشرطیکہ قاتل کے کچھ آثار پائے جائیں یعنی قاتل کے بارے میں واضح دلالت موجود نہ ہو لیکن مشیر دلالت ہو قرائن ہوں۔ پھر قسامت کی صورت میں دیت واجب ہو جاتی ہے۔ مثلاً ہم نے نہ اسے قتل کیا ہے نہ ہی اس کے قاتلوں سے واقف ہیں۔ تو اب اہل محلہ پر دیت واجب ہوگی کہ وہ مقتول کی دیت ادا کریں۔
قسامت کی یہ صورت دور جاہلیت میں بھی رائج تھی اور جاہلیت کے جن معاملات کو اسلام نے برقرار رکھا ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ چنانچہ بخاریؒ نے مناقب میں باب القسامة في الجاهلية کے عنوان کے تحت حضرت ابن عباسؓ کی حدیث ذکر کی ہے۔

قسامت کے احکام   قسامت کے مسائل میں فقہاء کرام کے درمیان شدید اختلاف رائے رہا ہے۔ حتیٰ کہ ابن المنذر نے کتاب الاجماع میں ذکر کیا ہے کہ قسامت کے باب میں کوئی ایک بات بھی متفق علیہ نہیں ہے سوائے اس بات کے کہ اللہ کے نام کی قسم کھائی جائے گی۔
(ص ۱۵۳)

ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کے نزدیک قسامت مشروع ہے ایسی صورت میں جب کہ کوئی شخص مقتول پایا جائے اور اس کے قاتلوں کا کوئی گواہ بھی دستیاب نہ ہو۔
بعض فقہاء سلف کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ وہ قسامت کی مشروعیت کے منکر تھے اور اس کی بنیاد پر کسی دیت یا قصاص کے وجوب کے قائل نہ تھے مثلاً حکم بن عتیبہ، ابو قلابہ، سلیمان بن یسار اور سالم بن عبد اللہ وغیرہ ہیں۔
ان حضرات کی رائے یہ ہے کہ قسم اور حلف کے ذریعہ خون کے فیصلے نہیں کیے جا سکتے۔ اور شریعت میں اصل یہی ہے کہ حلف ایسی بات پر اٹھایا جائے جس کا قطعی اور یقینی علم حاصل ہو یا حسی طور پر کسی بات کا مشاہدہ کیا ہو جب کہ قسامت کی صورت میں قسم کھانے والوں نے نہ تو قتل ہونے کا مشاہدہ کیا ہے نہ ہی قاتلوں کے بارے میں کسی حسی مشاہدہ کے ذریعہ وہ جانتے ہیں تو بغیر یقینی علم کے کیسے حلف اٹھا سکتے ہیں؟ خصوصاً اس بات کے پیش نظر کہ مدعی علیہ کی یمین مدعی کے دعوی کو ختم کر سکتی ہے۔
لیکن جمہور فقہاء کرامؒ یہ فرماتے ہیں کہ سنت قسامت ایک ایسی سنت ہے جو اپنی ذات میں منفرد ہے اور دیگر مخصوص سنتوں کی طرح یہ بھی اصول و ضوابط کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کی مشروعیت کی علت انسانی خون کو ھدر (ضائع) ہونے سے بچانا ہے، کیونکہ   (جاری ہے)

٢٠٦٦۔۔۔۔۔۔وحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ

٢٠٦٦۔ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی حثمہ اور حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خدیج رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ محیصہ بن مسعود

(گذشتہ سے پیوستہ) قتل وغیرہ تو کثرت سے ہوتے ہیں لیکن شہادات اور گواہیاں بہت کم قتل کے مقدمات میں قائم ہوتی ہیں جن کے نتیجہ میں قاتل کو پکڑا جا سکے اور قصاص لیا جا سکے۔ لہٰذا انسانی خون جو محترم ہے اس کی حفاظت کے لئے اور اس کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے قسامت کو مشروع کیا گیا ہے۔

قسامت کا طریقہ: پھر فقہاء کرامؒ کے نزدیک قسامت کے مختلف طریقے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں تمام ائمہ مجتہدینؒ کے درمیان اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قسامت کی صورت یہ ہے کہ:

"جب کوئی شخص مقتول پایا جائے اور اس کے جسم پر زخم کے آثار ہوں یا کسی مار کے یا گلا گھونٹنے کے آثار ہوں اور کسی ایسی زمین پر جو کسی فرد یا اشخاص کی ملکیت ہو پایا جائے اور قاتل معلوم نہ ہو اور اولیاء مقتول اس علاقہ کے پچاس ایسے افراد سے جن کا تعین مقتول کے ورثاء کریں گے قسم لی جائے گی اور وہ ان الفاظ کے ساتھ قسم کھائیں گے کہ: اللہ کی قسم! نہ ہم نے اسے قتل کیا ہے نہ ہی اس کے قاتل کو جانتے ہیں' پھر اگر وہ قسم کھالیں تو ان پچاس افراد کے قبیلہ اور برادری کے اوپر مقتول کی دیت واجب ہوتی ہے۔ خواہ قتل عمد کا دعویٰ ہو یا قتل خطاء کا۔ اور اگر وہ افراد قسم اور حلف اٹھانے سے انکار کردیں تو انہیں قید کردیا جائے یہاں تک کہ وہ حلف اٹھالیں یا قتل کا اقرار کرلیں۔

(بدائع الصنائع ۷/۲۸۷، ۲۸۹)

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا قسامت کی یہ صورت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اگرچہ قسامت کی صورت میں دیت ہی واجب ہوگی "قصاص" لازم نہ ہوگا لیکن صورت قسامت مختلف ہوگی۔ چنانچہ امام شافعیؒ کے نزدیک "قسامت" اس وقت واجب ہوگی جب کہ کوئی شخص شہر سے دور کسی علاقہ میں یا چھوٹے سے گاؤں گوٹھ میں مقتول پایا جائے اور نہ تو ان کے قاتلوں کا علم ہو نہ ہی قتل پر کوئی گواہ ہو' اور مقتول کے ورثاء کسی شخص یا اشخاص معین پر دعویٰ کریں کہ انہوں نے اسے قتل کیا ہے خواہ قتل عمد ہو یا خطا یا شبہ عمد"۔ پھر "لوث" کے وجود اور عدم وجود کی وجہ سے ان کے یہاں حکم مختلف ہو جاتا ہے۔

"لوث" سے مراد ان کے نزدیک یہ ہے کہ کوئی قرینہ یا واضح آثار ایسے ہوں جو ورثاء مقتول کے دعویٰ کی تائید کر رہے ہوں' مثلاً مدعی علیہ اور مقتول کے درمیان کھلی دشمنی ہو' یا جس محلہ اور علاقہ میں مقتول کی لاش پائی گئی ہو اس محلہ کے لوگ مقتول یا اس کے خاندان یا قبیلہ وغیرہ کے دشمن ہوں یا کسی ذریعہ سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ مدعی علیہ نے مقتول پر اژدحام کیا تھا پھر وہاں سے ہٹ گئے اور وہ شخص مقتول پایا گیا وغیرہ اس قسم کی باتیں واضح قرائن شمار ہوں گی۔ اور شوافع کی اصطلاح میں اسے "لوث" کہا جاتا ہے۔

لہٰذا اگر اولیاء مقتول کا دعویٰ "لوث" کے ساتھ ہو تو قاضی کے سامنے ان کا مطلق دعویٰ کرنا ہی "قسامت" کے وجوب کے لئے کافی ہے اور اولیاء پچاس قسمیں کھائیں گے اور ہر قسم میں قتل کے طریقہ کو وضاحت سے بیان کریں گے اور مدعیٰ علیہ کی موجودگی میں اس کی طرف اشارہ کریں گے۔ اور اگر وہ غائب ہو تو اس کا نام و نسب صراحتاً بیان کریں گے اور کہیں گے کہ: اللہ کی قسم! اس شخص نے مثلاً میرے بیٹے کو قتل کیا ہے عمداً یا خطاءً یا شبہ عمد کے طور پر۔

اگر اولیاء مقتول ایسی پچاس قسمیں کھالیں تو مدعی علیہ پر دیت واجب ہو جائے گی اگر دعویٰ قتل عمد کا ہو اور اگر شبہ عمد یا قتل خطاء کا دعویٰ ہو تو پھر مدعی علیہ کے عاقلہ (برادری) پر دیت واجب ہوگی۔

اور اگر اولیاء مقتول حلف اٹھانے سے انکار کردیں تو مدعی علیہ سے قسم لی جائے گی۔ پچاس قسمیں اور وہ پچاس مرتبہ یہ قسم کھائے گا کہ اللہ کی قسم! اس نے فلاں کو قتل نہیں کیا۔ اور ایسی پچاس قسمیں کھانے کے بعد وہ بری الذمہ ہو جائے گا اور اولیاء مقتول اس پر کسی چیز کا دعویٰ نہیں کرسکیں گے"۔

امام شافعیؒ کے نزدیک یہ ساری صورت اس وقت ہے جب کہ اولیاء مقتول کا دعویٰ "لوث" (ایسے قرائن جو ان کے دعویٰ کی تائید کرتے ہوں) کے ساتھ پایا جائے۔ ... (جاری ہے)

بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ مُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ انْطَلَقَا قِبَلَ خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِي النَّخْلِ فَقُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَهْلٍ فَاتَّهَمُوا الْيَهُودَ فَجَاءَ أَخُوهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَابْنَا عَمِّهِ حُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَتَكَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فِي أَمْرِ أَخِيهِ وَهُوَ أَصْغَرُ مِنْهُمْ

اور عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہما دونوں خیبر کی طرف چلے، کھجور کے درختوں کے جھنڈ میں وہ دونوں جدا ہوگئے، بعد میں عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سہل قتل کر دیئے گئے، لوگوں نے قتل کے لئے یہود کو مورد الزام ٹھہرایا۔ عبداللہ کے بھائی عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے چچازاد بھائی حویصہ اور محیصہ رضی اللہ عنہما تینوں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو تینوں میں سے

(گذشتہ سے پیوستہ)۔۔۔ لیکن اگر ورثاء کا دعویٰ بغیر "لوث" کے ہو تو پھر اولیاء قسمیں نہیں کھائیں گے مدعیٰ علیہ (ملزم) پچاس قسمیں کھائے گا کہ اس نے مقتول کو قتل نہیں کیا۔ اور پچاس مرتبہ حلف کے بعد وہ بری الذمہ ہو جائے گا۔ ورثاء کے لئے کچھ نہ ہوگا۔ البتہ انکار کی صورت میں حلف کا معاملہ اولیاء کی طرف عائد ہو جائے گا۔ اگر وہ پچاس قسمیں کھالیں تو وہ دیت کے مستحق ہو جائیں گے اور مدعیٰ علیہ اور اس کے عاقلہ پر دیت واجب ہو جائے گی' اور اگر ورثاء بھی قسم اٹھانے سے انکار کر دیں تو مدعیٰ علیہ بری الذمہ ہو جائے گا اور اس پر کچھ واجب نہ ہوگا۔ (کما فی نہایۃ المحتاج للرملی ۷/ ۳۷۳)

دورِ حاضر میں قسامت پر عمل کا طریقہ

"قسامت" کا اصل مقصد مشروعیت لوگوں کی جان اور ان کے خون کا احترام اور حفاظت ہے جیسا کہ ابن رشد نے بدایۃ المجتہد میں کہا ہے کہ: "قسامت خون کی حفاظت اور ضیاع سے بچانے کے لئے شروع کی گئی ہے' شریعتِ اسلامیہ خون کی حفاظت اور اسے بیکار ضائع ہونے سے بچانے کے معاملہ میں بہت زیادہ حریص ہے"۔ (۲/ ۴۲۰)

اس ضمن میں امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے طریقۂ کار کا موازنہ یوں کیا جاسکتا ہے کہ امام شافعیؒ کے پیش نظر یہ بات رہی کہ قتل کی کثرت اور شہادت و گواہیوں کی قلت اکثر و بیشتر مقدمات میں خون کو ضائع کر دیتی ہے قاتل عموماً تنہائی اور خلوت والے مقامات پر ہی قتل کرتے ہیں جس کی وجہ سے گواہی کا پایا جانا بہت کم ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ فرماتے ہیں کہ اگر دیت کے وجوب کے لئے ہم ان تمام شرائط کو جو حدود و قصاص کے دیگر مقامات میں ضروری ہیں' یہاں بھی لازم کر دیں گے تو مجرموں کو ڈھیل مل جائے گی اور وہ سزا سے بچ رہیں گے جس کی بناء پر لوگوں کی جانیں ظالموں کے ہاتھوں خطرہ کا شکار رہیں گی۔

لہٰذا ان کی رائے یہ ہے کہ "قسامت" قتل کے ثابت کرنے کا طریقہ ہے لیکن یہ قصاص کے بجائے دیت کو واجب کرتا ہے کیونکہ شرعی شہادات اور صحیح گواہی کے مقابلہ میں یہ ضعیف حجت ہے۔ اگر گواہی صحیح اور شرائط کے مطابق ہو تو اس سے قصاص واجب ہوتا ہے لیکن قسامت میں گواہی کے عدم موجود کی بناء پر صرف دیت واجب ہوگی' قصاص نہیں۔

جہاں تک امام ابو حنیفہؒ کی رائے ہے کہ اہل محلہ سے قسم لی جائے گی تو ان کے پیش نظر یہ بات ہے کہ قسامت کی مشروعیت ثبوت قتل کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کے اس مرض کے علاج کے لئے ہے کہ وہ اپنے ارد گرد رہنے والوں کی مدد و نصرت نہیں کرتے۔ اور ایک مقصد قسامت کی مشروعیت کا یہ ہے کہ جس مقام پر مقتول پایا گیا ہے وہاں کی حفاظت۔ کیونکہ جب اس علاقہ' محلہ کے رہنے والوں پر قسم اٹھانا ضروری ہوگا جس کے نتیجہ میں ان پر دیت کی ادائیگی واجب ہو سکتی ہے تو وہ اس بات کی زیادہ فکر میں لگیں گے کہ اپنے علاقہ میں مشتبہ افراد اور غیر متعلقین کو رہنے نہ دیں۔ اس طرح مجرموں کی کاروائیوں کا سدِباب ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ امام ابو حنیفہؒ کا طریقہ عملدرآمد کے اعتبار سے قبائلی علاقوں اور گاؤں دیہات والوں کے لئے زیادہ مناسب ہے جب کہ امام شافعیؒ کا طریقہ قسامت شہروں میں بسنے والوں کے لئے زیادہ بہتر ہے۔

اسلامی حکومت کے لئے ضروری ہے کہ وہ مختلف علاقوں اور خطوں کی مناسبت سے قسامت کے ان دونوں طریقوں کو رائج کرے' تاکہ لوگوں کی جان وغیرہ کی حفاظت ہو سکے۔ (واللہ اعلم)

فقال رسول الله ﷺ كبر الكبر أو قال ليبدأ الأكبر فتكلما في أمر صاحبهما فقال رسول الله ﷺ يقسم خمسون منكم على رجل منهم فيدفع برمته قالوا أمر لم نشهده كيف نحلف قال فتبرئكم يهود بأيمان خمسين منهم قالوا يا رسول الله قوم كفار قال فوداه رسول الله ﷺ من قبله قال سهل فدخلت مربدا لهم يوما فركضتني ناقة من تلك الإبل ركضة برجلها قال حماد هذا أو نحوه

سب سے چھوٹے تھے۔ اپنے (مقتول) بھائی کے معاملہ میں گفتگو کرنا شروع کی، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بڑے کو بڑا بنا دیا فرمایا کہ جو بڑا ہے اسے بات میں پہل کرنی چاہیئے۔ (اس سے یہ جواب معلوم ہوا کہ بڑوں کی موجودگی میں چھوٹوں کو کلام نہیں کرنا چاہیئے الا یہ کہ بڑے خود ہی پہل کرنے کے لئے کہیں) چنانچہ دونوں نے اپنے ساتھی کے معاملہ پر آپ ﷺ سے گفتگو کی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے پچاس افراد ان کے (یہود کے) کسی معین شخص پر قسم کھائیں (کہ وہ قاتل ہے) تاکہ وہ اپنے گلے کی رسی تمہیں دے دے گا (یعنی اپنے آپ کو تمہارے سپرد کردے گا) انہوں نے کہا کہ ایک ایسا معاملہ جسے ہم نے نہیں دیکھا اس کے متعلق کیسے قسم کھالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر یہود پچاس قسمیں اٹھا کر اپنے آپ کو بری کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! وہ تو کافر قوم ہے (جھوٹی قسمیں کھانے میں انہیں کیا حجاب ہوگا) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی جانب سے انہیں دیت کی ادائیگی فرمائی۔

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں ان (دیت کے) اونٹوں کے باڑہ میں داخل ہوا تو ان اونٹوں میں سے ایک اونٹنی نے مجھے ایک سخت لات ماردی۔

۲۰۶۷ ـــ وحدثنا القواريري حدثنا بشر بن المفضل حدثنا يحيى بن سعيد عن بشير بن يسار عن سهل بن أبي حثمة عن النبي ﷺ بنحوه وقال في حديثه فعقله رسول الله ﷺ من عنده ولم يقل في حديثه فركضتني ناقة

۲۰۶۷ حضرت سہل بن ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ البتہ اس میں سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آخری بات کا تذکرہ نہیں ہے۔ بعد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے دیت ادا کر دی۔

۲۰۶۸ حدثنا عمرو الناقد حدثنا سفيان بن عيينة ح و حدثنا محمد بن المثنى حدثنا عبد الوهاب يعني الثقفي جميعا عن يحيى بن سعيد عن بشير بن يسار عن سهل بن أبي حثمة بنحو حديثهم۔

۲۰۶۸ حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہی مذکورہ بالا حدیث اس طریق کے ساتھ بھی منقول ہے۔

۲۰۶۹ حدثنا عبد الله بن مسلمة بن قعنب حدثنا سليمان بن بلال عن يحيى بن سعيد عن بشير بن

۲۰۶۹ حضرت بشیر بن یسار کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سہل بن زید اور حضرت محیصہ بن مسعود بن زید الانصاری

يَسَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ سَهْلِ بْنِ زَيْدٍ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّيْنِ ثُمَّ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ وَأَهْلُهَا يَهُودُ فَتَفَرَّقَا لِحَاجَتِهِمَا فَقُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَهْلٍ فَوُجِدَ فِي شَرَبَةٍ مَقْتُولًا فَدَفَنَهُ صَاحِبُهُ ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَمَشَى أَخُو الْمَقْتُولِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ وَحُوَيِّصَةُ فَذَكَرُوا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ شَأْنَ عَبْدِ اللهِ وَحَيْثُ قُتِلَ فَزَعَمَ بُشَيْرٌ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَمَّنْ أَدْرَكَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لَهُمْ تَحْلِفُونَ خَمْسِينَ يَمِينًا وَتَسْتَحِقُّونَ قَاتِلَكُمْ أَوْ صَاحِبَكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ مَا شَهِدْنَا وَلَا حَضَرْنَا فَزَعَمَ أَنَّهُ قَالَ فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ نَقْبَلُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَزَعَمَ بُشَيْرٌ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَقَلَهُ مِنْ عِنْدِهِ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو دونوں انصاری تھے (اور آپس میں چچازاد تھے) اور بنو حارثہ سے تعلق رکھتے تھے، رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک مرتبہ خیبر جانے کے لئے نکلے، اور خیبر میں ان دنوں امن وامان تھا (یعنی فتح خیبر کے بعد یہ واقعہ ہوا) اور یہودی وہاں رہ رہے تھے، دونوں اپنے کسی ضرورت کی وجہ سے جدا ہو گئے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سہل قتل کر دیئے گئے اور ایک تالاب میں مقتول پائے گئے۔ ان کے ساتھی (محیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے انہیں دفن کر دیا، پھر مدینہ واپس آئے۔ مقتول کے بھائی عبد الرحمن بن سہل اور محیصہ وحویصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے اور رسول اللہ ﷺ سے عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سارا معاملہ ذکر کیا اور جہاں قتل کئے گئے وہ بھی ذکر کیا۔

بشیر کا خیال ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب سے جنہیں انہوں نے پایا روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم پچاس قسمیں کھالو تو اپنے قاتل یا آدمی کو حاصل کر لوگے۔ وہ کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! ہم نے نہ واقعہ دیکھا نہ وہاں ہم حاضر تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر یہود پچاس قسمیں اٹھا کر اپنے آپ کو بری الذمہ کر لیں گے۔ یہ کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! ہم کیسے کافر لوگوں کی قسموں کو مان لیں۔

بشیر کا خیال یہ ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے انہیں عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دیت عطا کی۔

۲۰۷۰ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَهْلِ بْنِ زَيْدٍ انْطَلَقَ هُوَ وَابْنُ عَمٍّ لَهُ يُقَالُ لَهُ مُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودِ بْنِ زَيْدٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ اللَّيْثِ إِلَى قَوْلِهِ فَوَدَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ قَالَ يَحْيَى فَحَدَّثَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَهْلُ بْنُ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ لَقَدْ رَكَضَتْنِي فَرِيضَةٌ مِنْ تِلْكَ الْفَرَائِضِ بِالْمِرْبَدِ

۲۰۷۰۔۔۔۔ اس سند سے بھی سابقہ حدیث ہی منقول ہے البتہ اسی روایت میں بعض باتیں وہ مذکور ہیں جو اسی سلسلہ کی ابتدائی روایات میں بیان کی گئی تھیں اور بعض جگہ الفاظ کا تغیر ہے۔

حضرت یحییٰ نے فرمایا: مجھ کو بشیر بن سہل نے بیان کیا کہ مجھ کو سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہ مجھ کو ایک اونٹنی نے باڑے میں لات ماری۔

۲۰۷۱۔۔۔۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا

۲۰۷۱۔۔۔۔ حضرت سہل بن ابی حثمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

أَبِي حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا بُشَيْرُ ابْنُ يَسَارٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَفَرًا مِنْهُمُ انْطَلَقُوا إِلَى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقُوا فِيهَا فَوَجَدُوا أَحَدَهُمْ قَتِيلًا وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِيهِ فَكَرِهَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُبْطِلَ دَمَهُ فَوَدَاهُ مِائَةً مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ

روایت ہے کہ ان کی قوم کے چند افراد خیبر کو گئے، وہاں جا کر جدا ہو گئے، پھر انہوں نے اپنے میں سے ایک کو مقتول پایا ... آگے حسب سابق بیان کر گئے۔ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو ناپسند ہوا کہ ان کا خون ضائع جانے دیں لہٰذا آپ ﷺ نے صدقہ کے اونٹوں میں سے سو اونٹ دیکر دیت فرمائی۔

۲۰۷۲ حَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو لَيْلَى عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ رِجَالٍ مِنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ فَأُتِيَ مُحَيِّصَةُ فَأُخْبِرَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَطُرِحَ فِي عَيْنٍ أَوْ فَقِيرٍ فَأَتَى يَهُودَ فَقَالَ أَنْتُمْ وَاللهِ قَتَلْتُمُوهُ قَالُوا وَاللهِ مَا قَتَلْنَاهُ ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى قَدِمَ عَلَى قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ ذٰلِكَ ثُمَّ أَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيِّصَةُ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِمُحَيِّصَةَ كَبِّرْ كَبِّرْ يُرِيدُ السِّنَّ فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِمَّا أَنْ يَدُوا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ يُؤْذِنُوا بِحَرْبٍ فَكَتَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَيْهِمْ فِي ذٰلِكَ فَكَتَبُوا إِنَّا وَاللهِ مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَتَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ قَالُوا لَا قَالَ فَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُودُ قَالُوا لَيْسُوا بِمُسْلِمِينَ فَوَدَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِائَةَ نَاقَةٍ حَتَّى أُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ فَقَالَ سَهْلٌ فَلَقَدْ رَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ

۲۰۷۲۔ حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قوم کے چند بڑے افراد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سہل اور محیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اوپر آئی ہوئی کسی مصیبت کی وجہ سے خیبر جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ وہاں سے محیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (آیے) آئے اور بتایا کہ عبد اللہ بن سہل قتل کر دیے گئے ہیں اور انہیں ایک چشمہ یا کنویں میں ڈال دیا گیا تھا۔ وہ یہود کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ اللہ کی قسم! تم نے ہی اسے قتل کیا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ واللہ! ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ پھر وہ واپس ہوئے یہاں تک کہ اپنی قوم کے پاس آئے اور ان سے سارا معاملہ ذکر کیا۔ پھر وہ ان کے بھائی حویصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ان سے بڑے تھے اور عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ تینوں آئے (حضور ﷺ کے پاس) محیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو خیبر میں (عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے) ساتھ تھے، گفتگو کرنا چاہی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ: بڑوں کی بڑائی کرو جو عمر میں بڑا ہے (اسے ہی گفتگو کرنے کا حق ہے) چنانچہ پہلے حویصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بات چیت کی پھر محیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گفتگو کی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یا تو تمہارے ساتھی کی دیت یہود ادا کریں یا اعلان جنگ کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات یہود کو لکھی تو انہوں نے جواب میں لکھا کہ اللہ کی قسم! ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حویصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، محیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبد الرحمن سے کہا کہ کیا تم قسم کھانے پر آمادہ ہو (کہ یہود نے اسے قتل کیا ہے) اپنے ساتھی کے خون کے مستحق ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ نہیں!

آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر یہود تمہارے لئے حلف اٹھائیں گے (کہ ہم نے قتل نہیں کیا) انہوں نے کہا کہ وہ تو مسلمان نہیں ہیں (جھوٹی قسمیں کھا سکتے ہیں) چنانچہ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی جانب سے ان کی دیت ادا کی۔ اور آپ ﷺ نے سو اونٹنیاں ان کے پاس بھیجدیں۔ (وہ اتنی زیادہ ہو گئیں کہ) ان کے گھر میں داخل ہو گئیں۔

سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے لات ماردی۔

۲۰۷۳ حدَّثني أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا و قَالَ حَرْمَلَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَقَرَّ الْقَسَامَةَ عَلَى مَا كَانَتْ عَلَيْهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

۲۰۷۳ .....رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی جو انصاری تھے سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "قسامت" کو اسی طور پر باقی رکھا ہے جیسا کہ وہ جاہلیت کے دور میں تھی۔

۲۰۷۴ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

وَزَادَ وَقَضَى بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ نَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي قَتِيلٍ ادَّعَوْهُ عَلَى الْيَهُودِ

۲۰۷۴ ....اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اس اضافہ کے ساتھ کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے چند لوگوں کے درمیان ایک مقتول پر جس کے قتل کا دعویٰ یہود پر کر رکھا تھا، قسامت کے ذریعہ فیصلہ فرمایا۔

۲۰۷۵ وحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَاهُ عَنْ نَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ

۲۰۷۵ حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن اور سلیمان بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انصار میں سے بعض لوگوں کے واسطے سے مذکورہ حدیث ابن جریج کی مثل نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کی ہے۔

باب-٢٨٦ باب حکم المحاربین والمرتدین

مسلمانوں سے جنگ کرنے والوں اور اسلام سے پھر جانے والوں کا حکم

٢٠٧٦ - وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ هُشَيْمٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ وَحُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَاسًا مِنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَاجْتَوَوْهَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنْ شِئْتُمْ أَنْ تَخْرُجُوا إِلَى إِبِلِ الصَّدَقَةِ فَتَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَفَعَلُوا فَصَحُّوا ثُمَّ مَالُوا عَلَى الرِّعَاةِ فَقَتَلُوهُمْ وَارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ وَسَاقُوا ذَوْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَبَعَثَ فِي أَثَرِهِمْ فَأُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ وَتَرَكَهُمْ فِي الْحَرَّةِ حَتَّى مَاتُوا

٢٠٧٦ - حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ قبیلۂ عُرینہ کے چند لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ آئے، لیکن وہاں کی آب و ہوا انہیں راس نہ آسکی، جس سے پیٹ کے امراض میں مبتلا ہوگئے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو صدقہ کے اونٹوں کی طرف چلے جاؤ (جو شہر سے باہر جنگل میں رہتے تھے) اور ان کی اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پی لو، انہوں نے ایسا ہی کیا تو صحیح ہوگئے، بعد ازاں انہوں نے اونٹوں کے چرواہوں کا رخ کیا اور انہیں قتل کر دیا، خود اسلام سے پھر گئے اور رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کو بھی ہنکا کر لے گئے، آپ ﷺ نے ان کے تعاقب میں لوگوں کو روانہ کیا تو وہ انہیں پکڑ کر لے آئے۔ آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے، آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروائیں اور انہیں حرہ (سیاہ پتھروں والا مدینہ کا علاقہ) میں چھوڑ دیا یہاں تک کہ مر گئے۔ [1]

---

[1] یہ حدیث اصطلاح میں "قصہ عرنیین" یا "حدیث عرنیین" کے نام سے معروف ہے 'عرینہ' بنو قضاعہ اور بنو بجیلہ کا ایک محلّہ ہے۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے مغازی میں لکھا ہے کہ یہ لوگ غزوۂ ذی قرد کے بعد مدینہ آئے تھے جو ٦ھ میں ہوا تھا' اور بخاری کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ صفہ میں قیام پذیر تھے۔ اور یہ مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو گئے تھے' ان کے رنگ زرد پڑ گئے تھے' بخار نے ان کو آگھیرا تھا اور پیٹ پھول گئے تھے' نبی ﷺ نے انہیں کہا کہ اگر تم چاہو تو صدقہ کے اونٹوں میں جا کر ان کا دودھ اور پیشاب پی لو' انہوں نے ایسا کیا تو انہیں صحت ہو گئی' لیکن انہوں نے صحت کے باوجود نبی ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور آپ ﷺ کے اونٹوں کو ہنکا کر لے گئے۔ اور اسلام سے پھر گئے۔ ظاہر ہے کہ یہ کوئی معمولی جرم نہیں تھا وہ کئی سنگین جرائم کے مرتکب ہوئے تھے' اور سب سے بڑا جرم مرتد ہونا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں ایسی سخت سزائیں دیں کہ نشانِ عبرت بنا دیا۔

اس حدیث اور "واقعہ عرنیین" سے فقہاء کرام نے متعدد مسائل کا استنباط کیا ہے اور اس میں چند ضروری مباحث ہیں۔

پہلا مسئلہ یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ان لوگوں کو اونٹنیوں کا پیشاب پینے کی بھی ہدایت فرمائی۔ اس سے استدلال کرتے ہوئے امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ نے فرمایا کہ حلال جانوروں کا پیشاب بھی پاک اور حلال ہے کہ اونٹ کے پیشاب کی تو وضاحت حدیث میں ہی ہے جب کہ دیگر حلال جانوروں کو بھی اسی پر قیاس کیا گیا ہے۔

لیکن امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ وغیرہ کا مسلک یہ ہے کہ: پیشاب خواہ کسی کا بھی ہو انسان کا ہو یا جانور کا' حلال جانور کا ہو یا حرام کا سب کا پیشاب نجس ہے الا یہ کہ جو قلیل مقدار کپڑے پر لگنے سے معاف رکھی گئی ہے۔

"واقعہ عرنیین" جس سے امام مالکؒ اور امام احمدؒ نے استدلال کیا ہے کہ احنافؒ یہ جواب دیتے ہیں کہ اس میں شرب بول (پیشاب پینے) کی اجازت علاج اور دوا کے طور پر تھی جیسا کہ خارش زدہ شخص کے لئے ریشم کا جواز ہے حالانکہ مردوں کے لئے ریشم پہننا حرام ہے۔ اور ان لوگوں کو چونکہ استسقاء کا مرض تھا اور اونٹنیوں کا پیشاب اس مرض میں موثر ہوتا ہے۔ حضرت علامہ محدث العصر مولانا (جاری ہے)

٢٠٧٧ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ

٢٠٧٧۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ عکل کے آٹھ افراد، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر اسلام پر بیعت کی، سرزمین مدینہ کی ہوا انہیں راس

(گذشتہ سے پیوستہ)۔ سید یوسف بنوریؒ نے اپنی عظیم الشان کتاب "معارف السنن شرح ترمذی" میں فرمایا کہ: "حکیم ابن سینا نے "قانون طب" میں یہ صراحت کی ہے کہ اونٹنیوں کا دودھ استسقاء کے مرض میں فائدہ دیتا ہے" پھر شیخ بنوریؒ نے فرمایا کہ: میں نے بعض اطباء کے کلام میں یہ بات دیکھی ہے کہ اونٹوں کا پیشاب ناک میں چڑھانا استسقاء کے لئے فائدہ مند ہے"۔

ابن حزمؒ نے کہا ہے کہ: یہ بات یقیناً صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بطور علاج اور دوا کے اس کا حکم دیا اس بیماری کی وجہ سے جو انہیں لاحق تھی اور اسی کی وجہ سے ان کے جسم صحت مند ہوگئے"۔ (١/١٧٣)

دوسری بات یہ ہے کہ واقعہ عرنیین سے استدلال صحیح نہیں کیونکہ وہ احادیث جو ابوال (پیشاب) کی نجاست کے بیان میں ہیں انہوں نے اس کو منسوخ کر دیا ہے اگرچہ نسخ کے لئے ضروری ہے کہ ناسخ اور منسوخ میں تاخیر اور تقدیم ہو اور ناسخ کا مؤخر ہونا تاریخ کے ذریعہ یقینی معلوم ہو جو یہاں نہیں ہے لیکن اگر نسخ کا احتمال قوی قرائن کے ذریعہ مؤید ہو تو اس کی مخالف روایات سے استدلال کرنا بہرحال صحیح نہیں رہتا۔

پھر یہ بات بھی ہے کہ احادیث میں نجاست سے متعلق احکام بتدریج ہلکے پن سے شدت کی طرف بڑھے ہیں یعنی ابتداء میں خفیف اور ہلکے اور سہولت والے احکامات تھے پھر بعد میں ان میں شدت آگئی اور ایسے بہت سے احکامات ہیں۔ مثلاً نبی ﷺ کی پشت پر ابو جہل کا اونٹ کی اوجھڑی حالت نماز میں ڈالنا جب کہ آپ سجدہ میں تھے اور یہ ثابت ہے کہ آپؐ نے نماز نہیں توڑی بلکہ اسے جاری رکھا۔ ابن حزمؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث منسوخ ہوگئی خون کی نجاست والی حدیث سے۔ اسی طرح ابتداء اونٹ کے پیشاب میں خفت تھی بعد میں نجاست ابوال والی حدیث نے ان کو نجس قرار دے دیا۔ بہرحال احناف کے نزدیک پیشاب ہر طرح کا حرام ہے۔

حرام سے علاج کا حکم دوسرا اہم مسئلہ ہے محرمات (حرام اشیاء) سے علاج کا حکم۔ امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کے نزدیک حرام سے علاج کسی بھی حال میں جائز نہیں۔ "ابن قدامہ حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ "حرام چیز سے علاج معالجہ جائز نہیں ہے نہ ہی کسی ایسی چیز سے جس میں حرام اشیاء ملی ہوئی ہوں مثلاً گدھی کا دودھ ملا ہو یا حرام گوشت کسی دوا میں ملا ہوا ان سے بھی علاج جائز نہیں اور نہ ہی علاج کے طور پر پیشاب پینا جائز ہے"۔ (کتاب الاطعمہ المغنی لابن قدامہ ١١/٨٣)

امام شافعیؒ کے نزدیک ہر حرام چیز سے علاج جائز ہے دو شرائط کے ساتھ۔ ایک یہ کہ وہ حرام نشہ آور نہ ہو مثلاً شراب وغیرہ۔ دوسرے یہ کہ جب معالجین کی رائے میں شفا صرف حرام کے ذریعہ ممکن ہو۔ علامہ نوویؒ مجموع شرح المہذب میں فرماتے ہیں کہ: "ہمارا مذہب ہے کہ تمام نجس اشیاء سے علاج معالجہ درست ہے بشرطیکہ وہ نشہ آور نہ ہو اور ہماری دلیل عرنیین والی حدیث ہے۔ (٩/٥٢)

مذہب احناف جہاں تک احناف کا تعلق ہے تو علماء احناف کے اس مسئلہ میں مختلف اقوال ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کی مشہور رائے تو یہی ہے کہ ان کے نزدیک علاج بالمحرمات ناجائز ہے۔ امام سرخسیؒ اپنی مبسوط میں فرماتے ہیں کہ "ابو حنیفہؒ کے قول پر تو حلال ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب پینا ناجائز ہے علاج کے طور پر۔ کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے جن اشیاء کو تم پر حرام کر دیا ہے ان میں تمہارے لئے شفا نہیں رکھی۔ (١/٥٤)

البتہ امام محمدؒ کے نزدیک حلال جانوروں کا پیشاب چونکہ پاک ہے لہٰذا علاج کے طور پر پینا بھی جائز ہے۔

جب کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اگرچہ حلال جانوروں کا پیشاب نجس ہے لیکن علاج کی ضرورت سے استعمال کا جواز ہے۔ واقعہ عرنیین کی بناء پر۔

امام ابو حنیفہؒ کی رائے یہی ہے کہ حرام اشیاء سے اور نجس اشیاء سے علاج ناجائز ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب ایسی پاک اشیاء کا استعمال بطور دوا ناجائز ہے جو فی نفسہ پاک ہیں لیکن حرام ہیں مثلاً: گدھی کا دودھ کہ فی نفسہ پاک ہے لیکن اس کا پینا حرام ہے تو دوا کے طور پر بھی اس کا استعمال جائز نہیں تو پھر جو چیز فی نفسہ ناپاک ہی ہو تو اس سے علاج کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ جب کہ اس کی حرمت ثابت (جاری ہے)

مَوْلٰى أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ حَدَّثَنِي أَنَسٌ أَنَّ نَفَرًا مِنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوا عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَبَايَعُوهُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَاسْتَوْخَمُوا الْأَرْضَ وَسَقِمَتْ أَجْسَامُهُمْ فَشَكَوْا ذٰلِكَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ أَلَا تَخْرُجُونَ مَعَ رَاعِينَا فِي إِبِلِهِ فَتُصِيبُونَ مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَقَالُوا بَلٰى فَخَرَجُوا فَشَرِبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَصَحُّوا فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَطَرَدُوا الْإِبِلَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ فَأُدْرِكُوا فَجِيءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقُطِعَتْ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ وَسُمِرَ أَعْيُنُهُمْ ثُمَّ نُبِذُوا فِي الشَّمْسِ حَتّٰى مَاتُوا وَقَالَ ابْنُ الصَّبَّاحِ فِي رِوَايَتِهِ وَاطَّرَدُوا النَّعَمَ وَقَالَ وَسُمِّرَتْ أَعْيُنُهُمْ

نہ آئی اور ان کے جسم بیمار ہو گئے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"کیا تم ہمارے چرواہے کے ساتھ نہیں جاتے اس کے اونٹوں (کے باڑہ) میں؟ (یعنی وہاں جاؤ) پھر ان کا پیشاب اور دودھ پیو۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں، چنانچہ وہ نکل کھڑے ہوئے اور اونٹوں کا پیشاب اور دودھ وغیرہ پیا تو تندرست ہو گئے، پھر انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا، اور اونٹوں کو بھگا لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کے تعاقب میں لوگوں کو بھیجا، انہوں نے انہیں جالیا اور پکڑ کر لے آگئے، آپ ﷺ نے حکم دیا تو ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے گئے ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری گئیں اور پھر انہیں دھوپ میں پھینک دیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

۲۰۷۸ وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ مَوْلٰى أَبِي قِلَابَةَ قَالَ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَوْمٌ مِنْ عُكْلٍ أَوْ عُرَيْنَةَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِلِقَاحٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا بِمَعْنٰى حَدِيثِ حَجَّاجِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ وَسُمِرَتْ

۲۰۷۸..... اس سند سے بھی سابقہ حدیث معمولی تغیر الفاظ کے ساتھ منقول ہے۔ آخر میں یہ اضافہ ہے کہ ان کو حرہ (پتھریلی زمین جو مدینہ کے اطراف میں ہے) میں پھینک دیا تھا، وہ مارے پیاس کے پانی مانگتے تھے تو پانی نہ دیا جاتا تھا۔

(گذشتہ سے پیوستہ) ہے لہٰذا جب تک ایسی حرام اور نجس چیز سے شفا کا کامل یقین نہ ہو اس کا استعمال ناجائز ہی ہوگا جب کہ عرنیین کے واقعہ میں نبی ﷺ کو بذریعہ وحی ان کی شفا کا یقینی علم ہو گیا تھا لہٰذا آپؐ نے اونٹ کے پیشاب کی اجازت دے دی۔ اور ہمارے پاس شفا سے متعلق یقینی علم حاصل کرنے کا کوئی خاص ذریعہ نہیں جیسے وحی۔ صرف اطباء اور معالجین کی رائے ہے جو حجت قطعیہ نہیں ہے۔
(کمافی البحر الرائق لابن نجیم ۱/۱۱۵)

لیکن اکثر مشائخ حنفیہ نے اس شرط کے ساتھ علاج بالحرام کے جواز کا فتوی دیا ہے کہ ماہر معالج یہ رائے دے کہ مریض کے لئے کوئی اور دوا اب مؤثر نہیں۔

چنانچہ ابن نجیم البحر الرائق میں فرماتے ہیں کہ: ہمارے مشائخ کے درمیان علاج بالحرام کے سلسلہ میں اختلاف رہا ہے 'نہایہ' میں ذخیرہ کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے کہ: "حرام کے ذریعہ شفا حاصل کرنا جب کہ یہ معلوم ہو کہ اس میں شفا ہے اور کوئی دوسری دوا معلوم نہ ہو تو جائز ہے۔" الخ (۱/۱۱۶)

بہر کیف! مشائخ حنفیہ نے امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتوی دیتے ہوئے حرام سے علاج کو اس شرط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے جب کہ اس کے علاوہ کسی اور دوا کا علم کا نہ ہو۔ واللہ اعلم

أَعْيُنَهُمْ وَأُلْقُوا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَلَا يُسْقَوْنَ

۲۰۷۹...... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ مَوْلَى أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا خَلْفَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَقَالَ لِلنَّاسِ مَا تَقُولُونَ فِي الْقَسَامَةِ فَقَالَ عَنْبَسَةُ قَدْ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ كَذَا وَكَذَا فَقُلْتُ إِيَّايَ حَدَّثَ أَنَسٌ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَوْمٌ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ أَيُّوبَ وَحَجَّاجٍ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ فَلَمَّا فَرَغْتُ قَالَ عَنْبَسَةُ سُبْحَانَ اللهِ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ فَقُلْتُ أَتَتَّهِمُنِي يَا عَنْبَسَةُ قَالَ لَا هَكَذَا حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ لَنْ تَزَالُوا بِخَيْرٍ يَا أَهْلَ الشَّامِ مَا دَامَ فِيكُمْ هَذَا أَوْ مِثْلُ هَذَا

۲۰۷۹...... حضرت ابو قلابہؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، انہوں نے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ قسامت کے متعلق کیا کہتے ہو؟ عنبہؒ کہنے لگے کہ ہم سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک نے بیان کیا ایسا ایسا۔ میں نے کہا کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے پاس کچھ لوگ آئے ..... آگے حسب سابق بیان کیا۔

ابو قلابہؒ کہتے ہیں کہ جب میں حدیث بیان کر کے فارغ ہوا تو عنبسؒ نے فرمایا کہ سبحان اللہ! ابو قلابہؒ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اے عنبسؒ! کیا آپ میرے اوپر تہمت لگا رہے ہیں (کہ میں نے غلط بیان کیا) کہنے لگے نہیں، انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے بھی اسی طرح یہ حدیث بیان کی تھی، اور اہل شام تم میں ہمیشہ خیر رہے گی جب تک کہ (ابو قلابہ) یا اس جیسے لوگ موجود رہیں گے۔

۲۰۸۰...... وحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا مِسْكِينٌ وَهُوَ ابْنُ بُكَيْرٍ الْحَرَّانِيُّ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ ثَمَانِيَةُ نَفَرٍ مِنْ عُكْلٍ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ وَلَمْ يَحْسِمْهُمْ

۲۰۸۰ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عکل میں سے آٹھ آدمی آئے۔

بقیہ حدیث ان ہی کی روایت کردہ حدیث کے مثل ہے اور یہ اضافہ بھی ہے کہ ان کو داغ نہ دیا گیا۔

۲۰۸۱...... وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ نَفَرٌ مِنْ عُرَيْنَةَ فَأَسْلَمُوا وَبَايَعُوهُ وَقَدْ وَقَعَ بِالْمَدِينَةِ الْمُومُ وَهُوَ الْبِرْسَامُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ وَزَادَ وَعِنْدَهُ شَبَابٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قَرِيبٌ مِنْ عِشْرِينَ فَأَرْسَلَهُمْ إِلَيْهِمْ وَبَعَثَ مَعَهُمْ قَائِفًا يَقْتَصُّ أَثَرَهُمْ

۲۰۸۱...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قبیلہ عرینہ (یا عکل، دونوں ایک ہی ہیں) کے چند افراد آئے اور اسلام لے آئے، اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ مدینہ میں اس وقت مُوم یعنی برسام (جو نوویؒ کے قول کے مطابق فتور عقل یا سر میں ورم اور سینہ کا درد کا مرض ہے) کی وبا پھیلی ہوئی تھی ..... آگے حسب سابق کہا۔ آخر میں یہ اضافہ ہے کہ آپ ﷺ کے پاس اس وقت (جب عرینہ کے لوگوں کے ارتداد کی اطلاع پہنچی) بیس کے قریب انصاری

نوجوان بیٹھے تھے، آپ ﷺ نے انہیں اس کے تعاقب میں بھیجا اور ان کے ساتھ ایک ماہر قیافہ شناس کو بھیجا جو ان کے آثار اور نشانات پر چلے۔

۲۰۸۲...... حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ وَفِي حَدِيثِ هَمَّامٍ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ رَهْطٌ مِنْ عُرَيْنَةَ وَفِي حَدِيثِ سَعِيدٍ مِنْ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ

۲۰۸۲...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مذکورہ بالا روایت منقول مروی ہے اور ہمام کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس عرینہ میں سے ایک جماعت آئی۔ حضرت سعید کی روایت میں یہ ہے کہ عکل و عرینہ سے آئے۔

بقیہ حدیث ان ہی کی روایت کردہ حدیث کے مثل ہے۔

۲۰۸۳...... وحَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الأَعْرَجُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ غَيْلاَنَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّمَا سَمَلَ النَّبِيُّ ﷺ أَعْيُنَ أُولَئِكَ لأَنَّهُمْ سَمَلُوا أَعْيُنَ الرِّعَاءِ

۲۰۸۳...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان عرنیین (عرینہ کے لوگوں) کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری تھیں کیونکہ انہوں نے آپ ﷺ کے چرواہوں کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری تھی۔ [1]

---

[1] فائدہ...... عرنیین کے لوگوں کے تعاقب اور گرفتاری کے لئے حضور اقدس ﷺ نے بیس افراد کو روانہ فرمایا تھا' اصحاب سیر اور مغازی نے اس سریہ کو "سریہ کرز بن جابر الفہری" کے نام سے منسوب کیا ہے' واقدی نے کتاب المغازی میں خارجہ بن عبداللہ بن یزید بن رومان کے واسطہ سے نقل کیا ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ان کے تعاقب میں بیس شہ سوار روانہ فرمائے' کرز بن جابر الفہری کو ان کا امیر بنایا' وہ تلاش میں نکلے' رات ہوگئی تو حرہ میں رات گذاری' صبح ہوئی تو کچھ نہیں جانتے تھے کہ کہاں جائیں؟ اسی اثناء میں ایک عورت نظر آئی جو اونٹ کا شانہ اٹھائے جارہی تھی۔ انہوں نے اسے پکڑا اور پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں کچھ لوگوں کے پاس سے گذر رہی تھی انہوں نے اونٹ نحر کیا تھا یہ انہوں نے دیا ہے۔ پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ وہ کہنے لگی کہ حرہ کے پیچھے ویران حصہ میں ہیں۔ جب تم وہاں پہنچو گے تو ان کا دھواں دیکھو گے۔ یہ چلنے لگے یہاں تک کہ ان کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ کھانے کر فارغ ہوئے تھے' انہوں نے ان کا گھیراؤ کرلیا اور گرفتاری مانگی' سب کے سب نے گرفتاری دیدی۔ کوئی بھی نہیں رہا۔ انہوں نے سب کو باندھا گھوڑوں کے پیچھے انہیں ڈالا اور مدینہ لے کر آگئے تو رسول اللہ ﷺ کو جنگل میں (شہر سے باہر) پایا۔ پھر انہیں ہاتھ پاؤں کاٹ کر پھینک دیا گیا۔

نبی ﷺ کی حیات طیبہ میں اتنی سخت اور اذیت ناک سزا ملنے کا وہ واحد واقعہ ہے۔ اس میں ان کے ہاتھ پاؤں بھی کاٹ دیئے گئے' جو لوٹ مار کے لئے محاربہ اور مقابلہ پر آنے کی حد ہے۔ یا یہ قصاص تھا رسول اللہ ﷺ کے غلام کے ساتھ سلوک کا۔ اسی طرح ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیردی گئیں یہ بھی جمہور کے نزدیک بطور قصاص تھا۔ البتہ احناف کے نزدیک یہ تعزیر تھی۔

ہمارے دور کے بعض ملحدین اور انسانی حقوق کے نام نہاد علمبردار اس واقعہ پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ نے ان کو اس قدر سنگدلانہ سزا دی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ عرنیین نے اس سے زیادہ سنگدلی اور قساوت و شقاوت قلبی کا مظاہرہ کیا تھا۔ وہ صرف اسلام ہی سے مرتد نہیں ہوئے تھے بلکہ ان کے جرائم تو کئی سارے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کے احسانات کا یہ بدلہ دینا کہ بھوک کمزوری بیماری کی حالت میں آپ نے انہیں پناہ دی اور کھانا کھلایا' پھر صدقہ کے اونٹوں سے فائدہ اٹھانے کے ذریعہ احسان کیا۔ غرض ہر طرح سے آپ نے ان پر احسان کیا اور انہوں نے اس کا بدلہ یہ دیا کہ بے گناہ چرواہوں کو اذیت ناک طریقہ سے ہلاک کردیا۔ اونٹوں کو لوٹ کر لے گئے' رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کے حسب حال بہت مناسب سزا دی۔ ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ اس سے زیادہ سخت سزا کے مستحق تھے۔ آپ نے تو صرف ان سے قصاص لیا اور جو انہوں نے کیا تھا اسی کے مطابق ان سے کیا گیا۔ تاکہ آئندہ کوئی اس طرح کے جرم قبیح کا ارتکاب نہ کرسکے۔ اس بات کی صداقت میں کسی ذی عقل انسان کو کلام نہیں ہوسکتا کہ پورے معاشرہ انسانی کو ایسے سنگدل...... (جاری ہے)

باب-۲۸۶ باب ثبوت القصاص في القتل بالحجر وغيره من المحددات والمثقلات وقتل الرجل بالمرأة

پتھر اور بھاری چیزوں سے قتل پر قصاص ہی ہوگا

۲۰۸٤ - حدثنا محمد بن المثنى ومحمد بن بشار ۲۰۸۴ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

(گذشتہ سے پیوستہ) اور مجرمانہ طبیعت کے حامل افراد سے بچانا در حقیقت پورے معاشرہ کو ظلم اور فساد سے بچانا ہے۔

ڈاکہ زنی کرنے والوں کا حکم ان احادیث سے ڈاکہ زنی (رہزنی وغیرہ) کی سزا پر استدلال کیا گیا ہے۔ راہ گیروں کو لوٹنا، راستوں کو خوف سے بھر دینا، لوٹ مار اور قتل و غارتگری کرنا یہ سب "محاربہ" کے ذیل میں آتے ہیں۔ ائمہ مجتہدین کے نزدیک اس میں اختلاف ہے کہ ہر لوٹ مار کرنے والا "محارب" ہے یا نہیں؟ احناف اور حنابلہ کے نزدیک یہ شرط ہے کہ لوٹ مار کرنے والا رہزنی کرنے والا خواہ ایک فرد ہو یا جماعت مسلح ہو تو اس پر "حرابت" کے احکام جاری ہوں گے۔ اور شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک اسلحہ اور مسلح ہونے کی شرط نہیں ہے بلکہ کسی بھی ایسی چیز کی موجودگی جو اسے دوسروں کے مقابلہ میں قوی بنادے مثلاً: لکڑی، چاقو وغیرہ وہ اسلحہ ہی کے حکم میں ہے اور ایسے شخص پر "محارب" ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔

اور اس کی سزا مختلف صورتوں میں مختلف ہوتی ہے۔ اگر ایسے ڈاکوؤں کو لوٹ مار اور قتل و غارت سے قبل پکڑ لیا گیا تو انہیں تعزیری سزا (جو حاکم یا اس کے قائم مقام کی رائے پر کچھ بھی ہو سکتی ہے) کے بعد قید کر دیا جائے گا حتیٰ کہ وہ توبہ کر لیں یا مر جائیں۔

اور اگر انہوں نے چوری کے نصاب کے مطابق یا اس سے زائد مال لوٹ لیا ہے پھر پکڑے گئے تو ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں میں کاٹ دیئے جائیں گے یعنی دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں۔

اور اگر انہوں نے کسی بے گناہ کو قتل کر دیا اور مال نہیں لیا تو انہیں بھی حد جاری کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے گا (اور اس میں مقتول کے ورثہ کے معافی بھی قابل اعتبار نہیں ہوگی)۔

اگر ڈاکوؤں نے مال بھی لوٹا اور قتل بھی کیا تو حاکم کو اختیار ہے چاہے تو ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کر دے یا پھانسی چڑھادے یا تینوں ہی سزائیں دے دے۔ یا صرف قتل کر دے یا صرف پھانسی دے دے۔

احناف کا یہی مذہب ہے (کما في الدر المختار) جبکہ شافعیہ کا بھی یہی مذہب ہے سوائے اس کے وہ چوتھی صورت (جس میں لوٹ مار اور قتل دونوں ہوں) میں ہاتھ پاؤں کاٹنے کے بجائے قتل اور پھانسی کے قائل ہیں۔ (کذا فی مغنی المحتاج ۴/۱۸۲)

قتل مرتد کا مسئلہ زیر موضوع احادیث سے مرتد کی سزائے قتل ہونے کا مسئلہ بھی واضح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے شروع میں باب کا عنوان بھی "باب حكم المحاربين والمرتدين" لگایا گیا ہے۔

مرتد اور ارتداد کا جرم دار الاسلام میں رہتے ہوئے ناقابل معافی جرم ہے اور اس کی سزا قتل ہے اور شریعت اسلامیہ میں یہ مسئلہ بالکل متفق ہے دور صحابہؓ سے لے کر آج تک کسی دور میں یہ نزاعی اور مختلف فیہ نہیں رہا اجماع امت ہے اس بات پر کہ ارتداد کی سزا قتل ہے۔

چودھویں صدی میں جب سے اہل مغرب نے اپنے آپ کو تمام اقوام عالم کے اندر "مہذب" اور "انسانی حقوق کا سب سے بڑا چارٹر" بردار کرانا شروع کیا ہے تو انہوں نے جہاں اسلام کے حدود و قصاص کے نظام پر طعن و ملامت اور تنقید و اعتراض کا وطیرہ اپنایا وہیں "ارتداد کی سزا قتل ہے" کو بھی تنقید اور طعن و تشنیع کا ہدف بنایا ہے۔ اور اسے "حریت و آزادی فکر سے منافی" قرار دیا ہے۔ اور بعض نام نہاد مسلمان جو مغرب سے مرعوب ہیں وہ اہل مغرب کی اس تنقید سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے اس کی نفی اور اس متفق علیہ مسئلہ کو نزاعی بنانے اور اس میں تاویل و تحریف کا راستہ اپنانے کی کوشش کی گویا ان کے نزدیک "قتل مرتد" کا قانون شریعت اسلامیہ کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ ہے (العیاذ باللہ) اور اس مقصد کیلئے متعدد مقالات و کتابیں تصنیف کی گئیں۔ طوالت کے پیش نظر یہاں پر اس مسئلہ کی تفصیل جزئیات کے بیان کا موقع نہیں البتہ جن احادیث سے قتل مرتد کا ثبوت اور استدلال کیا جاتا ہے ان میں سے بعض احادیث درج کی جاتی ہیں۔ (جاری ہے)

وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ يَهُودِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلَى أَوْضَاحٍ لَهَا فَقَتَلَهَا بِحَجَرٍ قَالَ فَجِيءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ لَهَا أَقَتَلَكِ فُلَانٌ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا ثُمَّ قَالَ لَهَا الثَّانِيَةَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا ثُمَّ سَأَلَهَا الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ نَعَمْ وَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا فَقَتَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ حَجَرَيْنِ

ایک یہودی نے چاندی کے چند ٹکڑوں کی وجہ سے ایک لڑکی کو قتل کر دیا، اسے پتھر سے مارا، وہ نبی ﷺ کے پاس لائی گئی تو اس میں ابھی زندگی کی رمق باقی تھی، آپ ﷺ نے اس سے کہا کہ کیا تجھے فلاں نے قتل کیا ہے؟ اس نے سر کے اشارہ سے کہا کہ نہیں! آپ ﷺ نے دوسری بار پوچھا کہ فلاں نے قتل کیا ہے؟ اس نے سر کے اشارہ سے کہا کہ نہیں۔ پھر تیسری مرتبہ پوچھا تو اس نے سر کے اشارہ سے کہا کہ ہاں! چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسے (یہودی کو) دو پتھروں کے درمیان کچل کر قتل کر دیا۔

۲۰۸۵ ... وحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ إِدْرِيسَ فَرَضَخَ

۲۰۸۵ حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔
ابن ادریس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ اس کا سر دو پتھروں کے درمیان کچلا۔

(گذشتہ سے پیوستہ)

۱۔ حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جو اپنا دین (اسلام) بدل ڈالے اسے قتل کر دو (رواہ البخاری۔ کتاب استتابۃ المرتدین۔ باب حکم المرتد۔ رقم ۶۹۲۲)

۲۔ امام مالکؒ نے اپنی مؤطا میں زید بن اسلم سے مرسلاً نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نے اپنا دین (اسلام) تبدیل کیا اس کی گردن مار دو"۔

۳۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ: "میں یمن میں تھا میرے پاس حضرت معاذؓ آئے اور ایک آدمی جو پہلے یہودی تھا پھر اسلام لے آیا تھا وہ اسلام سے دوبارہ پھر گیا تھا جب معاذؓ آئے تو کہنے لگے کہ: میں اپنی سواری سے نہیں اتروں گا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ فرماتے ہیں کہ اس شخص سے پہلے توبہ کے لئے کہا جا چکا تھا (مگر اس نے توبہ نہیں کی تھی)۔ (ابو داؤد)
بخاری نے اس روایت کو کتاب استتابۃ المرتدین میں ان الفاظ سے نقل کیا ہے کہ:
"جب معاذؓ، ابو موسیٰؓ کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا: اتریے۔ اور معاذؓ کے لئے مسند بچھائی۔ ان کے پاس ایک آدمی بھی بندھا ہوا موجود تھا، پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ کہا کہ یہ یہودی تھا، اسلام لے آیا، پھر دوبارہ اپنے برے دین کی طرف پھر گیا اور یہودی ہو گیا۔ معاذؓ نے فرمایا کہ: میں نہیں بیٹھوں گا جب تک کہ اسے قتل نہ کیا جائے، اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے۔ ابو موسیٰؓ نے کہا کہ بیٹھ جایئے۔ فرمایا کہ نہیں بیٹھوں گا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے۔ تین بار یہ فرمایا چنانچہ اسے قتل کر دیا گیا۔

۴۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: "کسی مسلمان کا جو لا الٰہ الا اللہ کی گواہی اور میرے رسول اللہ ﷺ ہونے کی شہادت دیتا ہو خون حلال نہیں ہے سوائے تین میں سے کسی ایک بات کی وجہ سے ۱۔ شادی شدہ اگر زنا کرے ۲۔ ناحق قتل کرے تو اس کے بدلہ میں ۳۔ اپنے دین کو چھوڑنے اور مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہونے والے کا"۔
(رواہ مسلم، باب ما یباح بہ دم المسلم)

اس کے علاوہ بھی بے شمار احادیث اور آثار صحابہ میں اس بات کی تصریح ہے کہ ارتداد کی سزا قتل ہے۔
تفصیل کے لئے دیکھئے: (تکملہ فتح الملہم ۲ / ۲۱۶)

رَأْسَهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ

۲۰۸۶ ..... حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ قَتَلَ جَارِيَةً مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَى حُلِيٍّ لَهَا ثُمَّ أَلْقَاهَا فِي الْقَلِيبِ وَرَضَخَ رَأْسَهَا بِالْحِجَارَةِ فَأُخِذَ فَأُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُرْجَمَ حَتَّى يَمُوتَ فَرُجِمَ حَتَّى مَاتَ

۲۰۸۶ ..... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہود کے ایک آدمی نے ایک انصاری لڑکی کو اس کے کچھ زیور کی خاطر قتل کر کے اس کی لاش کو ایک خشک کنویں میں ڈال دیا اور پتھروں سے اس کا سر کچل دیا، پھر وہ پکڑا گیا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا، آپ ﷺ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم فرمایا۔ یہاں تک کہ وہ مر جائے چنانچہ اسے سنگسار کیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

۲۰۸۷ ..... وحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۲۰۸۷ ..... حضرت ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکورہ بالا روایت ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

۲۰۸۸ ..... وحَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَارِيَةً وُجِدَ رَأْسُهَا قَدْ رُضَّ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَسَأَلُوهَا مَنْ صَنَعَ هَذَا بِكِ فُلَانٌ فُلَانٌ حَتَّى ذَكَرُوا يَهُودِيًّا فَأَوْمَتْ بِرَأْسِهَا فَأُخِذَ الْيَهُودِيُّ فَأَقَرَّ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُرَضَّ رَأْسُهُ بِالْحِجَارَةِ

۲۰۸۸ ..... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچلا ہوا پایا گیا، اس سے پوچھا کہ تیرے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا؟ فلاں نے؟ فلاں نے؟ یہاں تک کہ اس یہودی کا ذکر کیا تو اس نے سر کے اشارہ سے جتایا (کہ ہاں وہی شخص ہے) چنانچہ یہودی کو پکڑا گیا تو اس نے (اپنے جرم کا) اقرار کر لیا، رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا۔ اس کا سر بھی پتھروں سے کچلا جائے۔

باب-۲۸۷ باب الصائل على نفس الإنسان أو عضوه إذا دفعه المصول عليه فأتلف نفسه أو عضوه لا ضمان عليه

جان یا کسی عضو پر حملہ کی صورت میں اپنا دفاع کرتے ہوئے حملہ آور کو مار دینے یا زخمی کر دینے سے کوئی ضمان نہیں ہوتا

۲۰۸۹ ..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَاتَلَ يَعْلَى بْنُ مُنْيَةَ أَوِ ابْنُ أُمَيَّةَ رَجُلًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ فَمِهِ فَنَزَعَ ثَنِيَّتَهُ وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى ثَنِيَّتَيْهِ فَاخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَيَعَضُّ أَحَدُكُمْ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ لَا دِيَةَ لَهُ

۲۰۸۹ ..... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ یعلی بن منیہ یا امیہ نے ایک شخص سے لڑائی کی، دونوں میں سے ایک نے دوسرے کو کاٹ لیا۔ اس نے اپنا ہاتھ کاٹنے والے کے منہ سے کھینچا تو کاٹنے والے کے سامنے کے دانت بھی باہر آ گئے۔

دونوں یہ مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تم میں سے کوئی کیا اس طرح (دوسرے کا ہاتھ) چباتا ہے جیسے کہ اونٹ چباتا ہے، اس کی کوئی دیت نہیں۔

۲۰۹۰ ... وحدثنا محمد بن المثنی وابن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن قتادۃ عن عطاء عن ابن یعلی عن یعلی عن النبی ﷺ بمثلہ

۲۰۹۰ ... حضرت یعلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت بیان فرماتے ہیں۔

۲۰۹۱ ... حدثنی ابو غسان المسمعی حدثنا معاذ یعنی ابن ھشام حدثنی ابی عن قتادۃ عن زرارۃ بن اوفی عن عمران ابن حصین ان رجلا عض ذراع رجل فجذبہ فسقطت ثنیتہ فرفع الی النبی ﷺ فابطلہ وقال اردت ان تاکل لحمہ

۲۰۹۱ ... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے دوسرے کے بازو پر کاٹ لیا، اس نے بازو کھینچا تو کاٹنے والے کے سامنے کے دانت بھی گر گئے۔ نبی ﷺ کے پاس معاملہ لے جایا گیا تو آپ ﷺ نے اسے لغو قرار دیا اور (کاٹنے والے سے) فرمایا کہ "تو اس کا گوشت کھانا چاہتا تھا"۔

۲۰۹۲ ... حدثنی ابو غسان المسمعی حدثنا معاذ بن ھشام حدثنی ابی عن قتادۃ عن بدیل عن عطاء بن ابی رباح عن صفوان بن یعلی ان اجیرا لیعلی بن منیۃ عض رجل ذراعہ فجذبھا فسقطت ثنیتہ فرفع الی النبی ﷺ فابطلھا وقال اردت ان تقضمھا کما یقضم الفحل

۲۰۹۲ ... حضرت صفوان بن یعلی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے (ایک جھگڑے کے دوران) یعلی بن منیہ کے غلام کا بازو کاٹ لیا، اس نے اسے کھینچا تو کاٹنے والے کے سامنے کے دانت گر گئے۔ معاملہ نبی ﷺ کے پاس لے جایا گیا تو آپ ﷺ نے اسے لغو قرار دیا اور فرمایا کہ "تیرا ارادہ تھا کہ تو اس کو چبا لیتا جیسا کہ سانڈ چبا لیتا ہے"۔

۲۰۹۳ ... حدثنا احمد بن عثمان النوفلی حدثنا قریش بن انس عن ابن عون عن محمد بن سیرین عن عمران بن حصین ان رجلا عض ید رجل فانتزع یدہ فسقطت ثنیتہ او ثنایاہ فاستعدی رسول اللہ ﷺ فقال رسول اللہ ﷺ ما تامرنی تامرنی ان امرہ ان یدع یدہ فی فیک تقضمھا کما یقضم الفحل ادفع یدک حتی یعضھا ثم انتزعھا

۲۰۹۳ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے آدمی کے ہاتھ پر کاٹ لیا، دوسرے نے اپنا ہاتھ کھینچا تو اس کے سامنے کے دانت گر پڑے، اس نے رسول اللہ ﷺ سے فریاد کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: تو مجھ سے کیا چاہتا ہے، تو یہ چاہتا ہے کہ میں اسے کہوں کہ وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں چھوڑ دے اور تو اسے سانڈ کی طرح چباتا جائے اچھا (یوں کر کہ) اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دے دے اور وہ اسے چبائے تو اپنا ہاتھ کھینچ لے۔ (مقصد حکم دینا نہیں بلکہ اس کے اپنے فعل کی شناعت کرنا ہے کہ تو ایسا ہرگز نہیں کرے گا کہ اپنا ہاتھ اس کے منہ میں چھوڑ دے تو وہ کیسے چھوڑ دیتا)۔[1]

---

[1] ذاتی دفاع کا شرعی ضابطہ ..... اس حدیث سے یہ اصول ثابت ہوا کہ ہر انسان کو اپنی اور دوسروں کی جان، مال وغیرہ کو دوسرے ظالم اور فساد پھیلانے والے کے فساد اور فتنہ سے بچانے کا حق حاصل ہے اور اس کی بنیاد قرآن کریم کی آیت: فمن اعتدیٰ علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدیٰ علیکم۔ (البقرہ، ۱۹۴) ہے، جس سے واضح ہے کہ جو کوئی کسی پر زیادتی کرے، تو اس کے لئے بھی اتنی ہی زیادتی کرنا جائز ہے۔ پھر جان اور مال کے معاملہ میں تھوڑا سا فرق ہے۔ جان کی حفاظت اور اس کا دفاع کرنا شرعاً واجب ہے اور اپنی جان کی حفاظت نہ کرنے والا گناہگار ہے، چنانچہ فقہاء احناف نے اس کی تصریح کی ہے۔ کمافی الدر
البتہ جہاں تک مال کا تعلق ہے تو اس کی حفاظت اور دفاع جائز ہے واجب نہیں اگر کوئی دفاع کرنا چاہتا ہے تو کرے اور... (جاری ہے)

۲۰۹۴.... حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ مُنْيَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ وَقَدْ عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَانْتَزَعَ يَدَهُ فَسَقَطَتْ ثَنِيَّتَاهُ يَعْنِي الَّذِي عَضَّهُ قَالَ فَأَبْطَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ أَرَدْتَ أَنْ تَقْضَمَهُ كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ

۲۰۹۴..... حضرت یعلی بن منیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی حاضر خدمت ہوا جس نے ایک آدمی کا ہاتھ کاٹا تھا اس نے اپنا ہاتھ کھینچا تو اس کے سامنے کے دو دانت گر گئے تھے یعنی جس نے کاٹا تھا۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو لغو قرار دیا اور فرمایا: کیا تم اس کو اونٹ کی طرح کاٹنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

۲۰۹۵.... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوكَ قَالَ وَكَانَ يَعْلَى يَقُولُ تِلْكَ الْغَزْوَةُ أَوْثَقُ عَمَلِي عِنْدِي فَقَالَ عَطَاءٌ قَالَ صَفْوَانُ قَالَ يَعْلَى كَانَ لِي أَجِيرٌ فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا يَدَ الْآخَرِ قَالَ لَقَدْ أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ أَيُّهُمَا عَضَّ الْآخَرَ فَانْتَزَعَ الْمَعْضُوضُ يَدَهُ مِنْ فِي الْعَاضِّ فَانْتَزَعَ إِحْدَى ثَنِيَّتَيْهِ فَأَتَيَا النَّبِيَّ ﷺ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ

۲۰۹۵..... حضرت صفوان بن یعلی ابن امیہ اپنے والد یعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے ہمراہ غزوۂ تبوک میں جہاد کیا۔ یعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ یہ جہاد میرے نزدیک میرے اعمال میں سب سے زیادہ قابل بھروسہ ہے (کہ اللہ کے یہاں یہ عمل ضرور قبول ہوگا)۔

فرماتے ہیں کہ میرا ایک ملازم تھا اس نے ایک شخص سے لڑائی جھگڑا کیا اور لڑائی میں ایک نے دوسرے کا ہاتھ کاٹ لیا۔ عطاءؒ کہتے ہیں کہ صفوان نے مجھے بتلایا تھا کہ کسی نے کسی کا ہاتھ کاٹا۔ جس کے ہاتھ کاٹا تھا اس نے کاٹنے والے کے منہ سے اپنا ہاتھ کھینچا تو اس کے سامنے کے دو دانتوں میں سے ایک گر گیا، دونوں نے ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ ﷺ نے اس کے دانت کو لغو قرار دیا۔ (اور دیت نہیں دلوائی)۔

۲۰۹۶..... وحَدَّثَنَاه عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۲۰۹۶..... ابن جریج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مذکورہ بالا روایت ہی کی مثل اس طریق سے روایت منقول ہے۔

باب-۲۸۸ باب إثبات القصاص في الأسنان وما في معناها

دانتوں میں قصاص جاری ہوگا

۲۰۹۷..... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُخْتَ الرُّبَيِّعِ أُمَّ حَارِثَةَ جَرَحَتْ إِنْسَانًا فَاخْتَصَمُوا

۲۰۹۷..... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ربیع کی بہن ام حارثہ نے ایک آدمی کو زخمی کر دیا (اور اس کے دانت توڑ دیے) وہ اپنا جھگڑا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے، رسول اللہ

(گذشتہ سے پیوستہ)..... کوئی نہیں کرنا چاہتا تو نہ کرے کیونکہ مال ایسی چیز ہے جو مباح کر دینے سے دوسرے کے لئے مباح اور جائز ہو جاتی ہے۔ بخلاف جان کے کہ وہ کسی کے لئے حلال کر دینے سے حلال نہیں ہو جاتی۔ اور وجہ یہی ہے کہ جان میں تصرف کا اختیار بندہ کو نہیں ہے مال میں تصرف کا اختیار بندہ کو حاصل ہے۔

اسی طرح اعضاء جسم کی حفاظت بھی ضروری ہے۔ (واللہ اعلم)

إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْقِصَاصَ الْقِصَاصَ فَقَالَتْ أُمُّ الرَّبِيعِ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُقْتَصُّ مِنْ فُلَانَةَ وَاللهِ لَا يُقْتَصُّ مِنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ سُبْحَانَ اللهِ يَا أُمَّ الرَّبِيعِ الْقِصَاصُ كِتَابُ اللهِ قَالَتْ لَا وَاللهِ لَا يُقْتَصُّ مِنْهَا أَبَدًا قَالَ فَمَا زَالَتْ حَتَّى قَبِلُوا الدِّيَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ

ﷺ نے فرمایا کہ قصاص، قصاص۔ ربیع کی ماں نے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا فلانہ (ام حارثہ) سے قصاص لیا جائے گا؟ اللہ کی قسم! اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: سبحان اللہ! اے ام ربیع قصاص لیا جائے گا یہ اللہ کی کتاب کا فیصلہ ہے۔ وہ کہنے لگیں کہ نہیں اللہ کی قسم! اس سے کبھی قصاص نہیں لیا جائے گا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ مسلسل یہی کہتی رہیں حتیٰ کہ متاثرین نے دیت کو قبول کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں کہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا فرماتا ہے۔[1]

باب-۴۸۹　باب ما يباح به دم المسلم

مسلمان کا قتل کن وجوہات سے مباح ہو جاتا ہے

۲۰۹۸......حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ الثَّيِّبُ الزَّانِي

۲۰۹۸...حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کسی مسلمان آدم کا جو اللہ کے علاوہ کسی معبود کے نہ ہونے اور میرے رسول اللہ ﷺ ہونے کی گواہی دیتا ہو خون (کرنا) حلال نہیں ہوتا سوائے تین میں سے کوئی ایک بات کے پائے جانے کی وجہ سے ا۔ شادی شدہ زنا

---

[1] ام حارثہ حضرت انسؓ بن مالک کی پھوپھی تھیں اور حضرت انسؓ بن النضر کی بہن تھیں۔ جب کہ حارثہ بن سراقہ کی والدہ تھیں۔ انہوں نے حضور علیہ السلام کے حکم قصاص کے باوجود اس کا انکار کیا۔ علماء نے فرمایا کہ: اس کا مقصد حضور علیہ السلام کے حکم کا رد نہیں تھا بلکہ وہ اللہ کے اوپر کامل بھروسے اور توکل کی بنیاد پر ایسا کہہ رہی تھیں۔ چنانچہ اسی یقین اور کامل اعتماد علی اللہ کا نتیجہ تھا کہ اللہ نے ان کی قسم پوری کرادی۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ پر اعتماد کر کے قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا فرماتے ہیں۔ گویا وہ اللہ کے اتنے مقرب ہوتے ہیں۔

یہاں سے ایک بات واضح ہوگی۔ وہ یہ کہ بہتر یہ ہے کہ متکلم کے ظاہری الفاظ پر کوئی فیصلہ نہ کرنا چاہیے بلکہ اس کے مقصد کو سمجھنے کی کوشش کرنی ضروری ہے۔ اور الفاظ کی بنیاد پر جلد بازی میں کوئی حتمی رائے قائم کرلینا صحیح نہیں ہے یعنی بشرطیکہ ان الفاظ کا قائل مومن اور صاحب خیر و تقویٰ ہو اور اس سے خلاف شرع و ایمان قول بعید ہو۔ اب مذکورہ بالا حدیث میں بہ ظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان خاتون نے حضور علیہ السلام کے قول کا رد کیا لیکن فی الواقع ان کا مقصد آپؐ کے فرمان کا رد نہیں تھا بلکہ وہ اللہ پر کامل اعتماد اور یقین کی بناء پر کہہ رہی تھیں کہ اسے قصاص نہیں دینا پڑے گا۔

دوسری بات یہ کہ مرد اور عورت کے درمیان قصاص جاری ہوگا۔ یعنی اگر مرد عورت کو قتل کر دے یا عورت مرد کو قتل کر دے تو قاتل اور قاتلہ دونوں سے قصاص لیا جائے گا۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔

البتہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اعضاء کے اندر مرد و عورت کے مابین قصاص نہیں ہوگا بلکہ دیت جاری ہوگی۔ لیکن ائمہ ثلاثہ امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک اعضاء میں بھی قصاص جاری ہوگا۔ (واللہ اعلم)

وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ

کاری کا مرتکب ہو ۲۔ ناحق قتل کرے تو اس کے عوض قتل کیا جائے ۳۔ اپنے دین کو چھوڑنے اور مسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی کرنے والا شخص (یعنی مرتد)۔

۲۰۹۹ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى ابْنُ يُونُسَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۲۰۹۹ حضرت اعمش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس طریق کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

۲۱۰۰ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَاللَّفْظُ لِأَحْمَدَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ لَا يَحِلُّ دَمُ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ التَّارِكُ الْإِسْلَامَ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ أَوِ الْجَمَاعَةَ شَكَّ فِيهِ أَحْمَدُ وَالثَّيِّبُ الزَّانِي وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ قَالَ الْأَعْمَشُ فَحَدَّثْتُ بِهِ إِبْرَاهِيمَ فَحَدَّثَنِي عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ بِمِثْلِهِ

۲۱۰۰ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا:
اس ذات کی قسم! جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں کسی مسلمان آدمی کا خون کرنا جو اللہ کے علاوہ دوسرا معبود نہ ہونے اور میرے رسول اللہ (ﷺ) ہونے کی گواہی دیتا ہو حلال نہیں سوائے تین قسم کے افراد کے ا۔ اسلام کو ترک کرنے اور مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ ہونے والا شخص ۲۔ شادی شدہ زنا کار شخص ۳۔ ناحق قتل کے عوض قتل ہونے والا شخص۔ امام اعمش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسی طرح یہ حدیث مروی ہے۔[1]

۲۱۰۱ وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ وَالْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ وَلَمْ يَذْكُرَا فِي الْحَدِيثِ قَوْلَهُ وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ

۲۱۰۱ اس طریق سے بھی مذکورہ بالا روایت ہی کی مثل منقول ہے لیکن اس روایت میں نبی کریم ﷺ کا قول: "اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں" مذکور نہیں۔

---

[1] فائدہ مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ عقائد اور اسلام کے متفق علیہ مسائل میں تمام اہل حق سے اختلاف کرے اور زندقہ والی باتیں کرے مثلاً سود کو حلال کہنے والا یا اس میں تاویل کرنے والا شخص، عذاب قبر کا منکر، آخرت کا منکر وغیرہ یہ لوگ ملحد اور زندیق کہلاتے ہیں اگرچہ اپنے آپ کو اسلام کے ساتھ منسوب کرتے ہیں لیکن حقیقتاً مسلمان نہیں ہوتے کیونکہ وہ ضروریات دین میں سے کسی کا انکار کرکے مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ ہو چکے ہوتے ہیں۔
حدیث سے مرتد کے قتل کا واجب ہونا بھی واضح ہے اس سے متعلق تفصیل قتل مرتد کے مسئلہ کے ذیل میں پیچھے گزر چکی ہے۔

باب-۴۹۰

باب بيان إثم من سن القتل

قتل کی ریت ڈالنے والے کا گناہ

۲۱۰۲......حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا لِأَنَّهُ كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ

۲۱۰۲......حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کسی بھی جان کو ناحق ظلماً قتل کیا جاتا ہے مگر یہ کہ اس کا گناہ آدم کے پہلے بیٹے (قابیل) کو بھی ہوتا ہے اس لئے کہ وہی پہلا شخص ہے جس نے قتل کی ریت ڈالی۔

(اس سے معلوم ہوا کہ جو بھی شخص کسی کام کا اجراء کرتا ہے تو اگر وہ اچھا کام ہے تو جب تک وہ کام ہوتا رہے گا اس کا ثواب جاری کرنے والے کو بھی ملتا رہے گا۔ اسی طرح اگر وہ برا کام ہے تو اس کا گناہ بھی جاری کرنے والے پر ہوتا رہے گا)۔

۲۱۰۳......وحَدَّثَنَاه عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ جَرِيرٍ وَعِيسَى بْنِ يُونُسَ لِأَنَّهُ سَنَّ الْقَتْلَ لَمْ يَذْكُرَا أَوَّلَ

۲۱۰۳......ان اسانید سے بھی مذکورہ بالا روایت ہی کی مثل حدیث منقول ہے لیکن اس میں قتل کی ابتداء کا ذکر ہے پہلے ہونے کو بیان نہیں کیا۔

باب-۴۹۱

باب المجازاة بالدماء في الآخرة وأنها أول ما يقضى فيه بين الناس يوم القيامة

روز قیامت سب سے پہلے خون کا فیصلہ ہوگا

۲۱۰٤......حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ عَنِ الْأَعْمَشِ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

۲۱۰۴......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قیامت کے روز لوگوں کے درمیان جس چیز کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا وہ خونوں کا ہوگا"۔[1]

---

[1] یعنی دنیا میں جتنے لوگ ناحق قتل کئے گئے ہوں گے ان کو انصاف ملے گا۔ یہاں یہ اشکال پیدا نہ ہونا چاہئے کہ ایک حدیث میں تو یہ فرمایا گیا کہ "قیامت کے دن بندہ سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا" کیونکہ نماز والی حدیث متعلق ہے حقوق اللہ سے جب کہ حدیث مذکورہ بالا کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔ حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور حقوق العباد میں سب سے اول خون کا فیصلہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ

۲۱۰۵ ... حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ بَعْضَهُمْ قَالَ عَنْ شُعْبَةَ يُقْضَى وَبَعْضُهُمْ قَالَ يُحْكَمُ بَيْنَ النَّاسِ

۲۱۰۵ ان اسانید وطرق سے بھی مذکورہ بالا حدیث (کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے روز لوگوں کے درمیان جس چیز کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا وہ خونوں کا ہوگا) ای کا معنی ومفہوم منقول ہے۔

باب۔۲۹۲ باب تغليظ تحريم الدماء والأعراض والأموال

جان، مال اور آبرو کی شدتِ حرمت کا بیان

۲۱۰۶ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَيَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبٌ شَهْرُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ ثُمَّ قَالَ أَيُّ شَهْرٍ هَذَا قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلَى قَالَ فَأَيُّ بَلَدٍ هَذَا قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ قُلْنَا بَلَى قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ قَالَ

۲۱۰۶... حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"بلاشبہ زمانہ چکر کھا کر اپنی اسی حالت پر ہو گیا جس دن کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا تھا (اسی دن کی حالت پر ہوگا) جاہلیت کے زمانہ میں بھی عربوں کے یہاں چار مہینے محترم تھے اور ان میں جنگ نہیں کرتے تھے، لیکن اگر ان مہینوں میں جنگ کرنا پڑ جاتی تو دھوکہ دینے کے لئے کہتے کہ یہ نسیٔ کا سال ہے اور محرم کی حرمت کو صفر تک مؤخر کر دیتے۔ یعنی یہ کہتے کہ اس سال حرمت صفر کے مہینہ میں ہے۔ حضور علیہ السلام نے اس کی تردید فرمائی کہ زمانہ اپنی اصل خلقت پر ہے جو اللہ نے ایام اور مہینوں کی ترتیب رکھی ہے اس میں ردوبدل نہیں کیا جا سکتا ہے۔ سال بارہ ماہ کا ہوتا ہے ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں ان میں سے تین تو مسلسل ہیں، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم، جب کہ رجب مضر کا مہینہ ہے جو جمادی (الآخر) اور شعبان کے درمیان ہے۔

پھر فرمایا: یہ کونسا مہینہ ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے سکوت فرمایا حتی کہ ہمیں خیال ہونے لگا کہ شاید اب اس مہینہ کا کوئی دوسرا نام رکھیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں! فرمایا کہ پھر یہ شہر کونسا ہے؟

مُحَمَّدٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَأَعْرَاضَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ فَلَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِي كُفَّارًا أَوْ ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلَّغُهُ يَكُونُ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ ثُمَّ قَالَ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالَ ابْنُ حَبِيبٍ فِي رِوَايَتِهِ وَرَجَبُ مُضَرَ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي

عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے سکوت فرمایا حتی کہ ہمیں گمان ہوا کہ شاید آپ اس شہر کا کوئی دوسرا نام لیں گے۔ فرمایا کہ کیا یہ بلدۃ (الحرام، مکہ مکرمہ) نہیں ہے؟ عرض کیا کیوں نہیں! فرمایا کہ پھر آج کا دن کونسا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ خاموش رہے یہاں تک کہ ہمیں خیال ہوا کہ آپ ﷺ اس دن کا کوئی اور نام لیں گے، فرمایا کہ کیا یہ یوم النحر (قربانی کا دن) نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں۔ یا رسول اللہ! فرمایا: بلاشبہ تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری آبروئیں تم پر حرام ہیں تمہارے اس دن کی حرمت کی طرح، تمہارے اس شہر کی حرمت کی طرح تمہارے اس مہینہ کی حرمت کی طرح اور عنقریب تم اپنے رب سے جاملو گے تو وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا، لہٰذا میرے بعد گمراہی کی طرف ہرگز نہ لوٹ جانا کہ آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

خبردار! جو موجود ہے اسے چاہیئے کہ غائب کو پہنچادے شاید بعض وہ آدمی جسے یہ پیغام پہنچے وہ اس پیغام کو زیادہ محفوظ رکھنے والا ہو، سننے والے سے، پھر فرمایا کہ: کیا میں نے پہنچادیا؟ ❶

۲۱۰۷۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا كَانَ ذَلِكَ الْيَوْمُ قَعَدَ عَلَى بَعِيرِهِ وَأَخَذَ إِنْسَانٌ بِخِطَامِهِ فَقَالَ أَتَدْرُونَ أَيَّ يَوْمٍ هَذَا قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ سِوَى اسْمِهِ فَقَالَ أَلَيْسَ بِيَوْمِ النَّحْرِ قُلْنَا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَأَيُّ شَهْرٍ هَذَا قُلْنَا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَلَيْسَ بِذِي الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَأَيُّ بَلَدٍ هَذَا قُلْنَا اللهُ وَرَسُولُهُ

۲۱۰۷۔۔۔۔۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب وہ (یوم النحر) کا دن ہوا تو آپ ﷺ اپنے اونٹ پر سوار ہوئے۔ ایک آدمی نے مہار پکڑلی، فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو یہ کون سا دن ہے؟ سب نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ حتی کہ ہمیں خیال ہوا کہ آپ ﷺ اس دن کا کوئی دوسرا نام رکھیں گے۔ فرمایا کہ کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ (ﷺ)! فرمایا کہ پھر یہ مہینہ کون سا ہے؟ ہم نے عرض کہ اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا یقیناً یا رسول اللہ (ﷺ)۔ فرمایا کہ اچھا یہ شہر کون سا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) زیادہ

---

❶ یہ حدیث نبی اکرم ﷺ کا خطبہ حجۃ الوداع کا ایک حصہ ہے اور اس میں آپ نے مسلمان کی جان اس کے مال اس کی عزت اور آبرو کی حرمت اس طرح بیان فرمائی کہ اللہ کے نزدیک وہ اتنی ہی محترم ہے جتنا کہ حج کا مہینہ بلد حرام (شہر مکہ) اور یہ قربانی کا دن محترم ہے۔
اسی حدیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنا گردنیں مارنا وغیرہ جاہلیت اور گمراہی کی دلیل ہیں۔ (واللہ اعلم)

أَعْلَمُ قَالَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ سِوَى اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ بِالْبَلْدَةِ قُلْنَا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ قَالَ ثُمَّ انْكَفَأَ إِلَى كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ فَذَبَحَهُمَا وَإِلَى جُزَيْعَةٍ مِنَ الْغَنَمِ فَقَسَمَهَا بَيْنَنَا

جانتے ہیں۔ (صحابہ رضی اللہ عنہم کا آپ کے ہر سوال کا جواب جاننے کے باوجود اللہ اور رسول (ﷺ) کی طرف نسبت کرنا، دربار رسالت ﷺ کے ادب انتہائی خیال کے پیش نظر تھا)۔ حتی کہ ہمیں یہ خیال ہوا کہ شاید آپ (ﷺ) اس شہر کا کوئی دوسرا نام رکھیں گے، فرمایا کہ کیا یہ بلدۂ حرام (مکہ) نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا یقیناً یارسول اللہ (ﷺ)!
فرمایا کہ: پس بلاشبہ تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزت و آبرو تم پر حرام ہیں... جیسے کہ تمہارے اس دن (یوم النحر) کی حرمت ہے، تمہارے اس مہینہ (ذی الحجہ) کی حرمت ہے، تمہارے اس شہر مکہ کی حرمت ہے۔ پس چاہئے کہ جو موجود ہے وہ غائب تک پہنچادے۔
ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ دو چتکبرے مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں ذبح کیا اور بکریوں کے ایک ریوڑ کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے ہمارے درمیان تقسیم فرمایا۔

۲۱۰۸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا كَانَ ذَلِكَ الْيَوْمُ جَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى بَعِيرٍ قَالَ وَرَجُلٌ آخِذٌ بِزِمَامِهِ أَوْ قَالَ بِخِطَامِهِ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ

۲۱۰۸ حضرت عبد الرحمن بن ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ اس دن (حجۃ الوداع) جب نبی کریم ﷺ اونٹ پر بیٹھے اور ایک آدمی آپ ﷺ کے اونٹ کی لگام پکڑنے والا تھا۔
بقیہ روایت حضرت یزید بن زریع کی روایت کردہ حدیث کے مثل بیان فرمائی۔

۲۱۰۹ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ وَعَنْ رَجُلٍ آخَرَ هُوَ فِي نَفْسِي أَفْضَلُ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ وَأَحْمَدُ بْنُ خِرَاشٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا قُرَّةُ بِإِسْنَادِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَسَمَّى الرَّجُلَ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا وَسَاقُوا الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عَوْنٍ غَيْرَ أَنَّهُ لَا

۲۱۰۹ اس سند سے بھی حدیث بالا منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں "تمہاری عزت" اور مینڈھوں کی طرف متوجہ ہونے اور مینڈھوں کی قربانی کا ذکر نہیں ہے۔ البتہ یہ اضافہ ہے کہ: تم اپنے رب سے جا ملو گے۔ کیا میں نے پیغام خدا پہنچادیا؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کہ اے اللہ گواہ رہیئے۔

يَذْكُرُ وَأَعْرَاضَكُمْ وَلَا يَذْكُرُ ثُمَّ انْكَفَأَ إِلَى كَبْشَيْنِ وَمَا بَعْدَهُ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا إِلَى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ اللَّهُمَّ اشْهَدْ

باب-۴۹۳ باب صحة الإقرار بالقتل وتمكين ولي القتيل من القصاص واستحباب طلب العفو منه

اقرارِ قتل کی صحت کا بیان

۲۱۱۰ـــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو يُونُسَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ أَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ إِنِّي لَقَاعِدٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ يَقُودُ آخَرَ بِنِسْعَةٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا قَتَلَ أَخِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَقَتَلْتَهُ فَقَالَ إِنَّهُ لَوْ لَمْ يَعْتَرِفْ أَقَمْتُ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةَ قَالَ نَعَمْ قَتَلْتُهُ قَالَ كَيْفَ قَتَلْتَهُ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَهُوَ نَخْتَبِطُ مِنْ شَجَرَةٍ فَسَبَّنِي فَأَغْضَبَنِي فَضَرَبْتُهُ بِالْفَأْسِ عَلَى قَرْنِهِ فَقَتَلْتُهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ هَلْ لَكَ مِنْ شَيْءٍ تُؤَدِّيهِ عَنْ نَفْسِكَ قَالَ مَا لِي مَالٌ إِلَّا كِسَائِي وَفَأْسِي قَالَ فَتَرَى قَوْمَكَ يَشْتَرُونَكَ قَالَ أَنَا أَهْوَنُ عَلَى قَوْمِي مِنْ ذَاكَ فَرَمَى إِلَيْهِ بِنِسْعَتِهِ وَقَالَ دُونَكَ صَاحِبَكَ فَانْطَلَقَ بِهِ الرَّجُلُ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنْ قَتَلَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ فَرَجَعَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ قُلْتَ إِنْ قَتَلَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ وَأَخَذْتُهُ بِأَمْرِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَمَا تُرِيدُ أَنْ يَبُوءَ بِإِثْمِكَ وَإِثْمِ صَاحِبِكَ قَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ لَعَلَّهُ قَالَ بَلَى قَالَ فَإِنَّ ذَاكَ كَذَاكَ قَالَ فَرَمَى بِنِسْعَتِهِ وَخَلَّى سَبِيلَهُ

۲۱۱۰ـــ حضرت علقمہ بن وائل بیان کرتے ہیں کہ ان سے ان کے والد (حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بیان کیا کہ وہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص دوسرے کو ایک تسمہ سے کھینچتا ہوا لایا، اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! اس شخص نے میرے بھائی کو قتل کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو نے اسے قتل کیا ہے؟ مدعی کہنے لگا کہ اگر یہ اعتراف نہ کرتا تو میں گواہ قائم کرتا۔ اس نے کہا جی ہاں! پوچھا کہ کس طرح قتل کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں اور وہ ایک درخت سے پتے جھاڑ رہے تھے، اس نے مجھے گالی دے کر غصہ دلا دیا، میں نے اس کے سر پر کلہاڑی مار کر اسے قتل کر دیا۔ نبی ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تیرے پاس اتنا مال ہے جس کے ذریعہ اپنی جان کو بچانے کے لئے دیت دے دے۔ کہنے لگا کہ میرے پاس سوائے میری چادر اور کلہاڑی کے کوئی اور مال نہیں ہے۔ فرمایا کہ پھر تیرا کیا خیال ہے کیا تیری قوم تجھے خرید لے گی؟ (یعنی تیری طرف سے فدیہ ادا کر کے تجھے بچا لے گی) کہنے لگا کہ میں اپنی قوم کے لئے اس سے زیادہ بے قیمت ہوں، رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر تسمہ مدعی کی طرف پھینکا اور فرمایا کہ اپنے ساتھی کو لے لے (یعنی اب تجھے اختیار ہے جو چاہے کر) مدعی اس آدمی کو لے کر چلا، جب پیٹھ پھیر لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اگر اس نے اسے قتل کر دیا تو یہ بھی اسی جیسا ہو گا (دونوں میں کوئی فرق نہ رہے گا اپنا حق وصول کر لینے کی وجہ سے) وہ شخص واپس ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! مجھے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر یہ اسے قتل کرے گا تو اسی جیسا

ہو جائے گا۔ جب کہ میں نے اسے آپ کے حکم سے ہی پکڑا ہے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو یہ نہیں چاہتا کہ وہ (قاتل) تیرا اور تیرے بھائی کے خون کا گناہ خود ہی سمیٹ لے۔ کہنے لگا اے اللہ کے نبی! واقعی ایسا ہو گا؟ فرمایا: کیوں نہیں (کہنے لگا کہ اگر ایسا ہے تو پھر یہی ٹھیک ہے۔ اور اس نے اس کا تسمہ پھینک دیا اور اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ ❶

٢١١١...... وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ سَالِمٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِرَجُلٍ قَتَلَ رَجُلًا فَأَقَادَ وَلِيَّ الْمَقْتُولِ مِنْهُ فَانْطَلَقَ بِهِ وَفِي عُنُقِهِ نِسْعَةٌ يَجُرُّهَا فَلَمَّا أَدْبَرَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ فَأَتَى رَجُلٌ الرَّجُلَ فَقَالَ لَهُ مَقَالَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَخَلَّى عَنْهُ قَالَ إِسْمَعِيلُ بْنُ سَالِمٍ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِحَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ فَقَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَشْوَعَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِنَّمَا سَأَلَهُ أَنْ

٢١١١...... حضرت علقمہ بن وائل اپنے والد حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص لایا گیا جس نے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا، آپ ﷺ نے وہ قاتل مقتول کے وارث کے سپرد کر دیا قصاص لینے کے لئے۔ قاتل کی گردن میں ایک تسمہ پڑا ہوا تھا جسے وہ کھینچ رہا تھا، جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: "قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے"۔
فرماتے ہیں کہ ایک آدمی اس وارثِ مقتول کے پاس آیا اور اس سے رسول اللہ ﷺ کی بات بیان کر دی۔ یہ سن کر اس نے قاتل کا راستہ چھوڑ دیا۔
ابن اشوع کی روایت میں یہ ہے کہ نبی ﷺ نے اس سے معاف کرنے کا مطالبہ کیا تھا مگر اس نے انکار کر دیا تھا۔ ❷

---

❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قتلِ عمد میں قاتل کی رضامندی کے بغیر اس پر دیت لازم نہیں کی جاسکتی کیونکہ یہاں رسول اللہ ﷺ نے اس سے پہلے دریافت فرمایا کہ کیا وہ دیت کی ادائیگی کر سکتا ہے یا نہیں۔ جس سے ثابت ہوا کہ قاتل کی رضا کے بغیر اس پر دیت لاگو نہیں کی جاسکتی۔ چنانچہ احناف کی دلیل یہی حدیث ہے کہ مقتول کا ولی قاتل دیت کی ادائیگی کے لئے زبردستی نہیں کر سکتا۔ امام مالک کا بھی یہی قول ہے۔
جب کہ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک ولیِ مقتول کو اختیار ہے کہ وہ دیت کو اختیار کرے یا قصاص کو۔ دونوں میں سے کسی کو بھی اختیار کر سکتا ہے لیکن یہ اس کا اختیار ہے۔ اگر وہ دیت پر زور دے تو قاتل کو دیت ادا کرنی ہو گی' خواہ وہ راضی ہو یا نہ ہو۔
نوویؒ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ: "اگر اس نے قتل کر دیا تو یہ بھی اسی کی طرح ہو جائے گا"۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ پھر دونوں میں کوئی فرق اس معنی میں نہ رہے گا کہ اس نے اپنا حق وصول کر لیا' جب کہ قتل نہ کرنے اور معاف کرنے کی صورت میں اسے اس پر احسان اور کرم کی فوقیت حاصل ہوئی۔ (واللہ اعلم)

❷ فائدہ...... اس حدیث میں فرمایا کہ قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے' جب کہ مقتول کے وارث کے لئے تو شرعاً جائز تھا کہ وہ قاتل کو قصاصاً قتل کر دے' پھر آپؐ نے اس کے لئے یہ کیوں فرمایا کہ وہ جہنم میں جائے گا؟ علماء نے متعدد اسباب بیان کئے ہیں۔ مازری نے فرمایا کہ: مقتول کا جہنمی ہونا یہ قصاص لینے کی وجہ سے نہیں بلکہ کسی اور وجہ سے تھا جس کو نبی ﷺ جانتے تھے' یا آپ کو غصہ دلانے کی وجہ سے تھا جس کی وجہ بھی اوپر کی روایت میں بیان کی گئی کہ اس نے آپؐ کے مطالبہ کے باوجود معاف کرنے سے انکار کر دیا۔
بعض علماء نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے ان دو خاص شخصوں کے بارے میں یہ نہیں فرمایا تھا بلکہ علی العموم ان دو افراد کے بارے میں فرمایا تھا جو عصبیت کی بناء پر ایک دوسرے کو قتل کریں لیکن یہاں وارثِ مقتول نے اس کے معنی کو عام سمجھتے ہوئے اپنے اوپر محمول کیا اور قصاص نہیں لیا۔
شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی نے تکملہ میں ایک اور وجہ لکھی ہے' فرماتے ہیں کہ:
اس بات کا احتمال بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سابقہ روایت کی طرح یہی فرمایا ہو کہ:

......(جاری ہے)

يَعْفُوْ عَنْهُ فَأَبَى

باب-۲۹۴ باب دية الجنين ووجوب الدّية في قتل الخطإ وشبه العمد على عاقلة الجاني

جنین کی دیت اور قتلِ خطاوشبہ عمد میں دیت واجب ہونے کا بیان

۲۱۱۲ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى فَطَرَحَتْ جَنِينَهَا فَقَضَى فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ

۲۱۱۲ـــ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں کے درمیان لڑائی ہوئی، ایک نے دوسری کو (پیٹ پر) مارا جس سے حمل (جنین) گر گیا،
نبی ﷺ نے اس میں ایک غلام یا باندی دینے کا فیصلہ فرمایا۔

۲۱۱۳ـــ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي جَنِينِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي لَحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قُضِيَ عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِأَنَّ مِيرَاثَهَا لِبَنِيهَا وَزَوْجِهَا وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى عَصَبَتِهَا

۲۱۱۳ـــ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی لحیان کی ایک عورت کے جنین (پیٹ کا حمل) کے معاملہ میں جس کا مردہ حالت میں اسقاط ہو گیا تھا ایک غلام یا باندی دینے کا حکم فرمایا (دیت کے طور پر) پھر وہ عورت جس کے لئے غرہ (غلام یا باندی) دینے کا فیصلہ کیا گیا تھا مر گئی، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ اس کی میراث تو اس کے بیٹوں اور شوہر کو ملے گی، جب کہ دیت کی ادائیگی قاتلہ کے خاندان والوں پر ہو گی۔

۲۱۱٤ـــ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ ح وحَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ دِيَةَ جَنِينِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيدَةٌ وَقَضَى بِدِيَةِ الْمَرْأَةِ عَلَى عَاقِلَتِهَا وَوَرَّثَهَا وَلَدَهَا وَمَنْ مَعَهُمْ فَقَالَ حَمَلُ بْنُ النَّابِغَةِ الْهُذَلِيُّ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ أَغْرَمُ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا

۲۱۱٤ـــ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ بنو ھذیل کی دو عورتیں لڑ پڑیں، ایک نے دوسری کو پتھر سے مارا جس سے وہ عورت بھی مر گئی اور اس کے پیٹ کا حمل بھی مر گیا، (اس کے خاندان والے) جھگڑا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے، رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ اس کے جنین (پیٹ کے بچہ) کی دیت ایک غلام یا باندی ہے جب کہ عورت کی دیت، قاتلہ کی برادری کے ذمہ لازم کی اور مرنے والی کا وارث اس کی اولاد اور جو ان کے ساتھ ہوں ان کو قرار دیا۔
اس پر حمل بن نابغہ الہذلی کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! ہم کیوں تاوان دیں اس بچہ کا جس نے نہ پیا نہ کھایا، نہ بات کی نہ چلایا (یعنی بالکل مردہ تھا) تو اس طرح کے خون لغو ہوتے ہیں۔

(گذشتہ سے پیوستہ)..... "اگر یہ اسے قتل کرتا ہے تو اسی جیسا ہے" لیکن بعض رواۃ اس سے یہ سمجھے ہوں کہ قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے اور اسی فہم کے مطابق انہوں نے یہ معنی بیان کرنے کے لئے ان الفاظ سے اس کو روایت کر دیا۔ واللہ اعلم

فَقَالَ سَجْعٌ كَسَجْعِ الْأَعْرَابِ

خون تو باطل ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بدؤوں کی طرح مسجع اور قافیہ بند کلام کرتا ہے۔

۲۱۱۸ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَى حَدِيثِ جَرِيرٍ وَمُفَضَّلٍ

۲۱۱۸ اس طریق سے بھی حدیث جریر و مفضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مثل منقول ہے۔

۲۱۱۹ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ بِإِسْنَادِهِمُ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ غَيْرَ أَنَّ فِيهِ فَأَسْقَطَتْ فَرُفِعَ ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ فَقَضَى فِيهِ بِغُرَّةٍ وَجَعَلَهُ عَلَى أَوْلِيَاءِ الْمَرْأَةِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ دِيَةَ الْمَرْأَةِ

۲۱۱۹ حضرت منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان اسناد سے مذکورہ بالا روایت نقل کی ہے اس روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ گرائی گئی اور یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچائی گئی تو آپ ﷺ نے اس میں ایک غلام کا فیصلہ فرمایا اور اسے عورت کے رشتہ داروں پر لازم کیا اور اس روایت میں عورت کی دیت کا ذکر نہیں ہے۔

۲۱۲۰ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا قَالَ وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ اسْتَشَارَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ النَّاسَ فِي إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ شَهِدْتُ ﷺ النَّبِيَّ قَضَى فِيهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ ائْتِنِي بِمَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ قَالَ فَشَهِدَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ

۲۱۲۰ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے عورت کے پیٹ کے بچے کی دیت کے بارے میں مشورہ کیا تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ نے اس معاملہ میں ایک غلام یا باندی دینے کا حکم فرمایا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایسا کوئی آدمی لاؤ جو تمہاری بات کی گواہی دے۔ تو انہوں نے محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گواہ کے طور پر پیش کیا (کہ انہوں نے بھی نبی ﷺ سے یہ بات سنی تھی)۔[1]

---

[1] حدیث میں چند اصطلاحی الفاظ کا ذکر ہے ان کا مطلب جاننا ضروری ہے۔ جنین: عورت کا حمل جب تک کہ پیٹ میں ہو جنین کہلاتا ہے خواہ کسی بھی عمر کا ہو۔ جن دو عورتوں کا حدیث میں ذکر ہے ان میں سے ایک کا نام ملیکہ اور دوسری کا ام غطیف تھا۔ دونوں سوکنیں تھیں اور حمل بن مالک بن نابغہ الہذلی کے نکاح میں تھیں۔

غرہ　لفظ غرہ کا اطلاق ایک کامل اور نفیس اور قیمتی چیز پر ہوتا ہے خواہ وہ آدمی ہو یا کوئی دوسری چیز مذکر ہو یا مؤنث حدیث میں غرہ سے مراد اکثر علماء کے نزدیک غلام یا باندی ہے۔　(تفصیل کے لئے دیکھئے تکملہ فتح الملہم ۲/۲۷۲۳ ۳۷۳)

عاقلہ　امام ابو حنیفہ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عاقلہ کا اطلاق انسان کے پورے قبیلے پر ہوتا تھا جس کے ذریعہ انسان دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں مدد و تعاون حاصل کرتا تھا۔ بعد میں حضرت عمرؓ نے اہل دیوان کو باہمی تناصر و تعاون کے لئے مقرر کر دیا تو اہل دیوان عاقلہ ہو گئے۔ بہر کیف ان احادیث بالا سے معلوم ہوا کہ جنین کے مارنے پر بھی دیت واجب ہوتی ہے اور جنین کی دیت نصف عشر دیت یعنی کامل دیت کا پانچواں حصہ ہوتی ہے۔ کامل دیت سو اونٹ ہوتے ہیں اس اعتبار سے جنین کی دیت ... (جاری ہے)

(گذشتہ سے پیوستہ)......پانچ اونٹ یا ان کی قیمت ہوئی۔ دوسری بات یہ کہ قتل خطاء کی صورت میں بھی دیت واجب ہوتی ہے کہ دیت کی ادائیگی قاتل کے عاقلہ یعنی برادری والوں پر عائد ہوگی کہ وہ اپنے برادری کے فرد کی دیت ادا کرنے کا انتظام کریں۔ اسی طرح شبہ عمد میں بھی دیت واجب ہوتی ہے۔ قصاص نہیں لیا جا سکتا۔ واللہ اعلم

كتاب الحدود

كِتَابُ الحُدُود

اسلام کے قانون حدود و تعزیرات کا بیان

باب-۴۹۵ باب حدّ السّرقة ونصابها

چور کے ہاتھ کاٹنے کے لئے کیا معیار ہے

۲۱۲۱ ..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا وَقَالَ الآخَرَانِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْطَعُ السَّارِقَ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا

۲۱۲۱ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چور کا ہاتھ ایک چوتھائی دینار یا اس سے زائد میں کاٹتے تھے۔

۲۱۲۲ وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِمِثْلِهِ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ

۲۱۲۲..... حضرت زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس اسناد کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

۲۱۲۳..... وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَحَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ وَاللَّفْظُ لِلْوَلِيدِ وَحَرْمَلَةَ قَالُوا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا

۲۱۲۳ ... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
”چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے الا یہ کہ چوتھائی دینار یا اس سے زائد کی چوری کرے“۔

۲۱۲۴ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى وَاللَّفْظُ لِهَارُونَ وَأَحْمَدَ قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الآخَرَانِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَمْرَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تُحَدِّثُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لَا تُقْطَعُ الْيَدُ إِلَّا فِي

۲۱۲۴... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا:
آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ہاتھ نہ کاٹا جائے سوائے چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ میں۔

رُبْعِ دِينَارٍ فَمَا فَوْقَهُ

۲۱۲۵ - حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا

۲۱۲۵ - حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ:
"ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا (چور کا) الا یہ کہ چوتھائی دینار یا اس سے زائد (کی چوری) کرے"۔

۲۱۲۶ - وحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَإِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْعَقَدِيِّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ مِنْ وَلَدِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهَادِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۲۱۲۶ - حضرت عبد اللہ بن الہادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس اسناد کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

۲۱۲۷ - وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الرُّؤَاسِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ تُقْطَعْ يَدُ سَارِقٍ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ وَكِلَاهُمَا ذُو ثَمَنٍ

۲۱۲۷ - حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں حجفہ یا ترس ڈھال کی قیمت سے کم (کی چوری) میں ہاتھ نہیں کاٹے جاتے تھے۔ اور حجفہ و ترس دونوں قیمت والی اشیاء ہیں۔[1]

۲۱۲۸ ..... وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ

۲۱۲۸ - حضرت ہشام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مذکورہ بالا حدیث ابن

---

[1] اسلام میں چور کی سزا قطع ید یعنی ہاتھ کاٹنے کی رکھی گئی ہے۔ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا معمولی چوری پر بھی ہاتھ کاٹا جائے یا اس کے لئے کوئی حد و اور نصاب مقرر ہے کہ کم سے کم اتنی مالیت کی نقدی یا سامان کی شکل میں چوری کرے تو ہاتھ کاٹا جائے گا؟ بعض علماء کی رائے تو یہ ہے کہ مطلقاً سرقہ قابل حد جرم ہے اور اس پر ہاتھ کاٹا جائے گا خواہ ایک روپیہ کی چوری کیوں نہ کی ہو۔
لیکن ائمہ اربعہ (امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) کے نزدیک قطع ید کے لئے ایک نصاب اور معیار مقرر کیا گیا ہے۔ اس مقدار سے کم کی اگر چوری کرے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا بلکہ تعزیراً قاضی کچھ سزا دے گا۔ البتہ اس متعین مقدار کے برابر یا زائد چوری پر قطع ید یعنی ہاتھ کاٹنے کی سزا دی جائے گی۔
اب وہ معیار و مقدار کیا ہے؟ اس بارے میں ائمہ اربعہؒ کے درمیان اختلاف ہے۔ ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک تین درہم یا ایک چوتھائی دینار اس کا مقرر شدہ نصاب ہے۔ اور وہ حضرت عائشہؓ کی حدیث سے جو اس باب میں پہلی حدیث ہے استدلال کرتے ہیں۔
جب کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک مکمل دینار یا دس درہم اس کا نصاب ہے اس سے کم کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ جب کہ تعزیراً سزا دی جائے گی۔ امام صاحب کا استدلال بھی اسی باب میں حضرت عائشہؓ کی حدیث سے ہے جس میں انہوں نے فرمایا کہ ڈھال کی قیمت سے کم میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا۔ جب کہ اس زمانہ میں ڈھال کی قیمت حضرت عمروؓ بن شعیب کی حدیث کے مطابق دس درہم تھی۔ سنن نسائی میں یہ روایت مروی ہے۔ علاوہ ازیں نسائی نے متعدد طرق سے ایمنؓ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ "رسول اللہ ﷺ کے عہد میں مجن (ڈھال) سے کم کی قیمت میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا۔ اور ڈھال کی قیمت ان دنوں ایک دینار تھی"۔

بْنُ سُلَيْمَانَ وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الرُّؤَاسِيِّ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحِيمِ وَأَبِي أُسَامَةَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ ذُو ثَمَنٍ

نمیر ہی کی مثل روایت منقول ہے۔ عبد الرحیم اور ابو اسامہ کی روایت کردہ حدیث میں یہ ہے کہ یہ (ڈھال و ترس) ان دنوں قیمت والی تھی۔

۲۱۲۹...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَطَعَ سَارِقًا فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ

۲۱۲۹...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چور کا ہاتھ تین درہم والی ڈھال (چوری کرنے پر) کاٹا۔

۲۱۳۰...... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَأَيُّوبَ بْنِ مُوسَى وَإِسْمَعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ ح و حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ وَإِسْمَعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ وَعُبَيْدِ اللَّهِ وَمُوسَى بْنِ عُقْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي إِسْمَعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ ح و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الْجُمَحِيِّ وَعُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اللَّيْثِيِّ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ غَيْرَ أَنَّ بَعْضَهُمْ قَالَ

۲۱۳۰...... ان مختلف اسانید و طرق سے حدیث ذکر کی ہے کہ تمام محدثین عظام نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث حضرت یحییٰ عن مالک کی طرح روایت کی ہے بعض راویوں نے اس کی قیمت اور بعض راویوں نے اس (ڈھال) کا ثمن تین دراہم ذکر فرمایا ہے۔

قِيمَتُهُ وَبَعْضُهُمْ قَالَ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ

۲۱۳۱ ....حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَعَنَ اللَّهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ

۲۱۳۱.... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اللہ تعالیٰ، چور پر لعنت کرے کہ انڈا چوری کرتا ہے تو اس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور رسی چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے"۔

۲۱۳۲ ....حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ كُلُّهُمْ عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ يَقُولُ إِنْ سَرَقَ حَبْلًا وَإِنْ سَرَقَ بَيْضَةً

۲۱۳۲.... حضرت اعمش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی مذکورہ بالا روایت اس طریق سے روایت کی گئی ہے اس روایت میں وہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ وہ رسی چوری کرے اور اگرچہ وہ انڈا ہی چوری کرے۔

باب-۲۹۲ باب قطع السارق الشريف وغيره والنهي عن الشفاعة في الحُدُود

شریف چور کے ہاتھ کاٹنے اور حدود کے معاملے میں سفارش کرنے کی ممانعت کا بیان

۲۱۳۳.... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ حِبُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللَّهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا وَفِي حَدِيثِ ابْنِ رُمْحٍ إِنَّمَا هَلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ

۲۱۳۳.... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ قریش کو ایک مخزومی عورت کے معاملہ میں "جس نے چوری کی تھی بڑی فکر تھی (کہ کسی طرح اسے بچایا جائے سزا سے، کیونکہ وہ بنو مخزوم کی ایک شریف زادی تھی) چنانچہ ان لوگوں نے مشورہ کیا کہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کون گفتگو کرے گا؟ سب نے کہا کہ یہ جرأت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا (کہ رسول اللہ ﷺ سے سفارش کرے) کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے محبوب اور چہیتے ہیں۔
چنانچہ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے (اس معاملہ میں) گفتگو کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ:
"کیا تم حدود اللہ میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا:
"اے لوگو! تم سے پہلی امتیں (اسی وجہ سے ہلاک ہوئیں کہ) جب ان میں کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور بے کس چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے تھے۔ اور اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد

(صلی اللہ علیہ وسلم) بھی چوری کرتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹتا"۔ حضرت ابن رمح کی روایت کردہ حدیث میں یہ ہے کہ تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے ہیں۔

٢١٣٤ - وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لِحَرْمَلَةَ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الَّتِي سَرَقَتْ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ فَقَالُوا مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأُتِيَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَكَلَّمَهُ فِيهَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ أُسَامَةُ اسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاخْتَطَبَ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَإِنِّي وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا ثُمَّ أَمَرَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقُطِعَتْ يَدُهَا-

قَالَ يُونُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا بَعْدُ وَتَزَوَّجَتْ وَكَانَتْ تَأْتِينِي بَعْدَ ذَلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

٢١٣٤..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ نبی ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں فتح مکہ کے موقع پر جس عورت نے چوری کی تھی اس کے معاملہ میں قریش بہت فکر مند تھے لوگوں نے کہا کہ کون ایسا شخص ہے جو رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں گفتگو کرے؟ سب نے کہا کہ یہ جرأت آپ ﷺ سے گفتگو (سفارش) کرنے کی سوائے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کون کر سکتا ہے کیونکہ وہ چہیتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے۔

اس عورت کو جب رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو اسامہ بن زید نے آپ ﷺ سے اس کے بارے میں سفارش کی، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ تبدیل ہو گیا (غصہ کے مارے) اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ: کیا تم اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے جاری نہ کرنے کی سفارش کرتے ہو؟ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے استغفار کیجئے (مجھ سے غلطی ہو گئی)۔

جب شام کا وقت ہوا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور خطاب فرمایا: اللہ کی حمد و ثنا کی اس کے شان کے مناسب، بعد ازاں فرمایا:

"امابعد (یاد رکھو) بے شک تم سے پہلے امتیں اسی وجہ سے ہلاک کی گئیں کہ جب ان میں کوئی معزز انسان چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے (سزا نہ دیتے) اور کوئی کمزور چوری کر لیتا تو اس پر حد جاری کر دیتے، اور میں اللہ کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد (ﷺ) بھی چوری کرتی تو اس کے ہاتھ بھی کاٹتا"۔

پھر آپ ﷺ نے اس عورت کے لئے جس نے چوری کی تھی حکم دیا کہ اس کے ہاتھ کاٹے جائیں چنانچہ اس کے ہاتھ کاٹے گئے۔

عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ: اس عورت نے سزا ملنے کے بعد اچھی توبہ کی اور نکاح بھی کر لیا، بعد ازاں وہ میرے پاس آیا کرتی تھی تو میں اس کی

حاجت رسول اللہ ﷺ سے بیان کر دیا کرتی۔

۲۱۳۵ وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتِ امْرَأَةٌ مَخْزُومِيَّةٌ تَسْتَعِيرُ الْمَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُقْطَعَ يَدُهَا فَأَتَى أَهْلُهَا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَكَلَّمُوهُ فَكَلَّمَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِيهَا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ اللَّيْثِ وَيُونُسَ

۲۱۳۵ اس سند سے بھی مذکورہ حدیث منقول ہے۔ اس میں یہ ہے کہ وہ مخزومی قبیلہ کی عورت لوگوں سے عاریۃً سامان لیتی اور (جب دینے کا وقت آجاتا) تو مکر جاتی (کہ میں نے لیا ہی نہیں)۔ نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔
اس کے اہل و عیال حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان سے گفتگو کرنے کیلئے آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں بات کی۔
بقیہ حدیث حضرت لیث اور یونس کی روایت کردہ حدیث ہی کی مثل بیان فرمائی۔ [1]

۲۱۳۶ وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ سَرَقَتْ فَأُتِيَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ فَعَاذَتْ بِأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَاللَّهِ لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُ يَدَهَا فَقُطِعَتْ

۲۱۳۶ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنی مخزوم میں ایک عورت نے چوری کی اس کو نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا تو اس نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذریعہ پناہ مانگی نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بھی ہوتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔ پس اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

باب-۲۹۷ باب حدّ الزنی

باب زنا کی شرعی سزا (حدّ) کا بیان

۲۱۳۷ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَاشِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُذُوا عَنِّي خُذُوا عَنِّي قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَنَفْيُ سَنَةٍ وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ

۲۱۳۷ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"مجھ سے حاصل کرلو، مجھ سے سیکھ لو (علم شریعت و احکام) وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان (بدکار) عورتوں کے لئے راستہ بنادیا کہ کنوارا اگر کنواری سے بدکاری کرے تو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا ہے جب کہ شادی شدہ اگر شادی شدہ سے کرے تو سو کوڑے اور سنگسار کی سزا ہے"۔

---

[1] یہ عورت جس نے چوری کی تھی ابن سعد کی تصریح کی مطابق اس کا نام فاطمہ بنت الاسود تھا، ان کا باپ اسود غزوۂ بدر کے روز کفر کی حالت میں مارا گیا تھا۔ (الطبقات الکبریٰ)
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حدود اللہ کے معاملہ میں کوئی سفارش جائز نہیں، البتہ بعض دوسری احادیث کی بناء پر اکثر علماء نے فرمایا کہ سفارش اس وقت جائز نہیں جب معاملہ سلطان، حاکم یا قاضی کی عدالت میں آجائے۔ لیکن اس سے قبل سفارش کرنا جائز ہے۔ جب تک کہ معاملہ عدالت قاضی تک نہ پہنچے۔ واللہ اعلم تکملہ فتح الملہم

۲۱۳۸...... وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۲۱۳۸...... اس طریق سے بھی مذکورہ بالا حدیث کے مثل روایت منقول ہے۔

۲۱۳۹ ...حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَاشِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ كُرِبَ لِذَلِكَ وَتَرَبَّدَ لَهُ وَجْهُهُ قَالَ فَأُنْزِلَ عَلَيْهِ ذَاتَ يَوْمٍ فَلُقِيَ كَذَلِكَ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ خُذُوا عَنِّي فَقَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا الثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ وَالْبِكْرُ بِالْبِكْرِ الثَّيِّبُ جَلْدُ مِائَةٍ ثُمَّ رَجْمٌ بِالْحِجَارَةِ وَالْبِكْرُ جَلْدُ مِائَةٍ ثُمَّ نَفْيُ سَنَةٍ

۲۱۳۹... حضرت عُبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ پر جب وحی نازل ہوا کرتی تھی تو آپ ﷺ پر کرب کی سی کیفیت طاری ہوتی تھی اور چہرہ کا رنگ سیاہی مائل ہو جاتا تھا۔ ایک روز آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو ایسی ہی کیفیت کا سامنا ہوا۔ جب وحی کا نزول موقوف ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"مجھ سے سیکھ لو، بے شک اللہ تعالیٰ تعالیٰ نے ان عورتوں کے لئے راہ نکال دی ہے، شادی شدہ مرد شادی شدہ عورت سے زنا کرے تو سو کوڑے مارے جائیں اور پھر سنگسار کیا جائے، جب کہ کنوارا مرد اگر کنواری سے بدکاری کرے تو سو کوڑے اور سال بھر کی جلاوطنی کی سزا ہے"۔

۲۱۴۰......وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمَا الْبِكْرُ يُجْلَدُ وَيُنْفَى وَالثَّيِّبُ يُجْلَدُ وَيُرْجَمُ لَا يَذْكُرَانِ سَنَةً وَلَا مِائَةً

۲۱۴۰...... حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ لیکن اس روایت میں ہے کہ غیر شادی شدہ زانی کو کوڑے مارے جائیں گے اور جلاوطن کیا جائے گا اور شادی شدہ زانی کو کوڑے مارے جائیں گے اور سنگسار کیا جائے گا۔

لیکن اس روایت میں سال بھر اور سو (کوڑوں) کا عدد ذکر نہیں فرمایا۔

۲۱۴۱......حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةُ الرَّجْمِ قَرَأْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا فَرَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ فَأَخْشَى إِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ مَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللَّهُ وَإِنَّ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللَّهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى إِذَا أَحْصَنَ مِنَ الرِّجَالِ

۲۱۴۱.... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر فرمایا کہ:

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اور اللہ تعالیٰ نے رجم کی آیت نازل فرمائی تھی اور ہم نے اسے پڑھا بھی ہے، اسے یاد بھی کیا اور سمجھا بھی، (چنانچہ اس پر عمل کرتے ہوئے) رسول اللہ ﷺ نے بھی رجم کی سزا پر عمل درآمد کروایا اور آپ ﷺ کے بعد ہم نے بھی رجم کی سزا پر عملدرآمد کیا۔

مجھے خدشہ ہے کہ جب طویل عرصہ گزر جائے گا تو کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ رجم کی سزا کو ہم کتاب اللہ میں نہیں پاتے اور وہ گمراہ ہو جائیں ایک ایسے فریضہ کو چھوڑ بیٹھنے کی وجہ سے جسے اللہ نے نازل فرمایا ہے۔ اور

وَالنِّسَاءِ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الِاعْتِرَافُ

بلاشبہ رجم کی سزا اللہ کی کتاب میں موجود ہے، حق ہے اس شخص پر جو زنا کرے محصن ہونے کے باوجود (شادی شدہ ہونے کے باوجود) مردوں اور عورتوں میں سے کہ جب اس کے زنا پر گواہ قائم ہو جائیں یا حمل ظاہر ہو جائے (جو زنا کے ثبوت کے لئے کافی ہے) یا وہ خود اعتراف کر لے (تو اسے رجم کیا جائے گا)۔

٢١٤٢ ..... وحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۲۱۴۲ .. حضرت زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس طریق کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

٢١٤٣ ..... وحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ أَتَى رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحَّى تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَقَالَ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حَتَّى ثَنَّى ذَلِكَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَبِكَ جُنُونٌ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ أَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ

۲۱۴۳..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ: مسلمانوں میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، اس نے آپ ﷺ کو پکارا اور کہا کہ یارسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا، وہ دوسری طرف سے آپ ﷺ کے چہرہ کے سامنے آیا اور کہا کہ یارسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے، آپ ﷺ نے پھر اس سے منہ موڑ لیا، یہاں تک کہ اس نے چار بار مکرر یہی بات کی۔ جب اس نے چار مرتبہ اپنے آپ پر گواہی دے دی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا کہ کیا تو مجنون ہے؟ اس نے کہا نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا محصن ہو؟ (شادی شدہ) ہو۔ اس نے کہا کہ جی ہاں!
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے لے جاؤ اور سنگسار کردو۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ فَكُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلَّى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ فَأَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ

ابن شہاب زہریؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسے آدمی نے بتلایا جس نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے اسے سنگسار کیا تھا۔ ہم نے اسے سنگسار کیے جنازہ گاہ میں، جب اسے پتھر سخت لگے تو وہ بھاگا یہاں تک کہ ہم نے اسے حرۃ (سنگلاخ زمین) میں جا پکڑا اور مکمل سنگسار کر دیا"۔ [1]

---

[1] **زنا کی سزاء شرعی کا تفصیلی بیان**

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں زنا بدکاری کرنے کی شرعی سزا کو تفصیلاً بیان فرمایا ہے۔ جب کہ نبی ﷺ نے بھی زنا کی سزا کو بیان کیا ہے۔ تفصیل ان سب کی یہ ہے کہ زانی مرد یا عورت اگر باہمی رضامندی سے زنا کریں تو شریعت اسلامیہ نے اس کی سزا یہ مقرر کی ہے کہ اگر دونوں محصن ہوں یعنی شرط احصان پائی جاتی ہو جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شادی شدہ ہوں تو انہیں سنگسار کیا جائے۔ یہاں تک کہ وہ مر جائیں اور اگر شرط احصان نہیں پائی جاتی یعنی کوئی ایک کنوارا ہے تو کنوارے کو سو کوڑے لگائے جائیں گے۔ یہ احناف رحمہم اللہ کا مذہب ہے۔ (جاری ہے)

۲۱۴۴ ...... وَرَوَاهُ اللَّيْثُ أَيْضًا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۴۱۴۴۔ اس سند کے ساتھ بھی مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

(گذشتہ سے پیوستہ)...... احادیث مذکورہ بالا میں کنوارے کے لئے سو کوڑوں کے ساتھ "تعزیب عام" یعنی سال بھر کے لئے جلاوطنی کی سزا بھی بیان کی گئی ہے۔ لہٰذا اس سے استدلال کرتے ہوئے ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک تعزیب عام بھی زانی غیر محصن کی لازمی سزا ہے اور حد شرعی میں شامل ہے۔

لیکن امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ "تعزیب عام" حد شرعی نہیں بلکہ حاکم اور قاضی کے اختیار میں ہے کہ اگر مناسب اور ضرورت سمجھے تو یہ سزا بھی دے سکتا ہے ورنہ سو کوڑوں پر حد پوری ہو جاتی ہے۔ امام صاحبؒ کے متعدد دلائل ہیں' یہاں ان دلائل کو ذکر نہیں کیا جاتا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے۔ (اعلاء السنن' تکملہ فتح الملہم ۲/ ۳۰۷)

اسی طرح محصن (شادی شدہ) کے لئے احادیث بالا میں رجم (سنگسار) کی سزا کے ساتھ پہلے سو کوڑوں کے لگانے کا بھی ذکر ہے۔ اس سے استدلال کرتے ہوئے بعض ائمہ وعلماء نے فرمایا کہ اسے دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

لیکن جمہور علماء وائمہ نے فرمایا کہ زانی محصن کو صرف سنگسار کیا جائے گا اور کوڑے نہیں لگائے جائیں گے۔ کیونکہ ماعز اسلمیؓ' غامدیہ اور عسیف کے واقعات میں نبی ﷺ نے صرف رجم یعنی سنگسار کرنے پر اکتفا فرمایا تھا۔

رجم کی مشروعیت کا تحقیقی ثبوت

محصن (شادی شدہ) مرد و عورت اگر زنا کاری کریں تو اس پر ائمہ امت اور اسلاف کا دور نبویؐ سے لے کر آج تک اجماع رہا ہے کہ ان کو سنگسار کیا جائے گا۔ اس معاملہ میں کبھی کسی قابل ذکر عالم کا اختلاف نہیں رہا۔ سوائے بعض خوارج کے۔

لیکن اسی زمانہ میں ایک گروہ اس بات کا علمبردار ہے کہ "سنت حجت نہیں" (نعوذ باللہ)۔ یہ وہ گروہ ہے جسے منکرین حدیث کے نام سے یاد کیا جاتا ہے' وہ رجم کی سزا کا بھی انکار کرتے ہیں کیونکہ اس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے حدیث میں ہے۔

اس طرح بعض ملحدین اور مغرب زدہ نام نہاد دانشور بھی اپنی دانشورانہ حماقت بگھارتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ رجم کی سزا "وحشیانہ" ہے اور انسانی حقوق کے خلاف ہے (نعوذ باللہ)

خوب اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ ان منکرین حدیث ملاحدہ وزنادقہ مغرب پرستوں کا یہ قول بالکل باطل اور مردود ہے۔ اجماع امت کے خلاف اور نبی ﷺ کی احادیث صحیحہ متواترہ کی تکذیب کے مترادف ہے۔ چونکہ دور حاضر کے بعض مسلمان قانون دان بھی حدود کے معاملہ میں اپنی سطحی رائے اور تاثرات وقتاً فوقتاً پیش کرتے رہتے ہیں جس میں ان سزاؤں کو خصوصاً رجم کو حد شرعی تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں لہٰذا یہاں قدرے وضاحت کے ساتھ ہم ان دلائل کو ذکر کریں گے جو وجوب رجم کے شرعی دلائل ہیں۔ یہ سارے دلائل بالترتیب نہایت اختصار کے ساتھ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ رجم کی سزا قرآن کریم سے اشارتاً ثابت ہے اگرچہ صراحتاً مذکور نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب کی حدیث ابھی گذر چکی ہے جس میں انہوں نے مکمل صراحت کے ساتھ فرمایا کہ: "آیت رجم کو ہم نے پڑھا' حفظ کیا اور اسے سمجھے' خود رسول اللہ نے (اپنی حیات طیبہ میں) رجم کی شرعی حد جاری فرمائی اور آپؐ کے بعد ہم نے بھی جاری کی الخ۔

نسائی' مستدرک حاکم وغیرہ نے اسماعیلی کی روایت سے اس آیت کے الفاظ یہ نقل کئے ہیں:

﴿الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموھما البتة﴾" امام مالکؒ نے اپنی موطا میں بھی یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔ لیکن یہ واضح رہے کہ یہ آیت قرآن کریم کی آیت کے طور پر نازل نہیں ہوئی تھی بلکہ یہ تورات کی آیت تھی۔ چنانچہ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے مولانا محمد تقی عثمانی اپنی کتاب فتح الملہم شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۱۴ پر لکھتے ہیں:

"لوگوں میں مشہور یہ ہے کہ آیت رجم تلاوت کے اعتبار سے منسوخ ہو گئی اور اس کا حکم باقی ہے' لیکن روایات کی تفتیش وجستجو کے بعد یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہ آیت قرآن کا حصہ کبھی نہیں رہی' بلکہ یہ تو صرف توراۃ کی آیات میں سے ایک آیت (جاری ہے)

٢١٤٥ ـ وحدَّثنيه عبدُ اللهِ بنُ عبدِ الرَّحمٰنِ الدَّارميُّ حدَّثنا أبو اليمانِ أخبرنا شعيبٌ عن الزُّهريِّ بهذا

۲۱۴۵ـ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی حضرت عقیل کی روایت کردہ حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

(گذشتہ سے پیوستہ) تھی یا بنی اسرائیل کی کتب میں سے کسی کتاب کی تھی جب اللہ تعالیٰ نے رجم کا حکم اس امت محمدیہ کے لئے بھی برقرار رکھا تو مجازاً اس کے لئے بھی نزول کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اور اس نزول کے متعلق سے مراد یہ نہیں کہ یہ قرآن کی آیت کے طور پر نازل ہوئی بلکہ مراد یہ ہے کہ رجم کے حکم کے برقرار رکھنے کا حکم نازل ہوا ہے"۔

علاوہ ازیں بیہقی کی السنن الکبریٰ اور طبرانی کی روایات سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرآن کی آیت نہیں تھی چنانچہ عجمۃ اور کثیر بن الصلت نے زید بن ثابت (جامع القرآن) کے حوالہ سے جو روایات ذکر کی ہیں ان سے یہی واضح ہے کہ یہ تورات کی آیات ہیں۔

البتہ قرآن کریم سے اشارۃً رجم ثابت ہے۔ اور وہ اس طرح کہ سورۃ المائدہ پارہ ۶ کی آیت ۴۳ اور ۴۴ وكيف يحكمونك وعندهم التوراة فيها حكم الله سے أولئك هم الكافرون۔ تک میں رجم کا ذکر ہے تورات کے حوالہ سے۔ جس کا تفصیلی قصہ کتب تفسیر میں منقول ہے۔ مسند حمیدی میں اسی قصہ کی تفصیل اس طرح ہے کہ:

"جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ اہل فدک (خیبر) کے یہودیوں میں سے ایک آدمی نے زنا کا ارتکاب کیا اہل فدک نے یہود مدینہ کو لکھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس جرم کی سزا دریافت کرو (اسلام کے مطابق) اگر وہ کوڑے مارنے کا حکم دیں تو اسے قبول کرلو اور اگر رجم (سنگسار) کرنے کا حکم دیں تو مت قبول کرو۔ یہود مدینہ نے آپ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ: تم میں سے جو دو شخص سب سے زیادہ عالم ہوں انہیں میرے پاس بھیجو۔ چنانچہ وہ ایک کانے شخص کو لے کر آئے جسے ابن صوریا کہا جاتا تھا اور ایک دوسرا شخص تھا۔ نبی ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ کیا تم دونوں اپنے سے پہلوں سے زیادہ بڑے عالم ہو؟ انہوں نے کہا کہ: ہمیں ہماری قوم نے اسی لئے دور کر دیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس تورات نہیں ہے جس میں اللہ کا حکم موجود ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ کیوں نہیں! نبی ﷺ نے فرمایا تو میں تمہیں اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے بنی اسرائیل کے لئے سمندر کو چیر دیا تھا اور تم پر بادلوں کا سایہ کر دیا تھا (میدان تیہ میں) اور تمہیں آل فرعون سے نجات دی تھی اور بنی اسرائیل پر من و سلویٰ نازل کیا تھا تم یہ بتاؤ کہ رجم کے بارے میں تورات میں کیا حکم پاتے ہو؟

دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ: کبھی ایسی قسم نہیں دی گئی۔ پھر دونوں کہنے لگے کہ ہم تورات میں یہ پاتے ہیں کہ نظربازی کرنا زنا ہے۔ ہم کنار ہونا زنا ہے اور بوس و کنار کرنا زنا ہے۔ پھر جب چار گواہ گواہی دے دیں کہ انہوں نے زنا کی ابتداء کرتے اور دوبارہ داخل کرتے دیکھا اس طرح جیسے کہ سلائی سرمہ دانی میں داخل ہوتی ہے تو رجم کی سزا واجب ہو جاتی ہے"۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ: ہاں یہی بات ہے۔ چنانچہ آپ نے حکم فرمایا رجم کا پھر انہیں سنگسار کر دیا گیا۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (بحوالہ تکملہ فتح الملہم مزید دیکھئے تفسیر معارف القرآن ۳/۱۳۵)

چنانچہ جب ان آیات میں "حکم اللہ" اور "ما انزل اللہ" سے مراد رجم ہے تو ثابت ہوا کہ رجم کی سزا قرآن کریم سے بھی اشارۃً ثابت ہے اگرچہ صراحتاً مذکور نہیں ہے۔

جہاں تک حضرت عمرؓ کے اس قول کہ: "رجم اللہ کی کتاب میں حق اور ثابت ہے" کا تعلق ہے تو اس سے مراد قرآن کریم کی وہ آیت ہے سورۃ النساء کی او يجعل الله لهن سبيلا۔ اور عبادۃ بن الصامت کی حدیث میں یہ بات بیان کر دی گئی ہے کہ نبی ﷺ نے اس آیت نساء کی تفسیر بیان کرتے ہوئے "سبیل" کی تفسیر یوں فرمائی کہ شادی شدہ کو رجم کیا جائے اور کنوارے کو کوڑے لگائے جائیں۔

۲۔ رجم سے متعلق احادیث متواتر المعنی ہیں یعنی معنی کے اعتبار سے متواتر ہیں۔ مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہم نے اپنی کتاب تکملہ فتح الملہم میں نقل کیا ہے کہ تلاش و جستجو کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ رجم کی روایات ۵۲ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہیں۔ انہوں نے ان تمام صحابہ کرامؓ کے اسماء ان کے بیان کردہ روایت کا خلاصہ اور کتب حدیث میں سے جس کتاب میں اس کی تخریج کی گئی ہے اس کا مکمل حوالہ بھی نقل کیا ہے یہاں اس کے بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تکملہ فتح الملہم ۲/۲۱۹ تا ۲۲۳) (جاری ہے)

الْإِسْنَادِ أَيْضًا وَفِي حَدِيثِهِمَا جَمِيعًا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ كَمَا ذَكَرَ عُقَيْلٌ

٢١٤٦ ... وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ رِوَايَةِ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۲۱۴۶ ... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس اسناد کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث (زھری عن سعید وابی سلمہ عن ابی ھریرہ) ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

٢١٤٧ ... وحَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَأَيْتُ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ جِيءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ قَصِيرٌ أَعْضَلُ لَيْسَ عَلَيْهِ رِدَاءٌ فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ أَنَّهُ زَنَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَعَلَّكَ قَالَ لَا وَاللَّهِ إِنَّهُ قَدْ زَنَى الْأَخِرُ قَالَ فَرَجَمَهُ ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ أَلَا كُلَّمَا نَفَرْنَا غَازِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَلَفَ أَحَدُهُمْ لَهُ نَبِيبٌ كَنَبِيبِ التَّيْسِ

۲۱۴۷ ... حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ میں نے ماعز بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو اس وقت دیکھا جب انہیں نبی ﷺ کے پاس لایا گیا، وہ ایک پست قد آدمی تھا پر ہند جسم تھے، ان کے جسم پر کوئی چادر نہیں تھی۔ انہوں نے اپنے آپ پر گواہی دی چار مرتبہ کہ انہوں نے زنا کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے (مزید وضاحت کی تائید کے لئے) فرمایا کہ شاید (تو نے صریح زنا نہ کیا ہو بلکہ صرف بوس وکنار کیا ہو یا مباشرت کی ہو) انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ اللہ کی قسم، اس رذیل آدمی نے زنا ہی کیا ہے۔

(گذشتہ سے پیوستہ) ان صحابہ کرام میں خلفاء اربعہ، حضرت عائشہؓ، عبداللہؓ بن مسعود، انسؓ بن مالک، جابرؓ بن عبداللہ، ابوہریرہؓ، عبداللہ بن عمر، عبداللہؓ بن عباس، ابو سعید الخدری، عبادۃؓ بن الصامت، عمرانؓ بن حصین جیسے کبار صحابہ وفقہاء صحابہ شامل ہیں۔ لہٰذا متواتر احادیث سے رجم کی سزا ثابت ہے۔ علاوہ ازیں خود نبی ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں رجم کی سزا پر عمل فرمایا ہے۔

چنانچہ تمام کتب حدیث وروایات سے رجم کے یہ واقعات ثابت ہیں۔

نبی ﷺ نے سب سے پہلے جو رجم فرمایا وہ یہودی مرد و عورت کو فرمایا۔ جس کا تفصیلی واقعہ گذر چکا ہے کہ اہل فدک (خیبر) کے یہودی نے زنا کیا تھا جس کے متعلق سورۃ مائدہ کی آیت نازل ہوئی تھی۔

بعض مستشرقین اور مغرب زدہ دانشوروں نے اس سے مایوس ہو کر کہ وہ احادیث صحیحہ کو رد نہیں کر سکتے، یہ دعویٰ کیا ہے کہ رجم کے واقعات سورۃ نور کی آیت جو متعلق ہے زنا کی حد سے اس کے نزول سے قبل ہوئے تھے۔ اور سورۃ نور کی آیت کے نازل ہونے کے بعد یہ منسوخ ہو گیا۔ لیکن علماء اہل حدیث نے تاریخ اور صحیح ترین روایات سے ثابت کیا ہے کہ یہ یہودیوں کے رجم کا واقعہ سورۃ نور کے نزول کے بعد کا ہے۔ اور یہ پہلا رجم ہے۔ یہاں ان سب احادیث کے ذکر کا موقع نہیں۔ تفصیل کے لئے رجوع کیجئے۔ (عمدۃ القاری للعینی، مسند حمیدی، مسند احمد، تکملہ فتح الملہم ۲/ ۳۲۶)۔

ان کے علاوہ ماعز بن مالک الاسلمی، غامدیہ رضی اللہ عنہما اور عسیف کے واقعات میں بھی آپ نے رجم فرمایا۔

پھر علماء امت کا ہمیشہ ہر دور میں رجم کی مشروعیت پر اجماع رہا ہے۔ اس تحریر کے تفصیل سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ رجم کی سزا شریعت اسلامیہ میں مشروع ہے قرآن، حدیث، اجماع صحابہ کی رو سے۔ واللہ اعلم بکل حق والصواب [illegible]

يَمْنَحُ أَحَدُهُمُ الْكُثْبَةَ أَمَا وَاللهِ إِنْ يُمْكِنِّي مِنْ أَحَدِهِمْ لَأُنَكِّلَنَّهُ عَنْهُ

پھر آپ ﷺ نے انہیں سنگسار کیا، بعد ازاں خطبہ دیا اور فرمایا: "خبردار! جب ہم کبھی جہاد کے لئے اللہ کی راہ میں نکلتے ہیں تو لوگوں میں سے کوئی پیچھے رہ جاتا ہے (جہاد میں نہیں جاتا) پھر وہ آواز نکالتا ہے جیسے بکرا آواز نکالتا ہے جماع کے وقت اور کسی کو ذرا سا دودھ بخش دیتا ہے (مراد منی ہے یعنی زنا کرتا ہے) خبردار! اللہ کی قسم! اگر ان لوگوں میں سے کسی پر مجھے اللہ نے قدرت دی تو اسے سخت ترین سزا دوں گا"۔

٢١٤٨ وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ ابْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ يَقُولُ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِرَجُلٍ قَصِيرٍ أَشْعَثَ ذِي عَضَلَاتٍ عَلَيْهِ إِزَارٌ وَقَدْ زَنَى فَرَدَّهُ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كُلَّمَا نَفَرْنَا غَازِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ تَخَلَّفَ أَحَدُكُمْ يَنِبُّ نَبِيبَ التَّيْسِ يَمْنَحُ إِحْدَاهُنَّ الْكُثْبَةَ إِنَّ اللهَ لَا يُمْكِنِّي مِنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ إِلَّا جَعَلْتُهُ نَكَالًا أَوْ نَكَّلْتُهُ قَالَ فَحَدَّثْتُهُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ إِنَّهُ رَدَّهُ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ

۲۱۴۸..... حضرت جابر بن سمرہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک پستہ قامت بکھرے بالوں والا مضبوط گٹھے ہوئے جسم کا مالک شخص آیا، اس کے جسم پر ایک چادر تھی، اس نے زنا کیا تھا، آپ ﷺ نے دو مرتبہ اس کے اقرار کو رد فرمایا۔ پھر اس کے بعد رجم کا حکم دیا تو اسے سنگسار کر دیا گیا۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:
"ہم جب بھی اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلتے ہیں تو تم میں سے کوئی آدمی پیچھے رہ جاتا ہے، اور بکرے کی مانند آواز نکالتا ہے (یعنی جس طرح بکرا جماع کے وقت آواز نکالتا ہے اسی طرح وہ بھی زنا کے وقت آواز نکالتا ہے) اور ان عورتوں میں سے کسی ایک کو ذرا سا دودھ کا گھونٹ (مراد منی ہے) دے دیتا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے مجھے ان میں سے کسی پر بھی قدرت عطا فرمائی تو میں اُسے عبرت آمیز سزا دوں گا"۔
سعید بن جبیر کی روایت میں چار مرتبہ اقرار کے رد کرنے کا ذکر ہے۔

٢١٤٩ ... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ وَوَافَقَهُ شَبَابَةُ عَلَى قَوْلِهِ فَرَدَّهُ مَرَّتَيْنِ وَفِي حَدِيثِ أَبِي عَامِرٍ فَرَدَّهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا

۲۱۴۹..... اس طریق سے بھی مذکورہ بالا روایت منقول ہے ابن جعفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حضرت شبابہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو مرتبہ لوٹانے میں موافقت کی ہے اور ابو عامر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کردہ حدیث میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس کو دو یا تین مرتبہ واپس کیا۔

٢١٥٠ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ

۲۱۵۰..... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ماعز بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے ارشاد فرمایا: کیا مجھے تمہارے متعلق جو اطلاع ملی ہے صحیح ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ کو میرے

لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ أَحَقٌّ مَا بَلَغَنِي عَنْكَ قَالَ وَمَا بَلَغَكَ عَنِّي قَالَ بَلَغَنِي أَنَّكَ وَقَعْتَ بِجَارِيَةِ آلِ فُلَانٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ

متعلق کی اطلاع پہنچی ہے؟
آپ ﷺ نے فرمایا کہ: مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے فلاں خاندان کی لڑکی سے جماع (زنا) کیا ہے، انہوں نے کہا، جی ہاں! پھر چار مرتبہ انہوں نے گواہی دی (اپنے آپ پر) چنانچہ آپ ﷺ کے حکم پر انہیں رجم کردیا گیا۔

۲۱۵۱......حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ يُقَالُ لَهُ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّي أَصَبْتُ فَاحِشَةً فَأَقِمْهُ عَلَيَّ فَرَدَّهُ النَّبِيُّ ﷺ مِرَارًا قَالَ ثُمَّ سَأَلَ قَوْمَهُ فَقَالُوا مَا نَعْلَمُ بِهِ بَأْسًا إِلَّا أَنَّهُ أَصَابَ شَيْئًا يَرَى أَنَّهُ لَا يُخْرِجُهُ مِنْهُ إِلَّا أَنْ يُقَامَ فِيهِ الْحَدُّ قَالَ فَرَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَنَا أَنْ نَرْجُمَهُ قَالَ فَانْطَلَقْنَا بِهِ إِلَى بَقِيعِ الْغَرْقَدِ قَالَ فَمَا أَوْثَقْنَاهُ وَلَا حَفَرْنَا لَهُ قَالَ فَرَمَيْنَاهُ بِالْعَظْمِ وَالْمَدَرِ وَالْخَزَفِ قَالَ فَاشْتَدَّ وَاشْتَدَدْنَا خَلْفَهُ حَتَّى أَتَى عُرْضَ الْحَرَّةِ فَانْتَصَبَ لَنَا فَرَمَيْنَاهُ بِجَلَامِيدِ الْحَرَّةِ يَعْنِي الْحِجَارَةَ حَتَّى سَكَتَ قَالَ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَطِيبًا مِنَ الْعَشِيِّ فَقَالَ أَوَ كُلَّمَا انْطَلَقْنَا غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ تَخَلَّفَ رَجُلٌ فِي عِيَالِنَا لَهُ نَبِيبٌ كَنَبِيبِ التَّيْسِ عَلَيَّ أَنْ لَا أُوتَى بِرَجُلٍ فَعَلَ ذَلِكَ إِلَّا نَكَّلْتُ بِهِ قَالَ فَمَا اسْتَغْفَرَ لَهُ وَلَا سَبَّهُ

۲۱۵۱......حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنو اسلم کا ایک شخص جسے ماعز بن مالک کہا جاتا تھا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ: مجھ سے بے حیائی کا صدور ہوا ہے لہٰذا مجھ پر حد شرعی قائم فرمایئے۔
نبی ﷺ نے متعدد بار ان کی بات کو رد فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کی قوم سے اس کا حال پوچھا (کہ یہ پاگل تو نہیں) انہوں نے کہا کہ "ہم تو نہیں سمجھتے کہ اسے کوئی بیماری ہے البتہ اس سے کسی گناہ کا ارتکاب ہوا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اس گناہ کے وبال سے اسے کوئی نہیں نکال سکتا الا یہ کہ اس پر حد جاری کی جائے"۔
وہ شخص دوبارہ لوٹ کر آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور آپ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ اسے سنگسار کردیں۔ چنانچہ ہم اسے لے کر بقیع غرقد (مدینہ کا قبرستان) کی طرف چلے۔
پھر ہم نے نہ تو اسے باندھا نہ ہی اس کے لئے گڑھا کھودا، بس ہڈیوں، ڈھیلوں اور ٹھیکروں سے اسے مارا۔ وہ دوڑا تو ہم بھی اس کے پیچھے دوڑے یہاں تک کہ وہ حرہ[1] کے چوڑے حصہ میں آگیا اور ہمارے سامنے ظاہر ہوا تو ہم نے حرہ کے سنگلاخ پتھروں سے اسے مارا یہاں تک کہ ٹھنڈا ہوگیا۔
شام کو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:
"جب ہم اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے چلتے ہیں تو کوئی اپنے گھر والوں میں ہی رہ جاتا ہے، اور اس کی آواز بکرے کی سی ہوتی ہے۔ مجھ پر لازم ہے کہ اگر ایسا کوئی شخص میرے پاس لایا جائے جس نے اس فعل (زنا) کا ارتکاب کیا ہو تو میں اسے عبرت آمیز سزا دوں، پھر آپ ﷺ نے نہ اس کے لئے

[1] حرہ...... مدینہ منورہ کے اطراف میں ایک قطعہ اراضی ہے جو سیاہ سنگلاخ پتھروں پر مشتمل ہے۔

استغفار فرمایا اور نہ ہی اسے برا بھلا کہا۔ ف

۲۱۵۲ ۔۔۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَاهُ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْعَشِيِّ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ أَقْوَامٍ إِذَا غَزَوْنَا يَتَخَلَّفُ أَحَدُهُمْ عَنَّا لَهُ نَبِيبٌ كَنَبِيبِ التَّيْسِ وَلَمْ يَقُلْ فِي عِيَالِنَا

۲۱۵۲ ۔۔۔ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اس اضافہ و فرق کے ساتھ کہ فرمایا:

"نبی ﷺ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

"امّا بعد! اُن لوگوں کا کیا حال ہے کہ جب ہم جہاد کے لئے جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی پیچھے رہ جاتا ہے ہم سے اور ایسی آواز نکالتا ہے جیسی بکرا نکالتا ہے"۔ اور اس روایت میں فی عیالنا نہیں فرمایا۔

۲۱۵۳ ۔۔۔ وَحَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ دَاوُدَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ بَعْضَ هَذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

۲۱۵۳ ۔۔۔ اس اسناد کے ساتھ بھی مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

حضرت سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ اس نے زنا کا تین مرتبہ اعتراف کیا۔

۲۱۵۴ ۔۔۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ غَيْلَانَ وَهُوَ ابْنُ جَامِعٍ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ وَيْحَكَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللهَ وَتُبْ إِلَيْهِ قَالَ فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ

۲۱۵۴ ۔۔۔ حضرت بریدہ بن الحصیب الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ماعز بن مالک الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے پاک فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا ستیاناس، چل جا اور اللہ سے توبہ و استغفار کر۔ وہ لوٹ گئے، زیادہ دور نہیں گئے تھے کہ پھر آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! مجھے پاک فرمائیے۔ نبی ﷺ نے وہی بات فرمائی۔ یہاں تک کہ جب چوتھی مرتبہ انہوں نے کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: کس چیز سے تجھے پاک کروں؟ انہوں نے کہا

ف جو شخص خود اعتراف کرے جرم زنا کا تو حکم یہ ہے کہ اس کے اقرار اور اعتراف کو تسلیم نہیں کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ چار مرتبہ اقرار کر لے۔ یعنی اگر ایک بار یا دو بار یا تین بار اقرار کیا اور چوتھی بار نہیں کیا تو اس پر حد جاری نہیں کیا جائے گی۔ کیونکہ نبی ﷺ نے بھی ماعز بنؓ مالک کے اقرار و اعتراف پر فوراً حد نہیں جاری فرمائی بلکہ جب چار مرتبہ انہوں نے خود گواہی دے دی اور اعتراف کر لیا تو پھر آپؐ نے حد جاری کرنے کا حکم دیا۔ یہ امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ بن حنبل کا مسلک ہے۔

سوال: کیا رجم کی سزا میں گولی ماری جا سکتی ہے؟

جواب: کتب فقہاء میں اس کی صراحت نہیں ملتی، لیکن ظاہر یہ ہے کہ ابتداءً رجم میں گولی مارنا اور فائرنگ کر کے ہلاک کرنا جائز نہیں کیونکہ رجم میں مقصود صرف موت نہیں بلکہ تکلیف دہ موت ہے۔ اور فائرنگ کی صورت میں یہ مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں رجم میں پتھر مارنے کی ایک حکمت یہ ہے کہ جب اسے پتھر پڑیں اور اس کی تکلیف ناقابل برداشت ہو جائے تو ممکن ہے وہ اپنے اعتراف سے رجوع کر لے۔ اور رجوع کرنے کی صورت میں حد ساقط ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اگر ابتداء ہی گولی مار کر ہلاک کر دیا جائے تو یہ مقصد حاصل نہیں ہو گا۔

ہاں! جب اُسے معتد بہ تعداد میں پتھر مارے جا چکیں اور وہ مر نہ رہا ہو تو اس کی موت کو آسان کرنے کے لئے گولی مار کر ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ (کما ذکرہ الشیخ عثمانی فی تکملہ ۲/۴۳۵۔ واللہ اعلم)

طَهِّرْنِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَيْحَكَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللهَ وَتُبْ إِلَيْهِ قَالَ فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الرَّابِعَةُ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ فِيمَ أُطَهِّرُكَ فَقَالَ مِنَ الزِّنَى فَسَأَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبِهِ جُنُونٌ فَأُخْبِرَ أَنَّهُ لَيْسَ بِمَجْنُونٍ فَقَالَ أَشَرِبَ خَمْرًا فَقَامَ رَجُلٌ فَاسْتَنْكَهَهُ فَلَمْ يَجِدْ مِنْهُ رِيحَ خَمْرٍ

قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَزَنَيْتَ فَقَالَ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ فَكَانَ النَّاسُ فِيهِ فِرْقَتَيْنِ قَائِلٌ يَقُولُ لَقَدْ هَلَكَ لَقَدْ أَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ وَقَائِلٌ يَقُولُ مَا تَوْبَةٌ أَفْضَلَ مِنْ تَوْبَةِ مَاعِزٍ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي يَدِهِ ثُمَّ قَالَ اقْتُلْنِي بِالْحِجَارَةِ قَالَ فَلَبِثُوا بِذَلِكَ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُمْ جُلُوسٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ فَقَالُوا غَفَرَ اللهُ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ قَالَ ثُمَّ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ غَامِدٍ مِنَ الْأَزْدِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ وَيْحَكِ ارْجِعِي فَاسْتَغْفِرِي اللهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ فَقَالَتْ أَرَاكَ تُرِيدُ أَنْ تُرَدِّدَنِي كَمَا رَدَّدْتَ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ وَمَا ذَاكِ قَالَتْ إِنَّهَا حُبْلَى مِنَ الزِّنَى فَقَالَ آنْتِ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ لَهَا حَتَّى تَضَعِي مَا فِي بَطْنِكِ قَالَ فَكَفَلَهَا رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ حَتَّى وَضَعَتْ قَالَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ قَدْ وَضَعَتِ الْغَامِدِيَّةُ فَقَالَ إِذًا لَا نَرْجُمُهَا وَنَدَعُ وَلَدَهَا صَغِيرًا لَيْسَ لَهُ مَنْ يُرْضِعُهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ إِلَيَّ رَضَاعُهُ يَا نَبِيَّ اللهِ قَالَ فَرَجَمَهَا

کہ زنا سے۔

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کیا اسے جنون تو نہیں؟ آپ ﷺ کو بتلایا گیا کہ نہیں وہ مجنون اور پاگل نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا شراب تو نہیں پی رکھی (کہ نشہ میں ایسی بات کہہ رہا ہو) ایک آدمی کھڑا ہوا اور ان کا منہ سونگھا، لیکن شراب کی بو بھی نہیں آئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ: کیا تم نے زنا کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! چنانچہ پھر آپ ﷺ کے حکم پر انہیں رجم کیا گیا۔

پھر ماعز کے بارے میں لوگ دو گروہ میں بٹ گئے۔ ایک گروہ یہ کہتا تھا کہ ماعز کی توبہ سے افضل تو کوئی توبہ ہی نہیں۔ کہ وہ (از خود) رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اور اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے دست مبارک میں رکھ دیا، پھر کہا کہ مجھے پتھروں سے قتل کر دیجئے (تو یہ سب اس کی توبہ کے اچھے ہونے کی باتیں ہیں)۔

غرض لوگ دو تین روز تک یہی باتیں کرتے رہے، پھر ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے، لوگ بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ سلام کر کے بیٹھ گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

ماعز بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے استغفار کرو، لوگوں نے کہا کہ: اللہ ماعز بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مغفرت فرمائے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ایک امت (جماعت) کے درمیان تقسیم کر دی جائے تو سب (کی مغفرت) کے لئے کافی ہو جائے"۔

بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر قبیلہ ازد کی غامدی عورت آپ ﷺ کے پاس آئی۔ اور کہنے لگی یا رسول اللہ! مجھے پاک فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری بربادی ہو جا لوٹ جا اور اللہ سے توبہ و استغفار کر۔ وہ کہنے لگی کہ: میں دیکھ رہی ہوں کہ جس طرح آپ ﷺ نے ماعز بن مالک کو واپس لوٹایا تھا اسی طرح مجھے بھی لوٹا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے کہا تجھے کیا ہوا؟ کہنے لگی کہ زنا سے حمل ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے! کہنے لگی ہاں! فرمایا کہ اچھا ٹھہر جا۔ یہاں تک کہ وضع حمل ہو جائے۔

چنانچہ ایک انصاری نے ان عورت کی کفالت کی حتی کہ وضع حمل ہو گیا۔

وہ انصاری نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اس غامدیہ عورت نے وضع حمل کر لیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ابھی تو ہم اسے رجم نہیں کریں گے کہ اس کے ننھے سے بچے کو یونہی چھوڑ دیں کوئی اسے دودھ پلانے والا نہ ہو۔

ایک انصاری کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس بچہ کی رضاعت میرے ذمہ ہے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ ﷺ نے اسے رجم فرمایا۔

٢١٥٥ ــ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَتَقَارَبَا فِي لَفْظِ الْحَدِيثِ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا بَشِيرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ الْأَسْلَمِيَّ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَزَنَيْتُ وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ تُطَهِّرَنِي فَرَدَّهُ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ فَرَدَّهُ الثَّانِيَةَ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى قَوْمِهِ فَقَالَ أَتَعْلَمُونَ بِعَقْلِهِ بَأْسًا تُنْكِرُونَ مِنْهُ شَيْئًا فَقَالُوا مَا نَعْلَمُهُ إِلَّا وَفِيَّ الْعَقْلِ مِنْ صَالِحِينَا فِيمَا نُرَى فَأَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ أَيْضًا فَسَأَلَ عَنْهُ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ وَلَا بِعَقْلِهِ فَلَمَّا كَانَ الرَّابِعَةَ حَفَرَ لَهُ حُفْرَةً ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ قَالَ فَجَاءَتِ الْغَامِدِيَّةُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ فَطَهِّرْنِي وَإِنَّهُ رَدَّهَا فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ لِمَ تَرُدُّنِي لَعَلَّكَ أَنْ تَرُدَّنِي كَمَا رَدَدْتَ مَاعِزًا فَوَاللهِ إِنِّي لَحُبْلَى قَالَ إِمَّا لَا فَاذْهَبِي حَتَّى تَلِدِي فَلَمَّا وَلَدَتْ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِي خِرْقَةٍ قَالَتْ هَذَا قَدْ وَلَدْتُهُ قَالَ اذْهَبِي فَأَرْضِعِيهِ حَتَّى تَفْطِمِيهِ فَلَمَّا فَطَمَتْهُ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِي يَدِهِ كِسْرَةُ خُبْزٍ فَقَالَتْ هَذَا يَا نَبِيَّ اللهِ قَدْ فَطَمْتُهُ وَقَدْ أَكَلَ الطَّعَامَ فَدَفَعَ الصَّبِيَّ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا إِلَى

۲۱۵۵۔ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ماعز بن مالک الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یارسول اللہ! بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے زناکاری کرکے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک کردیں۔

نبی ﷺ نے انہیں لوٹا دیا۔ اگلے روز وہ پھر آئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے۔ آپ نے پھر دوبارہ لوٹا دیا۔ اور ان کی قوم کی طرف ایک آدمی بھیجا (اور معلوم کروایا کہ) کیا تم جانتے ہو کہ اس کی (ماعز کی) عقل میں فتور تو نہیں (پاگل یا دیوانہ تو نہیں) یا تم نے کوئی نئی اور انوکھی بات دیکھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ جہاں تک ہم جانتے ہیں وہ عقلمند آدمی ہے اور ہمارے خیال کی حد تک وہ ہم میں سے اچھے عقل والوں میں سے ہے۔

پھر تیسری مرتبہ ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو آپ ﷺ نے دوبارہ آدمی بھیجا اور وہی بات دریافت کی تو انہوں نے یہی کہا کہ اسے کوئی بیماری نہیں نہ ہی اس کی عقل میں فتور ہے۔

چنانچہ جب وہ چوتھی بار آئے تو آپ ﷺ نے ایک گڑھا کھدوایا پھر انہیں رجم کرنے کا حکم دیا تو انہیں رجم کیا گیا۔

بعد ازاں غامدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کیجئے۔ آپ ﷺ نے اسے لوٹا دیا۔

اگلے روز وہ پھر آئی اور کہا کہ یارسول اللہ! آپ ﷺ مجھے کیوں واپس کر رہے ہیں؟ شاید آپ نے جس طرح ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واپس کیا تھا (زنا کے عدم ثبوت کی بنا پر) اسی طرح مجھے بھی واپس کر رہے ہیں

صَدْرِهَا وَأَمَرَ النَّاسَ فَرَجَمُوهَا فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بِحَجَرٍ فَرَمَى رَأْسَهَا فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلَى وَجْهِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا فَسَمِعَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ سَبَّهُ إِيَّاهَا - فَقَالَ مَهْلًا يَا خَالِدُ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ

لیکن اللہ کی قسم! میں تو حاملہ بھی ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا اگر نہیں (یعنی اگر تو سزا سے بچنا نہیں چاہتی) تو ابھی چلی جا (ابھی ہم رجم نہیں کریں گے) یہاں تک کہ ولادت ہو جائے۔

چنانچہ جب اس کے ہاں ولادت ہو گئی تو وہ بچہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر حاضر خدمت ہوئی اور کہا کہ یہ بچہ میں نے جنم دے دیا ہے (لہٰذا اب مجھے پاک کیجئے)

آپ ﷺ نے فرمایا: جا چلی جا اور ابھی اس کو دودھ پلا۔ یہاں تک کہ دودھ چھڑانے کا وقت آ جائے۔ جب اس نے بچے کا دودھ چھڑا دیا تو پھر حاضر ہوئی بچہ کو لے کر جس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا (یہ بتلانے کے لئے کہ اب یہ دودھ کا محتاج نہیں روٹی وغیرہ کھانے لگا اب اسے میری ضرورت نہیں) اور کہنے لگی کہ یا رسول اللہ! اس بچے نے دودھ چھوڑ دیا ہے اور اب کھانا کھانے لگا ہے۔

آپ ﷺ نے اس بچے کو ایک مسلمان کے حوالے کیا پھر اس کے لئے حکم دیا تو ایک گڑھا کھودا گیا اس کے سینہ تک اور لوگوں کو رجم کا حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الولید ایک پتھر لے کر سامنے سے آئے اور اس کے سر پر مارا تو خون کے چھینٹے اڑ کر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ پر لگ گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کو برا بھلا کہا، رسول اللہ ﷺ نے ان کا برا بھلا کہنا سن لیا تو فرمایا:

"اے خالد! صبر سے کام لو، اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس عورت نے بے شک ایسی توبہ کی ہے کہ اگر چنگی اور ٹیکس لینے والا (ظالم) بھی کرتا تو اس کی بھی مغفرت ہو جاتی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور دفن کیا گیا۔

۲۱۵۶۔۔۔۔۔حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ مَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ يَعْنِي ابْنَ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ أَنَّ أَبَا الْمُهَلَّبِ حَدَّثَهُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ

۲۱۵۶۔۔۔۔۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جو زنا کی وجہ سے حاملہ تھی۔ اس نے کہا اے نبی اللہ! میں نے ایک حد واجب ہونے والا کام کیا ہے لہٰذا مجھ پر حد قائم فرمایئے؟ اللہ کے نبی ﷺ نے اس کے

جُهَيْنَةَ أَتَتْ نَبِيَّ اللهِ ﷺ وَهِيَ حُبْلَى مِنَ الزِّنَى فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللهِ أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ فَدَعَا نَبِيُّ اللهِ ﷺ وَلِيَّهَا فَقَالَ أَحْسِنْ إِلَيْهَا فَإِذَا وَضَعَتْ فَأْتِنِي بِهَا فَفَعَلَ فَأَمَرَ بِهَا نَبِيُّ اللهِ ﷺ فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ تُصَلِّي عَلَيْهَا يَا نَبِيَّ اللهِ وَقَدْ زَنَتْ فَقَالَ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَ تَوْبَةً أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ تَعَالَى

کے ولی کو بلایا اور اس سے فرمایا کہ اس کو اچھی طرح رکھ اور جب ولادت ہو جائے تو اسے میرے پاس لے کر آنا۔

چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا (کہ وضع حمل کے بعد اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا) آپ ﷺ نے حکم فرمایا (اسے رجم کرنے کا) تو پہلے اس کے کپڑے مضبوطی سے باندھ دیئے گئے، (تاکہ دوران رجم ستر نہ کھلے) پھر سنگسار کرنے کا حکم دیا تو اسے سنگسار کر دیا گیا۔ بعد ازاں اس پر نماز جنازہ پڑھی گئی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں حالانکہ یہ تو زانیہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: بلاشبہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے اہل مدینہ کے ستر افراد پر تقسیم کیا جائے تو ان سب کے لئے کافی ہو جائے۔ اور کیا تم نے اس سے افضل اور بہتر توبہ بھی کوئی پائی ہے کہ اس نے اپنی جان کو اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے لئے قربان کر دیا۔

٢١٥٧ ..... وحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا أَبَانُ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

٢١٥٧۔ حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس طریق کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

٢١٥٨ ..... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُمَا قَالَا إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْشُدُكَ اللهَ إِلَّا قَضَيْتَ لِي بِكِتَابِ اللهِ فَقَالَ الْخَصْمُ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ نَعَمْ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ وَأْذَنْ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قُلْ قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ وَإِنِّي أُخْبِرْتُ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَوَلِيدَةٍ فَسَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّمَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا الرَّجْمَ

٢١٥٨۔ ..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دیہات کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ میرے لئے اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ فرمایئے۔ اس اثناء میں ایک کے خصم (فریق ثانی) نے جو ہم سے زیادہ سمجھ دار تھا کہا کہ جی ہاں! ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمایئے اور مجھے گفتگو کی اجازت مرحمت فرمایئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہو۔ اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس شخص کا ملازم تھا اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا۔ مجھے بتلایا گیا کہ میرے بیٹے پر رجم کی سزا ہے۔ میں نے اس کے عوض فدیہ دے دیا سو بکریاں اور ایک باندی۔

بعد ازاں میں نے اہل علم سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے بتلایا کہ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ الْوَلِيْدَةُ وَالْغَنَمُ رَدٌّ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ إِلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا قَالَ فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَأَمَرَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَتْ

میرے بیٹے پر سو کوڑوں اور ایک سال جلاوطنی کی سزا ہے جب کہ اس شخص کی بیوی کی سزا رجم ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا۔ لہٰذا وہ باندی اور سو بکریاں واپس ہیں۔ اور تمہارے بیٹے پر سو کوڑوں اور ایک سال کی جلاوطنی ہے (پھر آپ ﷺ نے انیس نامی ایک صحابی کو حکم فرمایا کہ) اے انیس! صبح کو تم اس عورت کے پاس جاؤ اور اگر وہ اعتراف کرلے زنا کا تو اسے سنگسار کردو۔ چنانچہ حضرت انیس بن ضحاک اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کو اس کے پاس گئے، اس نے اعتراف جرم کرلیا تو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اسے سنگسار کردیا گیا۔

۲۱۵۹ وحَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح و حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

۲۱۵۹ حضرت زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس طریق کے ساتھ بھی مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

۲۱۶۰ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَقَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِيَهُودِيٍّ وَيَهُودِيَّةٍ قَدْ زَنَيَا فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى جَاءَ يَهُودَ فَقَالَ مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ عَلَى مَنْ زَنَى قَالُوا نُسَوِّدُ وُجُوهَهُمَا وَنُحَمِّلُهُمَا وَنُخَالِفُ بَيْنَ وُجُوهِهِمَا وَيُطَافُ بِهِمَا قَالَ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَجَاءُوا بِهَا فَقَرَءُوهَا حَتَّى إِذَا مَرُّوا بِآيَةِ الرَّجْمِ وَضَعَ الْفَتَى الَّذِي يَقْرَأُ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ وَقَرَأَ مَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا وَرَاءَهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ وَهُوَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُرْهُ فَلْيَرْفَعْ يَدَهُ فَرَفَعَهَا فَإِذَا تَحْتَهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَا

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ كُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُمَا فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ

۲۱۶۰ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی مرد اور ایک یہودیہ عورت کو لایا گیا جنہوں نے ارتکاب زنا کیا تھا، رسول اللہ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے حتیٰ کہ یہود کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا کہ تم توراۃ میں (زنا کی سزا) کیا پاتے ہو؟

انہوں نے کہا کہ ہم تو زناکار مرد و عورت کے چہروں کو کالا کرکے انہیں اونٹ پر سوار کرتے ہیں۔ اور دونوں کا رخ مخالف سمتوں میں کردیتے ہیں پھر ان کو چکر لگواتے ہیں (یہ انہوں نے جھوٹ کہا اس لئے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا تورات لاؤ اگر تم اپنی بات میں سچے ہو۔ وہ تورات لائے اور اسے پڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ جب رجم کی آیت پر پہنچے تو پڑھنے والے نوجوان نے اس سے آگے اور پیچھے کی عبارت تو پڑھ لی اور آیت رجم پر اپنا ہاتھ رکھ لیا۔ تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو پہلے یہود کے بڑے عالم تھے اور بعد میں مسلمان ہوگئے تھے) اور رسول اللہ ﷺ

يَقِيهَا مِنَ الْحِجَارَةِ بِنَفْسِهِ

کے ہمراہ تھے۔ تو فرمایا کہ اس نوجوان کو حکم دیں کہ اپنا ہاتھ اٹھالے، اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو اس کے نیچے رجم کی آیت موجود تھی۔
لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے دونوں کو سنگسار کرنے کا حکم فرمایا، تو انہیں سنگسار کر دیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی سنگسار کرنے والوں میں شامل تھا میں نے دیکھا کہ مرد، عورت کو پتھروں سے بچانے کے لئے خود کو آگے کرتا تھا۔

٢١٦١۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ ح و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي رِجَالٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُمْ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَجَمَ فِي الزِّنَى يَهُودِيَّيْنِ رَجُلًا وَامْرَأَةً زَنَيَا فَأَتَتِ الْيَهُودُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِهِمَا وَسَاقُوا الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ

٢١٦١۔۔۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو زنا کے معاملہ میں دو یہودیوں کو جن میں ایک مرد اور ایک عورت تھے سنگسار کیا۔ یہود ان دونوں کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آگے سابقہ حدیث کے مثل بیان کیا۔

٢١٦٢۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِرَجُلٍ مِنْهُمْ وَامْرَأَةٍ قَدْ زَنَيَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ

٢١٦٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہود اپنے میں سے ایک آدمی اور عورت کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے جنہوں نے زنا کیا تھا۔ بقیہ حدیث حسب سابق بیان فرمائی۔

٢١٦٣۔۔۔۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِيَهُودِيٍّ مُحَمَّمًا مَجْلُودًا فَدَعَاهُمْ ﷺ فَقَالَ هٰكَذَا تَجِدُونَ حَدَّ الزَّانِي فِي كِتَابِكُمْ قَالُوا نَعَمْ فَدَعَا رَجُلًا مِنْ عُلَمَائِهِمْ فَقَالَ أَنْشُدُكَ بِاللهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسَى أَهٰكَذَا تَجِدُونَ حَدَّ الزَّانِي فِي كِتَابِكُمْ قَالَ لَا وَلَوْلَا أَنَّكَ نَشَدْتَنِي بِهٰذَا لَمْ أُخْبِرْكَ نَجِدُهُ الرَّجْمَ وَلٰكِنَّهُ كَثُرَ فِي أَشْرَافِنَا فَكُنَّا إِذَا أَخَذْنَا الشَّرِيفَ تَرَكْنَاهُ وَإِذَا أَخَذْنَا الضَّعِيفَ أَقَمْنَا عَلَيْهِ الْحَدَّ قُلْنَا تَعَالَوْا فَلْنَجْتَمِعْ عَلَى

٢١٦٣۔۔۔۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے ایک یہودی جس کے چہرہ پر کوئلہ کی سیاہی ملی ہوئی تھی اور کوڑے کھایا ہوا تھا کو گزارا گیا۔
آپ ﷺ نے ان لوگوں کو (جو اس کو لے کر گزر رہے تھے) بلایا اور ان سے پوچھا کہ کیا تم اپنی کتاب میں زنا کی یہی حدیث پاتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں! آپ ﷺ نے ان کے علماء میں سے ایک عالم کو بلوایا اور ان سے فرمایا کہ میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے تورات نازل فرمائی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، کیا تم اپنی کتاب میں زنا کی حد یہی پاتے ہو؟ اس نے کہا کہ نہیں اور اگر آپ مجھے اتنی بڑی قسم نہ دیتے (موسیٰ علیہ السلام کی) تو میں آپ کو نہ بتلاتا۔ ہم تو زنا کی سزا رجم پاتے ہیں، لیکن ہمارے طبقہ اشرافیہ میں زنا کی بہت کثرت ہو گئی، لہٰذا ہم یہ کرنے لگے کہ

شَيْءٍ نُقِيمُهُ عَلَى الشَّرِيفِ وَالْوَضِيعِ فَجَعَلْنَا التَّحْمِيمَ وَالْجَلْدَ مَكَانَ الرَّجْمِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَوَّلُ مَنْ أَحْيَا أَمْرَكَ إِذْ أَمَاتُوهُ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ "يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ" إِلَى قَوْلِهِ "إِنْ أُوتِيتُمْ هٰذَا فَخُذُوهُ" يَقُولُ ائْتُوا مُحَمَّدًا ﷺ فَإِنْ أَمَرَكُمْ بِالتَّحْمِيمِ وَالْجَلْدِ فَخُذُوهُ وَإِنْ أَفْتَاكُمْ بِالرَّجْمِ فَاحْذَرُوا فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى "وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ" "وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ" "وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ" فِي الْكُفَّارِ كُلُّهَا

جب کوئی معزز اور شریف فرد اس جرم میں پکڑا جاتا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے اور کمزور پکڑا جاتا تو زنا کے جرم میں تو ہم اس پر حد (شرعی سزا یعنی رجم) قائم کیا کرتے تھے۔ پھر ہم نے مشورہ کیا کہ آؤ ایک ایسی سزا مقرر کرلیں اور اس پر سب متفق ہو جائیں کہ اُسے معزز اور کمزور و غریب دونوں پر یکساں طور پر قائم کیا جا سکے۔ چنانچہ ہم نے یہ طے کرلیا کہ ایسے شخص کے چہرہ کو کوئلہ سے سیاہ کر کے کوڑے لگائیں گے سنگسار کرنے کے بجائے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے اللہ! میں پہلا شخص ہوں آپ کے حکم کو زندہ کر رہا ہوں جب کہ ان لوگوں نے وہ ختم کر دیا تھا (یعنی رجم کی جو شرعی حد اللہ کی قائم کردہ تھی اسے چونکہ ترک کر دیا گیا تھا تو میں اسے دوبارہ زندہ کرنے والا پہلا شخص ہوں)۔

پھر آپ ﷺ نے حکم فرمایا لہٰذا اسے رجم کیا گیا اس موقع پر قرآن کریم کی یہ آیت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی: "اے رسول! آپ کو غمزدہ نہ کرے ان لوگوں کا عمل جو کفر کے معاملہ میں دوڑتے ہیں الخ یہاں تک کہ فرمایا: (ان یہود نے کہا کہ) محمد ﷺ کے پاس اُسے لے چلو اگر وہ تمہیں منہ کالا کر کے کوڑے مارنے کا حکم دیں تو اسے قبول کرلو اور اگر یہ فتویٰ دیں کہ سنگسار کرو تو اس پر عمل نہ کرو، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں ﴿ومن لم یحکم بما أنزل اللہ ..... الخ﴾ یعنی "جو شخص اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہی لوگ کافر ہیں، اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے موافق فیصلہ نہ کریں وہی لوگ ظالم ہیں، اور اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی لوگ فاسق ہیں یہ سب آیات کفار کے بارے میں نازل ہوئیں۔ ❶

---

❶ اس معاملہ کی تفصیل کتب حدیث میں موجود ہے۔ ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت نقل کی گئی ہے کہ ایک یہودی مرد نے ایک یہودیہ عورت سے ارتکاب زنا کیا یہودیوں نے کہا کہ اس کا کیس اس نبی (محمد ﷺ) کے پاس لئے چلتے ہیں کیونکہ یہ نبی نسبتاً آسانی و سہولت کے احکامات لایا ہے (لہٰذا ممکن ہے کہ یہ کوئی آسان سزا جاری کردے) اگر یہ رجم کی سزا کے علاوہ کسی اور سزا کا فتویٰ جاری کرے تو ہم اسے قبول کرلیں گے اور اللہ کے سامنے ہم استدلال کریں گے کہ تیرے نبی کے فتویٰ پر ہم نے عمل کیا ہے۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کی عدالت میں اس قضیہ کو لے کر حاضر ہوئے' آپ صحابہ کے ہمراہ مسجد میں تشریف فرما تھے"۔

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں ابن العربی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ بنو قریظہ اور بنو نظیر کے یہود تھے۔ اصل میں یہود تحریف تورات کے مرتکب تھے اور تورات کے حکم کو بدل کر اپنی طرف سے ایک سزا متعین کر کے اس پر عمل کرتے تھے۔ (جاری ہے)

٢١٦٤- حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ إِلَى قَوْلِهِ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَرُجِمَ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ مِنْ نُزُولِ الْآيَةِ

۲۱۶۴ ......اس طریق سے بھی روایت مذکورہ ہے لیکن اس روایت میں یہاں تک ہی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رجم کا حکم فرمایا اس کو رجم کیا گیا اس کے بعد مذکور نہیں۔

٢١٦٥- وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ

۲۱۶۵ ...... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے قبیلہ اسلم کے ایک مرد کو اور ایک یہودی مرد اور ایک یہودیہ

(گذشتہ سے پیوستہ)...... نبی ﷺ کو وحی کے ذریعہ معلوم ہو چکا تھا کہ تورات میں بھی زنا کی سزا احصان (شادی شدہ) ہونے کی صورت میں رجم ہی ہے لہذا آپؐ نے اس واسطے ان یہود سے پوچھا کہ تمہاری کتاب میں کیا سزا ہے؟

سوال: کیا شادی شدہ کی شرط کے لئے تحقق کے لئے اسلام شرط ہے؟

جواب: مذکورہ احادیث سے فقہاء کے درمیان ایک مسئلہ اختلافی پیدا ہوا مسئلہ یہ ہے کہ رجم کی سزا اس وقت ثابت ہوتی ہے جب کہ "احصان" پایا جائے یعنی زناکاری کا ارتکاب کرنے والے مرد و عورت میں سے جو شادی شدہ ہو گا اسے رجم کیا جائے گا غیر شادی شدہ کو صرف کوڑے لگائے جائیں گے تو فقہاء کے درمیان اختلاف یہ ہوا کہ "احصان" کی صفت کے تحقق کے لئے کیا مسلمان ہونا شرط ہے یا یہ کہ کافر کے لئے بھی احصان کا تحقق ہو گا؟ امام شافعی اور حنابلہ کے نزدیک احصان کے لئے اسلام شرط نہیں بلکہ صفت احصان خواہ کافر میں پائی جائے یا مسلمان میں اگر وہ زنا کا مرتکب ہوا اور اسلامی حکومت کا باشندہ ہو (ذمی ہو) تو اس پر بھی شرعی حد جاری ہو گی اور اسے رجم کیا جائے گا۔ لیکن امام حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک احصان کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے۔ ذمی کافر اگر محصن ہو اور مرتکب زنا ہو تو اسے رجم نہیں کیا جائے گا بلکہ صرف کوڑوں کی سزا ہو گی۔

امام ابو حنیفہؒ کے دلائل مذکورہ ذیل ہیں۔

۔ اسحاق بن راھویہ نے اپنی مسند میں حضرت ابن عمرؓ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ محصن نہیں"۔ (نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ ۳/۳۲۷)

۔ اسی حدیث کو دارقطنی نے بھی اپنی سنن میں نقل کیا ہے۔ (۳/۱۴۷)

۳۔ علاوہ ازیں دارقطنی نے ابن عمرؓ کی یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا مشرک محصن نہیں ہو سکتا"۔ (۳/۱۴۶)

۔ سنن دارقطنی میں حضرت کعبؓ بن مالک کی روایت نقل کی گئی ہے کہ انہوں نے ایک یہودی یا نصرانی عورت سے نکاح کا ارادہ کیا اس سلسلہ میں نبی ﷺ سے پوچھا تو آپؐ نے انہیں منع فرمادیا اور کہا کہ: "وہ محصنہ نہیں ہو سکتی"۔ واللہ اعلم (۳/۱۴۸)

سوال: رجم یہودی کا یہ واقعہ کیا تورات کے مطابق تھا یا اسلام کے؟

جواب: یہاں پر ایک دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے یہودیوں کو رجم کرنے کا حکم تورات کے مطابق دیا تھا یا اسلام کے مطابق؟ کیونکہ اگر اسلام کے مطابق دیا تو یہود اسلام کے احکامات کے مکلف نہیں اور اگر تورات کے مطابق دیا تو آپؐ تو اسلام کے مطابق عمل کے پابند تھے۔

علماء احناف فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے توراۃ کے حکم کے مطابق یہ فیصلہ فرمایا تھا اپنی شریعت کے مطابق نہیں۔

لیکن اس قصہ کی تفصیلی روایات واحادیث میں غور و فکر سے معلوم یہی ہوتا ہے کہ آپؐ نے تورات کے مطابق نہیں بلکہ اپنی شریعت کے مطابق فیصلہ فرمایا تھا جہاں تک ان سے تورات منگوانے اور پڑھنے کا تعلق ہے تو اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ ان پر اتمام حجت ہو جائے اور انہوں نے جو اپنے دین و کتاب میں تحریف کی ہے وہ ان پر کھول دی جائے۔ اور اس کے متعدد دلائل ہیں۔

تفصیل کے لئے دیکھئے (تکملہ فتح الملہم ۲/۴۷۴)

أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ رَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ وَرَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ وَامْرَأَتَهُ

عورت کو سنگسار فرمایا۔

۲۱۶۶ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَامْرَأَةً

۲۱۶۶ علامہ ابن جریج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

۲۱۶۷ وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفٰى ح وَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفٰى هَلْ رَجَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ بَعْدَ مَا أُنْزِلَتْ سُورَةُ النُّورِ أَمْ قَبْلَهَا قَالَ لَا أَدْرِي

۲۱۶۷ حضرت ابو اسحاق الشیبانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے رجم کی سزا کو جاری فرمایا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! میں نے عرض کیا کہ کیا سورت نور کے نزول کے بعد بھی اس پر عمل فرمایا؟ یا اس کے نزول سے قبل ہی اس پر عمل فرمایا؟ فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں۔

۲۱۶۸ وَحَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا زَنَتْ أَمَةُ أَحَدِكُمْ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ

۲۱۶۸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جب تم میں سے کسی کی باندی زناکاری کرے اور اس کا زنا ظاہر ہو جائے تو اسے کوڑے لگائے حد زنا میں، اور پھر اسے (زنا پر) عار اور طعنے مت دے۔ پھر اگر دوبارہ زنا کرے تو اس پر حد قائم کرے اور اسے جھڑکے نہیں، پھر اگر تیسری بار بھی زنا کرے اور اس کا زنا (گواہ وغیرہ کے ذریعہ یا خود دیکھنے کی وجہ سے) ظاہر ہو جائے تو چاہے ایک بال کی رسی کے عوض ہی ہو اسے فروخت کر ڈالے"۔

۲۱۶۹ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ ح وَحَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ

۲۱۶۹ ان مختلف اسانید و طرق سے یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک باندی کو کوڑے مارنے کے بارے میں فرمایا: جب وہ تین مرتبہ زنا کر چکے پھر چوتھی بار چاہیے کہ اس کو فروخت کر دے۔

إبْراهيم عَنْ عَبْدَةَ بْنِ سُلَيْمان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ كُلُّ هٰؤُلاءِ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلا أَنَّ ابْنَ إِسْحٰقَ قَالَ فِي حَدِيثِهِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَلْدِ الأَمَةِ إِذَا زَنَتْ ثَلاثًا ثُمَّ لِيَبِعْهَا فِي الرَّابِعَةِ

۲۱۷۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصِنْ قَالَ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ بِيعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لا أَدْرِي أَبَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ وَقَالَ الْقَعْنَبِيُّ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَالضَّفِيرُ الْحَبْلُ

۲۱۷۰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک ایسی باندی کے بارے میں سوال کیا گیا جو غیر شادی شدہ ہو اور زنا کرے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اگر وہ زنا کرے تو اسے حد زنا کے طور پر کوڑے لگائے، پھر اگر دوبارہ زنا کرے تو دوبارہ کوڑے لگائے، پھر تیسری بار بھی زنا کرے تو خواہ ایک بال کی رسی کے عوض کرنا پڑے اسے فروخت کر ڈالے"۔

ابن شہابؒ زہریؒ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ فروخت کا حکم تیسری مرتبہ میں دیا یا چوتھی مرتبہ میں۔ قعنبیؒ فرماتے ہیں کہ اپنی روایت میں کہ ضفیر رسی کو کہتے ہیں۔

۲۱۷۱ وحَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الأَمَةِ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ ابْنِ شِهَابٍ وَالضَّفِيرُ الْحَبْلُ

۲۱۷۱..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے باندی کے بارے میں پوچھا گیا بقیہ حدیث حسب سابق بیان فرمائی۔ لیکن اس روایت میں ابن شہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ضفیر رسی کو کہتے ہیں مذکور نہیں۔

۲۱۷۲ حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَالشَّكُّ فِي حَدِيثِهِمَا جَمِيعًا فِي بَيْعِهَا فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ

۲۱۷۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے حسب سابق روایت بیان فرمائی ہے لیکن ان کی اس روایت کردہ حدیث میں تیسری یا چوتھی مرتبہ بیچنے میں شک ہے۔

۲۱۷۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا

۲۱۷۳ حضرت ابو عبدالرحمن فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ

سُلَيْمَانَ أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ خَطَبَ عَلِيٌّ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَقِيمُوا عَلَى أَرِقَّائِكُمُ الْحَدَّ مَنْ أَحْصَنَ مِنْهُمْ وَمَنْ لَمْ يُحْصِنْ فَإِنَّ أَمَةً لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ زَنَتْ فَأَمَرَنِي أَنْ أَجْلِدَهَا فَإِذَا هِيَ حَدِيثُ عَهْدٍ بِنِفَاسٍ فَخَشِيتُ إِنْ أَنَا جَلَدْتُهَا أَنْ أَقْتُلَهَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَحْسَنْتَ

وجہ سے ایک بار خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ:

"اے لوگو! اپنے غلاموں پر حد قائم کرو خواہ وہ محصن ہوں یا نہ ہوں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی ایک باندی نے زنا[1] کیا تو آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ اس پر کوڑے لگاؤں، میں جب ایسا کرنے لگا تو معلوم ہوا کہ وہ حال ہی میں ولادت سے فارغ ہوئی ہے۔ مجھے ڈر ہوا کہ اگر میں اسے کوڑے لگاؤں تو (کہیں کمزوری کی بناء پر) مار نہ دوں۔ میں نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: تم نے اچھا کیا (یعنی کوڑے لگانے میں تاخیر کرنے کا فیصلہ اچھا کیا)۔

٢١٧٤ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنِ السُّدِّيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَنْ أَحْصَنَ مِنْهُمْ وَمَنْ لَمْ يُحْصِنْ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ اتْرُكْهَا حَتَّى تَمَاثَلَ

۲۱۷۴۔ اس سند سے بھی سابقہ حدیث مضمون مختصر (کہ جوان میں پاک دامن ہو مذکور نہیں) اور یہ اضافہ ہے کہ اس کو چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ تندرست ہو جائے) کے ساتھ منقول ہے۔[2]

باب-۲۹۸

باب حدّ الخمر
شراب کی حد شرعی کا بیان

٢١٧٥ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَجَلَدَهُ بِجَرِيدَتَيْنِ نَحْوَ أَرْبَعِينَ قَالَ وَفَعَلَهُ أَبُو بَكْرٍ فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ اسْتَشَارَ النَّاسَ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ أَخَفُّ الْحُدُودِ ثَمَانِينَ فَأَمَرَ

۲۱۷۵ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک شخص جس نے شراب پی تھی لایا گیا تو آپ ﷺ نے اسے دو ٹہنیوں سے چالیس مرتبہ کے لگ بھگ مارا (گویا اسی مرتبہ) اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یوں ہی کیا (اپنے زمانہ خلافت میں) پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آیا تو انہوں نے اس بارے میں لوگوں سے مشورہ کیا۔ حضرت عبدالرحمن بن

---

[1] ان احادیث باب سے یہ بات معلوم ہوئی کہ امہ (باندی) اگر زنا کی مرتکب ہو اور ثبوت زنا محقق ہو جائے تو اس پر بالاتفاق حد قائم کی جاتی ہے۔ لیکن آیا یہ حد اس کا آقا اس پر جاری کرے گا یا سلطان اور قاضی؟ حضرت ائمہ ثلاثہ مذکورہ بالا روایات سے استدلال کرتے ہوئے ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ باندی پر آقا خود حد قائم کرے گا جبکہ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ آقا اپنے مملوک پر خواہ وہ باندی ہو یا عبد یعنی غلام کسی قسم کی حد شرعی قائم نہیں کر سکتا یہ منصب سلطان اور قاضی کا ہے وہی حد قائم کر سکتا ہے۔
امام ابو حنیفہ کی دلیل طحاوی کی تخریج کردہ روایت مسلم بن یسار سے جو صحابی تھے فرماتے تھے کہ "زکوۃ، حدود، مال غنیمت اور جمعہ کی اقامت سلطان کا منصب ہے"۔ اس روایت کو حافظ ابن حجر نے بھی فتح الباری میں نقل کیا ہے اور اس کی اسناد پر سکوت کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث صحیح یا کم از کم حسن ہے۔

[2] اس باندی کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ ظاہر ہے کہ یہ باندی آپ کی نہیں تھی بلکہ آپ کی ازواج میں سے کسی کی تھی۔ ابوداؤد کی روایت کے الفاظ "جارية لآل رسول الله" کے الفاظ بھی اسی کی تائید کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

بہ عُمَرُ۔

عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حدود میں سب سے کم ترین حد اسی (درّے) ہیں (اس سے کم نہیں) چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر اسی کا حکم جاری فرمادیا (کہ شرابی کو حد کے طور پر اسی درّے لگائے جائیں گے)۔ ❶

---

❶ یہاں پر چند ضروری مسائل ہیں:

شراب کی حدِ شرعی کے مقدار ..... شرابی کی حدِ شرعی کی مقدار کے متعلق فقہاء کرامؒ کے درمیان اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک شارب خمر کی حد ۸۰ اسی کوڑے ہیں۔ اور یہی مذہب ہے امام مالک کا۔ چنانچہ ابن عبد البرؒ نے الکافی میں اسی کو مالکیہ کا مذہب مختار نقل کیا ہے۔ (۲/۱۰۴)

امام شافعیؒ کے نزدیک شُرب خمر کی حد چالیس کوڑے ہیں۔ اور امام احمدؒ بن حنبل کی ایک روایت بھی یہی ہے۔ کمافی المغنی لابن قدامہ (۱۰/۳۲۹)

امام شافعیؒ وغیرہ کا استدلال تو مذکورہ بالا احادیث سے ہے کہ ان میں نبی ﷺ کا فعل چالیس مرتبہ مارا۔

دلائل احنافؒ:۔ احناف کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ طحاوی کی تخریج کردہ روایت ابن عمرؓ کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے ذرا سی بھی شراب پی اسے اسی کوڑے لگاؤ"۔ (شرح معانی الآثار ۲/۷۷) لیکن امام طحاویؒ نے اس کی مسند کے اثبات میں کچھ تردد کا اظہار کیا ہے۔ شاید عبد الرحمٰن بن صخر الافریقی کی وجہ جس پر ابن حزم نے وضع حدیث کا حکم لگایا ہے۔

۲۔ مصنف عبد الرزاق میں تخریج شدہ روایت حضرت حسنؒ (یہ مُرسل روایت ہے) کہ نبی ﷺ نے شراب پینے کے جرم میں ۸۰ کوڑے لگائے۔ (مصنف عبد الرزاق ۷/۳۷۹)

۳۔ مصنف عبد الرزاق ہی کی ایک اور روایت بھی حسنؒ سے مروی ہے کہ "حضرت عمرؓ نے ارادہ فرمایا تھا کہ قرآن مجید میں لکھوادیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شرب خمر کی حد میں اسی کوڑے لگائے"۔

۴۔ خود حضرت انسؓ کی حدیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہے کہ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے دو ٹہنیوں سے چالیس مرتبہ مارا گویا وہ اسی ہو گئیں۔

اور اس سلسلہ میں زیادہ صریح روایت وہ ہے جسے امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں عن طریق ابی حنیفہؒ نقل کیا ہے کہ عبد الکریم بن المخارق نے مرفوعاً بیان کیا کہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک نشے میں دھت شخص لایا گیا تو آپ نے حکم فرمایا کہ اسے جوتوں سے مارا جائے۔ اس وقت چالیس افراد موجود تھے ہر ایک نے اپنے دونوں جوتوں سے اسے ایک مرتبہ مارا (کمافی جامع المسانید للخوارزمی ۲/۱۹۲)

بہرکیف! آثار صحابہ و روایات اس سلسلہ میں متعدد منقول ہیں۔ اس مسئلہ پر فقہی بصیرت کے ساتھ بحث کرتے ہوئے صاحب فتح الملہم شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مد ظلہم فرماتے ہیں کہ:

"احناف کی جانب سے بات یوں کہی جاسکتی ہے کہ ابتدائے عہد رسالتؐ میں شرابی کی حد کے لئے کوئی مقدار متعین نہیں تھی لوگ لاٹھی، اور کپڑے، وغیرہ سے مارا کرتے تھے اسی طرح جوتوں، کھجور کی ٹہنیوں سے بھی کسی متعین تعداد کا اعتبار کئے بغیر مارا کرتے تھے.....

ممکن ہے صحابہؓ پر اس کی تعداد و مقصود سے متعلق اشتباہ ہوا کہ وہ چالیس کوڑے ہیں یا اسی (کیونکہ بعض مرتبہ دو ٹہنیوں سے مارا گیا) انہوں نے اس بارے میں مشورہ کیا تو حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت علیؓ نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ مقصود ۸۰ مرتبہ مارنا ہے۔ کیونکہ یہ حد قذف کے مشابہ ہے جو تمام حدود میں سب سے ہلکی حد ہے اور شرابی سے نشہ کی حالت میں ہذیان بکنے اور جھوٹی تہمت (قذف) کا بھی امکان ہے لہٰذا اخف الحد کا اعتبار کرتے ہوئے اسی کوڑوں کو مقرر کردیا گیا۔

چنانچہ اس کی تائید مسلم ہی کی آگے والی روایت ابی ساسان سے بھی ہوتی ہے کہ ولید بن عقبہؓ کو جب کوڑے لگائے تو حضرت علیؓ شمار کررہے تھے جب چالیس پر پہنچے تو فرمایا کہ رک جاؤ۔ پھر فرمایا: نبی ﷺ نے چالیس کوڑے لگائے حضرت علیؓ ابو بکرؓ۔ (جاری ہے)

۲۱۷۶ وحَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ حَبِيبِ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِرَجُلٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

۲۱۷۶۔۔۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص لایا گیا۔ (بقیہ حدیث حسب سابق بیان فرمائی)۔

۲۱۷۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ

۲۱۷۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے شراب نوشی کی حد میں چھڑی اور جوتے سے حد لگائی۔ پھر

(گذشتہ سے پیوستہ) نے بھی چالیس لگائے 'عمرؓ نے اسی لگائے۔ اور سب طریقہ سنت ہیں اور یہ مجھے زیادہ پسند ہے (اسی کوڑے)"۔
بہر کیف! اس تفصیلی بحث سے معلوم ہو گیا کہ شارب خمر کی حد شرعی ۸۰ کوڑے ہیں۔ اور صحابہ کرامؓ بھی اسی پر عمل فرماتے تھے۔ واللہ اعلم

سوال: شراب کی کتنی مقدار سے حد واجب ہوتی ہے؟

جواب: یہاں پر ایک اصولی مسئلہ یہ ہے کہ مطلق شراب پینے سے حد لازم ہو جاتی ہے خواہ تھوڑی پیے یا زیادہ۔ یا یہ کہ مخصوص مقدار پینے کے بعد حد لازم ہوتی ہے؟

ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ اور احناف میں سے امام محمدؒ کا مذہب یہ ہے کہ ہر نشہ آور چیز کا پینا (یا استعمال) حد کو واجب کر دیتا ہے خواہ تھوڑی پیئے یا زیادہ۔ خواہ اس سے نشہ ہوا یا نہیں۔ ہر صورت میں اس پر حد لازم ہوگی۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے ایک قطرہ بھی کوئی نشہ آور مشروب پی لیا تو اسے حد لگائی جائے گی۔

امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کا مسلک اس معاملہ میں یہ ہے کہ ان کے نزدیک نشہ آور اشیاء و مشروبات کے اعتبار سے حکم مختلف ہو جائے گا۔ ان حضرات کے نزدیک مشروبات (نشہ آور) تین اقسام کے ہیں۔ اور تینوں کا حکم مختلف ہے۔

۱۔ شراب:۔ یعنی انگور کا نچوڑا ہوا پانی جب کہ وہ سخت ہو جائے اور جوش مارنے لگے اور اس میں جھاگ پیدا ہو جائیں۔
اس کا حکم یہ ہے کہ اس کی قلیل وکثیر ہر مقدار حرام ہے اور اس کا مطلقاً پینا ہی حد لازم کر دیتا ہے خواہ ایک گھونٹ پیئے یا ایک پیالہ یا زیادہ۔ خواہ نشہ ہوا یا نہیں۔ اور یہ وہ واحد قسم ہے جس میں امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ جمہور فقہاء کے ساتھ ہیں۔

۲۔ دیگر حرام مشروبات:۔ مثلاً طلاء، یعنی انگور کا دو نچوڑا ہوا پانی جسے آگ پر پکایا گیا ہو کہ اس کا دو تہائی سے کم اڑ کر خشک ہو گیا ہو۔ یا مثلاً: نقیع التمر (کھجور کا شیرہ) یعنی کھجور کا نچوڑا ہوا پانی یا مثلاً: کشمش کا پانی۔ یعنی پانی میں کشمش ڈال کر چند دنوں تک یونہی چھوڑا گیا ہو اور اس میں تیزی اور جوش پیدا ہو گیا ہو۔

اس قسم کے مشروبات کا حکم یہ ہے کہ ان کا پینا مطلقاً حرام ہے 'خواہ تھوڑا پیے یا زیادہ۔ لیکن حد اسی وقت واجب ہوگی جب کہ پینے والے کو نشہ ہو جائے۔ بغیر نشہ کے ان مشروبات محرمہ کے پینے سے حد واجب نہ ہوگی اگرچہ یہ حرام ہیں۔ (الہدایہ)

۳۔ وہ مشروبات اور نبیذ جو ان کے علاوہ ہیں۔ مثلاً کھجور کی نبیذ یا معمولی پکی ہوئی کشمش کی نبیذ 'شہد کی نبیذ 'انجیر' گیہوں' جو وغیرہ کی نبیذ اور ان کا پکا ہوا پانی وغیرہ۔

اس قسم کا حکم امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ ہے کہ ان کی قلیل مقدار تو حرام نہیں ہے اگر تقویت یا علاج وغیرہ کی نیت سے پیے۔ لہو ولعب یا سرشاری و خوشی کے موقع پر بلاوجہ پینا حرام ہے۔ البتہ ان کی نشہ آور مقدار پینا حرام ہے۔ البتہ اس کی نشہ آور مقدار پینے والے کو حد لگائی جائے گی یا نہیں؟ اس بارے میں دونوں ہی اقوال منقول ہیں۔ صاحب ہدایہؒ نے اسی کو بیان کیا ہے۔ (کما فی فتح القدیر ۸/۱۶۰)

دوسری روایت یہی ہے کہ اس پر حد جاری ہوگی۔ اور صاحب ہدایہ نے اسی کو اصح قرار دیا ہے جب کہ محقق ابن ہمامؒ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔ واللہ اعلم

نَبِيَّ اللهِ ﷺ جَلَدَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيدِ وَالنِّعَالِ ثُمَّ جَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ وَدَنَا النَّاسُ مِنَ الرِّيفِ وَالْقُرَى قَالَ مَا تَرَوْنَ فِي جَلْدِ الْخَمْرِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا كَأَخَفِّ الْحُدُودِ قَالَ فَجَلَدَ عُمَرُ ثَمَانِينَ

ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے چالیس کوڑے لگائے، پھر جب عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا اور لوگ چراگاہوں اور گاؤں سے نزدیک ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے پوچھا کہ شراب کی حد کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرا تو خیال ہے کہ یہ سب سے ہلکی اور کم ترین حد ہے، چنانچہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی کوڑے مقرر فرمادیے۔

۲۱۷۸ ... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۲۱۷۸..... اس طریق سے بھی مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

۲۱۷۹ وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَضْرِبُ فِي الْخَمْرِ بِالنِّعَالِ وَالْجَرِيدِ أَرْبَعِينَ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمَا وَلَمْ يَذْكُرِ الرِّيفَ وَالْقُرَى

۲۱۷۹..... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ حد شراب کے اندر جوتوں اور ٹہنی سے چالیس بار مارتے تھے۔ آگے سابقہ احادیث والا مضمون ہی بیان فرمایا الا یہ کہ اس روایت میں گاؤں وغیرہ سے قریب ہونے کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

۲۱۸۰ ... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ الدَّانَاجِ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ فَيْرُوزَ مَوْلَى ابْنِ عَامِرٍ الدَّانَاجِ حَدَّثَنَا حُضَيْنُ بْنُ الْمُنْذِرِ أَبُو سَاسَانَ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَأُتِيَ بِالْوَلِيدِ قَدْ صَلَّى الصُّبْحَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ أَزِيدُكُمْ فَشَهِدَ عَلَيْهِ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا حُمْرَانُ أَنَّهُ شَرِبَ الْخَمْرَ وَشَهِدَ آخَرُ أَنَّهُ رَآهُ يَتَقَيَّأُ فَقَالَ عُثْمَانُ إِنَّهُ لَمْ يَتَقَيَّأْ حَتَّى شَرِبَهَا فَقَالَ يَا عَلِيُّ قُمْ فَاجْلِدْهُ فَقَالَ عَلِيٌّ قُمْ يَا حَسَنُ فَاجْلِدْهُ فَقَالَ الْحَسَنُ وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلَّى قَارَّهَا فَكَأَنَّهُ وَجَدَ عَلَيْهِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ قُمْ فَاجْلِدْهُ فَجَلَدَهُ وَعَلِيٌّ يَعُدُّ حَتَّى بَلَغَ أَرْبَعِينَ فَقَالَ أَمْسِكْ ثُمَّ قَالَ جَلَدَ النَّبِيُّ ﷺ أَرْبَعِينَ وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ وَعُمَرُ ثَمَانِينَ

۲۱۸۰ ... حضرت حضین بن المنذر ابوساسان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ کے سامنے ولید بن عقبہ کو لایا گیا جنہوں نے فجر کی دو رکعت پڑھ لی تھیں پھر کہا کہ میں تمہارے واسطے دو رکعت زیادہ پڑھ لیتا ہوں (اس جملہ سے بظاہر یہ بتلانا مقصود ہے کہ ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نشہ میں تھے)۔

دو آدمیوں نے ان پر گواہی دی ایک تو حمران نے گواہی دی کہ ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شراب پی ہے۔

دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے ولید کو دیکھا کہ وہ قے کر رہے تھے۔

تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر اس نے شراب نہ پی ہوتی تو قے نہ کرتا (شراب پی ہے جبھی قے کر رہا تھا) اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ: اے علی! اٹھئے اور اسے کوڑے لگائیے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے حسن! اٹھو اور اسے کوڑے لگاؤ۔ اس پر حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

"اس کی گرمی بھی وہی اٹھائے جس نے ٹھنڈک اٹھائی ہے"۔

(یہ ایک بلیغ محاورہ ہے عربی کا۔ جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

وَكُلٌّ سُنَّةٌ وَهَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ

زَادَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ إِسْمَعِيلُ وَقَدْ سَمِعْتُ حَدِيثَ الدَّانَاجِ مِنْهُ فَلَمْ أَحْفَظْهُ

طرف منسوب ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے کہا۔ اور مقصد اس کا یہ ہے کہ جو شخص کسی عہد یا منصب کو سنبھالے تو اس عہدہ کی وجہ سے اسے جو مراعات یا فائدہ ملتا ہے تو اس کی ذمہ داری اور مشکلات بھی اسی کو اٹھانی چاہیئے۔ اور یہاں پر حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مراد یہ تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب خلافت کی ٹھنڈک اپنے سر لی ہے تو "اقامتِ حد" کی گرمی بھی اپنے ذمہ لیں اور حد خود لگائیں، ہمیں نہ کہیں)۔ جب کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اقامتِ حد کی ذمہ داری حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو سونپی تھی تو اس سے مقصد ان کی تکریم اور اعزاز تھا)۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس بات پر گویا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان پر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ پھر عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم کھڑے ہو اور اسے کوڑے لگاؤ۔ چنانچہ انہوں نے ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوڑے لگائے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شمار کرتے رہے جب چالیس پر پہنچے تو فرمایا کہ رک جاؤ۔ پھر فرمایا: نبی ﷺ نے چالیس لگائے، ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس لگائے، اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی لگائے، سب طریقے سنت ہیں لیکن یہ طریقہ مجھے زیادہ پسند ہے۔ [1] حضرت علی بن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی روایت

---

[1] تشریح حدیث اور متعلقہ مضامین: تعارف صحابی:۔ ولید بن عتبہؓ قریش کے سردار عقبہ بن ابی معیط (جو رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کا بدترین دشمن تھا اور غزوہ بدر کے دن گرفتار ہوا پھر نبی ﷺ نے اسے قتل فرمایا تھا) کے بیٹے ہیں۔ یہ اور ان کے بھائی عمارہ فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے، نبی ﷺ نے انہیں بنی المصطلق کی طرف زکوۃ وصول کرنے کے لئے عامل بنا کر بھیجا تھا۔ حضرت عثمان غنیؓ کی زیر نگرانی رہے، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی معزولی کے بعد حضرت عثمانؓ نے انہی کو کوفہ کا گورنر بنایا تھا۔

حضرت عمرؓ نے بھی انہیں "الجزیرہ" کا گورنر بنایا تھا پھر بنو تغلب سے دشمنی کے باعث ان کو معزول کر دیا تھا پانچ برس تک کوفہ کے گورنر رہے، رعایا اور عام لوگوں کے ساتھ نہایت نرم خو اور محبت کرنے والے تھے۔ نہایت جری اور عمدہ شاعر تھے۔ بعد میں ایک واقعہ کی بناء پر حضرت عثمانؓ نے بھی معزول کر دیا تھا۔ (ملخص از الاصابۃ، البدایہ والنہایۃ)

الفاظ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ولیدؓ نے شراب پی تھی جس کی بناء پر انہیں حد لگائی گئی۔ لیکن طبری نے اپنی تاریخ میں متعدد روایات نقل کی ہیں اور ثابت کیا ہے کہ ولیدؓ نے شراب نہیں پی تھی بلکہ ان کے بعض اعداء و حاسدین نے ان پر الزام لگایا تھا اور سازش کر کے اس جرم میں سزا دلوائی تھی۔

طبری کی روایات کا لب لباب اور خلاصہ یہ ہے کہ زہیر بن جندب، مورع ابن ابی مورع اور شبیل بن ابی الازدی کوفہ کے تین نوجوان تھے جنہوں نے ابن الحیسمان کو قتل کر دیا تھا، ولید بن عقبہ نے اپنی گورنری کے زمانہ میں قصاصاً ان تینوں کو قتل کر دیا۔ ان تینوں کے باپ جو جندب، ابو مورع اور ابو زینب تھے ان کے دل میں نفرت کی آگ بھڑک گئی اور وہ ولیدؓ بن عقبہ پر حملہ کرنے اور ... (جاری ہے)

میں زیادتی کی ہے۔ حضرت اسماعیل نے کہا کہ میں نے اس سے حضرت داناج کی روایت کردہ حدیث سنی تھی لیکن میں یاد نہیں رکھ سکا۔

(گذشتہ سے پیوستہ) نقصان پہنچانے کی تاک میں لگ گئے اور موقع کی تلاش میں رہے۔
بنو تغلب کے عیسائیوں میں سے ایک شخص ابوزبید کا ولیدؓ کے ہاں آنا جانا تھا اور اس شخص سے ان کے تعلقات "الجزیرہ" کے گورنری کے زمانے سے تھے جہاں انہیں حضرت عمرؓ نے گورنر بنایا تھا۔ ولیدؓ مسلسل کوشش میں لگے رہے یہاں تک کہ وہ شخص مسلمان ہو گیا اور پورے خلوص سے اسلام لایا۔ جندب ابو مورع اور ابوزینب تینوں نے اس پر تہمت لگائی کہ وہ ولیدؓ کو شراب پلاتا ہے اور لوگوں کو اس پر برانگیختہ کیا۔ حتیٰ کہ ایک روز لوگ ان کے گھر میں داخل ہوئے ان کے گھر میں کوئی دروازہ نہیں تھا۔ لوگ اچانک جا گھسے تو ولیدؓ کوئی چیز ایک طرف کر کے اور چارپائی کے نیچے کر دی۔ کسی نے ہاتھ ڈال کر نکالی تو دیکھا کہ ایک تھال میں انگور کے چند خوشے تھے اور واقعہ یہ تھا کہ ولیدؓ نے اس شرم سے وہ چھپائے تھے کہ لوگ یہ دیکھیں کہ ان کے دستر خوان پر سوائے چند انگور کے خوشوں کے کچھ نہیں ہے۔
چنانچہ لوگوں نے جب یہ دیکھا تو وہ کھڑے ہو گئے اور ان تینوں کے برا بھلا کہتے گئے کہ انہوں نے اپنے امیر پر ایک ایسی برائی کی تہمت لگائی جو ان کے اندر نہیں تھی۔
اس واقعہ کی بناء پر ان تینوں کے دلوں میں نفرت کی آگ اور زیادہ بھڑک اٹھی اور ایک منصوبہ پر تینوں متفق ہو گئے۔ پیچھے گذر چکا ہے کہ ولیدؓ کے گھر پر دروازہ نہیں تھا کیونکہ امیر تھے اور لوگوں کی سہولت کی خاطر دروازہ نہیں رکھا کہ جو چاہے بلا روک ٹوک آ جائے۔
ان تینوں نے ایک روز جب کہ ولیدؓ اپنے گھر والوں کے ساتھ سوئے ہوئے تھے غفلت میں پا کر ان کے ہاتھ سے ان کی انگوٹھی لے لی اور حضرت عثمانؓ کے پاس ایسے لوگوں کو لے کر گئے جنہیں عثمانؓ جانتے تھے' ان سب نے گواہی دی کہ ولیدؓ نے شراب پی ہے۔ حضرت عثمانؓ نے ولیدؓ کو بلایا اور اس بارے میں ان سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: اے امیر المومنین! میں آپ کے سامنے اللہ کو گواہ بناتا ہوں۔ اللہ کی قسم! یہ دونوں جھوٹے ہیں۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ: اس کا تمہیں کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ البتہ ہم تو اسی پر عمل کریں گے جیسے معاملہ ہمارے پاس لایا جائے۔ جو کوئی ظلم کرے گا تو اس سے انتقام لینے والا اللہ ہے کسی پر ظلم کیا جائے اس کے بدلے کا ذمہ دار بھی اللہ ہے۔
ابتداء حضرت عثمانؓ، ولیدؓ پر حد قائم کرنے کے سلسلہ میں متردد تھے لیکن جب ان پر گواہوں کی گواہی سامنے آ گئی تو پھر حد قائم کر دی۔ اور اقامت حد کے وقت ولیدؓ سے فرمایا: ہم تو حدود قائم کرنے کے ذمہ دار ہیں اور جھوٹا گواہ (جھوٹی گواہی کا) وہاں آگ کی صورت میں بھگتے گا۔ لہذا اے میرے بھائی! صبر کرو۔ (تاریخ الامم والملوک للطبری ۳/۳۲۶۔۳۳۰)
حافظ ابن عبدالبر نے ان روایات کو ضعف اسناد کی وجہ سے منکر قرار دیا ہے اور مسلم کی روایت ابی ساسان کو ترجیح دی ہے اور ولیدؓ پر قائم کی جانے والی حد کو درست قرار دیا ہے۔
لیکن صاحب تکملہ فتح الملہم مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہم فرماتے ہیں کہ اس ناکارہ کا خیال ہے کہ طبری کی روایات پر قطعی حکم لگانا مناسب نہیں ہے اور نہ ہی ولیدؓ پر شرب خمر کا قطعی حکم لگانا درست معلوم ہوتا ہے متعدد وجوہ کی بناء پر جو درج ذیل ہیں:

۱۔ پہلی بات تو یہ کہ مسلم کی روایت ابی ساسان اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ولید پر اقامت حد گواہوں کی شہادت کی روشنی میں ہوئی اور یہ حدیث شرب خمر پر دلالت نہیں کرتی۔ جب کہ امام (حاکم) تو شہادتوں کے مطابق ظاہر پر فیصلہ کرتا ہے۔ لہذا حضرت عثمانؓ کا ولیدؓ پر اقامت حد کے فیصلہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ولیدؓ نے یہ جرم کیا بھی تھا۔ کیونکہ خود نبی علیہ السلام کے فرمان "ولعل بعضكم أن يكون ألحن بحجته من الآخر" کہ ممکن ہے تم میں سے بعض لوگ (اپنے مقدمات میں) دوسرے فریق کی بہ نسبت زیادہ چرب زبانی کا مظاہرہ کر دے (جس پر اس کے حق میں فیصلہ کر دوں) کا بھی تقاضا یہی ہے کہ بعض اوقات جرم محقق نہیں ہوتا نفس الامر میں لیکن شہادت شہود کی وجہ سے قاضی اور حاکم شہادت کے مطابق فیصلہ کرنے کا پابند ہوتا ہے۔
خلاصہ یہ کہ ولیدؓ پر "اقامت حد" شرب خمر کے نفس الامر میں پائے جانے کے لئے لازم نہیں۔
۲۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ طبری کی روایت سیر صحابہؓ کے زیادہ مطابق و موافق ہیں کیونکہ ولیدؓ ان صحابہؓ میں تھے جو اپنے ...(جاری ہے)

۲۱۸۱ ـــ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيرُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا كُنْتُ أُقِيمُ عَلَى أَحَدٍ حَدًّا فَيَمُوتَ فِيهِ فَأَجِدَ مِنْهُ فِي نَفْسِي إِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ لِأَنَّهُ إِنْ مَاتَ وَدَيْتُهُ لِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

۲۱۸۱...... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اگر کسی پر کوئی حدِ شرعی قائم کروں پھر وہ اس حد میں مر جائے تو میرے دل میں اس کا کچھ غم واحساس نہ ہوگا سوائے شراب کی حد کے۔ کہ اگر اس کے اندر کوئی مر جائے تو اسے میں دیت دلواؤں گا اسلئے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو جاری نہیں فرمایا (یعنی ایک ہی کوڑے سے اسی کوڑے لگانے کا طریقہ)۔ ❶

(گذشتہ سے پیوستہ)...... اسلام میں مخلص اور حسنِ اسلام والے تھے اور متعدد مناقب کے حامل تھے۔

۳۔ ولیدؓ بن عقبہ نے حضرت عثمانؓ کی زیرِ نگرانی پرورش پائی تھی اور ان جیسے حضرات سے یہ بہت بعید ہے کہ اس قسم کے فضائح میں مبتلا ہو جائیں جب کہ طبری کی روایات اس بارے میں ان کے عذر کو بھی بیان کر رہی ہیں۔

۴۔ پیچھے ولیدؓ کے حالات میں گذر چکا ہے کہ ان کے گھر پر دروازہ نہیں تھا جس کی واحد وجہ یہی تھی کہ ان کے پاس کثرت سے لوگوں کی آمد ورفت رہتی تھی اپنی ضروریات کی بناء پر۔ غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جو آدمی اس عہدۂ جلیلہ پر فائز ہو اور شراب کا بھی عادی ہو تو وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکتا کہ ہر کس وناکس کے لئے اپنے گھر کو کھلا رکھے بلکہ وہ تو اس بات کا اہتمام کرتا ہے کہ اسے خلوت وتنہائی پوری طرح حاصل ہو کوئی اس کی تنہائی کے امور میں مخل نہ ہو سکے جس کے لئے ضروری ہے کہ گھر پر دروازہ ہو۔ ولیدؓ جیسا مدبر 'بہادر اور لوگوں کے کام آنے والا شخص کیسے اتنی بنیادی بات کو نظر انداز کر کے شراب نوشی کر سکتا ہے؟ اس لئے عقلی اعتبار سے بھی طبری کی روایات معتبر معلوم ہوتی ہیں۔

حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب زید فیوضہم نے اور بھی متعدد روایات و آثار اور توجیہات نقل کی ہیں جن سے طبری کی روایات کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ اعلم تفصیل کے لئے دیکھئے (تکملہ فتح الملہم ۲/ ۵۰۰)۔

بہر کیف! محض اسناد کی بناء پر طبری کی روایات کے باطل ہونے کا قطعی حکم ان تمام قرائن و توجیہات کی موجودگی میں صحیح نہیں ہے۔ واللہ اعلم

شراب سے قے کرنے کی بنیاد پر حد کا وجوب...... کسی شخص کو محض یہ دیکھ کر کہ وہ شراب کی قے کر رہا ہے 'حد لگائی جائے گی یا نہیں؟ اس بارے میں علماء کی مختلف رائے ہے۔ امام مالکؒ اور امام احمدؒ بن حنبلؒ کے نزدیک محض قے کرتا دیکھ کر حد واجب ہو جائے گی۔ (کمافی شرح نووی والمغنی لابن قدامہ)

یہ حضرات ولیدؓ بن عقبہ کی مذکورہ حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے اس شہادت پر کہ انہوں نے شراب کی قے کی تھی۔ ولیدؓ پر حد جاری کر دی تھی۔

جب کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا مسلک یہ ہے کہ محض شراب کی قے سے حد واجب نہیں ہوگی جب تک کہ شراب پیتا دیکھ کر شہادت نہ دی جائے۔ کیونکہ یہ امکان ہے کہ اس نے کسی کی زبردستی اور اکراہ سے شراب پی ہو یا مضطر ہو (کمافی فتح القدیر ورد المختار) صاحب تکملہ فتح الملہم نے اس موضوع پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے مالکیہ اور حنابلہ کے دلائل کو اسناد پر پرکھنے کے بعد فرمایا کہ: اس مسئلہ میں مالکیہ اور حنابلہ کا قول خلفاء راشدین کے فیصلوں کے مطابق اور عقلی اعتبار سے بھی مصالح امت کے مناسب ہے۔ بالخصوص اس فساد زدہ زمانہ میں۔ یہی وجہ ہے کہ شافعیہ میں سے نوویؒ اور احناف میں سے شیخ خلیل احمد سہارنپوریؒ نے اس معاملہ میں مالکیہ اور حنابلہ کے قول کو ترجیح دی ہے۔ واللہ اعلم (دیکھئے تکملہ فتح الملہم ۲/ ۵۰۲ تا ۵۰۵)

(حاشیہ صفحہ ہذا)

❶ حد میں مرنے والے کی دیت کا حکم.. کوئی شخص اگر حاکم وقت یا قاضی کی طرف سے قائم کردہ کسی حد میں اگر مر جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ امام شافعیؒ کے نزدیک اگر شرب خمر (شراب نوشی) کی حد میں مر جائے تو امام (حاکم) پر دیت آئیگی۔ اس مسئلہ میں انکے...... (جاری ہے)

ﷺ لَمْ يَسُنَّهُ

۲۱۸۲۔۔۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

۲۱۸۲ حضرت سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس طریق کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث کی مثل روایت منقول ہے۔

باب-۲۹۹ باب قدر أسواط التعزير

تعزیر کے کوڑوں کی مقدار

۲۱۸۳۔۔۔حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ إِذْ جَاءَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَابِرٍ فَحَدَّثَهُ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا سُلَيْمَانُ فَقَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَابِرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا يُجْلَدُ أَحَدٌ فَوْقَ عَشَرَةِ أَسْوَاطٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ

۲۱۸۳۔۔۔حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:
"کسی کو دس سے زائد کوڑے نہ لگائے جائیں الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ کسی حد میں"۔

(گذشتہ سے پیوستہ) یہاں تفصیل ہے جو ان کی کتب فقہ میں دیکھی جا سکتی ہے مثلاً: نہایۃ المحتاج اور کتاب الام وغیرہ۔
جب کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک کسی قسم کی حد میں اگر محدود (وہ شخص جس پر حد جاری کی جا رہی ہے) مر جائے تو امام (حاکم یا قاضی) پر کچھ عائد نہیں ہوگا۔ بشرطیکہ وہ احکام حد کا پورا خیال رکھے۔ یعنی اگر محدود مریض ہو یا شدید سردی یا شدید گرمی کی وجہ سے حد جاری کرنے کے نتیجہ میں محدود کی موت واقع ہونے کا اندیشہ ہو اور پھر بھی امام حد جاری کردے اور مر جائے تو دوسری بات ہے۔ ورنہ امام پر کوئی دیت عائد نہیں ہوتی۔
اسی طرح تعزیرات کے اندر بھی احناف کے نزدیک امام پر کوئی دیت وغیرہ نہیں لازم ہوتی بشرطیکہ تعزیرات کی مقررہ مقدار سے زائد کوڑے نہ لگائے جائیں۔ اور اگر زائد از مقدار تعزیر کوڑے لگائے گئے اور محدود مر گیا تو پھر امام پر ضمان لازم ہوگا۔ مقدار تعزیر کا بیان آگے آ رہا ہے۔ جبکہ امام ابو یوسف القاضیؒ کے نزدیک سو کوڑوں سے زائد کی صورت میں اگر مر جائے تو امام پر نصف دیت لازم ہوگی۔
(رد المحتار باب التعزیر ۳/۲۰۸)

تعزیر کی تعریف اور مقدار سزا

اصطلاح میں تعزیر کا اطلاق ان سزاؤں پر ہوتا ہے جن کی کوئی مقدار و طریقہ شریعت نے نہیں بتلایا بلکہ حاکم اور امام کی صوابدید پر رکھا ہے۔ اور جن جرائم کی شرعی سزا اور مخصوص طریقہ بتلایا گیا ہے ان کو "حدود" کہا جاتا ہے۔
تعزیر میں کتنی مقدار تک سزا دی جا سکتی ہے؟ اس کا تفصیلی بیان اور متعلقہ تفاصیل پیچھے کتاب القسامہ میں گزر چکی ہیں۔ حضرت ابو بردہؓ کی روایت مذکورہ کی بناء پر امام احمدؒ کا مسلک یہ ہے کہ تعزیر میں دس سے زائد کوڑے نہیں لگائے جا سکتے۔
جب کہ دیگر ائمہ مجتہدین امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک دس سے زیادہ کی بھی گنجائش ہے امام (حاکم) کی صوابدید پر۔ پھر زائد کی مقدار میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک غلام کی کم از کم حد کی مقدار سے تجاوز نہ ہو۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ۳۹ سے زائد نہ ہو کیونکہ غلام کی کم از کم حد چالیس ہے۔ جب کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک آزاد کی کم سے کم حد سے تجاوز نہ ہو یعنی ۸۰ سے زائد نہ ہو۔ تفصیل کے لئے۔ (تکملہ فتح الملہم ۲/۵۱۰)

باب-۳۰۰ باب الْحدود كفارات لأهْلها

حدود گناہوں کا کفّارہ ہیں

۲۱۸۴...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ نُمَيْرٍ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي مَجْلِسٍ فَقَالَ تُبَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ وَمَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَعُوقِبَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَسَتَرَهُ اللهُ عَلَيْهِ فَأَمْرُهُ إِلَى اللهِ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ

۲۱۸۴...... حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ ہم لوگ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مجلس میں بیٹھے تھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم لوگ مجھ سے بیعت کرو اس بات پر کہ اللہ کے ساتھ شریک نہیں کرو گے، نہ ہی زناکاری کرو گے نہ چوری کرو گے نہ ہی کسی جان کو جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے ناحق قتل کرو گے تو تم میں سے جو شخص اس بیعت کو پورا کرے گا اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو ان سب باتوں میں سے کوئی کام کر بیٹھا اور اس پر اسے سزا (شرعی) دی گئی تو وہ اس کے واسطے کفارہ ہو جائے گی، اور جس نے ان میں سے کوئی کام کیا اور اللہ نے اس کے جرم کو چھپا لیا تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے چاہے تو معاف کر دے اور چاہے تو عذاب میں مبتلا فرمادے"۔

۲۱۸۵...... حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ فَتَلَا عَلَيْنَا آيَةَ النِّسَاءِ "أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللهِ شَيْئًا" الْآيَةَ

۲۱۸۵...... حضرت زہریؒ سے اس سند سے یہی حدیث منقول ہے اس اضافہ کے ساتھ کہ آپ ﷺ نے اس بیعت کے بعد ہم پر آیت نساء تلاوت فرمائی (یعنی سورۃ الممتحنہ کی وہ آیت جس میں عورتوں سے انہی باتوں پر بیعت لی گئی ہے)۔

۲۱۸۶...... وحَدَّثَنِي إِسْمَعِيلُ بْنُ سَالِمٍ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ كَمَا أَخَذَ عَلَى النِّسَاءِ أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللهِ شَيْئًا وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَقْتُلَ أَوْلَادَنَا وَلَا يَعْضَهَ بَعْضُنَا بَعْضًا فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ وَمَنْ أَتَى مِنْكُمْ حَدًّا فَأُقِيمَ عَلَيْهِ فَهُوَ كَفَّارَتُهُ وَمَنْ سَتَرَهُ اللهُ عَلَيْهِ فَأَمْرُهُ إِلَى اللهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ

۲۱۸۶...... حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن صامت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بھی عہد لیا جیسا کہ عورتوں سے لیا تھا کہ ہم اللہ کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ ٹھہرائیں، نہ چوری کریں، نہ زناکاری کریں، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں، نہ ایک دوسرے پر بہتان باندھیں گے۔ پس تم میں سے جو کوئی اپنے عہد میں پورا اترے گا اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو کوئی تم میں سے کوئی حد واجب ہونے والا کام کرے گا تو اگر اس پر حد قائم ہو گئی تو وہ اس کے لئے کفارہ ہوگی اور جس کا گناہ اللہ تعالیٰ چھپالے تو اس کا معاملہ اللہ ہی کے سپرد ہے چاہے تو عذاب دے اور چاہے تو مغفرت فرمادے۔ ❶

❶ علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری میں فرمایا کہ یہ بیعت "بیعت عقبہ" تھی جس کا لیلۃ العقبہ میں انعقاد ہوا تھا۔ لیکن حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں فرمایا ہے کہ یہ بیعت عقبہ کے علاوہ کوئی دوسری بیعت تھی۔ کیونکہ حضرت عبادہؓ کی مذکورہ بالا روایت میں سورۂ ممتحنہ...... (جاری ہے)

۲۱۸۷..... حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّهُ قَالَ إِنِّي لَمِنَ النُّقَبَاءِ الَّذِينَ بَايَعُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَقَالَ بَايَعْنَاهُ عَلَى أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللهِ شَيْئًا وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا نَنْتَهِبَ وَلَا نَعْصِيَ فَالْجَنَّةُ إِنْ فَعَلْنَا ذَلِكَ فَإِنْ غَشِينَا مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَاءُ ذَلِكَ إِلَى اللهِ وَقَالَ ابْنُ رُمْحٍ كَانَ قَضَاؤُهُ إِلَى اللهِ

۲۱۸۷..... حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن صامت سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں ان سرداروں میں سے ہوں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ اور فرمایا کہ ہم نے آپ ﷺ سے بیعت کی اس بات پر کہ ہم اللہ کے ساتھ شریک نہیں کریں گے نہ زنا کریں گے، نہ چوری کریں گے نہ کسی جان کو جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے ناحق قتل کریں گے نہ لوٹ مار کریں گے اور نہ ہی معاصی کا ارتکاب کریں گے تو پھر ہمارے لئے جنت ہے اگر ہم نے ایسا کر لیا۔ اور اگر ہم سے ان میں سے کوئی کام ہو جائے تو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔
اور ابن رمح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔

باب-۳۰۱ باب جرح العجماء والمعدن والبئر جبار

جانور، معدنیات کی کان یا کنویں میں گر کر ہلاک ہونے والوں کا خون ہدر ہے

۲۱۸۸..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا

۲۱۸۸..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(گذشتہ سے پیوستہ)..... کی آیت کا بھی ذکر ہے۔ اور سورۂ ممتحنہ کا نزول فتح مکہ کے بعد ہوا ہے۔ اور بیعت عقبہ فتح مکہ سے قبل ہوئی ہے۔
سوال: کیا حدود و تعزیرات (دنیاوی سزائیں) اخروی اعتبار سے بھی کفارہ ہیں؟
جواب: علماء کی اکثریت کا اجماع ہے اس بات پر کہ مختلف جرائم کی وہ شرعی سزائیں جو اللہ و رسول کی نافذ کردہ ہیں انسان کے ان جرائم کے لئے اخروی اعتبار سے بھی کفارہ ہیں سوائے شرک کے گناہ کے کیونکہ کوئی دنیاوی سزا شرک کے لئے کفارہ نہیں ہو سکتی۔
لیکن بعض علماء کے نزدیک دنیاوی سزائیں اور حدود کفارہ نہیں ہیں بلکہ یہ تو بطور دنیاوی مشروع کی گئی ہیں تاکہ جرائم کی روک تھام ہو سکے۔
بہرحال اس مسئلہ پر طویل بحثیں کی گئی ہیں۔ احناف کے بارے میں یہ مشہور کیا جاتا ہے کہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ حدود کفارہ سے نہیں ہیں۔ لیکن علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے فیض الباری میں اس کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ احناف کی اس قول کی طرف نسبت تسامح پر مبنی ہے۔
علامہ انور شاہ کشمیریؒ اس مسئلہ پر طویل بحث کرنے کے بعد بطور خلاصہ فرماتے ہیں کہ:
"اقامت حد کے بعد تین قسم کی حالتیں پیش آتی ہیں ا۔ ایک تو یہ کہ محدود (جس کو حد لگائی گئی ہے) وہ اس جرم سے توبہ کر لے تو یہ حد اس کے لئے کفارہ ہو جائے گی۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔
دوسری صورت یہ ہے کہ وہ توبہ نہ کرے تو اگر وہ اس حد کی وجہ سے اس گناہ سے باز آ گیا ہے خواہ توبہ نہ کی ہو لیکن حد سے عبرت پکڑی پھر دوبارہ گناہ سے باز آ گیا تو بھی یہ حد اس کے واسطے کفارہ بن جائے گی۔
تیسری صورت یہ ہے کہ وہ حد سے کوئی عبرت پکڑنے کے بجائے اس گناہ میں ہی پڑا رہے اور حد سے کوئی نصیحت نہ حاصل کرے تو اس صورت میں وہ اس حد کے لئے کفارہ نہیں ہو گی"۔
حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ اپنی کتاب "بدر الساری" میں بہت اچھی بات فرماتے ہیں کہ حدیث میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ: وہ حد مجرم کے لئے کفارہ ہو جائے گی" اس کا معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و کرم سے امید ہے کہ یہ حد اس کے واسطے کفارہ بن جائے گی۔ واللہ اعلم

لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ الْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ

"جانور کا زخم ہدر ہے (یعنی رائیگاں ہے) کنویں سے پہنچنے والا نقصان بھی ہدر ہے اور کان سے پہنچنے والا نقصان بھی ہدر ہے جب کہ رکاز میں خمس (پانچواں حصہ ہے)۔"

● تشریح حدیث...... اس حدیث میں چند مشکل الفاظ استعمال ہوئے ہیں عجماء، جُبار، معدن، رکاز۔

عجماء...... جانور کو کہا جاتا ہے 'انجم کا مؤنث ہے اور انجم ہر چوپائے کو کہا جاتا ہے۔

جُبار...... کے لفظی معنی ہیں ہدر ہونا یعنی جس چیز کا کوئی ضمان رتاوان نہیں ہوتا اسے جُبار کہا جاتا ہے۔

معدن...... خزانہ کی کان، معدنیات وغیرہ۔

رکاز...... لغت میں زمین سے نکلنے والے سونے یا چاندی کے دفینہ کو کہا جاتا ہے۔

پہلی بات جو اس حدیث میں ارشاد فرمائی گئی وہ یہ کہ "جانور کا نقصان رائیگاں ہے" مطلب یہ ہے کہ اگر کسی جانور نے کسی انسان کو نقصان پہنچادیا جانی یا مالی تو اگر جانور کے مالک کی طرف سے کوئی تعدی یا ظلم نہیں پایا گیا تو مرنے والے یا متاثرہ شخص کے نقصان کا ضمان کسی پر نہیں ہوگا۔

تفصیل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ جانور کے کسی کو نقصان پہنچانے کی دو صورتیں ہیں:

ایک یہ کہ جانور اکیلا تھا کوئی چرواہا اس کا مالک یا نگران ساتھ نہیں تھا اس صورت میں ہونے والے نقصان کا کوئی ضمان امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نہیں ہوگا۔ خواہ دن کے وقت نقصان پہنچا ہے یا رات کو۔ جب کہ امام شافعیؒ کے نزدیک اس صورت میں دن کو پہنچنے والے نقصان کا ضمان نہیں آئے گا البتہ رات کو پہنچنے والے نقصان کا ضامن مالک ہوگا کیونکہ مویشی اور جانور املاک میں سے ہوتے ہیں اور رات میں عموماً انہیں باندھ کر رکھا جاتا ہے۔ مثلاً کسی گائے نے رات کے وقت کسی کو سینگ مار دیا جس سے وہ زخمی ہوگیا تو امام شافعیؒ کے نزدیک مالک اس زخمی ہونے کا ذمہ دار ہے اور ضامن ہوگا کیونکہ رات کو مویشیوں کو عموماً باندھ کر رکھا جاتا ہے اب اگر رات میں جانور نے نقصان پہنچایا تو گویا مالک کی طرف سے زیادتی پائی گئی کہ اس نے جانور کو باندھ کر کیوں نہیں رکھا۔ لہٰذا مالک پر اس صورت میں ضمان آئے گا۔ امام شافعیؒ کے نزدیک۔ جب کہ امام ابو حنیفہؒ کے یہاں کوئی تخصیص نہیں ہے دن یا رات کی کسی صورت میں ضمان نہیں آئے گا۔

حضرت علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے "اعلاء السنن" میں امام طحاوی سے نقل کیا ہے کہ:

"امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کی تحقیق یہ ہے کہ اگر مالک نے کسی نگران کے ساتھ جانور کو چھوڑا ہو تو اس پر کوئی ضمان نہیں ہے اور اگر بغیر محافظ کے چھوڑا ہو تو ضمان ہے"۔ (اعلاء السنن ۱۸/۲۴۴) اور شیخ الاسلام علامہ عثمانیؒ صاحب اعلاء نے مذہب حنفیہ پر استدلال کے لئے دار قطنی کی روایت عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی ﷺ والی پیش کی ہے۔

جہاں تک ان صورتوں کا تعلق ہے جس میں جانور کے ساتھ کوئی راکب، سواریاں ہانکنے والا ہو تو وہ مندرجہ ذیل ہو سکتی ہیں:

۱۔ اگر جانور اس شخص کی ملکیت (زمین) میں چل رہا ہے جو اس کے ساتھ ہے پھر وہ جانور کسی کو نقصان پہنچادے تو مالک پر کوئی ضمان نہیں ہوگا الا یہ کہ نقصان جانور کے روندنے اور کچلنے سے ہوا ہو۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جانور کسی غیر کی ملک میں چل رہا ہو اس کی اجازت کے ساتھ تو اس کا حکم بھی یہی ہے۔

۳۔ تیسری صورت یہ ہے کہ غیر کی زمین میں مالک کی اجازت کے بغیر جانور چل رہا ہو اور پھر کسی کو نقصان پہنچادے تو جانور کا مالک نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔

۴۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ جانور کسی شخصی زمین کے بجائے طریق عام یعنی عام راستہ پر چل رہا ہو تو اگر جانور اپنے پاؤں یا ہاتھ یا سر سے کسی کو نقصان پہنچائے یا کسی کا ہاتھ چبالے یا کسی کو ٹکر مار دے تو مالک کے اوپر ضمان ہوگا۔ البتہ اگر دم سے چلتے چلتے نقصان پہنچادے تو مالک پر ضمان نہیں ہوگا۔ (کمافی رد المحتار ۵/۵۳۰)

سڑک پر چلنے والی گاڑیوں سے ہونے والے نقصانات کا شرعی حکم...... فقہاء کرامؒ کی تصریحات میں اس کا ذکر نہیں ملتا کیونکہ ان کے زمانہ میں گاڑیوں کا وجود نہیں تھا۔ ظاہر یہی ہے کہ گاڑیوں سے ہونے والے نقصانات خواہ سامنے سے ہوں یا پیچھے سے...... (جاری ہے)

وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ

۲۱۸۹ ــــ وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ ابْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ كُلُّهُمْ

۲۱۸۹..... حضرت زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

(گذشتہ سے پیوستہ)..... سب کا ضامن مالک اور ڈرائیور ہوگا۔ کیونکہ گاڑی پوری ڈرائیور کے اختیار میں ہوتی ہے اور اسی کے ارادہ سے حرکت کرتی ہے۔ لہٰذا ڈرائیور ہی تمام نقصانات کا ذمہ دار ہوگا۔ واللہ سبحانہ اعلم (تفصیل کے لئے دیکھئے تکملہ فتح الملہم ۲؍ ۵۲۳، ۵۲۴)

اسی طرح حدیث میں دوسرا جملہ ارشاد فرمایا: والبئر جبار۔ یعنی کنویں میں گر کر مرنے والا نقصان بھی ھدر اور رائیگاں ہے اس کا کوئی ضامن نہ ہوگا۔

اس بارے میں کچھ تفصیل ہے۔ ابو عبیدؒ فرماتے ہیں کہ "کنویں سے مراد یہاں پر وہ پرانا کنواں مراد ہے جس کے مالک کے بارے میں کوئی علم نہ ہو۔ کسی صحرا یا جنگل میں ہو اور کوئی انسان یا جانور اس میں گر کر ہلاک ہو جائے تو ایسی صورت میں کسی پر کوئی ضمان نہیں ہوگا۔

اسی طرح کسی نے اپنی مملوکہ زمین میں کنواں کھودا اور اس میں کوئی جانور یا انسان گر کر ہلاک ہو گیا تو مالک پر ضمان نہیں ہے۔

البتہ اگر کسی نے عام راستہ میں کنواں کھودا یا کسی دوسرے کی زمین پر بغیر اجازت مالک کے کنواں کھودا اور کوئی انسان یا جانور اس میں گر کر ہلاک ہو گیا تو کھودنے والے کے خاندان پر اس کی ضمان اور دیت ہوگی۔ اور کنویں کے حکم میں ہر گڑھا شامل ہے اور اس میں بھی یہ تفصیل ہے۔ احناف کا مذہب بھی یہی ہے (کما یظھر من رد المحتار)۔

مصنف عبد الرزاق میں حضرت علیؓ کا ایک قول منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"جس شخص نے کوئی کنواں کھودا یا بانس گاڑ دیا اور اس کی وجہ سے کسی کو نقصان پہنچ گیا تو وہ ضامن ہوگا"۔ (۱۰؍ ۸۲)

حکیم الامت تھانویؒ نے اعلاء السنن میں اس اثر کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ:

"اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قتل کا سبب ہی ضمان کا موجب ہوتا ہے بشرطیکہ سبب میں ظلم و تعدی پائی جائے مثلاً: کسی غیر کی ملکیت میں کنواں کھودنا اور امام ابو حنیفہؒ کا یہی مذہب ہے۔ (اعلاء السنن ۱۸؍ ۲۴۴)

بلکہ احناف تو فرماتے ہیں کہ: جس نے حاکم کے حکم سے کوئی نالہ کھودا کسی راستہ میں اور کوئی شخص جان بوجھ کر اس راستہ سے گذرا اور نقصان پہنچا تو کھودنے والا ضامن نہ ہوگا۔ (کما فی الدر المختار)۔

البتہ اگر کھودنے والے نے بغیر علم حاکم کے کھودا ہو تو ضامن ہوگا اس لئے کہ اس صورت میں تعدی اور ظلم پایا گیا جب کہ حاکم کے حکم کی صورت میں تعدی نہیں پائی گئی۔

تیسری بات حدیث میں ارشاد فرمائی کہ: المعدن جبار۔ یعنی کان میں گر کر ہلاک ہونے والے کا خون بھی ھدر ہے۔ اس کی شرح میں حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں فرمایا کہ:

"پس اگر کسی نے اپنی مملوکہ زمین میں کوئی کان کھودی یا کسی بنجر ویران زمین میں کھودی اور کوئی آدمی اس میں گر کر مر گیا تو اس کا خون رائیگاں ہے۔ اسی طرح کسی نے کسی کو اجرت پر ملازم رکھا کہ وہ اس کے لئے کام کرے اور کام کے دوران (مالک کی طرف سے کسی سبب کے بغیر) وہ مر گیا تو اس کا خون بھی رائیگاں ہے۔ اور کنویں میں معدن کے حکم میں ہر وہ ملازم بھی شامل ہے جو اپنے کام کے دوران ہلاک ہو جائے جیسے کسی نے ایک آدمی کو کھجور کے درخت پر چڑھنے کے لئے ملازم رکھا اور وہ درخت سے گر کر مر گیا تو مالک پر ضمان نہیں ہوگا"۔ (۱۲؍ ۲۵۶)

چوتھی بات جو حدیث میں ارشاد فرمائی گئی وفی الرکاز الخمس۔ یعنی رکاز میں خمس (پانچواں حصہ) واجب ہے۔ رکاز کے کیا معنی ہیں؟ اس میں فقہاء کرامؒ کی مختلف آراء ہیں۔

ائمہ ثلاثہ امام مالکؒ، شافعیؒ، احمدؒ اللہ کے نزدیک "جاہلیت کے دفینہ" کو رکاز کہا جاتا ہے۔ اگر کسی کو رکاز حاصل ہو جائے تو اس کے ذمہ واجب ہے کہ بیت المال میں اس کا پانچواں حصہ (خمس) جمع کرائے۔ ان حضرات کے نزدیک معدن یعنی کان سے حاصل ہونے والی آمدنی اور مال پر خمس نہیں ہے کیونکہ ان کے نزدیک معدن، رکاز کی تعریف میں نہیں آتا علاوہ ازیں معدن سے دولت کے (جاری ہے)

عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ يَعْنِي ابْنَ عِيسَى حَدَّثَنَا مَالِكٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ اللَّيْثِ مِثْلَ حَدِيثِهِ

۲۱۹۰...... وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا

۲۱۹۰ ..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا

(گذشتہ سے پیوستہ) حصول کے لئے محنت و مشقت کرنی پڑتی ہے جب کہ رکاز بغیر مشقت کے حاصل ہوتا ہے۔ اور اسی بناء پر یہ حضرات فرماتے ہیں کہ حدیث میں بھی حضور علیہ السلام نے معدن کو رکاز سے الگ بیان فرمایا۔

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ: رکاز جاہلیت کے دفینہ اور معدن دونوں کو شامل ہوتا ہے لہٰذا ہر ایک پر خمس واجب ہوگا خواہ جاہلیت کا دفینہ حاصل ہو یا معدنی خزانہ۔

شیخ الاسلام مولانا تقی عثمانی صاحب تکملہ فتح الملہم میں فرماتے ہیں کہ: امام ابو حنیفہؒ کا مذہب لغتاً روایتاً اور درایتاً یعنی لغوی، نقلی اور عقلی اعتبار سے بھی مؤید ہے۔

لغوی اعتبار سے: ابن منظور نے لسان العرب میں کہا کہ: "رکاز سونے چاندی کے اس ذخیرہ کو کہتے ہیں جو زمین کے نکلے یا معدن ہو"۔ (۲۲۳/۷)

ابن فارس نے مقاییس اللغۃ میں کہا کہ: رکاز۔ وہ مال ہے جو جاہلیت کے زمانہ میں دفن کر دیا گیا ہو۔ ر۔ ک۔ ز۔ ان تین الفاظ کے اصلی معنی ہیں "ایک چیز کا اثبات دوسری چیز میں جو نیچے کی طرف جاتی ہو"۔ اور رکاز کے یہ معنی اپنے قیاس کے مطابق ہیں کیونکہ رکاز کے مالک نے اسے زمین کے نیچے دفن کر دیا تھا۔ اور ایک قوم نے کہا کہ رکاز معدن کو کہتے ہیں۔ (۴۳۳/۲)

اہل لغت کے ان اقوال سے ثابت ہوا کہ رکاز کا اطلاق معدن پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ مدفون خزانہ پر ہوتا ہے۔ نقل و روایت کے اعتبار سے دیکھا جائے تو بھی مذہب ابو حنیفہ کی تائید کرتے ہیں۔

۱۔ ابو عبیدؒ نے کتاب الاموال میں حضرت عمرو بن شعیب کی روایت کی تخریج کی ہے کہ مزنی نے رسول اللہ ﷺ سے اس لقطہ کے بارے میں پوچھا جو آباد راستہ میں پایا جائے یا غیر آباد راستہ میں۔ فرمایا کہ ایک سال تک اس کا اعلان کرو اگر مالک آجائے تو ٹھیک اسے دے دو ورنہ وہ تمہارا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! جو لقطہ غیر آباد اور ویران بیابان میں ملے؟ فرمایا کہ اس میں اور رکاز میں خمس واجب ہوتا ہے" (یعنی وہ تمہارا ہے لیکن پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرانا ضروری ہے۔ (۸۵۸/۳۳۶)

۲۔ امام ابو یوسفؒ نے کتاب الخراج میں ابو سعید المقبری سے "وفی الرکاز الخمس" والی حدیث نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ: "آپؐ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! رکاز کیا ہے؟ فرمایا "سونے اور چاندی جسے اللہ نے زمین کی پیدائش کے روز سے زمین کے اندر پیدا فرمایا ہے"۔ (۲۹/۶۵) اخرجہ البیہقی فی سننہ ۱۵۲/۴)

۳۔ امام ابو حنیفہؒ نے عطاءؒ سے اور انہوں نے ابن عمرؓ سے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "رکاز وہ ہے جو زمین سے اُگے"۔ (کذا فی جامع المسانید للخوارزمی ۳۶۲/۱)

مزید نقلی دلائل اور ان آثار و روایات کی استنادی حیثیت کے نئے دیکھئے۔ (تکملہ فتح الملہم ۵۲۸/۲)

عقلی اعتبار سے مذہب حنفیہ راجح ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ کنز (خزانہ) میں خمس کا واجب ہونا مال غنیمت ہونے کے اعتبار سے ہے کیونکہ وہ کفار کا دفینہ ہوتا ہے اب اگر ایسا دفینہ نکلتا ہے جس میں مسلمانوں کی علامات پائی جائیں تو لقطہ (گری پڑی چیز) کے حکم میں ہوگا جس کی تعریف (یعنی اعلان کرنا اور مالک کی تلاش کرنا) واجب ہوتا ہے تو خمس تو فقط جاہلیت کے دفینہ میں واجب ہوتا ہے کیونکہ وہ "غنیمت" ہوتا ہے۔ اور معدن میں بھی یہ "غنیمت" کے معنی پائے جاتے ہیں کیونکہ معدن زمین کی پیدائش کے وقت سے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہوا ہے گویا کہ وہ بھی غنیمت والی زمین کا ایک جزو ہو گیا لہٰذا وہ بھی غنیمت کے حکم میں ہو گیا اور جب غنیمت کے حکم میں ہو گیا تو اس میں بھی خمس واجب ہوگا۔

(واللہ اعلم)

ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ

حدیث ہی کی مثل روایت نقل فرماتے ہیں۔

۲۱۹۱ ...حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ الْبِئْرُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جَرْحُهُ جُبَارٌ وَالْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ

۲۱۹۱ ... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کنویں کا نقصان رائیگاں ہے، معدن (کان) سے ہونے والا نقصان (خواہ جانی ہو یا مالی) رائیگاں ہے۔ جانور سے ہونے والا نقصان بھی رائیگاں ہے اور رکاز میں خمس واجب ہوتا ہے"۔

۲۱۹۲..... وحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

۲۱۹۲... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت بیان کرتے ہیں۔

كتاب الاقضية

كِتَابُ الأَقْضِيَةِ

قضاء اور عدالتی فیصلوں کا بیان

باب-۳۰۲ باب اليمين على المدّعى عليه

مدعا علیہ پر قسم اٹھانا ہے

۲۱۹۳ ..... حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعَى نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَأَمْوَالَهُمْ وَلَكِنَّ الْيَمِينَ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ

۲۱۹۳ ..... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اگر لوگوں کو صرف ان کے دعویٰ کی بنیاد پر دیا جانے لگے تو لوگ دوسرے لوگوں کے خون اور اموال حاصل کر لیں گے لیکن یمین (حلف اٹھانا) مدعیٰ علیہ کی ذمہ داری ہے"۔

۲۱۹٤ ..... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى بِالْيَمِينِ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ

۲۱۹۴ ..... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ:

"یمین (حلف اٹھانا) مدعیٰ علیہ کی ذمہ داری ہے"۔ [1]

باب-۳۰۳ باب القضاء باليمين والشاهد و يمين بعضكم

ایک گواہ اور ایک قسم کی بنیاد پر فیصلہ کا بیان

۲۱۹۵ ..... وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ

۲۱۹۵ ..... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

---

[1] مقصد یہ ہے کہ اگر یہ ہونے لگے کہ کسی کے محض دعویٰ پر اس کے حق میں فیصلہ کیا جانے لگے تو لوگ اسے دوسروں کی جان و مال کے حصول کا ذریعہ بنالیں گے۔ اور کوئی اپنے جان و مال کے تحفظ میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔ لہٰذا مدعا علیہ (جس پر دعویٰ کیا جارہا ہے) کے ذمہ یمین کر دی گئی ہے کہ وہ اپنے اوپر وارد ہونے والے دعویٰ یا الزام کو قسم کھا کر رد کرے۔ جب کہ فریق مخالف یعنی مدعیٰ کے پاس گواہ نہ ہوں۔
اس حدیث کی بناء پر جمہور علماء فرماتے ہیں کہ "یمین ہر حال میں مدعا علیہ پر ہی واجب ہوتی ہے جب کہ مدعیٰ کے پاس بیّنہ (گواہ) نہ ہو۔
البتہ امام مالکؒ کے نزدیک محض دعویٰ دائر ہونے کی بنیاد پر مدعیٰ علیہ پر یمین لازم نہیں ہوتی الا یہ کہ مدعیٰ اور مدعا کے درمیان خلطہ ہو۔ خلطہ کے معنی یہ ہیں کہ ایک فریق دوسرے فریق کے معاملات وغیرہ سے واقف ہو۔ (واللہ اعلم) تفصیل کے لئے مراجعت کیجئے۔
(تکملہ فتح الملہم ۲/۵۳۸)
پھر ایک مسئلہ یہ ہے کہ مدعا علیہ یمین (قسم) کھانے سے انکار کر دے تو کیا ہوگا؟ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس صورت میں مدعیٰ کے حق میں فیصلہ ہو جائے گا۔ جب کہ امام مالک و شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک اب یمین (قسم) مدعیٰ پر واجب ہوگی کہ وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت کے لئے قسم کھائے۔

عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا زَيْدٌ وَهُوَ ابْنُ حُبَابٍ حَدَّثَنِي سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ أَخْبَرَنِي قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى بِيَمِينٍ وَشَاهِدٍ

رسول اللہ ﷺ نے ایک یمین اور ایک گواہ کی بنیاد پر فیصلہ فرمایا۔●

باب-۳۰۴ باب بیان ان حکم الحاکم لا یغیر الباطن
حاکم کے فیصلہ سے واقعی معاملہ غلط نہیں ہو سکتا

۲۱۹۶ ...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِي لَهُ عَلَى نَحْوِ مِمَّا أَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَطَعْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ بِهِ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ

۲۱۹۶...... حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم لوگ میرے پاس اپنے جھگڑے، خصومات لے کر آتے ہو اور شاید تم میں سے کوئی دوسرے سے زیادہ لجاجت یا چرب زبانی سے اپنی بات کو ثابت کر دے اور میں اس کے بیان کے مطابق اسی کے حق میں فیصلہ کر دوں۔ سو جس کسی کے لیے میں اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کر دوں تو وہ اسے نہ لے کیوں کہ میں در حقیقت اس کو جہنم کی آگ کا ایک حصہ دلا رہا ہوں۔"

۲۱۹۷ ...... وحَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ

۲۱۹۷ ...... اس اسناد کے ساتھ حضرت ہشام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے

● اگر کسی شخص کے پاس ثبوت دعویٰ کے لئے بینہ مطلوبہ تعداد میں نہیں ہیں یعنی عام معاملات میں ۲ گواہ مطلوب ہوتے ہیں اور اس کے پاس دو گواہ نہیں ہیں تو کیا ایک گواہ اور ایک قسم کی بنیاد پر اس کے حق میں فیصلہ کیا جا سکتا ہے؟

فقہاء حجاز کے نزدیک حضرت ابن عباسؓ کی مذکورہ بالا روایت کی بناء پر ایسی صورت میں اگر وہ شخص ایک گواہ پیش کر کے قسم کھا لے تو ایک گواہ اور ایک یمین کی بنیاد پر اس کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے گا۔

حنفیہ فرماتے ہیں کہ دو گواہوں کی موجودگی ضروری ہے ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ نہیں کیا جائے گا یا تو دو مرد گواہ ہوں ورنہ ایک مرد اور دو عورتیں ہوں۔

حنفیہ کی دلیل قرآن کریم کی آیت کریمہ واستشهدوا شهيدين من رجالكم الخ یعنی اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ بنالو ہے۔

(البقرہ ۲/۳۹)

اسی طرح حضرت اشعث بن قیس فرماتے ہیں کہ میرے اور ایک شخص کے درمیان یمن میں کوئی زمین کا جھگڑا تھا جسے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ دو گواہ لانا تمہاری ذمہ داری ہے ورنہ تمہارے فریق کے اوپر یمین لازم ہے۔ میں نے عرض کیا کہ جب تو وہ فوراً حلف اٹھا لے گا اور اسے کوئی پرواہ نہ ہوگی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی قسم کے ذریعہ اپنے کو کسی ایسی چیز کا مستحق بنایا جو اس کی نہیں تھی اور وہ قسم میں جھوٹا تھا اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہوں گے"۔

(بخاری فی الشہادات)

یہ حدیث صریحاً اس پر دلالت کرتی ہے کہ مدعی کے ذمہ دو گواہ پیش کرنا ہیں اور اگر اسے دو گواہ میسر نہ ہوں تو مدعی علیہ کے ذمہ یمین لازم ہو جائے گی۔ مزید تفصیل کے لئے (تکملہ فتح الملہم ۲/۵۵۶، ۵۵۷)

ح و حدثنا أبو كريب حدثنا ابن نمير كلاهما عن هشام بهذا الإسناد مثله

مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

۲۱۹۸ وحدثني حرملة بن يحيى أخبرنا عبد الله بن وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب أخبرني عروة بن الزبير عن زينب بنت أبي سلمة عن أم سلمة زوج النبي ﷺ أن رسول الله ﷺ سمع جلبة خصم بباب حجرته فخرج إليهم فقال إنما أنا بشر وإنه يأتيني الخصم فلعل بعضهم أن يكون أبلغ من بعض فأحسب أنه صادق فأقضي له فمن قضيت له بحق مسلم فإنما هي قطعة من النار فليحملها أو يذرها

۲۱۹۸۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، نبی ﷺ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مرتبہ اپنے حجرہ کے دروازہ پر کسی جھگڑا کرنے کا شور سنا، آپ باہر تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ: میں تو ایک بندہ بشر ہوں، میرے پاس فریق اپنا مقدمہ لے کر آتا ہے، اور بعض مرتبہ ایک آدمی دوسرے سے زیادہ بلیغ طریقہ سے اپنی بات کرتا ہے جس سے یہ گمان کرتا ہوں کہ یہ سچا ہے اور میں اس کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہوں، سو اگر میں کسی مسلمان کے حق کا کسی دوسرے کے حق میں فیصلہ کر دوں تو بلاشبہ وہ تو جہنم کا ایک ٹکڑا ہی ہے، اب چاہے تو اسے اٹھالے چاہے تو چھوڑ دے۔"

۲۱۹۹ وحدثنا عمرو الناقد حدثنا يعقوب بن إبراهيم بن سعد حدثنا أبي عن صالح ح و حدثنا

۲۱۹۹۔ حضرت زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سند سے سابقہ حدیث یونس ہی کی مثل روایت منقول ہے۔[1]

---

[1] ان احادیث کی بناء پر ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ قاضی اور جج کا فیصلہ ظاہراً نافذ ہوتا ہے باطناً نافذ نہیں ہوتا۔ لہٰذا اگر کسی نے جھوٹی شہادت اور گواہی پیش کر کے کسی مقدمہ میں فیصلہ اپنے حق میں کروا لیا تو قاضی اور عدالت کے فیصلہ کے باوجود وہ چیز اس کے لئے جائز نہ ہوگی۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر مقدمہ معاملات و عقود کے اثبات یا فسخ کا ہے تو اس میں قاضی کا حکم اور فیصلہ باطناً بھی نافذ ہوتا ہے جس طرح کہ ظاہراً نافذ ہوتا ہے۔ لیکن اس کی متعدد شرائط ہیں:

۱۔ ایک شرط تو یہ ہے کہ دعویٰ عقد کے اثبات کا ہو یا فسخ کا جیسے نکاح وغیرہ کے معاملات میں محض کسی چیز کی ملکیت کا دعویٰ نہ ہو۔ سبب ملک کا ذکر کئے بغیر۔ کیونکہ قضاء قاضی ظاہراً ہی نافذ ہوتا ہے لہٰذا مقضی لہ (جس کے حق میں فیصلہ کیا گیا ہے) حلال نہیں کہ وہ اس سے کسی طرح کا نفع اٹھائے۔

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ ملکیت کا دعویٰ کسی ایسے سبب سے ہو جس کا ختم اور دوبارہ پیدا کرنا ممکن ہو مثلاً بیع یا نکاح وغیرہ اگر ایسے کسی سبب کی وجہ سے دعویٰ ملکیت کا ہے جس کا دوبارہ وجود ممکن نہ ہو مثلاً وراثت کی وجہ سے ملکیت کا دعویٰ ہو تو اس صورت میں قضاء قاضی صرف ظاہراً نافذ ہوگا اور مقضی لہ کے لئے دیانتاً اس سے انتفاع حلال نہ ہوگا۔

۳۔ تیسری شرط یہ ہے کہ قاضی کو گواہوں کے جھوٹا ہونے کا علم نہ ہو اگر ایسا ہوا تو قاضی کا فیصلہ باطناً تو کیا ظاہراً بھی نافذ نہ ہوگا۔

۴۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ فیصلہ شہادتوں پر ہوا فریق ثانی کے انکار کی بنیاد پر ہو قسم اور حلف پر نہ ہو۔

۵۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ دونوں گواہ شاہد (گواہ) بننے کے اہل بھی ہوں۔ محدود فی القذف یا غلام وغیرہ شہادت کے اہل نہیں ہیں۔

۶۔ چھٹی شرط یہ ہے کہ فیصلہ کا محل ملکیت کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔ مثلاً کسی نے کسی عورت سے نکاح کا دعویٰ کر دیا جو محرمات میں سے ہے جن سے نکاح نہیں ہو سکتا اور جھوٹی گواہوں کے ذریعہ قاضی کے سامنے ثابت بھی کر دیا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ عورت اس پر حرام ہے کسی دوسرے کی منکوحہ ہونے کی وجہ سے یا محرم ہونے کی وجہ سے تو اس صورت میں بھی قاضی کا فیصلہ باطناً نافذ نہ ہوگا۔

(تکملہ فتح الملہم، رد المحتار حاشیہ ابن عابدین)

لیکن واضح رہے کہ قضاء قاضی کا باطناً نافذ ہونا صرف ان معاملات میں ہے جن میں وہ حقوق العباد ہوں کی حیثیت (جاری ہے)

عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ يُونُسَ وَفِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ لَجَبَةَ خَصْمٍ بِبَابِ أُمِّ سَلَمَةَ

راوی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دروازے کے پاس جھگڑنے والوں کا شور سنا۔

باب-۳۰۵ بَابُ قَضِيَّةِ هِنْدٍ

ہندہ زوجہ ابو سفیان کا مقدمہ

۲۲۰۰ ... حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ امْرَأَةُ أَبِي سُفْيَانَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ لَا يُعْطِينِي مِنَ النَّفَقَةِ مَا يَكْفِينِي وَيَكْفِي بَنِيَّ إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْ مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمِهِ فَهَلْ عَلَيَّ فِي ذَلِكَ مِنْ جُنَاحٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خُذِي مِنْ مَالِهِ بِالْمَعْرُوفِ مَا يَكْفِيكِ وَيَكْفِي بَنِيكِ

۲۲۰۰ ... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہندہ بنت عتبہ، ابوسفیان کی بیوی، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ یا رسول اللہ! ابوسفیان ایک بخیل انسان ہے، وہ میری اور میرے بچوں کی ضرورت و کفالت کے مطابق میرا نفقہ نہیں دیتا الا یہ کہ میں اس کے علم کے بغیر اس کے مال میں سے لے لوں۔ تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے اس بارے میں (کہ میں اس کے علم کے بغیر اس کا مال لے لوں؟)
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اس کے مال میں سے دستور کے مطابق اتنا لے سکتی ہو جتنا تمہاری اور تمہارے لڑکوں کی ضروریات کے لئے کافی ہو"۔

۲۲۰۱ ... وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ كِلاهُمَا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَوَكِيعٍ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

۲۲۰۱ ... اس طریق سے بھی حضرت ہشام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت منقول ہے۔

۲۲۰۲ ... وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ وَاللهِ مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يُذِلَّهُمُ اللهُ مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ وَمَا عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يُعِزَّهُمُ اللهُ

۲۲۰۲ ... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہند، نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! ساری روئے زمین پر خیمے والوں میں سے کوئی ایسے نہ تھے جن کو میں یہ چاہتی تھی کہ اللہ انہیں ذلیل کرے سوائے آپ کے خیمے والوں کے، لیکن اب پوری روئے زمین پر کوئی خیمے والے ایسے نہیں ہیں جنہیں میں یہ چاہتی ہوں کہ اللہ انہیں معزز کرے سوائے آپ کے خیمہ والوں کے (یعنی

(گذشتہ سے پیوستہ) ... کے فسخ کا دعویٰ ہو۔ وراثت 'املاک مرسلہ وغیرہ میں قاضی کا فیصلہ باطناً نافذ نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم

مِـــــنْ أَهْلِ خِبَائِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَيْضًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ

ثُمَّ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مُمْسِكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُنْفِقَ عَلَى عِيَالِهِ مِـــــنْ مَالِهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُنْفِقِي عَلَيْهِمْ بِالْمَعْرُوفِ

پہلے آپ سے زیادہ کوئی میری نظر میں مبغوض اور برا نہیں تھا اور اب آپ سے زیادہ کوئی محبوب اور پسندیدہ نہیں ہے)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابھی اور بھی (زیادہ ہوگی) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے (یعنی تیری محبت میں اضافہ ہوگا جب ایمان کا نور تیرے دل میں زیادہ ہوگا)۔

پھر وہ کہنے لگی کہ یا رسول اللہ! ابوسفیان ایک روک روک کر خرچ کرنے والا شخص ہے، اگر میں اس کے مال میں سے بغیر اس کی اجازت کے لے کر اس بچوں پر خرچ کروں تو کیا مجھے گناہ ہوگا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر تم دستور ورواج کے مطابق خرچ کروگی تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔ ❶

۲۲۰۳..... حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ وَاللهِ مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ خِبَاءٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ وَمَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ خِبَاءٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَيْضًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ مِنْ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ عِيَالَنَا فَقَالَ لَهَا لَا إِلَّا بِالْمَعْرُوفِ

۲۲۰۳..... ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ حاضر خدمت ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ) اللہ کی قسم! سارے روئے زمین پر خیمے والوں میں سے کوئی ایسے نہ تھے جن کو میں یہ چاہتی تھی کہ اللہ ان کو ذلیل کرے سوائے آپ کے خیمے والوں کے لیکن اب پورے روئے زمین پر کوئی خیمے والے ایسے نہیں ہیں جن کو میں یہ چاہتی ہوں کہ اللہ ان کو معزز کرے سوائے آپ کے خیمے والوں کے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابھی اور بھی (زیادتی) ہوگی اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! ابوسفیان کنجوس آدمی ہے تو کیا مجھ پر اس بات کا گناہ ہوگا کہ میں اپنی اس اولاد کو جو اسی (ابوسفیان) سے ہے کچھ کھلاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی گناہ نہیں ہاں دستور کے موافق ہو۔

❶ فقہاء کرام رحمہم اللہ نے اس حدیث سے ایک مسئلہ مستنبط کیا۔ وہ یہ کہ اگر کوئی قرض خواہ اپنے ایسے مقروض کے کسی مال پر قابض ہو جائے جو قرضہ ادا کرنے میں ٹال مٹول کر رہا ہو تو کیا اس کے لئے جائز ہے کہ اس مال میں سے اپنا حق وصول کرے لیکن اس کی ایک شرط ہے وہ یہ کہ وہ مال جو مدیون کا دائن کے پاس ہے وہ قرضہ کی جنس میں سے ہو۔ مثلاً: خالد نے بکر کو ایک من چاول بطور قرض دیا تھا اب اگر بکر اس کی ادائیگی میں بلا عذر تاخیر کر رہا ہے اور بکر کا چاول کہیں سے خالد کے پاس آ گیا تو خالد کے لئے جائز ہے کہ اپنا حق وصول کرلے کیونکہ قرضہ اور مال مقبوض دونوں کی جنس ایک ہے جو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک شرط ہے۔ لیکن اگر مال مقبوض قرضہ کی جنس نہ ہو تو دائن اپنا حق وصول نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم۔ (تفصیل مذاہب کے لئے دیکھئے المغنی لابن قدامہ) (۱۲/ ۲۲۹، ۲۳۰)

باب-۳۰۶ باب النهي عن كثرة المسائل من غير حاجة والنهي عن منع وهات وهو الامتناع من أداء حق لزمه أو طلب ما لا يستحقه

مال کے ضیاع اور کثرت سوال کی ممانعت

۲۲۰۴ حدثني زهير بن حرب حدثنا جرير عن سهيل عن أبيه عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ إن الله يرضى لكم ثلاثا ويكره لكم ثلاثا فيرضى لكم أن تعبدوه ولا تشركوا به شيئا وأن تعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا ويكره لكم قيل وقال وكثرة السؤال وإضاعة المال

۲۲۰۴ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اللہ تعالیٰ کو تین چیزیں تمہارے لئے پسند ہیں اور تین چیزیں ناپسند۔ جن باتوں سے وہ خوش ہوتا ہے یہ ہے کہ ۱۔ تم اس کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور یہ کہ ۲۔ تم اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور ۳۔ تفرقہ بازی میں مت پڑو، اور ناپسند کرتا ہے۔
۱) بے فائدہ قیل و قال کو (بحث مباحثہ کو)۔ ۲) کثرت سوال کو۔ ۳) اور مال کے ضیاع کو"۔

۲۲۰۵ وحدثنا شيبان بن فروخ أخبرنا أبو عوانة عن سهيل بهذا الإسناد مثله غير أنه قال ويسخط لكم ثلاثا ولم يذكر ولا تفرقوا

۲۲۰۵ اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ اور تم پر تین باتوں میں ناراض ہوتا ہے اور اس روایت میں لا تفرقوا کا ذکر نہیں کیا۔

۲۲۰۶ وحدثنا إسحق بن إبراهيم الحنظلي أخبرنا جرير عن منصور عن الشعبي عن وراد مولى المغيرة بن شعبة عن المغيرة بن شعبة عن رسول الله ﷺ قال إن الله عز وجل حرم عليكم عقوق الأمهات ووأد البنات ومنعا وهات وكره لكم ثلاثا قيل وقال وكثرة السؤال وإضاعة المال

۲۲۰۶ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اللہ عزوجل نے تم پر ماؤں کی نافرمانی، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا، کثرت سے بلاضرورت سوال کرنا اور مال کا ضائع کرنا حرام کر دیا ہے"۔

۲۲۰۷ وحدثني القاسم بن زكريا حدثنا عبيد الله بن موسى عن شيبان عن منصور بهذا الإسناد مثله غير أنه قال وحرم عليكم رسول الله ﷺ ولم يقل إن الله حرم عليكم

۲۲۰۷ اس سند سے بھی الفاظ کے معمولی فرق (کہ اس روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تم پر حرام کیا ہے یہ نہیں کہا کہ اللہ نے تم پر حرام کیا ہے) کے ساتھ یہی حدیث منقول ہے۔

۲۲۰۸ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا إسمعيل ابن علية عن خالد الحذاء حدثني ابن أشوع عن الشعبي حدثني كاتب المغيرة بن شعبة قال كتب معاوية إلى المغيرة اكتب إلي بشيء

۲۲۰۸ حضرت شعبی کہتے ہیں کہ مجھ سے مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن شعبہ کے کاتب نے بیان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن شعبہ کو لکھا ہے کہ مجھے کچھ ایسی بات لکھئے جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ مغیرہ رضی اللہ

سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ اللهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا قِيلَ وَقَالَ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ

تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ: "اللہ تعالیٰ کو تمہارے لئے ناپسند ہیں تین باتیں ا۔(غیر ضروری) قیل و قال (بحث مباحثہ) کرنا ۲۔مال کا ضائع کرنا ۳۔اور کثرت سے (بلا ضرورت) سوال کرنا"۔

۲۲۰۹۔۔۔۔حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الثَّقَفِيُّ عَنْ وَرَّادٍ قَالَ كَتَبَ الْمُغِيرَةُ إِلَى مُعَاوِيَةَ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ اللهَ حَرَّمَ ثَلَاثًا وَنَهَى عَنْ ثَلَاثٍ حَرَّمَ عُقُوقَ الْوَالِدِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَلَا وَهَاتِ وَنَهَى عَنْ ثَلَاثٍ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةِ الْمَالِ

۲۲۰۹۔ حضرت وراد کہتے ہیں کہ مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ: "السلام علیک! اما بعد! بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرماتے تھے کہ "اللہ نے تم پر تین باتیں حرام فرمادی ہیں اور تین باتوں سے منع فرمایا ہے۔ تم پر والد کی نافرمانی، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا اور جسے دینے کا حکم ہے اسے نہ دینا۔ اور جس سے مانگنا نہ چاہئے اس سے مانگنا حرام کردیا ہے۔ جب کہ تمہیں منع فرمایا ہے ا۔بے فائدہ بحث سے ۲۔بلاضرورت سوالات کرنے سے ۳۔اور مال کے ضیاع سے"۔●

باب۔۳۰۷ باب بيان أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ

حاکم اجتہاد کے ساتھ فیصلہ کرے خواہ صحیح یا غلط تو اس کا ثواب ہے

۲۲۱۰۔۔۔۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ

۲۲۱۰۔۔۔۔ حضرت ابو قیس، مولیٰ عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن العاص فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو سنا آپ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی حاکم (کسی مقدمہ کا) فیصلہ کرے اور خوب تحقیق اور اجتہاد

● مال کا ضیاع کرنا اس سے مراد یہ ہے کہ ایسے کاموں میں یا ایسے مصارف میں مال خرچ کیا جائے جہاں خرچ نہ کرنے کا حکم ہے۔ مثلاً: غیر ضروری تفریحات، کھیل تماشوں پر پیسہ خرچ کرنا وغیرہ۔

اسی طرح عوام کا بحث و مباحثہ میں پڑنا بھی نہایت مضر اور نقصان دہ ہے کیونکہ مذہبی موضوعات پر قیل و قال اور بحث و مباحثہ عموماً حق تک پہنچنے اور اس پر عمل کرنے کی نیت سے نہیں ہوتا بلکہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے اپنی علمی صلاحیت کو نمایاں کرنے وغیرہ کے لئے ہوا کرتا ہے جو عام طور سے نہایت ضرر اور نقصان کا حامل ہوتا ہے۔ اور عموماً ہوتا یہ ہے کہ بجائے حق تک رسائی کے انسان گمراہی تک جا پہنچتا ہے، نبی ﷺ نے اسی لئے اس سے منع فرمایا ہے۔

جہاں تک غیر ضروری سوالات کا تعلق ہے تو اس سے مراد وہ سوالات ہیں جن کا کچھ تعلق انسان کے دین و آخرت سے نہیں، نہ ہی انسان کی نجات آخرت ان سوالوں پر موقوف ہے مثلاً: اس قسم کے سوالات کہ حضور علیہ السلام کے والدین جنت میں جائیں گے یا جہنم میں؟ یا حضرت موسیٰ کے عمامہ کا رنگ کیا تھا؟ وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کے سوالات غیر ضروری ہیں اور ان سے بچنا ضروری ہے۔

البتہ دینی و شرعی مسائل کے متعلق سوالات اور فقہی احکامات کی دریافت یہ بلاشبہ نہایت ضروری اور دین کا اہم جزو ہے۔ اسی قسم کے مسائل کے دریافت کرنے اور سوال کو نبی ﷺ نے نصف علم قرار دیا ہے۔ لہٰذا ایسے سوالات یا علماء و فقہاء کرام کے علمی و فقہی سوالات و اشکالات حدیث میں بیان کردہ غیر ضروری سوالات کے زمرہ میں نہیں آتے۔ واللہ اعلم

عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ

کرے پھر اگر درست فیصلہ کرے تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔ اور اگر اجتہاد و تحقیق کے بعد فیصلہ کیا لیکن غلط ہو گیا تو بھی اسے ایک اجر ملے گا"۔ ❶

۲۲۱۱ ..... وحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

وَزَادَ فِي عَقِبِ الْحَدِيثِ قَالَ يَزِيدُ فَحَدَّثْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ أَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقَالَ

۲۲۱۱..... ان اسانید و طرق سے بھی مذکورہ بالا حدیث ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

---

❶ علامہ نوویؒ نے فرمایا کہ: "مسلمانوں کا اجماع ہے اس بات پر کہ یہ حدیث اس حاکم (یا قاضی و مفتی) کے متعلق ہے جو عالم ہو مسائل شرعیہ کا اور فیصلہ کرنے کا اہل ہو تو اگر صحیح فیصلہ کرے تو اسے دوہرا اجر ہے ایک اجر تو اس کے اجتہاد کا جو اس نے حق تک پہنچنے اور صحیح فیصلہ کرنے کے لئے محنت کی۔ اور دوسرا اجر حق تک رسائی اور صحیح فیصلہ کا۔

اور جو شخص فیصلہ کا اہل نہیں ہے جاہل ہے تو اس کے لئے تو فیصلہ کرنا ہی جائز نہیں' اور اگر وہ کوئی فیصلہ کرے تو اسے بجائے اجر کے گناہ ہو گا' اور اس کا فیصلہ نافذ بھی نہیں ہو گا خواہ اس نے صحیح فیصلہ ہی کیا ہے' کیونکہ اس کا صحیح فیصلہ اتفاقی ہے کسی شرعی بنیاد پر قائم نہیں ہے' لہٰذا وہ اپنے تمام فیصلوں میں گناہگار ہو گا۔

حدیث میں یہ ہے کہ: قاضی تین طرح کے ہیں۔ ایک تو جنت میں جانے والا اور دو جہنم میں جانے والے ا۔ وہ قاضی جس نے حق کو پہچانا اور (علم صحیح اور شرعی احکامات کے ادراک کی بنیاد پر) فیصلہ کیا تو وہ جنت میں جائے گا ۲۔ وہ قاضی جس کو حق کی معرفت تو حاصل تھی لیکن خلاف حق فیصلہ کیا تو وہ جہنم میں جائے گا اور ۳۔ وہ قاضی جس نے جاہل ہونے کے باوجود فیصلہ کیا تو وہ بھی جہنم میں جائے گا (کیونکہ وہ فیصلہ کرنے کا اہل ہی نہیں ہے)۔

علامہ خطابیؒ نے "معالم السنن" میں فرمایا کہ: "مجتہد کو اجر اس وقت ہو گا جب کہ وہ اجتہاد کے تمام شرائط کا جامع ہو تو ایسے مجتہد کو ہم خطاء کی صورت میں معذور گردانیں گے' بخلاف متکلف کے (وہ شخص جو متکلف مجتہد بنے حقیقتاً مجتہد نہ ہو) تو اس کو توڑ دیا جائے گا (تاکہ وہ اجتہاد کرنا چھوڑ دے)۔

پھر عالم کو اجر اس لئے ہو گا کیونکہ اس کا اجتہاد طلب حق کے لئے جو عبادت ہے درست ہونے کی صورت میں البتہ اگر خطا ہو تو اسے خطا پر اجر نہ ہو گا بلکہ اس کو فقط گناہ نہ ہو گا"۔

علامہ خطابیؒ کی عبارت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عالم اور فیصلہ کے اہل شخص کو اجتہاد میں غلطی کرنے پر ایک اجر کے بجائے صرف گناہ نہ ہو گا جو بظاہر حدیث بالا کے خلاف ہے چنانچہ اسی کو توضیح کرتے ہوئے شیخ الاسلام مولانا تقی عثمانی صاحب مدظلہم تکملہ فتح الملہم میں فرماتے ہیں کہ:

"اس تکلف کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ حدیث بالا اس بات میں بالکل صریح ہے کہ مجتہدین میں جس نے خطا کی اس کے لئے اجر ثابت ہے' البتہ یہ اجر خطا کرنے پر نہیں طلب حق میں کوشش کرنے پر ہے کیونکہ طلب حق میں کوشش کرنا عبادت ہے جیسا کہ خود خطابیؒ نے ذکر کیا ہے۔ لہٰذا اصح قول وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا نوویؒ کے حوالہ سے کہ مجتہد کو خطا کی صورت میں بھی اجر ملے گا فقط گناہ سے ہی مامون نہ ہو گا۔ واللہ اعلم

هكذا حدثني أبو سلمة عن أبي هريرة

۲۲۱۲......و حدثني عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي أخبرنا مروان يعني ابن محمد الدمشقي حدثنا الليث بن سعد حدثني يزيد بن عبد الله بن أسامة بن الهاد الليثي بهذا الحديث مثل رواية عبد العزيز بن محمد بالإسنادين جميعا

۲۲۱۲...... ان تمام اسانید وطرق سے یہی مذکورہ بالا حدیث ہی نقل کی گئی ہے۔

باب-۳۰۹ باب كراهة قضاء القاضي وهو غضبان

قاضی (جج) کے لئے غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنا مکروہ ہے

۲۲۱۳......حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا أبو عوانة عن عبد الملك بن عمير عن عبد الرحمن بن أبي بكرة قال كتب أبي وكتبت له إلى عبيد الله بن أبي بكرة وهو قاض بسجستان أن لا تحكم بين اثنين وأنت غضبان فإني سمعت رسول الله ﷺ يقول لا يحكم أحد بين اثنين وهو غضبان

۲۲۱۳...... حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے لکھوایا اور میں نے ان کے لئے عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی بکرہ کو لکھا جو بحستان (سیستان) کے قاضی تھے کہ جب تم غصہ کی حالت میں ہو تو دو آدمیوں کے مابین فیصلہ مت کیا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ:

"کوئی شخص دو افراد کے مابین غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے" ❶

۲۲۱٤......و حدثناه يحيى بن يحيى أخبرنا هشيم ح و حدثنا شيبان بن فروخ حدثنا حماد بن سلمة ح و حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا وكيع عن سفيان ح و حدثنا محمد بن المثنى حدثنا محمد بن جعفر ح و حدثنا عبيد الله بن معاذ حدثنا أبي كلاهما عن شعبة ح و حدثنا أبو كريب حدثنا حسين بن علي عن زائدة كل هؤلاء عن عبد

۲۲۱۴...... ان اسانید وطرق کے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث ابی عوانہ ہی کی مثل روایت بیان فرماتے ہیں۔

❶ علماء نے لکھا ہے کہ صرف غصہ ہی بلکہ ہر وہ کیفیت اور حالت جو انسان کو کسی معاملہ میں وسعت نظر بصیرت اور گہرائی میں جا کر سوچنے اور راست فکری سے روک دے تو ایسی حالت میں کسی حاکم' قاضی اور جج کو فیصلہ نہیں کرنا چاہئے۔ مثلاً: شدید غم واندوہ کی کیفیت' بہت زیادہ سرمستی اور خوشی کے نشہ کی کیفیت' جھنجلاہٹ اور اکتاہٹ کی کیفیت وغیرہ۔ اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں ممکن ہے وہ صحیح اور حق کے مطابق فیصلہ کرنے میں غلطی کا شکار ہو جائے اگرچہ اگر کسی نے ان احوال میں کوئی فیصلہ کر دیا تو وہ نافذ العمل ہو جائے گا۔ واقعہ حرہ میں نبی ﷺ نے بھی ایسی ہی کیفیت میں فیصلہ فرمایا تھا۔

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں فرمایا کہ: "یہاں پر صرف حالت غضب کے ذکر میں حکمت یہ ہے کہ غصہ کی حالت ایسی ہوتی ہے جس میں انسان کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفقود ہو جاتی ہے اور ایسی حالت میں حق پر قائم رہنا اور ذہن کو صحیح رکھنا بہت مشکل ہوتا ہے' دوسری کیفیات کی برخلاف"۔ (۱۳/۱۳۷)

الملك بن عمير عن عبد الرحمن بن ابي بكرة عن أبيه عن النبي ﷺ بمثل حديث أبي عوانة

باب-۳۰۹ باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور

باطل احکامات اور بدعات کا توڑ اور رد ضروری ہے

۲۲۱۵۔ حدثنا أبو جعفر محمد بن الصباح وعبد الله بن عون الهلالي جميعا عن إبراهيم بن سعد قال ابن الصباح حدثنا إبراهيم بن سعد بن إبراهيم بن عبد الرحمن بن عوف حدثنا أبي عن القاسم بن محمد عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد

۲۲۱۵ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے ہمارے اس امر (دین) میں کوئی نئی بات پیدا کی جو دین میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے"۔

۲۲۱۶ وحدثنا إسحق بن إبراهيم وعبد بن حميد جميعا عن أبي عامر قال عبد حدثنا عبد الملك بن عمرو حدثنا عبد الله بن جعفر الزهري عن سعد بن إبراهيم قال سألت القاسم بن محمد عن رجل له ثلاثة مساكن فأوصى بثلث كل مسكن منها قال يجمع ذلك كله في مسكن واحد ثم قال أخبرتني عائشة أن رسول الله ﷺ قال من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد

۲۲۱۶ حضرت سعید بن ابراہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جس کے تین مکان ہوں اور وہ ہر مکان سے تہائی کی وصیت کر دے انہوں نے فرمایا کہ ان سب کو ایک ہی مکان میں کر دیا جائے۔ پھر فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے کسی ایسی بات پر عمل کیا جس کے لئے ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے"۔

باب-۳۱۱ باب بيان خير الشهود

بہترین گواہوں کا بیان

۲۲۱۷۔ وحدثنا يحيى بن يحيى قال قرأت على مالك عن عبد الله بن أبي بكر عن أبيه عن عبد الله بن عمرو بن عثمان عن ابن أبي عمرة الأنصاري عن زيد بن خالد الجهني أن النبي ﷺ

۲۲۱۷۔ حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں کہ بہترین گواہ کون ہیں؟ وہ گواہ جو گواہی طلب کرنے سے قبل اپنی گواہیاں پیش کر دیں"۔ ❶

---

❶ حضرت زید بن خالد الجہنی مشہور صحابی ہیں، جہینہ کی طرف نسبت کی وجہ سے جہنی کہا جاتا ہے۔ پہلے پہل ہجرت کرنے والوں میں سے تھے، فتح مکہ کے روز جہینہ کا جھنڈا انہی کے ہاتھ میں تھا۔
ابن البرقی وغیرہ کی بھی رائے ہے کہ ۷۸ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا پچاسی برس کی عمر میں۔ بعض کی رائے ..... (جاری ہے)

قَالَ أَلا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا

باب-۳۱۱　باب بيان اختلاف المجتهدين

مجتہدین کے اختلاف کا بیان

۲۲۱۸ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي شَبَابَةُ حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ هَذِهِ لِصَاحِبَتِهَا إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ أَنْتِ وَقَالَتِ الْأُخْرَى إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا إِلَى دَاوُدَ فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ ابْنِ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُونِي بِالسِّكِّينِ أَشُقُّهُ بَيْنَكُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرَى لَا يَرْحَمُكَ اللَّهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاللَّهِ إِنْ سَمِعْتُ بِالسِّكِّينِ قَطُّ إِلَّا يَوْمَئِذٍ مَا كُنَّا نَقُولُ إِلَّا الْمُدْيَةَ

۲۲۱۸ - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"دو عورتیں اپنے اپنے بیٹوں کے ساتھ کہیں جارہی تھیں کہ ایک بھیڑیا آگیا اور ایک عورت کے بیٹے کو اٹھا کر لے گیا، اس عورت نے دوسری سے کہا کہ بھیڑیا تو تیرا بیٹا لے کر گیا ہے، دوسری نے کہا کہ وہ تو تیرا بیٹا لے کر گیا ہے (غرض جھگڑا ہوا) اور دونوں فیصلہ کرانے کے لئے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس گئیں۔ انہوں نے بڑی کے حق میں فیصلہ دے دیا (کہ یہ لڑکا بڑی کا ہے، شاید اس لئے کہ وہ بڑی کے ہی پاس تھا اور چونکہ دونوں کے پاس کوئی گواہ نہیں تھا حضرت داؤدؑ نے بڑی کے حق میں فیصلہ دے دیا)۔

وہ دونوں حضرت سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام کے پاس جا نکلیں

(گذشتہ سے پیوستہ)...... ہے کہ اس سے قبل حضرت معاویہؓ کی خلافت کے زمانہ میں ہی انتقال فرما گئے تھے (کذا فی الاصابۃ ار ۵۴۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گواہی طلب کرنے سے قبل گواہی پیش کر دینا باعث فضیلت عمل ہے لیکن صرف مالی حقوق میں۔ بعض علماء احناف مثلاً امام طحاویؒ، صدر الشہید وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ گواہ کے لئے طلب شہادت سے قبل گواہی دینا صحیح نہیں، اور استدلال کرتے ہیں حدیث ابن عمرؓ سے جو ترمذی نے کتاب الفتن میں تخریج کی ہے کہ:

"پھر جھوٹ پھیل جائے گا حتی کہ آدمی حلف اٹھائے گا لیکن اس کا حلف قبول نہ کیا جائے گا اور گواہی دے گا لیکن اس کی گواہی نہیں لی جائے گی"۔

اس معنی کی حدیث ابن ماجہ، بخاری اور مسلم نے بھی نقل کی ہے۔ اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ طلب سے قبل گواہی دینا کذب اور جھوٹ کی علامات میں سے ہے۔ اور دونوں احادیث میں تعارض نظر آتا ہے۔

صدر الشہید رحمہ اللہ نے شرح ادب القضاء للخصاف میں فرمایا کہ یہاں طلب سے پہلے سے مراد تحمل سے پہلے ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ جس گواہی کی رسول اللہ ﷺ نے مذمت فرمائی ہے ابن عمرؓ کی حدیث میں اس سے مراد وہ گواہی ہے جس کو گواہ نے بغیر دیکھے پیش کر دیا ہو۔ اور وہ جھوٹ ہو۔ اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ حدیث بالا میں جس شہادت کی فضیلت بیان کی گئی ہے وہ ایسے شاہد اور گواہ کو یقیناً حاصل ہو گی۔ اگر جس معاملہ کی گواہی دی گئی ہے حقوق اللہ سے متعلق ہے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی اور ایسی شہادت کی فضیلت ظاہر ہے جب کہ گواہ خود اپنی طرف سے بغیر طلب کئے قاضی کے سامنے پیش ہو کر گواہی دے۔ اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید پر۔ البتہ حقوق العباد میں ایسی شہادت قبول نہیں کی جائے گی جب تک کہ قاضی کے سامنے ایسے حقوق کا مقدمہ پیش نہ ہو جائے۔ اگر ایسے حقوق العباد میں جن کا مقدمہ قاضی کے سامنے آچکا ہے اور کوئی گواہ بغیر قاضی کے طلب کئے شہادت دے تو حدیث بالا کے مطابق اسے یہ فضیلت حاصل ہو گی۔ واللہ اعلم

اور انہیں ساری بات بتلائی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ: میرے پاس چھری لے کر آؤ میں اس بچہ کو چیر کر دونوں کے درمیان تقسیم کر دیتا ہوں۔ تو یہ سن کر چھوٹی فوراً کہنے لگی نہیں اللہ آپ پر رحم کرے (ایسا نہ کیجئے) یہ اسی کا بیٹا ہے۔ یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی کے حق میں فیصلہ صادر فرمادیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے اس سے قبل سکین (چھری) کا لفظ کبھی نہیں سنا تھا سوائے اس دن کے۔ ہم تو چھری کو (سکین کی بجائے) مدیہ کہا کرتے تھے۔ ❶

۲۲۱۹...... و حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنِي حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ مَيْسَرَةَ الصَّنْعَانِيَّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ ح و حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ جَمِيعًا عَنْ أَبِي الزِّنَادِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَى حَدِيثِ وَرْقَاءَ

۲۲۱۹...... ان راویوں سے بھی مذکورہ بالا حدیث ورقاء کی مثل روایت منقول ہے۔ معنی و مفہوم دونوں روایتوں کا ایک ہی ہے۔

باب-۳۱۴ باب استحباب إصلاح الحاكم بين الخصمين

حاکم کے لئے فریقین میں صلح کرانا پسندیدہ ہے

۲۲۲۰...... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو

۲۲۲۰...... حضرت ہمام بن منبہؒ کہتے ہیں کہ یہ (مجموعہ) وہ ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے رسول اللہ ﷺ کی احادیث

---

❶ حضرت سلیمان علیہ السلام نے در حقیقت دونوں پر نفسیاتی حربہ آزمایا تھا' مقصد ان کا حقیقتاً چیرنا نہیں تھا بلکہ دونوں کے دلی جذبات کو دیکھنا مقصود تھا' چھوٹی نے یہ بات سنتے ہی فوراً بے تاب ہو کر کہا کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے ایسا نہ کیجئے یہ اسی کا ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حقیقتاً ماں وہی تھی اور بیٹا اسی کا تھا جبھی اس کو یہ گوارا نہ ہوا ممتا کی محبت کے مارے کہ اپنے بیٹے کو کٹوا دے وہ زندہ رہے خواہ دوسری کے پاس رہے لہٰذا یہ قرینہ ہوا چھوٹی کے حق پر ہونے کا۔ اور یہ جذبہ بڑی میں پایا نہ گیا جس سے ثابت ہوا کہ وہ اس کی ماں نہیں ورنہ اپنی حقیقی اولاد کو کوئی ماں نقصان پہنچتا نہیں دیکھ سکتی۔

یہاں ایک سوال یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے حضرت داؤدؑ کے حکم کو توڑنا اور اس کے برخلاف فیصلہ کرنا کیسے صحیح تھا؟ علماء نے اس کے مختلف جوابات دیئے ہیں۔

سب سے بہتر جواب وہ ہے جسے امام نوویؒ نے اخیر میں ذکر فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام نے حضرت داؤدؑ کے فیصلہ کو ختم نہیں کیا بلکہ انہوں نے حقیقت حال کو واضح کرنے کے لئے ایک حیلہ آزمایا تھا اور جب صورت حال مکمل کر واضح ہو گئی تو بڑی نے اقرار کر لیا کہ بیٹا چھوٹی ہی کا ہے اور اس کے اقرار پر عمل کر دیا گیا تھا کیونکہ اعتراف اور اقرار سے اسی کے مطابق حکم کرنا لازم ہو جاتا ہے خواہ فیصلہ کے بعد ہی ہو۔ واللہ اعلم

هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا لَهُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّي إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ وَلَمْ أَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ فَقَالَ الَّذِي شَرَى الْأَرْضَ إِنَّمَا بِعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيهَا قَالَ فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ أَلَكُمَا وَلَدٌ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِي غُلَامٌ وَقَالَ الْآخَرُ لِي جَارِيَةٌ قَالَ أَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَأَنْفِقُوا عَلَى أَنْفُسِكُمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا

بیان کیں۔ پھر اس (مجموعہ) میں سے چند احادیث ذکر کیں (جن میں سے یہ بھی ہے کہ) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ایک شخص نے دوسرے سے زمین جائداد خریدی، جس شخص نے جائداد خریدی تھی اس نے اس زمین میں ایک مٹکا پایا جس میں سونا تھا اس نے بیچنے والے سے کہا کہ یہ تمہارا سونا ہے اسے لے لو میں نے تم سے زمین خریدی ہے یہ سونا نہیں خریدا۔ فروخت کرنے والے نے کہا کہ میں نے تو تمہیں زمین فروخت کردی تھی اور جو کچھ اس میں تھا وہ بھی (لہٰذا اس سونے پر میرا کوئی حق نہیں) دونوں اپنا مقدمہ ایک شخص کے پاس لے کر گئے۔ اس ثالث نے دونوں سے کہا کہ کیا تمہاری اولاد ہے؟ ایک نے کہا کہ میرا ایک لڑکا ہے، دوسرے نے کہا کہ میری ایک لڑکی ہے۔ ثالث نے کہا کہ اپنے لڑکے کا اس کی لڑکی سے نکاح کردو اور اس سونے کو دونوں اپنے اوپر خرچ کرو اور اس میں سے راہ خدا میں صدقہ بھی دو۔"

(تو ثالث نے دونوں کے درمیان صلح کرادی اور جھگڑا ختم کرادیا۔ چشم فلک نے ایسا دور بھی دیکھا ہے کہ اس قدر دیانتداری لوگوں میں پائی جاتی تھی)۔

كتاب اللقطة

كِتَابُ اللُّقَطَةِ

گری پڑی چیز مل جائے تو اس کا حکم

۲۲۲۱..... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ - فَقَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَشَأْنَكَ بِهَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا

قَالَ يَحْيَى أَحْسِبُ قَرَأْتُ عِفَاصَهَا

۲۲۲۱..... حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور لقطہ کے بارے میں دریافت کیا (یعنی اگر راہ میں گری پڑی کوئی چیز مل جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اس کا غلاف (کور) اور اس کے باندھنے کی رسی (یا ڈھکن وغیرہ) کو ایک سال تک لوگوں کے سامنے پہچان کر بتلاؤ، پھر اگر اس کا مالک آ جائے تو اسے دے دو ورنہ تمہیں اختیار ہے۔

اس نے کہا کہ گم شدہ بکری، بھیڑ وغیرہ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ وہ یا تو تیری ہے یا تیرے (کسی مسلمان) بھائی کی یا پھر بھیڑیے کا حصہ ہے۔

اس نے کہا کہ اور گم شدہ اونٹ کے متعلق کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ اس سے تجھے کیا مطلب، اس کا مشکیزہ اور جوتا اس کے ساتھ ہی ہے، پانی پی لیتا ہے، درخت کے پتے کھالیتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اسے پالیتا ہے۔ ف ❶

ف: مقصد یہ ہے کہ اونٹ تو ایسا جانور ہے کہ اگر وہ بھٹکا ہوا ملے تو اسے پکڑنے کی کوئی ضرورت ہیں کیونکہ اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہیں ہے۔ کیونکہ اونٹ وہ جانور ہے جو کئی کئی روز کا پانی اپنے اندر ذخیرہ کر لیتا ہے لہٰذا پانی نہ ملنے کی وجہ سے اسے کوئی نقصان نہیں ہو سکتا۔ اور اس کے پاؤں کی بناوٹ ایسی ہے کہ اس کی کھال چلنے سے خراب نہیں ہوتی لہٰذا تمہیں اس کو پکڑنے اور اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

❶ لقطہ کہتے ہیں راہ میں گری پڑی چیز کو۔ علامہ نوویؒ نے فرمایا کہ لقطہ کا اٹھانا ضروری ہے یا مستحب؟ اس میں علماء کے دونوں ہی اقوال ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ مستحب ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اگر ایسی جگہ سے کوئی چیز ملے جہاں سے اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو اٹھانا مستحب ہے لیکن اگر ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو واجب ہے تاکہ مسلمان کا مال ضائع نہ ہو۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی کو ایسی گری پڑی چیز مل جائے تو اسے چاہئے کہ ایک سال تک اس کی "تعریف" کرے۔ یعنی اس چیز کے ظاہری غلاف یا کور یا ایسی نشانی جس سے وہ نمایاں رہے اسے ذہن میں بٹھا کر لوگوں کو بتلاتا رہے کہ ایسی ایک چیز ملی ہے۔ اور ایسا کرنا واجب ہے۔

حدیث سے بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ایک سال تک کرنا ضروری ہے۔ لیکن علماء و فقہاء کرام کی اس بارے میں مختلف آراء ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک ہر قیمتی اور حقیر چیز کے لئے ایک سال تک "تعریف" یعنی لوگوں کو بتلانا ضروری ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اس میں تفصیل ہے: اگر وہ حقیر سی چیز ہے تو اتنی مدت تک اس کی تعریف کرنا ضروری ہے کہ جتنی مدت کے متعلق یہ گمان ہو کہ اب اس کا مالک اسے تلاش کرنے نہیں آئے گا۔ مثلاً دس پندرہ روپے کی چیز ہے تو اس کے لئے ایک سال تک لوگوں میں اعلان کرنا ضروری نہیں، دو چار روز بھی کافی ہے۔ البتہ قیمتی چیز کے لئے پورا ایک سال ضروری ہے اور ہر وہ چیز قیمتی شمار ہوگی جس کے بارے... (جاری ہے)

۴۴۴۴۔ وحدثنا يحيى بن أيوب وقتيبة وابن حجر قال ابن حجر أخبرنا وقال الآخران حدثنا إسمعيل وهو ابن جعفر عن ربيعة بن أبي عبد الرحمن عن يزيد مولى المنبعث عن زيد بن خالد الجهني أن رجلا سأل رسول الله ﷺ عن اللقطة فقال عرفها سنة ثم اعرف وكاءها وعفاصها ثم استنفق بها فإن جاء ربها فأدها إليه فقال يا رسول الله فضالة الغنم قال خذها فإنما هي لك أو لأخيك أو للذئب قال يا رسول الله فضالة الإبل قال فغضب رسول الله ﷺ حتى احمرت وجنتاه أو احمر وجهه ثم قال ما لك

۴۴۴۴ حضرت خالد الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے لقطہ کے بارے میں دریافت کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک سال تک اس کا اعلان کردے اور اس کے باندھنے کی رسی اور غلاف کی شناخت کروائے، پھر اسے خرچ کر ڈالے۔ پھر اگر اس کا مالک آجائے تو اسے ادا کردے۔

وہ کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! گم شدہ بھیڑ بکری کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ اسے لے لو اس لئے کہ وہ تو یا تمہاری ہے یا تمہارے بھائی (جس کو ملے گی) اس کی ہے یا پھر بھیڑیے کا حصہ ہے، اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! اونٹ اگر گم شدہ مل جائے تو کیا حکم ہے؟ راوی فرماتے ہیں کہ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ شدید غضبناک ہوگئے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے رخسار سرخ ہوگئے (بقیہ کی

(گذشتہ سے پیوستہ) میں غالب گمان یہ ہو کہ گم کرنے والا اس کو ضرور تلاش کرے گا اور اس کی جستجو ضرور کرے گا۔

احناف کا مشہور مذہب یہ ہے کہ اگر دس درہم (تین چار سو روپے) سے کم کی چیز ہو تو تین یوم تک اس کا اعلان ضروری ہے اور اس سے زائد کی چیز میں سال بھر تک اعلان ضروری ہے (وقتاً فوقتاً)۔ (کما فی الہدایہ)

ایک قول یہ ہے کہ تشہیر کے لئے کوئی مخصوص مدت نہیں ہے۔ مختلف احوال میں مختلف صورت ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی ایسی چیز ہو جس کے متعلق پانے والے کا خیال ہے کہ اس کا مالک دوبارہ اس کی تلاش کے لئے نہیں آئے گا مثلاً کسی کے دس پندرہ روپے یا اس کی قیمت کے برابر کوئی چیز گر گئی تو ظاہر ہے کہ کوئی آدمی انہیں ڈھونڈتا ہوا نہیں آئے گا۔ ایسی چیز کی تعریف اور اعلان دو چار مرتبہ ہی کافی ہے۔ ورنہ اسے فقیر کو دے دینا چاہئے۔ اصل میں مدت کا تعلق اشیاء کی قیمت سے ہے۔ اگر چیز قیمتی ہے تو زیادہ دن تک اعلان کرنا چاہئے۔ بہت زیادہ قیمتی ہے تو ایک سال تک ضروری ہے۔

احناف میں سے شمس الائمہ سرخسی نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ اور صاحب ہدایہ کا بھی یہی رجحان ہے۔

سوال کیا پانے والا خود اس چیز سے فائدہ اٹھا سکتا ہے؟

جواب حدیث میں نبی ﷺ کے ارشاد "ورنہ تمہیں اختیار ہے" کے الفاظ سے استدلال کرتے ہوئے شافعیہ اور حنابلہ نے کہا کہ ایک سال تک اعلان کے بعد بھی اگر مالک نہ آئے تو اٹھانے والا اس کا مالک ہو جاتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھانا اس کے لئے جائز ہو جاتا ہے۔ البتہ اس کے بعد اگر مالک آگیا تو واپس کرنا ضروری ہوگا اگر وہ چیز باقی ہے اور اگر باقی نہیں تو اس کا بدل دینا ضروری ہوگا۔

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ اٹھانے والا اگر فقیر اور محتاج ہو تو اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے مالدار ہو تو صدقہ کرنا ضروری ہے۔ اور صدقہ کرنے کے بعد اگر مالک آجائے تو اسے بتادیا جائے گا کہ وہ چیز صدقہ کر دی گئی ہے اب اسے اختیار ہے چاہے تو صدقہ کا ثواب لے لے چاہے تو اس کا بدل اور تاوان لے لے۔ اگر وہ تاوان لے گا تو صدقہ کا ثواب اٹھانے والے کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ (تفصیلی دلائل کے لئے دیکھئے تکملہ فتح الملہم ۲ر ۲۱۳-۲۱۴)

بھیڑ بکری اگر کہیں مل جائے کہ اس کا مالک نہ مل رہا ہو تو اس کی اجازت ہے کہ وہ خود استعمال کرلے۔ کیونکہ وہ ضعیف اور کمزور جانور ہے اور اسے حفاظت کی ضرورت ہے وہ بھیڑیوں درندوں سے بچاؤ کی ضرورت ہے لہٰذا پانے والا خود بھی استعمال کر سکتا ہے۔

جب کہ اونٹ کمزور جانور نہیں ہے لہٰذا اس کے لینے سے منع فرمایا۔ کیونکہ اس سے کیا مطلب وہ خود اپنی حفاظت آپ کر سکتا ہے لہٰذا اس کا پکڑنا اور اپنے قبضہ میں لینا بھی صحیح نہیں۔

وَلَهَا مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا

وجہ سے) پھر ارشاد فرمایا تیرا اس سے کیا واسطہ، اس کا جوتا اور مشکیزہ اس کے ساتھ ہے یہاں تک کہ اس کا مالک مل جائے (وہ اپنا پانی ذخیرہ کر لیتا ہے اور کئی روز بھی پانی نہ ملے تو بھی گزارا کر سکتا ہے)۔

۲۲۲۳ وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَغَيْرُهُمْ أَنَّ رَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُمْ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ مَالِكٍ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ قَالَ وَقَالَ عَمْرٌو فِي الْحَدِيثِ فَإِذَا لَمْ يَأْتِ لَهَا طَالِبٌ فَاسْتَنْفِقْهَا

۲۲۲۳ اس طریق سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے البتہ اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر خدمت ہوا اور میں اس کے ساتھ تھا پس اس نے لقطہ کے متعلق سوال کیا اور حضرت عمرو کی روایت کردہ حدیث میں یہ ہے کہ جب اس (لقطہ) کا مالک نہ آئے تو پس تو اس کو خرچ کر۔

۲۲۲٤ وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَاحْمَارَّ وَجْهُهُ وَجَبِينُهُ وَغَضِبَ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ لَمْ يَجِئْ صَاحِبُهَا كَانَتْ وَدِيعَةً عِنْدَكَ

۲۲۲۴ حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا آگے سابقہ حدیث کے مثل بیان کیا۔ البتہ یہ اضافہ ہے کہ آپ ﷺ کا چہرہ غصہ کی وجہ سے سرخ ہو گیا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا:
ایک سال تک اعلان کر، اگر اس کا مالک نہ آیا تو وہ چیز تیرے پاس ودیعت (امانت) ہو گی۔

۲۲۲٥ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ صَاحِبَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَقُولُ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ اللُّقَطَةِ الذَّهَبِ أَوِ الْوَرِقِ فَقَالَ اعْرِفْ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ لَمْ تَعْرِفْ فَاسْتَنْفِقْهَا وَلْتَكُنْ وَدِيعَةً عِنْدَكَ فَإِنْ جَاءَ طَالِبُهَا يَوْمًا مِنَ الدَّهْرِ فَأَدِّهَا إِلَيْهِ وَسَأَلَهُ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ فَقَالَ مَا لَكَ وَلَهَا دَعْهَا فَإِنَّ مَعَهَا حِذَاءَهَا وَسِقَاءَهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَجِدَهَا رَبُّهَا وَسَأَلَهُ عَنِ الشَّاةِ

۲۲۲۵ حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے صحابی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے گرے پڑے سونے اور چاندی کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا اس کی رسی اور تھیلی (جس میں وہ رکھا ہوا ہو) کو پہچان لو اور سال بھر تک لوگوں سے شناخت کرواؤ، اگر کوئی اسے نہ پہچانے تو اسے خرچ کر ڈالو (اگر چاہو) اور تمہارے پاس بطور ودیعت کے ہو گا کبھی بھی اگر اس کا مالک آ گیا تو اسے ادا کر دو۔
پھر آپ ﷺ سے بھولا بھٹکا اونٹ ملنے کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا کہ اس سے تمہیں کیا واسطہ، اسے چھوڑ دو، اس کا جوتا اور مشکیزہ اس کے ساتھ ہی ہے، پانی پیئے گا، درخت (کے پتے) کھائے گا اور اسی دوران اس کا مالک اسے پا لے گا۔ پھر آپ ﷺ سے بکری کے متعلق دریافت کیا تو

فَقَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ

فرمایا کہ اسے پکڑلو کیونکہ وہ یا تو تمہارا حصہ ہے یا تمہارے بھائی کا یا بھیڑیے کا۔

٢٢٢٦ ..... وحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَرَبِيعَةُ الرَّأْيِ بْنُ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ زَادَ رَبِيعَةُ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ وَزَادَ فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَعَرَفَ عِفَاصَهَا وَعَدَدَهَا وَوِكَاءَهَا فَأَعْطِهَا إِيَّاهُ وَإِلَّا فَهِيَ لَكَ

٢٢٢٦ ..... حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے گم کردہ راہ اونٹ کا سوال کیا ..... یہ حدیث حسب سابق روایت کی گئی ہے الفاظ کے معمولی تغیر کے ساتھ۔ اور اس روایت میں یہ ہے کہ جب اس کا مالک آئے تو اس سے اس کی تھیلی کے متعلق پوچھ (وہ کیسی ہے) اور گنتی (کہ کتنے روپے ہیں) اور بند ھن (کہ وہ کیسا ہے) پھر اگر وہ بیان کرے تو دیدے اس کو ورنہ وہ تیرا ہے۔

٢٢٢٧ ..... وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ لَمْ تُعْتَرَفْ فَاعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ كُلْهَا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ

٢٢٢٧ ..... حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا لقطہ کے متعلق تو فرمایا کہ: سال بھر تک اس کی شناخت کروائے، پھر اگر نہ پہچانا جائے تو اس کی تھیلی اور بندھن کی رسی کو خوب پہچان لے اور اسے کھالے (خرچ کرلے) اور اگر مالک آجائے تو اسے لوٹادے (رسی اور تھیلی سے مراد وہ چیز ہے جس میں وہ لقطہ پڑی ہوئی ملی، اور اس کی پہچان کا حکم اس لئے دیا تاکہ بعد میں کبھی اگر مالک آئے تو وہ نشانی بتلائے اور یہ نشانی کے ذریعہ جان لے کریہی مالک ہے)۔

٢٢٢٨ ..... وحَدَّثَنِيهِ إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَإِنِ اعْتُرِفَتْ فَأَدِّهَا وَإِلَّا فَاعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا وَعَدَدَهَا

٢٢٢٨ ..... اس سند سے بھی سابقہ حدیث منقول ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ اس چیز کے عدد کو بھی یاد رکھے۔

٢٢٢٩ ..... وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ قَالَ خَرَجْتُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ صُوحَانَ وَسَلْمَانُ بْنُ رَبِيعَةَ غَازِينَ فَوَجَدْتُ سَوْطًا فَأَخَذْتُهُ فَقَالَا لِي دَعْهُ فَقُلْتُ لَا وَلَكِنِّي أُعَرِّفُهُ فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهُ وَإِلَّا اسْتَمْتَعْتُ بِهِ قَالَ

٢٢٢٩ ..... حضرت سلمہ بن کہیل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا، فرمایا کہ میں اور زید صوحان اور سلیمان بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاد کے لئے نکلے، مجھے (راہ میں) ایک کوڑا پڑا ہوا ملا تو میں نے اسے اٹھالیا، ان دونوں نے مجھ سے کہا کہ اسے چھوڑ دو، میں نے کہا کہ نہیں بلکہ میں اس کی شناخت اور اعلان کروں گا، اگر اس کا مالک آجائے (تو ٹھیک) ورنہ اس سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ فرماتے ہیں کہ (ان کے اصرار کے باوجود) میں انکار کرتا رہا۔

فَأَبَيْتُ عَلَيْهِمَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ غَزَاتِنَا قُضِيَ لِي أَنِّي حَجَجْتُ فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَأَخْبَرْتُهُ بِشَأْنِ السَّوْطِ وَبِقَوْلِهِمَا فَقَالَ إِنِّي وَجَدْتُ صُرَّةً فِيهَا مِائَةُ دِينَارٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَتَيْتُ بِهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا قَالَ فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا فَقَالَ احْفَظْ عَدَدَهَا وَوِعَاءَهَا وَوِكَاءَهَا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا فَاسْتَمْتَعْتُ بِهَا

فَلَقِيتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ بِمَكَّةَ فَقَالَ لَا أَدْرِي بِثَلَاثَةِ أَحْوَالٍ أَوْ حَوْلٍ وَاحِدٍ

جب ہم غزوہ سے واپس آگئے تو قضاء وقدر سے حج میرے لئے مقدر کر دیا گیا چنانچہ میں (حج کے بعد) مدینہ آیا اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور کوڑے کا معاملہ اور ان دونوں حضرات کی بات حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی۔ وہ کہنے لگے کہ میں نے (ایک مرتبہ) ایک تھیلی جس میں سو دینار تھے پائی، رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں۔ میں اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سال بھر اس کی شناخت کرواؤ۔ میں نے شناخت کروائی مگر کوئی ایسا نہ ملا جو اسے شناخت کر لیتا۔ میں پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سال بھر (مزید) شناخت کرواؤ۔ میں نے پھر شناخت کروائی مگر کوئی ایسا نہ پایا جس نے اسے پہچان لیا ہو۔ میں پھر حاضر خدمت ہوا تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ سال بھر اور شناخت کرواؤ۔ میں نے شناخت کروائی مگر کوئی نہ ملا جو اسے پہچان لیتا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی گنتی، تھیلی (یا برتن) اور بندھن کی رسی سب کو یاد رکھ لو، اگر اس کا مالک آجائے تو (اسے واپس کر دو) ورنہ اس سے فائدہ اٹھاؤ۔

راوی (شعبہ) کہتے ہیں کہ میں اس کے بعد مکہ میں سلمہ بن کہیل سے ملا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم تین سال تک کروایا یا ایک سال تک۔

۲۲۳۰۔۔۔۔ وحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ أَوْ أَخْبَرَ الْقَوْمَ وَأَنَا فِيهِمْ قَالَ سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ زَيْدِ بْنِ صُوحَانَ وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ فَوَجَدْتُ سَوْطًا وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ إِلَى قَوْلِهِ فَاسْتَمْتَعْتُ بِهَا قَالَ شُعْبَةُ فَسَمِعْتُهُ بَعْدَ عَشْرِ سِنِينَ يَقُولُ عَرَّفَهَا عَامًا وَاحِدًا

۲۲۳۰۔ اس سند سے بھی سابقہ حدیث الفاظ کے معمولی تغیر کے ساتھ منقول ہے۔

شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے سلمہ سے دس برس بعد سنا کہ ایک سال ہی شناخت کروائے۔

۲۲۳۱۔۔۔۔ وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو

۲۲۳۱۔ ان تمام اسانید وطرق کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل روایت الفاظ کے معمولی تغیر و تبدل کے ساتھ مروی ہے لیکن معنی ومفہوم ایک ہی ہے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ ح و حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَفِي حَدِيثِهِمْ جَمِيعًا ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ إِلَّا حَمَّادَ بْنَ سَلَمَةَ فَإِنَّ فِي حَدِيثِهِ عَامَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ وَزَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ وَحَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ فَإِنْ جَاءَ أَحَدٌ يُخْبِرُكَ بِعَدَدِهَا وَوِعَائِهَا وَوِكَائِهَا فَأَعْطِهَا إِيَّاهُ وَزَادَ سُفْيَانُ فِي رِوَايَةِ وَكِيعٍ وَإِلَّا فَهِيَ كَسَبِيلِ مَالِكَ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَإِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا

باب-۳۱۳ باب في لقطة الحاج

حاجی کی گری پڑی چیز اٹھانے کا حکم

۲۲۳۲..... حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُقَطَةِ الْحَاجِّ

۲۲۳۲..... حضرت عبدالرحمن بن عثمان التیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حاجی کا لُقطہ (حج کرنے والے کی گم شدہ اور گری پڑی چیز) اٹھانے سے منع فرمایا ہے۔

۲۲۳۳..... وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ عَنْ أَبِي سَالِمٍ الْجَيْشَانِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ مَنْ آوَى ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ مَا لَمْ يُعَرِّفْهَا

۲۲۳۳..... حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
"جس نے کسی گمشدہ چیز کو خود رکھ لیا تو وہ گمراہ ہے جب تک کہ اس کے مالک تک پہنچانے کے لئے شناخت نہ کروائے"۔[1]

---

[1] مقصدِ حدیث کا یہ ہے کہ حجاج کی گمشدہ اشیاء کو نہ اٹھانا چاہیے کیونکہ حرم کو اللہ تعالیٰ نے جائے امن و حفاظت بنایا ہے۔ اور اگر کوئی اٹھائے تو فقط حفاظت اور مالک تک پہنچانے کی غرض سے ہی اٹھائے۔ بعض علماء نے تو فرمایا کہ دیگر جگہوں کے لقطہ کے بارے میں تو ایک سال تک شناخت کروں اور اعلان کا حکم ہے لیکن حرم کا لقطہ میں ایک سال کی تخصیص نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے "تعریف" اور شناخت ضروری ہے' کیونکہ حرم مکہ وہ مقام ہے جہاں حجاج بار بار آتے ہیں لہٰذا وہاں پر مالک کا ملنا زیادہ ممکن ہے۔ (واللہ اعلم)

باب-۳۱۴ **باب تحريم حلب الماشية بغير إذن مالكها**

مالک کی اجازت کے بغیر جانور کا دودھ دوہنا حرام ہے

۲۲۳۴...... حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تُؤْتَى مَشْرُبَتُهُ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهُ فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهُ إِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوعُ مَوَاشِيهِمْ أَطْعِمَتَهُمْ فَلَا يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ

۲۲۳۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کوئی شخص ہرگز کسی کے جانور سے دودھ نہ دوہے مگر اس کی اجازت سے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص اس کی کوٹھری اور حجرہ میں آکر اس کی الماری کو توڑ کر اس کا کھانا نکال لے جائے تو لوگوں کے جانوروں کے تھنوں میں ان کا کھانا (غذا) ذخیرہ کیا گیا ہے (یعنی جانوروں کے تھن، کھانے کے خزانہ کی طرح ہیں) لہٰذا ہرگز کوئی کسی کے جانور سے بغیر اجازت کے دودھ نہ دوہے"۔[1]

۲۲۳۵...... وَ حَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ جَمِيعًا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَ حَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنِي أَبِي كِلَاهُمَا عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ح وَ حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وَ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ جَمِيعًا عَنْ أَيُّوبَ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ وَابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ مُوسَى كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمْ جَمِيعًا فَيُنْتَثَلَ إِلَّا اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ فَإِنَّ فِي حَدِيثِهِ فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهُ كَرِوَايَةِ مَالِكٍ

۲۲۳۵...... ان مختلف اسانید و طرق سے بھی مذکورہ بالا حدیث ہی کی مثل معمولی الفاظ کے تغیر و تبدل سے روایت منقول ہے لیکن معنی و مفہوم ایک ہے۔

---

[1] حافظ ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں کہ: اس حدیث میں منع کیا گیا ہے مسلمان کو کسی مسلمان کی کوئی بھی چیز بلا اجازت لینے سے اگرچہ حدیث میں ذکر صرف دودھ کا ہے کیونکہ (اس زمانہ میں) لوگ اس میں زیادہ غفلت کا شکار تھے ورنہ اس حکم میں عموم ہے اور ہر چیز اس میں داخل ہے۔ البتہ اگر کسی کو یہ یقین ہو کہ مالک کو علم ہونے کے بعد وہ ناراض نہیں ہوگا بلکہ خوشی اس پر راضی ہوگا تو اس صورت میں بغیر اجازت استعمال کیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم

باب-۳۱۵

باب الضیافۃ ونحوھا

مہمانداری کا بیان

۲۲۳۶ ... حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا لیث عن سعید بن ابی سعید عن ابی شریح العدوی انہ قال سمعت اذنای وابصرت عینای حین تکلم رسول اللہ ﷺ فقال من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ جائزتہ قالوا وما جائزتہ یا رسول اللہ قال یومہ ولیلتہ والضیافۃ ثلاثۃ ایام فما کان وراء ذلک فھو صدقۃ علیہ وقال من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیقل خیرا او لیصمت

۲۲۳۶ ... حضرت ابو شریح العدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا جب رسول اللہ ﷺ نے بات فرمائی اور فرمایا کہ:

"جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے ضروری ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے خاطر تواضع کے ساتھ، لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اس کا جائزہ (خاطر تواضع) کیا ہے؟ فرمایا کہ ایک دن رات تک خوب خاطر کرے، اور تین روز تک میزبانی کرے، اور اس کے بعد جو میزبانی کرے گا وہ اس کے لئے صدقہ ہے، اور فرمایا کہ جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے ضروری ہے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے"۔

۲۲۳۷ ... حدثنا ابو کریب محمد بن العلاء حدثنا وکیع حدثنا عبد الحمید بن جعفر عن سعید بن ابی سعید المقبری عن ابی شریح الخزاعی قال قال رسول اللہ ﷺ الضیافۃ ثلاثۃ ایام وجائزتہ یوم ولیلۃ ولا یحل لرجل مسلم ان یقیم عند اخیہ حتی یؤثمہ قالوا یا رسول اللہ وکیف یؤثمہ قال یقیم عندہ ولا شیء لہ یقریہ بہ

۲۲۳۷ ... حضرت ابو شریح الخزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"مہمانداری تین دن تک (ضروری) ہے اور تکلف کیساتھ خاطر مدارت کرنا ایک دن ایک رات تک ضروری ہے اور کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی کے پاس قیام کر کے اسکو گناہ میں ڈالے؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیسے اسکو گناہ میں ڈالے گا؟ فرمایا کہ کسی شخص کے پاس قیام کرے (مہمان بن کر) اور اسکے پاس خاطر کرنے کیلئے کچھ نہ ہو۔ (یعنی کوئی آدمی مفلس ہو اور مہمانداری کرنے کے لئے اس کے پاس کچھ نہ ہو تو ایسے کا مہمان نہیں بننا چاہئے کیونکہ اگر وہ مہمانداری اور مہمان کا اکرام نہیں کرے گا تو گناہ گار ہو گا لہٰذا ایسے کا مہمان بن کر اور اس کے پاس قیام کر کے میزبان کو گناہ میں نہ ڈالنا چاہئے۔)

۲۲۳۸ و حدثناہ محمد بن المثنی حدثنا ابو بکر یعنی الحنفی حدثنا عبد الحمید بن جعفر حدثنا سعید المقبری انہ سمع ابا شریح الخزاعی یقول سمعت اذنای وبصر عینی ووعاہ قلبی حین تکلم بہ رسول اللہ ﷺ فذکر بمثل حدیث اللیث وذکر فیہ ولا یحل لاحدکم ان یقیم عند اخیہ حتی یؤثمہ

۲۲۳۸ ابو شریح الخزاعی فرماتے ہیں کہ میرے کانوں نے سنا، میری آنکھوں نے دیکھا اور میرے دل نے یاد رکھا جب یہ بات رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی آگے حسب سابق پہلی حدیث کے مثل بیان کیا۔ اور پچھلی حدیث کی آخری بات بھی ذکر کی۔

بمثل ما في حديث وكيع

۲۲۳۹......حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَلَا يَقْرُونَنَا فَمَا تَرَى فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأَمَرُوا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي يَنْبَغِي لَهُمْ

۲۲۳۹ ...... حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم نے خدمت اقدس میں عرض کیا یارسول اللہ! آپ ہمیں (مختلف امور کی انجام دہی کیلئے) بھیجتے ہیں اور ہم ایسے لوگوں میں قیام کرتے ہیں جو ہماری مہمانداری نہیں کرتے، آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ اگر تم کسی قوم میں قیام کرو اور وہ تمہارے لئے اس اہتمام کا حکم کریں جو ایک مہمان کا ہوتا ہے تو اسے قبول کرلو، اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان سے مہمان کا اتنا حق لے لو جیسا کہ ان کو کرنا چاہیئے۔ ❶

باب-۳۱۶ باب استحباب المؤاساة بفضول المال

زائد از ضرورت مال سے مسلمانوں کی خاطر داری کرنا مستحب ہے

۲۲۴۰......حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلَى رَاحِلَةٍ لَهُ قَالَ فَجَعَلَ يَصْرِفُ بَصَرَهُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا ظَهْرَ لَهُ وَمَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ مِنْ زَادٍ فَلْيَعُدْ

۲۲۴۰ ...... حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک بار نبی ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں تھے کہ اس دوران ایک شخص اپنی سواری پر سوار آیا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جسکے پاس ضرورت سے زائد سواری ہو وہ اسے دیدے جسکے پاس سواری نہیں اور جسکے پاس ضرورت سے زائد توشہ ہو وہ اسے دیدے جسکے پاس توشۂ سفر نہیں۔ ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے کئی اقسام کے مال

---

❶ ان احادیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مہمان کا اکرام کرنا بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور ہر مسلمان کو اپنے مہمان کا اکرام کرنا چاہیئے۔ اور اکرام کا مطلب بھی صراحتاً فرمادیا کہ ایک دن ایک رات تو معمول سے ہٹ کر اپنی استطاعت کے مطابق اچھا اور عمدہ کھانا کھلایا جائے۔ جب کہ مہمانداری تین دن تک رکھنا ضروری ہے۔ باقی دو دنوں میں اپنے معمول کے مطابق کھانا پیش کرے۔ البتہ تین دن سے زائد کسی مہمان کو خود ہی قیام نہ کرنا چاہیئے تاکہ میزبان پر بوجھ اور بار نہ ہو۔ البتہ اگر میزبان تین دن سے زائد میزبانی کرے گا تو اس کے حق میں صدقہ ہوگا۔ آخری حدیث سے یہ بات بظاہر معلوم ہوتی ہے کہ اگر کوئی قوم اور بستی والے اپنے مہمان کا خیال اور اکرام نہیں کرتے تو مہمان کے لئے زبردستی "حق ضیف" (مہمانداری کا حق) لینا جائز ہے۔ چنانچہ بعض علماء نے اسی کو اختیار کیا۔ جیسا کہ امام احمد نے فرمایا البتہ ان کے نزدیک یہ جنگلوں میں رہنے والوں اور آبادی سے ہٹ کر رہنے والوں کے لئے ہے۔ شہر اور بستی والوں کے لئے نہیں کیونکہ شہروں میں بازار اور کھانے پینے کی دکانوں کی موجودگی کی وجہ سے مہمان کو میزبان کی میزبانی کی ضرورت نہیں ہوتی۔

لیکن جمہور علماء نے فرمایا کہ میزبانی کرنا واجب نہیں ہے سنت مؤکدہ ہے لہٰذا کسی مہمان کے لئے میزبانوں سے حق مہمانی زبردستی وصول کرنا جائز نہیں الا یہ کہ وہ مجبور اور مضطر ہو۔

جہاں تک حدیث باب کا تعلق ہے تو جمہور علماء نے فرمایا کہ اس کا تعلق مضطر اور مجبور لوگوں سے ہے جو بازار سے خرید نہیں سکتے۔ اور ایک حدیث کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو محتاج ہوں اور وہ طلب بھی کریں لیکن جس سے طلب کی جائے وہ منع کرے تو اس کے لئے جائز ہے کہ زبردستی لے لے۔ واللہ اعلم

به علي مَنْ لا زَادَ لَهُ قَالَ فَذَكَرَ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَكَرَ حَتَّى رَأَيْنَا أَنَّهُ لا حَقَّ لِأَحَدٍ مِنَّا فِي فَضْلٍ

بیان کئے۔ یہاں تک ہمارا یہ خیال ہو گیا کہ جو زائد از ضرورت مال ہو اس میں ہم میں سے کسی کا حق نہیں ہے۔ (یعنی فاضل اور زائد مال کو رفاہِ عام اور مسلمانوں کی خدمت اور راہِ خدا میں خرچ کرنے کی تلقین و فضائل بیان فرمائے)۔

باب-۳۱۷ باب استحباب خلط الأزواد إذا قلت والمؤاساة فيها

جب توشۂ سفر کم ہوں تو سب کے توشے ملانا بہتر ہے

۴۲۴۱ ..... حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ الْيَمَامِيَّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ فَأَصَابَنَا جَهْدٌ حَتَّى هَمَمْنَا أَنْ نَنْحَرَ بَعْضَ ظَهْرِنَا فَأَمَرَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ فَجَمَعْنَا مَزَاوِدَنَا فَبَسَطْنَا لَهُ نِطَعًا فَاجْتَمَعَ زَادُ الْقَوْمِ عَلَى النِّطَعِ قَالَ فَتَطَاوَلْتُ لِأَحْزُرَهُ كَمْ هُوَ فَحَزَرْتُهُ كَرَبْضَةِ الْعَنْزِ وَنَحْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً قَالَ فَأَكَلْنَا حَتَّى شَبِعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ حَشَوْنَا جُرُبَنَا فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ فَهَلْ مِنْ وَضُوءٍ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ بِإِدَاوَةٍ لَهُ فِيهَا نُطْفَةٌ فَأَفْرَغَهَا فِي قَدَحٍ فَتَوَضَّأْنَا كُلُّنَا نُدَغْفِقُهُ دَغْفَقَةً أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً قَالَ ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ ثَمَانِيَةٌ فَقَالُوا هَلْ مِنْ طَهُورٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَرِغَ الْوَضُوءُ

۴۲۴۱..... حضرت ایاس بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک غزوہ میں نکلے، ہم کو پریشانی اور مصیبت لاحق ہو گئی (کھانے پینے اور زادِ راہ کی) حتیٰ کہ ہم نے اپنی بعض سواریاں (اونٹ) ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا تو ہم نے اپنے توشے جمع کئے اور ایک چمڑے (کا دستر خوان) بچھایا، اور پوری قوم کا توشہ اس چمڑہ پر جمع ہو گیا، سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس توشہ کی پیمائش اور دیکھنے کے لئے کہ کتنا ہے لمبا ہوا تو میں نے اسے ناپا تو وہ اتنا تھا کہ جتنا ایک بکری کے بیٹھنے کی جگہ۔ جب کہ ہم چودہ سو افراد تھے، فرماتے ہیں کہ ہم سب نے کھایا حتیٰ کہ سب خوب سیر ہو گئے پھر اپنے توشہ دانوں کو بھی بھر لیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا وضو کا پانی ہے؟ ایک آدمی ڈول میں ذرا سا پانی لے کر حاضر ہوا، آپ ﷺ نے اسے ایک پیالہ میں ڈال دیا، ہم سب نے اس سے وضو کیا اور خوب بہاتے جاتے تھے، چودہ سو آدمیوں نے (وضو کیا) اس کے بعد آٹھ افراد اور آئے اور کہنے لگے کہ کیا پاکیزہ پانی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وضو ہو چکا ہے (یعنی اب پانی ختم ہو چکا ہے جس سے وضو کیا جائے)۔[1]

تمّ الجزء الثاني من كتاب مسلم
ويليه الجزء الثالث. اسأل الله تعالىٰ أن يجعله خالصاً لوجهه الكريم
وذخراً لآخرتي و تقبل مني. اللهم انصر لكاتبه ولوالديه آمين

---

[1] علامہ نوویؒ نے فرمایا کہ: اس حدیث میں حضور اقدس ﷺ کے دو معجزے ظاہر ہیں ایک تو کھانے کی کثرت اور دوسرے پانی کی کثرت اور دونوں میں ظاہری اعتبار سے کثرت ہوئی۔
علامہ مازریؒ نے اس معجزہ کی تحقیق کرتے ہوئے فرمایا کہ جب بھی اس کھانے کا ایک حصہ کھالیا جاتا تھا تو اللہ تعالیٰ دوسرا حصہ پیدا فرما دیتے تھے یا پانی کا ایک گھونٹ پیا جاتا تھا تو اللہ تعالیٰ دوسرا گھونٹ پیدا فرما دیتے تھے۔ غرض نبی ﷺ کے دیگر بہت سے معجزات کی طرح یہ بھی آپ ﷺ کے دو معجزے تھے جو اس سفر میں ظاہر ہوئے۔